بدیع الزمان نے ارشاد صاحبقران قبول کیا اور سامان شکار کیلئے کارات بہم درست ہوتا رہا
صبح کو جب صیاد فلک دام شعاع بر دوش کاشانۂ مشرق سے سبزہ زار فلک پر نکلا صید افگن ثابت و سیارگان ہوا
اور آفتاب عالمتاب سپہر صاحبقرانی کوکب شبستان فیروزہ فلک کامرانی یعنی بدیع الزمان عالیشان بقصد شکار
عازم میدان ہوا اور نور کا تڑکا نسیم سحر کا چلنا شگوفوں کا کھلنا غنچوں کا مسکرانا بلبلان شوریدہ کا شور
جنگل میں رقصان مور طائروں کا اپنے اپنے کاشانوں اور آشیانوں سے تلاش آب و دانہ میں بال
بار کر اڑنا یاد صانع عالم میں ہر ذی روح مصروف ہر قلب ذکر حق سے مالوف موذن قمری منبر سرو پہ
خطبہ خوان حق سرہ گویان یہ بیت ہر گیاہی کہ از زمین روید + وحدہ لاشریک لہ گوید + خلاصۂ کلام شہزادہ
عالیمقام با حشم و خدم صحرا میں صید افگن تھا اور ہر طرف فضائے نزہت انتمائے دشت دیکھ کر
دیکھتا جاتا تھا کہ سامنے کچھار سے ایک آہو مثل معشوق طناز سراپا ناز اٹھکیلیاں کرتا طرارے
بھرتا پیدا ہوا ابیات چل زہے لفت تیک کے اوپر + واہ رے آہو تیری پھبکی + رم محبوب یاس سے
عاری تھا + دل کے رشتے کا وہ شکاری تھا + بدیع الزمان اسکی رعنائی اور زیبائی دیکھ کر شیفتہ
اور فریفتہ ہوئے سرداروں کو اپنے حکم دیا کہ اسکو زندہ گرفتار کرو خبردار جانے نہ دیجو حکم ہوا
نے حلقہ باندھ کر اسے گھیر لیا مگر ہرن سنبھل کر کنوتیاں بدل کر طرارہ بھر کر سر پر سے شہزادے کے نکلا
بدیع الزمان نے بھی اسکے پیچھے گھوڑا اٹھایا اور کئی کوس نکل آیا ساتھی چھوٹ گئے اور یہ ایسے
بڑھے اور سر وقت کہ جب ہرن پر دسترس نہ پہنچا اور وہ زندہ گرفتار نہ ہوا تو شہزادے نے ترکش سے تیر پر زدہ
نشست تھا پیوستہ شست وفا کر کے کمان میں پیوستہ کر کے لگایا ہے قضا گفت گیر و قدر گفت وہ
ملک گفت احسن ملک گفت زہ + تیر اسکے دوسار ہوا اور ہرن زمین پر گرا شاہزادے نے مرکب سے
کود کر اسے ذبح کیا جیسے ہی وہ ہرن ہلاک ہوا ایک صدائے مہیب پیدا ہوئی کہ جس سے دل تودۂ
فلک کا ہل گیا اور ماہ و ماہی تک زلزلہ پڑ گیا کہ ای فرزند حمزہ تو نے بڑا غضب کیا کہ قتل کیا
غزال جادو کو یہ حد طلسم ہوشربا ہے یہاں سے اب بچکر جانا تیرا دشوار ہے جو ہونا ہو سو ہو تجھسے اگر
شہزادے نے دیکھا کہ صحرا تمام گرد و غبار سے تاریک ہو آندھیوں کا طوفان برپا ہے بعد ایک لمحہ کے
شاہزادے پر بیہوشی طاری ہوئی جب آنکھ کھلی اپنے کو قید گران میں مقید پایا سر زانوئے فکر پر
جھکایا اور یہاں اسیر بن عمرو نامدار عیار شاہزادہ کا منتظر جب آیا دشت کو تیرہ و تار پایا فتنہ
کا آثار دیکھا یہ بھی جاننا چاہیے کہ عمرو عیار کے بیٹے امیر حمزہ کے بیٹوں کے عیار ہیں یعنی اسیر
کے یہاں ان کا جس شاہزادی سے ہوتا ہے اسکی وزیرزادی سے عمرو کے یہاں ان کا ہوتا ہے اور

اُس شاہزادے کا وہی عیار ہوتا ہے غرض اسپہ عیار نے دیکھا کہ جب وہ تاریکی دور ہوئی لاش بدیع الزمان
کی خاک پر پڑی ہے وہ چاندسی صورت خون میں بھری ہے واضح ہو کہ شاہزادہ جب طلسم میں پہونچا
خبر مالک طلسم افراسیاب کو ہوئی اُسنے محافظ طلسم ملکہ شرارہ جادو سے حکم دیا کہ شاہزادے کو
گرفتار کرے اور اُنکی صورت کا پتلا بنا کر سحر سے مار ڈالے اسلیے کہ دوسرون کو عبرت ہو اور طلسم کے اندر
آنیکی جرأت نکرین القصہ عیار شاہزادہ نامدار کی لاش سے لپٹ کر رونے لگا اور گریبان اپنا چاک کیا
خاک سر پر اُڑا لاشے کو گھوڑے پر ڈال لشکر صاحبقران کی طرف چلا راہ میں ہمراہی اور رفیق شہزادے
شاہزادے کے ملے اُنھین جب یہ ماجرا غم انگیز نظر آیا فرط الم سے کلیجہ منہ کو آیا روتے پیٹتے خاک اڑاتے
خدمت امیر میں آئے جب اہل لشکر اور امیر نامور نے یہ سانحہ جانگداز ملاحظہ فرمایا بیتابانہ نالہ و
شیون کیا سارے لشکر اور محلات عظمی میں شور گریہ و بکا بلند تھا ملکہ گردیا بانو مان شہزادے کی
پچھاڑین کھاتی تھی اور زبان حال سے سناتی تھی بیت ای راحت جان و دل ہمارے + تنہا
ہمین چھوڑ کر سدھارے بلکہ فرزندی و مرا خبر نکردی + بے تکیہ نظر نکردی + یہان تو یہ شور نوحہ و
زاری برپا تھا مگر عمرو سے امیر نے فرمایا کہ جلد مرکب اشقر دیو نژاد کو تیار کرکے لا کہ میں تلاش
قاتل شہزادے کے لیے جاؤن اور اُسے قتل کرکے اسکا بھی سر لاؤن عمرو نے عرض کی کہ اے شہریار
مردون دقار میں نے سنا ہے کہ شاہزادے کو کسی انسان نے نہین شہید کیا ہے بلکہ صحرا تاریک ہو گیا
کچھ معلوم نہوا اسکے کہ لاشہ بے سر ملا امیر نے فرمایا کہ واللہ اسمین کچھ اسرار ہے اس حال سے
آگاہ پروردگار ہے بلاؤ خواجہ بزرجمہر کے صاحبزادون کو کہ حال از روے علم رمل و نجوم کے
کچھ شاہزادے کا معلوم کرین یہ بھی دریافت ہو کہ خواجہ بزرجمہر وزیر نوشیروان کے امیر سے
نہایت محبت رکھتے ہین اپنے لڑکون کو لشکر امیر کے ساتھ کر دیا ہے کہ وہ بطور رمالی ہمیشہ
مستعد رہتے ہین حال خواجہ بزرجمہر اور امیر اول کے دفترون میں مذکور ہے یہان بیان کرنے سے
ناظرین فسانہ اسقدر کافی ہے الحاصل بارشاد امیر فرزندان خواجہ بزرجمہر کو بلایا اور بارگاہ
میں باعزاز تمام صدر نشست پر بٹھایا شہزادے کا حال پوچھا خواجہ بزرگ امید اور خواجہ سیاوش اور
خواجہ دریادل فرزندان خواجہ بزرجمہر نے تختہ لفکر پر قرعہ تقل کو پھینکا اور زائچہ کھینچکر نظرات
سیارگان و بروج و اشکال رمل سب ملاحظہ کرکے بعد خوض و غور بسیار سر اٹھا کر فرمایا کہ اے شہریار نوفادار
شہزادہ صحیح و سالم ہے مگر قید شدید میں ساحرون کی گرفتار ہے ناچار ہوا اور یہ جو لاش آپکے سامنے
آئی ہے پیدائش سحر کی ہے کی تصویر بنائی ہے آپ اسم اعظم پڑھکر پانی پر دم کیجیے اور اس لاش پر چھڑک دیجیے

پھر قدرت خالق کا تماشا دیکھیے امیر نے اسم اعظم پانی پر دم کرکے لاش پر چھڑکا فوراً وہ لاش ہاش کرکے آئی کی
شعور پر نظر آئی امیر نے گردن بسجدۂ باری جھکائی کہ شکر ہے تیرا کہ تو نے خبر حیات فرزند سنوائی خواجہ اور دو
کو خلعت فاخرہ دیکر رخصت فرمایا اور اُس لاش کو پھنکوا دیا لشکر میں شور وغیرہ جو بلند تھا وہ موقوف ہوا
سب نے جان تازہ پائی زندہ رہنے کی شاہزادے کی خوشی منائی امیر نے عمرو کو بلایا اور بہت کچھ زر و جواہر
دیکر واسطے خبرگیری شاہزادہ نامور کے مامور کیا عمرو نے باندہ پائی عیاری سے اپنے جسم کو آراستہ کیا زنبیل
اور جال الیاسی و گلیم عیاری اور گنبد اصفا اور دو لوچا مہرہ اور قنطورسے مینا دیو اور شطرنجی
دانیالی وغیرہ کو سنبھالا اور سب تحفہ اور تبرک جو کہ دستیاب ہوئے تھے ساتھ لیے راوی کہتا ہے کہ جب
لشکر امیر حمزہ ہندوستان کو تسخیر کرنے آیا تھا اسی زمانے میں عمرو نے مزار انبیا علیہم السلام کی زیارت
کی اور وہاں عمرو کو ایک غنودگی آئی عالم خواب میں جمال باکمال چند انبیا کا دیکھا اور عمرو سے
انھوں نے فرمایا کہ ہمارے مزار کے روضہ میں زنبیل وغیرہ اشیاے عیاری رکھے ہیں انھیں لے لے
زنبیل ایک کیسہ ہے کہ علاوہ اس دنیا کے ایک عالم اسمیں بھی آباد ہے جب تم چاہو گے اس میں جو چیز
ہو جائیگی اور جو چاہو گے وہ اسمیں رکھ لو گے اور گلیم عیاری ایسی ہے کہ جب تم اسے اوڑھ لو گے
تم سب کو دیکھو گے اور تمھیں کوئی نہ دیکھے گا اور جال الیاسی یہ صفت رکھتا ہے کہ اگر کروڑوں من کے وزن
کی چیز ہو مگر جب تم جال پھینکو گے وہ سوا سیر کی ہوکر اسمیں آجائیگی اور شطرنجی جہاں کہیں بچھی
کردو گے اور اسکے نیچے بیٹھو گے کوئی تمھیں گرفتار نہ کرسکیگا جو اسکے اندر آئیگا الٹا ہو کر لٹک جائیگا اور
گنبد اصفا کو پھینک کر جتنا کہو گے کھل جائیگی اور بڑھنے کو چاہو گے بڑھ جائیگی اور کسی چیز سے
وہ نہ کٹیگی نہ ٹوٹیگی اور دو لوچا مہرہ جب پہنو گے سات رنگ بدلیگا کبھی سفید ہوجائیگا اور کبھی سرخ کبھی
زرد وغیرہ اسی طرح سے جتنی چیزیں ہیں سب کرامت رکھتی ہیں عمرو کو جب یہ بشارت ہوئی اُن
اشیا کو لے لیا ذکر اسکا دفتر اول میں ہو گیا خلاصہ ناظرین خدا بدان اشیا کا جہاں ذکر آوے تو
اسی مضمون سے اُسے سمجھ لیں اور انھیں اشیا کو عمرو نے درست کرکے واسطے تلاش کرنے بدیع الزمان
کے راستہ لیا اور بعد عشا تمام اُسی صحرا کی طرف روانہ ہوا کہ جہاں سے دیو دار شب ہا و فرار کہ
گردش نہی دید شاہین و بانہ + وہ مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری بعد طے مراحل جب اُس جگہ
کہ جہاں بدیع الزمان گم شدہ ہوئے تھے پہونچا صحراے سبزہ زار اور نزہت افزا رشک فردوس ایک
ہر طرف دیکھا گلہاے خودرو سبزہ و اشجار گل بستہ + غنچہ و ابر دار بستہ + بلبلیں مست ہر گل گونہ گونہ از
رنگی + بوئی ہر گل رسیدہ و شگفتہ + عمرو سیر کنان سراغ مطلب کے لیے ہر طرف روانہ تھا کہ یکا یک

سامنے سے ایک غول عورتون کا پیدا ہوا عمرو ایک جھاڑی مین چھپ رہا دیکھا کہ سو نازنینان چنچل
وہ جبینان مہر تمکین قمر دیرس بہررو یا کہ سولہ کا سن + جوانی کی راتین مرادون کے دن + چلی آتی ہین
اور انکے بیچ مین ایک شاہزادی غیرت بخش مہر مبین غزال صحرائے رعنائی طاؤس مست گلشن زیبائی
پوشاک نفیس زیب جسم کیے جواہر کا زیور پہنے خواصون کے کاندھے پر ہاتھ رکھے ہوے جیسے گل بلبلون
مین بیچ مین شاہ + شمع فانوس مین ستارون مین ماہ + خرامان خرامان ادہر ادہر جنگل کی
کیفیت دیکھتی ہوئی روانہ ہین عمرو بیٹھا ہوا کیفیت دیکھ رہا تھا کہ یکایک ان عورتون مین سے ایک عورت
کو رفع احتیاج کی ضرورت ہوئی وہ سب سے علیحدہ ہو کر ایک جھاڑی مین پیشاب کرنے بیٹھ گئی اور باقی
کی سب عورتین شہزادی کی ہمراہ آگے بڑھ گئین عمرو نے خیال کیا کہ اگر ان عورتون کے ساتھ ہو لیجیے
یقین ہے کہ کچھ مطلب براری ہوگی یہ تصور کرکے جھاڑی سے نکل کر اُس عورت کو کہ پیشاب کر رہی
تھی کمند ماری اسنے غل مچایا عمرو نے گیند عیاری کا اُسکے منہ مین ڈال دیا اور تھوڑی بیہوشی
اُسکے منہ پر ملدی وہ بیہوش ہوگئی اُسے ایک درخت سے باندھا اور آئینہ نکالکر اپنے سامنے رکھا
رنگ روغن عیاری کا اپنے منہ مین لگایا اور اسکی صورت کو دیکھکر ویسی ہی صورت اپنی بنائی اور
پوشاک اُسکی اُتار کر آپ پہنی اور اُسے چھوڑ کر آپ بجلدی تمام اُن عورتون مین جا کر کہ آگے جا چکی تھین
ملگیا انھون نے اسکو اپنی ساتھ والی سمجھ کر کہا کہ اے شگوفہ تو بڑی دیر مین آئی وہان کیا کر رہی تھی
عمرو نے جانا کہ جسے بیہوش کر آیا ہے اُسکا نام شگوفہ ہے کہا کچھ ایسی دیر تو نہین ہوئی غرض باتین کرتی
ہوئین وہ سب عورتین ایک باغ کے قریب پہنچین عمرو نے دیکھا کہ دروازہ باغ کا مثل چشم مشتاق
عاشق کھلا ہوا ہے ہوا سے مرغ عیسی دم مسیح نفس وزان ہے وہ نازنینین اندر باغ کے آئین عجب
طیاری کا باغ عمرو نے دیکھا کہ وہ گلشن نگارین گویا ریاض فردوس برین تھا ابیات باغ کا در
لبان دیدہ وا + محو نظارہ گل رعنا + جتنے گل تھے جہان کے اندر + سب تھے اس بوستان کے اندر
اُس گلستان روح افزا کا + باغبان ازل چمن آرا + زمین گل آسمان گل بچہ و برگ گل + نمانده در جہان جز رنگ گل

ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست		اگر فردوس بر روی زمین ست

روش ہری سے درست ہر روش پر جواہرات بجائے سرخی کے کوٹ کوٹ ڈالا ہے درختون کو بادلے سے منڈھا
ہے مہندی کی ٹٹیان اور تاک انگور ہر ایک آراستہ و پیراستہ گرد سبزہ نوخاستہ باد صبا مستانہ وار آتی ہے
ہر پتا شجر سے سر ٹکراتی ہے کٹورے پھولون کے شراب طراوت و نزہت سے لبریز ہین گل ہر ایک عنبر بیز
ہین وسط باغ مین چبوترہ سنگ مرمر کا بنا ہے سو گز سے سو گز تک مربع ہے اُس پر فرش ملوکانہ بچھا ہے

مسند مرصع جواہر نگار شاہانہ آراستہ ہے شامیانہ باسلاک مروارید استادہ ہے اور مسند پر ایک عورت ضعیفہ پوشاک
نفیس پہنے قریب ستر برس کے سن کی تکیہ لگائے ہوئے بصد شان و شوکت بیٹھی ہے سامنے عطردان
پاندان جڑاؤ رکھے ہیں جیسے ہی شاہزادی کہ جسکے ساتھ عمرو آیا ہے وہان پہونچی وہ عورت مسند
سے اٹھی اور ہنستی ہوئی اسے لینے چلی اسنے بھی آگے بڑھکر باادب تمام اُسے سلام کیا اور سب خواصین بھی باعجز
و نیاز دست بستہ پھر اُسکے پیچھے بیٹھین وہ ضعیفہ کہ اسی کا نام شرارہ جادو ہے کہ جسنے بدیع الزمان کو گرفتار
سحر کرکے مقید کیا ہے اور یہ شاہزادی جو اسکے پاس آئی ہے بیٹی ملکہ حیرت جادو زوجہ بادشاہ طلسم
افراسیاب جادو کی ہے اور اسکی بھانجی ہوتی ہے فی الجملہ شرارہ نے ملکہ تصویر جادو دختر حیرت
جادو کی بلائین لین اور پیار کرکے مسند پر بٹھایا پھر رقاصان مہر طلعت کو حکم دیا کہ حاضر ہون اور سامنے
آکر مجرا کرین غرض ناچ ہونے لگا اور جام شراب چلنے لگا اسی جلسہ نشاط مین تصویر جادو نے شرارہ
سے پوچھا کہ اے فرزند تم پیادہ سر شام صحرا مین کس باعث سے نکل کر یہان آئین اس نازنین نے
عرض کیا کہ اے مادر گرامی قدر خالہ جان مین نے سنا ہے کہ آپ نے کسی بیٹے کو صاحبقران کے گرفتار
کیا ہے اور مجھے مسلمانون کے دیکھنے کا کمال اشتیاق ہے کہ یہ لوگ ایسے زبردست ہین کہ جنھون نے خداوند
کو عاجز کر رکھا ہے اور خداوند ان لوگون کے ہاتھ سے دیار بدیار بھاگتے پھرتے ہین اور سنا ہے ان لوگون
نے سیکڑون ملکون کو تہ تیغ کیا ہے اور صدہا طلسمات کو خاک سیاہ و برباد کر دیا ہے لہذا مجھے بھی آرزو
ہوئی کہ انکی صورت دیکھون کہ کیسی توانائی اور طاقت خداوند لقا نے انھین دی ہے اور کیسی شوکت
عطا فرمائی ہے شرارہ جادو نے یہ بیان سنکر ہنس دیا اور حسب خواہش ملکہ تصویر حکم دیا کہ قیدی
کو سامنے لاؤ اور اسکا حال زار ملکہ کو دکھاؤ کچھ جادوگرنیان بموجب حکم کے چلین اور باغ کے اندر بارہ دری
اور عمارات عالی کئی کوس تک تعمیر ہے اسی عمارت کے ایک حجرے مین بدیع الزمان کو قید کیا ہے
یہان بھی ساحرنیون کا پہرا ہے ان کنیزون نے پہرے والیون سے حکم شرارہ جادو پہونچایا اور
بدیع الزمان کو بزور سحر غل و زنجیر مین گرفتار ہاتھون مین ہتھکڑیان اور پاؤن مین بیڑیان بغلون
مین خاردار لکڑیان پڑی ہین فولاد کے چڑھے ہوئے کمر کی زنجیر کو جادوگرنیان تھامے سامنے شرارہ اور ملکہ
تصویر کے لائین اور تصویر نے صورت زیبا اور طلعت جہان آرا کو شہزادہ والا تبار کی دیکھا کہ ایک
نوجوان حسین و جمیل آفتاب عالمتاب سپہر زیبائی و گوہر آبدار بحر خوش ادائی ابیات جامی رحمہ
از حد بشر دور + ندیدہ از پری نشنیدہ از حور + جوانی روے نیکش آشنائی + کہ از نظارہ دو دل اضطرابی
نہال باغ نوجوانی سر بسر حسن + بہار بے بہا مضمون چمن حسن + گل از گلشن از سر تا بپا نازے + ز مژگان ہر نگہ جادو کرشمہ انداز

مقوس ابروان محراب پاکان　　معنبر سائبان بر خواب ناکان

پہنچتی ہی ایک کمان خانۂ ابرو سے شاہزادہ کو تیر عشق جو رہا ہوا ملکہ تصویر کے سینہ سے پار گذرا جینا دشوار ہوا نظم
تھی نظر یا کہ تھی کہ آفت تھی + وہ نظر ہی وداع طاقت تھی + ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ + صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ

دل بیتاب کرنے لگا طپیدن ناز　　رنگ چہرے سے کر گیا پرواز

ملکہ مسند پہ سر رکھ کر بیہوش ہو گئی شہزادہ جادو نے گلاب کیوڑہ بید مشک رخسار پر چھڑکا اور ہنگامہ جو ہوا شہزادے نے بھی ملکہ کو دیکھا کہ ایک نازنین غش سے فرصت پاکے میری طرف بنظر حسرت نگران ہے عجب صورت زیبا اور طلعت جہان آرا ہے کہ مصور آفرینش نے تمثال بے مثال اُسکی بنائی ہے شہزادہ کا دل مضطر باوجود اس قید گران کے بیقرار ہو کر اسکے کمند طرہ تابدار میں اسیر ہوا فی الحقیقت اگرچہ تمام نامی اس غیرت دہ نگارخانۂ مانی کا ملکہ تصویر جادو تھا مگر نظیر جمال عدیم المثل سے اُسکے الشان مثل تصویر بحیرت و صورت آئینہ حیران ہوتا تھا سکتہ ہو جاتا تھا نظم

مانی چو نقش آن بت بد مست میکشد　　چون میرسد بلب نہد او دست میکشد
نقاش چون شمائل آن ماہ میکشد　　نوبت بزلف او چو رسد آہ میکشد

کاتب قدرت طراز قدرت نے شبیہ دلفریب اسکی لوح زیبائی پر قلم رعنائی سے آپ لکھی تھی اور مرقع دہر میں ایسی صورت زیبا دوسری نہ خلق ہوئی تھی شاہزادہ تھیحی ہی ایک جان کیا ملکہ ہزار جان سے اُسپر شیدا ہوا صبر کا پایہ اٹھا اثبات

صدا دل ذوی الاشتیاق الاشتیاق　　کہا صبر نے الفراق الفراق
تشتط حواسوں نے پیدا کیا　　جنون کا علم دل نے برپا کیا
سر کنے لگا پاس ناموس و ننگ　　لگی عقل اور عشق میں ہونے جنگ

مگر اپنے تئیں سنبھالا اور خیال کیا کہ ایک قید شدید میں تو مبتلا ہوا اگر یہ راز عشق فاش ہوگا ہر ایک ایسی طلسم میں دشمن جان دکھائی دیگا جینا دشوار ہو جائیگا ضبط کر کے خاموش ہو رہا مگر ملکہ شہزادہ نے جب ملکہ تصویر کا حال ابتر دیکھا خواصون کو حکم دیا کہ اس قیدی کو سامنے سے لیجاؤ کہ میری لڑکی نے کبھی کسی کو ایسے رنج و مصیبت میں مبتلا نہ دیکھا تھا آج اس قیدی کو دیکھکر اُسے غش آگیا ابھی نام خدا کنوارا پنڈا ہے خون جسم کا بہت ہلکا ہے یہ حکم سنکر جادوگرنیان شاہزادے کو پھر ایک حجرۂ باغ میں لائین اور بند کر کے چلی گئیں شہزادے کو اپنی قید کی مصیبت اُسکے عشق میں سب بھولی اور اُسکی یاد دل حزین کو بیتاب کرنے لگی بزبان حال اُس قید میں یہ ورد تھا نظم عالم کا ترے جہان بیان ہے بیتابی دل جہان جہان ہے + زنجیر جنون کڑی نہ پڑیو + دیوانے کا پاؤں درمیان ہے + اور یہ خیال آتا تھا

کہ اے بدیع الزمان بھلا وہ سفر و حسن و جمال کا ہمکو تمھارا خیال رکھتی ہوگی اگر اب تم اس قید سے
بھی رہائی پاؤگے تو یقین ہے کہ قید عشق میں تڑپ تڑپ کر مر جاؤگے سخت مدت قید اسیران محن
کیا کیسے + نکل گئے سو بار کرے تختہ زندان سر پر + خلاصہ یہاں تو شہزادے کی یہ کیفیت ہے مگر وہاں
تصویر جادو نے جب سامنے اپنے مطلوب کو نہ دیکھا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے اس باغ میں اپنے
گل خوبی کو تلاش کیا جب نظر نہ آیا ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور انجام کے خیال میں
کچھ سوچ کر خاموش ہو رہی شہزادے نے کہا کیوں بیٹی مزاج تمھارا کیسا ہے کہا خالہ جان کیا کہوں
جی بیٹھا جاتا ہے اور دل میں ہول سمایا ہے کہ ایسی مصیبت بھی لوگ سہتے ہیں اور یوں گرفتار
رہتے ہیں شہزادے نے کہا کہ اے فرزند تم تو نام خدا شاہزادی ہو تمھیں ایسی وحشت نہیں چاہیے
شاہان روزگار کے یہاں گنہگار اسیر و ایسے بھی ہوتے ہیں کہ کوئی سولی دیا جاتا ہے کوئی گردن مارا جاتا
ہے کوئی نوازش خسروانہ سے خلعت و زر پاتا ہے یہ شخص فرزند حمزہ دشمن ساحران ہے افراسیاب
جادو نے اسے قید کیا ہے چھوٹنا اسکا بہت دشوار ہے اگر کوئی اور قیدی ہوتا تو میں تمھاری
خاطر سے اسے رہا کر دیتی بلکہ مال و زر دیتی اب تم جاؤ اپنے باغ میں جا کر غنچہ خاطر شگفتہ کرو اور اس
خیال لاطائل اپنے دل سے نکال ڈالو تمھارا حال میں اور کچھ دیکھتی ہوں کہ ماتھے پر پسینہ ہے
اب تک وہی خوف و بیم کا غلبہ ہے اگر یہاں ٹھہرو گی وہی حال پیش نظر رہیگا اس سے بہتر ہے
کہ اپنے مقام پر جا کر ہمراہیوں کے ساتھ دل بہلاؤ اور کچھ اس قیدی کی فکر نہ کرو یہ باتیں شہزادے
کی سنکر تصویر جادو وہاں سے اٹھی اور جی میں کہتی تھی کہ چلو اچھا ہے کہ انھوں نے آپ سے مجھے
رخصت کر دیا اگر یہاں ٹھہرتی کوئی کلمہ درد و غم منہ سے نکل جاتا راز عشق کھل جاتا اب اپنے
باغ میں چلکر غم سے دل کو خالی کرینگے اور جی کھول کر خوب روئینگے غرض شہزادے کو اس ماہ
کامل نے بشکل ہلال خم ہو کر سلام کیا آنسو بہاتی ہوئی اور دعا دیکر رخصت کیا سب کنیزیں کہ باغ
میں سیر کر رہی تھیں ملکہ کے جانے کی خبر سنکر حاضر ہوئیں تصویر بھی بشکل کنیز تھا اسے دل میں سوچا
کہ ملکہ چلی جائیگی اسکے ساتھ خدا معلوم کہاں جانا ہو تمھارا شہزادہ اسی جا قید ہے اس حرامزادی
شہزادہ جادو کو قتل کر دو اور بدیع الزمان کو چھڑا لو یہ خیال کرکے ملکہ شہزادہ کے سامنے آیا
اور دست بستہ عرض کیا کہ لونڈی کو یہ مقام اور باغ بہت پسند آیا ہے آج میرا جی نہیں چاہتا
ہے آپکے قدموں سے جدا ہوں اور دوسرے میں نے علم موسیقی کو خوب حاصل کیا ہے اور آج
آپ ایسا قدردان مجھے ملا ہے چاہتی ہوں کہ شب بھر رہکر وہ سب کمال آپ کو دکھاؤں اور

بن ترے سیر چمن خوش آئے کیا اے سرو ناز	پھول جو ہے میری نظروں میں وہ نگ خار ہے
جو غنچۂ گل کی ہنسی ہے وہ ہے شکل کمان	شکل ناوک موج بوئے گل جگر کے پار ہے

لالہ وار دل غم عشق سے داغدار نرگس آسا چشم براہ انتظار سنبل نمط پریشان و زار ملکہ تصویر جادو
پادشہزادہ والا تبار میں وہاں فریفتہ ہوئی مگر بیتاب و بیقرار ہے لیکن اب حال سنیے تراشندۂ کافران
دین پرندہ جادوگران خنجر گزار خواجہ عمرو عیار کا کہ جو باغ میں ملکہ شہزادے کے پاس ٹھہرے تھے
شام تک تو بارہ دری میں شہزادہ کی خواصوں کے ساتھ خوش فعلی اور مذاق کرتے رہے کسی کے چٹکی
لے لی کسی کے گال پر گال رکھ دیا آنکھ بچا کر جسکا جو مال پایا زنبیل میں رکھ لیا اب کسی کا پاندان ندارد
کسی کا مقابہ غائب ایک ہنگامہ ہے معلوم نہیں ہوتا کون لیگیا غرض اسی ہنگامہ میں شام ہوئی شہزادہ
نے کھانا شراب کباب سب متعلقین اپنے خاصے پر سے بھیجیں جب سب ضروریات سے فراغت ہوئی
چبوترہ بلوریں پر شہزادہ فرش کیا آکر بیٹھی باغ میں روشنی ہوئی قندیلیں مثل قطرہ ہائے نور [illegible]
میں آویزاں ہوئیں بارہ دری میں ہانڈیاں جھاڑ جا بجا کنول جملہ شیشہ آلات فانوسوں [illegible]
کر کے روشن کیا سبحان اللہ ایسی جگہ کا کیا کہنا منظر آئینہ تھا کہ باغ جوہر تھا [illegible]
در و دیوار گیریوں میں بہار کیسے پستان [illegible] دیوار [illegible] قمقمی کنول ہر کھا جوبن [illegible]
فواروں کے خزانے میں بادلہ کتر ڈالدیا اور نہروں کا پانی جھلکا اگیا الغرض جب آراستگی ہو چکی
اسوقت ارباب نشاط کی طلب ہوئی شہزادہ نے کہا شگوفہ کو بلاؤ بموجب حکم شگوفہ حاضر ہوئی اور پیشواز
سنگا کر سنہری چپراسی پاؤں میں باندھی سازندوں کا ہونٹوں سے جو [illegible] حکم دیا کہ ساز
اپنے اپنے ملائیں اور عمرو نے جوڑی نے کی اپنے پاس سے نکالی جاننا چاہیے کہ عمرو کو وہ الغوزہ [illegible]
امیر کے ساتھ حضرت جبرئیل نے شاگرد کیا ہے اور تین دانے انگور کے کھلائے ہیں [illegible] دانہ کی
خاصیت یہ ہے کہ عمرو خوش الحان ہے اور الحان داؤدی رکھتا ہے اور دوسرے دانہ کی تاثیر سے
بہتر صورتیں بدل سکتا ہے جب صورت کا خیال لائے بقدرت خدا وہی بنجائے اور تیسرے دانہ کے
سبب سے عمرو زبان ہر قوم کی سمجھتا ہے اور انھیں کے محاورے میں گفتگو کرتا ہے الحاصل عمرو نے بانسری لیکر
لبوں سے لگائی اور تھوڑے سے موتی لیکر منہ میں لیے اور ایک تار ریشمی انگوٹھے میں پاؤں کے باندھا اور دوسرا
سرا اسکا لبوں سے دبا لیا اور گلابی شراب کی بغل میں دبائی اور پیالہ ہاتھ میں لیا اور گت ناچنا شروع
کیا اور اس طرح کہ جب چاہا ایک گھونگرو بجا اور جب چاہا سب بجے اور جب نہ چاہا ایک نہ بجا منہ سے
موتی ہر تال اور گت میں نکل کر تار میں پروئے جاتے تھے اور پیمانہ میں شراب بھرا رہتا تھا اور [illegible]

پلاتا تھا ناچ مین چھل بل اور ادا دکھاتا تھا کہ ہر طرف سے حسنت و آفرین کی صدا بلند تھی **قطعہ**

وہ گھٹنا وہ بڑھنا اداؤن کے ساتھ	دکھانا وہ رکھ رکھ کے چھاتی پہ ہاتھ
کبھی دل کو پاؤن سے مل ڈالنا	نظر سے کبھی دیکھنا بھالنا
دوپٹے کو کرنا کبھی منھ کی اوٹ	کہ پردے مین ہو جائے دل لوٹ پوٹ

شہزادہ کو ایک عالم حیرت ہے کہ یہ انسان ہے یا شعلہ ہے یا شہزادہ ہے عجب طلسم کا ناچ ہے بانسری مین گت کا ٹھیکا بج رہا ہے سرود کا تسلسل جاری ہے شرابا اہل محفل کو برابر پہنچتی ہے ملکہ شہزادہ نے تعریف کی اور بالا اتار کر دیا ہمجولی نے سلام کر کے ناچتے ہوئے جا کر سامنے کر دیا شہزادہ نے گلے مین ڈال لیا اور اب گت موقوف کر کے عمرو گانا شروع کیا کہ صدا ہے دلچسپ اور نغمہ دلکش سے ہر ایک کو غش آگیا اور شہزادہ پر عالم وجد طاری ہوا **شعر**

ہوا بند مٹھی کی آنکھ سے اس اصول	بسیرا کئے جا نور اپنا بھول
درختون سے ٹل ٹل کے باد صبا	لگی وجد مین لوٹنے واہ وا

جب شہزادہ حالت ذوق مین آکر وہ انگی عمرو کا گانا موقوف کیا شہزادہ نے کہا ای کمبخت کیون چھوڑتی ہے آج کیا ہے تو ہم کو کہلانے سے شگوفہ نے عرض کیا کہ ای ملکہ کچھ حال اپنا مین غزل مین عرض کرتی ہون **غزل**

آنکھون کو جانتی ہون پیالہ شراب کا	مستون کو فرض عین ہے پینا شراب کا
میرا نصیب بادہ انگور سے بنا	گھٹی مین میری پڑ گیا قطرہ شراب کا
خمخانہ جہان مین وہ علامہ دہر ہون	دیتا ہے مجتہد مجھے فتوی شراب کا

جب یہ اشعار شہزادہ نے سنے سمجھی کہ یہ طالب شراب ہے لحاظ سے مانگ نہین سکتی ہے بڑی ہشیار ہے کہ اپنے اہل محفل کو شراب پلائی اور آپ نہین پی لیں فورا حکم دیا کہ مے خانہ کا اسباب حاضر کرو کنیزین دوڑین اور کشتیان شراب کی اور ساغر و کنٹر و گلابیان سب لا کر موجود کر دین شہزادہ نے کہا کہ ای شگوفہ آج تو نے مجھے محظوظ کیا مین نے اب تجکو اپنا مقرب بنایا اور اپنی انیسون مین داخل کیا آج ساقی گری ہماری صحبت مین کر اور ہمین بھی شراب پلا عمرو نے یہ شگوفہ نے بڑھکر پانچ اشرفیان نذر دین کہ عہدہ ملا شہزادہ نے خلعت فاخرہ دیا خلعت پہنکر مے خانہ کو شگوفہ نقلی نے آراستہ کیا گلدان اور شیشون کو شراب کے جہان جھاڑ روشن تھے وہان مثل گلدستہ کے آراستہ کیا سبز کنٹر اور شیشہ کو چمن کے برابر رکھا اور اس طرح جھاڑ کے مقابل کیا کہ انکی روشنی اسپر پڑی اور روش پہ گلدستے رکھے ہوئے معلوم ہوا اس طرح سے پھیر بدل کرنے سے غرض عمرو کی یہ تھی کہ جلدی تمام شراب مین بیہوشی ملا دے غرض آنکھ بچا کے سب شراب کو [illegible] بیہوشی کر دیا اور پھر اسی طرح ناچنا

شروع کیا اور گلابی شراب کی قلقل مین واہ کے شراب پیمانہ مین بھرکے ناچتا ہوا ملکہ شرارہ کے
قریب آیا اور جام کو سامنے کرکے عرض کیا کہ ع خوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند * چنان نماند و
چنین نیز ہم نخواہد ماند * شرارہ جادو نے ہاتھ بڑھایا کہ جام لیکر پیئے شگوفہ نے اُس جام کو
اچھال دیا اور اُسے سر پر رکھا لیکن ایک قطرہ شراب کا چھلک کر نہ گرا اور سر کو سامنے لیجاکر جھکایا
اور عرض کیا کہ اے ملکہ افسرون اور سردارون کو سر سے شراب پلاتے ہین شرارہ جادو کو اُسکے
ہنر ہائے شائستہ پر ایک حیرت طاری ہوئی ہر الغرض جام شراب اُسنے لیکر چاہا کہ پی جائے وہ شراب
جب اُسکے منھ کے قریب آئی اور سانس لی ہوا شرارہ کی اُسکو لگی وہ شراب شعلہ ہو کر اُڑی اور وہ
جام خالی رہ گیا اب شرارہ کو ہوش آیا کہ یہ کیا ماجرا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص کوئی عیار ہو فوراً
کلمہ سحر پڑھا اور عمرو جو پیرکہ شگوفہ بنا ہوا ساقی گری کر رہا تھا بیہوش ہوا عمرو کا رنگ اڑگیا اور بدن مین
بیہوشی سی لگا یا تھا کچھ نہ رہا اور صورت اصلی عمرو کی ظاہر ہوئی شرارہ نے جادوگرنیون کو حکم
دیا کہ اسے گرفتار کرو انھون نے عمرو کی مشکین باندھ لین شرارہ نے کہا او مردک تو نے مجھے
مار ہی ڈالا ہوتا دیکھ تو تجھے کس حال زار سے قتل کرتی ہون عمرو نے کہا او فاحشہ کیا تو بچ جائیگی
بادولت جہان تشریف لاتے ہین تجھے مثل مقتول کے جیتے نہین جانے دینگے تیرے غصہ مین
مجھے واصل جہنم کرتا ہون شرارہ کو یہ کلمات سنکر غصہ آیا اور کہتا ہو کہ عجب بدیع الزمان
کو شرارہ نے مقید کیا ہو سحر کے پہرے مقرر کر دیے تھے کہ اگر کوئی عیار شہزادہ نامدار کو چھڑانے آئے تو
خبر ہو جائے یہ باعث تھا کہ شراب شعلہ بنکر اڑی اور عمرو کو اسنے گرفتار کر لیا [illegible]
عمرو سے سنکر عمرو کو ایک درخت سے بندھوا یا اور سحر کا حصار کر دیا اب کوئی شخص [illegible]
اور ایک عرضی بادشاہ طلسم افراسیاب کو مشتمل حالات عمرو تحریر کی کہ مین نے اسے گرفتار کیا ہے
اگر حکم ہو سر کاٹ کر اسکا بھیجدون اور اگر زندہ ہو زندہ روانہ کرون اور یہ عرضی اپنی ایک کنیز
شعلہ رخسار نامے کو دی کہ خدمت شہنشاہ ساحران مین جا کر پہونچائے شعلہ عرضی لیکر گئی
لیکن اب حال افراسیاب جادو مالک طلسم سنیئے کہ اسکی عملداری مین ستر ہزار ملک جادوگر
اور جادوگرنیون سے آباد ہین اور وہان کے بادشاہ سب اسکے مطیع و منقاد ہین اور اس طلسم
مین تین مقام ہین ایک پردہ ظلمات ایک طلسم باطن ایک طلسم ظاہر پردہ ظلمات مین
مرکز افراسیاب کے تخت ہای زمرد رنگ و آفتاب جہار دست وغیرہ رہتے ہین کہ ذکر
انکا وقت فتح طلسم آئیگا اور طلسم باطن مین وزرا امرا مقربان شاہ یعنے افراسیاب کے رہتے

ہین مثل ملکہ حیرت وغیرہ اور طلسم ظاہر مین رعایا اور اکابران شہر ساکن ہین اور ظاہر و باطن طلسم
کے درمیان مین ایک دریاے سحر بنایا ہی کہ نام اُسکا دریا کا دریاے خون رواں ہی اور اُسپر ایک
پل دھوئین کا بنا ہی اور دو شیر دھوئین کے اندر پل پر کھڑے ہین اور ایک عمارت پل کے اوپر تین
درجہ کی بنی ہی اول درجے مین اُسکے پریزادین شہنائیان اور قرنائین منہ سے لگائے ہین اور
دوسرے درجے مین پریان موتی جھولی مین بھرے ہوے کبھی اُچھالتی ہین کہ موتی دریا مین
گرتے اور دریا کی مچھلیان اُن موتیون کو منہ مین لیے تیرتی پھرتی ہین اور تیسرے درجے مین
بڑے بڑے قدآور جوان قوم کے حبشی ہین کہ دو دو صفین باندھے ہوے شمشیر برہنہ کھڑے ہین
اور آپس مین لڑ رہے ہین اور خون اُنکے جسم سے بہکر دریا مین گرتا ہی کہ پانی اُسکا وہی خون ہی
اسی سے نام اُسکا دریاے خون رواں اور نام پل کا پل پریزادان ہی افراسیاب ہر جگہ
طلسم مین سیر کرتا پھرتا ہی اور ہر مقام مین باغ اور عمارتین اور سیرگاہین اور مکانات افراسیاب
کے تعمیر ہین کہ ذکر اُنکا بر وقت داخلہ حمزہ و طلسم کشا شہزادہ اسد کے بیان ہوگا غرض ساحرہ
فرستادہ شہزادہ بزور سحر اُڑکر روانہ ہوئی اور دریاے خون رواں کے کنارے پہونچکر پکاری کہ
اے شہنشاہ ساحران مین فرستادہ شہزادہ جادو کی حضور پرنور کی خدمت مین حاضر ہون افراسیاب
اندر طلسم باطن کے ایک باغ ہی کہ نام اُسکا باغ سیب ہی وہان مع ارکان سلطنت جلوہ فرما تھا
کہ یکایک شعلہ رخسار کے آنے کی خبر اُسکے سحر نے اُسے پہونچائی راوی کہتا ہی کہ افراسیاب جادو
اتنا بڑا ساحر ہے کہ طلسم کے اندر جو اُسکو پکارتا ہی سحر اُسے خبر دیتا ہی اور ایک کتاب اُسکے پاس ہی
کہ نام اُسکا کتاب سامری ہی اُس مین سب حال ہر ایک کا معلوم ہوتا ہی اور بہت سے پتلے
لعبتے فولاد کے ہین لعبتے سحر کے کہ وہ حکم سے افراسیاب کے لڑتے ہین اور سب کام کرتے
ہین اور جسکو حکم ہوتا ہی پنجہ کی صورت ہوکر اُسکو اُٹھا لیجاتے ہین خلاصہ کلام جب شعلہ کے
آنے کی خبر بزور سحر معلوم ہوئی افراسیاب نے ایک پنجہ سحر کا بھیجا کہ وہ آکر شعلہ کو اُٹھا لیگیا
اور سامنے افراسیاب کے پہونچاکر پنجہ تو غائب ہوگیا مگر شعلہ نے دیکھا کہ باغ کی بارہ دری
مین کئی ہزار دنگل اور کرسیان یاقوت احمر کی بچھی ہین اور دنگلون کے نیچے پاے شیر دہان
اور مگر دہان اور فیل چہرہ لگے ہین اور منہ سے اُن چہرون کے شعلے آگ کے نکلتے ہین اور اُن
کرسیون اور دنگلون پر سرداران طلسم ساحران نامی بلباس فاخرہ بیٹھے ہین مثل شعلہ سہار
جادو و نافرمان جادو و زعفران جادو و طاؤس جادو و شکیب موی کاکل کشا

وجمشور سرخ چشم وغیرہ کے نام اور ان کے وقت پر گذارش ہونگے اور ملکہ حیرت جادو جب
افراسیاب تخت پر پہلوے افراسیاب مین جلوہ گر ہے وہ تخت مقام صدر مین آراستہ ہے
جواہرات بیش بہا جڑے ہین اور سامنے ملکہ حیرت کے پانچ عیار بچیان کہ نام انکے صرصر شمشیر زن
وصبا رفتار وشمیمہ نقب زن وشعلہ گند انداز وتیز نگاہ خنجر زن ہین حاضر ہین
صرصر شاہزادی ہے اور چار عیار بچیان صرصر کی مصاحبین ہین اور دو وزیرزادیان کہ نام
انکے یاقوت جادو اور زمرد جادو ہین ملکہ حیرت کے سرپر رومال سے مگس رانی کر رہی
ہین حضار دربار رعب وداب شاہی سے دست بستہ خاموش بیٹھے ہین اور چار وزیر افراسیاب
جادو کے نام انکے باغبان قدرت وصنعت سحرساز وابرق کوہ شگاف و
سرمایہ برف انداز سرپر شہنشاہ جادوان افراسیاب کے مورچھل جنبانی کر رہے ہین الحاصل
شعلہ فرستادہ شرارہ کی جب سامنے آئی مجرا کرکے عرضی پیش کی افراسیاب بعد ملاحظہ جواب
لکھ دیا کہ عمرو کو قتل کر دو شعلہ جواب لیکر رخصت ہوئی افراسیاب نے سحر کا پنجہ بلا کر دریاے
خون روان کے پار اسے بھجوا دیا وہان سے شرارہ کے پاس چلی مگر یہان سے شرارہ کی جگہ
کا فاصلہ ہے تو دوسرے دن پہونچے گی مگر اب حال عمرو کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ بلبل شاخسار
گلشن عیاری ایک درخت سے بندھے ہین کہ اسی ہنگام مین جب زیادہ رات گئی شرارہ جاکر
بارہ دری مین سو رہی عمرو نے دل مین فکر کی کہ کسی تدبیر سے رہا ہون اور شرارہ کو قتل کرون
اسی تدبیر مین تھا کہ اتفاق سے ایک کنیز شرارہ کی ادھر آنکلی کہ [illegible]
اسے دیکھ کر اشارے سے اپنے پاس بلایا اور کہا اے بندی لقا کی ذرا دو باتین میری سن لے
وہ کنیز جب قریب آئی عمرو نے رونا شروع کیا اور کہا کہ مین صبح کو تم جانتی ہو کہ گردن مارا جاؤنگا
اور جلاد جو کچھ مال وغیرہ میرے پاس ہے لیگا اسلیے چاہتا ہون کہ تجھے مال اپنا سپرد کردون اگر
تو میری وصیت بخدا میرا کہنا قبول کرے اور یہ بھی تجھے معلوم ہو کہ مین عیار حمزہ صاحبقران
ہون جواہر اور زر وگوہر بے انتہا اپنے پاس رکھتا ہون یہ کنیز کہ نام اسکا سمن عذار ہے مال کا نام
سنکر لالچ مین آئی اور پاس عمرو کے بیٹھ گئی اور کہا بیان کرو کیا وصیت ہے اور کسقدر مال ہے
عمرو نے کہا مال تو بہت ہے مگر پہلے وصیت سن لو اور وہ یہ ہے کہ جب مین قتل ہو جاؤن تو کچھ
مال صرف کرکے لاش میری شرارہ سے مانگ لینا اور اُسے کفن دیکر دفن کر دینا اور لشکر
صاحبقران مین جاکر نصف مال میرا میری اولاد کو اور بی بی کو دینا اور باقی کو تم صرف کرنا

سمن عذار نے کہا اچھا وہ مال کیا ہے عمرو نے کہا ایک ہاتھ میرا کھولدو تاکہ وہ سب مال نکال کر
میں تمھیں دوں سمن عذار نے عمرو کا ہاتھ کھول دیا عمرو نے کسوت عیاری نکال کر زمین پر رکھدی
اور کہا میرا دوسرا ہاتھ بندھا ہے تم اسے کھولدو اور جو میں کہوں وہ لے لو اُسنے وہ کسوت کھولی
اُس میں سے اسباب عیاری کرنیکا نکلنے لگا کہیں زنانی پوشاک کہیں مردانی پوشاک کہیں داڑھی
کچھ رنگ و روغن وغیرہ برآمد ہوا عمرو بتلاتا جاتا ہے کہ یہ سب عیاری کرنے کے اشیا ہیں اس طرح
ہم عورت کی شکل بنتے ہیں یوں فقیر بنتے ہیں یوں بادشاہ بنتے ہیں اس ڈبیا میں بیہوشی
ملی ہے جسکے سونگھنے سے آشفتہ مدار و سے بیہوشی ہیں غرض ایک ایک کیسہ بھی ان سب چیزوں کے بعد نکلا
کہ اُس میں جواہرات اور اشرفیاں تھیں عمرو نے کہا یہ تھیلی لے لو سمن عذار بہت خوش ہوئی
اور وہ روپیہ لیا پھر اُس کسوت کو تلاش کرنے لگی ایکبار ایک ڈبیا یاقوت احمر کی نہایت
سبک تراشی ہوئی کہ جسکی ضو سے وہ جگہ تمام منور اور روشن ہو گئی اُس میں سے نکلی عمرو نے وہ
ڈبیا جلدی سے اُٹھا لیا سمن عذار نے کہا اس میں کیا ہے کہا اس میں میری جان ہے جو کچھ
میں نے کمایا ہے سب اس میں رکھا ہے کنیز نے کہا یہ بھی مجھے دے عمرو نے کہا یہ اپنے ساتھ قبر میں
لیجاونگا سمن عذار نے کہا اچھا بتلا اس ڈبیا میں کیا چیز ہے عمرو نے کہا اس میں ایک گوہر
بے بہا ہے کہ جسکی قیمت اگر ہفت اقلیم کی سلطنت بھی لے جب بھی کم ہے سمن عذار نے کہا اسے
بھی دے آخر تو مارا ہی جائیگا یہ بھی مجھے دیدے میں تیرے عیال و اطفال کے ساتھ کمال احسان
کرونگی عمرو نے کہا خیر تو بھی کیا یاد کریگی اسے بھی لے لے لیکن ایکبار مجھے ڈبیا کھولکر دیجو
پھر کہا دے سمن عذار نے عمرو سے وہ ڈبیا لیکر چاہا کہ اُسے کھولے وہ کھل نہ سکی عمرو نے
کہا کہ سینے کے برابر رکھ کے دونوں ہاتھوں سے زور کرکے کھولو اُسنے قریب سینے کے لاکر
زور کیا وہ ڈبیا کھلی اور اُس میں سے غبار بیہوشی اُٹھا اور اُسکے منہ پر پڑا کہ ایک چھینک آئی
اور بیہوش ہو گئی عمرو کا ایک ہاتھ تو کھلا ہوا تھا دوسرا بھی کھول لیا اور سمن عذار کو اُٹھا
علحدہ لاکے ایک گوشہ باغ میں رنگ و روغن عیاری کا لیکر اسکو اپنی صورت بنایا اور آپ اسکی شکل بنا
اور اسکی زبان میں ایک روغن ایسا لگایا کہ زبان اُسکی منہ میں پھول گئی اور کلام کرنے سے معذور
ہوئی اسے لاکر اسی درخت سے اپنی جگہ پر باندھ دیا اور سب اسباب اپنا کسوت عیاری میں
باندھکر وہاں آیا کہ جہاں سمن عذار بیٹھا کرتی تھی کیونکہ جب عمرو گرفتار ہوا تھا تب کنیزوں کی
جگہ انکے ساتھ رہکر دیکھ لی تھی غرض اُسکے پلنگ پر آکر بیٹھ رہا یہانتک کہ زنانی فلک قید خانہ سے

مشرق کے زنجیر شعاع مین سلسل میدان چرخ مین آیا اور خسرو انجم سپاہ نے دربار سیارگان برخاست کیا ابیات

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت — خروس صبحدم آواز برداشت

عنادل لحن دلکش برکشیدند — لحاف غنچہ اندر رخ درکشیدند

سمن از آب شبنم روی خود شست — بنفشہ جعد عنبر بوی خود شست

دم سحر شہزادہ جادو خواب غفلت سے بیدار ہوئی اور کنیزین بھی سب اٹھین اور بعد فراغ امور
ضروری شہزادہ بارہ دری کے چبوترہ پر فرش بچھوا کر بیٹھی اور سب خواصین مع عمرو کے کہ جو بشکل
سمن عذار ہے اسکی خدمت مین حاضر ہوئین کہ اس عرصہ مین شعلہ رخسار جواب لیے ہوئے عرضی کا
افراسیاب کے پاس سے پہونچی اور شہزادہ کو وہ تحریر افراسیاب کی دی اُسنے حکم دیا کہ عمرو کو درخت
سے کھول کر لاؤ اور قلماقنی سے کہا کہ سر اُسکا کاٹ لے کنیزین جا کر سمن عذار کو جو بشکل عمرو تھی
سامنے شہزادہ کے لائین اور قلماقنی خنجر لیکر سر کاٹنے پر مستعد ہوئی سمن عذار بسبب روغن لگا دینے
خواجہ کے منہ سے بولتی نہین ہے ہر چند بہت روکر اشارے کیا کی مگر کوئی نہ سمجھا اور ایک ہی ہاتھ مین قلماقنی
نے سر اُسکا بحکم شہزادہ جدا کیا وہ ساحرہ تھی اُسکے مرتے ہی ایک شور بلند ہوا اور اُسکے پیرون نے غل
مچایا کہ افسوس کشتی سمن عذار جادو اور ایک تاریکی چھا گئی عمرو جو اسکی شکل بنا ہوا تھا اُسی
اندھیرے مین بھاگ کر ایک گوشہ باغ مین جا چھپا اور شہزادہ سیہ بخت یہ تاریکی دیکھ کر اور شور و غوغا
سنکر گھبرائی کہ سمن عذار کا نخل ہستی برباد ہوا اور عمرو نے بفن مکاری چکا دیا اور آپ چھوٹ گیا
کنیزون سے کہا کہ سمن عذار کی جگہ پر دیکھو کہ وہ باغی وہان بیٹھا ہوگا کنیزین تسلیم بجا لا کے
تعمیل چاہین اور سمن عذار کی جگہ پر جا کر دیکھا کسی کو نہ پایا شہزادہ کو مطلع کیا کہ وہان کوئی نہین ہے
اُسنے کہا اچھا صندوقچہ سحر کا جو بارہ دری کے بیچ کے طاق مین رکھا ہے اُٹھا لاؤ مین نے رات کو حصار سحر
سے کر دیا تھا کہ کوئی باغ کے باہر نکل کے نہ جا سکے یقین ہے کہ وہ دزد تم کنیزون مین ملا ہے مین اُس
صندوقچہ سے دریافت کر لونگی یہ حکم پاتے ہی وہ صندوقچہ سحر اسکے سامنے حاضر کیا شہزادہ نے اُسکا ڈھکنا
اُٹھایا اُس مین سے ایک کڑا مثل حلقے کے بیچ مین لگا تھا اُسنے حکم دیا کہ اس حلقے مین سب ہاتھ ڈالو جو
عمرو ہوگا اُسکا ہاتھ اس مین سے نکل نہ سکیگا تب کنیزون نے ہاتھ حلقے مین ڈالا مگر کسیکا ہاتھ نہ پھنسا
شہزادہ نے کہا جاؤ صندوقچہ رکھ آؤ تم مین کوئی عمرو نہین ہے اب مین آج رات کو اپنا سحر جگا دونگی اور
دریافت کرونگی کہ عمرو کہان ہے کنیزین صندوقچہ رکھ آئین لیکن یہ حال عمرو نے گوشہ باغ سے دیکھا
خاموش ہو رہا اور چار طرف نگاہ کی ایک طرف کو ایک جھونپڑی باغبانون کے رہنے کی معلوم ہوئی عمرو

درختون کی آڑ مین چھپتا ہوا اُس جھونپڑی کے قریب آیا دیکھا ایک بڑھیا پلنگ پر لیٹی ہی عمرو نے اُس سے
پوچھا کہ تو کون ہی کہا گلشن باغبانی کی مان ہون میرا نام چمپا ہے عمرو نے ایک بیضہ بیہوشی اُسکے
منھ پر مارکے اور اُسے بیہوش کرکے زنبیل مین ڈالا اور اُسکی صورت بنکر لکڑی ہاتھ مین لیے سامنے
شہزادہ کے آیا اور اُسکی بلائین لین گرد پھرا شہزادہ نے کہا کیون چمپا آج کیا ہی عرض کی قربانت
شوم آج سُنا ہی کہ کوئی چور آپکا بھاگا ہی اور آپ کے جو جو باغ مین رہتے ہین سب کا امتحان کیا ہی
لونڈی بھی حاضر ہوئی ہی کہ میرا بھی امتحان لیجیے شہزادہ نے کہا اے چمپا تیرے امتحان کی کیا
ضرورت ہی مین آج رات کو سحر تیار کرونگی جہان عمرو ہوگا وہان سے خود چلا آئیگا چمپا نے کہا
واری جاؤن کل کی بات کل کے ہاتھ ہی آج جو سب کے ساتھ کیا ہی وہی میرے ساتھ بھی کیجیے شہزادہ
نے کہا اچھا صندوقچہ سحر اُٹھا لا چمپا نے کہا حضور مین لائی ہون بتلائیے کہان رکھا ہی کہا بیچ
کے طاق مین بارہ دری کے چمپا لاٹھی ٹیکتے چلین اور اندر بارہ دری کے آکر صندوقچہ کو کھولا
سب تو باہر ہین اکیلے قابو پاکر بیہوشی کا غبار سب اُس مین الگ سے کر کے مین ہاتھ نہ لگنے
پائے بھر دیا اور پھر اُسے بند کرکے صندوقچہ لیکر آہستہ آہستہ چلی شہزادہ نے کنیزون سے کہا ارے وہ
بڑھیا ہی تم جاکر اُس سے لے لو غرض ہاتھون ہاتھ وہ صندوقچہ شہزادہ پاس آیا اور عمرو بھی
چمپا کی شکل بنا ہوا قریب شہزادہ کے آکر کھڑا ہوا شہزادہ نے جو نہین اُسکا ڈھکنا کھولا ایک بیہوشی
کا دھوئین کی طرح نکلا کہ دماغ مین گئی اور شہزادہ جادو چھینک مارکر بیہوش ہو گئین عمرو
نے جیسے ہی شہزادہ بیہوش ہوئی خنجر مارا کہ سر اُسکا کٹ گیا اور قیامت کا سامان برپا ہوا برف باری
اور سنگ باری سحر کے زور سے ہونے لگی پریون نے غل مچائی مگر اس ہنگام مین عمرو نے گلیم عیاری
اوڑھ لی اور نظر مردم سے نہان ہو کر سفید مہرہ کہ جسکی صدا سے دیوتا بھاگتا ہی اور مشکل اُسکی
کے ایک ہی سہی نکال کر بجایا سب نے اس وقت مین سُنا کہ کوئی کہتا ہی جلدی یہان سے بھاگو ورنہ تم
مارے جاؤگے اس صدای ہیبت کے سننے سے باقی کنیزین اور ملازم شہزادہ کے باہر باغ کے بھاگ گئے اور
عمرو نے جو کنیزین کہ بیہوش ہوگئین تھین اُنکے سب کے سر کاٹ لیے بڑی دیر تک غل اور شور و تاریکی
رہی آخر وہ ہنگامہ موقوف ہوا عمرو نے دیکھا کہ لاشین جادوگرنیون کی پڑی ہین اور باغ مین جو
درخت اور مکانات سحر سے بنے تھے وہ غائب ہوگئے ہین اصلی درخت اور مکان رنگ زمین اور بدیع الزمان
جھولے ہوئے ایک درخت کے نیچے کھڑے ہین عمرو کا تماشا دیکھ رہے ہین عمرو نے جب شاہزادہ
کی جانب دیکھا اُسوقت شاہزادے نے سلام کیا عمرو نے کہا اے فرزند تم کیونکر یہان ہو سے عرض کیا کہ

اور ساحرہ کے سحر کی ہتکڑیاں بیڑیاں تھیں جب وہ جہنم واصل ہوئی وہ سب قید دفع ہو گئی اور حجرہ جل گیا
میں ما حصل آیا عمرو یہ باتیں بدیع الزمان سے کر رہا تھا کہ یکایک ہوا تیز و تند چلی اور بونڈرے اٹھنے
لگے اور بگولے پیچ و تاب کھاتے ہوئے شرارہ کی لاش کے گرد آ کر چکر مارنے لگے اور لاش کو چکر
دیتے ہوئے زمین سے اڑا کر ایک سمت کو لیکر چلے عمرو نے کہا ای بدیع الزمان اب یہاں سے جلدی
چلو معلوم ہوتا ہے کہ یہ لاش شرارہ کی مالک طلسم پاس جائیگی اور کوئی دم میں آفت آجائیگی شہزادے
نے کہا کوئی مرکب اگر ہوتا تو راستہ جلد چلا جاتا عمرو نے کہا گھوڑا تو ایک جگہ سے لا دوں مگر روپیہ درکار ہے
بدیع الزمان نے لا کر روپیہ دینے کا وعدہ کیا عمرو نے زنبیل سے قلم دوات و کاغذ نکال کر
لکھ دو تم نوجوان ہو شاید بعد میں نالش کر کے لے لوگے بدیع الزمان بہت ہنسے اور رقعہ لکھ کر دیا
لکھ دیا کہ لشکر میں چلکر دونگا عمرو نے رقعہ لیکر زنبیل میں رکھا اور باہر باغ کے جا کر زنبیل سے گھوڑا
نکالا اور ساز و یراق سب لگا کر آراستہ کیا اور سامنے بدیع الزمان کے لایا اور کہا ایک سوداگر
سے جا کر ابھی میں نے مول لیا ہے بدیع الزمان نے کہا اچھا یا جو تھا کہ دروازے پر گھوڑا لیے منتظر
آپکا ایسی آفت میں کھڑا تھا عمرو نے کہا ای فرزند حمزہ تجھے سوائے تقریر کے اور بھی کچھ آتا ہے
جلد یہاں سے چل ایسا نہو کوئی آفت آتی ہو بدیع الزمان غرض سوار ہوئے اور عمرو ہمراہ ہوا
وہ دونوں باغ سے نکلکر چلے راہ میں عمرو سے بدیع الزمان نے کہا ای عم نامدار معلوم ہو کہ عمرو
وہ دودھ شریک بھائی حمزہ صاحبقران کا ہے اسواسطے بیٹے امیر حمزہ کے اسکو چچا کہتے ہیں اور
تعظیم کرتے ہیں القصہ شاہزادے نے کہا کہ چچا جان میرا جانا یہاں سے لشکر میں میرے لیے ننگ و
عار ہے کس لیے کہ میں ملکہ تصویر پر دل سے عاشق ہوں وہ سنیگی تو کہیگی کہ فرزند حمزہ بھاگ گیا
اور جان بچا کر اپنے لشکر کو چلا گیا عمرو نے یہ باتیں جب سنیں بگڑا غضب بدیع الزمان کو گھوڑا
اور کہا او نا خجستہ فی الفور ایک آفت سے تو مر کے بچا تھا جینا دشوار تھا اور یہ کیسی ہوس ہے الٰہی توبہ ہنوز
زخم جگر آئے ہیں طلسم میں خار و گل سنگ و خشت سے بچ کر آئے ہیں ابھی لشکر تک میں پہنچے نہیں کہ آپ نیا
راگ لائے جلدی یہاں سے چل ورنہ قسم ہے مجھکو اسی عرب یعنی حمزہ صاحبقران کی کہ مارے
گھونسوں کے کھال گرا دونگا بدیع الزمان نے کہا ای چچا میں آپکو یہ بازوبند قیمتی کئی لاکھ روپیہ کا دیتا
ہوں اگر کوئی تدبیر کرکے میرے معشوق کو مجھے ملا دیجیے ورنہ میرا یہ حال ہے بیت یا تن رسد بجانان یا
جان ز تن برآید + دست از طلب ندارم تا کام من برآید + عمرو نے جھٹ سے بازوبند کاٹ کر اپنا رکھا
اور کہا کہ بیٹے کوئی مجھکو تو مساق مقرر کیا ہے بندیان ملوانا میں کیا جانوں مگر ہاں ملکہ تصویر شہزادی کی

اسکی نسبت الفت کرا دونگا لاؤ وہ بازو بند مجھے دے بدیع الزمان نے بازو بند عمرو کو دیا عمرو بدیع الزمان کو
لیکر اس طرف چلا کہ جدھر سے تصویر کو آتے دیکھا تھا سمجھا کہ اسی طرف اسکے رہنے کا مقام ہوگا جب وہاں
پہونچا کہ جس جھاڑی میں شگوفہ کو بیہوش کیا تھا اور اسکی شکل عمرو بنا تھا وہ مقام بدیع الزمان کو دکھا
اور سارا حال سنایا بدیع الزمان ہنسے اور پھر آگے چلے مگر اب تک تصویر کا ماجرا سنیے کہ شہزادہ عالی تبار
میں بیتاب و بیقرار شہزادہ کے پاس سے آئی تھی اُس روز سے یہ حال تھا کہ بمشکل دن کاٹ دیتے اور
رات زاری سے کٹتی عمر کٹنے کو کٹتی پر کیا ہی خواری سے کٹتی تصویر خیالی شہزادے کی لوح سینہ پر کندہ تھی
نام کی بدیع الزمان کے رٹ دل کو لگی تھی کہ ہیہات ہوں تصور میں تر سے صورت تصویر کلی جسم
جیسے ہے میرا ایکبار ہجران کی طرح جب یہ حال ملکہ کا کنیزوں انیسوں جلیسوں نے دیکھا ماجرا پوچھا اسے
عشق مع استفسار کیا کہ واری کہاں دل لگا یا کس ظالم جفا کار نے حضور کا یہ حال بنایا کہ آنکھوں میں
تری حواس میں ابتری روز بروز بدتری ہے ہمیں تو بتلائیے کہ اسکی تدبیر کریں اور اسکو آپ تک
پہونچائیں ملکہ نے کہا درد اپنا لا دوا ہے اسکے علاج میں بیکار مسیحا ہے قطعہ

ہم تو کہتے تھے کہ نادان ہو جو دل کو دیوے	دیکھیں تو ہمیں اے دل ہے وہ کون الٰہی
اب اوسی شخص کے ہے زیر قدم سر اپنا	سچ کہا ہے کہ برے بول کا سر نیچا ہے

انیسوں نے کہا اے ملکہ عالم قربانت شوم آپ چاہے خوش ہوں یا ناراض مگر حضور سچ تو یہ ہے کہ جب
اُس قیدی کو دیکھا ہے یہ حال بنا ہے غیر کیا ہے ایک بولی کہ لا او وہ مرد وا بھی ایسا سجیلا رنگیلا حسین ہے جسپر
کہ ملکہ پر کیا موقوف میرا بھی اپنے دیدوں کی قسم عجب حال ہے جب سے اسے دیکھا ہے اُسی کی زلف گرہ گیر
میں دل الجھا ہے سودا ہو گیا ہے راتوں کو نیند نہیں آتی ہے وہی صورت دیکھنے کو طبیعت چاہتی ہے
جب تصویر نے یہ کلمات محبت آمیز کنیزوں اور انیسوں سے سنے اُسوقت اپنے حال سے آگہی کا
کیا اور حکم دیا کہ تم خود سمجھ بوجھ کر اور فاختہ کی شکل بنکر جاؤ شہزادہ جس باغ کے گرد ٹھہرا ہو اور جو کیفیت
وہاں گذرے اس سے مجھے مطلع کرو غرض ایک روز کنیزوں نے آکر عمرو کے گرفتاری کی خبر سنائی
کہ بی عمرو جو شگوفہ بنا ہوا تھا وہ پکڑ لیا گیا ملکہ نے کمال حال اپنا بنایا کیا اس رنج میں تھی کہ
دوسرے دن خبر مرگ شہزادہ کی پہونچی اُسوقت وہ لالہ رو گل کی طرح کھلکھلا کر ہنسی اور کنیزوں
سے کہا اب شہزادہ چھوٹ کر لشکر میں جائیگا تم جا کر اسے یہاں لے آؤ طالب کو مطلوب سے ملاؤ
کنیزیں اُس طرف سے چلیں اور عمرو اس طرف سے لیے ہوئے بدیع الزمان کو آتا تھا کہ ایکبار
دیکھا پانچ چار عورتیں کمر میں سراپا غرق دریائے جواہر مانگ میں سر کے سینہ و بھوں سے

مانگ میں سیندور کی سیدھی لکیر سر پر کھنچی ہی قاتل نے خون بھری شمشیر + نازنینان حور تمثال پری تمثال
آپس میں خوش فعلیاں کرتیں ناز و انداز سے قدم دھرتیں آتی ہیں ابیات

ایک ایک اُس میں شوخ دیدہ تھی	پردہ ناموس کا دریدہ تھی
ایسی بیچین و ایسی گرما گرم	برق و سیماب کو بھی آوے شرم

قریب مرکب شہزادۂ عالی وقار آکر دست ادب باندھ کر تسلیم بجا لائیں اور عرض کیا ہماری شہزادی یعنی ملکہ تصویر جادو نے بعد سلام شوق عرض کیا ہے کہ اگر ہرج کار مقصود نہ ہو تو دو گھڑی کے لیے ہمارے باغ میں قدم رنجہ فرمائیے کہاں تشریف لا کر دل بہلائیے بعد اُسکے چلے جائیے عمرو نے یہ سنکر تجاہل کر کے کہا کہ ہم جادوگرنیوں کو منہ نہیں لگاتے اور راستے لوٹا بھی نہیں کرتے اُن عورتوں نے عمرو کی طرف بھیانک ہو کر دیکھا کہ ایک شخص دبلا پتلا سر کھا سا یہ کلام کرتا ہے وہ تو شوخ مزاج تھیں عمرو پر پھبتیاں کہنا شروع کیں ایک نے کہا والیہ تو مرچیا جن ہے دوسری بولی گھسیا دلیو معلوم ہوتا ہے تیسری نے کہا میں تو جانتی ہوں بن مانس ہے عمرو نے کہا میں وہ مرچیا جن ہوں کہ سب کو تیتا کا ناچ نچا دونگا بدیع الزمان نے کہا خواجہ کیا ہرج ہے چلو یہاں بھی ہوتے چلیں اور اس شاہزادی سے ملاقات کریں عمرو نے کہا جہاں تو نے کسی رنڈی کا پیام سنا بس رنجھ کر لٹو ہوا دیکھو تو چلکے غمزہ سے کیسا تیرے ٹھیک بنواتا ہوں غرض یہ باتیں کرتے ہوئے اُن کنیزوں کے ساتھ چلے اور قریب باغ تصویر پہونچے ایک عورت نے اُنمیں سے بڑھکر ملکہ کو شہزادے کے آنے کی خبر پہونچائی تصویر نے حکم دیا کہ باغ کو آراستہ کرو سامان عیش و عشرت مہیا کرو بس جلد جلد فراشوں نے مکان میں فرش قاقم و دیبا بچھایا اور سب طرح اسباب طرح کا نہ عیش و راحت کا موجود کر دیا ملکہ در باغ پر انتظار میں شاہزادے کے آکر کھڑی ہوئی کہ سامنے سے سواری اس نہال حدیقہ صاحبقرانی کی پیدا ہوئی اور تصویر جادو کو دیکھکر شاہزادہ گھوڑے سے اُتر آگیا ان ملکہ نے گھوڑا لیجا کر ایک جگہ بندھوا دیا عمرو بھی ساتھ ہی بدیع الزمان جب قریب دروازۂ باغ کے آیا تصویر جادو کو نرگس آسا چشم براہ انتظار پایا اُسوقت عجب تجمل و شان سے ملکہ آنچل پلو کا دوپٹا اوڑھے پاجامہ پوت دار اطلس کا پہنے زر و زیور سے آراستہ تھی نظم

بت میں اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھا	وہ تجلی تھی کہ موسی کو بھی آجاتا میں غش
غرق دریاے جواہر میں قدم سے تا فرق	زیور نور و صفا زیب بدن گوہر پوش
وہ جبین جسکی محبت کا دل بدر میں داغ	خم ابرو وہ کہ جسکا مہ نو حلقہ بگوش

حلقۂ چشم سیہ و شیفتۂ ناز — مردمک آنکھ مین یا مغبچہ بادہ فروش
کان کی بجلیون مین تابش برق سرطور — اختر بخت صبیحان تھا کہ نجم در گوش
روی تابان تھا کہ میری شب امید کی صبح — میرے طالع کی رسائی تھی کہ گیسو سر دوش
حور آئین و قمر طلعت و آئینہ جمال — نسترن پیکر و شمشاد قد و گلگون پوش
کبھی غمزہ کبھی عشوہ کبھی شوخی کبھی شرم — بجا باندھے گئے جلوہ شکار دل و ہوش
جنبش لب کا ارادہ تھا کہ کچھ بات کرے — نازکی کا یہ اشارہ تھا کہ بس بس خاموش

بس وہ نازنین خواصونکے کاندھے پر ہاتھ رکھے آگے بڑھی و مسکرا کر بدیع الزمان کا ہاتھ مین ہاتھ ڈال لیا اور بہت عرض کیا کہ اے شہزادہ کامگار آپنے اس کنیز بے تمیز کو سرفراز کیا یہی فخر و افتخار میرا کہ آپ تشریف لائے قطعہ

ای آمدنت اگر خبر داشتمے — در رہگذرت گل و سمن کاشتمے
نگذاشتمی کہ پاے بر خاک نہے — خاک قدمش ز دیدہ بر داشتمے

شاہزادہ نے کہا اے ملکہ میرا بھی تمہاری محبت مین یہ حال ہے کہ بیت بار از خاک کویت پیراہنست بر تن * آنہم ز اشک حسرت صد چاک تا بہ دامن * اس جامع المتفرقین نے تم سے مجھے ملایا یہ باتین کرتے ہوے وہ گل و بلبل داخل باغ ہوئے شہزادے نے دیکھا کہ یہ گلشن نگارین رشک دہ ریاض رضوان ہے نہایت سرسبز و شاداب گلستان ہے درختون کی سرسبزی و شادابی سنبلۂ چرخ اخضر پر طعنہ زن ہے سبزہ غیرت بخش سبزہ گوش شاہان پری فن ہے جوش و بہار سے یہ حال ہے قطعہ

عجب نہین جو اگے قوت ہو زمزمہ سنج — شبیہ مرغ چمن گر کشند بر دیوار
چمن کو دیکھکے دیکھو اگر بدن اپنا — نظر پڑین پر طاؤس کے سے نقش و نگار
ہوا نے قوت بالیدگی یہ بخشی ہے — کہ نخل یک شبہ پہونچے ہے تا سر دیوار
ہر اک شگوفے نے ہے اپنا عطر دان کھولا — شمیم گل کا ہے دوش نسیم پر انبار
اگرچہ سرو روانہ نہین ہے گلشن مین — پر اسکا عکس تو آب روان پہ ہے سیار
ہے نہر مین جلی آئینہ کی خاصیت — سو دیکھتے ہین جوانان باغ اپنا عذار
گل و ثمر سے درختون کو دیکھکے سرسبز — کیے ہے پنجۂ دست دعا اٹھائے چنار
مین بے ثمر ہون مجھے بھی ثمر عطا کیجے — الٰہی حرمت فیض ہوا و فصل بہار

ہر درخت اصلی کے مقابل درخت جواہر کا نقلی صناعان چابک دست نے بنا کر لگایا ہے اور اسی درخت کا عطر اسکے خوشے مین داخل کیا ہے کہ جب نسیم عنبر شمیم چلتی ہے دماغ جان معطر و معنبر کرتی ہے اسکا حاصل

کیفیت بہار دیکھتے ہوے دونون شیدا باہم بارہ دری مین آئے یہان سب طرح کا سامان عشرت مہیا
تھا ایک طرف چوکی بچھی کشتی شراب کی آسیر لگی تھی ایک سمت مسہری سنہری جواہر نگار ایک طرف چھپر کھٹ
مرصع پایون کا طرحدار شیشہ آلات فرش مشجر سے مکان پیراستہ کہ لطیف و دلکش آب و ہوائی
مبارک منزل و فرخندہ جاے + ملکہ یہان کی کیفیت دکھا کر لب نہر جو بنگلہ تھا شاہزادے کو وہان لائی
یہان بھی سب سامان نشاط و طرب موجود تھا مسند شاہانہ بچھا تھا مثل عروس شب اول کے وہ
بنگلہ سجا تھا دونون عاشق و معشوق لب نہر فرش تکلف پہ جلوہ گر ہوے کشتیان شراب کی حاضر
ہوئین ارباب نشاط گانے نہین ناہید طلعت بلائی گئین ملکہ پہلو مین اور عمرو روبرو بدیع الزمان
کے دونون بیٹھے عمرو نے مضحکہ کرنا شروع کیا کہ اے بدیع الزمان یہ عورت دیکھو تو بھتنی ہے صورت
ہے کہ آنکھ مین پانی اور سر مین بال خوار رکھتی ہے تصویر یہ باتین سنکر کھسیانی ہوئی بدیع الزمان
نے کہا اے ملکہ میرے صاحب طمع ہے اگر اسکو کچھ انعام دو ابھی یہ تمہاری تعریف کرنے لگے ملکہ نے ایک
صندوقچہ پر از زر و گوہر عمرو کو دیا عمرو نے کہا اے بدیع الزمان کیون نہو آخر بیٹا شہزادی کا ہے
کیا تو خوش قسمت ہے کہ ایک مجاور خانہ کعبہ کا لڑکا ہے کہ اسکا ہم پہلو ہے بدیع الزمان نے کہا کیون ملکہ
دیکھا اب میری مذمت اسنے شروع کی سب عمرو کی باتون پر ہنسنے لگے اور ملکہ نے جام شراب سے
بھر کر شہزادے کو دیا اور کہا اے شہریار یہ بادۂ محبت ہمارے نوش فرمایئے ع الا یا ایہا الساقی
ادر کاسا و ناولہا + کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا + شاہزادے نے کہا اے بلبل گلستان
خوبی تم ساحرہ ہو اور مین مسلمان ہون ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + میرے آپکے
صحبت برآری مشکل ہے اگر سحر سے توبہ کرو تو البتہ مین شریک بزم ہون اور تمہاری اطاعت مین
تمام بسر کرون ملکہ نے کہا اے شہریار مین سحر نہین جانتی ہون کس لیے کہ ابھی کم سن ہون سیکھا نہین
نازو نعم مین اوقات صرف کی ہے مگر اب آپکے دین کو اختیار کرتی ہون اور میرا تو یہ مقولہ ہے ع
کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست + ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست + الحاصل ملکہ نے اسلام
قبول کیا پھر تو دور جام دمادم اوپر تلے چلنے لگا ہر دم زبان پر یہ جاری تھا ع ساقیا برخیز
در دہ جام را + خاک بر سر کن غم ایام را + رقاصون نے مجرا کرنا شروع کیا کہ بیت مغنی بچنگ عشرت
ساز کردہ + نواے خرمی آغاز کردہ + عمرو نے اسوقت مسخر کرنا آغاز کیا مقراض زنبیل سے نکالکے
دو انگلیون مین اس طرح چھپا لی کہ ثابت نہوا اور رقاصہ کے پیچھے جا کر اسکی پشواز کاٹی کہ
معلوم نہوا جب رقاصہ نے بہنگام رقص گردش کی تیچیے سے بالکل برہنہ تھی اہل محفل نے ہنسنا شروع

گیا وہ رقاصہ گھبرائی مگر عمرو نے بچالا کی دوسری بار آگے سے بھی پشواز کاٹ لی اب آگے پیچھے سے طرف
ننگی تھی شاہزادی نے کہا ارے کمبخت ننگی ناچتی ہو اُسنے جو آگے دیکھا شرم کے مارے بیٹھ گئی سب نے قہقہہ
مارا اور بدیع الزمان نے کہا کہ یہ کام عمرو کا ہے ملکہ بہت ہنسی اور رقاصہ عمرو کو گالیاں دینے لگی
خلاصہ کلام اسی طرح شاہزادہ عالی مقام ہمراہ ملکہ گل اندام مصروف عیش و آرام تھا کہ فلک تفرقہ پرداز
دگر دون شعبدہ باز کو اس صحبت پر رشک آیا کہ سے ۔ دو دل کو یکجا تھا نہیں ۔ کسی کا اسے وصل
بھاتا نہیں ۔ یکایک سامنے جو نہر شورجان تھی اُسکے پانی نے جوش کھایا اور ایک شور و غل پیدا ہوا
کہ ہر ایک گھبرایا بعد لمحہ کے سب نے دیکھا کہ پانی کے اندر سے ایک دیو شکل مہیب نکلا ہاتھ میں چماق
جادو لیے تھا اور اُس دیو ناپاک نے بدیع الزمان کو للکارا کہ باش باش ای پسر حمزہ کو گندا ہم کہ
از دست من زندہ سلامت بدر روی بدیع الزمان نے ملکہ کو اپنی پشت پر کر لیا اور آپ سینہ سپر
ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا اور للکارا ادھر آ کہ تو میرا شکار ہے اُس دیو نے چماق جادو کھینچ دیکر سر شہزادے
کے لگائی شاہزادے نے پینترا بدل کر خالی دی اور ایک ہاتھ تیغ کا مارا کہ وہ دیو دو ٹکڑے ہوا
لیکن جب دو ٹکڑے ہو کر وہ زمین پر گرا وہ دونوں ٹکڑے اُسکے جسم سے تڑپ کر اُسی نہر میں جا گرے
اور ایک ساعت کے بعد وہی دیو پھر زندہ ہو کے نکلا اور بدیع الزمان پر حملہ آور ہوا بدیع الزمان
نے اُسکے حملے کو رد کرکے پھر تلوار سے دو ٹکڑے کیا پھر وہ تڑپ کر دونوں ٹکڑے نہر میں گرے اور دیو
زندہ ہو کر باہر آیا اور اُسنے بدیع الزمان کا مقابلہ کیا جب یہ ہنگامہ ملکہ کی وزیرزادی نیرنگ جادو
نے دیکھا ملکہ تصویر جادو سے کہا واری جاؤں یہ دیو سات بار اسی طرح سے نکلے گا او قتل ہوگا اور
آٹھویں مرتبہ جو زندہ ہو کر نکلے گا پھر قتل نہ ہو سکے گا اور شہزادے کے دشمنوں کو پکڑ لیگا ملکہ نے کہا اے
نیرنگ تجھے اسکے قتل ہونیکی تدبیر معلوم ہو تو بتلا دے نیرنگ جادو نے کہا میں اتنا جانتی ہوں
کہ اس دیو کو شرارہ جادو نے آپکی حفاظت کے لیے یہاں تعین کیا تھا اور اُسکے مرنے کے لیے
ایک کمان اور تین تیر سحر سے بنا کر اسی باغ کی ایک کوٹھری میں رکھدیے تھے پس اگر اُس کمان
میں وہی تیر پیوستہ کرکے کوئی اسپر لگائے اگر وہ تیر اسکے لگیگا مارا جائیگا اور اگر ایک تیر نہ لگے
دوسرا لگائے دوسرا نہ لگے تیسرا لگائے کہ ہلاک ہو اور اگر تینوں تیر خالی جائینگے تو پھر کسی
طرح مارا نہ جائیگا یہ باتیں سنکر ملکہ نے کہا وہ کوٹھری کہاں ہے نیرنگ جادو نے کہا شرارہ نے
اُس کوٹھری کو سحر کرکے نظر مردم سے پوشیدہ کر دیا تھا مگر اب شرارہ جادو مر گئی ہے اُسکا سحر بھی
دفع ہو گیا ہوگا یقین ہے کہ وہ کوٹھری دکھلائی دے حضور اندر بارہ دری کے میرے ساتھ چلیے کہ

میں تلاش کروں تصویر جادو ہمراہ شیرنگ جادو کے بارہ دری میں آئی دیکھا تو حقیقت میں وہ
کوٹھری جسکو کبھی نہ دیکھا تھا یہاں موجود ہے خوش ہو کر اسکو کھولا اور اندر جا کر دیکھا تو ایک کمان
اور تین تیر رکھے ہیں اُس کمان اور تیروں کو ملکہ لیکر دوڑی یہاں بدیع الزمان پانچویں بار ہے کہ
اُس دیو سے مقابل ہو کر اُسے قتل کر چکا تھا اور ٹکڑے اُسکے بدن کے نہر میں گرے تھے ابھی ہنوز
زندہ ہو کر نہر سے باہر نہ نکلا تھا کہ تصویر جادو نے وہ کمان اور تیر لا کر دیے اور کہا اب جو وہ دیو
نکلے تو ان تیروں سے اُسے قتل کیجیے بدیع الزمان تیر بھر کمان میں پیوستہ کر کے منتظر نکلنے اُس دیو
کا ہوا کہ پھر وہ دیو حوض سے باہر آیا اور شاہزادے کی طرف لپکا بدیع الزمان نے تیر اُسکے سینہ
کو تاک کر مارا بقدرت قادر بیچون پہلا ہی تیر ہدف مراد پر بیٹھا اور راہ اُسکے تو وہ پشت سے پار گذرا
کہ دیو چکر کھا کر زمین پر گرا اور جہاں تیر جسم پر لگا تھا وہاں سے ایک شعلہ آتش نکلا کہ اُسکے سارے
بدن کو جلا کر راکھ کر دیا ایک شور و غوغا برپا ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی محافظ جادو ہوا
اُسوقت بدیع الزمان نے سجدہ شکر بدرگاہ قاضی الحاجات ادا کیا اور ملکہ کو تسکین و دلاسا
دیا مگر عمرو نے جسوقت سے کہ وہ دیو نکلا تھا گلیم عیاری کو اوڑھ لیا تھا اور اپنے تئیں پوشیدہ
کیا تھا کہا ای عمرو بدیع الزمان جلتے اور ملکہ جانتے یہ کمبخت آپ سے آکر اس بلا میں گرفتار ہوا
ورنہ میں چھڑا کر اسے لشکر میں کبھی پہونچا دیتا اب جا کر حمزہ سے کہہ دیتا کہ لونڈا تیرا خراب ہو گیا
اور سب حال بیان کرتا غرض جب وہ دیو مارا گیا عمرو نے اپنے تئیں ظاہر کیا اور کہا او ناشدنی
خبردار اب یہاں نہ ٹھہرنا جلدی چل ورنہ کوئی اور آفت آیا چاہتی ہے بدیع الزمان نے کہا
ای تصویر جادو اب میں رخصت ہوتا ہوں تصویر جادو نے کہا میں بھی آپکے ساتھ چلتی
ہوں یہاں رہکر کیا کرونگی یہ سب خبریں جب افراسیاب کو آپ کے حالات کی پہونچیگی تو میں
مار ڈالی جاؤنگی اُسوقت بدیع الزمان نے خواصوں سے اپنا گھوڑا منگایا اور اُسپر ملکہ کو
بھی سوار کیا اور خود بھی سوار ہوا اور خواصوں سے کہا تم ملازم ہوتے کوئی فراہم نہیں گا بعد ہمارے
چلے جانے کے تمہارا جدھر جی چاہے چلی جانا یا ہمارے لشکر میں کوہ عقیق کار اسلیمانی
کی طرف آنا یہ کہکر مع عمرو باغ سے نکلکر لشکر اسلام کی طرف کا راستہ لیا اب ذرا احوال
افراسیاب سنیے کہ باغ سیب میں منتظر بیٹھا تھا کہ سر عمرو کا شہزادہ جادو کے پاس
سے آتا ہوگا کہ یکایک بگولے لاش کو شہزادہ کی چکر دیتے ہوئے باغ سیب میں لائے اور
پریوں نے اُسکے صدا دی کہ ای شہنشاہ ساحران شہزادہ ماری گئی افراسیاب یہ سنتے ہی

غضبناک ہوا اور کتاب سامری کو اٹھا کر دیکھا کہ شہزادہ کا قاتل اب کہاں ہے اور بدیع الزمان
جو قید میں شہزادہ کے تھا چھوٹ کر کدھر گیا اُس کتاب میں معلوم ہوا کہ عمرو نے شہزادہ کو مارا
اور بدیع الزمان اور عمرو دونوں باغ میں تصویر کے پہونچے اور بدیع الزمان نے تصویر
جادو کو مارا اب مع تصویر کے اپنے لشکر کی طرف جاتا ہے بس یہ معلوم کرکے افراسیاب نے
کچھ پڑھکر دستک دی ایک ساحر زمین کے اندر سے پیدا ہوا کہ اُسکے منھ اور ناک کان سے شعلہ
آگ کے نکلتے تھے کھو رچندن کے تمام جسم میں لگے تھے مٹ کہنی سے شانے تک بندھے تھے اُسنے
افراسیاب کو سلام کیا افراسیاب نے کہا اے اژدر جلد جا بدیع الزمان اور تصویر
جادو دونوں مع عمرو کے لشکر اسلام کی طرف جاتے ہیں اُنھیں گرفتار کرکے زندان طلسم میں
بیجا کر مقید کر اور عمرو کو نہ گرفتار کرنا کہ وہ جاکر حمزہ کو اس حال کی خبر دیگا اور حمزہ ڈر کے ادھر
آنے کا ارادہ نہ کریگا بحکم افراسیاب اُسی وقت اژدر چلا یہاں بدیع الزمان کئی
کوس باغ سے تصویر جادو کے دور نکل آئے تھے کہ ایکبار جھاڑی کے اندر سے ایک اژدہے
نے سر نکالا اور بدیع الزمان کا سدراہ ہوا عمرو نے تو فوراً گلیم اوڑھ لی اور غائب ہو گیا مگر
بدیع الزمان گھوڑا بڑھا کر اُسکے سامنے آئے اور تیر کمان میں جوڑ کر اژدہے پر لگایا وہ تیر جب
قریب اژدہے کے پہونچا اُسنے شعلۂ آتش منھ سے چھوڑا کہ تیر جل گیا اسی طرح بہت سے تیر لگائے
سب تیر جل گئے اور اژدہے نے اپنا دم اوپر کو کھینچا بدیع الزمان اور تصویر جادو مع
گھوڑوں کے کھنچکر اُسکے منھ کی طرف چلے ہر چند انھون نے لنگر مارا مگر کچھ نہ ہوا آخر اُس نے
بدیع الزمان اور تصویر کو نگل لیا عمرو نے اُسوقت تیر فلاخن میں رکھ کر مارے وہ تیر
سب خالی گئے اور اژدر نے پکار کر صدا دی کہ اے عمرو جا کر حمزہ سے یہ ماجرا کہدینا کہ یہ
طلسم ہوشربا ہے خبردار یہاں کوئی آنیکا قصد نہ کرے اب بدیع الزمان کا رہا ہونا
دشوار ہے حمزہ اس فرزند سے اپنے صبر کرے کسلیے کہ جو یہاں اِسکے چھڑانے کو آئیگا گرفتار
بلا ہوگا اور مارا جائیگا تجھے گرفتار کرنے کا حکم نہ تھا ورنہ اے عمرو تیرا بھی بچکر جانا نہ ہوتا یہ کہکر
وہ اژدر نظر سے غائب ہو گیا اور عمرو گریان و نالان گریبان چاک سر پر خاک ڈالتا ہوا لشکر
امیر کی طرف چلا اور بعد قطع منازل لشکر میں داخل ہوا بارگاہ میں صاحبقران تشریف
فرما تھے کہ عمرو نے آکر سلام کیا اور کرسی پر متمکن ہو صاحبقران اور بادشاہ لشکر اور
سب سرداروں نے پوچھا کہ خواجہ مزاج تو اچھا رہا اچھا ہے عمرو نے بعد ادائے دعا و ثنا بادشاہ کو

کیا بدیع الزمان اور تصویر کا خدمت امیر مین عرض کیا حمزہ صاحبقران نے فرمایا
شکر ہے خداوند عالم کا کہ فرزند پیدا ہوا اب تدبیر فتح طلسم کرنا چاہیے مگر سلیمان عنبرین موی
کو بھی سے وہ احوال مقابلہ درپیش ہو پہلے انتظام جنگ کرون تو فاتحی طلسم کے لیے کسی کو بھیجون
یہ فرما کر امیر تدبیر جنگ مین مشغول ہوتے ہین لیکن اب حال سلیمان عنبرین موی سنئے
کہ اسنے لقا کو اپنے یہان اتارا ہے اور لشکر حمزہ صاحبقران سے مقابلہ کرنیکا وعدہ کیا ہے کہ مین لڑونگا

داستان نامہ لکھنا سلیمان عنبرین مو کا افراسیاب جادو بادشاہ طلسم کو واسطے
کمک کرنے لقا کے اور آنا افراسیاب کی طرف سے اجلال جادو کا مع
چالیس ہزار ساحرون کے واسطے مقابلے صاحبقران کے اور عیاری
کر کے پکڑ لینا اجلال جادو کو عمرو کا + لموٴلفہ

دو اک جام سے ساقی تشنہ خو — مدد کر ذرا بادہ خوارون کی تو
کہان تک پیئین خون دل بادہ خوار — مے ارغوانی کی دکھلا بہار
وہ جادو بھری آنکھ دکھلا ذرا — کہ ہے معرکہ ساحرون سے پڑا
کسی کا فسون جسپہ کیا چل سکے — کہ مین تیری آنکھین ہون دیکھے ہوئے
پلا مجھکو وہ جام افسون گری — مرے دم سے شیشے مین اترے پری
سخن سنج و غواص دریاے ہوش — چنین ریخت گوہر بدامان گوش

جادو طرازان دفتر فصاحت و نقشبندان بدائع نگار روپیا انکدہ بلاغت سحر سازی خامہ ساحری کیش
سے نیرنگی تحریر حکایت یون دکھاتے ہین کہ جب لشکر ظفر اثر صاحبقران متعاقب زمرد شاہ
بے ایمان داخل کوہ عقیق ہوا سلیمان نے کثرت فوج اور حشم و خدم امیر کا دیکھکر اپنے دل سے
خیال کیا کہ مین مقابلہ اتنے بڑے لشکر سے نکر سکونگا یہ سوچکر اپنے اطراف و جوانب مین اپنے ملک
کے بادشاہون کو نامے تحریر کیے اور یہ مضمون اس مین مندرج کیا کہ خداوند لقا ہاتھ سے حمزہ
صاحبقران کے شکست کھا کر میرے ملک مین تشریف لائے ہین بنا بر اسکے کہ وہ تم سب کے
خدا ہین کچھ پاس اسکا کرو بلکہ اپنے خداوند کی آکر مدد کرو اور انکے مخالفون کو قتل کرو اور خداوند
کو انکے ملک یا شہر مین لیجاکر پھر تخت خدائی پر بٹھاؤ اور اگر اس امر مہم کی نسبت غفلت
کروگے خداوند تم سب سے ناراض ہوکر اپنے قدرت غضب سے تمھین غارت کر دیگا اور یہ خداوند

لی رحم دلی ہو کہ اُنکے بندے اُنھین عاجز کر رہے ہین اور خداوند اُنکو ہلاک نہین کرتے ہین بلکہ
فرماتے ہین کہ وہ بندے مین نے عالم خواب مین اُسوقت مین کہ جب مین مست نشہ شراب تھا پیدا
کیے ہین اسی وجہ سے کہ ہنگام مستی مین غافل تھا قلم تقدیر میرا اُن بندون کو سرکش و مغرور لکھ گیا
اور اب وہ تحریر مٹ نہین سکتی یہی باعث ہو کہ خداوند اُن بندون کو غارت کرنے سے مجبور ہین
اور ایسے اُنسے خفا ہین کہ وہ بندے توبہ قبول کرانے کے لیے زبردستی کرتے ہین مگر خداوند توبہ
بھی اُنکی قبول نہین فرماتے بلکہ بھاگتے پھرتے ہین اور وہ لوگ کہتے ہین کہ آخر توبہ تو ہماری
قبول نہین ہوگی اب خداوند سے سرکشی جہان تک ہو سکے کرینگے فی الجملہ مناسب ہو کہ جلد آکر
شرفیاب خداوند ہو غرض یہ لکھکر سب کوہستان کی سرحد کے بادشاہون کو بھیجا کہ نام ان بادشاہون
کے بر وقت اُنکے آنے کے مدد کرنے کو یہان ہونگے مجملہ اُنکے ایک عرضی سلیمان نے افراسیاب
مالک طلسم کو بھی لکھی اور اُسکے ملک کی سرحد پر ایک پہاڑ ہو کہ وہین سے طلسم شروع ہو اور اُس
کوہ پر ایک نقارہ اور چوب رکھی ہو جو کچھ سلیمان کو نامہ و پیام کرنا منظور ہوتا ہو اُس کوہ پہ
لکھکر رکھ دیتا ہو اور نقارہ بجا دیتا ہو وہ نقارہ سحر کا ہو اُسکی آواز افراسیاب کے کان تک
پہنچتی ہو وہ پنجہ سحر کا بھیجکر نامہ منگا لیتا ہو الحاصل جب عرضی سلیمان نے لکھی اور پہاڑ پر
لیجا کر رکھی اور نقارہ بجایا افراسیاب نے پنجے کو بھیجکر عرضی منگا کر پڑھی اور جواب لکھا کہ
زہے فقیر اکمین خداوند کی مدد کرون معلوم ہوا کہ خداوند کو اپنے بندون کی عزت افزائی منظور
ہو اسلیے چہ سے خود اپنے بندگان مخالف کو غارت نہین کرتے بلکہ چاہتے ہین کہ کوئی بندہ میرا اُنھین
برباد کرے اور اُس بندے کو خداوند بدلے اِس کام کے سرفراز کرین پس جو خداوند کی مشیت
مین گذرا ہو بہت مناسب ہو کیا حقیقت ہو حمزہ کی اور اُسکے لشکر کی مین ایک ساحر زبردست
مع چالیس ہزار فوج ساحران کے روانہ خدمت خداوند کرتا ہون وہ پہونچکر کل لشکر حمزہ کو
ایک آن مین تباہ و برباد کر دیگا یہ جواب عرضی لکھکر اُسی کوہ پر پنجے سے پھنکوا دیا سلیمان کا
ایک ملازم منتظر جواب ٹھہرا ہوا تھا اُس نامے کو لیکر سلیمان کے پاس آیا یہ اُسے پڑھکر بہت خوش
ہوا اور تیاری حرب و ضرب کی شروع کی لیکن افراسیاب نے بعد جواب بھیجنے عرضی کے کچھ
سحر پڑھکر دستک دی اُسوقت ایک لکہ ابر زردی ہوا پیدا ہوا اور زمین پر اتر آیا اُسپر ایک ساحر
کہ نام اُسکا اجلال جادو ہو سوار تھا اُسنے اُترکر افراسیاب کو تسلیم کی اور کہا سرکار نے
مجھے کیون یاد فرمایا افراسیاب نے کہا خداوند لقا قلعہ کوہ عقیق گلزار اسیما لی مین تشریف

لائے ہین اور انکو کچھ بندگان منصوب درگاہ خداوندی نے ستایا ہو ان بندون کو تو جاکر ہلاک کرکے
خداوند کو انکے شر سے بچا اجلال جادو نے عرض کیا بہت اچھا اور اسی ابر پر سوار ہو کر اپنی جگہ
پر آیا چالیس ہزار ساحر کی جمعیت اپنے پاس رکھتا ہو اور طلسم کے متعلق جو ساٹھ ہزار ملک ہین انمین سے
ایک ملک کا یہ بھی بادشاہ ہو غرض اس چالیس ہزار فوج کو اسنے حکم تیاری کا دیا اور خود بھی سامان
سفر اور رزم درست کرکے ایک اژدہے پر سوار ہوا پھر تو سب ساحر سحر کے جانورون پر کہ جو کاغذ کے اور
آرد ماش کے بزور سحر بنائے ہین مثل بط اور بقر قرے اور ہنس اور طاؤس اور اژدر وغیرہ پر سوار ہو کے
ترسول اور پھنسول ہاتھ مین لیے منقلہاے آتشین پر ہوم کرتے گوگل سلگاتے گلون مین جھولیان
بادیے کی ڈالے کہ ان جھولیون مین اسباب سحر رہتا ہو لیکر بڑے کروفر سے طرف کوہ عقیق
کے چلے یہان زمرد شاہ اور سلیمان دار العمارۂ شاہی مین بیٹھے تھے کہ یکایک ابر تیرہ و تار
اٹھا اور آندھی بڑے زور شور سے آئی برف باری اور سنگباری ہونے لگی سلیمان کہ یہانکا رہنے والا
ہو سمجھ گیا کہ کوئی ساحر آتا ہو فورًا مع امراے نامدار استقبال کے لیے چلا اور در قلعہ پر جب پہونچا
اجلال جادو کو چالیس ہزار ساحرون سے آتے دیکھا کہ سب ساحر دھوتیان تہبندی باندھے
دونے مرچھے کے پتے آگ اور دھتورے کے پھول کمر مین رکھے سحر آزمایان کرتے آتے ہین سلیمان
استقبال کرکے ان سب کو لیے ہوے داخل قلعہ ہوا لقا تخت پر بیٹھا تھا اجلال اور اسکے ہمراہیون
نے سجدہ کیا اور نذر دی دنگل تخت کے داہنی طرف بچھا تھا وہان بیٹھا سلیمان نے اسکے لشکر کو
ایک مقام عمدہ مین اتارا اور ایک باغ ایوان شاہی کے متصل خالی کرکے اجلال کی دعوت
کا سامان وہان موجود کیا وہ باغ نہایت آراستہ و پیراستہ ہوا ساقیان خوشرو اور مغنیان
زہرہ لقا اور پریان قمر چہرہ و رامشگران سخنور حاضر ہوے دربار لقا نے برخاست کرکے مع اجلال
اسی باغ مین آکر صحبت عیش کو برپا کیا یہ سب خبرین جاسوسان لشکر اسلام نے صاحبقران
کی خدمت مین عرض کین امیر واسطے رہائی بدیع الزمان کے تدبیر فتح طلسم مین تھے اس خبر کو
سنکر فرمایا کہ خداوند وحدہ لاشریک ہمارا نگہبان ہو عمرو بارگاہ مین حاضر تھا کہنے لگا یا امیر مین
جب سے یہان آیا ہون قلعہ کوہ عقیق کے اندر نہین گیا فی الحال جی چاہتا ہو کہ جاکر قلعہ کی سیر
کرون اور اجلال کی دعوت کا تماشا دیکھون امیر نے فرمایا کہ اے عمرو وہ سب ساحر ہین
ایسا نہو کوئی تمہین پہچان لے اور گرفتار کرے عمرو نے کہا ہرچہ بادا باد مین قلعہ مین جاتا ہون
مین جاکر دو چار کو دیوان کا روندگار کرونگا امیر نے فرمایا تو بسم اللہ تمہین تجارت کرنے کو بھی جگہ

کون روک سکتا ہے غرض چاہیے عمرو بانداز عیاری سے آراستہ ہو کر طرف قلعہ کو تحقیق کے روانہ ہوا جب قریب دروازے کے پہونچا یہاں کچھ افسران فوج سلیمان کی طرف سے حفاظت کو مقرر ہیں انکو دیکھ کر عمرو نے ایک ساحر کی قطع بنا جھولی گلے میں ڈالی دھوتی پتمبری باندھی بت کہنی سے شانے تک باندھکر اون پانوں میں پہنکر قریب دروازے کے آیا جب عمرو کو دیکھا معلوم کیا کوئی ساحر ہمراہیان اجلال جادو سے ہے یہ سمجھکر مزاحم نہوئے عمرو نے اندر شہر کے آکر دیکھا کہ کنڈرا کھٹک رہا ہے گرم بازاری ہر طرف ہو رہی دوکانوں کے برابر دونوں طرف بیچ میں پختہ پتھر کی سڑک درخت مولسری کے سایہ دار کنارے سڑک کے لگے ہیں خریدار بیوپاری سیاح ہر قسم کے لوگ خوش حال و دلشاد ہر طرف لین دین کیا کرتے پھرتے ہیں ستھروں کے کٹوروں کی جھنکار دلالوں کی بول چال ہر سمت دھوم دھام خلقت کا اژدحام عمارتیں سنگین اور پختہ بلند کرسی نفیس و خوش قطع دلپذیر عمرو سیر کنان گشت کرتا بارگاہ شاہی کے پہونچا یہاں سے اہل عملہ کو اسی باغ کی طرف کہ جہاں سامان دعوت اجلال ہو رہا تھا جاتے دیکھا عمرو بھی انھیں کے ساتھ ساتھ اس باغ میں آیا یہاں بڑا سامان اور تجمل شاہانہ دیکھا کہ باغ نہایت سرسبز و شاداب آبیاری رحمت نخلبند حقیقی سے سیراب ہے طایران خوش الحان زمزمہ سرا گلشن گلہائے رنگا رنگ سے پھولا پھلا

قطعہ

روضهٔ ماء نهرها سلسال — دوحهٔ سجع طیرها موزون
این پر از لاله‌های رنگارنگ — وین پر از میوه‌های گوناگون
باد در سایهٔ درختانش — گستراند فرش بوقلمون

صحن باغ لب نہر و چراغان رشک و داغ ماہ خاطر عاشقان ہے فرش مکلف بچھا ہے اجلال مسند پر بیٹھا ہے سامنے ناچ ہو رہا ہے سلیمان خاطرداری میں مصروف ہے عجیب طرح کا سامان بندھا ہے جام شراب چل رہا ہے نظم

روش باغ تھی یا خط رہ کاہکشان — جا کے طوبیٰ سے ملا نخل کا شجرۂ رضوان
خوشۂ تاک یہ تھا خوشۂ پروین کا گمان — تھا مکان نور محل باغ تھا گر نور فشان

تھا مقابل سے شیش محل نور کا کاشانہ تھا
یا پریوں کے جمگھٹ سے پریخانہ تھا

سنتے مردنگ تو کر دیتی ہو جاتے بیکل — دلربا طبلہ نوازون کا عجب دیدہ و رنگ
اور تانوں سے ملائک پہ ہوا عرصہ تنگ — دل کبھی راگ کی تاثیر سے پانی تھا سنگ

خیال وہ گاتے کہ جو خیال میں آئیں نہ کبھی — داد دے داد رسے گر سنتے تو کرتے سجدے

خلاصہ کلام عمرو یہ تماشا دیکھتا ہوا اجلال جادو کی پشت جا کر کھڑا ہو ساحر کی صورت بنا ہوا ہے اجلال
جہاں بیٹھا ہے اُسکے سامنے ایک مکان معلوم ہوتا ہے اور اُس مکان کے دروازے پر پردہ پڑا ہے وہ پردہ بار بار
اُٹھا کر ایک زن حسینہ و جمیلہ اجلال کو دیکھتی ہے اور یہ بھی اُسی طرف نگران ہے اہل محفل تو ناچ دیکھ رہے
ہیں کوئی اجلال کے اِدھر دیکھنے کا خیال بھی نہیں رکھتا ہے عمرو نے جو یہ ماجرا دیکھا معلوم کیا کہ یہ
باغ شاید محلات شاہ سلیمان سے ملا ہوا ہے اور عورتیں بھی محلات کی در و بام سے ناچ دیکھ رہی ہیں
اور جسطرف کہ اجلال دیکھ رہا ہے اور وہ عورت جھانکتی ہے یہ بھی سلیمان کی کوئی زوجہ یا دختر
ہے پس عمرو یہ خیال کر کے اُسی پردہ کی جانب آیا اور ٹھہرا کہ ایک کہاری وہاں سے کسی کام کو باہر نکلی
عمرو نے اُس سے کہا ہماری بی بی بادشاہ کی بی بی پاس ملازم ہے ذرا انھیں بلا دو کہاری نے کہا اِس
پردے میں شاہزادی بسنترین عنبرین ہو دختر بادشاہ ناچ دیکھنے آئی ہیں اور بی بی بادشاہ کی
علیحدہ دوسرے کمرے میں ہیں وہاں میں نہیں جا سکتی تم وہ جو سامنے دہنی طرف کو کمرہ بنا ہے
وہاں جا کر اپنی زوجہ کو دریافت کرو عمرو نے کہا اچھا اور وہاں سے علیحدہ ہوا اور سمجھ گیا کہ اِس
پردہ میں دختر شاہ ہے کہ جسکو اجلال دیکھتا ہے غرض کچھ عیاری تجویز کر کے عمرو گوشہ باغ میں گیا
اور ایک مرد پیر کی صورت بنا شملہ نما پگڑی سر پر باندھی چپکن کمر بندھی ہوئی پہنی پٹکا کمر میں لگایا
عصا سونے اور چاندی کا گنگا جمنی ہاتھ میں لیا اور داڑھی سینہ تک سفید درست کر کے قریب اُس
پردے کے آیا اور کونا پردے کا اپنی پشت کے نیچے لیکر دیوار سے تکیہ کر کے کھڑا ہوا یہاں بسنترین نے
جو پردہ اُٹھایا کونا اُسکا دبا پایا چاہا کہے کہ پردے کو چھوڑ دو مگر عمرو نے کہا اب ہم شرط بادشاہ سے
کہدوں کہ یہاں جو عورتیں ہیں وہ اجلال جادو سے اشارے کرتی ہیں ملکہ بسنترین دم بخود ہو گئی
کہ معلوم ہوتا ہے اِس مرد پیر نے مجھے اشارے کرتے دیکھ لیا ایسا نہو کہ میرے باپ سے کہدے پس حکم
جھانکنا موقوف کیا اور ادھر اجلال نے جب دیکھا کہ جہاں سے وہ نازنین جھانکتی تھی اب اُس جگہ
ایک چوبدار بوڑھا کھڑا ہے اسکا دل بیقرار ہوا اور چاہا چوبدار کو ہٹوا دے مگر کچھ بس نہ چلا کیونکہ سمجھا اگر
سلیمان سُنے گا تو آزردہ ہوگا کہ زنانی ڈیوڑھی سے کیا کام تھا جو چوبدار کو ہٹا دیا غرض یہ خیال
کر کے خاموش ہو رہا مگر دل تو بیقرار تھا دمبدم عمرو کو دیکھتا تھا عمرو نے اجلال کے دیکھنے پر
ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اگر اُٹھکر چلو تو میں تجھ سے کچھ کہوں اجلال یہ سمجھا کہ چوبدار اُس نازنین کا
جو مجھسے نظارہ بازی کرتی تھی محرم راز ہے اور اُسی کا کچھ پیام دیگا یہ سمجھ کر مسند پر سے اُٹھا سلیمان
سمجھا کہ رفع احتیاج کو جائیگا لیکن اجلال نے کسی ملازم تک کو بھی اپنے ساتھ نہ لیا اور الگ آ کر

عمرو کو اشارے سے بلایا عمرو پاس آیا اجلال چمنستان مین باغ کے لیجا کر عمرو سے کہنے لگا کہ بیا
مردے فرمائیے آپ نے مجھے کیون اشارے سے طلب کیا ہی عمرو نے دعا دینا شروع کی اور کہا ای
بادشاہ عالی وقار یہ غلام دادا ملکہ نسترین عنبرین مو کا ہی اور ملکہ کو مین نے گود یون مین پالا ہی
اور اب ملکہ مجھ سے کوئی امر پوشیدہ نہین کرتی ہین اور ملکہ آپ پر فریفتہ ہوئی ہین اور کہلا بھیجا ہی کہ
اگر آپ میرے عاشق ہین تو ایک مکان میرے باپ سے کہکر الگ خالی کرائیے اور وہان آپ ہون
اور دو ساحر جو بڑے معتبر اور آپ کے خیر خواہ ہون بس وہ ہون اور کوئی نہو بس اُن ساحرون کو
کہئیے کہ بزور سحر اُڑتے ہوے آئین اور مین کوٹھے پر اُسی مکان کے سوتی ہونگی میرا پلنگ اُٹھا لیجائین
رات بھر مین تمھارے پاس رہون اور صبح ہوتے پھر پلنگ اُسی جگہ پہونچا دین تو مین نے آپکو
یہی باتین کہنے کو بلایا تھا اب فرمائیے کہ کب ملکہ کو بلوائیے گا مین ملکہ سے بیان کرون کہ اُسدن
وہ کوٹھے پر سوئین اجلال جادو یہ پیام سنکر ایسا خوش ہوا کہ گلے سے اپنے مالا موتیون کا
اُتار کر عمرو کے گلے کو دیا اور کہا مین تجھے مالا مال کر دونگا تو ملکہ سے کہدینا کہ میرا ابھی تمھاری فرقت
مین حال غیر ہی مین آج مکان خالی کرا لونگا اور کل ملکہ کوٹھے پر آرام کرین مین بلوا لونگا یہ وعدہ
جب ہو چکا عمرو نے کہا اچھا جائیے اور مکان خالی کرانے کی تدبیر کیجئے اجلال وہان سے نہایت
مسرور ہو کر پھرا اور محفل مین آ کر ناچ دیکھنے لگا لیکن عمرو وہان سے پھر کر اُسی پردے کے پاس آیا
اور گلیم عیاری اوڑھ کر اندر پردے کے گیا وہان دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین یعنی ملکہ نسترین
عنبرین مو مع اپنی چند خواصون کے کرسی پر بیٹھی ناچ دیکھتی ہی عمرو نے یہ دیکھ کر گلیم سے اپنے
سر اور دونون ہاتھ اور دونون پانون کو کھول دیا اب سارا جسم تو دکھائی نہین دیتا فقط سر
اور دست و پا ظاہر ہین اس طرح سے ملکہ کے سامنے آیا اور کہا مین ہون دہر کا شہید ہون تم سبکو
کھا لونگا ملکہ اور خواصون نے جو یہ صدا سنی اور دیکھا کہ ایک سر اور ہاتھ پانون کٹے ہوے چلے
آتے ہین مارے ڈر کے اوندھے منہ زمین پر گر پڑین عمرو نے غبار بیہوشی سب کے منہ پر مل دیا کہ سب
بیہوش ہو گئین اور جلدی اندر اور باہر سب طرف کے دروازے اُس کمرے کے بند کیے اُسیجگہ بیٹھ کر
ملکہ کی صورت دیکھ دیکھ کے ویسی ہی اپنی صورت بنائی اور ملکہ کے کپڑے اُتار کر آپ پہنے اور ملکہ
کو اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لیا جب اسطرح سے عمرو درست ہو چکا اُسوقت خواصون کو فتیلہ دفع
بیہوشی سونگھا کر ہوشیار کیا جب وہ ہوش مین آئین ملکہ کو دیکھا کہ فتیلہ سونگھا رہی ہی غرض جب
خوب حواس درست ہو گئے کہنے لگین کہ ای ملکہ عالم واسطے خداوند لقا کا جلد یہان سے تشریف لے چلیے

ورنہ وہ بلا کھا جائیگی عمرو کہ جو ملکہ کی شکل بنا ہوا تھا کہنے لگا کہ دیوانیو تم سے تو مین ہی مضبوط
ہون کہ تم سب بیہوش ہوگئین اور مین ہوشیار رہی سب نے کہا واری جائیے کچھ ہی ہو مگر ہم آپکو
یہان نہ ٹھہرنے دینگے غرض وہ سب عمرو کو ملکہ کے شبہ سے اُسطرفکا دروازہ کھولکر اندر ایوان شاہی کو لائین عمرو
نے دیکھا کہ مکان نہایت آراستہ ہے جا بجا کٹہرے اور فرشتہ نشینین بتعمیر ہین بارہ دری ہے سراسر خوبی سے بھری پردہ ہائے
رنگ برنگ کی ہر دالانکے سرے پر آویزان ہین اسباب شاہانہ ہر جگہ مہیا خوش قطع چلمنین دیوارگیریان ہین لمولفہ

قصر ایسے اُس جگہ تعمیر تھے	چرخ جن پر ہیچ کرتا تھا نثار
خم ہون ابروے حسینان جہان	اِس طرح کے طاق تھے محراب دار

خلاصہ کلام عمرو نے وہان آکر حکم کیا کہ پلنگ سہرا آراستہ کردو اور مسند زر بچھاؤ کنیزین جہان اسیر ہو
رہتی تھی اُس مقام کو آراستہ کرنے لگین عمرو پہچان گیا کہ ملکہ جسکی تم صورت بنے ہو اُسکی یہ خوابگاہ
ہے بس اُسجگہ جاکر با آرام تمام مقیم ہوا کہ کل رات کو حسب وعدہ اجلال بالاے بام جاکر آرام کرونگا
اب یہ تو یہان ٹھہرتے ہین لیکن حال ذرا اجلال جادو کا سنو کہ جب یہ وعدہ کرکے جو بدار سے
محفل مین آیا سلیمان سے اسنے کہا کہ مین حمزہ سے لڑنے کے لیے سحر اپنا جگاؤنگا مجھے ایک مکان
کنارے شہر کے آبادی سے الگ خالی کرا دیجیے سلیمان نے کہا بہت اچھا اور اسی وقت حکم دیا کہ اک
خانہ باغ باغہاے شاہی سے خالی کرکے آراستہ کیا جاے ملازمان شاہی حکم پاتے ہی سرگرم انتظام
ہوے اور ایک خانہ باغ کنارے شہر کے خالی کرایا اور اسباب بادشاہ کے یہان سے عیش و آرام
کا وہان جانے لگا اتفاقاً بیٹا عمرو کا چالاک بن عمرو واسطے سیر کرنے اُس قلعہ کے صورت
بدلے آیا تھا کیونکہ جب عمرو امیر سے واسطے سیر کرنے اُس قلعہ کے رخصت ہوا تھا تو
چالاک بھی عمرو کے پیچھے چلا کہ مبادا اگر والد کہین گرفتار ہوجائین تو مین عیاری کرکے رہا
کرون باین خیال یہان آکر سیر کر رہا تھا کہ ملازمان سلیمان واسطے اسباب لیجانے کے اُس باغ
مین جو اجلال کے لیے خالی ہوا تھا مزدور ڈھونڈتے تھے چالاک ایک مزدور کی شکل بنکر
حاضر ہوا دیکھا کہ تکیے باسلک مروارید فرشا مین چھت پردے چلمنین اور دیگر ضروریات کی چیزین
مزدورون کے سر پر اور چھکڑون پر بار کرکے بھیجی جاتی ہین چالاک کو بھی ایک شغل بھی دی کہ
اسے پہنچا دے یہ اُسے لیے ہوے اُسی خانہ باغ مین آیا اور دوسری ملازمون کے حوالے کرکے
اُسنے کہا کہ اور بھی کوئی کام ہو تو مجھے بتلاؤ کہ پوری مزدوری میری ہو جاے اُنھون نے کہا
ٹھہرا رہ اور آپ جاکر اجلال سے عرض کیا کہ مکان علٰحدہ حسب الارشاد حاضر ہے جہان ارشاد

لیجیے وہاں پلنگ حضور کا آراستہ کیا جاوے اجلال نے کہا کوٹھے پر ملازموں نے آکر خیمہ فرد و رون کو مع چالاک کے حکم دیا کہ فرش پلنگ تنگیرہ وغیرہ کوٹھے پر لے چلو چالاک فرد و رونکے ہمراہ بالاے بام اسباب لانے لگا اب کوٹھے پر فرش مکلف بچھایا تنگیرہ استادہ کیا ایک جانب چھپر کھٹ جواہر نگار لگایا اسکے نیچے مسند مغرق فرش پر بچھایا ایک طرف پیخانہ سجا ایک جانب آبدار خانہ مقرر کیا جب یہ سب سامان درست ہوچکا ملازم نیچے کوٹھے سے اتر گئے مگر چالاک سب کی نگاہ بچا کر پلنگ کے نیچے جا کر چھپ رہا اور فرش کا کونا اوڑھ کر اپنے تئیں اسنے مخفی کیا ملازموں نے فرد و رون کو اجرت دیکر رخصت کیا اور کہا ایک فرد و راور چاہیے پھر آپ ہی کہا کہ فرد و ری لینے خود آئیگا اسی اصل اجلال سے جا کر عرض کیا کہ حضور سب سامان تیار ہے اس عرصہ میں صبح بھی ہوگئی تھی اور سلیمان نے جو جلسہ دعوت کیا تھا وہ برخاست ہوا اجلال رخصت ہو کر اسی خانہ باغ کیطرف چلا اور اپنے افسران فوج کو بلا کر حکم دیا کہ میں نیا سحر تیار کرنے جاتا ہوں تم جبتک میں نہ بلاؤں میرے پاس نہ آنا یہ کہکر دو رفیقوں کو اپنے کہ ایک کا نام انتظام جادو اور دوسرے کا نام منتصرم جادو تھا ہمراہ لیا اور اس باغ میں آیا دیکھا کہ مختصر سا باغ نہایت گلزار ہے بہار آگین تختہ و فرد و ساہین ہر شجر فیض باغبان قدرت سے نہال ہر گل ہر ایک زرد سے مالا مال ہے کہ ابیات

چمن آتشیں گل سے دہکا ہوا ہوا کے سبب باغ مہکا ہوا
درختوں نے برگوں کے کھولے ورق کہ لیں طوطیاں بوستاں سبق

خلاصہ کلام اجلال بالاے بام آکر رات بھر کا جاگا تھا پلنگ پر سو رہا وہ دونوں رفیق اُسکے باغ میں سیر کرنے لگے اسی طرح وہ دن شام ہوا اور ادھر عمر و خوشکل ملکہ نسرین ہر اُس دن محل میں کنیزوں سے پوشاک اور زیور ملکہ نسرین کے پہننے کا منگا کر دن بھر آرایش اور زیبایش میں مصروف رہا چار گھڑی دن رہے حکم دیا کہ پلنگ ہمارا بالاے بام بچھاؤ کہ چاندنی کی کیفیت دیکھیں گے اور وہیں آرام کرینگے بموجب حکم پلنگ کوٹھے پر آراستہ ہوا اور راوٹے پھولوں کے کھڑے کر دیے گلاب اور کیوڑے کے قرابوں اور عطر کے شیشوں کے منہ کھول کر رکھ دیے گلدستے جابجا چن دیے غرضکہ جملہ طرح کا سامان عیش و نشاط مہیا کر دیا اور کنیزوں نے عرض کیا کہ وادی خوابگاہ حضور کی درست ہے اسوقت ملکہ یعنی عمر و ہمراہ کنیزان ماہ پیکر کوٹھے پر آیا اور وہیں کنیزوں کو کچھ میوہ منگا کر کھایا اور مسند پر بیٹھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ بیت وہ رنگ وہ حسن شب دیتا تھا بیٹھا بام پر یا مہ کامل کھڑا تھا چرخ نیلی فام پر + وہ چاندنی کی سیر یا کہ حسن کی بہار ہاتھ پاؤں میں مہندی لگی مانگ

موتیون سے بھری عجب عالم دکھاتی تھی جادہ کہکشان کو دانستہ بتاتی تھی کنیزین جگنو کی طرح اُس ماہ
تابان سپہر خوبی کے تصدق تھین اسیطرح پہر رات تک مصروف لہو ولعب رہین جب زیادہ رات گئی
ملکہ اپنے پلنگ پر جاکر لیٹی اور کنیزین گرد نیچے پلنگ کے سوئین لیکن ملکہ لیٹنے عمرو نے دوپٹا منھہ پر
ڈال کر سونے کے بہانے جاگنا شروع کیا اور منتظر قدرت نمائی خدا کا ہوا کہ دیکھیے پردہ غیب سے
کیا ظاہر ہوتا ہی مگر اب اجلال نے پہر رات گئے انتظام اور منتصرم اپنے دونون رفیقون
سے کہا کہ مین تمسے ایک بات کہتا ہون اگر کسی سے نہ کہوگے اور میرا کام کردوگے تو مال دنیا سے
غنی کردونگا اور کل لشکر کا اپنے سپہ سالار بناؤنگا اُنھون نے عرض کیا کہ اگر ارشاد کیجیے تو ہم اپنا سر
کاٹکر حضور کے قدم پر نثار کرین آپکو جو کچھ ارشاد کرنا ہو فرمائیے کہ غلام اُسے بجا لائین اور یہ راز ہمارے
زبان سے ہمارے کان تک نہ سنین گے اجلال نے کہا مرحبا یہی چاہیے لو سنو وہ بات یہ ہی کہ
مین سلیمان عنبرین مو کی دختر ملکہ لنترین عنبرین مو پر عاشق ہون اور وہ بھی مجھہ پر
فریفتہ ہی اور اُسنے مجھہ سے وعدہ کیا ہی کہ الگ مکان مین ساحرون کو بھیجکر مجھے بلا لو چنانچہ وہ
اب کوٹھے پر اُس مکان کے جہان دعوت میری تھی اور ناچ ہوا تھا سوتی ہوگی تم جاکر پلنگ اُسکا
اُٹھا لاؤ اور اُس کوٹھے پر اور جو عورتین سوتی ہون انکو سحر کرکے بیہوش کردینا کہ بعد اٹھا لانے ملکہ
کے کسی کی آنکھ نہ کھلے اور ملکہ کا کوئی متلاشی نہو انتظام اور منتصرم نے عرض کیا حضور یہ کتنی بڑی
بات ہی اسیوقت غلام بجا آوری حکم کرتے ہین یہ کہکر دونون سحر پڑھ کے اُڑے اور ملکہ لنترین کے کوٹھے
کے قریب پہونچے دیکھا کہ ملکہ خواب ناز مین ہی ایک پائچا زانون تک چڑھا ہی دوسرا پلنگ کے نیچے لٹک
رہا ہی سراپا غرق دریاے جواہر ہی کرتی سوتے مین اوپر چڑھ گئی ہی شکم لوح سیمین کی طرح چمکتا ہی
جوڑا بالون کا کھل گیا ہی زلف چلیپا کمر سے لپٹ گئی ہی ہاتھ کہین ہی پانون کہین پھیلا ہی اُس جوانی
کی نیند مین کچھ خبر نہین کہ کیا کھلا ہی انتظام اور منتصرم نے دور سے سحر پڑھا کہ کنیزین
جو پلنگ کے پاس سوتی تھین اُنپر بیہوشی طاری ہوگئی اور ایسی ہوا ٹھنڈی چلی کہ جو جاگتی
تھین وہ بھی سوگئین اُسوقت وہ دونون ساحر کوٹھے پر سے اُترے اور ملکہ کے پلنگ کو
دو طرف سے دونون نے اُٹھایا عمرو کہ باطن مین بیدار تھا سمجھ گیا کہ اب اجلال نے بلایا
دیکھیے اب کیا گذرتی ہی غرض لفظ بفضل کردگار کرکے خاموش ہو رہا اور ساحر پلنگ لیے ہوئے
ایک لمحہ مین پاس اجلال کے حاضر ہوئے اور پلنگ فرش پر لاکر سامنے رکھدیا اجلال چشم
براہ انتظار رکھتا تھا انھین دیکھکر بہت خوش ہوا اور کہا اب تم دونون جاکر نیچے کوٹھے کے

آرام کرو اور خبردار کسی کو یہاں آنے نہ دینا اور تم بھی بغیر میرے بلائے یہاں نہ آنا وہ دونوں یہ حکم سنکر نیچے کوٹھے کے اُتر گئے اور آپس میں مشورہ کیا کہ شاید کسی کام کو اجلال طلب کرے تو ایسے ایک شخص آرام کرے اور ایک جاگتا رہے غرض ایسا ہی کیا اور باری باری آپس میں مقرر کی لیکن یہاں اجلال ملکہ کے قریب پلنگ آیا اور دوپٹہ رخ روشن سے سرکایا شعلہ برق حسن کی چمک سے نظر اُسکی خیرہ ہوئی عجب حسن خداداد نظر آیا کہ پیر فلک نے بھی کسی ایسے نوجوان کو باایں ہمہ کہن سالی نہ دیکھا ہوگا اور گوش روزگار نے کسی کے حسن زیبا کا ایسا تذکرہ خوبی نہ سنا ہوگا سراپا

وہ ماہ جبین تھی رشک زہرہ ۔۔۔ وہ حسن پری کہ جسکا شہرہ

سانچے مین ڈھلا تھا جسم پرنور ۔۔۔ شعلہ کہون یا کہ جلوہ طور

تھا خرمن حسن دانہ خال ۔۔۔ دو کھیت تھے چاندنی کے دو گال

بالون کا وہ پیچ و تاب سر پر ۔۔۔ شب کو لیے آفتاب سر پر

نازک تھے جو برگ گل سے وہ گوش ۔۔۔ اُڑتے تھے صدف کے دیکھکر ہوش

پرنور گلے کی تھی صفائی ۔۔۔ مہتاب کی جیسے روشنائی

محرم کی بھی وہ غضب کساوٹ ۔۔۔ سینے سے کیے ہوے لگاوٹ

کرتی بھی نفیس ایک پرزر ۔۔۔ پہنے ہوے ناز سے وہ دلبر

لپٹی ہوئی چست و تنگ بر مین ۔۔۔ تھا نور بھرا ہوا قمر مین

کیا اُس مین گردن شکم کا اظہار ۔۔۔ ہر برج سے نور کے نمودار

ظاہر وہ کمر نہ تھی سر مو ۔۔۔ تھا اُس کو وبال بار گیسو

کچھ وصف بیان ہو سنائی ۔۔۔ رندون کو ہو جس سے شادمانی

بیجا ہے جو دو ہلال کہیے ۔۔۔ لازم ہے کہ لامثال کہیے

جوبن سے بھری ہوئی وہ رانین ۔۔۔ قربان ہزار دل سے جانین

گلبرگ سے نرم تر کف پا ۔۔۔ کانٹون سے زیادہ فرش گل کا

ہر دل کو عزیز جان سے تھی ۔۔۔ نازک بھی وہ پھول پان سے تھی

اجلال کو صورت دیکھکر بیہوشی طاری ہوئی مگر اپنے تئین سنبھال کر لگا پاؤن ملکہ کے دبانے کہ ایک بار عجم و کروٹ لیکر بیدار ہوا اور کنیزون کا نام لیکر پکارا اجلال نے سر اپنا قدم پر رکھ دیا اور عرض کیا کہ کنیزین تو یہاں نہین ہین مگر یہ غلام تازہ حضور کا حاضر ہے جو چاہتی کہو لاؤن

خام توام + ورنہ با خریدہ غلام توام + ملکہ نے ایکبار تیوری چڑھا کر اجلال کیطرف دیکھا اور دوپٹہ
سنبھال کر اُٹھی اور بال بکھرے ہوئے سمیٹ کر جوڑا باندھا اور دونون پانوٴن کو پلنگ سے لٹکا دیا
اجلال کی جانب سے منھ پھیر لیا اس ادای معشوقانہ کو اجلال دیکھ کر غش کھا گیا اور اُٹھکر پروانہ وار گرد
اُس شمع محفل خوبی کے پھرا ملکہ نے کہا آخر یہ ماجرا کیا ہی تمکو کوئی جن ہوا یا آسیب ہو کون ہو تجھے یہان کون
لایا ہی یہ مکان کسکا ہی اجلال نے یہ باتین سنکر عرض کیا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان
جیسا آپکے دادا جی نے مجھسے فرمایا ویسا حسب الارشاد حضور یہ غلام عمل مین لایا اور سب ماجرا
چوبدار کی گفتگو کا بیان کیا ملکہ یہ حال سنکر مسکرائی اور دامن کو جھٹک کر اُٹھی اور کہا ای نابکار ہمارا
غدار مین اسیطرح پیادہ اپنے گھر جاتی ہون اور اس موے بڈھے چوبدار کو جسنے مجھپر طوفان جوڑا
ہی اور تیری عاشقی کا الزام مجھپر لگایا ہی دیکھ تو کیسی سزا دلواتی ہون کہ وہ بھی یاد کرے اور اس
امر کی خبر اپنے باپ سے کرکے افراسیاب کو نامہ لکھواتی ہون کہ موذی کاٹے تجھے وہ ذلیل
کرکے طلسم سے نکالدے اسی طرح تو ننگ و ناموس مین بادشاہون کے دراندازی کرتا ہی اور پرائی
بہو بیٹیون کا ستیاناس کھوتا ہی اجلال یہ باتین غضبناک سنکر ڈرا اور منتین کرنے لگا کہ اے
ملکۂ عالم حضور ایک لمحہ یہان تشریف فرما ہون تاکہ مین شرط خدمت بجا لاوٴن اور پھر حضور کو خوابگاہ
کی جانب پہونچا دون ملکہ نے کہا خدمت تو جا کر اپنی والدہ یا ہمشیرہ کی کرنا خبردار تجھے ایسے
کلام زبان پر لائیگا تو سزا پائیگا اجلال نے پھر دست بستہ کہا کہ ای ملکہ آپ تھوڑی دیر مسند پر
جلوہ فگن ہون مین نظارۂ گلشن جمال کرون اور گل چینی باغ حسن کی کرکے دہن نظارہ بھرون
مجھے سوا آپکی صورت زیبا دیکھنے کے اور کچھ کام نہین ہے + گر بہ ہر چشم من نشینی + نازت بکشم کہ نازنینی +
ای مونس جان عاشقان وای شہنشاہ خوبان مین تیرا ایک ادنی غلام ہون یہ کہکر قدم پر گرا اور
ملکہ اسکی منت دیکھکر خرامان خرامان کبک چال چلتی ہین وہ اس انداز سے + مردے جیتے ہین
خرام ناز سے + آکر مسند پر بیٹھی اور اجلال سامنے مودب بیٹھ گیا اب یہ کیفیت ہی کہ + چو خانہ خالی
و معشوق مست و ناز بود + توان گریست بر آن کس کہ پاکباز بود + اجلال جب دست ہوس بڑھاتا
ہی ملکہ کبھی تیوریان چڑھاتی ہی کبھی بدرنگی صورت بناتی ہی کبھی سسکی بھرتی ہی کبھی مسکرا کر اُسکے
خرمن جان پر برق آفت گراتی ہی خنجر موج تبسم کا ہنسی بناتی ہی ہنگامہ راز و نیاز گرم ہی آدھے
شوق ہی اور آدھی شرم ہی اسی ہنگام مین جب زیادہ الحاح و زاری اجلال نے کی ملکہ نے ہنسکر
کہا کہ تو بھی بڑا بیوقوف کاٹھ کا اُلو ہی بیچ کے عرض کرتا ہی اور خوان دعوت کو بے نمک رکھا ہی

نہ شراب نہ کباب اور بیحد اضطراب مہمان کو یون بلاتے ہین خالی اپنا مطلب جتاتے ہین سچ
ہی مرد دوسرے بھی کتنے خود غرض ہوتے ہین خصوص تجھ مین تو بے محبت و انہین سوائے اپنے مطلب
کے دوسرے کی پروا نہین اجلال یہ باتین سنکر شرمندہ ہوا اور دل مین سوچا کہ ملکہ سچ کہتی ہے
شراب دافع حجاب ہو دو اک جام پیکر بیدست ہو جائیگی اور تیری بھی آرزو بر آئیگی اب سخت شرمندہ ہوا
ہو گی دم مین ہم پہلو یہ دلدار ہو لیکن اسی وقت میخانے سے آمادگی گشتیان شراب کی اور قابین
گزک کے لیے کباب کی لایا اور لگا لی اٹھا کر جام جواہر نگین مین شراب ارغوانی لبریز کی اور ساغر ہاتھ مین
رکھکر سامنے ملکہ کے پیشکش کیا کہ یہ بادہ محبت حاضر ہے اسے نوش کیجیے اور درد دلیش دفع ہی کیجیے ایسا

خلوت ما را فروغ از عکس جام باده باد	زانکه کنج اہل دل باید که نورانی بود
بی چراغ جام در خلوت نمی آرم نشست	وقت گل مستوری مستان ز نادانی بود
مجلس و انس و بهار و بحث عشق اندر میان	جام می نگرفتن از جانان گران جانی بود

ملکہ نے وہ جام دست نازک مین لیا اور منہ پھیر کر تیوری چڑھا کر بیدلی سے پھر کر لبون سے لگایا اور ایکبار
منہ بنا کے ساری شراب اجلال پر پھینک دی اور کہا یہ شراب میرے کام کی نہین افسوس ہے کہ تو
بادشاہ کہلاتا ہے مگر ٹھنگ کا ٹھرا اپنا ہے بلکہ وہ بھی اس سے اچھا ہوتا ہے اجلال نے عرض کیا کہ اے ملکہ
یہان میرا ملک و مال نہین آپ ہی کے باپ نے جو میخانہ بھجوا دیا ہے وہی تصرف مین ہے ملکہ نے کہا
بادشاہون کو سب جگہ ہر نعمت مہیا ہے غم مین کوہ و دشت و بیابان خوب سیر ہوتی ہے اگر تو میرے
آنے کے لیے اہتمام کرتے عمدہ شراب کی کچھ پرکھتا تو کیا مشکل تھا مگر تجھے تو اپنے مطلب کی
اور کسی بات کا کب خیال تھا خیر اب تو آپ بھی جو کچھ تقدیر دکھاتی ہے وہ دیکھین گے یہ کہکر ایک قلم
شراب کی اپنے مجمرے سے نکالی اور جام شراب سے بھر کر اس قلم سے چند قطرے ساغر مین ڈالے کہ وہ
شراب کا گلنار ہو گیا اور اس جام کو کھینچ نگاہ مین خورشید سنا اپنے رکھکر سامنے اجلال کے ہاتھ
بڑھایا اور کہا او بیمروت ساقی گری کرنا ہمارا کام ہے یہ جام عنایت ہمارے ہاتھ سے نوش کر
بیکی مہمان کعبہ با بستان + ہر چہ کردیم بخشش کرمش زیبا بود + اجلال چشم عنایت اپنے ساقی کی
دیکھ کر بہت خوش ہوا اور جام اس گلفام کے ہاتھ سے لیکر پی گیا ساتھ ہی وہ قطرے جو قلم سے
جام مین ٹپکائے تھے وہ بیہوشی قاتل تھی جو ملکہ نے ملا دی تھی یکایک اجلال کو چکر آیا اور کہا
اے ملکہ بڑی تیز و تند شراب تم پیتی ہو کہ مجھے تو اسنے ایک ہی چلو مین الٹ دیا ملکہ نے کہا ذرا ٹہلو
فرحت حاصل ہو گی اور عجب مزہ شراب دکھائیگی اجلال اٹھا اور دو قدم چلا تھا کہ ہوا مغز پر

جو لگی بیہوش ہوکر گرا عمرو نے خنجر زنبیل سے نکال کر چاہا کہ اسے ذبح کرے اُسوقت چالاک بن عمرو
جو نیچے پلنگ کے چھپا ہوا تھا اور یہ ماجرا دیکھکر حیران ہو رہا تھا کہ یہ کون شاہزادی ہے مگر اب جو دیکھا
کہ اسنے اجلال کو بیہوش کیا اور قتل کیا چاہتی ہے سمجھ گیا کہ والد ماجد ہین شاہزادی بنکر یہان آئے
ہین دل سے کہا کہ واہ واہ کیا عیاری پاکیزہ فرمائی ہے مگر اب قتل کرنا اجلال کا بُرا ہے یہ سوچ کر
پلنگ کے نیچے سے نکلا عمرو اجلال کو قتل کیا چاہتا تھا کہ چالاک پکارا خبردار ایسا غضب نکرنا
عمرو حیران ہوا کہ یہ کون شخص ہے اور خنجر کھینچکر چالاک پر چاہا پڑا اسنے خنجر کو خالی دیا اور کہا مین
ہون فرزند آپ کا چالاک عمرو نے ہاتھ روکا اور کہا او نالایق کیون یہان آیا اور کسلیے اس
ساحر دشمن صاحبقران کے قتل کرنے کو منع کرتا ہے چالاک نے کہا اے والد ماجد ساحر کا قاعدہ
ہے کہ جب مرتا ہے اُسکے غل مچاتے ہین اگر اسکو آپ ذبح کرتے اور شور و غل ہوتا نیچے کوٹھے کے
انتظام اور منصرم جو پلٹن آپ کا لائے ہین موجود تھے فورًا صدا سنکر دوڑے آتے اور گرفتار
کر لیتے عمرو نے کہا تو سچ کہتا ہے لیکن پھر کیا کرون چالاک نے کہا مین ملکہ کی شکل بنتا ہون یعنی جو
آپ بنے ہوئے ہین اور آپ اجلال کی صورت بنیے اور مین بشکل ملکہ پلنگ پر جا کر لیٹتا ہون جسوقت
انتظام اور منصرم کو بلا کر حکم دین کہ پلنگ ملکہ کا پہونچا آؤ اور اجلال کو زنبیل مین ڈال لیجیے
اور اسطرح یہان سے بچا کر کے چلیے آیندہ جو اور کچھ عیاری کیجیے گا وہ بن پڑیگی عمرو کو یہ تدبیر پسند
آئی اور آپ اجلال کی صورت بنا اور چالاک کو ملکہ بنا کر اور پلنگ پر سُلا کر اجلال کو زنبیل
مین ڈال لیا اور دونون ساحرون کو بلا کر حکم دیا کہ پلنگ ملکہ کا پہونچا آؤ وہ بدستور پلنگ لیکر
اُترے اور ملکہ کے کوٹھے پر جہان پہلے پلنگ بچھا تھا وہین لا کر رکھا اور آپ وہان سے علیحدہ ہو کر
سحر پڑھا کہ خواصون کو پہلے جو بیہوش کر گئے تھے وہ ہوشیار ہوئین یہ دونون تو خدمت اجلال
مین جو عمرو ہے آئے اور وہان خواصون نے دیکھا کہ صبح قریب ہے اور ملکہ اسیطرح سو رہی ہے غرض
سب اپنے اپنے عہدے پر سرگرم کار ہوئین اور چالاک بھی تھوڑی دیر کے بعد انگڑائی لیکر اُٹھا اور
عمرو نے نسبت نام خواصون نے اور جگہ رہنے کی ملکہ کے بتا دی ہے اُسی دستور کے موافق ہمراہ کنیزون
کے نیچے کوٹھے سے اُتر کر آیا اور جہان کا خواجہ نے پتا بتلا دیا تھا اُسی جگہ آ کر عیش و آرام مین مصروف
ہوا اُدھر عمرو بشکل اجلال صبح کو مع اپنے رفیقون کے سوار ہو کر دربار مین سلیمان کے آیا سب نے
تعظیم کی یہ فرشکل پر بیٹھا اور کہا یا خداوند آپ لشکر لیکر باہر قلعے کے چلیے تا کہ مین لشکر حمزہ کو غارت
کرون اور خدمت شہنشاہ افراسیاب مین جاؤن لقا نے سلیمان کو حکم دیا کہ افسران فوج

اور سپہ سالاران لشکر دست بستہ ہو کر بیرون قلعہ چلیں اور مقابلہ لشکر حمزہ سے کریں بمجرد حکم خیمے و
خرگاہیں بارگاہیں لدنے لگیں اور سپاہ متوجہ جنگ صاحبقران ہوئی بیان امیر نامدار بارگاہ
میں بیٹھے تھے کہ ہرکارے جو باہر جاسوسی مقرر ہیں دوڑتے آئے اور بعد دعا و ثنا کے عرض پرداز ہوئے
کہ آج غلامان جانباز بشکل مبدل دربار میں سلیمان کے حاضر تھے کہ اجلال نے تہیہ جنگ کیا اور
لشکر لقا کا مع لشکر ساحروں کے اور لشکر سلیمان کا مع کوہیوں کے قلعے کے باہر آیا ہے امیر مع
سرداروں کے واسطے دیکھنے آمد لشکر کے دربارگاہ پر آکر ٹھہرے کہ یکایک دروازہ کوہ عقیق کا
کھلا اور نشان فوج کے ہاتھیوں پر ظاہر ہوئے اسکے بعد ساٹھ ہزار سوار جیلتہ پوش چار آئینہ بند
دوش بدوش پرے سے پرا ملائے مرکبہائے دو رکابہ پر سوار گذرے کہ اسلحے کی چقاچاق سے گنبد
گردان میں غلغلہ پڑ گیا پھر اسکے پیچھے ستر ہزار پیادے کمانیں پشت پر ترکش مثل دم طاؤس پہلو کے
برابر دلائیاں کمر سے باندھے اپنے جنگ کے آراستہ کیے برآمد ہوئے بعد اسکے فوج ساحران پیدا
ہوئی کہ ساحر اژدہوں اور شیروں پر سوار شندرے کانوں میں پڑے کنڈل اور حلقے ڈالے
جو ساحری جمشید کی بولتے سحر کی نیرنگیاں دکھاتے نکل گئے لیکن عمرو کہ جو فی الحال اجلال
بنا ہے اسنے انتظام اور بندوبست سے حکم دیا ہے کہ بادولت کے لیے ایک اژدر تم اپنے سحر سے بنا لاؤ
کہ اُسپر سوار ہو کر میں سحر اپنا میدان رزم میں دکھاؤنگا یہ کام تمھارے سپرد کرتا ہوں وہ ساحر
حسب الحکم اژدہا بنا کر لائے عمرو اُس اژدہے پر سوار ہوا اور انھوں نے رکاب پکڑ لی اور سحر
کرتے آگ اور پتھر برساتے چلے اور عمرو آپ آگے آگے فوج ساحران کے جھولی سحر کی گلے میں ڈالے وا
تاج بادشاہی سر پر قبائے فرمانروائی پہنے بازوؤں پر نورتن باندھے نکلا اسکے بعد دیکھا کہ چالیس
ہاتھی زنجیر و بند کیے ہیں اور اُسپر تخت مرصع کھنچا ہے موتیوں کا بنگلہ انباری کے عوض تخت پر
چھایا ہوا ہے اور اُس تخت پر لقا بیٹھا ہے برابر اسکے بیٹا اسکا یاقوت شاہ اور فرامرز بیٹا
نوشیروان کا بہ خواصی میں خواجہ گرازالدین ملک بختیارک شوم کافر بے دین بیٹھا ہوا
رومال سر پر لقا کے جھل رہا ہے اور گرد سواری لقا کے کلکال خون آشام اور طائر عاد
کرسی نشین اور ضیغم قدرت اور زنگال خون آشام اور بہت سے سردار سنجالی و
باختری و مشتری حصاری اور سالار فوج مرکبہائے پری پیکر پر سوار گردنکش تا جدا زبر آمد
ہوئے پھر کئی لاکھ کا لشکر فرامرز کے سپہ سالار قارن رزم زن اور قارن فیل تن ابدالع
لاہوت و جم زرین کلاہ وغیرہ لیے ہوئے اور لشکر سلیمان کا اسکے بعد آیا کہ اس لشکر کے سردار

ناظر زاغ چشم منظور زاغ چشم ولالان لال قبا ہین الغرض امیر نے یہ لشکر فراوان ملاحظہ فرماکر
خدا کو یاد کیا کہ الٰہی تو قادر و توانا ہے اور یہ لشکر مثل مور و ملخ کے میدان جنگ کا فاصلہ لشکر امیر سے
دیکر اترنے لگے اور دہل او دمامے طبل رزمی بروقت داخلہ لشکر بجنے لگے ابیات

برآمد شد سے لشکر بے قیاس — زمین در تزلزل فلک در ہراس
حضیض زمین چون فلک اوج بود — سپہر سپہ فوج بر فوج بود

خیمہ ہای عالیشان استادہ ہونے لگے گندلے سراپچے بچھونے قرینے سے بچھے سامان کی فضا عشرت کی بارگاہ
ہین مسل ور مسل بالین بچھو لداریان نگیرے کھڑے سرداروں کے لیے بارگاہ ہین سوداروں کے لیے
طنبو استادہ تھے لشکر جب اتر چکا اوسوقت بازاری بیوپاری کنجڑے قصائی نان بائی کونڈیے ہر جگہ
لیجا کر آباد کرنے لگے بازار کے لیے ہر جگہ کوتوال اہلکار محافظ ہوا لشکر مین ایک شہر کی کیفیت
حاصل تھی دوکانین کھلی ہوئین خرید و فروخت ہوتی تھی اس ہنگام مین شام آئی اوس دم
دورویہ چوک مین گلاس روشن ہوئے دوکانون مین چراغ جلنے لگے مردان لشکر پہرے چلانے
لگے چار سپہ سالار جرار کئی کئی ہزار سوار لیکر لشکر کے گرد طلایہ پر مقرر ہوئے کوتوال گشت
کو اٹھے زنگے بجنے بدمعاش گرنے لگے بیدار باش خبردار باش کی صدا بلند ہوئی ادہر اودہر لشکر
صاحبقران مین بھی اہتمام تھا طلایہ چوکی پہرا تھا الحاصل دونون لشکر اسیطرح بہوشیاری
ایک دن اور رات مقابلہ مین اترے رہے جب دوسرا دن ہوا قریب شام اجلال جادو نے
ساحرون کو طبل جنگ بجنے کا حکم دیا او سلیمان اور لقا اور جتنے بادشاہ کہ موجود تھے سب نے اپنی
اپنی فوج کو ایسا ہی حکم سنایا دلاوران رزمجا اور شیران بیشہ وغا نے نقارخانون مین جاکر
نقارہ رزم پر چوب لگائی دشت قتال گونج گیا طاس فلک مین جھنجھناٹ ہوا یہ خبر ہرکارے لشکر
اسلام کے حضور صاحبقران مین لائی اور مجرا گاہ پر حضور کریبادہ ای آداب یون عرض کیا نظم

الٰہی تا جہان باشد تو باشی — جہان را تا نشان باشد تو باشی
رہین اس دہر مین شکل و نشان — شہ روم و شام اور چین کا خاقان

عمر و دولت شہنشاہ خضر سے اور اقبال خسرو سے افزون ہو دشمن تیرہ روزگار زار و ذلیل ہو
آج لشکر عدا لعنہ اللہ مین طبل جنگ بجا ہے ایک نامرد آمادہ کارزار ہوا ہے یقین ہے کہ کل
میدان نبرد مین آکر آتش عناد و فساد کو مشتعل کرے باقی جو حکم ہو امیر نے یہ خبر سنکر طرف بادشاہ
لشکر اسلام کے دیکھا بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ امیر آپ بھی طبل جنگ بجوائیے یہاں کی حکم

دیکھیے کہ ہمارے لشکر میں بھی بمدد خداے پاک طبل جنگ بجے اور نقارۂ سکندری پر چوب پڑے کیسا کہ
جیسا کچھ نقاش ازل نے اور کاتب قسمت نے ہماری پیشانی میں تحریر فرمایا ہے وہی پیش آئی ہے عیاران
لشکر اسلام یہ کلام شاہ سنکر پاس صاحبقران نامور نقارخانۂ سلیمانی اور سکندری میں آئے یہاں
داروغہ نقارخانہ قال یہ جنسی اور کہا یہ جنسی شاہزادگان چین و ماچین نے طبل سکندر کو بنا کر
دست گیر رکھا تھا نافیہ اپنے سے اٹھا لیا تھا اور صدائے نقارۂ رزم لشکر مخالف سنکر منتظر حکم بادشاہ
اسلام تھے کہ عیاروں نے آکر حکم شاہ سنایا انھوں نے عوض عمرو کے طبل جنگ بجایا واضح ہو کہ طبل
رزم سواے عمرو کے کوئی نہیں بجاتا ہے منصب عمرو کا ہے اور اگر عمرو نہیں ہوتا ہے تو اسکے بدلے بیٹے
عمرو کے یا داروغہ نقارخانہ کے تعمیل حکم شاہ کرتے ہیں الحاصل طبل جنگ جب بجا زمین و آسمان
میں زلزلہ پڑ گیا وہ طبل سکندری ہے کہ جسے صاحبقران نے ہندوستان میں دریا کے اندر سے طبل
سکندری پایا تھا اور عمرو عیار الیاسی میں باندھ کر اسے لایا تھا ذکر اسکا دفتر اول میں مذکور
ہو چکا ہے کوس اس طبل کی صدا جانے کا دستور ہے غرض یہ معلوم ہوا کہ طبل جنگ کیا بجا گویا صور
اسکی صدا سے فلک پر چھٹکنے لگا اور کرۂ زمین کا کلیجہ دہل گیا کوہ و دشت ہل گیا **نظم**

چو بر طبل اسکندر آمد دوال	ز ناہید مریخ کرد این سوال
جہان را اگر شور آخر رسید	صدا قبل صور قیامت رسید
بگفتا کہ نہ طبل اسکندر است	ز آواز او گوش گردون کر است

سب لشکر خبردار چھوٹا بڑا اور ہر نامور ہوشیار ہوا کہ دم سحر بازار موت کی گرم بازاری ہو دم نقد جان
کی خریداری ہو سر تن سے جدا ہونگے دشمنوں کے ہار جیتنگے آج بادشاہ نے سویرے سے دربار برخاست فرمایا
ہر ایک سردار اپنی آرامگاہ میں آیا تیاری حرب و ضرب کی شروع ہوئی تلواریں صیقل و جلا
ہونے لگیں کمانیں سینک کر درست کیجانے لگیں بھالے برچھے سیکار کی تدبیر چیتے تھے ہر دوسرے کو اپنا
ہوسے منھ نوچتے تھے منچلے جو تھے مشتاق نامور جوان کو غور کرتے ہنس ہنسکر رزمگاہ کو دیکھتے تھے
نامور لیے ہوئے کا طور سے چہرے زرہ جامہ خود بکتر درست کرتے تھے چہروں پر سرخی چھائی تھی
نامردوں کے منھ پر ہوائی تھی لشکر مخالف میں اجلال کے ساحر تیار کرتے تھے دھواں چھایا تھا ہر
جا بجا ہوتا تھا جو کے خون خوک سے دیے گئے تھے ہر جا آگ سلگتا تھا گلوا بھیروں کا رنگ بگاڑا جاتا تھا
دو پہر رات سے دونوں لشکروں کے نقیب بلکار شجاعوں کو ترغیب جنگ دلاتے تھے کہ اے جوانو جوان بخت
ہوشیار رہو سلاحوں سے اپنے خبردار رہو غرضکہ چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا آخر کار وہ وقت آیا کہ یار لطف آیا

زنگاری مشرق بکرد فر ہوا اور ظلمت شب رد لفرار لائی صبح کا سفیدا آشکار ہوا اشعار

علم آفتاب نکلا جب — فوج انجم ہوئی گریزاں سب
شب خاور سپہر گرد ہوا — رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا میداں چرخ پر اکبارہ — شہ انجم سپاہ رو لفرار

دم سحر لشکر جانبین سے خیل خیل فیل فیل گروہ گروہ انبوہ انبوہ فشون فشون میدان کار زار مین مسلح و مکمل آنے لگے اور امیر با توقیر مسجد کہ پاس ہین تشریف لائے فریضہ نماز سحر ادا کیے ورد وظائف مین مشغول ہوئے اور دست دعا اٹھا کر دعاے فتح وظفر درگاہ رب الاکرم مین کرتے تھے کہ ای قادر توانا تو محکو اس لشکر اشقیا پر فتحیاب فرما قطعہ

ای آنکہ بملک خویش پاینده توئی — وز دامن شب صبح نماینده توئی
کار من بیچاره قوی بستہ شده — بکشای خدایا کہ کشاینده توئی

امیر یہ دعا کر رہے تھے کہ مقبل وفادار تیر انداز دوں کا سپہ سالار غلام امیر با وقار کا حاضر ہوا آمین کہی امیر نے مقبل کو دیکھہ کر ارشاد کیا کہ لشکر کا کیا حال ہے مقبل نے عرض کیا کہ دو لشکر رسیدند جای مصاف + دو پرکاله بستند چون کوه قاف + امیدوار قدوم میمنت لزوم صاحبقران ہین امیر نے فرمایا کہ صندوق اسلحے کا لاؤ مقبل نے صندوق اسلحہ بیجگر کے کا حاضر کیا امیر نے تمام تبرکات جو مزار انبیا علیہم السلام پر سے کہ جہان سے عمرو کو تبرکات ملا ہے اور اوسکا مذکور قبل ہو چکا ہو پایا ہے اورده خود ہود اور زره داؤد اور کمان صالح اور نیزه سام بن نوح اور موزے الیاس و چار آئینے وغیره ہین ان سب تبرکات کو ذات بابرکات پر اپنے آراستہ کیا اور تیغہ صمصام اور قمقام کہ باغ ابراہیمی سے ملے ہین اور ذکر اسکا دفتر اول مین ہے اور شمشیر عقرب سلیمانی اور خنجر سہراب اور سپر گرشاسپ سب پردہ قاف مین پائے ہین غرض ان اسلحے کو زیب جسم فرما کر مسجد سے صاحبقران برآمد ہوئے دروازے پر مسجد کے دیوانہ بن قندس دیوانہ اشقر بن دیوار ناپلیس کو ساز و یراق سے درست کرکے لیے کھڑا تھا امیر کو دیکھہ کر آگے تسلیم کی اور گھوڑا حاضر کیا مرکب راکب کو دیکھہ کر فخر کرنے لگا امیر نے گردن توسن پر انگشت شہادت سے یا علی لکھکر حاضرین کو بتا دیا کہ ہم تن چشم منتظر قدم سعادت لزوم امیر تھا پاؤن رکاب میں رکھکر ایال پر ہاتھہ ڈال کر گھوڑے کی پیٹھہ پر جلوہ فرما ہوے جلودار سے دامن قبا درست کیا بسم اللہ کا شور بلند ہوا غرض دست راست مین نیزہ دوسر اژدہا پیکر بائین مین عنان مرکب رشک صرصر لیکر نادعلی پڑھا اور گھوڑے کو جنبش دیا سب سردار حبشی مثل

گرشیت سیر گردان و نعمان بن منذر و منظر شاہ یمنی و عامر رود باری و سیف ذوالیدین و ابوالمعدن کرد و طوق حران گرد و فرزندان امیر علمشاہ رومی و ملک قاسم بن علمشاہ و اسفندیار شاہ گیلانی و داراب کشورکشا و ایرج بن قاسم و خورشید بن ہاشم و ہاشم تیغ زن بن حمزہ و کرب دلاور و اسد بن کرب و لندھور بن سعدان جانشین حمزہ و مالک اژدر جانشین حمزہ وغیرہ بکروفر اپنی اپنی فوج میدان رزمگاہ کی طرف بھیجکر امیر کی خدمت مین حاضر ہوے یہ سب بانچہزار پانسو پچپین سردار ہین کہ انھین لیکر امیر در دولت آستان بارگاہ ظل اللہ جہان پناہ مالک اورنگ سلیمانی سلطان سریر شہنشاہ باتوقیر سعد بن قباد بن صاحبقران پر حاضر ہوے اور منتظر آمد سلطانی جلوخانہ مین ٹھہرے کہ یکایک عیش محل ڈیوڑھی کا پردہ زنبوری چرخی پر کھچا صدا غوا ےکی بلند ہوئی اور استظام آمد بادشاہ ہونے لگا اول بارہ ہزار طفلان ماہ پیکر لباس عمدہ زرین پہنے ہوے ہاتھون مین کڑے سونے کے پڑے لٹے لٹکانے کے لیے عود و عنبر اگر جھوٹتے نکلے پھر ہزارہا بخشانے والیان طلائی و نقرئی بخشانے لیے وردیان سرخ سرخ زیب جسم کیے نکلین پھر کنول برداریان کنول بلورین منقش لیے پیدا ہوئین پھر ہزارہا نواب باظرادرخواجہ سرا انتظام کرتے گذرے اور تخت شاہی کو خادمان محل گھیرے بادشاہ جمجاہ تخت پہ سوار کہاریان پیاری پیاریان لنگے قیمت کے منگے پہنے ہاتھون مین کڑے مگر دہان پڑے کانون مین بالے نازو انداز ہر ایک کے نرالے جسم گدرایا شباب چھایا تھے اور پھلیان سرون پر لگائے تخت کو اٹھائے ظاہر ہوئین مرحبےبسم اللہ الرحمن الرحیم پکارے امیر اور سب سردار بڑھکر آگے دیے جاکر کھڑے ہوے ادھر شاہ کی صورت زیبا نظر آئی ادھر سب نے گردن پے تسلیم جھکائی سرپا پکارا بادشاہ عالی سلطان جہان نگاہ روبرو حمزہ صاحبقران بادشاہ نے نگاہ اٹھا دیکھا صاحبقران نے فراشی مجرا کیا شاہ نے ہاتھ اپنے سینے پر رکھا کہ جگہ تمھاری ہمارے دل مین ہے امیر تسلیم کرکے پیچھے ہٹے پھر سب سرداروں کا مجرا ہوا اور سلام ہوا جمہور پہا نسو طرطوس تبرزن اور فرامرز عاد و منقری وغیرہ اور سردار مذکورہ بالا ہر ایک نے بعد سلام و مجرے کے پایہ تخت بادشاہ کو بوسہ دیا بادشاہ نے حکم سوار ہونے کا کیا سب سردار سوار ہوکر تخت شاہی کو مانند دل کے قلب مین قایم کرکے گرد حلقہ کیے ہوے طرف وادگاہ مصاف کے روانہ ہوئے ڈنکے پر چوب پڑی ہیبت نقارہ آواز آمد عجیب ہاکہ نصر من اللہ فتح قریب

نقیب کرکے گئے وہ نور کا تڑکا نسیم عنبر شمیم وزان بڑے بڑے تارے فلک پر تھا ہر چھوٹے چھوٹے پوشیدہ
تھے آنکھ آگئے باد بہاری غرضکہ بڑی تیاری سے بادشاہ عالی تبار وارد دشت مصاف ہوئے
میدان ایک جانب کو فوج سلیمان نے پرا جمایا اور لقا اور فرامرز کا لشکر نظر آیا کہ جوڑے
جوڑے تیغے گردنوں میں حمائل گینڈوں پر پہلوان سردار سوار گرز بر دوش با تن و توش صبا
سطوت وزور پیشانیوں پر شکن ڈالے نیزوں کو سنبھالے حریف کے لشکر کو دیکھ رہے تھے اسی
ہنگام میں میدان رزم آتش فشان ہوا برق شعلہ بار چمکنے لگی ابر تیرہ و تار گھر آیا ساحروں کا
لشکر اجلال جادو بیٹے عمر و لیکا اسی طرف اژدر سحر پر سوار آیا افتخار و منصور رکاب پکڑے
سحر کی نیرنگیاں دکھاتے اور چالیس ہزار ساحر بجلیاں چمکاتے پتھر برساتے تری کی جھنکی رنگ سنکھ بجتا
گھنٹے اور ناقوس کی صدا بلند آکر ایک سمت ٹھہرے کہ آپ نے دونوں لشکروں کے گرد ہوا
گرد خاک بنا گاؤ زمین کا اس ہلچل سے سینہ چاک تھا طائر آشیانہ چھوڑے صحرائے رزم میں خوف سے
ہر اک کے ہاتھ پاؤں پھولے روئے آئینہ سپہر مکدر نظر آیا چشمہ خورشید غبار زمین سے گدلا ہوا کہ

ز سم ستوران دران پہن دشت	زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

آخرکار سقے کار ہوشیار نکلے اور میدان کا پست و بلند ہموار کرنے لگے کنکر پتھر خس و خار چن کر جدا
انبار لگایا کہیں نشیب و کہیں کمینگاہ کا ڈھنگ درست کیا جھنڈی جھاڑی درخت کاٹ کر
زمین آئینہ آسا صاف بنائی پھر سقوں کے آب پاشی کی باری آئی ہر ایک سقہ خواجہ خضر کا دم
بھرتا لنگیاں باندھے اور کھاروے کی باندھے وردیاں پہنے کندھے کمر سے لگائے تھے گلوں میں
ڈالے مشکیزے دوش پر سنبھالے ہزارے کے فوارے دہانے پر مشکوں کے چڑھائے چھڑکاؤ کرتے
نکلے کہ انکے آبشار نے ساون بھادوں کی گھٹا کو شرما دیا سب گرد و غبار بٹھا دیا سواروں کو
صورت بادروں کی نظر آئی سب فوج دریائے آہن میں ڈوبی دکھائی دی کہ ہر ایک از پیچ
مو تا پیچ نیل غرق بحر آہن تھا سوائے لوہے کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا کہ ع چنان مرد خود را
در آہن گرفت + کہ مژگان او شکل سوزن گرفت + صف آرائی شروع ہوئی میمنہ و میسرہ و قلب و
جناح و ساقہ و کمینگاہ چودہ صفیں مثل سد سکندر کے آراستہ ہوئیں سواروں کے آگے پیادے
جنگ کے آمادے دیوار فوج تھے سوار دریائے لشکر میں موج در موج تھے گھوڑے برابر برابر تھوتھنی
سے تھوتھنی پٹھے سے پٹھا دم سے دم سم سے سم ملائے تھے نقیب جو آگے بڑھا تھا اسے پیچھے ہٹاتے
تھے گھٹے ہوئے کو آگے بڑھاتے تھے وسیدم باجے رزمی بجتے تھے مرکب الف ہوتے تھے کہ یکایک

نقیب خوش آواز اور گویے کے آگے سرود نواز نکلے کلابتونی دستارین باندھے تھے رنگین لباس نہایت قیامت کیے تھے انھون نے باسحان دلکش سرود سجا کر زدست و غیاے دلی گا لی اور یہ صدا بہادرون کو سنائی

اسے مہتابان تہ سقف سپہر غدار ۔۔۔ تا بکے حسرت فرزند و زن و شوہر و یار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو ۔۔۔ ہو خراب ایسے ہین اگر قصر فریدون کے گذار
اس مکان مین کبھی دربار ہوا کرتا تھا ۔۔۔ جلوہ فرما تھا وہان خسرو با عز و وقار
ساقیان چہلین باکری تھین سرو اور نہین ۔۔۔ عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
بار وان تھا نہ خزان کو کسی موسم مین ۔۔۔ کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالہ کی بہار
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ ۔۔۔ واہ ری تیری تنک ظرفی باین عز و وقار
جسنہ پڑتا تھا پڑا دونکے جو ہر کا عکس ۔۔۔ آج کل وہ لب جو جنکے ہین امیدوار
گھونسلے سقف مین ہین لاکھون ابابیلونکے ۔۔۔ مسکن فاختہ ہے قصر کا ہر نقش و نگار
چیلین منڈلاتی ہین اڑتی ہین بگولے ہر سمت ۔۔۔ ہین خیابان مین پڑے زاغ و زغن کے انبار
قصر کو جانے دو باشندونکو انکے دیکھو ۔۔۔ تکیۂ گور و کفن آج ہے ہر اک کا قرار
سینہ لبریز تمنا ہے لب مہر سکوت ۔۔۔ نہ کوئی دوست ہے مونس نہ کوئی ہاتھ دار
شاہ و چہلین نہ نگین نہ خود آرائی ہے ۔۔۔ کنج تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے

اے بہادران نہ سپاہ یہ ساحر صفحۂ ہستی پر نشان زال خون آشام ہے زور بازو بیژن ہو یا اب
بلندی دلیری پر اسفندیار روئین تن ہوگیے کیسے بہادر صف شکن تہمتن نوجوان رستم دستان پر
فلک نے چشم زدن ہلاک کیے تہ خاک کیے مگر جرأت سے نام باقی ہے ہر ایک کا ذکر شجاعت سالہا
کی لڑائی حسن اتفاق ہے کیلیے کہ سے دور مجنون گذشت و نوبت ماست + ہر کرا پنج روزہ نوبت
اوست + تلوار کی آنچ مشہور ہے گیلے سوکھے دونون جلتے ہین سر گردن مین لاگ ہے یہی غضب
کی آگ ہے زندگی دو دن کی ہے نام کر لو اے نوجوانو بڑھ بڑھ کر سرخرو ہوگا قدم ڈگ جائیگا پھر وہ مینہ
آبرو نہ پائیگا وہ مرد لوہا لوہا سب کہین اور لوہا بری بلا ہے + یک آنکہ جیت رہے اور یک
پا پیچھے ہٹ جائے + غرض یہ کہکر نقیب میدان سے نکلے اور یہ صدا دلیرون نیستان شجاعت کو
شیرون کو شراب پرتگال ہوئی بہادری کا نشہ آگیا آنکھین ہر ایک کی لال ہوئین قبضہ ہاے
شمشیر چومنے لگے مرکب پر ست ہوکر جھومنے لگے کہ یکایک اجلال جادو نے انتظام دہندہ
سے حکم دیا کہ میرے اژدر کو بڑھاؤ وہ ساحر میدان مین پہونچا تو اسنے سحر پڑھکر دستک دی اژدہا نیچ

میدان میں اُتر آیا اجلال نے پکار کر نعرہ مارا کہ یا حمزہ صاحبقران خداوند لقا سامنے موجود
ہیں جلد اُنکی خدمت میں حاضر ہو کر سجدہ کر ورنہ بصورت گردن تابی میں تیری سرکوبی کو آیا ہوں
میدان میں آشنائی دلی برلا امیر نے پنیب لشکر اشقر دیو زاد کو تخت شاہی کی طرف پھیرا اور
ابو المیدان گردنے علم اژدہا پیکر کو جلوہ دیا کلہ اژدر کی طرح سے اُس میں چھتیس شقہ ہیں
جب اُنکو جنبش ہوئی صدا اُن میں سے صاحبقران یا صاحبقران کی پیدا ہوئی یہ علم خواجہ
بزرجمہر حکیم نے اژدہے کے پوست کا بنایا ہوا اور چھتیس شقہ اس میں کلہ اژدر کی صورت کے
رکھکر ایسے مخروق بنائے ہیں کہ جب اُن میں ہوا بھرتی ہو مشک و عنبر کی بو اُن سے آتی ہے اور
یا صاحبقران یا صاحبقران کی صدا سنائی دیتی ہے الحاصل میدان میں فرق ہوا کہ
اور کوئی سردار سوائے امیر کے لڑنے نہ نکلے سپہ دار سپہ سالار رہا وہ ہوسے اور لشکر کے علم
جلوہ گری پر آئے امیر سامنے تخت بادشاہ کے آکر گھوڑے سے اُتر کر دست بستہ اجازت خواہ ہو
شاہ نے جام کارہ عفریت پُر از شربت قند و نبات عنایت فرمایا امیر نے اسے اوش کر کے پہلوان
عادی درگ سالار لشکر کو دیا یہ جام دیو عفریت کو قتل کر کے امیر نے اُسکے کلے کی صورت
بنایا ہو کر روز جنگ جب مہر رحمت خسروانہ بادشاہ فرماتے ہیں تو اس جام میں اُسے شربت دیتے ہیں ذکر
اسکا دفتر اول میں ہے غرض جام عنایت بادشاہ سے سیر ہو کر اور اجازت حرب لیکر خلعت سے مخلع ہو کر امیر
نے دوبارہ و خانہ زین کو مثل آفتاب منور روشن فرمایا کہ سہ چہ شیر پیکر و بر آمدہ ہیں + جست از
زمین و بر آمد بزین + سب سردار صف کارزار میں رخصت ہو کر ٹھہرے اور امیر گھوڑے کو جولان
کر کے طرف نادرہ گاہ کے چلے مرکب بھگدڑی کرتا طرارے بھرتا کلانتیان شیر کی طرح مارتا روانہ تھا ابیات

دو سہ چو مرکب کہ برق یا باد ست	جسم در لطافت یا پری زاد ست
خوش خرامے ز آب نازک تر	تیز گامے ز باد چابک تر
نرمے گوشش و دم سیہ کاکل	سنبل و بید و دستہ سنبل

غرض وہ مرکب تیز طراروں میں مقابل اجلال جادو پہونچا اجلال نے بعد گفت و شنید
بیجا ایک ناریل جولی دار اپنی جھولی سے نکال کر اُس پر کچھ افسون پڑھا مگر وہ افسون نہ تھا بلکہ
زبان جنی تھی کیلیے کہ جب امیر و عمرو پردہ قاف گئے تھے تو زبان جنوں کی یاد کر آئے تھے
اور ذکر پردہ قاف دفتر اول میں ہے الغرض عمرو [illegible] افسون پڑھنے سے امیر سے کہا کہ [illegible]
ساحر نہیں ہوں آپکا غلام عمرو ہوں [illegible] آپ اسم اعظم پڑھا کرتا [illegible] لیجیے [illegible]

مجھ دبلے سوکھے آدمی کو تجھ ایسے موٹے خنگے سے ضرر پہونچے اور کوئی عضو میرا بیکار ہو جائے امیر
نے جب یہ باتیں سنیں بغور عمرو کی طرف دیکھا امیر نے بائیں آنکھ کا تل دیکھا واضح ہو کہ خواجہ
عمرو کی آنکھ میں تل ہے کہ اس نشان سے عمرو پہچانا جاتا ہے امیر کو خواجہ کی عیاری پر ایک حیرت
ہوئی اور عمرو نے ناگہاں جھک کر امیر پر مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ مار بیل زمین پر گر پڑا اور امیر
نے گھوڑا بڑھا کر اسم اعظم عمرو پر پھونکا سواری کا اژدر بافل کے آٹے کا ہو گیا اور یہ تماشہ دیکھ کر
اجلال پیادہ ہوا اور ترسول لیکر امیر پر حملہ کیا امیر گھوڑے سے کود پڑے اور ترسول خالی دیکر
اجلال کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا اور نعرہ کیا کہ اے لشکر ساحران میں نے تمہارے افسر کو گرفتار
کیا لشکر یہ ماجرا دیکھ کر چار طرف سے لینا لینا کہکر چلا امیر نے اجلال بیخبر عمرو کو جو عیار کے ساتھ
تھا اسکے حوالے کیا اسنے بظاہر قید کیا اور لشکر امیر جہاں اترا تھا وہاں لیگیا اور امیر اسم اعظم
پڑھتے ہوئے لشکر مخالف پر آگرے پھر تو فرامرز اور سلیمان نے فوج کے افسروں کو للکارا اور
نے شاہ اسلام نے نعرہ مارا اور سپاہ چار سمت سے گھر آیا اور برق شمشیر چمکنے لگی دونوں لشکر آپس
میں مل گئے کہ بیت دو لشکر ز لشکر در آمیختہ + قیامت زگیتی برانگیختہ + ادھی گرمی جنگ میں
اجلال کے دونوں رفیقوں انتظام اور منصرم نے ساحروں کے افسروں کو بلا کر سمجھایا
کہ مالک ہمارا اگر قید ہو گیا تو نہیں معلوم وہ طاعت امیر کی کرے یا نہ کرے لہذا ہمیں لڑنا مناسب
نہیں ہے چاہیے کہ الگ ٹھہریں اور جب لڑائی یکسو ہو اسوقت اپنے مالک کا ساتھ دیں غرض کہ
سب ساحر ایک طرف ہو گئے اور لقا اور سلیمان کی فوج نے حملے کیے لشکر اسلام سے نعرے
سرداروں کے بلند ہوئے زیر تیغ بڑے بڑے خود پسند ہوئے ایک طرف امیر کا نعرہ تھا کہ منم
امیر عرب حمزہ شیر دل + گزو گشتہ سہراب و رستم خجل + کسی سمت لندھور پکارتا تھا منم
عمو و جانشین حمزہ درگزوان + شہ ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان + ایک جانب
مالک اژدر و صاحب نیزہ دو سر غلام نبی و چاکر حیدر نعرہ زن تھے کہ منم مالک اژدر
خشمگین + سپہدار و لشکر اہل دین + ایسی جھک تلوار چلی تھی کہ ہر طرف لوہا برستا تھا زخمی پانی کیا
بلکہ پناہ پانے کو ترستا تھا صاعقہ شمشیر اور باران تیر تھا ایک ہنگامہ دار و گیر تھا سر اور [illegible]
گرتے تھے دریائے خون تن کے کھیت میں موج مارتے تھے کشتے بے گور و کفن پڑے تھے [illegible]
بدن تھے دھاوے کا غل شپا شپ کا تلواروں کے شور [illegible] کا [illegible]
[illegible] کے ہاتھ کے [illegible]
[illegible]

ز چشم زرہ خون روان ہر کنار — ز خود کردہ قطع نظر روزگار
کمانہا ز بس کشمکش و تعب — خدنگ جگر دار بر خندہ لب
ز خون پا بردہ تیغ ہلالی گرو — ز رنگین کمانہا قفاک نو بنو
پراگندہ شد اہل جمع عناد — زنہا مون چو خار و خس از تند باد
دلیران دین خنجر افراختند — بدنبال کین بد دران تاختند
پلنگ دلاور ز خون سیر نیست — بنخچیر کس را ز تیغ سیر نیست
چہ گویم چہ آمد دران انجمن — ز تیغ دلیران لشکر شکن
ز فوج ستمگر برآمد خروش — نہ دل ماند باکینہ جویان نہ ہوش

خلاصہ کلام لشکر اسلام نے وہ داد شجاعت دی کہ لقا اور سلیمان کے لشکر کو شکست ہوئی حریفان پس پا ہوئے اور تاب جنگ نہ لاسکے بختیارک نے دیکھا کہ اس ملک سے بھی بھاگنا پڑیگا بغیر کچھ تدبیر نہ چلے گا یہ سوچکر طبل بازگشت بجنے کا حکم دیا اور نقارہ امان لشکر مین بجا لشکر جانبین سے جدا ہوئے ادہر سے پہلوان بفتح و نصرت اودہر گشتہ بخت بصد خفت و ذلت اپنے اپنے ڈیرے خیمے کی طرف چلے امیر نے کشتون کو میدان سے اٹھوایا تیس ہزار آدمی لشکر امیر سے اور تین لاکھ فوج ستمگر نے کام آیا کشتے لشکر اسلام کے دفن ہوئے اور لشکر مخالف کے الگ توپے گئے زخمیون کی زخم دوزی ہوئی پٹیان زخم کی بندہون پر چڑھین امیر نے اسدن تو دربار موقوف رکھا دوسرے دن اجلال کو سامنے بلایا اور ارشاد فرمایا کہ شناخت مین خداے دو جہان کے کیا کہتا ہے اجلال کہ اصل مین عمرو تھا اسنے عرض کیا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم امیر نے یہ سنکر خلعت دیا اجلال اسوقت سوار ہوکر اپنے لشکر مین آیا اور اہل لشکر کو بلاکر سمجھایا کہ مین نے اطاعت حمزہ کی اختیار کی ہے تمھین بھی لازم ہے کہ میرے ساتھ رہو اور میری مخالفت نکرو اسوقت کچھ ساحر جو بڑے سنگدل تھے وہ تو طرف طلسم کے پاس افراسیاب کے چلے اور باقی مطیع ہوکر ہمراہ اجلال خدمت امیر مین آئے امیر نے سبکو خلعت عنایت کیے اسوقت عمرو نے زنبیل سے اجلال کو نکالا اور ستون بارگاہ ہشامی سے باندھا جاننا چاہیے کہ امیر کے بیٹھنے کی تین بارگاہ ہین ایک بارگاہ دانیالی دوسری بارگاہ ہشامی کہ اس بارگاہ کو خزانہ نوشیروان صرف کرکے ہشام پہلوان نے بنایا تھا اور ایک نقارہ بھی درست کیا تھا کہ صدا اسکی بارہ کوس تک جاتی تھی ان دونون چیزون کو امیر نے قتل کرکے ہشام کو حاصل کیا ہو اور تیسری بارگاہ سلیمانی ہو کہ ملکہ آسمان پری نے بھیجی ہے

اور اس بارگاہ سے یہ کرامت ظاہر ہوتی ہے کہ جب اس مین کوئی ساحر آتا ہے جلجاتا ہے اور اس مین کوئی
عیار نقب لگا کر نہین آسکتا ہے کسلیے کہ سراپچہ بارگاہ کے جسقدر زمین کھدتی ہے اُسقدر نیچے ہوجاتے
ہین اور سراپچہ اور پردہ اور کوئی چیز اس بارگاہ کی خنجر و تلوار کسی اسلحہ سے چاک نہین ہوتی اور
کوئی عیار سراپچہ قنات کو اس بارگاہ کی پھاند کر نہین آسکتا کیونکہ جسقدر انسان جست کر کے
بلند ہوا اُسیقدر سراپچہ بارگاہ بلند ہوجاتا ہے غرض اس لحاظ سے کہ ساحر اس بارگاہ مین جلجاتا ہے
امیر روبکاری ساحر کی بارگاہ حشامی مین فرماتے ہین فی الجملہ عمرو نے اجلال کو باندھکر
فتیلہ رفع بیہوشی سنگھاتے وقت زبان اُسکے منہ سے باہر کھینچکر سوزن سے چھید دی تا کہ سحر نکر کے
پھر ہوشیار کیا جب آنکھ اجلال کی کھلی اپنے تئین گرفتار دیکھا اور سامنے اپنی صورت کا دوسرا
اجلال پایا حیرتناک ہو کر گھبرایا عمرو نے کہا ذرا ای اجلال بادہ چشم خود را واکن و جمال خود را
تماشا کن منم سرہنگ سرہنگان عالم مولانا ملک العرب والعجم دوندہ بیدرنگ صاحب قفلو
قفنگ مرد افگن راسرہنگ دغا مردان رابیش من پالنگ منم جناب فطرت مآب حضرت شیخ الاصحاب
مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار بیباک طرار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار دیکھا
تو نے قدرت خدا کو کہ مین نے تجھے کیونکر گرفتار کیا وہ دختر سلیمان نہ تھی جسے تو نے گوشے پر لایا تھا
وہ یہ عبد ذلیل خدا تھا جو تجھے پکڑ لایا اور لشکر تیرا مطیع ہوکر داخل ملازمان صاحبقران ہوا اور
ملکہ لینی معشوقہ تیری میرے پاس گرفتار ہے اگر تو اطاعت کرے معشوق ملے جان بچے اگر ملک کا اپنے
خیال ہے کہ افراسیاب ضبط کر لیگا تو حمزہ ایک ملک کے بدلے چار ملک دیگا اجلال نے
جب یہ کیفیت دیکھی اور جملہ مضمون پر مطلع ہوا دل سے یقین کیا کہ لقا جھوٹا ہے اگر وہ خدا ہوتا اس
حال کو نہ پہونچتا اور عمرو کے ہاتھ سے ذلت اُسکا کوئی دوست نہ پاتا الحاصل اجلال نے اشارہ
سے کہا کہ مین اطاعت کرتا ہون عمرو نے سوزن زبان سے نکالا اور کھولدیا اجلال دوڑکر امیر
کے قدم پر گرا صاحبقران نے خلعت دیکر اپنے سردارون مین داخل کیا اور بارگاہ مین چہل
ستون کے باہر دنگل بیٹھنے کو ملا واضح ہو کہ اندر چہل ستون بارگاہ کے تخت شاہی بچھا ہے اور برابر
اُسکے دنگل امیر کا ہے اور دنگل امیر کے بعد بیٹے اور پوتے اور جانشین امیر و عمرو کے بیٹھنے
کی جگہ ہے باقی سردار تاجدار عیار بیرون چہل ستون دست راست اور دست چپ مین صاحبقران
کے بیٹھتے ہین اور دو جانشین امیر کے ہین کہ ایک دست راست کے سردارون کا افسر ہے اور نام
اُسکا لندھور ہے اور دست چپ کے سردارون کا جو افسر ہے نام اُسکا مالک اژدر ہے اور جو سردار

دست راست کے ہین وہ چاہتے ہین کہ ہم زیادہ بہادری دکھائین اور دست چپ چاہتے ہین کہ ہم اپنی
شوکت جتائین اسوجہ سے آپس مین چشمک رہتی ہے اور ایک دوسرے سے دست راست اور دست
چپ کے سردار سے چوٹ چلتی ہے اور اسی طرح جو عیار دست راست کے سردارون کے ہین وہ دست
چپ کے بہادرون کے عیارون سے چشمک رکھتے ہین اگرچہ سب شاگرد اور بیٹے عمرو کے ہین اور یہ
سب عیار ایک لاکھ چوراسی ہزار ہین اور ان سب عیارون مین چودہ افسر ہین اور ان افسرون
کے چار شخص افسر ہین اور ان چار افسرون کا ایک شخص افسر ہے اور اُس افسر کا استاد اور مالک
عمرو ہے اور بعد عمرو کے جو سبکا افسر ہے بجاے خلیفہ عیاران لشکر ہے نام اُسکا مہتر قران ہے اور
یہ نظر کردہ حضرت امیر المومنین ہے کبھی عورت کی صورت بضرورت عیاری نہین بنتا ہے اور نہ کبھی
یہ عیار لشکر مخالف کے سردار اور عیار کے ہاتھ سے گرفتار ہوتا ہے غرض بعد قران کے جو چار افسر
ہین نام اُنکے مہتر برق فرنگی اور چالاک بن عمرو اور مہتر زیرک ختائی اور ابو الفتح اصفہانی
ہین اور اُنکے بعد چودہ افسر جو اور ہین وہ کلباد عراقی و کلباد عراقی و سماک بیطاقی و عمران
ختائی و سیارہ بن عمرو و قافولہ سمرقندی و مرغولہ سمرقندی و مہتر سنجر بلخی و مہتر چرد
اصفہانی و امیہ بن عمرو و فتح بن عمرو و ابو الشہاب خرقہ پوش و ابو سعید لنگری و
ضرغام شیر دل ہین حال انکی چشمک کا خالی لطف سے نہین ہے کسی جگہ بیان ہوگا آمدم برسر
مطلب اجلال جادو سے امیر نے فرمایا کہ تمھین جس صف مین بیٹھنا منظور ہو وہان بیٹھو اور
یہان کا یہی دستور ہے کہ جس جگہ سردار بیٹھنا پسند کرتا ہے وہان بیٹھتا ہے اجلال کو دست چپ کے
سردارون سے الفت پیدا ہوئی اور بائین طرف دنگل بچھا ایا مالک بے گمان نے تعظیم کی اور محبت
ظاہر فرمائی امیر نے فرمایا کہ اے اجلال ساحری سے توبہ کرو کہ شیوہ ہم لوگون کا سحر کرنا نہین ہے
ہم مین ہر ایک شمشیر کا دھنی ہے اُسنے حسب ارشاد امیر سحر کرنے سے توبہ کی اور لقا پرستی ترک کرکے
مسلمان ہوا امیر نے حکم جشن کرنے کا دیا عشرت کا سامان برپا ہوا ساقیان خوش ادا پیمانہ
شراب ہوش ربا لیکر حاضر ہوئے جام مے ارغوانی گردش مین آیا صداے مستانہ ہوشیار ہوش
اور نوشا نوش کی بلند ہوئی کہ سے ہر طرف اک شور برپا ہوے مستانہ رہا + خوب ہی اُنکی بس
زورون پہ میخانہ رہا + سواے امیر کے سب شراب نوش کی ناچ سامنے ہونے لگا اور ہر ایک مصروف
عیش و طرب اُسوقت تھا کہ یکایک پردہ بارگاہ کا اُٹھا اور ایک عورت نازنین مہ جبین زہرہ تمکین
لباس عروسی پہنے بارگاہ مین آئی اور امیر کو آکر تسلیم کی اجلال نے پہچانا کہ میری معشوقہ ملکہ تسمین

غرض مین ہو دختر سلیمان ہے یہ گھبرایا کہ محفل مین ایسی بغیرت ہوگئی جو چلی آئی مگر ذکر سنیے کہ عیار
چالاک نے جو محل مین ملکہ کی شکل بنا ہوا تھا سنا کہ خواجہ چلے گئے اور لشکر مین امیر کے ہو چکا اور
سلیمان طبل بازگشت بجوا کر پھر آیا اسوقت قلعے سے سوار ہوا اس حیلہ سے کہ مین اپنے باپ کو دیکھ
آؤن جب سواری باہر قلعے کے آئی چالاک محافے سے نکل کے جست وخیز کرتا ہوا لشکر امیر کی طرف
چلا خواصین اور اہل عملہ سواری کے لوگ حیران ہوکر ملکہ کو پکڑنے دوڑے مگر کب ہاتھ آتا تھا
کو دیکھا کہ عیار ہی نکل گیا اور امیر کے پاس آیا وہان ملازمون نے سلیمان سے جا کر عرض کیا
کہ صاحبزادی تمھاری نکل گئین سلیمان تلوار پکڑ کر چلا کہ مین حمزہ کے لشکر مین جا کر اسے قتل
کرونگا لیکن بختیارک نے دامن پکڑ کر کہا کہان جاتے ہو اپنے ساتھ مجھے تم کیا موقوف ہو ہمارے
خداوند لقا جو بیٹھے ہین انپر گذرتے ہین دو صاحبزادیان انکی ایک ملکہ جہان افروز اور دوسری
ملکہ گیتی افروز پیران حمزہ کے ساتھ نکل گئین سلیمان یہ کلام سنکر ٹھہر گیا اور خداوند لقا
نے بختیارک سے کہا ارے شیطان حرامزادے میری لڑکیون کا کیون ذکر کرتا ہے اسنے کہا
خداوند مین دنیا کی مثل کہتا ہون کچھ برا نہ مانیے غرض وہ بات ہنسی مین پڑ گئی اور یہان امیر
ملکہ کو دیکھ کر حیران تھے کہ اسنے عرض کیا یا امیر مین چالاک بن عمرو ہون اور سب ماجرا
گذارش کیا اجلال کو عیاری کا حال سنکر بڑی حیرت ہوئی کہا اللہ اکبر کیا عیار ہین لین
محل مین رہے اور کوئی پہچان نہ سکا ادھر جاسوس لشکر کفار بشکل مبدل بارگاہ امیر مین
حاضر تھے انھون نے یہ خبر جا کر سلیمان سے کہی کہ وہ دختر آپکی نہ تھی چالاک عیار تھا اور سارا
ماجرا بیان کیا بختیارک یہ حال سنکر بہت ہنسا اور کہا واہ سلیمان میان اجلال جادو
طلسم سے آئے مگر پیر و مرشد لیے عمرو نے لڑنے بھی نہ دیا اور پکڑ لے گئے تمھین اپنے گھر کا بھی
کچھ حال نہ معلوم ہوا تھا تم انتظام سلطنت اور فوج کا بندوبست کیا کروگے اور کیونکر امیر سے بہادر
اور ہوشیار سے لڑوگے سلیمان نے کہا ملک جی مین دوسری عرضی خدمت افراسیاب مین
بھیجتا ہون اور مدد طلب کرتا ہون اور ابکی بار نہایت ہوشیاری سے مقابلہ کرونگا یہ کہکر دوسری
عرضی افراسیاب کو لکھی اور سارا حال اجلال کا اُس مین لکھا اور یہ بھی تحریر کیا کہ بہت
جلد کسی ساحر زبردست کو بھیجیے کہ وہ آکر خداوند کی مدد کرے غرضکہ اس عرضی کو بدستور سابق
کے جیسا اوپر بیان ہو چکا اسی پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا افراسیاب کو خبر ہوئی پنجہ نمودار ہوا
اور عرضی کو منگا کر پڑھا اور غضبناک ہوکر اپنے اہل دربار سے کہا سنا تم نے اجلال جادو

ہوگیا اور خداوند کا دین ترک کرکے مطیع دشمنان خداوند ہوا لہذا چاہتا ہون کہ تم مین سے ایک ساحر
یا ساحرہ خداوند کی خدمت مین جائے اور حمزہ کے لشکر کو غارت کرکے اجلال کو نمک کو باندھکر
میرے پاس لائے جب افراسیاب نے یہ کلام تمام کیا دربار مین اُسکے ایک ساحرہ حسینہ جادو
نام منجملہ اور جادوگرون کے کرسی پر متمکن تھی حکم شاہ سنکر اُٹھی اور عرض کیا کنیز اس جنگ کے لیے
جائیگی افراسیاب نے خلعت دیا اور کہا عیارون سے بہت احتیاط رکھنا جاؤ خداوند سامری
و جمشید کے سپرد کیا ملکہ حسینہ جادو دربار سے رخصت ہوکر جس ملک کی طلسم مین حاکم ہو وہان
آئی اور بیس ہزار ساحرا اور جادوگرنیون کو حکم دیا کہ سامان روانگی پے جنگ و جدال درست کرو
اور سمت کوہ عقیق میرے ہمراہ چلو الغرض یہ سب تیاری چلنے کی کرتے ہین لیکن افراسیاب
نے جواب عرضی لکھکر کہسار پر پیچ سے بھجوا دیا ملازم سلیمان اُٹھا لیے گئے سلیمان کو جاکر دیا
اُسنے پڑھا لکھا تھا کہ ملکہ حسینہ جادو وہان آتی ہین کل لشکر کو حمزہ کے برباد کریگی اطمینان
رکھو یہ مضمون پڑھکر سلیمان بہت خوش ہوا یہ سب خبرین جاسوسان لشکر امیر نے امیر سے
جاکر عرض کین کہ سلیمان نے مدد طلسم سے طلب کی اور جواب بھی عرضی کا آگیا ہے اور اُسے پڑھکر
سلیمان خوش ہوا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ساحر مدد کو آیا چاہتا ہے امیر نے یہ خبر سنکر ارشاد کیا کہ
جب تک طلسم فتح نہو گا اسی طرح ساحرون کی آمد رہیگی اور بدیع الزمان میرے فرزند کی
بھی رہائی نہو گی لہذا اے عمرو پہلے ملکہ نسرین دختر سلیمان کو زنبیل سے نکال کر محلات
مین داخل کرو اور اجلال کے ساتھ نکاح کردو اور ہمارے خزانے سے جمیع مصارف ملکہ کا
مقرر ہو بشرطیکہ دین اسلام قبول کرے اور لقا پرستی سے باز آئے عمرو نے کہا مین زنبیل
سے ملکہ کو جب نکالونگا جب مجھے کچھ ملیگا ورنہ زنبیل داخل کرنے روپیہ کے لیے ہے نکالنے کے
لیے نہین ہے زنبیل کے اندر جو چیز جاتی ہے اُسکا یہ حال ہے کہ ہر چیز کہ در کان نمک رفت نمک شد
امیر خواجہ کی باتون پر بہت ہنسے اور کئی لاکھ روپیہ عنایت فرمایا عمرو نے جاکر روپیہ خزانچی سے
وصول کیا اور ملکہ نسرین کو زنبیل سے نکال کر اپنے خیمے مین بٹھایا امیر نے پوشاک بھیجی
ملکہ پہنے بیٹھی اور حیران تھی کہ یہ کیا ماجرا ہے اور مین کہان آئی ہون اسی ہنگامہ مین امیر خود
خیمے مین تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ اے ملکہ اس طرح عیار تمھین یہان لایا ہے سارا
حال عمرو کا بیان کیا اور کہا عاشق تمھارا یہان اجلال جادو موجود ہے اب تمھین اختیار ہے
چاہو یہان رہکر اپنے عاشق سے نکاح کرلو اور اگر یہ امر منظور نہو تو مین تمھین تمھارے باپ کے

پاس بھیجدون ملکہ نے امیر کی بیمروت دیکھ کر عرض کیا کہ مین آپکا دین اختیار کرتی ہون غرض
امیر نے برضامندی ملکہ اجلال جادو سے نکاح کر دیا اور بہ ملک بہ مال آن دونون کو بہت کچھ دیا
بعد فراغت اس امر کے حکم کیا کہ پیران خواجہ بزرجمہر کو بلاؤ حسب ارشاد خواجہ زادے حاضر ہوئے
امیر نے تعظیم کی اور بعزت تمام بٹھایا اور فرمایا کہ آپ ملاحظہ کرین قرعہ پھینک کر کہ طلسم ہوش ربا
کون فتح کریگا اور افراسیاب کس بہادر کے ہاتھ سے مارا جائیگا خواجہ زادون نے بموجب سوال
امیر کے قرعہ پھینکا اور زائچہ کھینچا اور بڑی فکر کرکے حال اشکال رمل کی سعادت و نحوست کا
دریافت فرماکر کہا کہ یا صاحبقران علم غیب سواے خدا کے کوئی نہین جانتا لیکن ہم از روے
قواعد علم رمل کے عرض کرتے ہین کہ اس طلسم کے فتح کرنے کو نواسا آپکا شہزادہ اسد بن کرب
غازی تشریف لیجائے اور اسکے ساتھ پانچ عیار بھی ہون کہ ایک ان مین ہمشیر قران نظر کردہ
مولانا علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہو اور دوسرا استاد برق فرنگی تیسرا عیار شہزادہ اسد
کا کہ خود اپنے آقا کے ساتھ جائیگا اور وہ ضرغام شیر دل ہو اور چوتھا عیار جسے جانا چاہیے
وہ جانسوز بن قران ہو اور پانچوین عیار کا نام ہم نہین عرض کرسکتے مگر اسکے نام پر اسکے حرف
عین ہے عمرو سمجھ گیا کہ مجھے کہتے ہین بول اٹھا کہ یا امیر ایک حکیم زادہ بھی طلسم مین جانے کو خالی
عیارون سے مطلب برآری نہوگی خواجہ زادون نے کہا دیکھیے ہمنے اسی وجہ سے نام نہین
بتلایا کہ آخر یہی ہوا انھون نے اعتراض کیا یا غل مچا آپ چاہتے عیار جائین ہمنے صرف بتادیا امیر
نے کہا خواجہ تمہارا نام نکلتا ہے تمہین جانا پڑیگا عمرو نے کہا مین ہرگز نہ جاؤنگا امیر نے خواجہ زادون
کو تو رخصت کیا بقدر حوصلہ انعام خلعت دیا بعد اسکے شہزادہ اسد بن کرب غازی سے
ارشاد کیا کہ اے فرزند تیاری سفر کرو اور واسطے فتح کرنے طلسم کے روانہ ہو اسد اپنی جگہ سے
اٹھا اور آداب بجالا کر اپنی بارگاہ مین آیا اور مصروف روانگی کا انتظام ہوا پھر صاحبقران
نے دس لاکھ روپیہ منگوا کر پانچ لاکھ اس مین سے واسطے زاد راہ کے چارون عیارون کو
جنکا بھیجنا منظور ہے عنایت کیے اور پانچ لاکھ جو باقی رہے وہ عمرو سے کہا تم لیکر طرف طلسم
کے جاؤ عمرو نے جب روپیہ کثیر دیکھا کہ ملتا ہے کہا یا صاحبقران مجھے روپے پیسے کی مجھے
خواہش نہین اور مین ہرگز طلسم مین نجاتا مگر کیا کرون کہ فرزند آپکا گرفتار ہوا اس سبب سے
مجھے چار ونا چار جانا پڑا لیکن آپ میرے شاگردون کو روپیہ دیکر خراب کیا چاہتے ہین یہ کیا کہ ان
چارون عیارون سے کہا اوناشدنیو تم پانچ لاکھ روپیہ لیکر سب برباد کروگے لاؤ مجھے دو مین

رکھ چھوڑو ان ہتھیاروں سے وقت پر کام آئیگا اور تم عیاری کیا خاک کروگے اپنے پاس کا روپیہ صرف
کرکے طلسم مین جاؤگے چاہیے کہ وہان سے اور پیدا کرکے لاؤ کہ یہان سے لیجاؤ اور مین نے جو
روپیہ لیا تو میرا خرچ بہت ہے وہ عیار سمجھے کہ اتنا دینا روپیہ دیکر چکے ہین چھوٹینگے نہین غرض انھون
نے وہ پانچ لاکھ روپیہ بھی عمرو کی نذر کیا انھون نے سب روپیہ زنبیل مین داخل کیا اور
بارگاہ سے اٹھکر اپنے خیمے مین آیا اور تیاری سفر کی کرنے لگا اور وہ چارون عیار بھی درستی
سامان سفر مین مصروف ہوکر امیر نے انھین عمرو سے مخفی بہت سا روپیہ عنایت کیا

روانہ ہونا شیر بیشہ شجاعت و جلادت بہادری شہزادہ اسد بن کرب غازی کا مع
خواجہ عمرو اور مہتر قران اور برق فرنگی اور عالنوش بن قران اور ضرغام
شیر دل کے واسطے فتح کرنے طلسم ہوش ربا کے اور ہر ایک کا داخل ہونا
طلسم مین علیحدہ علیحدہ اور مقابلہ ہونا ساحرون سے ـ مولفہ

ترے در پہ اے ساقی لالہ فام ہوئے جمع پھر آکے میکش تمام
طلب جام مے تجھسے یا تک کیے کہ سر بادہ خوارون کے پھرنے لگے
مٹا گردش بخت نشہ خندہ خو چھٹا دور مین مجھکو زندون کی بو
وہ ساغر پلا جو دلی دکھائے طبیعت کی تیزی گرانی مٹائے
بدولت تری ساقی نیک نام دکھاؤن مین نیرنگ عالم تمام
جو اک جام مے دور مین پاؤنگا طلسمات کی سیر کراؤنگا
روان صفحے پر ہو قلم اس طرح چلے جیسے تا بادکش کی طرح
دکھاؤن قلم کی وہ جادوگری کہ ہو دنگ زیر زمین سامری
مرصع خیال سخن آفرین سخن رانی سی لش ادا مین نہین

رہروان جادۂ اقلیم معانی و فتاحان طلسم خوش بیانی سیاران منازل غرائب و قدرت طرازان
حکایات عجائب طلسم مضامین بدیع کو بہ ستیاری کلک میدان قلم لیکر فتح کرتے ہین اور عالم خیال
مین بہ ترتیب تفکر ہوکر اس طرح قدم دھرتے ہین کہ اسد دلاور نے اپنی جگہ پر آکر چالیس ہزار سوار
جرار کو حکم دیا کہ تیار ہوکر واسطے فتح کرنے طلسم کے چلین پھر حکم شاہزادہ کے گرد و نواح بارگاہ مین
اور خیمے چھکڑون پر بار ہوئے اور بہادران فوج مسلح مکمل ہوکر چلنے پر تیار ہوئے اسد نے کلاہ

غشے مین آیا اور پاے اسد کو اپنی اور جہان دختر صاحبقران ملکہ زہیدہ شیر نے بوسے دیکر
آنکھون سے لگایا اور عرض کیا کہ ابو الدولہ ماعدہ یہ غلام آپکا طرف طلسم کے واسطے رہائی نامو جان
شہزادہ بدیع الزمان کے جاتا ہے آپ بھی بدل مجھے رخصت فرمائیے اور خطا مین جو کچھ مجھسے عمدا یا
سہوا ہوئی ہون انکو معاف کیجیے ملکہ زہیدہ شیر ایک تو جدائی کے غم مین مبتلا تھی اب فرزند کے
جانے سے آنسو آنکھون مین بھر لائی اور اسد کو گلے سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا یہ خبر تمام محلات
مین ہوئی کہ شہزادہ اسد چھڑانے بدیع الزمان کو جاتے ہین اوس وقت سب بیبیون نے
صاحبقران کی آکر اسد کی بلائین لین اور زندرا نام ضامن باندہین اشرفیان بازو پر باندہین
ملکہ گردیہ بانو کو اسد کی حقیقی نانی ہین مفارقت سے اسد کی بیقرار ہوکر خوب روئین آخرش سبھی
دعا سے حرز جان پڑھکر شاہزادے پر دم کی اور دعا دیکر رخصت کیا اسد نے وہان سے آکر سلاح خانہ
کھلوایا اور اسلحہ طلسم فیروزہ جمشید جو کی کہ جو انھون نے فتح کیا ہے اور ذکر اسکا دفتر ایرج نامہ
مین ہو چکا ہے منگوایا چالیس ہزار خفتان فیروزہ نگار اور تیغہا سے شیر بار لیکر اپنے لشکر مین تقسیم فرمائین
اور کئی ہزار چھڑیان نقرہ و طلائی نقارون کی شہزادہ نے ہاتھیون پر بار کرائین اور جواہر زر سرخ
و سفید بیحد ہمراہ لیے اور ایک روز لشکر مین ٹھہر کر سب سردارون سے رخصت ہوا اسپ امیر الامراے
صاحبقران خیمے مین اسد کے آئے اور سب نے گلے لگا کر رخصت کیا ایک دن اور رات بھی
ہنگامہ سرا چھپے اور ترک خسرو سیارہ دولتسراے مشرق سے بعزم طے منازل برج آسمان پر برآمد
ہوا شاہزادہ اسد کے لشکر مین کوس سفر بجا اور شہزادہ بعد اداے فریضہ نماز سوار ہوا ڈنکے
پر چوب پڑی نوبت و نقارہ کی صدا بلند ہوئی امیر حمزہ مع سرداران نماز پڑھتے تھے بعد
فراغ نماز پوچھا کہ نقارے کیسے بجتے ہین لوگون نے عرض کیا کہ شاہزادہ اسد جاتے ہین
صاحبقران نے فرمایا چلو ہم بھی سواری کا سامان دیکھین اور ایکبار وقت رخصت پھر اپنے
فرزند کے دیدار سے مسرور ہون یہ فرماکر مسجد سے برآمد ہوئے اور ایک مقام بلند پر جا کر
ٹھہرے سب سردار ساتھ تھے لشکر ایک ہاتھی سامنے سے نمودار ہوا جسکے کون پر کے آگے آئینے نصب تھے
جھولین زربفتی پڑی تھین علمدار علمون کو جلو مین دیتے پھریرون پر تعریف خداے لایزال تحریر
پھر ایک سوار انا فتحنا کی تفسیر کے پھر گھڑیال گھنٹال دمامے اور نقارے نقرئی و طلائی
ہاتھیون پر اور اشترون پر نقارچی بادلہ پوش پگڑیان کلابتون باندھے چکنین کمخواب کی پہنے دوال
مرصع لیے نقارون پر چوب لگاتے دمامے رعد آسا گرجاتے تحمل و نشان دکھلاتے نکلے پھر پاؤن

کی قنچیان اونٹون پر جھنکی مچھلیاں جواہر کی ہوا نشان مرصع پوش طرحدار ناو نٹون کے غول بند مشکی ہر ایک
لنگی گھنٹی گلے مین پڑے اپنی سج و دھج دکھاتے آگے بڑھے برابر انکے ہزارہا پیادہ جنگ پر آمادہ باہم متصل
باندھے گروہ کیے تعداد مین پانچ ہزار رسالہ دارون کے غول کا انبوہ کیے شفتالوی پگڑیان سر پر آڑی کیے حیدری
ڈاٹے چوتے عود رنگ کے پاؤن مین پہنے خواصیان شیر دہان کاندھون پر سنبھالے جسپر غلاف زربفتی
پڑے ایکطرف روانہ تھے اور چار ہزار مرکب کوتل جنکا ساز و یراق مرصع کندھ کرتے ہیکلین
گلنیان ڈھری ایک سر پر دوسری گردن کے بیچ مین لگائے با کمر ہر ایک کے پڑی کمند یان چھوٹی
چڑھین ساتھین نکس راگ کرتے پیدا ہوے پھر کئی ہزار سقہ کھاروے کی لنگیان باندھے زردیان
زربفت کی پیٹے گلاب کیوڑا بید مشک کا چھڑکاؤ کرتے گرد و غبار بٹھاتے ساتھ ساتھ انکے بیلدار
کنکر پتھر چنتے چلے گئے پھر طفلان ماہ طلعت مشعلین سونے چاندی کی لیے عود و عنبر کی لگا کے ڈاڑھ
جنگل کو رشک دشت تاتار و غیرت دہ طبلہ عطار بناتے اپنی سج دھج دکھاتے لباس رنگین پہنے
جواہر کے کڑے ہاتھون مین پڑے ہر ایک شعلہ رخسار مہ جبین و طرحدار گذر گئے بعد انکے مردھے
بجھا ہائے نقرئی و طلائی لیے ادب و تفاوت پکارتے کہ ابیات

نقیب اور چلودار اور چوبدار	یہ آپس مین کہتے تھے ہر دم پکار
پیادون جوانون بڑھے جائیو	دو جانب سے باگین لیے آئیو
آسی اپنے معمول و دستور سے	ادب سے تفاوت سے اور دور سے
بڑھے جاؤ آگے سے چلنا قدم	بڑھے عمر و دولت قدم با قدم

علم شیر پیکر کا پھریرا کھلا اسکے سایے مین گھوڑا شاہزادہ تہمتن و صف شکن مرد میدان دلاوری
نبیرۂ حمزۂ حجازی اسد بن کرب غازی کا شہزادہ اسلحہ طلسم جمشیدی لگائے زرہ فیروزہ نگار پہنے
اور ابلق و صبح و سفید کے لیے شہزادے کے سر پر زرنثار کرتے نقارے کئی ہزار ایک ساتھ بجتے پیش
پشت چالیس ہزار سوار جرار حلقہ پوش چار آئینہ ہند شجاعت کا ہر ایک کوہ پوش گھوڑے سے گھوڑا
ملائے باگین اٹھاتے برچھی کنوتیون پر مرکب کے رکھے دلاتیان کرتے لگائے گرز گرانبار کے اردلے
ساتھ بڑے حشم و خدم سے ظاہر ہوے اور امیر کو اسد نے کھڑے دیکھکر مجرا کیا گھوڑا لیے آکر
خدمت مین حاضر ہوا صاحبقران نے گلے سے لگایا و علے فتح و ظفر دی دل بھر آیا اسد
نے عرض کیا کہ نانا جان آپکو حفظ و حمایت خداے پاک مین مین نے دیا امیر نے فرمایا قبول کیا
سب سردار گلے سے لپٹ گئے اور ہر ایک نے تنگا تنگ بغلگیر کیا پھر اسد نے کہا اے بابا امیری فوت

مولائی بلبلہ فتح جو فرمائی صاحبقران نے فرمایا سفر رفتنت مبارک باد و بسلامت روی و باز
آئی اے فرزند پروردگار عالم جلد تر تمھاری صورت پھر ہمین دکھائے اور طلسم مین دشمن پر مظفر و منصور
فرمائے تو ہمارا قادر و توانا خداے دو جہان کے سپرد کیا اسد قدم کو اپنے نانا کے بوسہ دیکر پھرا
اور مرکب پر سوار ہوا سواری بڑے عزم و شان سے مثل باد بہاری آگے بڑھی امیر ادھر پھرے سردار
رونے لگے محلات سے گریہ و زاری کی صدا بلند تھی امیر کے پہنچے اس وقت شہزادے کے پیر و بنگاہ کے
لوگ خیمے ڈیرے بارگاہین گردون پیلدی جملہ سامان کوچ و مقام شکار کا اسباب بزم کا جلسہ باب نشاط
چنگ و رباب لیے جاتے تھے امیر بارگاہ تک نہ پہونچے تھے کہ یکایک آواز زنگولون کی آئی نگاہ اٹھا کر
جو دیکھا سامنے سے شاہ عیاران عمرو بن امیہ نامدار آتے ہین چارون عیار ہمراہ ہین لباس
عیاری اور کلاہ سرداری پہنے بانے عیاری کے جسم پر لگائے کمند ہر ایک کے [illegible] گرد
بازو پر لپیٹی پتھرون کا توبڑا گلے مین ڈالے قطورہ زر [illegible] کمین [illegible] انتظار کی [illegible]
باد جسم مین بھری چست و چالاک بنے ہوے کسوت عیاری [illegible] نے پتھر کا [illegible] بارود
قدم سے آکر لپٹ گئے امیر نے ہر ایک کو گلے لگایا اور امیر کی سفارت [illegible] کیا ہر [illegible] باغ مثل
عمرو نے عرض کیا کہ اے آقائے نامدار واے مولاے قدر شناس اس ساتھ کے کھیلے کو فراموش خاطر
جاطر نہ فرمایئے گا اور حقوق دیرینہ خدمت گزاری کے عوض دعاے خیر کیجیے گا اس سفر مین دیکھیے
کیا ہوتا ہے مقابلہ شہنشاہ ساحران افراسیاب سے ہے طلسم مین جاتا ہون دیکھیے کیا پیش آتا ہے اے
امیر اپنی جگہ پر اپنے فرزند کو سردار عیاران کیے جاتا ہون اسکو میری جگہ پر بٹھایئے گا اور جو مجھ سے
خدمت لیتے تھے اب اس سے اس کام کو فرمایئے گا امید ہے کہ وہ یہ منصب ادا کرے اور وہ چالاک
بن عمرو ہے امیر نے منظور فرمایا چالاک اور سب عیار پہچانتے ساتھ آئے تھے انکو یہ حکم شاہ [illegible]
خواہ بنایا سب نے بدل قبول کیا اور چالاک کو اپنا امیر بنایا اسی اصل عمرو بھی رخصت ہوکر آگے
بڑھا اور تھوڑی دور جاکر ان چارون عیار سے کہا کہ اے برادران مثل مشہور ہے کہ اپنی ڈفلی اپنا راگ
الگ الگ صحراے طلسم مین طے کرکے طلسم مین داخل ہون اور علیحدہ چلنے مین یہ فائدہ بھی متصور ہے کہ اگر
کسی جگہ پر کسی کو ضرر ہوگا اور کوئی ساحر گرفتار کریگا تو ایک دوسرے کا وقت پر آکر یاور ہوگا اور جو
سب ساتھ چلین گے اک بارگی گرفتار ہوجاینگے عمرو کے کہنے سے عیار علیحدہ ہوے حضرت قران
کسی سمت برق فرنگی ایک جانب ضرغام کسی طرف جانسوز کسی راہ سب الگ الگ چلے اور
عمرو جست و خیز کرتا اس راہ کو چھوڑ کے کہ جدھر سواری شہزادہ اسد کی جاتی تھی ایک طرف کو چلا

مگر اب اول حال شہزادہ کامگار اسد شہسوار کا ذکر کیا جاتا ہی کہ یہ باحشم و خدم قلعہ کوہ عقیق کی حد
سے گذر کے وہ راہ طے کر کے اُس مقام پر کہ جہان نقارہ اور چوب بجانے پر رکھی رہتی ہی اور سپاہیان اُسکے
ذریعے سے نامہ و پیام افراسیاب سے کرتا ہی پہونچے اُس کوہ بلند کو دیکھا کہ وہ ایک کوہ منزلون تک
ہی بلندی اُسکی تا فلک ہی کمند فکر کی رسائی محال طائر وہم پہونچے کیا مجال نظم

یکے کوہ بود و بغایت بلند	برو کہکشان گشتہ کوتہ کمند
برفعت زدہ طعنہ بر چرخ پیر	ز رنگش رخ ماہ گشتہ زریر

شاہزادہ والا گہر وہان پہونچکر ایک لمحہ ٹھہرا اور اس کوہ کو اُس حق پژوہ نے ملاحظہ کیا قلعہ
کوہ سے پائین کوہ تک کوڑیالہ رشک لالہ و ترگستان کو آگ لگاتا تھا پہاڑ مثل گلدستے کے بنا
ہوا تھا [illegible] ہو رہا تھا جھرنا جھرتا تھا تدرو کہساری کے قہقہے تھے بلبل شوریدہ کے
جواہر کے کڑے ہاتھون مین پہنے [illegible] ایک پیر سہ صد سالہ عمر جسکی ہو گی بیٹھا تھا جب اسد عازم
[illegible] عصا ہاتھ نقرئی و طلا [illegible]
[illegible] اے نوجوان کیا غضب کرتا ہی دانستہ دہن اژدر مین قدم
[illegible] ادھر طلسمات ہی بلا کی جگہ ہی وہان کا گیا ہوا پھر انہین ملک عدم کے سوار آتے
ملا نہین اپنی جوانی پر رحم کر پھر جا ورنہ تو کہاں اور زندگی کہاں اسد یہ کلام سنکر للکارا کہ بس اے پیر
نابالغ جوانمرد کہین مرنے سے ڈرتے ہین قدم ہمت بڑھا کر پیچھے کب پھیرتے ہین ہم درہم کنندہ طلسمات
بیارہ عجائبات نبیرہ حمزہ حجازی شہزادہ اسد بن کرب غازی تیرے روکنے سے کب رک سکتا
ہون جان بیچکر طلسم مین چلا ہون اُس پیر نے جب نام نامی شہزادہ گرامی سنا پکار کہا کہ اگر
یہ ارادہ ہی اور فتح طلسم کا تہیہ کیا ہی تو بسم اللہ کون روک سکتا ہی تشریف لیجائیے جو قصد ہو پورا
کیجیے شاہزادے نے گھوڑا آگے بڑھایا اور مع لشکر داخل درہ کوہ ہوا پہاڑ پر پہان طائران
طلسمی اُڑے اور نقارہ بجنے لگا طائرون نے جا کر افراسیاب کو خبر دی کہ بارادہ فتح طلسم
نبیرہ حمزہ اسد نام اسقدر فوج سے داخل سرحد طلسم ہوا افراسیاب نے یہ خبر سنکر فی الفور
سرحد داران طلسم کو نامے لکھے کہ اسد نامے شہزادہ حمزہ کا نواسہ داخل طلسم ہوا ہی جہان پانا
فوراً گرفتار کرنا ہر ایک ساحر طلسم ظاہر آمد شاہزادہ والا تبار سے آگاہ ہوا اور بفکر گرفتاری کرنے لگا
لیکن شاہزادے نے درہ کوہ طے کر کے جب سر بدر کیا ایک صحرائے سبزہ زار نواح دلکشا مین گذر
ہوا کوسون تک سبزہ لہلہاتا تھا گل خودرو کی خوشبو سے جنگل بسا تھا اگر کہین خار تھا وہ بھی
گل کے گلے کا ہار تھا جھاڑیان زلف معشوق کو شرماتی تھین دریاؤن کی لہرین تماشا رجانان [illegible] والا گہر

دل بیتاب کو لہراتی تھین سبزۂ سبزے تیغ اخضر کا سنبلہ تھا خلاصہ یہ کہ جنگل ہرا بھرا تھا ابیات

سبزہ ایسا تھا دل فریب دیدہ / مردہ ہو جس کو دیکھ کر زندہ
سوئے اس سبزے پہ اگر بیمار / تندرستی کے ساتھ ہو بیدار
یہ ہوائے خوش اس سے آتی تھی / روح بالیدگی سی پاتی تھی
بس نظر کرتی تھی جہان تک کام / مخمل سبز ہی بچھا تھا تمام
کف پا جسنے اس زمین پہ دھری / چڑھ گئی بس دماغ کو مہندی
دل شبنم یہ چاہتا تھا وہان / ہون اسی سبزہ زار پہ غلطان
اک طرف کو وہ سبزۂ نوخیز / اک طرف تھی نسیم عنبر بیز

شاہزادہ عالی صفات ہمراہ رفیقان نیک ذات سیر گلزار کرتا دشت کو نزہت آباد کرتا ایک طرف روانہ تھا کہ سامنے ایک باغ نظر آیا سب نے عرض کیا کہ حضور اس باغ [illegible] تحلیلین و نظارۂ گل و ریاحین فرمائیں اسد اسی طرف چلا اور قریب باغ پہونچا دیکھا [illegible] کاریگرون نے پتھر کا چوکھٹ بازو بنایا ہے سنگ موسی اور سماق او معدنیات کو تراش کر سینہ صاف و شفاف کیا ہے در باغ مثل آغوش تمنائے عاشق وا ہے نہ کوئی باغبان ہے نہ چوکیدار ہے صرف منتظم وہان کی بہار ہے شہزادہ اندر باغ کے آیا اور سب اہل لشکر کو بھی لایا ہر طرح کے گل شگفتہ تھے نہرین جاری تھین فوارے چھوٹتے تھے متصل نہر کے انگور کی تاک تھی ہر نہر کی آب پاک تھی جواہر نگار ستون کھمبانچ کے برابر سنہری تیلیان ٹھاٹم بندی کا کام خوشون پر زربفت کی تھیلیان مستانہ وار ہر شجر کا جھومنا دیدنی [illegible] مین اگر جھومنے کو جھونکے کا جھومنا چمن کی روش بڑی خوش قطع ڈالی ہر درخت کی ہموار کم و بیش [illegible] ڈالی تھی نئی روش نکالی تھی نہرون کے گرد پٹریان بلور کی قریب اسکے ہری ہری گھانس [illegible] سبز لہراتی تھی نہرون مین فوارے چڑھے بلبل کی روح بلبلا کے درود پڑھے پانی کی شفافی پر جان لہراتی تھی نسیم صبا عنبر فشان گویا یہ باغ داغ دہ روضۂ رضوان تھا ہر گل و غنچہ نہال فیض نسیم سے مالا مال قطعہ

کیوڑا اور چنپا گل پاچین گڑہل / لالہ و صد برگ و نافرمان کنول
مہندی و رعنا و نرگس جعفری / کر رہے تھے سارے گل جلوہ گری
سیوتی و داودی بابونہ کنار / سوگراشبو سبھی تھے بیشمار
سنبل و ریحان صنوبر یاسمین / سیکڑون ہر قسم کے دیکھے چمن
کیا درخت بے ثمر کیا میوہ دار / اپنے اپنے موقع پر سب کی بہار

چادرین تھین چھوٹتی لاکھون وہان	حوض تھے لبریز نہرین تھین روان
چھوٹتے فوارے یون تھے بیشمار	جس طرح ساون مین پڑتی ہو پھوہار
تھا وہ فرحت بخش دل ایسا مکان	جس کو کہیے ثانی باغ جنان

لیکن اُس باغ مین سناٹے کا عالم سنسان پایا کوئی انسان نہ حیوان پایا بیچ چمنستان مین ایک
چبوترہ سو گز سے سو گز تک مربع سوا گز کا مرتفع بنا تھا گرد اُسکے چار چمن کہ ہر ایک مین لالہ پھولا
تھا چبوترہ پر جو بنگلہ پڑا تھا اُس مین شاہزادہ آکر ٹھہرا اور لشکر گرد چبوترہ کے اُترا کہ یکایک صدا
قہقہے کی آئی اور لالہ کا تختہ جو لگا تھا پھول اُسکے کھل گئے اور پھولون کے اندر سے اژدہون
کے منھ ہزارون پیدا ہوے قلعہ ہای آتش چھوڑکے دم جو اژدہون نے کھینچے سارا لشکر شاہزادہ کا
مع خیمہ و خرگاہ و بارگاہ اُنکے منھ مین چلا گیا اور اسد تنہا رہ گیا چبوترے سے اُتر کر اپنے رفیقون
کی طرف دوڑا پھر ایک آواز قہقہہ آئی پیچھے پھر کے جو دیکھا تو جس گھوڑے پر سوار تھا اُسکے
پر نکل آئے ہین اُڑ کر ایک طرف گیا و طلا شہزادہ اس ہنگامہ مین حیران تھا کہ لمحہ بھر مین پھر
اُسی طرح وہ باغ نظر آنے لگا اور ویسا ہی لالے کا تختہ ہو گیا شہزادہ یاد مین اپنے رفیقون کی
خوب رویا اور پکارا کہ اے گردون ناہنجار و اے فلک کجرفتار تجھے اتنی بھی صحبت پسند نہ آئی مجھے
تنہا بیابان کی خاک چھنوائی اور بیتابی مین یہ شعر پڑھا ؎ تو ہمراہان قافلہ سے کہیو اے صبا
ایسے ہی گر تمہارے قدم مین تو ہم رہے + کبھی تلوار پکڑ کر اُٹھتا تھا لیکن کسی کو نہ پاتا تھا کہ اُسپر
وار کرے اور دل کی بھڑاس نکالے وہ باغ نظر مین خار ہوا اور وہ آسیب پہونچا کہ وہ بھی نظر
نہ آئی نہ کسی رفیق کی صورت دکھائی دی ناچار ہو کر اُس چبوترہ پر بیٹھا خیال مین آیا کہ اے اسد
یہ مقام طلسم ہے ابھی ایسے ایسے معرکے بہت پیش آئینگے ساحران طلسم کیا کیا نہ دکھائینگے اس پہلی
ہی منزل مین گھبرایا یون بلبلانا نہ چاہیے قدم ہمت آگے بڑھاؤ اور یکہ و تنہا راہ منزل مقصد
چلکر تلاش کرو یہ سوچکر اُس باغ مین سب طرف پھرا ایک طرف کو دوسرا دروازہ اور دکھائی دیا
اُسی دروازے سے نکلکر راستہ لیا سفر پیادہ پائی نصیب ہوا ہر گام پہ چھالے لب پر آہ و نالہ طلسم کا
صحرا جہان کا پھول بھی اُنکے حق مین کانٹے تو تا شہزادہ یہ شعر ورد زبان فرماتا چلا جاتا تھا شعر
مردانہ خضر بیابان بلا + نہین کٹتا ہے یہ میدان بلا + غرض اسی طرح تین شبانہ روز راہ طے کی
اور کوئی جاے سکونت و آسایش نظر نہ آئی تیسرے دن ایک سواد شہر دکھائی دیا شاہزادہ
ن و خیزان وہان پہونچا دیکھا حصار شہر بلور کا ہے سراسر نور کا ہے دیوار مین نقش و نگار تصویرین

شاہ در شہر یار کی بنائی ہین شکار گاہین صحرا کوہ و دریا کی صورتین اصل کر دکھائین در شہر واہ ہر
پھاٹک فیل مست کی طرح جھوم رہا ہے ہزار ہا ساحر کھڑے چندن کے لگائے صورتین عجیب بنائے
ہاتھون پر تلک دیئے گرز فولادی ہاتھ مین لیے کسی کا سر انسان کا دھڑ حیوان کا کسیکا چہرہ
حیوان کا جسم انسان کا کوئی فیل سر کوئی اژدر صورت کوئی بد صورت ہر قسم کی شکلین سحر سے
بنائے کھڑے ہین سامنے اُنکے آگ کے الاؤ سلگتے ہین ہجوم ہو رہے ہین دروازے کے قریب قلعہ کے
ہزار ہا برج اُس مین بنا ہے ساحر رو مین تن فیل بدن برج مین بیٹھا ہے گھنٹے اور ناقوس بجتے ہین
بھجن سامری و جمشید کی تعریف کے گا رہے ہین شاہزادہ یہ ماجرا ملاحظہ کرتا داخل شہر ہوا کسی نے
منع نکیا جب اندر شہر کے آیا اُس ملک کو نہایت آباد پایا گلی کوچے صاف دکانین ستھری اور شفاف
ہر طرف اکابر شہر اور اشراف سرگرم کاروبار لین دین اور بیوپار جاری ہر مکان و دکان کی بڑی تیاری
ایک طرف صرافہ دوسری بزازہ چار طرف صراف چادرین بچھائے کوڑی پیسے درم و دینار کا ڈھیر
لگائے بزاز اطلس و گلبدن کے تھان کھولے بیٹھے ہین خریدار ٹہلتے پھرتے ہین کسی سمت حلوائی
تھال سونے چاندی کے لگائے جن مین مٹھائی انواع و اقسام کی لذیذ و عمدہ چنی ہوئی بیچ رہے
ہین کہین نان بائی ہین کسی طرف کنجڑے اور قصائی ہین کہین بساط خانہ کی سجاوٹ ہے کہین
گل فروشون کی بہار کسی طرف ساقیون کی بناوٹ ہے رنڈیان طرحدار جھمکڑا چوک مین آباد تماشائین
دلشاد عورتین جوان لہنگے زربفت کے دھوتی کے انداز پر کسے ساریان آدھی اوڑھے اور
آدھی باندھے بعض کے دوپٹہ مین پچکا ٹکا کرن لگی اُسکی لگاتی سورج سے زیادہ جگمگاتی پشت
گوکھرو کی انگیا کھچی وضعدار کچون کا اُبھار جواہر نگار کڑے ہاتھون مین پڑے پاؤن مین
ہین سونے کے چھڑے ناز و انداز دکھاتی تھین عاشقون کو لبھاتی تھین کہین کنجڑین [illegible]
سونے چاندی کی ترازو مین میوے تولتین عاشقون کو ناریستان و سیب زنخدان کی بہار
دکھاتین کسے سدا اپنے عاشق سے یون نعرہ زن + کہے ناریستان و سیب ذقن + شہزادہ
اس شہر کی سیر دیکھتا پھرتا تھا اور از بسکہ بھوکا تھا ایک حلوائی کی دکان کے پاس آ اشرفی
جیب سے نکال کر اُسکے حوالہ کیا کہ تھال مٹھائی کا میرے واسطے لگا دیجیے اور آپ ارادہ کیا کہ
الگ جا کر ٹھہرے حلوائی نے وہ زر جو اسنے دیا اُسے پھینک دیا اور کہا ای شخص یہ زر اپنا لے
ہمین یہ روپیہ نہین چاہیے اب اسنے وہ روپیہ لے لیا اور فرمایا بھائی اس مین کیا برائی ہے
اُسنے کہا ایسے روپیے پیسے یہان انبار لگے ہین بلکہ لڑکے بجائے کنکر پتھر کے انہین اشرفیون

روپیے سے کھیلتے ہین یہ کہکر اپنے ایک ملازم کو حکم دیا کہ جا کر تھوڑا سا جواہر زمرد کو ہر دامن مین بھر لائے
اور اس مرد اجنبی کو دکھائے وہ گیا اور جھولی بھر کر جواہر لایا اسد کو دکھایا شہزادے نے کہا پھر یہان
خرید و فروخت کی کیا صورت ہی کہا سکہ رایج الوقت ہمین دو اور جو چیز جی چاہے مول لو شہزادہ
نے کہا یہان کسکا سکہ چلتا ہی کہا افراسیاب کا اسد نے کہا اس شہر کا نام کیا ہی کہا شہر ناپرسان
اسے کہتے ہین اور کاغذ کے روپیے چلتے ہین یہ کہکر اُسنے اپنے غلّے سے ایک روپیہ نکال کر دکھایا کہ
یہ سکہ یہان چلتا ہی شہزادے نے دیکھا کہ کاغذ کے پرچے پر تصویر ایک بادشاہ کی بنی ہی دوسری
طرف اُس کاغذ کے کچھ نقش و نگار ہین حلوائی نے کہا ایسا ہی روپیہ دو تو سودا لیکے ورنہ اپنا
راستہ لو اسد نے جب یہ کلام سُنا وہان سے دوسری دکان پر آیا اور چاہا کہ اُس سے کچھ سودا لیجے
وہان بھی یہی جواب پایا اسد بچہ کا از حد تھا غصہ مین آیا اور کہا آخر تو اس شہر کو ناپرسان کہتے
ہین کوئی پوچھنے والا نہین تم بھی بازار لوٹ لو تمام شہر مین غدر کر دو یہ سوچکر ایک حلوائی کی دکان
سے تھال اُٹھا لیا اُسنے چور چور کہکر غل مچایا لوگ دوڑے اسد نے جو قریب آیا گردن پکڑ کے ایک
کا دوسرے سے سر لڑا یا اور بھیجے جسم مین پہنچے ایک غلغلہ ہوا کوتوال شہر دوڑا اسد نے تلوار کھینچی
اور دو ایک کو زخمی کیا اور دکان پر حلوائی کی چڑھ گیا اور اُسکے بیٹھنے کی چوکی اُٹھا لایا بیچ سڑک
پر بچھائی تھال مٹھائی کا آگے رکھ لیا اور کھانا شروع کیا اور جو پاس آیا اُسے مارا دوکاندار تھک
کے حاکم پاس گئے یہ شہر راوی کہتا ہی کہ افراسیاب نے اپنی زوجہ ملکہ حیرت جادو کے لیے آباد
کیا ہی اور حاکم یہان کی حیرت ہی اور اس جگہ ایک گنبد بنا ہی کہ نام اسکا گنبد نور ہی اور اس
مین تین درجے ہین ایک درجے مین بارہ ہزار ساحر رہتے ہین اور دوسرے مین کئی ہزار گھنٹے لٹکے
ہین ناقوس رکھے ہین کہ اگر وہ بجین تمام ساکنان طلسم بیہوش ہو جائین اور تیسرے درجے مین
حیرت جادو بیٹھکر سیر طلسم کرتی ہی یہان سے طلسم کی سب کیفیت دور تک دکھائی دیتی ہی اور
اُسکے ایک طرف طلسم ہی ایک طرف گلشن ہی ملکہ حیرت کا خاص مسکن ہی عجب دلچسپ جگہ ہی طلسم
ظاہر مین یہ مکان بنا ہی اور یہ شہر اسی لیے آباد ہوا ہی تاکہ ملکہ جب گنبد کی سیر کو آئے کسی چیز کی
تکلیف نہو سب یہان پائے فی الحال اسوقت ملکہ حیرت اسی گنبد مین جلوہ گر ہی طلسم کی سیر دیکھنا
مد نظر ہی ناچ سامنے ہو رہا ہی ستّرہ سو کنیز زیور سے آراستہ دست بستہ سامنے کھڑی کہ یکایک فریاد ہی
فریاد ہی کا غل سُنا زمرد جادو نے اپنی وزیرزادی سے حکم دیا کہ دیکھو یہ کون استغاثہ کرتا ہی کسنے
ظلم کیا ہی یہ کیا ماجرا ہی زمرد جادو نے جا کر حال دریافت کیا اور ان فریادیون کو سامنے گنبد کے

لائی ملکہ نے ماجرا پوچھا عیار نے اسد کے حملہ کی کیفیت سنائی ملکہ نے ایک خواص گلشن جادو کو
حکم دیا کہ جا کر اس کمینے کو پکڑ لاتے تا کہ سزا دیجائے گلشن جادو بموجب حکم کے ہمراہ فریادیوں کے
چلی اور قریب شہزادے کے آئی دیکھا ایک جوان رعنا رشک مہ کنعان تخت پر بازار میں بیٹھا ہے
تلوار ساتھ ہے مٹھائی کھا رہا ہے لیکن شعلہ نور حسن سے اُسکے وہ بازار تمام منور اور روشن ہو گئی
کوچہ رشک وادی ایمن ہو ایسا حسن کبھی نہ دیکھا تھا کہ جس نے یوسف کو جیسا ان جہان بھی دیکھ
ایسا شخص بطرحدار نہ دیکھا تھا گلشن جادو دیکھتے ہی اسد پر فریفتہ ہوئی اور پکاری کہ کیوں
صاحب تم کون ہو جو ہماری ملکہ کی رعیت پر اس طرح کا ظلم کرتے ہو اور چیزیں چھین کر کھاتے ہو
اسد نے اسکی صدا سنکر جو دیکھا ایک ساحرہ ماہ پیکر سیندور کا ٹیکا لگائے ساری باندھے
چھوٹی کی بہن چترکی ڈالے چلی آتی ہو دل میں خیال کیا کہ یہ مجھ پر سحر کریگی اور پکڑ لے جائیگی پھر
ساری شیخی کرکری ہو جائیگی کچھ مکر کیجیئے اور اس حرامزادی کو سزا دیجیئے یہ سوچ کر پکارا کہ ذرا ہمارے
پاس آؤ تو اپنا حال سنائیں اور تمہارے ساتھ تمہاری ملکہ کے پاس چلیں گلشن قریب اسد کے
آئی اسد نے آنکھ سے اشارہ کیا گلشن سمجھی کہ یہ مرد بھی مجھ پر فریفتہ ہوا فورًا آکر اسد کے ہاتھ میں ہاتھ
ڈالدیا اور کہا چلو ملکہ کے پاس لیچلیں اور دل میں یہ کہ ملکہ سے اسے مانگ کر اپنے
گھر لیجاؤں اسد نے جب ہاتھ اسکا پایا ایک جھٹکا دیا کہ یہ گری اسکی گردن پکڑ کے کپڑا اپنا پٹکا میں
پھاڑ کر اسکے منہ میں ٹھونسا کہ سحر نہ کرے اور رسی کے دو ٹکڑے مشکیں باندھ کر ایک دکان کے ستون
سے باندھ دیا اور پانچ چار کوڑے مارے کہ یہ بلبلا گئی اسد نے پھر بیٹھکر مٹھائی کھانا شروع کی
دکاندار یہ حال دیکھکر دوڑے غل مچاتے ہیں اسد کو دھمکاتے ہیں مگر کوئی پاس نہیں آتا ہے اسد
مٹھائی کھائے جاتا ہے آخر پھر جا کر ملکہ حیرت سے کہا حیرت نے یہ ماجرا سنکر ہنس دیا اور اپنی
وزیرزادی زمرد جادو سے کہا جا کر جلد اس موئے کو پکڑ لا اور گلشن کو چھڑا دے لا کر یہاں
پہونچا دے وزیرزادی سحر کرکے اڑی اور آ کر اسد پر سحر کیا کہ ہاتھ پاؤں کی طاقت جاتی رہی
گلشن کو کھول دیا اور اسد کی کمر میں پنجہ ڈالکر لیکے اڑی گلشن بھی ساتھ ہوئی اسد کو سامنے
ملکہ حیرت کے لا کر ڈالدیا اسد نے دیکھا کہ ایک زن حسینہ لباس پرزر پہنے مسند پر بیٹھی ہے سترہ سو
عورت سامنے ہاتھ باندھے کھڑی ہے اسد نے منہ اسکی جانب سے پھیر لیا لیکن حیرت صورت
اسد کی دیکھکر حیرت میں آگئی اور پوچھا کہ اے گرفتار رنج والم تو کس کے گلستان کا ہے بیان
کیجو کہاں آیا ہے شاہزادے نے فرمایا کہ میں نواسا حمزہ صاحبقران کا ہوں واسطے فتح کرنے طلسم

سکے آیا ہون ملکہ حیرت نے جب نام صاحبقران کا سُنا فرط حیرت سے سر دھننا اور طلب از خواصون
کہا پیر صندوقچہ اُٹھا لاؤ وہ گئین اور صندوقچہ لائین ملکہ صندوقچہ کھول کر ایک تصویر نکالی در
شہزادہ اسد کی صورت سے ملائی بعینہ مطابق پائی پھر اسد سے پوچھا کیا نام تیرا اسد ہے فرمایا
ہان اسد یہی عبد ذلیل خدائے صمد ہے حیرت نے خواصون سے کہا بیشک یہی طلسم کشا ہے تصویر مطابق
ہے نام بھی یہی نشان اور پتا ملتا ہے اسے صحرائے طلسم مین پھینک دو اگر طلسم کشا ہے از خود اس صحرا سے
نکل جائیگا اور اگر کوئی دوسرا ہے تو صحرا ہی مین سرگردان ہو کر جان دیگا یہ حکم سنکر جادوگرنیون نے
کچھ پڑھا شہزادہ اسد بیہوش ہو گیا وہ اُٹھا کر صحرائے طلسم مین لائین اور چھوڑ کر چلی گئین بعد لمحے کے شہزادہ
کی آنکھ کھلی ایک صحرائے سبزہ زار مین اپنے تئین پایا اُٹھکر ایک طرف روانہ ہوا دیکھا کہ صحرا نہایت آئین کا
نمونہ بہشت برین ہے ہر نخل کی شان جیسے طوبیٰ + سبزے سے تھا دشت چرخ خضرا + سرو شمشاد پر
قمری و فاختہ کی فریاد تھی بلبل کی زبان پر گل کی شکایت حد سے زیادہ تھی اشعار

سنبل مین تھا طرز دود و انب	شبنم مین تھا جلوۂ کواکب
مانند شفق وہ پھول رنگین	تھا رشک نجوم لطف نسرین

کہین جا بجا تختے بنے جنگلی چاہ مین بولی دوانی ہوشیار انما ڈول بھرے پیڑیان جگت کی ایسی تحفہ کہ
انگور کی تاک جو انھین جھانکے تو شرمائے ہر طرف نہرین او چشمے جاری لب گردانون پر انکے گلکاری درخت
گلدار بیلا موتیا نسرین و نسترن جوہی شبو چنبیلی نرگس یاسمین کیسے گلا کے پیالے یاقوت رنگ سیوتی گل
فرنگ کہین میوہ رنگی ترشاوی کی کھٹی میٹھی اور بھینی بھینی خوشبو کہین سنبل بازلف پریشان کہین سوسن
سوزبان ہو باغبان قدرت کا مدح خوان ہر تختہ مین باد بہاری مستانہ وار اٹکھیلی پھولون کے
جھولنے سے اِتراتی ہر خیابان مین دوڑتی تھی نسیم + لیے کاندھے پہ اپنے بار شمیم + بلکہ ابیات

نہرین تھین لطیف مثل کوثر	لہرین تھین تمام سلک گوہر
پانی تھا اثر مین آب حیوان	نظارہ تھا جسکا مایۂ جان

جھیلین لہراتین قیار شوق کی لہر دکھاتین گھانس کوسون تک ہری ہری اُگی ہوئی تازگی او سبزی
بھری ہوئی ہرن بانچے چیتل پھرتے دریائی جانور کلیلین کرتے وہاں ان کو کلا ہریل پدا کوئیل پریشان
درختونکی شاخون پر جھولا جھولتے نہال ہو کر چہچہے نہرونکے کنارے کنارے قاز و بط و مرغابی و
قرقرے پانی مین ڈبکیان ڈالکر بدن کو اپنے بھگوتے اور صاف کرتے پھریریان لیتے پرونکو جھاڑتے نظم

ہر دشتی رشک فردوس برین بود	خیابان در خیابان حور عین بود

مثال خط خوبان سبزہ در گل		چو زلف از ہر طرف پیچیدہ سنبل	
زفیض باغبان گرویدہ گلہا		چو چشم مے پرستان مست شہلا	

اسد کیفیت و بہار دیکھتا ایک مقام پر آیا کہ وہان چمنستان مین بہت آدمیون کو گل چینی کرتے پایا
پوچھا کہ اے برادران یہ کون مقام ہے اور تمھارا کیا نام ہے اس گل چینی کرنے سے کیا کام ہے انھون نے
کہا کہ حال ہمارا ایک بڑی داستان ہے مگر مختصر سا یہ بیان ہے کہ ہم سب اپنے اپنے ملک کے شہزادے
ہین بہر شکار نکلے تھے اس صحرا مین آکر پہونچے پھر کے جانے نہ پائے کس لیے کہ جب جاتے ہین راستہ نہین
پاتے ہین آخر ناچاری اسی جگہ بود و باش اختیار کی ہے یہان ایک شہزادی رہتی ہے کہ ہر روز گہنا
پھولون کا پہنتی ہے اُسی کے لیے ہم پھول چنکر گہنا بناتے ہین خواصین اُسکی سر شام آکر گہنا لیجاتی ہے
ہمین اُسکے عوض مین کھانا دیجاتی ہے نظر بفضل خدا رکھتے ہین اور وہی کھانا کھا کر عمر عزیز بسر کرتے
ہین اب تم بھی اس صحرا سے نکل نسکوگے ہمارے ساتھ رہو اور پھول چنکر گہنا بناؤ اسی طرح یہان زندگی
ہو گی اور روٹی ملیگی اسد نے کہا استغفر اللہ مجھے مالی پن نہین آتا یہ تمھین کو مبارک رہے انھون نے
کہا ابھی تازہ وارد ہو پیٹ بھرا ہے موٹے تازے بنے ہو جب کچھ دن رہو گے چربی گھلے گی فاقہ کرو گے
آپ ہی بناؤ گے اسد یہ باتین سنکر اُنسے ہمکلام نہوا اور الگ جا بیٹھا قصد کیا درختون سے کچھ میوہ توڑکر
کھائے اور چشمے سے پانی پیکر پیاس بجھائے یہ سوچکر شاخ درخت پر ہاتھ ڈالا وہ ہاتھ مین نہ آئی
اونچی ہو گئی اور جو میوہ گرپڑا تھا وہ بھی نظر سے غائب ہو گیا جب درخت پر چڑھنے کا قصد کیا
چڑھا نہ گیا اور پانی چشمون کا بھی ہاتھ نہ آیا جب پانی مین ہاتھ ڈالا دیکھا پانی نہین ریگ ہے
ناچار ہو کر بیٹھ رہا یہان تک کہ وہ دن تمام ہوا اور قریب شام چند کنیزان ماہ تمام مزدورنیون کے
سر پر خوان کھانے کے رکھوائے آئین اور پکارین کہ اے مقیدان طلسم کھانا لو اور گہنا دو وہ سب کے سب
دوڑے گہنا لیکر حوالے کیا اور کھانا لیا کنیزین چلی گئین اور وہ سب کھانا کھانے لگے اسد بیچارے
دور سے بیٹھے دیکھا کیے یہانتک کہ انھون نے سب کھانا کھا لیا اور انھین ایک لقمہ بھی نہ دیا اسد اُس
رات کو بھوکا پیاسا سو رہا جب دم مرغ زرین بال فلک آشیانہ مشرق سے چراگاہ فلک مین آیا ابیات

ناگہ از جیب افق خضر صبح		بر تن شب کسوت ظلمت درید	
تا کہ کند زندہ دل مردہ را		صبح چون عیسی نفسے بر کشید	
داس فلک دستۂ ریحان درود		سرخ گل از سبزہ گردون دمید	

وہ سب قیدی پھول چننے مین مصروف ہوے اور شہزادے نے اُٹھکر فریضۂ نماز سحر ادا کیا پھر قیدیون سے

نے آکر سمجھایا کہ اے گل نورستہ حدیقۂ جوانی و اے زیب و زینت باغ کامرانی کیون اپنی بہار زندگی پر خزان
لاتا ہی یہ پھول سا چہرہ گل کی طرح کمھلایا جاتا ہی آج ہمارے ساتھ چلکر کہنا بنا شام کو بآسایش تمام
کھانا کھا ورنہ صحرا ے طلسم مین بھوکا پیاسا مر جائیگا یا نی مانیگا نہ دانہ پائیگا شہزادے نے کہا تم جاکر اپنے
کام مین مشغول ہو ہمین سمجھانے سے باز آؤ وہ سب جاکر پھول چننے لگے اور اسد بیٹھا رہا آخر وہ دن
بھی تمام ہوا شام کو خواصین کھانا لیکر آئین شہزادے نے اپنی جگہ سے اٹھکر عورتون کو ڈانٹا کہ سب
کھانا رکھدو اور تم چلی جاؤ ان عورتون نے جب اسے بر سر پرخاش دیکھا قیدیون کو پکارا کہ جلد آؤ
یہ موا مسنڈا اتھارا کھانا چھینے لیتا ہی وہ سب دوڑے اسد نے دو ایک کے سر قبضۂ شمشیر مار کر پھوڑے
خواصون کو طمانچے لگائے مزدورنیون کو لاتین مارین سب کھانا چھین لیا اور کپڑے اتروا لیے اب
بیٹھکر ان قیدیون کو دکھا دکھا کر کھانا کھانا شروع کیا اور خواصین روتی پیٹتی برہنہ پاس اپنے
مالک کے آئین مالک انکی ملکہ مہ جبین الماس پوش بھانجی افراسیاب جادو مالک طلسم
کی ہی کہ افراسیاب نے اسکو اپنی بیٹی کیا ہی اور طلسم کی سلطنت کا مختار بنایا ہی روز نوروز تخت
پر ملکہ کو بٹھاتا ہی اور جشن کرتا ہی اس جشن مین اٹھارہ ہزار شہزادیان اور بادشاہ مالکان ممالک
طلسم ظاہر و باطن و ظلمات سب ملکہ مہ جبین کو نذر دیتے ہین اور سلام کرتے ہین چنانچہ
ملکہ کو طلسم مین یہ صحرا پسند آیا ہی اس جگہ افراسیاب نے ایک مکان اسکے رہنے کو بنایا ہی
ملکہ یہین رہتی ہی اور صندل جادو بہن افراسیاب کی اسکے ہمراہ رہکر حفاظت اسکی کرتی
ہی اتفاق سے اسوقت صندل جادو دربار افراسیاب مین گئی تھی کہ خواصین روتی
ہوئی آئین ملکہ نے کہا خیر تو ہی کہا حضور ایک موا قیدی نیا آیا ہی کہ وہ نہ پھول چنتا ہی نہ کہنا مانتا
ہی زبردستی دکھاتا ہی چنانچہ اسوقت اسنے سب قیدیون کو اور ہمین مارا اور کھانا چھین لیا ملکہ
نے کہا ابکی بار تم نہ جاؤ محلدار اور کہاریان قیدیون کو کھانا پہونچا آئین یہ جب ارشاد ملکہ محلدار
عصا گنگا جمنی لیے کہاریون کے سر پر خوان کھانے کے رکھوا کر چلین جب قریب اسد کے پہونچی
کہا او موے قیدی کیون تیری شامتین آئی ہین قضا سر پر کھیلتی ہی کہ سرکاری آدمیونکو تو نے
مار کے کھانا چھین لیا اور دیکھو تو موا کیس ڈھٹائی سے بیٹھا نہ ہر وار کر رہا ہی جیسے اسی نے پکوایا تھا
اسد کو یہ باتین سنکر غصہ آیا اور دل سے کہا کہ تم بھی بہت دق ہوے ہوا انہین بھی مارو اٹھکر
محلدار کو مارنا شروع کیا اور دوپٹہ اور عصا اور ہاتھون کے کڑے سب چھین لیے کہاریان خون
چوکر بھاگین اور قیدی سب جا بجا چھپ رہے اور اسد کہاریون کے پیچھے دوڑا ہنگامہ عظیم برپا ہوا

ملکہ نخل سنکر باہر مکان کے نکل آئی دیکھا کہ ایک نوجوان حسین کم سن آفتاب رو خال ہند و چشم جادو یوسف ثانی اٹھتی جوانی ہے نشۂ شباب میں چور ابیات

دو چشمش دو آہوے مردم شکار
دو ابرو دو شمشیر فتنۂ روزگار
بسر خندہ کز لب برانگیختے
نمک بر دل خستگان ریختی

کہاریوں کے پیچھے چلا آتا ہے رفتار مستانہ سے خفتگان خاک کو جگاتا ہے دیکھتا تھا کہ ملکہ اسد پر شیفتہ اور فریفتہ ہوئی اور پکارا ہاں ہاں اے نوجوان یہ کیا کرتا ہے شہزادے نے نگاہ اٹھا کر جو دیکھا ایک معشوق پری پیکر سامنے نظر آیا جسنے اپنے تیر نگاہ کا دل کو صید بنایا عجب مہر درخشان سپہر خوبی و گوہر بے بہائے درج محبوبی کو جلوہ گر دیکھا کہ جسکی زلف شبگون سواد ظلمات پر طعنہ زن اور مانگ سے اسکی جادہ کہکشان فلک کو راستی کا چلن جبین نورآگین مانند حوصلہ والا ہمتون کے بلند پست جسکے روبرو خود پسند ابرو کمان نارپستان سیب زنخدان نازنینے نازک بدنی یاقوت لبے غنچہ دہنے کبک رفتارے طوطی گفتارے شمشاد قدے ماہ رخسارے شمس سپہر رعنائی و زیبائی قطعہ

دو زلفش منزل دلہاے آگاہ
دران منزل ہزاران خضر گمراہ
ز رویش گر عرق بر گل چکیدے
ازان گل تا ابد بلبل دمیدے
دو ابرو بر بیاض گردن حور
چو بسم اللہ بر سورۂ نور
جفا پروردہ چشم سیاہش
اجل صیقل گر تیر نگاہش
پریشان گیسوان آن پری زاد
چو سنبل ریختہ بر فرق شمشاد
فتادے سایہ گر بر رخ ز مویش
نشستے چون زنگ گوہر برویش
دہان او شکر ریز تبسم
چو غنچہ گشتہ لب ریز تبسم
ز دندانش سخن ناگفتن اولی
دُرِ شاداب را ناسفتن اولی
لب لعلش بہ بوسہاے مکیدن
ز رفتن چون آب در عین چکیدن
قدش سروے کہ چشم بد ازو دور
بیاض گردنش فوارۂ نور
بلا مشغول چشم نیم مستش
شکست ہندی دلہا بدستش
رعونت با خرام او ہم آغوشش
ہر آن کس دید او را رفت از ہوش
سخن کوتہ کنم با وصف آن حور
ز سر تا پاے او فی رحمہ نور

اسد دیکھتے ہی اُس مہ پارہ کو نقد دل کھو بیٹھا زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا وہ نازنین بھی مسکرائی

اسد کے پاس آئی کہا ای شخص لٹیرا پن کرنا اچھا نہیں اپنا مطلب دلی ہمسے بیان کر اس لوٹ مار سے
کیا فائدہ ہی شہزادہ اسکی گہر ریزی کلام سے مالا مال ہو کر گویا ہوا کہ ای یار دلنواز و ای مایۂ نازنین اپنی
جان سے تنگ تھا جب باعث اس ننگ کا ہوا کہی فاقے گذرے تھے کہ مین نے کہانا چھینا ملکہ نے
کہا فاقہ مستی تمہاری ظاہر ہوا اسے مین کیا کرون کہین اپنا ٹھکانا کرو کوئی اور گھر دیکھو شہزادہ نے کہا
ای ملکہ ہم تشنۂ دیدار تمہارے ہین زکوۃ حسن تمسے مانگتے ہین ملکہ نے کہا بے غیرتی کا خدا بھلا کرے
سوال دیگر جواب دیگر مین کچھ کہتی ہون تم کچھ سنتے ہو جاؤ اپنا چلتا دھندا کرو اسد نے کہا سر (ف) خاک ہی
اپنی اٹھے تو اس مکان سے اٹھ سکے + ہم جہان جون نقش پا بیٹھے نہ دان سے اٹھ سکے + ای ملکہ ہم کہان
جائینگے تمہارا سنگ آستان ہی ہمارا سر ہو محبت سے مجبور ہر بشر ہے یہ باتین صحرا مین ہو رہی تھین
کہ خواصون نے عرض کیا ای شہزادی یہ راستہ کا مقدمہ ہی یہان نہ ٹھہریے اپنے گھر چلیے ایسا
نہ ہو کوئی آجائے حضور کے دشمنون کو رنج پہونچائے الزام دے بدنام کرے ملکہ نے یہ سنکر شہزادے
سے کہا اگر ایسے ہی آپ بھوکے ہین میرے غریبخانہ مین تشریف لے چلیے کھانا نوش فرمائیے دل
بہلائیے شاہزادہ یہ سنکر ملکہ کے ساتھ ہوا ملکہ انھین لیے ہوے قریب اس مکان کے آئی اسد
نے اس مکان رشک دہ گلستان کو دیکھا کہ چار دیواری پر اسکی مصقلہ کیا ہوا ہی جواہر کی پچی کاری
کی ہی مذہب و مطلا ہی در و دیوار کے صفا کے روبرو آئینہ سکندر کو زنگ غیرت حاصل اور جوالی
رنگین کے مقابل فغفور چین کا آتش حسرت پر دل کرے گرداگرد تعمیر چشمہ نشین سراپا پری کی تصویر
بلندی قصر تا باوج فلک مناروں کی اسپر چمکا کہ ابیات

دلیر وہم بر عمرے پریدہ	بہ دیوار حصارش نارسیدہ
ز سنگ اندازہ او سنگے گسستے	پس از فرسنگے سر کیوان شکستے

ملکہ مہ جبین شاہزادے کو دروازے پر چھوڑکر ایک کمرے پر چڑھ گئی کنیزون کو حکم اہتمام کرنیکا دیا
مسند پر زر بچھوائی لیکن یہان اسد نے بیتابی کرکے چاہا کہ کمرے کے زینے پر چڑھ جاؤن جیسے ہی
دو تین سیڑھی پر قدم رکھا کسی نے اٹھا کر نیچے پھینک دیا پھر قصد کیا پھر ایسا ہی ہوا دو تین بار
اسی طرح اسد نے نیچی کھائی لیکن کمرے پر جا نہ سکا اس عرصہ مین ملکہ اتر کر آئی کیفیت شہزادے
کی دیکھ کر کھلکھلا کر ہنسی اور کہا پرائے مکان مین آپ نے چڑھ آنا کھیل سمجھ لیا ہی یہ کہہ کر اپنی
وزیرزادی ملکہ دلآرام جادو نے کہا کہ پھوپھی صاحبہ یعنی صندل جادو اس جگہ حصار
سحر کا باندھ گئی ہین کہ کوئی غیر آدمی مکان مین جا نہ سکے اسوقت تک کوئی ایسا سحر کر کہ راستہ ہو جائے

اور یہین اسد کو اندر مکان کے لیجاؤن دلارام نے افسون پڑھکر دستک دی راہ کھل گئی ملکہ مہ جبین
شہزادے کو لیکر کوٹھے پر آئی اور مسند پر لاکر بٹھایا خواصون کو حکم دیا دسترخوان چنو خاصہ حاضر کرو بموجب
ارشاد ملکہ فی الفور اقسام نعمت لطیف گوناگون اور طعام ہای لذیذ بوقلمون انھون نے حاضر کیا ملکہ نے
اسد سے کہا بسم اللہ نوش فرمائیے اور بعد فراغ تشریف لیجائیے اسد نے کہا اے جان جہان تیرے
سیب ذقن کو دیکھکر میری بھوک پیاس گئی اب کھانے کو ہمین لخت دل اور پینے کو خون جگر ہے
ہمارا دلدار بد نظر ہے اگر ہمین کھانا کھلانا منظور ہے تو گلشن اسلام کی سیر کرو خارستان ضلالت سے
نکل کر سحر کرنے سے تائب ہو ملکہ یہ سوال شاہزادے کا سنکر دم بخود ہوئی اور کچھ سوچکر جواب دیا کہ سحر
کرنا مجھے نہین آتا مگر دین سامری اور خداوند لقا کے ترک کرنے مین کلام ہے کیونکہ ان خداوندون
کا بڑا نام ہے اسد نے کہا اے ملکہ اگر لقا سچا ہوتا تو میرے نانا حمزہ صاحبقران سے بھاگتا
نہ پھرتا ملکہ نے جب نام امیر کا سنا سمجھی کہ یہ شخص عالی نسب والا حسب ہے بہت خوش ہوئی اور
اسد کے سمجھانے سے لقا پرستی کو ترک کیا شہزادہ اور ملکہ دونون کھانا کھانے مین مصروف
ہوئے باتین باہم محبت کی کرتے جاتے تھے کہ یکایک آندھی تیرہ و تار اٹھی اور برق شعلہ بار چمکنے لگی
شہزادہ گھبرایا وودو سے پناہ مانگنے لگا دیکھا ایک ساحرہ اژدہے پر سوار ڈرونی صورت بنائے
پیرزال نیلا قشقہ باندھے کالی پھریا اوڑھے بالون کی جٹا مین لٹکائے مٹی تھوپے ہڈیون کھوپریون
کے ہار گلے مین ڈالے آپہونچی ملکہ اور اسد کو بیٹھے دیکھکر پکاری او شوخ دیدہ ننگ خاندان
یہ کون ہے جسے تو لیے بیٹھی ہے ملکہ یہ سنکر کھڑی ہوگئی اور کہا اے پھوپھی یہ مقید طلسم بھوکا پیاسا یہان
آنکلا تھا مین نے رحم کھا کر بلا لیا اور کھانا کھلایا اب یہ چلا جائیگا وہ ساحرہ کہ نام اسکا صندل
جادو ہے یہ باتین سنکر اسوقت تو خاموش ہو رہی مگر دل مین سوچی کہ یہ قیدی گنہگار افراسیاب
ہے آپ ہی قتل ہو جائیگا لیکن ملکہ کو یہان سے لے چل اب یہان رکھنا اچھا نہین ابھی خبر ہو کر
یہ خراب ہو جائیگی یہ سوچکر پاس ملکہ کے بیٹھ گئی اور غور سے اسد کو دیکھا کہ جوان شوخ و شنگ کہ
جسکو جوانی کی امنگ مین لاکھ طرح کی ترنگ ہے بس وہ دیکھتے ہی شیدا ہوئی اور خیال کیا کہ تو بیوہ
ہے طلسم مین کوئی تجھے پوچھتا نہین یہ قیدی اپنی جان بچنا غنیمت جانیگا اسے تو افراسیاب
سے مانگ لینا اور مزے اڑانا فی الحال اس سے سوال وصل کر ایسی فکر کیجیے ملکہ سے کہا کہ یہ
سامنے جو کمرہ ہے اس مین جا کر ٹھہرتی ہون تو اس جوان کو میری صحبت کے لیے راضی کرکے
وہان بھیجدے مین خطا تیری معاف کرونگی نہین تجھے اسکے پاس بیٹھنے کی سزا دونگی یہ سنکر

آپ کمرے مین چلی گئی اور سحر کے زور سے اپنی صورت پندرہ برس کی حسینہ و جمیلہ جیسی کوئی عورت
ہو ویسی بنا لی کہ اب جو کوئی اُسے دیکھے اُسکے جمال پر فریفتہ ہو اور یہان ملکہ نے اسد سے
کہا لو صاحب مبارک ہو پھوپھی جان تمپر عاشق ہوئین اب ہمین آپ کیون پوچھین گے آپکو
خدا نے ایسی معشوقہ طرحدار کہ جسکا سن سات سو برس کا ہو گا عنایت فرمائی جائیے اُسکے ساتھ مزے
اُڑائیے اسد نے اِن باتون کا ملکہ کو جواب ندیا اور اُٹھکے صندل جادو کے پاس چلا مہ جبین
نے آبدیدہ ہوکر دامن پکڑ لیا اور کہا کیون صاحب اتنی ہی دیر مین آپ نے ہماری محبت دل سے
بھلا دی جیسے اِن تلون مین تیل ہی نہ تھا اسد نے ملکہ کو گلے لگایا آنسو پوچھے تسکین دی کہ
جانی مین تیرا غلام ہون دیکھنا کہ مین اس قحبہ لکاتہ کے پاس جاکر کیا کام کرتا ہون الغرض ملکہ کو
روتی ہی رہی اور اسد دامن چھڑا کر کمرے مین صندل جادو کے گیا دیکھا کہ وہ ایک عورت
خوبصورت بنی ہوئی بصد انداز مسند ناز پر بیٹھی ہے سامنے کشتی شراب کی لگی ہے پلنگڑی جواہر کے
پایون کی بچھی ہے اسد جاکر برابر بیٹھ گیا اُسنے پہلے تو اغماض جتایا پھر جام شراب سے بھر کر دیا
اسد نے جام لیکر کہا کہ اے جان من اپنی جھوٹی شراب مجھے دے کہ پیون اور دل مضطر کو اپنے
تسکین دون اور مین تو تیرا تشنہ آب زلال وصال ہون یہ کہکر گود مین اُٹھا لیا صندل
جادو عمر ضعیفی کی وجہ سے نہین نہین کیا کی لیکن اسد نے پلنگڑی پر لٹایا اور ایک ہاتھ گردن پر
رکھا دونون ٹانگون کو رانون سے گانٹھا صندل جادو سمجھی کہ یہ پیار کرتا ہے اب مطلب تیرا
حاصل ہوا چاہتا ہے مگر اسد نے اسطرح گلے کو دبایا نفس جسد مین پیچیدہ ہوا گلا اسد دبائے
تھا سحر بھی نہو سکا لاکھ تڑپی مگر پنجہ مین شیر کے آچکی تھی کب چھوٹ سکتی تھی آخر کو طائر روح نے
قفس تن سے پرواز کی اُسوقت وہ صدائے مہیب آئی کہ معلوم ہوا آسمان پھٹ پڑا اسد
کود کر الگ جا کھڑا ہوا اور مہ جبین روزن در سے اختلاط اسد کا دیکھ دیکھ کر جل رہی تھی اور
دل سے کہتی تھی کہ ہمسے تو کیا کہکے آیا تھا یہان یہ مردوا اس بڑھیا پر ریجھ کر کیا کیا دار و مدار
کر رہا ہے اِس عرصہ مین صدا دار و گیر کی بلند ہوئی تاریکی عالم مین چھا گئی آندھیان اُٹھنے لگین
پتھر پڑنے لگے آگ برسنے لگی بعد لمحہ کے صدا آئی کہ مارا مجھے دغا سے نام میرا صندل جادو
تھا افسوس ہے کہ سات سو برس کی عمر مین کوئی پھول باغ جوانی سے مین نے نہ چنا تھا کہ صرصر
اجل نے گل حیات کو پژمردہ کیا ملکہ یہ سنتے ہی گھبرائی اور دلارام جادو سے کہا بڑا غضب ہوا
پھوپھی جان کو انھون نے مار ڈالا دلارام نے کہا واری آپکی محبت مین شہزادے نے انکو

جان کا کچھ خیال نہ کیا اور اُسے ہلاک کیا ذرا اُنھین جاکر دیکھیے تو کس حال مین ہین اور کیا گذری
ہو ملکہ مع دلارام کے اندر کمرے کے آئی اُسوقت وہ تاریکی بھی دور ہو چکی تھی لاش صندل جادو
کی برہنہ پڑی تھی اور اسد ایک جانب کھڑا ہنس رہا تھا کہ ملکہ روتی ہوئی آئی اور کہا واہ وا خوب
تمنے میری پھوپھی کو مار ڈالا اسد نے کہا کیون ملکہ کیا مین نے اِسے جلد جہنم مین واصل کیا مہجبین نے
کہا سبحان اللہ کیا کہنا ڈریے آپکے دیدے سے کہ ایسی چاہنے والی پر کچھ رحم نہ کیا دوسرے یہ کہ میری
ہی پھوپھی کو مارا اور مجھی سے تعریف کرایا چاہتے ہو اسد نے گلے مین ملکہ کے ہاتھ ڈال دیے
پیار کیا ملکہ نے ہاتھ جھٹک کر کہا کہ کیا میرا بھی گلا گھونٹ دوگے اسد نے کہا میری جان تجھ پر
قربان اگر مین تیرا گلا گھونٹ دون تو پھر مین بھلا کب زندہ رہون یہ باتین ہو رہی تھین کہ
دیکھا یکایک صندل جادو کی کھوپڑی چٹخی اور ایک طائر خوشرنگ اُس مین سے نکلا اور افسوس
افسوس کہتا ہوا اُڑا دلارام جادو نے کہا اے ملکہ یہ طائر نہین ہے سحر جو صندل جادو
کے جسم ناپاک مین تمام عمر کا سمایا تھا وہ نکلا ہے افراسیاب پاس جاکر اِسکے مرنیکا حال کہیگا
آپکے بھی دشمن مثل ملکہ تصویر جادو اور شاہزادہ بدیع الزمان کے گرفتار ہو جائینگے مہجبین نے
گھبرا کر کہا پھر مین کیا کرون دلآرام جادو نے کہا اسد کو لیکر بھاگیے اور ہو سکے تو طلسم سے
باہر نکل جائیے اسد نے کہا مین واسطے فتح کرنے طلسم کے آیا ہون بغیر قتل کیے افراسیاب
کو طلسم سے نہ جاؤنگا مہجبین نے منت کرکے کہا اے دلارام جادو مجھے سحر نہین آتا اگر
تجھسے ہو سکے ہم دونون کو بھگا لیچل دلارام جادو نے عرض کیا اے ملکہ مین ایسی ساحرہ نہین
ہون کہ کسی ملازم افراسیاب سے مقابلہ کرسکون یا طلسم کے باہر آپکو لیجاؤن مگر آپکے کہنے
سے مین کمرے کے نیچے اُترکے ایک پہاڑ کی صورت بزور سحر بنتی ہون آپ شاہزادے کو لیکر
آئیے اور اُس پہاڑ کی کسی گھاٹی مین مع اسد کے چھپ رہیے مین آپکو لیکر اس شکل سے بھاگون
ملکہ نے کہا اچھا دلارام جادو نیچے کمرے کے جاکر زمین پر غلطک مار کر ایک پہاڑ بنگئی اور مہجبین
اسد کو لیکر کمرے کے نیچے اُتری اور اُس پہاڑ پر جاکر ایک جگہ پوشیدہ ہوئی اُسوقت وہ پہاڑ
اپنی جگہ سے اُٹھکر چلا اور جتنی کنیزین انیسین جلیسین ملکہ کی تھین وہ ماجرا دیکھکر رونے لگین
مگر دلارام جادو نے کچھ خیال نہ کیا اور اُنھین روتا چھوڑکر ملکہ اور شاہزادے کو لیکر روانہ
ہوئی مگر وہ طائر جو صندل جادو کے سر سے نکلا تھا پاس افراسیاب کے باغ سیب
مین پہونچا افراسیاب تخت سلطنت پر متمکن تھا ارکان دولت وزرا امرا حاضر تھے ناچ ہو رہا

کہ یہ طائر سامنے تخت کے پہونچکر گرا اور پکارا کہ اے شہنشاہ ساحران صندل جادو کو اسد نے
قتل کیا یہ کہکر اُس جانور کے منہ سے ایک شعلۂ آتش نکلا اور سارے پر و بال مین آگ لگی جلکر خاک ہو گیا
افراسیاب یہ خبر سنکر رونے لگا اور سب اہل دربار کو سیاہ پوشی ہونیکا حکم دیا اور ملکہ حیرت جادو
کو شہر ناپرسان سے بلوایا اُس سے سب حال کہا وہ بھی رونے لگی افراسیاب مع تمام ارکان
سلطنت و اکابران طلسم جہان صندل جادو کی لاش پڑی تھی آیا کنیزین مہ جبین کی جو ہمراہ
تھین آکر قدمون پر گرین کہ ہم بے قصور ہین افراسیاب نے پوچھا کہ مہ جبین کہان ہے ان کنیزون
نے سب ماجرا مفصلاً اسد اور ملکہ کا عرض کیا افراسیاب نے کہا بابا طلسم کے کیا مجال ہے جو
جا سکے اب پہلے مین لاش صندل جادو کی اُٹھواؤن بعد اُسکے اُس گیسو بریدہ کو سزا دون
یہ کہکر حکم دیا کہ تجمل و جلوس طلسمی حاضر ہو بموجب حکم گھنٹے اور ناقوس بجانے والے نام سامری و
جمشید کا لینے والے حاضر ہوے سواران طلسمی کہ فولاد کے پتلے ہین بانیان طلسم نے بنائے ہین
جلوس طلسم کا لیکر آئے تمام اکابران طلسم جمع ہوے اور لاش صندل جادو کی بڑی دھوم
دھام سے بآئین و دین جمشیدی اُٹھائی الغرض جب افراسیاب نے اس کام سے فرصت پائی وہان
سے بادل ملول باغ سیب مین آکر فرمان واجب الاذعان بنام شاہان ممالک طلسم اس مضمون
کے لکھکر روانہ کیے کہ دلارام جادو و مہ جبین و اسد نبیرۂ حمزہ کو لیکر بھاگی ہین انھین
جہان پاؤ باحضور مین گرفتار کرکے لاؤ اور منجملہ اُن فرمانون کے ایک حکمنامہ بنام ملکہ فرخ جادو
لکھا فرخ جادو مہ جبین الماس پوش کی نانی ہے کاہنہ بے بدل ہے ساحری اور نجومی مین
لاثانی ہے افراسیاب کی رشتہ دار ہے ذی لیاقت و ہوشیار ہے پہلے طلسم باطن مین رہتی تھی
لیکن جب سے بیٹا اسکا شکیل جادو ملکہ خوبصورت جادو دختر حیرت جادو پر عاشق
ہوا فرخ سحر چشم بخوف افراسیاب طلسم ظاہر مین چلی آئی اور پشتہ رنگین حصار
ایک طلسم ہے طلسم ظاہر مین وہان بود و باش اختیار کی افراسیاب جب حال عشق خوبصورت
سے آگاہ ہوا اُسے گرفتار کرکے سحر کے ہنڈولے پر بٹھا دیا دریاے خون روان کے اُسطرف
ایک بیابان سبزہ زار ہے کہ وہان خوبصورت ہنڈولے پر جھولا کرتی ہے اُترنا اُسپر سے ممکن نہین
ہے اور شکیل جادو کو افراسیاب نے بپاس خاطر فرخ سحر چشم چھوڑ دیا ہے اُس سے کسی
طرح کا تعرض نہ کیا ہے اسلیے کہ فرخ سحر چشم معززان طلسم سے ہے اور راز طلسم جانتی ہے بارہ ہزار
ساحر اُسکے مطیع و منقاد ہین پشتہ رنگین حصار مین آباد ہین یہ اُنکی حاکم ہے افراسیاب

خوفناک رہتا ہی بظاہر خاطرداری کرتا ہی اور باطن مین عداوت رکھتا ہی فی الحال اُسنے یہ خیال کیا کہ اگر
مین مہ جبین کو مثل تصویر جادو کے گرفتار کرونگا شہرخ سحر چشم کی نانی اُسکی ہی برا مانیگی ایسا نہو کوئی
فتنہ کرے اور طلسم کشا سے مل جائے بدین لحاظ پہلے نامہ اسی کو تحریر کیا کہ اے ملکہ شہرخ نواسی تمھاری
ہمراہ اسد کے بھاگی ہی باوجود اُسکے کہ مین نے اُسے بادشاہ طلسم بنایا مرتبہ بڑھایا لیکن اُسنے کچھ میرا خیال
نہ کیا ننگ و ناموس سے ہاتھ دھویا چاہیے کہ بمجرد دیکھنے نامے کے مہ جبین کو تلاش کرکے حاضر خدمت
کردو تاکہ تمھاری خاطر سے ملکہ کو چشم نمائی کرکے چھوڑ دون اور طلسم کشا کو قتل کردون اگر تمھین اس حکم کی
تعمیل مین کچھ تامل ہوگا ملک و مال ضبط ہوکر قتل کیجاؤگی سرکار کی باغی کہلاؤگی یہ مضمون عتاب
مشحون ضبط تحریر مین لاکر زنار جادو نام اپنے ملازم والا احترام کو دیا کہ شہرخ کے پاس لیجاے اور
جواب باصواب لائے زنار جادو نامہ لیکر بعد قطع مسافت راہ شہر نگین حصار مین پہونچا جب
اُسکے آنیکی خبر شہرخ سحر چشم کو ہوئی اُسنے استقبال کرایا دارالعمارۃ مین لائی سامان دعوت مہیا کیا
ناچ رنگ و رنگ کا جلسہ ہوا بعد فراغ امورات مہمانداری باعث تشریف آوری پوچھا کہ کس سبب سے
آپنے کلبۂ احزان کو اس عاجزہ کے سرفراز فرمایا زنار جادو نے نامہ افراسیاب دیا شہرخ نے
جب مضمون نامہ پر اطلاع پائی چونکہ عقیلہ و فہیمہ ہی آہستہ یہ لب پر لائی کہ اے زنار جادو آپ تھوڑے
دنون یہین جواب نامہ بھیجدیتی ہون اپنے مشیرون سے صلاح لیتی ہون زنار جادو مقیم ہوا اور شہرخ
وہان سے اُٹھکر الگ مکان مین آئی از بسکہ علم کہانت مین دخل تام رکھتی ہی زائچہ کھینچا اور اسد اور
افراسیاب کے طالع کا حال دریافت کیا ثابت ہوا کہ اسد شہسوار عالیجناب ہی قاتل افراسیاب ہو طلسم
فتح کریگا جو اُسکے شریک ہوگا عزت پائیگا جان بچیگی آبرو ملیگی جو اُس سے مخالفت کریگا مارا جائیگا گھر برباد
ہوگا کہین ٹھکانا نہ پائیگا غرض جب یہ اُسے علم ساحری سے ظاہر ہوا دل سے کہا مہ جبین تیری
نور نظر ہی اُسکی شہراکت کرا افراسیاب نمک حرام ہی اُس سے کنارہ کرنا بہتر ہی کیونکہ لاچین جادو جو
پہلے بادشاہ اس طلسم کا تھا اُسکو اُسنے قید کیا ہی اور تیرے فرزند شکیل جادو سے بسبب عشق
خوبصورت جادو عداوت رکھتا ہی اور اُسکی معشوقہ کو قید کرکے طرح طرح کی تکلیف دیتا ہی عجب نہین جو
فرزند تیرا اس غم مین مرجائے دنیا سے گذر جائے چاہیے کہ بیٹی اور نواسی کی جان بچاؤن افراسیاب
سے لڑکر دل کی لگی بجھاؤن اس وقت سے بہتر کوئی زمانہ نہ ملیگا فال بھی نیک ہی طلسم کشا بھی آیا ہی
فی الجملہ یہ سوچکر نامے کے جواب مین عرضی افراسیاب کو لکھی جسکی عبارت یہ تھی کہ اے شاہ جادوان
و اے شہنشاہ ساحران ایکبار توقیع وقیع جہان مطاع نے بنام اس کمینہ خورد و فرمایا اس احقر خاکسار

کوتاہ باوج آسمان پہونچایا جو کچھ کہ نسبت نواسی کے میری عتاب عطا ہوا ہے جان نثارون کو بڑا استعجاب ہے تاہم
یون تو کمترین ہمیشہ سے معتوب درگاہ ہے کوئی نہ کوئی الزام ضرور ملا ہے چشم ترحم اور نظر مکرمت میری طرف
مدت سے نشین ہے درافتادہ بساط عشرت خانہ نشین ہے مگر اس امر خاص مین سراسر قصور ہے محبت
و بشر مجبور ہے کوئی بشر اپنے نور نظر کو زیر تیغ نہ رکھیگا خود مر رہیگا لیکن اسکا مرنا گوارا نکریگا خلاصہ اس عریضہ
سے یہ ہے ممکن نہیں کہ مہ جبین کو ڈھونڈھکر گرفتار کرے اور اسکی گردن زیر تیغ بیدریغ دھرے حضور
مالک ہین خواہ مجھے سرفراز کرین یا اسکے عوض سزا دین جو کچھ ہوسکے میرے حق مین قصور کوتاہی نکرین
مجھے نہ آپ سے کچھ سروکار ہے نہ مہ جبین کی ذلت درکار ہے زیادہ حد ادب عرضی تیار ہوئی زنار جادو کی
حوالے کی وہ لیکر طرف افراسیاب کے روانہ ہوا ادھر مہرخ نے اپنے بارہ ہزار ساحرون کو حکم تیار
ہونیکا دیا وہ سب مسلح و مکمل ہوکر حاضر ہوئے خیمے ڈیرے لدگئے مہرخ نے اپنی مان ملکہ ماہ جادو کو بھی ساتھ
لیا اور ایک نامہ اپنے بیٹے شکیل جادو کو لکھا بیٹا اسکا کوہستان مین بسبب عشق ملکہ خوبصورت
کے رہتا ہے عجب الیسا ہے کہ ظاہرا معلوم ہوتا ہے بارہ ہزار ساحر اسکے ساتھ بہر حفاظت مہرخ نے کردیے ہین وہ
بھی ہمراہ اسی رہتے ہین غرض اسکو اطلاع دی کہ اے فرزند مجھسے اور افراسیاب سے بگڑگئی تمھین لازم
ہے کہ ہمسے آ ملو اور فوج کو بھی اپنے ساتھ لاؤ جب نامہ شکیل کے پاس پہونچا بہت خوش ہوا کہ اب یا افراسیاب
کے ہاتھ سے مارے جائینگے یا اپنی معشوقہ ملکہ خوبصورت کو پائینگے یا تو سر دیتے ہین یا لیتے ہین یا دلبر اپنا
آج ہمکو کیا جیتا لیتے ہین چلکر اپنا اسیوقت بارہ ہزار کا لشکر لیکر پاس اپنی مان کے آیا مہرخ چوبیس ہزار
کی جمعیت سے واسطے ڈھونڈھنے مہ جبین کے روانہ ہوئی لیکن زنار جادو نے جاکر جواب مین نامہ کے
عرضی مہرخ کی افراسیاب کو دی یہ ناری آتش غضب مین جلا جب عرضی پڑھی فورا چند ساحرون کو
حکم دیا کہ مہ جبین کو گرفتار کرلاؤ اور جو اسکی حمایت کرے اسے بھی سزا دو اور ہین لشکر کشی کیا ایک عورت
پر کرون تم چند ساحر مہرخ کی فوج کے لیے کافی ہو مجرد حکم دینے کے ساحر بہر گرفتاری مہ جبین و اسد روانہ ہوئے
نام انکے وقت پر بیان ہونگے مگر اب حال ان دونون شیدائے یکدیگر یعنی اسد و مہ جبین کا سنیے کہ وہ لالہ رام
جادو اسی طرح بہار بنی ہوئی پانچسو کوس نکل گئی مگر حد طلسم سے باہر نہ جاسکی کہین کوہ چینی نظر آیا کسیطرف
کوہ لاجورد دکھائی دیا طلسم کے عجائبات و غرائبات بہت نظر آئے کہین خارستان نظر آیا کہین گلزار
دکھائی دیئے اسی طرح کوہستان اور دریا بہ نظارہ سب مقام طے کیے جب بہت دور اپنی دانست مین نکل
آئی اسوقت ایک جگہ ٹھہری اسد و مہ جبین سے کہا بہار پر سے اتر آو وہ اترے آپ بصورت اصلی
بنی اور ہمراہ پوشیدہ ہمراہ ان دونون کو لیکر چلی تھوڑی دور پر ایک صحرا سبزہ زار ملا کہ جہان [illegible]

پھولون کا انبار تھا درخت گنجان سایہ دار لگے تھے نیچے اُنکے چشمے پانی کے بہتے تھے نظم

پڑی آبجو ہر طرف کو بہے — کریں سرو پر قمریان چہچہے
کھڑے شاخ در شاخ باہم نہال — رہیں ہاتھ جون مست گردن مین ڈال

ملکہ نے کہا اے دلارام اس جنگل مین کچھ دل آرام پایا ہے بھوک پیاس سے بھی ہین دل بیٹھا جاتا ہے ذرا ایک لمحہ ٹھہر کر کسل راہ سے آسودہ ہون کچھ ممکن ہو تو کھاؤن دلارام کو حال شہزادی کا رونا آیا کہ افسوس ہے یہ وہ شاہزادی عالیجاہ ہے کہ جسکے ہوادار کا پایہ پکڑکر سترہ ہزار بادشاہزادیان چلتی تھین جادوہ اطاعت سے خلاف قدم نہ دھرتی تھین آج وہی جلسیر و یا صحرا مین رَوان دوان ہے نہ چتر شاہی نہ ڈنکا نہ تخت روان ہے سچ ہے شہنشاہ عشق کی بارگاہ رفیع مین تہ شاہ و گدا ایکسان ہے اور اسیر بھی دیکھئے جو جان بچے کسی جا امان نہ زمین مے آسمان دشمن ہے ہزار طرح کا درپیش رنج و محن ہے افراسیاب جو پیاسا ہوگا ہزارہا ساحر کو بھیجا ہوگا کوئی دم مین آفت آیا چاہتی ہے آئینہ خیال مین جلوہ عروس مرگ دکھاتی ہے مگر خیر یہ شاہزادی تھک گئی ہے کہین ٹھہر جاؤ دیکھو کیا ہوتا ہے اور مقدر کیا دکھاتا ہے یہ سوچکر دلارام اُس بیشہ فرحناک مین قریب ایک پہاڑ کے ٹھہری لیکن ملکہ اپنے حال پر فریاد آسا سر پیٹ کر رونے لگی اسد نے اُس شیرین ادا کی دلداری کی ملکہ نے کہا اے بیوفا ہمنے تیرے پیچھے کیا کیا نہ رنج مول لیا قطعہ

اگرچہ تجھ مین تخم الفت کا اے ستمگر ہم اپنا بوتے — تو تھا یقیناً کہ اُسکے نیچے کبھی تو رستے کبھی تو سوتے
نہ ایسے کامون مین تیری خاطر کیے ہین نالے پھر ہم ہین روتے — خراب و خستہ ذلیل و رسوا نہ تیرے ملنے ہی سے ہوتے

خیر اسکا کیا گلا ہے یہ بھی قسمت کا لکھا ہے مگر اسوقت کچھ غذا ممکن ہو تو کہین سے بہم پہونچاؤ تاکہ شدت گرسنگی دفع ہو اسد نے کہا اے ملکہ تم یہان ٹھہرو مین کوئی آہو شکار کر لاؤن اور اسکے کباب لگا کر کھلاؤن یہ کہکر تیر و کمان لیکر اسد روانہ ہوا اور دلارام کو ملکہ پاس چھوڑا پہاڑ سے دور جاکر ہرن ملا از بسکہ بیدل تھا اسکے تعاقب مین دور نکل گیا اور یہان جب شاہزادہ کو عرصہ ہوا دلارام نے کہا مین جاکر شہزادہ کو بلا لاؤن ایسا نہو کوئی ساحر لیجائے اور انکے دشمنون کو گرفتار کرے یہ کہکر روانہ ہوئی ملکہ جبین اکیلی رہی اور اُس تنہائی مین اپنے حال زار پر روتی تھی اور کہتی تھی اے فلک کب تک مجھے در بدر پھرائیگا یہ روز بد دکھائیگا کہ مخمسہ

زادی غربت مین پھری ہیرون ہائے وحشت لیکر — ہر دم غم و اندوہ سے سو بار مر مر کے جیے
کیا کیا نہ داغ اس زندگی مین چشم عبرت لیکر — گریاں دیا باشندون کی ہم وان سے بہت روپا کیے
غربت مین جا نکلے تھے کل اک شہر ویران کی طرف

مین سوچ مین تھی کہ وہ ساحر جو افراسیاب نے روانہ کیے تھے آ پہنچے ظلمات جادو نام ایک

ساحر اودھر آنکلا مہ جبین کو بیٹھے دیکھکر دل سے خیال کیا کہ ایسی حسینہ و جمیلہ زر و زیور سے آراستہ ہو اور
شاہ نے حکم اسکے قتل کر دینے کا دیا ہو اسکو دھوکے سے اپنے گھر مین لیجا کر سوال وصل کر اگر منظور کرے تو عورت
بھی شکیلہ ہو اور مال و زر بھی رکھتی ہو بڑی آسایش سے بسر ہوگی اس ہنگامہ مین کوئی یہ گمان نکریگا کہ
مہ جبین تیرے یہان ہو بلکہ یہ سمجھینگے کہ اسد بھگا لیگیا غرض یہ امور سوچکر قریب ملکہ کے آیا اور سلام کیا
ملکہ اس بچیا کو دیکھکر دل مین ڈری کہ یہ مجھے گرفتار کر لیجائیگا لیکن اسنے کہا اے ملکہ مین آپکا دوست ہون
شہزادہ اسد اور دلارام جادوگر کیون آپ سے جدا ہوے ملکہ نے کہا واسطے تلاش آب و دانہ کے
گئے ہین ظلمات نے صرف حال دریافت کرنے کو تو پوچھا جب دلارام و اسد کی کیفیت معلوم کر چکا
اسی وقت مکاری سے کہا اے ملکہ شاہزادہ اسد میرے باغ مین تشریف لے گئے اور مجھے اپنا مطلع کیا اب
اسی جگہ بیٹھے ہین اور مجھے آپکے بلانے کو بھیجا ہے ملکہ نے کہا دلارام آلے تو مین چلون اسنے کہا مین انکو
ہو نچا کے اسے بھی ڈھونڈھ لاؤنگا ملکہ اسکے کہنے سے اٹھکر ہمراہ ہولی یہ ملکہ کو لیکر اپنے باغ مین آیا
ملکہ نے اس باغ کو نہایت سرسبز پایا درخت گلدار لگے تھے چمن نسیم عطر آگین سے بسے تھے خلاصہ کلام
ملکہ آکر بارہ دری مین باغ کی ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھی کہا اسد کس مقام پر ہین انھین بلا دو
ظلمات نے کہا اے مہ جبین اب نام اسد کا نہ لو مین تمپر فریفتہ ہون دھوکا دیکر یہان لایا
ہون تم میرا وصل منظور کرو تمھاری جان بچیگی یہان بحفاظت تمام بیٹھی رہوگی جب اسد قتل ہو جائیگا
اور شہنشاہ کا غصہ کم ہوگا اسوقت اپنے گھر چلی جانا ملکہ جب اس مضمون سے آگاہ ہوئی گھبرا گئی
اور کہا اے ظلمات اتنا سمجھ لینا کہ اگر میری آبرو مین کچھ فرق آیا مین فوراً اپنے تئین ہلاک کرونگی اور
انگشتر الماس چبا لونگی ظلمات منت کرنے لگا قدم پر سر دھرنے لگا ملکہ نے نمانا اسوقت یہ دھمکانے
لگا زبردستی دکھانے لگا ملکہ نے استغاثہ درگاہ خدا مین کیا کہ اے خداے دو جہان وارث غریبان مجھ
مظلومہ کی آبرو اس ظالم کے ہاتھ سے بچا اسوقت قدرت خدا سے ایک ساحر دخان جادو نام
متلاشی ملکہ نا کام ادھر آنکلا اور آواز ملکہ کی سنکر اندر باغ کے آیا ظلمات کو ملکہ کے ساتھ دست اندازی
کرتے دیکھا اسنے ڈانٹا کہ او بچیا کیا کرتا ہے ظلمات اسے دیکھکر سمجھا کہ راز تیرا فاش ہو گیا یہ جا کر افراسیاب
سے کہیگا وہ تجھے اس حرکت ناشایستہ کی سزا دیگا لازم ہے کہ اسے مار ڈالون اور ملکہ کے ساتھ زبردستی
وصل کرون یہ سوچکر دخان پر ایک گولا فولادی کھینچ کے مارا کہ وہ پھٹا اور اسمین سے دھوان
نکلا سارے باغ مین تاریکی ہوگئی دخان نے یہ سحر اسکا دیکھکر فوراً ایک شکیزہ اپنے جھولے سے سحر
سے نکالا اور اس مین سے پانی لیکر سحر اس پانی پر پڑھکر اس تاریکی کی طرف اچھال دیا وہ سیاہی

دھوان ہوکر ایک طرف ہٹ کے ہوگئی اُسنے پھر دوسرا چھینٹا پانی کا مارا کہ ظلمات پر پڑا اور قطرے
پانی کے چنگاریان بنکے اُسکے جسم کو جلانے لگین آخر سارے جسم سے ظلمات کے شعلے نکلنے لگے اور جلکر
خاک ہوگیا صداہاے مہیب پیدا ہوئین غلغلہ عظیم برپا ہوا بعد کچھ عرصہ کے وہ آفت اُٹھی اور صدا آئی کہ
کشتی مرا نام من ظلمات جادو بود دُخان اُسے قتل کرکے پاس ملکہ کے آیا اُس شعلہ رو کے نور جمال
سے وہ جگہ منور پائی اُسکے بھی دل مین بُرائی آئی ملکہ پر ہزار جان سے شیفتہ ہوا اور دست بستہ ملکہ سے
عرض کیا کہ اے شہ خوبان اگر تو میرے یہان رہنا گوارا کرے تو مین تمام عمر غلامی سے گردن نتابی نہ کرون
اور شہنشاہ سے عرض کرکے خطا تیری معاف کرا دون اور مقربان شہنشاہ سے مین ہون کوئی ایسا ویسا
نہین ہون ملکہ نے جب یہ کلام اُس نافرجام سے سُنے کہا اے دُخان جادو تیری تو وہ مثل ہوئی کہ
از چنگال گرگم در ربودی + چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی + اس خیال خام کو اپنے دل سے دور کر
جو میری عصمت مین فرق لائیگا تو مجھے زندہ نہ پائیگا دُخان سمجھا کہ یہ عاشق طلسم کشائی پر مجھسے
راضی نہ ہوگی یہ تصور کرکے اُسنے سحر پڑھکر ملکہ پر پھونکا کہ ملکہ خود اسیر فریفتہ ہوئی اور کہا مجھے تیرے کہنے
سے انکار نہین ہے دُخان نے خیال کیا کہ یہ مکان پرایا ہے اور مالک مکان کو تو قتل بھی کرچکا ہے ایسا نہو
کہ کوئی وارث اُسکا آجاے یا کوئی فرستادہ افراسیاب ادھر آنکلے تو بڑی قباحت ہوگی جان بھی جائیگی
اور ملکہ بھی چھن جائیگی یہ سوچکر وہان سے اُٹھکر چلا ملکہ سحر کے زور سے اُسپر شیدا ہے یہ بھی اُٹھکر پیچھے
چلی اور دونون اُس باغ سے نکل کر صحرا مین روانہ ہوے اور دُخان اپنے گھر ملکہ کو لیچلا اتفاقاً
اسد ہرن کو شکار کرکے وہان گیا کہ جہان ملکہ کو بٹھا آیا تھا جب اُس جگہ ملکہ نہ ملی ڈھونڈھتا ہوا ادھر
آنکلا کہ دُخان ملکہ کو لیے جاتا تھا اسد نے دور سے دیکھا کہ ایک ساحر کے پیچھے ملکہ دوڑی چلی جاتی
ہے سمجھا کہ معلوم ہوتا ہے ملکہ سحر مین مبتلا ہے بس ایک تیر جوتاک کر مارا دُخان غافل تھا کہ تیر سینہ پر پڑا پشت
کو توڑ گیا قلابازی کھاکر گرا اور مرگیا غل و شور اُسکے مرنیکا بھی پیدا ہوا اسد پاس ملکہ کے آیا ملکہ
اُسکے مرنے سے ہوش مین آچکی تھی اسد سے لپٹ گئی اور روکر سب ماجرا کہا اسد ملکہ کو لیکر ایک
درہ کوہ مین آیا اور کمر سے دوشالہ کھولکر بچھایا اور لکڑیان جنگل کی جمع کرکے اپنی تلوار کو چقماق پتھر
سے رگڑا شرارہ پیدا ہوا اُس سے آگ نکالی اور ہرن جو شکار کرکے لایا تھا اُسکے کباب لگائے آپ بھی
کھائے اور ملکہ کو بھی کھلائے پانی چشمے سے لاکر پلایا اور شکر خدا کا کیا ہنوز آسودہ نہوے تھے کہ یکایک
بجلی چمکی اور رعد بڑے زور شور سے گرجا ایک ساحر سیاہ رو تیرہ درون فرستادہ افراسیاب مین سے
آکر پہونچا اسد اور مہ جبین کو بیٹھے دیکھکر للکارا کہ اب کہان جاوگے ہم مشغلہ جادو وغیرہ اسد

سنکر تلوار پکڑکے دوڑا اس ساحر نے سحر پڑھکر دستک دی کہ زمین مین اسد کا نصف جسم غرق ہوگیا اُسی
وقت حسب اتفاق دلارام جو اسد کو ڈھونڈھنے نکلی تھی یہان آکر پہونچی اور اس ساحر کو دیکھکر
ایک ناریل جوبی دار سحر کا مارا شعلہ جادو نے پھر کچھ افسون پڑھا کہ سحر دلارام جادو کار دہو گیا
اور پھر ایسا سحر کیا کہ شعلہ بنکر اسد اور دلارام اور مہ جبین کے لپٹ گیا اور اُڑا کر لیچلا راہ مین
اُسے خیال آیا کہ مبادا کوئی مددگار انکا ملجائے اور تجھ سے چھین لے اس سے بہتر ہے کہ انکے سر کاٹ کر
پاس افراسیاب کے لیجاؤن اور انعام مین ملک و مال لون یہ سوچکر ایک جگہ ٹھہرا اور ارادہ انکے
قتل کرنیکا کیا اُسوقت مہ جبین نے رو کر کہا او ظالم پہلے میرا سر تن سے جدا کر تا اپنے مطلوب کو
بیجان نہ دیکھون خاک و خون مین غلطان نہ دیکھون یہ بات سُنکر ملکہ کا سر کاٹنے چلا اُسوقت اسد نے پکارکر
کہا کہ او نامرد ازلی و ابدی پیشتر مجھے ہلاک کر کب جائز ہے کہ مرد زندہ رہے اور عورت اُسکے سامنے قتل کیجائے
یہ ساحر ملکہ کیطرف سے شہزادہ کی طرف پھرا اُسوقت دلارام نے للکارا کہ او باغی جفا کہان زیبا ہے کہ کنیز
زندہ رہے اور مالک اُسکے ہلاک ہون قبل انکے قتل کرنیکے میرا کام تمام کر شعلہ انکے کلام سے ایک حیرت
مین تھا کہ کسے پہلے قتل کرون لیکن اس حال مین اسد نے رجوع قلب سے درگاہ دادرس
غمزدگان مین بلبلا کر دعا کی کہ اے پروردگار دو عالم ہمکو شر سے اس ظالم الظلم کے بچا کہ ابیات

عاجز نواز دوسرا التجا کوئی نہین
رنجور کا انیس ہے ہمدم علیل کا

باغ و بہار آتش نمرود کو کیا
مشکل کے وقت حامی ہوا تو خلیل کا

موسیٰ کو تیرے حکم سے دریا نے راہ دی
فرعون کو تو نے غرق کیا رود نیل کا

طوفان مین ناخدا ہی کشتی نوح کی
حقا جواب ہی نہین تجھسے کفیل کا

آوازہ تیرے عدل کا ہے بسکہ گوش زد
پشے سے زور چل نہین سکتا ہے فیل کا

خداوندا ایسا سبب ظاہر کر کہ یہ کافر واصل جہنم ہو شہزادہ کا دعا کرنا تھا کہ دریاے رحمت الٰہی جوش
مین آیا اور خدا نے ایک دیو کو اس ظالم پر مسلط فرمایا یعنی ملکہ آسمان پری زوجہ صاحبقران
والی ملک کوہ قاف کبھی کبھی خیریت اپنے شوہر کی منگاتی ہے اسوقت بھی ایک دیو خیریت نامہ لیکر طرف
لشکر حمزہ کے قاف سے اُڑا ہوا جاتا تھا شور گریہ و زاری سُنکر متوجہ زمین کا ہوا اسد کو گرفتار دیکھا
اور ایک ساحر کو درپے قتل پایا از بسکہ اسد کو یہ دیو پہچانتا تھا فوراً اُسنے گردن شعلہ جادو کی
پکڑکر سب اعضا اُسکے توڑ مروڑ لقمہ بنا کر منھ مین ڈال لیا اور نگل گیا پیٹ مین جاکر شعلہ کا دم نکلا
قاعدہ ہے کہ ساحر کے مرنے سے غلغلہ ہوتا ہے دیو کے پیٹ مین شور و غل برپا ہوا دیو پیٹ پکڑکے چار طرف

دوڑنے لگا کہ کمبخت یہ ابتہ کیسا تھا جسنے صدمے مین جاکر یہ آفت برپا کی آخر خدا خدا کرکے وہ شور موقوف ہوا
اسد نے رہائی پائی دیو نے آکر سلام کیا اور حال پوچھا اسد نے کہا تو کون ہے دیو نے کہا آپکی نانی ملکہ
آسمان پری کا بھیجا ہوا آپ ہی کے لیے آیا ہون اسد نے کہا میری بھی تسلیم نانا جان سے کہدینا اور سب
سردارون کو بھی سلام کہنا اور جو حال کہ ابتک گذرا تھا وہ سب بیان کرکے کہا امیر سے عرض کر دینا اور
تو نے بہت برا کیا کہ جو اس ساحر کو مار ڈالا ہم لوگ اگر چاہین تو سارے عالم کے ساحرون کو دیوون سے
کھا ڈالین اور ہلاک کرادین لیکن ہمت مردان روزگار سے بہت بعید ہے کہ جو انسان کو جنون سے
اڑائین کسلیے کہ جو فعل جن کر سکتے ہین اس سے انسان بری ہے پھر جنون سے مدد ہنگام جنگ لینا نامردی
ہے اگر میری حیات خدا کو منظور ہوتی کوئی اور صورت اس ساحر کے مرنے کی نکلتی بس یہ کیا کم ہے کہ ساحر سحر
کرتے ہین اور ہم انکو عیاری سے ہلاک کراتے ہین سحر کا معاوضہ مکاری کرکے کر لیتے ہین دوسرے جنگ مبنی
بر خدع ہے جنگ مین دھوکا دینا خدا و رسول نے نہین منع فرمایا ہے اب تو جا لیکن دوبارہ ایسا نہ کرنا
دیو سلام کرکے اڑ کر چلا اور اسد ملکہ کو لیکر ایک صحرا مین آیا تینون درہ مین چھپکر بیٹھے افراسیاب
انکا متلاشی ہے اور مہرخ سحر چشم ڈھونڈھنے نکلی ہے ساحر ہر طرف فکر مین ان تینون کی پھرتے ہین
غرض انکو تو اس حال مین رکھیے اب ذکر خواجہ عمرو اور چارون عیارون کا سنیے

داخل ہونا خضر دشت طراری رہبر بادیہ مکاری سالک مسالک جادۂ عیاری خواجہ عمرو ابن امیہ ضمری کا طلسم مین مع چارون عیاران نامدار کے براہ مختلف اور قتل کرنا ساحرون کو اور پہونچنا پاس اسد اور مہ جبین کے اور ملاقات ہونا مہرخ سحر چشم سے ملؤلفہ

وہ دارو پلا ساقی مے پرست / کہ جو ایک ہی جام مین کر دے مست
بہانہ نہ کر بادہ خوارون سے تو / حوالے کر اب ساغر مشک بو
پھرین مست بڑ مارتے ہر طرف / چلین رند بہکارتے ہر طرف
ترے فیض سے ہون مین جادو کلام / فسون ساز مشہور ہو میرا نام
وہ فقرے دون مین زاہد خشک کو / چلے میکدے کی طرف مست ہو
سکھا مجھکو ساقی وہ عیاریان / کرون جاکے واعظ سے مکاریان
نہ ہو حرمت دختِ رز کا خیال / بنے رند کا قول سحر حلال

ذرا جادہ پیمای میکدے کو چلو	کہ راہ طلسمات دریافت ہو
بہ بزم سخن طوطی خوش نوا	بدین زمزمہ شد ترنم سرا

سخن سازان معانی دلفریب و رمز شناسان کلام بے ریو و ریب جادو بیانی سے تسخیر طلسم ضمیر نکتہ سنج جوہر
سنج نمایان اس طرح فرماتے ہین و بنظر دور اندیشی جادۂ خطرناک کی طرف سیر بحیکر یون قدم اٹھاتے
ہین کہ جب عیار بنظر والاتدبیر بنیر برد ر خواجہ عمرو اور چارون عیار نامور کہ جنکے نام پہلے بیان ہو چکے
الگ الگ طلسم کی جانب چلے جاتے تھے براہ تختان صحرا و کوہ کو طے کر کے سرحد طلسم مین آئے لیکن اب
دوسرے کے حال کا جویان رہا ساحرون کی صورت بنا کے چار طرف طلسم مین پھرنا شروع کیا کہین
صحرائے سر سبز دیکھا کسی طرف دریائے زخار موجزن پایا پہاڑون کی دامنگ پر طلسم کے بنے ہوئے سوانگ
ہر طرف بنگلے ساحرون کے بنے ہوئے پایان جادوگرون کی بحکم افراسیاب متعین ساحر سحر کرتے آگ
اور پتھر برستے الغرض عیار علیحدہ علیحدہ سب کیفیت دیکھتے چلے جاتے ہین کہ ایک مقام پر جو عمرو
اکر پہونچا صحرائے عجیب وہان دیکھا کہ بدلے گھانس کے کوسون تک منقش اگا ہے جنگل سارا چاندی کا
ہے عمرو نے اپنے دل سے کہا یہ سارا جنگل ممکن ہوتا تو مین زنبیل مین رکھ لیتا ہاے کیا کرون کچھ
بس نہین کیونکر اسے اٹھاؤن اسی فکر مین تصور کیا کہ جہان تک ہو سکے گھاس یہان کی کاٹ لون
بس ہنسیا زنبیل سے نکال کر گھانس کاٹنے لگا مگر ہر طرف پھر پھر کے دیکھتا جاتا تھا کہ ایسا نہ ہو کوئی
آجاے اور جلدی جلدی کاٹے جاتا تھا کچھ تھوڑی گھانس کاٹی تھی کہ یکایک صدا آئی باش اے ذرہ
مکار مین تیری تلاش مین تھا اب کہان جائیگا عمرو نے یہ آواز سنکر گردن اٹھائی اور کہا افسوس
کیا تقدیر بری ہے ناچار اٹھکر جو نگاہ کی تو سامنے سے ایک ساحر کو آتے دیکھا کہ سارا بدن اسکا چاندی
کا ہے بال ہر سے منقش کیے ہین اسباب سحر کرنیکا لیے کالے سانپ سے سر لپیٹے للکارتا ہے عمرو اسے
دیکھکر بھاگا اسنے سحر پڑھکر دستک جو دی پانون عمرو کے زمین مین چمٹ گئے آگے نجا سکا وہ ساحر
تلوار کھینچکر قریب آیا اور کہا تیرا ہی نام عمرو ہے افراسیاب کو فکر تیری بیشتر ہے مین نے تیری
گرفتاری کو یہ جنگل بزور سحر چاندی کا بنایا ہے آخر تجھے پایا اب شہنشاہ کے پاس سر تیرا کاٹ کر لیجاؤنگا
انعام پاؤنگا عمرو نے کہا مین عمرو نہین ہون گھسیارہ ہون مصیبت کا مارا ہون اسنے کہا تو
مجھسے مکاری کرتا ہے افراسیاب پہلے ہی خبر تیری مجھے دیچکا ہے یہ باتین ہو رہی تھین کہ اور عیار جو
الگ تھے ان مین سے مہتر قران نے ایک بلندی پر سے یہ سب ماجرا دیکھا اور ایک عیاری سوچ کر
روانہ ہوا یہان یہ ساحر کہ نام اسکا مقرش جادو ہے عمرو کو قتل کیا چاہتا تھا کہ ایک سمت سے

صدا آئی بھائی ذرا ٹھہرنا مقرلنس نے جو دیکھا ایک ساحر کہ جس کے گلے میں سانپ لپٹے ہیں ترسول لیے ہوئے
منہ سے کان میں پیچھے سے پکارتا چلا آتا ہے مقرلنس ٹھہر گیا وہ ساحر قریب آیا اور کہا اس چیز حقیر کا
مال میرا نہ قبول کر لیجئے اسوقت تک نہ قتل فرمائیے میرے گہر سے سارا اسباب اٹھا لایا چہرا اور اسباب تو
درکنار دیکھیے موتی اکیلا رہ گیا اسکی جوڑی کا یہ چرا لایا یہ کہکر ایک موتی برابر بیضہ مرغ کے نکالکر مقرلنس کو
دکھایا یہ دیکھتے ہی فریفتہ ہوا اور کہا بھائی یہ تمنے نایاب چیز پائی ہے ذرا مجھے دو تو اچھی طرح دیکھوں یہ تم
کہاں سے لائے اس ساحر نے کہا میں کوہ مروارید پر رہتا ہوں اور وہاں کوہر قدرت سے ساحری کی
زمین میں پیدا ہوتے ہیں یہ انہیں موتیوں میں سے ہیں میں نے دو چھانٹ کر رکھے تھے ایک یہ چرا لایا
دوسرا میرے پاس ہے لو دیکھو یہ کہکر مقرلنس کو موتی دیا اسنے لیکر سب طرح سے دیکھا اور بڑی تعریف
کی اس ساحر نے کہا بھائی اسکو ذرا منہ کی بھاپ دیکر دیکھو پھر اسکی چمک اور آب و تاب دیکھو مقرلنس نے اس
موتی کو دہن کے قریب لاکر منہ کی ہوا دینا شروع کی وہ موتی شق ہو گیا اور جیسے پھلجھڑی چھوٹتی ہے اسطرح
سے دھواں اس میں سے نکلا مقرلنس کے دماغ میں منہ اور ناک کی راہ سے جاکر پیچیدہ ہوا اور وہ
چکر کھا کر زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا اس ساحر نے کہ جو موتی لیکر آیا تھا ایک نعرہ کیا کہ منم قران

سمیع السیر چون باد بہاری	جہان سرہنگ در خنجر گذاری
بمیدان اژدر آتش فشانم	منم ہمسر قران شیر زبانم

یہ نعرہ کرکے ایک گنڈا مارا کہ مقرلنس جادو کا سر پھٹ گیا ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوا وہ جنگل چاندی
کا سب مٹ گیا بیابان ہول خیز دکھائی دینے لگا عمرو نے رہائی پائی قران کو گلے سے لگایا عیاری
کی تعریف کی قران نے کہا یہ سب حضور ہی کی تربیت کا اثر ہے اب فرمائیے کیا ارادہ ہے چلنے کا قصد کدھر
ہے عمرو نے کہا بیٹا الگ الگ چلنا صلاح ہے تم اپنی راہ لو اور خدا حافظ جاؤ قران سلام کرکے روانہ ہوا اور
عمرو ایک طرف چلا لیکن خبر مرگ مقرلنس جادو سحر کے طائروں نے افراسیاب کو پہنچائی اوسنے
فی الفور دستک دی ایک پتلا فولاد کا پیدا ہوا اس سے کہا یہ نامہ میرا مہتاب جادو کے پاس
بیابان رخشان میں لیجا پتلا نامہ لیکر چلا اور بیابان رخشان میں پاس مہتاب کے آیا نامہ دیا اسنے
پڑھا لکھا تھا کہ اے مہتاب جادو عمرو اور چار عیار مقرلنس کو مار کے تمہارے جنگل کی سمت چلے ہیں آئے
ہیں انکو گرفتار کرنا خبردار غافل نہ ہونا پتلا تو نامہ دیکر چلا گیا لیکن افراسیاب نے مقرلنس کے چند
عزیز ساحروں کو حکم دیا کہ جاکر لاش مقرلنس کی اٹھاؤ اور قاتل کی اسکے تلاش کرو وہ لوگ بھی روانہ
ہوئے اور بعد لاش اٹھانے کے فکر گرفتاری عیاران کرنے لگے مگر مہتاب جادو کو جو پتلا نامہ دیکر گیا تھا

اسنے بنابر احتیاط ایک مکان وسط صحرا مین بزور سحر بنایا اور اسے چھت پردے چلمنون سے آراستہ کیا فرش
مکلف بچھوایا پلنگ مرصع فرش پر لگایا کوئی سامان راحت ایسا نہ تھا جو وہان موجود نہ کیا ہو چند ساحر دروازے
پر پہرا دینے بیٹھے اور ایک چاند کاغذ کا کاٹکر دروازے پر اُس مکان کے لگا دیا اور کچھ ایسا سحر پڑھا کہ وہ
چاند ماہ فلک کی طرح روشن ہوا اہتاب کمرے مین مکان کے بیٹھکر مئے نوشی کرنے لگا پھر اسکے خیال مین
آیا کہ عیار بشکل مبدل آتے ہین پہچانے نہین جاتے ہین اس سے بہتر ہے کہ وہ تدبیر کرون کہ جس طرح کی
صورت بنکر عیار آئین پہچان لیے جائین یہ مضمون سوچکر کچھ کاغذ کی چڑیان کترین اور ایسا سحر پڑھا
کہ وہ سب زندہ ہو کر اُڑین اور کمرے کی کارنس پر جا بیٹھین خاصیت اُنہین یہ رکھی کہ جب عمرو آئے
ایک چڑیا کارنس سے اڑکر زمین پر گرے اور پکار کر کہے عمرو آیا اور وہ چڑیا جل جائے پھر جب اور کوئی عیار آئے
دوسری چڑیا گرے اور اُسکا نام بتائے اور جل جائے اسیطرح اب جو غیر شخص آئیگا چڑیان اُسکا نام بتا دینگی
یہ سحر بنا کر اہتاب جادو باطمینان تمام بیٹھکر جنگل کا تماشا دیکھنے لگا کہ عمرو اور قران وغیرہ عیار جنگل
مقرنس جادو کا طے کرکے اُسکے صحرا مین آئے اور عمرو نے دور سے دیکھا کہ بیچ جنگل مین ایک مکان
بنا ہے اور چاند ایک بڑا سا نکلا ہوا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آسمان کا چاند ہے بلکہ وہ بھی مقابل اُسکے ماند ہے
دروازے پر مکان کے ساحر بیٹھے ہین کڑھاؤ چڑھے ہین پکوان پکتا ہے ساحر ڈفلیان بجاتے ہین بھجن سامری
کی توصیف مین گاتے ہین عمرو نے یہ ماجرا دیکھ کر تصور کیا کہ یہ حرامزادے بڑے مزے سے بیٹھے ہین انکو
چلکر ہلاک کر اس صحرا کو انکے جسد ناپاک سے پاک کرے یہ سوچکر ایک ساحر کی صورت اپنی بنائی اور روانہ
ہوا جب قریب اُس مکان کے پہونچا ساحرون کے گانے کی تعریف کی اُنھون نے پوچھا تم کہان رہتے ہو
کیا نام رکھتے ہو عمرو نے کہا مجھے نواز جادو کہتے ہین اور کوہ قلماق کا رہنے والا ہون ساحرون نے
کہا اچھا بیٹھو اور کچھ گانا سناؤ عمرو بیٹھ گیا اور اسطرح سے ملحن ودلکش ایک تان لگائی کہ اہتاب اندر
کمرے کے بیقرار ہو گیا اور دروازے کمرے کے سر نکال کر ساحرون سے کہا کہ اس گانیوالے کو یہان
لے آؤ ساحر عمرو کو اندر مکان کے لائے جب عمرو نے قدم اندر رکھا کمرے کے ایک چڑیا کارنس سے گری اور
پکاری عمرو آیا عمرو نے جو سنا کہ چڑیا نے نام تیرا بتا دیا پس فوراً گلیم اوڑھ کر نظر سے غائب ہو گیا
اہتاب نے دیکھا کہ اب وہ گویا نہین ہے ساحرون سے کہا وہ گویا نہ تھا عمرو تھا چڑیا کو بولتے سنکر چھپ گیا
تم سب جاکر بہت ہوشیاری سے باہر بیٹھو ساحر یہ کیفیت دیکھ کر حیران ہوے اور باہر آکر باہم مشورہ کیا کہ اب
کوئی شخص آئے اُسے گرفتار کر لینگے خلاصہ کلام یہ سب باہوشیاری تمام بیٹھے اور عمرو یہان کی سب حقیقت
دریافت کرکے اُس جگہ سے دور جنگل مین نکل گیا اور زنبیل عیاری بجائی عیار جو جابجا منتشر تھے انہین سے

برق فرنگی نے زنبیل کی صدا سنکر آپکو پاس عمرو کے پہونچایا اور کہا استاد خیریت تو ہے عمرو نے کہا اے فرزند
مین مناسب جانتا ہون کہ تم اپنی صورت میری شکل کیطرح بناؤ اور یہ جو سامنے مکان بنا ہے ساحرون کا مجمع ہے
اُس طرف جاؤ وہ لوگ تمھین عمرو سمجھکر گرفتار کرینگے کیونکہ وہان سحر کی چڑیان بولتی ہین اور انکی جانب کا
سب حال کہا اور کہا جب تم پکڑ لیے جاؤگے ساحرون کو اطمینان ہوجائیگا کہ عمرو کو ہمنے گرفتار کر لیا ہے
پھر مین جاکر عیاری کرونگا اور تمھین چھڑا لونگا برق نے کہا بہت خوب اور اسیوقت اپنی صورت کو
عمرو کی طرح کا بنایا اور ساحرون کی طرف روانہ ہوا جب قریب اُنکے پہونچا وہ تو مشورہ کر ہی چکے تھے
کہ اب جو آئیگا اُسے گرفتار کرینگے برق کو عمرو سمجھکر قید کر لیا اور شور و غل ہوا اُسکے قید کرنے سے ہوا مہتاب
نے کمرے پر سے پوچھا کہ کسے گرفتار کیا ساحرون نے کہا آپ پہچانیے کون ہے ہم تو جانتے ہین کہ عمرو ہے مہتاب
نے کہا یہان لاؤ مین پہچانون برق کو سامنے اُسکے لیگئے جیسے ہی برق نے قدم اندر کمرے کے رکھا چڑیا
گرکے پکاری کہ برق آیا اور جل گئی مہتاب نے کہا کیون عیار تیرا نام برق ہے اُسنے کہا نہین میرا نام عمرو ہے
ساحر نے جواب دیا کہ میری چڑیا جھوٹی نہین ہے برق نے کہا بھلا میرا نام برق ہوتا اور مین اپنے تئین عمرو
بتلاکے کیون مبتلاے بلا کرتا کیا مین نہین جانتا کہ عمرو کے سب طلسم مین دشمن ہین اچھا اگر آپ مجھے
عمرو نہین جانتے نہ سہی مہتاب دل مین سوچا کہ یہ بھی سچ کہتا ہے کوئی اتنے بڑے مجرم کے نام سے اگر
بری ہوتا ہوگا تو وہ اور اپنے تئین پھنسائیگا نہ کہ اور گنہگار بنائیگا یہ خیال کرکے کہا اچھا اے عمرو تو نے
اپنے تئین چھپایا کیون نہین کہدیا ہوتا کہ مین برق ہون اُسنے کہا میرے کہنے سے کیا ہوتا آپ سحر سے
دریافت کر لیتے آپکو سب طرح کی سحر سے قدرت حاصل ہے مہتاب نے کہا تقریر تیری سچی ہے مگر میرے سحر
نے جو نام تیرا خلاف بتایا شاید تیرا نام علاوہ عمرو کے برق بھی ہے برق نے ہنسکر کہا نام میرا اصلی
ہاں کا برق ہے اور مشہور عمرو ہے مہتاب نے کہا کیون مین نہ کہتا تھا کہ سحر میرا غلط نہین اب
ظاہر ہوا کہ تو بھی سچا ہے اور سحر بھی ٹھیک ہے مگر ایک امتحان اور کرلون کہ تصویر عمرو کی شہنشاہ نے میرے
پاس بھیجی ہے اُسے تیری صورت سے ملالون یہ کہکر صندوقچے سے تصویر نکال کر مطابق کی کچھ سر مو عمرو
کی صورت مین اور اِس قیدی کی شکل مین فرق نہ پایا یقین کامل ہوا کہ یہ عمرو ہے بہت خوش ہوکر
ایک طرف بندھوا دیا لیکن اب حال عمرو کا سنیے کہ جب برق گرفتار ہوچکا اور انھون نے دور سے
یہ سب ماجرا دیکھا بس اپنی صورت ایک زن حسینہ جمیلہ کی بنالی کہ جسکے جمال جہان آرا کو دیکھ کر فرط
حجاب و ندامت سے بدر کامل بھی گھٹ کر ہلال ہوجائے سراسر شعلہ نور قدرت خدا کا ظہور حور و پری
کہنا خطا ایسا کسی نے دیکھا نہ سنا شوخی و کرشمہ و ناز و ادا ہر ایک اپنے اپنے موقع پر خوشنما پیشانی تیرہ فروزان

رات کا چاند تھی بلکہ چاند کی بھی روشنی اُسکے آگے ماند تھی چشم غزالین مہ آگین آہوی رم خوردہ کشور چین سے

چشم تو جادو ست یا آہو ست یا صیاد خلق		یا دو بادام سیہ یا نرگس شہلاست این

لب لعلین درج یاقوت رخسار تابناک آئینہ اسکندر دندان سلک گوہر سے بہتر دندان دلبری کے گرد
بقدر عالم مین + گہر کو لعل کو یاقوت کو ہیرے کو مرجان کو + بازو قوت بازوے ناز دادکلائی بلورین جسکے
دیکھنے سے عشاق کو کل آئی جیب آستین سے باہر آئی گویا شمع فانوس سے نکل آئی ہے اسکے ہر ساعد دلکا
عالم کو چینے دیکھا ہوا دہ بیدم + پیام تیغ قضاسے مرہم لقب ہو قاتل کی آستین کا + سینہ گنجینہ نور شکم تختہ بلور
چھاتیان انمول وہ وہ ہرہ سوہن موہن من ہرن نگین برن اڈول + کرے کرا رسے چھپنے اونچے گورے
گول + بلکہ فرد حسن روزافزون نے گنجایش نپائی سینے مین + بنگیا انگیا کے پردے مین سمٹکر چھاتیان
اور ناف کا شکم مین یہ عالم ہے سبب ہی نور کا دریا شکم صاف نہین ہے + گرداب ہم حسن مین ہی ناف
نہین ہے + ساق پا کا وہ نورانی عالم کہ بیدل جسکی یاد مین سر بزانو رہین لاکھ فکر کرین مگر اسے نپائین
سے لے سر سے تا بناف تو تھا حور کا بدن + رانین بنا ہین گوندھ کے سیدا شہاب مین + پاے نازک کی
صفت کیا بیان ہو کہ معلوم ہوتا تھا سے صانع عالم نے جب تیرا بنایا کالبد + پانون صندل کے
سانچے اور اگر کی ایڑیان + الغرض اس حسن و جمال سے اپنی صورت کو آراستہ و پیراستہ کیا کہ سے ز فرق
تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم + کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست + لباس سرخ سدہ کا اپنی قدر نیا رفیرین دہکیکیا
لنگنا کلائی مین باندھا اور پیرہن کو تا بدامن چاک کیا زلف مشکفام کو رخ انور پر بکھیر کر گھونگھٹ بنایا
یہ معلوم ہوتا تھا کہ ماہ تابان ابر سیاہ مین آگیا ہے اس صورت سے زار زار قتل ار نوبہار کے روتا ہوا عمرو ادھر
ہوا اور جہان جہتاب جادو کمرے مین بیٹھا جنگل کی کیفیت دیکھ رہا تھا اُسکے سامنے کی جھاڑیون مین
بیٹھکر رونا شروع کیا اور شور و فریاد بلند کرکے شکوہ فلک بہیراور مذمت دنیا ہی فانی کرنے لگا نظم

ہان ذرا کر نظر بدیدۂ غور	دیکھ دنیا سے بے ثبات کا طور
بھول مت دیکھ دیکھ آرایش	نہین دنیا مقام آسایش
کوئی بزم طرب کا بانی ہے	کہین ماتم ہے نوحہ خوانی ہے
کہین چوتھی ہے اور چالا ہے	کہین افضال حق تعالا ہے
ہے کہین شادی حنا بندان	اور کہین شور مرگ فرزندان
ہر یہ دنیاے دون کا سررشتہ	نوش اسکا ہے نیش آغشتہ

کیون اے چرخ کج مدار و اے گردون ناہنجار کیا مین نے تیری خطا کی تھی کہ جسکے پاداش مین تو نے یہ

سزا دی ہی افسوس صد ہزار افسوس سے جو گل نہ کھلنے پائے تھے پھول اُنکے ہو گئے + مسند سے دولہا اُٹھتے ہی تکیہ میں سو گئے + اسطرح ترنم کر او بلبل کر عمر و رویا کہ دل سنگ آب ہوا اور شور واصیبتا کان میں مہتاب جادو کے پہونچا اُسنے جھاڑی کی طرف جو بغور دیکھا ایک عروس شب اول کو کہ ماہ تابندۂ فلک حسن ہی خسوف رنج و محن میں مبتلا پایا لباس ساری جسم کا تار تار ہو دشنۂ غم سے سینہ فگار ہی بال سر کے پریشان ہیں پاؤن میں چبھے خار مغیلان ہیں تنہائی کے عالم میں اپنے حال بد پر گریان و نالان ہی مہتاب اُسے دیکھکر دیر تک در پردۂ حقیقت ہوا اور ساحرون کو حکم دیا کہ اس عورت کو بدلا لاری تمام بلا لاؤ ساحر حکم سنکر چلے جب قریب پہونچے وہ نازک اندام ساحرون کو دیکھکر گرتی پڑتی ادھر ادھر طرف چلی ہر چند انھون نے منت کی خوشامد سے کہا کہ ہمارے مالک تمھیں بلاتے ہیں مگر اُسنے کچھ جواب ندیا ساحرون نے آکر مہتاب سے اُسکے ساعت تک نکلنے کی حقیقت کہی یہ اُس ریشک دہ خورشید خاوری کو دیکھکر بیقرار ہوا تھا خود اُٹھکر چلا اور جھاڑی کے پاس جب آیا پہر وہ گلفام افتان و خیزان بھاگی اُسنے بڑھکر ہاتھ پکڑ لیا اور اُسکے روئے زیبا و سراپائے خوش ادا کو بنظر غور دیکھا شعاع تنویر حسن کی چمک سے نظر خیرہ ہوئی ابیات

وہ صبح جبین تھی صبح جنت	ہر جبین تھی موجب لطافت
بینی کے قریب کب تھے ابرو	شہباز نے واسطے تھے بازو
آنکھیں اُستاد ساحری تھیں	نشے میں شباب کے بھری تھیں
دنبالہ کب اُن میں سرمے کا تھا	بیمار کے ہاتھ میں عصا تھا

دیکھتے ہی دست و پا کی قوت جاتی رہی جی سنسنا گیا غش قریب تھا کہ غش آجائے لیکن اپنے تئین سنبھالا اور کہا اے غیرت دہ بتان آذری واسطہ خداوند ساحری جمشید کا اپنے حال پر ملال سے مجھے آگاہ کر کہ تو کس قلزم حسن کی گوہر ہی اور کس درج گرانبہا کی جوہر ہی اسطرح کیون زار و نزار ہی کیا تجھے آزار ہی اُس زہرہ جبین نے یہ کلام سنکر ایک آہ سرد دل پر درد سے بھری اور اسطرح پھوٹکر روئی کہ مہتاب جادو کا دل بھر آیا اور منتین کرنے لگا اسوقت اُس جاقلہ نے کہا کہ میں کیا اپنا حال زار بتاؤن اور کس رنج کا اظہار کرون

سے چہ گویم از سر و سامان خود کم نیست چون کاکل + سیہ بختم پریشان روزگارم خانہ بر دوشم + جنکے ہم طالب دیدار رہیں اُنکی صورت زیبا ہائے عدم میں جاکر دیکھیں گے ہائے وہ ہمیں چھوڑکر منہ بخاک ہوئے ہم کیسے حسرت و ارمان بھرے ہلاک ہوئے ہیں اُنھیں اچھی طرح جی بھر کے دیکھنے بھی نپائی کہ وہ دنیا سے چل بسے بیتا اُنکو روتا ہون جو تھے اپنے ہنسانے والے + گو رمین سوتے ہیں پہلو کے سلانے والے

یقین ہی کہ ہماری قبر پہ بن سر دن نرگس اُگیگی تیرے گشتہ انتظار کا بتانگی غزل

پڑھوں غزل وہ جنون خیز جسکے سننے سے ۔ رہے نہ ایک گریبان میں کسی کے تار

ہماری قبر پہ کھینچی تھی گل پہ بلبل زار ۔ اٹھو اٹھو کہ پھر آئی چمن میں فصل بہار

پڑھوں میں قصہ لیلی کو کیا بیانگ بلند ۔ عدم کے خواب سے مجنون نہ ہو کہیں بیدار

بقول شاعر شیرین کلام سن اک نقل ۔ ہوا جو شہر خموشان کی سمت میرا گزار

ٹھٹھر ٹھٹھر کے ہر اک آشنا کی تربت پر ۔ جو دیکھتا ہون تو اک سمت کو ہے نرگس زار

سوال اس سے کیا مین نے اے گل نرگس ۔ تو سرنگون ہے بھلا کس لیے بتا کے قرار

تب اسنے ہو متبسم جواب مجھکو دیا ۔ عزیز مجھکو تو نرگس نہ جانیو زنہار

کہ کام ہے گل نرگس کا نرگستان مین ۔ سوا اسکا کو رہ غریبان مین کسلیے ہو گزار

مین اسکی آنکھین ہون جس شخص کا مرقد ہے ۔ کہ زیر خاک بھی اب تک ہے حسرت دیدار

اے عزیز مین ایک ساحر جلیل القدر کی دختر ہون کہ نام اسکا عجیب جادو تھا ہمیشہ سے پیشہ تجارت کرتا تھا مین اپنے چچا کے لڑکے پر عاشق ہوئی کہ نام اسکا ماہ سیما جادو تھا ابھی ہنوز سبزہ بھی رخسار پر نہ آغاز ہوا تھا یعنی شباب و جوانی کے دن تھے وہ مرنے والے بہت کم سن تھے جب میرے باپ نے ماجراے محبت میری نسبت اسکے سنا مجھے اسی کے ساتھ منسوب کر کے شادی کی فکر کی خلاصہ کلام جس دن میری برات تھی اسی روز ایک زنگی کہ مجھپر ایک مدت سے فریفتہ تھا اور مین اسکے ہاتھ نہ آئی تھی میری شادی کی خبر سنکر بہت کو مع دس بیس قزاقون کے آکر کود ا میرے شوہر کو کہ ہنوز اسنے شربت وصل پیا تھا کہ ذایقہ تلخی مرگ کا چکھا یا اور میرے والدین اور چچا سبکو قتل کیا مین اسی ہنگامہ آفت زا مین بھاگ کر صحرا نورد ہوئی یہ کہانی میری ہے اب کچھ عرصہ کی اس جہان فانی مین مین بھی جہان ہون اس غم سے جان دونگی مہتاب جادو یہ قصہ جانگاہ سنکر رونے لگا اور اپنی زبان کو بہت سی باتین اس غنچہ دہان سے کھولا کہ اے معشوق سراپا ناز جو مر گئے انکا غم تا کجا ہے کسی کی مرگ پہ ہر گز نہ تیجے چشم تراشک دل + بہت سا روئیے اگر جو اس جینے پہ مرتے ہیں + اب تجھے لازم ہے کہ میرے کلبہ احزان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے چلکر آباد کر دو اور عمر عزیز بہ مصاحبت مجھ ایسے عاشق جانباز کے بسر کر خاطر شاد کر سیتی وگرنہ تو ترک کرکے مرجائیگی + اسی طرح جی سے گزر جائیگی + میں بھی مصاحب افراسیاب مالک طلسم ہون صاحب طاقت ہر قسم ہون تمام عمر غلامی کرونگا اور اچھی طرح رکھونگا ورنہ یہ حسن و جوانی اور اسپر یہ غم + ستم ہے ستم ہے ستم ہے ستم + اس نازک بدن نے یہ باتین سنکر کہا مین شوریدہ بخت کسی کے یہان رہنے کے قابل کب ہون کہ فرد در محفل خود راہ مدہ ہمچو منی را + افسردہ دل افسردہ

کنیز انجمن آرا + جھٹاب جادو نے بہت قیمتی دوپٹا نون بر سر رکھا تھا یہ کہین اس سحر آباد نے کہا بھلا
صاحب تمہارا نام کیا ہی کیا پیشہ کرتے ہو کام کیا ہی اسنے کہا جھٹاب جادو مجھے کہتے ہین یہان سے سرحد کوہ
لاجورد تک کے ساحر میری اطاعت کرتے ہین اُس قمر پیکر نے جب نام اسکا سُنا کانون پہ ہاتھ رکھکے کہا
مین ساحر کے نام سے ڈرتی ہون کارخانہ سحر کا دیکھ کر میرے دم پر بنتی ہی ساحر ہزار ہزار برس کا سن رکھتے ہین
جب چاہتے ہین فوراً عورت بنجاتے ہین جب جی چاہتا ہی پھر مرد بنجاتے ہین جھٹاب نے یہ کلام سُنکر
دل سے کہا تو نے ناحق اپنے تئین ساحر اظہار کیا اب مطلب سارا فوت ہوا کہا ای دلدار مین تیرے نثار
کبھی تیرے روبرو سحر نکرونگا اور مین ابھی کم سن ہون مین ستائیس برس کا سن رکھتا ہون اوس
غارتگر ایمان نے کہا قسم کھاؤ کہ کبھی مین ساحری نکرونگا جھٹاب نے قسم جمشید کی کھائی کہ کبھی اس
عہد سے نہ پھرونگا اسوقت پریچہرہ جھٹاب کے ساتھ ہولی اور وہ لئے ہوئے اُسی مکان مین آیا جیسے
ہی اُس گلفام نے اندر کمرے کے قدم رکھا کارنس سے ایک چڑیا اڑی اور زمین پر گر کر پکاری عمرو آیا
اور جل گئی جھٹاب نے اپنے دل مین کہا مین عمرو کو کیا رقم کر چکا ہون تصویر ہلائی وہ بھی
مطابق پائی تھی اب یہ چڑیا جھوٹی ہوا دھر تو اسنے یہ خیال کیا ادھر اس معشوقہ نے کہا اجی یا الون
مین نہ آتی تھی لو اب جاتی ہون سحر کے سبب میری جان جائیگی جھٹاب تو فریفتہ ہو رہا تھا کہنے لگا
ای جان من یہان عیار آئے ہین مین نے اپنی حفاظت کو یہ چڑیان تیار کی ہین کہ مجھے خبر دیتی ہین
اسنے کہا تو مین باز آئی یہ چڑیا مجھی کو عیار بتاتی ہی اب تم مجھسے پرہیز کرو مین عیار ہون الہی تمہین
مار ڈالون یہ کہکے اُٹھکے چلی جھٹاب اُٹھکر لپٹ گیا اور خوشامد کرکے پھر اندر کمرے کے لایا پھر ایک چڑیا
گری اور پکاری کہ عمرو آیا اس نازنین نے کہا ای جھٹاب اب کون شخص عمرو آیا جو اس چڑیا نے
مجھے آگاہ کیا جھٹاب نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ سحر مین کچھ فرق پڑگیا اور دوسرے یہ کہ تم ڈرتی بھی ہو
مین اس سحر کو مٹائے دیتا ہون یہ کہکر کچھ افسون پڑھکر دستک دی کہ سب چڑیان زمین پر گر کر جل گئین
کہا لو اب بیخوف ہو کر بیٹھو عمرو مسند پر زر بیز بیٹھا سامنے برق فرنگی بندھا ہی آنکھ سے آنکھ ملی برق
نے سمجھا کہ یہ عورت نہین ہی استاد ہین لیکن یہان عمرو کے لیے جھٹاب نے کھانا منگایا اور کہا ای
نازکبدن تم بھوکی ہو کھانا کھالو بعد اسکے پھر ہم تم داد عیش دین اور آرام کرین اُس غنچہ دہن نے کہا
مین نے کئی دن سے شراب نہین پی حواس میرے درست نہین ہین اب نہ مجھے بھوک ہی نہ پیاس ہی ہان شراب
کی تلاش ہی اپنا یہ تکلف دعوت و ضیافت موقوف رکھو اور ایک جام شراب مجھے دو قطعہ

نہ مجھے تخت و چتر و افسر دے
نہ مجھے دولت سکندر دے

جام جمشید رکھدے طاق کسریٰ پر	میرا چلو شراب سے بھر دے

مہتاب نے اسی وقت کشتی شراب کی سامنے لاکر رکھی کہ لو جسقدر جی چاہے پیو اس گل اندام نے جام
مے ارغوانی لبریز کرکے اسے دیا مہتاب نے کہا تمنے بڑے عرصہ سے نہیں پی ہے پہلے تم پیو اسنے کہا میں
بھی پیتی ہوں تم لو تو سہی یہ باتیں ہوتی تھیں کہ وہاں افراسیاب کو خیال آیا کہ مہتاب کو میں نے
لکھا تھا اسکا کچھ حال نہ معلوم ہوا عمرو کو اسنے گرفتار ابتک نہیں کیا یہ کیا سبب ہے لاؤ کتاب جمشید
و سامری دیکھکر اسکی کیفیت دریافت کروں بس کتاب اسنے دیکھی اس سے ظاہر ہوا کہ عمرو عورت
بنا ہوا پاس مہتاب کے بیٹھا ہے اسے قتل کیا چاہتا ہے یہ دیکھ اسنے کچھ سحر پڑھا ایک پتلا فولادی زمین
سے نکلا اس سے کہا جلد جاکر مہتاب سے کہدے کہ یہ عورت جو تیرے پاس بیٹھی ہے یہ عمرو ہے اور جو
بندھا ہے وہ برق عیار ہے دونوں کو پکڑکے کہا کہ میرے پاس لائے پتلا یہ حکم سنکر چلا اور یہاں عمرو
نے مہتاب کی آنکھ بچاکر تھوڑا سا سفوف بیہوشی منھ میں رکھ لیا اور جام شراب میں بھی بیہوشی
ملائی اور اسے دیا ابھی مہتاب نے جام نہ پیا تھا کہ زمین تھرائی عمرو سمجھ گیا کہ کچھ نہ کچھ آفت آئی
اس عرصہ میں پتلا زمین سے فرستادہ افراسیاب نکلا عمرو اسے دیکھکر مہتاب سے اوئی کہکر
لپٹ گیا اسنے کہا ڈرو نہیں مگر عمرو نے رخسار پر رخسار رکھکر منھ سے سفوف بیہوشی جو پھونکا اسکی
ناک میں وہ گیا چھینک آئی اور مہتاب بیہوش ہوا ادھر پتلے نے پکار کر کہا اے مہتاب یہ عمرو
ہے حکم شہنشاہ ہے کہ اسے گرفتار کرے ہر چند پتلا پکارا کیا مگر مہتاب بیہوش ہو چکا تھا سنتا کون لاچار
پتلا بڑھا کہ میں مہتاب کے قریب جاکر حکم شہنشاہ ادا کروں عمرو نے پتلے کو آتے دیکھکر جال
الیاسی اسپر مارا کہ پتلا جال میں پھنسا عمرو نے جال سے ایک جگہ پتلے کو باندھ دیا اور برق کو
کھولدیا اور مہتاب کو مار ڈالا آواز دار و گیر آنے لگی غل ہنگامہ اور شور بلند ہوا تاریکی ہوگئی ملازم
مہتاب کے جو باہر چند ساحر بیٹھے تھے وہ دوڑے اور اس اندھیرے میں جسنے قدم گھر کے میں رکھا
عمرو اور برق نے خنجر مارے کہ گردن کٹ گئی اور زیادہ شعلے اٹھنے لگے بہت ساحر مارے گئے
جو دو ایک بچے وہ مارے ڈر کے باہر ہی سے باہر بھاگ گئے کہ نہیں معلوم اندر کیا آفت ہے الغرض بعد
کچھ دیر کے وہ آفت دفع ہوئی عمرو نے پتلے کو جال سے نکال کر چھوڑ دیا اور کہا جاکر اوس مسخرے
افراسیاب سے کہدینا کہ بدولت و اقبال تجھے عنقریب کیا چاہتے ہیں پتلا یہ سنکر جال سے چھوٹتے
ہی بھاگا اور عمرو نے جو کچھ مہتاب کا مال و اسباب تھا وہ لوٹ کر داخل زنبیل کیا برق کو لیکر
صحرا میں آیا برق نے کہا استاد فرمائیے کیا قصد ہے کہا بیٹا اپنی راہ لو الگ الگ چلو وقت پڑا نا برق

سلام کرکے ایک سمت جست و خیز کرتا روانہ ہوا اور عمرو ایک طرف کو چلا لیکن تیلیے نے جاکر خبر مرگ
مہتاب جادو افراسیاب سے جاکر کہی اور اپنا حال میں گرفتار ہونا جو کچھ گذرا تھا سب بیان
کیا افراسیاب کو یہ حال سنکر غیظ و غضب طاری ہوا اور خود قصد کیا کہ جاکر عمرو کو پکڑلاؤں
اہل دربار نے دست بستہ عرض کیا کہ اے شہنشاہ ساحران ایک متنفس شاطر حمزہ کو گرفتار کرنے جانا
حضور کو مناسب نہیں ہے بندگان حضور ایسے ہیں کہ حمزہ تک کی گرفتاری کو کافی ہیں چہ جائیکہ ایک
عیار اسکی کیا حقیقت ہے آپ مالک طلسم ہیں کسی ملازم کو اپنے ایک سحر ایسا تعلیم فرماکر بہر گرفتاری عمرو
روانہ فرمائیے کہ عیار جس رنگ اور قطع سے سامنے آئیں وہ پہچان لے اور گرفتار کرکے حاضر حضور
کرے افراسیاب عرض انکی سنکر سمجھا کہ یہ لوگ سچ کہتے ہیں اور بنگاہ غضب باغ کے ایک چمن کی
طرف دیکھا وہ چمن اسکی گرمی آتش نگاہ سے جلنے لگا اور خود بھی شعلہ بنکر اس آگ کے اندر
غائب ہوا بعد لمحہ کے جو برآمد ہوا سب نے دیکھا کہ ایک تختی جواہر کی ہاتھ میں تھی اور اس تختی پر
ایک تصویر زن حسینہ کی کھینچی تھی کہ ع اے چہرہ زیبای تو رشک بتان آذری + ہر چند وصفت
میکنم در حسن زان زیباتری + افراسیاب نے دستک دی زمین شق ہوئی اور ایک ساحر نکلا
نہایت کریہہ منظر بد ہیئت تھا اسنے وہ تختی اس ساحر کو دیکر حکم دیا کہ اے آذر جادو جلد روانہ ہو عمرو
عیار مہتاب کو قتل کرکے ہنوز اسی جنگل میں ہے اسے تلاش کرکے گرفتار کر لا اور اسکی پہچان کو یہ تصویر
تجھے دیجاتی ہے جو شخص تجھے راہ میں ملے پہلے تو اس تصویر کو دیکھ لینا یہ تصویر گو کہ عورت کی ہے مگر جو عیار
شکل تبدیل کرکے آئیگا اور اسکی جو صورت کہ اصل میں ہوگی ویسے ہی یہ تصویر ہو جائیگی اور اگر وہ
عیار نہوگا تو یہ تصویر جیسے اسوقت عورت کی ہے ویسی ہی رہیگی آذر جادو وہ تختی تصویر
کی لیکر روانہ ہوا اور مہتاب کے جنگل میں پہونچکر چار طرف عمرو کو ڈھونڈھنے لگا لیکن عمرو
بھی اسی جنگل میں مخفی ایک مقام پر بیٹھا دل میں کہہ رہا تھا کہ اے عمرو دیکھیے انجام کا یہاں آنے کا
کیا ہوتا ہے لاکھوں ساحر موجود ہیں کہاں تک قتل ہو سکینگے مقدمہ طلسم ہے نہیں معلوم لوح
طلسم کہاں ہے خدا جانے اسد پر کیا گذری کدھر گیا زندہ ہے یا مرگیا اسی سوچ میں عمرو بیٹھا تھا
کہ ایک ساحر کو ہر طرف تجسس کناں دیکھا کہ جیسے کسی کو ڈھونڈھ رہا ہے عمرو نے دل سے خیال
کیا کہ اس حرامزادے کو بھی مارنا چاہیے جو ساحر کم ہوا وہی سہی یہ سوچکر ایک ساحر کی صورت بناکر
چلا اور آذر جادو کو پکارا کہ بھائی ذرا ٹھہرنا آذر جادو نے دیکھا کہ ایک جادوگر جسکی شکل یہ
کہ جسکے کان آنکھ ناک سے شعلے آگ کے نکلتے ہیں چلا آتا ہے آذر جادو خود قریب اسکے گیا اور

اور پوچھا تم کون ہو عمرو نے کہا اپنا نام بتاؤ پہلے آذر نے نام اپنا بتا دیا اور کہا عمرو کو ڈھونڈھنے
آیا ہوں عمرو نے کہا میں بھی اسی فکر میں ہوں مہتاب جادو کا عزیز ہوں جب سے خبر اسکے مرنے
کی سنی ہے تلاش عمرو کی کرتا ہوں آذر جادو بولا کہ چلو ہم تم چل کر تجسس کریں عمرو اُسکے ساتھ ہوا
اور اس فکر میں تھا کہ قابو پاؤں تو قتل کروں لیکن آذر جادو کو یہ خیال آیا کہ شہنشاہ نے کہہ دیا تھا
کہ جو راہ میں ملے پہلے تو تصویر دیکھ لینا یہ سوچکر اُسنے تصویر کو دیکھا تصویر نے صورت اصلی عمرو
کی پیدا کی تھی کہ تو تڑی سا سر زیرہ سی آنکھیں خوبانی سے کان پنکھے کی طرح گال تا گاسی گردن رسی
کی طرح ہاتھ پاؤں نیچے کا جسم چھہ گز کا اوپر کا تین گز کا یہ حلیہ مبارک دیکھکر آذر جادو گھبرایا اور
سمجھا یہ کوئی عیار ہے کہ بنگاری صورت اُسنے جادوگری بنائی ورنہ اصل صورت اسکی ایسی ہے جیسی
اس تصویر نے صورت بدلی ہے بس یہ دیکھکر اُسنے کچھ سحر پڑھا کہ عمرو کے دست و پا کی قوت جاتی
رہی اور اُسنے ایک زنجیر جھولی سے اپنی نکال کر عمرو کے ہاتھ باندھے اور لیکر چلا عمرو نے ہرچند کہا
کہ اے برادر مجھے کیوں بے سبب آزار دیتے ہو آذر نے کہا او مکار تو مجھ سے عیاری کرتا ہے تیرا ہی نام
عمرو ہے مجھے تیرے حال کی خبر ہے عمرو کو غصہ آیا کہا بچا اب بچتے نہیں معلوم ہوتے کوئی لمحہ میں جہنم رسید
ہوا چاہتے ہو ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار داخل طلسم ہوا ہے کوئی نہ کوئی آکر قتل کریگا آذر نے کہا
میں سبکو سزا دونگا تیرے دم کہانے سے نہ ڈرونگا الغرض عمرو کو لیکر چلا دور سے ضرغام شیردل
نے دیکھا کہ اُستاد کو کوئی ساحر پکڑے لئے جاتا ہے یہ چھڑانے کی فکر میں کوس بھر آگے نکل گیا ایک جگہ
اہیر گائے بھینسیں چرا رہا تھا اُسکے سامنے صورت بدل کے آیا اور کہا دیکھو وہ جھاڑی میں چھپا
بیٹھا تیری گائے کو تاک رہا ہے وہ اہیر گھبرا کر جھاڑی کی طرف دوڑا ضرغام نے پشت کی طرف
سے کمند ماری کہ حلقے کمند کے گردن میں پھنسے ہوش سے منہ سے بھی بولا نہ گیا ضرغام نے زمین پر گرا کر
بیہوشی سنگھا دی اہیر بیہوش ہو گیا کپڑے اُسکے اُتار کر آپ پہنے انگوچھا سر پر باندھا اور دھوتی
باندھ کر مرزائی پہنکر اُسکی شکل دیکھکر ویسی ہی اپنی صورت بنائی اور لکڑی لیکر گاؤ وغیرہ
چرانے لگا اہیر کو جھاڑی میں چھپا دیا اس عرصہ میں آذر جادو مع عمرو یہاں آکر پہونچا
چونکہ دھوپ بھی تھی اور دور سے چلا ہوا آتا تھا اہیر کو دیکھکر کہا اگر تیرے پاس لوٹیا ڈوری ہو
تو پانی لاکر مجھے پلا دے اہیر نے کہا گسیاں تم گھام سے چلے آئے ہو کہو تو دودھ دوہ لاؤں وہ
پیو جل نہ پیو آذر نے کہا اچھا لے آ اہیر نے ایک گائے کو پکار کے پاس بلا یا اور دودھ دوہا اور
بیل کی لوٹیا میں بھر کر بیہوشی ملا کر آذر کو دیا اُسنے چاہا کہ پیوں مگر خیال میں آیا کہ مہتاب کو دی

عیاروں نے ملکہ مارا ہے ایسا نہ ہو کہ یہ بھی عیار ہو تصویر کو دیکھ لو یہ سنکر تصویر کو دیکھا اسکی صورت
بصورت اصل ضرغام ہو گئی تھی اُسنے فوراً ضرغام کو سحر پڑھکر قید کر لیا ہر چند ضرغام نے کہا
کہ میں امیر زادی ہوں مجھپر کیوں ظلم کرتا ہے نیکی کا عوض یہی ہے اُسنے کہا او نالائق تو بڑا مکار ہے میں خوب
پہچانتا ہوں یہ کہکر جس زنجیر میں عمرو بندھا تھا اُس میں اُسے بھی باندھکر آگے بڑھا عمرو نے کہا
میں کہتا نہ تھا کہ ہزاروں عیار طلسم میں آئے ہیں اب ہم دو کو گرفتار کیا تو کیا کوئی دم میں تو
ہلاک ہوا چاہتا ہے مناسب ہے کہ ہماری اطاعت کر آذر جادو دل میں ڈرا کہ یہ سچ کہتا ہے عیار ہر
طرف چھپے ہیں دیکھیے کیونکر طلسم باطن میں پاس شہنشاہ کے پہونچتا ہوں لازم ہے کہ اب جو راہ
میں ملے بغیر تصویر دیکھے اس سے بات نکروں یہ ٹھیر کرکے آگے روانہ ہوا لیکن عیار جو سب متفرق
ہیں اور دمبدم مقام بلند پر جاکر ایک دوسرے کے حال کو دریافت کر لیتا ہے انمیں سے برق نے
ایک جگہ دور سے دیکھا کہ ایک ساحر دو عیار گرفتار کیے لیے جاتا ہے یہ دیکھکر پہاڑ کے درے میں چھپکر لہنگا
پھیریا اور سامان عیاری کا سوت نے نکالکر صورت اپنی مثل ماہ جمال کی بنائی ہاتھ پانوں مہاور سے
رنگے پور پور چھلے پہنے کہ ہاتھوں میں وہ پور پور چھیلے + تھے جیسے سجون طپان مچلے + لہنگا گنگا جمنی کا
پہنا چنری سرخ رنگی اوڑھی سیندور سے مانگ میں بھرا پٹیاں پار کے کاجل آنکھوں میں لگایا بندیا اور
ٹیکا ماتھے پر لگا کے جھمکے اور ترکیاں کانوں میں پہنیں ہاتھوں میں پہونچیاں اور پانوں میں کڑے
اور دسوں پیر کی انگلیوں میں انوٹ بچھوے پہنکر بوتل شراب کی آغشتہ بداروی بیہوشی ہاتھ میں
لی ایسی صورت بدلی کہ جیسے کلوارن ہوتی ہے مگر وہ حسن و جمال رنگ و روغن عیاری سے دو چند
کیا کہ بسنت سندر روپ سروپ مہامن لوبھن لیجے جیسے آنکھوں میں کھیچے + جیون مور سو جیون کو جیب دیکھے
دکھی چھب دیکھے ہی جیجے + بان کھوات مہا رادسا رس چاہیے تو چندر کو دیکھے ندیکھے + ٹک اور بنا دیجے
نہ نے ٹھنک بیٹھے ہی کھر کو دیکھا ہی کیجے + الحاصل وہ دلفریب گھونگھٹ نکالے ہاتھ میں بوتل شراب
کی لیے اٹکھیلیاں کرتی طرف آذر جادو کے چلی کہ وہ اس طرح سے اچپلی آتی تھی + قیامت جلو میں
چلی آتی تھی + آذر جادو کے سامنے سے جب ہوکر نکلی اُسنے دیکھا کہ ایک مہ پارہ کہ جس میں شوخی بھرا ناز و ادا
بھری ہے رشک دہ حور و پری ہے مستانہ چال چلتی دل عاشق کو پانوں سے ملتی اسطرف آتی ہے کہ شہزادہ

ہے نام خدا ادا چھوٹے کچھ زور تماشا
گات ایسی غضب قہر جوبن اور جھکڑا
جادو ہے نگہ جیب ہے غضب ہے مکھڑا

ہے آپکی نزاکت
اور اُسپہ ملاحت
اور قد ہے قیامت

غار تنگ دہن دو جہت کا قبر ہو ستہ ابا		اللہ کی قدرت	

دیکھتے ہی آذر جادو وہ مائل ہوا اور کہا ای کلوارن ذرا ادھر آ تو تھوڑی شراب پلا دیتی جا وہ اُس نازنین نے
ذرا سا گھونگھٹ ہٹا کر مسکرا کر اسکی طرف دیکھا اور کہا یہ شراب بکاؤ نہیں ہے آذر جادو نے جب اُسکے
رخ زیبا کو دیکھا عقل و ہوش کھو بیٹھا کہ مطلع چشم شد ہوا فتاد و وجودم خاک شد ہر چہ کہ در کان نمک رفت
نمک شد آذر جادو فریفتہ ہو گیا اور کہا کہاں جاتی ہو اُس غنچہ لب نے تبسم کر کے کہا جہاں میرا جی چاہتا ہے
تم پوچھنے والے کون ہو کوئی کوتوال ہو آذر جادو نے دیکھا کہ یہ ہنس ہنس کر باتیں کرتی ہے معلوم ہوتا ہے
کہ راضی ہے یہ سمجھ کر ہاتھ پکڑ لیا اُسنے ہاں ہاں کر کے کہا دیکھو کوئی آ جائیگا میں بدنام ہونگی تمہارا کچھ
نجائیگا آذر جادو نے کہا ذرا چلکر سامنے درخت سایہ دار کے نیچے ہم تم دو دلون بیٹھیں شراب پئیں
دو دو باتیں کریں پھر چلی جانا جلدی کیا ہے ہمارے تمہارے ملاقات ہو جائیگی ہمیشہ اطاعت کرونگا
جو کچھ کہا دونگا دونگا وہ نازنین کھلکھلا کر ہنسی اور کہا ملاقات اپنے گھر والون سے کرو کیا میرے
خاوند نہیں ہے میں ایسے راہ گیرون سے بات نہیں کرتی آذر منتین کرنے لگا پاؤنپر سر دھرنے لگا
کہا میں اسی طلسم میں رہتا ہون مسافر نہیں ہون مصاحب افراسیاب ہون اُس مہوش
نے کہا تم کوئی ہو میں ایسی شوخ دیدہ نہیں جو ہر ایک مردون کے دم پر چڑھ جاؤن آذر سمجھا کہ یہ ناز
معشوقانہ کرتی ہے جس زنجیر میں عمرو اور ضرغام بندھے تھے اسے اپنی کمر سے باندھا اور کلوارن
کو گود میں اُٹھا کر چلا وہ نہیں نہیں کیا کی اُسنے درخت کے نیچے لا کر اُتارا اور کمر سے چادر اپنی کھولکر
بچھائی عمرو اور ضرغام کو درخت سے باندھا اُس معشوقہ کو بٹھایا اور کہا میری جان تجھ پر جاتی ہے
ذرا تو میرے پہلو میں بیٹھ کر دل غمگین کو شاد کر اُس ماہ پیکر نے ٹھنڈی سانس بھر کر یہ شعر پڑھا کہ
شعر ہم آزمائے ہیں بہت سرد و گرم عشق + اسکو فریب دو کہ جو ناکردہ کار ہو + آذر جادو نے گلے
لگایا اور بوسہ لینے کو منہ بڑھایا اُسنے ہاتھ سے منہ ہٹا دیا کہا بس بس مجھ سے ایسی باتیں نہ کرو میں خوب
دیکھے کی محبت ہے مردون کی ذات بے مروت ہے خیر اگر مجھ سے دار و مدار منظور ہے قسم سامری کی کھاؤ کہ
کسی عورت سے سوا تیرے بات نہ کرونگا آذر جادو نے قسم کھائی کلوارن نے جام شراب سے بھر کر دیا
اُسنے جب جام ہاتھ میں لیا خیال آیا کہ تو نے تصویر کو نہیں دیکھا لازم ہے کہ بنا بر احتیاط تصویر
دیکھ لے پھر اُس محبوبہ سے داد عیش و خرمی دے یہ سوچکر تصویر دیکھی اُسنے صورت اصل برق کی بنا
کی تھی آذر جادو نے کچھ سحر پڑھکر کلوارن پر پھونکا کہ رنگ و روغن عیاری اُڑ گیا اور برق کی صورت
اصلی ہو گئی اُسنے اُسکو بھی زنجیر سے باندھ لیا اور کہا عیارو تم نے تو ارادہ باندھا ہے کہ قدم قدم پر ہمکو دھوکا دو

دیتے ہیں عمرو نے کہا او حرامزادے اب کیا تو بچ بھی جائیگا کوئی آن میں قتل ہوا چاہتا ہے آذر بہت خوفناک ہوا مگر ان تینوں عیاروں کو لیکر چلا دور سے جانسوز نے دیکھا پیچھے پیچھے چلا اتفاقاً ایک جگہ جنگل میں کسی ساحر کا باغ بنا تھا نہایت سر سبز و آراستہ تھا میوون سے بھرا تھا ابیات

عجیب باغ تھا رشک مینو سواد — اگر دیکھے رضوان تو ہو شاد شاد
کرے یاد جنت کی گم ایک بار — کہ دیکھی نہیں خلد میں یہ بہار

آذر جادو از بسکہ تھکا ماندہ تھا اس باغ کے اندر آیا اور ایک چمن میں ٹھہرا جانسوز نے اسے باغ میں جاتے دیکھکر اپنی صورت مالی کی بنائی سلیچہ ہاتھ میں لیا قینچی درختوں کی سر تراشی کرنیکی کمر میں گھرسی پھول جھولی میں بھرے اور باغ میں آیا جنگل سے ایک درخت کھوڑ لایا تھا اسے چمن میں بویا آذر جادو نے سمجھا یہ اس باغ کا باغبان ہے درخت لینے گیا تھا اب آیا ہے پاس آکر کہا ای مالی یہ باغ کسکا ہے جانسوز نے نام بنا کر کہدیا کہ ملکہ بنفشہ جادو کا آذر نے سمجھا کہ طلسم میں ہزار ہا ساحر رہتا ہے کوئی بنفشہ بھی ہوگی یہ سوچکر خاموش ہو رہا لیکن مالی نے دو ایک گلدستے اور گردے بنا کر ٹوکری میں لگائے بیچ میں اسکے میوہ رکھا اور سامنے آذر کے ڈالی لگائی اُسنے کچھ روپیہ انعام دیا اور ڈالی سے میوہ لیکر چاہا کہ کھاؤں پھر یاد آیا کہ تصویر دیکھ لوں تصویر جو دیکھی وہ بشکل اصل جانسوز بنی تھی اُسنے کہا او نابکار باغبان تو مجھے فریب دیتا ہے معلوم ہوا کہ تو عیار ہے جانسوز نے چاہا کہ بھاگ جاؤں لیکن اُسنے سحر کرکے اُسے بھی گرفتار کیا اور اُسی زنجیر سے باندھکر مارے خوف کے اُس باغ میں نہ ٹھہرا پھر ان سبکو لیکر چلا جب کچھ راہ طے کی خیال کیا کہ کہیں میں مخفی ہو کر بیٹھوں اور عرضی شہنشاہ کو لکھوں کہ مجھے عیاروں نے گھیرا ہے چار کو تو میں نے گرفتار کیا ہے لیکن ابھی معلوم ہوتا ہے کہ بہت ہیں حضور ساحروں کو میری مدد کے لیے بھیجیں اور ان قیدیوں کو منگوا لیں کہ میں انکے سبب سے اُڑکر نہیں چل سکتا اگر اکیلا ہوں تو اُڑکر بزور سحر آپکی خدمت میں آؤن بس یہ تصور کرکے چلا کہ کوئی جگہ عافیت کی ملے تو ٹھہروں لیکن ایکی بار نظر کردہ شاہ مردان اعنی مہتر قران نے دور سے دیکھا کہ ایک ساحر استاد کو مع تین عیاروں کے گرفتار کیے لیے جاتا ہے پھر عیاری میں غوطہ زن ہوا اور کوہر مقصود حاصل کیا کہ ای قران چار یہ عیار ہیں ان کے رہائی کے واسطے قتل اس نابکار کے کرنا کیا سبب ہوا جو گرفتار ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ اسکے پاس کچھ ایسا سحر ہے کہ جو اُسکے سامنے جاتا ہے یہ پہچان لیتا ہے ایسی کوئی فکر کرو کہ منہ سے لو لونہ اُسکے پاس جاؤ اور مار ڈالو یہ سوچکر گلشن مکاری کی سیر کرنے لگا آخر گل مراد سے دامن بھرا اُسکے آگے راہ تجویز کرکے کہ ادھر ہی سے آئیگا جاکر ٹھہرا اور جنگل سے

لکڑیان جلدی جلدی کاٹکر چارطرف ستون بنائے اور چہت پر ٹٹیان بچہادین اور ساری چہپت پر بیلدار درخت کی بیل چہاوی یہ معلوم ہوتا تہا کہ منڈہی کسی فقیر کی ہر غرض اُس منڈہی کے دروازہ پر آپ سیلی تاگے جہنگلے منکے سے درست ہوکر تہمد باندہکر الف آزادی قشقہ کی طرح ماتہے سے ناک تک کہینچکر تلک پیشانی پر دہ بکر بیٹہا ایک ٹہیک آگے رکہ لی گرد اپنے لکڑیان بڑی بڑی سلگادین اور دوا دفع بیہوشی روئی مین بہر کر نتہنون مین رکہی کہ دہوان اپنے تئین نا اثر نکرے سیرون بیہوشی لکڑیون پر ڈالی کہ دہوان چارطرف پہیلا بیچ مین لکڑیون کے آپ بیٹہا کہ بعد تہوڑے عرصہ کے آذر جادو چارون عیارون کو لیے آکر پہونچا دیکہا ایک فقیر بیٹہا اپنی موج مین جہوم رہا ہے ٹہیک رکہی ہے دہونی رمائے ہے دسنا ٹہیک مین گڑا ہے منڈہی کی ایک طرف تلسی کا پیڑ لگا ہے آسن بچہی ہے سامنے چلم گانجہ پینے کی رکہی ہے غرض دہرا ہے بہشتی معلوم ہوتا ہے آذر جادو نے یہ دیکہکر آگے بڑہکے پالاگن کی ہاتہ باندہکر کہڑا ہوا کہا باباجی کچہ اسیس دیجیے عیار میرے فراق مین پہرتے ہین مین کنیم کسل سے پاس افراسیاب کے پہونچ جاؤن اُس فقیر نے یہ باتین سنکر اُسکی طرف نگاہ پہر گہورا آذر نے دیکہا کہ آنکہین لال لال ہین مارے خوف کے بیٹہ گیا یہان تک کہ خوب دہوان بیہوشی کا اُسکے دماغ مین پہونچا اُسوقت فقیر نے کہا او لائق مین بہی عیار ہون تجہے قتل کرنے یہان بیٹہا ہون آذر یہ کلام سنکر گہبرایا اور چاہا کہ اٹہکر پکڑلون بیہوشی دماغ مین پہونچ چکی تہی اٹہتے ہی گرا قران نے اٹہکے لغدا مارا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوے برفباری سنگباری ہونے لگی ہو لنجہ صدائین آنے لگین بعد لمحہ کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام آذر جادو تہا دم سے اُسکے ایک طائر خوش رنگ نکلا افسوس افسوس کہتا طرف افراسیاب کے چلا اور عمرو اور تینون عیار رہا ہوے قران نے تسلیم کی عمرو نے شاباش کہی اور سب عیارون کو رخصت کیا ہر ایک الگ الگ روانہ ہوا اور صحرا مین جاکر ایک دوسرے کی نظر سے چہپ گیا اور عمرو بہی بطور مخفی چلا اس عرصہ مین رات ہوگئی کہ مسافر چرخ سراے مغرب مین جاکر فروکش ہوا اور سیار دشت فلک مع رفقاے ثوابت انجمن سپہر مین رونق بخش ہوا جانوران صحرائی آرام پذیر ہوے طائران دشت بسیرا درختون پر لینے لگے ابیات

شب چو سترا پردہ کحلی کشید
مہر فلک شد ز جہان ناپدید
زنگی شب برہمہ بر اختران
خندہ زنان دست بدندان گزید
از چمن طائر نیلوفری
نسترن و نرگس و گل بشگفید

عیار سب درہاے کوہ مین استقامت پذیر ہوے اور کہو تہا سے عیاری سے روٹی نکالکر کہائی شمون

سے پانی پیا شکر رزاق عالم کیا سو رہے لیکن عمرو کو نہیں فاقے سے درہ کوہ میں گھبرا دل سے کہا کہ
زنبیل سے روٹی نہ نکالونگا حمزہ کی نوکری میں یہی نقصان عظیم ہی کہ اپنے پاس سے کھانا پڑتا ہی رات
کا وقت ہی کہیں جا بھی نہیں سکتا ہوں دن بھر کمبخت آذر نے قید رکھا خیر اب صبر کروں اور بھوکا
سو رہوں غرض ایک جگہ پتھر کی چٹان پر لیٹا جب بہت بھوک نے غلبہ کیا اٹھکر درختوں سے پھل
توڑے اور کھائے اور زنبیل سے بہت افسوس کرکے سوکھے ٹکڑے روٹی کے نکالے بھوک کو دفع کیا اور
لیٹ رہا مگر وہ طائر جو سر سے آذر کے نکلا تھا باغ سیب میں پاس افراسیاب کے آیا اور بآواز بلند
پکار کر کہا کہ اے بادشاہ طلسم آذر جادو مارا گیا افراسیاب یہ خبر سنکر تھرانے لگا مارے غصے کے ہونٹھ چبانے لگا
اور ایک ساحر ارداق جادو نام سے کہا کہ تم جاکر فلان صحرا میں لاش آذر کی پڑی ہی اٹھا کر دفن کر دو
اور جو تصویر کہ میں نے اسے دی تھی واسطے شناخت کرنے عیاروں کے وہ اسکے پاس ہوگی اسے لاکر
مجھے دینا میں صبح کو ایک ایسے ساحر کو بھیجونگا کہ وہ سب عیاروں کو گرفتار کر لائیگا اسوقت رات ہوگئی
ہی تم بھی جنگل میں نہ ٹھہرنا تصویر لیکر لاش دفن کرکے چلے آنا یہ کہکر افراسیاب مشغول عیش و آرام ہوا
اور ارداق وہاں کہ جہاں آذر مارا گیا تھا آیا لاش اسکی دفن کی اور تصویر لیکر پھر گیا جاکر افراسیاب کو
دی اس عرصہ میں رات تمام ہوئی اور ساحر مشرق جھولی زرتار شعاع کی لیے چرخ شعبدہ باز پر آیا قطعہ

صبح کہ قندیل زر آفتاب ۔۔۔ شعلہ زد از گنبد نیلی قباب
مہرہ ہمہ از دل صندوق چرخ ۔۔۔ یافت زا فوار فلک انقلاب
ہمت مشاطہ صبح سفید ۔۔۔ باز کشود از رخ رنگی نقاب
جوہری صبح جواہر فروش ۔۔۔ کرد عیان دانہ در خوش آب

دم سحر عیاران نامور نے اطاعت خدا میں گردن جھکائی جب فارغ ہوئے کمر ہمت باندھکر
اپنی اپنی جگہ سے آگے کی راہ لی افراسیاب بھی خواب نوشین سے بیدار ہوا اور باغ سیب میں
جاکر سریر جہانبانی پر بیٹھا ارکان سلطنت حاضر ہوئے ناچ سامنے ہونے لگا دور جام شراب چلنے لگا جب
دماغ افراسیاب کا بادہ ناب سے گرم ہوا چند ساحروں کو حکم دیا کہ عمرو اور چار عیار طلسم میں آئے
ہیں اور ساحروں کو قتل کرتے ہوئے قریب دریائے خونخوار ان کے پہونچ چکے ہیں اور مہرخ صحرائے
نرگس زار تک اسد اور مہجبین کو ڈھونڈھتی ہوئی جاتی ہی اور اسد وغیرہ بھی درہ کوہ میں
چھپے بیٹھے ہیں لہذا تم لوگ اب عیاروں کے فراق میں نہ جاؤ بلکہ جہان اسد بیٹھا ہی اسطرف جاؤ کہ
وہیں مہرخ بھی آئی ہی اور عیار بھی آئے ہیں اسی جا سب کو گرفتار کرنا یہ کہکر تھوڑی خاک اُن

ساحرون کو دی کہ یہ مٹی قبر سامری و جمشید کی ہی جس ساحر پر تھوڑی خاک ڈالدو گے کو کیسا ہی زبردست ہوگا مگر بیہوش ہو جائیگا وہ ساحر کہ نام اُنکے بوقت مقابلہ شہرخ بیان ہونگے خاک لیکر روانہ ہوے لیکن حال عیاران سنیے کہ کوہ و دشت طلسم طے کرتے جیسے چالاک بنے اپنے سایہ سے رم کرتے چلے جاتے ہین اور سب الگ الگ ہین عمرو دراست بہر کا بہو کا پیاسا یہ سوچتا چلا جاتا ہی کہ کوئی گانون یا شہر ملے تو عیاری کر کے صبح کا وقت ہی بہنی کرون اور روٹی کھاؤن اِسی سوچ مین کچھ دور چلا تھا کہ سامنے ایک سواد شہر دکھائی دیا یہ جلد راہ طے کر کے قریب حصار شہر آیا دیکھا چار دیواری اُسکی سنگ مرمر کی بنی ہی منقش و رنگین ہی دروازہ فولادی لگا ہی مثل چشم انتظار عاشق کھلا ہی کوئی دربان نہین ہی بلکہ یہان کوئی انسان نہین ہی عمرو اندر شہر کے گیا یہان دوکانین آراستہ تھین جابجا اشیاے نفیسہ و اطعمہ و اجناس لطیفہ کا ڈھیر لگا تھا لیکن کسی دوکاندار کا پتہ نہ تھا کسی سمت جوہری کی دکان تھی جواہر کی کان تھی کہین بزازہ تھا کسی طرف صرافہ تھا مگر کوئی نظر نہ آتا تھا عمارتین مرتفع و بلند جگہ دلپسند مکانات شہر کے خالی نہ کوئی انکا وارث نہ والی عمرو سیر کرتا ہر طرف شہر مین پھرا ایک سمت میدان وسیع دیکھا وہان قلعہ مستحکم اور نہایت استوار بنا تھا تا سقف سپہر دیوار بلند و مرتفع تھا نظم

یکے قلعہ دید گردون کمی　　گرد خیرہ گشتہ ہر آدمی
ز بالش سر چرخ کوتاہ دست　　سپہر بلند از بلندیش پست
ستد بر جہا بر کشیدہ بجاہ　　دران قلعہ ہمچون ستارہ بجاہ
فلک نقش از طاق ایوان او　　مہ و مہر و بہرام دربان او

دروازہ اُس قلعہ کا بھی کھلا تھا کوئی روکنے والا نہ تھا عمرو اندر گیا دیکھا ایوان شاہی بنا ہی تخت جواہر کار بچھا ہی گرد اگرد تخت کے کرسیان اور دنگل آراستہ ہین اور چار کرسیان قریب تخت بچھی ہین اُنپر پتلیان کاغذ کی بیٹھی ہین عمرو چپ اور آگے بڑھا اُن پتلیون نے کہا کیون ہوسکے تو یہان کیسے آیا عمرو پتلیون کو بولتے دیکھکر حیران ہوا پھر خیال کیا کہ مقام طلسم ہی کچھ ایسی بات لکا تصور نکرو اور یہان سے نکل چلو یہ سوچکر قلعے سے باہر نکلا شہر مین آکر دوکانین خالی مالک سے پاکر کچھ جواہر اُٹھا کر چاہا زنبیل مین رکھون کہ یکایک زمین شق ہوئی اُنمین چار پتلیون مین سے جو قلعہ مین تھین ایک پتلی نے زمین سے نکلکر عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا موذی کاٹتے چوٹٹے خیریت اسی مین ہی کہ جو چیز اُٹھائی ہی رکھدے عمرو نے جلدی جو اُٹھایا تھا رکھدیا پتلی نے ہاتھ چھوڑدیا اور زمین مین

سماگئی عمرو آگے چلا پھر لالچ آیا کہ افسوس یہ سب چیزین مفت جاتی ہین پھر ایک جگہ سے کچھ اسباب اُٹھایا فوراً زمین شق ہوئی عمرو سمجھا کہ پتلی آئی وہ چیزین لیکر بھاگا اور بہت دور جاکر ایک گلی مین ٹھہرا جیسے ہی پانون ٹکائے تھے کہ زمین سے پتلی نے نکل کر ہاتھ پکڑ لیا اور کھینچتی ہوئی وہین لائی جہان سے عمرو نے وہ چیز اُٹھائی تھی عمرو کا کچھ بس نہ چلا ناچار جو کچھ لیا تھا وہ سب رکھدیا پتلی غائب ہوگئی اور عمرو نے مجبوری وہان سے آگے کی راہ لی دل مین کہتا تھا کہ کل سے آج تک دو کوڑیان بھی نصیب نہین ہین کیا بدقسمتی ہو آخر لاچار اُس شہر سے باہر نکلا اور جنگل کا راستہ لیا یہان تک کہ بعد قطع منازل دریای خونخوار پر پہونچا دیکھا کہ بحر زخار ہو امواج قہار ہو نہنگان خون آشام دمبدم سر پانی سے نکالتے ہین غوطہ مارتے ہین کہ سو سو من کے پتھر آسیے کہ مرغابی در روانی نبود + گشتے مین موج آسیا سنگ از کنارش در ربود + بلکہ اشعار

آب تھا یا کہ تھا رخسار | جسکا ہر قطرہ موج تھا دہار
موج کا ہر کنارہ طوفان پر | مارے چشمک حباب تھا ان پر
گذر آب جب نہ تب دیکھا | ساحل اُسکا نہ خشک لب دیکھا

بیچ دریا پر پل بنا ہو لیکن دھوئین کا ہو تین درجے پل کے ہین اور ہر ایک درجے مین ہزار ہا برج بنے ہین پریان اور دیو جن اور شیشہ منہ سے لگائے کھڑے ہین اگر ایک برق بجے سارے طلسم کے ساکن بیہوش ہوجائین پر ناد مین بیچ کے اندر موتی جھولیون مین بھرے اُچھالتی ہین ایک درجے مین زنگی لڑ رہے ہین سر کٹ کر گرتے ہین خون زخمون کا اُنکے بہکر دریا مین جاتا ہو بجائے پانی کے خون بہتا ہو ہر چند عمرو نے کوشش کی کہ دریا کے اُس پار جاؤن کسی طرح ممکن نہوا کس لیے کہ یہ طلسم ظاہر اور باطن کے درمیان مین یہ دریا واقع ہوا ہو اور اسطرف طلسم باطن ہو بغیر حکم افراسیاب کوئی وہان نہین جاسکتا ہو ساحران نامی کے رہنے کی جگہ ہو ناچار جب عمرو نہ جاسکا دشمن ورنگ عیاری لیکر ایک گوشہ مین ٹھہر کر صورت اپنی پندرہ سولہ برس کے نوجوان کی بنائی داڑھی مونچھ کپڑے سے باندھکر اسپر رنگ ایسا لگایا کہ چہرہ بھولا بھولا بچون کی طرح کا معلوم ہونے لگا آنکھون مین سرمہ دنبالہ دار دیا ہاتھون کو حنا آلودہ کیا انگرکھا بسنتی رنگا ہوا اپنا گلبدن کا پاجامہ زیب تن کرکے گنگنا کلائی مین باندھا بھاری اودی تحریش کے پھندنے لگے ہوتی اُس مین ٹنکے پانون مین پہنکر بغل سے گلا اور زرد وزنکال کر دریا مین تنہا بیٹھکی اور گفتار دور رکھکر اِسپے ٹھہرا اتفاقاً تماشا رجا دو وہین محو سرخ چشم کی کہ یہ دونون معشوق افراسیاب

کی ہین اور بڑی زبردست ساحرہ ہین طلسم باطن مین رہتی ہین اسوقت خمار جادو کسی کام کو گئی
تھی پھری ہوئی اپنے گھر جاتی تھی جب قریب دریا کے پہونچی دیکھا ایک نوجوان کہ ہنوز سبزہ بھی اوسکے
رخسار تابان پر آغاز نہیں ہوا ہی سرو قامت سہی بالا ہی بحر حسن و جمال کا گوہر یکتا ہی ابرو ہلال
فلک مین بدر سیما ہی کہ

قطعہ

سنتے ہین کہ تھا حسن کا بانی یوسف — رکھتا تھا کہان یہ نوجوانی یوسف
سب کہنے کی ہی بات کہ یون تھا وہ ون تھا — ہرگز بھی نہ ہوگا اسکا ثانی یوسف

شست ہاتھ مین لیے کھڑا ہی خمار جادو کو بڑا تعجب ہوا کہ یہ شخص ایسا نادان ہی جو اتنا نہین جانتا کہ
دریای سحر ہی اس مین مچھلیان کہان یہان بھی شکار کھیلتا ہی لاؤ اسے سمجھاؤن او شفقت بیفایدہ
بچاؤن یہ سوچکر اپنے اژدہے پر سے اتری اور قریب عمرو کے آئی کہا میان صاحبزادے یہ کیا سودا ہی کہ
دریای سحر سے مچھلیان شکار کیا چاہتے ہو عمرو نے اسکے پکارنے سے نگاہ اٹھا کر دیکھا کہ ایک ساحرہ غیرت ماہ
مہر منیر کم سن لباس و زیور سے آراستہ مانگ مروارید سے گوندھی بال بال موتی پروئے کہ ابیات

لٹکین منہ پہ چھوٹی ہوئین سر سے بدر — کہ بدلی ہو جون مہ کے ادہر ادہر
وہ بن پونچھی ہونٹھون کی مسی غضب — کہ منہ پر تھی گویا قیامت کی شب
نقط کان مین ایک بالا پڑا — سمے تو کہ تھا مہ کے ہالا پڑا
وہ پشوازگی و نرگس کے پار — وہ کمخواب کی بند رومی ازار
بندھا سر پہ جوڑا پڑی زرد شال — کمر کی لچک اور ہٹک کی وہ چال
وہ شبنم کی انگیا بنی تنگ و چست — کنارون پہ بینا بنت کی درست
وہ اٹھتی ہوئی چین پشواز کی — وہ مسکی ہوئی چولی انداز کی
وہ مستی کا عالم وہ لوٹتے چہچہے — وہ پانون مین سونے کے دو دو کڑے

دیکھتے ہی عمرو کے منہ مین پانی بھر آیا کہ فاقے سے تجھے دو روز گذرے خدا نے شکار خوب فربہ بھیجا اس
ساحرہ کو قتل کرکے زیور و لباس اتار لو خیر کچھ قرضہ ادا ہو جائیگا یہ خیال کرکے اسکی جانب مسکرا کر دیکھا
اور پوچھا تم کیا کہتی ہو مین نے سنا نہین خمار جادو نے کہا مین یہ سمجھاتی ہون کہ یہ دریا اصلی نہین ہی
بلکہ سحر سے بنا ہی اس مین شکار ہی کرنا سراسر حماقت ہی اس رنج و تعب سے باز آؤ اور اپنے گھر جاؤ عمرو
نے کہا واہ ہم کئی مچھلیان شکار کر چکے کباب بھی لگائے اب دو ایک اور شکار کرلین تو جائین لو اسی
بھی کو کباب کھلا کر راضی کرین خمار جادو نے جب سنا کہ مچھلیان یہ شکار کر چکا بحسرت تمام

ہوئی اور کہا اے عزیز تو کہان رہتا ہے اور بی بی کا ذکر کیا کرتا ہے عمرو نے کہا ہماری شادی کل ہوئی
تھی جب ہم بی بی سے اختلاط کرنے لگے اُسنے کہا ہم دریاے خونروان کی مچھلیون کے کباب کھائینگے
تو تم سے بات کرینگے ورنہ منہہ سے نہ بولینگے یہ سنکر ہم مچھلیان پکڑنے کے لیے جاتے ہین خمار جادو اُسکی
بھولی بھولی باتین سنکر مارے ہنسی کے لوٹ گئی اور کہا او مورکھ نادان جورو تیری فاحشہ ہے جسنے
اُسنے خراب کیا ہے کہ دریاے سحر پر جاکے کچھ بے ادبی کرے تا کہ مارا جائے اور ہمین حرف آئے اُڑاؤن خبردار
اب ایسی حرکت نکرنا میرے ساتھ چل تجھے چاند کے صورت کی جورو دلا دون ایسی فحبہ عورت کو
ہاتھ اُٹھا عمرو نے یہ باتین سنکر کہا خدا ملا دے ورنہ فاحشہ تو آپ ہوگی چل اپنا کام کر میری جان اپنی
بی بی پر قربان ہے خمار جادو نے خیال کیا کہ یہ ابھی بالکل بے سمجھ معلوم ہوتا ہے اور بچہ کمسن ہے
کسی سے پھنسا نہین نوش وصل نیش فصل کا مزا چکھا نہین اسوجہ سے اپنی بی بی پر فریفتہ ہے اگر
ہوسکے تو ایسے کمسن کو اپنے پاس رکھوا اور اسکی رعنائی وزیبائی کی بہار لوٹوا یہ اسکی گفتگو سخت
کہکر دیکھو لگاوٹ کی باتین کر دیکھ یہ دل سے منصوبہ کرکے قریب عمرو کے آئی اور کہا اے رشک قمر کس دل
مین تم رہتے ہو عمرو نے کہا تمھارے دل مین رہتے ہین خمار جادو نے ہنسکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا لاؤ
ہمین بھی اُس مچھلی کے کباب جو تمنے شکار کی ہے کھلاؤ عمرو نے کہا خوب اگر ہم تمھین کباب کھلاوین تو
اپنی بی بی کے لیے کیا لیجاوین خمار جادو نے اسے گلے سے لگایا اور کہا ہم تمہاری بی بی بنین گے
عمرو نے کہا سچ کہو تم ہماری بی بی بنوگی اُسنے کہا ہان عمرو نے اُسکو لپٹ کے خوب پیار کیا اور
کہا ہمین جورو سے مطلب ہے خواہ تم ہو یا کوئی ہو چلو الگ چلکر بیٹھین اور کباب کھائین خمار جادو
کنارے دریا کے ایک درخت کے نیچے آکر بیٹھی عمرو نے چادر کمر سے کھول کر بچھائی اور اُسے بٹھایا
اور جیب سے کباب ماہی نکال کر سامنے رکھے خمار جادو نے کہا اگر شراب بھی ہوتی تو لطف تھا
عمرو نے کہا میرا گھر یہان سے قریب ہے ابھی لایا اور سحر کرکے بہت جلد آؤنگا گھر تمھین نہین لیجاتا
کسلیے کہ زوجہ میری غل مچائیگی یہ کہکر اُٹھا اور گلیم عیاری اوڑھکر غائب ہوگیا خمار جادو سمجھی کہ
بڑا ساحر ہے جب تو نظر سے پوشیدہ ہوگیا الحاصل عمرو نے ایک لمحہ کے بعد زنبیل سے گلابی شراب کی
نکال کر آغشتہ بدارو بیہوشی کی اور گلیم اُتار کر ظاہر ہوا اور سامنے خمار جادو کے شراب حاضر
کی اُسنے جام بھرا اور عمرو کو دیا عمرو نے گلے مین ہاتھ ڈال کر کہا جان جہان پہلے تم پیو اور لبون
سے جام لگا دیا خمار جادو کو اسکا اٹھلانا بہت پسند آیا اور منہہ اپنا کھول دیا عمرو نے سارا
جام حلق مین انڈیل دیا حلق کے نیچے شراب کا اُترنا تھا کہ ایک چھینک آئی اور چکر کھا کر خمار گری

بیہوش و بدہوش ہو گئی عمرو نے زیور اور لباس اُتار لیا اور اُسکے بالون مین موتی پروے تھے
عمرو نے اُسترا نکال کر سارا سر مونڈ لیا کہ اب کون ایک ایک موتی نکالے اور خنجر لیکر چاہا تھا کہ اُسے
ذبح کرے کہ یکایک دریا مین تلاطم ہوا اور نگہبان دریاے خون رواں کے دوڑے عمرو نے گلیم
اوڑھ لی اور غائب ہو گیا لیکن پاسبانان دریا خمار کو اُٹھا کر پاس افراسیاب کے لے گئے اُسنے
معشوق کا یہ حال دیکھکر افسوس کیا اور لباس پہنایا ہوشیار کیا حال پوچھا خمار جادو نے کہا ایک
شخص دریاے خون رواں پر مچھلیاں پکڑ رہا تھا مین نے منع کیا اُسنے کہا مین شکار کرکے کباب
بھی لگا چکا ہون تم بھی کباب کھاؤ مین نے تعجب کرکے ایک کباب کھایا بیہوش ہو گئی یہ سبب کہا
مگر اپنا فریفتہ ہونا نہ کہا افراسیاب نے کہا وہ عیار ہوگا اے ملکہ طلسم مین عیار آئے ہین اب تم
جہان کہین جانا کسی کے فریب مین نہ آنا ورنہ عیار قتل کر ڈالین گے یہ کہکے افراسیاب نے اور جعلسازہین مین
ساحرون کو بھیجا ہے وہ آئین تو ملکہ حیرت جادو کو مع لشکر ساحران بجنگ مہرخ روانہ کرون اور
اسد کو قتل کراؤن یہ کہکر دستک دی کہ چند طائر خوشرنگ درختان باغ سے اُڑکر پاس آئے اُسنے حکم
کیا کہ جاکر جہان اسد اور مہرخ بیٹھے ہون وہان کے درختون پہ بیٹھو اور جو کچھ وہ مشورہ کرین
وہ سب حال سنو اور مجھے آکر اطلاع دو طائر یہ حکم سُنکر اُڑے اور اسد کی طرف چلے مگر عمرو دریا
کے کنارے کنارے پھر روانہ ہوا اور راستہ پا نہ جا سکا آخر بعد کچھ عرصہ کے ایک پہاڑ کے قریب پہونچا
دیکھا کہ یہ کوہ پر فضا کہ وہ زیور سے گلگون کے مثل عروس شب اول کے آراستہ ہے دامن کوہ مانند قلب
پاکدامنون کے صدفا ہے کوسون تک زعفران کے کھیت لگے ہین گلہاے زرد سے صحرا بسنتی ہے

زردی تھلو بہ چھائی اوڑھا ہے جو بسنت	دیکھو اگر تو رنگ یہ فصل خزان ہے ہے

بلکہ سپہر نیلوفری دل کو مرے چھاتون پہ بدلون کی + عجب بہار ہے ان روز زرد پھولون کی
پہاڑ سے آبشار بہتا ہے اور کوہ کے گانا ناچ ہوتا تھا صدا اُسکی سنکر عمرو گھاٹیون کو طے کرکے
سر کوہ پر آیا یہان عجب جلسہ نظر آیا دس بیس نازنین ماہ پیکر لباس زعفرانی اور زیور طلائی پہنے
بیٹھی ہین فرش طلا کا بچھا ہے ناچ ہو رہا ہے درخت مین جھولا پڑا ہے کچھ عورتین جھولتی ہین کوئی
کھڑی پینگ بڑھا کے جھلا رہی ہین جب پینگ بڑھتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُن کافرون کا ارادہ آسمان
چھو لینے کا ہے ایک شغل طرفہ اور مست ہو رہی ہین ہر ایک پری وش غیرت حسن ہے کہ ہوا سے باتین کرتی ہے
عمرو نے انھین دیکھکر چاہا کہ کسی درخت کی آڑ مین بیٹھکر شکل اپنی تبدیل کرون اور ان مین جاکر
ملون لیکن انھون نے چھپنے نہ دیا عمرو نے پہاڑ پر قدم اپنا رکھا وہین تو غل مچایا کہ عمرو

عمرو کو کچھ بن نہ آیا اور گلیم اوڑھکر غائب ہو گیا اور خیال کیا کہ یہ مرحلے طلسم کے ہین بغیر طلسم کشا کے فتح
نہونگے ان عورتون پاس جانا بیکار ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پتلیان بانیان طلسم نے علم نیرنج سے بنائی ہین
ان سبکا حال لوح طلسم بتائیگی یہ سوچکر پہاڑ کے نیچے اُترا اور آگے کا راستہ لیا یہان تک کہ بعد قطع
منازل اُس طرف آنکلا کہ جہان دُرۂ کوہ مین اسد وغیرہ اور مہ جبین الماس پوش بیٹھے تھے
عمرو نے دیکھا کہ سامنے درۂ کوہ مین ایک ساحرہ کھڑی ہے اور اسد بیٹھا ہے اور ایک نازنین حور تمثال
پہلو مین جلوہ گر ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ درۂ کوہ نہین ہے بلکہ برج حمل مین قران شمس و قمر ہے عمرو نے
پکار کر کہا کیون اے چھوکرے خوب واسطے فتح کرنے طلسم کے تو آیا تھا کہ رنڈی بازی مین پڑ گیا
اسد نے آواز عمرو کی پہچانی نگاہ اُٹھا کر دیکھا اور عمرو کو پہچانکر اُٹھ کھڑا ہوا کہا دادا جان آئیے
واضح ہو کہ عمرو نے اسد کے باپ یعنی کرب کو اپنا بیٹا کیا ہے اس وجہ سے اسد انھین دادا کہتا
ہے غرضکہ اسد نے تسلیم کی عمرو نے گلے سے لگایا دعائے جان درازی دی اور آکر درہ مین بیٹھا
اور بے حیا تاک ہو کر ملکہ مہ جبین کو دیکھا اور کہا اے اسد یہ کس بد قطع بلّی عورت کو تو نے
ہم پہلو کیا ہے لاحول ولا قوۃ کیا تیری بھی شیت ہے ملکہ یہ کلام سنکر کھسی اور شرمندہ ہوئی اسد
نے کان مین کہا اے ملکہ یہ لالچی بہت ہین اگر انھین کچھ دو تو ابھی تمھاری تعریف کرنے لگین
انکے برا کہنے کا کچھ خیال نکرو ملکہ نے کڑے جواہر کے ہاتھ سے اُتار کر عمرو کو دیے عمرو نے کہا اے
ملکہ تیرے لائق یہ نواسا حمزہ عرب کا کب ہے تو وہ شاہزادی عالی وقار ہے کہ تیرے ہمسر ہم چشمی کو ترستے
شاہان روی زمین نہین اسد اور دلارام اور ملکہ سب عمرو کی باتون پہ ہنسنے لگے عمرو نے کہا
خدا تمھین ہنستا ہی رکھے اسد نے کہا اے ملکہ طلسم فتح ہو جائیگا دادا جان آگئے کیا غم ہے انشاء اللہ
پہلوانون کو مین مار ڈالونگا اور ساحرون کو یہ فی النار کرینگے ملکہ یہ باتین سنکر خوش ہوئی لیکن حال
سنیے کہ مہرخ چوبیس ہزار ساحر کا لشکر لیکر چلی تھی اسد کو ڈھونڈھتی ہوئی لشکر سے آگے اکیلی
بڑھ آئی اور شکیل جادو سے کہا تم لشکر لیکر عقب مین آؤ غرضکہ مہرخ بھی اُڑکر قریب اسی درۂ کوہ
کے پہونچی جہان اسد وغیرہ تھے دلارام جو پہرے پر کھڑی تھی اُسنے مہ جبین کو خبر دی کہ
نانی جان آپکی آتی ہین یہ سنتے ہی ملکہ سمجھی کہ ہم سبکو گرفتار کرنے آئی ہے کہا اب بڑا غضب ہوا اسد
نے کہا مین جاکر قتل کرتا ہون اور تلوار لیکر اُٹھا اور عمرو گلیم اوڑھکر پوشیدہ ہو گیا کہ مبادا گرفتار
نہو جاؤن تو کچھ نہو سکیگا لیکن جب اسد تلوار لیے سامنے مہرخ کے آیا اُسنے کہا کہ اے شہزادۂ
عالی تبار یہ کس لیے آپ باشمشیر برہنہ تشریف لائے ہین مین آپکی دوست ہون اور اطاعت کرونگی

آئی ہون مہ جبین کی نانی ہون میری بچی کہان ہے یہ باتین سنکر مہ جبین اٹھکر دوڑی اور شہرخ
کے قدم پر گری اُسنے سر اسکا سینے سے لگایا اور کہا اے فرزند دیکھیے انجام ہمارا اور تمھارا کیا ہو افراسیاب
بڑا زبردست ہے مین بگڑ کے چلی تو آئی ہون لیکن مقابلہ شہنشاہ سے نہین کر سکتی وہ چاہے گا تو
ایک آن مین ہم سبکو برباد کر دیگا اسد نے کہا اے ملکہ وہ کیا گیدی ہے جو برباد کر دیگا خدا ہمارا حافظ
و نگہبان ہے تم باطمینان تمام یہان بیٹھو ہم جانبازی اور سرفروشی کو حاضر ہین اگر تم ہماری شریک
ہوئی ہو تو خدا کی رحمت پر تکیہ اور بھروسا کرو شہرخ نے کہا یہ سب جو تمنے کہا سچ ہے مگر ظاہر بھی تو کچھ
دیکھا جاتا ہے اسد بولا کہ ریش تراشندۂ منکران و سر برندۂ جادوگران یہان تشریف لائے ہین
ایکدن افراسیاب کو بھی مثل سگ نجس کے مار ڈالین گے شہرخ نے کہا سبکو دیکھا ہے افراسیاب
ایسا زبردست ہے کہ کوئی مقابلہ نہین کر سکتا لیکن مین جو آئی ہون تو کیا اب پھر تھوڑی جاونگی جہانتک
جان رہیگی مقابلہ کرونگی اُسوقت دلارام نے کچھ فرش بچھایا سب بیٹھے لیکن عمرو پر ظاہر
ہوا کہ شاید یہ باتین اُسکی ازراہ مکاری ہون اور چاہتی ہے کہ جب سب جمع ہو لین اوس وقت
گرفتار کرون غرض جب سب بیٹھے پھر شہرخ نے کہا اے شاہزادے مین نے نجوم مین دیکھا ہے کہ تو
قاتل بادشاہ طلسم ہے اُسوقت صفت اور شوکت افراسیاب بیان کرکے تیری شجاعت کا امتحان
کرتی تھی بارے الحمد للہ کہ تو قوی دل اور مرد مردانہ و شیر بیشۂ جلادت ہے ع این کار از تو آید
و مردان چنین کنند ۔ الحاصل یہ آپس مین سب بیٹھے گرم سخن تھے کہ فرستادگان افراسیاب
مین سے راہدار جادو آکر پہونچا اور شہرخ کو بیٹھے دیکھکر للکارا کہ باش اے نمک حرام مثل مشہور ہے
کہ دریا مین رہنا اور مگر سے بیر شہنشاہ سے بگڑ کر کہان جائیگی شہرخ نے اس ساحر کو آتے دیکھکر
اپنے تھیلے سے سحر کا گولا فولادی نکالا اور سحر پڑھکر مارا کہ وہ گولا قریب راہدار کے جاکر پھٹا
اور اُس مین سے ہزارہا پرکالۂ آتش کے مثل تیر شہاب کے نکلے اور راہدار پر چلے اسکے پاس
خاک قبر جمشید تھی ایک مٹھی خاک اُسنے اڑائی وہ پرکالۂ آتش کے دفع ہوئے اور پیش قدمی کرکے
دوسری چٹکی خاک کی شہرخ اور دلارام پر ڈالی کہ یہ دونون بیہوش ہوگئین اُسوقت اسد نے
اٹھکر تلوار ماری راہدار نے سحر پڑھکر جو پھونکا اسد بھی بیحس و حرکت ہوگیا اسنے مع مہ جبین
سبکی مشکین باندھ لین اور لیکر چلا عمرو نے جو یہ ماجرا دیکھا گلیم اتار کر ظاہر ہوا اور گلہ فلاخن مین
پتھر سا پانچ سیر کا بلور مین ہشت پہل تراشا ہوا رکھکر پکارا کہ اے راہدار جادو ذرا ٹھہر نا راہدار
آواز سنکر ٹھہرا اتنے عرصہ مین نشانہ عمرو کا بندھ گیا ایسا تاک کے پتھر مارا کہ کاسۂ سر ترش کر دو

جا کر گرا صدا ہای عجیب پیدا ہوئیں اور صرصر ہوشیار ہوئی دیکھا آندھیاں اُٹھ رہی ہیں شور بگیر بگیر کا
بلند ہے یہ دیکھ کر اُسنے سحر کیا کہ وہ آفت اسی وقت فرو ہوئی اور لاش راہدار جادو کی پڑی دیکھی اور ایک
عجیب الخلقت انسان یعنی عمرو کو کھڑا دیکھا از بسکہ عمرو کو پہچانتی نہ تھی چاہا کہ سحر کر کے گرفتار
کر لوں یہ بھی کوئی ساحر ہے عمرو اُسکے ارادے پر مطلع ہوا اور فوراً حباب بیہوشی مارا کہ وہ منہ پر گر کر
پھٹا اور بیہوشی آمیز پانی ناک میں صرصر کے گیا کہ بیہوش ہو گئی اور عمرو گلیم اوڑھ کر چھپ گیا
لیکن دلارام اور اسد وغیرہ کہ سب رہا ہو چکے تھے اُنہوں نے صرصر کو پھر ہوشیار کیا اُسنے پوچھا
کہ یہ کیا ماجرا ہے اسد نے کہا دادا جان نے راہدار کو مار کر ہم آپکو چھڑایا اور آپ نے اُنہیں گرفتار
کرنا چاہا انہوں نے پھر آپکو بیہوش کر دیا اور یہاں سے چلے گئے صرصر نے کہا پھر انکو بلا دو اسد نے
کہا آپ ہی بلائیے اُسنے باواز بلند کہا اے شہنشاہ عیاران میں آپکی بہت مشتاق ہوں صورت مبارک
اپنی دکھائیے کیا میں قابل ملاقات نہیں ہوں جو مجھے آپ دیکھ کر چھپ جاتے ہیں عمرو نے کہا
رونمائی چاہیے اگر کچھ منہ دکھائی دو تو صورت دکھائیں اسد اور سب ہنسنے لگے اور صرصر نے
زیور اپنا اُتار کر رکھا اور کہا لیجیے رونمائی حاضر ہے عمرو ورد پہ دیکھکر ظاہر ہوا اور وہ زیور لیکر داخل
زنبیل کیا صرصر نے جو صورت عمرو کی دیکھی جیسی کہ سابق میں ذکر کی گئی نہایت حقیر پائی سمجھی کہ
یہ کیا کسی سے مقابلہ کریگا خواجہ نے اُسکی نگاہ پہچانی کہ سمجھے بنظر حقارت دیکھتی ہو کہا تم جانتی ہو
کہ یہ دبلا پتلا آدمی کیا کر سکے گا کسی سے کیونکر لڑیگا صرصر نے کہا تو بڑا فہیم ہے کہ جو میرے دل میں آیا
وہ پہچان گیا عمرو نے کہا میں پیشانی پر جو شکن پڑتی ہے اُسکی سطر پڑھتا ہوں جو کسی آدمی
کے دل میں آئے وہ بتلا دیتا ہوں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ دوسرا ساحر فرستادہ افراسیاب
فولاد جادو نام آ پہونچا اور ان سب کو بیٹھے دیکھ کر دور ہی سے ڈانٹا کہ خبردار اے باغبان میں
آ پہونچا اب کہاں بچکر جاؤ گے عمرو نے اُسے دیکھ کر کہا اے صرصر تم بڑی ساحرہ ہو دیکھیں اس سے
کیونکر لڑتی ہو اُسنے کہا اے عمرو پہلی بار تو میں بیہوش ہو گئی تھی میں نے نہیں دیکھا کہ تم نے
کیونکر راہدار جادو کو مارا اسوقت دیکھوں کہ اِسے کیونکر قتل کرتے ہو عمرو نے کہا مثل سگ
نجس کے ایسے مارے ڈالتا ہوں یہ کہکر بصورت اصل جسطرح بیٹھا تھا اُسی طرح اُٹھ کر سامنے فولاد
جادو کے آیا اور للکارا کہ او بچہ کیا بکتا ہے اور جھک مارتا ہے ادھر آ کہ تو میرا شکار ہے فولاد جادو
نے ایک ناریل جھولی سے نکال کر سحر پڑھنا شروع کیا عمرو نے بھی ایک ترنج نکالا اور کچھ بدبدانے
لگا فولاد سمجھا کہ یہ بھی ساحر زبردست معلوم ہوتا ہے غرضکہ عمرو نے کہا اپنا لائق تو پہلے کر پھر دیکھ

لڑنے آیا پس پشت تیرے اور ایک جادوگر آتا ہے فولاد نے یہ سنکر پیچھے پھر کے دیکھا عمرو نے اتنی دیر میں
جست کر کے اُسکے قریب اپنے تئین پہونچایا اور جب اُسنے اُدھر دیکھا کہ کوئی بھی نہین عمرو چھپا ہوا ہے دم
دیتا ہے پس عمرو کی طرف پھرا عمرو نے حباب بیہوشی منہ پر مار کر پھینکا آئی اور چکر کھا کے گرنے لگا
عمرو نے گرتے گرتے اُسکے خنجر مارا کہ سر کٹ کے دور گرا شور و غل قیامت آسا بلند ہوا اندھیرا ہو گیا عمرو
نے سحر پڑھکر دینا سادی کہ وہ سیاہی موقوف ہوئی عمرو کو دیکھا کہ تسبیح لیے الگ کھڑے یا حفیظ یا حفیظ
پڑھ رہے ہین کہ خداوند ابچانا مجکو مہرخ پاس آئی اور کہا ای شہنشاہ عیاران سبحان اللہ کیا کنا اکتنا
جلد اسکو آپ نے جہنم واصل کیا مین آپکی کنیز ہون آئیے بیٹھیے یہ کلام ہو رہے تھے کہ سامنے سے گرد اڑی
اور نقارون کے بجنے کی صدا آئی دیکھا تو آگے آگے نقارچی زری پوش بادلہ کی پوشاک پہنے دمامے
شتری اور فیل بجاتے جنکی صدا سے کوہ و دشت تھراتے پیدا ہوے اور ساحرون کی سواریان ظاہر ہوئین
اژدہون پر کاڑھے کھینچے منہ سے اُنکے شعلہ آگ کے نکلتے ساحر نرد سے صورتین مہیب بنائے اسباب سحر
کرتکا لیے نمودار ہوے اور ایکبار اُس دشت مین آگ اور پتھر برسنے لگے اور ایک مہنس پر کہ جسکا جسم مشعل
آگ کے روشن اور چمکتا تھا شکیل جادو بیٹا مہرخ کا اُسپر سوار اور چالیس ہزار ساحر پرا باندھے اور
آتش کے جانورون پر مثل طاؤس آتشین اور فیل آتشین وغیرہ پر بیٹھے چلے آتے ہین اور ماہ جادو
مادر مہرخ تخت پر سوار اژدہے تخت اُٹھائے لیکر آتے لشکر جو بیس ہزار کا پرے کر کے آیا خیمے
اور بارگاہین جملہ سامان حرب و ضرب شکیل اپنے ہمراہ لایا وہ اسکی سواری کا اُسوقت جلوس تھا
کہ شہزادہ اسد دیکھکر فرمانے لگا کہ یہ معلوم ہوتا ہے جیسے لشکر امیر کا کوئی سردار آتا ہے کہ قطعہ

غرض تھا سواری کا ایسا ہجوم — ہوا جبکہ ڈنکا پڑی ایک دھوم
برابر برابر کھڑے تھے سوار — ہزارون ہی تھی ہاتھیون کی قطار
سنہری روپہلی وہ عماریان — شب و روز کی سی طرح واریان
وہ ماہی مراتب وہ تخت روان — وہ نوبت کا دولہا کے جیسے سمان
سوار و پیادے صغیر و کبیر — جلو مین شاہی امیر و وزیر
سجے اور سجائے سبھی خاص و عام — لباس زری مین ملبس تمام
طرق کے طرق اور پرے کے پرے — کچھ ادھر اور ادھر اس سرے اس سرے
چلی پایۂ تخت کے ہو فتہ پیا — بدستور شاہانہ تھی جسد پیا

مہرخ نے کہا ای شہزادہ اسد آپکا غلام شکیل جادو میرا فرزند آتا ہے حضور دست مرحمت اُسکے

سر پر رکھیں اور تسکین دیں اس عرصہ میں شکیل شاہزادے کو اور اپنی ماں کو سامنے کھڑا دیکھ کر ہنس کے
اتر کے حاضر خدمت ہوا اور اسد اور عمرو کو تسلیم کی اسد نے بغلگیر کیا عمرو نے تسکین دی طرح طرح سے
حکم کیا کہ لشکر اسی جگہ اترے بحکم بادشاہ اسی وقت بیلدار نکلے اور جنگل کی جھاڑیاں جھنڈیاں کاٹ کر
میدان کو صاف کرنے لگے سطح صحرا کو شفاف صورت آئینہ کر دیا خیام ذوی الاحترام نصب ہونے
لگے رن گڑھ بننے لگا دمدمے تیار ہوئے کہیں نقب لگائی کسی جا سرنگ کا ڈھنگ کیا کہیں مورچہ
کشادہ بنایا کہیں تنگ کیا جنگی سامان درست ہو گیا بیچ لشکر میں خیمہ آسمان [illegible]
نصب ہوئی جھنڈیوں اور گنج کے جھنڈے گڑ گئے چوپڑ کا بازار سجایا گیا دکانوں کے شامیانے اور سائبان تن گئے
خیام شاہی کے روبرو اردوئے معلی کا طور مقرر ہوا اسکے پیچھے [illegible] استادہ ہوئیں
لشکر ابر حبشی محل کی زنانی بارگاہ علیحدہ استادہ ہوئی دروازے مقرر کیے سردار رن اور شاہ کے
جلوس کے لیے وسط لشکر کی بارگاہ سنہری اس میں تخت طاؤسی مقام صدر میں آراستہ ہوا چاروں
طرف دنگل اور کرسیاں بچھ گئیں سامان راحت جلد درست ہوا کسی طرف بازار رچا یا بنایا کہیں
آبدار خانہ مقرر کیا ایک سمت باورچی خانہ سجا گیا لشکر میں بازار میں کھل گئیں [illegible] بارگاہ میں
داخل ہوئی اور اسد سے عرض کیا کہ بسم اللہ تخت سلطنت حاضر ہے جلوس کیجیے شاہزادے نے کہا
مجھے دعوی سلطنت کا نہیں ہے اور اسد سے کہا کہ بادشاہ لشکر اسلام کا ہوں دعوی سپہ گری کا
رکھتا ہوں یہ بادشاہت شہنشاہ لشکر اسلام کی ہے اسکی حکومت ملکہ مہ جبین کو ملی اور چند سینے
زرین تحفہ جات انواع و اقسام کے خدمت شاہ اسلام میں بطور خراج ہر سال بھیجا کریگی یہ کہکر عمرو
سے کہا کہ آپ نجوم میں ساعت سعید بتلائیے کہ ملکہ کا جلوس ہو سلطنت اور رنگ شاہی پر ہو عمرو اور
عمر خسرو کہ دونوں بے بدل علم سماوی جانتے ہیں زمان عشرت اقتران اور آوان سعادت توامان
میں ملکہ مہ جبین کا ہاتھ پکڑ کر تخت سلطنت طلسم پر جلوہ گر کیا تاج شاہی سر پر رکھا اسد اور عمرو
وغیرہ اور سب امرا و نے نذریں دیں صدائے مبارکباد بلند ہوئی رقاصان زہرہ جبین ذی تمکین
مہر تمکین حاضر ہوئیں تھاپ طبلے پر پڑی ناچ ہونے لگا ساقیان حور پیکر جام و صراحی بادہ گلرنگ لیکر
آئے اہل انجمن کو ساغر عشرت دینے لگے صدائے نوشا نوش بلند ہوئی اور ہر طرف میکشوں کی
زبان پر جاری تھا کہ اے ساقی خوش ادا اسد تیرا دور رہے عیش و نشاط کا یہی طور رہے بیت

بشنو از و حکایت جمشید و کیقباد	پر کن زبادہ جام دو مادم بگوش ہوش

عہدوں کے خلعت بخشے ملکہ نے عمرو کو وزارت کا خلعت عطا کیا اور اسد کو مصاحب خاص بادشاہ کیا

اسد نے لشکر کی سپہ سالاری اختیار کی عمرو کو شیران سلطنت مین داخل کیا اور یہ رتبہ دیا کہ جو
خواجہ بشنودہ دین اُسے بادشاہ و لشکر ضرور منظور کرے اور خواجہ عمرو کے حکم سے گردن تابی نکرے اور اگر
خواجہ بادشاہ سے ناراض ہون تو اُسے سلطنت سے معزول کر دین غرضکہ کچہری وزارت کی مقرر ہوئی
مہرخ آکر بیٹھی انتظام ہونے لگا پہلے جو خزانہ اپنی فوج کے ہمراہ لائی تھی اُسے منگوا کر میر بخشی کے حوالہ کیا
اور حکم دیا کہ ڈھنڈھورا پیٹو اور قریب قریب جو اس جنگل کے گانون قصبہ واقع ہوئے ہین وہان جا کر منادی
ندا کرے کہ جس کسی کو نوکری کرنا ہو وہ آئے اور ملازمت کرے اور فوج ساحران و غیر ساحران یعنی
سپاہی و پہلوان وغیرہ بھرتی کیے جائین لازم ہے یہ ارشاد سنکر ملازم بہ تعمیل حکم روانہ ہوئے
دہل زنی شروع ہوئی لوگ آنے لگے وزیر اعظم کو نذر دیکر عہدے پانے لگے کسی کو کمیدانی کی خلعت
ملا کوئی رسالہ دار مقرر ہوا اُسوقت عیار جو الگ الگ عمرو سے چلے آتے ہین اُنہین سے ضرغام
شیر دل اور برق قران اور جانسوز قریب اُس صحرا کے پہونچے اور آواز ڈھنڈھورے کی سنکر
ساحرون کی صورت بنا کر لشکر مین آئے حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ عمرو اور اسد کا لشکر ہے اور
انکی جانب سے فوج بھرتی ہوتی ہے یہ عیار بھی نذر لیکر بارگاہ مین آئے وزیر اعظم مہرخ کو نذر دی اُسنے
پوچھا تم کون ہو عیارون نے کہا شہر عجائب کے رہنے والے ہین جادو جانتے ہین نوکری کرنے آئے
ہین وزیر نے پوچھا کیا تنخواہ لوگے کہا ہزار ہزار روپیہ ماہواری وزیر نے کہا اچھا تمہارا سحر دیکھین کہ
کیسے ساحر ہو عیار بولے کہ بہت خوب اور برق قران نے ایک ناریل جھولی سے نکال کر سب کے دکھانے کو
کچھ افسون پڑھا اور مہرخ کے منھ پر مارا ہر چند اُسنے دستک دی اور رد سحر کا کیا مگر وہ ناریل منھ پر پڑکے
پھٹا اور دھوان اُس مین سے نکلا کہ مہرخ بیہوش ہو گئی حاضران دربار ساحر جتنے تھے اُنھون نے
سحر پڑھکے چاہا ہوش مین لائین وہ تو بیہوشی سے بیہوش تھی کسی طرح سے ہوشیار نہوئی سب نے کہا یہ بڑے
زبردست ساحر ہین کہ انکا سحر رد کسی سے نہین ہو سکتا اور عیارون سے کہا کہ بس امتحان ہو چکا آپ
سحر اپنا اُتار لیجیے برق قران نے تھوڑا پانی منگا کر کچھ رد سحر پڑھا اور مہرخ کے منھ پر چھینٹا دیا وہ فوراً
ہوشیار ہو گئی عیارون نے کہا آپ نے ہمارا سحر دیکھا اُسنے کہا ہان بڑا زبردست سحر ہے اچھا ہزار ہزار
روپیہ کی تنخواہ ہر ایک کی مہینے مقرر کی عیارون نے کہا ایک شرط یہ بھی ہے کہ ہم ایک مہینے کی تنخواہ
پیشگی لینگے اور عمرو عیار کے برابر بارگاہ مین بیٹھین گے مہرخ نے ایک مہینے کی تنخواہ پیشگی منگوا دی
اور کہا خواجہ کے برابر بیٹھنے کے لیے چاہو مین اُنسے اجازت دلا دون اور انھین لیکر پاس عمرو کے اندر
بارگاہ سلطانی کے آئی عیارون نے دیکھا کہ تخت شاہی آراستہ ہے چارون گوشون پر تخت کے طائوسان

زمردین بال جواہر کے کھڑے ہین اور دیتین انکی بلند اور کشادہ ہو کر سر بادشاہ پر چتر ہو گئی ہین شہ نشین
الماس پوش پڑے گرد فرسے جلوہ گر ہے تاج لعل و یاقوت کا سر پر ہے قبائے قلمکار جواہر دوز پہنے ہے
چار قب شہنشاہی در بر ہے پٹکا بیش بہا کمر سے بندھا ہے ہار نولکھا گلے مین پڑا ہے دلارام سر پر مورچھل
بال ہما کا لیے مگس رانی کر رہی ہے سامنے دست ادب باندھے ہزارہا ساحر کھڑے ہین شاہزادہ اسد و نگی تو
قریب تخت بیٹھے ہین خواجہ عمرو کرسی جواہر نگار ہین عیارون نے وہ تینون توڑے جو تنخواہ مین لیے
تھے خواجہ کو نذر دیے عمرو نے انکو عیار ہونے ہی کہا تھا کہ میرے ساتھ کے عیار ہین اٹھکر ہر ایک کو گلے
لگایا صرصر نے حیران ہو کر پوچھا کہ خواجہ آپ انھین کیا جانتے ہین عمرو نے کہا اے ملکہ یہ عیاران لشکر
اسلام ہین اور جانسوز و ضرغام و قران انکے نام ہین انہین قران میرا شاگرد رشید نظر
کردہ شاہ مردان اسد اللہ الغالب علیہ السلام ہے ہر جگہ اگر قید اعدا سے مجھے چھڑاتا ہے اور کبھی گرفتار
نہین ہوتا ہے اور ایک شاگرد میرا اور برق فرنگی طلسم مین آیا ہے نہین معلوم کہان ہے یقین ہے
کہ عنقریب ملے الغرض صرصر عیارون سے ملی اور بہت خوش ہوئی اور قریب بارگاہ شاہی چار خیمے
بلند استادہ کرائے پلنگ اور فرش مع کرسی و تھال اور جملہ سامان راحت و آرام انمین موجود کردیے
اور عیارون سے کہا خیمون مین چلکر آرام فرمائیے قران نے کہا مین کبھی خیمہ مین نہین رہتا پہاڑ
کے درے اور غار میرے خیمے ہین مین نظر کردہ شیر خدا ہون ہمیشہ صحرا مین رہتا ہون یہ کہکر نہایت
تپاک کر صحبت کی کہ ہمراہ بارگاہ پھاند گیا اور جنگل کا راستہ لیا وہ دو عیار جو باقی رہے انسے عمرو نے
کہا کہ تم خیمون مین فروکش ہو اور لشکر کی حفاظت کرو اور اندر خیمہ کے اسطرح رہنا کہ اگر کوئی تمھین
کرے تو تمہارے عیارون نے کہا بہت خوب اور خیمون مین آکر پوشیدہ ہو منہ ہاتھ دھو یا کمال سیر ہو کے
آسودہ ہو کے کھانے کی قسم سے جو کچھ انمین موجود تھا مین نوش کر کے دربار مین آکر ناچ دیکھنے لگے لیکن
حال برق فرنگی کا سنیے کہ یہ بھی صحرا نورد طلسم ہوا تھا اور سیر کرتا ہوا سب عیارون کی خبر لیتا ہوا
چلا آتا تھا کہ ایک مقام بلند پر سے کھڑے ہو کر جو دیکھا تو صحرا مین لشکر کثیر اترا نظر آیا برق ساحر
بنکر لشکر کے اندر آیا حال پوچھا ایک آدمی نے کہا یہ لشکر اسد و عمرو کا ہے اور سارا حال بیان کیا
برق نے دل سے تجویز کیا کہ اب استاد اور سب کی تو آسایش ایک جگہ مقیم ہین تو چلکر کوئی کار
نمایان کرے اسکے بعد لشکر مین چلا آنا یہ تصور کر کے صحرا مین چلا گیا اور ہر طرف صید مطلب کا جویا ہوا
یہانتک کہ ایک جگہ کنوان نخیبہ جنگل مین بنا دیکھا اور گذرگاہ خلایق اس مقام کو پایا جی مین
آئی برق یہ کنوان ایسی جگہ واقع ہوا ہے کہ ضرور ساکنان طلسم مسافر وغیرہ ادھر سے گذرتے ہونگے

اور پانی پیتے ہونگے بس ایسا سوچکر برہمن کی صورت آپ بنا زنار گلے میں ڈالا قشقہ ماتھے پر دیا دھوتی
زانو تک کی باندھکر ڈول اور رسی لیکر کنوئیں کے چبوترے پر بیٹھا تھوڑے عرصے کے پچاس ساحر ایک
ملک کے مالک طلسم سے لاکھ روپے خراج کے لیے پاس افراسیاب کے جاتے تھے کنوئیں پاس آکر
ٹھہرے اور برہمن سے کہا ہمیں پانی بھر کر پلا دے برہمن نے پانی پلایا اور کہا میرے پاس ستو بھی
ہیں تمہارا جی چاہے تو بہت سستے دام کے ہیں ساحروں نے کہا کتنے سیر ہیں برہمن نے کہا چار سیر
اُن سب نے لالچ میں آکر مول لیا اور تھیلیاں اپنی نکال کر نمک سے گھول کے کھانے لگے کھاتے ہی بیہوش
ہو گئے برق نے سب کے سر کاٹ ڈالے ایک شور برپا ہوا بعد تھوڑی دیر کے وہ آفت دور ہوئی برق نے
دہ لاکھ روپے ایک درخت کے نیچے خنجر سے گڑھا کھود کر دفن کر دیئے اور وہاں سے پاس عمرو کے چلا
اور لشکر میں ساحر کی صورت بنکر داخل ہوا اور دربارگاہ میں آکر پیادوں سے کہا کہ ہماری خبر شہنشاہ
عیاران سے کر دو کہ جان نثار حاضر ہوا ہے وہ پیادوں نے جا کر عمرو سے عرض کیا عمرو حیران ہوا کہ یہ
کون آیا غرض حکم دیا کہ بارگاہ میں آنے دو ملازم برق کو سامنے لائے برق نے اسی سامان دربار دیکھا
بہت خوش ہوا اسد اور مہ جبین اور عمرو کو سلام کیا اور ایک رقعہ ہاتھ میں لیکر عمرو کو نذر دیا
اُس رقعہ کو عمرو نے لیکر پڑھا لکھا تھا کہ لاکھ روپیہ میں نے آپکی نذر کے فلاں مقام پر درخت کے
نیچے دفن کر آیا ہوں چلکر وصول کیجیے عمرو نے پڑھ کر بنگاہ غور برق کو دیکھا اور پہچان کر گلے لگایا
اور کہا اے ملکہ مہرخ اسی عیار کا ذکر میں کرتا تھا یہی برق فرنگی ہے الغرض اسکے لیے بھی خیمہ
نہایت عمدہ اور اسباب راحت مقرر کیا کہ یہ خیمے میں آیا اور غسل کیا رنج راہ سے آسودہ ہوا کھانا
تناول کیا اور سو رہا لیکن عمرو بارگاہ سے نکل کر موجب نشان بتلانے برق کے اس کنوئیں کے
متصل پہونچا اور درخت کے نیچے سے لاکھ روپیہ کھود کر داخل زنبیل کیا اور دل سے کہا ایک اس
بیچارے شاگرد نے ہماری پریشانی کا خیال کیا ورنہ اور سب تو بالکل نالائق ہیں یہ باتیں دل
سے کرتا ہوا پھر لشکر میں آیا اور بآرام تمام مسکن گزین ہوا لیکن اس عرصہ میں وہ طائر خوشرنگ
جو افراسیاب نے واسطے خبر گیری اسد اور مہرخ مقرر کیے تھے وہ اس جنگل کے درختوں پر
بیٹھے یہ سب ماجرا یعنی آنا مہرخ کا اور مارے جانا راہدار اور فولاد کا پھر جمعیت لشکر ہونا آپس کا
تا کہ فوج بھرتی کرنے کے لیے منادی کا ندا کرنا دیکھ کر پاس افراسیاب کے آکر اور جملہ کیفیت بیان
کی افراسیاب کو غصہ آیا اور اسی وقت ایک نامہ ملکہ حیرت اپنی زوجہ کو لکھا بعد دیکھنے نامہ
کے اے ملکہ شہنشاہ ہوشربا ان سے تم بہت پاس آ جو کچھ مشورہ کرنا ہو یہ نامہ ایک چیلے کو دیا اسنے

حیرت پاس پہونچا یا وہ تخت جوہر پر سوار ہو کر مع کنیزوں و انیسوں جلیسوں کے پاس افراسیاب
کے آئی اُسنے کہا اے شاہ حیرت تمنے اُس نمکحرام ماہرخ کو دیکھا کہ جمعیت کی ہے اور فوج نوکر رکھتی ہے
طلسم کشا کی شریک ہوئی ہے اے بانیان خود اگر دریائے خون رواں کی ایک پری کو حکم دوں اور
ایک بول اگر بجاوے تو ساری خلقت بیہوش ہو جائے مجھے ہنسی آتی ہے بی ماہرخ اور مجھسے مقابلہ حیرت
نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ میں ماہرخ کو بلوا کر سمجھاتی ہوں اُسکی کیا مجال ہے جو آپسے لڑے افراسیاب
نے کہا اچھا بلواؤ اور سمجھاؤ تمہاری عزیز بھی ہے اور اسی باعث سے میں بھی تامل کرتا ہوں ورنہ دوسرے
اپنی پرورش اور اُسکے ملازم ہونیکا خیال ہے اور بانیان طلسم لکھ گئے ہیں کہ بادشاہ طلسم سے ایک
زمانہ ایسا ہوگا کہ رعیت اور ملازم اُسکے منحرف ہو کر آمادہ جدال و قتال ہونگے اُسوقت شاہ طلسم کو چاہیے
لطف و مدارا کرے اور جنگ نکرے در حالت رزم و پیکار آثار ادبار شاہ طلسم پر اے حیرت قسم ہے
سامری کی اگر یہ امور مانع حرب و ضرب نہوتے تو ایک چشم زدن میں مانند حرف غلط کے ان باغیوں
کا نقش ہستی مٹا دیتا حیرت نے عرض کیا اس میں کیا شک ہے مگر غافل اس سے ہے کہ بموجب بیت
کہ پشہ چو پر شد بزند پیل را + با ہمہ تندی و صلابت کہ اوست + الحاصل اُسنے ایک نامہ ماہرخ
کو لکھا کہ اے ملکہ تمہیں مناسب ہے کہ جسکا نمک تمام عمر کھایا اور جسکے سایہ عاطفت میں تمام عمر پلی ہو اگر
ساتھ آمادہ رزم و پیکار ہو لہذا از راہ پرورش مالکانہ و مرحمت خسروانہ تمہیں اطلاع دیجاتی ہے
کہ بمجرد دیکھنے منشور گرامی کے کمر خدمتگاری باندھکر میرے پاس مثل کنیزوں حلقہ بگوش کے اپنے تمہیں
پہونچاؤ تاکہ خطا تمہاری شاہ طلسم سے اجازت لیکر معاف کروں در صورت انحراف ورزی بادشاہ
طلسم کا تو بڑا مرتبہ ہے میں ایک کنیز ناچیز اُسکی اس طرح تمہیں ہلاک کرونگی کہ جس طرح مور ضعیف
کو مار ڈالتے ہیں اگر اپنا بھلا چاہتی ہو تو تھوڑے لکھنے کو بہت جانکر فوراً تعمیل حکم کرنا کہ اگر صلح
خواہی نخواہیم جنگ + اگر جنگ جوئی نیاید درنگ + نامہ تمام والسلام ایک طائر کو دیا کہ جاکر ماہرخ کو
پہونچا دے اور جواب لادے وہ طائر نامہ منقار میں لیے بارگاہ ماہرخ میں آیا اور آغوش میں اُسکے
بیٹھ گیا ماہرخ نے نامہ منقار سے لیکر پوچھا کہ اے طائر تجھے کسنے بھیجا ہے طائر نے کہا ملکہ حیرت جادو نے
ماہرخ نے نامہ پڑھا بر وقت آگاہ ہونے مضمون مندرجہ رنگت چہرے کی متغیر ہوگئی اور مارے خوف کے
کانپنے لگی عمرو نے جو یہ حال دیکھا نامہ آپ اُسکے ہاتھ سے لیکر پڑھا اور نامہ کو مارے غصہ کے چاک کر ڈالا
اور جواب اُسکا ایک تختہ کاغذ پر اس طرح لکھا کہ حمد و نعت سے ابتدا کی ظاہر ہو کہ یہ قصہ پہلے جناب رسول
کے گذرا ہے مگر چونکہ پیغمبر خدا جناب پیغمبر کی وہی تھی تو ہم وغیرہ اعتقاد رکھتے ہیں لہذا لکھا نظم

خداوندی کہ لطفش بقیاس ست | ز قہرش ہر دو عالم در ہراس ست
محمد آنکہ چون نورش علم زد | قلم بر صفحۂ ہستی رقم زد
ز لطفش روضۂ رضوان گلستان | ز قہرش آتش دوزخ فروزان
علی شیر خدا دست محمد | منم ایجا دراگو گرد احمد

پس از حمد و نعت بدان و آگاہ باش ای ملکۂ حیرت و افراسیاب ستم پیشہ تراشندۂ ساحران و سر بُریدۂ جادوگران میری ہی خنجر جان ستان نے قامہ جادو جو پوتی سامری کی تھی اسکی گردن کاٹی اور مین نے ہی ساحر شمش کی جو دریا مین مسکن گزین تھا اور ساحران روزگار کا استاد کہلاتا تھا جان لی ہین وہ ہون کہ خداوند دم خبیثہ کو جسنے جہنم واصل کیا کشمیر کا شغر وام الجبال کے ساحران نامی کو مار عنقطلی آباد مین ایک بن زردہشت کا سر اُتارا غرض کس کس کا نام لون کہ جسے مین نے مارا ہی بلکہ شاہان روی زمین کو کہ جنکا کلہ گوشہ تا بفرقدان پہونچا تھا تخت سے اُتار کر تختہ تابوت پہ سُلایا ہی نظم

آن منم بادشاہ عیاران | کہ ستانم باج از شاہان
بر زبان کسان چو مہر مبین | نام من روشن ست دان تو یقین
ہر زمان صورت دگر دارم | از ضمیر کسان خبر دارم
از قدم آتشین عالم سوز | گر کنم عزم بوی اول روز
ہمرہی من نگر دگاہ نسیم | کہ ببند بار نسیم و برگردیم
نالۂ جان ز مکر ہر کہ شنود | در رہا اندم وداع عمر نمود
می کنم نقل از خبر مردہ | بادہا از اجل گرد بدیدہ
با وجود حقارت تن من | نتوان بود غافل از فن من
ہر کس از من گرفت حبہ نیافت | کرد قطع امید خود ز حیات
آفت روزگار مرد و زنم | ملک الموت وقت خویشتنم

لایق و لازم یہ ہی کہ ملکہ تصویر جادو و اور شاہزادہ بدیع الزمان کو اپنے ہمراہ لیکر آستان عالیجاہ ملکہ مہ جبین الماس پوش پر تم دونون حاضر ہوکر فی الحال ملکہ موصوف بادشاہ طلسم سے خطا تمھاری صاحبقران سے معاف کرا دیگی اور در صورت انکار اس تحریر کے اگر ناک تمھاری کٹوا کر گدھے پر روسیاہ کرکے نہ چڑھایا اور تشہیر نہ کرایا تو نام اپنا عمرو نہ پایا ہوگا یہ مضمون لکھ کر طائر کے حوالہ کیا اور زبانی بھی کہدیا کہ اُس غیبانی چڈ حیرت سے کہدینا کہ بالزادی اب عنقریب تیرا سر مونڈونگا تو تجھکو کہین بھروسہ ہے

جو کچھ تجھسے ہوسکے قصور و کوتاہی نکر خدا مالک ہی یہ کہکر طائر کو رخصت کیا وہ اُڑتا ہوا پاس حیرت کے
آیا اور نامہ دیا اور زبانی پیام عمرو کا عرض بحیرت کہا کہ مہرخ تو ای ملکہ نامہ پڑھکر کانپنے لگی تھی مگر ایک
دُبلا سوکھا آدمی بیٹھا تھا اُسنے نامہ کو آپکے چاک کر ڈالا اور جواب نامہ لکھا اور بہت کچھ بُرا آپ کو کہا
حیرت یہ ماجرا سنکر نامہ لیے افراسیاب کے پاس آئی اور کہا ای شہنشاہ آپ سچ فرماتے تھے کہ یہ
لوگ بغیر سزا دیئے نہ مانینگے دیکھیے یہ میرے نامے کا جواب دیا ہی اور اُس عیار دزد نے بہت ناسزا
آپکو اور مجھے کہا ہی افراسیاب نے نامہ لیکر پڑھا اور ایسا غصہ مین آیا کہ ہونٹھ چبانے لگا لال ہوگیا
اور کہا جب چیونٹی کے پر نکلتے ہین جب ہی قضا آتی ہی اب مہرخ حرامزادی کی شامت آئی ہی راوی
کہتا ہی کہ اِدھر تو افراسیاب لشکر کشی کی فکر مین ہی اور اُدھر مہرخ نے عمرو سے اپنے چلے جانے
کا اثر سحر کے کہا کہ خواجہ تمنے بڑا غضب کیا کہ حیرت کو گالیان دین اب کوئی لمحہ مین آفت آیا چاہتی ہی
ہم تم سب مارے جائینگے عمرو نے کہا ای ملکہ تم بڑی بودی ہو صرنجا پہلے نجوم کے علم سے دریافت کر چکی ہو
کہ شہزادہ اسد کی فتح ہوگی اور پھر گھبرائی جاتی ہو مین نے دیکھا کہ تم نامہ پڑھکر بدحواس ہو گئین
تھین افسران فوج جو حاضر بارگاہ تھے اُنکی دل شکنی کا احتمال تھا جب مالک دل ہار دیگا تو فوج
کیا لڑیگی اسلیے مین نے یہ کلمات کہے کہ سب سنین اور سمجھین کہ کچھ تو یہ بھی قوت رکھتے ہین جب تو
ایسے کلام مقابل مین اتنے بڑے اولوالعزم کے کرتے ہین اب تمھین چاہیے کہ دل کو مضبوط کرو اور
ذرا سی بات مین گھبرا نہ جایا کرو دیکھو تو وہ قادر مطلق کیا کرتا ہی وہی معین دیا و رہنمایان ہی
مہرخ نے فرمانا عمرو کا بدل قبول کیا لہذا یہ لوگ تو حالت امید و بیم مین ہین مگر افراسیاب کا ذکر سنو

داستان لشکر کشی کرنا افراسیاب جادو کی عمرو اور مہرخ پر اور بھیجنا تین سرداران کو مع ساٹھ ہزار فوج ساحران سے اور عیاریان کرنا عیارون کا اور مقابلہ دو لشکرون سے اور بعد جنگ عظیم کے شکست کھانا فوج افراسیاب کا اور مارے جانا ساحرون کا المؤلفہ

کدھر ہے تو ای ساقی ہوشمند — وہ مے دے کہ جو نشہ کردے دو چند
غضب مین ہین رندون کی جان حزین — سبو ہے کہین اور خُم ہے کہین
اُدھر آمد محتسب کی خبر — ہے پیر مغان کے بھی غصے کا ڈر
اِدھر رند بگڑے ہین اب بیحساب — اُدھر عزم ہے میکدہ ہو خراب

پھر ایسا نہ دن سے گردون دون | بہے گا عبث خستہ رز کا خون
خدایا یہ انجام سے ہے نظر | دل میکشان کو ہے خوف و خطر
دل بادہ خواران نہ توڑے کوئی | نہ شیشہ کی گردن مروڑے کوئی
پلا رند کو وہ شجاعت کا جام | کہ زاہد کی ساقی ہو وقتا پیا تمام
رحیق شجاعت کا یہ نشہ ہو | جو اک وار میں تشنہ ہو سکے دو
شکم محتسب کا ہے مثل سبو | عوض مے کے بہ جائے اسکا لہو
مسلح کامل و زرہ جاہ ہو | روان تیغ افسانہ گوئی کرد
تہمتن توان رستم این داستان | چنین داد رخش سخن را عنان

دلاوران رزمگاہ معانی و شجاعان عرصہ سخندانی یعنی کشایان لوائے نصرت انتمائے عساکر مضامین و رایت افزایان لشکر بیان ظفر قرین بصد فر و تمکین اشہب تیز گام زبان کو میدان تقریر میں اسطرح جولان کر فرماتے ہیں اور تیغ تیز بیان سے جو ہر معرکہ تحریر میں یون دکھاتے ہیں کہ جب افراسیاب اور حیرت کو آئینہ ضمیر منیر مہرخ نے بیک تقریب خالی از صفا دیکھا و مکدر از غبار رنج و غبار ظاہر ہوا سودائے لازم و بیکار ہے اور کوئی صورت نہ دیکھی اور خود حیرت پھر مقابلہ عازم ہوئی افراسیاب مانع ہوا کہ ایک کنیز سے بھی جو باخبر ہو اسکے مقابلے کو شاہزادی طلسم او زوجہ بادشاہ طلسم کا جانا مناسب نہیں کیا اور کوئی لازم باقی اب نہیں یہ کہکر کچھ افسون پڑھکر دستک دی کہ ابر چارطرف سے گھر آیا اور ہزار ہا بجلیان سنہری روپہلی رنگ کی چمکنے لگیں ابر سے آتش بازی ہونے لگی اور سنگباری دیر تک ہوئی بعدہ ابر شق ہو گیا اور تین تخت ظاہر ہوئے کہ ساحر آن پر سوار تھے نہایت کریہ منظر بد قطع دنبالہ تھے انھون نے افراسیاب کو سجدہ کیا اور پایہ تخت کو بوسہ دیکر عرض کیا کہ شہنشاہ نے کسلیے غلامون کو طلب فرمایا ہے افراسیاب نے حال صرصر کے فنا ہونیکا اور اسد وغیرہ کا بیان کر کے کہا کہ تم تینون ساحر بارہ ہزار فوج ساحران لیکر جاؤ اور ان پانچون کو باندھ کر حاضر حضور کرو وہ تینون ساحر کہ نام جاموش جادو و شہباز جادو و دیوان کوہ پیکر جادو رکھتے ہین حکم پاکر مستعد روانگی ہوئے اور اپنے مقام پر آکر بارہ ہزار لشکر کے سردارون کو بلا کر حکم افراسیاب سے مطلع کیا طبل سفر بجا خیمہ و خرگاہ اٹھے اور ساحر سب کے جانورون پر سوار ہو کر اسد کی خبر لگیان دکھاتے روانہ ہوئے اور دریائے خون رواں سے گذر کر قریب لشکر صرصر پہونچے یہاں مسند جلوس اور اسد وغیرہ بیٹھے تھے کہ ایکا ایک ہوا تند چلنے لگی اور ابر کے ٹکڑے سرخ و سفید و نارنجی ظاہر

ہوئے کہ انہیں سے صدائیں ہولناک رعد آسا آتی تھیں مہرخ نے کہا خواجہ فوج آتی ہے عیار یہ کلمہ سنتے ہی بارگاہ سے نکل کے جست و خیز کرتے جنگل کی طرف چلے گئے اور سواریان ساحروں کی نمودار ہوئیں مہرخ نے سحر پڑھنا آغاز کیا اور جتنے ساحر یہان تھے سب اور سحر پڑھنے لگے اسلیے کہ وہ فوج جو آتی ہے آگ برساتی ہے ایسا نہو کہ ہمیں کچھ مضرت پہونچے الحاصل بڑے کر و فر سے لشکر ساحران غدار کا داخل ہوا اور میدان رزم کے پیچھے چھوڑ کر لشکر مہرخ کے مقابل اترا خیمے نصب ہوئے بارگاہیں استادہ ہوئیں بازاریں کھل گئیں جاموش وغیرہ اپنی اپنی بارگاہ میں آکر بیٹھے طائر زر و سحر بنا کر خبر کے واسطے بھیجے ہر طرف ایک ہنگامہ قیامت برپا ہوا ساحر ہجوم کرنے لگے جاموش نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے ملازموں نے حکم کی تعمیل کی اور نفیر سحر کو دم دیا نقارہ سحر کا بجنے لگا گوش فلک تک اوسکی صدا سے کر ہوا طائران سحر خبر لیکر بارگاہ میں مہرخ کے آئے اور بزبان عجز دعا ثنا ملکہ مہ جبین بادشاہ لشکر بجا لائے کہ قطعہ

بادشاہا بارگاہت چون فلک پر نور باد
داد عدالت در سرائے آخرت معمور باد
ای فریدون ہمت و رستم دل و جمشید فر
تیغ تو پیش فرق دشمن ناصر و منصور باد

بعد دعا کے عرض کیا کہ لشکر حریف میں طبل رزم بجا ہے ہر ایک آمادہ حرب ہوا ہے یہ کہکر طائر اڑ گئے لیکن ملکہ مہ جبین نے شہزادہ اسد کی طرف دیکھا اسد نے مہرخ سے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی مدد خدا کے تمہارے بھروسے پر طبل جنگ بجے اور نفیر سحر کو دم دے بموجب ارشاد ملازم دوڑے اور نقارہ چوبی پر چوب لگائی مہرخ اور شکیل نے نفیر سحر بجائی کہ گنبد گردون تک صدا اوسکی گئی زمین ہلنے لگی ہر ایک آگاہ ہوا کہ کل مقابلہ ہوگا گرم بازار قضا ہوگا نظم

ز غریدن کوس رویینہ تاس
نیوشندہ را داد بر جان ہراس
تبیرہ بغرید چون تند شیر
برقص آمد آن اژدہاے دلیر

اس ہنگام میں وہ دن تمام ہوا اور وقت شام دونوں لشکروں کے طلایہ دار نکلے حفاظت کرنے لگے بہادر آلات حرب و ضرب کی درستی میں مشغول ہوئے اور انتظار سحر جدال و قتال کرتے تھے نظم

چون خبر شاہ زنگ بر آمد ز کوہسار
تاریک گشت دیدۂ بینائے روزگار
شد از براے لشکر شب بر فلک عیان
چندین ہزار مشعل فانوس روزگار
پیدا میں روانہ گشت براے ہراولی
جاسوس گشت زہرہ و مریخ طلایہ دار
بر خندق سپہر فگندند تختہ پل
تا شاہ زنگبار از انجا کند گزار

طرفین کے ساحر تیاری سحر کی کرتے تھے جاموش جادو نے خون خوک سے زمین کو لیپا اور روبرو
سجانے لگا کچھ گوسفند فولاد کے پتلے آردماش کے تیار کیے سینگون کے تیر بنائے افسون پڑھکر دم کیا
پھر جتنے قابو مین تھے سبکو بھینٹ دیکر جگایا گوگل سلگایا اور اسطرح جمرخ نے بھی جوت کھڑی کی اگیا
کیا شراب کی بوتلون کو آگ پر لنڈھایا اور ایک پتلی موم کی بنائی جسکی وضع اور شکل ایک خوبصورت
عورت کی تھی اُسکو زیور تنکون کا پہنایا اور آگ پر زمین ڈالدیا سحر پڑھکر دستک دی کہ اسوقت ای
زن سحر جا وقت پر آنا وہ پتلی آگ مین پگھل گئی اور آپ آرامگاہ مین جاکر استراحت پذیر ہوئی مگر
عیار جو جنگل مین لشکر حریف کو دیکھکر چلے گئے تھے انمین سے برق فرنگی اور ضرغام شیردل
واسطے عیاری کے چلے برق نے اپنے تئین ایک بڑھیا بنایا بال سر کے اور پلکین بھوین سب سفید
سر ہلتا ہوا لکڑی ہاتھ مین لیے بر کے پائچون کا پائجامہ پہنے چادر اوڑھے پٹاری بغل مین دبائے کوہان
کے خیمے کی طرف چلا اور ضرغام خدمتگار بنکر لپیٹے پگڑی باندھکر چادر سے کمر بندی پاک کرسے
لگا کہنی پر شالی رومال تہ کیا ہوا ڈال کر ہر طرف لشکر مین پھرنے لگا اتفاقاً کوہان کا ملازم ایک
ساقی خیمے سے نکل کر کسی کام کو بازار مین آیا ضرغام اُسکے پاس گیا سلام کیا اُسنے کہا بھائی مزاج
اچھا ہے کہا جی خیریت ہے آپ سے کچھ کہنا ہے اگر نہ سنیئے گا آپکے لیے سخت قباحت ہے ساقی گھبرایا کہ یہ
خدمتگار کسی رئیس کا لشکر مین سے شاید اسنے کوئی خبر بد میری نسبت سنی ہے یہ سوچکر کہا اے برادر
کہو کیا ہے اُسنے کہا الگ تنہائی مین چلو اور ہاتھ پکڑ ایک گوشہ مین لایا اور کہا دیکھو تمھارے
پیچھے کون آتا ہے ساقی نے پیچھے پھر کر دیکھا ضرغام نے کمند ماری کہ گلے مین حلقہ کمند پھنسی ہوا منھ
سے بولا نہ گیا اُسنے بیہوشی سنگھا کر بیہوش کرکے کپڑے اُسکے اتار کر پہنے اور اسکی صورت بنکر خیمہ
مین جہان اہل عملہ کوہان کے اُترے تھے مین آیا اور منتظر اسکا ہوا کہ جس کام کو مجھ سے حکم ہوگا مین
سمجھ جاؤنگا کہ جسکی صورت مین بنا ہون وہ اسی کام پر رہا ہوگا اسی فکر مین تھا کہ ایک شخص نے
کہا میان ساقی میخانہ درست کر رکھو شاید حضور شراب مانگین ضرغام سمجھا کہ تو ساقی کی شکل بنا ہے
پس فوراً گلابیان شراب کی درست کرنے لگا لیکن برق جو بڑھیا ہوا تھا قریب خیمہ کوہان آکر
رونے لگا اور فریاد کا غل مچایا کوہان خیمے سے باہر نکل آیا اور بڑھیا سے پوچھا کہ تو کون ہے اُسنے
کہا بیٹا اپنا حال کیا بیان کرون یہان سے قریب ایک گاؤن ہے وہان رہتی ہون جب سے لشکر
جمع آیا ہے سارا گھر لٹ گیا مین فریاد لیکر آئی ہون گردون کی ستائی ہون کوہان نے کہا تو چلکے
میرے خیمے مین بیٹھ صبح کو مین سب لشکریون کو قتل کرونگا جتنا مال تیرا گیا اُسکا دونا تجھے ملجائے گا

بڑھیا دعا دیتی ہوئی اسکے ساتھ خیمے مین آئی اسنے دیکھا کہ ایک پٹاری بڑھیا کے پاس ہے کہا بڑی بی اس پٹاری مین کیا ہے بڑھیا نے کہا بیٹا تمسے تو کچھ پردہ نہین البتہ اور لوگ جو یہان ہین اگر انھین ہٹا دو تو اس پٹاری کو دیکھو کوہان نے سب اپنے ملازمون کو خیمے کے باہر کردیا بڑھیا نے پٹاری دی کہا لیجیے دیکھیے آپکو خود ہی معلوم ہو جائیگا جو کچھ اسمین ہے اسنے پٹاری لیکر ڈھکنا اٹھایا غبار بیہوشی کا لچھہ ایسا اڑا کہ کوہان چھینک مار کر بیہوش ہوا برق خنجر کھینچکر اسکی چھاتی پر چڑھا کہ ذبح کرے لیکن کوہان نے ایک سحر کی پتلی حفاظت کے واسطے خیمے کے گوشے مین کھڑی کردی تھی اور سحر کیا تھا کہ جو کوئی آفت مجھپر آئے تو یہ پتلی بچائے بس جیسے ہی برق سینہ پر سوار ہوا پتلی دوڑی اور لپٹ گئی اور زمین پر گرا کر مشکین باندھین کوہان پر پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور کہا یہ بڑھیا نہین ہے عیار ہے تمھین قتل کرتا تھا کوہان نے کہا کیون او نابکار تونے غضب کیا تھا کہ مجھے مار ہی ڈالا تھا صبح کو تیرے حمایتون کو بھی گرفتار کر لون تو تجھے قتل کر دون یہ کہکر ستون سے اسے باندھ دیا خدمتگار کو پکارا اور کہا ساقی سے کہو کہ میخانہ حاضر کرے دو ایک جام شراب پیکر سو رہون کہ صبح کو مقابلہ کرنا ہے خدمتگار نے ساقی کو پکارا کہ صراحیان شراب کی حاضر کرو ضرغام صراحی و جام لیکر حاضر ہوا اور شراب آغشتہ بدارو بیہوشی کوہان کو پلائی یہ پیتے ہی بیہوش ہوا اسنے بھی چاہا کہ اسکو ہلاک کرون وہی پتلی دوڑی اور ضرغام سے لپٹ گئی اسے بھی گرفتار کیا اور کوہان کو پانی چھڑک کر ہوشیار کر دیا اور کہا یہ بھی عیار ہے تجھے قتل کرتا تھا اسنے اسے بھی باندھ دیا یہان تک کہ آثار سحر ظاہر ہوئے اور آمد شاہ خاور کی خبر بارگاہ زنگاری چرخ مین مشتہر ہوئی کہ نظم

سپیده دم که ازین سپهر دشت نیلی فام
شدند منهزم از تیغ صبح لشکر شام
رخ زمانه شد از نور مهر کافوری
لبهان مهر تبان گرچه بود عنبر فام
ز بیم رو بهزیمت نهاد زنگی شب
که ترک روز عیان شد بکف گرفته حسام
شدند خیل کنیز حبش پس دیوار
چو نوعروس فلک پا نهاد بر سر بام

وقت سحر کوہان کوہ پیکر ساحرون کا لشکر لیکر سوار ہوا ایک طرف سے جاموش اور شہبار کا لشکر آمادہ کارزار ہوا یہ تینون بڑے کر و فر سے میدان مصاف مین آئے ادھر خمرخ اور رستم پیل بہ مدد خدای جلیل فوج لیکر چلے تیس چالیس ہزار ساحر اور جو لوگ نئے ملازم ہوئے ہین سب ساتھ تھے شاہزادہ اسد بیدار ہوا وضو کرکے طاعت رب العزت بجا لایا اور مسلح و مکمل ہوکر دولت سرا آیا ملکہ مہ جبین کا تخت لیکر کہاریان عیش محل سے نکلین ہر ایک سردار نے مجرا کیا نوبت و نقارے بجے

لیے اول اور چوبدار دورباش پکارتے تھے علموں کے نیچے سلامی کے لیے بجانے لگے قلب لشکر میں تخت شاہی قایم ہوا اور افراسیاب طاؤس سحر پر سوار برابر تخت کے خدمتگاری ملکہ کی کرتی ہوئی ساتھ ساتھ با حشم و خدم داخل میدان مصاف ہوئی میدان جنگی جانبین کے ساحروں نے درست کیا کسی نے سحر کر کے بجلیاں گرائیں کہ جو درخت اور جھاڑیاں میدان میں تھیں وہ جل گئیں کسی ساحر کے سحر سے ابر گھر آیا اور بارش ہوئی گرد و غبار رفع ہوا دشت نبرد صاف ہو گیا پرا جمنے لگا نارنج ترنج اچھلنے لگا برنجی تھالیاں بجنے لگیں سامری و جمشید کی جے بولنے کی صدا بلند ہوئی سحر کے بیرونکا شور مچا نا شنائی دیا میمنہ میسرہ صفوف کارزار آراستہ ہوئیں دونوں لشکروں کے نقیب نکلے اور پکارے کہ کہاں ہیں سامری و جمشید و زردہشت سب اپنی نیرنگیاں دکھا کر اس دنیا سے روپوش خمخانہ عدم کے جرعہ نوش ہوئے ساحران نامی آج دن معرکے کا ہے نام کر لو خوب جی کھول کر لڑو بھڑو کہ ابیات

نقیبوں نے دی یک بیک یہ صدا	کہ دنیا جگہ خوف و عبرت کی ہے
ہوسے ورکے خاطر تو منعم خراب	بڑی فکر انھیں مال و دولت کی ہے
عمارات عالی بناتے ہیں کیوں	یہ دنیا سرا رنج و آفت کی ہے
لحد کوئی اپنی بنانا نہیں	جگہ جو کہ عقبےٰ میں راحت کی ہے
سکندر نہ باقی رہا دہر میں	یہ آئینہ ہے بات حیرت کی ہے
شجاعو یہ میدان جنگاہ ہے	جگہ امتحان اور جرات کی ہے
بڑھا کر قدم پھر نہ پیچھے ہٹے	سمجھ لو کہ یہ بات غیرت کی ہے

جب نقیب نقابت کر کے میدان جنگ سے کنارے ہوئے بہادر جلنے تھے وہ فرط شجاعت اور نشہ جرات سے جھومنے لگے اور شہباز جادو نے اپنے اژدر سحر کو میدان میں پہونچایا نیرنگیاں سحر کی دکھائیں پھر للکارا کہ اے نمک حرام مہرخ آ میرے مقابلے کو کس واسطے ہنگامہ بلند کیا ہے دریں کار فیروزمندی کراست + مہرخ نے لرزہ حریف سنکر اپنے تخت سحر کو آگے بڑھایا پہرا کیا اہل لشکر دعاے فتح و ظفر مانگنے لگا یہ سامنے شہباز کے پہونچی اُسنے ایک تیر سحر کا مارا مہرخ نے افسون پڑھکر دستک دی کہ تیر اُلٹا پھر گیا شہباز نے فولاد کا گولا سحر پڑھکر مارا مہرخ نے تخت سے پرواز کی گولا تخت پر پڑا کہ اُسے توڑ گیا لیکن مہرخ بلندی سے تلوار بنکر جو گری شہباز مع اژدر کے دو ٹکڑے ہوا آندھی اور آگ برسنے لگی صداے ہولناک آئی ساحر مطیع شہباز دوڑے رانی بنوے سپاہیوں کو دانے منقلیاں آتشین پر جلنے لگے ہار مہرخ کے ساحروں نے توڑ کر گالوں سے مارے وہ اژدہے بنکر مہرخ پر جاپڑے اور شکیل نے ساحروں کو حکم دیا انھوں نے سحر پڑھکر دستک دی کہ زمین میں زلزلہ آیا اور ابر گھر آیا بجلی

چمکنے لگی پانی برسنے لگا لشکر حریف میں جسکے سر پر بوند اُس پانی کی پڑی بیہوش ہوگیا یہ معاملہ دیکھکر
جاموش میدان نبرد میں نکلا اور ایک آفتاب کاغذ کا کتر کر ہاتھ پر رکھکر سحر پڑھا کہ وہ سورج اُڑکر
بلند ہوا اور دھوپ ہر طرف پھیل گئی ابر سحر جو چھایا تھا کھل گیا اور لشکر صرصر میں جسپر دھوپ پڑی
وہ پتھر ہوگیا کوہان اور جاموش لشکر پر تر سون نکڑ کڑ آگ سے ہزارہا ساحر پارے گئے نارنج اور ترنج
اور ناریل سحر کے چلنے لگے اسوقت اسد کا جی جنگ مغلوبہ دیکھکر بیچین ہوا ملکہ سے کہا میں بھی تلوار
کھینچتا ہون مہ جبین نے بظاہر کہا بسم اللہ اسد نے گھوڑا اُٹھایا اور چلا کہ مہ جبین نے دلارام
سے کہا شاہزادہ سحر نہیں جانتا ہے اس جگہ لڑنا اسکا مناسب نہیں گرفتار ہوجائیگا دلارام نے یہ
کلام سنکر دستک دی کہ گھوڑا شاہزادے کا ہنوز صف دشمن تک نہ پہونچا تھا کہ پیدا کرکے اُڑ گیا ہر چند
اُس شہسوار نے روکا تازیانے لگائے مگر مرکب معلق درمیان ہوا کے جاکر ٹھہرا اسد ناچار اوپر سے
سامان لڑائی کا دیکھتا تھا اور پشت دست کاٹتا تھا مگر دلارام دمبدم شاہزادے کو دیکھ لیتی تھی
کہ مبادا وہان کچھ آفت نہ آئے اور کوئی ساحر گرفتار نہ کر لیجائے الحاصل لشکر میں ایک تلاطم برپا تھا
جاموش لڑتا ہوا قریب صرصر کے آیا اور سحر پڑھکر کچھا سوئیون کا مارا صرصر تخت سے گرکر زمین
میں غرق ہوئی اور وہان سے طبقہ زمین توڑکر پشت پر جاموش کے نکلی اور للکار کر ایک تیر جو
مارا پیٹھ کے پار نکل گیا یہ مرکر گرا ہزارون آوازین ہولناک آئین اور آفتاب جو اُسنے بنایا تھا وہ کاغذ
ہوکر گر پڑا دھوپ ڈھل گئی ساحر جو پتھر کے ہوگئے تھے وہ بہیئت اصلی ہوئے اور لڑنے لگے کوہان نے
جو یہ ماجرا دیکھا فوراً اپنی ران کو چاک کیا اور خون اُسکا لیکر چند سنگریزون پر چھڑک کر سحر دم کرکے چار
طرف پھینکدیے ایک آندھی تاریک آئی اور سبکی آنکھین بند ہوگئین بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی سب نے
دیکھا کہ بڑے بڑے پہاڑ عظیم الشان زمین سے اُکھڑے ہوئے لشکر صرصر پر گرا چاہتے ہین یہ دیکھکر
فوج شکیل کی بھاگی اُسوقت صرصر نے کچھ افسون پڑھکر دستک دی کہ اے زن سحر آؤ واضح ہو کہ
پہلے ذکر کیا گیا کہ ایک پتلی صرصر نے موم کی بناکر شب جنگ میں آگ میں ڈالدی تھی اور کہا تھا
کہ اسوقت اے زن سحر جا وقت پڑا آنا لہذا اسوقت اسی کو طلب کیا دستک کا دینا تھا کہ ایک برق
چمکی اور صدا جھم جھم کی آئی اور ایک عورت تخت پر سوار گہنا پہنے پوشاک نفیس زیب جسم کیے ظاہر
ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ نازنین سراپا حور گہنا اُسے عقل کا قصور ہے بلکہ

مثنوی

وہ مکھڑے کا عالم وہ کنگھی کا رنگ	شب ماہ ہو دیکھکر جسکو دنگ
وہ مستی اور اُسکے لب لعل فام	سواد دیار بدخشان کی شام

ستم اُس سیہ سرمے کی تحریر سے ۔ کھنچے ہاتھ کافر کی شمشیر سے

بلکہ آنکھوں کا یہ عالم تھا کہ بہت بڑے بڑے نینوں میں لال لال ڈورا اور کاجل کا سیہ بھونرا تا ہیں نکہو
ستاتا ہے + اس چتون نائی چنچل سی جا وہ دیکھنے میں ہرن کھیجن لجاتا ہے + دامنی سی کوندتے تالی سودھو بنا
دکھاتا کو اکبار دیکھو تو پراس آنکھاتا ہے + یا ہی سینے کا سینہ کھون یا ہو سے ہوئے چھپ رہوں لاج کے جہاز
میں مانو موتی بھرے جاتے ہیں + وہ جوبن کا عالم وہ اُبھری ہوئی گات وہ چھاتیاں کہ نظم

اُٹھی ہوئی وہ ترکیب اور وہ بدن ۔ وہ پوشاک و زیور کی اُس پر پھبن
وہ چھپا تختی اور اس کی نزاکت نژاد ۔ چمن زار قدرت کی نخل مراد
لگا پاسے وہ تا زمین تا بہ فرق ۔ سراپا جواہر کے دریا میں غرق

میدان میں آکر ٹھہری کوہان جب لڑتا ہوا اُسکی طرف آیا اُس ماہوش نے پکار کر کہا کہ اے کوہان
ہم تمہارے واسطے یہاں آئے اور تم جیسے مخاطب بھی نہیں ہوتے لو ہم جاتے ہیں یہ صدا کوہان نے
جو سنی اُس پری تمثال کے روے زیبا کو دیکھا خنجر ناز کا اُسکے زخمی ہوا اور قریب اُسکے آیا اُس پریزاد
نے کہا لو کیا ارادہ ہے اُسنے کہا تیرا عاشق و شیدا ہوں جان و دل سے بتجبیہ فریفتہ و شیفتہ ہوں
پریوش نے کہا میرا ہاتھ آنا بہت دشوار ہے لیکن لگیا اُس نازنین کے ہاتھ میں جو اہر آگین تھی وہ
کوہان کے جھلی ہوا جو اُسکی لگی کوہان شعر عاشقانہ پڑھنے لگا مگر وہ زن حسینہ تخت اُڑا کر چلی
کوہان نے پکار کر کہا ۵ مرا کشتی و تکبیرے نگفتی + عجب سنگین دلی اللہ اکبر + اور منت کرکے بلایا
سر پاؤں پر رکھدیا ایسا مبہوت ہوا کہ لڑنا بھولا اس حور نژاد نے کہا کہ میں کنیز ملکہ مہرخ کی ہوں اور
تو میری مالکہ سے لڑتا ہے کیسا تو میرا عاشق ہے فوج کو اپنی منع کر سحر اپنا دفع کر کوہان نے یہ سنکر سحر پڑھا
کہ وہ پہاڑ جو گھرے تھے کنکر ہو کر گرے اور فوج کو منع کیا کہ لڑنے سے رکی اور شب جنگ سے لشکر نے رخصت
پائی سب محو دیدار اُس کے گرفتار ہوے اور ہر ایک نے عقل و ہوش کھوے اِدھر کوہان نے
منت کرنا شروع کیا پری نے کہا میں نے سنا ہے کہ تو نے عیاروں کو گرفتار کیا ہے انکو بلا دے اُسنے
اسی وقت عیاروں کو حاضر کیا ملکہ خلعت و زر دیا ضرغام اور برق چھوٹ کر اپنے لشکر میں گئے
ہر ایک سے ملکہ مہرخ جنگل کی طرف روانہ ہوے بعد رہائی عیاروں کے اُس ترک ستمگر نے کہا کہ اے
کوہان اگر تو میرا عاشق صادق ہے تو اپنے ہاتھ سے گردن اپنی قلم کر کوہان یہ حکم پاکر مستعد ہوا
اور خنجر کھینچکر اپنی گردن پر رکھا اور پکارا کہ بیت بدنصیبا اللہ اکبر لوٹنے کی جاے ہے + سر وقت
ذبح اُس قاتل کے زیر پاے ہے + چاہتا ہے کہ گردن اپنی جدا کرے اُس غارتگر جان نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا

اور کہا اگر تو مر جائیگا تو ہمارے حسن کی بہار کون دیکھیگا کہ بہت تھوڑا عاشق تو معشوقون کو پوچھے کون دنیا
مین + جہان مین قدر ہو گل کی فقط عشق عندلیب سے + خیر ہم بھی تیرا ساتھ دینگے مگر ایک شرط سے کہ
اگر تو حیرت کا سر لاکر ملکہ مہرخ کو نذر دے تو وفا ایقہ شربت وصل کا تیرے چکھے ادھر تو اُسنے کوہان
سے یہ شرط کی اور ادھر سارا لشکر کوہان کا جو اسیر عاشق ہو رہا تھا کہ گویا مصروف نقش خلقت بسنت یکسر
طرف اُن شوخ تنہا یکطرف + اُن سب سے پکار کر کہا کہ اے عاشقان ثابت قدم جاؤ اور حیرت
حرامزادی کے جھونٹے پکڑ کے کھینچتے ہوئے لاؤ اور یا اُسکا سر حاضر کرو کوہان اور کل لشکر یہ صدا سنکر
گریبان پھاڑ کر لینا لینا کہتے خیمے خرگاہ سب یہان چھوڑ کر طرف طلسم باطن کے چلے اور دریائے
خون رواں سے گذر کر قریب باغ سیب پہونچے یہان ہزارون ساحر ملازم افراسیاب تھے
انھون نے روکا انھون نے قتل و غارت شروع کی لاش پر لاش گرادی شور عظیم بلند ہوا حیرت
اور افراسیاب غلغلہ سنکر باہر باغ سے آئے دیکھا کوہان لڑتا ہوا آتا ہے افراسیاب نے کتاب
سامری دیکھی معلوم ہوا کہ پتلی سحر کی خاک جمشیدی سے مہرخ نے بنالی ہے اور اسپر یہ سب فریفتہ ہوکر
آئے ہین ابتدا یہ ہوشیار ہونگے یہ دیکھا اُسنے گولا سحر کا پڑھکر کوہان کے سینے پر مارا آگ شیشے سے گذر کر
اور ہزارون ہزار برق سحر کر کے گرائین فوج ہمراہی کوہان کی سب جل گئی اور وہ دو سو ساحر کہ رہ گئے
یہان پتلی سحر کی یعنی وہی عورت جسپر یہ سب فریفتہ ہوئے میدان رزمگاہ مین کھڑی تھی جل گئی مہرخ
نے کہا افراسیاب نے معلوم ہوتا ہے کوہان اور اُسکے ساتھیون کو مارا کہ پتلی سحر کی اُنکے دیکھنے کے
لیے بنی تھی وہ مری یہ بھی جل گئے غرض نقارے فتح کے بجے اور خیمے ڈیرے لشکر کے زمین پر لوٹ لیے
اور جہان بارگاہ کوہان کی تھی وہان لشکر اپنا اُتارا آگے بڑھکر کئی کوس پہلی جگہ سے بارگاہ جشن
کی استادہ ہوئی اسد کو ہوا سے اُتارا داخل بارگاہ کیا سب سردار زیب دہ کرسی و دنگل ہوئے ناچ
ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا اسد نے پوچھا کہ اے ملکہ مہرخ تمھے کیونکر لیگیا تھا اُسنے
کہا اے شہزادہ عالی وقار آپ سحر نہین جانتے ہین بدین لحاظ کہ ساحرون سے کچھ دشمنان حضور کو
گزند پہونچے دلارام نے سحر کر کے وہان بھیجدیا تھا اسد نے کہا آپ لوگون نے مجکو نامرد مقرر کیا ہے
اے بابہان خود اگر بار دیگر کوئی ساحر ایسی حرکت کریگا تو مین اُسکو قتل کرونگا اے ملکہ جہان کہین ہم
لوگ ہوتے ہین پہلے آپ سینہ سپر کرتے ہین ہمارے لیے بڑا ننگ ہے کہ جان اپنی بوڑھے بچائین مہرخ
نے عرض کیا کہ بہت خوب ایسا ہی ہوگا یہ باتین کر کے سب مصروف عیش ہوئے لیکن عیار جو بوقت
جنگ جنگل مین چلے گئے تھے اُن مین سے چار عیار لشکر مین آئے قران نہ آیا یہ سبب توقف ٹھہر گئے

لیکن افراسیاب نے حیرت سے کہا کیا برا وقت ہی کہ اپنے نوکرون اور مطیعون کو اپنے ہاتھ سے
قتل کرنا پڑا اور ساٹھ ہزار کا لشکر ایک آن مین مع تین سردارون کے مارا گیا بانیان طلسم سچ لکھ
گئے ہین کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ ادنی ملازم شاہ طلسم سے مقابلہ کرینگے اور بادشاہ اگر طرح دیگا
تو نشانی اسکے ادبار کی ہی فی الجملہ یہ وہی آثار ہین اور وہی زمانہ ہی لیکن ای ملکہ میرے لیے چاہیے
کچھ ہو طلسم رہے یا نہ رہے جان بچے یا نہ بچے گوشمالی سے اس فرقہ شریر نمک حرام کی مین باز نہ آؤنگا کیا
پاؤن کی جوتی سر پر چڑھا دونگا الغرض اسی طرح کے کلام افراسیاب کر رہا تھا کہ یکایک آگ
اور پانی ایک ساتھ برسنا شروع ہوا افراسیاب نے کہا کوئی معزز ساحر آتا ہی اہل دربار مین چند
ساحران گرامی کو حکم دیا کہ بہر استقبال جائین ساحر لینے چلے بعد کچھ عرصہ کے نوبت و نقارے بابین
ارض و سما بجتے ہوے سنائی دیے اور ایک ساحر شیر پر سوار تصویر مین ساحری و جمشید کی گلے مین پہنے
صورت عجیب بنائے بارہ ہزار ساحر ہمراہ لیے در باغ سیب پر آکر اترا فوج کو باہر ٹھہرایا آپ اندرون باغ
آیا افراسیاب اور حیرت کو تسلیم کی حیرت نے پہچانا کہ میرا بھانجا ہی ہیران شیر سوار جادو بس
پہچانکر اٹھ کر گلے سے لگایا بلائین لین برابر اپنے بٹھایا پوچھا کہ ای فرزند کس سبب سے آنے ہوا اسنے کہا مین نے
سنا ہی کہ چند ملازم خالو جان سے منحرف ہو گئے ہین اور آمادہ بفساد ہین لہذا انکی سرکوبی کو حاضر ہوا ہون
مجھے رخصت فرمائیے کہ جا کر سزا اسکے معقول دون حیرت نے کہا بیٹا اور ملازم انکی سزا دہی کو موجود ہین
ان باغیون کی حقیقت کیا ہی تمھارا جانا مناسب نہین کچھ عیار لشکر حمزہ سے داخل طلسم ہوے ہین
وہ فریب و مکر ساحر کو قتل کر ڈالتے ہین اسوجہ سے ابتک وہ سب مفسد بچے ہین ورنہ مدت ہوئی
ہوتی کہ ہلاک ہو گئے ہوتے ہیران نے اصرار کیا کہ مین ضرور جاؤنگا اور عیارون اور سرداران لشکر
حریف کا کام تمام کرونگا خلاصہ یہ کہ بدقت تمام اسنے اجازت جنگ پائی اور افراسیاب نے اپنے
یہان سے فوج بیکران اسکے ساتھ کی ایک غلغلہ طلسم باطن مین پڑ گیا کہ بھانجا حیرت کا لڑنے جاتا
ہی بڑے بڑے ساحر نامی گرامی واسطے رخصت کے آئے اور ہیران سے ملے حیرت نے افراسیاب
سے کہا ای شہنشاہ حضور بھی چلکر گنبد نور پر کہ وہان سے حال طلسم معلوم ہوتا ہی بیٹھیے اور تماشا جنگ کا
دیکھیے اور ہیران سے کہا ای فرزند تم قریب دریاے خون روان اترنا کہ وہانسے منزل بحر لشکر حمزہ کا کوہ
پشتہ رنگین حصار وہانسے قریب ہی غرض ہیران نے یہ سب منظور کیا اور فوج کو حکم کمربندی کا دیا کہ قطعہ

بفشرد سو زمین را بیکران نہند　　کہ بر باد تخت سلیمان نہند
ہیاہاے گردن کشان شد بلند　　علم شد علم ہم سنان شد بلند

ز غرّیدن کوس و فریاد نای — ندانست سر چرخ گردون ز پای
ز بس پے سپر شد ز گردان زمین — که برکند از نقش خود دل نگین
زمین یک قلم از سم بادپا — تو گفتی روان شد بسوی هوا
هوا خنگ فتہ گرد خاکستری — دران در طلہ نیلوفری خاوری

غرض لشکر کینہ پیشہ دریائے خونزوان سے ہیران گذر کر قریب بیشۂ رنگین حصار آکر پہنچا اور فوج کو اترنیکا حکم دیا بارگاہ استادہ ہوئی سارا لشکر مقیم ہوا طائران سحر ملکہ صرصر نے طبل و نقارہ کی آواز سنکر و ثم کہا کہ دیکھو یہ دہل دمامے کیسے بجتے ہیں طائر اڑ گئے اور آکر آمد لشکر سے مطلع ہوگئے جیدر گئے یہان مہ جبین اور اسد اور عمرو وغیرہ بارگاہ میں مصروف عیش تھے کہ طائران سحر نے آکر عرض کیا نظم

ستارہ باد بکام تو چرخ کبود رنگ — صد ملک زیر حکم تو باشد چه روم و زنگ
سلطنت بدوستان تو باشد به بزم عیش — حسرت بدشمنان تو بادا ز رنج جنگ

لشکر اپنا عدو سر قریب دریا آکر اترا ہے بحر ہستی سے کنارا چاہتا ہے یا بی غیرت ہے یہ خبر عیارینکر یہ بارگاہ سے نکل گئے اور صحرا میں مخفی ہوئے صرصر نے کہا لشکر ہمارا ابھی کچھ آگے بڑھکر اترے بمجرد حکم فوج نے کوچ کیا سامان جنگ ساتھ لیا ساحر تخت مہ جبین کو گھیرے بڑی دھوم دھام سے چلے نظم

پس از چند روزے بصحرا رسید — که همسنگ آن چشم گردون ندید
بزد خیمه بر دامن آن دشت — طناب خود از دیده اش پاره گشت
شد از بهر آسمان چون سپند — بلند این نه ابسه بر فیع کرند
جهان داورا چشم بد باد دور — ز اصحاب دین تا بیوم النشور

فی الجملہ دونوں لشکر میدان پرخاش چھوڑ کر مقابلہ میں اترے ہیران نے اس روز لڑنے سے تامل کیا اور بارہ سو ساحروں کا طلایہ گرد لشکر کے مقرر فرمایا اور اپنی بارگاہ کے گرد ایک سو ساحروں کو بٹھایا حکم اُنسے کر دیا کہ کوئی عورت و مرد اپنے یا پرائے لشکر کا اندر بارگاہ کے نہ آنے پائے کہ عیار بصورت مبدل آکر قتل کر ڈالتے ہیں اور سب دربارگاہ پر نہایت ہوشیار رہیں کسیکو اپنے پاس آنے نہ دیں سب نے کہا ایسا ہی ہوگا اور آکر دروازے پر بارگاہ کے بیٹھے پہرا دینے لگے اس اثنا میں وہ باقی دن تمام ہوا اور ستاروں کی فوج کا میدان فلک میں اُتارا ہونے لگا ترک خنجر دار گردون پر طلایہ گرد چرخ کے مقرر ہوا نظم

خالی برخ جهان ز شب عنبرین نهاد — در مخزن آنچه داشت فلک بر زمین نهاد
هندوی شب دو رعیان شد عروس چرخ — بر روی شرم کاهکشان آستین نهاد

آوردن برق و رفتن شہر نجوم		انگشت از ہلال فلک بر جبین نہاد

ہر شام بعد انتظام لشکری مصروف استراحت و آرام ہوئے لیکن عیار جو صحرا میں گئے تھے انمین سے برق
نے ارادہ عیاری کر نکا کیا اور درے میں پہاڑ کے ٹھہر کر درویش تارک الدنیا کی صورت اپنی بنائی تہمد
کمر سے زانو تک باندھی جسم سارا خاک آلود کیا بال سر پر بڑے بڑے لگا کر زانو تک لٹکائے ناخن برابر ایک
بالشت کے انگلیوں پر لگائے ایک ہاتھ سیدھا کر کے اس طرح کرخت کیا کہ معلوم ہو خشک ہو گیا ہے
اور دوسرے ہاتھ سے گھڑا شراب سے بھرا بیہوشی آمیز کمر پر رکھا وہاں سے سامنے بارگاہ ہیران کو
آیا وہ سو آدمی جو پہرے پر تھے انکی طرف سے راہ کترا کر نکلا ان سب نے اسکو تپسی جانکر مودب ہوکر
سلام کیا مگر برق نے کسی کو جواب نہ دیا اور انکے روبرو سے بھاگا انھوں نے آپس میں کہا یہ فقیر صاحب
کمال معلوم ہوتا ہے اسکے پیچھے چلو اور ہو سکے تو اسے ٹھہرا کر کچھ اپنے حق میں پوچھو یہ خیال کر کے اٹھے
اور فقیر کے پیچھے چلے درویش انھیں آتے دیکھکر ایک جگہ بیٹھ گیا اور زمین میں لکیریں کرنے لگا جب
یہ قریب پہونچے پھر اٹھکر چلا اور ابکی بار دور جا کر ٹھہرا مشت خاک اٹھا کر آسمان کی طرف پھینکی سجدہ
بجا لانے لگا جب یہ لوگ پھر پاس آئے فقیر بھاگ کر دوسری طرف جا کر چکر کرنے لگا خوب گھوما یہ
کھڑے دیکھا کیے بعد لمحہ کے فقیر پھر بھاگا ابکی دفعہ لوگ بھی پیچھے دوڑے فقیر ان سب کو لشکر سے دور
لگا لایا اور گھڑا شراب کا زمین پر رکھکر آپ بھاگ کے جھاڑی میں چھپ رہا ساحروں نے باہم کہا یہ
فقیر خدا رسیدہ تھا دنیا داروں سے ملوث نہوا جب ہم سب نے اسے بہت گھیرا تو وہ ہمارے لیے یہ
گھڑا چھوڑ گیا دیکھیں اس میں کیا ہے پس آگے جا کر اس سبو کو دیکھا ایک آبخورہ اسپر ڈھکا تھا اسکو
ہٹایا شراب سے گھڑے کو مملو پایا آپس میں کہا کہ اس شراب کے پینے سے کہ ایسے عارف تپسی کی
دی ہوئی ہے دین و دنیا کا فائدہ ہوگا کسی نے کہا یقین ہے کہ کوئی بیماری تمام عمر نہو گی کسی نے کہا
بیماری کیسی عمر بڑھ جاویگی غرض اسی جگہ بیٹھ گئے اور ایک ایک آبخورہ شراب کا سب نے پیا اور
اٹھکر بارگاہ ہیران کی طرف چلے فقیر کے غائب ہوجانیکا تاسف کرتے جاتے تھے تھوڑی ہی دور گئے
ہونگے کہ ہوا سرد صحرا کی جو لگی بیہوشی نے تاثیر کی سر نیچے ٹانگیں اوپر اوندھے منھ زمین پر گرے تن بدن
کی خبر نہ رہی بیہوش ہوگئے برق جھاڑی میں چھپا بیٹھا تھا خنجر لیے نکلا اور آکر قتل کرنا شروع کیا جلد
جلد پچاس ساحروں کے سر کاٹ ڈالے ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوا برف باری ہونے لگی اور برق
شعلہ بار چمکنے لگی پتھر کی سلیں برسنے لگیں ہیروں نے غل مچایا اور جنکی گردنیں قلم ہوئی تھیں انکی
لاشیں اڑکر بارگاہ ہیران میں گئیں ہیران باطمینان مشغول مے نوشی تھا لاشیں دیکھکر باہر نکل آیا

ساحر دوڑے سب نے دیکھا کہ آندھیاں اُٹھ رہی ہیں ایک حشر برپا ہے ساحر بیہوش پڑے ہیں ایک شخص خنجر
لیے گردنیں کاٹتا پھرتا ہے بہران نے سحر پڑھکر دستک دی کہ برق کے پاؤں زمین نے پکڑ لیے بعد لمحہ
کے جب وہ شور و غل فرو ہوا تاریکی دور ہوئی بہران گرفتار کرکے برق کو اندر بارگاہ کے لایا اور کہا او نالائق
سچ بتا کہ تو کون ہے برق نے کہا میں ملک الموت جان ساحران ہوں تجھے قتل کرنے آیا ہوں مجھے
معلوم نہ تھا کہ ان ساحروں کی گردن کاٹنے سے یہ آفت آئیگی کہ لاشیں اندر بارگاہ کے جائینگی ورنہ
گڑھا کھود کے توپ دیتا سبکو زندہ درگور کرتا افسوس کیا گیا ہے عنقریب تجھے واصل جہنم کرونگا سہ یک
لحظہ بیک ساعت بیک دم + دگرگون میشود احوال عالم + گھڑی میں کچھ ہے لمحہ میں کچھ ہے ابھی ہم رہا
تھے قید ہوے اب پھر رہائی ہوگی مصرعہ چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند + تجھے قتل کرکے لشکر
حمزہ میں صحیح و سلامت جا پہنچینگے بہران کا برق کی باتیں سنکر جی چھوٹ گیا کہا بلے تیری جرأت
اور حوصلہ سچ کہا تھا حیرت نے کہ عیار پرکالہ آفت ہیں غرض دل قوی کرکے کہا اے برق لاکھ
تو شیخی دھمکا لے مگر میں تجھے صبح کو قتل کرونگا ابھی اسلیے نہیں ہلاک کرتا کہ شاید کوئی اور عیار تیرے
رہا کرنے کو آئے تو اسے بھی گرفتار کروں برق نے کہا یہ تجھے بہت ہے اب کی بار جو آئیگا تمھارا فیصلہ کردیگا
الحاصل برق کو مقید کرکے بہران نے حصار سحر سے کردیا کہ اندر بارگاہ کے جو کوئی آئے پھر نکل کے
نہ جا سکے یہ تدبیر کرکے پلنگ پر لیٹ رہا برق کے پاؤں زمین نے پکڑے ہی یہاں تو یہ حال ہے لیکن جب
برق نے ساحروں کو قتل کیا تھا اور غل ہوا تھا تو دور سے قران نے دیکھا تھا پھر اسے گرفتار
ہوتے دیکھا ساحر کی صورت بنکر لشکر بہران میں آیا چاہا اندر بارگاہ کے جاوے پھر خیال آیا کہ اگر حصار
سحر کا ہوگا تو نکلنا دشوار ہوگا اس خیال سے رات بھر گردش لشکر کے گرد کی مگر کچھ نہ ہوسکا آخر گریبان
سحر غم میں برق کے چاک ہوا اور جلاد فلک با تیغ تیز قتلگاہ سپہر میں داخل ہوا ابیات

چو گلعذار فلک نرگس خمار آلود	بصد کرشمہ ز خواب سحرگہی بکشود
بترک روز بداسے سحرگہے برسید	کہ سر ز خواب برآور کہ چشم شب غنود
دوراج زرد بپوشید ترک یغمائی	بزد تجلی گردون ز پشت شب بربود
لوای شیدہ کشید از افق علم برزد	ز چین ختا و ہندوستان درفش کبود

صبح کو بہران نے بیدار ہوکر چند جام مے گلفام کے پیے اور باہر بارگاہ کے برآمد ہوا برق کو اسی طرح قید
رکھا باہر آکر ساحروں سے حکم دیا کہ سواری حاضر کرو میں ہوا کھانے جاتا ہوں جب آؤنگا تو اس بے ادب عیار کو
قتل کرونگا ساحروں نے شیر لاکر حاضر کیا بہران سوار ہوکر صحرا کو چلا قران نے اسے جاتے دیکھ کر صحرا کا

راستہ لیا اور کچھار مین جا کر شیر کی تلاش کی ایک جگہ شیر بیٹھا تھا از بسکہ لغلا کردہ اسد اللہ غالب ہو سامنے
شیر کے جا کر بیدھڑک للکارا شیر تھپڑ اُٹھا کر چلا قران نے تھپڑ خالی دیکر دونون کلائیان پکڑ کر گھونسا مارا
کہ شیر پست ہو کر زمین پر گرا قران نے کسوت عیاری سے ویسا ہی زین اور ساز جیسا ہیران کے شیر کا
دیکھا تھا نکال کر شیر کو آراستہ کرکے ہیران کی صورت بنکر سوار ہوا اور لشکر کی طرف چلا جب قریب
بارگاہ پہونچا ساحر خدمت مین اپنا مالک جانکر حاضر ہوئے قران نے اُنسے کہا کہ اندر بارگاہ کے
جا کر اس عیار کو میرا سحر اُتار کے لے آؤ کہ سامنے لشکر مہرخ کے لیجا کر قتل کرون اور فارغ ہو کر ایک ہی
بار سواری سے اترون ساحر حسب الحکم سحر دفع کرکے برق کو لائے قران اسے لیکر لشکر کے کنارے لایا
اور اپنا نام برق سے بتا کر کہا جاؤ سمجھ بوجھ کر عیاری کرنا برق شیر پر سوار دیکھ کر حیرت مین آگیا
اور کہا اے خلیفہ یہ شرف خدا نے آپ ہی کو عنایت کیا ہے کہ جیتا شیر جنگل سے پکڑ لائے الحاصل دونون
جنگل مین آئے قران نے شیر پر سے زین وغیرہ اُتار کر چھوڑ دیا کہ جاؤ اب تمھارا کام نہین شیر بھاگ
گیا اور برق پھر صورت بدل کے لشکر مین پے قتل ہیران آیا اور ہر طرف پھرنے لگا لیکن ہیران
جو ہوا کھا کے آیا ساحرون نے دیکھا سمجھے کہ عیار کو قتل کر آیا سب حاضر خدمت ہوئے یہ آخر کو بارگاہ
مین جب پہونچا دیکھا عیار قیدی نہین ہے ساحرون سے کہا کہ وہ عیار کہان گیا سب نے عرض کیا کہ
آپ ہی ابھی اُسے آکر اپنے ہمراہ لے گئے تھے ہیران نے کہا تم کچھ سودائی ہو مین جب کا گیا اب
آیا ہون مین کب اُسے لے گیا وہ سب قسمین کھانے لگے اور سب حال بیان کیا ہیران کی عقل
دنگ ہو گئی کہ کیا زبردست عیار ہین کہ میری صورت بنا کر کیا جلد آکر اپنا کام کر گئے اور سب تو سبب یہ
کمبخت شیر کہان سے لائے دل سے کہا اب جان بچنا مشکل ہے ساحرون کو بلا کر حکم دیا کہ اگر حیرت اور
افراسیاب بھی آئین تو بغیر میری اطلاع بارگاہ مین نہ آنے دینا اور گرفتار کر لینا یہ حکم دے کر
مشغول مے نوشی ہوا اور قصد کیا کہ آج شام کو طبل جنگ بجوا کر کل مہرخ اور اُسکے لشکر سے مقابلہ
کرون اور سب کو قتل کرکے بازگشت کر جاؤن یہ تو اس فکر مین ٹھہرا ہی مگر وہان حیرت اور
افراسیاب شہر ناپرسان مین آکر گنبد نور مین بیٹھے ہین باہم اختلاط کر رہے ہین کہ حیرت نے
کہا اے شہنشاہ میرا بھانجا جادو دروزے سے لڑنے گیا ہے نہین معلوم کیا کیفیت گذری آپ کتاب سامری
دیکھ کر خیریت اُسکی بتلایئے میرا جی لگا ہے افراسیاب نے کتاب دیکھ کر حال برق اور قران
کی عیاری کا بیان کیا حیرت بدحواس ہو گئی اور کہا ایسا نہو عیار اُسے قتل کر ڈالین موئے
حرامزادے ہین کہ جیتا شیر جنگل سے پکڑ لائے بس اُسنے اپنی وزیرزادی زمرد جادو سے کہا کہ تم

ہیرا نامہ پاس ہیران کے لیجاؤ اور کہنا تمھین بلایا ہی اور نامہ لکھا کہ ای ہیران تم میرے پاس آؤ مجھے تمسے ایک کام ضرور کا ہی اکیلے آنا لشکر کو ساتھ نہ لانا حیرت نے قصد کیا ہی کہ ہیران کو بلا لون اور کسی افسر کو فوج مین بھیدون غرضکہ نامہ لیکر زہر دجادو بزور سحر اڑی اور لشکر کیطرف روانہ ہوئی یہ ساحرہ نہایت خوبصورت ہی چہرہ مانند ماہ تابان ہی زلف عنبر فام دراز مثل شب ہجر عاشقان سینہ ابھرا ابھرا گات خوشنما سارا بدن نور کے سانچے مین ڈھلا لب لعلین مسی آلود شام بدخشان کی کیفیت دکھاتے تھے دندان سلک گوہر کی آبرو مٹاتے تھے چاہ زنخدان مین ہزارون دل ڈوب جاتے تھے

جعد وہ جعد کہ گیتی مین ہو جس کے ہر لہر	گھر ڈوبا دینے کو عشاق کے دریا کے اٹک
چہرے مین ایسی ہی گرمی کہ شب ہو روز جیسے	باؤ کرتی ہی رہے دامن مژگان کی جھپک
زلفین بکھری ہوئین لوین چہرہ اور بانکپن تیکھی وہ ل	شب [illegible] ایک کہولے [illegible]

ناز و ادا وہ مہ پارہ نامہ حیرت کا لیے ہیران لشکر ہیران مین پہونچی جب اندر بارگاہ کے جانے لگی ساحرون نے آکر گھیرا اور محاصرہ کرکے قید کیا ہیران سے جاکر کہا کہ زہر دجادو آئی ہین لیکن ہمنے آنے نہین دیا قید کر لیا ہی ہیران نے کہا مین ہوشیار ہون تم اندر آنے دو ہوشیار عیار نہو ساحرون نے آکر اسے اجازت دی زہر دجادو اندر بارگاہ کے آئی ہیران نے انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اتار کر سحر کرکے پھینکدی اور کہا اے زہر دجادو یہ انگشتری اٹھا لاؤ اور اگر تم اصل مین زہر دجادو ہوگی تو اسے اٹھا لوگی ورنہ ہاتھ [illegible] گا اور انگوٹھی نہ اٹھیگی زہر د نے کہا اولے تو جب ہین لشکر مین آئی حیرت ہوئی کہ ساحرون نے گرفتار کیا اب تم بھی ڈھکوسلا [illegible] ہو یہ کہکر اسنے سحر پڑھکر انگوٹھی اٹھالی اور آکر مسند پر بیٹھی ہیران نے جام شراب دیا مگر اسنے کہا چلو ہٹو مین ایسے لوگون سے بات نہین کرتی ایسا ہی اگر عیارون کا ڈر تھا تو لشکر کیون آئے تھے ہیران نے تنہائی مین جو ایسی حسینہ عورت کو ناز کرتے پایا فریفتہ ہو گیا چاہا کہ سوال وصل کرون گال پر ہاتھ رکھکر کہا اہو ملکہ اسقدر خفا نہو اچھا ہم لو ہم سے ہی تو شراب پیو زہر دجادو اسکا ارادہ سمجھ گئی اور گردن نیچی کرکے شرما کر کہا تم مجھ سے ایسی باتین نکرو نہین مین تمھاری خالہ سے کہدونگی ہیران خاموش ہو رہا اسنے نامہ دیا پڑھا کہا مین شام کو آؤنگا سمجھو کہ یہان سے چلو لنگا زہر د پیام لیکر چلی مگر ہیران اسکے عشق مین مبتلا ہوا بستر غم پر تڑپنے لگا اور زہر دجادو بھی پہر کے پہونچی جاتی تھی غرض نامہ لیے کنارے لشکر کے پہونچی برق گرد لشکر کے عیاری کرنیکی فکر مین تھا اسنے زہر دجادو کو جاتے دیکھا اسکے ساتھ ہوا کر زہر د جب کنارے لشکر کے پہونچی بزور سحر اڑکر روانہ

ہوئی برق حیران رہگیا آخر کچھ عیاری سوجھی کر درہ میں پہاڑ کے بیٹھکر دھانی جوڑا کہ سراسر جوہر دلستانی تھا
زیب قد کرکے صورت کو متمثل بشکل زمرد جادو کیا لباس و زر زیور زمردین سے جسم کو مزین کرکے گلزار دہر کو
رشک سے خار دیا چشم غزالین سرمگین سرستان خمخانہ عشق کے لیے میخانہ نقلین و بار بیخودی کی راہ
بتاتی تھیں کہ بس یہی ارادہ ہو ان کالی کالی آنکھوں کا + شکار شیر نہ کھیلیں تو ہم غزال نہیں + رخسار
تابناک غیرت خورشید بلکہ بیسو مہ کامل جو آئینے لے جائے + صاف منھ پر طپانچہ پڑ جائے + دہن
تنگ نکتہ انتخاب غنچہ کا سامنے اسکے دل خون لب نازک مسیحائی پر آمادہ گلوے نازک صراحی بادہ نظم

وہ گلا یار کا صراحی دار | سیتلی پتلی نہ گون کا اُس سے اُبھار
وہ سینہ حسینوں کی بدنظر | کہ اُبھرے ہوئے وہ دستے اسیر ثمر
ہاتھ آئین کہیں جو عاشق کے | تو لگالے وہ اپنے سینے سے
وصف موے کمر ہے حد سے فزون | درد سر ہو جو موشگافی کرون
دہم روشن نے کچھ لگا کے پتا | تار خط شعاع مہر کیا
طبع نازک نے بھید یہ پایا | آئینے میں شکم کے بال آیا
آگے جگہ حیا کی ہو لب بند چاہیے | یا ہم شگاف کلک میں ہو بند چاہیے
ساق پا میں تو نور کا تھا ظہور | یا تراشی ہوئی تھی شاخ بلور
پائجامے میں یون تھے عکس فگن | شمع فانوس میں ہو جیون روشن
لال مہندی سے دونون تھے کف پا | ہاتھ ملتا تھا جنمیں وزد حنا
قد کی تعریف میں ہے حیرانی | کلک قدرت کہون کہ سرو سہی
سر پہ آنچل پڑا دوپٹے کا | پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا

صراحی شراب ناب کی آغشتہ بداروی بیہوشی کرکے جام ہاتھ میں لیکر بمقام سبزہ زار و تکیہ گاہ برق
بشکل دلربائی اور خوش ادائی بیٹھ کر شعر عاشقانہ پڑھنے لگا اور دل سے کہتا تھا کہ جو کوئی ساحر
اسطرف آئیگا وہ تیرے حصہ کا ہی قتل کر ڈالنا اس عرصہ میں دن ڈھلا اور حیران آج کے دن
بھی جنگ موقوف کرکے ساحرون کو لشکر کی حفاظت کے لیے تاکید کرکے حیرت کے پاس چلا اور
اٹھتا ہوا اسی گلزار پُربہار میں پہونچا کہ جہان برق بصورت زمرد بیٹھا تھا اُسنے اُسے دیکھ کر بہ
پکار کر پڑھا کہ بیت فاتحہ قبر پر پڑھ بیٹھ کے جا بیوائے + کبھی ہم بھی تھے تیرے ناز اٹھانے والے + حیران
صدا سنکر طرف بستی کے نگاہ کی زمرد جادو کو دیکھا کہ صحرا میں بیٹھی ہے وہیں سے پکار کر پوچھا کہ اے ملکہ

زہر دخیر تو ہے کیوں یہاں بیٹھی ہو کیا ابھی خالا یاں نہیں گئیں زہر دنے یہ سنکر ٹھنڈھی سانس بھری اور کہا تمھیں کیا آوارگان دشت محبت کا پوچھنا کیا جہاں جی لگا وہیں بیٹھکر روز سحر کو شام کیا ابیات

غلام نرگس مست تو تاجدارانند ‖ خراب بادہ لعل تو ہوشیارانند

گذار کن چو صبا بر بنفشہ زار ببین ‖ کہ از تطاول زلفت چہ سوگوارانند

بہران سمجھا کہ بارگاہ میں تو نے اسے چھیڑا تھا یہ بوجہ اسکے کہ سارا لشکر وہاں موجود تھا اچھی نہ ہوئی مگر تو نے جو وعدہ شام کے قریب جانے کا کیا تھا اسلیے اپنے راہ میں ٹھہر کر تیرا انتظار کیا ہے یہ بھی تجھپر فریفتہ ہے یہ سوچکر روی زمین اترا اور قریب زہر دکے آیا زہر دنے اسکے آنے سے یہ شعر پڑھا شعر ہما کر اوج سعادت بدام ما افتد + اگر ترا گذری بر مقام ما افتد + بہران نے ہنسکر ہاتھ پکڑ لیا اور یہ شعر پڑھا کہ لمولفہ اسقدر تاثیر دی حق نے ہماری آہ کو + آپ سا بچین دیکھا اس بت گمراہ کو + یہ کہکر پاس اس نازنین کے بیٹھا اور چاہا بوسہ اسکے لب شیرین کا لے زہر دنے کہا بس بس الگ رہو ایسے بیمروت دنیا میں دیکھے نہ سنے ہم دن بھر ہوا ہے کہ فرہاد آسا جان شیرین فراق میں برباد کر رہی ہیں اور کوہ و دشت میں سر ٹکراتے ہیں آپ اب محبت جتانے آئے ہیں ای بہران جس روز سے تجھے دربار میں ہمنے دیکھا تھا اسی دن سے اس کمبخت دل کا برا ہو کہ مبتلا ہوا تھا سو رسوا ہوا خراب ہوا مبتلا ہوا + کیا جانیے کہ دیکھتے ہی تجکو کیا ہوا + بہران نے کہا ای جان جان میری بھی جان تجھپر جاتی ہے قطعہ

ایذائیں اٹھائے ہوئے دکھ پائے ہوئے ہیں ‖ ہم دل سے بتنگ آئے ہیں اکتائے ہوئے ہیں

اب تک تو غضب کرتا ہے اپنا دل بیتاب ‖ روکے ہوئے ڈانٹے ہوئے دھمکائے ہوئے ہیں

جانتی ہو میں تمھیں تنہا دیکھ کیا کرتا مجبور ہو نا چار تھا کہ سو تا انہوں دلبر کی جانب سے کشش ہو عاشق بیچارہ کیا کر سکے + تمھارے رعب حسن سے ای شہنشاہ خوبان لب سوال خاموش تھے ہم خود بیقرار و مدہوش تھے بارے سو لللہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست + آمد آخر ز پس پردہ تقدیر پدید + اب ہم تم داد عیش دیں اور غم ایام ماضی فراموش کریں زہر دنے کہا ای بہران ہمارا تو یہ حال ہے سو

ہم ہمارے ہو ہم تمھارے ہیں ‖ تجھے دو دل کہہ کے ہارے ہیں

یہ کہکر رخسار پر رخسار رکھ دیا باہیں گلے میں ڈالیں بہران کو یہ محبت دیکھ کے یقین تھا کہ شادی مرگ ہو جائے جوش تمنا کا و فور حسرت دل نا صبور نے ہاتھ پاؤں نکالے تاب ضبط نہ رہی کہنے لگا یا خدا یاں وصل ہوا زہر دنے کہا ٹھہرو شراب پی لیں تو مزا اڑائیں یہ کہکر صراحی سے شراب جام میں پر نکالی کی اور کہا لو یہ بادہ محبت ہے نوش کرو اسنے چاہا کہ جام پیے مگر خیال تھا کہ

حیرت پاس زمرد اصلی جاکر پہونچی اور کہا بہران نے شام کے قریب آلینے کہا ہی جب دن کم رہا
حیرت نے افراسیاب سے کہا ای شہنشاہ کتاب دیکھیے کہ میرا بھانجا ابتک نہین آیا افراسیاب
نے کتاب دیکھکر سر پیٹ لیا کہا ای حیرت اُسے برق عیار زمرد کی شکل بنکر قتل کیا چاہتا ہے
اور فلان صحرا مین قریب پہاڑ کے بیٹھا ہی حیرت نے کہا ای زمرد جلد جا اور بہران کو آگاہ کر دے
مین بلکہ سحر تیرے ساتھ کیے دیتی ہون اور خاک جمشید بھی دیتی ہون کہ بہران کو بیہوش کرکے اُٹھا لا
زمرد خاک جمشید لیکر چلی اور قریب صحرا کے پہونچکر پکاری کہ ای بہران کیا غضب کرتا ہے اپنی قضا
اپنے ہاتھ سے بُلاتا ہی یہ جو تیرے پاس بیٹھا ہی جلد اُسے گرفتار کرے کہ یہ عیار ہی برق یہ صدا اسنکر
گھبرایا اور زمرد کو آتے دیکھکر کہا ای بہران فلک کو منظور نہین کہ ہم تم ایک جگہ بیٹھین دیکھو کوئی
عیار میری شکل بنکر تمھین دھوکا دینے آتا ہی بہران ایسا نشے مین تھا کہ اسکا آنا زمرد کا بہت
ناگوار ہوا اور یقین ہو گیا کہ بیشک یہ عیار ہی جو پکارتا آتا ہی زمرد جو ہم پہلو تھی اس سے کہا تم
چھپ جاؤ مین اس زمرد کو جو آتی ہی پکڑے لیتا ہون برق اُٹھکر ایک جھاڑی مین چھپ گیا
اور بہران کھڑا ہو گیا اس عرصہ مین زمرد قریب پہونچی اور کہا ای بہران وہ عیار جو تمھارے
پاس بیٹھا تھا کہان گیا اُسنے کہا ای ملکہ تمھین دیکھکر بھاگ گیا یہ کہکر قریب زمرد آکر ہاتھ پکڑ لیا
اور کہا ای ناعیار تو مجھے بہکانے آیا ہی اس ہنگام مین برق بھی زمرد بنا ہوا جھاڑی سے نکلا اور
پکارا کہ ای بہران نہ چھوڑنا اس ناعیار کو بہران نے ایک تھپڑ زمرد اصلی کے سحر پڑھکر مارا زمرد
وزیرزادی حیرت کی ہی بڑی معتبر اور زبردست ساحرہ ہی اُسنے بزور سحر رخسارا اپنا سخت مانند
پتھر کے کر لیا ورنہ سر اُسکا تن پر سے اُڑ جاتا اور غصہ مین آکر خاک جمشید بہران پر چھڑک دی کہ
بیہوش ہو کر گرا برق یہ ماجرا دیکھکر گھبرایا مگر زمرد جادو نے سحر پڑھکر کہا کہ زمین نے پاؤن برق کے
پکڑ لیے زمرد نے دو پنجہ کاغذ کے کاٹکر سحر پڑھا کہ وہ پنجہ مثل پنجہ انسان کے ہو گئے اُسنے حکم دیا کہ ای
پنجہ سحر ان دونون کو اُٹھا کر گنبد نور لے چلو پنجے جھپٹ کر مثل برق کے گرے اور بہران اور برق کو
اُٹھا کر لے چلے زمرد بھی اُڑتی ہوئی پیچھے پیچھے پنجون کے چلی اور گنبد نور پر آئی اور حیرت سے کہا
واہ وا بی بی بھانجے آپکے اپنا پرایا نہین پہچانتے ایسے مستی مین آگئے دیدون مین چربی چھا گئی تھی
کہ مجھے تھپڑ سحر کا مارا اگر میرے مقام پر کوئی اور ساحرہ ہوتی تو یقین تھا کہ مر جاتی لیجیے یہ وہ ہین
بھانجے آپکے اور یہ وہ عیار ہی جسے بغل مین لیے بیٹھے تھے مگر مین آپکی نوکر ہی نہین کرتی مار پیٹ کی
مجھے عادت نہین حیرت نے زمرد کی دلداری کی اور بہران کو ہوشیار کیا جب اُسکی آنکھ کھلی

حیرت اور افراسیاب کو بیٹھے دیکھا اٹھکر سلام کیا حیرت نے کہا عیار کو بغل مین لیے بیٹھے تھے
اور زمرد کو تمنے تھپڑ مارا کچھ میرا بھی پاس نہ کیا اتنا نہوا کہ دوست دشمن کو پہچانتے صبران نے کہا مجھ سے
قصور ہوا اور بہت نادم ہون حیرت نے برق کی طرف دیکھکر کہا کہ کیا موئے نے صورت بنائی ہے
کیون بی زمرد ہو گا کیونکر صبران نے کہا تا بھلا کچھ بھی تمھاری شکل مین اور اس موذی کاٹے جوانا
مرگ کی صورت مین فرق ہے بی بی بگڑنے کی جگہ نہین زندی مردوین جب ساتھ ہوتا ہے طبیعت آپ
مین بڑے بڑے کی نہین رہتی یہ کہکر سحر پڑھا کہ برق کی صورت اصلی ظاہر ہوئی اور رنگ روغن
عیاری کا چھوٹ گیا کہا اے برق مین تجھے چھوڑے دیتی ہون جا کر مہرخ سے کہدینا کہ کیون قضا
آئی ہے ہم جیسین کو لیکر چلی آئے مین شہنشاہ سے خطا معاف کرا دونگی برق نے کہا اپنی جگہ پر حیلہ تم
تو یہ باتین کیسی بنائی ہے یہ خبر نہین کہ کچھ دن جو زندگی ہے غنیمت ہے ورنہ لاش چیل اور کوے کھائینگے
مہرخ انکے باپ کی نوکر ہے جو ڈوری ڈھیلی آئیگی حیرت نے یہ باتین سنکر ایک ساحر کو حکم دیا کہ اس
بے ادب کا کاٹ ڈالے برق نے جب یہ سامان دیکھا جمع قلب سے درگاہ خدا مین استغاثہ کیا نظم

ہر کس بکسی نالد و ما را تو بسے — من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے
تو گوئی ہر آن کس کہ در رنج و تاب — دعا ے کند من کنم مستجاب
چو عاجز شود با خدا وانم ترا — درین عاجزی چون نخوانم ترا

غرض دعا وقت اجابت سے مقرون ہوا صبران نے کہا خالہ جان اس نا عیار کے ہاتھ سے مجھے ذلت
ہوئی ہے اسے میرے حوالے کیجیے کہ لشکر مہرخ کے سامنے لیجا کر قتل کرون تا کہ سب کو عبرت ہو
اور اسکا حال خراب دیکھین حیرت نے کہا اے فرزند مین اب تمکو نہ جانے دونگی صبران نے کہا مجھے
سب کے سامنے ذلت ہوئی ہے اپنا گلا کاٹ ڈالونگا جو مجھے جانے نہ دیجیے گا یہ کہکر خنجر کھینچ کر اپنے گلے پر
رکھا حیرت نے ہاتھ اسکا پکڑا اور بہت فہمائش کی مگر اسنے نمانا حیرت نے مجبور اجازت دی اور کہا
جلد جاکر اس عیار کو قتل کرکے لشکر حریف کا بھی خاتمہ کرنا مین ساحران نامی تمھاری مدد کو بھیجونگی
صبران نے ایک شیر کاغذ کا کتر کر سحر کیا کہ وہ زندہ ہوا اسپر برق کو بٹھا کر پیچھے آپ بھی سوار ہوا اور وہان
سے طرف اپنے لشکر کے چلا لیکن یہان قران نے جب برق کو رہا کیا تھا اسوقت سے متفکر حال
برق تھا اور ہر جگہ ڈھونڈھتا پھرتا تھا وہ تھوڑا سا دن اسکو تلاش مین گذرا اور اب وہ وقت
آیا کہ مشاطہ روزگار نے شاہد شب کی آرایش ستارون کے زیور سے کی اور پیشانی سپہر پر چاند ٹیکی افشان
کی لگائی عالم ظلمانی نورانی ہوا کہ قمر دکھری عروس لیلی کی نہ اہنسا سیاہ تھی [illegible] روشن [illegible]

ہر جگہ قندیل ماہ تھی + قران پھرتا ہوا اُس صحرا مین پہونچا کہ جہان برق گرفتار ہوا تھا اور زہر دیکر لیگئی تھی الغرض وہان لمحہ بھر ٹھہرا تھا کہ سامنے سے بیران کو دیکھا کہ شیر پر سوار برق کو آگے بٹھائے آتا ہے سمجھا کہ گرفتار ہو گیا ہے بس ایک کاغذ خط کی طرح لپیٹ کر اُسپر لفافہ کیا اور اندر لفافہ کے غبار بیہوشی بھرا کاغذ اس طرح اندر لفافے کے رکھا کہ اگر اسکو کوئی نکالے تو جب تک زور سے نہ کھینچے کاغذ نہ نکلے اور پھر لفافہ پر ملکہ حیرت کی مہر کرکے صورت اپنی ساحر کی بنا کر بیران کو پکارتا ہوا چلا بیران دور نکل گیا تھا قران کی آواز سنکر ٹھہرا قران قریب پہونچا اُسنے پوچھا کہ تو کون ہے قران نے کہا فرستادہ حیرت اُسنے کہا ابھی مین اُنکے پاس سے آتا ہون تجھے مین نے وہان نہین دیکھا اور دوسرے ابھی مین آیا اور ابھی اُنھون نے آدمی بھیجا قران کو یہ حال تو کچھ معلوم نہ تھا جواب کیا دیتا مگر تیوری چڑھا کر کہا یہ مین کچھ نہین جانتا یہ خط دیا ہے اسے پڑھو جو لکھا ہے اُسکا جواب دو اور اے بیران کیا تو کہ ہر وقت حیرت کی چھاتی پر چڑھے رہتے ہین جو تم کہتے ہو کہ مین نے تجھے وہان نہین دیکھا مین اپنی جگہ پر تھا مجھے بلا کر نامہ دیا کہ بیران کو دے آ تو مین لیکر آیا تم میرے ساتھ ہندی کی چندی کرتے ہو بیران نے یہ باتین سنکر نامہ لیا اور کہا رات کا وقت ہے لشکر مین چلو تو پڑھ کر جواب دون قران نے کہا تو کسی کے ہاتھ جواب بھیجدینا مین جاتا ہون اور نہین تو تم ساحر ہو سحر کی مشعل روشن کرکے خط پڑھکر جواب دیدو اگر برا نہ لگے تو مین روشنی کردون بیران کو غیرت آئی فوراً ایک تنکا زمین سے اُٹھا کر سحر کیا کہ مشعل کی طرح جلنے لگا اُسے قران کے ہاتھ مین دیا کہ لے روشنی کر مین خط پڑھون قران نے مشعل ہاتھ مین لی اور وہ خط کھولنے لگا قران نے غبار بیہوشی کا مشعل پر ڈالا سکے بیران کے منھ مین لگا دی آسنے منھ اپنا ہٹایا مگر دھوان سب ناک کی راہ کے دماغ مین پیچیدہ ہوا اور منھ بھی جل گیا چکر کھا کر زمین پر گرا قران نے بغدہ مارا کہ سر پھٹ گیا تڑپ کر ہلاک ہوا آفت برپا ہوئی صدائین مہیب آنے لگین برق چھوٹ کر بھاگا قران جنگل مین چلا گیا مگر برق نے لشکر مین جا کر شکیل اور صرصر سے کہا کہ جلد لشکر تیار کرو بیران مارا گیا شبخون اُسکے لشکر پر کرو شکیل نے نفیر سحر بجائی فوج مین کمربندی ہوئی ساحر اژدر اور طاؤس پر بہت جلد سوار ہوے صرصر اور شکیل مع چالیس ہزار ساحران نامی کے آکر فوج پر گرے گولے فولادی ہار فلفل کے اور پیکان کے سوئیان سحر کی برسنے لگین فوج بیران کی غافل اُتری ہوئی تھی ایک دم مین ہزارون ساحر مارے گئے آندھیان بلند ہوئین بجلیان چمک کر گرنے لگین نارنج اور ترنج اور ناریل چلنے لگا دریاے خون ہر طرف جاری ہوا عمرو جنگل مین تھا صدا گیر و دار

کی شکر دوڑا دیکھا لشکر پیران کا قتل ہو رہا ہے عمرو نے بھی خنجر کھینچا اور گلیم عیاری کندھے پر رکھ لی
کہ اگر ساحرون کے نرغے مین پھنس جاؤنگا تو گلیم اوڑھ لونگا الحاصل لڑنا شروع کیا کہ عجب غلطک
ماری جھپ جھپ آدمی کے پاؤن کاٹے جست کی شانے پر ساحر کے پاؤن رکھے اُسنے چاہا کہ پاؤن
پکڑلون خواجہ نے خنجر مارا کہ سر قلم کیا پھر وہان سے دوسرے کے شانے پر پہونچا جو ساحر گرتا ہے
اُسکی ہیانی کاٹ لیتے ہین جسکے قریب خیمہ پہونچے جال الیاسی مار کر مع فرش خیمہ وغیرہ اندر زنبیل
کیا اُدھر اسد غل سنکر سوار ہوا مہ جبین کا تخت دلارام نے حاضر کیا نقارے بجنے لگے تخت
شاہی روانہ ہوا اسد کی حفاظت کے لیے پچاس ساحر ملکہ نے مقرر کیے کہ ساحرون کے حربہ ہاے سحر
شہزادے کے اوپر نہ آنے دین وہ ساحر مخفی نگاہ اسد سے زد سحر پڑھتے چلے اور اسد تلوار
کھینچکر لشکر ساحران پر گرا کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے ہر بار نعرہ بلند تھا نظم

اسد شہسوارم که در روز جنگ	بدرم دل شیر و چرم پلنگ
شہنشاہ نام آور و کامران	اسد شیر دل ابن صاحبقران

ایک طرف سے تخت مہ جبین کے ہمراہ دلارام سحر کرکے آگ اور پانی برساتی چلی آتی ہے آخر وہ
شمشیر زنی ہوئی کہ لشکر حریف مین بھگدڑ پڑگئی لیکن بہادر جو تھے وہ سینہ سپر کیے جنگ پر تلے ہین
ذرا ہراس نہین مر گر رہے ہین اسد نے مارے تلوارون کے تہلکہ ڈال دیا ہے ہزار ہا کو مارا ہے نظم

شنیدم ہمی راند آن نامدار	به دریاے خون کشتی باد پا
ز نوک سنانش فلک بسته چاک	دمادم هم از خنجرش برده خاک
ز شستش خدنگ آنچنان جست صاف	که سیمرغ و عنقا پر و پشت قاف
چو خیط شعاعی بخم کمند	کشیده سر آفتاب بلند
ہم از سایهٔ گرز او چرخ پیر	سر افگنده تا روز محشر بزیر
عنان را دلیران رہا ساختند	بیکباره بر دشمنان تاختند
ز نعل ستوران آتش نژاد	بدریاے تب لرزه ماہی فتاد
زمین دید پا بر ہوا جاے خویش	فلک راند انگشت از پاے خویش
بیک دم شد آئینهٔ روزگار	ز گرد سپه صورت زنگبار
ز گرد سپه نوک رخشان سنان	نمایان چو شب انجم از آسمان
ز بس برق تیغ آتش افروخته	ہوا شد دمن کہکشان سوخته

آخرکار ساحران غلط نالان وگریان دریای خون روان سے اُتر کر بھاگے ہوئے گنبد نور پر آئے
افراسیاب اور حیرت کو خبر ہوئی کہ فوج ہیران کی بھاگ آئی حیرت نے گھبرا کر کہا ارے لوگو میرے
بچے کی تو خیر ہے لوگون نے عرض کیا کہ وہ تو خدمت سامری مین گئے پہلے ہی عیارون نے مار ڈالا یہ
سنکر حیرت نے سر پیٹ لیا کہ ہاے میرا فرزند ہیرا میرا نوجوان آخر مونڈی کاٹے عیارون نے نہ چھوڑا
خلاصہ ایک ماتم گنبد نور مین برپا ہوا افراسیاب نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ بگولے اور آندھی
پیدا ہوئی اور لاش ہیران کی اُڑا کر گنبد نور پر لیگئی تمام ساحران نامی سیہ پوش ہوے اور لاش
اُٹھانیکا انتظام کرنے لگے لیکن ملہرخ وغیرہ نے اسباب خیمہ بارگاہ لشکر حریف کا لوٹ لیا نوبت
و نقارے فتح کے بجے جہان لشکر ہیران تھا وہان لشکر کو اپنے اُتارا یہان سے دریاے خون زون
سامنے نظر آتا ہے اور قلعہ پشتہ زنگین حصار قریب ہے جب لشکر اُتر چکا عیار بھی لشکر مین آئے
بارگاہ مین مہ جبین کو نذر فتح دی خلعت لئے ارباب نشاط حاضر ہوے ناچ ہونے لگا اِس اثنا
مین صبح ہوئی کہ خسرو انجم سپاہ شکست کھا کر میدان فلک سے رو بفرار لایا اور علم زرین شاہ خاور
کے پرچم کو نسیم دولت سحر زہرت نے اُڑایا سواری سلطان سیارگان کی بہ تجمل داخل دشت سپہر ہوئی

دم صبح کاین قاتل بیدریغ	ز مشرق برآمد چو با طشت و تیغ
ز آتش کینہ افشردہ تیغ	کہ گردد جہانی ازان سوختہ

صبح کو لاش ہیران کی بڑے دھوم سے افراسیاب نے اُٹھائی جب فراغت پائی حیرت نے
کہا اے شہنشاہ مجھے رخصت فرمایے کہ جا کر ان گمراہون کو قتل کرون افراسیاب نے کہا ایک ایسے
شخص کو بھیجتا ہون کہ جو پہلے عیارون کو قتل کرے نہ اُسے بیہوشی تاثیر کرے نہ کسی حربے سے مرے
یہ کہکر سحر پڑھا اور پکارا کہ اے فولاد بیہوشی خوار جلد حاضر ہو یکایک دیکھا کہ ایک ساحر گینڈے پر
آگ کے سوار طویل قامت وحشت چنگال ہوا سے اُترا اور افراسیاب کو تسلیم کی اُسنے کہا کہ تم
جلد بارہ ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہو عیار طلسم مین آگئے ہین اندھیرا ہو رہا ہے ہیران مارا گیا
ہے ابتک مین نے طرح دی کہ اب بھی راہ پر یاغی آئین اور جسطرح مطیع و فرمانبردار تھے ویسے ہی
رہین مگر انکی قضا ہی آئی ہے مین بارہ پتلے فولادی تمھارے ساتھ کیے دیتا ہون وہ نہ بیہوش
ہونگے نہ کوئی اُنھین قتل کر سکیگا سب کو باندھکر وہ تمھارے حوالے کر دینگے یہ کہکر دستک دی کہ
بارہ پتلے روئین تن ہاتھہ مین تلوارین لیے زمین سے نکلے انکو حکم دیا کہ تم فولاد کے ہمراہ جاؤ
اور اُنکا حکم بجا لاؤ فولاد نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ پتلون کی کیا ضرورت ہے مین اکیلا کافی

ہون بہوشی سیر دن شراب مین ڈالکر پیتا ہون جب مجھے نشہ ہوتا ہو حربہ کوئی مجھپر اثر نہین کرتا ہو پھر کچھ
عیار کر سکتے ہین نہ ساحر اور پہلوان مجھسے لڑ سکتے ہین افراسیاب نے کمال احتیاط کیا ہے جو یہ چیز دیا اور
کار سرکار بجالاؤ فولاد سلام کرکے بارہ ہزار ساحر لیکر مع خیمہ و خرگاہ روانہ ہوا بارہ ہاتھی ہمراہ رکاب
پیچھے چلے جاؤ شش لشکر ادب و لقاوت و دورباش کی صدا دینے لگے بڑے عظم و شان سے نظم

روانہ ہوا لشکر کینہ جو	سجے آراستہ ساحر زشت خو
لیے سحر کرنے کا اسباب تھے	لیے جنگ دل انکے بیتاب تھے

بعد قطع منازل وطے مراحل دریا سے گذر کر قریب لشکر صرصر آکر پہونچے نقارون کی صدا گوش زد داور
حق نیوش مین آئی صرصر نے طائران سحر بہر خبر روانہ کیے طائر اڑے اور لشکر حریف کی جاکر خبر
دریافت کرکے حاضر خدمت ہوے اور زبان وصف بیان سے تعریف بادشاہی کرنے لگے قطعہ

ای ہر کار سے رفیقت فضل ہو اللہ احد	وے نگہدار تن و جان تو اللہ الصمد
لم یلد یا رب و لم یولد ہمہ جا دستگیر	دافع غم لم یکن ہو لنہ کفوا احد

شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کمبخت کا مزاج ناساز رہے فولاد بہوشی خوار نام ایک ساحر
ناکام فوج لیکر آیا ہو اور ملازمان حضور پرنور سے عزم گردن تابی و سرکشی رکھتا ہو طائر خبر غائب
کرکے پھر چلے گئے اور جو پایہ خبر لشکر حریف ہوے یہان صرصر نے نام فولاد کا سنکر عمرو سے
کہا کہ خواجہ انا للہ و انا الیہ راجعون یہ حرامزادہ نہ مارے مرتا ہو نہ کاٹے کٹتا ہو سیر دن بہوشی
پی جاتا ہو سحر اسپر اثر نہین کرتا کوئی حربہ جسم پر اسکے کارگر نہین ہوتا ہو عمرو نے کہا ای ملکہ خداوند
عالم کی مدد چاہیے بڑے بڑے سرکش جنھون نے یہ بند و بست کیا تھا کہ جب ہم اپنی موت آپ
طلب کرین اسوقت مرین اور قضا ہماری نہ دن کو آئے نہ رات کو اور اسوقت موت آئے
کہ نہ ہم کھڑے ہون نہ بیٹھین نہ لیٹین یہ سب امر ارحم الراحمین نے اپنی شان قہاری دکھانے کو
منظور فرمائے اور اس نافرمان کو اطمینان ہو گیا کہ مین کبھی نہ مرونگا پھر آخر ذکر شداد بدبینا ہوگا
کہ کسطرح پر حسرت و ارمان ہلاک ہوا کہ بہشت مین بھی داخل نہوا تھا گھوڑے کی رکاب سے پاؤن نکل کے
زمین تک بھی نہ پہونچا تھا کہ جان کے خواہان آگئے نہ دن تھا نہ رات تھی ہنگام صبح صادق تھا کہ
وہ کاذب دروغ بہشت پر واصل جہنم ہوا یہ فولاد مسخرا کیا لیاقت اور حقیقت رکھتا ہو اور وہ مالک
اسکا افراسیاب کیا ہو بلکہ وہ حرامزادہ لقا کیا بیہودہ ہو ای ملکہ سے عزیز نکاو انکو کیش سر پیٹ
پھر ہو کہ شد ہیچ غرشتہ نیافت جسکے پیدا کرنے والا حقیقی سے انحراف کرکے اپنے تئین خدا بنا یا خدا اونہا

ذوالعاقبت ہوا کہیں ٹھکانا نہ پایا دیکھو لقا ہاتھ سے حمزہ صاحبقران کے کیسا دربدر خاک بسر
کھاتا پھرتا ہے ای ملکہ تم نظر الفضل کریم کارساز رکھو اگر کوئی آفت مین پھنس بھی جاؤ تو اپنے اعتقاد
مین فرق نہ لاؤ مین جاتا ہون اور راس فولاد ہیجیا کو قتل کرتا ہون یہ کہکر عمرو بارگاہ سے نکل کر
روانہ ہوا لشکر کی خبر سنکر عیار پہلے ہی چلے گئے تھے اور تدبیر مین مشغول تھے قران جنگل مین تھا
اور جبسے فوج حریف کی آئی تھی اسوقت سے یہ بھی بہ ہوشیاری فکر عیاری کی کر رہا تھا مگر اب
اول حال عمرو اور ضرغام اور جانسوز کا بیان ہوتا ہے کہ یہ تینون عیار صورت ساحرون کی
بنا کر لشکر فولاد مین آئے اور عمرو نے دربارگاہ پر آکر چوبدارون سے کہا ہماری خبر جاکر عرض کرو
کہ موت جادو نام آپکی ملاقات کو آئے ہین چوبدار نے جاکر عرض کیا فولاد نے اذن باریابی دیا
عمرو سے چوبدار نے آکر کہا تشریف لیجائیے بلاتے ہین عمرو بارگاہ مین گیا دیکھا فولاد دنگل پر
بیٹھا ہے ہزارہا شعلہ آگ کا دنگل سے نکلتا ہے سر پر تاج رکھے ہے کہ جو آگ کی طرح دہکتا ہے کمر سے زنجیر
آتشین باندھے ہے صدہا ساحر گرد و پیش بشکل مہیب کرسیون پر بیٹھا ہے بارہ پتلے فولادی تلوارین
لیے ٹہل رہے ہین جب کلام کرتے ہین چنگاریان آگ کی منہ سے گرتی ہین نقیب اور چوبدار مجرا گاہ پر
حاضر ہین کہ عمرو نے بھی آکر تسلیم کی مردہا پکارا نگاہ روبرو فولاد نے نگاہ اٹھا کر اشارے سے
سلام لیا اور دیکھا کہ ساحر زبردست معلوم ہوتا ہے کالے سانپ سر سے لپیٹے ہین ہر بار زبانین نکالتے
ہین موتی کے مالے گلے مین ڈالے ہے زنجیر سونے کی کمر مین بندھی ہے جھولی سحر کے اسباب رکھنے کی
بادلے کی ہے فولاد نے معزز جانکر قریب اپنے طلب کیا اور دنگل بیٹھنے کو دیا عمرو بیٹھا فولاد
نے حال پوچھا کہ آپ کون ہین باعث تشریف آوری کیا ہے عمرو نے کہا مین قلعہ رنگین حصار
کا رہنے والا ہون میرا گھربار سب حمزہ نے چھین لیا ہے مدت سے اسکی بربادی کی دعا کرتا تھا
تاب مقاومت اس سے نہ رکھتا تھا حضور کے تشریف لانیکا حال سنکر کمال خوشی حاصل ہوئی
مین بھی حاضر ہوا فولاد نے کہا آپ نے بہت خوب کیا جو چلے آئے یہ آپکا گھر ہے مین ان حرامون
کو قتل کرکے انکا اسباب و مال شہنشاہ سے تمہین دلادونگا یہ کہکر خلعت منگوا کر عمرو کو دیا اپنے
نذر دی مقرب خاص بنا ادھر ضرغام اور جانسوز بھی لشکر مین پھر رہے تھے اور چاہتے تھے کہ
فولاد تک پہونچین کہ انھون نے دیکھا کہ دو خدمتگار بارگاہ سے نکل کے ایکطرف کو جاتے ہین
عیارون نے تعاقب کیا اور جہان تنہائی دیکھی پکارے کہ بھائی ٹھہرنا وہ دونون ٹھہرے
عیار قریب پہونچے اور کہا ہم تھوڑا عطر لیکر آئے تھے کہ یہان فروخت کرینگے مگر رسائی نہین ہوتی

تم اپنی معرفت بکوا دو خدمتگارون نے کہا ہم دیکھین کیسا عطر ہی عیارون نے دو شیشے عطر کے کمر سے
نکال کر دیے خدمتگار عطر سونگہ کر بیہوش ہوے انھون نے کپڑے اُتار کر دونون کو گڑھے مین ڈال دیا
اور روغن عیاری نکال کر اُنھین دونون کی صورت بنکر یہ بھی دونون عیار بارگاہ مین آئے اور پس
پشت فولاد کے آکر کھڑے ہوے اس عرصہ مین عمرو نے جو موت جادو بنا ہوا بیٹھا تھا جام شراب
سے بھر کر فولاد کو دیا اور کئی مثقال بیہوشی قاتل شراب مین ملا دی فولاد جام لیکر بے اندیشہ
پی گیا کچھ بیہوشی نے تاثیر نہ کی اور فولاد مزے سے شراب کے پہچان گیا کہ اس شراب مین بیہوشی تھی
معلوم ہوتا ہی کہ موت جادو کوئی عیار ہی پس یہ سوچکر کچھ افسون پڑھکر آہستہ موت جادو کی طرف
پھونکا کہ عمرو رنگ سے چھٹ گیا فولاد نے کہا ای عیار جانا نہین لیکہ تو میرے قتل کو آیا ہے
لا جتنی چاہے بیہوشی مجھے پلا دے یہ کلام سنکر ضرغام اور جانسوز جو پیچھے کھڑے تھے آپس مین کہنے لگے
کہ اگر یہ بیہوش نہوا تو اسے خنجر سے ہلاک کرین یہی نہ کہ پکڑ لیے جائینگے خدا مالک ہی پس دونون نے
دہنی اور بائین جانب سے خنجر آبدار مارے کہ فولاد کے جسم پر پڑتے جھنجھناتا ہوا اور خنجر ٹوٹ گئے عیار
بھاگے فولاد نے سحر پڑھکر دستک دی کہ یہ دونون منہ کے بل گر پڑے اُسنے حکم دیا کہ ساحرون نے
آکر مع عمرو اور دونون عیارون کے گرفتار کرکے لا کر حاضر کیا فولاد نے سحر کی قید انکو پنہا کر حکم
کیا کہ میری بارگاہ سے ملا کر ایک خیمہ استادہ کرو اور انکو وہان رکھو بموجب حکم خیمہ استادہ کر کے
عیارون کو لیجا کر قید کیا فولاد نے ایک افسون پڑھا کہ گرد خیمہ مقیدان حصار آتش کا ہو گیا
اور کہا کیا اقبال شہنشاہ ہی کہ عنایت سے سامری کی پہلے عیار ہی گرفتار ہوے پس اب طبل
جنگ بجے تا کہ مہرخ کا بھی خاتمہ کرون اسکے کہنے بموجب لشکریون نے نفیر سحر کو دم دیا اور
قرنا ے جنگی کو بجایا سارا لشکر خبردار ہوا کہ کل مقابلہ لشکر حریف سے ہوگا طایران سحر مہرخ کے
دربار مین آئے اور بعد ادا ے دعا و ثنا حال گرفتاری عیاران اور بجنا نقارہ رزمی کا گذار
کر کے پھر تجسس خبر روانہ ہوے یہان مہرخ کو ہراس ہوا اور کہا ای ملکہ مہ جبین آپنے
سنا کہ عیار گرفتار ہو گئے ہم مین سے کوئی مقابلہ فولاد سے نہین کر سکتا اگر تمھاری راے مین
آئے تو آج رات کو بھاگ کر کہین چھپ رہین ورنہ سب مارے جائینگے مجھے راہ طلسم سے باہر
جانیکی معلوم ہی تم سبکو پاس صاحبقران کے لے چلون وہ خود تشریف لائینگے تو البتہ مقابلہ
شاہ طلسم سے ہو سکیگا اسد نے یہ کلام سنکر کہا ای ملکہ عمرو عیار ہزار بار قید ہوتے ہین اور چھوٹتے
ہین کچھ اسکی فکر نہ کرو اور تم بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دو بھاگنا غلامان صاحبقران کے لیے بڑا

ننگ ہوا گر بھاگ کر ہم لوگ لشکر امیر میں جائینگے تو وہ نکلوا دینگے اور کہین سے جان ندی گئی بھاگ کیون آئے تمہارا میرے پاس کچھ کام نہیں ای ملکہ تمہارا جی چاہے بھاگ جاؤ تمہیں عورت جانکر امیر پناہ دینگے لیکن میں ہرگز نجاؤنگا مونھ ڈکھنا ہم آپکے ساتھ ہین اگر یہ مرضی ہی تو بسم اللہ حکم طبل جنگ بجنے کا دیجیے سکندر ساحران لشکر اور سپہ سالاران فوج سے ارشاد کیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی وتائید ربانی طبل رزم بجے ملازم حکم شاہزادہ والاشیم بجالائے ڈنکے پر چوب پڑی فوج جان دینے پر اڑی اس اثنا مین سلطان نور ریز نے چرخ کے نیزہ خطوط شعاعی سے پرچم کو لپیٹ کر راہ گریز اختیار کی اور آمد شاہ زنگبار کی ہوئی ابیات

شاہ خاور جب اسما پر سے		ڈر کے انجم بھی سبکے اندر سے	
ماہ نے منہ تیون کو راکھ کیا		اور بھبوت اسکا اپنے منہ پہ ملا	
تاج نورانی رکھکے سر اوپر		ہوا تخت فلک پہ جلوہ گر	

بہادروں نے اسباب جنگ کو درست کرنا شروع کیا ہر ایک آمادہ مرگ وہیاے قضا ہوا مونھ رخ وشکیل سنے چار سو ساحر زبردست بلا کر ہجوم کیا گرد اگرد بیٹھکے دھرو بجنے لگا موم کے اژدہے بنا کر آگیاری مین ڈالے انسے وعدہ کیا کہ جب تمہین بلائین حاضر ہونا بیرون کو بھینٹ دیکر اقرار لیا کہ لشکر کے ساحر سحر اپنا اپنا جگاتے تھے بھینٹ مین بھینکے او جبیلین چڑھاتے تھے ہرچین جلتی تھین گوگل سلگاتے تھے ہر جگہ جھنکے ہوتے تھے اودھر اسد نے اپنی فوج کو حکم آراستگی دیا جو لوگ سحر نہیں جانتے ہین انھون نے تلوار وخنجر کو صیقل کرنا شروع کیا غرضکہ چار پہر رات دونون لشکرون مین تیاری رہی طلایہ پھر آکیا باجا جنگی بجا کیا یہانتک کہ ہندوی زحل شب کی تاریکی دعای سحری سلیمان روزگار سے برطرف ہوئی اور زبان ہدایت نشان شاہد صبح سورہ نور اور والشمس کی تلاوت کرنے لگی زمانہ مین دھوم آمد خورشید سحر ہوئی نظم

بر تخت مرصع نشست شاہ ملمع بدن		جیب مرقع درید شاہد گل پیرہن	
ساغر سیمین شکست ساقی زرین قدح		پیکر پروانہ سوخت شمع زمرد لگن	
خاتم زرین کہ داد دست سلیمان بباد		صبح بہ صحرا فتاد از دہن اہرمن	
آتش موسے نمود از کمر کوہسار		دامن گردون گرفت آہ دل کوہکن	
بیضہ زرین نہاد طائر مشکین جناح		جلوہ طاؤس کرد طوطی شکر شکن	

صبح کو اسد دلاور بعد فراغ نماز سحر مسلح ومکمل ہوکر در دولت پر مہ جبین کے حاضر ہوا مونھ رخ اور شکیل نے افسران فوج کے ہمراہ لشکر طوق طوق اور جوق جوق دشت سماق کیطرف روانہ کیا اور خود جلوہ خانہ شاہنشاہی مین آئے مہ جبین بہ تجمل تمام برآمد ہوئی ...
سلام ہوا تخت ... کا ... دلاور ...

بزور سحر اڑایا اور تخت کے ساتھ کل معززان لشکر مع اسد نامور کے داد گاہ کی جانب چلے نقیب اور یساول ادب و تفاوت پکارتے تھے صدائے طرقوا بلند تھی نقارے بجتے تھے کہ نظم

علمداران علم بالا کشیدند — دلیران رخت بر صحرا کشیدند
غریو کوس و بانگ نائے برخاست — زمین چون آسمان از جای برخاست

پس دشت قتال میں داخل ہوئے ادھر فولاد رات بھر سحر کرنے میں مصروف تھا صبح کو اپنے گینڈے پر سوار ہوا بارہ ہزار ساحروں کو ہمراہ لیا بارہ پتلے تلواریں برہنہ لیے ساتھ چلے ترہیان پھونکنے لگے گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے گینڈا اسکا طرارے بھرتا چلا کہ ہیبت کر گئے لیے کہ سم غارا شگاف رخنہ فگنندہ دل کوہ قاف + بڑے جوش و خروش سے لشکر حریف بھی میدان کارزار میں آیا ساحروں نے ابر برسا کے بجلیاں سحر کی گرا کے میدان جنگی کو صاف کیا صف آرا ان نے صفوف کارزار کو ترتیب دیا نقیب نکل کے تقابت کرنے لگے کہ اے ناموروں نام رستم کا مٹاؤ ولی جو وہ معرکہ + بھول نہ جاؤ ڈھال کا اور کھاؤ پھل تلوار کا + اے مردان بکوشید تا جامہ زنان نپوشید رزم جنگ بست جنگ یا بزرگ دل کوشش نام ونگ باید کرد جب صدا دیکر نقیب کنارے ہوئے فولاد نے گینڈا اڑایا اور میدان میں آکر للکارا کہ اے فرقۂ نمک حرام عازم دشت قتال ہو آمادۂ جنگ و جدال ہو اسکے لاف زنی کرتے دیکھکر شکیل جادو نے مرکب سے اتر کر سمت لشکر سلطان صنعت خیمین کے آکر اجازت نبرد لی اور سامنے فولاد کے آیا اسنے کہا لا ضرب کیا حربہ کیا چاہتا ہے شکیل نے سحر پڑھکر دستک دی کہ گرد فولاد کے تاریکی ہوگئی اور اس اندھیری میں کچھ پنجے پیدا ہوئے اور نیزہ و تیر و شمشیر فولاد پر لگانے لگے فولاد نے گینڈا بڑھاکر مٹھی خاک اٹھاکر سحر کرکے طرف فلک کے اڑا دی وہ تاریکی دفع ہوئی اور پنجوں کی ہستی مٹا دی اور ایک گولا افسون پڑھکر مارا کہ شکیل کے گرد دھواں ہوگیا اور اوسکی بو سے شکیل بیہوش ہوکے گرا فولاد نے پتلے سے کہا جا کر اٹھا لا پتلا گیا اور مشکیں باندھکے لے آیا یہ حال دیکھکر ساحر اجازت لیکر سمت خیمین سے فردًا فردًا مقابلے کو نکلے مگر جو آیا فولاد نے ناریل مارا کہ اسمیں سے دھواں نکلا اور مبارز کو بیہوش کر دیا پتلا آیا اور باندھکر لیگیا یہانتک کہ ملکہ صرصر مقابلے کو نکلی اور ایسا سحر کیا کہ چار طرف سے آندھی آئی اور جو دھواں کہ فولاد نے بزور سحر پیدا کیا اسے اس آندھی نے پراگندہ کر دیا اور صرصر نے تاریخ سحر زمین پر مارا کہ وہ پھٹا اور ایک اژدہا پیدا ہوا قاعدہ آتشیں منہ سے چھوڑ کر اسنے دم اور سر کا جو کچھ تھا فولاد کے گینڈا لیا ہوا اسکے منہ کی طرف کھینچا اور پکارا کہ اے پتلہ ہائے طلسم بچا ناکھی کہ اس لگا مگر صرصر نے بڑھ کے

غضب کا سحر کیا ہے پتلے اژدرسے ہوکے دوڑکے لپٹ گئے اوراُسے چیرپھاڑ ڈالا پھرادھر سے پھرکے پتلے مہرخ
سے لپٹ گئے مہرخ نے بہت سے سحر کیے اور نیچے ہوکے مارے مگر پتلون پر کچھ تاثیر نہوئی اُسوقت
مہ جبین نے فوج سے حکم دیا کہ جاکر مہرخ کو بچاؤ فوج ہرطرف سے لینا لینا کہکر چلی ساحر سحر کرنے لگے
بجلیان چمکنے لگین صدائین مہیب پیدا ہوئین یہ ماجرا دیکھکر فولاد نے چار ناریل میدان جدال
کے چارون کونون پر مارے کہ وہ ناریل زمین مین غرق ہوگئے اور زمین سے شعلے آگ کے نکل کر
ایسے بلند ہوئے کہ چارطرف لشکر مہ جبین کے دیوار آگ کی ہوگئی اور دھوان اُس آگ سے نکل کے
لشکر پر مثل سرپوش کے ڈھک گیا اب ہرطرف دیوارین ہین اور اوپر دھوان ہے جو ساحر نکلنے کا
قصد کرتا ہے دیوار سے آگ بڑھکر جلا دیتی ہے جو اُڑ کر جاتا ہے دھوان بیہوش کرتا ہے فوج تو اس آفت مین
پھنسی مگر ملکہ مہرخ کو جو پتلے لپٹے گئے ہین ہرچند ملکہ نے چاہا کہ انکے ہاتھ سے مین چھوٹون مگر رہائی
نہوئی اور پتلے باندھکر سامنے فولاد کے لائے فولاد نے قید سحر کی ہتھکڑیان بیڑیان آگ کی
تشکیل اور مہرخ کو پہنا کر اژدہے پر بٹھایا اور اپنے لشکر کو کوچ کرنیکا حکم دیا اُسی وقت خیمہ ڈیرہ
اکھڑا کوس سفر پر چوب پڑی لشکر نے کوچ کیا عمرو اور ضرغام اور جانسوز جنکو پہلے گرفتار کیا
تھا اُنکو بھی قید پہنا کر ہمراہ لیا اور سحر پڑھا دستک دی کہ وہ حصار آتش جو گرد لشکر مہ جبین تھا از خود
روانہ ہوا اسد اور دلارام اور ساری فوج نے اس حصار کو اپنے قریب آتے دیکھکر ناچاری خود بھی
رہروی اختیار کی کیسلیے کہ اگر ٹھہرین تو دیوارین آتش سحر کی جلادین لشکری نالان و گریان
یارب یا مستغیث پکارتے چلے اور فولاد انکے حال پر قہقہے لگاتا اپنی فوج کے سردارونکو اولوالعزمی
دکھاتا روانہ ہوا اس حال حسرت اشتمال کو دور سے قران اور برق نے دیکھا کیونکہ یہی گرفتار
ہونے سے باقی ہین اور سب فوج کے عیار و سردار حتی کہ سگان لشکر تک اندر حصار کے مقید ہین
برق یہ کیفیت مصیبت کی دیکھکر رونے لگا اور قران سے کہا خلیفہ مین جاتا ہون اس حرامزادے
فولاد کو مارے خنجرون کے ٹکڑے کیے ڈالتا ہون اور یا اپنی جان دیتا ہون قران نے کہا اے برادر
بھلا تمھارے جانے سے کیا مطلب نکلیگا اس ساحر کو نہ کوئی حربہ کارگر ہوتا ہے نہ بیہوشی تاثیر کرتی ہے
پھر عیاری اسیر کیا ہوسکے خدا کو یاد کرو اور اسکے ساتھ چلو جہان کہین منزل پر یہ ٹھہرے وہان کچھ
تدبیر کرو الغرض قران اور برق بھی اسکے لشکر کے ساتھ الگ الگ بطور مخفی چلے لیکن گنبد نور
مین افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی کہ فولاد پر دیکھون کیا گذری کتاب مین معلوم ہوا کہ سب
گرفتار حصار آتش مین کیے فولاد لاتا ہے یہ دیکھتے ہی اسنے تاج کو براہ نخوت کج کیا اور کہا اے

حیرت دیکھا تمنے ثمرہ بغاوت کا کہ اسطرح حال زار سے سب قید ہوے حیرت نے کہا اے شہنشاہ سب
نمکحرامون کو دار پر کھینچیے افراسیاب نے چند ساحرون کو حکم دیا کہ خلعت گرانبہا واسطے فولاد کے
لیجاؤ اور ایک نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے سپہ سالار من کیا کہنا مرحبا صد مرحبا کیا جلد تمنے اس جنگ
کا خاتمہ کیا ہمنے یہ خلعت تمہین روانہ کیا ہے اور علاوہ اسکے بھی امیدوار الطاف خسروانہ رہو
و مید م عنایت شاہانہ تمہارے حال پر افزون ہوگی ان قیدیون کو لیکر باغ عشرت مین جو قریب
شہر نافرمانیہ ہے اور اسی پار دریای خون روان کے طلسم ظاہر مین واقع ہوا ہے آؤ ہم بھی وہین
آتے ہین سبکو سزا دینگے کیا ضرور ہے کہ اسطرف دریا کے سب قیدیون کو لاؤ اور تکلیف بیفائدہ
اُٹھاؤ یہ نامہ ساحرون کو دیکر مع خلعت فاخرہ کے روانہ کیا ساحر پاس فولاد کے آئے نامہ دیا
خلعت پہنایا فولاد بہت خوش ہوا اور ساحرون کو رخصت کرکے راہ گنبد نور کی چھوڑ کر طرف
باغ عشرت کے چلا اور افراسیاب ملکہ حیرت کو اور ساحرون نامی کو لیکر بعد پہونچنے نامے
کے بحشم و خدم باغ عشرت مین داخل ہوا در باغ کے سامنے جو میدان او صحرا واقع ہوا تھا
اُس مین دارین استادہ کرائین اور جلادون کو طلب کیا کئی ہزار جلاد تیغے باندھے ہار انسان
کی ناک و کان کٹے کا پہنے لنگ باندھے صافی تیغہ پونچھنے کی جس سے خون تازہ کی بھاپ پیدا
کاندھے پر ڈالے حاضر ہوے اور پکارے بیت سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد حیثیت + ہر کہ
را داند بلا شد طعنہ بر صیاد حیثیت + کسکا پیمانہ عمر لبریز ہوا ہے اور سر رشتہ حیات منقطع شہنشاہ کو
کون سے گنہگارون کو قتل کرانا منظور ہے افراسیاب کا حکم ہوا کہ تم سب مستعد رہو گنہگار آتے
ہین کل یا پرسون ہمارا سپہ سالار لیکر حاضر ہوتا ہے جلادون نے زیر دار لنگر لگائے اور حکم شاہ سے
انعام بیکران پانے کے امیدوار رہے افراسیاب اندر باغ کے صحبت آرا ہوا ناچ ہونے لگا قانون
او بین اور چنگ و رباب بجنے لگا درخت باغ کے باولے سے منڈھے گئے نہرین چھلکائی گئین اور
فوارے چھوٹنے لگے یہان تو یہ سامان عشرت کا ہے مگر فولاد قیدیون کو لیے برسم تلبیز کہین نہ ٹھہرا
یہانتک کہ شہر نافرمانیہ کے قریب پہونچا دیکھا کہ حصار شہر سونے کا ہے و برج شہر پناہ و قلعہ پناہ سب
ہزارون ساحر مختلف صورتین بزور سحر بنائے اُترے ہین لگر سلگتے ہین ہجوم کرتے ہین
قلعے کے کوسون تک تختہ لالہ و نافرمان کے ہین پھول انکے کھلے ہین مالک اس قلعہ کی
نافرمان جادو افراسیاب کی طرف سے ہے ساحرہ زبردست اور مغرور ہے حسن و جمال بھی رکھتی
ہے ملک و مال بھی رکھتی ہے اسے خبر طائران سحر نے پہونچائی کہ فولاد پہونچا خوار ہے اور سپہ سالار

شاہ طلسم گنہگاران شاہ کو لیے آپکی سرحد مین داخل ہوا ہے طرف باغ عشرت کے جاتا ہے نافرمان یہ خبر سنکر تخت سے اٹھی اور طاؤس سحر پر سوار ہوکر مع تحفہ و تحائف کے واسطے ملاقات کے چلی اور قلعہ سے جسوقت باہر آئی حصار آتش کو سون تاسا دیکھا اور اندرون حصار قیدیون کو رونیکی صدا سنی فولاد کو بارہ پہلون سمیت اور فوج ساحران کے ایکطرف جاتے پایا طاؤس آگے بڑھا کر پکاری کہ اے بہادر زبردست کیا کہنا واہ واہ ذرا ٹھہریے فولاد اسے دیکھکر ٹھہرا فوج بھی رکی سحر کیا کہ حصار بھی ٹھہرا نافرمان قریب پہونچی اور کہا میرے قلعہ مین تشریف لیچلیے ایک چہرہ آتش کا تیار کرون نوش فرمایئے تو جائیے فولاد نے بھی سوچا کہ مین دورسے چلا آتا ہون کہین ٹھہرا نہین آج یہ جگہ آسایش اور حفاظت کی ہے ٹھہر جاؤن یہ خیال کرکے کہا مجھے جانا ضرور ہے گنہگار ساتھ ہین مگر آپکے فرمانے سے مجبور ہون اچھا تشریف لیچلیے مین حاضر ہوتا ہون نافرمان وعدہ مستحکم لیکر پھری اور شہر مین آکر حکم آرایش ملک دیا تمام شہر آئینہ بند ہوا دوکانین آراستہ ہوئین دوکاندار اونچا لکین نفیس و پرزر پہنکر بیٹھے نافرمان نے باغ پر بہار مع عمارت دلکشا و فرح افزا کے خالی کرایا فرش شاہانہ بچھوایا سامان دعوت مہیا کیا جب سب درستی ہوچکی ارکان دولت و اعیان سلطنت کو ہمراہ لیکر فولاد کے استقبال کو باہر قلعہ کے نکلی فولاد بیرون قلعہ فوج کو اور حصار قیدیون کے اوتار کر بارہ پہلون کو اور سردارون کو ہمراہ لیکر شہر کی طرف چلا تھا کہ راہ مین ملکہ نافرمان ملی اسکے ساتھ اندر شہر کے داخل ہوا دیکھا کہ ملک نہایت آباد ہے رعیت دلشاد ہے کہ ابیات

سب رعیت تھی چاردہ سالہ ۔ سبزہ جوان غیرت گل لالہ
کیا عمارات شہر کا ہو بیان ۔ چشم بد دور نور کے تھے مکان
جو مکان تھا بلند ایسا تھا ۔ صاف آتی تھی قدسیون کی صدا
تھا جو بازار اُس مین چوپڑ کا ۔ چار رکن جہان سے بڑھکر تھا
قصر شمشاد و سرو کے کٹہرے ۔ کھلتے اُن مین لالہ رویون کے
قصر لیلیٰ سے ہر مکان بڑھکر ۔ چشم مجنون ہر ایک روزن در
دو رویہ جا بجا وہ نور کا بازار ۔ بیچ مین اُسکے اک سڑک ہموار
تھی ریاض جنان ہر اک دُکان ۔ در نہایت تھے اُسکے عالیشان
خوبصورت تھا وہ خم محراب ۔ جیسے قوس قزح کا اُسکو جواب
تھے دُکاندار خوبرو سارے ۔ فلک حسن کے وہ تھے تارے
بیچتے تھے وہ جنس حسن ادا ۔ ماہ ہوتا تھا مشتری اُنکا

فولاد تماشا سے شہر دیکھتا ہمراہ نافرمان اُس جگہ پہونچا کہ جو باغ اسکے لیے خالی کیا گیا ہے سبحان اللہ جو شہر ایسا آراستہ ہو وہان کے باغ کا کیا کہنا جوڑی دروازے کی ہاتھی دانت کی خوبصورت ترشی ہوئی لگی ہر دروازہ پر کلس سونے کے چڑھے اوپر سورج مکھی یاقوت کی بنا کر لگائی تھی کہ سورج کو شرماتی تھی طاوس جواہر کے زمرد میں بال کلس پر چڑھے تھے منقاروں میں دانے گوہر کے لیے تھے چار دیواری باغ کی بریجی تھی طلائی احمر کا مصقلا کیا ہوا تھا جواہر موقع اور مناسب جگہ پر جڑا تھا فولاد اندر باغ کے آیا آ نہایت سر سبز باغ پایا چمن بندی معقول طور سے کی تھی روشیں درست و نہریں لہلہاتی پٹریوں پر سرخی یاقوت احمر کی کُٹی تھی درخت پر بہار مہندی کی ٹٹیان اور تاک انگور آراستہ پانی نہر کا ہر خیابان میں روان چشمہ ہر ایک مثل قلب صافی دلان مصفا ہر شجر پہ طائروں کا ہجوم آمد بہار کی دھوم بلبل کا شور قمری نعرہ زن جوش پر بہار گلشن بہشت گلہائے رنگا رنگ غیرت دہ نگارخانہ وارژنگ سچ تو یہ ہے نظم

سبزہ سے ہر روش ہری	لعل و یاقوت کی کلی ہر تھی
روشوں پر ستارے چھڑکے تھے	ذروں کی طرح وہ چمکتے تھے
جو شجر تھا پھلا تھا پھولا تھا	رشک جنت جو کہیے تو ہے بجا
تھے جواہر کے جس جگہ اشجار	لائق دید تھی وہاں کی بہار
صحن گلشن تھا آسمان کا جواب	پھول سب غیرت گل مہتاب
چہچہے بلبلوں کے تھے ہر سو	قمریوں کی وہ صدا و یہ کوکو
کہیں کوئل شجر پہ کوکتی تھی	کہہ رہا تھا پپیہا پی پی پی

ایک بارہ دری سراسر خوبی سے بھری بیچ میں چمنستان کے بنی تھی فرش ملوکانہ اور مسند شاہانہ آراستہ تھی اسباب عیش و راحت مہیا تھا شیشہ آلات سجا تھا فولاد وہان آکر مسند پہ بیٹھا بارہ پیلا اور سردار گرد و پیش باادب تمام بیٹھے ملکہ نافرمان نے حکم دیا ناچ ہونے لگا ساقی زیبا طلعت پیمانہ جواہر آگین میں شراب ارغوانی پرتگالی کر کے دینے لگے ہر ایک بادہ پرست مست ہو کر ساقی سے خطاب کرتا تھا نظم

میں کب سے تھا تیرا اشتیاقی ساقی	مدت میں ہوا ہے تو ملاقی ساقی
جاوے نہ ہو دور تسلسل پھر سے	شیشے میں جو کچھ رہی ہو باقی ساقی

نافرمان ہر سمت انتظام کرتی پھرتی تھی اشیائے ضروری اہل انجمن کو پہونچاتی تھی چاندنی رات کا عالم نسیم کا فرفر چلنا خوش گلوؤں کی آواز کا سننا تا خلاصہ کلام یہاں تو یہ جلسہ ہو رہا ہے وہاں کہ غفلت کا اژدہام ہو کر اہل محفل مصروف دید و سماع ہیں ادھر زنان پہرو میں گھڑے ہوئے ہیں کہ حال

قران اور برق کا سینے لشکر فولاد کے ہمراہ نا روانالان تدبیر رہائی لشکر حمزہ مین فکر کرتے
چلے جاتے تھے جب انھون نے دیکھا کہ لشکر فولاد ٹھہرا صورتین ساحرون کی طرح بریناکے لشکر مین
داخل ہوے اور نا فرمان کا آنا اور دعوت کرنا سب حال دریافت کرکے یہ بھی ساتھ ساتھ فولاد کے
شہر نافرمانیہ تک آے فولاد تو جا کر باغ مین مصروف عیش ونشاط ہوا لیکن دونون عیار دروازہ شہر
پناہ پر ٹھہرے اور برق سے قران نے کہا تم مزدور کی صورت بناؤ اسنے فورًا دھوتی باندھکر ننگے
سر ننگے پاؤن انڈوا سر پہ رکھکر مزدور اپنے تئین بنایا اور قران نے اپنی شکل باورچی کی بنائی میلے
کچیلے کپڑے پہنے جس مین ہلدی اور رنگی تھی جیسے تھے کمر مین چھریان ترکاری چھیلنے کی رکھین اور
صافی لگی اور مصالہ جہانجن کی گٹھری برق کے لشکر فولاد مین آیا اور کچی ترکاری آلو اور
اروی وغیرہ خرید کرکے ٹوکرا سر پر برق کے رکھوا کر طرف شہر کے چلا اور دروازہ شہر پناہ پر پہونچا چاہا داخل
قلعہ ہون حاجب اور دربان مانع ہوے کہ بغیر حکم کے ہم جانے نہ دینگے قران نے کہا ہم سرکاری
باورچی ہین لشکر فولاد سے حسب الحکم ملکہ نافرمان ترکاری لیے جاتے ہین دربانون نے کہا اور
ٹھہرو ہم اجازت تمھارے لیے منگالین قران نے کہا اگر دعوت مین کھانا دیر کو تیار ہوا جواب
تم دے لینا اچھا ہم پھرے جاتے ہین اور یہ ترکاری سرکار نے منگوائی تھی تمھین پہونچا دینا یہ کہکر
ٹوکرا ترکاری کا انڈیل دیا اور آگے کا راستہ لیا یہ حال چوبدارون نے دیکھکر آپس مین کہا ایسا
اگر کھانا پکنے مین دیر ہو خاصے کا وقت ٹلجاوے فولاد بھی خفا ہو باورچی سے پیش ہو وہ کہے
دربان نے مجھے آنے نہ دیا تو ایسی آفت آئیگی کہ نوکری جانا کیسا جان بھی جائیگی اس باورچی کو
جانے دو یہ سوچکر پکارے کہ میان صاحب اجی باورچی صاحب جلیے آپکو کوئی روکتا نہین قران
نے کہا اب کچھ ضرور نہین ہم نہین جاتے یہ کہکر آگے چلا سپاہی دوڑے اور آکر ہاتھ پکڑ لیا کہا خفا نہو جیے
جائیے قران نے کہا مین اب جاکے کیا بناؤن تمھاری بجھت مین اتنی دیر ہوئی اب تم گفتگو کر لینا
مین نہ جاؤنگا سپاہی لگے منتین کرنے قران نے انکار کرنا شروع کیا یہان تک کہ جتنے سپاہی تھے
سبھون نے اپنے پاس سے کچھ روپیہ جمع کرکے دیے کہ باورچی صاحب اسکی مٹھائی کھائیے گا اور خفا نہو جیے
ہم بھی حکم کے تابعدار ہین آپ شوق سے جائیے جتنا پہانہ تھا قران نے وہ روپیہ لیا اور ترکاری
ٹوکرے مین بھرکر برق کے سر پر رکھا اور اندر شہر کے آیا دیکھا بازار مین ہر قسم کے اشیا کی آراستہ ہین
وضیع وشریف شہر کے خرید وفروخت مین مصروف ہین قران نے تره فروشون کی بازار مین جاکر
ایک کنجڑے سے کہا یہ ترکاری سرکاری باورچیخانے سے بکنے کو آئی ہے کسلیے کہ جو بچ رہتی ہے وہ ہم لوگونکا

حق ہے غرض ہم اسے بیچتے ہین تم اپنا نفع نکر کرے لو کبڑے نے اُسنے کہا چکو تا ہوہین دو روپیہ دیتے
ہین قران نے قیمت لے لی اور آگے بڑھکر دونون صورت خدمتگار کی بنے اور آکر اس باغ مین
پہونچے کہ جہان فولاد کی دعوت ہے باغ اور عمارت کو نہایت دلچسپ پایا سامنے فولاد کو مسند پر
جلوہ گر دیکھا کسی سمت میخانہ سجا تھا کہین آبدارخانہ اسباب نشاط کے بستر کسی چمن مین تھے نونہالان
باغ حسن کے جمگھٹے تھے فولاد رقص و سرود کی کیفیت دیکھنے مین مصروف تھا کہ قران نے برق
سے کہا کسی طرح اسکو ہلاک کر دیہ رات گذرنے نہ دو اگر صبح ہوگئی تو لشکر عمرو ہلاک ہوگا ابھی
بھی صبح ہو جائیگی کیونکہ فولاد یہان سے جو چلیگا افراسیاب پاس پہونچیگا پھر وہان کچھ
نہو سکے گا برق نے کہا اے خلیفہ میری عقل کچھ کام نہین کرتی کیا کرون اگر عیاری کرکے اسکے
پاس بھی پہونچون تو کیا کرونگا نہ یہ بیہوش ہوگا نہ مارا جائیگا قران نے کہا دیکھو یہ جو فولاد کی پہلو
مین ساحر بیٹھا ہے اسکی صورت بخوبی غور کر لو اور اسکی صورت بنکر ملکہ نافرمان کو پکڑلاو اور اسکی
شکل ہو تو مین ایک تدبیر کرون برق نے کہا بہت خوب اور ایک گوشہ باغ مین بیٹھکر برق مصاحب
فولاد کی شکل کہ نام اسکا صرصر جادو تھا بنا اور قران نے ایک فانوس روشن کر لی اب آگے
آگے قران روشنی دکھاتا ہوا اور پیچھے برق دونون باغ سے باہر نکلے اور دارالامارۂ شاہی کے
پاس آکر دریافت کیا کہ ملکہ نافرمان کہان ہین ملازمون نے کہا دولتسرا مین مصروف انتظام
دعوت ہین انھون نے کہا جاکر عرض کرو کہ ایک صاحب فولاد پاس سے آئے ہین ملازمون نے
جاکر انکے آنے کی اطلاع دی نافرمان اسی وقت باہر نکل آئی دیکھا صرصر جادو ہے کہا کیون
آپ باغ سے تشریف لائے مجھے بلا لیا ہوتا صرصر نے کہا آپ ذرا تکلیف فرماکر تنہا میرے ساتھ چلیے
فولاد نے جس کام کو کہا ہے اُسے ہین اور آپ انجام دو لین نافرمان نے کہا اچھا چلیے غرض سب
ملازمون کو چھوڑکر آپ تنہا صرصر کے ساتھ ہولی یہان تک کہ برق اسکو لیے ہوے ایسی جگہ لایا
کہ جہان راستہ نہ تھا اور کوئی اُدھر آتا نہ تھا گوشہ تنہائی تھا برابر تو چلا ہی آتا تھا ایک حباب بیہوشی
مارا کہ نافرمان کے منہ پر وہ پڑا بیہوشی اس مین سے اڑی یہ بیہوش ہوگئی اسکو برق نے اور زیادہ
بیہوش کرکے زبان اسکی سوزن سے چھید دی تاکہ شاید یہ ہوشیار ہو جائے تو سحر نہ کر سکے اور کپڑے
اسکے اتار لیے قران نے اُٹھاکر ایک مقام پر درخت تجویز کرکے نافرمان کو اوپر درخت کے
چڑھکر باندھا اور پتون مین چھپا دیا اور برق ملکہ نافرمان کی صورت بنا اور قران نے کہا
اے برق تم جاکر در باغ پر ٹھہرو مین بھی آتا ہون غرض برق یہان سے روانہ ہوا اور نافرمان کی

صورت بنا ہوا دربار باغ پر آیا جتنے ملازم اور ارکان سلطنت تھے اپنا مالک سمجھ کر حاضر ہوئے اور
دست بستہ سامنے کھڑے تھے کہ اس اثنا مین ایک شخص میلے کپڑے پہنے کچھ پھلجھڑیان اور مہتابیان
ہاتھ مین لیے حاضر ہوا اور نافرمان کو سلام کیا اُسنے پہچانا کہ قران ہے اور وضع آتشباز کی بنائی
ہے برق سمجھا کہ اس سے آتشبازی کی نسبت کچھ پوچھون تو معلوم ہو کہ کیا عیاری خلیفہ نے
سوچی ہے یہ سوچکر کہا اے آتشباز کتنے وزن تیرے پاس تیار ہین اور کتنے اس وقت تیار کر سکتا ہے
قران نے عرض کیا حضور آتشبازی اسی وقت تیار کر سکتا ہون کچھ موجود نہین ہے نافرمان
یعنے برق نے کہا اچھا کیا لیگا اُسنے کہا لاکھ روپیہ برق نے کہا اتنا روپیہ بہت ہے آتشباز نے کہا
آپ روپیہ نہ دیجیے بارود دلوا دیجیے جتنی صرف ہوگی آپ کے سامنے ہوگی ہان گھر سے جاؤنگا
مزدوری میری دلوا دیجیے گا برق نے پوچھا کتنی بارود چاہیے آتشباز نے کہا پچیس پیپے برق
نے کپتان کو طلب کر کے حکم دیا کہ پچیس پیپے بارود کے حاضر کرو اسی وقت بارود کے چھکڑے
لدے ہوئے آئے آتشباز نے کہا پشت باغ پر یہ بارود رکھوا دیجیے اور ایک قنات گھروا دیجیے
کہ مین اکیلا آتشبازی بناؤنگا ایسا نسخہ ہے کسی کو یاد نہ ہوگا کہ کیسے اتنی بارود دو گھڑی مین صرف
کرکے اور آتشبازی بنائے یہ کلام آتشباز کا سنکر نافرمان یعنے برق سمجھ گیا کہ خلیفہ یقین ہے
فولاد کو جلا دینگے پس بموجب اُنکی درخواست کے قنات باغ کی پشت پر دور تک گھروا دی
اور بارود رکھوا دی سبکو منع کر دیا کہ کوئی اُدھر نہ جائے آتشباز یعنے قران نے وہان آکر چھری
خنجر کی لیکر نیچے باغ کے جہان تک بارہ دری تھی اور فولاد مع اپنے سردارون اور پتلیون کے
بیٹھا ناچ دیکھ رہا تھا سرنگ کھود دی اور از بسکہ جوان زبردست قوم کا حبشی ہے اور نظر کردہ ہے
ایک پہر کے عرصہ مین مشرق کی سمت سے مغرب کی جانب تک اور جنوب سے شمال کی حد باغ تک
نقب لگاکے اپنے چادرے کے پنکر و فتیلے بنائے بارود سب نقب مین بچھائی پچیسون پیپے ڈالکے
فتیلے دہنہ نقب مین لگاکے قنات سے باہر نکلا برق دربار باغ پر کرسی بچھائے انتظار مین بیٹھا تھا کہ
دیکھون خلیفہ کیا کرتے ہین اُسوقت آتشباز نے آکر کہا حضور آتشبازی تیار ہے ذرا میرے ساتھ آئیے
تو مین اپنی اُستادی آپ کو لیچل کر دکھاؤن مگر کسی کو ساتھ نہ لائیے برق نے ملازمون ارکان
سلطنت وغیرہ سے کہا تم ٹھہرو ہم بلا لینگے اور آپ آتشباز کے ہمراہ باغ کی پشت پر آیا برق
نے کہا اے برق مین نے نقب لگائی ہے تم جاؤ اور درخت پر سے ملکہ نافرمان جو بندھی ہے اُسے
کھولکر ہوشیار کرو مین آگ نقب مین دیتا ہون یہ طبقہ اُڑکر طرف فلک کے جائیگا ذرا نافرمان

بھی حال خراب فولاد کا دیکھے اور رشک حسرت بہاتے کیونکہ زبان اسکی سوزن سحر سے چھیدی ہوئی تھی
کچھ کر نہ سکینگی مجبوری سے سب کچھ دیکھے گی برق حسب ارشاد قران گرم تماشا رہا اور دو خنجر نیام سے
جا کر چڑھا نافرمان کو کھول کر ہوشیار کیا اسکی جو آنکھ کھلی اپنے تئین ایک عذاب الیم مین مبتلا کر
ستمگر گرفتار پایا اس عرصہ مین قران نے نقب کے فتیلون مین آگ لگائی اور بھاگ کر دور نکل گیا
فتیلے سلگتے ہوے جب سرنگ مین پہونچے عیاذاً باللہ دو صدائے مہیب پیدا ہوئی کہ معلوم ہوا فلک
پھٹ پڑا اور بارہ دری جس مین فولاد اور اسکے سرداران بیٹھے تھے اڑ کر طرف آسمان کے گئی
تمام عالم مین تاریکی چھا گئی بارود اور پتھر اور دھجیان اور کنگورے بارہ دری کے تمام قلعہ مین برسنے
لگے صدمہ آواز سے شہر کے مکانات کی کنڈیان ہل گئین رعایا بھاگی حاملہ عورتون کے حمل ساقط
ہوے ایک غلغلہ عظیم برپا ہوا جتنے ملازم نافرمان تھے سب باغ کی طرف دوڑے کہ یہ کیا آفت آئی
خلقت بھاگی کہ یکایک صدائین پیدا ہوئین ہر دم ساحرون کے مرنے کا غل مچا کہ کشتی
مرا نام فولاد بیہوشی خوار جادو تو دو آگ اور پتھر برسنے لگے قران نے ایسے وقت قیامت نما
مین قابو پا کر حقہ ہائے نفتی داغ کر شہر کے مکانات پر پھینکے کہ جا بجا شہر مین آگ لگی بہت آدمی
جل گئے جب تک اسے بجھائین جب تک اور کسی مکان مین آگ قران نے لگا دی تمام شہر
مین یا جمشید و یا سامری کا غل ہوا شعلے آتش کے بلند ہوے سارا شہر حصار شہر پناہ کے باہر نکل گیا
یہان کا حال سنیے کہ فولاد کے مرنے سے حصار آتش سحر لشکر مہ جبین اور اسکے گرد سے دور ہوا
اور مہرخ اور شکیل اور عمرو مع دو عیارون کے جو مقید زنجیر سحر لشکر فولاد مین تھے چھوٹ
گئے اور عمرو نے صدائے مہیب سرنگ اڑنے کی سنکر کہا اے ملکہ مہرخ وہ مارا مہرخ نے کہا خواجہ
کیا کہتے ہو عمرو نے کہا ہم سچ کہتے ہین یہ صدا جو آئی تھی فولاد کے مرنے کی تھی معلوم ہوتا ہے کہ
قران یا برق نے اسے جہنم رسید کیا زندان خانے سے باہر نکلو کہ لشکر کبھی ہمارا رہا ہوا ہوگا
فولاد کے بارہ ہزار ساحرون کو قتل کرنا چاہیے مہرخ اور شکیل وغیرہ گرفتاری سے جو چھوٹے تھے باہر نکلے
اور نعرہ بلند کیا سحر کرکے دستک دی آندھی سیاہ اٹھی تیر آسمان کی جانب سے برسنے لگے ساحر
محافظ زندان بھاگے ادھر دلارام نے مہ جبین سے کہا واری جاؤن آپکی [illegible]
نعرہ کرتی ہین لشکر آپ کا جس طرح کمر باندھے لڑنے آیا تھا اسی طرح حصار سحر مین گرفتار ہوا تھا اب
وہ حصار نہین ہے آپ بھی لشکر فولاد پر جا گرئیے مہ جبین نے تخت آگے بڑھایا پچاس ساٹھ ہزار
ساحرون سے اگر لشکر فولاد پر گری نارنج و ترنج سحر کے گولے فولادی اور پیکان کے [illegible]

اور پھر جون کے بار سحر پڑھ پڑھ کر جا بجا زمین سے ساحر لگانے لگے بجلیان چمک کر گرنے لگیں ترسول و بسول چلنے لگا اسی طرف سے نعرہ اسد کا بلند ہوا اور گھوڑا اٹھا کر فوج ساحران میں در آیا ایک جانب سے عمرو ملکہ مہرخ کے ساتھ لڑتا ہوا چلا اور نعرہ بلند کیا خنجر مارتا پکارتا ہر طرف جاتا تھا کہ نظم

سعد دار وندگان آفاق — من آمدہ در دوندگی طاق
از راہ فسون و مکر و حیلہ — آشوب کنندہ در قبیلہ
شیرا زدم تیغ من گریزان — آوردہ پناہ سوے شیران
نامم عمرو است شاہ عیار — ہستم قضا براے کفار

دبہ غلط عمرو لگاتا تھا دس دس کے پاؤن اڑاتا تھا جب جست کرتا تھا دس دس کے سر کٹتے تھے جو گرتا تھا ہمیانی اسکی کاٹ لیتا تھا خلاصہ کلام اسد وغیرہ سب نے جم کر وہ ساکھے کی تلوار کی کہ نظم

درفشان سنانہا ز گرد و غبار — چو شمع فروزان بہ شبہای تار
ز چکاچاک شمشیر زہر آبدار — برآمد فغان از دل روزگار
سنانہا شاسپ تیر و ترنگ کمان — چو قوس و قزح شد زہ آسمان
ز بارِ کدورت چو گل تہ نشین — بدریاے خون یکسرہ شد زمین
دلیران اسلام و مردان کین — خروشان ز ہر جو شمشیر عزین
جدا ہر یکے خنجر افراختہ — یکے کار صد کینہ جو ساختہ
ز بس کشتہ ہمہ راہ پیدا نہ — بروے زمین جاے رفتار نہ
بیفتاد چندان سر و پا و دست — کہ گفتے تو دست قضا باز بست

بارہ ہزار ساحرون مین سے فولاد کے ایک بھی زندہ نہ بچا سب کو گھیر کر بہادرون نے تہ تیغ کیا اور یہان سے اسی طرح لڑتے ہوے سمت قلعہ نافرمانیہ چلے اس عرصہ مین وہ رات تمام ہوئی پہلے لشکر خسرو اختران شکست کی اور خنجر مینائے کینہ سوز شاہ نیمروز سے رد بفرار لایا اور سلطان سیارگان نے قلعہ سپہر دوار کو تسخیر کرکے اپنا عمل ہر طرف بٹھایا رعب و جلال دکھایا کہ نظم

صبح چون آفتاب نورانی — سر کشید از حجاب ظلمانی
خرمن جان بسوخت برق بلا — سبز شد گلشن جفا و قضا

صبح کو حال معلوم ہوا کہ رعایاے قلعہ نافرمانیہ اور فوج وغیرہ بھاگ کے باہر نکل آئی ہے مہرخ اس بھاگی ہوئی فوج پر گری وہ لشکر رات بھر کا خستہ و شکستہ تھا اور [illegible] انکا موجود نہ تھا [illegible]

لڑنا کوئی لمحہ بھر سحر کی لڑائی اور شمشیر زنی ہوئی تھی کہ فوج بھاگی اور رعایا نے امان مانگی عمرو نے نقارہ امان
بجوایا اور سب رعایا برایا کو لیکر اندر قلعہ کے داخل ہوئی اسی عرصہ مین برق کے پاس قران آیا اور
کہا قلعہ فتح ہو گیا عمرو کے پاس نافرمان کو بھیجو غرض یہ دونون نافرمان کو بیہوش کرکے پشتارہ
لگا کر روانہ ہوئے عمرو دارالامارہ شاہی مین آکر تخت پر ملکہ مہ جبین کو بٹھا چکی تھی شہر مین دوہائی
پھر رہی تھی کہ جو حاکم وقت کی اطاعت نکریگا سزا پاویگا دارالامارہ مین ناچ ہو رہا تھا نذرین
اکابران شہر کی مہ جبین کو گذری تھین کہ قران اور برق آکر پہنچے پشتارہ نافرمان کا
سامنے رکھ دیا عمرو اُٹھکر دونون سے لپٹ گیا اور کرسی زرین پر بٹھایا حال پوچھا قران نے کیفیت
نقب دیکر اڑا دینے کی بیان کی سارا دربار ہنسنے لگا مہ جبین نے بہت بھاری خلعت منگا کر دونون
عیارون کو عنایت کیا دونون نے وہ خلعت نذر عمرو کو دیا عمرو نے خلعت لیکر زنبیل مین رکھا
اور ایک سر دال گاڑھے کا نکال کر بطور خلعت قران کے کندھے پر ڈالا قران نے عرض کیا کہ
زہے فخر میرا کسی نے ایسا خلعت استاد سے کب پایا تھا برق نے کہا استاد مین بھی اسی عیاری
مین خاندان کے شریک تھا مجھے بھی خلعت دیجیے عمرو نے کہا تو ابھی اس قابل نہین اور قران میرا
جان بخش ہے تو انکی برابری کیا کریگا انھین کا مرتبہ ہے کہ ایسا خلعت مین نے دیا برق نے کہا اچھا
دیکھیے مین وہ دھوم کی عیاری کرونگا کہ آپ سے خلعت لونگا القصہ نافرمان کو ستون دارالامارہ
سے باندھا اور فتیلہ دافع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا ایکبار پہلے جو نافرمان ہوشیار ہوئی دیکھی تو آفت آئی
اور شہر جلتے دیکھا تھا اب جو آنکھ کھلی عجیب سامان نظر آیا کہ تخت پر مہ جبین جلوہ فرما ہے دربار آراستہ ہے
اسد بکمال شوکت بیٹھا ہے یہ دیکھکر نافرمان نے آنکھین بند کر لین کہ شاید مین خواب پریشان دیکھ
رہی ہون مگر عمرو نے پکار کر کہا ای ملکہ نافرمان یہ خواب نہین بیداری ہے جنکی دعوت تجھکو کی تھی
وہ سب تیک دیکر اڑا دیے گئے ملک تمہارا بلا دیار مہ جبین کے قبضہ مین آیا در صورت اطاعت تمہاری
جان بخشی ہوگی اور مخالفت کرنے سے قتل کی جاوگی نافرمان ساحرہ زبردست نہایت عقلمند تھی کہ
ادبار طلسم پر آیا ہے اسد بیشک فاتح طلسم کشا ہے یہ خیال کرکے اشارے سے کہا مین اطاعت کرتی ہون مجھے
چھوڑ دیجیے عمرو نے اُٹھکر سوزن اسکی زبان سے نکال لیا اور ستون سے کھول دیا نافرمان نے
آکر تخت شاہی کو ملکہ مہ جبین کے بوسہ دیا ملکہ نے خلعت منگا کر دیا سرفراز کیا اور کہا جب ہم طلسم فتح
کرینگے علاوہ اس ملک کے اور بھی ملک تمھین دینگے یہ کہکر حکم دیا کہ منادی کرا دے جسکو ساتھ اپنی
شاہزادی ملکہ نافرمان کا دینا منظور ہو وہ افسر فوج آکر حاضر ہو حسب الحکم ملکہ [illegible]

ہوئی فوج کوہ و دشت سے آکر حاضر ہوئی سب سے سوال اطاعت کیا ہر ایک نے قبول کرکے اپنا اپنا عہدہ
بدستور لیا پچیس ہزار ساحر جمع ہوئے سب نے انعام مکرر پایا بعد اس کے تاجدار سے عمرو نے کہا ای ملکہ اب
قلعے میں ٹھہرنا نہ چاہیے افراسیاب کی فوج اگر گھیر لیگی کچھ بنائے نہ بنیگا یہان سے اپنی قدیم جگہ پہ
چل کر ٹھہرو اس میں یہ فائدہ ہے اگر کوئی زبردست آکر گرفتار کریگا راہ میں کہیں ٹھہریگا عیار رہا کر لینگے
اور اگر یہان سے آکر پکڑ لیجائیگا بہت جلد افراسیاب پاس پہونچے گا کچھ تدبیر نہ بن پڑیگی مہرخ
نے اسی وقت بموجب مشورہ عمرو نقارہ کوچ کا بجوایا نافرمان نے کہا میں ساتھ چلتی ہون
ورنہ افراسیاب زندہ نہ چھوڑیگا غرضکہ لشکر میں کوچ کی تیاری ہوئی تختیا رو سردار ہمراہ نافرمان کے
سب طائران سحر اور سواریون پر سحر کی سوار ہوکر روانہ ہوئی اور جہان فولاد سے مقابلہ ہوا تھا اسی
جگہ قریب بیشہ رنگین حصار لشکر آکر اترا بارگاہ نواب پالیکا نصب ہوئی مہرخ اس میں آکر تخت پر
بیٹھی ناچ ہونے لگا میخواری شروع ہوئی عمرو ان جنگل میں چلا گیا یہان سب باطمینان ٹھہرے ہیں
مگر افراسیاب باغ عشرت میں مصروف عیش و نشاط تھا اور انتظار فولاد کے آنے کا کرتا
تھا وارین استادہ تھیں جلاد حاضر تھے کہ دوسرے دن کچھ لوگ شہر نافرمانیہ سے گھبرائے ہوئے
قریب باغ عشرت پہونچے اور داد بیداد کرنے لگے افراسیاب نے حکم دیا کہ ان فریادیون کو حاضر
کرو ساحر روبرو لائے افراسیاب نے کیفیت پوچھی انھون نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ قلعہ نافرمانیہ
برباد ہوا اور فولاد دیو کے ہلاک ہونے کی حقیقت کما حقہ جو کچھ گذری تھی بیان کی سنتے ہی افراسیاب
نے زانو پہ ہاتھ مارا حیرت رونے لگی افراسیاب نے دلداری کی اور کہا ای حیرت اگر
میں چاہوں تو جمرہ ہفت بلا کی ایک بلا کو حکم دون وہ سارے لشکر مہرخ کو کھاجائے مگر میں
طرح دیتا ہون کہ یہ لوگ میرے ملازم اور پرورش یافتہ ہیں کیا انھیں بیکبارگی قتل کردن چاہتا
ہون کہ ایسی گوشمالی دون کہ سرکشی چھوڑ دیں اور اسد وغیرہ کو گرفتار کرکے لائیں حیرت
نے کہا ای شہنشاہ اپنا کام اپنے ہی سے کچھ خوب ہوتا ہے مجھے اجازت دیجئے فوج طلسم ہمراہ ساتھ
لیجیے کر جاکر مقابلہ لشکر حریت سے کرون اور سب کو گرفتار کرکے حضور میں لاؤن افراسیاب
جواب دہ ہوا کہ ای حیرت تمنے دیکھا کہ عیارون نے فولاد کو کسطرح سرکاٹ دیکر اڑا دیا تمھیں
کیونکر ایسے سرکشون کے مقابلہ میں بھیجدون اسیر ہو جاؤگی میں پردہ ظلمات میں رہا کرونگا طلسم
ظاہر میں نہ آؤنگا حیرت عرض پیرا ہوئی کہ ای بادشاہ میں حکم احکام کس سے دریافت کرونگی
افراسیاب نے جواب دیا کہ تم خود پردہ ظلمات میں آنا اور اگر میں تمھارے پاس آؤنگا تو

آئینہ سحر کے اندر رہونگا اور تم دیکھو گے کہ مین بیٹھا باتین کر رہا ہون مگر مین نہونگا بلکہ میری صورت کا پتلا ہوگا اور اب جو ساحر مقابلہ لشکر مہرخ کو جائے جہان اپنا خیمہ نصب کرے اُس زمین کو بزور سحر سنگین کردے کہ کوئی عیار سرنگ نہ لگا سکے اور بہت ہوشیاری سے لڑے یہ باتین خوفناک افراسیاب نے جو کہین اُسکا ایک چیلا ہے اژدر رنگ جادو نام فن سحر مین مہارت تام رکھتا ہے سر پر وبال جہل رہا تھا یکایک سامنے آیا اور دست بستہ عرض رسا ہوا کہ اے شہنشاہ غلام کو آپ نے کس دن کے لیے پرورش کیا ہے اب مجھے حکم دیجیے کہ ان نمکحرامون کا جاکر خاتمہ کردون اور سب کو دم بھر مین گرفتار کر لاؤن مجھکو نہ کوئی سرنگ سے مین اُڑا سکیگا نہ کوئی عیار میرے پاس آسکے گا افراسیاب نے کہا کونسا سحر تجھے یاد ہے اُسنے عرض کیا کہ جو شخص میرے پاس آئیگا مین افسون پڑھکر پھونکونگا اگر وہ عیار ہوگا تو صورت اُسکی تبدیل ہو جائیگی مین گرفتار کر لونگا اور میرے گرد خیمے لشکر کے زمین تک بھی کوئی نہ آسکے گا افراسیاب نے کہا اچھا جاؤ اور ابھی مہرخ شہر ناف فرمانیہ کی حوالی مین ہوگی گرفتار کر لاؤ اور عیارون سے بہت ہوشیار رہنا اژدر رنگ اُسیوقت باغ کے باہر آیا نفیر سحر کو بجایا ساحر نامی حاضر ہوے اُسنے حکم دیا کہ دس ہزار ساحر تم مین سے میرے ساتھ چلین اور کام لشکر حریف کا تمام کرین ساحر یہ حکم سنکر تیار ہوے اور شیر واژدر و پلنگ پر سوار ہوکر اسباب ساحری لیکر اُسکے ہمراہ چلے ابیات

صداے بوق تھی اک شور محشر	ہوا تھا اُس سے گوش چرخ بہرا
ہوے میدان کی جانب وہ سبک خیز	کیا اژدر کو ہر ساحر نے شبدیز
قد و قامت تھے اُنکے مثل کہسار	سیہ کاری مین مانند شب تار
صدا تھی کرنا کی شور محشر	پراگندہ ہو دل جس سے سراسر
زمین نعل ستوران سے مشبک	صداے پاشنہ تھی آسمان تک

الغرض بشوکت تمام اژدر رنگ بعد قطع منازل وطے مراحل قریب ملک ناف فرمانیہ آکر پہونچا سارے شہر کو خراب وبرباد دیکھا کہ عمارت شہر کی جلی ہوئی فوج فراری رعایا پریشان ہر شخص بلبیابان اُسنے وہان قیام کیا اور ایک نامہ لکھا کہ جسکا مضمون یہ تھا بعد از تعریف خداوندان جمشید وسامری زہرہ وشاہ باختری اے گروہ باغی آگاہ ہو کہ بنام اژدر رنگ جادو سحر کی میرے پناہ نہین کوئی طلسم مین میرے منہ آجتک چڑھا نہین اور دوئی زبردست اگر سر پر ہوا نہین تمھارے نقش ہستی کو دم بھر مین مٹا دونگا گور مین سبکو سلا دونگا نظم

نہ اپنے زور وشوکت پہ ہو مغرور	سلیمان کے ہے آگے دیو بھی مور
نہین ہے کام اژدر جاے آرام	کہ شیشے کا ہے خارا سے بد انجام

نہیں کچھ فائدہ اس شور و شر مین — تماشا سب آتشی ہے ہما کر مین
دو ہر رکھتا ہے کاروبار پر خاش — مسوزان خلق را بجانِ خود باش
عداوت ہی بہت شاہون سے ممنوع — ادھر توبہ ہو دل اور عذر سے رجوع
شراب تند لشکر سے نہ کہا جوش — خمار اسکا پشیمانی ہی بیہوش ہا
اُٹھا وے اپنی خاطر سے جو تو عذر — وہان جا رہ صفت نعلین پا ان صدر

اے مہرخ اگر دیکھتے ہی نامے کے یہان آکر حاضر ہوئی تو روز بد دیکھے گی نامہ تمام والسلام یہ کہکر نامہ تصویر جھولی سے پتھر کی نکالی اور کہا اے تصویر سحر یہ نامہ مہرخ پاس لیجا اُس تصویر نے نامہ اُٹھا لیا اور زمین مین سما گئی مہرخ بارگاہ مین اپنی متمکن تھی ناچ ہو رہا تھا سامان عشرت مہیا تھا کہ تیلی زمین سے نکلی اور گود مین مہرخ کے گری نامہ دیا جواب طلب کیا مہرخ نے نامہ جب پڑھا بدحواس ہو گئی عمرو نے اُسے منتشر دیکھکر پوچھا کہ اے ملکہ خیر تو ہے مہرخ نے کہا خواجہ ارژنگ جسے افراسیاب کا جیسے شہنشاہ نے خود تعلیم کیا ہو اور بجاے اپنے فرزند کے پالا ہے وہ لڑنے آیا ہے اب سواے مرگ کے چارہ نہیں اس سے مقابلہ کرنے کا یارا نہیں عمرو نے کہا اے ملکہ خدا کو یاد کر کے جواب نامہ کا جنگ کرنا دو اب تک جو آیا فرعون باسامان آیا مگر ہر فرعونے را موسائے دیکھا تم نے کہ عیاران نامدار نے کسطرح مار ڈالا کہ حسرت و آرزو اسیر گریبان تھی چیل اور کوون نے لاش کھائی تھی گور بھی نپائی تھی غرض عمرو کے کہنے سے جواب نامہ یون لکھا۔ نظم

لکھا نام خدا آغاز مکتوب — کہ بسم اللہ ہے ہر کام مین خوب
پھر اُسکے بعد توصیف رسالت — کہ یہ نقطہ ہے سرتاج عبادت
کیا پھر یہ جواب نامہ تحریر — مین تیری مدعی ہون مثل شمشیر
اسد خوش بخت ہے اور مرد جرار — جو اس فوج دلاور کا ہے سردار
نہ دیکھا تو نے کچھ نیرنگ ادبار — قصور کر ذرا تو اسے گنہگار
کہ نامی ساحرون کو ایکدم مین — عمرو نے دی جگہ ملک عدم مین
کریگا تجکو بھی گردون پشیمان — کر استغفار تو اور ترک طغیان
ہمین بھی تیری جان بخشی ہے منظور — وگرنہ صلح کرنا دل سے رکھ دور

یہ جواب باصواب رقم فرما کر تصویر کے حوالے کیا وہ لیکر زمین مین سما گئی اور پاس ارژنگ کے پہونچی اور وہ تحریر دی اُسنے پڑھکر قصد کیا کہ کوچ کرون اور اُدھر مہرخ نے حکم کیا کہ تیاری فوج کرے اور لڑنے چلے اسوقت ملکہ نافرمان نے کہا اے ملکہ مجھے اجازت دیجیے کہ مین یہان سے جاؤن

اور ارژنگ سے کہون کہ مہرخ کے لشکر نے میرے ملک پر تسلط کر لیا تھا عیارون نے مجھے پکڑ لیا تھا
اس سبب سے مصلحت وقت سمجھکر مین نے اطاعت کر لی تھی فی الحال ای ارژنگ آپ تشریف لائیے
مین میرے یہان اگر آکر دعوت نوش فرمائیے مین بھی آپکے ہمراہ ہوکر کینہ دیرینہ لشکر مہرخ سے نکالون
اور سب باغیون کو قتل کرکے اپنا بدلہ لون پس وہ میرے یہان آئیگا کنیز اُسے قتل کر ڈالیگی یا گرفتار
کریگی مہرخ نے کہا ایسا نہو وہ تمھین گرفتار کرے کیونکہ تنہا تمھین جانے دون او رصحبت مین
ڈالون اس اثنا مین برق نے کہا ای ملکہ آپ نافرمان کو مع فوج کثیر روانہ فرمائیے اسکے نامہ و
پیام مین وہ رکیگا مین جاکے قتل کر ڈالونگا آپ ابھی لشکر کشی نہ کرین اور زحمت بیفایدہ
نہ اٹھائین آخر مہرخ نے نافرمان کو روانہ کیا اور بطور اخفا شکیل کو پندرہ ہزار ساحر کی
جمعیت سے بھیجا کہ تم قریب لشکر ارژنگ دقت کے منتظر کمینگاہ مین جاکر ٹھہرو یہ بھی روانہ ہوا
ساتھ لشکر کے برق اور ضرغام اور جانسوز بھی چلے اور بعد قطع مسافت راہ قریب لشکر
حریف پہنچکر کمینگاہ مین بیٹھے اب حال نافرمان سنیئے کہ اپنے قلعے مین آکر ایک نامہ بلجاجت
ومنت ارژنگ جادو کو لکھا کہ ای فرزند شہنشاہ افراسیاب یہ کنیز عجب مصیبت مین پڑی
تھی اطاعت مہرخ سراسر مجبوری تھی کوئی حامی و مددگار اسوقت یہان نہ تھا اگر مطیع اسکی
نہوتی تو کیا کرتی زہے خوش نصیبی میری کہ جو حضور یہان تشریف لائے غریب خانے مین تشریف
لائیے مجھے سرفراز فرمائیے مین معاوضہ اس قوم شریر سے لونگی اور ہمراہ آپکے ہوکر لڑونگی یہ تحریر
ایک ساحر معتبر لیکر ارژنگ پاس آیا اور نامہ دیا اُسنے پڑھا اور برائے امتحان کچھ سحر پڑھکر
دستک دی ایک پتلا زمین سے پیدا ہوا اُسنے ایک کاغذ اُسے دیا وہ بھی پڑھا لکھا تھا کہ یہ رقعہ
ازراہ فریب نافرمان نے لکھا ہے وہ صدق دل سے شریک مہرخ کی ہے اور تمکو قلعے مین بلاکر
قتل کیا چاہتی ہے خبردار اسکے مکر مین نہ آنا اسنے وہ کاغذ توڑ مروڑ کر پتلے کو دیا کہ وہ لیکر زمین مین
غرق ہوا اور نافرمان کے رقعے کا جواب لکھا کہ ای نمک حرام مین تیری چال جانتا ہون ایسے
فقرے مین کب آتا ہون تو نے مجھے بھی کوئی ایسا ویسا ساحر مقرر کیا ہے منم ارژنگ جادو کوئی دم
مین تجھے اور تیرے مددگار کو گرفتار کرکے عذاب الیم سے قتل کرونگا تو اپنی خیر منا مین پہلے مہرخ
کو جاکر گرفتار کر لاؤن پھر تجھے گرفتار کرون تو طلسم سے کہان جائیگی کوئی لمحہ مین اپنی کردار
نامہ کا تماشا دیکھیگی یہ جواب لکھکر نامہ دار کو دیا وہ لیگیا مگر عیار کمینگاہ مین لشکر سے ہوکر شکل
مبدل کرکے اسکے خیمے کے پیچھے رہتے ہین کہ ضرغام ایک خدمتگار کی صورت بنا کر اسکے خیمے مین گیا

اور جانسوز ساحر بنکر در خیمہ پر کھڑا ہوا اس عرصہ مین ارژنگ نے جو نگاہ کی دیکھا کہ ایک خدمتگار کھڑا ہوا اسے شبہہ ہوا اوسیوقت سحر کیا کہ ضرغام کا رنگ روغن چھوٹ گیا اور صورت اصلی ہو گئی اسنے کہا اے خدمتگار یہ رقعہ نافرمان کو دے آ اور آپ کا غذ اٹھا کر دکھایا ضرغام کاغذ ہاتھ سے لیکر لینے لگا اسنے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا او ناعیار تو میرے ساتھ بھی عیاری کرنے آیا تھا ضرغام نے چاہا کہ خنجر ماروں مگر ارژنگ نے ایسا سحر کیا کہ دست و پا کی حرکت جاتی رہی اور پکارا کہ کوئی حاضر ہو جانسوز ساحر بنا دروازے پر کھڑا تھا حاضر حاضر کہتا ہوا اندر آیا ارژنگ نے کہا عیار آنا شروع ہوئے ایک کو مین نے گرفتار کیا ہے اسے لیجا کر مقید کر جانسوز نے کہا آپ اپنا سحر اسپر سے دفع کر دیجیے مین اپنے سحر مین اسے مبتلا کر کے قید کر دوں اسنے اپنا سحر دفع کر دیا جانسوز بازو پکڑ کر ضرغام کو لے چلا مگر ارژنگ کو کچھ مطلب ہوا جانسوز در خیمہ تک دونوں نہ پہونچے تھے کہ اسنے سحر کیا کہ جانسوز کی صورت اصلی ہو گئی تب پہچانا کہ اسکو بھی مقید کر لیا اور ایسا سحر کر دیا کہ دونوں کمر تک زمین مین غرق ہو گئے اس عرصہ مین دو دن گذرا اور نقاش قدرت نے صفحہ سپہر پر صورت ثوابت و سیار منقوش فرمائی اور مصور فرنش نے پیکر دلفریب شاہد ماہ کو جلوہ بخش کیا نظم

چلا جب بادشاہ ملک خاور ۔ شعاع مہر کا نیزہ اٹھا کر
ہوئی ظاہر یکایک فوج انجم ۔ نشان خسرو عالم سے ہوا گم
فلک پر تھا ستارون کا یہ انبوہ ۔ کہ جیسے فوج مردم بر سر کوہ

سر شام برق بطور مخفی پاس نافرمان کے گیا اور کہا اے ملکہ جو عیار پاس ارژنگ کے جاتا ہے وہ پہچان کر اسے گرفتار کر لیتا ہے مین اسکے پاس نہ جاؤنگا آپ مجھے ایک خیمہ اور پلنگڑی جواہر نگار و فرش شاہانہ عنایت کیجیے نافرمان نے کہا حاضر ہے لیجایئے برق نے چھکڑے پر سب اسباب مذکورہ بار کیا اور قلعے کے باہر آ کر ایک صحرائے سبزہ زار پر بہار قریب خیمہ ارژنگ تجویز کیا کہ
جہان گلہائے زنگار رنگ کھلے تھے چشمے خضر بھرے تھے نظم

چٹکے تھے غنچے لال تھے لب کوپلون کی طرح ۔ پنکھا کرتے تھے انکو صبا بسکہ ہر زمان
جھونکے سے باد کے تھے کشاکش مین یکدگر ۔ شاخ کمان کی طرح سے پھولونکی ڈالیان
تاراج خواب کرتے تھے بلبل کے چہچہے ۔ سنتے کہین جگاتی تھی شارک کی داستان
قمری بھرے تھی نعرۂ حق سرہ کہین ۔ اور اک طرف کو فاختہ کوکو کرے تھی وان
تھا بسکہ برفروختہ رخسارۂ چمن ۔ ہر دم سپند لا کے جلاتا تھا باغبان

برق نے جھکرا تو قلعے مین بھیدیا اور خیمہ اس مقام فرح افزا مین استادہ کیا اور پھولون کے ہار سے
سارا خیمہ چھپا دیا وہ ہار سب عطر بیہوشی مین بسائے گئے تھے اس طرح ڈالے تھے کہ خیمہ گلدستہ
معلوم دیتا تھا اور عطر بیہوشی بہت سا سارے خیمے کے اندر اور باہر چھڑکا تھا اپنے دماغ کو بند
کر لیا تھا ناک مین روئی رکھ لی تھی غرض اندر خیمے کے پلنگڑی آراستہ کی اور گل تکیے لگائے
عطر بیہوشی اُن مین بھی ملدیا چادر پلنگ پر عطر مین ڈوبی ہوئی بچھائی مسند زرین بانات لگائی
سرا نچے اُٹھادیے روبرو خیمے کے وہ صحرا ایسا سرسبز ہے کہ جسکے دیکھے سے روح تازی ہوتی تھی فراش
ماہتاب نے فرش چاندنی بچھایا تھا ہر ذرۂ ریگ بیابان ثوابت آسمان سے ہمسری کرتا تھا چشمہ
ہر طرف موجزن اُنکے کنارے پارچے جیسے جلاجل گورد گوزن وہرن چاندنی مین پھرتے تھے برق
نے صورت اپنی ایک جوگی کی بنائی کانون مین کنڈل اور مندرے پہنے بالون کی جٹائین بنا کر
خاک آلودہ کین ہاتھون مین سلیمانی دانون کی سمرن باندھکر گلے مین سیلیان پہنین مالے
ڈالے منہ پر موتیون کو راکھ کرکے بھبوت ملا زری کا حلقہ سر پر رکھا اور مرگ چھالا در خیمہ پر
بچھا کر بیٹھا طنبورا ایک بجانے لگا اور بھجن سامری کی تعریف کے گانے لگا یہان ارژنگ دونون
عیارون کو قید کرکے اپنے خیمے مین بیٹھا اور سحر کر دیا کہ اب اندر خیمے کے اپنا پرایا کوئی نہ آسکے
خدمتگارون تک کو باہر نکال دیا اور زمین کو پتھر سے بھی زیادہ سخت کر دیا کہ کوئی عیار نقب
نہ لگانے خلاصہ کلام با انتظام تمام بیٹھا تھا کہ یکایک صداے دلکش بھجن گانے کی کان مین آئی
اُٹھکر در خیمہ پر آیا معلوم ہوا کہ پشت خیمہ پر جو جنگل ہے ادھر سے آواز آتی ہے اسی طرف روانہ ہوا
اور قریب خیمۂ برق پہونچا چاندنی چھٹکی تھی برق نے اسے آتے دیکھا آپ اُٹھکر بھاگا اور
ایک جھاڑی مین ندی کے کنارے آکر چھپ رہا لیکن ارژنگ نے جو آکر دیکھا کہ مرگ چھالا
بچھا ہے خیمہ آراستہ ہے مسند زرنگار لگی ہے پلنگ جواہر آگین بچھا ہے مگر کوئی نہین ہے ایک سناٹا ہے
یہ حیران ہوکر اندر خیمے کے آیا ایسی جگہ معقول تھی اور لپٹ خوشبو کی آتی تھی کہ مشام جان اُسکا
معطر ومعنبر ہوا اور پلنگڑی پر بیٹھا خیال کیا کہ ایسا نہو کسی عیار نے یہ خیمہ اپنے رہنے کو درست
کیا ہو یہ سوچکر افسون پڑھا کہ زمین سے ایک تصویر پتھر کی کاغذ لیے نکلی اُس سے کاغذ لیکر جو
پڑھا لکھا تھا کہ یہ خیمہ برق فرنگی عیار کا ہے اور تجھے وہ قتل کر چکا اب تو مردہ ہے یہ پڑھ ہی
رہا تھا کہ عطر بیہوشی کی خوشبو کام تو کر چکی تھی ہی سارے دماغ مین بس چکی تھی یکایک چھینک
آئی اور بیہوش ہوگیا برق اسکو خیمے کے اندر جاتے دیکھکر آہستہ جھاڑی سے نکلا تھا اور دوڑ کر

خیمہ چھپکر حال اسکا دیکھ رہا تھا جب ارژنگ بیہوش ہوا برق خیمہ مین آیا اور خنجر سے سر اسکا کاٹ ڈالا
ایک شور عظیم برپا ہوا اور سلیمن برسنے لگین قیامت کیطرح ہنگامہ ہوا صدا آئی مارا مجھے کہ نام میرا ارژنگ
جادو تھا برق بھاگ کر لشکر شکیل جو کمینگاہ مین تھا وہان گیا اور کہا جلد چلو اور راہ رو ساحر
صدائے دار و گیر لشکر دوڑ سے دونون عیار جو خیمہ مین ارژنگ کے قید تھے وہ چھوٹ گئے اور بھاگ کر
قلعہ نافرمانیہ مین پہونچے نافرمان سے کہا ارژنگ مارا گیا جلد لشکر تیار کرکے شبخون کرو نافرمان
فوج کو ترتیب دیکر بعجلت تمام قلعے سے نکلی اور ایک طرف کو شکیل آکر پہونچا دو طرف سے ارژنگ
کے لشکر کو گھیر کر شبخون کر کی سحر کی لڑائی شروع ہوئی اور شمشیر زنی ہونے لگی کہ ابیات

بہ آئین دارا برون از حصار — بر آمد سپہدار جم اقتدار
یلان تیغ و بازو برافراختند — رجز خوان بہ آوردگہ تاختند
سپاه دو سو گرم پیکار گشت — نہ مہ تا بماہی خبردار گشت
زمین گشت رنگین زخون یلان — چنان کز شفق دامن آسمان
لب از دو صد شیران شمشیر زن — کہ رنگین زبان گشتہ در کام من

الغرض ساری رات لڑائی سحر کی رہی اور تیغ آزمائی ہاتھون کی صفائی رہی صبح کو جب عالم زرنگار
شاہ خاور درمیان کوہسار بلند ہوا اور تیغ کہکشان کو ترک فلک نے نیام انتقام مین کیا ابیات

چو خورشید در صبحدم طبل جنگ — فرو کوفت بر بام چرخ دو رنگ
تزلزل زمین و زمان را گرفت — تپش نبض جان جہان را گرفت

لشکر ارژنگ شکست کھا کر طرف باغ عشرت کے بھاگا نافرمان نے خیمہ و خرگاہ اسباب
نقد و جنس لوٹ لیا برق نے بہت کچھ لوٹا کہ چلکر عمرو کو نذر دونگا اور نافرمان سے کہا یہان
نہ ٹھہرو اسی طرح لشکر ماہرخ کی طرف چلو فوج تو سب مسلح و مکمل تھی ہی نقارے خوشی کے بجاتے
قہقہے لگاتے روانہ ہوئے اور بعد مرحلہ پیمائی کے داخل عسکر نصرت اثر ہوئے ماہرخ نے سبکو گلے
سے لگایا اور صدائے مبارکباد بلند ہوئی کہ عید کی طرح سب گلے مل مل + غنچہ کی طرح ہنستے
تھے کھل کھل برق کو مہ جبین نے بہت بھاری خلعت دیا اور سب عیارون کو سرفراز کیا
لیکن فوج ارژنگ کی شکست خوردہ چاک گریبان و سینہ زنان باغ عشرت کے قریب پہونچی
افراسیاب سرگرم عیش و نشاط تھا اور سترہ ہزار ساحر معزز گرد و پیش بیٹھا تھا رقاصہ مجرا
کر رہی تھی دور مے گلگون کا چلتا تھا کہ یکایک صدائے نوحہ و شیون کان مین آئی خبر دریافت

کرائی معلوم ہوا کہ ازدرنگ مارا گیا فوج جو اسکے ساتھ گئی تھی وہ بھاگ کر آئی ہے چند افسرونکو انہین سے
اپنے روبرو بلایا اور حال مفصل ازدرنگ کے قتل ہونیکا دریافت فرمایا اور سب کیفیت پشت و دست
کو دندان حسرت سے کاٹا حیرت نے کہا ای شہنشاہ اب مجھے تاب باقی نہین ہے مین جاتی ہون
اور ان گمراہون کو سزا دیتی ہون افراسیاب نے کہا تمھارا جانا ابھی مناسب نہین تم باغ سیب
مین جا کر مع ارکان سلطنت ٹھہرو مین پردۂ ظلمات مین جاتا ہون وہان سے جیسا کچھ جیسا
مناسب ہوگا کیا جائیگا یہ کہکر سوار ہوا چونسٹھ ہزار نقارے برابر بجنے لگے اور تخت طاؤسی
بشیر افراسیاب سوار ہو سامنے اُس تخت کے پریزادین طلسمی ہاتھون مین ساز لیے تخت روان
کے پیچھے سوار ہو کر ناچنے لگین اور بہت سی پریان پچکاریان لیے سونے روپے کے گھڑے کولے پر رکھے رنگا
رنگ بھرے گلاب و کیوڑا اور بید مشک انہین بھر آپس مین رنگ کھیلتی ہوئین قمقمے اچھالتی چلین چار دیو
وزیر تخت کے گوشون پر کھڑے چنور بال ہما کا لیے مگس رانی مین مصروف ہوے ایک ابر سرخ رنگ
تخت پر آکر سایہ فگن ہوا اور سرخی اُس ابر سے برسنے لگی اور تخت از خود سواری کا سن سن ہوا کی طرح
روانہ ہوا جدھر سے سواری نکلی درخت اور طائر اور انسان سب یا افراسیاب یا افراسیاب کی صدا
دینے لگے اسی طرح طرف ظلمات کے چلا گیا کسی کو نہ معلوم ہوا کہ کدھر سے داخل پردۂ ظلمات ہوا حال
پردۂ ظلمات بروقت داخلہ عمرو کے بیان ہوگا لیکن حیرت بعد جانے افراسیاب کو طاؤس
سحر پر سوار ہوئی اور مع ارکان دولت کے بڑے حشم و خدم سے آکر باغ سیب مین پہونچی اور تخت
پر بیٹھی تمام سردار و ساحر زیب دہ کرسی و دنگل ہوے ناچ شروع ہوا ساقیان مہ لقا جام بادہ گلرنگ
دینے لگے اسوقت ہوا سرد و سرد چلنے لگی اور گھٹا چارطرف چھا گئی سارے پھول باغ سیب کے کھل گئے
درخت نشہ جوش بہار سے جھومنے لگے طائران سحر سامنے حیرت کے آکر زمزمہ سرا ہوے کہ ای ملکہ
عالم ملکہ بہار جادو تشریف لاتی ہین حیرت نے کہا جب ہی یہ عالم بہار کا یکایک ہوا تھا اچھا
کچھ لوگ استقبال کو جائین اور با عزاز تمام لائین ساحران معزز روانہ ہوے اور ملکہ بہار کا استقبال
کیا بہار داخل باغ ہوئی سب اٹھ کھڑے ہوے حیرت نے گلے سے لگایا بلائین لین پاس اپنے
بٹھایا کیسلیے کہ بہار جادو چھوٹی بہن حیرت جادو کی ہے اور ایسی خوبصورت ہے کہ باغبان قدرت
نے چمن حسن کو اسکے اپنی آبیاری رحمت سے سرسبز فرمایا ہے اور گلشن روزگار مین سرو قامت
کو اس غنچہ خوبی کے بوٹا سا خلق کیا ہے کہ ابیات

شہریار لشکر جور و جفا	زیب بخش کشور حسن و ادا

برق تمثال آتشین وشوخ وشنگ		سوزجان نازنینان فرنگ

افراسیاب ہزارجان سے اسپر شیفتہ و فریفتہ ہے اور صدہا مرتبہ سوال وصل کر چکا ہے مگر بہار نے
حیرت اپنی بہن کے باعث سے انکار کیا ہے دربار مین کم آتی ہے کوہ آرام طلسم مین ایک مقام ہے
وہان رہتی ہے طلسم مین غدر سنکر اور ساحرون کے مارے جانے کی خبر سنکر پاس اپنی بہن کے آئی ہے
ہر ایک ساحر جلیل القدر اسپر مائل ہے مگر بخوف اسکے کہ افراسیاب اسے پیار کرتا ہے کوئی خواستگاری
عقد کی نہین کرتا ہے بہار ناکتخدا ہے اور حیرت بوجہ عشق افراسیاب چاہتی ہے کہ بہار طلسم
مین نرہے مگر ظاہر مین خاطر کرتی ہے خلاصہ کلام جب بہار بیٹھی حیرت نے اشارہ کیا ساقی جام
سامنے بہار کے لایا میکشی شروع ہوئی جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا بہار نے کہا باجی یہ
کیا غلغلہ طلسم مین ہے حیرت گویا ہوئی کہ اے بہن اس مہرخ حرامزادی کی قضا آئی ہے شامت
زدی نے ملازمان شہنشاہ کے ساتھ بغاوت اختیار کی ہے جان نثارون کو حضور کے قتل کرتی ہے
اب مین جاکر گرفتار کر کے ایسے برے حال سے جوتیان لگاکر قتل کرونگی کہ اس طلسم مین تو اس
طرح کوئی بیعزت نہوا ہوگا بہار نے یہ باتین سنکر برا مانا کس لیے کہ مہرخ اسکی عزیز ہے اور کہا بہن
یہ تو ناحق کہتی ہو ملکہ مہرخ سے اور ہم جیسین سے آخر عزیزداری کیسی بلکہ خون شریک ہین
لاٹھی مارنے سے پانی جدا ہوتا ہے یہ کس طرح تمھارے منھ سے نکلا کہ جوتیان لگاکر قتل کرونگی
پھر وہ ہم لوگون سے کم نہین ہان البتہ شہنشاہ اور ساحران صاحب مرحلہ طلسم پایا ہو ہفت حجرہ
یا ساکنان دریاے ہفت رنگ و دریاے نیل وغیرہ اسکے اوپر غالب آسکتے ہین یا ہم اور تم مقابلہ
کرسکتے ہین یا چار دن وزیر شہنشاہ کے لایق مقابلہ ہین سُنا ہے کہ فولاد بہوشی خوار کو سحر کے
اژدہے سے نگلوا لیا ہوتا اگر پتلے طلسمی نہوتے تو بچکر آنا فولاد کا میدان جنگ سے دشوار تھا پھر
ایسے معزز بزرگ والی خاندان کو تم کیونکر جوتیان لگاؤ گی حیرت یہ کلام سنکر غیظ سے آگ
ہو گئی اور کہا او چھوکری تو سر دربار شوکت مہرخ کی بیان کرکے میرے سردارون کو خوف زدہ
کرتی ہے نمکحرامی در پردہ اسکو کہتے ہین تو بھی انھین باغیون مین مل گئی ہے جب تو طرفداری
کرتی ہے یہ کہکر لوگون سے کہا کہ کیا دنیا مین خون سفید ہو گیا ہے کہ جب ایسے شخص نمکحرامی کرین تو
پھر اور کسی سے کیا امید ہوگی لو صاحب ہمارے سامنے اور مہرخ کی تعریف وہ حرامزادی اب ہماری
عزیز ہے یا دشمن ہے مین اسے جوتیان نہ لگاؤنگی تو کیا سر پر چڑھاؤنگی بہار نے یہ سخنان درشت سنکر
کہا بس بس زبان سنبھالو نمکحرام ہو ہوگا وہ ہوگا مجھے کیا کام کسی سے میری بیزار یہ جھگڑے جانے

ذرا سیر چمن نہ لگتا نہیں ہیں ہیں بھی اپنے نام کی ہوں سارا شہزادی ہیں تمھارا معلوم کرونگی مجھ سے ذرا اپنا
زور شاہ ہونا جتانا یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ یکایک سواری ظلمات کی طرف سے افراسیاب
کی آئی بجنس سواری جو پہلے ذکر کیا گیا ایک جانب ٹھہرا اور افراسیاب دستنبو اچھالتا ہوا تخت طلسمی
کرتا تخت سے اترا اہل دربار بہر تعظیم اٹھے مجرا اور سلام پھر ایک کا ہوا اور تخت پر بیٹھا دیکھا کہ بہار
جہاں و سیرت اشارت فصل و ہم جاری ہیں معلوم ہوتا ہے کہ مشاطہ حسن نے موتیوں کا سہرا چہرہ زیبا پر
اس حور وش بہار کے آراستہ کیا ہو یا صدف کا منہ کھلا ہے کہ لالی آبدار اوگل رہی ہے رنگ چہرے کا
از طرز نزاکت سے گل کی طرح جوئے ہوا افراسیاب یہ حال دیکھتے ہی بیقرار ہوگیا اور پوچھا کہ اسکے
تغیر سے دو گلشن مرحمت سے بیخ سے تو مرہی رہی کو لنا آخر پہنچا ہے کہ شکل غنچہ دل تنگ ہے بہار نے عرض
کیا کہ اے شہنشاہ اب میں تکرار ہوں لیکن ارادہ رکھتی ہوں کہ بہار لشکر مہرخ پر جا کر وہ خزان
لاؤں کہ عندلیب آسا اسکے مدد گار نالہ و شیون کریں اور جیسے رحم نہ آئے اور باغ ہستی میں کسی
باغی کا نخل خواستہ باقی نہ رہے لیکن باغ طلسم سے ہم بھی مانند اوسکے گل پریشان ہوسکے واسطے
چمن بندر یاضی سیار طلسم آپکے قدم سے جدا ہو سکے یہ کلام آتش غنچہ دہن کے افراسیاب نے مجھ
سنے اور دیکھا کہ چشم نرگسی میں اشک شبنم بھرے ہیں لب نازک مثل برگ گل حرارت غضب
اور تیزی صبا سے کلام سے تھرا رہے ہیں کہ ابیات

طبیعت کو پیدا ہوا ہے ملال ٹھہرا آتے یان ہوا ہے محال
لبوں پر ہیں تیغ لفظوں میں حباب محبت زبان پر ہے باطن عتاب

کھسیانی ہو کر باتیں کر رہی ہے افراسیاب نے حیرت کو کہلا کہ اگر یہی لوگ تکرار ہوینگے تو
تمہارا حال تم کہاں سے ہو ہین حیرت نے کہا یہ باتیں سب تمہیں آتی ہیں جاؤ تم سے ابھی باتیں
بناوٹ کی نہ کرو میں آدمی کی نگاہ پہچانتی ہوں تم اسکی پشتی بھلا کیونکر نہ لوگے یہ طنز بھی بہار
کو برا لگا اور افراسیاب بیٹی کی بات سنکر متعجب ہو رہا بہار نے اپنے دل سے یہ مشورہ کیا کہ جاکر
مہرخ کا لشکر برباد کرے اور وہاں سے کسی طرف نکل جائے یہ تجویز کرکے گلریزی گلشن کلام میں کی
کہ اے شہنشاہ آپ حضور کسی جان نثار کو بمقابلہ حریف بھیجئے گا مجھی کو روانہ فرمائیے افراسیاب
سوچا کہ اگر میں روکتا ہوں حیرت کہیگی کہ شوق کر لڑنے جانے نہ دیا اس سبب سے بہار کو اجازت
دی کہ اچھا جاؤ لیکن تم اکیلے نہ جانا کسی اپنے نوکر کو حکم دینا کہ وہ لشکر مہرخ کا فیصلہ کرے اور میں
[illegible]

تشریف لائیے تو مین اپنا گلا کاٹ ڈالون کہین ایسا غضب نہ کیجیے گا جو کسیکو بھیجیے افراسیاب نے
کہا سچ ہے ای ملکہ تم ایسی ہی ہو اور خلعت رخصت منگا کر دیا بہار تیوریان چڑھائے منہ پھلائے سوار
ہو کر کوہ آرام مین آئی اور ایک دن اپنے مقام پر رہکر اپنے سپہ سالار منجوار کر گدن پیشانی
کو حکم ترتیب لشکر دیا بارگاہ زر بفتی بسنتی رنگ کی اژدر سحر پر بار ہوئی اور ساٹھ ہزار جادوگرنیان
اور ساحر اسباب سحر کا لیکر آیا وہ سفر ہوے جب کہ دوسرے دن اریکہ آراے چرخ زنگاری یا چتر
زرین شعاع اورنگ سپہر پر جلوہ گر ہوا ابیات

چو در خانۂ زین نشست آفتاب ... روان گشت فتح و ظفر در رکاب
برآمد یکے شد صف زرین حباب ... فرو رفت ظلمت بدریاے آب
رخ خود نمود آفتاب منیر ... ز ردلیش جہان گشت روشن ضمیر

صبحدم نفیر سحر بجی اور لشکر نے کوچ کیا ملکہ بہار تخت پر سوار ہوئی سامنے ملکہ کے تخت پر گلدستے گلزار ارم کو
جو ہنستے رکھے تھے گلہا تخت پر چھائی تھی اور جہین جہین لونڈیان پڑتی تھین جدھر سے سواری نکلتی تھی
سائز ہی کے تختے از خود ظاہر ہوتے تھے اور پھولتے تھے جو اصین سر پر چتر زرین ملکہ کے لگائے تھین اور
خود بخود دیکھ پریزادین ظاہر ہو کر پچکاریان لیے رنگ کھیلتی تھین ہونیان گاتی تھین اور جادوگرنیان
اور ساحر ہمراہ کی چاندی سونے کے پھول ملکہ کے اوپر سے نثار کرتی تھین سحر کی نیرنگیان دکھاتی
تھین آگے آگے منجوار بعدہٗ سپہ سالاری اژدہے پر سوار پشت پر ساحر ساٹھ ہزار کہ ابیات

کہ سب مثل بلبل کے تھے نغمہ سنج ... تھا وہ گنبد دلیے رنج بروقت رنج
زرہ پوش مردان جنگ آزما ... لیے ساتھ اسباب سب سحر کا
وہ اڑتی ہوئی برق اس فوج کی ... کہ دریاے لشکر کی وہ موج تھی
ہژبران جنگی بہ آئین جنگ ... کشیدند بر سر کمان تنگ تنگ
یلان غرق آہن ز سر تا بپا ... چو شیرے کہ گیرد در آئینہ جا

غرضکہ بڑے جاہ و حشم سے پانچ پانچ کوس کا کوچ و مقام بہار کرتی روانہ ہوئی جب ایک منزل
لشکر کوہ آرام سے نکل آیا ایک جگہ بہار ٹھہری تھی کہ منجوار کر گدن پیشانی نے عرض کیا
کہ اے ملکہ اگر اجازت دیجیے تو بارہ ہزار ساحر ون سے یہ غلام آپکا آگے جا کر لشکر عمرو کو گرفتار کرے
کیلئے کہ بروقت تشریف لانے حضور کے زحمت بندگان عالی کو نہو صرف سر کٹوا کر پاس شہنشاہ کی
[illegible]

ساٹھ ہزار ساحر کے بارہ ہزار ساحر جو اُسکی اردلی خاص کے تھے منتخب کر کے ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور بعجلت تمام
راہ طے کر کے قریب لشکر مہرخ عالی مقام پہونچا اور خیمہ استادہ کرایا اتفاق سے داخلے کے بعد لشکر اُترنے لگا
مگر صنعوار نے اپنے خیمے کے برابر ایک خیمہ اور برپا کرایا اور اسباب سحر کا لیکر اُسمین سحر کرنے بیٹھا خون خوک
چوکا دیا صندل کی چوکی پر کھڑے ہوکر سحر پڑھنے لگا سور کے لوہو سے آپ بھی نہایا منقل آتشین پر آگ
دھتورے کے پھل رائی سرسون شعلے جلاتا تھا لیکن طائر سحر ملکہ مہرخ کے اُسکے لشکر کو اُترتے دیکھکر
بارگاہ مہ جبین میں حاضر ہوئے اور بزبان فصیح دعائے شاہنشہی بجالائے کہ ابیات

ای تاج شاہی را فروغ از تارک والای تو — دی خلعت شاہنشہی زیبا ست بر بالای تو
بدر الدجا سے کرمت مہر سپہر ابہت — شد فخر تخت سلطنت کا در زیر پای تو

صنعوار سپہ سالار سوار آیا ہے اور ارادہ فساد رکھتا ہے مہرخ نے عمرو سے کہا خواجہ خدا خیر کرے
سوار کا آنا برا قہر ہوا اُس سے ہم کوئی مقابلہ نہیں کر سکتے تا اینکہ اُسکے سپہ سالار کے بھی ہمسر نہیں
ہو سکتے ملکہ اور خواجہ میں تو باتیں ہونے لگیں اور سپاہ رخبر سنکر لشکر سے نکل کر صحرا میں چلے گئے
عمرو نے کہا ملکہ خدا مالک ہے گھبرانا نہ چاہیے لیکن عمرو ہر چند تسکین دیتا ہے مگر سارے لشکر میں
کھلبلی پڑگئی اور کم اعتقاد و بزدل جو تھے وہ بھاگنے لگے جو ساحر مطیع اور بہادر ہیں انھیں یقین
واثق مرگ کا ہوگیا عمرو نے بعد دلاسا دینے کے چاہا کہ میں بھی لشکر سے نکل جاؤں اوسوقت
یکایک آسمان پر ابر آیا اور اُس ابر سے ہزار در ہزار شرارے ٹوٹ کر گرنے لگا نافرمان نے کہا ای ملکہ
معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ سرخ مو سے کاکل کشا حاکم قلعہ سرخ مو یہان آتی ہے مہرخ نے ساحران
معزز کو بہر استقبال بھیجا عمرو بھی جاتا تھا ٹھہر گیا کہ دیکھوں کون آتا ہے لیکن جسوقت شکیل وغیرہ
براہ تعظیم سرخ مو کے پاس پہونچے سرخ مو ملکہ نافرمان کے گلے سے لپٹ گئی سمجھے کہ ان
دونوں میں بہناپا ہے اور یہ نافرمان کو سمجھانے آئی ہے کیونکہ شریک عمرو کی ہوئی اب بھی
بازگشت کرے اور میرے ساتھ چلے غرض کہ بارگاہ میں آئی ساحرہ جلیل القدر تھی اور صاحب
ملک و مال ہے تیس ہزار ساحر اُسکے مطیع ہیں افراسیاب بھی خاطر کرتا ہے سینہ جمیلہ بھی ہے مہرخ نے
اُٹھکر تعظیم کی اور فوکل زرین پر بٹھایا اُسنے دیکھا کہ ملکہ مہ جبین تخت پر جلوہ گر ہے دربار لگا ہے
ایک کرسی جواہر نگین پر عمرو بیٹھا ہے عمرو کا چونکہ حلیہ سارے طلسم میں افراسیاب نے پہلے ہی
جاری کیا تھا اس سبب سے سرخ مو نے بھی شناخت کیا اور عمرو کی صورت عجیب دیکھکر ہنسی
اور کہا ای نافرمان [illegible] غضب کیا [illegible] افسوس ہے مفت اپنی جان

کہو ای نافرمان نے کہا ہمین ستارۂ اقبال شہنشاہ عمرو اوج پر ہے افراسیاب مارا جائیگا طلسم فتح ہوگا جو عمرو کا شریک ہوگا وہ بچے گا باقی سب مارے جائینگے تم بھی ہمین ملجاؤ مہرخ مو یہ تقریر سنکر سیستے ہنسی اور کہا جہ خوش کجا افراسیاب اور کجا عمرو واہ ری آپکی عقل کہان زمین کہان آسمان تم مجھے سمجھاتی ہو اگر ہزارون ساحرون کو عیار قتل کرینگے تو بھی کیا ہوگا افراسیاب کی فوج اسقدر ہے کہ ایک قلعہ ہے اس مین کئی ہزار کنوئین ہین اس ہر ایک کنوئین مین بیشمار زنجیر لٹکتے ہین مگر وہ زنجیرین نہین ہین بلکہ ساحران طلسم اور لشکر افراسیاب ہے اگر اُن مین سے ایک کنوان کھولا جائے تو سارا طلسم پُر از فوج ساحران ہو جائے بھلا شہنشاہ سے کون مقابلہ کرسکتا ہے اور فرض کیا کہ عمرو سب طلسم پر غالب آئیگا مگر لوح طلسم کہان سے پائیگا کیونکہ بے لوح کے طلسم فتح نہین ہوتا اور لوح اس طلسم کی افراسیاب خود بھی نہین جانتا کہ کہان ہے پس عمرو کہان سے لائیگا نافرمان نے کہا ای مہرخ ہو وہ مسبب الاسباب کوئی سبب تو پیدا کریگا کہ لوح ملیگی اور طلسم فتح ہوگا تمنے سنا نہین کہ دشمن اگر قویست نگہبان قویترست یہ سنکر مہرخ مو نے کہا معلوم ہوا کہ تم بھی اب ہمارے ہمراہ سے جدا ہوئی ہو ہم کس طرح عمرو ایسے ذلیل شخص کی اطاعت نہ کرینگے اسطرح کی باتین باہم بارگاہ مین ہو رہی تھین کہ وہان برق و ارزنگ نے بھیس مین سحر پڑھ کر چھینٹ دیکھا اور اسی طرح خورش نوکر سامان مین بٹھایا ہوا اور خیمہ میں آکر کھڑا ہو الشکر مہرخ کی طرف سحر پڑھکر پھونکا کہ ایک ابر لشکر پر چھا گیا ہوا اور رعد کے سرد سرد جھونکے چلنے لگے مہرخ مو نے کہا دیکھو کوئی آفت آئی یہ کہکر پرواز کرنا چاہی لیکن ابر سارے لشکر پر چھا گیا تھا ہوا سے سرد کا جھونکا لگا کہ بیہوش ہو کر گری بعد کچھ عرصہ کے جب ہوش مین آئی اور کہا ای نافرمان تیری محبت مین ہم بھی گرفتار ہوئی نافرمان اور مہرخ اور شکیل وغیرہ سب غافل تھے اور جانتے تھے کہ مہتواری جب طبل جنگ بجوائیگا اسوقت مقابلہ ہوگا غرض کہ اس جلدی مین سب سحر پڑھنے لگے مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی اور ہوا سرد کے جھونکے جو جسم مین لگے سب بیہوش ہوگئے اور بعد لحہ کے جو ہوشیار ہوے پکارتے تھے نظم

	که امروز در هر که پابند هوش کشاکش بدیوان مستان برند		مقام دلیست در کوچۂ میفروش گریبانش گیرند و دامان کشند

سب بیہوش ہو کر جھومتے تھے اور صراحی و جام لیکر میخواری کرتے تھے کوئی کسی کے دھول لگاتا تھا کوئی کسی کی مونچھ اکھاڑتا تھا کسی کو عالم مستی مین دریا موجزن معلوم ہوتا تھا کہ پکڑکر زمین

دنیا میں ذرا دیکھ ہوسناک تماشا — پھر خاک میں تو دیکھیگا کیا خاک تماشا

اب تو یہ عالم ہے کہ تمام لشکر ایک جگہ جمع ہو کر دف ہاتھ میں لیکر ناچ ہولیاں گاتے لگا کہ فرد

سیکھو ابھی تو رنگ ایسا جمایا چاہیے — واعظ آئیں بیٹھوں میں ہولیاں گاتے ہو

نغمۂ مستان اور شور قلقل مینا سے ہر طرف ہنگامہ تھا برپا ایک مجذوب اسپر کھڑا تھا کہ غزل

بیا و کشتی ما در شط شراب انداز — خروش و ولولہ در جان شیخ و شاب انداز
مرا بہ کشتی بادہ در افکن ای ساقی — کہ گفتہ اند نکوئی کن و در آب انداز
ز کوی میکدہ برگشتہ ام ز راہ خطا — مرا دگر ز کرم در رہ صواب انداز
بیار زان می گلرنگ مشکبو جامی — شرار رشک و حسد در دل گلاب انداز
اگرچہ مست و خرابم تو نیز لطفی کن — نظر برین دل سرگشتہ خراب انداز
بہ نیمشب اگرت آفتاب می باید — ز روی دختر گلچہر رز نقاب انداز
مہل کہ روز وفاتم بخاک بسپارند — مرا بمیکدہ بر در خم شراب انداز
گر از تو یک سر مو سر کشید دل حافظ — بگیر و در شکن زلف پیچ و تاب انداز

اسکا اصل یہ تو سب اس کیفیت سے ابر مست سے مقید ہیں کہ جو نکل کے اندر سے باہر جانیکا قصد
کرتا ہوا اسکو ہوائے سحر کا جھونکا ادھر نکل کے بیہوش کر دیتا ہوا اور جو زیر اسپ ہو وہ دست بستہ رہا
لیکن ہوائے سحر روکے اور عیار لشکر سے پہلے ہی نکل گئے تھے انھون نے دور سے یہ کیفیت انکی قرح
کی دیکھی زنبیل عیاری سجائی قران زنبیل بشکل عیارون کے پاس آیا انھون نے یہ حال کہا قران
فکر کرتا ہوا عیاری کی ایک طرف چلا اور سب عیار ایک سمت روانہ ہوئے ادھر مجذوب اسپر کی
سحر خوانی از بسکہ خون خوک میں نہایا تھا اسلیے حکم دیا کہ پانی سقے حاضر کریں میں غسل کرونگا سقے
مشکیں لیے دریا جو لشکر کے قریب تھا وہاں آئے اتفاق سے قران تدبیر عیاری سوچتا دریا پہ
آنکلا سقون کو پانی بھرتے پایا انسے پوچھا کہ یہ پانی کہان جائیگا انھون نے کہا مجذوب نہائیگا
قران نے ایک سقے سے کہا کہ بھائی سبحان تجھ سے ایک بات کہنا تھی بلکہ ایک امانت تمہاری میرے
پاس ہے تمہارے ایک دوست نے مجھے دی ہے سقا یہ کلام سنکر لالچ میں آیا اور سوچا کہ میں
اس شخص کو پہچانتا نہیں مگر کیا عجب ہے شاید کسی نے کچھ بھیجا ہو تو الگ جا کر لے لوں یہ سوچ کر
علیحدہ ہمراہ قران کے آیا قران نے اسے الگ لیجا کر حباب بیہوشی منہ پر مارا کہ وہ بیہوش ہو گیا
آستانہ درخت سے باندھکر قران اوسکی صورت بنا مشک کندھے پہ ڈالی آنکھ کہار ونکی کی

تسمہ کمر سے لگایا کانٹا سینے کے برابر لٹکایا اور وہاں سے بجلدی تمام آکر دریا سے مشک بھری اور
کمر میں بندہ اپنا چھپا کر مشک اُٹھا کر لشکر صیخوار میں آیا دیکھا اندر خیمے کے سب سقے جاتے ہیں
قران بھی خیمے میں آیا دیکھا صیخوار چوکی پر بیٹھا ہے اور سقے مشک لا کر اُسکے جسم پر ڈالتے ہیں
اور پھر پانی بھرنے جاتے ہیں قران نے پشت پر آکر ایک ہاتھ سے دہانہ مشک کا کھولا اور
دوسرے ہاتھ سے بندہ کمر سے نکالا مشک کندھے پر سے اتار کر صیخوار کے سر پر اُلٹ دی وہ حیران
ہوکر پھرا تھا کہ قران نے جھک کر بندہ مارا کہ سر اُسکا پھٹ گیا تیورا کر گرا تھا کہ قران نے سر
کاٹ ڈالا شور و غل پیدا ہوا تمام عالم میں تاریکی چھا گئی ساحر دوڑے قران جست کرکے خیمہ کو
فرار کر بھاگا جب ساحر اندر خیمے کے آئے صدا سنی کہ مارا مجھے نام میرا صیخوار گردن پیشانی ہوتا
ساحروں نے لاش اُٹھائی رونے پیٹنے لگے لیکن لشکر صرصر پر وہ ابر جو محیط تھا شق ہوکر برطرف
ہوگیا اور سبکو ہوش آگیا وہ حالت مستانہ رفع ہوئی صرصر نے کہا بہن نافرمان میں جاتی
ہوں یہ کیا تھا اور کیا ہوگیا نافرمان نے کہا صیخوار کے سحر میں ہم سب مسحور تھے اسکو کسی عیار
نے قتل کیا ہم ایک رہا ہوگئے صرصر مع سب کے ہوش اُڑ گئے کہ کیسا جلد عیاروں نے صیخوار کو قتل کیا
کیا ہمیں ہمیں مالک گئی واہ واہ واہ کیا کہنا نافرمان نے کہا بہن کہاں جاؤ گی ٹھہرو دیکھو اب
کیا ہوتا ہے صرصر مع ٹھہر گئی اس عرصہ میں قران بھاگ کر صحرا میں پہونچا اور زرفیل عیاری
بجا لایا برق صدا سنکر دوڑا آیا اور کہا اے خلیفہ لشکر صیخوار میں یہ شعلے کیسے بلند تھے شور و
غل ہو رہا تھا قران نے کہا صیخوار کو میں نے جہنم واصل کیا جلد جا کر لشکر صرصر کو لا اور فوج
کو دریں کی قتل کر برق بعجلت تمام پاس صرصر کے آیا اور کہا جلدی چلیے لشکر صیخوار کو قتل
کیجیے صرصر نے نفیر سحر بجائی جلد جلد فوج تیار کر تیاری ہوئی ساٹھ ہزار ساحر آ کر لشکر صیخوار پر کہ بارہ
ہزار ساحر تھے گر پڑے سحر چلنے لگا سلیمن برف کی گرنے لگیں کسی ساحر نے دریا سحر کے زور سے قطار کیا کسی
نے آگ برسائی کسی نے پتھر برسائے کسی سمت سے پیکان تیر برستے تھے ایک ہنگامہ قیامت برپا تھا جسمیں
نہنگ آتش آگے بڑھا یا دلارام نے سحر کی بجلیاں گرائیں شمر و مراق اژدر ستو کے کبھی لوٹ مار کر کبھی
جست کرکے خنجر زنی کر کے سر اور بازوں قلم کرتا تھا ہر دو دن کو لوٹتا تھا اسد کا نعرہ ایک طرف بلند تھا نعرہ

اسد نامور ضیغم روزگار	اژدہا کردہ شمشیر پروردگار
زتیغم میدان جنگ آدران	شود چار سو الامان الامان

سیاہ چار سمت سے گھر آیا تھا برق شمشیر چمکتی تھی سر مثل باران کے برستے تھے شکیل شہزادہ اسد

کی حفاظت کرتا ہوا ساتھ ساتھ لڑتا جاتا تھا اور اسد صف لشکر دشمن کو پراگندہ کرتا تھا نظم

بجوشش غضب صورت شیر نر / بہر سمت چون پیشدی حملہ ور
نمایان شدی این چنین کارزار / ز تن شد جدا سر ہزاران ہزار
بسے گبر چون گلۂ گوسفند / گریزندہ از بیم جان میشدند
تزلزل فتادہ چو در رزمگاہ / پراگندہ می گشت فوج و سپاہ
یکے داشت در سر ہواے گریز / یکے چارہ جو از دم تیغ تیز
یکے را روان خون ز زخم سنان / بمیدان یکے تشنہ لب داد جان
بگیتی است تا رسم فتح و شکست / چنین فتح کس را نداد است دست
نہ چشم زرہ این چنین فتح دید / نہ گوش سپہر در مصافی شنید

خلاصہ دم بھر میں بارہ ہزار ساحر لشکر حیرت کے مارے گئے بھیڑ بھنگا بازاری لوگ بھاگ کر سمت بہار جادو روانہ ہوئی مہرخ نے خیمہ ڈیرہ مال وخزانہ سازو سامان سب لوٹ لیا ایسا رن پڑا تھا کہ یک وجب جاے ز سیلان خون پاک نبود * کشتہ بر کشتہ نہان بود و در خاک نبود غرضکہ لوٹ مار کرکے سب اپنے پڑاؤ پر آئے سردار داخل بارگاہ ہوئے صحبت عیش برپا ہوئی نذریں فتح و نصرت کی مہ جبین ملکہ کو گذرنے لگیں مہرخ ہوش میں بھی اٹھکر نذر دی اور کہا اے ملکہ اب اگر میں اپنے ملک کو جاؤنگی از بسکہ آپ کے یہان جنگ میں شریک تھی افراسیاب زندہ نچھوڑیگا لہذا میں بھی آپکی کنیز ہوں خواہ جان جائے یا رہے مہرخ نے گلے سے لگایا اور خلعت مہرخ کو دیا اسنے ایک نامہ اپنے سپہ سالار شمشاد فیل پیکر کو لکھا کہ مع فوج ولشکر و مال و خزانے کے لشکر مہرخ میں آکر پہونچو کہ ہمنے اطاعت عمرو کی اختیار کی یہ نامہ ایک ساحر کو دیا کہ وہ بزور سحر پرواز کرکے سمت ملک مہر خمو یان روانہ ہوا لیکن اب حال سنیے کہ ملکہ بہار منزل بمنزل اسطرف چلی آتی ہے اور منتظر ہے کہ نامہ مہجوار مشعر بمضمون گرفتاری لشکر حریف آئے تو میں جلدی جاکر سب کے کان کاٹوں اور افراسیاب کو بھیجوں یہان تک کہ ایک دن صحراے سبزہ زار نشاط افزا میں اتری تھی کہ ساحر نالان و گریان بھاگے ہوئے آکر پہونچے بہار نے صداے استغاثہ سنکر روبرو اپنے طلب کیا اور حال استفسار فرمایا انھون نے حال بربادی لشکر اور خزان آنا بہار گلشن عمر مہجوار بیان کیا العیاذ باللہ بہار یہ کیفیت سنکر زرد ہو گئی اور فرط غضب سے پشت دست کو کاٹنے لگی اور اسی وقت طاؤس سحر پر سوار ہوئی وہ طاؤس ہمسر سیمرغ تھا اسقدر عظیم الجثہ اور جسیم و ضخیم تھا کہ قلم

پر و بالش چو شاخہائے درخت	پائے او از دو مشعل پایۂ تخت
چون ستونہاش پایہ منقارے	نہ ستون لیک درمیان غارے

تحمل سواری بھی سب چھوڑ اکیلی اُس طاؤس پر بیٹھکر روانہ ہوئی فوج کے سرداروں نے جو بہار کو
جاتے دیکھا اسیوقت نقارہ کوچ کا بجایا اور ساتھ جلد جلد سوار ہوئے مگر بہار نے افسروں سے کہا
میں آگے جاتی ہوں تم پانچ کوس جب لشکر صرصر باقی رہے وہاں آکر ٹھہرنا میں جاکر اُسکا خاتمہ کئے
دیتی ہوں لشکر لیجانے میں یہ قباحت ہے کہ عیار کثرت مردم سے شناخت نہیں کیے جاتے ہیں
اور وہ لشکریوں میں ملکر آفت برپا کرتے ہیں میں کچھ نہ کہیگی سب کو گرفتار کرکے چلی آؤنگی یہ
کہکر دو چار کنیزوں اور انیسوں جلیسوں کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئی یہاں بارگاہ صرصر میں سامان
عشرت مہیا ہر ایک مائل عیش و طرب بیٹھا تھا مگر صرصر اندیشہ ناک تھی کہ سپہ سالار بہار کا
مارا گیا ہے وہ ضرور آتی ہوگی بلکہ آچکی ہوگی عمرو بھی سن چکا تھا کہ سحر ا پہلے بہار سے آیا تھا وہ قتل ہوا
ہوا ب کوئی دم میں آفت آیا چاہتی ہے یہاں سے نکل جانا چاہیے غرض مصلحت عمرو نے صرصر سے کہا خدا
حافظ میں جاتا ہوں تم ہر ایک بلا میں دست استقلال سے دامن صبر پکڑنا اور گھبرا نہ جانا آمد
بہار کی خبر ہے میرا ٹھہرنا مناسب نہیں یہ کہکر بارگاہ سے نکل گیا عمرو کے جانے سے اور عیار بھی جنگل
کی طرف روانہ ہوئے اور صرصر تدبیر دفع سحر بہار میں مصروف ہوئی اس عرصہ میں یکایک ہوا
سرد عیسی دم مسیح نفس وزاں ہوئی اور خود بخود تمام لشکر میں صرصر کے غل پڑ گیا کہ بہار آئی بہار
آئی صرصر اور تمام افسر ساکنان بارگاہ بیتابانہ باہر نکل آئے دیکھا ایک پری لشکر کے طاؤس پر دونوں
بال پھیلائے کھڑا ہوا اور ملکہ بہار اُس پر سوار ہے جب سب بارگاہ سے اور اپنے اپنے خیموں سے لشکری باہر
نکل آئے اور ایک جا جمع ہوکر صورت زیبا و ملاحت جمال آرا و جمال دلربا دیکھنے لگے اسوقت بہار
نے گچھہ سحر کھول وشتاب دی کہ کوہسار کی جانب سے گھٹا گھنگھور اُٹھی صرصر اور تمام ساحر بنظر
حیرت دیکھنے لگے مگر طرفۃ العین میں غبار زر رنگ زمین سے اُٹھا کل لشکر کی آنکھیں بند
ہو گئیں اور گھٹا پربت چھا گئی پھر صرصر وغیرہ کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ہر طرف چمنہائے طولانی
لاثانی لگے ہیں باد صبا جھومتی ہوئی روش روش مستانہ خراماں ہے اور ایک گوشہ کا بلند حصار بلوریں
کوسوں تک سامنے نظر آتا ہے کیسا ہے جسوقت آنکھیں اہل لشکر کی بند ہوئی تھیں تو ملکہ بہار
نے ایک تختہ کاغذ کا اپنی جھولی سے سحر کی نکال کر اور قلم دوات لیکر اُس تختہ کاغذ پر ایک طلسم لکھا
کہ وہ تختہ قرطاس ایک باغ بنکر تیار ہو رہا ہے اسیلیے طلسم بنایا کہ جو اندر اُس باغ کے آئیگا بیہوش ہو

سنجاب کا بچھا تھا نازنینان قمر پیکر جام و سبو لیکر حاضر تھین ملکہ بہار کرسی جواہر نگار پر جلوہ گر
تھی اور چھڑی جواہر کی جگنو جڑے ہاتھ مین لیے آراستہ بلباس و زیور تھی سامنے گلدستے
اور نو رنگے تھے بہار کی صورت دلا دینے اس وقت گلرخان گلشن روزگار مثل ہزار
ہزار جان سے تصدق اور نثار تھے زلیخا نے یہ صورت خواب مین نہ دیکھی تھی اور پریون نے
اگر کہا گر پائی ہوگی تو اسکی کنیزی ہاتھ آئی ہوگی بال سر کے طائر جان عاشقان کے لیے دام
تھے زلف گرہ گیر مین گرفتار دلہای بیدلان ناکام تھے کہ سراپا

زبان منھ مین آگاہ اسرار غیب — دہن سر الحمد بلاشک و ریب
بناگوش سے صبح محشر خجل — سیہ خال اس مین سویدا سے دل
وہ غبغب مین اک موج آب زلال — دکھاتے تھے اک جا پہ بدر و ہلال
ترقی پہ جوش بہار چمن — بر دوش گلدستہ یاسمن
سمن سینہ و نازک اندام و نرم — عیان شرم شوخی مین شوخی مین شرم
وہ شانے وہ بازو وہ ساعد وہ دست — کرین جس کی بیعت صنوبر پرست
وہ چھاتی کی رنگت وہ بھٹنی سیاہ — کہین دیکھ کر جس کو اہل نگاہ
زبس آئینہ سان ہی تن کی صفا — یہ سینے پہ پڑتا ہے عکس آنکھ کا
پسینے کے قطرون مین او سے گلاب — صفائے شکم سے خجل ماہتاب
درخشندہ ناف اس دُر پاک کی — مگر زہرہ تھی پردہ خاک کی
وجود کمر کی لطافت گواہ — نہان چشم مین مثل تار نگاہ
وہ رانین بنائی تھین سانچے مین ڈھال — پھسل جائے جن پر نگاہ خیال
نہ ہو ساق کیون روکش شمع طور — کہ تھی پشت پا اس کی رخسار حور

اُس باغ کی بہار اور شکل بہار دیکھ کر مہرخ اور شکیل اور اسعد اور مہ جبین اور ثنا فرمان
اور مہرخ ہوا اور با وہ جادو اور دلارام سالار بہروار سب پکارے کہ [illegible]

کہان گل کہان مرتبہ خار کا — کہان مین کہان سامنا یار کا
میرے بخت برگشتہ سے ہے بعید — کہ دیکھون مین آنکھون سے روز سعید

اے ملکہ بہار ہم لوگ آپکے پروانہ وار شمع رخسار پر عاشق اور نثار ہین ہمارے حال زار پر نظر فرمائیے نظم

دربدر خاک بسر ہو گئے رسوا ہو کر — کیسے برباد ہوئے آپکے شیدا ہو کر

آئیے آپ جو ہم خاک نشینوں کی طرف | فرش بنجا ہین ابھی دامن صحرا ہو کر
صبر و ہوش و خرد و تاب و توان لیکے آپ | دل تڑپتا ہی یہان سینہ مین تنہا ہو کر
چودہوان سال خدا خیر سے کاٹے تیر | کھٹکنے لگتا ہی مہ چاردہ پورا ہو کر

ابی ملکہ ہمین اپنی غلامی اور کنیزی مین سرفراز فرمائیے ملکہ سہار نے کچھ اُنکے حال پر اعتبار نکیا اور ایک گلدستہ اٹھا کر انکی طرف کھینچ مارا جس سے سب کی آنکھین بند ہو گئین اُس گلدستے کی ایک ایک پنکھڑی الگ ہو گئی اور پھولوں کا گجرا بنکر لشکریان شہرخ کے ہاتھوں مین پڑ گئی جسکے سبب سے سب کے ہاتھوں مین بند ہو گئے اسوقت سب غمگین ہو گئے اور کہنے لگے کہ ای ملکہ سہار توبہ توبہ ہمکو عمرو عیار دغا باز نے بہکایا تھا اب ہماری خطا حضور معاف کرین اور ہم سبکو پاس شہنشاہ افراسیاب کے لے چلین سہار نے کہا اچھا تم سب میرے پیچھے چلے آؤ مین تمہین پاس شہنشاہ کے لیچلون یہ کہکر جست کر کے طاؤس سحر پر سوار ہوئی اور باہر باغ سے نکل کے چلی ساری خلقت پیچھے اُسکے دیوانہ وار بیقرار شعر عاشقانہ پڑہتی ہوئی روانہ ہوئی وہ باغ سحر اُسکے جانے سے غائب ہوا لیکن عیاران لشکر نے دور سے سہار کے لشکر کو مستانہ روش پر جاتے دیکھا زنبیل عیاری سنبھالی سب ایک جگہ جمع ہوے برق نے کہا استاد مین عیاری کو جاتا ہون عمرو نے کہا ساحرہ زبردست ہی تم اُس پر غلبہ نہ پاؤ گے اور اگر تم نے اسے بیہوش بھی کر دیا تو قتل کر دو گے اور لشکر کو چھڑا دو گے اور مین چاہتا ہون کہ سہار کو گرفتار کر کے اپنا مطیع کرون لہذا اگر تم سہار کو قتل نہ کرو تو جا کر عیاری کرو برق اور سب عیارون نے کہا یہ ہمسے نہوگا عمرو نے کہا تم سب ٹھہرو اور آپ زنبیل پر ہاتھ رکھکر تحفہ طلب کیا کہ یا جناب آدم صفی اللہ علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام میری صورت نظر مردم دنیا مین ایک طفل چہاردہ سالہ کی دکھائی دے یہ دعا مانگ کر جام حضرت اسحٰق پیغمبر علیہ السلام نکالا کہ جس مین آب جنت ہمیشہ بھرا رہتا ہی اس آب طاہر و مطہر سے سارے جسم کو تر کیا ہوا گویا پانی چھڑکتی ہی پلٹ گئی یعنی عمرو کی شکل زیبا ایک طفل خوب صورت کی ایسی دکھائی دینے لگی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ انکے گلے کا گلنار پسینے سے ہین کلیان لگی ہین ٹوپی کو ٹاپچہ ٹانکی سر پہ جواہر اور گوہر اس مین ٹنکے ہین کہ تیرہ جواہر طرف کلہ کو کیا دیکھین ہم اوج طالع لعل و گہر کو دیکھتے ہین گلے مین طوق منت کے تیرہ پڑے ہین ظاہر ہوتا ہی کہ تیرہ برس عمر کے گذرے ہین ابھی چودھوان سال پورا نہین ہوا ہی چودھوان طوق منت کا پہنایا جاتا مگر جنون عشق اُس طفل ماہ طلعت کی گویا عاشق مزاجی پیدا ہی کہ

غرضکہ قریب عمرو کے پہونچی عجب کیفیت دیکھی کہ ایک طفل حسین مہ جبین اُٹھتی جوانی محبوب لاثانی
شاخ درخت پکڑے آنکھیں بند کیے گا رہا ہی اور اِس طرح ترنم سرا ہی کہ اُس جنگل کے چرند اور پرند سب
محو ہیں کوئی طائر اُس نازنین کے بازو پر بیٹھا ہی کسی نے سر پر آشیانہ کیا ہی کوئی ہاتھ پہ مسکن گزین ہی
مگر اُس لڑکے کو اپنی دُھن میں کچھ خبر نہیں ہی کانوں میں بالے پڑے ہیں بازو بند جواہر کے بندھے
ہیں گلے میں ہیکل خوشنما پڑی ہی ہاتھوں میں مہندی لگی ہی چہرہ چودھویں رات کا چاند ہی بلکہ وہ بھی
روبرو اُسکے ماند ہی لباس پر تکلف سے آراستہ ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ کسی کا لاڈلا بیٹا ہی بہار قریب
اُس گل رخسار کے گئی اور پکار کر پوچھا کہ اے سرو قامت نونہال کس گلشن شاداب کا ہی کہ اِس طرح
اِس وحشت پر خطر میں کھڑا ہی تیرے والدین کا کیسا تجھ کا کلیجا پھٹتا ہوگا ابیات

اُس وقت کہاں اِس دشت میں آ ہو سے جلوہ گر اسے بت حور لقا
میری جان ہی جاتی برائے خدا کچھ کہہ تو ذرا تو حالت دل
نہ فقط تری زلف ہی دام بلا نہ فقط تیرے ہی خال ہیں ہوش ربا
ہیں یہ عشوہ و غمزہ و ناز و ادا سبھی باندھے کمر پئے غارت دل

عمرو نے یہ صدا سنکر آنکھیں کھولیں اور سہم کر بہار کی صورت دیکھی اور ہاتھ باندھکر سلام کیا اور
کہا میں جاتا ہوں مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ جگہ آپکی ہی بہار نے دیکھا کہ بچے دیکھکر اُسکا رنگ رخ زرد
ہو گیا ہی اور بسبب بچپنے کے ڈر گیا ہی یہ سمجھکر اپنے طاؤس پر سے کود پڑی اور قریب آنے لگی عمرو
ہاتھ جوڑے روتا ہوا پیچھے ہٹنے لگا اور کہتا تھا کہ مجھ سے قصور ہوا اب کبھی یہاں نہ آؤنگا بہار نے
دل سے کہا ہی یہ بالکل ناسمجھ ہی نہیں معلوم کیونکر یہاں آیا ہی بس اسنے پچکار کر کہا میاں ڈرو نہیں
ہم تمھیں پیار کرینگے تم کس کے صاحبزادے ہو عمرو پچکارنے سے بہار کے ٹھہرا اور اٹھلا کر بولا
کہ تم ہمیں مارو گی تو نہیں ہمیں باجی اماں نے مارا ہم یہاں بھاگ آئے بہار نے یہ سنکر خیال کیا
کہ افسوس والدین اُسکے ڈھونڈتے ہونگے اور یہ یہاں بھاگ آتا ہی جب ہی میں حیران تھی کہ یہ
بچہ جنگل میں کیوں کھڑا ہی معلوم دیا کہ مار کے ڈر سے بھاگا ہی بس اسنے کہا نہیں نہیں تم خوف
نہ کھاؤ ہم تمکو نہ مارینگے عمرو نے کہا تمھاری قسم نہیں مارو گی بہار نے کہا تمھاری قسم تمکو کچھ نہ کہینگے
عمرو اُسکے چند قدم بڑھا اور پھر سہم کر پیچھے ہٹا اُس وقت بہار سوچی کہ کمبخت اُسکے ماں باپ نے
ایسا مارا ہی کہ لڑکا سہما جاتا ہی یہ تصور کر کے ایک گلدستہ بہت خوشنما اور پیارا جھولی سے نکالا
اور کہا یہ لوگے عمرو نے دل سے خیال کیا کہ یہ ساحرہ ہی اگر سحر کر دیگی تو کچھ نہ بنیگا گلدستہ دیکھتے ہی

ہنسکر بولا کہ ہان لینگے بہار نے گلدستہ چھپا لیا اور کہا اُدہر ہمارے گلے لگ جاؤ تو دین عمرو دوڑ کر گلے سے
لپٹ گیا اور کہا وہی پھول دو باجی لاؤ وہی دو بہار نے دونون گالون پر خوب پیار کیا اور کہا چل
ہمین سمجھے اپنا بیٹا کر دنگی عمرو نے کہا باجی امان کیا تمہین ہو بہار بولی کہ ہان عمرو گویا ہوا کہ
پھر ہمین پھول دو بہار نے پوچھا کہ بتاؤ تمھارا گھر کہان ہے عمرو نے کہا ہمارا گھر بہت دور ہے ادھر دیکھو
وہ سامنے جو درخت ہے بس ادھر ہی ہمارا مکان ہے وہ دکھائی دیتا ہے بہار نے کہا چل جھوٹے لو
انکا گھر ایسا قریب ہے کہ سامنے دکھائی دیتا ہے یہ باتین ہو رہی تھین کہ خواصین اور انیسین آکر
بہار کی پہنچین عمرو انہین دیکھ کر بہار کی گود سے تڑپ کر نکلا اور بولا کہ ہم جاتے ہین بہار
نے اپنی خواصون سے کہا کہ بچہ ڈرتا ہے تم لشکر کی طرف جاؤ مین آتی ہون خواصین آگے بڑھ گئین
اور بہار نے کہا میان باجی کو اپنی چھوڑ جاؤگے عمرو بولا کہ پھر کیا تمھارے گھر چلین بہار نے کہا
ہان عمرو نے کہا ہمین ہرن پکڑ دوگی بہار نے پوچھا کہ ہرن کیا کروگے عمرو گویا ہوا کہ اے باجی
ہماری باجی امان ایک دن کہتی تھین کہ ہم جو اپنے بیٹا کی شادی کرینگے تو ہرن کا گوشت پکائینگے
ہمنے یہ سن رکھا تھا آج ہم جنگل مین جو بھاگ کے آئے ہین تو ہرن لینے جائین امان خوش ہوکر ہمارا بیاہ
کر دینگی بہار نے خوب ہنسی اور کہا تجھے جورو کے ملنے کی بڑی خوشی ہے اگر تو میرا بیٹا بنے گا تو شہزادی کوئی
بیاہ لا دونگی تو اپنے باپ کا نام بتا مین اُسے بلوا کر مانگ لون عمرو نے کہا ہمارے ابا کا نام اسپیچ
جادو ہے اور ہمارا نام گلمر باس جادو ہے باجی ہمارے گھر چلو بہار نے کہا تمھین گھر اچھی طرح یاد
نہین ہے تم ہمارے ساتھ چلو مین گھر تمھارا لوگون سے ڈھونڈوا کے تمھارے باپ کو بلوا بھیجونگی عمرو
نے کہا اچھا ہمین گود مین لے چلو بہار نے اُسے گود مین لیکر اپنے طاؤس پر بٹھا لیا اور لیکر روانہ
ہوئی بہار کے موجب حکم لشکر اُسکا پانچ کوس کے فاصلے پر لشکر مہرخ سے آکر اُترا تھا بہار کی کوچ
تو آہی چکی تھی تھوڑے ہی عرصہ مین داخل لشکر ہوئی سرداران فوج کو بلا کر حکم دیا کہ لشکر مہرخ
میرے سحر مین گرفتار ہو کر آیا ہے جب تک مجھ سے اُنکے ہاتھون مین بندھے رہینگے بیہوش نہ آئیگا
لیکن بنا بر احتیاط تم لوگ پہرا لو کوئی افتاد نہ پڑے اور کنیزون کو حکم دیا کہ اندر بارگاہ کے سب
سامان عشرت مہیا کرے تم سب بیرون بارگاہ آج کی رات رہو خبردار کوئی اندر بارگاہ کے نہ آئے
کہ عیار تم مین ملکر چلے آئینگے دن تھوڑا رہا ہے اسوقت لشکر مہرخ کے سرکٹ نہ سکین گے کل صبح
کو سب کو قتل کر دونگی اور آج خستہ و شکستہ بھی ہون آمد و رفت مین تھک گئی ہون گرد میری بارگاہ
[illegible]

یہ جا کر لشکر چرخ کو گھیر لیا پہرا مقرر ہو گیا ادھر خواصون نے مسند زر بچھائی پلنگڑی جواہری آراستہ
کی فواکہات کی ڈالیان خوش رنگ نرالیان لگا دین کشتیان شراب ناب کی قابین بھر کر کباب
کی رکھدین خاصے کے خوان چن دیے عطر دان چنگیر جو گھڑے پاندان جملہ سامان موجود کر کے آپ سب
بیرون بارگاہ چلی آئین اور ملکہ بہار مع عمرو کے داخل بارگاہ ہوئی سراپچے بارگاہ کے فراشون
سے اٹھوا دیے اور کہا شام قریب ہے تم بھی اب روشنی کر کے باہر چلے جاؤ فراشون نے دن ہی سے
شیشہ آلات روشن کر دیا اور چلے گئے صرف بہار اور عمرو تنہا رہے اس اثنا مین وہ دن تمام
ہوا اور رقاصۂ فلک پیشواز ستارہ دار زیب قامت فرما کر روبرو خسرو انجم کے مجرا کرنے حاضر ہوئی
اور ترک سپہر خنجر لیکر عہدہ پاسبانی خیمہ چرخ کے در پہ ٹھہرا کہ نظم

دکھایا ماہ نے شب رو سے پر نور — دھوئیں کی طرح ظلمت ہو گئی دور
ہوا گردون کا تخت آبنوسی — فروغ ماہ سے نور تجلی
وہ شب تھی روز روشن سے بھی بہتر — لبان جوہر تھا ہر ایک اختر

عمرو کو بہار نے کچھ میوہ اور مٹھائی کھلائی کھانے کے لیے خاصہ اور طعام لذیذ سامنے رکھا عمرو نے کہا مین
کھانا نہ کھاؤنگا غرضکہ میوہ کھایا اور بہار کھانا نوش فرما کر مسند پر بیٹھی اور کہا میان صاحبزادے کچھ گاؤ
عمرو نے کمر سے نے نکالی اور بجانے لگا اور کبھی اشعار مضامین عشق انگیز اور کبھی جواہر آمیز گاتا تھا غزل

تا غمزہ بود در ہوس بردی تو باشم — در خاک شوم خاک سر کوے تو باشم
فردای قیامت نروم جانب طوبی — در سایہ سرو قد دلجوے تو باشم
خوش آنکہ زبان از پی دشنام برآری — من دست برآوردہ دعا گوے تو باشم
پہلوی تو پیوستہ نشینند رقیبان — تا من نتوانم کہ بہ پہلوے تو باشم
از غمزہ تو ساحری آموزم دانا — موے شوم و در خم گیسوے تو باشم
ہرگہ کہ تو از ناز بری دست بچوگان — خواہم ہمہ تن گوی شوم در کوے تو باشم
ای شاخ گل تازہ منم بلبل این باغ — معذورم اگر شیفتۂ روے تو باشم
روزے کہ فلک خواند مرا نام بلالی — میخواست کہ من مائل ابروے تو باشم

اسوقت گرد بارگاہ بہار کے جانوران صحرائی محو ہو کر چلے آئے اور ہوا چلنے سے تھم گئی سمان بندھ گیا
بہار زار زار مثل ابر نوبہار کے گریان ہوئی اور نالہ و شیون بیقرار ہو کر شیشہ شراب سے نذر کی تھی اسپر بیکار کو
عمرو نے نے کو رکھ دیا اور خاموش ہو رہا بہار بیتاب ہو گئی اور کہنے لگی کہ میان صاحبزادے کیون چپ

گھائل کر کے تڑپتا چھوڑتے ہو ابھی کچھ او شغل کرو کہ یہ جان حزین تسکین پائے عمرو نے کہا میرے سر میں
درد ہوتا ہے بہار نے خیال کیا کہ اگر ایک جام مئے گلگون اسکو پلا دوں تو اُسکے نشے میں خوب کیفیت
دکھائیگا بس اپنے ساغر شراب سے بھر کر کہا لو میاں یہ شربت پی لو عمرو نے کہا خوب کیا ہم جانتے
نہیں یہ شراب ہے ہمارے گھر میں بھی سب پیتے ہیں لاؤ ہم بھی پئیں بہار نے کشتی مے حاضر کی عمرو
نے اپنے قاعدے کے بموجب میخانہ آراستہ کیا اور گلابیوں کا گلدستہ بنایا صراحی شیشے کے برابر رکھنے
لگا یہ بہار بہت خوش ہوئی اور دل سے کہا یہ لڑکا کسی اولوالعزم کا معلوم ہوتا ہے لیکن عمرو نے
اِس اُلٹ پھیر کرنے میں شراب آغشتہ بدارو بیہوشی کی اور کہا اے ملکہ تم پہلے پیو کہ پیر مجلس ہو تو
پھر ہم بھی پئیں گے بہار اسکی شائستگی پر آفرین کرنے لگی اور عمرو نے جام سامنے کیا بہار ساغر لیکر
پی گئی پھر دوسرا جام عمرو نے پیش کیا کہ تنہا جام نہیں پیتے ہیں اور انکار میکشی سے زیبا نہیں نظم

دے پیر مے فروش کہ ذکرش بخیر باد — گفتا شراب نوش و غم دل ببر ز یاد
گفتم بباد مید هد این باده نام و ننگ — گفتا قبول کن سخن و ہر چہ باد باد
پرکن ز باده جام و دمادم بگوش ہوش — بشنو ازین حکایت جمشید و کیقباد

بعد دو چار ساغر پلانے کے عمرو نے دو جام لنڈھا کے اپنے گریبان میں اُنڈیل لیے کہ بہار کو معلوم
ہو کہ خود بھی پیتا ہے اور پھر لے لے کر بجانے لگا اُس وقت بہار ایسی مست تھی کہ بار بار گلابی کا
منہ چومتی تھی اور مستی میں آکر خود بھی گاتی تھی دین و دنیا فراموش تھا ہر دم نوشا نوش تھا

اور عمرو گاتا جاتا تھا کہ مخمس

شراب و مینا و جام و ساقی بہار باغ ابر و برق و باراں — سبھی یکجا ہیں اب آج باہم ہوا ہے تقدیر سے یہ ساماں
فلک جدائی کی گھات میں ہے یہی محل دعا ہے یارو — ہوئی ہے مدت میں وصل کی شب [illegible]
گردن میں اپنے ہاتھ ڈالکے پھر کو خدا سے لو او صنم دعا کر
ہوئے ہیں مدت میں دونوں باہم خوشی ہو دل کو گلے لگا کے — نہیں ہے کوئی مخل صحبت کہ ہیں باہم لگو دل کو
شراب گلگوں بھری ہے شیشے میں دست رنگیں میں جام لیجے — حجاب بیجا ہے وصل کی شب نقاب الٹو شراب پیجے
ہماری شیشے کی چھاتی پیجے لیجے اسے منہ سے منہ لگا کر

یہی صحبت نا و نوش شب بھر رہی اور بہار کو اپنے تن و جان کی خبر نہ تھی یہانتک کہ معشوقہ سحر نے حجاب
مشرق سے چہرہ پر نور اپنا دکھلایا اور خلوتیان شب نے کہ محفل افروز انجم تھے انجمن کوکب کو برخاست فرمایا نظم

شاہد شب نے لی آخر نہایاں ہو چلے آثار صبح — آتش خورشید نے کی گرمی بازار صبح

روی روشن سے اُٹھایا مہر گردون نے نقاب | مردمان دہر تھے مصروف کاروبار صبح

عمرو نے دیکھا کہ بہار جادو مسند پر بیہوش پڑی ہے پائجامہ رانون تک چڑھ گیا ہے دوپٹہ کہین پڑا ہے سینہ کھلا ہے عمرو نے زبان نکال کر بہار کی سوزن سے چھید دی اور اُٹھا کر ستون سے خیمے کے باندھا اور فتیلہ بیہوشی کے دفع کرنے کا سلگا کر سنگھایا بہار کو چھینک آئی اور ہوشیار ہوئی عمرو نے سلام کیا اور کہا باجی تمنے ہمین ہرن نہ منگا دیا بہار کو اب تک وہی خیال نشہ تھا چاہا کہ جواب دے لیکن زبان منہ سے نکلی ہوئی اور چھیدی تھی بولا نہ گیا اور سارا نشہ ہرن ہوا گھبرا کر اشارے سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے عمرو نے کوڑا زنبیل سے نکالا اور بغیظ و غضب تمام پکارا کہ منم شہنشاہ عیاران عالم ریش تراشندہ منکران و سر بریدہ ساحران نظم

گزان استاد عیاران عالم | سراپا دانش و عقل و فہم
ہمہ کشور بلاے جان کفار | عمرو آن شاہ عیاران عیار

اے بہار دیکھا تونے قدرت کردگار کہ کس طرح مین نے تجھے اسیر اور دستگیر کیا در صورت اطاعت جان بچے گی ورنہ کوئی دم مین رہرو ملک عدم ہوگی بہار ازبسکہ حیرت سے رنجیدہ ہو کر آئی تھی اور طلسم سے باہر نکل جانے کی عازم تھی اس سبب اشارے سے کہنے لگی کہ مجھے رہا کرو مین مطیع ہوتی ہون عمرو نے فوراً سوزن زبان سے نکال کر کھول دیا بہار جب چھوٹی سوچنے لگی کہ اس عیار نے جس طرح فریب کیا اسی طرح لازم ہے کہ اسکے ساتھ دغا کرون اور دوسرے اسے لیاقت کیا ہے جو تجھ ایسی ساحرہ اسکی اطاعت کرے پھر ہے تو ملکہ حیرت اپنی بہن ہے اس سے انحراف اچھا نہین ہے یہ سوچکر اُسنے عمرو کی جانب نگاہ قہر دیکھا عمرو نے کہا اے بہار مین نے تیرے اشارہ کرنے کے اعتبار پر رہا کیا لیکن یہ خیال نہ کرنا کہ اب مین رہا ہو چکی ہون میرا عمرو کچھ نہین کر سکتا اے بانی جان خود اس طرح مار ڈالون گا کہ جیسے کوئی مچھر یا چیونٹی کو مار ڈالتا ہے جو کچھ تجھ سے اسوقت ہو سکے قصور نکر بلکہ اپنے ساحرون اور مددگارون کو بلا لے یہ کہکر عمرو باہر بارگاہ کے نکل آیا اور بہار نے نعرہ کیا کہ لینا اُس دزد کو ساحر دوڑے عمرو نے منڈھی حضرت دانیال علیہ السلام کی جسکا ذکر تصریح وار پیشتر مین لکھ چکا ہون نکالی اور چھتری کی طرح استادہ کرکے اُسکے نیچے بیٹھ رہا بہار اور سب ساحرون نے آکر گھیرا اور کہا اے مکار اب تو کہان جائیگا یہ کہکر بہار نے ایک گلدستہ عمرو پر مارا کہ چار طرف تختے لالہ و نافرمان کے کھل گئے اور عالم بہار پیدا ہوا مگر عمرو منڈھی مین بیٹھا رہا کچھ سحر نے تاثیر نہ کی کیونکہ منڈھی کی یہی خاصیت ہے اور عمرو جہان ایسا ہی مجبور ہوتا ہے

وہان تجربکات سے کام لیتا ہو صاحبقران نے قسم لے لی ہو کہ کسیکو گلیم اوڑھکر یا منڈھی کھڑی کرکے
قتل نہ کرنا کسلیے کہ بشر سے بہیدہ بشری کام لینا چاہیے مردان عالم کو زیبا نہین کہ کسیکو مجبور کرکے
قتل کرین خلاف کام جب عمرو پر سحر نے تاثیر نہ کی اسوقت ساحرون سے بہار نے کہا کہ اسے گھیرے
رہو مین جاکے پکڑے لاتی ہون یہ کہکر اندر منڈھی کے قدم رکھا اسوقت سر نیچے اور پانون اوپر
آلٹی منڈھی کے دروازے پر لٹک گئی عمرو نے دو کوڑے مارے کہ نازک اندام تڑپ گئی عمرو
نے زنبیل سے چار پریان نکالین اور ایک پلنگڑی جواہر کے پایون کی نکال کر منڈھی سے براہ معجزہ کہا
کہ مثل خیمے کے وسیع ہو جا بمجرد ارشاد منڈھی نے ہیئت خیمہ کی پیدا کی کہ کلس اسپر یاقوت کے چڑھے
تھے سرا پردہ اور پردے جواہر و زر کے تھے اور عمرو نے پلنگڑی بچھائی پریون نے فرش آراستہ کیا عمرو
پلنگڑی پر لیٹا پریان ہاتھ پانون دبانے لگین عمرو نے حکم دیا کہ بادولت راحت سے پُر آرام
ہوتے ہین خبردار بیدار نہ کرنا یہ کہکر آنکھین بند کرلین ادھر ساحرون نے جو بہار کو لٹکے دیکھا
سحر کرکے چھڑانے آئے جو آیا الٹا لٹک گیا اور سحر بھول گیا پری نے عمرو سے بیدار کرکے عرض کیا
کہ کوئی آیا ہی عمرو پری پر خفا ہوا کہ کہدیا تھا مجھے نہ جگانا اور تونے جگا دیا اور اٹھکر کوڑا ایک ساحر کو
کو مارنا شروع کیا انھون نے فریاد کرنا اور دوہائی دینا آغاز کیا اور ساحر جو باہر کھڑے تھے وہ
سحر کرنے لگے کسی نے سحر کیا کہ دریائے آتش پیدا ہوا اور منڈھی اس مین غرق ہوگئی اسقدر آتش
نے وسعت آسمان تک طغیانی کی لیکن منڈھی کو کچھ ضرر نہوا جب آگ کو ساحرون نے اس ارادے سے
کہ عمرو کو دیکھین جل گیا یا نہین فرو کیا دیکھا عمرو اسی طرح زدوکوب ساحرون کو کررہا ہی
دیکھکر پھر سحر کرنے لگے کبھی پتھر برسا کر منڈھی کو چھپا دیا کبھی پانی مین سحر کے غرق کیا اور تلوارون
سے منڈھی کو کاٹنے کا قصد کیا لیکن کچھ نہوا اور جو اندر گیا الٹا ہوکر لٹک گیا اسوقت عمرو نے
بہار سے کہا کہ اے ملکہ اگر مین چاہتا تو تمھین پہلے ہی بغیر عیاری کے گرفتار کرلیتا لیکن میرے آقا
کا حکم نہین ہی کہ اس طرح کسی کو ہلاک کرون ہان تم لوگ ساحری کرتے ہو اس لحاظ سے ہم لوگ
بھی بہ ہنگام عیاری دعیاری پیش آتے ہین اور اگر تم لوگ مردانگی مثل پہلوانون کے مقابلہ کرو تو
شہزادہ اسد بہ تیغ نبرد ہو اور ہم عیار عیاری نکرین اب بھی لازم ہی کہ اطاعت کرو ورنہ اے بہار
قسم ہی پیر دستگیر کی کہ قتل کرکے صاف زمین ملا جاؤنگا کوئی میرا کچھ نہ کرسکے گا بہار نے کہا خواجہ
مجھے چھوڑ دیجیے مین تابعدار ہون عمرو نے منڈھی سے حکم کیا کہ بہار کو چھوڑ دے حسب الارشاد
بہار رہا ہوئی اور منڈھی مین ٹھہر کر سوچنے لگی کہ جان دینا اپنی گوارا کرون یا عمرو کی اطاعت

کروں عمرو نے قیافے سے پہچانا کہ بہار کو ابھی مطیع ہونے میں تامل ہے اسوقت کہا کہ اے بہار تجھ ایسی
محبوبہ حسینہ زیرک اور دانشمند ہو کر ہروشاہ کو سجدہ کرے اور کچھ اپنے مآل کار پر غور نہ کرے یہ امر
بہت بعید ہے ہروشاہ اگر کسی طرح کی لیاقت اور قدرت رکھتا ہوتا تو یوں دربدر ہاتھ سے حمزہ
صاحبقران کے بھاگتا نہ پھرتا بس آگاہ ہو کہ خدا ایک عالم خالق دو جہان ہے کہ ابیات

شد لاشبیہ و شریک لہ	الٰہ الصمد وحدہ وحدہ
سمیع بصیر علیم خبیر	محیط علیٰ کل شیٔ قدیر
کریم و دود و غفور الرحیم	حمید مجید و عزیز الحکیم
ضیا بخش افلاک و شمس و قمر	ضیا بخش نور جبین سحر
خداوند علام و دانائے غیب	مبرا ز نقص و مبرا ز عیب

پھر اپنے خداوند اور خالق حقیقی کی بندگی چھوڑ کر اسکی بندے یعنی لقا کو پرستش کرنا زیبا نہیں
اس خارستان فسق و فجور سے نکل کر گلشن ہدایت کی سیر کرو لقا اور افراسیاب چند روز میں
مار ڈالے جائیں گے یہ خیال بیجا ہے کہ لقا بچا لیگا الغرض عمرو نے ایسا کچھ وحدانیت پروردگار
میں بیان کیا اور اپنی شوکت اور راہ عیاری دکھائی اور عظمت اپنی منڈھی استاد کر کے جتائی
کہ بہار کے آئینہ دل سے زنگ کفر دور ہوا قلب کو سرور ہوا اور گانے پر بھی عمرو کے فریفتہ ہوگئی
دوڑ کر قدم پر عمرو کے سر رکھ دیا اور عرض کیا کہ میں ایک کنیز ناچیز آپکی ہوں عمرو نے اسکا
سینے سے لگایا اور کہا اے ملکہ از راہ عیاری جس طرح میں تمکو باجی کہتا تھا اب بھی تم میری بہن ہو انشاء
اللہ دیکھنا کہ اس طلسم میں کیا تمہارا رتبہ ہوتا ہے بہار نے عرض کیا کہ میں بھی کوئی دقیقہ جانبازی
اور سرفروشی میں نہ کرونگی الحاصل یہ عہد و میثاق باہم کر کے ملکہ بہار منڈھی سے باہر نکلی اور
افسران فوج سے کہا کہ میں نے اطاعت عمرو کی اختیار کی تم لوگ اگر میری نوکری کرو بہتر اور اگر
تمہیں اطاعت عمرو نہ منظور رہو تو جدہر جی چاہے چلے جاؤ غرضکہ کل فوج نے اقرار اطاعت
کیا اور بہار نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ لشکر مہرخ جو دیوانہ ہو رہا تھا اور شعر عاشقانہ
ہر شخص پڑھتا وہ موقوف ہوا اور سب ہوش میں آئے گجرے پھولوں کے جو بندھے تھے وہ
مرجھا کر ہاتھوں سے کھل گئے اب ساٹھ ہزار کا لشکر بہار کا تھا اس میں سے جو پہلے قتل ہوا وہ
تو مارا گیا باقی قریب پچاس ہزار ساحر کے مطیع الاسلام ہوئے بہار چادر نذر لیکر چلی عمرو نے
منڈھی اکھاڑی اور روانہ ہوا بہار پاس مہرخ کے آئی اور سر جبین کو نذر دی شہزادہ اسد

سے ملی مہرخ نے بہار کو گلے لگایا اور کہا تمہارے آنے سے ہمارے لشکر کو تقویت ہوئی مہ جبین
سب کو لیکر بارگاہ اور خیام شاہی جہاں نصب تھے وہاں آئی کیونکہ وہ مقام پانچ کوس لشکر بہار
سے تھا اب بہار اور ثنا فرمان کے شریک ہونے سے لشکر بہار اور مہرخ ایک ہوگیا وہ فاصلہ
جاتا رہا لاکھ ڈیڑھ لاکھ فوج ساحران ملازم مہ جبین ہوئی غرضکہ جب سب افسر وغیرہ اپنے اپنے
مقام پر آئے عیش و عشرت میں مصروف ہوئے بہار آکر دربار میں کرسی جواہر نگین پر دربار
میں مہ جبین کے بیٹھی ارباب نشاط حاضر ہونے لگا جام مے ارغوانی کا دور آغاز ہوا عیار بھی
لشکر میں آئے اور شریک بزم عیش ہوئے اسوقت خبر طائران سحر نے آکر عرض کی کہ سپہ سالار ملکہ
مہرخ مع لشکر داخل ہوا مہرخ نے لوگ بہر استقبال بھیجے لشکر کو اترنے کا حکم صادر فرمایا
شمشاد فیل پیکر پاس مہرخ مو کے حاضر ہوا فرد اسباب و خزانہ کی جو ہمراہ لایا تھا پیش کرکے
اسباب و مال سپرد کیا اسکا حاصل یہ سب بدلجمعی تمام عیش و آرام میں مشغول ہوئے لیکن افراسیاب
گو آزردہ ہوکر ملکہ بہار کا چلے آنا بہت شاق گذرا تھا جب بہار اجازت رزم لیکر بسبب کج خلقی
حیرت کے روانہ ہوئی اور ایک دن کا عرصہ ہوا افراسیاب ازبسکہ عاشق ہے یہ بھی منغص ہوکر
طرف کوہ چینی کے چلا گیا سیر کرتا چینی پر پہونچا یہ پہاڑ گلہاے رنگارنگ سے مثل گلدستے
کے ہے اور ہزار و ہزار رنگ کے درخت گلدار اور رسیلہ دار لگے ہیں جانور زمزمہ سرائی کرتے
ہیں افراسیاب دل بہلانے لگا لیکن غنچہ و گل کو دیکھکر اور زیادہ یاد اُس گل پیرہن یعنی
ملکہ بہار جادو کی آئی چند شعر پڑھے اور غم دل کو برطرف کرنا چاہا جب دل مضطر تسلی پایا ہوا
اُسوقت ایک نامہ پر از اشتیاق و عذر و معذرت حال ماضی متضمن بہ شکر رنجی ملکہ حیرت تحریر کیا
جسکا مضمون یہ تھا کہ بیت از خون دل نوشتم نزدیک دوست نامہ + انی رایت دهرا من هجرک
القیامه + بابک سیاه سواد دیده حل کردم نوشتم نامه سوے تو + که تا هنگام خواندن چشم من افتد
بر روے تو + جہاندار کشور خوبروئی شہریار اقلیم نکوئی سلطانیہ ملک حسن و جمال خسرو ماہ طلعتان
شیرین مقال ضیا افروز چہرہ حورو پری نور افزای رخسار دلبری گلعذار سراپا بہا جان عشاق
ملکہ بہار سلامت چمن آرزو گلہاے مراد سے و برات رنگین رہے ہر شاخ تمنا میں مثل لب
دلربا میں تمہارے کے تزئین رہے غنچہ راحت و آرام اس باغ ہستی میں بشکل دہن صبح خندان
اور شام کلفت بصورت چہرہ منفعل سر در گریبان اے جان جان تمہارے ناراض ہوکر روانہ
ہونے سے اپنا درد مفارقت سے یہ حال ہے کہ ابیات

دل من بدور رویت ز چمن فراغ دارد	که چو سرو پای بندست چو لاله داغ دارد
سر ما فرو نیاید بکمان ابروی کس	که درون گوشه گیران ز جهان فراغ دارد
سزد ار چو ابر بهمن که برین چمن بگریم	طرب آشیان بلبل بنگر که زاغ دارد
من و شمع صبح گاهی سزد ار بهم بگرییم	که بسوختیم و از ما بت ما فراغ دارد
سر درس عشق دارد دل دردمند حافظ	که نه خاطر تماشا نه هوای باغ دارد

حیرت کے کہنے کا بُرا نہ ماننا مجھے اپنا عاشق صادق جاننا اُس مہم عظیم سے واپس آ کر عاشق کو شربت دیدار پلا دو کسی اور ملازم کو بھیجا جائیگا کام حریفون کا وہ تمام کریگا تمہین مسند ناز زیبا ہی سینہ عاشق پر سونا اچھا ہی تم مبارز معرکہ شب زفاف ہو نہ سپہ دشت مصاف یہ قلمبند کرکے سحر پڑھا زمین شق ہوئی ایک پتلا پیدا ہوا اُسے نامہ دیکر حکم کیا کہ جہان بہار بیٹھی ہو وہین یہ نامہ پہونچا پتلا نامہ لیکر چلا یہان بہار مطیع ہو کر بارگاہ عمرو میں جلوہ فرما ہی کہ پتلا آ کر پہونچا اور نامہ دیا بہار نے پڑھکر جواب لکھا کہ فلک بارگاہ انجم سپاہ مشتری خصائل زہرہ شمائل مہر طلعت چشم عطارد رقم بہترین بہتر ساحران جہان کے افسر عالی جناب شہنشاہ افراسیاب سلامت غرض عشق سے فارغ البالی نصیب رہے اور چشم خوبان مین صورت زیبا تمہاری حبیب رہے نامہ محبت شمامہ کہ سراسر گلدستہ گلستان محبت اور نوباوہ بوستان مودت تھا پہونچا عشق کیا اور عاشقی کا نام جہان سے اٹھ گیا کس لیے کہ بیعت چاہت کو میری آپ نہ ہو و سمجھ لیجیے [illegible] اپنے ہی دل سے آپ تم دیکھ لو جیسے فی الحال اپنے باقی الضمیر سے [illegible] آگاہ کرتے ہین قطعہ

بدنامی سہین گے ہم تمہارے خاطر	رسوائی سہین گے ہم تمہارے خاطر
تم ہی جو کرو بات کہا ہی [illegible]	تو کیون کرینگے ہم تمہارے خاطر

آئینہ رخسار حیرت کے حیران رہو جیسے ہاتھ اُٹھاؤ اگر دعوی عشق ہمارا ہی تو تحفہ [illegible] لیکر [illegible] قید شاہزادہ بدیع الزمان اور ملکہ تصویر چھاؤ وے کے یہان آؤ اور اطاعت عمرو کی اختیار کرو کہ ہمنے اب بدل تابعداری عمرو کی اختیار کی ہی اور اپنی جان اُنکے قدمون پر نثار کی ہی نامہ تمام والسلام جواب پتلے کو حوالے کیا وہ لیکر کوہ عقیق پر آیا افراسیاب نے نامہ پڑھا اور ایک شعلہ آہ کا سینے سے نکالا کہ جسنے عقل و ہوش کو جلا دیا بیقرار و بیتاب ہو کر اُسی وقت دستک دی کہ گلشا بر دست ہوا آئی اور ابر آ کر بہار پر اُترا اُس میں ساحر سوار تھے اُنھون نے افراسیاب کو مجرا کیا دیکھا کہ افراسیاب کمال غمگین اور آزردہ ہی وہ ساحر دست بستہ سامنے کھڑے ہوئے

افراسیاب نے حکم دیا کہ ای شدید جادو و دای قہر جادو و عذاب جادو تمھین چاہیے کہ افواج مکران یہان سے روانہ ہو اور ملکہ بہار مجھسے خفا ہو کر لشکر حریف سے ملگئی ہو اُسے جس طرح ہوسکے سمجھا پھر پاس مرے آؤ اور اگر براہ آشتی نہ آئے تو زبردستی مقابلہ کرکے گرفتار کرنا اور مین تمھارے پیچھے قبر جمشید پر جا کر ایک تحفہ طلسم لاتا ہون بہار زبردست بہت ہے یون گرفتار نہوگی مین چادر جمشیدی بھیجونگا اور اسی لیے قبر جمشید پر جاتا ہون لہذا تم روانہ ہو چادر پہونچنے کا انتظار کرنا وہ تینون ساحر کوہ چنپی سے متصل جو ملک واقع ہین وہین کے حاکم ہین بموجب حکم افراسیاب اپنی جای حکومت پر آئے اور ستر ستر ہزار کا لشکر تیار کرکے روانہ ہوئے کہ نظم

صدای لعینان مردار خوار	زہر دو پرستان ہمہ نابکار
بمیدان برفتند از ہر طرف	چو افواج دجال بستند صف
صدا ہا برون آمد از طبل جنگ	درنگا درنگ و درنگا درنگ
بود شور طبل و چنان کرنای	تو گوئی بجنبید کوه از جای

القصہ بعد کوچ و مقام شام و پگاہ متصل لشکر مہرخ پہونچے خیام لشکریان نصب ہوئے اردو سلے کا نقشہ درست ہوا لشکر اُترا شدید داخل خیمہ ہوا آمد فوج کی خبر طائران سحر نے جاکر مہرخ اور مہ جبین سے عرض کی مہرخ نے افسران فوج کو بلاکر حفاظت کی تاکید کی لشکری ہوشیار ہوئے سردار رسالہ ساحر سحر جگانے لگے کہ مبادا شدید بغفلت دیکھ ضرر پہونچائے اور فوج پر چڑھ آئے باجے پلٹنون اور رسالون مین بجنے لگے ہتھیار صیقل ہوتے تھے مگر افراسیاب کوہ چنپی سے باغ سیب مین آیا سب نے تعظیم کی لیکن افراسیاب کے تیور پر بل پڑا ہوا کمال آزردہ اگر تخت پر بیٹھا حیرت نے کہا ای شہنشاہ مزاج ہمایون کیسا ہے افراسیاب نے بغصہ جواب دیا کہ ای حیرت تمھاری کج بحثی نے آخر یہ نوبت پہونچائی کہ ملکہ بہار جادو جا کر شریک عمرو کی ہوئی حیرت نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ اُس چھوکری کو بڑا غرور ہوگیا تھا اپنا ثانی دوسرے کو نہ جانتی تھی تیور اُسکے پہلے ہی سے بدلے تھے میرے سامنے مہرخ کی تعریف کرتی تھی شہنشاہ کو اِسکا ملال نچاہیے بہت جان نثار ایسے ہین کہ آن واحد مین اُسے گرفتار کرکے حاضر حضور کرینگے افراسیاب نے کہا فقط کہنے کی باتین ہین لاکھون روپیہ صرف کرکے مہرخ اور نافرمان اور بہار وغیرہ کو برور کیا سحر سکھلایا اب سب کا یہ حال ہے چاہتا تو ان سب کو قتل کر ڈالون اور مین اب تک یہی چاہتا ہون کہ ان سب کو راہ راست پر لاؤن لہذا مین جاتا ہون قبر جمشید پر وہان سے چادر لاؤنگا اب تم گنبد نور پر جاؤ

مجھے تمہارا رہنا نہیں منظور اور انسان تالیف قلوب کرکے اپنی فوج کے سرداروں کا دل بڑھاتا ہے یا ہیڑا جھٹلا
کے لشکر دشمن بناتا ہے یہ کہہ کر طرف قبر جمشید کے روانہ ہوا اور حیرت رنجیدہ ہو کر طرف گنبد نور کے آئی مگر
یہاں شدید جادو اور قہر وغیرہ نے کئی نامے پے در پے پاس بہار جادو کے بھیجے اس میں مضمون فہمائش
اور پند و نصیحت کے تھے کہ اے ملکہ اب بھی کچھ نہیں گیا ہے مالک سے سرکشی کرنا اچھا نہیں چلی آؤ
نمک حراموں کا ساتھ نہ دو وہیں جمشید و سامری نے شہر باد کر دو بہار نے ہر بار جواب سخت دیا دن بھر
سوال وجواب تقریر بیجا رہے یہاں تک کہ وہ دن گذرا اور ساحر شب نے ہجوم کرنے کے لیے دانہا
انجم کو بدلے رائی ہر سون کے ظلمت کی جھولی سے نکالا اور ہندوی زحل فلک پر آسن مار کر بیٹھا
اور سحر اپنا جگانے لگا سلطان فلک چہارم سے مقابلہ ٹھہر گیا کہ ابیات

فروزان چو شد شمع پر نور ماہ	منور شد این اطلسی بارگاہ
برآمد پے گشت بہرام چرخ	نہ بر داشت از فتنہ یک گام چرخ
سواد زحل سر کشیدہ ذلان	چو سرمہ نگر گشتہ در جہان

شدید جادو اور قہر وغیرہ نے مشورہ کیا کہ شہنشاہ کے اگر جادو جمشید لانے کا راستہ دیکھیں گے تو سارے طلسم پر
نامردی کھلا تیں گے اس بہار کی حقیقت کیا ہے طبل جنگ بجوا کر اسے گرفتار کر لو جب تک جادو آئے
تم اپنا کام کر رکھو کہ باعث ناموری ہے یہ صلاح ٹھہرا کر حکم طبل رزم کے بجنے کا دیا ساحروں نے
نقارۂ رزمی بجایا کہ نظم

برآمد ز نقارہ اش این صدا	کہ آمد محل قضای شما
بہ دو رخ بود جای کافر مدام	بحق محمد علیہ السلام

عمرو کو خبر طائروں نے سحر کے طبل رزمی بجنے کی دی ادھر بھی دہل زنی ہوئی اور لشکر سحر بھی فوج کے
انصرام سامان حرب کرنے لگے چار پہر رات تیاری رہی منگالی باجے بجا کیے کہیں تالی کہیں اور بیروں کو
بھینٹ دیکر قابو میں کیا چوکیاں بلائیں موہن بھوگ ہر ایک کو لگایا بھوگ دیکر وعدہ لیا ایک
دوسرے نے حریفوں کے نام پر بستر کی چاپ کی جوت کا پتیاں آوڑا پامال کی گیلی مٹی پر ناریل ناری کو
ساگ میں لپیٹ کر دیا جلایا کالا بھجنگا اونٹنی اور زحل کنڈے کے خون سے جوت اوٹھا اگیاری کی اونٹ کی
مسان کی مٹی تیلی کے مردے کی راکھ مرگھٹ کے ٹھیکرے مردوں کی ہڈیاں جمع کرکے دستک بہ
پھٹکی کی بنا رکھی ناریل اور ترنج و نارنج کی لاگ مقرر کی جو سامری و جمشید کی بول کر اگیاری کو دھائی
رات بھر کی دھونی رما کر سو رہے ادھر بہادروں نے خنجر ہائے آبدار کو تیز کیا سان دیکر سنگ ...

تلوارون کی باڑھ کو دریا بنایا کھانڈون کے دو دو انگل کے پھٹے چڑوا دیے باڑھ ہاتھ پر لپٹنے لگی شمشیر ہر ایک آئینہ عروس مرگ بن گئی لوہا ایسا صاف ہوا کہ ہر ایک عازم دشت مصاف ہوا رات بھر شجاعت کی باتین جوانمردی کی گھاتین رہین یہان تک کہ شعبدہ باز فلک نے حقہ زرین کیسۂ مشرق سے نکال کر تماشا گاہ چرخ مین گردش دہ ہوا اور خنجر بیضاوی خورشید کو ترک فلک نے آسمان کی سان پر لگایا نظم

بدگر روز کاین خسرو خاوری	برآمد بر این چرخ نیلوفری
بدانہ زکفش ریزہ سندروس	فشاند و بریخت بر صفحۂ آبنوس

شاہزادہ اسد نے صبحدم فریضۂ نماز سحر ادا کیا ہر ایک ساحر کہ مطیع الاسلام ہو دل سے یاد خدا کرنے لگا بظاہر اسی طرح اپنی حالت ساحری پر رہا یکایک وردی ملیٹن کی بجی لشکر مین تڑ لی بھکی کمربندی ہوئی افسر سوار ہوئے سوار و پیدل مرنے پر تیار ہوئے ایک طرف سے تخت مہ جبین کا دلارام برو سحر آرائی ہوتی ظاہر ہوئی مہرخ اور نافرمان اور شکیل اور سرخ مو اور بہار بڑے کروفر سے تخت پر آدبے طاؤس سحر پر سوار حاضر خدمت ملکہ مہ جبین ہوئین اور سب نے فراشی مجرا کیا قلب لشکر مین تخت شاہی کو رکھ لیا جوق جوق اور طوق طوق بیرق بیرق اور سنجق سنجق علم علم اور حشم ساحران نامی باز و بط و اژدر پر سوار وارد دشت مصاف ہوئے ایک سمت سے شہزادہ اسد فوج غیر ساحران لیے مرکب کوہ طفل کوہ سرین پر سوار ران پٹری کی لڑگٹ دکھاتا گھوڑا طرارے بھرتے ظاہر ہوا ابیات

مشتری رایت و قمر منظر	آسمان گردش و زمین پیکر
سوی بالا چو دعوت مظلوم	سوی پستی چو رحمت داور

لشکر مہرخ کے آگے بعدہ سپہ سالاری آکر اسد ٹھہرا تھا کہ سامنے سے بجلیان چمکنے لگین رعد کی طرح آواز ہیبت ناک پیدا ہوئی کالے کالے بادل جنگل سے اٹھے فوج شداد اور عذاب اور قہر لیے ہوئے مثل دریای مواج کے بڑھے جوش و خروش سے آکر پہونچے ساحرون نے بجلیان گرائین درخت اور جھاڑیان جل گئین سامنے کی آڑ ہٹی مینہ سحر برسایا گرد و غبار بیٹھایا صف آراؤن نے صف آرائی کی چودہ صفین مثل سد سکندر کے جانبین سے آراستہ ہوئین نقیب شاہان ماضی کا حال پڑھکر ترغیب جنگ بہادرون کو دلانے لگے کرکیت ہر سمت پکارتے پھرتے تھے کہ بہادران نظم

باجوال جم جاے عبرت نکوست	نشانی نہ از کاسہ مغفر اوست

سکندر کہ یک شہر آئینہ ساخت ز آئینہ صد رنگ چون رنگ باخت
نظر کن درین طاق بازیچہ رنگ کہ بشکست چون فرق گوہر ز سنگ
کجا رفت خسرو چہ شد کیقباد نداری ز کاؤس و دارا بیاد
فریدون خداوند اکلیل و تخت ز دنیا بناچار بربست رخت
جگر خون شد از دہر افراسیاب کہ گشتی ازو زہرہ شیر آب
بنالید سہراب فرق رستم نگر کہ در زیر پا سد اگر بد کوہ
چو بیژن بچاہ بلا شد بزار نماند آن یل پر زر دستہ بادار
جہان با کسی پایدار ہستہ نہ کرد بکس این جہان پیشہ یاری نکرد
نگر آن کہ نام شجاعان عصر بماند نکو تا بہ محشر دراز
شجاعت شد از نسل زال بلند شجاعان دنیا بجنت رسند
کدام است کس آن یل ارجمند کہ آید بہ میدان تیغ افگند
دہد جلوہ نام جست و پدر بہ پیش شجاعان شود جلوہ گر

نقیبون کی صدا پر اسنے ہر ایک کو جرأت کی آمد و جنگ آزمائی لڑنے کی ہوس بڑھائی قہر نے اژدر بڑھایا اور میدان میں آیا ایک پتھر برسا کر اپنی اولوالعزمی دکھا کر غیب سے دی کہ ای فرقہ سحر آیان آؤ مقابلہ کرو کہ گوشمالی تمہین واجبی دی جائے نافرمان نے اپنا طاؤس اڑایا اور تخت سحر جبین کے سامنے آئی اجازت حرب چاہی مہ جبین نے خلعت دیا سپرد خدا کیا نافرمان سامنے اوسکے نافرمان کے آتی سحر چلنے لگا قہر نے ایک ناریل مارا کہ گولے کی طرح آکر ران پر نافرمان کے پڑا توڑ کر پار نکل گیا یہ زخمی ہوئی اسوقت سرخ موے تخت بڑھایا اجازت لیکر سامنا قہر کا کیا قہر نے اسے بھی مارا سرخ موے نے خالی دیکر اپنی کاکل کو پریشان کیا اور ایک ڈبیا یاقوت احمر کی نکال اور اسکو کھول کر ستارے نکالے اور ہاتھ پر رکھ کر اڑا دیے کہ فلک کی جانب جاکر تابندہ ہوئے اور وہان سے تیر شہاب کے مانند ٹوٹ کر جو گرے قہر کو توڑ کر زمین میں چلے گئے شور قیامت کی طرح صدا مین آئے لشکر مین سرخ موے کے ساحرون نے سحر پڑھکر قہر کے اپنے قابو مین کیے وان ہلاک کر کے خون کے چھینٹے جھینٹ مین دیے وہ آفت سے عذاب جادو نے پھر مقابلہ کیا اس طرف سے شکیل نے اپنا اژدر نکالا عذاب نے ترسول کے کئی حملے کیے شکیل نے سب چوٹین خالی دین اور سحر پڑھکر تلوار کا وار کیا کہ وہ تیغہ سحر برق بنکر جو گرا اسکے خرمن ہستی کو جلا دیا اسوقت

شدید بغضب شدید میدان میں آیا اور ایک سانپ جھولی سے نکال کر میدان میں پھینکا کہ اُس
سانپ نے فی الفور شکل سانپ کو کاٹا ہر چند اُسنے رد سحر کیا کچھ نہوا بیہوش ہو کر گرا صرصر نے اُٹھوا منگایا اور
ساحر جھاڑنے لگے مقرر کیے کہ مر نہ جائے اُسوقت سرخ مو بھی مقابلے کو نکلی سانپ نے اُسے بھی
گھیرا اُسنے ایک طاؤس کاغذ کا کتر کر سحر کرکے اُڑایا کہ وہ طاؤس اُڑتا ہوا آیا اور سانپ کو منقار
میں داب کرلے گیا دونوں لشکروں سے واہ واہ ہوئی کہ شدید کو غصہ آیا اور کمان میں تیر رکھ کر
کھینچ کر مارا سرخ مو نے دستک دی چالیس سپریں آپ سے آپ سامنے آ موجود ہوئیں مگر تیر شدید
کا سب سپروں کو توڑ کر سرخ مو کے شانے پر لگا کہ یہ بھی زخمی ہوئی اور میدان سے ہٹ گئی اُس
وقت شدید نے للکارا کہ اے بہار میں تجھے گرفتار کرنے کو آیا ہوں تو آکر مقابل ہو کہنا تھا کہ
پیچھے کی بہار تخت پر بازیب و زینت جلوہ گر تھی اور کئی سو خواص گرد و گرد ہر ایک پیش
سامنے پھولوں کی ڈالیاں لیے کھڑی تھی گلدستے سامنے چنے تھے کہ شدید کا پکارنا سُنتا فوراً
تخت آگے بڑھایا اور ایک گلدستہ اُٹھا کر جنگل کی طرف مارا کہ پہاڑوں کی جانب سے ایک ظلمت
مثل شب دیجور پیدا ہوئی اور تاریکی تمام عالم میں چھا گئی اُسوقت بہار نے مقابا کھول کر اپنی پیشانی
پر افشاں اور چاند ٹیکی لگائی اُسوقت اُس تاریکی میں ایک چاند نکل اور ستارے چھٹکے ہوئے دکھائی
دینے لگے اب یہ معلوم ہوتا تھا کہ چاندنی رات ہی دن نہ ظاہر ہوتا تھا شدید دستکین رد سحر پڑھکر
دینے لگا کہ بہار نے دوسرا گلدستہ مارا اور پکاری کہ اے بہار آ جھونکے ہوا کے سرد سے آنے لگے
اور لشکر شدید کے ساقی تالیاں بجانے لگے کہ بہار نے تیسرا گلدستہ مارا ہزار ہا عورت نازنین
مہ جبین ہاتھوں میں ساز اور باجے لیے پیدا ہوئیں اور وہ عورتیں بعضی ترکن اور بعضی فرنگن
اور ہندا درا ڑوا سب ملک کی اور ہر ایک قوم کی تھیں اور سب سہ پارہ غیرت دہ مہر و ماہ تھیں
پس انہوں نے ساز اپنے اپنے نہایت خوش آہنگی سے بجائے کہ لشکر حریف ان زہرہ وشوں پر
عاشق ہوا کہ بہار نے چوتھا گلدستہ مارا کہ آنکھیں اہل لشکر کی بند ہوئیں اور موسم بہار کا ظاہر ہوا
عجب لطف تھا کہ شب ماہ میں پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو آتی تھی اور باغ و چمنستان دور تک دکھائی
دیتے تھے نسیم مشکبار ہر ہر مینا سے شجر سے سر ٹکراتی تھی غنچے چٹکا کر جماہی لیتے تھے کہ بقول شاعر نظم

بساط خاک سے خوش کیوں نہو فراغ ہوا
کہ روکش پر طوطی ہو سبزۂ غبرا

نسیم ہو رہی ہو صدقے ہر خیابان پر
گلوں سے بھرتی ہو دامن کو اپنے باد صبا

ہر ایک محو تماشا ہے لالہ و گل ہے
نہیں جھپکتی ذرا چشم نرگس شہلا

شگوفے یون نظر آتے ہین باغ مین ہر جا
ہر ایک شاخ پہ گویا کہ ہین ید بیضا

کسی کے نرگس مخمور سے جھکے ہین یہ
جو مہر جھکائے ہے ہر گل بہ وش باد صبا

صبا یہ ابکی برس اسقدر ہے رنگ نشاط
کہ ہاتھ ہوتے ہین رنگین چھوتے سے برگ حنا

کسی کے روے عرقناک کے تجسس مین
چمن مین قطرون کو شبنم کے گل ہین آنکھ ملتا

ہر ایک گل پہ کرے تا نثار گوہر اشک
اسی امید پہ کہسار سے اٹھی ہے گھٹا

چمن مین دیکھ کے گل نخل بارور ہر سو
یہ کہہ رہی ہے اٹھا کر چنار دست دعا

مین بے ثمر ہون مجھے بھی ثمر عطا کیجو
الٰہی صدقہ مت فصل بہار کا صدقا

بہار تخت سے اتر کر درمیان چمنستان کے چلی گئی اور وہ زنان پری پیکر جو صحرا سے آئی تھین وہ بھی داخل باغ ہوئین شہد پیرا اور سب اہل لشکر گلشن کے اندر جب جانے لگے دیکھا کہ سامنے سے بہار ظاہر ہوئی اور اسوقت اسکے حسن وجمال کی یہ کیفیت تھی کہ اگر حور بھی دیکھتی تو اسکی کنیز ہوجاتی نظم

ماہ سے کب جبین مقابل ہے
نقص داغ اسمین ہے یہ کامل ہے

رشک خورشید تھی وہ پیشانی
چاند سے تھی دو چند نورانی

وصف ابرو مین کیا کرون تحریر
تھی دعا سے ہلال کی تفسیر

کیا ہو تعریف چشم ہون حیران
صاد کرتے تھے قاری قرآن

روشنی قلوب تھین آنکھین
چشم بد دور خوب تھین آنکھین

غنچہ بینی و گل رخسار
چمنستان عیش کے تھے بہار

بہار کو دیکھتے ہی شہد پیرا شیفتہ ہوا لیکن بہار نے ایک خواص کو اشارہ کیا کہ وہ نشتر اور طشت لے کر آئی اور پکاری کہ اے فریفتگان جمال عدیم المثال ملکہ بہار مہر تمثال تھوڑا خون اپنے جسم کا نذر اس سفاکہ کی کرو یہ نشتر اور طشت حاضر ہے اسکی رسید دو یہ صدا لشکر ساحران لشکر شہد پیرا دوڑے اور ایک دوسرے پر سبقت آپس مین کرنے لگا جو پاس اوس کنیز کے آیا اسنے ہاتھ کی فصد کھولدی طشت ہاتھ کے نیچے رکھدیا کہ خون اس مین گرنے لگا اور وہ بیہوش ہو گیا پھر دوسرا آیا اسنے بھی رگ جان پر نشتر کھایا اور یہ کہتا ہوا بیہوش ہوا کہ بیت

مرا کشتی و کمبخت نہ ملتفتے
عجب سنگین دلی اللہ اکبر

اب طرفہ ہنگامہ بیداد گری گرم تھا اور لاش پر لاش گر رہی تھی ایک دوسرے پر پیش قدمی نشتر کھانے مین کرتا تھا اس اثنا مین بہار نے دوسری کنیز سے اپنی اشارہ کیا کہ شہد پیرا

ناچ ہونے لگا کہ بسنت ہوئی گانے والون کی اک دھوم دھام ٭ تماشائیون کا ہوا اژدحام ٭
یہان تو یہ سامان عشرت برپا ہو لیکن شدید دیوانہ روکے ہمارے بصد اضطراب زندلین و زار
دریائے خون روان کے پار اوترکر قریب گنبد نور پہونچا اور وہین سے گالیان حیرت
کو دینے لگا کہ پکڑ لاؤ اس قحبہ فاحشہ حرامزادی مردار حیرت نابکار کو اسنے میری معشوقہ کو
گالیان دی ہین اور شہر ناپرسان مین آکر لوٹ شروع کردی جو ساحر ملا اسے ہلاک کیا
واویلا فریاد الغیاث کا شور تمام شہر مین برپا ہوا حیرت گنبد نور پر تھی جب یہ ہنگامہ اسنے
سنا ساحرون سے کہا دیکھو یہ کیا ماجرا ہو ساحر گئے اور خبر لائے حیرت نے بارہ ہزار ناقوس نواز
جو اوس گنبد کے درجہ پائین مین رہتے ہین اور سابق مین ذکر اسکا ہوا تھا انسے حکم دیا کہ
ان سب کو رد کرو وہ ساحر چلے اور شدید کی فوج سے لڑنے لگے سحر پائین سے ہونے لگا
ناقوس نواز بسکہ زبردست ہین انھون نے ہزارون کو قتل کیا لیکن شدید مارتا ہوا قریب
گنبد نور پہونچا اور اوپر چڑھنے لگا مگر وہ گنبد طلسمی سحر بند ہو شدید سے چڑھا نہ گیا گر پڑا کہ مین
اٹھکر جاتا چڑھ جاؤن پھر گرا اسکی تو یہ کیفیت ہو اور لڑائی زیر گنبد ہو رہی ہو مگر حال افراسیاب
سنیے کہ ظلمات مین گیا اور وہان سے بیابان ہستی مین پہونچا اور اس جگہ سے دریائے آتشین
طلسم کو طی کیا اور قبر جمشید کے قریب پہونچا حال ان مقامات مذکورہ کا آگے بتصریح وار بیان
ہوگا انشاء اللہ فی الجملہ اس جگہ لاکھون ساحر بہئیت جیسے قیام پذیر تھے اور ایک عمارت
معلق بر روے ہوا تعمیر تھی اور اس قصر مین چھوٹے بڑے تھے سات کنیزین جمشید کی اسمین جھول
رہی تھین افراسیاب اوترکر قریب اس عمارت کے پہونچا دیکھا سارا مکان جواہر کا بنا
ہو ہزارہا گھنٹہ ٹنگا ہو گینے بنے ہین یہان جو ساحر رہتے ہین بلا سے دربان اور آفت
روزگار ہین افراسیاب کے جانے سے گھنٹے بجنے لگے اور غلغلہ ہوا کنیزان جمشید جھولے
سے اوترآئین افراسیاب نے ایک پاؤن سے کھڑے ہوکر جمشید کی پوجا کی اور پاؤن
کی بولی کاٹ کر گنبد پر اوس مکان کے چڑھائی اندر مکان کے جانے کی اجازت ملی اندر جب
آیا ساتون لونڈیون نے سلام کیا اور کہا اے شہنشاہ ساحران آج کدھر آئے افراسیاب
نے کہا قبر خداوند جمشید پر جاتا ہون کنیزون نے کہا ابھی قبر خداوند بستہ ہو وہی بیابان
سردستان جب طی کرے اور تحت الشعاع کی روشنی پر چلے اس وقت قبر جمشید تلک پہونچے
پھر اسکے آگے جب چلے تو قبر خداوند پر پہونچے لیکن اسی جگہ سے قبر کی سرحد ہو اور کچھ تحفہ طلسم

یہان بھی ہین تو کس لیے قہر خداوندی چلا ہے افراسیاب نے کہا چادر جمشیدی مجھے دو کہ مخالفون
نے گھیرا ہے جس کی مذمت خداوند سامری و جمشید کتاب سامری نامے مین لکھ گئے ہین یعنی عمرو
کی وہ طلسم مین آیا ہے ہزارون ساحر بندگان جمشید قتل ہوچکے ہین طلسم مین غدر ہو رہا ہے کنیزان نے
جمشید سے کہا چادر جمشید موجود ہے لیجا تو بادشاہ طلسم ہے تجھے اختیار ہے جو جی چاہے وہ کر ہان
انگشتری جمشیدی اور بالا وغیرہ نہین ہے اور کچھ چیزین خداوند کی طلسم نور افشان مین ہین
کہ وہان کا بادشاہ تیرا بیٹا کوکب روشن ضمیر ہے کہ دریاے ہفت رنگ سے اوپر
ہمیشہ تجھ سے اور اس سے جھگڑا رہتا ہے افسوس تو نے سارا ملک اپنا برباد کیا اور اب تحفہ جات
طلسم پر نیت لگائی ہے خداوند جمشید فرما گئے ہین کہ آخر بادشاہ اس طلسم کا بہت نالائق ہوگا کہ
اس سے بند و بست کچھ طلسم کا نہ ہوگا سارے تحفے اور عجائبات غارت ہون گے اور جاری
بھی قضا سا قریب ہے تو ایک دن ہمکو بھی لیجا کر لڑوا دے گا تو وہی آخر بادشاہ ہے کہ جسکی خبر
خداوند دے گئے ہین جا کر وہ صندوق جو سامنے رکھا ہے اس مین چادر جمشیدی ہے لے
یہ کہکر کلید ایک کنیز نے سامنے پھینکدی مگر افراسیاب یہ باتین ان کنیزون کی سن کر
رونے لگا اور کہا آپ فرمائین تو مین چادر نہ لے جاؤن اور مین نے ہرچند چاہا کہ عمرو وغیرہ
سے مقابلہ نہ کرون اور اب تک یہی انجام سوچکر طرح دیتا ہون اور چاہتا ہون کہ وہ لوگ
منحرف راہ راست پر آئین اسی لیے چادر لینے آیا ہون کہ سب کو گرفتار کرکے سزا دے کر پھر
بدستور انھین سرفراز کرون کنیزون نے کہا یہ سب کچھ انتظام کرتا ہے لیکن صرصر شمشیر زن
عیار بچی کو واسطے مقابلے عیارون کے کیون نہ بھیجا کہ جو ساحر تیری طرف سے لڑنے جاتا اوسکی
وہ حفاظت کرتی اور مکاری عیارون عمرو وغیرہ کی پیش نہ جاتی افراسیاب نے کہا سچ
کہتی ہو اب یہان سے جا کر عیار بچیون کو بھیجون گا یہ کہکر کنجی لیکر صندوق کے پاس آیا اور اسے
کھولا ایک شعلہ آتش اس مین سے نکلا کہ جسم پر افراسیاب کے سوزش اسکی پہونچی افراسیاب
نے فصد اپنی کھول کر خون اپنا بھینٹ مین دیا وہ شعلہ آتش فرو ہوا اس مین سے ایک چادر
ریشمی جواہر دوز خاک قبر جمشید سے بھری ہوئی نکلی تاثیر اوسکی یہ ہے کہ اگر افراسیاب بھی سحر کرے
تو صاحب چادر پر تاثیر نہ ہو اور اگر لشکر مخالف پر اس چادر کو ہلا دے ہوا سے اسکی کیسی ہی زبردست
ساحرون کا لشکر ہو مگر بیہوش ہو جائے گا افراسیاب اس چادر کو لے کر پھرا اور بزور سحر پردا
کنان طلسم باطن مین پہنچکر باغ سیب مین ٹھہرا اور سحر کی دستک دی کہ ایک ساحر نامی

گرامی کہ جسکا سارا جسم مثل آتش کے دہکتا تھا زمین کے اندر سے نکلکر سامنے افراسیاب کے آیا اور سلام کیا افراسیاب نے اُسے دیکھکر حکم دیا کہ اے رعد ناس جادو یہ چادر جمشید لیجا اور ملکہ بہار اور مہرخ وغیرہ کو گرفتار کرلا تو سوائے تمھارے کون لائیگا اُس چادر کے دینے کا تھا تم بھی معززان طلسم سے ہو رعد ناس نے عرض کیا کہ شہنشاہ کی عنایت ہے جو مجھے ایسا جانتے ہین ورنہ مین بھی ایک بندہ ساحری ہون اور حضور کی رعیت الغرض رعد ناس نے فخریہ چادر کو لیکر اپنے پاس رکھا اور عرض کیا کہ اکیلا جاؤن یا کچھ فوج بھی ہمراہ لون افراسیاب نے کہا فوج پہلے مین شدید اور قہر وغیرہ کے ساتھ بھیج چکا ہون تم بھی از راہ احتیاط بارہ ہزار ساحر لیے لو اور فی الفور روانہ ہو مین گنبد نور پر جاتا ہون وہین گرفتار کرکے سب کو لانا کہ وہ مقام فی الجملہ اور مقامات سے نزدیک بھی ہے اور ایسا بلند ہے کہ مین بھی تماشا تمھاری جنگ کا وہان سے دیکھونگا یہ کہکر خود سوار ہوکر افراسیاب گنبد نور کی طرف چلا اور رعد ناس نے اپنی جگہ پر آکر بارہ ہزار ساحر ہمراہ لیے اور خیمہ خرگاہ بار کرایا نقارہ کوچ کا بجایا خود ہنس پر سوار ہوا اور چلا نظم

بجنبش در آمد از ایشان زمین	بمیدان کشیدہ عنان بہر کین
ہژبران جنگی بآئین جنگ	کشیدند بر مرکبان تنگ تنگ
پزک بر پزک سو بسو در شتاب	نہ در دل سکونت نہ در دیدہ خواب

اب یہ تو اسی طرف چلا لیکن افراسیاب جو گنبد نور کی طرف آیا دیکھا تمام شہر نا پرسان قتل ہورہا ہے اک غلغلہ داروگیر او بلند ہے شدید گنبد پر جانے کا قصد رکھتا ہے یہ ماجرا دیکھکر سمجھا کہ سحر مین بہار کے گرفتار ہے بس غصہ ناک ہوکر چاہا کہ ایک ایسا سحر کرون کہ جو حال شدید کا ہے وہی کیفیت بہار کی ہوجائے اور شدید ہوشیار ہو سحر الٹا پلٹ جائے مگر خیال کیا کہ بہار اس سحر کے پھرنے سے مرجائیگی اور اگر جیتی بھی رہی تو کمال آزردہ اور خفا ہوجائیگی مراد دلی تیری بر نہ آئیگی معشوقہ کو ناراض کرنا اور ضرر پہونچانا اچھا نہین کہ کسی کو کہ باقی مین نہین آج مروت باقی + خیر زندہ ہین اگر یار صحبت باقی + یہ سوچکر ایک تیغ اُٹھاکر تخت سے شدید کے مارا کہ سینہ کے پار ہوگیا غلغلہ اسکے مرنے کا برپا ہوا پھر افراسیاب نے اپنے ہاتھون کو ہلایا برقین دسون انگلیون سے جدا ہوکر گرین اور ہمراہیان شدید کے خرمن ہستی کو جلاکر خاک کر دیا بڑی دیر تک غل وشور رہا جب وہ ہنگامہ برطرف ہوا افراسیاب

گنبد پر آیا حیرت نے تعظیم کی افراسیاب نے کہا اے حیرت یہ تمہاری بہنا بی بہار کا سحر
تھا کشتہ شد پر آپ ہیں نہ تھا یہ تمہاری ذات سے اتنا بڑا لشکر میرا ہلاک ہوا حیرت نے عرض
کیا اے شہنشاہ مجھے رخصت فرمائیے کہ جا کر اُس چھوکری کو سزا دوں افراسیاب جواب دہ
ہوا کہ مہرخ نے مجھ سے مخالفت کی اسکی گرفتاری کی تدبیر میں خود کرونگا لیکن تمہیں اپنی
بہن کے مقدمے میں اختیار ہے وہ اور تم برابر ہو جاؤ لیکن جاؤ تو شیشہ دیگر میں نے روتاس
کو بھیجا ہے وہ گرفتار کر لائیگا اگر اس سے گرفتار نہو سکے گی تو تم جانا یہ کہکر افراسیاب گنبد
کے ایک کمرے کو کھلوا کر کہ جدھر دریائے خون رواں ہے اور طلسم ظاہر و باطن دکھائی
دیتا ہے تخت بچھوا کر بیٹھا چار دن وزیر اور ارکان دولت خدمت میں حاضر تھے ناچ ہونے لگا
حیرت جام شراب بھر بھر کر دینے لگی اُسوقت افراسیاب نے ایک ساحر کو حکم دیا کہ
ہماری پانچوں عیار بچیوں کو حاضر کر وہ ساحر شہر نگارستان میں آیا صرصر شمشیر زن
کی جاگیر میں یہ ملک بادشاہ طلسم نے دیا ہے اور وزیر زادی اُسکی صبا رفتار ہے اور باقی عیار
بچیاں یعنی شمیمہ نقب زن اور صنوبر کمند انداز اور تیز نگاہ خنجر زن مصاحب
خاص صرصر ہیں اور پانچوں یہ کمسن اور حسین ہیں اور ساتھ کھیل کر بڑی ہوئی ہیں اور
انکو سحر ساحری سے نفرت کلی ہے یہ سب سحر نہیں جانتی ہیں لیکن عیارہ بے بدل ہیں الحاصل
ساحر نے آکر حکم شہنشاہ سے مطلع کیا اُسیوقت سب نے عیاری سے جسم پر آراستہ کرکے سب حاضر خدمت
افراسیاب ہوئیں اور تسلیم کر کے روبرو کھڑی رہیں شاہ نے حکم دیا کہ اے صرصر کچھ عیار
مع عمرو کے طلسم میں آئے ہیں اور سیکڑوں ساحروں کو قتل کر چکے ہیں میں سمجھا تھا کہ سحر کے
آگے عیاری کی چالاکی کشل مشہور ہے کہ زور کے آگے ظلم نہیں چلتا مگر عیاروں نے آفت برپا کر دی
ہے فی الجملہ مکار سے مکار ہی جیت سکتا ہے تمہیں چاہیے کہ جا کر اُنسے مقابلہ کرو اور گرفتار کرکے
حاضر حضور میں کرو اور ہرچند کہ تم سحر نہیں جانتی ہو مگر سارے طلسم میں جہاں جی چاہے ظاہر
و باطن و ظلمات وغیرہ میں پھرنا کوئی تمہیں مانع نہوگا صرصر یہ حکم پا کر مع چاروں
عیار بچیوں کے شاہ کو مجرا کرکے رخصت ہوئی خلعت رخصت ہر ایک کو ملا یہ سب چلیں اور جستہ
و خیز کرتی ہوئیں قبل پہنچنے لشکر روتاس کے اس صحرا میں جو قریب لشکر مہرخ ہے پہنچیں
اور فکر عیاری کی کرنے لگیں یہ جنگل تو عیاروں کا رمنا ہے عمرو اور قران وغیرہ پھرا کرتے ہیں
اتفاقاً عمرو مع تین عیاروں کے بارگاہ سے نکل کر واسطے بالا دوی کے جنگل میں آیا تھا

کہ ایک سمت سے صدا ازنگولہ عیاری کی سنائی دی سب عیار اس صدا پر چلے اور آگے بڑھ کر دیکھا کہ پانچ عورتین کمسن چست چالاک چھلبل بانی عیاری کے جسم پر آراستہ کیے جوڑے ترچھے باندھے لنگیان [illegible] کی باندھے پائچون مین گرہ لگائے پاؤن مین قندلور سے اور چیتا وسے پہنے کوہنیون بازو پر باندھے کمند مین سر سے لپیٹے چھر کا توبڑا اور کسوت عیاری لگائے تیچے اور خنجر بران ہاتھون مین لیے تیر و ترکش اور سپر سے درست از رہ زر زیور سے آراستہ ناگہان ایک طرف سے اپنے سایہ سے بھڑکتی اوچھلتی کودتی جست و خیز کرتی چلی آتی ہین کہ ابیات

وہ چھریرے بدن اس طرح کی گرما گرم | کہ جنکی شوخیون سے دل کو ہو سرد مہر پیدا
کبھی جو انگلیون کی تندی انکی دیکھے وہ | سیماب سو بی کی طرح جائے سمٹ
ستادین ٹھوکرون سی سرزمین ایران کی | اور ادا ناز سے وہ روم و شام و لوین اوٹ
ہزار کوس دلدل رو ہین کھسک جائے | کبھی جو انکے دیسے پاؤن کی آہٹ

آگے سب کے تاج دلبری سر پر رکھے صرصر شمشیر زن اکڑتی اور بل کرتی کہ سینے پر دو انار ابھرے سرکش اپنی اکڑ اور دھڑ و ڈیجین تھے دم رفتار دل کو عاشق کے پاؤن سے ملتی تھی آفت کے فیل ستم کے رہوار جلو مین اوس شاہ خوبان کے تھے غمزہ و ادا دامن ناز کو سنبھالے تھے اور داہنے اسکے وزیرزادی اسکی بصد حسن و ناز سبزہ رنگ جسکی بھوین آفت کا پرکالہ تھی اور بائین [illegible] اور تینون عیار بچیان شوخ و شنگ غارتگر جان نام و ننگ تھین کہ ہر دم وقت خرام چٹکیون مین اوڑاتی تھین گل کو رنگ دلبری سکھاتی تھین نظم

تھین حسین ایسی وہ گل خندان | اون مین ہر ایک تھے مہوشان جہان
ان مین اک اک خوبصورت تھی | آگے اونکے پری کو خجلت تھی
شوخ دیدہ کوئی کوئی چنچل | چال مین اونکی سیکڑون چھلبل
چال مستانہ کوئی چلتی تھی | کوئی پاؤن سے دل کو ملتی تھی
کلہ سے جوڑون کے آن بان نئی | وہ پھبن اور وہ شان نئی
عمدہ زیور لباس سب ملبوس | خوب آراستہ مثال عروس
ناک مین کسی کوئی پہنے تھی | نتھ کسی کی تھی ایک موتی کی
سب کو بالا بتاتی تھی [illegible] | طائر دل کے جال تھے جھالے
نیلے ڈورے کے رشتہ گوہر | انکھیان لیے رہزن دل و ہوش

بجلیاں پہنے کوئی ماہ جبین | چست کی بالیاں کسی کی تھین
ایک گل رو کی ناک مین تنکا | نونگے جیوڑے حسن کمسن کا
طوق منت کا پہنے ایک پری | تھی کسی گل کے پاؤن مین کپڑی
نورتن سے تھے کسی کے بازو پر | پہنے ہیکل کوئی پری پیکر
اور تھی جڑی کسی کو دل سے پسند | منڈھیون کا کسی کے حسن دوچند
تیغ پہ چھوڑے ہوئے کوئی پہنچی | کوئی جوڑا ادا سے باندھے ہوئے
تھی دھان دھار ایک کی ہستی | تھر ڈھالی تھی پان کی سرخی
انگرکھا تھا کسی کے زیب بدن | قتل کرتا تھا گوٹے کا جوبن
چست محرم غضب کچھوں کا ابھار | تنگ کرتی دکھا رہی تھی بہار
لیٹتے تھے دل کسی کے مندری پر | فندق پا سے صفحے تھے گل تر

عمرو نے انھین دیکھکر زنبیل عیاری بجائی قران زنبیل کی صدا سنکر جنگل مین جہان تھا دوڑکر عیارون پاس آیا اور عیارنیون نے زنبیل کے بجتے ہی ہوشیار ہوکر خنجر نیام سے کھینچے اور نعرے کیے اور اپنا اپنا نام لیکر حملہ کیا عیارون نے بھی نعرہ کیا اور اپنا اپنا نام لیا تاکہ آپس مین ایک کو ایک پہچانے اور ہر وقت عیاری کرنیکے دھوکا نہ کھائے غرض عمرو نے بڑھکر صرصر کو روکا اور صبا رفتار نے آکر قران کو ٹوکا شمیمہ نے برق سے چشمک کی اور صنوبر نے جانسوز کو پیچ ادائی دکھائی تیغ نگاہ سے اور خنجر غمزہ سے نظربازی ہونے لگی اور سب عیارون نے انھین دیکھتے ہی تیر عشق کھایا اور ایک دوسرے کے تیر مژگان اور خنجر ابرو کا گھائل ہوا اور شعر عاشقانہ زبان پر لائے عمرو نے صرصر سے کہا کہ اے جان جان ~ شعر

اگر ز الف سیاہت برسم تاراج ایمان شد | بیفکند رہزنی افتد سیاہی گر پریشان شد

صرصر نے ایک خنجر چپٹ کر مارا اور جواب دیا کہ ~

منادی میکنند امروز زنار سر زلفم | کہ بے ایمان بمیرد ہر کہ ایمان را نگہدارد

ادھر قران نے صبا رفتار سے کہا کہ اے یار دلنواز ~ فرد

چو خنجب [illegible] سینہ ام | توئی در دل ہوا ابر تو آید

صبا رفتار نے چمک کر خنجر مارا اور جواب دیا کہ بیت

سر تو چنین کہ جدا افتاد بتدبیر چہ سود | کس بناخن نکشاید گرہ پیشانی

ادھر برق نے شمیمہ سے مقابل ہو کر صدا دی کہ

ہزار سال پس از مرگ چو تو باز آئی — ز خاک نعرہ برآید کہ مرحبا ای دوست

شمیمہ نے مسکرا کر ایک تیغچہ مارا اور کہا فرد

دشمنہ را ہمچو تیغچہ غنچہ میخواہم مدام — سر بسنگ و تن بخاک و ریسمان در گردنش

جانسوز نے ہنگام جدال صنوبر سے عرض کیا بیت

عالمے کشتہ شد و چشم تو از ناز ہمان — صد قیامت شدہ و حسن تو آغاز ہنوز

صنوبر نے تیوری چڑھائی اور رعنا زوا دالرفتی ہوئی جب قریب آئی جواب وہ بولی کہ

آفت صد زہر و دماغ آتش صد خرمنم — سادہ لوحی ہین کہ گوئی راحت جان منی

ضرغام جب تیز نگاہ سے لڑنے لگا تو یہ شعر زبان پر لایا کہ شعر

نتوان پرسید احوال اسیران گاہ گاہ — رسم یاری اینچنین بود ست یاران آہ واہ

تیز نگاہ اسکے حال زار پر بہت ہنسی اور کہنے لگی اے نادان بیت

قصہ افسانہ غمہائے خود با من مگوی — سوختم از استماع این حکایت آہ آہ

القصہ بعد اس ادا و کنایہ کے آپس میں خنجروں کی چشمکیاں اور سپروں کی او جھڑ میں چلنے لگیں عیار بچیوں نے حلقے کمند کے جو دہ کانٹے کے عیاروں پر مارے کہ گردن اور کمر میں آ کر لپٹے عیاروں نے اتنا جلد سبک ہو کر جست کی کہ جیسے عینک سے نگاہ نکلتی ہے کہ سب حلقے پاؤں کی طرف سے ڈھیلا ہو کر زمین میں گرے اور عیاروں نے بلندی سے زمین تک آ کر جلدی اٹھتے تیغچے مارے کر ٹھیا بچیاں جست کر کے دس دس قدم پر جا گریں پانچ عیار اور پانچ عیار بچیوں نے اپنی کود پھاند میں دو کوس کا میدان باندھا تماشائیں تھر گئے اور کبھی ہمت کر کے زمین کے گرد میں گتھ جاتے تھے کبھی سینہ بہ سینہ کشتی چلتے تھے اور کبھی کٹار اسے باہم دیتے تھے تیغوں کی جھنکاریاں دیتی تھیں خنجروں کی جھنکار بلند تھی عیار بانکے بیچ بانک جھکا بچیوں کی گود میں بیٹھ جاتے تھے اور بوسے لیتے تھے عیار بچیاں اپنے تئیں فریب سے بچا کر کاٹ کھاتی تھیں دو گھنٹے کامل آپس میں بلا رد و رعایت جنگ کر لیا نہ رہی اور سرگشت عیار بچیاں جست میں کر کے اور نعرے مار کے کہتی ہوتیں کہ اے خانمان برباد ان دیکھو تم ہم کس طرح تمہیں ہلاک کرتے ہیں ایک طرف چلی گئیں اور عیار بھی ایک درہ کوہ میں کھڑے سرگوشی کرکے کہا کہ بھائیو میں تمہیں چاروں کو اطلاع دیتا ہوں کہ صرصر میری معشوقہ دل نواز ہے اگر تم سے

کوئی اسے مار ڈالے گا تو مین اوس سے بہت بری طرح پیش آؤنگا قران نے کہا صبا رفتار
بندہ علی ہذا القیاس فرزانہ ہر اسکی بھی حفاظت سب عیارون کو روا ہی برق نے شمیمہ کا عشق
بیان کیا اور جانسوز نے صنوبر کا حال الفت مذکور کیا ضرغام نے تیز نگاہ کی نسبت سب
سے سفارش کی لہذا ہر ایک کو ہر ایک کے معشوق کی شناخت ہو گئی اور سب نے باہم عہد کیا کہ
کسی کو کوئی قتل نہ کرے عمرو نے کہا اسوقت کہ جب طلسم فتح ہو گا اور عیار بچیان گرفتار ہونگی اور
مطیع الاسلام ہونگی تو صاحبقران کو انکے قتل کرنیکا اختیار ہی فی الحال مناسب نہین کہ ہم تم
انھین ہلاک کرین یہ باہم مشورہ اور پیمان کر کے حفاظت لشکر مین مصروف ہوئے اور اسیطرف
عیار بچیان بھی جنگل مین ایک جگہ ٹھہرین اور صبا رفتار نے صرصر سے کہا کہ تیرا رنگ آج مجھے
اور ہی کچھ نظر آتا ہی ہونٹھ چاٹتی ہی چہرے کا رنگ زرد ہی پانون کہین ڈالتی ہی پڑتا ہے کہین
کاکل پریشان ہی جیسے کوئی دیوانہ ہوتا ہی یہ کیا ماجرا ہی صبا رفتار نے کہا واری مجھکو آپ کیا
کہتی ہین مین از راہ ادب حضور کو کہہ سکتی تھی اب جو حضور نے چھیڑا ہی تو الامر فوق الادب
کسوت عیاری سے آئینہ نکال کر ذرا چہرہ زیبا کو دیکھیے کہ صاف آثار عشق پیدا ہی آنکھون مین
تری حواس مین ابتری ہی آپکی تو وہ مثل ہی کہ اپنی ہالی اور پر گنوالی صرصر نے کہا نوج خدا نکرے
یہ تیری ہی عادت ہی کہ جہان مردوے کو دیکھا اور پھسل پڑی تو دیوانی ہی کہ مجھپر یہ گمان کرتی ہی
اور پھر اگر مین ایسا بھی کرون تو میرا عاشق آج عیاران عالم کا شہنشاہ ہی حضرت صاحبقران
کا وزیر اعظم کلید عقل اور نفس ناطقہ ہی تو کیا سمجھ کے یہ کہتی ہی اور میری برابری کرتی ہی صبا رفتار
نے ہنسکر کہا کہ خفا نہو بیٹھے تو مین عرض کرون مجھپر اگر نگاہ ڈالی ہی تو نظر کردہ مولانا و مقتدانا
حضرت غالب کل غالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے جو جان بخش عمرو ہی اور اپنے ملک
زنگبار کا بادشاہ ہی لیکن ان تینون چھوکریون نے کیا سمجھ کے اپنا حال غیر کیا ہی شمیمہ نے کہا کیا
خوب اب جو شاہزادی سے بس نہ چلا تو اپنی خفت ہمپر مٹالی تمھاری نجابت پر میری آنکھون پر
ماشاء اللہ کیا ذہن کی تیزی ہی ماشی ہون آپکو اچھا صاحب اون مین ہی پھر عاشق مین
میرے تمنے برائی کیا تصور کی ہی ملک فرنگ کے ملکون مین ایک ملک کا بادشاہ شاگرد رشید
عمرو ہی وہان جو چاہو کہو تو ان دونون کو کہو صنوبر نے خفا ہو کر کہا بی شمیمہ تم مین کیا بری عادت
ہی کہ اپنی بات اوپر ڈالتی ہو یہ تمھین ایسی اوبالی ہو میرا تو عاشق تم سب سے اچھا ہی مگر مین
ذرا بھی حقیقت نہین جانتی بی صبا رفتار کی کہ عادت کہ قران نظر کردہ اور بادشاہ زنگبار ہی

اسکے فرزند نے مجھ سے محبت کی لیکن وہ بڑا جان و بار کے مین کب سماعت کرتی ہون ایسے چودہ
ہزار رستے ہین ہان بی تیز نگاہ کو جو کچھ کہو وہ بجا ہے یہ کلام تیز نگاہ نے سنکر کہا آئی گئی مجھ پہ ہوئی
بی ہوش مین آؤ اپنے دہی کو کوئی بھی کھٹا کہتا ہے کہ مجھے تو ضرغام سے کچھ واسطہ نہین لیکن جو
وہ مجھ پر جان دے تو جنکی تم سبہون نے تعریف کی ہے اُنسے سب سے افضل ہے اول تو نظر کردہ شل
قران ہے اور دوسرے وزیر طلسم کشا کا جو حاکم طلسم کا ہونے کو آیا ہے سچ پوچھو تو جو شخص ساکن
طلسم ہے وہ گویا اوسکی رعیت ہے صرصر نے یہ باتین سنکر ایک قہقہہ لگایا اور کہا مبارک ہو آج
سے ہم آپکو تسلیم کرتے ہین تمھاری رعیت ہم بنتے ہین خدا حضور کو سلامت رکھے کیون نہو وہی
مثل ہے کہ ستیان بھجے کوتوال اب ڈر کا ہے کا تیز نگاہ کو سب نے آڑے ہاتھون لیا اور یہ
شرمائی پسینے پسینے ہو گئی اور کہنے لگی واہ واہ تم سب نے مجھے دیوالی مقرر کیا ہے ای لوگو آپ
آپ اپنے لوگون کی تعریف کرو تو کچھ نہو مین نگوڑی بیوقوف جو بول اُٹھی تو سب نے ہنسی
دل لگی مین اڑانا شروع کیا ای بی ای ایک تو مجھ کمبخت کو سات پانچ نہین آتا یہ تمھین لوگ
چرپا ناس ہو کہ آپ ہی آپ اپنے مطلب کی کہہ جاؤ اور دوسرے کو بیٹھکے منسو صبا رفتار نے کہا
جردا تو چھارڑ کا ٹھا کیون ہو گئی اس مین چھپنے کا اور خجلت کا کیا موقع تھا ہماری شہزادی نے
بھی کہا نہ کہ اب ہم تمھاری رعیت ہوئے پھر میری جان اس مین چھپنا کیا تمنے آپ ایسی بات
کہی نہ آسمان پر تھوکو نہ گریبان مین آئے القصہ اسی طرح کی باتین پانچون باہم دیر تک کرتی
رہین اور مقصود اُس کلمات سے انکا یہ تھا کہ ایک دوسری کے عاشق کو شناخت کرے اور
گویا در پردہ باہم رعایت کرنے کی عاشقون کی نسبت سب نے سفارش کی کہ عیارون سے
بباطن دوست رہنا چاہیے اور بظاہر دشمنی کرنا لازم ہے غرض سب ایک سمت چلین اس
عرصہ مین روتاس جادو بعد قطع منازل قریب لشکر مہرخ پہونچا اور قیام پذیر ہوا خبر مہرخ
کو پہونچی یہ بھی ہوشیاری اور بیداری مین مصروف ہوئی اودھر صحرا سے عیارون نے آمد لشکر
دیکھی اور عیار بچیان بھی آگاہ ہوئین اور دونون فکر عیاری کرنے لگے مگر روتاس ایک ذرہ
کسل راہ سے آسودہ ہوا اور دوسرے روز جب پیر دہقان فلک بیلچہ کہکشان کا لیکر واسطے
آبیاری کشت انجم کے مزرعہ فلک مین آیا اور شاہ خاور گشت کرکے مقام مغرب مین قیام پذیر
ہوا مشعل ماہ خیمہ زرنگاری مین روشن ہوئی نظم

ازفراق شاہ شب روز را آمد زوال
وز سرشک لالہ گون این سبز مینا پر شدہ

داشتہ از بسکہ شوق دیدنش روز وصال — دیدہ شد از نور خالی فرش تماشا پر شدہ

طبل جنگ اور نفیر سحر لشکر رعد تاس میں بجا شور و غلغلہ اٹھا بلند ہوا طائران سحر اڑ گئے
ہوئے دربار میں حاضر ہوئے اور سامنے سے جہانبانی کے بادب تمام تخت کے اس طرح عرض کرتے تھے ابیات

کف عطا سے تیرے ابر گہر افشان ہے — مناسبت نہ کرے طبع نازک تیغ پسند
صدف سے ابر نے سیکھا گہر کا مانگنا — ترے کرم نے دیئے بے سوال حاجتمند
نہ چشم مہر نے دیکھا کوئی ترا ثانی — سنا نہ گوش فلک نے کوئی ترا مانند
مدام تاکہ عروسان ماہ و انجم کا — ہو جلوہ گاہ لب بام آسمان بلند
ترے جلسے میں شاہا عروس دہر رہے — الٰہی تو رہے اقلیم سبعہ کا خداوند

حریف نے رزم کے ارادے سے طبل جنگ بجوایا ہے اور ارادہ پیکار رکھتا ہے ضرغام نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی بجے طبل جنگ خدا ہمارا نگہبان ہے اسوقت افسرون نے نائے ترکی اور نقارہ رزمی بجایا نظم

بلرزید طاس فلک زان صدا — بہ ہیبت ز نقارہ آمد ندا
کہ آمد نقارہ میدان کین — برآمد ز سر دشمنان بر زمین

ہر ایک بہادر خبردار ہوا اور تیاری جدال میں سرگرم تھا ساری رات شور ساحرون کے سحر کا اور غوغا بہادرون کی اسلحہ رزمی کا تھا یہان تک کہ وہ وقت آیا کہ مشاطہ دہر نے روئے زیبائے شاہد صبح کو آئینہ خورشید دکھایا اور مانگ کو عروس دہر کے صندل سے شفق کے بھر کر جلوہ افزائے عالم کیا قطعہ

چو زنگی شب دید روی سیاہ — در آئینہ عالم افروز ماہ
ز دامن غصہ آتش زد بر زمین — بخندید ناگہ سحر از کمین

صبح ہوتے ہی گروہ گروہ ضرغام اور بہادر اور نافرمان وغیرہ لیکر روانہ دشت مصاف ہوئے اور دھمہ میں مع اسپہ دلاور کے بہ تزک و احتشام رزمگاہ میں آئی اسوقت فوج عدو بھی بڑے دبدبے سے داخل میدان کارزار ہوئی ساحرون نے پرے جمائے اور دلاورون نے صف کشی کی میدان رزم تیار ہوا نقیبون نے صدائے دلکش دی کہ ابیات

درین روز [illegible] — [illegible] بزرگ دیدم
کہ اے [illegible] — [illegible] کہ از تو بزرگتر دیدیم
[illegible] صبح صباح [illegible] — ستارہ شام در آغوش [illegible] دیدم
نشان شان جہان [illegible] — کہ خوب [illegible] و زشت [illegible] در گذر دیدیم

مسافریم و آن باجہان دو دن کہ در رو	ہزار بار دستہ و بسیر بیشتر دیدم

ای بہادران مصراعے فانی مقام عبرت ہے یہ میدان قتال جاے غیرت ہے نام کرلو دنیا میں پھر کون رہا ہے اور کس کی رہے گی سدا

رستم ہے نہ اب ہے سام باقی	مردوں کا ہے فقط یہ نام باقی

یہ کہکر جب نقیب خاموش ہوے رو قتاس خود میدان میں نکلا اور سحر کی نیرنگیاں دکھانے لگا آگ پتھر برسانے لگا بعد اسکے اولوالعزمی دکھانے کے للکارا کہ اے شکست خوردہ تم میں ہے کوئی ایسا کہ مجھسے مقابل ہو اور میرے سحر کا جواب دے ساحران ملازمان مہرخ نے نکل کر مقابلہ آغاز کیا رو قتاس نے سحر پڑھکر دستک دی کہ صحرا کی طرف سے ہزار در ہزار طائر پیدا ہوے اور لشکریان مہرخ کے سر پر بیٹھے جسکے سر پر جانور بیٹھا فوراً وہ درخت ہوگیا اور نہال قامت ہیں اوسکے پتے ہرے ہرے نکل آئے کہ شاخیں پھوٹیں اور ٹہنیاں جھومنے لگیں طائر اونپر نشیمن گزیں ہوے مہرخ اور شکیل وغیرہ ساحران نامی دستگیر سحر کی دیتے تھے اور اپنے تئیں بچاتے تھے اسوقت ملکہ بہار جو تخت طاؤسی پر بیٹھی وزیب سوار تھی سمجھی کہ یہ سحر نہیں کرتا ہے گویا رو قتاس تجھ پر طعن کرتا ہے کہ سب کو درخت بناتا ہے یہ سوچکر تخت سے کود کر دامن کو ہر سے سنبھالتی ہوئی سامنے رو قتاس کے آئی اور اپنے جوڑے کو اوس فرشتہ رو نے کھول کر ایک ڈبیا نکالی اور ڈبیا کو جو وا کیا اس میں ایک پتلی بہت خوبصورت ہاتھی دانت کی رکھی تھی اپنی اونگلی کاٹ کر اس پتلی پر خون ٹپکایا اور کہا اے ساحری کی پتلی میں نے اسی دن کے لیے تجھے سر چڑھا رکھا تھا کہ طائران سحر آکر میرے لشکر پر آشیانہ کریں اور انسانوں کو شجر بنائیں یہ کلام بہار کے سنکر پتلی قہقہہ مار کر ہنسی اور ڈبیا سے نکلکر غائب ہوگئی ابھی لوگ سب یہ دیکھتے تھے کہ ایک جال پردے سے ہوا پھیلا ہے اور اسقدر بڑا ہے کہ شہر لمبا منزل گستردہ دکھائی دیتا ہے اور جملہ طائران سحر رو قتاس اس دام میں گرفتار ہیں اور وہی پتلی بہار کی ہاتھ میں چھری لیے جانوروں کو جال سے نکال نکال کر ذبح کر رہی ہے اور خون انکا لشکریان مہرخ پر چھڑکتی ہے کہ جو جو انسان درخت ہوگئے ہیں وہ سب آدمی بنتے ہیں یہ ماجرا رو قتاس نے جب دیکھا کہ پتلی نے سب کو آدمی بنایا اور بہار تیرے مقابل کھڑی ہے اسکی یقین ہے کہ تجھ پر جبر کریگی اسکا سحر اوتارنا مشکل پڑیگا بڑا سخت مقابلہ ہوگا یہ تصور کرکے اوسنے چادر جمشید کو نکالا اور پرواز کرکے پردے سے ہوا چاہا کہ لشکر مہرخ پر اوس چادر کو جھاڑا

خاک جمشید برسی اور اُسی وقت بہار اور مہرخ اور نافرمان وغیرہ بیہوش ہوگئے اور جب
سردار تمام مع ملکہ مہ جبین اور مہرخ مو اور شکیل اور دلارام کے بیہوش ہوئے لشکر مین
بھگدڑ پڑگئی اور ساحران رعد تاس نے ہزارون کو زندہ گرفتار کیا اور سب کو ہتھکڑیاں بیڑیاں
اپنے سحر کی پہنا کر چادر جمشیدی کو ہلایا اور کہا ای چادر خداوند واسطے خداوند جمشید کا یہ سب ہوشیار
ہوکر اپنی گرفتاری کا حال خراب دیکھین اسی وقت بہار اور مہرخ وغیرہ سب سردار ہوشیار
ہوئے اور دیکھا کہ ہم سب گرفتار ہین ناچار خاموش ہو رہے اور رعد تاس نے حکم دیا کہ آج سب
قیام پذیر ہون کہ مین لڑنے سے خستہ بہت ہون کل سب کو لیکر خدمت شہنشاہ مین جاؤنگا
حسب الحکم لشکر نے اسکے کمر کھولی سب قیدیون کو قید کیا اور پہرا مقرر ہوگیا رعد تاس اپنی بارگاہ
مین مسند عزت پر آکر متمکن ہوا اور خادم خدمتگار سب کو باہر بارگاہ کے کہا کہ جاکر ٹھہرو صرف
اپنی رنڈی کو اندر بارگاہ کے رکھ لیا اور سحر پڑھکر دستک دی کہ سوائے اس رنڈی کے اور جو
کوئی اس بارگاہ مین آئے تو بیہوش ہوجائے کیونکہ اسکو خوف عیارون کا ہوا کہ ایسا نہو عیار
میان آئین الحاصل یہ تو باطمینان تمام بیٹھا مگر عیارون نے لشکر کی گرفتاری دور سے دیکھکر
صلاح کی اور سب بصورت مبدل لشکر مین آئے اور ضرغام نے ایک خدمتگار کو دربارگاہ
سے الگ بلایا اور کہا مجھے تجھ سے کچھ کہنا ہے جب وہ علیحدہ آیا ضرغام نے بیضہ بیہوشی مارکر اسے
بیہوش کرکے پیرہن اُسکا اوتار لیا اور اوسکی صورت بنکر بارگاہ کے پاس آیا اور چاہا اندر جائے
ساتھ کے نوکرون نے کہا اندر نجاؤ منع کیا ہے ضرغام نے کہا تم کیا جانو کہ مین کس لیے جاتا ہون
یہ کہکر اندر بارگاہ کے قدم رکھا جیسے ہی اندر آیا بیہوش ہوکر گرا رعد تاس نے اُٹھکر اسے اٹھایا
اور سحر پڑھکر جو پھونکا روغن ورنگ عیاری اُوڑگیا صورت اصل رہگئی رعد تاس نے سحر سے
اندر بارگاہ کے مقید کیا اور پھر بیٹھکر رنڈی سے اختلاط کرنے لگا اُسوقت چالاک ساقی
مہر طلعت اور زیبا صورت بنکر قریب بارگاہ آیا اور خدمتگارون سے کہا مین نوکری کی
خواہش رکھتا ہون اسوقت میان اکیلے بیٹھے ہین اگر کہو تو جاکر عرض حال کرون اُنھون
نے کہا اندر جانے کا حکم نہین ہے اگر تمھارا جی چاہے تو جاؤ لیکن جو خفگی ہو تو ہم نہین جانتے
چالاک نے کہا مین اپنی کیفیت عرض کرکے ابھی آتا ہون یہ کہکر اندرون بارگاہ قدم رکھا
اور تھوڑی دور گیا تھا کہ بیہوش ہوکر گرا رعد تاس نے اسکو بھی گرفتار کرکے بزور سحر روغن عیاری
اسکا بھی دفع کیا اور کہا عیارون نے صورت بدلکر آنا شروع کیا الغرض یہ پھر اپنی محبوبہ سے

ہمکلام ہونے لگا اور ادھر برق نے دور سے دیکھا کہ دو عیار اندر بارگاہ کے داخل ہوئے مگر کچھ
مطلب برآری نہوئی بس یہ گرد بارگاہ کے پھرنے لگا اتفاقا روتاس کے پاس جو طوائف تھی اسکا
خیمہ ایک طرف استادہ تھا اور اس رنڈی کا نوکر ایک چھوکرا گگڑی پھر رہا تھا برق اوس کے
پاس آیا اور کہا ابے سن تو ادھر تو آ کل تو نے میرے بچے کو کیون مارا تھا وہ چھوکرا حیران ہوا
کہیسا کتا کہنے لگا ابھی پہچانتے بھی ہو برق کان پکڑ کے کھینچتا ہوا لیچلا کہ بچا آج کہتے ہو چلو تو
جسکے سامنے مارا ہے دیکھو تو اس سے پوچھ کر کیسا ستاتا ہون یہ کہتا ہوا اسے تنہائی کے
مقام پر لایا اور بیہوش کرکے اسکی صورت آپ بنکر آیا اور گگڑی پھیرنے لگا اس مین کہ خدمتگار
آیا اور کہا تو ابتک گگڑی ہی پھیر رہا ہے بائی جی حقہ مانگتی ہین برق نے کہا آگ تو سلگا لاؤن
غرض تنباکو مین بیہوشی ملا کر چلم بھری اور خدمتگار کو گگڑی تھما کر حقہ دی کہ لیجا اوسنے کہا
تو آپ لیجا مجھے حکم اندر جانے کا نہین ہے برق گگڑی لیکر اندر بارگاہ کے گیا یہ بھی اور دو
کی طرح سے بیہوش ہو گیا روتاس نے اسے بھی گرفتار کیا اور سوچکر جو دم کیا اصلی بھی صورت
اصلی ہو گئی اسوقت اوسنے کہا کیا عنایت سامری و جمشید کی ہے کہ عیار بغیر زحمت کے گرفتار
ہوئے کچھ تردد بھی نکرنا پڑا یہ کہتا ہوا پھر اپنی مسند پر آکے ہم پہلو بیٹھا تینون عیارون پر نظر کر دلا
کہ دست و پا بجس ہوگئے لیکن ایکبار عمرو صورت صبا رفتار عیار کی بنکر آیا اور
افراسیاب کی مہر بنا کر فرمان لکھکر اس طرح لپیٹا کہ ہر ایک تہ مین کاغذ کی بہت سا بیکسا
غبار بیہوشی بھر دیا لفافہ پر مہر کی اور در بارگاہ پر آیا اور لوگون سے کہا میری خبر کرو کہ صبا رفتار
شہنشاہ پاس سے آئی ہے ملازمون نے کہا ہمین اندر جانے کا حکم نہین ہے آپ خود جائیے
عمرو سمجھا کہ اندر جانے مین کچھ نہ کچھ قباحت ہے جب تو یہ نہین جاتے یہ سوچکر دروازے کی
سے پکارا کہ اے روتاس جادو منم صبا رفتار نامہ شاہ لیکر آئی ہون یہ صدا جو روتاس
نے سنی کہا اندر آؤ عمرو نے کہا نامہ شہنشاہ کی یہی تعظیم ہے کہ دربارگاہ تک بھی نہین آیا جاتا
ہان صاحب مقرب جو زیادہ ہوتے ہین وہ یہی کرتے ہین یہ کلام جو روتاس نے سنے شرمندہ
ہوکر باہر آیا صبا رفتار نے سلام کیا اور نامہ نکالا کہ لیجیے اسکا جواب لکھوا دیجیے روتاس
نے کہا آپ اندر تشریف لے چلین اور ایک جام شراب پیجیے مین جواب لکھون عمرو نے
کہا تم جیسے پاتے ہو اندر بارگاہ کے بلاتے ہو عیارون کا تمہین کچھ ڈر نہین ہے روتاس نے کہا
نہین بارگاہ سحر بند ہے جو کوئی یہان آئیگا بیہوش ہو جائیگا صبا رفتار نقلی نے کہا مین سمجھ

نہین جانتی ہون اور عیار بھی ہون اسلیے تم بتاتے تھے کہ مین بیہوش ہو جاؤن اور مین
پہلے ہی سمجھی تھی کہ بہر گرفتاری عیاران تمنے کوئی تدبیر ضرور کی ہوگی پھر عیاری سے بچی تھا
کہ جو چلی آتی اگر آتی تو گرتی ہاتھ منہ ٹوٹتا رقتاس نے اسکی عقل پر آفرین کی اور بارگاہ سے سحر کو
اوتارا کہ اب جو آئے بیہوش ہو اور صبار فتار نقلی کا ہاتھ پکڑکر اندر بارگاہ کے لایا عمرو نے
دیکھا کہ تین عیار بیحس و حرکت پڑے ہین اور ایک زن حسینہ و جمیلہ زر و زیور سے آراستہ مسند پر
بیٹھی ہے عمرو بھی ایک جانب بیٹھا اور نامہ رقتاس کو دیا وہ لفافے سے نامہ نکالنے لگا غبار
بیہوشی اوڑا اور خوشبو آنے لگی اسنے نامے کو سونگھا کہ یہ خوشبو کیسی ہے بس سونگھتے ہی بیہوش ہوا
ادھر عمرو نے ایک بیضہ بیہوشی منہ پر اُس طوائف کے مارا کہ وہ بھی بیہوش ہوئی اوسوقت
رقتاس کا خنجر سے سر کاٹ ڈالا پیر اُسکے غل و شور کرنے لگے آگ پتھر برسنے لگے عمرو نے
رنڈی کا زیور اوتارا لیکن اُسکے مرنے سے عیار تینون رہا ہوے اور لوٹنے لگے مگر برق نے
جلد چادر جمشید اُسکے جھولے سے نکال کر حسینہ کی اور سر اُسکا بارگاہ پھاند کر بھاگا اور غل جو
ہوا ساحر دوڑے عمرو اور دونون عیار بھی کود کر بھاگے ادھر قیدیون پر سے سحر رقتاس
کا دفع ہوا اور سب چھوٹ گئے بہار اور مہرخ وغیرہ نے بزور سحر پرواز کی اور ہوا پر جا کر
ہار قلفل اور گچھے ریحان کے اور گولے فولاد کے لشکر رقتاس پر مارنے ابر سحر کے اٹھے صدائین
رعد آسا پیدا ہوئین کہین بجلیان گرنے لگین کہین آگ برسنے لگی بہار نے گلدستہ مارا کہ عالم
بہار پیدا ہوا اور ہزارہا ساحر دیوانہ وار صحرا کو چلا مہرخ اور شکیل نے ہزارون کو قتل کیا
نافرمان اور مہرخ مو نے ستارے گرائے تیر برسائے کہ نظم

برسنے لگی آگ پتھر وہان — جابجا آتش سحر کا تھا دھوان
کبھی شعلے اٹھتے تھے ہر سمت سے — مچاتے تھے غل ہر ایک کے
ہزارون نے دی جان افسوس سے — بہت بھاگ کر وان سے زندہ بچے

الحاصل لشکر رقتاس تباہ و برباد ہوا اور بفتح و فیروزی مال و اسباب لوٹکر مہرخ اور
مہ جبین اپنی بارگاہ مین داخل ہوئین منادی نے ندا کی فتح ہماری ہوئی کوہستان سے
آئی لشکر بدستور اول دوبارہ آراستہ ہوا جشن ہونے لگا لیکن عمرو جو بھاگا اوسے خیال آیا
کہ چادر جمشیدی جو عیار لے گیا ہے اُس سے چل کر لے یہ سوچ کر جنگل مین آیا اور زنبیل عیاری
بجائی ضرغام اور جانسوز حاضر خدمت ہوئے لیکن برق نہ آیا کہ آشنا چادر جمشید جسین لنگ

یہان عمرو نے ان دونون عیارون سے پوچھا کہ تم مین چادر جمشید کون لایا ہی انہون نے
کہا ہمین قسم ہی کہ صبا رفتار ان کو لی گئی ہم نہین لائے عمرو نے کہا انھین کی شامت ہی برق
نہین آیا معلوم ہوتا ہی کہ وہی لے گیا بس کوڑا پکڑ کر واسطے ڈھونڈھنے برق کے چلا لیکن برق
جو چلا تھا اسکے ذہن مین آیا کہ اگر طلسم ظاہر نہین ہونگا تو استاد چادر چھین لین گے اور
اُستاد اپنے پاس زنبیل و کلیم وغیرہ رکھتے ہین اور میرے پاس کوئی چیز ایسی نہین ہی کہ جس
سحر تاثیر نہ کرے لہذا چادر جمشید اپنے پاس رکھون اُسے اُستاد کو نہ دون یہ خیال کرکے طرف
طلسم باطن کے چلا مگر اب کیفیت سُنیے کہ عیار بچیان جنگل مین تھین اور ساتھ ساتھ لشکر روتاس
کے چلی آئی تھین لیکن انھین افراسیاب نے یہ حکم دیا تھا کہ عیارون کو پکڑ لاؤ یہ توقف کر
گرفتاری عیاران کر رہی تھین لشکر روتاس سے انھون نے کچھ مطلب نہ رکھا تھا اب
روتاس جو قتل ہوا اور اوسکے مرنے سے غلغلہ بلند ہوا صرصر نے کہا ای صبا رفتار
بڑا غضب ہوا عمرو نے روتاس کو مارا شہنشاہ کہین گے کہ تم سب لشکر مین موجود تھین
اور حفاظت نہ کر سکین چلو چلو اور عمرو کو گرفتار کرو یہ سب متفرق ہوکر بہر گرفتاری عیاران
چلین صبا رفتار گنبد نور کی طرف آئی اور صرصر لشکر مہرخ کی سمت گئی اور راہ سے دور
سے دیکھا کہ عمرو کوڑا پکڑے ایک مقام بلند پر کھڑا ہر طرف نگران ہی اور بیتاب خیال چار طرف
دوڑاتا ہی صرصر نے ایک گوشے مین ٹھہر کر صورت اپنی برق کی بنائی اور جست و خیز
کرتی ہوئی عمرو کی طرف سے ہوکر نکلی عمرو نے جو پایا برق کھڑا ہی تھا اسے دیکھ کر جھپٹا
اور قریب آکر کہا اے برق سچ بتا کہ تو چادر جمشید لایا ہی یا نہین اگر لایا ہی تو مجھے دے صرصر
ہاتھ باندھکر پاؤن پر عمرو کے گری اور کہا استاد وہ چادر آپ مجھی کو عنایت کیجیے عمرو نے
کوڑا اُٹھایا کہ کمبخت شامت آئی ہی لا مجھے دے صرصر نے پاؤن پکڑ کے عمرو کو کھینچ لیا اور گرتے
وقت اُسکے بجاے ازکی تمام ایک حباب بیہوشی مارا کہ بیہوش کر دیا اور چادر عیاری بچھا کر دو حلقون
سے کمند کے دونون ہاتھ اور دو حلقون سے دونون پاؤن اور دو حلقون سے گردن و کمر
کو باندھکر ساتوان حلقہ اس طرح باندھا کہ عمرو ایک گٹھری ہوگیا صرصر نے چادر عیاری مین
لپیٹ کر پشتارہ باندھ کر پشت پر لگایا اور ڈیڑھ گرہ عیاری کی سینے کے قریب لگا کر جست
و خیز کرتی طرف گنبد نور کے چلی لیکن برق جو گنبد نور کی طرف چلا اوسنے دور سے دیکھا کہ
صبا رفتار کودتی چلی آتی ہی برق نے جلد صرصر کی صورت بنائی اور صبا رفتار کی

طرف سے ہوکر نکلا اُسنے پکارا کہ اے شہزادی کہاں چلیں صرصر نے کہا الگ آؤ یہاں نہ ٹھہرو
صبا رفتار قریب آئی برق نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا یہ موئے عیار بد بلا ہیں ابھی مجھے اور عمرو
سے سامنا ہوا تھا وہ سامنے جھاڑی میں چلا گیا ہے اب ایک طرف سے اے صبا رفتار
تم جاؤ اور ایک سمت سے میں یہ کہکر اوسکے ساتھ باتیں کرتا ہوا دوڑا لایا اور کہا دیکھو پیچھے کون
آتا ہے صبا رفتار نے پھر کر دیکھا برق نے بیضہ بیہوشی مار کر بیہوش کر دیا آپ اُسکی صورت
بنا اور اُسے عمرو کی صورت بنا کر پشتارہ باندھکر طرف گنبد نور کے روانہ ہوا اور سیب سب جادو
جمشید کے دریاے خون رواں سے گذر کر شہر ناپرسان میں آیا کسی نے منع نہ کیا بلکہ
ہر ایک نے پوچھا کہ بی بی صبا رفتار کسے لائی ہو اُسنے کہا عمرو کو اسی طرح گنبد نور پر
چڑھ آیا یہاں ہزارہا ساحر ملازم اور رفیق افراسیاب بیٹھا تھا ناچ ہو رہا تھا شہنشاہ تخت
پر جلوہ گر تھا کہ صبا رفتار نقلی نے آکر سلام کیا اور پشتارہ سامنے ڈال دیا افراسیاب نے
پوچھا کہ کسے باندھ لائی ہو اُسنے کہا عمرو کو اور پشتارہ کھول کر عمرو کو ستون سے باندھ دیا اس
عرصہ میں صرصر نے جو عمرو کو گرفتار کیا تھا آکر پہونچی ہر طرف ایک غل ہوا کہ صرصر اور ایک
عمرو کو لائی ہے برق نے افراسیاب سے عرض کیا کہ حضور میں جو عمرو کو لائی ہوں اُسکے
عقب میں کوئی عیار بشکل صرصر آیا ہوگا میں پوشیدہ ہوئی جاتی ہوں آپ اس صرصر کو
گرفتار کیجیے یہ کہکر صبا رفتار نقلی تخت شاہی کے پیچھے چھپ رہی اس اثنا میں صرصر
پشتارہ لیے حاضر ہوئی اور سامنے تخت کے رکھدیا افراسیاب نے اُسوقت ایک ساحر
سے اشارہ کیا کہ اُسنے صرصر کو گرفتار کر لیا اور پشتارہ جو لائی تھی اُسے بھی کھولا اوسوقت
برق جو تخت کے نیچے چھپا تھا ظاہر ہوا اور عمرو کو بندھا دیکھ کر رونے لگا اور کہا اے شہنشاہ
صرصر کو یہ عیار عمرو کی شکل بنا کر لایا ہے اور آپ اُسکی صورت بنکر آیا ہے افراسیاب نے عمرو
کو چھوڑ دیا اور صرصر اصلی کو بندھوا دیا صبا رفتار نقلی یعنی برق نے صرصر کے گرفتار
ہونے کے بعد چاہا کہ سب کو شراب پلا کر بیہوش کر دوں لیکن صرصر نے کہا اے شہنشاہ آپ
غضب کرتے ہیں میں صرصر ہوں ہر چند اُسنے کہا مگر کسی نے نہ سنا اور برق نے صرصر کے پاس
آکر چپکے سے کہا کہ اُستانی منم برق تم استاد کو پکڑ لائی ہو اور سب کے سامنے ننگی کھلی پھرتی ہو
کہو تو اُسوقت ناک کی پھنگی کتروا دوں یہ باتیں سنکر صرصر لگی دوہائی دینے اور برق نے حکم
دیا کہ اسپر مار پڑے اُسوقت صرصر پر مار پڑنے لگی اور صرصر نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ آپ کیا

سامری دیکھیے کہ اُس مین عمرو کون ہے افراسیاب نے یہ بات پسند کی اور کتاب سامری منگائی
اُسوقت برق نے کہا حضور ایک بات لونڈی کی سن لیجیے مین کان مین کہون گی یہ کہکر قریب
افراسیاب کے آیا آہستے بات سُننے کو کان لگایا برق نے ایک ہاتھ سے تاج لیا اور دوسرے
سے ایک دھول ماری اور نعرہ کیا منم برق فرنگی اور جست کرکے بھاگا افراسیاب نے حکم دیا
کہ لینا جانے نہ پائے ساحر بحکم دوڑے اور سحر پڑھنے لگے ہنگامہ جو ہوا عمرو تو رہا ہو چکا تھا اُسنے
لوٹنا شروع کیا اور جال الیاسی نکال کر مارا کہ جیرت کا پاندان اور مقابہ طلائی اور کرسی ہای
جواہر نگار سب لوٹ کر داخل زنبیل کیے افراسیاب گھبرا کر تخت پر کھڑا ہو گیا اور سحر پڑھا کہ
ہزار ہا تیلا طلسمی دوڑا عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور گنبد کے نیچے اوتر گیا ادھر برق بھی بھاگ کر نیچے
آیا ساحرون نے سحر کیا لیکن بسبب چادر جمشید کے تاثیر نہ ہوئی اور جو ساحر گرفتار کرنے قریب گیا
چادر کی تاثیر سے شعلے جسم سے اُٹھنے لگے اور بدن مین آگ لگ گئی سب پھر آئے اور افراسیاب
نے صرصر اور صبا رفتار کو جو بندی تھین کھلوایا اور دلاسا دیا مگر برق اور عمرو نے شہر
ناپرسان مین لوٹ شروع کی عمرو نے جال جس دوکان پر مارا فرش تک دوکان کا مع کل
اسباب کے کھینچ لیا غلغلہ ہوا دوکانین جلد جلد بند ہونے لگین کسی راہگیر نے پوچھا ارے بھائی یہ کیا ہنگامہ
ہے ایک دوکاندار نے کہا عمرو شہر مین آیا ہے لوٹتا پھرتا ہے راہگیر سمجھا کہ اکیلا کہان تک لوٹے گا
معلوم ہوتا ہے فوج لے کر آیا ہوگا یہ سمجھ کر آگے چلا راہ مین جو ملا کہہ دیا ارے میان بھاگو فوج آگئی
لوگ قتل ہو رہے ہین یہ سنکر وہ شخص بھاگا اُسے بھاگتے دیکھ کر اور لوگ بھی بھاگے جدھر گئے
بھگدڑ پڑ گئی سب کی زبان پر جاری ہے کہ فوج آگئی اب کوئی اپنے لڑکے کا ہاتھ پکڑے بھاگا جاتا ہے
کوئی اپنی عورتون کو لیے بدحواس ایک ایک سے پوچھتا ہے ارے بھائی کوئی ناکہ بھی کھلا ہے کہ بھر
جائین کوئی رو رہا ہے کہ افسوس گھر گئے لیکن بہادران روزگار ہتھیار لگائے اپنے اپنے دروازہ پر
مونڈھے اور کرسیان بچھائے جان دینے پر آمادہ باستقلال تمام بیٹھے ہین لوگ آآکر اُنکے سامنے
خبرین کہہ رہے ہین کہ حضرت آپ بیٹھے کیا کرتے ہین مفت جان دیجیے گا ابھی ابھی میرے سامنے
جوہری بازار قتل ہو چکا ہے اور چوک لٹ رہا ہے ہم تو جاتے ہین آپ بھی بھاگیے بہادرون نے
دیا کہ جناب ہم تو جو کوئی آئیگا اول تو عذر کرینگے اگر نہ مانا دیکھیے گا وہ جھکڑ ساکھے کی لڑائی ہوگی
اور ایسی تلوار چلے گی کہ حریف کے دانت کھٹے کر دینگے غرض کہ ایک تہلکہ عظیم برپا ہے اور عمرو اور
برق لوٹتے پھرتے ہین صرافون کی تھیلیان غائب ہوتی اور جوہریون کے ڈبے گم ہوتے ہین

بساط خانہ برپا دہور رہا ہی بزازون کی گٹھریان نذار ہوتی ہین ٹھٹھیرون کے برتن لٹ رہے ہین اپنا
اسباب کوئی پھینک کر بھاگا ہی کوئی اگر جان بچکر نہین بھاگا ہی تو اہل محلہ کے خالی گھرون مین کود کر
اسباب اُٹھا رہا ہی کوئی ہتھیارون اور اسباب کو کنوئین مین پھینک رہا ہی کوئی تہ خانے مین چھپ کر
بیٹھا ہی کوئی کہتا ہی میرا بھائی لشکر عمرو مین نوکر ہی مجھے اُسنے سند لا دی ہی مین سب کو بچا لونگا یہ
یہان چلے آؤ الحاصل یہ غوغا عجب افراسیاب نے سنا کہ شہر کے لوگ بھاگے جاتے ہین فوج اسد
کی آگئی اُسوقت اُسنے حکم دیا کہ ساحر جا کر جو کوئی ہو اُسے غارت کرین ساحر گنبد پر سے اُتر کر چلے اور
افراسیاب خود اُتر آیا حیرت نے ایک سحر کیا کہ لاکھون اژدر پیدا ہوا اور شہر کی طرف چلا عمرو
نے منادی اشارہ کی اور برق نے چادر جمشید اوڑھ لی اور ایک طرف ٹھہر رہا اژدہون نے بہت
لوگون کو نگل لیا سب کو یقین بالکل ہو گیا کہ فوج آگئی اور زیادہ بھگدڑ پڑ گئی اور اژدر کچھ آدمیون
کو نگل کر پھر آئے حیرت نے کہا اے شہنشاہ مین نے سب کو اژدہون سے نگلوا لیا یہ کہہ رہی تھی
کہ ایک ساحر سامنے سے کشتارہ بدوش پیدا ہوا اور افراسیاب کو سلام کیا اُسنے پوچھا کہ کشتارہ
مین کیا ہی ساحر نے کہا عمرو کو لایا ہون یہ کہکر کشتارہ کھولنے لگا سب جھک کر دیکھنے لگے اُس ساحر
نے ایک جست کر کے ایک دہول افراسیاب کے لگائی اور نعرہ کیا منم برق اور دوسرا تاج
لیکر بھاگا صنعت سحر ساز جو وزیر تھی اُسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ سوائے افراسیاب اور
حیرت کے سب بیہوش ہوے مگر برق اور عمرو پر کچھ تاثیر نہ ہوئی اور صنعت نے رد سحر کیا
سب ہوشیار ہوے اُسوقت دیکھا کہ شمیمہ آئی اور سلام کر کے الگ ٹھہری شاہ نے کہا جا کر عمرو
کو پکڑ لا اُسنے عرض کیا کہ حضور سے جو تدبیر مین عرض کرون اُس طرح عمرو گرفتار ہوگا افراسیاب
نے کہا بتلا شمیمہ نے کہا تخلیہ چاہتی ہون افراسیاب علیحدہ پاس شمیمہ کے آیا شمیمہ نے جست
کر کے پھر ایک دھپ لگائی اور نعرہ کیا منم برق اور تیسرا تاج جو ہر بار افراسیاب منگا کر پہنتا
ہی لیکر راہی ہوا ابکی بار سرمایہ برف انداز وزیر دوم نے سحر کیا کہ سلین برف کی گرنے لگین
اور وہ سردی ہوئی کہ دانت ہر ایک کے بجنے لگے اور صدہا ساحر شہر کے مر گئے سرمایہ نے سحر
اُتار دیا اور کہا برق اور عمرو مر گئے ہونگے اسوقت ایک ساحر بھاگا ہوا آیا اور کہا دوہائی
شہنشاہ کی عمرو لوٹے لیتا ہی افراسیاب نے دستک دی کہ دیکھو تدبیر عمرو کی ہوئی جاتی ہی
اُس ساحر نے کہا دیکھیے اے شہنشاہ آپکے پیچھے برق کھڑا ہی تاج لیا چاہتا ہی افراسیاب نے پیچھے
پھر کر دیکھا اُدھر ساحر نے جست کی اور دہول مار کر نعرہ کیا کہ منم برق اور جو تھا تاج لیکر بھاگا

اسوقت وزیر سوم باغبان قدرت نے ایک ہار اپنے گلے سے توڑ کر پھینکا کہ ہزاروں تختے گلاب کے
ظاہر ہوئے اور پھولوں سے گلاب سے لال خوش رنگ نکل کر اوڑنے اور چار طرف عمرو و برق
کو ڈھونڈھنے لگے عمرو اندر منڈھی کے تھا اور برق کو اسباب چادر کے کوئی نہ پاتا تھا آخر کار
جب یہ دونوں نہ ملے وہ لال مردمان شہر کے سروں پر بیٹھے کہ اہل شہر دیوانے ہوئے اور نعرے مستانہ
کرتے شعر پڑھتے صحرا کو چلے اسوقت تو عجب عالم شہر کے لوگوں کا تھا کوئی کسی کے دھول لگاتا تھا کوئی
گلے میں باہیں ڈالے پیار کر رہا تھا کہ بمقتضائے نظم

کونسی جا ہے جہان نہ یہ نہیں اے یار مست
میکدہ میں نشہ کی جھلک دکھائی ہے مجھے

دیکھیے جس کو وہی ہیں ٹھوکر کرتے ہیں چار مست
آسمان مست و زمین مست و در و دیوار مست

یہ حالت دیکھ کر باغبان نے سحر اپنا رد کیا مگر عمرو اور برق کا پتا نہ لگا پھر ایک برق بصورت انسان
ظاہر ہوا افراسیاب نے اُسے دیکھ کر کچھ سحر پڑھا سب نے دیکھا کہ ایک آئینہ بمقدار قامت انسان
کھڑا ہے اور افراسیاب بمثل تصویر کے قالب آئینہ میں جلوہ گر ہے برق نے دور سے پتھر اُس آئینہ
پر مارا وہ پتھر اُلٹا پھر آیا اور ابرق کوہ شگاف جو تھے وزیر نے کچھ سنگریزہ ہاے سحر پڑھ کر مارکے
کہ بڑے بڑے پہاڑ زمین سے معلق اُٹھ کر طرف برق کے چلے برق کو اسباب چادر جمشید سے وہ
پہاڑ کنکریاں معلوم ہوئے لیکن اہل شہر پر جو گرے غبار اڑا اور ہزاروں دب گئے ایک تہلکہ عظیم
پڑ گیا اسوقت عمرو دوبارہ منڈھی سے نکلا اور لوٹنے لگا مگر گلیم اوڑھے تھا ساحران زبردست کا
سحر کے پہاڑوں کے نیچے سے نکلے اور ایسے ویسے مر گئے ابرق نے غوغا سنکر سحر کو دفع کیا عمرو
نے ایکبار جہان افراسیاب کھڑا تھا اسکے سامنے آکر منڈھی کھڑی کی سب نے دیکھا کہ عمرو
فقیروں کی جیسے منڈھی ہوتی ہے اُسکے اندر پلنگڑی جواہر نگار بچھائے بارام تمام لیٹا ہے اور دو پیالی
پاؤں و باقی ہیں افراسیاب نے کہا عمرو بھی بڑا زبردست ساحر ہے تم میں کوئی ہے ایسا کہ جو
اسکا مقابلہ کرے اور گرفتار کرے یہ کلام سنکر ایک ساحر طمطراق جادو نام آگے بڑھا اور سحر
پڑھتا ہوا منڈھی کے اندر گیا سر نیچے اور پاؤں اوپر ہوگئے اُلٹا لٹک گیا عمرو نے اُٹھکر کچھ بلکے
تھوڑے سے سلگائے اور ایک بوٹی اُسکے جسم کی کاٹی وہ چیخنے لگا عمرو نے کہا حرامزادے میں تیرے
کباب لگا کر کھاؤنگا کیونکہ ساحروں کا گوشت مجھے بہت لذیذ معلوم ہوتا ہے یہ کلام سنکر ساحر بہت
خائف ہوئے اور بھائی طمطراق جادو کا کہ نام وقواق جادو معروف تھا دوڑا آیا اور
کہا اے عمرو میرے بھائی کو نہ کھا چھوڑ دے میں تجھے ہزار اشرفی دونگا عمرو نے کہا پانچ ہزار اشرفی

لونگا اُسنے کہا اچھا پانچہزار اشرفی دیئے مگر چھوڑ دے اور اشرفیان منگا کر سامنے منڈھی کے ڈھیر
کر دین عمرو نے اُسوقت ظلمطراق کو منڈھی سے چھڑایا اور بیہوش کرکے زبان تھوڑی سی کاٹ لی
اور منڈھی سے ہاتھ نکال کر جال مار کے اشرفیان کھینچ لین اور ظلمطراق کو باہر ڈال دیا فوّاق
نے بھائی کو اپنے اُٹھایا دیکھا تو اس سے بولا نہین جاتا ہی زبان کٹی ہی سین غضبناک ہو کر ہزارون
طرح سے منڈھی پر سحر کیے کبھی پتھر سے منڈھی کو چھپا دیا اور کبھی آگ سے پوشیدہ کر دیا مگر کچھ نہ ہو سکا
اُسوقت عمرو نے منڈھی کے چارون ستون پکڑے اور اُکھیر کر چھتری کی طرح سر پر لگائی اور ایک
طرف روانہ ہوا اُسوقت منڈھی مثل ایک گنبد کے ہو کر روانہ ہوئی اور عمرو اُسکے اندر چلا اور برق
بھی ساتھ ہوا افراسیاب نے کتاب سامری مین دیکھا مگر کچھ نہ معلوم ہوا اور کہا ہم بھی جاتے ہین
یہ کہکر ایک طرف روانہ ہوا اُسوقت دیکھا کہ آندھی تیرہ و تار آئی اور ہزارون گھنٹے اور ناقوس
بر روے ہوا بجتے سنائی دیے اور سواری بڑے عزم و شان سے ایک اور افراسیاب کی آئی سب نے
تعظیم کی افراسیاب نے اُس افراسیاب سے جو آئینے مین جلوہ گر تھا کہا کہ ای ہم شبیہ جاؤ تمھین
بڑی تکلیف ہوئی اور عیارون نے سخت بے ادبی کی یہ کہنا تھا کہ افراسیاب جو آئینے کے اندر تھا
غائب ہو گیا اور افراسیاب اصلی نے کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ برق کے پاس چادر جمشیدی
تھی اس سبب سے سحر تاثیر نہ کرتا تھا اور یہ سمجھے کیا ضرورت شدید ایسی تھی کہ تحفۂ طلسم اور لباس خداوند
کو جا کر لایا یہ اُسی کی شومی تھی جو ہم شبیہ نے تیری دھولین کھائین اگر تو اپنے ہم شبیہ کو چھوڑ کر
چلا نہ جاتا تو یہی حال تیرا ہوتا راوی کہتا ہی کہ عیارون نے صرصر وغیرہ کا جو دھوکا کر دیا تھا تو
افراسیاب نے اپنے بائین ہاتھ کو دیکھا تھا اُس مین معلوم ہوا تھا کہ دوپہر اسوقت کی تجھے سخت
مین ذلت حاصل ہوگی اگر یہان ٹھہرے گا چاہیے کہ اس جگہ سے ٹل جا بس افراسیاب نے یہ
معلوم کرکے ایک دستک دی تھی اور آہستہ سے کہا تھا کہ ای ہم شبیہ آ اُسی وقت ہم صورت اسکا
آیا اور یہ خود غائب ہو گیا ساحران درباری ہنگامہ پردازی مین عیارون کی مصروف تھے کسی پر ظاہر
نہوا کہ شہنشاہ طلسم ہی یا کوئی اور یہ جاننا چاہیے کہ افراسیاب کے دہنے ہاتھ مین حال بہبودی
اور فلاح معلوم ہوتا ہی اور بائین ہاتھ مین اسکی ذات کا حال بدی اور شر و فساد و ذلت و ادبار
ظاہر ہوتا ہی اور سات شخص نہایت زبردست اور مغز طلسم ہین کہ اُنکے ہمزاد دریاے نیل مین رہتے
ہین اور جب تک وہ ہمزاد نہ مارے جائینگے وہ ساتون شخص بھی نہین قتل ہونگے چاہیے اُنھین ہزار مرتبہ
عیار بیہوش کرین ازانجملہ اُن آدمیون مین سے افراسیاب اور حیرت بھی ہین کہ صدہا مرتبہ

عیار انہیں بیہوش کر چکے مگر قتل نہ کرسکیں گے اور باقی حال بہزاد و ان کا بر وقت ملنے روزنامچہ صحیح
کے طلسم کشا اور عمرو کے بیان ہوگا آمدم برسر مطلب افراسیاب عیاروں کی شورش دیکھ کر نہایت
غضبناک ہوا اور عیار بچوں سے خطاب کیا کہ نا اتفاقی ہے کہ میں نے اسی واسطے بھیجا تھا کہ سارا
شہر عیاروں کا برباد کردیں صرصر نے عرض کیا کہ اے بادشاہ عالی جاہ کنیز حسب الارشاد عمرو کو
پکڑ لائی تھی اور مکرر وہ شہنشاہ عیاران ہے آسان نہیں کہ کوئی اُسے گرفتار کرے لیکن حضور نے
اس وقت میرا عرض کرنا پذیرا نہ فرمایا اور اُسے چھوڑ دیا اب جیسا ارشاد عالی ہو بجا لاؤں افراسیاب
نے کہا برق دریائے خون رواں کے پار اُتر جائیگا اور عمرو نہ جاسکے گا کیونکہ اُسکے پاس
تحفہ طلسم نہیں ہے اور اگر اُس دروازے سے عمرو نکل کے جائے گا کیونکہ بہت اسد داخل اس
شہر میں ہوا تھا تو البتہ دریا نہ پڑے گا مگر جہان اب لشکر عمرو ہے اُس مقام سے فاصلہ بھی
اتنا ہی ہو جائیگا کہ جیسا اسد نے راستہ طے کر کے اپنے تئیں یہاں پہونچایا ہے اگر واصل جس
طرف سے عمرو جائے اُسے جاکر گرفتار کرے اور جب گرفتار کرنا تو ایسا اپنی کو کبھی سے کہلا بھیجنا
اور تو عمرو کو لیکر دریا کے پار جاکر شہر ناپرسان کے سامنے ... کی شکل کے تھا صرصر حکم
پاکر روانہ ہوئی اور افراسیاب بہار دریا کی جانب مخاطب ہوا اور کہا کیا سخت مشکل ہے کہ
جسے واسطے گرفتاری بہار سمجھتا ہوں وہ مارا جاتا ہے ایسا کوئی نہیں جو بہار کو پکڑ لائے اس
وقت ایک ساحر شمرو جادو نام اپنے مقام سے اُٹھا اور عرض کیا کہ بہار کی بھی یہ لیاقت
ہوئی کہ وہ ملازمان شہنشاہ سے گرفتار نہ ہوسکے میں جاتا ہوں اور اُسے ابھی حاضر کرتا ہوں
افراسیاب نے کہا اچھا جاؤ فوج و لشکر ہمراہ لو شمرو نے کہا یہ امر قابل نہیں ہے کہ
جیسے میں فوج لیکر جاؤں اور دوسرے لشکر کی کثرت سے عیار شناخت نہیں ہوسکتے اور اگر
فتور کرتے ہیں میں خدمتگار بھی ساتھ نہ لونگا اور بارگاہ میں گھس کر بہار کو گرفتار
کرونگا دیکھوں میرا کوئی کیا کرتا ہے یہ کہکر شمرو پرواز کر کے روانہ ہوا لیکن حال برق کا سنیے
کہ وہ شہر سے نکل کے چلا دریا کے پار بسبب جادو کے چلا آیا واضح ہو کہ شہر ناپرسان کے چاروں
دروازے ہیں اور ہر طرف کی راہ ہر ایک دروازے سے ہے بعض دروازے ایسے ہیں کہ طلسم
ظاہر میں بغیر دریا اُترے آدمی آتا ہے اور بعض در ایسے ہیں کہ بیرون طلسم جاہے تو اُدھر سے
چلا جائے اور بعض در ایسے ہیں کہ بغیر دریا کے اُترے کوئی طلسم ظاہر میں نہیں آسکتا ہے لہذا
صرصر جو چلی خیال میں آیا کہ شاید عمرو اسی طرف سے گیا ہے کہ طلسم ظاہر میں پہنچ گیا ہو تو

چاہیے کہ میں بھی ادھی طرف سے چلوں اور ڈھونڈھتی ہوئی دریا کو اتروں اس راہ میں جہاں
کہیں عمرو ملے گرفتار کروں اور اس میں یہ فائدہ ہے کہ عمرو جو اس طرف سے آتا ہوگا اور تو طلسم
ظاہر کی طرف سے چلے گی میں مقابلہ پر عمرو کے پہونچے گی پشتون تجویز کرکے پہلے طلسم ظاہر
میں آئی لیکن بیان کا حال سنیے کہ برق جو پہلے آیا ہوا تھا دیکھا کہ شمیمہ اور صنوبر اور تیغ نگاہ میں اور
سب نے برق کو گھیر لیا یہ چلانے لگا برق گو کہ اکیلا تھا مگر سب کو جواب دیتا تھا اسوقت جانسوز
بھی آ گیا اور دونوں لڑتے بھڑتے نکل گئے چلے اور برق ایک طرف ہو گیا اور جانسوز ایک طرف
چلا برق کو یہ خیال ہے کہ چادر میرے پاس سے کوئی لے لے اس لیے الگ رہتا ہے لیکن جانسوز
کو عیاروں نے پھر اکیلا پا کر ہر طرف گھیر لیا لڑائی ہونے لگی صنوبر نے کمند پشت پر سے لگائی جانسوز
جست کرنے کو تھا کہ شمیمہ نے دوسری سمت سے کمند ماری جانسوز الجھ کے گرا تیغ نگاہ نے بیہوشی
بیہوشی لگا کر بیہوش کر دیا اور پشتارہ باندھ کر صنوبر سے کہا تم اسے دربار شہنشاہ میں لے جاؤ ہم
دونوں اور عیاروں کی فکر میں جاتے ہیں صنوبر پشتارہ لیکر روانہ ہوئی اور یہ دونوں اور طرف
چلیں لیکن صنوبر کو پشتارہ بدوش ضرغام نے جاتے دیکھا کوس بھر آگے جا کر ایک جھاڑی میں
چھپ کر بیٹھا اور کمند کو دور تک پھیلا کر خس پوش کرکے سرا کمند کا اپنے ہاتھ میں رکھا کہ صنوبر
جب قریب کمند کے پہونچی دل اسکا دھڑکنے لگا اور حفظ ماتقدم کی راہ سے پکار کر اسنے کہا کہ اے عیار
میں نے تجھے پہچانا ضرغام سمجھا کہ یہ مجھے پہچان گئی چاہا کہ جھاڑی سے نکل کر اسکے مقابل ہوں پھر
خیال آیا کہ شاید یہ مکاری کرتی ہو ابھی ذرا ٹھہر جانا چاہیے فکر میں تھا کہ صنوبر نے پتھر فلاخن میں
رکھ کر مارا کہ ضرغام کے برابر آ کر گرا یہ سمجھا کہ بیشک یہ مجھے پہچان گئی چاہتا تھا کہ باہر جھاڑی کے
نکلے اسوقت صنوبر نے دوسرا پتھر دوسری سمت لگایا ضرغام کو یقین ہوا کہ تقدم بالحفظ کرتی
ہے چھپکا بیٹھا رہا صنوبر نے جب خوب امتحان کر لیا سمجھی کہ جنگل سنسان ہے اس سبب سے دل تیرا
خوفناک ہوتا ہے بس جست کرکے بیچ میں کمند کے جا کر اتری اور چاہا کہ دوسری جست کرکے اس
راہ خطرناک سے گذر جاؤں ضرغام نے ایک دھڑ دکا شیر کی صدا لگا کر مارا کہ صنوبر جھجکی اور
ضرغام نے کمند کھینچی حلقے بھی ہو سکے اور صنوبر گری ضرغام جھپٹ کر آیا اور حباب بیہوشی لگا کر
اسے بیہوش کر دیا اور جانسوز کو پشتارہ سے کھول کر ہوشیار کیا اور چاہا کہ صنوبر کو باندھے
اسوقت صرصر جو عمرو کو ڈھونڈھتی آتی تھی اس طرف آ نکلی اور صنوبر کو گرفتار ہوتے دیکھ کر
خنجر کھینچ کر دوڑی کہ با شیدای نا عیاران کہاں جاؤ گے میرے ہاتھ سے ضرغام اور جانسوز بھی خنجر

پاکر مقابل ہوئے اور کہا استانی صاحبہ جبدن استاد تمہین پکڑے جائینگے دانہ دلوائینگے
چکی پسوائینگے ہمارے استاد ردلی کپڑا اپنی کسی زوجہ کو نہین دیتے ہین اور رات بھر پاؤن
دبواتے ہین صرصر نے کہا تمہارے استاد کو گھری گور مین تو یون ہوؤن جوانا مرگ اے استانی
تمہاری کون ایسی تیسی ہو اور بتغیظ و غضب یہ کلمات کہکر اٹھنے لگی اور رشتہ مثل برق کے چلنے لگی
صرصر لڑتی ہوئی قریب صنوبر کے آئی اور ایک بیضہ دافع بیہوشی منہ پر مارا کہ صنوبر کو چھینک
آئی اور ہوشیار ہوئی پھر تو برابر سے مقابلہ شروع ہوا لیکن صرصر پھر گرفتاری عمرو آئی تھی اسکو
عرصہ ہوتا تھا اس سبب سے جست کرکے ایک طرف چلی اسے جاتے دیکھکر صنوبر بھی ایک سمت
روانہ ہوئی مگر صرصر متلاشی عمرو تھی دریا سے خون روان سے تلاش کنان جب پار اتری
ایک مقام پر دیکھا کہ عمرو دریا سے چاہتا ہے کہ پار اترون لیکن راہ نہین ملتی بھٹکتا پھرتا ہے صرصر نے
سر راہ ایک رومال پھینک دیا جب عمرو اس طرف آیا دیکھا کہ رومال زمردی کا پڑا ہے اور اسکے
گوشون مین کچھ بندھا ہے عمرو نے اسے اٹھا کر دیکھا اسکے ایک گوشے مین پچاس اشرفیان تھین
اور ایک گوشے مین کچھ روپیے اور پیسے اور ایک گوشے مین چکنی ڈلیان اور الائچیان بندھی تھین
رومال سارا عطر مین بسا تھا عمرو نے سمجھا کہ یہ طلسم باطن ہے ساحران اکثر اس جانب سے گذرتے
ہین کسی شوقین کا یہ رومال گر پڑا ہے اسنے اشرفیان اور روپیے وغیرہ کھول کر چاہا داخل زنبیل
کرون کہ رومال جو عطر مین بسا تھا اوسکی خوشبو سے دماغ بس گیا اور عمرو چکر کھا کر گرا صرصر
جو پوشیدہ تھی نعرہ کرکے قریب آئی اور پشتارہ عمرو کا باندھ کر دریا سے بہتا جب حکم افراسیاب
پار اتری اور چاہا کہ کسی عیار بچی کو رفیق بنا کر بلاؤن اور شہنشاہ کو اطلاع دون اسی فکر مین
تھی کہ اسے برق نے دور سے دیکھا اس فورا اپنی صورت تیز نگاہ کی بنائی کہ زلفین دونون
رخسار پر آراستہ کرکے دھانی دوپٹہ اوڑھکر ابرون کو مسی آلود کیا اور لکھوٹا پان کا چبایا اور کسوت
عیاری سے خون ایک بوتل مین جو بھر عیاری بھر رکھا تھا نکال کر مقتولہ کے ہاتھ اور پاؤن
اور ایک سر مع گردن کے بنا کر اپنے سر پر گردن مقتولہ کی لگائی اسکی رگون مین خون تازہ بھر دیا
اور سر اور چہرہ اپنا اندر اس گردن کے چھپا لیا اور سر مقتولہ کا اس گردن پر لگا کر گردن اسے
جدا کرکے صرف تسمہ ایک لگا رہنے دیا اور اسی طرح دست و پا بھی مقتولہ کے پوست تازہ سے
منڈھے ہوئے ہاتھ پاؤن پر لگا کر اصلی اعضا چھپا کر سب کو جدا کرکے پائین ہیئت مجسمہ دھانے
ومقتولہ گذرگاہ صرصر تجویز کرکے پڑ رہا ہے صرصر جو عمرو کو لیے اپنی ساحر والی عیارہ کو بلا رہی تھی

فکر میں ادھر آئی تو دیکھا ایک لاش پڑی ہے جس کے ہاتھ اور پاؤں کٹے ہیں اور خون تازہ رگوں
سے جاری ہے سر جدا ہے خنجر دکھا ہے صرصر نے اشعمہ گردن میں لگا ہے یہ دیکھ کر جب قریب آکر غور سے
دیکھا تو پہچانا وہ اپنی بہن صبا رفتار کو پایا لاش پر لیٹ کے بین آپس میں ایک دوسرے کو کرتی ہیں اور
محبت جو ایک کو باہم کمال ہے بس دیکھتے ہی دل صرصر کا امنڈ آیا اور کہا افسوس ہے عیاروں
نے میری بہن کو مار ڈالا اور پیٹا پاؤں دل تڑپ ہائی ہائے میری بہن تیغ شگاف تم مجھ سے جدا ہو گئیں یہ
کہہ کر چشم عیار عمرو کا پتلا سمجھ لاش سے لپٹ گئی اور لگی بین کرنے یہ تو لپٹی ہوئی رو رہی تھی کہ پتلا ایک
کٹی ہوئی گردن سے ایک دھار خون کی نکلی اور صرصر کے منہ پر پڑی کہنا تھا کہ بیہوش ہوا آئی اور
بیہوش ہو گئی برق نے فوراً سر کے اٹھا اور چادر عیاری بچھا کر صرصر کو اس پر لٹایا اور عمرو کو پاس بٹھایا
پاؤں صرصر کے آغوش عمرو میں رکھ دیئے اور فتیلہ دفع بیہوشی صرصر کو اور دوسرے ہاتھ سے
عمرو کو سنگھایا کہ دونوں ہوشیار ہوئے اور برق نے سامنے صرصر کے آکر کہا آشنائی میں آدھا
عمر کٹا ہوں واہ واہ دن دھاڑے آپ آشنا کو بیہوش لیے جنگل میں پڑی ہیں کوئی مکان اور
باغ میں نہیں تھا خیمہ میں چلی آئی ہوتیں یہ بدتمیزی حضور کو نہ چاہیے ادھر تو اس نے یہ کہا اور
عمرو کی جو آنکھ کھلی صرصر کو اپنا ہمبستر دیکھا اے جان جہاں و آرام دل مشتاقاں کہہ کر لپٹا کہ

نہال عیشم از وصلش بر آورد	ز بیت خویشتن برخوردارم امشب

صرصر نے جو یہ حال اپنا دیکھا کہا ہوئے جھڑا اپنے کو بڑے غضب کے ہوا اور ایک دولتی سینے پر
عمرو کے لگا کر دور جا گری عمرو پکارا کہ بہت لاتیں جنگلی سینے پر اپنے شب وصال + کیا
کیا نہ تھی مچا دینگی غل غپاڑا باپ سے دوست ۵ صرصر شرما کر ایک طرف جست کر کے چلی گئی اور عمرو
نے برق کا ہاتھ پکڑ کہا بیٹا میں تجھ سے چادر جمشیدی دلا دونگا بارگاہ میں چل اور یہ لا کر بارگاہ
میں لایا برق نے چار دن تاج افراسیاب کے سر چھینے اور اسد کو نذر دیئے اسد
نے وہ تاج عمرو کو دیئے اور سب جہانوں نے لاکھ اشرفیاں انعام برق کو دیں اور بہار نے
پچاس ہزار اشرفی عنایت کیں سرداران نامی شہ طلب اللسان تعریف کی ہر طرف سے آفرین
آفرین کی صدا بلند تھی کہ صرصر عیار کو اللہ ازیں فتنہ ہا کہ در سر تست + ساقیان ہوش
ربا نے شراب سرخوش کی لیکر مجالس کے وزراں محفل نظر مشاکل کیے تھے اور مغنی بصد طرب نغمہ
دلکش سنانے لگے کہ ایں بیت

ہیچ دولت نیست کو جام ہمچو آفتاب	فرصتی زین بہ کجا باشد بدہ جام شراب

خانہ بے تشویش و ساقی یار و مطرب بذلہ گو	موسم عیش ست و دور ساغر و عہد شباب
شاہد و ساقی بدست افشان و مطرب پاے کوب	غمزہ ساقی ز چشم می پرستان بردہ خواب

اسوقت عمرو نے برق سے کہا ای فرزند مین اس لیے تجہ سے چادر جمشید مانگتا ہون کہ حکم صاحبقران
یہ ہی کہ ایسی اشیاے نادرہ سے اور تبرکات انبیا علیہم السلام سے بلا ضرورت شدید کے کوئی کام لینا
اور تم چادر پاتے ہی شہر ناپرسان مین چلے گئے اور افراسیاب سے مقابل ہوے اگر ایسا ہی
چاہتا تو کلیم اوڑھکر اب تک سب کے سر کاٹ ڈالتا اور طلسم فتح کر لیتا پس تمہین چاہیے کہ صرف
عیاری کرتے رہو اور ہمراہ طلسم کشا کے رہو اور چادر جمشید مجھے دو برق نے کہا مجھے چادر کیا
کرنا ہی انشاء اللہ ہزارون ساحرون کو بغیر چادر کے قتل کرونگا یہ کہکر وہ چادر جمشید عمرو
کے حوالے کی یہان تو یہ صحبت گفت و شنید برپا تھی کہ یکایک صداے مہیب آئی اور ایک پنجہ
چمک کر گرا نعرہ بلند ہوا کہ منم نمرود جادو اور بہار جادو کو پکڑ کے لے چلا اہل دربار چہرخ
وغیرہ کھڑے ہوگئے اور ہزارہا تیر اور تیغ اور زنبور اس پنجہ پر مارے لیکن وہ سخت ساحر
زبردست تھا کچھ تاثیر نہ ہوئی اور بہار کو وہ پنجہ لیکر ایک پہاڑ پر آیا عمرو اور سب عیار بھی دوڑ
گئے اسوقت نمرود نے پہاڑ پر سے بزور سحر ایک نہیب دی کہ ای فرقہ نمک حرام یہ نہ سمجھنا کہ نمرود
بھاگ کر بہار کو پکڑ لے گیا مین یہان ٹھہرا ہون تم مین سے جسے حوصلہ ہو وہ آکر چھین لے یہ نعرہ
کرکے ایک پتلا سحر کا قلعہ کو دہیر مقرر کر دیا کہ جو کوئی آتا ہوا دیکھے پتلے مجھے خبر کر دینا اور آپ پہاڑ پر زیر درخت
سحر فرش بچھا کر بیٹھا بہار اسکے سحر سے بیہوش ہو گئی تھی اسکو ایک طرف لٹا دیا اسی عرصہ مین
عمرو ایک ساحر کی صورت بنکر اور کاسہ جواہر کا جس مین دانے انار کے نہایت خوشرنگ برابر
بیضہ مرغ کے تھے ہاتھ مین لیکر پہاڑ پر چڑھ آیا پتلے نے منع کیا کہ یہان نہ آؤ عمرو نے سنا اس
وقت پتلا پکارا کہ ای نمرود ہوشیار ہو جاؤ کہ عمرو آیا نمرود یہ صدا سنکر گویا ہوا کہ آنے دے
پتلا خاموش ہو رہا اور عمرو نمرود کے پاس آیا سلام کیا اور کہنے لگا ای نمرود پتلا تمہارا جھوٹا
ہی مین افراسیاب کا ملازم ہون یہ دانے انار کے باغ سیب سے آئے تھے اتنے تمہین بھیجے
ہین یہ کلام سنکر نمرود بہت ہنسا اور کہا ای عمرو تو بڑا مکار ہی مین تیرے فقرے مین نہ آؤنگا
دیکھون کس طرح کے دانے ہین یہ کہکر کاسہ ہاتھ مین لیا دانے انار کے دیکھے کہ ایسے کبھی نہ دیکھے
تھے ہاتھ مین اٹھا کر بغور دیکھنے لگا ان مین سے بھاپ نکلنے لگی اور باریک دھوان نکل کے
دماغ مین گیا کہ چھینک آئی اور بیہوش ہوا عمرو نے فوراً سر کاٹ ڈالا غل و شور ہوا اور تاریکی

مسلسل کئی بہت تھوڑی دیر کے صدا آئی کہ کشتی مارا نام مرو جادو بہ داد اور ایک طائر خوش رنگ
اسکے سینے سے نکل کے طرف افراسیاب کے گیا اور بہار ہوشیار ہوئی عمرو کو لیکر لشکر میں آئی
سب نے خوشی کی جلسہ انبساط آغاز ہوا مگر طائر نے جا کر افراسیاب سے حال مرگ مرو جادو بیان
کیا اور جل گیا اسوقت حیرت نے اصرار کیا کہ میں ضرور بہر مقابلہ حریف جاؤنگی ساحران نامی کو
ساتھ لونگی افراسیاب نے اجازت دی حیرت کارسازی لشکر میں مصروف ہوئی مگر حال
لقا کا سنیے کہ پہلے ذکر ہوا تھا کہ سلیمان عنبرین مو نے کوہ ہی سے نامہ بھیجا تھا کہ کسی کو بہر مدد
خداوند بھیجو تو افراسیاب نے حسینہ جادو کو حکم دیا تھا کہ تم جاؤ مگر حسینہ اپنے مقام پر آکر
بیمار ہو گئی لقا پاس نہ پہونچی عرصہ ہوا سلیمان نے دوسرا نامہ اسی مضمون کا لکھکر بھیجا
رکھوا کر نقارہ بجوایا نیچے پاس افراسیاب کے اسوقت نامہ لایا کہ حیرت کارسازی لشکر مین
مشغول تھی افراسیاب نے نامہ پڑھکر ایک سردار لشکر سے اپنے حکم دیا کہ اے مست جادو
تم جاؤ اور خداوند کی مدد کرو مست حکم پاکر اپنی جگہ پر آیا اور فوج لیکے قریب بارہ ہزار
ساحر کے سمت کوہ عقیق کے گرد وہ سے روانہ ہوا

داستان روانہ ہونا مست جادو کا واسطے مدد لقا کے اور مقابلہ کرنا امیر سے اور عیاری چالاک بن عمرو کی اور لشکر کشی کرنا حیرت کا با فوج قہار لشکر مہرخ پر اور مدت دراز تک مقابلہ کرنا سحر کی لڑائیان باہم ہونا اور عیاریان کرنا عیارون کا اور عیار بچون کا مؤلف

کدھر ہے تو اے ساقی لالہ فام — شراب شجاعت کا دے ایک جام
ترے جام نے ساقی مہ لقا — طلسمات کا رنگ دکھلا دیا
مرے سامنے آج تیرا ہو دور — پلا دے مجھے سرخ کا جام اور
شجاعت کے ساغر ہیں دے مین شتاب — دکھا جوہر تیغ کی ہے بہار
چمکنے لگی برق شمشیر آج — رہے سکہ نقد جان کا رواج
گھٹا کالی کالی سپر کی اٹھی — چلی آتی ہے فوج آندھی ہوئی
گرجتے ہیں پیہم رعد آسا نقیب — شجاعون کو جام شہادت نصیب

۱۰

برسنے لگے خون کا دونگرا
رہے کھیت رن کا ہر اک لہلہا

کھلیں نخل قامت پہ گل زخم کے
بہے خون کی نہر ہر سمت سے

فسون سازیان حیلہ پردازیان
ہر اک سمت پھر ہوئیں عیاریان

نہ کرنے کے دیتے ہیں کچھ دیر آج
ترسے رند کے دل کا ہے یہ علاج

وہ کھادرتی ہیں پھر معرکہ جنگ کا
ملے جام گر خون کے رنگ کا

بیا بشنو اے ہمدم راستان
کہ باز آمدم بر سر داستان

چہرہ پردازان عروس شجاعت و آرایش دہندگان شاہد رعنائے جلادت سواد زلف لیلائے بیان کی زینت شانہ تقریر سے اس طرح فرماتے ہیں اور خال سیاہ نکات سخن پر کو رخسار آئینہ تمثال محبوبہ قرطاس پر یوں بناتے ہیں کہ جب حیرت بمقابلہ مہرخ عازم سفر ہوئی ساتھ طلسم مثل گلنار جادو و اور علولان بن شہاب جادو و شہاب اژدر گیر جادو و دستنبل جادو و شگوفہ جادو و قیماس جادو و مہجور جادو وغیرہ ستر لاکھ ساحر جلو رکاب کمر باندھکر چلنے پر تیار ہوئے افراسیاب نے اپنے دو وزیرون ابرق کوہ شکن اور سرمایہ برف انداز کو ساتھ کر دیا ثمر جادو اور یاقوت جادو دو وزیرزادیان چنور بال ہما کا سر پر جھلنے لگیں اور ملکہ حیرت سوار ہوئی تخت اسکا ایک ابر کے اندر نہان ہو گیا اور ہزارون نقارے طلسمی بجنے لگے اور مثل بنگلے کے معلوم دیتا تھا اور وہ بنگلہ بنا ہوا تھا ہزارہا کرسیان یاقوت نگار اس میں بچھی تھیں بیچ میں تخت جواہر آگین آراستہ تھا اور مثل شعلہ جوالہ کے جسم حیرت کا اس تخت پر منور اور روشن دکھائی دیتا تھا آگے بنگلے کے نوبت اور گھنٹے از خود بجتے تھے صدا سامری کے جے بولنے کی از خود بلند تھی اور جب حیرت اشارہ کرتی تھی گیسو سے بن شہاب ایک ترنج فلک کی طرف اچھالتا تھا وہ ترنج شق ہوتا تھا اور ہزارون توپیں چھوٹنے کی صدا آتی تھی اور لاکھون ستارے ٹوٹ کر گرتے تھے اور سحر [illegible] کے نثار ہوتے تھے اور نبرد آزمایان عرصہ جلادت مرکبہائے پرند پر سوار کہ جنکے اڑنے کی صدا [illegible] الامان از زمین تا آسمان بلند ہر ایک ذی رتبہ و خود پسند ساحران نامی سالاران گرامی [illegible]

سپہ را چو حیرت بمیدان کشید
صف لشکر ساحران بستہ دید

چو لشکر قدم بمیدان نہاد
بخون در جا ماہ و ماہی فتاد

بہ پشت سمند فلک اقتدار
بگشتہ ہزیران جنگی سوار

پوشیدہ درع و کمر بستہ تنگ	بیازو کمانہا بتر کش خدنگ
کمند چو زلف عروسان چین	بفتراک زین بستہ از روے کین
تزلزل ز لشکر فتاد آنچنان	کہ گرد آسمان روز محشر گمان
بخون ریختن تیغ را باز کرد	بہ تیغ و خدنگ آزمان ساز کرد

خلاصہ کلام بڑے جوش و خروش سے مثل دریاے زخار وہ لشکر قہار روانہ ہوا اور بعد قطع
منازل قریب نشیۂ زنگین حصار پہونچا مہرخ اور مہ جبین دربار مین بصد آئین جلوہ فرما
تھین کہ گھنٹون کے بجنے کی صدا آئی اور نقارون کی آواز نے زمین ہلائی سب سردار باہر نکل
آئے فوج ساحران کی آمد دیکھی اور سواری حیرت کی نظر آئی سب الحفیظ والامان پکارے اور
مہرخ وغیرہ بدحواس ہو گئین ہلچل پڑ گئی لیکن حیرت کی بارگاہ میدان رزم کا فاصلہ درمیان
لشکر حریف دیکر استادہ ہوئی سمو کلس یاقوت نگار چمکنے لگے اور منزلون تک خیمے ساحرون
کے استادہ ہو گئے بازارین کھل گئین جابجا خرید و فروخت ہونے لگی بارگاہ کے روبرو اردو کی
بسانے کا طور ہوا نقشہ ہی کچھ اور ہوا حیرت اتر کر داخل بارگاہ ہوئی اور تخت حکومت پر بیٹھی گرد
و گردون کش ساحران سامری منش زیب دہ کرسی و دنگل ہوئے آباد تہمتنون کے جنگل ہوئے عیار
بچیان بھی صحرا سے آکر حاضر دربار ہوئین اور انتظام کرنے لگین یہ تو اس جگہ فکر جنگ و جدال
مین مصروف ہین مگر سے اذین قصہ یکدم فراموش کن + زجاے دگر داستان گوش کن +
سمت جادو (?) کا اول حال بیان کیا جاتا ہے کہ بارہ ہزار ساحر لیکر بتزک و حشم بہر دلفاسمت (?)
عقیق کوہ روانہ ہوا تھا بعد طی راہ طلسم سے باہر نکلا اور حوالی کوہ عقیق مین پہونچا اس جگہ
صحراے سبز و خرم پاکر ہوس صید افگنی دل مین سمائی دامن کوہ مین خیمہ استادہ کیا فوج کو ٹھہرایا
آپ شکار کھیلنے لگا اور بعد شکار طائران صحرائی بموجب نظم

شکار افگنان در کمین تاختہ	بقصد گوزن اسپ انداختہ
ز وحشی غزالان بسے ہر طرف	بتیر کمانداران گشتہ ہدف

بہت گور و گوزن شکار کیے لیکن ایک آہو تیر کھا کر سامنے سے بھاگا اسنے اسکے تعاقب مین
گھوڑا اٹھایا اتفاق سے داراب کشور کشا فرزند امیر پہلے سے اس دشت مین نخچیر کنان تھا
اسنے جو ہرن کو آتے دیکھا تیر جوڑ کر کمان مین لگایا کہ آہو گرا شہزادے نے اسے ذبح کیا اس اثنا مین
وہان سمت آکر پہونچا اور اپنے صید کو سامنے داراب کے پڑا دیکھ کر للکارا کہ ارے تو کون ہے

کہ میرے صید کو تو نے ذبح کیا داراب نے کہا ہم بہادر میں نہ جانتا تھا کہ یہ شکار زبون تیرا ہے ورنہ دست اندازی نہ کرتا اب یہ آہو بلکہ اور جو میں نے شکار کیے ہیں حاضر ہیں تو لیجا اور مجھے معاف کر سرمست سامی بخوت تھا عذر شاہزادے کا نہ سنا اور ڈانٹا کہ ہم نامعقول سمجھے تو نے گوشت کا ہو کا تصور کیا ہے جو لالچ دیتا ہے منم سرمست جادو بدلے اپنے صید کے تجھے شکار کرونگا داراب نے کہا تم لوگ ساحر اپنے سحر کرنے پر بہت نازاں ہو اگر تلوار کے رخ آؤ تو معلوم ہو سرمست نے قسم کھائی کہ میں تجھ پر سحر نہ کرونگا دیکھوں کہ تو میرا کیا کر لیتا ہے لاضرب مردان عالم شہزادے نے فرمایا

ے تو اول برآور تمنای خویش + کہ من خصم را میدہم دست پیش + سرمست نے تیغ کھینچکر سارے جسم کا زور بازوؤں میں شریک کرکے رکابوں پر کھڑے ہوکر بقوت تمام سر داراب پر لگایا داراب نے اسقدر مرکب اپنا حریف کے گھوڑے سے قریب کیا اور مانند غنچہ سمٹ کر نیچے سپر سارا جسم اپنا مخفی کیا کہ قبضہ اور دنبالہ سپر پر پڑا باقی سارا ہاتھ خالی گیا اس گھاٹ سے تلوار نہیں پڑی کہ جو زورق حیات اونکی طوفانی ہوتی سرمست تلوار لگاکر جھونک سے سنبھلنے نہ پایا تھا کہ داراب شمشیر کھینچکر پکارا خبردار خبردار یہ نہ کوئی کہے کہ غفلت میں مارا سپہ تو ضربی زدی ضرب من نوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن + غرضکہ تلوار لگائی سرمست نے بازو پر قوت اور تیغہ بارٓہ دار سر پر آتے دیکھکر اپنے تئیں جست کرکے کفل مرکب پر لیجا پایا اور سپر کو سامنے کیا شمشیر صاعقہ خصال شاہزادہ بلند اقبال سپر سے اس طرح گذری کہ جیسے ابر تیرہ سے برق ظاہر ہوتی ہے اور خود و دو بلتا و زرہ ٹوپ و عرق چین وغیرہ کو کاٹ کرتا دوابر وحریف کے پہونچی سرمست نے بعجلت تمام دانتوں نے دم شمشیر میں مارے کہ وہ چھینا کر سر سے نکلی مگر جا در خون کی منہ پر پڑگئی اور صدمہ زخم سے بیہوش ہوکر گرا داراب نے چاہا سر کاٹ لوں پھر خیال کیا کہ بیحل اور بیبس کو قتل کرنا شایان مردی نہیں ہے یہ سوچکر ٹھہرا تھا کہ ناگاہ آندھی سیاہ آئی اور سامنے سے ایک ساحرہ سیہ چردہ کریہ منظر اہرمن صورت کہ اسکا ناگن جادو نام ہے اُسنے سرمست کو وہ دودھ پلاکر پرورش کیا ہے آکر پہونچی اور اپنے فرزند کا یہ حال دیکھکر غضب تمام سحر کیا کہ داراب کے گرد ایک برج آتشین بن گیا کسی طرف سے راہ نکلنے کی نہ رہی پھر اُسنے سرمست کو اُٹھایا اس عرصہ میں نرد دم جادو ملازم سرمست مع فوج پیچھے سے گیا تھا آکر پہونچا اور شہزادے کے ملازم بھی حاضر ہوئے باہم دونوں فوجوں میں جنگ آغاز ہوئی لیکن فوج ساحران سے نبرد ہر ایک لشکر کی فوج شکست دی فوج داراب نے سرمست کو اکر سرمست کو ہستان

گئی مگر لشکر صرصت اسی جا اترا اسوقت فتاح کشوری جو ہمراہ فوج آیا تھا صورت اپنی بدل کے
یعنے ایک ہیزم کش بنکے کہ لکڑیون کا گٹھا سر پر رکھکر جوتیان لاٹھی مین لگا کر لشکر صرصت مین آیا
ادھر کچھ لوگ بھاگ کر لشکر امیر مین آئے اور سب کیفیت گرفتاری شہزادہ صاحبقران کی
کہی اور عیار لشکر کے فکر مین قتل صرصت کے روانہ ہوے اور امیر بھی چلنے کی تیاری کرنے
لگے لیکن وہان ناگن نے مرہم بہر زخم پر صرصت کے لگایا کہ وہ اچھا ہو گیا اسوقت اُسنے
صرصت کو نشیب و فراز جنگ و جدل کر کے صرصت کو سمجھائے اور کہا اب یہان نہ ٹھہر کیجے
کر کے خداوندیا میں جا یہہ کہکر آپ رخصت ہوئی اور صرصت بھی اسی وقت مع لشکر ساحران
اعداے پر قید داراب کی لیکر لشکر لقا مین پہونچا ساتھ اسکے فتاح عیار بھی آیا یہان
لقا تخت پر بیٹھا تھا کہ یکایک آندھی اٹھی اور آگ پتھر برسنے لگے تاریکی ایسی پھیلی کہ اندھیرا
ہو گیا لقا فرط خوف سے تخت سے اتر کر نیچے چھپا بعد لمحہ کے صرصت آیا اور تخت خالی دیکھکر مستفسر
ہوا کہ خداوند کہان ہین بختیارک نے تعظیم دی اور کرسی پر بٹھایا عرض کیا کہ آپ تشریف رکھیں
خداوند بھی آتے ہین اور تخت کے سامنے پردہ ڈال کر لقا کو اسکے نیچے سے نکالا اور کہا یا خداوند
اگر آپ اسی طرح زیر تخت ڈر کر پوشیدہ ہو جیےگا تو لوگ سست اعتقاد ہو جاینگے الحاصل درست
ہو کر لقا تخت پر بیٹھا صرصت نے سجدہ کیا اور آنا اپنا بیان کیا کہ شاہ طلسم نے بہر مدد حضور مجھے
بھیجا ہے لقا نے خلعت فاخرہ دیا سلیمان اور بختیارک نے لشکر ساحران کو مقام پاکیزہ و بہتر مین
جا کر اتروایا ہر سمت ڈھیرے لگا کھنچنے اور نا قوس پھونکے گئے ساحر آرام گزین ہوے بارگاہ مین
شراب و کباب چنگ و رباب کا جلسہ شروع ہوا ناچ ہونے لگا لیکن نامیان و توشیان خبری
بہ کارسے بصورت مختلف دربار مین لقا کے موجود تھے اُنھون نے بارگاہ سلیمانی مین بادشاہ
اسلام کو جا کر خبر اگاہ کیا اور خبر اگاہ پڑھکر بصد عجز و نیاز دست دعا بلند کر کے یہہ قطعہ دعائیہ زبان پر لائے قطعہ

	دست زر ذات رفت از دنیا کرم ملک و مال و جاہ و اقبال و علم		ای فریدون ہمت و دارا حشم یا الٰہی تا ابد باقی رہے	

بہر امداد لقا گمراہ صرصت جادو نام ایک ساحر نامکام باجمعیت دس بارہ ہزار ساحر تیرہ روزگار
برائے مقابلہ لشکر ملازمان حضور دشمن شکار آیا ہے داراب کو شکارگاہ سے قید کر کے ہمراہ
لایا ہے صاحبقران یہہ خبر سنکر جو واسطے رہائی داراب کے جاتے تھے توقف پذیر ہوے کہ
اب یہیں وہ آ گیا ہے سمجھا جائیگا اور ادھر صرصت کی دعوت کا سامان ہوا اور اُسکے نائب ردم

سکے پیسے لقا نے اپنا اولش خاص بھیجا چوبدار خوان لیکر بارگاہ سے آیا اور مزدور کی تلاش کی قتاح
عیار جو لکڑی والا بنکر ہمراہ لشکر آیا تھا مزدور بنکر آیا اور خوان سر پر رکھکر چلا جب کچھ دور گیا اپنے
پاؤن کو لغزش دیکر خوان کو گرا دیا چوبدار اسکو برا بھلا کہکر برتن اور کھانا جو گر گیا تھا اٹھا کر درست
کر کے رکھنے لگا قتاح بھی اسکے ساتھ اٹھاتا جاتا تھا اور نگاہ بچا کے کھانے مین بیہوشی ملاتا
جاتا تھا جب سب کھانا درست کر کے رکھا وہان سے لیکر پاس زرزم کے چوبدار آیا اور عرض کیا
کہ یہ خاصہ خداوند نے اپنا اولش بھیجا ہے زرزم بہت خوش ہوا چوبدار تو چلا گیا مگر قتاح پشت
خیمہ پر چھپ کر ٹھہر رہا یہان تک کہ زرزم کھانا کھا کر مع اپنے رفیقون کے بیہوش ہوا قتاح سراپردہ
چاک کر کے اندر خیمہ کے آیا اور سر زرزم کا مع اسکے رفقا کے جدا کیا غل برپا ہوا لوگ دوڑے لینا
لینا کا ہنگامہ ہوا قتاح سراپردہ پھاڑ کر نعرہ کر کے بھاگا اور آپ بھی لینا لینا کہتا ہوا نکل گیا اس
ہنگامہ کی خبر مسستا کو ہوئی اسنے بختیارک سے کہا کہ مین کسل سفر سے بھی آسودہ ہو لونگا
طبل جنگ بجوا دو کہ مین ان سب کو غارت کرون بختیارک نے کہا بہت مناسب ہے غرض اتنا
دن جو باقی تھا اس مین لاشین زرزم اور اسکے رفقا کی اٹھوائین جبکہ وہ دن تمام ہوا
اور وہ ہنگام آیا کہ خورشید عالمگیر مانند اسیرون کے دستگیر اور مقید ہوا اور لشکر خدیو زنگی ظلمت
نے رایت سیاہ تعزیت سراسر روزگار مین برپا کیا لاش بنات النعش کی گورستان فلک مین
آئی اور شبنم اشک حسرت بہانے لگی نظم

عروس بزم زمانہ چو گشت حجلہ نشین ‌ ‌ ز غصہ مہر سلیمان چرخ شد مشکین
خدیو نور بظلمت ز بی پناہی رفت ‌ ‌ چو یونس ابن متی در دہان ماہی رفت

مسستا نے حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اور نقارۂ رزم نوازش مین آیا ہرکارون نے جاکر
خدمت شاہ اسلام جاکر بعد دعا و ثنا کے خبر طبل جنگ بجنے کی گذارش کی بادشاہ نے بھی حکم
دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی نقارہ جنگی بجے حسب الارشاد چالاک بن عمرو نے نقارخانہ سلیمانی
مین جاکر طبل سکندری اور طبل شاہی کو بجایا زمان و زمین مین تزلزل آشکار ہوا تاسے ترکی اور
سنج کیومرثی اور نفیر افراسیابی کو دم ملا چار پہر رات تیاری آلات حرب و ضرب رہی اور دونون
لشکرون مین نقیب بہادرون کو ہوشیار اور خبردار کرتے تھے دل اور جان دینے پر تیار تھے آخر
شب گذر کر وہ وقت آیا کہ عروس لیلی باخیل انجم طلایہ داری سے برخاست ہوا اور شہنشاہ فلک
چارم کی آمد کا غلغلہ شبستان مشرق سے چار دانگ عالم مین پھیلا کر ابیات

چو دارائے خورشید شد بر سپہر
زروئے زمین گرد شد ورد رشد
زمہ تا بماہی جہان یافت کام

جہان راست از لشکر و از سپہر
دل آئینہ عالم فروز شد
فلک شد بکام دل خاص و عام

مردم لشکر طلا کفر ولا لکفر اکتوبر ہ انبوہ میدان رزم میں جانبین سے وارد ہوئے اور امیر سپہ گر اپنی جگہ میں آکر اور اد و وظائف میں مصروف تھے کہ عیار نے آکر خبر عرض کی کہ فوج دریا موج دشمن نبرد میں جا چکی امید وار برآمد ہوئے صاحبقران روزگار کی ہوا امیر سلح بزرگ سے آراستہ ہو کر مسہری سے باہر آئے سرداران بلند احتشام حاضر ہوئے امیر مرکب اشقر دیوزاد پر سوار ہو کر مع تمام سرداروں کے در دولت ظل اللہ بادشاہ عالم پناہ کے پہنچے یہاں بادشاہ تخت سلیمانی پر سوار پیش محل سے برآمد ہوئے نقیبوں نے صدا بسم اللہ کی دی سب سرداروں نے مجرا کیا نوبتی و نقارہ بجنے مرو بہ ادب با اور اقافوت سے پکارنے لگے سواری حضور عالم کی طرف رزمگاہ مصاف کے چلی گرد سرداران ذی وقار بیچ میں وہ شہریار پرے جما دو چشم سے دشت قتال میں پہونچے دیکھا کہ ایک طرف سے لقا بھی شہر مست کو لیکر وارد ہوا اور بیمار رزو سے صدہا کشتی کی پست و بلند زمین ہموار ہوئی رشتے گرد و غبار بیٹھا چکے نقیب نقابت کرنے لگے میدان جنگی پاک و صاف ہوا مسعت اجازت لقا سے لیکر بارادہ رزم و پیکار اژدر سحر اوڑا کر میدان میں نکلا اور لشکر امیر کو للکارا کہ اے بندگان مغضوب درگاہ خدا وندی تم میں کون ایسا ہی جو مجھ سے آکر بنبرد آزما ہو لشکر اسلام سے مشہد و ویل اصفہانی اجازت شاہ سے لیکر میدان میں آکر مقابل ہوا مسعت نے سحر کیا کہ ایک طرف جانب سے گرد اوڑی اور ایک سوار آلات حرب سے مسلح و مکمل پیدا ہوا مشہد و ویل سے کہا لا حرب غرضکہ باہم نیزہ چلا سوار قدرت نے نیزہ لبدار رد و بدل ہونے کی لعین کے ہاتھ سے نکال دیا مشہد و ویل نے تلوار کھینچی سوار قدرت نے بند دست کھینچ کر تلوار چھین لی اور کمر بند میں ہاتھ ڈال کر مشہد و ویل کو قاش زین سے اٹھا کر زمین پر دے پٹکا اور رفیقوں کو بسیر ولشکر مسعت کیا اور پھر نہیب دی کہ اور تم میں جسے تمنا مرگ کی ہو وہ آکر مقابل ہو سرداران فوج اسلام آنے لگے اور سوار قدرت کے ہاتھ سے گرفتار ہوتے تھے اسی طرح کئی سو سردار گرفتار ہوئے آخر وہ دن آخر ہوا اور لیلی لیل عذر اشتال غم مفارقت عاشق روزگار میں سیہ پوش ہو کر ... ماتم ... اور ... نے دامن خورشید تھام کر طلوع ہونے سے ممانعت فرمائی ...

نگاہ ... ظلمت ...	کہ پر نوش شد و از پس حجاب ...

عطارد از غم تاثیر بخشش این تدبیر	کشیدہ بود قلم راز دفتر تقدیر

پھر شام طبل بازگشت بجوا کر سرمست پھر گیا دونون لشکرون کی سپاہ نے کمر کھولی اور آسودہ
ہوئی لیکن چالاک واسطے تلاش کرنے سوار قدرت کے چلا کہ دیکھون یہ کہان سے آیا تھا اور یہان
سنجیتارک نے سرمست سے کہا کہ حمزہ کو اسم اعظم یاد ہے جب وہ مقابلے مین آئیگا کوئی سحر اُسپر
تاثیر نہ کرے گا اور سب جادو باطل ہوجائیگا سرمست نے یہ کلام سنکر پڑھا کہ ناگن جادو آئی
اُس سے کہا کہ حمزہ کے گرفتار کرنے کی کوئی تدبیر کرنا چاہیے کہ حمزہ کا مالک باطل السحر ہے ناگن نے
کہا مین جاتی ہون اور عیارون سے پوشیدہ ہوکر اسم اعظم امیر کا بند کردونگی کہ پھر اُسے یاد نہ رہے
سنجیتارک نے کہا کہ سردار جو مقید ہوے ہین اُنکو عیار چھڑا لیجائینگے آپ کا رہنا یہان مناسب
ہے ناگن نے ایک تعویذ سنجیتارک کو دیا کہ جب تجھے بلانا منظور ہو اور میری ضرورت ہو تو اِس
تعویذ کو آگ سے سینکنا مین اسی وقت آؤنگی یہ کہکر ناگن پرواز کرکے کسیطرف چلی گئی مگر چالاک
تلاش مین سوار قدرت کے ہر طرف پھرا کہین پتا اُسکا نہ لگا آخر ایک خدمتگار کی صورت بن کر
سنجیتارک کے خیمے مین آیا اُسنے چالاک کو پہچانا ازبسکہ سنجیتارک کے باپ سنجناک کا پرسہ
عمرو نے لیکر سنجیتارک کو کھلایا ہے تو اُس روز سے سنجیتارک مقدمہ عیاران مین نہین دخل
دیتا ہے جانتا ہے کہ یہ مار ڈالینگے اور بظاہر نہایت عجز و انکسار سے پیش آتا ہے القصہ
چالاک کی بڑی تعظیم کی اور مقام بلند پر بٹھایا اور عرض کیا مرشد زادے آج آپ کہان تشریف
لائے پہلے یہ فرمائیے کہ میری جان کی خیر ہے یا نہین چالاک نے کہا اجل تمہاری قریب ہوچکی
ہے آج اسی ارادے سے ہم آئے ہین کہ ملک جی تم کچھ حال پوچھین اور اگر نہ بتلاؤ تو تمکو عذاب
زندگی سے چھڑا دین سنجیتارک سفید چادر اوڑھ کر سامنے چالاک کے لیٹا اسطرح کہ جیسے
مردہ ہوتا ہے چالاک نے کہا ملک جی آج تم بچوگے نہین لو اُٹھو یہ دو خرمے میرے ہاتھ سے
کھالو سنجیتارک نے گڑگڑا کر عرض کیا کہ حضور جو کچھ پوچھنا ہو پوچھین اور اگر قتل کرنا ہو تو سر حاضر
ہے بیہوش مجھے کرنے کی کیا ضرورت ہے چالاک نے خنجر دکھایا کہ اے قرم ساق یہ مجھسے بھی
چہ میگوئیان کرتا ہے جلد ان خرمون کو کھا سنجیتارک نے کہا بہت خوب کھاتا ہون اور ناچار
وہ خرمے کھائے اور بیہوش ہوا چالاک اُسکا پشتارہ باندھکر خیمہ کو پھاند کر جست و خیز کرتا ہوا
صحرا مین پہونچکر پہاڑ پر چڑھ گیا کہ ایسا نہ ہو کوئی آجائے اور وہان سنجیتارک کو ہوشیار کرکے
پوچھا کہ سچ بتلا یہ سوار کہان سے آتا ہے سنجیتارک نے کہا اگر بتلا دون تو مجھے چھوڑ دیجیے گا پھر

تو نہ قتل کیجیے گا چالاک نے دھمکایا کہ جلد بتلا یہ اقرار کیون لیتا ہے جی چاہے گا معاف کرینگے اور
مزاج مین آئیگا قتل کرینگے بختیارک نے کہا اور مین کچھ نہین جانتا ہون مگر اتنا معلوم ہے کہ ناگن
اسم اعظم بند کر دیے گئی ہے اور ایک تعویذ دے گئی ہے کہ جب اس تعویذ کو آگ پر رکھو تو ناگن اُسی
وقت آکے پہنچے تو اُسے بلاؤن یہ اسلیے بختیارک نے کہا کہ ساحرہ جو آئیگی مین چھوٹ جاؤنگا
اور چالاک کو گرفتار کراؤنگا لیکن چالاک نے عیاری تجویز کرکے کہا کہ اچھا ناگن کو بلا بختیارک
نے آگ پر تعویذ رکھا یکایک ایک سناٹا ہوا اور ساحرہ آئی اور اُسنے پوچھا کہ بلا کے ہم نشین کیون
مجھے بلایا ہے اُسنے منھ سے تو کچھ نہ کہا مگر اشارے سے چالاک کو بتلایا یعنے یہ دشمن ہے اِسے
گرفتار کرلو ناگن اشارہ نہ سمجھی چارطرف دیکھنے لگی چالاک اسکے آنے سے پوشیدہ ہو گیا تھا
جب اسکو چارسمت متحیر ہوکر نگران دیکھا یہ چالاکی تمام پتھر کو پھینی مین رکھکر مارا کہ ناگن کا سر
تراش کر دور گرا اور یہ زمین پر گر کر واصل جہنم ہوئی شور وغوغا اسکے مرنے کا ہوا بختیارک
آنکھین بند کرکے بیٹھ گیا چالاک نے اُسے درخت سے باندھ دیا اور آپ ناگن کی صورت بنکر
صرصت کے خیمے مین آیا اُسنے اپنی دایہ کو دیکھکر با ادب تمام سلام کیا اور پوچھا کہ اسم اعظم بند کرائین
ناگن نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تجھپر یہ روز بہت سخت ہین عیارون سے جان بچنا مشکل ہے میرے
ساتھ چل کہ ایک تدبیر تجھے بتلاؤن یہ کہکر صرصت کو جنگل مین لاکر ایک سیب اپنے پاس سے
نکال کر دیا کہ اسے کھالے باغ سامری کا ہے اسکے کھانے سے عمر بڑھ جائیگی کوئی قتل نکر سکے گا
صرصت نے سیب لیکر کھایا اور بیہوش ہوا چالاک نے سر اُسکا بھی کاٹ ڈالا ایک ہنگامہ
عظیم برپا ہوا آگ پتھر برسنے لگے اور دلاراب وغیرہ سردار جو مقید تھے وہ چھوٹ گئے اور سب
نے مشورہ کیا کہ اس لقا حرامزادے کو قتل کردیں تلوار لیکر لشکر پر اسکے آگرے فوج ساحران
غافل آرہی تھی زد و کشت جو شروع ہوئی سمجھے کہ اہل اسلام بھی معلوم ہوتا ہے کہ بڑے زبردست
ساحر ہین کہ جنھون نے ہمارے افسرون کو مارا بس یہ سوچکر بھاگ کھڑے ہوئے اور تادیر

بہادرون نے لشکر حریف پر شمشیر زنی کی نظم

چنا کہ دو شیر از کمینگاہ جست — جہان پہلوان تیغ رخشان بدست
سپاہ ستم تا خبردار شد — بیابان ز خون ارغوان زار شد
بلا سے کہ بودند اندر کمین — برون تاختند از یسار و یمین
چکا چاک شمشیر ہا شد بلند — ز ہر سو غضنفر تیر ہا شد بلند

سنان ہای رخشان چو دندان فیل | نمودہ بہ شب تیرہ از چند میل
برآمد سنانے بر سمع السماک | تو گفتی فتاد آسمان روی خاک
بگیر و ببند و بکش بود و بس | ہمہ داد خواہان بیداد رس
سر و دست پای یلان جا بجا | فتادہ بہ صحرا ز پیکر جدا
شد از استخوان ریزہ ہا ریگ زار | نشستہ دران تا بزانو سوار
زمین خون بداماں چرخ کبود | شب تیرہ داغ دل لالہ بود

آخر جسوقت چشم خونبار لیلای لیل سے اشک خونین گرے اور دامن سحر شفق لالہ گون سے رنگین ہوا نظم

نصیب ز رخشا ور بہ تخت سپہر | بسر تاج زر شد چو دارائے مہر
علم شد بہ سیر سپہر برین | چو دست دعائے اجابت قرین

بہ فتح و فیروزی سرداران اسلام داخل لشکر ہوئے اور لقا رنجیدہ شکست خوردہ قلعہ عقیق میں چلا آیا ساحر بھاگ کر طلسم میں گئے اور سلیمان نے عرضی پھر افراسیاب کو لکھی افراسیاب گنبد نور میں تخت پر متمکن ہوا اور حیرت مقابلہ ماہرخ میں آکر اتری ہے کہ ساحر بھاگے ہوئے شہر افراسیاب میں پہونچے اور پھر عرضی سلیمان کی بھی لایا عرضی پڑھکر افراسیاب کو غیظ و غضب طاری ہوا خیال میں گذرا کہ عیار قیامت ڈھاتے ہیں اور سرگروہ آن عیاروں کا مع چند عیاروں کے طلسم میں آیا ہے جب کہ وہ تجھ سے قتل نہیں ہو سکتا تو خداوند کے یہاں تو لاکھوں عیار ہیں وہ تو حقیقت میں کمال پریشان ہونگے یہ مضمون تجویز کرکے دو نامے اسوقت لکھے ایک نامہ ملکہ حیرت کو بھیجا مضمون اسکا یہ تھا کہ ای ملکہ ابھی طبل جنگ بجا کر مقابلہ نکرنا اگر مقابلہ کرکے تم لشکر حریف کو زیر و زبر کروگی تو عیار اس میں خلل انداز ہونگے اور فتور برپا کرینگے چاہیے کہ اول صرصر وغیرہ کو بھیجکر عیاروں کو گرفتار کرلو بعد اسکے ماہرخ وغیرہ کا گرفتار کرنا تمھارے نزدیک کیا بات ہے یہ نامہ ایک سحر کے پتلے کو دیا کہ بارگاہ حیرت میں لیجائے پتلا نامہ لیکر روانہ ہوا اسوقت دوسرا خط ملکہ حسینہ جادو کو بھیجا اس میں لکھا تھا کہ ای ملکہ تم وعدہ کر گئی تھیں کہ میں خداوند کی مدد کو جاؤنگی مگر سنا ہے کہ مزاج تمھارا ناساز ہو گیا فی الجملہ اگر مزاج تمھارا اصلاح پر ہو تو اطلاع دو کہ بمدد خداوند کسی اور کو بھیجا جائے اور اگر صحت ہو تو خداوند کے پاس جاؤ یہ نامہ بھی ایک پتلے کو دیا کہ وہ پاس حسینہ کے لایا اسنے نامہ پڑھکر عرضی لکھی کہ بعنایت جمشید میں اچھی ہوں اور خداوند کے پاس جاتی ہوں آپ اطمینان

رکھیے یہ جواب جب افراسیاب پاس پہنچا لایا یہ پڑھکر خاموش ہو رہا مگر جب حیرت پاس نوشتہ
پہونچا اُسنے بموجب لکھنے افراسیاب کے صرصر سے کہا جاکر عمرو کو پکڑ لا کہ شہنشاہ کا حکم آیا ہی
صرصر نے عرض کیا کہ بہت اچھا اور اسباب عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوئی مگر حال عیارون
کا سُنیے کہ بارگاہ چرخ مین مشغول عیش و نشاط تھے جسوقت حیرت فوج لیکر آئی اسکے آنے سے
عیار سب صحرا مین چلے گئے اور فکر عیاری کرنے لگے کہ بارگاہ حیرت چلکر لوٹین اسی اندیشے
مین عمرو ایک گانون مین کہ قریب گنبد نور کے تھا آیا وہان دیکھا تو ایک مقام پر شامیانہ استادہ
ہی اور بہت سے ساحران کا مجمع ہے ناچ ہو رہا ہی دولہا خلعت پُر زر پہنے مسند پر بیٹھا ہی شراب کا
دور چل رہا ہی عمرو یہ ماجرا دیکھکر خوش ہوا کہ اچھی جگہ آئے کچھ مل رہے اس برات کو لوٹو مفلس
بھی ہو کہین تو کچھ ملے یہ سوچکر علیحدہ ٹھہر کر اپنی صورت کلاونت کی بنائی داڑھی سینے تک
بڑھائی اور رنگت سرخ و سفید بروغن لگاکر درست کی گانون پر جھریان پڑی معلوم دیتی تھین
کوزہ پشت مرد پیر اپنے تئین بناکر کرتا پہنا اور پگڑی سر پر باندھکر جوڑی بنے کی کمر سے لگائی
دائرہ ہاتھ مین لیا اور سامنے اہل محفل کے آکر اس طرح سما بندھا کہ گائی کہ سب کو وجد طاری ہوا
تماشبین جادو پیر وہ ساحر لڑکے کی برات تھی اُسنے کلاونت کو فن موسیقی مین طاق دیکھا حرمت کرکے
بلاکر بٹھایا اور کہا کچھ شغل کیجیے یہ آپکا گھر ہے جو کچھ مین مقدور ہی وہ آپکی خدمت بھی کرونگا عمرو نے
دعا دی کہ ترقی اقبال ہو مراتب اعلی رہے سرکار کا بول بالا رہے اور بیٹھ کر سے بجاکر گانے لگا غزل

ساقی حدیث سرو گل و لالہ میرود ۔ وین بحث با ثلاثہ غسالہ میرود
مژدہ کہ نو عروس چمن حد حسن یافت ۔ کار این زمان ز صنعت دلالہ میرود
باد بہاری وزد از بوستان شاہ ۔ وز ژالہ بادہ در قدح لالہ میرود
آن چشم جادوانہ عابد فریب بین ۔ کش کاروان سحر بدنبالہ میرود
خوی کردہ میخرامد و بر عارض سمن ۔ از شرم روی او عرق از ژالہ میرود
ایمن مشو ز عشوہ دنیا کہ این عجوز ۔ مکارہ می نشیند و محتالہ میرود
چون سامری مباش کہ زر دید و از خری ۔ موسی بہشت و از پی گوسالہ میرود

اس شغل مین عمرو مصروف تھا کہ صرصر جو متلاشی عمرو روانہ ہوئی تھی جب جنگل مین پہونچی
صدا نے کی دور سے سنکر اسی طرف آئی شادی مین ایک پیر کلاونت کو گاتے دیکھا بنگاہ اول
پہچانا کہ یہ عمرو ہی پہلے تو گانا کھڑی سنا کی اور دل سے کہتی تھی کہ سبحان اللہ تیرا عاشق بھی ہر فن مین

طاق اور شہرۂ آفاق ہو لیکن بموجب حکم اپنے مالک کے واسطے گرفتار کرنے عمرو کے آئی تھی ویسے ہی
محفل مین آکر تاثیر جادو سے آہستہ کہا کہ یہ کلاوت عمرو ہی اسے گرفتار کرلو اور ادھر عمرو نے
صرصر کے لب ہلتے دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہ میری گرفتاری کے لیے کہتی ہی مجھے پہچان گئی ہی یہ تجویز کرکے
اٹھا اور پاس تاثیر کے آیا اور کہا حضور دیکھیے وہ کون آیا ہی تاثیر پھرا تھا کہ عمرو نے دھول
لگائی اور کلاہ مروارید نگار اسکی لیکر بھاگا ساحر پیچھے دوڑے تھے کہ صرصر نے کہا آپ شہر میں
مین گرفتار کیے لاتی ہون اور پیچھے کھینچکر جیتی صحرا مین عمرو آکر ٹھہرا تھا کہ صرصر نے پہونچکر ڈانٹا
کہ باش ای ناعیار کہان جائیگا میرے ہاتھ سے عمرو نے بھی خنجر کھینچا اور لڑنے لگا اسوقت
برق فرنگی بھی ایک سمت سے پیدا ہوا اور کہا استانی صاحبہ کو آداب عرض ہی صرصر نے کہا
ای برق اُستاد تیرا ایسا شہنشاہ عیاران ہی کہ اکیلا مجھ سے لڑ نہین سکتا اسی منھ پر دعوی عیاری
کا اگر دعوی ہی تو یہان سے تو چلا جا مین اور یہ سمجھ لون برق نے کہا میرا کام ہی کیا ہی جہان عاشق
و معشوق یکجا ہون وہان ٹھہرنا نہ چاہیے آپ در پردہ مجھے ٹال کر تنہائی چاہتی ہین یہ کہکر ایک
طرف چلا گیا اتفاقا ادھر سے صبا رفتار آتی تھی برق سمجھا کہ جو یہ صرصر پاس جائیگی استاد
کو لڑنے مین دقت ہوگی پس اُسنے للکارا کہ کہان جاتی ہو صبا رفتار شمشیر کھینچکر آپہی برق
سے چوٹ چلنے لگی لیکن صرصر اور عمرو جو لڑ رہے تھے قضا سے کا سیاح جادو نام ایک ساحر
تاثیر جادو کے یہان شادی مین جاتا تھا اسطرف سے ہوکر نکلا اُسنے دیکھا کہ ایک عورت
اور ایک مرد لڑ رہے ہین یہ دیکھکر پڑھ کر سحر دونون کو گرفتار کیا صرصر نے کہا مین ملازم افراسیاب
ہون تو نے مجھے کیون گرفتار کیا ہی عمرو نے کہا حضور یہ جھوٹی ہی مین کلاوت ہون اور یہ میری
زوجہ ہی اسکے مین پیچھے پڑا ہون اور یہ یارون سے پھنسی خراب ہی جب مین اسے کسی سے گرفتار
دیکھتا ہون اور اسکے قتل کا ارادہ کرتا ہون یہ مجھ سے لڑتی ہی لیکن آپ چھوڑ دیجیے آج اس
حرامزادی کی مین ناک کاٹونگا سیاح نے کہا مین نے بھی سنا ہی کہ افراسیاب نے صرصر
شمشیر زن کو بمقابلہ عیاران بھیجا ہی لیکن مین پہچانتا نہین کس لیے کہ دربار شاہ مین ہم ادنی
رعایا کیونکر جا سکتے ہین جو ہر ایک کو پہچانین اس سبب سے شبہ ہی کہ تم مین نہین معلوم کون
سچا ہی عمرو نے کہا آپ ہمارا حال اس شادی مین چلکر دریافت کیجیے سیاح نے کہا مین وہان
تو جاتا ہی تھا یہ کہکر دونون کو پنجہ سحر سے اٹھوا کر شادی مین لایا اور تاثیر جادو سے ملاقات
کرکے سارا حال بیان کیا تاثیر نے کہا اتنا مین جانتا ہون کہ پہلے یہ کلاوت آیا تھا اُسکے بعد یہ

عورت آئی کلاوت میری ٹوپی لیکر بھاگا یہ علامت اسکے عیار ہونے کی ہے اور صرصر کو مین بھی نہین
پہچانتا اور نہ مین نے کسی عیار کو دیکھا لیکن بہ ذریعہ رسائی دربار بادشاہی خوب لگا ہے آپ ان
دونون کو پاس حیرت کے لیجائیے کہ وہ طلسم ظاہر مین تشریف لائی ہین سیاح نے کہا کہ اگر جو کا
وغیرہ دیکھ سمجھ سے چاہون تو دریافت کر لون کہ عمرو اس مین کون ہے اور صرصر کون مگر یہ پہلے
دربار کی رسائی کا خوب ہے آپکی شادی مین ٹھہرون تو جاؤن یہ کہکر عمرو اور صرصر دونون کو
باندھ دیا اور آپ بیٹھ کر ناچ دیکھنے لگا اس عرصہ مین برق جو صبا رفتار سے لڑ رہا تھا ہنگامہ
جنگ چست کر کے ایک غار مین جا گرا صبا رفتار نے بھی کھینچ کر غار مین کود دی کہ اب تو کہان جائیگا
برق نے وہان حلقے کمند کے لگائے تھے جب صبا رفتار کود دی برق نے جھٹکا مارا کہ وہ کھچ کر
برق کی گود مین آگری برق نے بیہوشی کا غبارہ منہ پر مل دیا کہ بیہوش ہو گئی اسکو عمرو کی
صورت بنایا اور آپ اسکی شکل بنکر پشتارہ باندھ کر تاشیر جادو کی شادی مین آیا سب نے
کہا کہ ایک عورت کسی کو لائی ہے اسوقت صبا رفتار یعنے برق قریب پہونچا دیکھا کہ صرصر اور
عمرو بندھے ہین اسنے سیاح جادو کی بلائین لین اور کہا حضور نے میری بہن کو کیون
باندھا ہے سیاح نے کہا مجھے شناخت نہ تھی انھین حیرت کے پاس لیجاؤنگا برق نے کہا مین
عورت مرد کا فرق بھی سمجھتا ہے مین وزیرزادی صرصر کی ہون اور یہ صرصر شاہزادی ہے اور
یہ کلاوت عمرو کے ساتھ کا عیار ہے عمرو نہین ہے عمرو کو مین گرفتار کر لائی ہون سیاح کو
برق کے کلام کی تصدیق ہوئی اسوقت ایک ساحر اس شادی مین جہان آیا تھا اسنے کہا میرے
پاس نقشہ ہے عیاران و عیار بچیان ہین آپ مطابق کر لیجیے یہ کہکر اسنے صندوقچہ منگا کر تصویرین
نکال کر مطابق کین اسوقت صرصر کو چھوڑ دیا اور برق جو صبا رفتار کو عمرو بنا کر لایا
تھا اسے بندھوا دیا صرصر جو چھوٹی اسنے برق کو پہچانا مگر خیال کیا کہ یہ مسخرے ہین اس شادی
مین یہان سب اندھے ہین اپنی سزا کو پہونچین گے تجھے انھون نے بیعزت کیا ہے ذرا ٹھیک
ہونے دے یہ تصور کر کے چلی گئی لیکن یہان برق نے سیاح سے کہا حضور مین نے ٹھانی
تھی کہ جب عمرو کو گرفتار کرونگی اسوقت ایک جلسہ عیش کر کے ساحران روزگار کو اپنے ہاتھ
سے شراب پلاؤنگی دیکھیے کیا قدرت سامری ہے کہ ایسے وقت مین عمرو کو پایا کہ جلسہ ساحران
جمع ہے مجھے بھی معقول ہے ہین سب کی شراب سے دعوت کرون اے تاشیر جادو منہ لگی
نصیحت ہے کچھ حرج ہو وہ مجھ سے لو اور شیشہ مرے سپرد کرو تاشیر نے کہا تو گھر ہے جس قدر

جی چاہے شراب پیجیے اور سب کو پلائیے دام کی کیا احتیاج ہے صبا رفتار یہ کلام سنکر مسکرائی
اور میخانہ اپنے قبضے مین کرکے جام و ساغر کے اولٹ پھیر کرنے مین شراب آغشتہ بدارو بے
بیہوشی کی اور اہل محفل کو پلائی جب سب شراب پیکر بیہوش ہوے برق نے عمرو کو جو گٹھڑی بنا
ہوا بندھا تھا اُسے کھول دیا اور سب ساحرون کے سر کاٹنے لگا اور عمرو جو رہا ہوا اسباب کو لوٹنے لگا
دو چار ساحر قتل ہوے تھے کہ ادھر افراسیاب نے کتاب دیکھی کس لیے کہ جب سے حیرت
مقابلے کو آئی ہے تو اسے خیال ہے کہ ایسا نہو عیار پری زاد کو بھی مضرت کرین تو دمبدم
کتاب دیکھتا ہے الحاصل کتاب مین معلوم ہوا کہ گنبد نور کے قریب جو گانون ہے وہان عمرو اور
برق نے آفت برپا کی ہے افراسیاب نے دل سے اپنے کہا کہ کہان تک طرح دون آج عمرو کو
گرفتار کرکے قتل کر ڈالون پس اپنے ملک خمار جادو کہ جسکا سر پہلے عمرو مونڈ چکا ہے اور ذکر اسکا
سابق مین بیان کیا گیا ہے اس سے حکم دیا کہ ایک جگہ شادی ہے مین عمرو اور برق قتل و غارت
کر رہے ہین تم جاکر پکڑ لاؤ اور صبا رفتار بندھی ہے اسے کھول دینا خمار یہ حکم پاکر اسکے تعمیل
سے نہایت جلد بزور سحر اوڑی اور شادی کے مقام پر پہونچکر پکاری کہ یا شاطرا عیار آئی تھا
تو یہ صدا سنکر بہت جلد جست کرکے ایک جگہ بھاگ کر پوشیدہ ہوا اور خمار بہت چلا عمرو کی تھی
برق بنکر جوگی عمرو کو بغل مین داب کر لے اوڑی اور جس وقت ایسا ہی کیا کہ صبا رفتار
جو بندھی ہوئی تھی کھل گئی اور ایک سمت کو بھاگ کر چلی پھر خمار نے انگشت سے اشارہ
طرف فلک کے کیا کہ ایک ابر آکر شادی کے لوگ جو بیہوش پڑے تھے اُنپر برسنے لگا کہ وہ سب
ہوشیار ہوے اور حالت محفل دگرگون دیکھکر اور لاشین ساحرون کی دیکھکر آپس مین کہنے
لگے کہ عیارون نے آخر سکاریان کرکے یہ نوبت پہونچائی غرضکہ سب تو اپنے کار و بار مین
مصروف ہوے اور خمار گنبد نور پر عمرو کو لیے پاس افراسیاب کے آئی اور سلام کرکے
عمرو کو سامنے پیش کیا عمرو تیغ ہوا سے بیہوش ہو گیا تھا جب اسکی آنکھ کھلی دربار افراسیاب
دیکھا شاہ کو سلام کیا افراسیاب نے کہا کہیں اے عمرو وہ دن بھی تجھے یاد تھا عمرو نے کہا
کیون یاد کیون نہ تھا اب ہم اپنی دربار کو لوٹ کے جاتے ہین تمھاری داڑھی مونڈ جائینگے
آج اسی لیے آئے ہین افراسیاب کو غصہ آیا اُسنے ایک نامہ حیرت کو لکھا کہ اے ملکہ عالم
مینے عمرو کو گرفتار کیا ہے تمھین چاہیے کہ لشکر افسرون کو سپرد کرکے اس جگہ تنہا چلی آؤ کہ تمھارے
سامنے عمرو کو قتل کرین کیونکہ تم بہت اسکے قتل سے خوش ہوگی اس نامہ کو تیغ سحر کو دیا وہ

لیکن چلا اور عمرو کو ایک قفس آہنی منگا کر اُس مین بند کر دیا کہ حیرت آئے تو قتل کرون لیکن پنجہ
سحر نے نامہ جا کر حیرت کو دیا حیرت پڑھتے ہی نامے کے کھلکھلا کر ہنسی اور ایسی خوشی ہوئی کہ کبھی
خوش اس طرح نہوئی تھی افسران فوج کو بلایا اور سارا ماجرا بیان کیا لشکر کی نسبت حفاظت
کرنے کی تاکید اکید کی اور حکم دیا کہ طبل بشارت و شادمانی بجے کہ عمرو قتل ہوتا ہے نوبت خوشی
کی لشکر مین بجنے لگی اور حیرت سرخ جوڑا پہنکر سراپا یاقوت کا زیور زیب بدن کر کے طاؤس
سحر پر سوار ہوئی اور طرف گنبد نور کے چلی لیکن یہ خبر طائران سحر نے جا کر ملکہ مہ جبین اور
مہرخ وغیرہ کو پہونچائی کہ عمرو قید ہو گئے ہین اور لشکر حیرت مین نقارہ شادمانی بجتے ہین
حیرت خود واسطے قتل کرنے عمرو کے گئی ہے بہار اور مہ جبین اور نازبان وغیرہ سب
نے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو ہم لوگ بھی جا کر جان دینگے یا خواجہ کو چھڑا لینگے مہرخ نے کہا گنبد
نور پر پہونچنا بہت محال ہے اسد نے فرمایا کہ عمرو کو کوئی قتل کر سکے یہ کسکی مجال ہے وہ نظر کردہ
ہفت پیغمبران ہین سر بندہ جادوگران ہین جب اپنے منہ سے نہین بار خواستگار موت ہون
جب انکی قضا آئے افراسیاب کی کیا طاقت ہے جو انھین کسی طرح کا ضرر پہونچائے لازم ہے کہ
انکے لیے ہم سب دست بدعا ہون اور التجا بدرگاہ حافظ حقیقی کرین یہ کہکر سب مصروف دعا ہوے
اور کہا یہ کہ اے خالق اکبر کریم الرحیم ہم سب نے بسبب عمرو کے دین اسلام ملت بیضا اختیار
کیا ہے تجھے وحدہ لاشریک جانا ہے تو ہی خواجہ کی جان کا حافظ و نگہبان ہے **نظم**

اے خالق سرور دو عالم	ستار عیوب و رب اکرم
سلطان کریم نام تیرا	رحمان و رحیم نام تیرا
خالق ہے تو ہی سمیع و ناظر	سب راز نہان ہے تجھ پہ ظاہر
بندہ عاجز ہے اور مجبور	تجھ مین قدرت ہے اور مقدور
چاہے جسے عرش پہ بٹھا دے	چاہے جسے خاک مین ملا دے
قادر ہے محیط ہے تو سب پہ	اب میری دعا یہی ہے لب پہ
یارب تو پناہ دے عمرو کو	صحت کی سنا دے پھر خبر کو

یہ لوگ تو مصروف دعا ہین مشغول گریہ و بکا ہین لیکن حیرت شادان و فرحان گنبد نور مین
پہونچی حضاران دربار نے تعظیم دی پہلوے افراسیاب مین بیٹھی خواصون نے چنگیر گلہای
عطردان سامنے رکھدیے پاندان طلائی وا کر کے گلوری حیرت نے بنائی اور اپنے ہاتھ سے

افراسیاب کو کھلائی گلے میں باہیں ڈال کر نہایت تجمل سے کہا کہ اب دیر نہ فرمایئے اُس ہودی کو زندہ عدم
دکھایئے افراسیاب نے حکم دیا کہ آج رات کو تمام ساکنان شہر ناپرسان سامنے اس قصر کے میدان
میں جمع ہوں اور اُسکے حال زار کو دیکھیں اسوقت دن ڈھل گیا قلیل ہے روز فردا عمرو کے لیے قیامت
ہوگی بڑی حسرت سے جان اسکی جائیگی لہذا بحکم منادی نے دہل زنی کی اور تمام شہر میں یہ خبر
مشتہر ہوئی کہ کل صبح کو عمرو قتل ہوگا اور اپنے کردار ناسزا کی سزا پائیگا اہل شہر آ آ کر جمع ہونے لگے
اور باہم یوں حرف زن تھے کہ دیکھیے آخر سرکشی کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ انجام کو انسان زندگی سے ہاتھ
دھوتا ہے لیکن زیرک و دانا عبرت کرتے تھے کہ اسے بہادران یہی عمرو ہے کہ جو وزیر شاہ عالم
حمزہ صاحبقران ہے جنہوں نے لقا ایسے کو جو دعوی خدائی کا رکھتا ہے عاجز کر رکھا ہے ہائے
طرح یہ فلک کج مدار او برگردد دون نہاد صاحبان جاہ و اقبال کا دشمن ہے ایسے بڑے بڑے ناموروں
کو ہلاک کیا اور بظلم و ستم تہ خاک کیا کہ ابیات

گشت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا — گور سکندر ہے نہ آئینہ حیرت افزا
رتبۂ دولت قیصر ہے نہ اقلیم قباد — پایۂ حشمت بہمن ہے نہ ملک دارا
سیکڑوں قافلہ راہی ہوئے اس منزل سے — گرد اڑتے کہیں دیکھی نہ سنی بانگ درا
کسکی اس بزم میں روشن ہوئی شمع اقبال — جسکو گل کر نہ گئی جنبش داماں قضا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہے نخل ماتم — کف افسوس ہے پتا جو ہے اس گلشن کا
وہ گل تازہ نہ اس باغ میں کھلتے دیکھا — ٹھنڈی سانسیں نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
انکی صورت کو ترستی ہیں آنکھیں افسوس — صورت نور نظر آنکھ میں تھی جنکی جا
نہ وہ ہنگامۂ صحبت ہے نہ وہ طرز نشاط — نہ وہ انداز سخن ہے نہ زبان گویا
ربط و اخلاص کے باہم جو تھے معمول گئے — وہ ہمسفر و آشنا ہمیں بھول گئے

اس شور و شین میں زندانی فلک قید خانہ مغرب میں جا کر مقید ہوا اور دہر اسکے دہر میں تعزیت
قتل عمرو کی برپا ہوئی شام غم نے سیہ پوش ہوکر منہ دکھایا نظم

بالوں کو پریشان کیا لیلی شب نے — اور شبنم نے بدہ کی اشک بہانے
سیارے کے ہر اک دیدہ حسرت تھے فلک پر — اور تیرگی سی چھائی تھی انجم کی جگہ پہ

افراسیاب قفس کے در پر قفل دیکر سحر خوان ہوا کہ سوا میرے کوئی نہ جسے کو عمرو کی قید سے
کھول نہ سکے یا میں مارا جاؤں تو کھلے اس مستحکم طور سے خواجہ کو مقید کرکے سحر عمرو کے جسم پہ

ذبح کر دیا جب رات زیادہ گئی سب عیش و عشرت مین سرگرم ہوے عمرو کی جانب سے اعتبار
تھا کہ پنجرے سے نکل نہ سکیگا بدین لحاظ چنداں کوئی اسکی طرف نگران نہ تھا عمرو نے ایک پتلا
مقوے کا زنبیل سے نکالا اور روغن اور سیندور لگا کر اپنی صورت کا بنایا اور اوسے بجاے اپنے
بٹھا کر آپ ایک گوشہ قفس مین گلیم اوڑھ کر سب کی نظر سے غائب ہو گیا یہان رات بھر خلقت جمع ہوا
کی اور تماشاے طرفہ پیدا کی ہر ایک ساحر مستعد رہا کہ اُسنے ہم سب کو لوٹا ہے کل ایک ایک ضرب اوسپر
لگا مینگے کوئی کہتا تھا مین ترسول اور سانگ سے کلیجہ اُسکا چھید ڈالونگا کوئی حرف زن تھا کہ زبان
قفا سے کھینچ لونگا کوئی ارادہ رکھتا تھا کہ مین آنکھین اُسکی نکالونگا اسی ہنگام مین آثار سحر ظاہر ہو
اور مرغ منور فلک قفس مشرق سے نکل کر مائل پرواز ہوا اور بال زرین سے اہل انجمن دہر پر چھایا
بار ہو کر عالم عالم نور افشانی کی اور تیرگی شب سامنے سے کافور ہوئی نظم

عیان چو گشت بمیدان چرخ چہرہ ہور	تتق کشیدہ بر افلاک لمعہ لمعہ نور
ز آتش دل و از آب چشم چرخ و زمین	بلالہ داغ رسید و بروی گل شبنم

صبح کو افراسیاب نے سحر پڑھا کہ قفل در قفس کا کھلا اور ساحرون سے حکم دیا کہ عمرو کو نکالو
ساحرون نے ہاتھ ڈال کر پتلے کی گردن پکڑ کر باہر کھینچا عمرو جو گلیم اوڑھے تھا ساتھ پتلے کے باہر
نکل آیا اس طرف تو پتلے کو ساحر زد و کوب کرنے لگے اور عمرو نے اسباب کنیزان مہ جمال جادو نگاہ
سمینہ و بیتال کا جو حاضر دربار تھین جال مار کر لوٹنا شروع کیا پاندان اور رقابا اور صندوقچہ و
گلاس و عطر دان و مسی دان و چنگیر وغیرہ جو کچھ سامان راحت وہان تھا سب نذر زنبیل کیا اور
ایک خواص سے کہا ہم جاتے ہین اُسنے دوسری اپنی ساتھ والی سے کہا کہ کوئی کہتا ہے ہم جاتے
ہین کہ عمرو نے پھر کہا اے اوسخرے افراسیاب ہم جاتے ہین اس صدا کو سنکر سب ساحر
گھبرائے اسی اثنا مین کرسی و پلنگ و میز و فرش چلمن اور چھت او پردے سب غائب ہوگئے
اسوقت دیکھا تو وہ پتلا جسے عمرو سمجھ کر پیٹ رہے تھے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور سب نے
دیکھا کہ کاغذ کا پتلا ہے جسے ہم سب زد و کوب کرتے ہین نہایت نادم ہوے افراسیاب نے خمار
جادو سے کہا کیون اے مردار تو اپنی رعونت جتانے کو پتلا عمرو کی صورت کا بنا لائی تھی یہ کیا ماجرا
ہے جلد کیفیت صحیح عرض کر عمرو نے کہا اے شہنشاہ جب مین پشتارہ لائی تھی تو آپ نے عمرو
سے باتین کین تھین بھلا پتلا کیونکر گویا ہوتا اگر یہ فریب ہے کہ پتلا میرے سحر کا تھا تو حضور کتاب سامری
دیکھین شرارت میری ظاہر ہو جائیگی افراسیاب نے کتاب ملاحظہ کی معلوم ہوا کہ خمار سچ کہتی ہے

یہ بیشک عمرو کو لائی تھی مگر وہ فریب دیکر نکل گیا یہ معلوم کرکے افراسیاب نے اپنے وزیر باغبان
قدرت سے حکم دیا کہ جلد عمرو کو گرفتار کر باغبان نے سحر پڑھکر دستک دی کہ دھوئین کی ایک
لاٹ از زمین تا چرخ برین بندھ گئی اُس دھوئین سے حکم کیا کہ جہان عمرو ہو وہان سے لا خبردار
ساتھ اُسکا نہ چھوڑنا دھوان منتشر ہوکر متلاشی عمرو چلا لیکن عمرو باہر گنبد سے نکلا جسقدر تماشائی
اہل شہر جمع تھے اُنکی پگڑیان اور شملے اور ٹوپیان اور کمر کے پٹکے اور جو چیز دستیاب ہوئی چال
مار کر لوٹی ایک ہنگامہ برپا ہوا سب بھاگے کہ کوئی نظر آتا نہین اور ہم لٹے رہتے ہین ایسا نہو کہ
اول کی طرح آفت مین مبتلا ہون ایک لمحہ مین سناٹا ہوگیا دروازے گھرون کے بند ہوے
دکانین بڑھ گئین عمرو بھی جہان تک مل سکا لوٹتا ہوا ایک دروازے سے شہر کے نکل کے اپنے
لشکر کی جانب چلا گلیم اُتار کے نذر زنبیل کی اور آگے کی راہ لی کہ دفعتاً چارطرف سے دھوئین نے
گھیر لیا اور بگولے کی طرح عمرو کو چکر دیتا ہوا لیے چلا جہان تک کہ سامنے باغبان کے لاکر حاضر
کیا اُسنے ہاتھ پکڑکے روبرو افراسیاب کے پیش کیا کہ گنہگار حاضر ہے افراسیاب نے عمرو
کو دیکھکر خطاب کیا کہ کس طرح سے تجھے ہلاک کرون عمرو نے کہا مین تو زیر فلک کسی کو نہین دیکھتا جو
بھری نظر سے مجھے دیکھے افراسیاب نے کہا اس وقت تو میرے قابو مین ہے جو چاہون تجھے سزا
دون عمرو نے جواب دیا کہ ہان یا مین تیرے قابو مین ہون یا تو میرے قابو مین ہے مین تو جانتا ہون
کہ سیکڑون جوتی سر مبارک پر آپ کے اسوقت پڑجائینگی اور اس صورت سے دوسری صورت بدل
جائیگی افراسیاب کو بہت غصہ آیا لیکن اہل دربار سے کہا اسکی وہ مثل راست ہے کہ ہر کہ دست از
جان بشوید ہرچہ در دل آید بگوید اور عمرو سے کہا اسکی وجہ کچھ بیان کر کہ تجھے کیونکر یقین ہے کہ مجھے
کوئی قتل نہین کرسکتا عمرو نے عرض کی کہ اے شہنشاہ اول ایک بات مجھے بتلائیے کہ آپ
لقا کو کیا سمجھتے ہین افراسیاب نے کہا ہم اپنا خدا جانتے ہین عمرو نے جواب دیا کہ پھر خدا کے
اختیار مین موت اور حیات ہے یا نہین سب ساحرون نے کہا بیشک خداوند کو سب باتون کا
اختیار ہے چاہین جلائین اور چاہین ہلاک کرین عمرو نے کہا مین جو ساحرون کو قتل کرتا ہون
تو حکم خداوند سے ورنہ مجھ ایسے ادنے متنفس کی کیا حقیقت ہے جو ملازمان شہنشاہ ساحران
جہان کو قتل و غارت کرون ہندی مثل ہے کہ جاکو راکھے سائیان مار نہ ساکے کوئے بال نہ بیکا
کرسکے جو دو جگ بیری ہوے مجھے خداوند نے اس طلسم مین اس لیے بھیجا ہے کہ بندے تجھے یاد
نہین کرتے ہین تو جاکر انھین ہلاک کر لہذا مین ملک الموت خداوند ہون جس جس کو خداوند نے

بتلا دیا ہی اُن بندگان سرکش و نافرمان کو غارت کرونگا مین خداوند کا بندۂ خاص و مقرب ہون افراسیاب اور سب ساحرون نے یہ کلام سُنکر کہا کہ آمنا و صدقنا بغیر حکم خداوند پتا نہین ہلتا ہی عمرو بیشک سچ کہتا ہی اسوقت سب توبہ توبہ پکارنے لگے کہ حقیقت مین ہمسے نافرمانیان خداوند کی بہت سرزد ہوتی ہین بعضے کہتے تھے کہ سخت رائی گھٹے نقل ہے صاحب کی جاوے لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ افراسیاب نے اُٹھکر باادب تمام ہاتھون کو عمرو کے بوسہ دیا اور سجدہ ریز ہوکے مودب عرض کیا کہ ای ملک الموت خداوند تشریف شریف ادرا کی فرمایئے اور یہ بتلایئے کہ کس کس کی قضا آئی ہی عمرو کرسی جواہر نگین پر بیٹھا اور کہا یا شہنشاہ مین سِرّ ازِ خداوندی نہین بتلا سکتا مگر علاوہ اِسکے اور جو کمالات خداوند نے مجھے عطا فرمائے ہین بہ ہر صورتیکہ بدلنے کا اختیار دیا ہی خوش شکل کیا ہی اگر حکم ہو تو وہ ہنرہائے شائستہ دکھاؤن ورنہ مشیت خداوندی کے مین خود نہین آگاہ ہون آپ کو کیا بتلاؤن افراسیاب نے کہا اچھا ہنر اور کمال اپنے ہمین ظاہر کیجیے سچ ہی کہ راز خداوندی پر کون اطلاع پاتا ہی عمرو یہ کلام سنکر بیٹھے بیٹھے غائب ہوگیا سب نے کہا یہ بیشک ملک الموت خداوند ہے لیکن خواجہ نے ایک گوشے مین جاکر گلیم اتاری اور صورت اپنی زن پیکر کی بنائی لباس پُرتکلف پہنا زیورِ جواہر سے جسم کو مزین کیا اسوقت

چو روئیش مہر و مہ تابان نباشد — چو قدش سرو در بستان نباشد
چو لعل و لولوش در دلفریبی — دُرِ دریا و لعل کان نباشد
چو فندق پستہ اش خندد بجانم — چرا بادام من گریان نباشد
تا بان نسبت نباشد ہیچ تن را — نہ تن با ہمہ کہ شغل جان نباشد
سواد کفر زلف او کہ دل را — بر روے توانان ایمان نباشد

افراسیاب کے سامنے بصد خوبی و دلبری عمرو نے آکر سلام کیا وہ اس صورت زیبا کو دیکھکر حیران تھا آخر اُسنے استفسار کیا کہ ای غنچۂ گلستان خوبی تو کون ہی اور یہان کیونکر آئی ہی اُس نگین ادا نے مسکرا جواب دیا کہ

رو بر رہش نہادم و بر من گذر نکرد — صد لطف چشم داشتم و یک نظر نکرد

ای شہنشاہ یہ کنیز آپ کے سلسلۂ الفت مین گرفتار ہی بادل بیقرار ہی افراسیاب نے ہاتھ پکڑکر قریب اپنے بٹھا لیا حیرت کو نہایت درجہ تک گوارا ہوا آتش حسد سینے مین مشتعل ہوئی اُسوقت وہ حورِ رخ گویا ہوئی کہ ای ملکہ حیرت مین عورت نہین ہون بلکہ شیر بیشۂ عیاری عمرو بن امیہ

لگیں بیر غل مچانے لگے لیکن عمرو افراسیاب اور حیرت کو قتل کرنے چلا جیسے ہی تخت کے
قریب آیا یکایک زمین شق ہوئی اور چند پریاں زر در گوش مرصع پوش ظاہر ہوئیں ہاتھوں میں
پچکاریاں اور گڑوے پُر از مشک و گلاب لیے تھیں اُنھوں نے سر افراسیاب کا زانو پر رکھا اور
پچکاری منھ پر لگائی پکاریں کہ اے شہنشاہ بیدار ہو جیسے افراسیاب ہوشیار ہوا اُسوقت پریاں
زمین میں سما گئیں لیکن عمرو لاشیں جہاں ساحروں کی پڑی تھیں وہاں چھپ کر لیٹ رہا
اور اپنے پیٹ پر کچھ گوشت خون آلودہ زنبیل سے نکال کر اپنے گلے پر رکھا اور سارے منھ کو خون
آلودہ گوشت رکھ کر مجروح بنایا اب عمرو بھی مقتول معلوم دینے لگا مگر افراسیاب جو ہوشیار ہوا
سب محفل کو بیہوش اور لٹا ہوا پایا اور بہت آدمیوں کو قتل کیا ہوا تھا دیکھا اسی وقت کچھ اشارہ
طرف فلک کے کیا ابر گھر آیا اور برسنے لگا سب ہوشیار ہوئے حیرت نے کہا اے شہنشاہ عمرو
نے کیسی مکاری کی افراسیاب نے کہا مجھ سے بچکر کہاں جائے گا ابھی گرفتار کرتا ہوں یہ کہکر
حکم دیا کہ جو کچھ اسباب لٹ گیا ہے وہ سب حاضر کریں بحکم ایک آن میں کرسی و دنگل جام و ساغر
گلدستے و فرش وغیرہ سب موجود ہو گیا اور صحبت آراستہ ہوئی ساحر لاشیں اُٹھانے کی تدبیر میں
مصروف ہوئے مگر افراسیاب تخت پر جلوہ گر ہوا اور کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ عمرو
لاشوں کے درمیان میں مجروح صورت بنائے لیٹا ہے کسی سے گرفتار کرا مگر تجھ چند گھڑیاں اپنا
بہت تخت میں خبردار رہیان نہ ٹھہرنا طرف طلسم باطن کے چلا جا یہ معلوم کرکے اُسنے ساحروں
سے کہا ابھی لاش کسی کی نہ اُٹھے اُن میں عمرو ہے یہ کہہ رہا تھا کہ صرصر عیار بھی حاضر ہوئی اُسنے
بھی خبر گرفتاری عمرو کی سنی تھی افراسیاب نے اُسے دیکھکر کہا اے صرصر ان لاشوں میں
عمرو کو پہچان کر گرفتار کر صرصر جا کر لاشوں کو ڈھونڈھنے لگی اور سب ساحر صرصر کیطرف دیکھنے
لگے افراسیاب اُسوقت سب کو اور بہت مشغول دیکھکر اپنی صورت کا پتلا اپنی جگہ چھوڑ کر آپ
غائب ہو گیا کسی کو نہ معلوم ہوا کہ کب گیا بلکہ سب پتلا سمجھے کہ شاہ بیٹھا ہے اُدھر صرصر
طرف لاشوں میں پھری اور عمرو کو پہچان کر جست کرکے سینے پر چڑھی چاہا کہ مشکیں باندھ لیں
عمرو نے دونوں پاؤں صرصر کے گلے میں ڈال کر مثل کشتی گیروں کے قفل مارا کہ صرصر نیچے
اور آپ اوپر ہو گیا اور جلد منھ سے منھ ملا کر دوائے بیہوشی منھ پر صرصر کے پھونک دیا کہ وہ بیہوش ہوئی عمرو نے
گود میں لیکر بھاگا ساحر حیران تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے مگر حیرت نے نعرہ مارا کہ کیا بیٹھے منھ دیکھتے ہو جلد
اُسے گرفتار کرو عمرو وہ صرصر کو لیکے بھاگا ساحر دوڑے مگر عمرو گنبد نور سے نکل کر مثل برق و باد

کے بھاگا ہوا شہر ناپرسان مین آیا اور خیال کیا کہ شہر مین سب ساحر ہین مجکو گرفتار کرلینگے
یہ سوچکر صحراے پشت گنبد کی طرف ہوا اور پھر سیر حیرت وہ جگہ بسر کر رہی اُدھر بھاگا اتفاقاً اُس طرف
سے صبا رفتار اور شمیمہ عیار بچی دونون آتی تھین اُنھین دیکھ کر صرصر کو ایک غار مین
ڈال دیا اور آپ نیچے لیکر اُن دونون سے لڑنے لگا ازبسکہ شہر ناپرسان ہی ساحران عالم کی
جاے آمد و رفت ہی ایک ساحر مصاحب افراسیاب ہوشیار جادو نام طائر سحر پر سوار مع
خادم و خدمتگار دربار افراسیاب مین جاتا تھا اُس طرف سے ہوکر نکلا عیاربچیون کو شخص
غیر سے لڑتے دیکھ کر سمجھا کہ یہ عمرو ہی چاہا کہ سحر کرکے گرفتار کرون عیاربچیون نے کہا ای ہوشیار جادو
آپ اس مقدمہ مین دخل نہ دیجیے عیارون کے فن مین زیبا نہین کہ کسی ساحر سے حریف کو گرفتار
کرائین ہوشیار نے کہا اے نادانیان ہو دشمن کو قتل ہی کرنا چاہیے یہ کہکر سحر پڑھنے لگا عمرو دیکھا اور معلوم
غائب ہوگیا اُسوقت وہ ساحر جو عقب عمرو کے دوڑے آتے تھے یہان آکر پہنچے اور عیاربچیون نے
کہا کہ عمرو نے صرصر کو ہمارے سامنے غار مین ڈال دیا ہی ساحر چلے کہ صرصر کو نکالین عمرو
کلیم اوڑھے موجود تھا غار مین کود گیا اور ایک اژدر ہاتھ سے کا زنبیل سے نکال کر غار کے باہر اُسکا
منھ نکلا لا ساحر جو قریب غار کے آئے اژدر کو بیٹھا دیکھ کر بھاگے اور دور جاکر کھڑے ہوے دیکھا کہ
اژدر کے منھ سے شعلہاے آتشین نکلتے ہین اب کوئی آگے نہین بڑھتا دور سے منتر سانپ پکڑنے
کا پڑھ کر پھونکین مارتے ہین کُنڈل کرد اپنے کھینچ لیا ہی لیکن اس اژدر پر کچھ تاثیر نہین کرتا اُسین
یہی سمجھے ہین کہ یہ جو ہے بڑا زبردست اژدہا ہو کسی سے دفع نہوگا افسوس صرصر کی مفت جان گئی
اسوقت ایک رفیق ہوشیار کا ہمنشین جادو نام کہ نہایت پڑھا تھا اور ساحر بے بدل تھا
اُسکو بہت کچھ زر و جواہر دیکے کہا کہ جاکر کسی طرح صرصر کو نکال لائے وہ سحر پڑھتا ہوا چلا عمرو
نے اُسے آتے دیکھ کر اژدر کو اندر غار کے کر لیا وہ سمجھا کہ میرے سحر نے اژدر کو دفع کیا بس دلیرانہ
اندر غار کے کودا عمرو نے وہان حلقے کمند کے لگائے تھے اُس مین اولجھ کر گرا عمرو نے حباب
بیہوشی دماغ پر مارا کہ بیہوش ہوا عمرو نے پھر اژدر کو باہر غار کے نکالا سب ساحر جو دور کھڑے
تھے سمجھے کہ ہمنشین کو بھی اژدر نے مار لیا یہ پھر اُسکے دفع کرنے کی تدبیر مین مصروف ہوے اور
عمرو نے اس عرصہ مین ہمنشین کے کپڑے اوتار کر اُسکی صورت آپ بنکر وہی لباس پہنا اور
اُسکو زنبیل مین ڈال لیا اور جست کرکے اژدر کو کنارے غار کے بٹھا کر آپ باہر نکلا اور پکارا کہ اے
میان یہان نہ صرصر ہے نہ کوئی ہی ساحرون نے جو اسے آتے دیکھا اور خیال کیا تو اژدر کو بھی پایا

افراسیاب نے مزاج پوچھا اُسنے عرض کیا عنایت ساحری اور اقبال شاہی سے اب اچھا ہون اسے اجازت بیٹھنے کی ہوئی کرسی پر متمکن ہوا اور زائچہ دیکھنے لگا لیکن جو قاصد کہ گا رہی تھی اُسکو نام و دھرنے لگا کہ دیکھیے اس جگہ سے سحر ہو گئی تھیان اسکی آواز سنتے ہی لی اس جگہ گلا اسکا کھڑ اگیا اس مقام پہ آواز لہرا گئی دیکھیے سامنے کے الگ تال دی سم جاتا رہا حلق اوتار لو بگڑ گیا یہ باتین افراسیاب سنکر گویا ہوا کہ ای ہمنشینان جادو تحسین کرنے مین خوب دخل ہے اُسنے کہا آپ کے اقبال سے بڑے بڑے جلسے دیکھے ہین اور گانے پر کیا ہے سب علم مین دخل تمام ہے کیس لیے کہ آپ ایسے شہنشاہ کا دربار دیکھتا چلا آتا ہون افراسیاب نے کہا اچھا تم کچھ گاؤ عمرو سلام کرکے سامنے بیٹھ کر گانے لگا اور اس طرح ترنم سرا تھا المولفہ

فراق یار خوشخو مین یہان شیون پہ شیون ہے
عجائب جوش گریہ ہے کہ تردامن پہ دامن ہے

تیرے زلف سیہ سے رخ پہ تیرے خال ہندو ہے
متاع جان و ایمان کے لیے رہزن پہ رہزن ہے

عجب یہ شوق شہادت ہے تیرے عشاق کو قاتل
کریگا قتل کس کس کو جھکی گردن پہ گردن ہے

تری تلوار سے ہین ہم زخموں کے یان تن پہ
ہمارے قتل سے قاتل عیان گلشن پہ گلشن ہے

جلاتے ہین دھڑی گیسو بنا کر مہندی ہاتھ مین
چھٹا پڑتا ہے عالم آج کل جوبن پہ جوبن ہے

پسینا ایسے لینے سے پڑے ہین نیل عارض پہ
چمن مین حسن کا اگے گل تر سوسن پہ سوسن ہے

فنا کے بعد بھی باز آئیگی کب نظارہ بازی سے
جھری تختون مین رخنہ قبر مین روزن پہ روزن ہے

مشبک کر دیا سینے کو عشق تیر مژگان نے
دل صد چاک مین اپنے بنا روزن پہ روزن ہے

رقیبون نے بھرے ہین کان وہ کہتے ہین محفل مین
نہ آئے جاہ اسکے دربان بہی قدغن پہ قدغن ہے

افراسیاب اُسکا گانا سنکر بہت خوش ہوا اور خلعت فاخرہ دیا عمرو نے کہا حضور مین ایک بتی ایسی روشن کرتا ہون کہ اُسکی روشنی مین پریان ناچتی ہوئین نظر آتی ہین اور راجہ اندر کے اکھاڑے کی سیر دکھائی دیتی ہے مین نے یہ سحر اپنے دادا کی کتاب مین لکھا ہوا دیکھا تھا اُس مین سے یاد کیا ہے وہ سنتا ہون کہ بنگالے سے سیکھ آئے تھے افراسیاب نے مشتاق ہو کر حکم دیا کہ ای ہمنشین وہ بتی جلد روشن کرو ہم دیکھین کیا سحر ہے عمرو نے کہا پانچ سیر چربی اور اسی قدر رال اور گھی وغیرہ منگائیے حسب الحکم اسی وقت جو اشیا طلب کیے حاضر ہو گئی عمرو نے پردہ ڈال کر الگ سب سے بیٹھ کر بہت بڑی مشعل بنائی اور بیہوشی سیر دن اُس مین ملائی اور بیچ محفل مین اُسکو روشن کیا دھوان اُسکا سارے قصر مین پھیلا عمرو نے کہا بید

دو گھڑی کے پریون کا ناچ دکھائی دے گا سب مشعل کی جانب دیکھے جاتین اور آپ الگ بیٹھ کر
کچھ بڑبڑانے لگا اس لیے کہ معلوم ہو سحر پڑھ رہا ہے سب اہل دربار مع افراسیاب اور حیرت
کے مشعل کی طرف دیکھ رہے ہین اور کثرت تماشائیان اسقدر ہے کہ ایک پر دوسرا جھکا ہوا ہے
کہ دیکھیں اب کیا ہوتا ہے جب دو گھڑی گذرین دھوان بیہوشی کا اچھی طرح سے سب کے دماغ
مین سرایت کر گیا اور اسکے نشے مین کہنے لگے کہ فی الحقیقت پریان ناچ رہی ہین بعضے کہتے تھے
دیکھو وہ راجہ اندر سامنے بیٹھے ہین بعضے خود اٹھکر ناچنے لگے یہانتک کہ افراسیاب اور حیرت
مع اہل دربار کے سب بیہوش ہو کر گر پڑے عمرو نے پھر دس بیس کے سر کاٹے اور جال الیاسی مار کر
سارے قصر کا اسباب جو دوبارہ آراستہ کیا گیا تھا لوٹ لیا ویسے ہی ہنگامہ شور و شغب قیامت کا
بلند ہوا ساحرون کا نام لیکر پھر سحر کے شور کرتے تھے آندھیان اٹھتی تھین نگو پیچ و تاب کھاتے
تھے عمرو پھر خنجر بکف افراسیاب کی جانب چلا کہ سر اسکا جدا کرے دفعتہ زمین شق ہوئی اور
پریان نکلین عمرو گلیم اوڑھکر بسرعت جلد گنبد کے باہر نکل گیا اور پریون نے پچکاری گلاب و کیوڑے
کی لگا کر افراسیاب کو ہوشیار کر دیا اور آپ زمین مین سما گئین افراسیاب نے رنگ
محفل دگرگون دیکھکر ابر سحر برسا کر سب کو ہوشیار کیا اور مشعل بیہوشی کو بجھوا دیا پھر سرے سے
اسباب راحت منگا کر قصر کی آرایش فرمائی جب سب زیب دہ کرسی دولت ہوئے ہر ایک عمرو
کی فطرت پر حیران کار تھا اور افراسیاب نے از راہ بناوٹ کہا کہ بیشک شہہ عمرو بندہ خاص
خداوند لقا ہے اور کسی طرح ہلاک نہو گا وہ سچ کہتا تھا کہ جس جس کو خداوند نے بتلا دیا ہے مین
انکو قتل کرونگا مجھے بھی یقین ہے کہ ضرور وہ ایسا ہی کریگا لیکن چونکہ حکم خداوند مجکو یون ہے
کہ عمرو کو قتل کرون اس لحاظ سے اے حیرت تم جاؤ اور لشکر مرخ سے مقابلہ کرو مین اور
کچھ تدبیر کرتا ہون یہان بلانا عمرو کا اچھا نہین حیرت یہ سنکر طاؤس سحر پر سوار ہو کر طرف
لشکر کے روانہ ہوئی اور کنیزان مہ جمال ساتھ تھین مگر عمرو جو گنبد نور سے چلا خیال یہ اسکے
آیا کہ ایک بار پہلے جو مین یہان سے چلا تھا تو دریاے سحر کے کنارے بھٹکتا پھرتا تھا اب کی بھی
اس طرف سے نہ جا سکونگا اس سوچ مین متلاشی راہ دیگر صورت ساحر کی بنکر شہر ناپرسان
مین پھرنے لگا کہ ایک جگہ چند ساحرون کو باتین کرتے سنا کہ آپس مین کہتے تھے کہ عمرو بلاے
بے درمان ہے دو بار شہنشاہ کو زک دیکر نکل گیا ایک نے کہا کہ یہان سے جا نسکے گا دریا بیچ
مین حائل ہے دوسرے نے کہا کہ اگر مشرق کے دروازے کی طرف جائے گا تو طلسم ظاہر مین پہنچیگا

اس ملک کے چالیس دروازے ہیں حیرت نے کہا جو اتنا بڑا عیار ہوگا وہ راہ پہچانتا ہوگا عمرو انکی
باتیں سنکر مشرق کے دروازے کی طرف چلا اور جب کنارے شہر کے پہونچا ایک دروازہ عالیشان
دیکھا ہزارہا ساحر کو بعہدہ نگہبانی بیٹھے پایا ساحر کی صورت تو بنائے تھا بے اختیار دوڑا دربانوں
نے کہا کہاں جاؤگے عمرو نے کہا لشکر حیرت میں ملازم ہوں عمرو کے تعاقب میں جاتا ہوں
مجھ سے باتیں نہ کرو اگر دیر ہوگی شہنشاہ خفا ہونگے یہ کہتا ہوا باہر در کے نکل کر روانہ ہوا
تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک جانب دریائے خون رواں دیکھا اور دوسری جانب سواد
لشکر حیرت نظر آیا نہایت خوش ہوکر قدم آگے بڑھایا تھوڑی دور راہ قطع کی تھی کہ لشکر
مہرخ دیکھا عمرو داخل لشکر ہوا جسنے خواجہ کو دیکھا دوڑ کر لپٹ گیا اور غل ہوا کہ خواجہ آئے
جتنے سردار کہ مصروف دعا تھے شاداں و فرحاں باہر بارگاہ کے نکل آئے بہار اور مہرخ
اور مہجبین و نافرمان سب آکے گلے ملے زر نثار کرکے داخل بارگاہ ہوئے نوبتیں خوشی
کی بجنے لگیں عمرو کرسی پر آکر بیٹھا اور سب ماجرا دربار افراسیاب کا بیان کیا سارے
دربار میں قہقہے پڑنے لگے اسی اثنا میں حیرت داخل لشکر ہوئی طبل داخلے کے بجے فران
فوج نے پیشوائی کی تخت پر آکر بیٹھی اور فکر جنگ میں مصروف ہوئی لیکن اب حسینہ جادو
کا حال سنیے کہ سمت لقا کے روانہ ہوئی تھی لہذا لشکر ساحران لیکر تخت سحر پر سوار ہوکر پہنچے
گرد فرسے کوچ و مقام کرتی داخل عقیق کوہ ہوئی لقا بارگاہ میں بیٹھا تھا دربار جمع تھا
ناچ ہو رہا تھا کہ سحر کی علامت ظاہر ہوئی اور سرخ رنگ کے ابر فلک کی جانب ظاہر ہوئے
پھر تو بختیارک اور سلیمان سمجھے کہ کوئی ساحر آتا ہے بہر تعظیم اٹھے اور لشکر ساحروں کا
زمین پر اوترا حسینہ بھی اتری سب نے اسکے حسن و جمال کو دیکھا کہ بزور سحر اسنے اپنی
صورت بہت خوب صورت بنائی ہے بوقت مقابلہ لشکر اسلام کیفیت اسکے حسن کی
گذارش کی جائیگی غرضکہ سرداران لقا پیشوائی کرکے اسے لیے گئے اور بختیارک نے لشکر
ساحران مقابل لشکر امیر اوتروایا خیمے بارگاہ میں استادہ ہوگئے بازاریں کھل گئیں لیکن
حسینہ نے آکر لقا کو سجدہ کیا لقا نے پکار کر کہا کہ سر از سجدہ بردار کہ رحمت خود بر تو
نصیب کردم حسینہ اٹھی اور دنگل پر بیٹھی لقا نے خلعت دیا اور حسینہ نے عرض کیا کہ
یا خداوند یہ کون بندگان مغضوب آپکے ہیں جو آپ سے ہمسری کرتے ہیں لقا نے کہا یہ
قصہ طویل ہے اس حال کو میرا شیطان یعنے بختیارک خوب جانتا ہے حسینہ اسکی جانب متوجہ

ہوئی بختیارک نے کل احوال امیر کا خروج کرنا ابتدائے زمانہ نوشیروان سے اور تا ایندم جو کچھ ساتوں دفتروں مین مذکور ہے بیان کیا اور کہا اے ملکہ حمزہ کی زبردستی کا نمونہ تمہارے طلسم مین اسد اور عمرو عیار موجود ہے کہ آج تک شہنشاہ سے گرفتار نہو سکا حسینہ نے کہا پھر نام پر طبل جنگ بجنے مین سبب کو دم بھر مین غارت کر دون گی بختیارک نے ہنس کر جواب دیا کہ ابھی آپ تشریف لائی ہین ذرا اونیا کی ہوا کھائیے پھر تو آخر فنا حسینہ جادو نے کہا ملک جی تمہین کار و سے بین کھانے نظر آتے ہین بختیارک نے جواب دیا کہ اے ملکہ مین اس لحاظ سے کہتا ہون کہ طلسم مین ایک عمرو گیا ہے اور یہان ایک لاکھ اسی ہزار ثانی عمرو ہین طلسم مین ایک اسد گیا ہے یہان اسد کے باپ اور دادا موجود ہین ہر روز خدا اور نے سرکش پیدا کیے ہین کہ نہ مارے مرتے ہین نہ کاٹے کٹتے ہین حسینہ بولی کہ خدا شریک حال چاہیے تم دیکھنا کہ مین انکا کیا حال کرتی ہون غرض کہ دو چار دن تو حسینہ راہ سے آسودہ ہوئی اور اوسکی دعوت سلیمان کے یہان رہی ناچ اور جلسہ نشاط ہوا کیا ایکدن سر پہر کے دربار مین اسنے لقا سے عرض کیا کہ آج رات کو بیرے نام پر طبل جنگ بجے کہ کل ان خدا پرستون کا کام تمام کر دون حسب الحکم اسکے جب شہنشاہ گردون بارگاہ زرنگاری سپہر سے مراجعت فرما کر رواق مغرب مین استراحت پذیر ہوا اور خیمہ مشک فام شہریار ظلمت برپا کیا گیا اور طناب ریسمان سیاہ چار دانگ عالم مین دراز ہوئی ابیات

شدہ جلوہ گر شاہد شب بناز	چو خورشید از ماہ زرین کلاہ
نگاہے چو کردہ گرفتار گشت	دل پیر گردون بزلف سیاہ

طبل جنگ لشکر لقا مین بجا خبر گاروں نے لشکر اسلام کے دریافت کرکے خدمت شاہ مین حاضر ہوے اور کل حال حسینہ کی آمد کا گزارش بندگان بادشاہ قدر قدرت کیا قطعہ

داد گردا فلک تراجرعہ کش پیالہ باد	دشمن دل سیاہ تو غرقہ بخون چو لالہ باد
در دو کون رفعت راست ز فرط ار تفاع	راہ روان راہ را راہ ہزار سالہ باد
زلف سیاہ بہ حیث چشم و چراغ عالم است	جان ز نسیم دولت در شکن کلالہ باد
ای کہ بچہ دولت مقصد کل ز آدمی	بادہ صاف دولت در قدح و پیالہ باد
چون بجدای حشمت سپہر شد در اثر سازد	حاسدت از سماع آن ہمدم آہ و نالہ باد
خلق سپہر وآن ترعہ با دخور کہ ہست	از لب خوان قسمت سہل ترین نوالہ باد

حسینہ جادو نام ساحرہ نے طلسم سے آکر ارادہ بروز فردا رزم و پیکار کا کیا ہے لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہی بادشاہ لشکر اسلام نے بھی ارشاد فرمایا کہ ہماری فوج مین بھی نقارہ رزمی بجے حسب ارشاد چالاک بن عمرو نے نقارہ خانہ سکندری مین جاکر طبل سکندری پر ڈال دیا قرنا ہای جنگی سے صدا شر و فساد کی ظاہر ہوئی ہر ایک بہادر ہوشیار ہو کر سامان جدال کرنے مین مصروف ہوا ہر سمت شور دہل و بوق بلند تھا **لنظم**

	یلان کار جنگ آوری ساختند		چو نقارهٔ جنگ بنواختند
	ببین دین او دین او دین او		دہل زن دہل زن بہ تحسین او

تمام رات تیاری جدال و قتال کے اسباب مین بہادر مصروف رہے جس وقت کہ سلطان زرین کلاہ سر سپہر پر جلوہ فرما ہوا اور تاجدار عالمگیر یا جبر شجاع میدان فلک مین آکر حکمرانی کرنے لگا **نظم**

	تاج دہ مہر خاوری منقبت بو الحسن		صبح چو شد انوری بستہ بہ بست کری
	نصرت دین الہ مخفر زمین و زمن		شاہ ولایت پناہ میر امامت سپاہ

لقا بڑے تزک و احتشام سے سوار ہوا ساحران غدار کو ہمراہ لیا حسینہ جادو تخت سحر پر سوار میدان کارزار مین آئی اور لشکر کی صف باندھی اُس وقت امیر بھی نماز صبح سے فارغ ہو کر مع تمام امیران لشکر کے جلوخانے مین بادشاہ کے حاضر ہوئے بعد لمحہ کے سواری ظل اللہ کی عیش محل سے برآمد ہوئی سب سرداروں نے مجرا کیا اور تخت شاہی کو قلب لشکر مین دل کی طرح لیکر وارد دشت مصاف ہوئے صف آرا فوج کے پرے جمانے لگے ملیچہ کار بیت دار بلند زمین ہموار کرتے تھے سقے گرد و غبار فرو بار کر کے بٹھاتے تھے نقیب رغبت جنگ مذمت دنیا کہکر بہادروں کو سناتے تھے **قطعہ**

	کہ تیغ سیاست بکینت کشد		دلا تا توان صد گیتی مور زا
	قضا و قدر زیر زینت کشد		مشو غرہ گر ابلق چرخ را
	اجل عاقبت در زمینت کشد		گرفتم کہ بر آسمان رفتہ

ہان ای نوجوانو یہ گوہر میدان ہے جان دینے کا سامان ہے کوئی اپنا بھی اب نہین ہے نام کون سی گور مین گیا بہرام + آج لڑکے سر میدان سرخرو ہو نام کرلو یہ صدا دیکر نقیب کنارے ہوئے اور ایک پہلوان بہران بہر جنگ رخصت لقا سے بہر حرب لیکر میدان مین آیا اور سلح شوری دکھا کر ہل من مبارز کا نعرہ مارا لشکر اسلام کے سرداروں کو للکارا کہ ہے کوئی ایسا جو میرا ہم نبرد ہو جو آئے یقین ہے کہ گرد برد ہوا میری جانب سے خاقان بن خاقان بہرام گرد

بن خاقان چین قورچی باشی حمزہ صاحبقران اجازت قتال شاہ اسلام سے لے کر گھوڑا اٹھا کر بہران نسناس کا آکر ہم نبرد ہوا اور باہم نیزہ بازی شروع ہوئی بہرام نے نیزہ ہاتھ سے بہران کے ہوائی کیا اور بن وقت حسینہ نے سحر کیا کہ بہرام کے جسم کی طاقت جاتی رہی بہران نے کمربند فولادی میں ہاتھ ڈال کر بہرام کو قاش زین سے اٹھا لیا اور زمین پر دے پٹکا سینہ پر چڑھ کر مشکیں باندھ لیں اور اشارہ کیا کہ طرار تیز رفتار عیار سلیمان عنبر بن مو نے آکر حباب بیہوشی بہرام کے منہ پر مار کر بیہوش کر کے لے جا کر اپنے لشکر میں قید کیا ادھر بہران نے پھر نقیب دی کرا کے جس کو خواہش مرگ ہو وہ آ کر مقابلہ کرے منذر وبیل اصفہانی نے نکل کر مقابلہ کیا حسینہ کے سحر سے اسکا بھی وہی حال ہوا اسکو بھی گرفتار کیا ہمیل جنگ عراقی نکلا وہ بھی مقید ہوا اسی طرح آلا گرو عالا گرد وکیل ازرال وکیل زلزال وغیرہ ستر ہ سردار نامی لشکر امیر کے گرفتار ہوئے اوس وقت لشکر اسلام میں صف بصف ہیرو کے تعلم جلوہ گری پر آئے اور فیلی اور شتری دمامے بجنے لگے اور صفدر و صف شکن شہزادہ ہاشم تیغ زن نے گھوڑا بڑھایا اور بادشاہ اسلام سے بہر جنگ اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے خلعت اسے خلع کیا اور کہا سپرد کیا خدا کے قہار کے اوس وقت ہاشم نے امیر سے خطا ہائے گذشتہ کی معافی چاہی امیر حمزہ نے اپنے فرزند کو سینے سے لگایا اور مہرہ ہیکل دافع سحر گلے میں پہنادی دعائے صحیفہ ابراہیمی پڑھ کر دم کی اور رخصت فرمایا ہاشم گھوڑا اڑا کر سمت میدان چلا گیا

	بصد بر پراو و بر زیر ران		میدان خرامید ہاشم جوان	

تین جھپکے میں میدان کا فاصلہ طے کر کے حریف سے ہم تنگ و رہوا اور بہران کو گرد برد کر دیا بہران نے تیغ آبدار کھینچکر بسر شہزادہ عالی وقار لگایا شہزادے نے بدین سیاہ گری رو کر کے شمشیر بنام انتقام سے کر خود زرہ دار کرکے کمر کو تلاکر سر پر مارا مگر حسینہ نے سحر کیا لیکن بسبب حرز ہیکل کے تاثیر نہ ہوئی اور تلوار نے شہزادے کی بہران کے دو ٹکڑے کئے ابلق ولوق لشکر اسلام میں بجے اور شہزادہ دلاور نے پھر مبارز طلبی کی حسینہ جادو خود میدان میں نکلی اور ایک پتلی اپنی صورت کی سامنے ہاشم کے بزور سحر چھوڑ کر آپ غائب ہو گئی سب دیکھ رہے ہیں کہ حسینہ شاہزادے کے مقابل ہے غرض کہ اس سحر کی پتلی نے جو بشکل حسینہ ہے شہزادے پر تلوار ماری شہزادے نے خالی دیکر جو ہاتھ مارا اُس پتلی کے دو ٹکڑے ہوئے اور دونوں ٹکڑے اوسکے جسم کے اڑ کر طرف فلک کے گئے اور وہاں سے بلند ہوئے آواز غلغلہ اور بازے بجنے کی چھم چھم

آئی اور شہزادے سے دیکھا کہ ملکہ حسینہ بازلف ولا ویز قامت رعنا کہ جسکے لب ہزارہا مردہ دلون کو زندہ کرتے اور ترکان چشم خنجر مژگان سے لاکھون کو بیجان بناتے شمشیر موج تبسم سے صدہا مجروح اور زخمی نظر آتے قطعہ

دوش می آمد و رخسار برافروختہ بود — تا کجا باز دل غمزدہ سوختہ بود
رسم عاشق کشی و شیوہ شہر آشوبی — جامہ بود کہ بر قامت او دوختہ بود
کفر زلفش رہ دین میزد وآن سنگین دل — در رہش مشعلہ از چہرہ برافروختہ بود
دل بسی خون بکف آورد ولی دیدہ بریخت — اللّٰہ اللّٰہ کہ تلف کرد کہ اندوختہ بود
جان عشاق سپند رخ خود میدانست — و آتش چہرہ بدین کار برافروختہ بود

ہاشم تیغ زن نے جب صورت دلفریب اس غارتگر صبر و شکیب کی دیکھی عاشق و شیدا ہو کر پکارا قطعہ

درختی دوستی بنشان کہ کام دل ببار آرد — نہال دشمنی برکن کہ رنج بیشمار آرد
خدارا چون دل ریشم قراری بستہ با نفست — بغمزہ لعل نوشین را کہ جان را بقرار آرد

اس قمر رخسار نے کہا اے شہزادہ ذی وقار وا اے عاشق جان نثار معشوق سے لڑنے آئے ہو اور دم محبت کا بھرتے ہو لاؤ ہتھیار اپنا مجھے دو ہاشم نے تیغہ اور سپر اور خنجر کل حربہ حوالہ کیا اس وقت اس نازنین نے کہا ہیکل گلے میں معشوق کے لیے زیبا ہے تم نے کیون اسے پہنا ہے میرے گلے مین پہنا دو ہاشم نے کہا اے یار دلنواز وا اے سراپا ناز سے

اے یار اگر جان طلبی جان تو بخشم — از جان چہ عزیز است بگو آن تو بخشم

اور حرز ہیکل اتار کر اسکے گلے میں پہنا دی اسوقت وہ مہ جبین لشکر لقا کی جانب چلی اور ہاشم شعر عاشقانہ پڑھتے دیوانہ وار اسکے ساتھ ہو لیے اور کہتے جاتے تھے ابیات

دست از طلب ندارم تا کام من برآید — یا جان رسد بجانان یا جان ز تن برآید
بکشای تربتم را بعد از وفات بنگر — کز آتش درونم دود از کفن برآید
بنمای رخ کہ خلقی واله شوند و شیدا — بکشای لب کہ فریاد از مرد و زن برآید
ہردم چو بیوفایان نتوان گرفت یاری — ماییم و آستانش تا جان ز تن برآید

جب ہاشم لشکر لقا میں پہنچے طرار عیار نے حباب مار کر بیہوش کیا اور انھیں بھی لیجا کر زندان میں قید بنا کر بٹھایا ادھر طبل آسایش لقا نے بجوایا اور لشکر قریب شام پھر کر آسودہ ہوا قطعہ

رہی تا شام خونریزی نہایت — بھرا اور زخم ہو گئی سسمور بخت

رہی پھر صبح پر موقوف وہ جنگ — کہ عرصہ زندگی کا ہے بہت تنگ

امیر بھی داخل بارگاہ ہوئے اور حمام فرما کر دربار میں آئے یہاں بسبب گرفتاری سرداران سناٹا تھا ناچ بھی بادشاہ نے موقوف کرا دیا تھا کہ امیر نے آکر جمہرا کیا اور دنگل پر متمکن ہوئے لیکن لقا طبل شادیانی بجاتا پھرا اور داخل بارگاہ ہوا رقص و سرود کی بزم گرم ہوئی جام مے گردش میں آیا لشکریوں نے کمر کھولی اسی طرح ایک دن کا فاصلہ دے کر جب دوسرے روز عشرت کدہ جہان میں شام دلفروز عاشقان نے پردہ بر زند مشکین رخ زیبای ہما پر ڈالا واللیل اذا یغشی کا زمانہ ہوا کہ ابیات

چو روئے جہان گشت تاریک تر — منور نمود از رخ خود قمر
شگفتہ در ین چرخ نیلوفری — بہ شکل گل نسترن مشتری

لقا نے طبل جنگ بجوایا شاہ اسلام سے ہرکاروں نے جاکر بعد دعا و ثنا کے اطلاع دی یہاں بھی نقارۂ سکندری پر چوب لگی جانبین سے رات بھر تیاری رہی جب آئینۂ سپہر میں شاہد صبح نے منہ دیکھا اور والنہار اذا تجلی نے فروغ پایا رات گذری اور دن آیا نظم

ہوئی محفل آرائے چرخ برین — عروس زمان با جبین مبین
ہر اک سو تھی عالم میں جلوہ کنان — رخ صاف سے تھا منور جہان

دلاوران روز ہیجا لشکر سے کر میدان میں آیا اور صف شکنوں نے پرے جمائے امیر ہمراہ بادشاہ اسلام اور لقا مع حسینہ نافرجام کے جانبین میں آکر ٹھہرے ساحر تمام باجے بجاتے سنکھ گاتے ترسول اور ترشول لیے اسباب سحر ہمراہ جنگاہ میں کھڑے ہوئے بعد صفوف آرائی جدال و قتال ہنگامہ کارزار گرم ہوا حسینہ طاؤس سحر پر سوار ہو کر پرے سے نکلی اور لشکر اسلام کے سرداروں کو للکارا کر ارادہ حرب رکھتی ہوں اے بندگان سرکش تمہیں سزا دینے آئی ہوں آؤ اور میرے ننگ شمشیر کے طعمہ بنو یہ سنکر آج سے

اولاد ارشد حمزۂ عالی نسب — گیست علمشاہ کہ رستم لقب

زینت بارگاہ سلیمان رستم پیلتن دیل کن کشندہ قویل ہندی و دو دیل ہندی کشندہ کپشیان فرنگی ابن حمزہ صاحبقران یعنے علمشاہ نوجوان بادشاہ سے رخصت لیکر میدان میں چلے اور آکر حسینہ کے مقابل ہوئے حسینہ نے سحر پڑھکر صورت اپنی ایسی بنائی کہ نہایت حسین اور زہرہ جبین ہوگئی کہ لب لعلین رنگ لعل بدخشان کا شرماتا تھا اور دندان گوہر غلطان کی آبرو ریزی فرماتا تھا خندہ نمک پاش جان مجروح تھا اور ناز غمزہ و انداز بے چھری ذبح اور

حلال کرتا بمقتضاے نظم

اُسکا اُسوقت تھا غضب کا نکھار
خار کھاتے تھے چمن مین اُسسے بہار

عنبرین زلف وچشم آفت زا
حسن وقامت جدا قیامت زا

گرمی چہرے مین تھی عجب ڈھب کی
مشتری تھی وہ بوسہ لب کی

دے رہا تھا فریب سیب ذقن
گھور رہا تھا شکیب سیب ذقن

تاریستان پہ شیفتہ تھے ہزار
تھا انار ایک اور سو بیمار

پستی لب پہ لوگ پستے تھے
شاخ بینی پہ ناک کستے تھے

تھے آن آنکھون سے عشق مین بادام
ڈورے ڈالین نہ کس طرح بادام

دیکھے گر اوس کی چھاتیون کی بہار
شق ہو غیرت سے شکل غنچہ انار

حسرت محرم ہنسی کھسی کرتی
تھی غضب کی بندھی ہوئی گانتی

لال اطلس کا جامہ بوٹے دار
گل لالہ کی دے رہا تھا بہار

دست رنگین مین دست بند کڑے
پاے نازک مین بھی غضب کے چھڑے

دھوئین لب کے اڑاتی تھی مستی
خون کرتی تھی پان کی سرخی

علشاہ دیکھتے ہی اوسپر عاشق ہوے ہرچند کہ سردار اور فرزندان امیر ساحرہ کو کیسی ہی حسینہ وجمیلہ ہو مگر اوسکی طرف توجہ نہین کرتے لیکن بسبب سحر کے حسینہ پر شیفتہ ہوے اور ایسے مبہوت ہو گئے کہ اپنے سر وپا کا ہوش نہ رہا سواے چہرہ زیبا کے دلدار اور کچھ نظر آتا تھا نہ اسیری کا خیال نہ بادشاہ کا پاس سراسر بدحواس شعر عاشقانہ لب پر اشک خونین سے چشم تر لب نالے سے پُر از زبان پر یہ راز نظم

گفتم غمِ تو دارم گفتا غمت سر آید
گفتم کہ ماہِ من شو گفتا اگر بر آید

گفتم ز مہرورزان رسم وفا بیاموز
گفتا ز ماہرویان این کار کمتر آید

گفتم دل رحیمت کی عزم صلح دارد
گفتا بکش جفا را تا وقت آن برآید

گفتم کہ بر خیالت راہ نظر ببندم
گفتا کہ شبرو است این از راہ دیگر آید

گفتم خوشا ہوای کز باغ خلد خیزد
گفتا خنک نسیمے کز کوے دلبر آید

گفتم کہ نوش لعلت ما را بآرزو کشت
گفتا تو بندگی کن کان بندہ پرور آید

جب باشیدائی یکدیگر مین باہم افسانہ حسن وعشق بڑھ گیا حسینہ کی طرف چلی اور شہزادہ بہرا ہو لیا

اسوقت بختیارک نے طبل بازگشت بجوایا امیر بھی رنجیدہ اور دل کبیدہ میدان سے پھرے اور
یہان بختیارک نے سردار واسطے استقبال علمشاہ کے بھیجے کہ وہ پیشوائی کرکے لے گئے لقا
بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ علمشاہ داخل ہوے سب نے اُٹھکر تعظیم دی اور یہ آکر قریب حسینہ
جادو کے بیٹھے اور شعر عاشقانہ پڑھنے لگے بختیارک نے شہزادے سے عرض کیا کہ باعث تشریف
آوری حضور کیا ہے علمشاہ نے کہا ملک جی مین تمھارا بندہ بے دام ہو جاؤنگا تم میرے وصل پر
ملکہ کو رضامند کردو بختیارک نے جواب دیا کہ آپ کے کام مین کوشش اور سعی وافر کرونگا
پھر آئندہ آپ کی تقدیر دیکھیے مین ابھی ملکہ کو سمجھاتا ہون یہ کہکر پاس حسینہ کے بیٹھا اور علمشاہ
سے کہا آپ اُٹھ جایئے یہ اُٹھکر علیحدہ کرسی پر زر پر بیٹھے بختیارک نے حسینہ سے اطلاع دی کہ
اے ملکہ یہ فرزند امیر ایک بار ملکہ زلفین جادو دختر خاقان اعظم صلصال بن دال
بن دیو بن شمامہ جادو پر عاشق ہوا تھا زمانہ مقابلہ نوشیروان مین وہ زلفین جادو
نے یہ شرط کی تھی کہ سر اپنے باپ حمزہ صاحبقران کا اگر میرے مہر مین دو تو تمھارے ساتھ
مین نکاح کرون اس شہزادے نے مقابلہ امیر سے اُس زمانہ مین کیا تھا لہذا مین چاہتا ہون
کہ تم بھی اے حسینہ چند شرائط اس سے کرو ایک تو یہ کہ سر اپنے باپ کا لاوے اور دوسرے
یہ کہ بارگاہ سلیمانی بادشاہ لشکر اسلام سے لائے کہ اُس مین کھو مین نکاح کرونگی اور تیسری
شرط یہ کہ خداوند لقا کو سجدہ کرے اور لڑکی حسینہ تم کچی اور بڑی رہو یہ نہین کہ جوان خوبصورت
دیکھکر وصل پر راضی ہو جاؤ اس لڑائی مین دو فائدے ہین ایک تو یہ کہ امیر اگر شہزادے
کے ہاتھ سے قتل ہوے جنھم بار دشمن اور دل باشاد اور اگر علمشاہ مارا گیا تو امیر اسکے
غم مین روتے روتے ہلاک ہو جاوینگے اور لشکر اسلام مین سے کوئی شخص علمشاہ کو قتل
نہ کریگا اور یہ تمھارے اشتیاق مین ہزارون کو ہلاک کریگا حسینہ نے یہ تقریر سنکر جواب دیا کہ
ملک جی نے تدبیر بہت عمدہ تجویز کی ہے ان مسلمانون کو باہم لڑوا کر قتل کراؤ اور مجھ سے جو کہتے
ہو تو مین ایسی ستائی نہین ہون کہ جو دیکھا ایک پھنس جاؤنگی گو کہ میرا سن چارسو سال کا ہی
اور ہمیشہ ایسے ہی نوجوانون کی تلاش مین رہتی ہون مگر ایسا تھوڑی ہی کہ جو مطلب کی بات ہو
اسکو اپنے فرض کے لیے برباد کرون تم جاؤ اور جو بن پڑے وہ عمل مین لاؤ لیکن اتنا کرنا کہ شب
کو اچھا آدم زاد کوئی میرے پاس بھیجدینا کہ بدولت وصل کے اور انتظار خاطر ہی کرکے دل بہلایا
کرونگی اور علمشاہ جمال سے اسکے آنکھون کو روشنی دونگی بختیارک اسکو ٹیکا کرکے پاس

علمشاہ کے پاس آیا اور گویا ہوا کہ اے شہزادہ عالی وقار میں نے بہت کچھ آپ کے کام میں کوشش کی
پہلے تو ملکہ راضی نہوتی تھیں مگر بڑی مشکل سے راضی ہوئی ہیں اور کہتی ہیں کہ اگر میرے خداوند
کو سجدہ کریں اور سر اپنے باپ کا لا کر میرے مہر میں دیں اور بارگاہ سلیمانی لائیں تو البتہ میرے
وصل سے کامیاب ہوں علمشاہ نے یہ باتیں سنکر جواب دیا کہ ملک جی میں ابھی خداوند کو سجدہ
کرتا ہوں یہ کہکر اُٹھ کر لقا کو سجدہ کیا لقا نہایت خوش ہوا اور خلعت منگا کر شہزادے کو دیا
اور پکارا کہ میں نے تقدیر کی حسینہ جادو بندی میری اس بندہ قدرت کے ساتھ نکاح کرے
اسوقت علمشاہ نے کہا ملک بختیارک آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے تاکہ میں
بارگاہ بادشاہ سے اور سر حمزہ کا واسطے ملکہ کے لاؤں بختیارک نے جواب دیا کہ میں ملکہ سے
جاکر کہتا ہوں کہ تمہارے عاشق نے سب شرطیں منظور کیں اور سجدہ خداوند کو کیا اے شہزادے
جیسا ملکہ کہیں گی ویسا میں آپ سے عرض کروں گا میں خود طبل بجنے کی اجازت نہیں دے
سکتا کہیں ایسے کہ اگر ملکہ کہیں کہ تم نے کیوں میرے عاشق کو بغیر میرے پوچھے لڑایا تو میں کیا
جواب دوں گا یہ کہکر پاس حسینہ کے آیا اور گویا ہوا کہ اے ملکہ میں نے جو تدبیر کی تھی وہ راست
و درست آئی علمشاہ باپ سے اپنے لڑنے کو تیار ہے لیکن اب مجھے ایک فکر اور لاحق ہوئی
ہے کہ حمزہ مالک باطل السحر ہے اسم اعظم جانتا ہے جس وقت علمشاہ اسکے سامنے جاینگے
وہ سحر اُتار دیگا اور بیہوشی دفع ہو جائیگی ہوش شہزادے کو آجائے گا سب میری محنت
برباد ہو جائیگی حسینہ نے کہا ملک جی میں بھی اسی تدبیر میں ہوں کہ کسی طرح اسم اعظم لوح
سینہ حمزہ سے بزور سحر مٹا دوں اور ایسا سحر کروں کہ حمزہ اسم اعظم بھول جائے مگر یہ
سحر ایک نہیں ہو سکتا دو چار روز میں اسکی تدبیر ہوگی بختیارک نے کہا اے ملکہ آپ تم
علمشاہ کو لیکر ایک باغ پر بہار میں اس جگہ کہ فرحت بخش ہو اور لذت بوس و کنار دو اور
شراب پیو کباب کھاؤ وصل سے پرہیز رکھنا باقی سب لذت اُٹھانا میں اور تدبیر کرتا ہوں یہ
کہکر قریب علمشاہ آیا اور کہا اے شہزادے میں نے ملکہ سے سب آپ کی کیفیت بیان کی
وہ فرماتی ہیں کہ میں چند روز اپنے شیدا کو لیکر تنہائی میں رہوں گی اور دونوں جانب
سے حسرتیں دل کی نکالیں گے پھر اسکے بعد مقابلہ کرینگے ابھی طبل جنگ نہ بجے لہذا اے
شہزادے ملکہ کو صرف آپکی محبت کا امتحان کرنا منظور تھا ورنہ وہ خود لڑنے کو کیا کم ہیں اب
آپ چند روز سے مزے اُٹھائیے علمشاہ نے کہا ملک جی میں سب طرح حاضر ہوں جو ملکہ فرمائیں وہ

بجا لاؤن بختیارک نے سلیمان عنبرین موسے کہکر حوالی کوہ عقیق مین ایک باغ پُربہار
سراسر پُرگل و لالہ زار واسطے حسینہ اور شہزادہ عالی تبار کے خالی کرادیا اسباب عشرت جام و سبو
ساغر و شیشہ و سبو ساقی مہ جمال فرش شاہانہ کنیزان خوش رو و خوش خصال اغذیہ لطیف و گوناگون
سب مہیا کردیا حسینہ ہاتھ پکڑکر علمشاہ کا داخل باغ ہوئی دیکھا کہ اس باغ مین گویا انتظام بہار ہی لب نہر
سرو جوئبار ہین درخت گنجان اور سایہ دار لگے ہین خوشے لٹکتے ہین ہر شجر گلون سے لدا ہی پھولا پھلا ہے
نہ خزان کا خوف ہے نہ صیاد و گلچین کا کھٹکا ہے کہ بموجب نظم

لپیٹے ہوے بادلون سے درخت
زمین پر ہوا جیسے تاج و تخت
ہر اک سمت وان نور کا اژدہام
لگے آئینے قد آدم تمام
ملبب وہ پاکیزہ جو کی نہر
پڑے چشمہ وسے جس مین لہر
پڑے اُس مین فوارے چھٹتے ہوے
ہوا اوج پر موتی سے لٹتے ہوے

بیچ باغ کے بارہ دری سراسر الماس کے ستونون سے بہری مسند لگا پیش پیش پلنگڑی جواہر نگار بچھی گائین
خوش گلو حاضر رقاصان قمر پیکر جلوہ گر غرض کہ دونون شیدا ایک دیگر مسند پر بیٹھے اور اختلاط
کرنے لگے جام مے ارغوانی پیے بوس و کنار ہونے لگا لیکن جب علمشاہ خواہان وصل ہوتے ہین
حسینہ ٹال جاتی ہے غصے کی آنکھ دکھا کر تیوری چڑھاتی ہے جب شاہزادہ بگڑتا ہے تو مسکراتی ہے
گلے مین باہین ڈال کر مناتی ہے اور کہتی ہے کہ اے شاہزادہ سیمین عذار مین ناچار ہون حکم
خداوند سے ورنہ یہ کنیز تجھ پر ہزار جان سے شیفتہ و شیدا ہے اگر چاہا خداوند تعالے نے تو عنقریب
تجھے اپنے شربت وصل کا ذائقہ چکھاتی ہون دو ایک دن تامل کر شہزادہ بیتاب بیان جب کرتا
ہے اوسوقت حسینہ مجبور ہو کر علمشاہ کو پلنگ پر بارادہ ہمبستری لاتی ہے اور بروقت آمادہ
ہونے شہزادے کے سحر کردیتی ہے کہ علمشاہ سو جاتے ہین اور حسینہ بھی بیتاب ہوکر رہجاتی
ہے اور دل سے کہتی ہے کہ اگر مین اس سے وصل کرون اور خداوند کا کام نہ ہو تو یہان سے طلسم
کشا تیرا نام بدنام ہوگا افراسیاب سنکر طلسم سے نکال دیگا اس سے مناسب ہے کہ دو ایک
دن حسب تجویز ملک بختیارک خاموش ہو رہون اور جب حمزہ قتل ہوے اس یار دلنواز
کو طلسم مین لیجا کر مزے کرون اور خداوند کی خوشی سے اس شہزادے کو اگر حمزہ سے لڑاؤن
بھی تو قتل کسی طرح سے ہونے دون بختیارک بدذات امیر سے معشوق کو قتل کرایا چاہتا ہے جو
کہتا ہے کہ میرا دونون طرح سے فائدہ ہے بیٹا امیر کو قتل کرے یا امیر اسکو غرضکہ اس طرح سے

منصوبے دل سے کرتی ہے اور کبھی خیال کرتی ہے کہ اس سے وصل حاصل کر نہیں معلوم کیا فلک
سامان دکھائے ایسا نہو کوئی آفت آئے کہ

شب عشرت غنیمت دان و داد خوشدلی بستان	کہ آئین جہان گاہے چنین گاہے چنان باشد

لیکن پھر خوف کرتی ہے کہ خداوند ایسا نہو ناراض ہو کر فرط غضب سے بجھے اور اسے دونوں کو
غارت کر دیں یہ دونوں اوسی طرح باہم داد عیش دیتے ہیں اور اگر کسی وقت حسینہ دربار میں
آتی ہے تو علمشاہ ہمراہ آتے ہیں مگر ان سب باتوں کی خبر ہرکارے اور جاسوسوں نے امیر
سے جا کر عرض کی تمام سرداروں کو ایسے جاہ کے اسلام سے منحرف ہو جانے کا بڑا رنج ہوا لیکن
بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ایہا الناس شہزادہ علمشاہ مسحور ہے اپنے ہوش میں نہیں مجبور ہے
اگر جیسے لڑنے کو آئے تو کوئی اُسکے زخم نہ لگائے نہ ہلاک کرے اب سب کو انتشا ہوا کہ یہ مقابلہ
سخت مشکل ہے مثل مشہور ہے کہ جو ہمیں نہ مارے تو ہم تمام عالم کو مار ڈالیں الحاصل لشکر اسلام میں
بڑی پریشانی ہے اور امیر غم فرزند سے نوحہ گر ہیں یہ حال چالاک بن عمرو دیکھکر چلا کہ میں
جا کر حسینہ کو قتل کر دوں اور ادھر بختیارک نے طرار تیز رفتار عیار سے حکم دیا کہ جس طرح
ہو سکے حمزہ کو گرفتار کر لا کہ میں سارے لشکر اسلام کو علمشاہ کے ہاتھ سے قتل کرا دوں طرار
بانداز عیاری سے درست ہو کر روانہ ہوا اور جب قریب لشکر اسلام پہونچا اپنی صورت
ایک خدمتگار کی طرح بنائی اور بارگاہ میں ہمراہ ملازمان سرداران لشکر داخل ہوا اور ایک
گوشے میں ٹھہر رہا جب نصف شب کے قریب دربار بادشاہ نے برخاست فرمایا سب یکایک
جدا ہوئے اُس ازدحام میں طرار دنگل کے نیچے چھپ رہا سب سردار اپنے اپنے خیمے اور بارگاہ
میں آئے لیکن امیر بارگاہ سلیمانی میں رہے بادشاہ عیش محل میں داخل ہوئے نقارہ
طلایہ بجنے لگا سنکھ پھنکتا تھا مقبل وفادار بعہدہ نگہبانی دربارگاہ پر تیر و کمان لیکر
بیٹھا مگر طرار نیچے دنگل کے چھپا بیٹھا رہا جب نفیر خواب صاحبقران کی بلند ہوئی اوس
وقت اوس عیار نے بیہوشی کے بیضے ہوئے دنگل کے نیچے سے پھینکے کہ وہ شمعوں پر
آ کر گرے اور دود بیہوشی سب بارگاہ میں پھیلا خدمتگار جو پائنوں امیر کے دبا رہے تھے وہ بیہوش
ہوئے اور طرار دنگل کے نیچے سے غلطاں لڑھکا کر قریب پلنگ امیر کے آیا اور رکھنے سے
دوپٹہ شب خوابی منہ پر سے امیر کے ہٹا کر نیچہ میں بیہوشی رکھکر نے کھینچنے کی نشست میں امیر کے
رکھی جب امیر نے سانس اوپر کی لی طرار نے دوسری جانب سے پھونکا کہ بیہوشی دماغ [illegible]

کے سرایت کر گئی اور چھینک مارکر بیہوش ہوے اُسوقت طرار قریب دربارگاہ آیا اور آواز امیر
کی طرح بناکر مقبل کو پکارا مقبل نے کہا حاضر اور اندر بارگاہ کے جیسے ہی قدم رکھا طرار نے پہلو
پر سے حباب بیہوشی مارا کہ یہ بھی بیہوش ہو کر گرا طرار نے خدمتگارون کی ٹانگین کھینچکر پلنگ کے
نیچے گرا دیا اور چادر عیاری بچھا کے کمند سے امیر کو باندھکر چادر مین لپیٹ کے پشتارہ اوٹھا کر
پیٹھ پر لگایا اور بارگاہ سے نکل کے قناتون کی آڑ مین چھپتا ہوا اُٹھتا بیٹھتا نظر مردم سے نہان
ہوتا چلا جب دیکھتا ہے کہ روندا آتی ہے زمین مین مثل چلپاسہ کے لیٹ جاتا ہے جب طلایہ نکل جاتا
ہے یہ آگے چلتا ہے اسی طرح سے گئے اور بلی کی چال چلتا ہوا کنارے لشکر کے پہونچکر سیدھا ہوا اور
وہان سے جست وخیز کرتا بعجلت تمام روانہ ہوا راہ مین اسکے خیال مین آیا کہ لشکر مین اگر
امیر کو لیجاے گا عیار آکر چھڑا لیجاینگے یہ سوچکر ایک درہ کوہ مین آیا اور چاہا کہ سر کاٹکر
لیجاؤن پھر سوچا کہ ابھی عمرو ایسا عیار زندہ ہے وہ تجھے زندہ نہ چھوڑیگا اور فرزندان و
سرداران امیر قیامت برپا کر دینگے دوسرے علمشاہ لشکر خداوند مین آیا ہے اوسکو اگر
محبت پدری آئے اور کہے میرے باپ کو کیون ہلاک کیا تو تیری جان مفت جائیگی یہ خیال
کر کے اوسی جگہ ایک غار تنگ و تار ایک تجویز کر کے امیر کو غار مین ڈالکر پتھر اُسکے منہ پر رکھدیا
اور وہان سے آکر سارا ماجرا بختیارک سے اُسنے بیان کیا کہ امیر کو ایسی جگہ بند کر آیا ہون
کہ بے دانہ و آب ہلاک ہو جائیگا بختیارک نے کہا تو نے خوب کیا جو یہان نہ لایا ورنہ عیار
چھڑا لیجاتے اور ادھر صبح کو لشکر اسلام مین امیر کے چوری جانے کا غوغا ہوا شاہ اسلام
نے عیارون کو واسطے تلاش کرنے اور خبر لانے کے معین فرمایا ابو الفتح اور سماک وغیرہ
روانہ ہوے لیکن بختیارک نے باغ مین آکر حسینہ سے کہا کہ اب تمھارا مطلب بر آئیگا سارے
لشکر کو حمزہ کے قتل کروا اور علمشاہ کو لڑوا حمزہ کو مین نے پکڑوا منگایا ہے حسینہ نے
کہا ملکہ جی طبل جنگ بجوا دو اور علمشاہ سے کہا اگر میرا وصل منظور ہو تو وعدہ وفا کرو یعنے سر
اپنے باپ کا لاؤ اُنھون نے کہا نقارہ رزمی بجے مین حمزہ کے ٹکڑے کرونگا بختیارک باغ
سے انکو راضی کر کے بارگاہ مین آیا اور یہ حال لقا سے کہکر حکم دیا کہ طبل رزمی بنام علمشاہ
نواخت مین آئے بموجب حکم عیار پھر نواخت طبل چلے یہان تو یہ حال ہوا اور باب سننے مین
تیاری جنگ کی ہو رہی ہے مگر اب ذکر عمرو کا طلسم مین سنو کہ حیرت تیاری مہرخ سے لڑنے کی
کر رہی تھی مگر افراسیاب نے ہوشیار جادو کہ جسکے رونق کی صورت بنکر عمرو نے لوٹا تھا اُسکو

کہا کہ تم بھی جاؤ اور لشکر مہرخ کو گرفتار کرکے حوالے حیرت کے کرو اور دو شیشے پُر از آب سحر ہوشیار
کے سپرد کیے کہ اِن شیشوں کا پانی اور بہت سے پانی مین ملاکر گرد لشکر کے حصار کرا دینا جو عیار
بارادۂ عیاری آئے گا بیہوش ہو جائے گا اور طبل جنگ بجواکر جب مقابلہ حریف مین جانا تو جو
مقابل آکر ہو اس پانی کا چھینٹا دو سپر یار نا وہ بیہوش ہو جائے گا اسی طرح کل لشکر حریف کو
پکڑ لینا اور عیار عیاری کرنے ضرور آئین گے اُنھین بھی قید کر لینا ہوشیار یہ حکم پاکر اور شیشہ
آب سحر کے لے کر اپنے گھر آیا اور جو ساحر کہ اسکے ملازم ہین اونکو حکم شہنشاہ سنا کر چلنے کا حکم
دیا اُسوقت اسکی مان یعنے مغیلہ جادو نے سُنا کہ بیٹا میرا لڑنے جاتا ہے مغیلہ ساحرہ زبردست تھی
اُسنے بھی تیاری کی کہ مین بھی اپنے فرزند کی حفاظت کو جاؤن گی غرض کہ ہوشیار سب گھر کا
انتظام کرکے پاس افراسیاب کے آیا اُسنے خلعت رخصت عنایت فرمایا اور بارہ ہزار ساحر
ہمراہ کیے اور رخصت کیا ہوشیار اژدر سحر پر سوار ہوا بارہ ہزار ساحر سوار بہائے سحر پر سوار ہوکر
گھنٹے اور ناقوس بجاتے سحر کی نیرنگیان دکھاتے روانہ ہوے لیکن مغیلہ مادر ہوشیار پر پرواز
پیدا کرکے مخفی واسطے حفاظت کرنے اپنے فرزند کے اُڑکر چلی یہان تک کہ بعد قطع مسافت راہ
ہوشیار قریب لشکر حیرت پہونچا حیرت نے رفیق شاہ سمجھ کر استقبال کرایا سردار ہوشیار کو
لیکر داخل بارگاہ حیرت ہوے اور لشکر اسکا ملحق لشکر حیرت اُترا بارگاہ اور خیمہ استادہ ہوے
ہوشیار نے کل کیفیت اپنے آنے کی ملکہ حیرت سے بیان کی اور عرض کیا کہ طبل جنگ بجوا دیجیے
مین کل لشکر حریف کا خاتمہ کردون حیرت نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُسوقت سردارون نے
اسکے نقارۂ رزمی بجایا طائران سحر پران خدمت ملکہ مہ جبین مین حاضر ہوے اور منقار
اُٹھاکر بزبان فصیح و بلیغ مدح و ثنائے شاہی بجالائے زبان ادب سے اس طرح گویا تھے قطعہ

دارای جہان نصرت دین خسرو کامل — ای ملکہ عالم ملک عالم و عادل
ای آن کہ در اسلام پناہ تو کشودہ — بر روی جہان روزنۂ جان و تن و دل
شاہا فلک از بزم تو در رقص و سماعست — دست طرب از دامن این سلسلہ مگسل
می نوش و جہان بخش کہ از خم کمندت — شد گردن بدخواہ گرفتار سلاسل

ہوشیار جادو نام ایک ساحر فرستادۂ افراسیاب آیا ہے حیرت نے طبل جنگ بجوایا ہے
ارادۂ رزم و پیکار ہے آگے سرکار اختیار ہے یہ کہکر طائر سحر اوڑ گئے اور مہ جبین نے مہرخ سے
کہا کہ آپ بھی نقارۂ جواب کے بجنے کو حکم دیجیے آج شام سے تیاری جنگ کیجیے مہرخ نے عرض کیا

اورنگ نشین دیوان کدہ عالم ہوا **ابیات**

بروز دگر چون ز شرق دیار — قد افراخت این رایت روزگار
بتخت فلک خسرو شید گیر — برآمد مسلح بجسم منیر
روان شد سپه از دو سو رزم خواه — عیان شد علمها سفید و سیاه
ز ضرب سم بادپایان زمین — غبارے شد و شد بچرخ برین
تو گفتے سرافیل صور فنا — دمد و سپه دم ز دم کرنا
شکارے عقابان کمانہا خدنگ — بر انداخته مرغ جان را خدنگ
دران بیشه از صولت شیرها — جدا گشت از قبضه شمشیرها
ز بس از زره خون دلها چکید — ز هر حلقه شد چشمه خون پدید
اجل بود سرگشته در رزمگاه — که بیرون رود چون ز پیش سپاه
بلاے چنین کس ندارد بیاد — که خون در رکاب یلان اوفتاد

شیر بیشگان شجاعت و دلاوران عرصہ جلادت ساحران نامی و سرداران گرامی عازم دشت قتال ہوئے سردار ساحر تخت اور مرکب پر سوار ہوکر آمادہ جدال ہوئے اسد نے مقابلہ میں ملکہ حیرت کے لباس جنگ جو نایاب زمانہ تھا اس سے جسم پر قوت کو اپنے چاق اور درست فرمایا عمدہ سلح و سنجوگ ترتیب دیا **نظم**

بخود سر برافراخت آن سرفراز — که انا فتحنا ش بودے طراز
زره کش قباے زر اندود بود — ز صنعت گریہاے داؤد بود
بزیر زمین جلوه کرد و جست — چو سکندر بزین بر نشست
تو گوئی که سهراب یل زنده شد — فلک زیر شمشیر او مرده شد

اس کروفر سے مہ جبین کا تخت قلب لشکر میں سے کردار دو دشت مصاف ہوئے جلوخانہ بارگاہ سے تا میدان جدال سامان تزک واحتشام مہ جبین کا آراستہ تھا ہر سمت فیلان جنگی اور اشتروں کی قطار ہودج ہائے زرین پر بیان و علمداران لشکر سوار کہ جل زربفتی پر ہر فیل کی چادر ستارہ دار فلک شرمندہ **نظم**

جھمک کے خورشید سے ہودج زرین پہ جبین — فیل گردشہ کی سواری کے کھڑے جون بیہ
جل زربفت میں وہ چاند کہ ہر شخص کہے — شب دیجور ہے کہ نور کی ڈالی چادر

کسی ہزارا بوا بے زر سرخ و سفید کے ہمراہ زر نثار ہوتا نقار خانہ شتر و فیل پر لدا نقارچی زری
بادلے کی پوشاکیں پہنے للت بھیرویں بھیماس کی تانیں اڑاتے کرکیت ترغیب و تحریص بہر رزم
دلاتے وارد ہوئے کہ ایک جانب سے سواری ملکہ حیرت کی پیدا ہوئی سب نے دیکھا کہ ہزارہا
بنگلے مینا نگار پردوں سے ہوا اڑتے چلے آتے ہیں اور چونسٹھ ہزار نقارے طلسمی بجتے ہیں گرد
و پیش جادوگرنیاں اور ساحرہ لباس و زیور سے درست ہاتھوں میں کمر میں مرجان و گوہر کی
باندھے کانوں میں کنڈل اور راور اج اور بالے و جھالے پہنے ساریاں جواہر دوز لاکھوں روپے
کا اسپر کا جواہر کیا باندھے طاؤسان زریں بال پر سوار وارد دشت مصاف ہوئیں اوس
وقت ملکہ حیرت کے اوج مراتب کے روبرو ہمہ حشمتیں کے سامان احتشام کی کچھ حقیقت نہ تھی
جہاں ملکہ بیٹھی تھی ان بنگلوں میں فرش زربفتی بچھا تھا ناچ ہو رہا تھا پشت پر لاکھوں
ساحروں کا مجمع تھا ڈہرو اور ناقوس بجتا تھا غرضکہ ہوشیار جادو نے حکم دیا کہ ساحروں
نے بجلیاں گرا کر میدان قتال کے درخت وغیرہ جلا دیے اور ابر سحر برسا کر گرد و غبار بٹھایا نقیبوں
نے نکل کر نقابت کی کہ کلیتوں نے کر کا کہا مذمت دنیا ہر ایک کو سنائی کہ کہاں ہیں دارا و کیقباد
و منوچہر سب پیوند خاک ہوئے نام شجاعت باقی رہ گیا اور وہ ہلاک ہوئے کہ ابیات

نصیحتے کنمت بشنو و بہانہ مگیر	ہر آنچہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر
ز تیغ و تیر بمیدان تشنے بردار	کہ در کمین گہ عمر است مکر عالم پیر
لئیم ہر دو جہان ای جوان ز نام بجوی	کہ این متاع ز دولت و آن بہای کثیر

جب نقیب کنارے ہوئے میمنہ و میسرہ و قلب و جناح وغیرہ صفیں آراستہ ہوئیں اوس وقت
ہوشیار جادو اجازت حیرت سے لیکر میدان میں نکلا اور غرائبات سحر کے دکھا کر مبارز طلب
ہوا اس طرف سے ملکہ سرخ مو نے کاکل کشا نے اجازت لے کر اژدر سحر کو اوڑایا اور ہوشیار
کا آکر مقابلہ کیا اوسنے ایک پیکان تیر مارا سرخ مو نے سحر کیا کہ ایک پنجہ چھری لیے اس جگہ از خود
ظاہر ہوا اور تیر کو کاٹ دیا سرخ مو نے کاکل کو اپنی پریشان کیا کہ سر پر حریف کے بلا نازل کرکے
اس میں سے ہزارہا ستارہ دگر گر سمت فلک چلا اور وہاں مثل تیر شہاب کے فوج پر ہوشیار کے
گرا ہزاروں ساحر مر گیا ہوشیار نے غصہ میں آکر شیشہ آب سحر جھولی سے نکالا اور ایک پیالہ
پانی کی طلب کر کے اس میں پانی اس شیشے کا جس سے حریف بیہوش ہو ملا دیا واضح ہو کہ اسکو
دو شیشے افراسیاب نے پانی کے دیے ہیں ایک کا پانی بیہوش کرتا ہے اور ایک کا پانی ہوشیار

کر دیتا ہے الحاصل اوس پکھال آغشتہ آب سحر کو لے کر ہوشیار نے ایک روئی کے گھے پر ڈالا
اور سحر کیا کہ وہ روئی مانند ابر کے اڑ کر سمت فلک گئی اور لشکر مہر جبین پر آکر محیط ہوا اور بارش
باران شروع ہوئی جسپر بوند پانی کی آکر پڑی وہ بیہوش ہوگیا پہلے سب نے سمجھا جو میدان
مین کھڑی تھی بیہوش ہوگئی اور اب پانی بڑے زور شور سے برسنے لگا بہار و مہرخ وغیرہ
ساحران نامی نے سحر کرکے بنگلے سرون پر اپنے چھائے لیکن قطرات باران بنگلون کو توڑ کر
پہونچے اور سب بیہوش ہوئے لشکر مین بھگدڑ پڑ گئی ساری فوج مہرخ کی بھاگ گئی اسد نے
بجان واحد گھوڑا اٹھایا کہ مین لڑکر اپنی جان دون لیکن پانی کی جو بوند پڑی بیہوش ہوکر گرا
لشکری کوہ و دشت و بیابان مین جاکر ستارے ہوئے جو ساحر کہ سردار اور بہادر تھے وہ
نہ بھاگے سب بیہوش ہوگئے ہوشیار نے جو سردار کہ بیہوش ہوئے تھے انکی مشکین بندھوائین
اور طبل بازگشت بجوا کر بہ اجرت نثار کرتی ہوئی پھر کر بارگاہ مین اپنی داخل ہوئی جشن
اور فیروزی کی بنا کی تمام لشکر نے کمر کھولی اس حال کی عرضی افراسیاب کو لکھی اور قیدیون
کو سامنے طلب کیا وہ سب بیہوش تھے اسیر قید ہوشیار نے اپنے سحر کی نیچائی زبان مین ہر ایک
کے سر ون دیا اور دوسرے شیشے سے پانی نے کر سب پر چھڑکا کہ ہر ایک کو ہوش آیا اپنے تئین
قید سخت مین مبتلا پایا سمجھا کہ سب خاموش ہورہے لیکن حیرت نے کہا کیون بی مہرخ یہ دن
بھی تمھین یاد تھا مہرخ نے اشارہ طرف فلک کے کیا کہ خدا ہمارا مالک ہے اشارے سے کلام
اسلیے کیے کہ زبان چھدی ہے جو بات حیرت کہتی ہے یہ لوگ اشارے سے جواب سخت دیتے ہین
حیرت کو غصہ آیا اور حکم دیا کہ دارین استادہ ہون کہ دم سحر ملک الموت کی گرم بازاری ہوگی
ایک کی بھی جان نہ بچے گی بموجب حکم اتش کش تسمہ کش جلاد حاضر ہوئے دارین کھڑی ہوگئین
غلغلہ چارسو بلند ہوا اور ہوشیار سے حکم دیا کہ ان گنہگارون کو لیجا کر قید کرے اور شب بھر
تمام لشکر کی حفاظت رہے کہ کوئی عیار نہ آئے ہوشیار سب قیدیون کو لیکر اپنی بارگاہ مین
آیا اور ہر ایک کو ستون ہاے بارگاہ سے باندھ دیا اور اپنے ملازمون سے حکم دیا کہ ایک
خدمتگار صرف یہان رہے اور باقی کوئی نہ رہے اور تم جاکر لشکر کے سقون کو حکم دو کہ ایک
ایک سقا مشک پانی کی بھر کر آئے تاکہ مین آب سحر مشک کے پانی مین ملا دون وہ لیجا کر
گرد لشکر کے ہر طرف چھڑکین اور حصار کردین بموجب سب ملازم باہر بارگاہ کے آئے اور ایک
خدمتگار کو بلا کر حکم دیا کہ تم جاکر اندر ٹھہرو اور سقون سے بھی حکم ہوشیار کا سنایا وہ بھی مشکین

لیکر چلے اور پانی بھر کر سب تو باہر نکلے ایک اندر بارگاہ کے گیا ہوشیار نے پہلے اُس شیشے کا
پانی جس سے انسان ہوشیار ہوتا ہے سقے کو دیا کہ اسکو اپنے جسم پر مل لے اور بعد اسکے وہ شیشہ
دیا کہ جسکا پانی بیہوش کرتا ہے کہ اس میں سے چند قطرے اپنی مشک میں ڈال لے سقے نے پہلے
پانی جسم پر ملا اور پھر مشک کے اندر دوسرے شیشے کا پانی ڈال کر باہر آیا اور جا کر حصار کرنے لگا
اسی طرح فرداً فرداً سب سقے گئے اور پانی لا کر حصار کرنے لگے مگر اب حال عیاران سنیے کہ
لشکر کی بربادی اور سرداروں کی گرفتاری دیکھ کر اپنی جگہ سے چلے پہلے سب سے قران ایک
خدمتگار کی صورت بنکر قریب لشکر ہوشیار آیا سقوں کو دور سے پانی چھڑکتے دیکھ کر دوا
کترا کے چلا کہ اس پانی سے پناہ پانی مشکل ہے کچھ نہ کچھ فساد ہے ورنہ گرد لشکر کے شب کو چھڑکاؤ
کیا مطلب ہے غرضکہ دوسری راہ سے لشکر کے اندر قدم زن ہوا ایک سقا اودھر سے آتا تھا اُس سے
کہا پانی چھڑک آئے سقے نے جواب دیا کہ ابھی اثنائے لشکر چیت کا کئی ذرع کے گرد میں اترا
ہوا ہے یہ ایک دن کا کام ہے کئی روز میں حصار ہوگا قران یہ سنکر سمجھا کہ تیری رائے سلیم تھی
یہ حصار آب سحر کا ہوتا ہے جو آئیگا مقید ہوگا اسی فکر میں قریب بارگاہ ہوشیار آ کر ٹھہرا کہ وہ
خدمتگار جو اندر بارگاہ کے تھا وہ گھنٹے کے بعد باہر نکلا اور پکارا کہ اب کوئی اور آ کر اندر بارگاہ کے
بیٹھے میں اپنی نوکری کر چکا قران جواب دہ ہوا کہ بھائی اسی لیے پہلے ہی سے کمر باندھے
کھڑے ہیں کہ نوکری بدلانا ہوگی لیکن مجبور تھے کہ اندر ایک ہی آدمی کے رہنے کا حکم ہے
ورنہ اندر چلے آتے اچھا تم جاؤ میں حاضر ہوں وہ خدمتگار یہ کلام سنکر چلا گیا اور قران اندر
بارگاہ کے گیا اور سرہانے ہوشیار کے روبرو ٹہلنے لگا لیکن ضرغام اور جانسوز بھی صورت
بدل کے لشکر میں آنے لگے انھوں نے کچھ خیال سقوں کے پانی چھڑکنے کا نکیا جیسے ہی قدم اندر
زمین حصار شدہ کے رکھا دونوں بیہوش ہو کے گرے ہوشیار نے چند ساحر نگہبانی میں اٹھا
دیے ہیں کہ جو شخص بیہوش ہوکے گرے اسکو میرے پاس لاؤ وہ ساحران دونوں کو اٹھا کر
سامنے ہوشیار کے لائے اوسنے سحر کیا کہ رنگ روغن عیاری انکا اتر گیا صورت جو تبدیل ہوئی
وہ سمجھا کہ یہ عیار ہیں پکارا کہ شکر ہے سامری کا کہ دو عیار تو پھنسے انھیں بھی ستون سے باندھ کر
منجواری میں مصروف ہوا اور جو سقا کہ آتا ہے پانی مشک میں اوسکی ملا دیتا ہے کہ ایکبار عمرو بھی
پھرتا ہوا فکر میں عیاری کرنے کے قریب اسکے لشکر کے آیا اور سقوں کو پانی چھڑکتے دیکھ کر راہ کاٹ کر
اوس طرف چلا ایک مقام پر خیمہ چھوٹا سا استادہ دیکھا وہاں ایک سقا زدنی بیٹھا کھا رہا تھا عمرو

سے کنارے ٹھہر کر اپنی صورت بھی سقون کی ایسی بنائی کھاروے کی لنگی باندھی تسمہ کمر مین ڈالا
سر پر پگڑی باندھی پیچ پگڑی کا اندھیری ڈالنے کے لیے کھلا رکھکر گردن مین لپیٹ لیا کٹورے کر
سے لگائے کانٹے تسمے مین باندھے تسمہ مشک باندھنے کا کاندھے پر الٹ کر ڈالا اور مشک آڑی
کر کے گلے مین ڈال کر پشت پر سنبھالی اور اُس سقے کے سامنے جو روڈی کھا رہا تھا آکر سلام کیا
اوسنے کہا آؤ عمرو قریب گیا اُسنے کہا کہو کہان نوکر ہو عمرو نے کہا بھائی اب تو برادری کا
کچھ خیال کرو ہمین بھی اپنی سرکار مین نوکر رکھا دو آج کل بیکار رہین سقے نے جواب دیا کہ
آج کل ضرورت ہے حصار کیا جاتا ہے مین نوکر رکھا دونگا عمرو نے پوچھا کہ روڈی بے وقت
کیون کھاتے ہو اُسنے کہا بھائی فرصت نہین ہے حصار کرنے اور پانی چھڑکنے سے عمرو بولا کہ
امیرون کو بھی خفقان رہتا ہے بھلا کیسے پانی چھڑکوانے سے کیا فائدہ ہے سقے نے سارا حال شیشہ
آب سحر کا اور بیہوش ہو جانے انسان کا حصار کے اندر آنے سے بیان کیا اور تاثیر آب سحر سے
اطلاع دی عمرو نے یہ ماجرا سارا سنکر اِدھر اُدھر کی بات کہکر کچھ مٹھائی کمر سے نکالی اور
کہا اسکے ساتھ روڈی کھاؤ سقے نے مٹھائی کھائی وہ آغشتہ بیہوشی تھی کھاتے ہی بیہوش ہو گیا
عمرو نے اوسکو خیمے مین کسی جگہ پوشیدہ کر دیا اور سب لباس اوسکا لیکر اوسکی صورت آپ
بنکر خیمے مین ہوشیار کے آیا اور اُس سے کہا حضور پانی ہو گیا اور ملا دیجیے اُسنے شیشہ پانی کا
جو بیہوش کرتا ہے عمرو کو دیا کہ اِس مین سے چند قطرے ملا دے عمرو نے کہا پہلے سمجھے وہ
پانی تو دیجیے کہ جس سے مین خود بیہوش ہوؤن ہوشیار نے پوچھا کہ تو کیا ابھی پانی چھڑکنے
آیا ہے عمرو نے کہا نہین مین اپنے بھائی کی طرف سے آیا ہون وہ ماندا ہو گیا ہے ہوشیار
نے پہلے اسکے بدن پر وہ پانی جو بیہوش کو ہوشیار کرتا ہے ملنے کو دیا اور پھر وہ شیشہ بیہوشی
دیا عمرو نے پانی شیشہ بیہوشی کا چلو مین اونڈیلا ہوشیار نے کہا ارے بیوقوف مشک
مین پانی ڈال یہ کیا کرتا ہے عمرو نے کہا بیوقوف تو اور تیرا باپ دیکھ یہ کرتا ہون یہ کہکر وہ چلو
جو لیے تھا اسکا چھینٹا ہوشیار کے منھ پر مارا کہ اوسنے پھر صدا بھی نہ دی بیہوش ہو کر گرا عمرو
نے فی الفور خنجر سے سر اسکا کاٹ ڈالا غلغلہ دار و گیر اور بہ بند اور بکش کا بلند ہوا اوس وقت
عمرو نے ضرغام دجالسوز کو کھول دیا جب یہ چھوٹے سوزن زبان بہار و رخ وغیرہ
کے کھینچنے لگے اور جو چھوٹا اوسنے دوسرے کو رہا کیا لیکن عمرو جال مار کر ساری بارگاہ کو لوٹنے لگا
اوس وقت کہ وہ ایک ساحرون کو عیارون نے رہا کیا ہوگا غل و شور ہوشیار کے مرنے کا سنکر

ساحر اسکے لشکر کے بارگاہ کی طرف دوڑے اور بادر ہوشیار مغیلہ جادو جسکا ذکر کیا گیا تھا کہ اپنے بیٹے کی حفاظت کو مخفی ساتھ آئی ہے ہنگامہ لشکر نزد سحر اڑتی ہوئی بارگاہ مین آئی اور سحر پڑھ کر ایک دو ہتڑ زمین پر اسنے مارا عمرو جو لوٹتا پھرتا تھا نصف زمین مین غرق ہوا اور مغیلہ چلی کہ عمرو کو پکڑ کر لے جائے ذن قران جو خدمتگار بنا پہلے سے بنا کھڑا تھا جھپٹ کر قریب آیا اور پکارا کہ اے ملکہ ذرا ٹھیرئے گا مغیلہ ٹھہری تھی کہ قران نے جھک کر لغدہ مارا کہ سر پھٹ کر بھیجا دور گرا اور سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے تڑپ کر مر گئی پھر شور برپا ہوا اور عمرو چھوٹ گیا پھر لوٹنے لگا اسی اثنا مین سب ساحر جو مقید ہوئے تھے چھوٹے اور جو ملازم کہ ہوشیار کے دوڑے تھے لٹنے لڑنے لگے بہار نے سحر کیا کہ عالم بہار پیدا ہوا چمنستان پر از گل و ریاحین ظاہر ہوئے ہر ایک ساحر پر عالم وجد طاری ہوا اور پکارنے لگے للمؤلفہ

مبارک اے دل غمگین چمن مین پھر بہار آئی
نسیم وصل جانان کچھ نہایت بیقرار آئی

تصور نے مرے مجھکو سنایا مطلب دل
کہ آنکھ اٹھتے ہی میرے سامنے تصویر یار آئی

گھڑی بھر بھی نگذری تھی کہ گذری منفعل ہوکر
نہایت آج چھوٹی ہوکے شام انتظار آئی

نہیں معلوم مژدہ ہے یہ کس گلرو کی آمد کا
ہوا راحت فزا کچھ آج سوئے لالہ زار آئی

خوشا قسمت کہ مدت مین یہ گردش کی زمانے نے
کہ ہر شاخ تمنا ساتھ لیتی اپنے بار آئی

کہا مردون نے زندہ ہوکے کسکا جشن ہے یا رب
کہ روح رفتہ بعد از عمر سوئے جسم زار آئی

تو پھر روح افزا کی ہوئی ہین اسقدر رونق
کہ شام ہجر مشتاقان قرب انتشار آئی

طبیعت لوٹی جاتی ہے عجب شب کا حسن ہے اپنا
نہایت اسکا کل شب آج ہوکر آبدار آئی

صدا پیدا ہے گلشن مین یہ غنچون کے تبسم سے
مبارک ہو بہار آئی مبارک ہو بہار آئی

مبارک آج ہو سے تجھکو وصل جانان کا
چمن مین یہ ترانہ آج گانے کو ہزار آئی

اسوقت بہار نے کل لشکر کو ہوشیار کے حکم دیا کہ جاکر لشکر حیرت کو قتل کرو وہ سب لشکر حیرت پر آگرے اور صرصر و بہار و نافرمان و سرخ مو وغیرہ مع اسد و مہ جبین کے ساتھ آکر فوج حیرت پر گرے ہار مرجون کے اور گچھے سوئیون کے اور پیکان سحر کے چلنے لگے لوہے فولادی برسنے لگے حیرت جشن بپا کرکے نہایت خوش و خرم بیٹھی تھی سب ساحر غافل از شعبدہ بازی تھے کہ یکایک آفت ٹوٹ پڑی ایک سحر کی مار پڑنے لگی اول ہی حملے مین ہزارون ساحر مارے گئے اور غلغلہ بلند ہوا بجلیان تڑپنے لگین سلیمن برف کی پڑتی تھین ابر دھوندکار

اٹھتے تھے تاریکی عالم مین چھائی تھی ہاتھ کو ہاتھ نہ سجھائی دیتا تھا حیرت گھبرا کر سوار ہوئی اور حکم دیا کہ جلد مشعلہاے سحر روشن ہون ساحرون نے مشعلین سحر کرکے جلائین اسوقت مہرخ نے سحر کیا کہ سب مشعلین گل ہوگئین اور وہ خون ریزی ہوئی کہ یقین ہے کہ سبزہ کبھی اس سرزمین پر نہ جمے گا اور اگر اگے گا تو لالہ یا دل داغدار پیدا ہوگا یا دم الاخوین نکلے گا عیاذًا باللہ ایک قیامت کبری بپا تھی ہوشیار کی فوج کہ خاص افراسیاب نے منتخب کرکے بہر رزم بھیجی تھی اکثر ہزارون ساحر حیرت کا ہلاک کیا اور اودھر اسد دلاور نے صدہا کو زیر تیغ بیدریغ رکھ لیا کہ ابیات

چو بازے گرسنہ بہ صید پلنگ ‖ چو شیر ژیان سوئے آہوے لنگ
پئے قتل کفار و اعداے دین ‖ بمیدان جنگاہ و افواج کین
چنان گرم کرد بد بازار جنگ ‖ کہ می سوخت پرہای تیر و خدنگ
بہ فوج عدو بود اجل خندہ زن ‖ ہمی کرد پرواز جانہا ز تن
سراپردہ در زیر نعل ستور ‖ شدہ سرمہ دیدہ مور کور
بسے دیدہ مجروح و خونبار بود ‖ حبابے پر از نالہ زار بود

اسوقت ملکہ حیرت تخت پر سے کود کر زمین مین غرق ہوئی اور انقلاب زمین کو جیسے کسی نے جنبش دی اس طرح کا تزلزل ارض و غبرا مین پڑ گیا بڑے بڑے پہاڑ ٹکر اسنے لگے مہرخ دہیا نے آپس مین مشورہ کیا کہ حیرت کے سحر سے خدا کی پناہ ابھی سب گرفتار ہو جاینگے اس سے مناسب ہے کہ یہ فتح خداداد ہاتھ آئی ہے اب پھر چلو بس یہ مشورہ کرکے ابر سحر بجائی کہ سب سردار جدا ہوکر اور بفیروزی و نصرت اپنے لشکر مین آئے اور عیار بھی قتل و غارت کرکے نکل گئے تھے وہ سب بھی حاضر ہوئے مہ جبین کے حکم سے منادی ہوئی کہ جو لوگ بھاگ کر صحرا اور کوہ مین پنہان ہوئے تھے آکر شریک ہوئے بازار لشکر مین کھلے خیمے آباد ہوئے مہ جبین تخت پر بیٹھی ناچ ہونے لگا کہ نظم

مطرب از نغمہ ہاے داؤدی ‖ دل ہمی برد و جان ہمی بخشید
گشت رقص آن چنان کہ در پردہ ‖ پردۂ عشق عاشقان بدرید

اودھر حیرت زمین سے نکلی لشکر کے سردار ہمراہ جانثاری حاضر تھے فوج فراری اور پراگندہ ہوگئی تھی ہر ایک کو جمع کیا اور بارگاہ شاہی اور خیام لشکر درست ہونے لگے جب سب مرتب ہو چکی مہ جبین بارگاہ مین آئی اور اپنی جگہ پر سردارون کو مامور کرکے طاؤس پر سوار ہوکر پاس افراسیاب کے روانہ ہوئی افراسیاب آس روز باغ سیب مین گنبد نور مین

سے آیا تھا کہ سواری حیرت کی پہونچی سب اہل دربار نے تعظیم دی پاس شاہ طلسم کے بیٹھکر مارے
جانا تمام ساحرون کا اور قتل ہونا ہوشیار کا بیان کیا افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی معلوم
ہوا کہ پیر کے سحر نے کام منیلہ اور ہوشیار کا تمام کرایا عمرو نے شیشہ ہاے آب سحر سے انکو مارا
یہ ماجرا دریافت کرکے غضب افراسیاب پر طاری ہوا اور کہا اے حیرت تم لشکر کو جاؤ اپکی
بار مین نمک حرامون پر وہ بلاے مبرم بھیجتا ہون کہ بحال خراب سب باغی ہلاک ہونگے حیرت
بموجب ارشاد شہنشاہ سوار ہوکر بعد طے مسافت راہ لشکر مین پہونچی ملازمون نے تعظیم دی
تخت پر جلوہ گر ہوئی لیکن اُدھر افراسیاب نے حکم محکم بنابر حاضر کرنے سات برقون کے
صادر فرمایا سامری کہتا ہے کہ اس طلسم مین سات بجلیان ہین کہ وہ مانند بجلی کے کوندا کرتی
ہین اور بروز جنگ چمک کر صف لشکر دشمن پر گرتی ہین کہ سارے لشکر کو جلا دیتی ہین لہذا
حسب الحکم ساحر واسطے سحر کے طلب کیے گئے ایک لمحہ نہ گذرا تھا کہ ابر سرخ رنگ برروی ہوا
ظاہر ہوے اور ان مین بجلیان چمکتی ہوئین قریب دربار شاہ پہونچکر زمین پر اوترے اور
بجلیان زمین مین لوٹنے لگین یہان تک کہ مجسم بشکل انسان ہوگئین سب نے دیکھا کہ سات
جادوگرنیان جوان کہ جسم انکے سنہرے ہین لباس اور زیور سے آراستہ و پیراستہ ہین غرضکہ
ان ساتون نے کہ نام انکے برق محشر اور برق لامع اور برق خاطف و برق شعلہ بار
اور برق چشمک زن اور برق ساطع النور اور برق صاعقہ پر ہین شہنشاہ
کو تسلیم کی اور عرض پیرا ہوئین کہ حضور نے کنیزون کو کس لیے یاد فرمایا ہے افراسیاب نے
کہا تم مین سے ایک برق واسطے اعانت ملکہ حیرت کے جائے اور کام فوج عدو کا تمام کرے
اور باقی چھ برقین میرے حکم کی منتظر اپنے مقام پر رہین بروقت نامہ ہمارا پہونچنے کے حکم کی
تعمیل کرین یہ سخن شاہ کا سنکر برق خاطف نے عرض کیا کہ کنیز جاکر سب خطا کردارون
کو سزا دیگی افراسیاب نے اسکو خلعت رخصت دیا سب برقین اپنے اپنے ملک سکونت مین
آئین اور برق خاطف نے اپنی جگہ پر پہونچکر کارسازی لشکر کرکے ایک لاکھ ساحر ہمراہ لیے
خیمہ اور بارگاہ لدوا کر ابر سرخ مین چمکتی ہوئین بڑے زور شور اور چمک دمک سے سمت لشکر حیرت
روانہ ہوئی کہ ساحران ہمراہی اسکے صورتین ہیبتناک بنائے ابر پر سوار حربے آتشین لیے ساتھ
لشکر تمام پر روسے ہوا جاتا تھا رعد کی صدا برق کا چمکنا خوف سے زہرہ آب کرتا تھا ابیات

ہر اک ساحر زشت رو بد سیر
زبون شکل و بد ہیئت و بد گہر

ستمگار و سفاک و مست شراب
دماغوں میں نخوت ہر اک پر عتاب
سب شریر اور بد جسم وہ جنگ جو
روانہ ہوئے بہر رزم عدو

بعد روانگی برق خاطف پاس افراسیاب کے صرصر شمشیرزن اور صبا رفتار
حاضر ہوئیں انھیں دیکھ کر شہنشاہ ساحران نے منہ پھیر لیا عیارچیوں نے عرض کیا کہ حضور والا
ہمارا قصور کیا ہے شاہ نے ارشاد کیا کہ عمرو اور اسکے ساتھ کے عیار جب سے داخل طلسم ہوئے
ہیں کیسے کیسے نامی ساحروں کو قتل کر رہے ہیں اور تم باوجود کہ سرکار کا نمک بہت مدت سے
کھاتی ہو اور گھر بیٹھے تنخواہ پاتی ہو لیکن آج تک کوئی سردار لشکر باغیان کا گرفتار کرکے
نہ لائیں اور نہ کسی کو ان میں سے قتل و ہلاک کر سکیں یہ کلام عتاب آمیز بادشاہ کے سنکر
صرصر خجل ہوئی اور بفرط ندامت کے سر جھکا کے عرض رسا ہوئی کہ اب جس طرح ممکن ہوتا ہے
میں جاکر اسد کو کہ دعوی طلسم کشائی کا رکھتا ہے اور مہ جبین کو کہ بادشاہ لشکر مخالف ہے ان
دونوں کو گرفتار کرکے لاتی ہوں کہ ایسے بڑے سردار کوئی جان و روح عمرو ہیں اور ان کے قید
ہونے سے کل فوج حریف کی ٹوٹ جائیگی شہنشاہ قصور اس لونڈی کا معاف کریں میری جانب
سے خاطر عاطر صاف کریں افراسیاب اس کلام سے بہت خوش ہوا اور خلعت عیارچیوں کو
دیکر سرفراز فرمایا اور واسطے گرفتاری اسد و مہ جبین روانہ کیا اور آپ مصروف عیش ہوا

گرفتار ہونا شیر بیشہ شجاعت شہزادہ اسد اور مہ جبین کا روباہ خصالی سے عیارچیوں کی اور قید کرنا افراسیاب کا ان دونوں کو اور بعد رنج والم کے بادشاہ ہونا لشکر میں عمرو کی صلاح سے مہرخ کا اور مقابلہ برق خاطف سے بربادی لشکر اور عیاریاں کرنا باہم عیاروں کا بقوت بازو رہائی لشکر کی بہ لطف

آج ساقی سے یہ مطلب ہے کہ کچھ جام سے کام
خود فراموش ہوئے ساقیا بیہوش لیے
جام و راہ عدم لطف نبی ساقی کی
جوش بیہوشی سے گل آیا افسوس افسوس
محتسب نے کیا پابند شریعت ہمکو

بادہ رنج سے بیہوش ہیں میخوار تمام
سیکڑوں بھول کے مسجد کی طرف جانے لگے
سر سے بڑھکر جو چلی جا کے کمر تک پہونچی
بند پیمانہ کا رہ گیا افسوس افسوس
یار ساقی کی لگائی گئی عصمت ہمکو

قیدیہ شرح کی کس سے ہٹے گی ای جاہ	اجی لاحول ولا قوۃ الا باللہ
واقفانے کہ در سخن ہنر دانند	شرح این داستان چنین کردند

مقیدان سلسلۂ سخن و پابندان کلام زینت افزائے انجمن اس داستان رنج والم کو حیطۂ تحریر میں اس طرح لاتے ہیں اور زنجیر اسطار انسطیر میں مضامین فسانہ عجیب کو یوں قید فرماتے ہیں کہ جب صرصر اور صبا رفتار بہر گرفتاری شہزادہ اسد نامدار روانہ ہوئیں دریا سے گذر کر جست و خیز کرتی قریب لشکر مہرخ پہونچیں اور صرصر نے اپنی صورت مرد بے کی بنائی عصائے طلائی ہاتھ میں لیا سر پر گول پگڑی باندھی تمغہ اور سپر لگایا طرہ مقیشی لٹکایا چپکن پہنی سب طرح سے درست ہو کر لشکر میں پھرنے لگی اور صبا رفتار ایک زمیندار کی صورت بنی دھوتی زانو تک باندھی مرزائی کمر تک کی پہنی انگوچھا سر سے لپیٹا اور لشکر میں ٹہلنا شروع کیا اس جگہ ہر مقام پر انتظام تھا کوتوال لشکر سرگرم کار بازار میں آراستہ خوش وضع بیوپاری قطع دار خریدار ہر سمت گرم بازاری ہو رہی تھی رعایا داد خرمی دے رہی تھی ہر بارگاہ کے سامنے بازار لگی تھی سردار اور ساہو کی آمد و رفت تھی عیار بچیاں دن بھر دیکھا کیں یہانتک کہ جہان گرد عالم افروز گشت لگا کر ملک مغرب میں مقیم ہوا اور میدان فلک میں بازار ثوابت و سیار آراستہ و پیراستہ ہونے لگا کہ نظم

ازین مصیبت عظمی لباس لیلی لیل	سیاہ چون خط مشکین سورۂ واللیل
زحل بہ جانہ غربال چرخ را می بیخت	بفرق عالمیان گرد حزن و غم می ریخت

اسوقت مہ جبین نے غضب کا دربار تا دیر بیٹھ کر برخاست فرمایا اور ہر ایک سردار اپنی اپنی بارگاہ میں آیا اسد اور مہ جبین جو مقام کہ عیش محل اور شبستان مقرر ہے وہاں آ کر مسند عشرت پر متمکن ہوئے عیار بچیاں بھی عیش محل کی ڈیوڑھی پر آ کر ٹھہریں یہاں ملازمان ملکہ کنیزیں اور رنگین حبشنیں قلماقنیاں وغیرہ آمد و رفت رکھتی ہیں اندر باہر واسطے کاروبار کے پھرتی ہیں اتفاق سے ایک حبشن کسی کام کو باہر نکلی صبا رفتار اسکے ساتھ ہو لی قریب اسکے آ کر سلام کیا اور کہا میں زمیندار ہوں ملکہ نے میرے گاؤں پر لگان زیادہ کر دیا ہے ضبط کر کے نانکار کا حق بھی لے لیا ہے مقدمہ میرا کچہری میں ملکہ مہرخ کے سامنے پیش ہے آپ محل میں ملکہ سے میری سفارش کر دیجئے اور یہ کہکر ایک ڈالی جس میں عمدہ عمدہ پھل تھے اور کئی سو اشرفیاں چنی تھیں اس حبشن کو دی وہ نہایت خوش ہوئی اور زمیندار کو تسکین دیکر

وہ بیہودہ مقدمے کے سر سے گرا دینے کا کیا اشرفیاں لیکر گھر میں رکھیں اور پھل کھانا شروع کیے
دو ایک ثمر کھائے تھے کہ بیہوش ہوئی صبا رفتار اسکو اٹھا کر گوشے میں لائی اور اسکے کپڑے اتار کر
اسکی صورت جیسی تھی ویسے ہی اپنی صورت بنا کر اسکو اسی جگہ پوشیدہ کر کے آپ داخل شبستان
ملکہ ہوئی ادھر صرصر نے دیکھا کہ ایک کنیز محل سے نکل کر جاتی ہے یہ اسکے قریب آئی اور کہا
کیوں کل تو نے سب چوبداروں کو گالیاں کیوں دی تھیں کنیز نے کہا بھر تو سے کچھ بیجا بتا بھی ہے
مجھ سے ایسی باتیں نہ کر نا نہیں غصہ آتا ہے میں کہ ملکہ عالم سے کہہ کر خوب ٹھیک کرونگی صرصر نے اس
کا ہاتھ پکڑ لیا کہ چل میرے افسر کے پاس وہ کنیز اور زیادہ برا بھلا کہنے لگی صرصر نے ایک طمانچہ
اسکو مارا ہاتھ میں بیہوشی بھر لی تھی کنیز طمانچہ پڑتے ہی بیہوش ہو گئی صرصر اسکو اٹھا کر ایک گوشے
میں جہاں آمد و رفت لوگوں کی نہ تھی لائی اور پیرہن اسکا اوتار کر بعینہ اسکے مانند صورت
اپنی بنائی اور اوس کنیز کو پوشیدہ کر کے آپ داخل شبستان ملکہ ہوئی دیکھا یہاں اسد
اور مہ جبین باہم مسند پر تکلف پر بیٹھے داد عیش و نشاط دے رہے ہیں کشتی شراب کی رکھی
ہے دور جام گلفام چل رہا ہے گائنیں خوش گلو زہرہ جبین ٹھمری گا رہی ہیں لنگری جواہر نگار
آراستہ ہے سامان نشاط رکھا ہے صرصر کنیزوں میں مل کر کاروبار کرنے لگی کشتیاں شراب کی بیجا نہ
سے لا کر سامنے رکھتی تھی جس کام کو حکم ہوتا تھا پہلے آپ اسکو بجا لاتی تھی اور اسی طرح صبا رفتار
جشن بنی ہوئی ہر طرف پھر رہی تھی اور سب چیزوں میں کھانے پینے کی بیہوشی ملاتی تھی ادھر
صرصر نے شراب و کباب میں بیہوشی ملائی کہ ملکہ اور شہزادہ نشے سے مدہوش ہوئے اور گھبرا کر
ہوئے اٹھ کر پلنگ پر دونوں گئے اور بیہوش ہو گئے اور سب ملازم صحبت کے لوگ بھی جو آیا
آشفتہ بدار و بیہوشی کھا کر بیہوش ہوئے ادھر اہل محل کو بیہوشی کھلا کر صبا رفتار نے بیہوش
کیا اور اسد کو پلنگ پر سے اٹھا کر چادر عیاری میں پشتارہ باندھا اور صبا رفتار نے مہ جبین
کا پشتارہ باندھا غرض تو اسی طرح سے بیہوش و مدہوش چھوڑ کر محل کے خیمے سے باہر نکلیں اور
بہ فن عیاری اپنے تئیں طلایہ داران لشکر کی نظر سے مخفی کرتی ہوئیں کنارے لشکر کے پہونچکر
مثل برق و باد کے جست و خیز کرتی ہوئیں دریائے خون رواں سے گذر کر باغ سیب
میں پہونچیں جو رات کہ باقی تھی اوسکو وہیں بسر کیا جسوقت کہ بیہوشی نیند کی خفتگان عالم
سے مرفع ہوئی اور شبستان فلک شعبدہ باز میں فتیلہ آفتاب بہر دفع بیہوشی نوم روشن ہوا
رات گذر کر دزد وش نے منھ دکھایا ابیات

ہوا مہر خورشید دامان صبح — پھٹا شب کے غم مین گریبان صبح
لگے ہونے آنکھون سے تارے نہان — چھپا نور مین جادۂ کہکشان
رخ شمع مائل بہ زردی ہوا — لباس فلک لاجوردی ہوا
مسیحا نفس تھی نسیم وزان — اُٹھے لوگ لے لیکے انگڑائیان

صبح کو افراسیاب تخت پر آکر جلوہ گر ہوا اہل دربار حاضر ہوے نقارے طلسمی بجے اوسوقت عیار بحیون نے دونون پشتارے لاکر سامنے شہنشاہ کے رکھ دیے اور عرض کیا کہ یہ دونون گنہگار اسد و مہ جبین حاضر ہین افراسیاب بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ انپر جو ایسا کرو کہ زمین سے اُٹھ نہ سکین تب انکو ہوشیار کرو ساحرون نے حکم کی تعمیل کی اپنے سحر پڑھکر دونون کو ہوشیار کیا جب آنکھ اسد کی کھلی دربار افراسیاب مین اپنے تئین پایا کہ شہنشاہ جادو تخت پر ہے ہر ایک امیر وزیر و سنگ آتشین پر متمکن ہے ساحران نامی کا مجمع ہوا اوسوقت اسد نے پکار کر صدا دی کہ سلام ہے اُس مجلس مین اُس شخص پر ہو جو خدا کو وحدہٗ لاشریک لہٗ جانتا ہو اور اُسکے پیغمبر کو بندہ اُسکا اور رسول اُسکا سمجھتا ہو یہ صدا ساحرون نے جب سنی کانون مین اپنے اُنگلیان دیکے کہ یہ گنہگار خداے نادیدہ کی تعریف کرتا ہے اور افراسیاب کو غصہ آیا اُسنے جلاد کو بلایا کہ اسے قتل کرو اور مہ جبین کو بہت کچھ سمجھایا کہ عشق سے شاہزادہ کے ہاتھ اُٹھائے مہ جبین نے نمانا اور کہا لاکھ جان سے مین فداے نام اسد ہون کہ

بلبل اُسی رشک گل کی ہون مین — تم کیا ہو ہزار مین کہون مین

نظم

بلبل ہون مین اک دل حزین کی — ہون فاختہ سرو نازنین کی
کیا غیر سے مجھکو آشنائی — شہزادے کے عقد مین ہون آئی
اوس بن ہو اگر فرشتہ و حور — سایے سے میرے رکھے خدا دور

افراسیاب نے اُسکو بھی زیر تیغ بٹھایا اوسوقت عاشق و معشوق بچشم حسرت باہم نگران تھے اور آنسو آنکھون مین بھرے گیسو پریشان تھے اور ایک دوسرے سے خطا مین معاف کراتا تھا پھر ملکہ نے بخشوع و بخضوع قلب سے درگاہ رب اکبر مین فریاد کی اور پناہ چاہی کہ خداوندا ہمکو اس آفت سے بچا نظم

اولب کہ ہے دل کو یاس میرے — اور جی کو میرے ہراس گھیرے

فوج کفار چار سو ہے — وارث کا میرے ہر اک عدو ہے
شر سے اعدائے دین کے اسکو — تو حفظ و امان مین اپنے رکھیو
وارث کو نہ میرے کوئی ہو غم — رکھ راج سہاگ سے اتائم
عاشق کا نہ اپنے قتل دیکھون — مین تیری مدد کی منتظر ہون
آنکھین میری روز بد نہ دیکھین — دشمن میرے رانڈ ہوکے بیٹھین
برق آگرے کاش او مین جل جاؤن — لیکن بے وارثی نہ کہلاؤن
دے آج رہائی تجھکو یارب — اور ہوئین یہ روسیہ عدو سب

لب استغاثہ کمان آرزو تھے کہ تیر دعا اُس مین سے نکل کر ہدف اجابت سے لب معشوق ہوا ہنگام قتل وزرا امرا دست ادب بستہ سامنے افراسیاب کے آئے اُسنے پوچھا کہ تم لوگ کیا چاہتے ہو سب نے عرض کیا کہ ہماری جان بخشی ہو تو عرض کرین افراسیاب نے کہا جان تمھاری بخشی جو کلمات کہ خیر سگالی اور ترقی خواہی کے ہون اُنھین عرض کرو کہ الطاف خسروانہ سے ملازمان والا مرتبہ شاہ پذیرا فرمائین گے بہ عنایت شاہ دیکھکر ارکان سلطنت گویا ہوے کہ بانیان طلسم نے واسطے فاتح طلسم کے فوراً قتل کرنا نہین لکھا ہے حضور کتاب سامری دیکھین جیسا حکم ہو وہ عمل مین لائین افراسیاب نے اُنکی راے باصواب کو پسند فرماکر آفرین کی اور کتاب سامری دیکھی اُس مین لکھا تھا کہ اسد کا ہلاک کرنا بہتر نہین یہ کیفیت ہے کہ عمرو گلیم اور مہ کر سب کے سر اگر کاٹ ڈالے گا کچھ کسی کے جانے نہ جانے کا لازم ہے کہ طلسم کشا کو مقید کرا اور عمرو اور دوسرے عیاران کو بھی گرفتار کرا اوس وقت سب کو قتل کرنا افراسیاب یہ تحریر دیکھکر پکارا کہ تم لوگ سچ کہتے تھے کتاب قتل اسد کا حکم نہین دیتی لہذا ان دونون کو لیجاکر گنبد نور مین قید کردو اور دروازے شہر ناپرسان کے جو طلسم ظاہر کی طرف ہین انکو مین سحر کرکے نظر مردم سے پنہان کیے دیتا ہون کہ کوئی شخص میرا سحر باطل کرسکے گا نہ وہ در ظاہر ہونگے پھر کس طرح سے کوئی عیار اونکا مددگار آسکے گا جو انھین چھڑائیگا یہ حکم سنتے ہی کئی لاکھ ساحران غدار بیوفا و بے شرم و شریر و مردم آزار نے قید سحر کی اسد اور مہ جبین کے جسم پر پہنچائی اور مار سرخ و سیاہ ہاتھ پاؤن مین سحر کے لپیٹے اور لیکر روانہ ہوے اور شہر ناپرسان مین جب آئے تمام مرد و زن رعایا اُس شہر کی قیدیون کی تماشائی ہوئی اور کہتی تھی یہ وہی سرکش ہے جسنے طلسم مین آفت برپا کر رکھی ہے الحاصل گنبد نور مین طلسم بانان

کی جانب ایک حجرۂ تنگ و تاریک میں اون دونوں شمع انجمن خوبی کو مقید کیا اور کسی ساحر ساحرون کا پہرا مقرر ہوگیا اور افراسیاب نے سحر کر دیا کہ دروازے طلسم ظاہر کی جانب کے سب مخفی ہوگئے اور دریا سے خون رواں ہر طرف بہنے لگا یہاں تو یہ کچھ بند و بست ہوگیا لیکن لشکر مہرخ میں صبح کو سب سردار واسطے لینے ملکہ کے عیش محل کی طرف چلے اس عرصہ میں وہ حبشن اور کنیزیں جنکو عیار بچیاں بیہوش کر گئیں تھیں ہوشیار ہو کر طرف محل کے چلیں کہ اس سمت سے ملازم بھی تھیں سکے روتے پیٹتے آئے بہار و نافرمان نے پوچھا کیا ہوا سب نے عرض کیا کہ ملکۂ عالم اور شہزادہ دلآرا کو بستر خواب پر سے کوئی اٹھا لے گیا یہ ماجرا سنکر تمام سردار رونے لگے اور سارے لشکر میں کہرام پڑ گیا عمرو و غوغاے مردان سنکر جو صحرا سے آیا یہ سانحہ جانگزا سنا آکر عیش محل میں پتہ لانا پایا صرصر اور صبا رفتار کے پاؤں کا نشان پایا کیا اور ملکہ مہرخ شہزادے کو صرصر لے گئی ہے مہرخ نے سمجھا کہ افراسیاب انھیں زندہ نہ چھوڑیگا پھر تو عجب طرح کا ایک تلاطم لشکر میں برپا ہوا اور مہرخ کہتی تھی کہ نظم

اے شمع دہر تو کہاں ہے | نظروں سے مری کدھر نہاں ہے
کس طرف گیا کہاں ہے مشغول | کیوں یاد مری سے گئی بھول
کس درد میں مبتلا ہے افسوس | کیا ہو گیا حال کیا ہے افسوس
اے وائے گیا ہے تو کدھر کو | بھیجوں میں کسے تری خبر کو
ہے دیو وہ یا کوئی بلا ہے | تجھکو اٹھا کے لے گیا ہے
ڈھونڈھوں کہاں تجھکو اے دلآرا | دیکھوں میں اب تجھے میں کیونکر
وہ حسن و شباب تیری صورت | وہ تیری شجاعت اور قوت
کیونکر مرے دل سے بھولے اے دلآرا | کس طرح نہ ڈھونڈھتی پھروں ہائے
دوری سے تری میں جان بلب ہوں | در حالت نزع میں اجل طلب ہوں
عالم وہی دو ہی روز و شب ہے | اک تو ہی نہیں یہ کیا غضب ہے
روتی ہوں گلے سے لگ کے دل کے | وہ شخص جو بیٹھے میں دل کے
کچھ تجھکو خبر نہیں کہ اے یار | دل خستہ و جان خستہ و زار
ہیں ہی شکنج گنج مہرخ | تجھ بن ہوں اسیر رنج مہرخ
موت آتی نہیں کہ کاش مر جاؤں | برق آگرے کاش مجھ پہ جل جاؤں

آئی نہ ہیں یہاں نزیطن باور | جو آئی نہ آفتیں نہ سر پر
یا ہوتے ہی جان دے گذرتی | جیو ہون نہ سسک سسک کے مرتی

اسوقت ملکہ ناقرمان نے آنچل رو کے مہرخ پرسے ہٹا یا اور کہا اے ملکہ اس فلک بے مہر کا یہی نقشہ ہے اسکے ہاتھ سے کون خوشنود رہا ایسے ایسے کرشمے اسکے بائین ہاتھ کا کرتب ہی کیا کبھی نہین سنا ہی نظم

اک طرفہ شعبدہ ہے طلسم کبود رنگ | اک طرح ہی مزاج فلک مین تو لاکھ جنگ
گو ہین سے کہکشان کے جہان پار جیح ہون | ہر وقت چھیکتا ہی یہ اک تفرقہ کا سنگ
اندازہی فراخ مین پر اسکے زور دست | مطلق نہین کسیکا اسے پاس نام و ننگ

شکوہ فلک تا کجا چاہیے کہ دامن صبر دست استقلال سے چھوٹے سلسلہ شکیبائی نہ ٹوٹے کہ ابیات

کبھی تو یہان ہی نسیم بہار | کہین باد صرصر ہی اور چند خار
کہین کو پلین اور ہتے پڑے | کہین پت جھڑ اور ٹنڈ سوکھے کھڑے
کہین شور مرغو لہ عندلیب | کسی جا پہ ہے نالہ زاغ عجیب
کہین نخل گلشن برو مند ہے | کہین کانٹون سے راستہ بند ہی
کہین طوطیان خوش الحان کی دھوم | کہین شور کرتے ہین یان چغد و بوم
کسی شے کو یان کے نہین اعتبار | خزان کے تصرف مین ہی یہ بہار
نہ گل کو بقا نہ ثمر کو ثبات | کبھی رات سے دن کبھی دن سے رات

بہار نے رو کر بیان کو تمام کیا اور مانند ابر نوبہار کے گریان ہوکر کہتی تھی کہ ای چرخ جفا پیشہ یہ کیا تو نے میرا حال کیا ہی مجھ خانمان آوارہ کو اب کس کا سہارا ہی کہان جاؤنگی کس کی ہو رہونگی نظم

پا برہنہ خار پر مجکو پھرائے دربدر | خاک کے سر پر کیے وا ان گل کا سامان
ابر دریا بار کو برسائے دشت خاک پر | خشک رکھے مزرعہ امید ہر پیر و جوان
ہنس کو موتی چگاتا ہی سدا بے تمیز | پوست کھینچے ہما کا دیکے مشت استخوان
مسل کھینچے دیدہ بینا مین یہ تاریک عقل | پر کرے کحل الجواہر دیدہ چشم سرمہ دان
تا کجا کیجے بیان اس سفلہ خو کا اب مزاج | اک وتیرے پر نہین گاہی چنین گاہی چنان

اسوقت عمرو نے ہر ایک کے اشک حسرت پونچھے اور مہرخ سے کہا کہ تم نے خود نجوم مین دیکھا ہی کہ اسے طلسم کشائی کرے گا آفراسیاب کو مار یگا پھر اس قدر شور گریہ بیجا نازیبا نہین

بجائے ملکہ مہ جبین تخت سلطنت پر رہائی پانے ملکہ تک بیٹھو اور لشکر کو سنبھالو انشاء اللہ عنقریب
اسد رہائی پائے گا وہ جامع المتفرقین ہمکو اُس سے ملائے گا یہ اولاد صاحبقران ہین
ایسے ایسے قران صعب بہت آمیز واقع ہوتے ہین کچھ اسکا غم نکرو افراسیاب اگر شہزادے
کو قتل کرے تو بیابان خود گلیم اوڑھ کر سب کے سر کاٹ ڈالون اب تم توکلت علی اللہ قدم ہمت
بڑھاؤ کچھ وسواس دل مین نہ لاؤ غرض کہ بعد بیخ دغم کے عمرو نے ملکہ مہرخ کو تخت سلطنت
پر بٹھایا کہ جب تک مہ جبین قید سے رہا ہو آپ حکومت کرین مہرخ نے ناچار قبول کیا جیسے
ویسا ہی سامان بپا ہوا سردارون نے نذرین دین تھاپ طبلے پر پڑنے لگین لیکن عمرو
واسطے تدبیر عیاری کے روانہ ہوا اس طرف برق خاطف ایک لاکھ فوج ساحران سے
ابر مین چمکتی ہوئی بڑے تزک و احتشام سے داخل لشکر حیرت ہوئی اور نامہ افراسیاب
کا متضمن بہ گرفتاری اسد و مہ جبین اور بھیجنا برق خاطف کا بہر مقابلہ مہرخ ملکہ حیرت
کو پہونچایا حیرت نے استقبال برق خاطف کا کرایا لشکر کو اتروایا بارگاہ فلک فرسا استادہ
کرائی سامان راحت مہیا کر دیا برق خاطف بارگاہ مین آکر تخت پر مثل برق کے چمکنے لگی
خوف سے عیارون کے ظاہر بصورت اصلی نہ ہوئی جو بارگاہ مین آتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ تخت پہ
بجلی کوند رہی ہے اس حال کی خبر طائران پرندے ملکہ مہرخ کو پہونچائی یہ تدبیر حفاظت لشکر مین
مصروف ہوئی لیکن برق خاطف نے ایک نامہ مہرخ کو اس مضمون کا لکھا کہ اگر تو میرے
پاس آئے تو خطا تیری مین شہنشاہ سے معاف کرا دون ملک و مال دلا دون سرکشی سے باز آ
اطاعت مین گردن جھکا ایک پتلے کو سحر سے نامہ دیا اسنے لاکر مہرخ کو دیا اسنے نامہ پڑھکر
جواب لکھا کہ او برق خاطف آگاہ ہو کہ عمرو سر بریدہ جادوگران ہے عیارون سے ہر ایک
ساحر پناہ مانگتا ہے تجھے چاہیے کہ فرمانبرداری شہنشاہ عمرو کی اختیار کر ورنہ اپنی سزا اپنے کنار
مین دیکھے گی پتلے نے نامے کو جواب لاکر برق خاطف کو پہونچایا یہ پڑھتے ہی مثل شعلہ جوالہ
کے اسی وقت لشکر مہرخ کی طرف چلی اسکے لشکر نے جو آتے جاتے دیکھا قرنا اور نفیر سحر بجائی
اور بہ عجلت تمام طائران سحر پر سوار ہو کر ساتھ ہوئے اسکے آنے کی خبر مہرخ نے سنکر جلد
اپنے لشکر کو ترتیب دیا اور سب فوج کے سردار سوار ہوئے اور آکر مقابل برق خاطف کے
ٹھہرے برق خاطف نے چمکنا شروع کیا نامی ساحرون نے سحر کر کے چالیس سپرین
سر پر سایہ کین سب دیکھتے ہین کہ گھٹا چھائی ہے بجلی کوند رہی ہے لشکریان مہرخ پر چمک چمک کر

گرتی ہی کہ خرمن ہستی اُنکا جلا کر خاک کرتی ہی عجب غوغا دونون لشکرون مین برپا تھا سحر چل رہا تھا
لاش پر لاش گرتی تھی رن کے کھیت ہرے بھرے تھے تار نفس کے چھوٹے کشاکش سے پڑے تھے
شام تک ہزارون ساحر نامی رہرو ملک عدم ہوے قریب شام برق خاطف پکاری کہ
ای عمرو تو نے اپنے غضب کا مین نے تجھے دکھایا ہی اسوقت تو پھری جاتی ہون کل تم سب کا
نقش ہستی مٹا دونگی بے گور و کفن خاک مین ملا دونگی یہ کہکر طبل بازگشت بجوا کر پھر آگئی
عمرو بھی رنجیدہ و دل کبیدہ بارگاہ مین داخل ہوئی لشکر پھرا ایک کے دل مین خوف
زیادہ پیدا ہوا بزدلے بھاگ گئے بہادر دعا کرتے تھے نظم

خداوندا بگردانی بلا را	زبون گردان زبردستان ما را
بحق آن دو گیسوی محمد	ازین آفت نگہدار ایش ما را

ادھر عمرو نے واسطے عیاری کے چلا لشکر برق خاطف کے قریب پہونچا دیکھا لشکر حیرت
سے کچھ فاصلے پر قریب ایک دریا کے فوج اُتری ہوئی ہی عمرو نے صورت ایک نوجوان کی بنا کر دریا
مین اُترا اور غوطے لگانے لگا اتفاقاً ایک خدمتگار برق خاطف کا ادھر آ نکلا اُسنے عمرو سے
پوچھا کہ میان کیا دریا مین سے کیا نکالتے ہو عمرو نے کہا جو قدر پیدا ہوتا ہی کوڑی پیسہ روپیہ
وہ مل جاتا ہی اُسنے کہا ہم بھی پیسے پھینکین تم نکالو گے عمرو نے کہا ہان خدمتگار نے پیسے پھینکے
عمرو غوطے لگا کر نکالنے لگا جب پیسے ہو گئے خدمتگار نے کہا اب کل آنا آج ہم جاتے ہین ہماری
نوکری کا وقت ہی برق خاطف ہی جوان اسوقت مین کی میری تلاش ہوگی یہ کہکر چلا عمرو
بھی دریا سے نکل کے اُسکے ساتھ ہوا اور کہا آج یہ تماکو بجوان مین عطر تماکو ایسا بنا ہی اگر پسند
آجائے تو مین تمھین دکان بتلا دونگا اُسنے تماکو لے لی عمرو نے کہا سونگھو کیا خوشبو ہی اُسنے
سونگھی چھینک آئی اور بیہوش ہوا عمرو اُسکے کپڑے پہنکر اور اُسی کی ایسی صورت بنکر بارگاہ
برق خاطف مین آیا دیکھا تخت پر ایک بجلی کوند رہی ہی عمرو نے پکار کر کہا حضور حاضر ہی
یہ صدا سنکر وہ بجلی ٹھہری اور پرا کھٹا ہو کر تخت پر ایک عورت سنہرے بدن کی آکر بیٹھی جسم
اُسکا اس طرح چمکتا تھا کہ جیسے سورج کی جوت ہوتی ہی عمرو نے پیچوان لا کر سامنے لگایا وہ
عمرو کو بغور دیکھنے لگی اوسوقت عمرو نے وہ شیشہ کہ جسے نکالا ہی ہوشیار کو قتل کر کے
پایا تھا اور اس مین سے پانی چلو مین لیکر ایک چھینٹا برق خاطف کے مارا کہ یہ بیہوش ہو جائے
مگر ہی لیکن جس تخت پر یہ بیٹھی تھی وہ اسکے بیہوش ہوتے ہی اُڑ کر طرف فلک کے چلا گیا عمرو

حیران ہو کر بھاگا اور صرصر سے آکر کہا کہ برق خاطف مع تخت کے اڑ گئی یہ سنتے ہی صرصر
نے نقیر سحر بجائی سب فوج تیار ہوئی سب کو لیکر لشکر برق خاطف پر آگری وہ لوگ غافل پڑے
ہوئے تھے اول ہی حملے مین ہزارون مارے گئے باقی ہو کر لڑنے لگے سحر چلنے لگا ہر طرف سے
فوج گھر آئی شور بگیر و بہ بند کا بلند ہوا اژدرہا اژدر آتش فشان ایک ایک ناریخ اور ناریل ہر ساحران
کے نکل کے فوج کو نگلنے لگا صدہا تیر مثل شہاب ثاقب کے چمکتا ہوا فلک پر سے گرتا تھا اس ہنگامہ
قیامت خیز کی خبر ملکہ حیرت سنکر سوار ہوئی اور آکر لشکر صرصر کو روکنے لگی کہ نظم

ہوئے جسم دم علم شمشیر و بازو
دو دستی پٹا جو تھنے نے زانو
پیاں گرد دلن رکابون کا ہوا جوش
سر خورشید سے بھی اڑ گیا ہوش
سنان نیزہ کا شعلہ تھا یہ تیز
کہ شاخ اسکی ہوئی تھی شاخ گلریز
دل ہر سنگ برق تیغ سے آب
صدا سے کرنا سے کوہ سیماب
بھری ایسی تھی سیہ سر مین باد
کہ مرغ آسمان کرتا تھا فریاد
شرر افشان تھے یہ گوپال و شمشیر
کہ خاکستر ہوا تھا بیشہ شیر
ہوا تھا موجہ خون سے جو تر زمین
کہ زین کیا دامن صحرا تھا رنگین

برق خاطف کا لشکر بہت کام آچکا تھا اور غفلت مین جو ابر سحر کی مار پڑنے لگی لیس تاب
نہ لائے اور بھاگے ہر چند کہ حیرت نے لڑائی کو سنبھالا لیکن جب برق خاطف کی فوج
بھاگی لشکر حیرت بھی پسپا ہوا اور اسوقت حیرت نے طبل امان بجوایا اور صرصر
کو بھی حیرت کا خوف تھا یہ بھی پھری لشکروں نے کمر کھولی سب نے عمرو کی بہت تعریف
کی ہنگامہ یہ لشکر کا کم ہوا لیکن تخت برق خاطف کا اڑتا ہوا باغ سیب مین پاس
افراسیاب کے آیا افراسیاب نے سحر دور کرکے اسکو ہوشیار کیا اور کتاب سامری دیکھی
حال معلوم ہوا کہ پھر بھی سحر نے اسے ذلیل کرایا پینے شیشہ آب سحر سے عمرو نے اسکو مار ڈالا
ہوتا ساحرہ زبردست تھی اسکے پھر اسکو اٹھا لائے ادھر برق خاطف ہوشیار تو ہوئی مگر
آب چشمہ سامری کا اسنے چھینٹا کھایا تھا اسوجہ سے بیمار ہو گئی اور رخصت ہو کر اپنے گھر کیطرف
گئی افراسیاب نے اسوقت پتلا سحر کا بھیج کر دوسری برق کو طلب کیا کہ نام اسکا برق
محشر ہے جب پتلے نے آیت ہی وہ پڑھ کے کر فوج سے مع اپنے فرزند ارجمند رعد جادو
کے خدمت شاہ مین حاضر ہوئی افراسیاب نے کہا اے برق محشر تم جا کر شراکت ملکہ

حیرت کی گرد اور فوج مخالف سے لڑے یہ حکم پاکر برق محشر ایک لاکھ ساحر لیکر روانہ ہوئی اور تھوڑی دیر میں غائب ہوا خیمہ ڈیرا لدگیا بڑی اولوالعزمی سے چمکتی ہوئی برق شعلہ بازی کرتی چلی **نظم**

وہ لشکر اور سرداران لشکر	چلے سب کے عقب مانند اژدر
سمک تک تھا سواران کا یہ اسلوب	کہ وہ میدان تھا تختۂ مکتوب
وہ رایت مختلف تھے جنکے الوان	فرنگستان ہوا انسے بیابان
قیامت شور محشر برپا سو تھا	کہ طوفان سے تلاطم وہ فزون تھا
ہوا تھا نہر گون وہ زمین خون	زمین کیسی سپہر اسپہ تھا گردون
جنود اسکا کران سے تا کران تھا	نگہ لشکر کو وہ ریگ روان تھا

غرضکہ بعد قطع منازل لشکر اسکا قریب لشکر مہرخ کے کہ وہان سے دو منزل کا فاصلہ اردوے مہرخ کا ہوگا آکر پہونچا اور صحراے سبزہ زار میں ایک باغ نہایت پرتکلف تعمیر تھا وہان اتراکیس لیے کہ طلسم میں ہر ایک مقام پر افراسیاب نے اپنی سیرگاہ اور باغات بناے ہین برق محشر اس باغ مین اتری لیکن یہان سے قریب ایک کوہ پرشکوہ ہے کہ وہان کی مالک ایک ساحرہ ہے یاران جادو نام کہ حسن وجمال میں اپنا عدیل ونظیر نہین رکھتی ہے بہت سے ساحر اسپر شیفتہ اور دلدادہ ہین منجملہ اونکے رعد جادو فرزند برق محشر کا بھی اس آفت روزگار پر عاشق ہے جب لشکر اوس جگہ برق محشر کا اترا رعد جادو واسطے دیکھنے اپنی معشوقہ پری پیکر کے روانہ ہوا اور اوسکے مکان پر جب پہونچا ایک ساحرہ اوسکی ملازم کو بلواکر بہت کچھ زر وجواہر دیکر اس بات پر اوسے آمادہ کیا کہ وہ یاران جادو کو بالاے بام لیکر آجائے تاکہ ہم تماشا دیکھے

آسمان اور زمین کا ہے تفاوت ہرچند	اے صنم دور ہی سے چاند سا مکھڑا دکھلا

نظارۂ جمال عاشق زار بعد وصال کرلین وہ ساحرہ گئی اور کسی بہلانے سے یاران جادو کو کوٹھے پر لے کرآئی رعد اوسکی صورت زیبا کے دیکھنے مین محو ہوا اسوقت یاران کے اور چند عاشق آگئے اور رعد کو زیر قصر معشوقہ دیکھکر آتش رشک مین جلے اور ایسا سحر کیا کہ رعد غفلت مین گر کر گنگ ہوگیا انھون نے گرفتار کرلیا اور مشکین باندھکر لے چلے کہ اسکو کسی جنگل مین چل کر مار ڈالین کس لیے کہ یہان سے قریب اسکی مان برق محشر اتری ہوئی ہے یہان قتل کرنا اسکا اچھا نہین یہ سوچکر رعد کو لیکے چلے یہ ساحر تو اسے لیے جاتے ہین

لیکن عمرو بارگاہ سے نکل کے صحرا میں آیا اور دل سے کہتا تھا کہ برق خاطف ہواگ
گئی ہے یقین ہے کہ افراسیاب کوئی اور بلا بھیجے گا اسی فکر میں تھا کہ دو تین ساحروں کو دیکھا
کہ ایک نوجوان کو گرفتار کیے لیے جاتے ہیں عمرو نے خیال کیا کہ اس مجرم کو اگر رہا کرو شاید
احسان مند ہو کر ہمارا شریک ہو آثار عظمت اسکے چہرے سے ظاہر ہیں یقین ہے کہ کوئی ساحر
نامی ہے یہ تصور کر کے ایک درے میں پہاڑ کے ٹھہر کر دیو جامہ کہ جو ساعت رنگ اسکا دمبدم بدلتا ہے
نکال کر پہنا اور پنتو سے کے دونوں سر اپنی تو چھپا کر سر کے اوپر لگائے اور کئی ہاتھ بنا کر لٹکائے
سروں میں کئی گلی خوشہ تھے کہ جو منہ سے زبانیں مثل مار سیاہ کے باہر آتی تھیں اور دود زرد
اپنے جسم پر ملا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہر بن مو سے شعلہ آگ کا نکلتا ہے جب اس صورت سے تیار
ہو چکا سفید مہرہ لیکر بجایا اس مہرے کی صدا سے دیو ناچنے لگتا ہے ساحر جو مجرم جادو
کو لیے جاتے تھے وہ صدا سے چونک کر پاگل ہوئے اور خوفناک ہو کر دیکھنے لگے کہ سامنے
سے عمرو نمایاں ہوا انھوں نے دیکھا کہ ایک شخص مہیب صورت دیو سردار کہ جسکے جسم سے
آگ نکلتی ہے اور جامہ اسکا کبھی سرخ اور کبھی نیلا اور کبھی سیاہ اور گاہے سبز اور زرد وغیرہ ہوتا
ہے ہماری طرف آتا ہے سب ساحر مارے خوف کے سجدے میں گر پڑے اور عمرو پکارا کہ ہم
عزرائیل ہیں ملک الموت خداوند لقا وہ ساحر یہ صدا سنکر تھر تھر کانپنے لگے اور پوچھا کہ
آپ کیوں تشریف لائے ہیں عمرو نے کہا تم اس گنہگار کو قتل کرنے لیے جاتے ہو میں اسکی روح
قبض کرنے آیا ہوں اور تمہاری بھی عمر تمام ہو چکی ہے عنقریب تم سب کی بھی روح قبض کرونگا
ان ساحروں نے منت عرض کیا کہ اے ملک الموت خداوند کوئی تدبیر ایسی فرمائیے کہ ہم ابھی
نہ مریں اور کچھ زمانے تک تو زندہ رہیں عمرو نے کہا کچھ خیرات کرو شاید خداوند کو رحم آئے
انھوں نے جو کچھ مال اور جواہر اپنے پاس رکھتے تھے وہ عمرو کے حوالے کیا عمرو نے ایک
سیب نکال کر انھیں دیا کہ اسکی ایک ایک قاش کھاؤ عمر بڑھ جائیگی ان سب نے سیب لیکر
کھایا ایک لمحہ میں بیہوشی نے تاثیر کی کہا اے ملک الموت ہمارا جی سنسناتا ہے عمرو نے کہا عمر تمھاری
روز افزوں ہوتی ہے غرضکہ دم بھر میں وہ سب بیہوش ہوئے عمرو نے خنجر لیکر سب کے سر
جدا کر ڈالے غلغلہ اور شور برپا ہوا ابر جادو جو زور سحر گرد گرد تھا انکے مرنے سے گیا
اور سناٹا ہوا جب شعلہ آتش گئے اور غل و شور ساحروں کا دفع ہوا اس نوجوان نے عمرو کو گھورنا شروع
کیا عمرو نے کہا میں نے تیری جان بچائی ہے اور تو مجھے گھورتا ہے اس نے کہا آپکا نام کیا ہے کہا

فرشتہ قدرت رعد نے کہا اے ملک قدرت مجھے اِن ساحرون نے غفلت مین گرفتار کرلیا ورنہ
مین فرزند برق محشر کا ہون بزور سحر زمین مین غرق ہوکر حریف کے برابر نکلتا ہون اور مثل
رعد کے اِس طرح چیخ مارتا ہون کہ ساحر کا سر پھٹ جاتا ہے اور جو بڑا زبردست ساحر ہوتا ہے اگر
اُسکا سر نہین پھٹتا تو بیہوش ہوجاتا ہے ماں میری ابر سے بجلی کی طرح گرتی ہے اُسکو دو ٹکڑے
کرتی ہے لہذا ہم دونون کو افراسیاب نے بمقابلہ خرخ بھیجا ہے جاکر سب کا ہم خاتمہ کردینگے
جب عمرو نے یہ ماجرا اُسکا دل سے تصور کیا کہ خوب ہوا جو تم اسکو مل گئے ورنہ بڑی مصیبت
پڑتی اب اِسے بھی ہلاک کرو عمرو کو یہ فکر ہو رہی تھی کہ یکایک ابر پیدا ہوا اور برق محشر لیے فرزند
کو ڈھونڈھتی ہوئی بڑے جوش و خروش سے عنقریب آکر پہونچی کس لیے کہ جب اسنے رعد کو
مقام فرودگاہ مین نپایا خیال کیا کہ لشکر حریف قریب ہے ایسا نہو کہ کوئی عیار اُسکے مار ڈالے
الحاصل جب عمرو نے برق محشر کی آمد دیکھی گلیم اوڑھ کر غائب ہوگیا۔ رعد کو یقین
واثق ہوا کہ یہ ملک قدرت خداوند تھا اور ادھر برق محشر اپنے بیٹے کو بیچانکر زمین پر اُتری
اور عورت بنکر فرزند کو گلے سے لگایا ساحرون کی لاشین پڑی ہوئین دیکھکر حال پوچھا کہ
انھین کس نے ہلاک کیا۔ رعد نے جملہ کیفیت اپنی گرفتاری کی اور آنا ملک قدرت کا بیان
کیا اور کہا ابھی وہ یہان کھڑے تھے آپ کو آتے دیکھکر چلے گئے برق محشر نے کہا
وہ بڑا کم نصیب تھا جو چلا گیا اگر میرے سامنے آتا تو دامن اُمید اُسکا گوہر مقصد سے مالا مال
کردیتی رعد نے کہا وہ فرشتہ قدرت ہین اور یکایک کھڑے کھڑے غائب ہوگئے شاید ابھی
یہان تشریف رکھتے ہون مین پکارتا ہون یہ کہکر پکارا کہ اگر آپ یہان ہون تو ہم پر کرم فرمائیے
امان جان سے ملیے عمرو نے یہ صدا سنکر گلیم اُتاری اور ظاہر ہوا برق محشر نے بھی تعظیم
جھککر تسلیم کی اور عرض کیا کہ آپ ہمارے محسن ہین ہمارے لڑکے کو آپکی وجہ سے خداوند
سامری نے دوبارہ خلعت حیات عنایت فرمایا چاہیے کہ میرے غریب خانے پر حضور قدم رنجہ
فرمائین جہان مین فروکش ہون وہان چلین جو کچھ مجھ سے ہوسکیگا آپ کی خدمت کرونگی
عمرو نے کہا کیا مضایقہ برق محشر نے کچھ سحر پڑھا کہ ایک تخت جواہر نگین اُڑتا ہوا آیا اُسپر
عمرو اور رعد کو سوار کیا اور برق محشر اُسی طرح بجلی بنکر چمکتی ہوئی ساتھ چلی یہانتک
کہ مقام فرودگاہ پر اپنے لائی عمرو باغ پر بہار مین اُترا دیکھا اس جگہ ہر سمت درختہاے میوہ دار
لگے ہین شجر میوے پھلے ہین کہ ابیات

زمین کا کرون کیا مین وانکی بیان | کہ صندل کا اک پارچہ تھا عیان
بنی سنگ مرمر سے چوپڑ کی نہر | گئی چار سمت اُسکے پانی کی لہر
قرینے سے گرد اُسکے سرو سہی | کھڑا ایک دور و در اُس سے سیب و بہی
چمن سے بھرا باغ گل سے چمن | کہین نرگس و گل کہین یاسمن

باغ مین قصر عالیشان بنا ہی اُس مین ہر ایک چیز نایاب زمانہ ہی عمرو کو برق محشر نے مسند پر بٹھایا کشتیان پُر از زر و جواہر حاضر کین اور عرض پیرا ہوئی کہ یہ حضور کے لایق نہین ہین لیکن براہ کرم انھین قبول فرمایئے اور یہ بھی بتلایئے کہ آپ کا نام کیا ہی عمرو نے کہا مین بتلا چکا ہون کہ میرا نام فرشتہ قدرت ہی پھر پوچھنا بیکار ہی یہ سنکر برق محشر نے صندوقچہ اپنا منگا کر ورق جمشیدی نکالے اور اُن مین دیکھا کہ یہ شخص فرشتہ قدرت ہی یا کوئی اور یہ اُس اوراق مین نکلا کہ یہ عمرو عیار ہی مہرخ کا طرفدار ہی اپنے تیرے بیٹے کی جان بچانے کو یہ صورت بنائی ہی کچھ دیکر اسے رخصت کر دے ورنہ کچھ فتور کریگا اور اگر بن پڑے تو مار ڈال کہ بڑا مکار ہی یہ حال دیکھکر برق محشر نے نگاہ غضب عمرو کی جانب دیکھا عمرو نے کہا اب تیری بھی شامت آئی ہی جو گھورتی ہی مین نے تیرے ساتھ کیا برائی کی ہی مثل مشہور ہی نیکی برباد گنہ لازم برق محشر نے جواب دیا کہ مصرع جنکو سمجھے تھے مسیحا وہ ہلاکت نکلے + تیرا نام عمرو ہی خوب اُسوقت بتقاضاے سن صاف دھوکا دے رہے ہین مجکو یانیک کھلا + مجھے فریب مین تو نے پایا ای دشمن شہنشاہ اب کہہ کہ تیرا کیا حال کرون عمرو نے کہا دیوانی ہی یہ کہہ کہ سمجھی ہی اسوقت اب جو تجھ سے ہو سکے قصور و کوتاہی نکر برق محشر نے کہا تو نے مجھپر احسان کیا ہی کیا تیرے ساتھ بدی کرون مجھسے یہ زر و جواہر جو تیرے سامنے رکھا ہی لے اور چلا جا عمرو نے کہا چلے نہ جائین گے تو کیا تیرے یہان رہنے آئے ہین یہان تو عمرو سے باتین ہو رہی تھین لیکن اُدھر افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی کہ برق محشر پر کیا گذری کتاب مین نکلا کہ برق محشر نے عمرو کو اپنے مقام پر لاکر مسند پر بٹھایا ہی زر و گوہر پیشکش کیا ہے باتین کر رہی ہی یہ معلوم کرتے ہی آگ ہوگیا اور مخمور سرخ چشم اُسکی معشوقہ بہن خمار کی نازو ادا پاس بیٹھی تھی واضح ہو کہ خمار اور مخمور مثل بہار کے معشوقہ افراسیاب ہین لیکن ان دونون نے بھی بخوف ملکہ حیرت کے وصل منظور نہین کیا ہی اور ساحرہ بے بدل ہین غرض کہ مخمور کو افراسیاب نے غصے مین حکم دیا کہ ملکہ برق محشر قریب شاہرخ ایک باغ مین عمرو کو لیے بیٹھی ہی

تم جاکر عمرو کو گرفتار کر لاؤ اور اگر برق محشر کچھ بولے تو اُسے بھی سزا دینا مخمور نے یہ حکم پاکر
سحر کرکے اُڑی اور بعجلت تمام برق محشر کے پاس پہونچی اُسنے بڑی تعظیم و تواضع کرکے اُسے بٹھایا
لیکن مخمور نے ڈانٹا کہ اے برق محشر دشمن کو تمنے لاکر مقام عزت پر بٹھایا ہے شہنشاہ کو غصہ
آیا ہے خیریت اِس مین ہے کہ عمرو کو گرفتار کرکے لے جانے دو رفع شر کرو ورنہ آفت آئیگی جان
پر بن جائیگی برق محشر نے کہا اے بہن عمرو نے میرے لڑکے کی جان بچائی ہے میرے دین
و ایمان سے بعید ہے کہ اسے اسوقت کسی آفت مین مبتلا کرون مخمور نے کہا بی بہن خواہ افراسیاب
کو دیکھو اسوقت دھرم دین سب طاق پر رکھو کیون ناحق اپنے تئین برباد کرو گی اور تم اگر
اِسکی نسبت اپنی جان بھی کھو دو مگر مین حکم عہد ولی شہنشاہ کی نکرون گی اِس عمرو کو گرفتار کرکے
لیجاؤن گی اُسوقت کہ برق محشر اور مخمور سے تکرار ہو رہی تھی عمرو نے قابو پاکر اُسی شیشہ
سے جو ہوشیار سے پایا تھا پانی لیکر ایک چھینٹا مخمور کے منہ پر مارا کہ یہ بیہوش ہو کر گری اور
عمرو خنجر کھینچ کر دوڑا کہ فی الفور ایک پنجہ پیدا ہوا اور مخمور کو اُٹھا لے گیا برق محشر نے
کہا اے عمرو اب تم جاؤ یہان سے چلے جاؤ اور مین بھی طلسم مین کہین جاکے چھپونگی افراسیاب
اب دشمن ہو گیا جہان پائیگا مجھے مار ڈالے گا تمنے غضب کیا جو مخمور پر دست اندازی
کی عمرو نے کہا اے برق محشر مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است ۔ اور تم کہین
کیون جاکر پوشیدہ ہو میرے ساتھ لشکر مہرخ مین چلو اور بہ آرام تمام بسر کرو تمنے آجتک
دیکھا جو کہ ہمارے شریک ہوئے بفضلہ تعالےٰ زندہ و سالم آپ کے ساتھ موجود ہین
اور انشاءاللہ چند روز مین طلسم فتح ہوگا ہمارے شریک جو ہین مع اُنکے مراتب پیش
صاحبقران دیکھنا اور بالفرض تمھارے نزدیک ہم لوگ افراسیاب سے مغلوب بھی
ہو جائینگے جب بھی یہ تصور کر لو کہ جو تمھارا حال ہوگا وہی ہمارا حال ہوگا مگر انشاءاللہ تعالیٰ وہ نوبت بھی
وارد آئیگی تم جاؤ جو میرے نزدیک بہتر تھا وہ بتلا دیا برق محشر نے کہا خواجہ
چلو ہم تمھارے شریک ہوئے بھاگنے اور چھپنے سے یہی بہتر ہے کہ لڑ بھڑ کر اپنی جان دین
اور حوصلہ دل کا نکال لین خیر بسم اللہ یہ کہکر اُٹھ کھڑی ہوئی لشکر کو حکم دیا کہ نقارہ
کوچ کا بجے جب حکم طبل سفر بجا خیمہ ڈیرا لدا برق محشر تخت پر سوار ہوئی عمرو کو برابر بٹھایا
اور رعد کو ہمراہ لیکر سمت لشکر مہرخ بڑے کر و فر سے چلی لیکن یہان مخمور جب ہوشیار ہوئی
اُسنے عرض کیا کہ مین برق محشر سے عتاب و خطاب کر رہی تھی کہ عمرو نے چھینٹا پانی کا مارا

بیہوش ہو گئی افراسیاب نے یہ ماجرا سنکر کتاب سامری کو دیکھی معلوم ہوا کہ شیشہ آب سحر کے اسے بھی عمرو نے بیہوش کیا تھا اور اب برق محشر شریک اسکی ہو کر طرف لشکر مہرخ کے گئی یہ معلوم کرکے دستک دی ایک چیلا پیدا ہوا اسکو حکم دیا کہ برق لامع کو بلا لا چیلے نے جا کر اسکو خبر دی برق لامع حسب الطلب حاضر ہوئی افراسیاب نے حکم دیا کہ تم جاؤ لشکر مہرخ کی طرف برق محشر جاتی ہے اسکو گرفتار کر لاؤ اور لشکر مہرخ کو برباد کردو برق لامع بڑے تزک و احتشام سے ایک لاکھ ساحر اپنے ملازم ہمراہ لیکر چمکتی ہوئی روانہ ہوئی اور اثنائے راہ میں اسنے خیال کیا کہ برق محشر لشکر مہرخ میں تو جاتی ہے پھر اثنائے راہ میں روکنا بیکار ہے اسکو وہیں مع اسکے رفیقوں کے گرفتار کرو اس میں دوہری محنت بھی نہ پڑیگی اور ناموری بھی زیادہ ہے یہ سوچکر اوسی سمت چلی اور بعجلت تمام راہ طے کرکے قریب لشکر حیرت پہونچی حیرت نے استقبال کیا بارگاہ استادہ ہوئی لشکر اترا برق لامع بارگاہ میں دن بخوف عیاران نکلی نہیں رہی جب پچھلا پہر دن باقی رہا اور مشعل مہر بزم گردون میں گل ہونے لگی اور شمع انجمن افروز ماہ کی روشنی محفل کائنات میں ہوئی نظم

ہوا دریائے مغرب میں فرو مہر
کہ گرد آلودہ ہو دھوئے ذرا چہر
اوڑا ایسا غبار لشکر زنگ
کہ تھا دشت جہان کیسے کا ہمرنگ

برق لامع بارگاہ میں ظاہر ہوئی اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے بموجب حکم نقارہ رزمی پر چوب پڑی تہلکہ لشکر میں پڑ گیا طائران سحر نے جاکر مہرخ سے عرض حال کیا یہان بھی نفیر سحر بجی اب تیاری اسباب جدال و قتال دونون لشکرون میں شروع ہوئی کہ نظم

جو تھے اس جا پہ شایان ایالت
لگے کرنے وہ تدبیر شجاعت
کیے تیار ہر اک نے ناچخ
کہ پہونچے اس سے دشمن کو بہت رنج
ہر اک تھے اپنے فن میں ایسے کامل
کہ سحر ساحری کرتے تھے باطل
معاذ اللہ جو وہ ہوئین غضبناک
نظر آئین فلک بھی اک کف خاک

چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جسوقت کہ دارالامارہ مشرق سے شاہ زرین کلاہ نے برآمد ہوکر سریر سپہر پر کروفر تمام جلوس فرمایا اور دارای ظلمت سامنے سے رو بفرار لایا کہ نظم

اٹھی محفل سے جب شمع شبتاک
گریبان سحر آیا نظر چاک
فلک پر شاہ خاور کا عمل تھا
روان لشکر پئے جنگ و جدل تھا

برق لامع ابر سحر مین چمکتی ہوئی ایک لاکھ ساحر ہمراہ لیے اور حیرت بنگاہ بنا نگار مین سوار
جمعیت بیشمار دار دشت مصاف ہوئی اس طرف مہرخ اور بہار وغیرہ فوج لیکر آمین ہر طرف
بوق کی صدا سے گوش فلک کر تھا ساحرون کے غول چلے آتے تھے ایک ہنگامہ شور و شر تھا اول
ابر سحر سا کر بجلیان گرا کر صحرا کو پاک و صاف کیا پھر نقیبون نے نکل کر پکارا رو دکا حوصلہ بڑھایا نظم

شجاعو حملہ لڑنے والو بڑھو	زمانے مین کچھ نام پیدا کرو
نہ دارا ہے باقی نہ کاؤس ہے	نہ گودرز و بیژن نہ یان طوس ہے
وہ شہ کل نہ بہزور نہ شنکاد ہے	فریدون کہان ہے کہان گیو ہے
جہان مین شجاعت سے ہے نام نیک	وہی زندہ ہے جس سے ہو کام نیک

ہان ای نامدار و آج اس میدان کو سرخ رو ہوکر چھوڑنا باپ دادا کے نام کو روشن رکھنا
کنارے ہوئے برق لامع میدان مین آکر تڑپنے لگی اور جو ساحر مہرخ کی طرف کے تھا برق
لامع چمک کر گری کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے اور پھر ابر سے ہوا بجلی کی طرح تڑپنے لگی سب کی
نظر خیرہ تھی کچھ چمک کے سوا دکھائی نہ دیتا تھا آخر پیدا ہوا اب کوئی مقابل ہونے کو نہ گیا
اوسوقت برق لامع صف لشکر پر گری ہزارہا کو جلا یا اور ہلاک کیا ساحران نامی رد
سحر پڑھنے لگے اور ساری فوج مین کھلبلی پڑ گئی اوس وقت مہرخ نے تاج اتار کر درگاہ
کبریا مین محتاج ہوکر استغاثہ کیا کہ نظم

یا فاطمہ بنت مصطفیٰ مدد دے	وے مظہر ذات کبریا مدد دے
بر قصد ہلاکم ست این گبر فوج	اے زوجہ ضیغم خدا مدد دے

تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا یکایک ابر صحرا سے نمودار ہوا اور اس ابر مین نشان لشکر کا چمکتا
اڑتا ہوا نظر آیا ہزارہا ساحر اژدہون پر سوار اور تخت پر برق محشر عمرو کے بڑی رونق سے آئی کہ نظم

ظفر پیکر جو لشکر کا نشان تھا	وہی پشت و پناہ مومنان تھا
سر دامن سے وابستہ ظفر تھی	چمک سے اسکے خیرہ ہر نظر تھی
پئے دشمن ہوا ہے تیر خامہ	لکھون اوس کو مین سطر فتح نامہ
ہزار اک سو جنگ دیدہ مردم فوج	رواں تھی دشت مین ہر سو جیون موج

خلاصہ کلام لشکر برق محشر نے ایک طرف پرا جمایا اور برق محشر نعرہ کرکے بجلی بنکر لشکر
برق لامع کے جا گری ہزار دل کو اسنے بیجان کیا یہ ماجرا دیکھ کر برق لامع حریف پر گرنا

لپکے پھری اور برق مخشر سے جا کر لپٹ گئی اب تو وہ بجلیاں ہر دست ہوا چپٹا بپ کھاتی
نظر آتی تھیں اور سوائے برق کی ترتیب کے میدان میں کچھ دکھائی نہ دیتا تھا ہر بار صدا
یا سامری اور یا جمشید کی ساحر سناتے تھے باجے بجاتے تھے علم ہائے لشکر بلند ہوتے تھے
ڈنکے پر چوب پڑتی تھی وہ دنگا برپا تھا کہ تصور محشر بھی ایسا ہی ہوگا رعد جادو تخت چھوڑ
کر دکر زمین میں بند وسحر غرق ہوا اور برق مخشر گتھی ہوئی برق لامع سے زمین پر گری
اب دونوں بجلیاں زمین پر لوٹنے لگیں اسوقت زمین شق ہوئی اور رعد جادو نے سر
نکالا جہاں برق لامع لوٹ رہی تھی وہیں پر رعد نکلا اور اس طرح کی چیخ ماری کہ جیسے
ہزاروں ہزار بجلیاں ایک بار گریں برق لامع از بسکہ ساحرہ زبردست تھی نہیں تو بیہوش ہو جاتا
لیکن بیہوش ہوگئی اور برق مخشر چیاسے کر اڑ گئی وہاں سے گر گرا کر اور تڑپ کر چاہتی تھی کہ
برق لامع پر گرے لیکن اسکو بھی ایک پتھر اور ہوا سے گیا اسکے لشکر میں رعد نے نکل کے
پھر چیخ ماری کہ بہت ساحروں کے سر پھٹ گئے اور بہت سے بیہوش ہوئے اسوقت برق
مخشر چیاس کر گرنے لگی جسپر گری وہ ٹکڑے ہوا فوج برق لامع کا ایسا ہوا کہ یہ ماجرا دیکھ کر
حیرت نے فوج کے سرداروں کو حکم دیا کہ روکو اسکو ادھر مہرخ آگے بڑھی لشکر حیرت
اور مہرخ آپس میں مل گئے پھر چلنے لگا لیکن رعد مہا مہ زمین سے نکل کر لپٹا ہوا تھا اور
برق مخشر گرتی تھی ایک غل تھا کہ خلقت میں برپا ہوا تھا نا چیخ اور تیغ چلتا تھا کسی طرف سے بہار
تیغ کا ہر بار ظاہر کرکے ساحروں کو دیوانہ کیا تھا کسی سمت سر خسرو نے تیغ کا گل کھلا دیا تھا ستارہ
زلزلہ تھا لیکن باقی جان سے آفت برپا تھی کسی جا تیکل سیل لاشوں پر لاش گرائی تھی نظم

وہ برق شعلہ فگن جس پر گرتی تھی
صفائی فوج دشمن کی ہو رہی تھی

ہو جاتی تھی بھسم خوں میں غرق وہ فوج
ہر اک تلوار کی تھی خون فشاں تیغ

کرتی کھینچ کر ہر ایک نے شمشیر
اٹھایا جسنے سر مارا اسکے تیر

شمشیر صید ابد بنا تھا
جھکائے سر کو ہر سرکش کھڑا تھا

رگ وپے میں وہ خنجر رواں تھا
بنا دستہ عدو کا استخواں تھا

حیرت نے یہ آفت دیکھ کر طبل امان بجوا دیا اور آپ آسمان کی طرف اڑ گئی وہاں سے
چھڑکا کہ دریائے آتش جوش مار کر آیا آسمان کی سمت سے آگ برسنے لگی مہرخ نے بھی طبل
آسایش بجوایا حیرت نے دریا کو ٹھنڈا کیا اور لشکر لیکر پھری مہرخ بھی داخل بارگاہ ہوئی

برق محشر اور رعد جادو نے آکر نذر دی سب سے پہلے مہرخ نے خلعت فاخرہ عنایت
کیا اور رعد کو اپنے گلے سے نو لاکھ روپے کی قیمت کا ہار اوتار کر پہنایا بعدہ اقسری دیا جشن
کرنے کی تیاری ہوئی اور دونوں کی دعوت کی ناچ ہونے لگا شراب کا پیالہ گردش میں آیا
اب یہان تو ہنگامہ عیش و نشاط ہے لیکن جب سمند قلم کی یہین پھیرون عنان کو
حسینہ کی آگے لکھوں داستان یہ لشکر لقا میں علمشاہ مسرور ہوکر عاشق حسینہ جادو
کے ہیں اور بمشورہ بختیارک حسینہ نے حکم طبل جنگ کے بجنے کا دیا تھا غرض کہ ایک روز
جب ضیا بخش عالم یعنی نیر اعظم رونق افروز کاشانہ مغرب ہوا اور وزیر نور آگین نے اسکے لیے
نیر اصغر نے مبارکت سپہر کا انتظام کیا کہ نظم

شام تیرہ ہوئی جو مشک فشان	نور ظلمت میں ہو گیا پنہان
رات جنگل میں بولتی سن سن	کھڑے ہوتے تھے جس سے مو بدن
ہوش رستم کے بھی کرین پرواز	ہر طرف سائیں سائیں کی آواز

لشکر میں لقا کے بنام علمشاہ طبل رزم پر چوب پڑی ہرکارون نے یہ خبر سمع ہمایون شاہ
نصرت نشان بادشاہ لشکر اسلام میں پہونچائی شہنشاہ سعد بن قباد نے نقارہ رزمی بجوایا
دلاور راد رہا و رسامان جنگ کرنے لگے سلاح خانے کھل گئے ہتھیار پسند کرکے نکالے ہر ایک
نے زیب تن فرمائے مرکب کے زین و لجام کو درست کیا تمام رات یہی مشغلہ رہا صبح وقت
کہ سکہ مہر دار العیار مشرق سے ٹکسال بازار فلک میں آیا اور دینار زر کا چلن میں مثال کر رواج پذیر ہوا کہ نظم

شمس کھری آفتاب گردون گرد	ہو گیا مال لب سپہر فیروز
دیکھ کر حال لشکر انجم	ہر کب صحن آسمان پر گم

شاہ اسلام مست سحر سے عیش محل سے برآمد ہوئے سرداروں کا مجرا دسلام ہوا حضرت
جمجاہ مرکب جنگ سیم قرطاس پر سوار ہو کر تخت پر تاج کو رکھ کر کوتل ہمراہ لیکر مع تمامی لشکر
کے وارد میدان قتال ہوئے اُس جانب کو لقا مع علمشاہ اور حسینہ کے مثل بلا کے نازل
ہوا تخت لقا کے برابر مرکب پری پیکر پر علمشاہ سوار تھے انکے پس پشت کل سالار سردار
تھے حسینہ بڑی حسینہ و جمیلہ بنکر آئی تھی سحر سے صورت زیبا بنائی تھی الحاصل میدان کو
درست کیا پست کو ہموار بنایا بلند کو کھود ڈالا پھر صف آرائی شروع ہوئی کہ ابیات

کی نقیبون نے جب صف آرائی	ہو الہ راست رخ مہرخ بنائی

طبل و نقارہ سے بلند آواز	طائر شور بوق در پرواز
سینہ ششدرہ ہوا انبار	قلب لشکر میں تھے کھڑے سردار
دونوں لشکر ہوئے قریب قریب	یہ صدا دی اجل نے ہوکے نقیب
وقت جنگ است جنگ باید کرد	کوشش نام و ننگ باید کرد

بعد صفوف آرائی جدال و قتال علمشاہ نے لقا سے اجازت حرب لیکر گھوڑا اٹھایا اور میدان نبرد میں پہونچکر دلاوران اسلام کو للکارا کہ تم میں سے جسے حوصلہ میری ہم نبردی کا ہو وہ آکر مقابلہ کرے لشکر اسلام سب اس سبب سے رونے لگا اور کہا ہم اپنے شہزادے کو قتل کرنے نہ جائینگے اوس وقت والا اسے دولت آرا سے سواد اعظم ملک ہندوستان و رکن رکین لشکر اسلام دل و جان صاحبقران جانشین امیر یعنی لندھور بن سعدان نے ہاتھی اپنا آگے بڑھایا اور بادشاہ اسلام سے اجازت لی کہ میں جاکر شہزادے کو سمجھاتا ہوں ورنہ سامنے علمشاہ کے آیا علمشاہ نے کہا اے ہندی سپہی غور کی قدر سے تو مجھ سے مقابلہ کرنے آیا ہے اچھا کیا ہنر جنگ یاد رکھتا ہے لا حربہ لندھور نے عرض کیا کہ اے شہزادہ فرخ الاقتدار میری کیا مجال جو آپ سے مقابلہ کروں آپ آقازادے میں ملازم لیکن حضور نے ایک عورت فتنہ شکل مجہ بازاری ساحرہ اور فاحشہ کے لیے لشکر سے اپنے باپ کے لڑنا اختیار کیا ہے افسوس ہے کہ کچھ آپ کو پاس نہ آیا شاہ سے بھی انحراف کیا علمشاہ نے یہ باتیں سنکر غضبناک ہوکر للکارا کہ اے ہندی تو نے اپنی مالکہ اور افسر کے لیے میری ناموس محترم کو گالیاں دیں رہ تو بھی میں تیرا حال کیا کرتا ہوں یہ کہکر ایک تیغہ سر لندھور پر مارا اسنے بطرز چاری ہاتھ کی جھپکی دی کہ تیغہ پھٹ ہوا اوس وقت بند دست پر ہاتھ ڈال دیا علمشاہ نے گریبان میں ہاتھ ڈالا کشاکش کے زور جو ہوئے مرکب گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ گئے دونوں کود پڑے اور دامن گردان آستینیں چڑھاکر باہم لپٹے کشتی شروع ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو شرزہ پیل باہم مست سر ٹکرا رہے ہیں یہ ماجرا دیکھکر حسینہ جادو نے سحر کیا کہ زور و طاقت لندھور کی جاتی رہی جیسے معلوم ہوا کہ ہاتھ پاؤں کا دم نکل گیا اوس وقت علمشاہ نے چاروں شانے چت کر دیا اور مشکیں باندھکر لشکریان لقا کے سپرد کیا یہاں لشکر اسلام کے جہان سردار مقید ہیں وہیں لندھور کو بھی قید کیا اور امیر کو عیار پہلے ہی گرفتار کرکے غار میں بند کر آیا ہے علمشاہ کو روکتا کون تیغہ ٹیک کے صف لشکر امیر پر آ گرے جو سردار کہ قید سے بچے ہیں ناچار وہ لڑنے لگے اور

بادشاہ اسلام نے بھی گھوڑا اٹھایا اور لقا کا لشکر بھی چلا شاہ اسلام نے نعرہ کیا کہ نعرہ

نظم

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس و جم
بن سید سرباز وسے بھنے	کہ اسفندیار مہر دین نبی

دو دو ریائی لشکر آپس میں ملکر شمشیر زنی کرنے لگے اسکے کی چقا چاق اور شور ہائے ہوئے بلند ہوا

نظم

ہوگیا گرم عرصہ گاہ نبرد	مرد آیا مقابل ہر مرد
آہن تیغ شعلہ ریز ہوا	گرم میدان رستخیز ہوا
محو تھے یک دگر دم پیکار	کیا مقابل ہوئی تھی جنت و نار
دم تیغ و خنجر پیچان (؟)	تھے یلان ہر طرف بخون غلطان
بہت انصار دین شہید ہوئے	تھے سعید اور بھی سعید ہوئے
کرکے جام شہادت اک اک نوش	ہوا حوروں سے جا کے ہم آغوش
پر ادھر بھی بہت سے نار پرست	گئے پائین نار دست بدست
صبح سے لیکے تا بہ نیم روز	دم تیغ یلان تھا شعلہ فروز
ہوا ذی حوصلوں کا حوصلہ تنگ	رستموں میں رہی نہ طاقت جنگ

علمشاہ کی رعایت سرداران اسلام کرتے ہیں یعنے انپر زخم نہیں لگاتے ہیں اور وہ انکو ہر ایک کو زخمی کیا ہے اور لشکریوں کو جان سے مارا ہے بادشاہ اسلام بھی انکے ہاتھ سے زخمی ہوئے آخر لشکر نے شکست کھائی اور لوگ بادشاہ کو ہوادار میں ڈال کر بھاگے عیاران لشکر نے جانبازی کرکے ناموس صاحبقرانی کو سوار کر لیا اور ایک پہاڑ پر چڑھ گئے اور سب سردار بادشاہ کو لے کر دامن کوہستان اور شعاب جبال میں متواری ہوئے خیمے ڈیرے بارگاہ وغیرہ سب چھوٹ گئی علمشاہ نے آکر بارگاہ سلیمانی پر قبضہ کیا اور جب کسی کو اپنا ہمنبرد نہ پایا بارگاہ اکھڑوا کر طبل بازگشت بجوا کر پھرے اور کہا کل میں کوہ پر جہاں لشکر اسلام گیا ہے کل وہیں ہی حملہ کرونگا اور ایک تن کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا الغرض لقا زر نثار کرتا ہوا ہمراہ علمشاہ کے پھر کر داخل بارگاہ ہوا لشکر نے کمر کھولی جشن ہونے لگا علمشاہ نے کہا میں بارگاہ سلیمانی لے آیا ہوں میرا عقد حسینہ سے ہو جائے عنقریب سر حمزہ بھی لاؤنگا اور ادھر حسینہ بھی ہجر وصل شہزادہ بیقرار تھی اسنے بھی بختیارک سے کہا اسقدر تامل نہ کرو نکاح میرا کر دو بختیارک نے کہا اے ملکہ تمنے جلدی کرکے کام بگاڑا آخر آج تیاری کردیا کہ عقد

ہوجائے اور اسکے وصل سے تم مسرور ہو یہ سنکر حسینہ باغ مین آئی حکم آرایش و زیبایش اپنے ملازمون کو دیا انھون نے پانی نہرون کا چھلکایا درختون کی سرتراشی کی بارہ دری کو آراستہ کیا سامان نشاط مہیا کردیا کہ ابیات

کی وہ سب جا منقش و رنگین — خوب کی فرش سے وہان تزئین
ہمہ دیبائے روم اور حریر — مخمل و پرنیان پروے سریر
وہان گلدستون سے کہین تھی بہار — کہین آئینہ رونق دیوار
سارے کمرون مین لخلخون کا بخور — اور چراغان کا ہر طرف کو وفور
بید مشک و گلاب سب موجود — اور جلایا تھا مشعلون مین عود
پھر دلھن کا بھی سب جلوس کیا — رونق حجلۂ عروس کیا
پھر تو اس جا عروس ماہ لقا — ہوئی خلوت مین آسیر آرا

اور بارگاہ سلیمانی مین واسطے علمشاہ کے بزم نشاط کو ترتیب دیا طائفے حاضر ہوئے قطعہ

بارگہ تھی وہان جو عالی شان — کیا بزم نشاط کا سامان
تخت نوشاہ کو کیا برپا — تھے نصب جس مین لعل بیش بہا
پہلوے تخت کے یمین و یسار — چار سو کرسی مرصع کار
بیٹھے ان کرسیون پہ غیرت بدر — شاہ و شہزادگان عالی قدر
تھے مغنی لیے سب اپنا ساز — اک طرف مطربان خوش آواز
نغمہ دلفریب ہوتے تھے — مرد و زن ناشکیب ہوتے تھے

علمشاہ خلعت فاخرہ پہن کر سہرا باندھکر دولہا بنے ہوئے تخت پر جلوہ گر تھے جام مے ارغوانی کا دور چلتا تھا ہنگامہ نشاط گرم تھا انکو تو اس مزے مین چھوڑیے لیکن لشکر امیر کا ذکر سنیے کہ بادشاہ حالت زخمداری مین پہاڑ پر بیہوش پڑے ہین اور سرگروہ امرایان سلطنت سب کے سب زخمی ہین جب شاہ کو ہوش آتا ہے فرماتے ہین کہ مجھے گھوڑے کی پیٹھ پر باندھکر لشکر حریف مین جانے دو کہ اس بے عزتی سے لڑنا اور جان دینا بہتر ہے اس کلام سے شاہ کے شور گریہ ناموس امیر مین بلند ہوتا ہے لیکن جب آنکھ بادشاہ کی دوبارہ غش سے کھلی فرمایا کہ ایک عمرو کے نہونے سے لشکر اسلام پر یہ آفت ہے برائے نام سبھی عیار حاضر ہین لیکن کسی سے کچھ نہین ہوسکتا یہ کلمہ ظفر منتظر بن شہستر چالاک بن عمرو کو سنکر برا معلوم ہوا اور

دل سے اپنے مشورہ کیا کہ یا تو چل کر اپنی جان دیدے یا اُس قحبہ حسینہ کو مار ڈال یہ سوچکر لباس
عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوا اور جب لشکر لقا میں پہونچا دھوم علمشاہ کی شادی کی
دیکھی خدمتگار کی صورت بنکر ایک شخص سے پوچھا کہ کس کی شادی ہے اُسنے سب ماجرا حسینہ
کے عقد کا بیان کیا اور کہا حسینہ باغ سے بیاہ کے آئیگی چالاک باغ کا پتا پوچھکر چلا اور
قریب باغ پہونچکر صورت اپنی ایک ساحر کی بنائی گھوسے چندن کے تمام جسم پر لگا کے
بال فتیلہ فتیلہ بٹ کر جٹا میں خاک آلودہ کرکے لٹکائیں سامری و جمشید کی تصویریں کہنی
تک باندھیں تہمد دھوتی باندھکر ایک تختی ماتھے پر سرے کی اس طرح جڑی کہ معلوم
ہوتا تھا گویا پیشانی کا ہے اور اس تختی پر کندہ کیا کہ مصاحب خاص افراسیاب جادو پادشاہ
ہیں ترسول اور مشعل ہاتھ میں لیکر اندر باغ کے آیا جسنے پوچھا کہ آپ کون ہیں کہا افراسیاب کے
پاس سے آیا ہوں لوگوں نے بڑھکر حسینہ سے خبر کی یہ تعجیل عروسی سے باہر نکل آئی اور
استقبال کیا اندر بارہ دری کے لائی کہا تشریف رکھیے چالاک نے کہا ہمیں بیٹھنے کا حکم
نہیں یہ نامہ تمھیں شہنشاہ نے دیا ہے اسکا جواب لکھ دو یہ کہکر ایک نامہ نکال کر دیا حسینہ
نے پڑھا لکھا تھا کہ مرحبا کیا کہنا اے حسینہ تمنے بڑا کام کیا کہ لشکر حمزہ کو برباد کیا ہم باغ
سامری میں سیر کو گئے تھے وہاں سے میوہ تھوڑا لائے تھے سب اپنے ملازموں کو تقسیم کیا
تمھیں تھوڑا سا مکار جادو کے ہاتھ بھیجا ہے اس میوے کے کھانے سے عمر ترقی کرتی ہے
کہ باغ سامری میں بڑی بڑی کرامت ہے تمھیں چاہیے کہ اس میوے کو جس
وقت پہونچے اسی وقت کھانا اور اُن لوگوں کو جو تمھارے مصاحب خاص ہوں میوے کے
کھاتے وقت رکھ لینا باقی اور سب کو ہٹا دینا مبادا ایسا نہو کہ کوئی ناپاک ہو اور اسکا سایہ میوے پر
پڑ جائے اور بے ادبی ہو اب تم لڑائی بہت جلد فتح کرکے یہاں آؤ تو ملک و مال اور زیادہ
عطا کیا جائے نامہ تمام والسلام یہ مضمون حسینہ پڑھکر شاد ہوئی اور سب کنیزوں سے کہا
تم باغ کے باہر جاکر ٹھہرو اور چند انیسوں کو اپنے پاس رکھ لیا لیکن اُنسے بھی کہدیا کہ تم بھی
تو یہاں نہ ٹھہرو بعد اس انتظام کے کہا اے مکار جادو لائیے میوہ دیجیے چالاک نے کچھ
اپنی میوہ بہت سا نہایت خوش رنگ و آبدار تر و تازہ نکالا اور [illegible]
آپ ندرت کی بہر حسینہ کو دیا اسنے بھی سر پر رکھا اور کہا کیا پرورش شہنشاہ کی ہے کہ ہر حال
میں اپنی کنیزوں کا خیال رکھتے ہیں اور چونکہ اپنے سر کی نامہ میں شہنشاہ نے قسم لکھی ہے کہ

میوہ کھانا الہٰذا ای مکار مین تمہارے سامنے کھاتی ہون تم شہنشاہ سے عرض کردینا یہ کہکر وہ
میوہ کہ آغشتہ بیہوشی تھا آپ بھی کھایا اور انیسون کو بھی کھلایا کھاتے ہی بیہوش سب ہوگئین اور
چالاک نے سب کے سر کاٹ ڈالے حسینہ کو بھی ذبح کیا انکے مرتے ہی شور و غل برپا ہوا
تاریکی چھا گئی ساحرنیان اور ساحر باغ کے باہر سے دوڑے لیکن چالاک نے اسی تاریکی مین
خرزہیکل امیر کی گلے سے حسینہ کے اتار لی اور دیوار باغ پھاند کر روانہ ہو گیا اور ساحر بھی
گھبرا کر بھاگے ہنگامہ بپا ہوا اب کیفیت سنئے کہ بارگاہ سلیمانی مین علمشاہ جو دولہا بنے بیٹھے
تھے حسینہ کے مرنے سے سحر انپر سے اتر گیا اور لمحہ بھر بیہوش ہوگئے پھر جو آنکھ کھلی دیکھا مین
دربار لقا مین بیٹھا ہون اور وضع میری زمرد پوشون کے مانند ہے یہ دیکھ کر انھون نے
اہل دربار سے پوچھا کہ مین کس حال مین ہون انھون نے کہا آپکی شادی ہے اور آپ نے
خداوند کو سجدہ کیا ہے سارا حال عشق اور لڑنا انکا از ابتدا تا انتہا سب بیان کیا علمشاہ
غضبناک ہوکر اٹھا کہ افسوس اس کافر نے مجھ ایسے مجاہد سے لشکر اسلام کو قتل کرایا اور اپنے
تئین پرستش کرایا پس شمشیر کھینچ کر نعرہ کیا کہ نعرہ

علمشاہ رومی شہ فیل زور	کہ بر تخت فرزق افکندہ شور
من آنم کہ نامم زہرا انجمن	نخوانند جز رستم پیلتن

بارگاہ لقا مین شمشیر زنی شروع ہوئی غلغلہ جو ہوا سرداران امیر ایک خیمہ مین مقید تھے
انپر سے بھی سحر بوجہ مرنے حسینہ کے اتر گیا تھا نعرہ علمشاہ سنکر بلند ہو کر اور باہم تیغزن
وغیرہ قید آہن توڑ کر ہتکڑی بیڑی پھینک کے نکلے اور دربانون کو مار کر اسلحہ لیکر بارگاہ کی طرف
دوڑے علمشاہ بھی لڑتے ہوئے باہر آئے تھے لشکر لقا جو باہر اترا ہوا تھا اور سپہ گرے فوج
جلدی جلدی کمر بندی کرنے لگی لیکن انھون نے ہزارون کو دم بھر مین قتل کیا ایک تہلکہ پڑ گیا اس
عرصہ مین چالاک نے جا کر پہاڑ پر لشکر اسلام کو اس حال کی اطلاع دی جو سردار کہ بہت
زخمی نہ تھے وہ فوج تیار کرکے آگے بڑھے راوی کہتا ہے کہ امیر حمزہ کو عیار جو غار مین بند کر آیا
تھا بعد ایک روز کے وہ ہوشیار ہوئے اور پتھر در غار پر سے ہٹا کر باہر نکلے لیکن راہ بھول کر
کوہستان مین پھرا کئے دو روز کے بعد ایک کاہکش کو صحرا سے اجرت دیکر ہمراہ لیا اور اس
وقت قریب لشکر پہونچے کہ سرداران اور علمشاہ فوج سے لقا کی لڑ رہے تھے کہ یہ بھی آ کر حملہ آور
ہوئے اور اسم اعظم پڑھا کہ سحر ساحران حسینہ کا کچھ اثر نہ کرسکا اور پھر کر تلوار چلنے لگی مشعل

کاسہ گدائی کے ٹھوکرین کھانے کی نظم

ہوئے حمزہ کے گرد یا شر و شور
تھا سلیمان پہ اک ہجوم وفور

ایک تلوار اور دو سے چہار
سیکڑوں یان ہوئے فی النار

بڑھے جسم معاجسد و انصار
تھام کر تیغ و دشنہ و تلوار

گوش تک تانے چلہ کمان لائے
تیغ میدان امتحان لائے

تھا جوان سے جوان تو پیچ پیچ
گرد سے گرد تھا گریبان گیر

کام کرتی جہان تلک کہ نظر
نظر آتے تھے لوٹتے تن و سر

گردن ان سرکشون کی پست ہوئی
بادہ خون سے مرگ مست ہوئی

سپردن کا ابر چھایا تھا
تیغ نے صاعقہ دکھایا تھا

ہو شیاطین زد سے تیغ یزدان سے
بھگے گرد سے فتح میدان سے

خوف سے پھرا دین سے اہل ضلال
سب گریزان ہوئے مثال غزال

کافران گلہ گلہ رو بگریز
مومنان پر تھا خنجر تیز

آخر لقا شکست کھا کر تا بہ قلعہ عقیق کوہ میں چلا گیا اور ساحر طرف طلسم کے بھاگ گئے اور بہت سے مارے گئے امیر نے تمام اسباب حریف کا لوٹ لیا اور بارگاہ سلیمانی لیکر جہان پہلے استادہ تھی وہین برپا کرائی لشکر اور نزابار بن کھلین پہاڑ سے ناموس اور بادشاہ وغیرہ سب داخل لشکر ہوئے ہر ایک کی زخم دہی ہوئی چالاک نے حرز ہیکل امیر کو دی آ خلعت امیر نے دیا اس طرف بختیارک نے عرض شلیمان سے کہہ لکھوائی کہ ای افراسیاب اسے اور کسی کو بہر امداد اپنے خداوند کے روانہ کریں یہ کہ حسینہ نے خداوند کی یہ خطا کی کہ وہ بیسر حمزہ پر عاشق ہوئی لہذا خداوند نے اسکو غارت کر دیا اب خداوند منتظر ہین جلد بہ تعمیل حکم بجا لانا یہ لکھکر پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا نعرہ پیدا ہوا غوغا اٹھا لیکن حال طلسم کا سنئے کہ پنجہ آتش کے برق لامع کو پاس افراسیاب کے باغ سیب میں لایا اسنے سحر کرکے اسے ہوشیار کیا اور حقیقت حال زبانی اسکی سنکر غیرت ندامت سے سر دھنا برق لامع کو اسکے ملک کی سمت رخصت کیا اور چاہا کہ برق جہان ذن کو طلب کرکے بہر مقابلہ حمزہ روانہ کردن اسوقت ایک ساحر زبردست آفت جادو نام مقرب بارگاہ شاہی سردار ذی احترام حال بادشاہ کے پاس بڑا افراسیاب

رنجیدہ بیٹھا تھا اسکو بھی خندہ زن ہوتے دیکھ کر غضب تمام فرمایا کہ ای بے ادب بجاے افسوس
دیگر یہ حال پر اپنے مالک کے ہنستا ہی آفت نے کہا ای بادشاہ مین عمرو اور مہرخ کے اقبال کو
دیکھ کر ہنستا ہون کہ کیسے کیسے ملازم اور جان نثار سامری و جمشید کے یادگار ان لوگون کے
ہاتھ سے ذلت اٹھاتے ہین اور بھاگ بھاگ آتے ہین حقیقت تو یہ ہی کہ عمرو پر فتحیاب ہونا
بہت مشکل ہی افراسیاب ان کلمات لاطائل سے آگ ہوگیا اور کہا ای بدسیر نالایق دور ہو
آج سے دربار مین نہ آنا تو شوکت حریف کی حمایت کرکے میرے اہل دربار کی دل شکنی کرتا ہے
جادہ صواب سے خلاف قدم دھرتا ہی آفت ساحر مغرور ہی اسکو سخنان درشت کی تاب نہ
آئی اور گویا ہوا کہ ای افراسیاب اسی غرور اور استکبار سے سامری نے تجھ پر بلا نازل کی ہی
کہ بمصداق سے غرور جسنے کیا مورد عتاب ہوا + معلم الملکوت آج تک خراب رہا چہ این
ذلتون کو بھی اٹھا کر تو باز نہین آتا مین سچ کہتا ہون کہ عمرو کو تو قتل نہ کرسکے گا بلکہ وہین کبھی
اسکا مجھے سچا معلوم ہوتا ہی افراسیاب نے کہا معلوم ہوا کہ تو بھی شریک عمرو کا ہی جبھی اسکی
تعریف اور طرفداری کرتا ہی خیر اس بدزبانی کا مزا ابھی تجھ کو چکھاتا ہون دیکھون کہ عمرو
کیونکر تجھے بچاتا ہی یہ کہکر اپنے ملازمون کو کہ ہزارون ساحر اسوقت حاضر دربار تھے حکم دیا کہ
اس گستاخ کو گرفتار کرین ساحر آفت کو قید کرنے اٹھے اسنے بھی چاہا کہ سحر کرون لیکن تنہا
تھا وہ بہت تھے کچھ بس نہ چلا اور ساحرون نے فورا مقید کر لیا افراسیاب نے حکم کیا کہ دریاے
خون رواں کے پار اسے لے جاؤ اور گنبد نور کے سامنے طلسم ظاہر مین جو میدان وسیع
ہی وہان لکڑیون کا انبار کرکے اسے سامنے لشکر مہرخ کے جلا دو کہ وہ بھی اسکا حال خراب
دیکھے اور وہان تک عیار وغیرہ سب آسکتے ہین دیکھون کہ اسکو کیونکر چھڑا لے جاتے ہین
آج شب بھر یہ تیرہ روزگار اسی میدان مین قید رہے کل صبح کو یہ بدولت بھی گنبد نور پر
جدھر مہرخ کا لشکر دکھائی دیتا ہی اس طرف کے کمرے مین آکر بیٹھین گے اور سیر اسکے جلنے
کی اور حسرت کرنا اسکے مددگارون کا ملاحظہ کرینگے یہ حکم سنکر کئی ہزار ساحر آفت کو مقید کرکے
بحفاظت تمام لے چلے تمام طلسم باطن مین غلغلہ پڑ گیا اور آفت کے گھر مین بھی یہ خبر پہنچی
زوجہ اسکی ملکہ ہلال سحر افگن جادو مع کئی سو کنیزان خوش جمال کے روتی پیٹتی چلی کہ
دیدار آخری اپنے شوہر کا دیکھ لون اور جتنے دوست اور ملازم آفت کے تھے وہ سب گریان
و نالان بامر سے پریشان چاک گریبان روانہ ہوے لیکن خوف سے شاہ طلسم کے کوئی پاس

نہیں جاتا ہی بلکہ سب دو بدو ور چلے آتے ہیں جس وقت کہ قید اسکی دریا سے پار اترنے کی سارے طلسم ظاہر میں غلغلہ پڑگیا اور طائران سحر نے خبر جاکر حیرت کو پہونچائی یہ بھی سوار ہوئی کہ اس حال کو چل کر دیکھوں سب افسران فوج ساتھ ہوئے نقارے طلسمی بجنے لگے منادی نے ندا کی کہ جو شخص شہنشاہ طلسم سے سرکشی کریگا یہی حال اسکا بھی ہوگا شدہ شدہ یہ خبر لشکر مہرخ میں بھی پہونچی مہرخ نے سنا کہ آفت جادو ہماری محبت میں جلایا جاتا ہی عمرو نے بھی سنا سب کے سب بیقرار ہوگئے اور مہرخ نے نفیر سحر بجائی کل لشکر تیار ہوا چاہا کہ جاکر آفت کو چھین لاؤں مگر عمرو نے کہا اے ملکہ فوج بادشاہ طلسم سے تم مقابلہ اگر کرسکتیں تو ہم کبھی شاہ طلسم کو قتل نہ کر ڈالتے یہ مصیبت کیوں اٹھاتے بھلا تم کیونکر آفت کو چھین لاؤگی اس سے بہتر ہے کہ سرداران لشکر بزور سحر کچھ زمین میں غرق ہوجائیں اور کچھ آسمان کی طرف اڑیں اور چھپ کر برسر موقع ٹھہریں جب میرے نقرے کی صدا سنیں اور فوج افراسیاب کو بیہوش دیکھیں اوسوقت قتل و غارت آغاز کریں اور تھوڑا لشکر یہاں رہے اور تھوڑا سرداروں کے ساتھ جائے اور کمین گاہ میں بیٹھے اور یہ سب انتظام پردۂ شب میں کرنا تھا دن جو باقی ہے اسے گذرنے دو ورنہ حال کھل جائے گا لیکن میں ابھی سے جاتا ہوں اور فکر عیاری کی کرتا ہوں یہ کہکر روانہ ہوا اور صحرا میں پہونچکر زنبیل عیاری بجائی سب عیار ایک جگہ جمع ہوئے انسے سارا حال کہا سب نے عمرو سے بیان کیا کہ ہم یہ عیاری کریں گے جو عیاریاں کہ عیاروں نے بیان کیں وہ عمرو نے پسند کیں کہ حال اوسکا آئندہ مذکور ہوگا اور سب عیار چلے عمرو بھی ایک سمت روانہ ہوا اور اس طرف ساحران غدار آفت کو لیے ہوئے اسی میدان میں پہونچے حیرت بھی آئی اور ایک طرف ٹھہری اور انسکے حکم افراسیاب تھا کہ شب بھر مقید رکھکر انبار ہیزم لگا تا اسوقت سے جب قائم کرکے دہن عروس روزگار نے لباس سیاہ پہنا اور شام غم نے بصد الم منہ دکھایا کہ نظم

عابد زندہ دار شب مہتاب	اس سفالے نیلگوں پہ شتاب
رشتہ کہکشاں کو سے بصفا	دانہ اختران پرونے لگا
اوسکی تسبیح کی تھی اس لیے فلک	تا کرے اپنے کبریا کا ذکر

آفت کے واسطے چوکی اور پہرا مقرر ہوا ایک طرف حیرت کا خیمہ استادہ ہوا یہ بھی فروکش ہوئی ایک ساحر کہ بہیر جادو نام خبگل کٹوا کر ہر سمت سے منگوا کر لکڑیاں انبار کرنے لگا لشکر

طلایہ ہر طرف پھرتا تھا اور اس طرف عمرو نے حسب نصیحت خواجہ نصف فوج کو ہمراہ لیا اور
باقی مخفی روانہ ہوئی اور قریب اُس بیابان کے پہونچکر بسا ہر سمت زمین و آسمان جا کے چھپے فوج
کمین گاہ میں ٹھہری لیکن عیار جو مشورہ کر کے چلے تھے اُن میں سے برق فرنگی قریب
اُس میدان کے جب آیا اُسنے تدبیر کو لکڑیوں کی تدبیر کرتے دیکھا صورت اپنی ایک ہیزم
کش کی ایسی بنائی اور بوجھ کاندھے پر رکھکر سامنے تدبیر کے آیا کہا میں ایک درخت کاٹ
رہا تھا اُس میں سے شعلہ نکلا وہ شعلہ پری بنکر ناچنے لگا میں بھاگا آپ بھی چل کر دیکھیے تدبیر
کو ایک تعجب ہوا اور برق کے ہمراہ چلا برق اسکو تنہائی میں لایا اور حباب بیہوشی اسکے منھ
پر لگا کر اسے بیہوش کر دیا اور غار میں کپڑے اتار کر بند کر کے اُسکی صورت آپ بنکر آیا اور بسمت
انتظام لکڑیاں جمع کرانے کا کرنے لگا اب لکڑیوں کو اس طرح انبار کرایا کہ بیچ انبار میں
اُسکے جوف رکھا ایسا کہ اگر چاہیں تو دو تین آدمی اُس جوف میں اُتر کر جدھر چاہیں چلے جائیں
یہ تو اس کام میں مصروف ہے کہ قِران بھی یہاں آیا اور لکڑیوں کا انبار دیکھکر ایک جگہ جنگل
میں بیٹھکر نقب کھودنے لگا کہ نیچے لکڑیوں کے جا نکلوں اُسوقت ضرغام اور جانسوز بھی
آگئے اور صورت ساحروں کی بنا کر لکڑیوں کے ڈھیر پر روغن بیہوشی آمیز اور بیہوشی ڈالنے
لگے یہ سب تو اپنے کام میں مصروف ہیں لیکن ذکر عمرو کا سنیے کہ یہ جو مشورہ کر کے چلا
کنارے کنارے دریاے خون رواں کے روانہ ہوا یہانتک کہ قریب ایک باغ کے
پہونچا دیکھا گلشن نگارین ہے رشک باغ بہشت بریں ہے درخت سرکشیدہ وماند ہر نہال فیض
باغبان ازل سے نہال و ارجمند لیکن ہر طرف اداسی چھائی ہے ہر ایک گل گریبان چاک ہے
نہ وہ رعنائی ہے نہ زیبائی ہے

نظم

تھی ہمہ لاجورد جو دیوار	اُس میں رخنے پڑے ہزار ہزار
تھیں جو سقفین منقش و رنگین	ہیں ابابیل آشیانہ گزین
گرد اُنکا غبار کا پیراہن	ہیں سر کنگرہ پہ کوکو زن
شاخ پر بلبل حزین بیکس	کر رہی ہے صدا یہ فاعتبروا

پھر جو عمرو اندر باغ کے پہونچا ایک گوشہ میں ٹھہر کر نظارہ کنان ہوا عجیب معاملہ نظر آیا یعنی ملکہ بلال
سحر افگن زوجہ اُنشا کی جو بہ غم شوہر لیکر گھر سے چلی تھی طلسم ظاہر میں یہ باغ اوس کی سیرگاہ
تھا اس لیے یہاں ٹھہری ہے کہ شب بھر سوگ و ماتم و نوحہ و شیون کرے اور صبح کو اپنے شوہر

کے پاس جاکر اُنکی بھی جان دے اسنداعمرو نے دیکھا کہ کئی سو عورتین سیہ پوش ملکہ کو گھیرے مشغول گریہ و بکا ہین اور بیچ مین وہ غیرت ماہ تابان خسوف الم مین مبتلا اپنے شوہر خریت کو یاد کرکے بلبلاتی ہے اور روتی ہے کہ نظم

بید مجنون کا اک درخت وہان	جسکے سایے مین عاشقون کو امان
شاخ تھا جسکی وہ نازنین کمسن	حسن مین بے نظیر حسن کے دن
نہ تو دنیا کی کچھ خبر اوسکو	نہ تو پروا سے یاد سر اوسکو
تھی وہ بیزار اپنے جینے سے	کام تھا خون دل کے پینے سے
گاہ جانان کا نام لیتی تھی	گاہ دل تھام تھام لیتی تھی
گاہ بس دم خموش رہتی تھی	گاہ باد صبا سے کہتی تھی
کہ ای صبا ہو گذر اگر وان تک	لیجیو زندان مین مرے جانان تک
کہیو اک نامراد مرتی ہے	نزع مین تجھکو یاد کرتی ہے
دیکھ کر اس طرح اُسے مایوس	برگ ہلتے تھے وان کہہ افسوس

عمرو نے بین کرتے جو اوسکو سنا سمجھا کہ یہ زوجہ آفت ہے فوراً گوشہ باغ مین چھپ کر صورت اپنی ایک ضعیفہ عورت کی بنائی کہ سر سفید کمر پشت لکڑی ہاتھ مین لیے روتی ہوئی ہای ای فرزند کہتی ہوئی سامنے اُس نازنین کے پہونچی اور سر سے پانک بلائین لین گلے لگاکر خوب روئی اور کہا مین آفت کی کھلائی ہون غرض بعد رونے پیٹنے کے کہا ای ملکہ در باغ تک تم تنہا میرے ساتھ چلو مین ایک تدبیر کو بہر رہائی تمہارے شوہر کے جانتی ہون تم بھی وہ کیفیت سن لو ہلال سب کو چھوڑ کر اکیلی بڑھیا کے ساتھ چلی عمرو نے اُسکو تنہائی مین لاکر حباب بیہوشی منہ پر مارا کہ بیہوش ہوگئی پس پیرہن اوسکا لیکے اپنی صورت مثل اوسی کے بنائی اور اُسے زنبیل مین رکھ لیا وہان سے جب پھر کر اُسی جگہ آیا کہ وہ کنیزین کھڑی تھین یکایک پکارا کہ ستت ستت اُسوقت کنیزین انسین جلیسین قدم پر گر کر سمجھانے لگین کہ اے نازک بدن ہمسن و سال تیرا جلنے کے قابل نہین واسطے سامری و جمشید کا اس ارادہ کی آگ کو دل سے بجھا ہلال نے جواب دیا کہ

جسے عشق کا تیر کاری لگے	اُسے زندگی جگ مین بھاری لگے

سارے مجمع آتش فراق مین جلنے سے یہ بہتر ہے کہ اپنے دلدار کے ساتھ جلکر نامزد

ہار پھولون کے دو نے مٹھائیون کے گرد اُس نازک بدن کے ڈھیر کر دیے اور تخت پر ملکہ سولر پولی
کہارون نے تخت اُٹھا لیا ہلال نے قہقہہ لگایا اور بقول شاعر ہفت کھیت اسپولی کے
سائین کے دربار + ایک ناریل پیے دمبدم اوسکو اُچھالتی روانہ ہوئی جدھر سے وہ تخت نکلا
تمام ساحران طلسم رعایا برایا سب کا مجمع ساتھ ہوا ہر ایک مراد اور منت مانگنے لگا پوجا ہونے
لگی سنی کے ہاتھ سے پرساد کے طلبگار ہوئے چاہتے تھے کہ اسمین دے اور ستی جب خلق کا
مجمع زیادہ دیکھتی تھی تخت ٹھہرا کر مذمت دنیا کی دونن ہر ایک کو سناتی ہر سے گیان دھیان
لگانے کی تاکید کرتی کہ بچا جو اپنے ہر سے پریت کرے اور کھٹ مین جسکے وہ بسے ہر وہی من سالی
تن من اُسی کے نام پر ساتنے اُسکے پران چھوڑنا آسان ہو جب چولا چھوٹے تب اسکو پانے نسا
مین پریت کی ہر کی اچھا سنیو رن ہے جس سے ہر دم ہر کے بھینٹ ہر ایک ہو جاتی کہ فقط

الف ایک بورنگی ساتین جہان دیکھو تہان روپ ہی نیارا	ہر گھٹ مین دالی مچا ہیں ایسا ہے پورنگی پیارا

وجہن کہے تو کیا کہے کچھ کہنے کی نہین بات سمندر سما لو بوند مین اچرج بڑو دکہات

ڈنڈلہ اور بانسری سامنے تخت کے بجتی تھی ستی کسی کو پھول توڑ کر دیتی کسی کو خاک پر جا پڑی
اگیار کے حوالہ کرتی کلام نصیحتانہ فرماتی روانہ تھی بیان یہانتک کہ تازہ وفراق شاہ شب مین جلتا ہوا
گنبد مشرق سے نیر تابان نکل کر تخت فلک پر سوار ہوا اور جگر سوزی عالم کو دکھانے لگا فقط

اک طرف سے عیان ہوا خورشید طالب طاعت آہ ہوا	صبح کو ہے کے جانماز سفید یعنے خود شکل سجدہ گاہ ہوا

صبح ہوتے ہوتے ستی اُسی میدان مین جہان انبار ہیزم کے پہونچی اور افراسیاب بھی
اپنی خوابگاہ سے اُٹھ کر گنبد نور پر آکے جلوہ گر ہوا اور اسکی طرف آفت جادو وافت مین
مبتلا بادل حزین رجوع قلب سے درگاہ خدا مین استغاثہ کر رہا تھا کہ خداوندا مین بھی مثل ہزارون
کے مطیع اسلام ہوا ہون مجھ پر سے اس آفت کو دور کر دے اور بواسطہ خاصان خدا کا دلا یا کہ
کبت سگر دستار پکارت ہے جبریل کو اتر تو ہین سکا ہو + تین سو برس تپ جی سے آگے تا ہم
سے سلطان کو چھڑا لو یا ہے پیری جب کھیر کی تب اتر یار کے سیمین چلا لو + ہین شئی کرو لو
سنگھ اکو میرے ہی بار کو پھر لگا لو + یہ دعا کر رہا تھا کہ یکایک ہنگامہ ہوا اور تخت ستی کا

وہان آیا ساری خلقت اُسکی طرف چلی اور تحفت کو پھیر ا پوچھنا شروع کیا کہ ہمارے یہان اولاد
کب ہو گی کسی نے کہا مین محتاج ہون مجھے دھن دولت کب ملیگی اسی طرح سے سب سوال کرتے
تھے اور جواب ستی سے پاتے تھے کہ اس غلغلہ کو دیکھ کر افراسیاب نے ساحران دربار سے
حال پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے ایک نے عرض کی کہ زوجہ آفت جادو شوہر کے ساتھ جلنے آئی
ہے یہ سنکر اُسنے بھی ستی کو اپنے روبرو طلب کیا اور اسکے جمال دلفریب کو دیکھکر غش کر گیا
بہت سمجھایا کہ ای نازنین ملک وال سے مجھے اپنا شیدا جان کر جلنے سے باز آ اُس ماہ وش نے
جواب دیا کہ ای بادشاہ جب اس برہ کی آگ ٹھنڈی ہو تب چولا نکلی سہے آن دھن دولت
مجھے سب خاک ہی کر دوہرہ

لکڑی جل کر کوئلا بھئی اور کوئلا جلکر راکھ	مین پاپن ایسی جلی نہ کوئلا بھئی نہ راکھ

پیا کہ تحفت سے کود کر آفت کے پاس آئی اُسکو بحکم شہنشاہ ساحر انبار ہیزم پر بٹھا چکے ہین
کہ ستی نے وہان پہونچکر اُسکو گود مین لیا اُسوقت ساحرون نے آکر ستی کے ہاتھون پر کاجل
پارکر امتحان لیا کہ یہ جل جائیگی یا عشق اسکا جھوٹا ہے دیکھین عشق کی آگ اسکے تن من کو
پھونکی ہی یا نہین غرض کہ جب کاجل ہتھیلی پر پایا ستی بیٹھی ہنسا کی اُسوقت اُس میدان مین
ایک انبوہ خلائق تھا حیرت مع تمام ساحران نامی کے گرد انبار کے کھڑی تھی کہ یکایک
ضرغام و جانسوز نے جو انتظام کرتے پھرتے تھے کپسے گئی اور تیل کے کپسے مین بیہوشی
ملی ہوئی تھی لکڑیون پر لا کر انڈیلے اور برق نے پولا جلا کر آگ لگا دی یکایک شعلہ بلند
ہوا اور چارسمت سے آگ بھڑکی اُسوقت عمرو جو آفت کو لیے بیٹھا تھا اوسے جال مین
لپیٹ کر زنبیل مین رکھکر اُس حوض مین کودا جو برق نے بنایا تھا جب تہ زمین پر پہونچا
جہان قران نقب لگائے بیٹھا تھا اُسنے کمند مار کر عمرو کو گھسیٹ لیا اور ہمراہ نقب
جہان سے نقب لگائی تھی اُس حجرے پر نکلا اس عرصہ مین سارے انبار مین آگ لگی اور
بیہوشی کا روغن اور منون بیہوشی جو اُسپر پڑی تھی اُسکا دھوان کئی سو کوس تک پھیلا
جتنے ساحر جمع تھے اور حیرت مع فوج کے چھینکین مار کر بیہوش ہو کر گرے اُسوقت عمرو
اور قران خنجر کھینچ کر دوڑے اور نعرہ بلند کرکے بیہوش ساحرون پر گرے اور سر کاٹنے
لگے انکے سب کے نتھنون مین پھول دافع بیہوشی چڑھے ہین کہ خود بیہوش نہو جائین پھر تو برق
فرنگی اور ضرغام اور جانسوز سب ساحرون کے سر کاٹتے تھے اور انکے نعرے صدا اسلحہ چرخ

اور بہار اور نافرمان اور صرصر وغیرہ کوئی زمین سے اور کوئی آسمان کی طرف سے
پیدا ہوکر آفت برپا کرنے لگے ناچ اور تیغ گویے فولادی لگاتے تھے کہ ساحروں کے سینے
ٹوٹتے تھے اور شعلے اُنکے مرنے سے اور زیادہ بلند تھے آندھیاں اُٹھتی تھیں اور دھوئین
بیہوشی کا ایسا بلند ہوا کہ افراسیاب کے گرے مین جا کر گھسا اور افراسیاب کہ
نیچے کو جھکا ہوا یہ ہنگامہ دیکھتا تھا کہ یکایک بیہوش ہوکے قلابازیان کھاتا ہوا طرف نشیب کے
چلا کہ شعلے زمین سے پیدا ہوے انھوں نے شہنشاہ کو روکا اس عرصہ مین اندر کے سب
اہل دربار بھی بیہوش ہوے لیکن صرصر کی فوج کمین گاہ سے جو نکلی آئے اور تمام سرداروں
نے تھوڑے سے عرصہ مین ہزاروں کیا بلکہ لاکھوں آدمی ہلاک کیے ایک تلاطم ڈال دیا کہ نظم

کھینچی صرصر نے سحر کی تلوار — شعلے اُٹھنے لگے ہزار ہزار
صاعقے بجلیان گرین ہر سو — ہوگئے ڈھیر کشتہ ہاے عدو
شور تھا ہر طرف کو ایسا بلند — ہوا بیچین فلک کو سہم گزند
برق محشر جہان گری اک بار — لشکر ساحران ہوا فی النار
سر دشمن پہ مثل برق آئی — لگی مثل اجل بفرق آئی
جب کہ وہ برق جگمگانے لگی — پشت گاو زمین تھرانے لگی
وہ چمکنا جو یاد آتا ہے — مہر گردون پہ تھرتھراتا ہے
پرتو تیغ سے وہان ناگاہ — جل گئی ہر طرف زمین سیاہ
سر پہ تھے ہر طرف جوان پیچ — تیز تھا ہر طرف کو شعلۂ تیغ

دریاے خون جاری ہوا صحرا و اسباب لشکر حریف کا لوٹتا پھرتا تھا جو پڑا تھا اور [illegible]
اور بت وغیرہ لیتا تھا کہ اس ہنگام مین سے کہ حیرت کو میدان قتال سے اُٹھا لیے گئے اور
افراسیاب کو بھی ہوشیار کر دیا اُسنے آنکھ کھولکر ہنگامۂ محشر برپا دیکھا ساری فوج کو خاک
و خون مین غلطان پایا حیرت کو ہوشیار کرکے مارے ندامت کے [illegible] ہوا پیدا کرکے سمت
ظلمات چلا گیا اور حیرت جو ہوشیار ہوئی اُسنے سب کو ابر سحر برسا کر ہوشیار کیا
اور آمادہ جنگ ہوئی اسوقت صرصر اور بہار وغیرہ سمجھیں کہ ہم گرفتار ہو جائینگے
اور حیرت اگر دریاے خون روان سے اشارہ کریگی تو دریا سحر کا ہم سے [illegible]
پھر کوئی شکل نہ بنے گی فی الفور یہ سوچ کر طبل بازگشت بجوا کر پھری عیار بھی بھاگ کر پناہ

کہ سب بھیجے گئے تمام قتل و غارت کرکے اپنے لشکر ظفر احتشام مین پہونچے اور یہ داخل بارگاہ
ہوئے حشمت عالی ترتیب دیا اسوقت عمرو اور سب عیار بھی آئے عمرو نے آفت ہلال
سحر افگن کو زنبیل سے نکالا انھون نے اس آفت سے اپنے تئین بارگاہ مین پایا ہر
سمت حیران ہوکر دیکھنے لگے اسوقت عمرو نے کہا اے آفت مین تجکو ستی بنکر ایسے مہلکہ
سے بفضلہ تعالیٰ نکال لایا اور سارا ماجرا مفصل کہہ سنایا پھر تو آفت نے اٹھکر خواجہ کے
قدم پر سر رکھا عمرو نے سر اسکا سینے سے لگایا مہرخ کو نذر دلائی خلعت ملے بارگاہ مین
انکی اتنا ہوئے عیش و آرام مسکن گزین ہوئے لیکن افراسیاب بخوف ظلمات
سے پھر کر باغ سیب مین آیا اور حیرت نے لاشین ساحرون کی اٹھوائین اور
گریان و نالان بقیہ لشکر کو لیکر داخل بارگاہ ہوئی اور چاہا کہ لشکر مہرخ سے بدلے
لیکن منتظر حکم افراسیاب ہوئی کہ دیکھون اس امر مین شہنشاہ کی کیا رائے ہے اور
ادھر افراسیاب جب باغ مین آیا بغضب تمام باغبان قدرت اپنے وزیر کے
حکم دیا کہ جا کر بارگاہ مہرخ سے عمرو کو گرفتار کر لا اور جو کوئی لے اسے سزا دینا باغبان
اسی وقت تنہا نہ مین بیٹھ کر سحر غرق ہوکر چلا کہ اندر زمین کے تو کوئی عیار نہ ملیگا اور
یہان عمرو بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ یکایک ذہن مین آیا کہ اے عمرو اتنی بڑی ذلت تیری
ذات سے شاہ طلسم کو ہوئی ہے یقین ہے کہ کوئی نہ کوئی تیری تلاش مین آتا ہوگا تجھے
بچنا چاہئے یہ سوچکر زنبیل سے ایک پہلوان ملک کشمیر کا نکالا واضح ہو کہ عمرو نے اکثر
ساحرون کو زنبیل مین قید کیا ہے بہت سے پہلوان جو مسلمان نہین ہوئے وہ زنبیل مین
قید مین انکو زنبیل کے محافظ کھانے دیتے ہین اور مقیدان زنبیل جانتے ہین کہ ہم
گویا ایک شہر مین ساکن ہین کیونکہ زنبیل مین سات شہر آباد ہین اور زنبیل جناب آدم
صفی اللہ کی تھی عمرو کو حق نے دی ہے مثل ایک بٹوے کے ہے ذکر اسکا پہلے بھی مذکور ہوا القصہ
اس پہلوان کو بیہوش کرکے اپنی صورت اسکی بنائی اور بارگاہ مین ایک صحنچی کے اندر پلنگ پر
چراغ لگا دیا اور آپ گلیم اوڑھکر غائب ہوگیا اس عرصہ مین باغبان زمین بارگاہ
مہرخ مین پہونچا اور طبقہ زمین کا توڑ کر باہر نکلا پکارا اسم باغبان قدرت ساحر
نامی نے گولے اور نارنج وغیرہ مارے لیکن اسنے کچھ ایسا سحر پڑھا کہ ہوا سے سرد چلنے لگی
اور حاضران بارگاہ بیہوش ہوئے باغبان نے دیکھا کہ عمرو بارگاہ مین نہین ہے خیال

گیا سب بارگاہ دیکھ لون تو اور سمت صحرا وغیرہ مین ڈھونڈھنے چلون بس پھر نہ تھی اور پھر اسکی وغیرہ
مین تجسس کنان ہوا ایک جگہ بابنگری پر عمرو کو سوتے دیکھا پنجہ کمر مین دیکر اٹھا اور چلتے وقت
سحر اپنا اوتار لیا کہ صرصر وغیرہ کو ہوش آیا اور باغبان نے بلندی سے پکار کر کہا کہ ای
نمک حرامان مجھے حکم شہنشاہ صرف عمرو کی گرفتاری کا تھا ورنہ تم سب کے سر کاٹ ڈالتا
خیر اب عمرو کو لیے جاتا ہون ہے کوئی تم مین ایسا کہ مجھ سے اسکو اسوقت چھڑا سکے ساحرون نے
ہتیار وغیرہ سنبھال کر قصد مقابلہ کیا لیکن عمرو جو گلیم اوڑھے موجود تھا اسنے کان مین صرصر
کے کہا مین گلیم اوڑھے کھڑا ہون تم سردارون کو کہ وہ کوئی کو لڑنے سے دو صرصر نے سرداران
کو ممانعت فرمائی کہ باغبان سے کہا تم سنو خواجہ کا خدا مالک ہے لیجانے دو سب ساحر پیچھے
اور باغبان اڑتا ہوا تھوڑی دیر مین بخدمت شہنشاہ پہونچا اور عمرو کے ہمشکل کو سامنے
ڈال دیا افراسیاب نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد حسب الطلب حاضر ہوا کہا اس کو
ہوشیار کرکے قتل کر ساحرون نے نقلی عمرو کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جب اس پہلوان
کی آنکھ کھلی ایک بادشاہ جلیل القدر کے دربار مین اپنے تئین پایا گھبرا کر شہنشاہ کو سلام
کیا افراسیاب نے کہا کیون او ناہنجار دیکھا تو نے کہ مین نے کتنا جلد تجھے گرفتار کیا اور
بڑے عذاب سے تجھے ہلاک کرونگا اس پہلوان نے عرض کیا کہ ای بادشاہ مین عیار نہین
ہون بلکہ حضور کا غلام اور ہم مذہب خداوند لقا کا پوجنے والا ہون افراسیاب نے
کہا ارے مین تیرے فریب مین اب نہ آؤنگا اور جلاد سے کہا اسے قتل کر اس پہلوان نے کہا
ای بادشاہ آپ عدل فرمائیے تحقیق خوب کیجیے مین کشمیر کا رہنے والا ہون خدا پرستون
نے مجھے زیر کرکے ہر چند چاہا کہ مسلمان کرین لیکن مین نے منظور نہ کیا اسوقت عمرو نے مجھے
زنبیل مین قید کیا آج مین حیران ہون کہ نہین معلوم حضور تک کون مجھے لایا اور کیونکر زنبیل
سے چھوٹا افراسیاب کو اسکے کلام صحیح الالتیام سے شبہ ہوا اور کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا
کہ یہ سچ کہتا ہے عمرو نے اسکو اپنی شکل بنا کر لٹا دیا تھا کہ باغبان پکڑ لایا ہے معلوم کرکے
پہلوان کا منھ دھلوایا رنگ روغن عیاری چھوٹا اصل صورت ظاہر ہوئی اسکو رہا کرکے
خلعت دیا اور ملازم کر لیا بعد اسکے باغبان سے کہا کہ تو کیسا عمرو کو گرفتار کر لایا تھا اسنے
عرض کیا کہ مین نے عمرو کی صورت کا انسان دیکھ کر مقید کیا مجھے فن عیاری مین دخل
نہین مین سمجھا کہ یہی عمرو ہے میرا اس مین قصور کیا ہے افراسیاب نے عذر اسکا پذیرا فرمایا

اور ایک مجھے کو حکم دیا کہ صرصر عیارہ کو لشکر حیرت سے اٹھا لائے نہ جا کر صرصر کو لایا صرصر
نے شہنشاہ کو تسلیم کی اسکو حکم ہوا کہ تو عیارہ ہے عمرو کو پہچان کر گرفتار کرکے حاضر کر اور اگر نہ لائیگی
تو بایان خود تجھے قتل کرونگا کس لیے کہ تو کس دن کے لیے ہے دیکھ عیاران لشکر اسلام کیسی
جانبازی کرتے ہیں صرصر لرزان و ترسان عتاب شاہ دیکھ کر بانہ عیاری سے درست
ہو کر روانہ ہوئی اور جب دریا کے کنارے پہونچی اور عیار بچیاں ملیں اُنسے سارا ماجرا بیان
کیا وہ بھی پھر عیاری روانہ ہوئیں اور صرصر شکل تبدیل قریب لشکر مہرخ پہونچکر ہر طرف
پھرنے لگی اتفاقاً ایک کنیز ملکہ مہرخ کی کسی کام کو جاتی تھی صرصر اُسکے پاس آئی اور کہا ملکہ
پاس مجھے بھی ملازم کرا دیجیے کنیز نے کہا کچہری میں جا کر جو کچھ عرض کرنا ہو کرو مجھسے یہ کام
تعلق نہیں صرصر کنیز کے ساتھ باتیں کرتی ہوئی ایسے مقام تک آئی کہ جہاں تنہائی تھی
راستہ نہ چلتا تھا اور اُس جگہ فرصت پاکر ایک بیضہ بیہوشی منھ پر کنیز کے مارا کہ وہ بیہوش
ہوئی پھر اُسکا اتار کر اُسی کی ایسی صورت اپنی بنائی اور آکر داخل بارگاہ مہرخ ہوئی
جب سامنے مہرخ کے آئی ملکہ نے حکم دیا کہ آفتابہ چوکی پر رکھ آ میں رفع احتیاج کو جاؤنگی
صرصر لوٹا پانی سے بھر کر چوکی پر رکھنے آئی اس عرصہ میں مہرخ بھی وہاں آئی صرصر نے
اکیلا پاکر ایک حباب بیہوشی منھ پر مارا کہ مہرخ بیہوش ہو گئی صرصر نے اُسی جگہ بیٹھ کر صورت
اپنی شکل صورت مہرخ کے بنائی اور لباس اُسی کا پہن کر اُسکے دست و پا سمیٹ کر اس طرح
باندھا کہ ایک گٹھری ہو گئی اُس گٹھری کو ہاتھ میں لٹکائے وہاں آئی کہ جہاں توشک خانہ
تھا اور جو لوگ وہاں تھے اُنکو حکم دیا کہ تم یہاں سے ہٹ جاؤ میں ایک چیز مخفی رکھونگی
وہ سب چلے گئے صرصر نے ایک صندوق میں مہرخ کو بند کر دیا اور جب اُس جگہ سے باہر
آئی ملازموں کو بلا کر وہ صندوق دکھا کر کہا خبردار اسے نہ کھولنا ورنہ قتل کر ڈالونگی
غرض کہ اُس صندوق پر مہر سرکاری ہو گئی اور صرصر وہاں سے آکر مہرخ کی جگہ تخت پر
بیٹھی اور بعد لمحہ کے حکم دیا کہ دسترخوان سامنے والی صحنچی میں بچھاؤ میں کچھ کھاؤنگی بموجب حکم
دسترخوان بکمال نے چنا مہرخ نقلی وہاں آئی اس اثنا میں عمرو جو گلیم اوڑھ کر غائب
ہو گیا تھا ظاہر ہو کر باہر بارگاہ کے بیٹھے تو گیا بعد اسکے پھر آیا دیکھا مہرخ تخت پر نہیں ہے
لوگوں سے پوچھا ملکہ کہاں گئیں ایک نے کہا کھانا نوش فرمانے سامنے والی صحنچی میں تشریف
لے گئی ہیں عمرو یہ سنکر پاس مہرخ کے آیا ملکہ نے کہا خواجہ کھانا کھاتے عمرو نے کہا بسم اللہ

آپ نوش فرمائیے ملکہ نے اصرار کیا کہ کچھ تھوڑا سا تناول فرمائیے عمرو ملکہ کے مصر ہونے سے کھانے
لگا جب کھا چکے کنیزوں نے ہاتھ دھلایا اور مہرخ نے دست پاک اپنا عمرو کو دیا اور خاصدان
آگے بڑھا دیا اور کنیزوں سے کہا مجھے خواجہ سے کچھ مشورہ کرنا ہے تم سب یہاں سے بارگاہ میں
جا کر ٹھہرو وہ سب وہاں سے چلی آئیں اور عمرو نے رومال سے جو مہرخ نے دیا تھا منہ پونچھا
رومال میں روغن بیہوشی ملا ہوا تھا منہ پونچھتے ہی چھینک آئی اور عمرو بیہوش ہوا صرصر
نے عمرو کا پشتارہ باندھا اور قنات چاک کرکے باہر نکلی جست و خیز کرتی ہوئی چلی باہر لوگوں
نے دیکھا کہ مہرخ ایک گٹھری لیے جاتی ہے لیکن مہرخ چونکہ بادشاہ لشکر ہے کوئی سبب
شاہی کے کچھ نہ کہہ سکا اور صرصر مثل صرصر کے اڑی ہوئی کنارے لشکر کے پہونچی اتفاقاً صحرا
کی طرف سے برق فرنگی آتا تھا اُس نے جو راستے دیکھا سمجھا کہ عیاریہ ہے فوراً نیمچہ کھینچ کر آپڑا صرصر
نے بھی نیمچہ کھینچا اور لڑنا شروع کیا عین جنگ میں صرصر نے قریب پہونچ کر ٹھلیے کمند کے
مارے برق فرنگی نے حلقہ کمند سے باہر نکلا اور قریب آکر ایک بیضہ بیہوشی منہ پر مارا کہ
صرصر چھینک مار کر گری برق نے چاہا پشتارہ لے لوں اُسوقت صبا رفتار صحرا کی طرف
سے للکارتی ہوئی آئی اور خنجر کھینچ کے حملہ در ہوئی برق نے اُس سے لڑنا آغاز کیا لیکن صبا
رفتار لڑتے لڑتے قریب صرصر کے پہونچی اور ایک حباب دافع بیہوشی منہ پر صرصر کے
مارا کہ وہ ہوش میں آگئی اور ان دونوں کو لڑتے دیکھ کر قابو پایا عمرو کا پشتارہ لیکر بھاگی
برق پیچھے دوڑا صبا رفتار سد راہ ہوئی برق نے زنبیل سے جال نکال کر پھینکا کہ کوئی اور عیار
آجائے لیکن صرصر جب بھاگی زنبیل سنکر سمجھی کہ تو کمر جانبی عیار آجا نکلے سو چکر پل پر اڑن
جو دھوئیں کا بنا ہوا آسمان تک گئے دریچے سے چلی اور پکاری کہ اے پل بحق افراسیاب
مجھے راستہ دے اسی وقت اُسکے اس کلام سے دو ران شق ہو گیا اور راہ ہو گئی برق منہ
دیکھ کر رہ گیا اور صبا رفتار بھی جست کرکے نکل گئی برق لشکر میں پھر آیا دیکھا یہاں
غلغلہ مچا تھا کہ مہرخ اور عمرو کہاں گئے کہاں غائب ہوگئے ہیں یا ہوا سنکر برق نے کہا معلوم
ہوتا ہے کہ مہرخ کی صورت بنکر صرصر خواجہ کو پکڑ لے گئی ہے یقین ہے کہ مہرخ کہیں بیہوش پڑی
ہونگی اُسوقت واروغہ توشک خانہ نے آکر کہا کہ کچھ صندوق میں بند کرگئی ہیں اُسکے
دیکھنے کو گیا ہی برق نے صندوق جا کر کھولا آپ میں پایا مہرخ کو بیہوش پایا ہوشیار کرکے لا کر
تخت پر بٹھایا مہرخ کو حال گرفتاری عمرو سنکر بیتاب ہوا [illegible]

ہونے لگیں اس عرصہ مین وہ کنیز جسکو صرصر نے بیہوش کیا تھا ہوشیار ہو کر آئی لیکن اب
حال صرصر سُنیے کہ عمرو کو لیے جب وہ ہُو مین سے گذری طرف طلسمات کے چلی اس لیے کہ ایسی
راہ سے چلون کہ کوئی عمرو کو چھین نہ لے اور اس ہنگام مین عمرو کی بیہوشی اُتر گئی آنکھ جو کھلی دیکھا
کہ مین پشتارے مین بندھا ہون اور صرصر لیے جاتی ہی مگر وہ مقام تنگ و تاریک ہے کہ یہان
خوف سے زہرہ آب ہوتا ہی عمرو یہ دیکھ کر چپ ہو رہا اور صرصر اُس تاریکی کو طی کر کے قریب آتش
پہونچی اور پکاری ای بیابان آتش بحق افراسیاب مجھے راہ دے یہ کہہ کر آگ سے بھی
گذری اور جب اور آگے بڑھی یہان ایسی تاریکی تھی کہ زمین و آسمان کچھ معلوم نہ دیتا تھا
اور راستہ مفقود تھا صرصر وہان ٹھہری ایک ساحر اُس جگہ ظاہر ہوا کہ تمام جسم اُسکا مشعل
کی طرح روشن تھا اُسنے صرصر کی کمر مین پنجہ ڈالکر چرخ دے کے ایک طرف پھینکا عمرو نے
مارے ڈر کے آنکھین بند کر لین بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی دیکھا ایک پتلا آگ کا صرصر کو لیے جاتا
ہے یہان تک کہ وہ پتلا لیے ہوے قریب ایک آگ کے دریا کے پہونچا اور اُس مین کود اندر
دریا کے سیاہی تھی وہ پتلا غوطہ لگائے ہوے چلا عمرو کی مارے خوف کے جان نکلی ہوئی کہ
دل سے یا ودود کو اس اندھیرے مین یاد کرتا چپکا بندھا ہوا صرصر کی پیٹھ پر پڑا ہی لیکن
وہ ساحر اُس دریا کے کنارے سے پہونچا اسوقت ایک سوار سامنے سے آیا اور صرصر کی کمر
مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا بہت دور جا کر ایک پہاڑ نظر آیا اُسپر وہ سوار اُترا اور صرصر کو نیچے
پہاڑ کے پھینک دیا سر نیچے پاؤن اوپر غلطان و پیچان صرصر چلی عمرو کی آنکھین فرط
دہشت سے بند ہو گئین بعد کچھ عرصے کے جو آنکھ کھلی دیکھا کہ صرصر مجھے لیے ہوے ایک باغ مین
آئی کہ باغ سیب یہی ہی سارا باغ طلسم کے مانند بنا ہی درخت گلدار پر بہار فصل خزان و آسیب
صرصر حوادث دوران سے بری ہر طرف کو طراوت اور سرسبزی طائران خوش الحان سحر کے
جانور بزبان ہزبان فصیح بیان و شیوا زبان جب نغمہ سرائی کرتے ہین یا افراسیاب یا افراسیاب
کی صدا دیتے ہین عمارات سب طلسمی تعمیر ایک حجرہ او رقصر پری کی تصویرین لگین سقف اور
ستون مین لگین بارہ دری جواہر نگین کہ مثنوی

دریا ہین وگل اُس مین انواع کے	طلسمات کل اُس مین انواع کے
طلسمات کے سارے دیوار و در	خیابان کے سے کوٹھے خیابان کے گھر
نہ آتش کا خطرہ نہ بارش کا ڈر	نہ سردی نہ گرمی کا اُس مین خطر

کسی کو ہو جس چیز کا اشتیاق — نظر آئے وہ چیز بالائے طاق
جواہر کے جانور وحوش و طیور — خراماں پھریں صحن میں دور دور
پھریں ان کو مارے وہ حیوان ہو — کریں رات کو کام انسان ہو
لگے ہر طرف گوہر شب چراغ — وہی دن کو گوہر وہی شب چراغ
بنائے ہوئے خار اور سب نہال — گل و غنچہ سب دل لگے دور از خیال
صدا آپ سے آپ گھڑیال کی — کہیں ناچ کی اور کہیں تال کی
رہے وان کے حجروں کا جو در کھلا — تو دنیا کے باجوں کی آئے صدا
اگر بند کر دیجیے ایک بار — تو جوں ارغنوں راگ نکلیں ہزار
مکانوں میں مخمل کا فرش و فروش — بخط سلیمانی اُن پر نقوش
طلسمات کے پردے اور چلمنیں — اڑا دے یہ دل کے کھلیں اور بند ہیں

بیچ بارہ دری میں تخت شاہی آراستہ تھا افراسیاب اُسپر جلوہ گر تھا ہزارہا ساحر دست بستہ حاضر تھا کہ صرصر نے پہونچکر مجرا کیا اور پشتارہ عمرو کا سامنے رکھ دیا عرض کیا یہ گنہگار سرکار حاضر ہو کنیز حکم عالی بجا لائی اور جانبازی کرکے عمرو کو لائی افراسیاب نے صرصر کو خلعت بیش بہا عنایت کیا اور حکم دیا عمرو کو کھولو ہنوز عمرو کو پشتارے سے نہ نکالا تھا کہ یہ عرضی سلیمان عنبرین مو کی مشتمل احوال قتل حسینہ جادو جسکا ذکر اول مذکور ہوا ہے گزر آئی افراسیاب نے جب عرضی پڑھی جواب میں اسکے عرضی خدمت لقا میں لکھی کہ یا خداوند کمترین نے فی الحال عمرو ایسے دشمن خداوند کو گرفتار کیا ہو لہذا ملک بختیارک شیطان کو اپنی درگاہ سے یہاں بھیج دیجئے کہ وہ آکر عمرو کو قتل کریں اور انہیں کے ہمراہ میں فوج ساحران کر دونگا کہ وہ فوج حمزہ کے لشکر کو غارت کر دیگی یہ عرضی لکھکر ملکہ خمار جادو کو دی کہ اسی وقت پاس خداوند کے لیجائے اور شیطان خداوند کو لے آئے خمار عرضی لیکر بزور سحر اڑی اور بتعجیل تمام مسافت راہ طے کرکے کوہ عقیق کے قلعے میں پہونچی اور براہ ادب دروازے پر دارالامارت شاہی کے ٹھہر کر چاہا اپنے آنیکی اطلاع کرائے قضارا یہاں چالاک بن عمرو واسطے جاسوسی اور دریافت حال بارگاہ لقا میں آیا تھا دروازہ پر دارالامارت کے مردہا بنا کھڑا تھا خمار نے اُس سے کہا میاں مردھے صاحب جاکر عرض کرو کہ طلسم ہوش ربا سے خمار جادو فرستادہ افراسیاب آئی ہو عرضی شاہ طلسم

چالاک نے کہا آپ ٹھہریے میں عرض کرتا ہوں اور اندر بارگاہ کے گیا اور بغیر کچھ کہے سنے
باہر آکر خمار سے کہا کہ ای ملکہ جو حکم تمہاری نسبت ہوا ہے اُسے الگ آکر سن تو خمار اُسکے ساتھ
ہولی چالاک اسے تنہائی میں لایا اور کہا خداوند نے یہ پھل دیا ہے کہ اسے کہا کہ ہماری بارگاہ
میں آنا اسکا جسم نورانی ہوجائیگا خمار نے سجدہ کیا اور کہا کیا سرفرازی خداوند نے اپنے ایک
ادنیٰ احقر ناچیز بندوں کے حال پر کی کہ مجھے حاضر ہونے کی سرفراز فرمایا نظم

آن کیا پامال ہمارا کر دچو خاک راہم	خاک می بوسم و عذر قدمش میخواہم
من ندانم کہ بجو راز تو بنالم حاشا	چاکر معتقد و بندہ دولتخواہم

بعد اسکے وہ پھل لیکر کھایا کھاتے ہی یہ خبر ملا کہ سر سے پا تک لرزا اور بیہوش
ہوگئی چالاک کو جب پڑی اُسنے اگالدان کر سر اُسکا مونڈا اور نامہ افراسیاب اُسکے پاس سے
لیکر خود نامہ لکھ کر اسکی جھولی میں رکھ کر اپنا راستہ لیا بعد چار گھڑی کے خمار کو جو ہوش آیا
سنبھل کر اپنے دل سے خیال کیا کہ وہ پھل جو خداوند نے بھیجا تھا اسکی یہی تاثیر ہوگی کہ
انسان کیا کہ ہوش میں نہ رہتا ہوگا کیونکہ اول کی کثافت اور آلائش جب دفع ہوگی
اور قالب پلٹے گا ضرور ہے کہ انسان بیہوش ہوجائیگا اب یقین ہے کہ میں آج روح پاکیزہ
ہوگئی کہ جیسے لطیف نادیدہ سے پیدا ہوئی تھی منصور کر دی ہوئی اور اپنے جسم کو نورانی ہوجانا
سمجھ کر بار بار دست و پا کو دیکھتی ہوئی چلی گئی سر کے منڈنے کا خیال بھی نہ کیا یہاں تک
کہ داخل بارگاہ لقا ہوئی اور خداوند کو اپنے تخت پر جلوہ گر دیکھ کر سجدہ کیا اہل دربار
نے دیکھا کہ ایک ساحرہ حسینہ و جمیلہ آئی ہے لیکن سر منڈا ہے سب ہنسنے لگے اور لقا
نے کہا اسے بندی قدرت کی سر سجدے سے اُٹھا کہ رحمت اپنی ہنسے تجھ نازل کی خمار نے
سر اُٹھایا لقا نے قریب اپنے کرسی عنایت کی وہ آکر بیٹھی اُس وقت تجلیات کے اہل دربار
سے مخاطب ہوکر ایک شعر پڑھا کہ فرد

حسن کی طرح سے آیا نہ سر عشق میں فرق	زلفیں ہوائیں منڈ گئیں بال چال پریشان گیا

لیکن اس رمز کو بھی خمار نہ سمجھی اور نامہ افراسیاب نکال کر سامنے خداوند کے پیش کیا
لقا نے اپنے منشی کی جانب اشارہ کیا منشی نے نامہ لیکر لفافہ چاک کر کے چاہا کہ پڑھوں
اُس میں کلمات نا ملائم اور دشنام سے بھری ہوئی تحریر تھیں کیونکہ نامہ چالاک نے بدل لیا تھا
غرضکہ منشی نے بہر ادب خداوند سے عرض کیا کہ یہ نامہ شہنشاہ طلسم لکھا ہے مجھے پڑھا نہیں جاتا ہے

بختیارک نے کہا لاؤ مین پڑھ دون منشی نے نامہ حوالہ کیا بختیارک نے جو اُسے دیکھا ہنستا
اور کہا خداوند شیفتے اِس نامہ مین لکھا ہی کہ ابے او بے غیرت حرام زادے مسخرے گدھے نالائق
قرمساق بدتمیز خرس بادیہ ضلالت میمون خصلت خنزیر طینت خبیث صورت بداصل و بیہودہ
شکل سیاہ رو و تیرہ درون گمراہ اعنی زمرد شاہ مردود درگاہ الٰہ لعن اللہ ابداً دائماً بعد
ہزاران ہزار لعنت کے اے ملعون خدا تجھے کندہ جہنم کرے کہ تو نے ہزارہا بندگان خدا کو برگشتہ
کر رکھا ہی لازم ہے کہ خدمت باسعادت حمزہ صاحب قران عالی تبار مین حاضر ہوکر
دین مبین اسلام اختیار کر اور دعوی الوہیت سے باز آ ورنہ لشکر کشی کرکے فوج ساحران
پیچ کر اس طرح تجکو راہ دار البوار دکھاؤنگا کہ حسرت تیرے حال بدمآل پہ گریہ کرے گی اور تیرا
کوئی نام لینے والا بھی باقی نہ رکھونگا تھوڑا لکھا بہت جاننا نامہ تمام ہوا تو ہزارہا دشنام یہ
مضمون سنتے ہی لقا فرط غضب سے مثل رعد کے گرگرایا اور پکارا کہ اُس افراسیاب
حرام زادے کی اب شامت آئی ہی تقریر کرکے آسمے مین غارت کیے دیتا ہون اور دو فوج
بھیجتا ہون خمارہ یہ غصہ دیکھ کر تھرتھر مثل بید کے کانپنے لگی اور عرض پیرا ہوئی کہ یا
خداوند یہ نامہ شہنشاہ ساحران نے ہرگز نہین لکھا معلوم ہوتا ہی کہ اثناے راہ مین نامہ کسی
نے بدل لیا کس لیے کہ میرے روبرو جب شہنشاہ نے عمرو کو گرفتار کرایا تو منشی سے یہ لکھوایا
تھا کہ خداوند اپنے شیطان درگاہ ملک بختیارک کو یہان بھیجین کہ وہ آکر عمرو کو اپنے ہاتھ
سے قتل کرین اور فوج ساحران طلسم سے ساتھ لیے جائین لہذا اِس تحریر کے خلاف یہان یہ
گالیان لکھی نظر آتی ہین مجھے بڑا تعجب ہے کہ یہ کیا ماجرا ہی آپ خداوند ہین آپ پر سب واضح
و روشن ہوگا بختیارک نے یہ تقریر سنکر کہا عجب ہی یہ نامہ بدلا ہوا ہی عمرو کا گرفتار ہونا
غیر ممکن مین جانتا ہون کہ اُسنے کسی کو اپنی صورت کا بنا کر قید کرا دیا ہوگا اور آپ ہمارے
ہمراہ چل کر کسی مقام پر قابو پاکر نامہ بدلا ہوگا اور اے ملکہ کیا تمہارے طلسم مین یہ رسم ہی کہ
عورتین بھی سر منڈاتی ہین خمارہ سمجھی کہ یہ دل لگی کرتے ہین کہا اے شیطان خداوند آپکا تو
یہ کام ہی ہی کہ ہر ایک سے تمسخر کیجیے لیکن مجھ حقیرہ ناچیز سے کہ خداوند کی پرستار ہون تمسخر
نہ فرمائیے طلسم مین تو وہ زنان پری پیکر زہرہ جبین حور شمائل ہین کہ جنکی زلف چلیپا مین
ہزارہا دل بیدلون کے گرفتار رہتے ہین اور مار کاکل کے ڈسے ہوئے پانی نہین مانگتے
ہین سر منڈانے کی آپ نے خوب کہی بختیارک نے جواب دیا کہ پھر تمنے کیا منت مانی تھی کہ

جب خداوند کی زیارت کو جاؤگی اوس وقت سر منڈاؤگی سر پر ہاتھ رکھکر دیکھو کوئی بال
بھی باقی ہے یا میرا کہنا کچھ جھوٹ ہے خمار نے گھبرا کر سر پر ہاتھ رکھا سر ہو بہو بختیارک کے کہنے مین
فرق نپایا بال کیسے کھونٹی بھی کوئی نہ تھی صاف چکنا سارا سر پایا یہ دیکھتے ہی رونے لگی اور
کہا ملک جی آپ صحیح فرماتے ہین کہ عمرو میرے ساتھ ساتھ چلا آیا بلکہ راہ مین میرے کاندھے
پر بھی تھے یقین ہے کہ وہی سوار ہوگا اور ایک جگہ مجھے پھل کھلا کر مردے نے بیہوش بھی کیا
تھا اور ایک بار طلسم مین عمرو نے میرا سر اور بھی مونڈا تھا یہ کلام جب بختیارک نے سنے پکارا
صلوٰۃ بر محمد و آل محمد و لعنت بر لقا کیون بی خمار تمنے دیکھا کہ عمرو کیسا مقبول بندہ خداوند
ہے اب تم ظہور اوسکا دیکھوگی واضح ہو کہ بختیارک نے چاہا کہ امتحان کرون کہ عمرو یہان آیا
ہے یا نہین اور جانتا ہے کہ جہان عمرو ہوتا ہے اگر اوسکی تعریف کرو تو وہ ظاہر ہو جاتا ہے اس
لحاظ سے گویا ہوا کہ یا مرشد برحق اگر آپ تشریف لائے ہین تو اپنا ظہور دکھائیے اسکے اس
کلام سے چالاک جو خمار کا سر مونڈ کر چلا تھا تو خدمتگار کی صورت بنکر بارگاہ مین کھڑا
سب حقیقت دیکھ اور سن رہا تھا دل سے خیال کیا کہ مین صورت عمرو کی بنکر انکو دکھا دون
تاکہ خمار جو عمرو کو یہان دیکھ کر جائیگی تو افراسیاب سے کہے گی کہ عمرو کو حقیق مین
ہے یہ سنکر افراسیاب کو شبہہ ہوگا کہ یہ عمرو جس کو مین نے قید کیا ہے عمرو نہین ہے پس وہ
عمرو کو چھوڑ دیگا اور تیرا نام ہوگا کہ ہزارون کوس سے عیاری کرکے عمرو کو چھڑا دیا یہ تجویز
کرکے باہر بارگاہ کے جا کر صورت اپنی عمرو کی ایسی بنائی اور یہان بختیارک مدح و ثنا عمرو
کی کر رہا تھا کہ سراپردہ پھاند کر چالاک بیچ بارگاہ کے اُترا اور اس لیے کہ بختیارک کو کسی
طرح کا شک نرہے بالین آنکھ کا مثل عمرو کے اسکو دکھایا اور پکارا کہ ای خمار میرے ہاتھ سے
تو بچ گئی ورنہ مین مار ڈالتا خمار نے جب عمرو کو دیکھا بے اختیار اٹھکر دوڑی کہ او موئے
مونڈچی کی تجھ سے غضب کیا تو نے کہ میرا سر دوبارہ مونڈا اور مجھے سارے طلسم مین اور دربار خداوند
مین ذلیل کرایا یہ کہتی ہوئی جب قریب پہونچی چالاک نے ایک بیضہ بیہوشی ناک پر تاک کے
مارا کہ اسکے پھٹتے ہی بیہوش ہو کر گری اور چالاک جست کرکے بھاگا ملازمان لقا تو جرگا
سے عیارون کی چہولی واقف تھے وہ بیٹھے رہے کسی نے تعاقب نہ کیا اور بختیارک نے خمار
کو ہوشیار کرایا جب یہ ہوشیار ہوئی بختیارک نے کہا ای ملکہ اب تم جواب نامہ کا لیکر جاؤ
اور یہ نامہ بھی لیتی جاؤ افراسیاب کو دکھانا اور سب کیفیت بیان کرنا یہ کہکر منشی کو حکم دیا

کہ نامہ تحریر کرے بدین مضمون کہ بندہ خاص الخاص خداوند شہنشاہ ساحران افراسیاب جادو
کو بعد نزول رحمت خداوندی معلوم ہو کہ تم ایسے غافل بادشاہ ہو کہ تمھارے ملازم تمھین دھوکا
دیتے ہین کہ عیار بھی تمھاری عمرو کی صورت بنا کر کسی کو لے آئی ہے اور تمھین کچھ معلوم نہوا اور
عمرو تمھارے نامہ دار کے ساتھ یہان چلا آیا عجب کیا ہے جو اس غفلت کا تمھاری یہ نتیجہ ہو کہ وہ
تمکو کسی دن قتل کروا لے لہذا میرے شیطان کا آنا ایسے غفلت شعار فراموش کار کے پاس
زیبا نہین جب تم تحقیق اصلی عمرو کو گرفتار کرکے اطلاع دوگے اسوقت شیطان کا آنا ہوگا
اب تمھین چاہیے کہ بمدد خداوند فوج ساحران روانہ کرو نہین تو خداوند غضبناک ہو کر تمھارے
طلسم پہ تمھین ہونگے اور ناراض ہو کر کسی طرف چلے جاینگے یہ قلمبند کرکے منشی نے لقا کی مہر
اسپر کرکے خمار کے حوالے کیا اُسنے نامہ لیکر خداوند کو سجدہ کرکے عرض کیا کہ میرے بال سر کے
پیدا کر دیجیے لقا نے کہا اے بندی میری تو بروز نوروز آنا مین تجھے ایسا حسن و جمال عطا
کرونگا کہ بہتر میری حوران جنان سے ہو جائیگی اور پھر کبھی ضعیف نہو گی غرض تسکین اوسکی
تشفی دیکر اسکو رخصت کیا اور یہ نامہ لیکر اُڑی یہان تک کہ تھوڑے عرصہ مین پاس
افراسیاب کے پہونچی وہ منتظر اسکا بیٹھا تھا کہ اسنے جواب نامہ لاکر دیا اور وہ نامہ بھی جو
چالاک کا لکھا ہوا تھا پیش کیا اور اپنا سر منڈا ہوا دکھلایا افراسیاب مارے خوف کے
کہ افسوس میرے باعث سے خداوند کو گالیان ملین کانپنے لگا اور خمار کا سر منڈا ہوا
دیکھکر بڑا رنج ہوا اور یقین ہوگیا کہ بیشک صرصر اپنی رسوخیت جتانے کے لیے کسی کو عمرو کی
صورت بنا لائی ہے اسوقت حکم کیا کہ عمرو جو بندھا ہوا ہے اُسکو کھول کر ہمارے سامنے لاؤ
ساحر عمرو کو روبرو لائے عمرو تو پہلے ہی سے ہوشیار تھا خمار کا بیان سُن رہا تھا سمجھ گیا
کہ وہان کسی میرے فرزند یا شاگرد نے سر اس قحبہ کا مونڈکر اور میری شکل بنکر دکھایا ہوگا
اور دھوکا دینے سے مجھے چھڑانا چاہا ہے پس جب سامنے افراسیاب کے آیا اسنے پوچھا
کہ تو کون ہے کہا حضور صرصر نے مجھے کہا تھا کہ مین تجھے عمرو کی صورت بنا کر سامنے شہنشاہ
کے لیے چلتی ہون وہ تجھے قید کرینگے مین رات کو آکر چھوڑ دونگی اور تجھے پانچ ہزار روپے
دونگی تو کہدینا کہ مین عمرو ہون ورنہ مین ایک طوائف رہنے والی طلسم ظلمات کی ہون
افراسیاب نے یہ سنکر ساحرون سے کہا سحر اسپر سے اُتار لو اور عمرو سے کہا کہ جا جہان جی
چاہے چلا جا اور پانچہزار روپیہ اپنے پاس سے اسکے سچ کہدینے پر عنایت فرمایا عمرو سلام

کر کے روپیہ لیکر باغ سے باہر نکلا اور سمجھا شاید کوئی آفت آئے تم بچانے جاؤ اس سبب سے
گلیم اوڑھ کر چلا اور ادھر افراسیاب نے کہا بلاؤ تو اس ناعیارہ یعنی صرصر کو صرصر
اسی باغ میں کہ بہت دور تک ہے ایک جگہ آرام پذیر تھی کہ ساحرون نے آکر حکم شہنشاہ مضمون
سنایا یہ لرزان و ترسان سامنے آئی افراسیاب نے حکم دیا کہ باندھو اسکو ساحرون
نے ستون بارہ دری سے صرصر کو باندھا اور مار پڑنے لگی صرصر پکاری کہ بے کیا قصور ہے
افراسیاب نے کہا حرامزادی مجھے پیش خداوند لقا ذلیل کرایا دیکھ یہ نامہ آیا ہے تو ایک
بلا آفت کو لائے دیکھ عمرو بنا کر لائی یہ شرط کہ ناک کٹوا ڈالون صرصر نے کہا کبھی ایسا نہیں ہے
میں عمرو کو پہچان کر پکڑ لائی تھی اسوقت خمار نے کہا دیکھ میرا سر عمرو نے مونڈا مجھے کیا
پڑی تھی جو اپنا سر آپ مونڈ کے مجھے جھوٹا بناتی صرصر نے عرض کیا آپ کتاب سامری ملاحظہ
فرمائیے اور کسی کے کہنے پر نہ جائیے اگر میرا کہنا غلط ہو تو مجھے قتل کیجیے ورنہ کوئی اپنا
مونڈاتا ہے تو کیا تہمت جو مجھ سے پرائے شگون کو اپنی ناک کٹوائے مجھے کیا غرض خمار
نے چلا کر کہا او مجھ میرے منہ نہ لگنا ایک تو چوری دوسرے سرزوری صرصر بولی کہ خبردار
مجھکو کہے گی وہ آپ ہوگی میں شہنشاہ کے سوا اور کسی کی نہ اٹھاؤنگی اسوقت افراسیاب
دونون پر خفا ہوا کہ میرے دربار میں یہ گستاخیاں زیبا نہیں اور کتاب سامری دیکھی سب حال
جادو پر ظہور ہوا کہنے لگا کہ صرصر سچی ہے تو نے عمرو کو ناحق چھوڑ دیا اور خمار کا سر چالاک نے
مونڈا تھا یہ معلوم کر کے صرصر کو رہا کر کے خلعت دیا اور حکم دیا کہ عمرو دریا کے پار نہ جانے پائیگا
جلد جا کر گرفتار کر لا صرصر بتعاقب عمرو میں روانہ ہوئی اور افراسیاب نے بھی دربار
برخاست فرمایا سب دربار اپنے اپنے گھر آیا لیکن خمار کو کینہ صرصر سے اور صرصر کو خمار سے
پیدا ہوا کہ ذکر اسکا آگے مذکور ہوگا مگر اب حال سنیے کہ عمرو باغ سے نکل کر گلیم اوڑھ کر
چلا جب دور نکل گیا گلیم اتار لی اور اپنی صورت ایک اگھوری خبیث کی سی بنائی کہ لنگوٹی
باندھے ہوئے اور شیشہ شراب کی بوتل ہاتھ میں بغل میں مردے کی کھوپڑی دابے بیہودہ
بکتا چلا کہ راہ میں اگر کوئی ساحر ملے تو اسکو قتل کر کے دریا سے اسکی صورت بنکر پار اتر جاؤن
اسی فکر میں جاتا تھا کہ صرصر ڈھونڈھتی ہوئی آکر پہنچی اور عمرو کو اگھوری بنا ہوا دیکھ کر
اسنے پہچانا اور للکار کر خنجر پکڑ کر مقابل ہوئی عمرو بھی ناچار لڑنے لگا کچھ دیر تک جنگ
بہتری عیاری ہوتی تھی کہ ایک سامنے سے پیدا ہوا یہ ساحر رہنے والا اسی صحرا کا تھا جہان

عمرو لڑ رہا تھا غرضکہ جب عمرو نے اُسے آتے دیکھا کہا اے صرصر دیکھ تیرے عقب میں کون
آتا ہی اُسنے پیچھے پھر کر دیکھا عمرو نے قریب جا کر بیضۂ بیہوشی مارا کہ صرصر کے منہ پر پڑا اور چھیں
کھا کر گرنے لگی عمرو نے گود میں اُٹھا کر زنبیل میں ڈال لیا اور چاہا میں بھاگ جاؤں لیکن
وہ ساحر قریب پہونچ گیا تھا اُسنے سحر کیا کہ عمرو وہیں کھڑا رہ گیا وہ پاس آیا اور کہا اے الگوٹیا
تو کس لیے لڑ رہا تھا اور میں نے اسلیے تجھے روکا کہ تو جس عورت سے لڑ رہا تھا اُسے تو نے
کیا کیا کہاں یکایک غائب کر دیا عمرو نے کہا وہ میری زوجہ تھی جس سے میں لڑتا تھا اور
میں بھوکا تھا اُسکو کھا گیا یہ سنکر اُس ساحر کو ایک حیرت ہوئی اور کہا آج تک میں دربار
شاہی میں نہیں پہونچا تھا آج یہ وسیلہ اچھا ہی کہ تجھے خدمت شاہ میں لے چلوں کہ ایسا
ساحر اُنکے یہان کوئی نہو گا کہ جیتے آدمی کو کھڑے کھڑے نگل لے یہ کہکر سحر کرکے عمرو کو لیکر
اڑا اتفاقاً افراسیاب جو دربار برخاست کر چکا تھا تو وزیر اُسکا باغبان قدرت
اپنے باغ میں آکر مع اپنی زوجہ ملکہ گلچین جادو کے بیٹھا میخواری کر رہا تھا کہ یہ ساحر
عمرو کو لیے اُسی طرف سے اُڑتا ہوا نکلا گلچین نے دیکھا کہ ایک ساحر آدمی کو پنجہ میں دابے
اڑا جاتا ہی اسنے اپنے شوہر سے کہا اسکو بلاؤ دیکھو یہ کون ہی باغبان نے سحر پڑھا یہ ساحر
رعایا میں سے ہی مشل نامی ساحر وزن کے سحر نہیں جانتا ہی باغبان کے سحر کرنیسے
آگے نہ جا سکا ناچار اُتر آیا باغبان کو دیکھ کر تسلیم کی اُسنے پوچھا کہ یہ کون ہی جسے گرفتار
کیے لیے جاتا ہی ساحر نے کہا یہ شخص اپنی زوجہ سے لڑ رہا تھا یکایک اُسے کھا گیا مجھے تعجب
ہوا میں اسکو پاس شہنشاہ کے لیے جاتا تھا باغبان کو بھی یہ ماجرا سنکر ایک تعجب ہوا اور
لگا پھر عمرو کو گھورا از بسکہ یہ ساحر زبردست ہی اسکے گھورنے اور نظر گرم سے عمرو کے جسم
سے روغن عیاری اُڑ گیا اور چنگاریاں جسم سے اُڑنے لگیں اسوقت باغبان نے نگاہ سحر
سے دیکھنا موقوف کیا اور اُس ساحر سے کہا یہ الگوری نہیں عمرو ہی اور عمرو سے استفسار کیا
کہ تو کسے کھا گیا عمرو نے کہا اپنی زوجہ کو میں کسی کے سامنے نہیں کرتا ہوں اور نہ اوسکو تنہا
کسی مکان میں رکھتا ہوں بلکہ اپنے ساتھ زنبیل کے اندر رکھتا ہوں اور زوجہ میری عیاسے
بے بدل ہی صحرا میں اسکو جب زنبیل سے نکالتا ہوں وہ مجھسے لڑتی ہی لہذا اسوقت میں اور
وہ دونوں لڑ رہے تھے کہ یہ ساحر آیا میں نے اسکو نامحرم سمجھ کر اپنی بی بی کو زنبیل میں ڈال لیا
نگل تو میں کسی کو نہیں گیا یہ حقیقت عمرو سے سنکر گلچین نے کہا اپنی جورو کو نکال ہم بھی

دیکھیں کیسی ہے عمرو نے کہا مین غیر مرد کے سامنے کاہے کو نکالون سب کو ہٹا دیجیے اور مجھے
کچھ روپیہ دیجیے تو نکالون گلچین نے سب کو وہان سے ہٹا دیا لیکن باغبان ہشیار رہا اور
اُسنے کہا اے عمرو تو اپنی زوجہ کو میرے روبرو نکال مین تجھے بہت کچھ دونگا عمرو نے کہا
پہلے روپیہ منگا دو تو کیا مضایقہ باغبان اور اُسکی جورو نے بہت کچھ زر منگا کر دیا عمرو اُس
وقت ایک گوشۂ باغ مین گیا اور صرصر کا منہ زنبیل سے نکال کر صورت اُسکی تبدیل کر دی
اور وہان سے سامنے باغبان کے آیا اور کمر کے برابر سے صرصر کو کھینچ کے اُسکے سامنے
ڈال دیا گلچین نے ایک نازنین عورت کو با حسن و جمال دیکھا کہا عمرو کی بی بی بہت
خوب صورت ہے اچھا اسے ہوشیار کر عمرو نے کہا یہ بھاگ جائے گی گلچین نے کہا کیا
مجال جو میرے سامنے سے بھاگے عمرو نے کہا بھاگ نہ سکے گی تو فقرے دیگی کہے گی مین
صرصر ہون اور آپ اسوقت میرے دشمن ہو جائیے گا گلچین اور باغبان دونون
نے قسم کھائی کہ ہم اسکا کہنا نہ مانینگے اسوقت عمرو نے صرصر کو ایک درخت سے باندھکر
فتیلہ دفع بیہوشی سنگھایا کہ اُسے ہوش آیا اور باغبان اور گلچین کو بیٹھے دیکھا فریاد
کی کہ اے وزیر اعظم شہنشاہ مجھے آپنے کیون باندھا ہے اس ساربان زادے عمرو کے کہنے
نہ آئیے گا مین اسکو پاس شہنشاہ کے لیے جاؤن کہ انکو اسکی تلاش ہے عمرو نے سنکر کہا
حرام زادی شہنشاہ اپنے یار کے پاس مجھے لیجا کر کیا کریگی آج مین تیری ناک کان کاٹونگا اب
صرصر بنی ہے جو بُرا بھلا کہتی ہے تو سب جانتے ہین کہ یہ شوہر و زن باہم ہین بلکہ گلچین نے کہا اے عمرو
جورو تیری بڑی زبان دراز ہے صرصر کو عمرو تمانچے لگانے لگا کہ کیون اے کسبی بدذات بیہودہ
زبان درازی کرتی ہے اور باغبان اور گلچین ہنسنے لگے اسوقت صرصر نے کہا بد دل لگی اے لوگو
ابھی تمہین شہنشاہ سے کہونگی کہ آپکا وزیر بھی عمرو سے مل گیا باغبان نے کہا تو شہنشاہ
پاس کیونکر پہنچیگی صرصر نے کہا مین عیارہ صرصر ہون ہر وقت دربار مین حاضر رہتی ہون
عمرو سنکر ہنسا کہ دیکھیے مین کہتا تھا کہ یہ اپنے تئین صرصر بتلائیگی بڑی مکارہ ہے اور پھر دو ایک
تمانچے لگائے اسوقت صرصر نے حال گذشتہ جو دربار مین گذرا تھا اور افراسیاب کا قبل
از گرفتاری عمرو جو ارادہ تھا اور جو اُسنے مشورہ کیا تھا وہ سب بیان کیا اور کہا اگر مین صرصر
نہ ہوتی تو کیونکر اس کیفیت کو جانتی اس کلام سے صرصر کے باغبان کو شبہ ہوا اور باغ سے
ایک پتی توڑ کر اسپر سحر پڑھا کہ وہ شق ہوا اور اس مین سے ایک طائر خوش رنگ نے نکل کر

ہ خوش الحانی آواز دی کہ یہ عورت جو بندھی ہے صرصر ہے یہ صدا دیکر وہ طائر چلا گیا اور باغبان
نے صرصر کو عذر خواہی کرکے رہا کر دیا اس ہنگامہ میں سب تو صرصر کی جانب متخاطب تھے عمرو
نے گلیم اوڑھ لی اور غائب ہو گیا مگر جب صرصر چھوٹی پکاری کہ وہ نا عیار کہاں گیا عمرو نے
جواب دیا کہ موجود ہیں باغبان خائف ہوا کہ صدا آتی ہے اور عمرو دکھلائی نہیں دیتا ہے اس
میں صرصر نے کہا میں جاتی ہوں عمرو نے کہا ہم بھی ساتھ ہیں غرض کہ صرصر باغ سے نکل کے
روانہ ہوئی اور عمرو وہیں ٹھہر رہا کہ ہیں پڑے تو اس جگہ کا سب مال لوٹوں اور ساحروں
کو قتل کروں الحاصل بعد چلے جانے صرصر کے گلچین نے کہا صرصر کے جھگڑے میں عمرو کو بھی
ہاتھ سے کھویا میں نے اسکے اوصاف بہت سنے تھے اگر یہاں ہوتا تو کمال اسکے دیکھتی عمرو
نے جواب دیا کہ ہم یہیں ہیں لیکن اس لیے پوشیدہ ہیں کہ تم لوگ ساحر ہو ہمیں گرفتار کرکے
پاس افراسیاب کے لے جاؤگے گلچین نے یہ آواز سنکر کہا قسم ہے سامری کی کہ یہاں کوئی
تجھ سے دغا کرے گا عمرو نے پکارا کہ اچھا کچھ روپیہ منگا کر رکھو تو ہم آئیں گلچین نے زر و پیہ
جمع کرایا عمرو گلیم اوتار کر ظاہر ہوا گلچین نے خاطر کرکے بٹھایا اور کہا اے عمرو ہم آپکے گانے
کے بہت مشتاق ہیں کچھ ہمیں سناؤ عمرو نے نے نکالی اور گھنگرو پاؤں میں باندھے رقص و
سرود آغاز کیا اور اہل انجمن کو بیخود کر دیا باغ کے طائر اپنی نغمہ سرائی بھول کر ہمہ تن مصروف
سماع ہوئے اور گل اوس گلشن کے ہمہ تن گوش ہو کر سننے لگے برگ ہوا سے جنبان تھے گویا
تالیاں فرط عشرت سے بجاتے تھے درخت جھوم جاتے تھے غنچہ خموش تھے بلبل شوریدہ ہو کے
سر میں جوش تھے

نظم

لگا گانے جیا وہ اس آن سے / نکلنے لگی جب ادا تان سے
عجب تان پڑتی تھی انداز سے / کہ بے کل تھی ہر بال آواز سے
وہ تھی گٹکری یا لڑی نور کی / سلاسل تھی اک پھلجڑی نور کی
لگی دیکھنے آنکھ نرگس اٹھا / گلوں نے دیئے کان اپنے لگا
لگے بلنے آ وجد میں سب درخت / کھڑے ہو گئے سرو ہو کر کرخت
درختوں سے گرنے لگے جانور / بنے مثل آئینہ دیوار و در
ہوئے نہر کے سنگ پانی لگیں / پڑے سایے فوارے کے اچھل
ہوئیں قمریاں شوق سے نعرہ زن / بھرا اشک سے بلبلوں کے چمن

عجب راگ کو بھی دیا ہے اثر	کہ ہو جائے پتھر کا پانی جگر
بندھا اس طرح کا جو اُس جا سماں	ہوا سب کے دل کا عجب حال وان
بندھا اس طرح کا جو اُس دم سماں	ہوا بھی لگی رقص کرنے وہان

لکھی لاکھ روپیہ کا جواہر عمرو نے انعام مین پایا تھا خوب اپنا رنگ جمایا تھا کہ وہان افراسیاب پھر
دربار مین آکر بیٹھا اور کتاب سامری دیکھی یعنی معلوم ہوا کہ صرصر گرفتاری عمرو کو گئی تھی اُسپر
کیا گذری کتاب مین نظر آیا کہ باغبان قدرت اپنے باغ مین بیٹھا عمرو کا گانا سن رہا ہے
اور صرصر کا جو حال کہ اوپر مذکور ہوا سب دریافت ہوا یہ دیکھکر غصہ ناک ہوا کہ ہمارے دشمن
سے وزیر ہمارا اس لطف و مدارا سے پیش آئے افسوس ہے کہ اتنا بڑا معزز کارپرداز رکن سلطنت
حریف سے یون مل جائے کتاب کو اُسی غصہ مین بند کرکے دستک دی کہ تپلا زمین سے پیدا ہوا
اُس سے حکم کیا کہ باغبان کے یہان عمرو بیٹھا گا رہا ہے اُسکو اور باغبان کو جاکر پکڑ لا تپلا
یہ حکم سنکر روانہ ہوا یہان عمرو گا رہے تھے ذرا ٹھہرا تھا کہ سنانے کی آواز آئی اوپر جو دیکھا
تو ایک پتلے کو آتے پایا عمرو نے جلدی سے گلیم اوڑھ لی اور پتلا جو جھپٹ کر گرا عمرو کو تو
نہ پایا باغبان کی کمر مین ہاتھ ڈالکر لے اوڑا اور پکارا منم فرستادہ شہنشاہ افراسیاب
اور باغبان کو لیے صاف چلا گیا گلچین گھبرائی کہ اب مصیبت آئی اور یہان پتلے
نے سامنے افراسیاب کے باغبان کو پہنچایا افراسیاب نے اُسے بیٹھنے کو تو دیا لیکن
اُٹھا اور چند کوڑے مارے کہ کیون ای نمک حرام ہمارے دشمن کو تو نے اس طرح اپنے گھر مین
بٹھایا تھا باغبان سارا حال ساحرہ کے گرفتار کر لانے کا اور صرصر کی کیفیت صاف صاف
عرض خدمت بندگان شہنشاہ مین کرکے ملتمس ہوا کہ کمترین شہنشاہ سے کسی وقت بندہ
حضرت کا ہم پروردہ نعمت قدیم ہے کبھی نمک حرامی نہ کرونگا اب شہنشاہ تحقیقات فرما
لیجئے ساحرین کہ اُس مفتری جعلساز کو گرفتار شہنشاہ کے حضور مین لے کرون افراسیاب نے اس کلام
مین راستی صدق استحکام نمایان اور رہا کر دیا باغبان نے رخصت ہوکر واسطے لینے عمرو کے
روانہ ہوا لیکن یہان عمرو کا ذکر سنیئے کہ جب پتلا باغبان کو اُٹھا لے گیا عمرو نے خالی مقام
پاکر گلیم اوتاری اور گلچین سے کہا کہ مین چلا جاتا ہون تیرا شوہر غضب افراسیاب بتجویز
کی ہو اگر بارہ دری مین علاوہ چلو تو بیان کرون تل جیسن آنکر تخلیہ ہو گیا عمرو نے
اُسکو بیضہ بیہوشی لگا کر بیہوش کیا اور دری مین لپیٹ کر بارہ دری مین کسی جا چھپا دیا اور

آپ رنگ و روغن عیاری ملکر اُسکی ایسی صورت بنا لباس اُسکا لیکر زیب جسم کیا وہان سے آکر
مسندِ ناز پر بصد اختیار بیٹھا کنیزون نے عرض کیا کہ حضور عمرو کہان گیا عمرو نے جواب دیا کہ اُسکو
تو قدرت غائب ہو جانے کی ہی نہیں معلوم کہان گیا یہ سب خاموش ہو رہین کہ ایسا ہی ہوگا
اس عرصہ مین باغبان آکر پہونچا اور زوجہ سے مستفسر ہوا کہ عمرو کہان گیا گل چین نقلی
نے کہا کہ وہ تو جب بتلا آیا تھا جب ہی غائب ہو گیا تھا باغبان نے کہا ازبسکہ واسطے اُس
عیار کے شہنشاہ نے مجھے سر دربار ذلیل کیا مین اُسکے تجسس مین جاتا ہون دریا سے پار نہ
جا سکیگا گرفتار کرکے پاس شہنشاہ کے لے جاؤنگا یہ کہکر بزور سحر پرواز کرکے چلا یہان عمرو
جو گل چین بنا ہوا ہی بعد اُسکے جانے کے سوچا کہ باغبان تجسس لیا جب مجکو نہ پائیگا لقین
ہی کہ سحر سے دریافت کرے کہ عمرو کہان ہی سحر بتلا دیگا کہ گل چین بنا ہوا بیٹھا ہے وہ آکر
مجھے گرفتار کر لیگا یہ سوچکر باغبان کی دو بیٹیان ہین سُنہال جادو اور شمر جادو نام
انھین عمرو نے طلب کیا جب وہ حاضر ہوئین اُنکی بلائین لین اور محبت مادرانہ جتائی خوب
پیار کیا اور کہا اے فرزند باپ تمھارا عمرو کی تلاش مین گیا ہی اور وہ عیار بڑا ہی ایسا نہو کہ
تمھارے پدر کو کسی طرح کی گزند پہونچائے یا ڈھونڈھے اور تجسس سے نہ ملے تو شہنشاہ کی خفگی
آئے بدین لحاظ ہم تم بھی چلین اور عمرو کو تلاش کرین سُنہال جادو نے کہا بہتر ہی والدہ
چلیے گل چین نے تخت بزور سحر منگوا سُنہال نے ایک نارنج زمین پر مارا کہ وہ شق ہوا
اور دھوان اُس مین سے نکل کر سمت فلک کے گیا بعد لمحے کے ایک تخت اُترتا ہوا آیا اور
زمین پر اُترا گل چین اور سُنہال دونون سوار ہوئین شمر کو حفاظت مکان کے لیے
چھوڑ کر روانہ ہوئین اور گل چین نے سُنہال سے کہا کہ اے چھوکری دیکھون کتنا جلد تو
اس تخت کو لے چلتی ہی کچھ سحر بھی سیکھا ہی یا دن بھر کھیلا کرتی ہی سُنہال نے ایسا سحر کیا کہ
تخت اُڑتا ہوا قریب دریائے خون رواں پہونچا اُسوقت گل چین نقلی نے لبون کو
جنبش دیکر کہا میرا سحر خبر دیتا ہی کہ عمرو دریا کے پار اُتر گیا ہی مگر ہنوز صحرا مین پھرتا ہی
جلد سحر کرکے چلو تو گرفتار کرین سُنہال نے سحر کرکے تخت روان کیا اور دریا کے پار پہونچی
لیکن اُس طرف باغبان ہر سمت عمرو کو ڈھونڈھتا پھرا جب کہین پتا نہ ملا اُسنے ایک
بت اپنی کلائی سے کھول کر کچھ افسون پڑھ کر کہا اے سامری کی تصویر تجھے واسطہ سامری کا
سچ بتلا کہ عمرو کہان ہی وہ بت گویا ہوا کہ تیری زوجہ کی صورت بنکر ہمراہ تیری دختر سُنہال جادو

سکے پار اُترا ہی اور تیری لڑکی کو قتل کیے جایا چاہتا ہی باغبان یہ حال سُنکر بعجلت تمام چلا اور بہت کو لیکر کلائی مین باندھ لیا یہان عمرو پار اُترکر نہال کو بیہوش کیا چاہتا تھا کہ باغبان آکر پہونچا اور للکارا کہ او بدشید ای نا عیار کہان جائیگا مین آپہونچا نہال یہ صدا سُنکر حیران وار ہر طرف دیکھنے لگی کہ یہ میرا کسے للکارتا ہی اور عمرو نے ایک دھول نہال کے لگا کر فوراً گلیم عیاری اوڑھ لی اور تختِ پر سے کود کر نعرہ کیا کہ باش او حرامزادے میں ہون سپہر عیاری نظم

عمرو م کہ کلہ از سر قیصر ببرم	رنگ از رخ تختک بد اختر ببرم
در محفل خسروان چو گردم ساقی	تیغ و سپر و صبوح و ساغر ببرم

بچگیا تو میرے ہاتھ سے اور سارا گھر تیرا اور سب کو جہنم رسید مین کرتا یہ کہکر عمرو تو چلا گیا اور باغبان نہال کے پاس آیا اور کہا ہوا کہ تو نے بڑا غضب کیا جو عمرو کو دریا کے پار آتار دیا نہال نے عذر عدم وقفیت کیا باغبان اُسے لے کر نا چار اپنے مکان مین آیا اور ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر گل چین کو بارہ دری کے اندر سے نکال کر ہوشیار کیا اور سارا ماجرا بیان کر کے کہا مین چاہتا ہون عمرو اپنی بارگاہ مین جاکر ظاہر ہوگا وہان سے پکڑ لاؤنگا گل چین نے قدم پر سر رکھ کر کہا ای باغبان واسطہ سامری و جمشید کا ان عیارون کے مقدمہ مین دخل نہ دے جب شہنشاہ اُنسے عاجز ہو رہا ہی تو ہماری کیا حقیقت ہی ایسا نہو کہ عیار عاجز آکر قتل کر ڈالین ابھی دیکھا کہ عمرو کہان آیا تھا اور کہان سے کہان پہونچ گیا اور شہنشاہ کے کچھ بنائے نہ بنا باغبان اسکے سمجھانے سے خائف ہوا اور پاس افراسیاب کے گیا سارا ماجرا بیان کیا کہ عمرو اس طرح سے نکل گیا افراسیاب خاموش ہو رہا اسلیے کہ اگر اسکو زیادہ تنبیہ کرونگا ایسا نہو کہ یہ بھی جاکر شراکت مہرخ کی کرے اب یہ سب تو دربار مین بیٹھے اور عمرو بھی آکر داخل اپنی بارگاہ مین ہوا سب سردار خوشحال ہوے بعشرت تمام بیٹھے لیکن صرصر کا حال سُنیے کہ یہ جو مقام باغبان پر سے چلی خیال مین اسکے آیا کہ عمرو تو دریا کے پار اُتر نسکے گا لشکر مہرخ خالی ہی قران صحرا مین رہتا ہی اور عیار فکر عیاری مین گئے ہونگے تو چل کر مہرخ یا بہار کسی اور سردار کو گرفتار کر لا اور جیسا کہ عمرو نے مجھے ذلیل کیا ہی ویسا ہی اُسے بھی جلا غرضکہ دریا سے اوتر کر بشکل مبدل داخل لشکر مہرخ ہوئی اور فکر عیاری کرنے لگی دن بھر اسنے قیام کیا جسوقت عیار دشت گرد فلک خیمہ مغرب مین جاکر چھپا اور شاہد شب نے آئینہ ماہ مین رخ زیبا اپنا ملاحظہ کیا اور عروس چرخ نے

پیشانی کو ہرا فشان کیا نظم

تھی اُس شب یہ تاروں کی جلوہ گری | دودھن کی ہو جون مانگ موتی بھری
سیاہی شب خوشنما تھی کمال | کہ جس طرح محبوب کے رخ پہ خال

صبح نے دربار برخاست فرمایا ہر ایک سردار اپنی خوابگاہ مین آیا میان صبح کا شکیل کہ سابق مین مذکور ہوا تھا کہ دختر حیرت ملکہ خوب صورت پر عاشق ہے اور خوبصورت بسبب جرم عشق کے قید ہے لہذا شکیل جب اپنے خیمے مین آتا ہے یاد زلف مین اپنی معشوق کے بصد پریشانی وہ رات بسر کرتا ہے شعر عاشقانہ پڑھتا ہے کہ اے انجمن کو دل کی دام محبت بنا گیا + دھیان اُنکے گیسوؤن کا بڑا جیلسا تھا + اس رات کو بھی موافق معمول کے دل غمناک لیے بصد اضطراب اپنے خیمے مین آکر زار زار مانند ابر بہار گریان و نالان ہوا گریبان تا بدامن چاک کیا ہر چند کہ وہ شب چاندنی رات تھی مگر اوسکو بے روے تابناک اپنے مہرو کے اندھیرا تھا کہتا تھا کہ یہ پیر گردون میرا دشمن ہوا ہے یہ چاند نہین زال کا گولا ہے دیدۂ ثوابت سے مجھے گھورتا ہے مشعل ماہ روشن کرکے جلاتا ہے اور کبھی کہتا تھا نظم

اے ستم پیشہ اک ذرا انصاف | کر گنہگار کا گناہ معاف
گو کہ معشوق ظلم کرتے ہین | عہد و پیمان سے بھی گذرتے ہین
پر نہ اتنا کہ خلق مر جاوے | جی سے عاشق ترا گذر جاوے
اور اگر ہے تجھے یہی منظور | پاس سے اپنے رکھ نہ اتنا دور
ہے قسم تجھکو اپنے کاکل کی | تجھکو سوگند ہے تغافل کی
شوکت و ظلم و جور کا صدقہ | اپنے انداز و طور کا صدقہ
میان سے کھینچ خنجر بیداد | پھیر دے میرے حلق پر جلاد
جس مین عاشق کا کام ہو جاوے | اُسکا جھگڑا تمام ہو جاوے
گو دیے سو پیام ہو بیتاب | پر اودھر سے ملا نہ ایک جواب
دمبدم عشق اُسکا بڑھنے لگا | غزل عاشقانہ پڑھنے لگا

غزل

چشم کا کام اشکباری ہے | چشمۂ فیض ہے کہ جاری ہے
ہم کہین اور تم کہین صاحب | خاک یہ زندگی ہماری ہے

کس کا سونا کیسی ہی آتی نیند — شب ہجران ہی اور زاری ہی
یہ سبک تو نے کر دیا ظالم — ہیرا مردہ بھی سب کو بھاری ہی
کر نہ برباد اسکے کوچے سے — اے صبا خاک یہ ہماری ہی
جو نہین تھا کسی شمار مین آج — اسی عاشق کی دم شماری ہی

شعر عاشقانہ پڑھتے پڑھتے ہاتھ کھنچنے لگے گریبان دیکھین پاؤن چل نکلے کہ بیابان دیکھین ؎

نشاید عشق را کنج سلامت — خوشا رسوائی و کوئے ملامت

بیٹھے بیٹھے ترنگ سی آئی دل مین یہ سمائی کہ چل کر بیابان مین غم دل کو خالی کرتا کہ مجنون کردار بادیہ مین اس لیلی عذار کے یہ رات بسر ہو صبح کو لشکر مین چلے آنا کوئی اس حال سے مطلع نہوگا دل مضطر سنبھل جائیگا آسیب الم ٹل جائیگا یہ تصور کر کے روتا ہوا صحرا نورد ہوا اور ہر گام پہ بادل ناکام اشک حسرت بہاتا تھا یہ غزل زبان پہ لاتا تھا نظم

کیا کہون مین کہ اب کہان ہی دل — اس گلی مین روان دوان ہی دل
ہی یہ بایک دگر سبک وحشی — دل سے مین مجھسے سرگران ہی دل
گاہ پہلو مین گاہ یار کے پاس — دیکھیو تو کہان کہان ہی دل
اسقدر اسپہ رکھ نہ بار فراق — ناتوانون کا ناتوان ہی دل
ظاہرا دوستی کی کس سے امید — پہلو مین دشمن نہان ہی دل
پیچھے صاحب دلون کے قافلے سے — صورت گرد کاروان ہی دل

یہ غزل پڑھتا ہوا چلا جاتا تھا کہ صرصر جو فکر عیاری مین پھر رہی تھی اسکو تنہا جاتے دیکھ کر ساتھ ہولی جب شکیل صحرا مین پہونچا ایک تختہ سنگ پر قریب کوہسار بیٹھ کر غم دل کا بر طرف کرتا تھا اور سیر گلزار سے دل بہلاتا تھا صرصر تو رہنے والی اسی طلسم کی ہی اور اسکے ماجرائے عشق پر وقوف رکھتی ہی اسوقت اسے بیقرار دیکھ کر اپنی صورت ایک کنیز کی کہ جیسے کنیزین ملکہ خوب صورت کی ہین بنائی اور سامنے آکر تسلیم کی اور کہا واری آپنے مجھے پہچانا شکیل نے جواب دیا کہ مین کیا جانون مین اپنے تئین خود نہین جانتا ہون کہ مین کون ہون کہ مطلع ظاہر مین گرچہ بیٹھا لوگون کے درمیان ہون + پر یہ خبر نہین ہی کہ مین کون ہون کہان ہون + صرصر نے کہا مین کنیز ملکہ خوب صورت تمھاری معشوقہ کی ہون جب سے ملکہ قید ہوئین مین صحرا مین رہتی ہون شکیل نے یہ جو سنا کہ کنیز معشوقہ ہی

اُسوقت تو موجب بیت

قیس جنگل مین اکیلا ہی مجھے جانے دو	خوب گذریگی جو مل بیٹھین گے دیوانے دو

باہم رونے لگے اور کنیز نے کہا اے شیدا اے جمال یار تیری مفارقت مین ملکہ زار کا بھی حال تھا اور یہ مقال تھا کہ ابیات

تھے جو تم دونون یکدگر مانوس	ہوے پابند حسرت وافسوس
عشق اُسکا تو تیرے دل مین تھا	تیرا عشق اُسکے آب وگل مین تھا
مثل مجنون ہوا تو صحرا گرد	وا مے معشوق وا مے حسرت ودرد
اور ادھر کو وہ مایۂ خوبی	تھی سراپوش صورت لیلی
شمع کی طرح رور و گھلتی تھی	بات دل کی مگر نہ کھلتی تھی
کچھ نہ کھاتی تھی اور نہ پیتی تھی	بس ترا نام لیکے جیتی تھی
اُس کی ہی نقل نقل غم اندوز	کہ یہ قصہ ہے قصۂ جانسوز
کیا مجبوس اُسے بہ رنج و محن	پا بہ زنجیر و طوق در گردن
اب نہ وہ ہے نہ وہ زمانہ ہی	کچھ عجب عشق کا فسانہ ہی

شکیل یہ ماجرائی حسرت انتما سنکر کنیز کے گلے لپٹ کر زار زار رویا اور گویا ہوا کہ ای فلک غدار ابیات

اس طرح سے مرا وصال ہوا	نہ میسر مجھے وصال ہوا
یونہین ہجران مین جان جائیگی	روح بھی وان نہ چین پائیگی
بسکہ ہے حسرت وصال صنم	نکلے گا کیا اٹک اٹک کر دم
دل جو تڑپے گا بار بار مرا	ہوگا زیر و زبر مزار مرا
وصل جانان سے ہین ہم شاد گیا	ہاے دنیا سے نامراد گیا

یہ بیقراری دیکھکر کنیز یعنے صرصر نے ایک خاصدان کمر سے نکالا اور سامنے اُس ژولیدہ حال کے رکھکر عرض کیا کہ ای رہرو بادیۂ الفت وای سرگشتہ کوے محبت ملکہ نے بر وقت رخصت ہونے کے کچھ چکنی ڈلیان اور الائچیان اپنے لب نازک سے جھوٹی کرکے اس مین رکھین تھین اور مجکو حکم دیا کہ جہان کہین ہمارا شیدا ملے اسے دینا اور ہمارا حال بیان کرنا شکیل نے خاصدان سے الائچیان لیکر کھائین اور بیہوش ہوگیا صرصر اُسکو پشتارہ مین باندھکر روانہ ہوئی اس ہنگام مین عاشق خونین جگر مشرق تلاش یار مین میدان فلک پر سرگرم رفتار ہوا

اور عجوزۂ سیہ چردۂ شب نے چادر نور مین منہ چھپا لیا یعنی کہ بمقتضاے ابیات

صبوحی کو دے ساقی لالہ فام
کہ رد و صبح مین رات کالی تمام
ہوا آفتاب الم سپہر طلوع
اداسی کا ہونے لگا دن شروع

صرصر پشتارہ لیے داخل بارگاہ حیرت ہوئی اور ملکہ کو تسلیم کر کے پشتارہ سامنے رکھ دیا حیرت مستفسر ہوئی کہ کس کو لائی ہو اُسنے عرض کیا فرزند مہرخ شکیل کہ شیداے خوبصورت ہو حیرت نے قید سحر سمجھا کر ہوشیار کیا جب آنکھ شکیل کی کھلی اپنے تئین گرفتار دربار حیرت مین پایا بے اختیار زبان پر لایا نظم

بچشم لطف گر بینی گرفتاران رسوا را
بیا ہم گوشۂ چشمی کہ رسوا کردہ ما را
نہ بین از مردن نخواہم سایۂ طوبی دلی خواہد
کہ روز حسرت ساید بخاکم قد آن سرو بالا را
مرا گر از تمنا سے تو ایک صد بلا بر سر
ز مہر بیرون نخواہم کرد ہرگز این تمنا را

اے ملکہ مین آپکی غم زلف دلربا سے زندان الم مین گرفتار ہون اسیر طرۂ گیسوے تابدار ہون مجھے گرفتار کرنا کیا بقول شخصے آج نہ مواکل مرجاونگا یہ کہکر بہت رویا حیرت نے اسکے حال پر رحم کیا اور کہا اے شکیل تو بھی کوئی غیر نہین مہرخ کا فرزند اور مہ جبین دختر شہنشاہ کا ماموں ہو اگر میری اطاعت کرے اور اپنی مان کا ساتھ نہ دے تو خوبصورت کی شادی تیرے ساتھ کر دون شکیل نے کہا مجھے نہ مان کا ساتھ منظور ہے اور نہ آپکا ملکہ دنیا سے کنارہ ہون غلام ملکہ خوبصورت جادو مین بیچارہ ہون نظم

ہست آرزوی کشتن از آن تند خو مرا
گر او نکشت می کشد این آرزو مرا
جانم ز جدائی آن ماہ لب رسید
ای وای اگر فلک نرساند باو مرا
با ذوق جستجوی تو آسودہ خاطرم
آسودگی مباد ازین جستجو مرا
ننگ است عاشقان جہان را ز نام من
عاشق مگو ہر چہ توانی بگو مرا
گفتی کہ آبروی ہلالی ہمہ شکست
رسواے خلق ساختی این آبرو مرا

جو اے ملکہ فرمائیے بجا لاؤن لیکن تو آپکے لیے مہرخ سے جا لڑون حیرت نے قید اسکی دور کر کے خلعت دیا اور اسکی حفاظت پر طاوس جادو نام ایک ساحر کو حکم کیا کہ ملکہ خوبصورت کو قید سے رہا کر کے باغ عشرت مین لا کر حمام کرا کے مسند نشاط پر جلوہ گر کرے طاوس نے تسلیم الحکم کہکر پشتہ سے خوبصورت کو اوتارا اور باغ مین پہونچا دیا اور

گلعذار کے آنے سے اُس باغ کی دونی بہار ہوئی اور اُس غنچہ دہن نے بھی اپنی آرایش و زیبائی اور
اپنے عاشق کے ملنے کی خبر سنکر خوش ہوئی اور اُدھر جب صبح ہوئی خبر گرفتاری شکیل ملکہ مہرخ
نے سنی اور بعد لمحہ کے خبر پہونچی کہ شکیل پھر اُسی طرح سے ساحری پرست ہوگیا اور حیرت
کا شریک ہوا مہرخ کو یہ خبر سنکر بڑا رنج ہوا لیکن مجبور دربار میں موجود تھا کہنے لگا ای ملکہ جب
طلسم فتح ہوگا ہزاروں ہی بیٹیاں مل جائینگے اگر اصلی نہونگے تو بہت سے آکر بن جائینگے
اصل تو یہ ہے کہ فرزند تمھارا غم میں اپنے دلدار کے مرجاتا وہاں زندہ رہیگا یہ اُسکی جان بچنے
کا خوب سہارا ہے مطلب اصلی پر تم نظر رکھو ایسی ویسی باتوں کا دھیان کرنا اچھا نہیں مجھے سمجھو
کہ شہزادہ اسد قید ہوگیا اور میں کچھ رنج نہ کیا اور تیور پر میل نہ لایا الحاصل مہرخ نے غم فرزند کو بھلا کر
صبر کیا اور استقامت پذیر ہوئی مگر وہاں شکیل نے حیرت سے بہت عرض کیا کہ اگر مجھے
اجازت ہو تو ایک نظر ملکہ خوبصورت کو دیکھ آؤں حیرت نے اجازت دی کہ جاؤ اور
یکشب باغ عشرت میں رہکر اپنی مطلوبہ کا نظارہ جمال کرو اور طاؤس سے حکم دیا کہ
بطور مخفی ان دونوں شیدا کی نگہبان رہے کہ کسی طرح کا اختلاط باطنی باہم نہ کرنے پائیں غرضکہ
طاؤس پوشیدہ روانہ ہوا اور شکیل نے بھی حسب بیت

وعدہ وصل چوں شود نزدیک ۔۔۔ آتش شوق تیز تر گردد

تیاری چلنے کی فرمائی نہا دھو کر پوشاک نفیس سے اپنے تئین آراستہ کیا نظم

ہوا جب کہ داخل وہ حمام میں ۔۔۔ عرق آگیا اسکے اندام میں
نہا دھو کے نکلا وہ گل اسطرح ۔۔۔ کہ بدلی سے نکلے ہے مہ جس طرح
غرض شاہزادے کو نہلا دھلا ۔۔۔ دیا خلعت فاخرانہ پنہا
جواہر سے سرا سر پہنایا اُسے ۔۔۔ جواہر کا دریا بنایا اُسے
لڑی اسکی اور کلغی اور نورتن ۔۔۔ عدد ایک سے ایک زیب بدن
مرصع سر پیچ جوں صبح آب ۔۔۔ منور بہ شکل گل آفتاب
وہ موتی کے مالے بصد زیب و زین ۔۔۔ کہ ہیں جسکو آرام جان تن کا چین
جواہر کا تن پر عجب تھا ظہور ۔۔۔ گر اک ایک عدد اسکا تھا کوہ طور
غرض اس طرح ہوکے آراستہ ۔۔۔ خراماں ہوا سرو نوخاستہ
نکل گھر سے جب وہ ہوا او سوار ۔۔۔ کیے خوان گوہر کے اس پر نثار

یہ خبر خوبصورت نے بھی سنکر اپنے تئین آراستہ کیا باغ کی زیبایش فرمائی جلسہ عشرت منعقد ہوا نظم

ساقیا مے پلا شتاب شتاب / مطربا تو سنا دے چنگ و رباب
وا ہوا ہے در نشاط و سرور / غم دیرینہ ہے دلون سے دور
آج عاشق کو وصل جانان ہے / بزم عشرت کا روز سامان ہے
یار بیداد گر سے داد ملی / نامرادون کو بھی مراد ملی
مہر تو دائرہ بجا دے ہان / کہو زہرہ فلک پہ ہو رقصان
یعنی اٹھی وہ غیرت بستان / کیا آراستہ تمام مکان
کیا تخت مرصع ترتیب / لا رکھین کرسیان قریب قریب
بیٹھی بن ٹھن کے وہ بصد آئین / خوب سی آج اپنی کی تزئین
اوس کا نظارہ رخ زیبا / برق جان سوز خرمن دلہا
تھا جو چودہ برس کا سن و سال / چون مہ چاردہ عروج کمال
اتنے مین وان شکیل حسن نژاد / باغ کے در پہ پہونچا خرم و شاد
پھر در باغ سے یہ دی آواز / در پہ حاضر ہے عاشق جانباز
سن کے آواز عاشق رنجور / دوڑی دروازے پر وہ رشک حور
ساتھ لے اپنا عاشق ناکام / رونق بزم ہوئی وہ ماہ تمام
ہوئی اوسکے وہ سات بار نثار / کہا ہے بخت خفتہ اب بیدار
پھر یہ بولی کہ شکر عز و جل / ہوے سب غم مرے خوشی سے بدل
دیدہ و دل ہوا مرا پر نور / کہ میسر ہوا وصال حضور
تھی یہی آرزو بس اک میری / مدتون سے یہی تھی مشتاقی
ہوگا اوسکا نصیب جو دیدار / سجدہ شکر مین کرونگی ہزار
دیکھ اُس رشک گل کا یہ معمول / گیا عاشق خوشی کے مارے پھول
بسکہ مانوس تھا وہ محنت کش / ہوگیا بس خوشی کے مارے غش
اُٹھ کے اُس مہ نے تب شتاب شتاب / لیے طاقون سے شیشہاے گلاب
اُس پہ چھڑکا گلاب خاطر خواہ / ہوش مین آیا وہ جوان ناگاہ
دیکھتا تھا فلک کو باحسرت / تھا عجب وقت اور عجب صحبت

اشک حسرت سے منہ کو دھوتا تھا | وصل مین زار زار روتا تھا
زیر لب کہہ رہا تھا یہ ہر آن | ای مین تیری خدائی کے قربان
یار سے ہمکنار ہوتا ہون | جاگتا ہون وہ یا کہ سوتا ہون
کہین جی سے نہ مین گذر جاؤن | آج ایسا نہ ہو کہ مرجاؤن
کہہ کے یہ تخت سے اوٹھا اختر | خاک پر جا کے گر پڑا اختر
ہوا بیہوش آکے سر بسجود | سجدے سے اوسکے سجدہ مسجود
رو دیا یان تک کہ جلا سب دل | ہوگئی خاک اُس جگہ کی گل
اُس پری نے اُٹھایا ہاتھ کو تھام | آکے بیٹھا قریب گل اندام
ہوئی آراستہ سحر کی بزم | ہوا دونون کے دل کو ادہی عزم
حاکم کشور مراد ہوئے | دونون آپس مین شاد شاد ہوئے
نہ رہی ہجر کی مصیبت یاد | دل ہوئے شاد گھر ہوئے آباد
اسطرف شرم اور حیا سے خموش | اسطرف خواہش وصال کا جوش
بولا اوس ماہرو سے وہ مضطر | پاس ماور کے اب چلو دلبر
کرین لشکر مین چلکے ہم شادی | تاکہ ایمان کی ہو نہ بربادی
کہا اُسنے مین آپ کی ہون کنیز | مجھے خاطر حضور کی ہی عزیز
سُن کے اُسکا کلام عاشق زار | سحر سے کرکے تخت اک تیار
دیکھکر ہر طرف کو وہ ہشیار | خوبصورت کو کرکے اُسنے سوار
سمت لشکر چلا وہ بادل شاد | دل کی پائی بہت دونون نے مراد
دیکھا طاؤس نے جو یہ سامان | دوڑی بیتاب ہوکے وہ نالان

راوی کہتا ہی طاؤس جادو جوان دونون کی بطور مخفی محافظ تھی اور حیرت نے اس کہدیا تھا کہ جب یہ اختلاط باطنی کرین تو انھین منع کرنا لہذا جب اُسنے انھین جاتے دیکھا گھبراکر دوڑی اور یہ دونون باغ سے نکل کر ایک پہاڑ کے قریب پہونچے تھے کہ اُسنے آکر روکا شکیل سے سحر چلنے لگا تخت سے اُترکر مقابلہ کیا نارنج و ترنج کی مار ہونے لگی طاؤس نے ایک ناریل سحر پڑھکر مارا کہ شکیل بصد نیند مین غرق ہوگیا اُسنے چاہا کہ گرفتار کرکے لیجائے اُسوقت اتفاق سے ضرغام اُس طرف آنکلا اور یہ ماجرا دور سے دیکھکر ایک

غلولہ بیہوشی غلیل مین رکھ کر غلہ اُسکے ناک پر مارا کہ طاؤس بیہوش ہو کر گری ضرغام نے آکر زبان
مین سوزن دیکر اُسکو ایک درخت سے باندھ کر ہوشیار کیا اور کہا اگر اطاعت ملکہ مہرخ کی اختیار
نہ کریگی خنجر ظلم سے ہلاک ہوگی اور حمد و ثنائے خلاق دو جہان بزبان فصیح سامنے اُسکے بجا لا کر
زنگ کفر طاؤس کے آئینہ دل پر سے دور ہوا اور باشارے سے کہا کہ مین تابعدار ہون
ضرغام نے اُسے رہا کیا اُسنے شکیل کو زمین سے نکالا اور خوبصورت کو لیکر روانہ ہوئی
یہان تک کہ داخل لشکر مہرخ ہوئی ضرغام نے یہ خبر مہرخ کو دی وہ مع سرداران نامی
کے شادان و فرحان بیٹھے اور بہو کو لیکر بارگاہ مین آئی ہر ایک نے گلے سے ملا دیا طاؤس کو
خلعت سرداری دیا جشن رشک جمشید کی بنا کی صحبت عیش و عشرت برپا ہوئی یہ کیفیت بعد
ایک روز کے حیرت نے سنی شعلہ غضب کا اُسکے سینہ مین مشتعل ہوا اور چاہا کہ لشکر تیار کرکے
اُسی وقت چڑھ جاؤن اور سب کو ہلاک کرون مگر صرصر اور صبا رفتار عیاران حاضر
تھین اُنھون نے عرض کیا آپ تامل فرمائین ہم جا کر سردار لشکر یعنی مہرخ کو گرفتار کرکے
لاتے ہین شکیل کے بدلے اُسے قتل فرمائیے گا یہ کہکر دونون روانہ ہوئین اور صرصر ایک
خدمتگار کی صورت بنکر داخل بارگاہ مہرخ ہوئی اور صبا رفتار باہر ٹھہری یہان بارگاہ
مین ناچ ہو رہا تھا عمرو بھی بیٹھا ہوا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک خدمتگار گوشہ مین کھڑا ہے
اور چار طرف دیکھتا ہے عمرو پہچان گیا کہ عیار ہے اپنے مقام سے اُٹھا اور چاہا کہ بھلاوا
دیکر پکڑ لون لیکن صرصر بھی عمرو کا عندیہ پہچان گئی اور سپر اُٹھا کر باہر کود کر چلی اور
پکاری منم صرصر شمشیر زن اور نکل گئی اور صبا رفتار جو باہر کھڑی تھی صحرا سے قران
آتا تھا اُسنے پہچانا اور دھوکا دے کر پشت پر سے آکر گود مین اُسے اُٹھا لیا صبا رفتار
ہر چند تڑپی مگر نہ چھوٹ سکی اِس ماجرے کو دور سے صرصر دیکھ رہی تھی فوراً عمرو کی
صورت بنکر آئی اور کہا اے قران یہ تیری معشوق ہے لا مجھے اِسکو دے کہ سزا دون تجھے
اِسکے ساتھ عتاب و خطاب کرنا اچھا نہین قران نے یہ کلام سنکر عمرو سمجھ کے صبا رفتار
کو دیدیا صرصر اِسکو لیکر چلی اور پکاری منم صرصر اُسوقت عمرو بھی باہر بارگاہ سے آیا اور
دونون پیچھے عیار بچیون کے دوڑے مگر وہ مثل برق و باد جست و خیز کرکے نکل گئین عیار
پھر آئے اور صرصر پھر دوبارہ شکل تبدیل کرکے لشکر مین آئی اتفاق سے ایک جانب خیمہ
ماہ جادو ناو مہرخ کا تھا اور ماہ بسبب کمسنی کے خیمے مین رہتی ہے دربار مین کم جاتی ہے

صرصر صورت عمرو کی بنکر اُسکے خیمے مین گئی ماہ نے تعظیم کرکے مسند پر بٹھایا کشتیان شراب
کی سامنے رکھین صرصر نے جام شراب سے بھرکر ماہ کو دیا ماہ نے عرض کیا خواجہ سلامت
نوش فرمائین صرصر نے کہا اے ملکہ صحبت رندان مین تکلف کیا ہے پیجیے مین بھی پیتا ہون
یہ جام تو آپ پی لیجیے ماہ نے سناغوے کر بیک جرعہ درکشید کیا صرصر نے اسکے ملازمون
کو کار و بار کے بہانے سے ہٹا دیا الغرض ماہ شراب پی کر بیہوش ہوئی صرصر اُسکو کسی
جگہ مخفی کرکے آپ اُسکی شکل بنی اِس عرصہ مین رہرو جادۂ فلک نے پیکار زرین کرے
کا مغرب مین کھولا اور روزگار غدار قدم عجوزۂ تیرہ روے لیل سے آباد ہوکر مشعل ماہ
روشن کرنے لگا نظم

قضارا وہ شب تھی شب چاردہ
پڑا جلوہ ایسا تھا ہر طرف
نظارے سے تھا اُسکے دل کو سرور
عجب عالم نور کا تھا ظہور
عجب جوش تھا نور مہتاب کا
کہے تو کہ دریا تھا سیماب کا

صرصر بشکل ماہ جادو پاس ملکہ مہرخ کے آئی مہرخ دربار برخاست کرکے آرامگاہ مین
عشرت پذیر و آرام گیر تھی اپنی مادر کو دیکھ کر اُٹھی اور بعد تواضع صدر نشین غرفہ کیا ماہ نے
کہا اے فرزند عیار یہان آئی ہوئی ہین آج مین تیرے پاس پلنگ بچھا کر سوؤنگی اور بچھونے پر
ہاتھ رکھے رہونگی اس لیے کہ کوئی تجھے زحمت نہ پہونچانے مہرخ نے پلنگڑی جواہر نگار اپنے
پلنگ کے برابر اُسکی بچھوا دی سامان راحت مہیا کر دیا ماہ نقلی آرام پذیر ہوئی بہانا کر
کہ جب سب سو گئے اُسنے بیہوشی منھ پر مہرخ کے ملی کہ بیہوش ہوئی اور پشتارہ اسکا باندھکر
سراپچہ چاک کرکے لے چلی لیکن لشکر مین طلایہ پھر رہا تھا پہرے والون نے اُسے جاتے دیکھا
اور سدراہ ہوے صرصر نے خنجر کھینچ کر دو ایک کو زخمی کیا اور چاہا کہ نکل جاؤن غل
بلند ہوا عمرو غل سنکر خیمے سے نکل کر دوڑا اس عرصہ مین صرصر پشتارہ لیکر روانہ ہوئی
مگر عمرو نے تعاقب اُسکا نہ چھوڑا قضارا صرصر جب صحرا مین پہونچی وہان قرار لگایا اسکے
خنجر چلنے لگا کہ عمرو وہان آکر پہونچا اور صرصر کو گھیرا اُسکو صحرائی ہوا ٹھنڈی جو لگی مہرخ کو ہوش
آگیا دیکھا مین چادر مین لپٹی ہون اُسی وقت سحر پڑھا کہ چادر عیاری چاک ہوگئی اور حلقے
کمند کے جو دست و پا مین بند تھے کھلے مہرخ پشتارے سے باہر نکلی اور سحر پڑھکر صرصر کو
پکڑلیا صرصر نے کہا سحر سے جب چاہو عیار کو پکڑلو تمھے تو دعوی عیارون سے مقابلے کا ہے

قران نے یہ کلام سنکر کہا ای مہرخ اسکو چھوڑ دو یہ سچ کہتی ہی ہم اسکو انشاءاللہ بفن عیاری
زیر کرینگے مہرخ نے صرصر کو چھوڑ دیا صرصر اور قران خنجر زنی کرنے لگے اور جنگ عیاری
شروع ہوئی کبھی بیضہ ہای بیہوشی دونون جانب سے چلتے تھے اور کبھی کمند کے حلقے
پڑتے تھے عمرو اور مہرخ کھڑے دیکھ رہے تھے مگر اُس جنگل مین ایک ساحر رہتا ہی ملازم
افراسیاب کا نام اُسکا نثار جادو ہی وہ ہنگامہ سنکر اپنی جگہ سے یہان آیا قران اور
عمرو ساحر کو آتے دیکھکر فرار ہوگئے اور صرصر بھی ایک طرف چلی گئی کہین جا کر اور کچھ
تیاری کرون اور نثار جادو پاس مہرخ کے آیا اور اُسکو پہچان کر براہ ادب تسلیم کی
استفسار حال کیا کہ حضور کیونکر یہان تشریف لائین مہرخ نے کیفیت گرفتار کرانے صرصر کی
بیان فرمائی نثار نے عرض کیا کہ مین چاہتا ہون کہ حضور کی اطاعت کرون آپکا شریک
ہون لہذا اگر ملکہ عالم اس احقر کے کلبۂ احزان کو رونق بخشین دعوت نوش فرمائین تو مین
بھی اپنے اہل و عیال و مال و منال کو لیکر آپکے ہمراہ رکاب سعادت انتساب چلون یہ عرض
مہرخ نے پذیرا فرمائی اور اسکے ساتھ چلی نثار اپنے مسکن پر لایا مہرخ نے دیکھا کہ بالاے کوہ
ایک قصر رفیع بنا ہی شیشہ آلات موقع و مناسب جگہ پر لگا ہی مکان نہایت آراستہ ہی نثار نے
مسند پر بٹھایا کشتیان شراب کی ڈالیان فواکہات کی حاضر کین اطاعت کا اظہار کیا مہرخ نے
چند جام شراب پیے اُس مین نثار نے بیہوشی ملائی تھی پی کر بیہوش ہوگئی نثار نے صندوق
مین اُسکو بند کر دیا کہ صبح کو پاس افراسیاب اور حیرت کے لیجاؤنگا لیکن ادھر عمرو
اور قران جو لشکر مین پھر کر آئے دیکھا کہ ابھی مہرخ یہان نہین آئین خیال کیا کہ صرصر تو وہان
موجود تھی ہی معلوم ہوتا ہی کہ بعد ہمارے چلے آنے کے وہ پھر ملکہ کو پکڑ لے گئی یہ تصور کر کے دوبارہ
تلاش مین روانہ ہوے اور عمرو صورت ایک ساحر کی بنکر لشکر حیرت مین آیا یہان صرصر
بھی قران سے بچکر آئی تھی اور دربارگاہ حیرت پر کھڑی تھی کہ عمرو آکر پہونچا اور کہا بی بی
صرصر آج تو تمنے بڑا کام کیا کہ مہرخ کو گرفتار کر لائین صرصر نے بنگاہ غور عمرو کو دیکھکر پہچانا اور
کہا مین کسی کو نہین لائی عمرو نے کہا مجھسے اور مکاری صرصر نے قسم کھائی کہ مین نہین جانتی عمرو
وہان سے تلاش مین چلا اور راہ مین برق فرنگی سے ملاقات ہوئی اُس سے بھی کیفیت ساری
بیان کی وہ بھی تجسس مین روانہ ہوا یہان تک کہ رات بھر ہر جگہ ڈھونڈتے پھرے جب وقت
[illegible] آفتاب بیدار ہو کر دشت نورد فلک ہوا اور ظلمت شب نے بحر عالم سے کنارہ کیا کہ [illegible]

چھپا ماہ نے اپنے منھ پر نقاب | اٹھا بستر خواب سے آفتاب
لیے روز کو ساتھ آنے لگا | وہ سوتوں کو شب سے جگانے لگا

عمرو اور برق متلاشی ترکیب کو وہان نشار ربتا ہی پہونچے اور پہاڑ پر مکان عمدہ بنا ہوا دیکھ کر سمجھے کہ شاید صرصر یہان ہو دونون علیحدہ ٹھہرے لیکن برق ساحر بنکر در قصر پر آیا یہان ایک عورت ملازم نشار کھڑی تھی اس سے ہنس کر کہا آج بعد مدت تمھین دیکھا کہو مزاج تو اچھا ہی وہ عورت سمجھی کہ شاید یہ مجھے پہچانتا ہی جواب وہ بولی کہ جی ہان دعا کرتی ہون کہیے آپ تو اچھی طرح ہین برق نے کہا سامری کا شکر ہے یہ آج اکیلی کیون کھڑی ہو اوسنے کہا ہمارے میان نے صرصر کو قید کیا ہے ہم یہان پہرا دیتے ہین برق یہ سنکر باتین کرتے کرتے اسکے قریب گیا اور کہا نہین معلوم اس پہاڑ پر کیسی گھانس لگی ہے کہ جب مین ہوا آتی ہے مین نے جو ایک پتی توڑی ہاتھ مین بو آنے لگی دیکھو تو یہ کاہے کی بو ہے یہ کہکر اپنا ہاتھ اسے سونگھا یا وہ بیہوش ہو کر گری برق اوسکو اٹھا کر الگ لایا اور کپڑے اوتار کر اوسکی سی صورت اپنی بنائی اور اندر مکان کے گیا یہان اور ملازم نشار کے تھے انھون نے کہا کہ ای نورعین تم پہرا چھوڑ کر چلی آئین برق نے جواب دیا کہ رات بھر مین نے پہرا دیا کسی نے میری خبر نہ لی اب اور کسی کو بھیجو کیا مین ہی پہرا دینے والی ہون ملازم خاموش ہو رہے اور برق نے دیکھا کہ نشار خواب سے بیدار ہو کر مسند پر بیٹھا ہی تیاری کر رہا ہی برق جا کر پیچھے اوسکے رومال ہلانے لگا لیکن اب حال سنیے کہ عمرو بھی اس پہاڑ سے اتر کر ایک گویا بنا اور رستے سے گزر بجانے لگا صداے دلکش بانسری کی کان مین نشار کے گئی اپنے ملازمون سے حکم دیا کہ اس نے نواز کو بلاو ملازم گئے اور عمرو کو سامنے بلا کر لائے نشار نے دیکھا کہ ایک بڈھا کلاونت مفلوک پریشان روزگار ہی جی مین کہا کیا قدرت سامری کی ہے کہ صورت اور قطع اسکی ایسی ہے لیکن کمال ایسا جانتا ہے ابھی حصول حکم کیا کہ اپنا ہنر ہمین بھی دکھاو عمرو سلام کر کے نے بجانے لگا نشار بہت خوش ہوا اور انعام بہت سا کلاونت کو دیا کہا آج اسے کوئی پہرا گانا سنو نگا کل صرصر کو لے کر پاس افراسیاب کے جاونگا عمرو نے کہا آپ نے صرصر کو کہان قید کیا ہی نشار سننے پہلے تو وہین کہدیا کہ سامنے والے صندوق مین بند ہے پھر خیال مین اسکے آیا کہ کلاونت کو صرصر کا حال پوچھنے سے کیا مطلب معلوم ہوتا ہے کہ یہ عیار ہے یہ سوچکر ہنسا اور پکارا کہ اے عیار پہچانا مین نے تجکو اور پھر جھککر عمرو کو

گرفتار کیا اسوقت برق جو سر پر دال جھل رہا تھا اسنے خنجر ہیاض گردن پر پشت پر سے مارا
کہ سر نشار کا کٹ کر دور گرا اور غلغلہ اسکے مرنے کا بلند ہوا ملازم اسکے دوڑے مگر برق تو
سن چکا تھا کہ عمرخ صندوق مین بند ہی اسنے اس تاریکی مین جھپٹ کر صندوق کھولدیا عمرخ
مرنے نشار کے ہوشیار ہو چکی تھی باہر نکلی اور جتنے ملازم نشار کے تھے انکو قتل کیا ادھر
عمرو نے جال مار کر سارا گھر لوٹ لیا الحاصل قتل و غارت کرکے وہان سے اپنے لشکر کیطرف
چلے راہ مین ایک ساحر ملازم حیرت ملا اسنے ان سب کو پہچان کر کہا آج اور تم عیش کرلو
کل سب ہلاک ہوگے عمرخ نے کہا ہمین کون سواے خدا کے مار سکتا ہے اس ساحر نے کہا
ای عمرو مین حیرت کے دربار مین تھا کہ افراسیاب کا نامہ اس مضمون کا آیا کہ اے ملکہ
ہم شہزادہ جنگ جو سے شہ زور سے جادو کو کل بھیجین گے وہ آکر کام سب باغیون
کا تمام کریگی لہذا اس وجہ سے مین کہتا ہون کہ اب تم سب قتل ہوگے یہ کہکر وہ ساحر تو
چلا گیا اور عمرخ نام شہزادہ جنگجو کا سنکر گھبرائی اور رنگ اسکے چہرے کا فرط دہشت کی
سفید ہوگیا عمرو نے کیفیت لب کو بہر تسکین کھولا کہا ای ملکہ گھبراؤ نہین خدا قادر ہے مین ابھی
جاتا ہون لشکر مین بھی شہزادہ کو نہ آسنے دونگا راستے مین دیکھ بھال لونگا یہ کہکر چلا
اسوقت برق بھی ایک سمت روانہ ہوگیا عمرخ وہان سے لشکر مین اپنے آئی اور سب
سے ملاقات کرکے سریر جہانبانی پر متمکن ہوئی مگر حال سنئے کہ برق جو ہر عیاری چلا طلسم
ظاہر طے کرکے کنارے دریاے خون روان جو صحرا ہے وہان آکر ٹھہرا کہ شہزادہ اسی
طرف سے آئیگی مین عیاری کرونگا لیکن اس جنگل مین ایک مقام پر جھولا پڑا تھا اور
تین عورتین نہایت حسینہ و جمیلہ جواہر کا گہنا پہنے جھول رہی تھین برق نے اپنے
دل مین کہا یہ جادوگرنیان ہین ایسا نہو مجھے گرفتار کرلین یہان سے کسی اور طرف چلکر
ٹھہرنا چاہیے یہ سوچکر راہ کاٹ کے اور سمت چلا ان عورتون نے پکار کر کہا کہ ای برق
ادھر آ ایک پینگ دیتا جا برق نے کچھ جواب نہ دیا اور بھاگ کر دو کوس کے فاصلہ پر نکل گیا
وہان بھی وہی درخت وہی عورتین جھولتے دیکھین برق وہان سے بھی بھاگ کر تیسری
طرف کئی کوس نکل گیا اس جگہ بھی وہی ماجرا نظر آیا یعنی انھین عورتون کو جھولتے پایا اگلی
بار چوتھی سمت کو بھاگا غضب کئی کوس گیا وہی درخت اور عورتین جھولتے دیکھین انھون
نے کہا او بیوقوف ادھر آ ہمین پینگ دیتے کہان بھاگا بھاگا پھرتا ہے برق ناچار انکے

پاس گیا اور کہا ہم عیار ہین ہمارا ستانا بہتر نہین آیندہ تم جانو ہرچند برق نے دھمکایا لیکن انھون
نہ مانا اور گرفتار کرکے سمت افراسیاب چلین اب عمرو کا حال سُنیے کہ یہ جو بہر قتل شہزادہ جنگ جو
روانہ ہوا ایک ایسے مقام پر پہونچا کہ چارطرف کوہستان اور اوسکے بیچ مین صحراے سبزہ زار
نکل دریا چمن سے معمور دیکھا ہر سمت نضارت اور طراوت کا وفور دیکھا جانور شاخہاے درخت
پر نغمہ پرا گلہاے رنگارنگ شگفتہ عمرو نے تصور کیا کہ اس جنگل کو آراستہ کر دو یہین ٹھہرو صحرا
پاک و پاکیزہ ہو کیا عجب ہی کہ شہزادہ یہان آکر فروکش ہو یہ سمجھ کر زنبیل سے قرابے گلاب و کیوڑے
کے نکال کر سب آمیختہ بہ عرق بیہوشی تھے درختون پر چھڑکے اور پھول ادویہ بیہوشی کے
نکال کر ہار گوندھ کر درختون پر ڈالے سارا جنگل عطر بیہوشی سے بسا دیا اور آپ ایک بڑھیا
گوژ پشت نود سال کی صورت بنکر لاٹھی ٹیکتا ہوا درہ کوہ سے نکل کر ایک جگہ مخفی ہو کر بیٹھا
تھا کہ دور سے دیکھا تین عورتین برق کو گرفتار کیے لیے جاتی ہین یہ دیکھتے ہی اُن عورتون
کے پاس گیا اور لگا دوہائی دینے اور رونے انھون نے سبب گریہ استفسار کیا اوسنے
کہا بی بیو اس موے چوٹٹے کو جو تمنے گرفتار کیا ہی اس سے میرا پاندان دلا دو مین تمباکو
بغیر ہلاک ہو جاؤن گی یہ موذی کاٹا مین بار میرا پاندان چرا لے گیا ہی مین حیرت کی طرف
سے اس جنگل مین محافظ ہون پہرا دیتی ہون اون عورتون نے برق سے کہا موے چھلا
اس بڑھیا کا پاندان تونے کیا کیا برق یہ باتین بڑھیا کی سنکر سمجھ گیا کہ یہ بڑھیا نہین استاد
ہین مجھے چھڑانا چاہتے ہین یہ سمجھ کر کہنے لگا اگر پاندان دیدون تو تم مجھے چھوڑ دو گی یہ کلام
سنکر وہ عورتین اُسکو مارنے لگین برق نے کہا خفا ہو چلو مین بتلا دون جہان مجھی بی
رہتی ہین اُسی جگہ ایک غار ہین اسکے تینون پاندان رکھے ہین اُن عورتون نے بڑھیا سے
پوچھا تم کہان رہتی ہو اُسنے کہا وہ سامنے جو درہ کوہ ہے اُسکے آگے بڑھکر میرا مکان ہی
یہ تینون عورتین اُسی طرف چلین یہان تک کہ درہ کوہ سے نکل کر جب اُس صحراے سبزہ خرم
مین پہونچین جسے عمرو نے درست کیا ہے خوشبوے گلہاے بیہوشی سے بیہوش ہو کر گرین
عمرو اور برق نے فی الفور سر اُنکے کاٹ ڈالے العیاذ باللہ وہ غل و شور برپا ہوا کہ کبھی
ایسی آفت نہ آئی تھی آگ پتھر برسنے لگے وہ صحرا تمام برباد ہو گیا اور محافظان دریاے خونروان
دوڑے عمرو اور برق اُن عورتون کا زیور و لباس اُتار کر بھاگ گئے اور محافظ دریا لاشین
اُنکی اُٹھا کر باغ سیب مین افراسیاب پاس لے گئے اور سب ماجرا کہا کہ عیار داخل [illegible]

ہوا سے طلسم کے بھا قفلان کو ماراشاہ نے لاشین اُن جادوگرنیون کی اُٹھوائین اور بفرط غضب
اُسی وقت حکم دیا کہ اے شرارہ جنگجو جلد حاضر ہو یہ کہنا تھا کہ روبرو سے ہوا شعلہ ہای آتش پیدا
ہوئے اور مشعل آتشکدے کے بنکر سامنے آئے اُس آتشکدے سے ایک زن پری پیکر بطلعت
سرخ لباس از سر تا قدم پہنے یاقوت احمر کا زیور زیب جسم کیے ظاہر ہوئی افراسیاب کو جھک کے
تسلیم کی اُسنے حکم دیا کہ ابھی ابھی تم ایک لاکھ فوج جو اپنے پاس رکھتی ہو لیکر پاس حیرت
کے جاؤ اور تمام لشکر حریف کا تمام کرو خبردار ایک تن کو بھی زندہ نہ چھوڑنا اور دمبدم حضرت
شہریار الہ کا ہاری انتظار کرنا بڑا تمھارا رتبہ کرینگے بعد فتح ملک و مال دینگے شرارہ حکم
شاہ سنکر اپنی جگہ پہ آئی اور ایک لاکھ فوج کی ترتیب اور درستی کرکے آتشکدے مین مخفی ہو کر بحکم
عظیم الشان سے روانہ ہوئی اور سر بسر یلغز دریا سے اُترکر قریب لشکر حیرت پہنچی کہین راہ
مین نہ ٹھہری حیرت نے خبر سنکر استقبال کرایا شرارہ داخل بارگاہ ہوئی ملکہ کو نذر دی
خلعت پایا لشکر اسکا اُترا بارگاہ عالی استادہ ہوئی سامنے اسکے ناچ ہونے لگا شراب کا پیالہ
گردش مین آیا جب دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا ایک نامہ بنام ملکہ مہرخ لکھا مضمون یہ
تھا کہ مین شرارہ سحر سپاہ سب پر ظاہر اور روشن ہر کوئی ایسا نہین جو میرا مقابلہ کر سکے تجھے
لازم ہو کہ میرے پاس اے مہرخ چلی آ خطا تیری معاف کروا دونگی اور اگر نہ آئیگی تو سزا دونگی
اس نامہ کو ایک چیلے کے ہاتھ پاس مہرخ کے بھیجا چیلے نے نامہ لاکر بارگاہ مہرخ مین پہنچایا
مہرخ نے نامہ پڑھکر جواب لکھا کہ مین کنیز شہنشاہ عمرو کی ہون حرامزادے افراسیاب
اور قطاسمہ حیرت کو نہین جانتی اے شرارہ جو کچھ تجھسے ہو سکے مقدور ہو کوتاہی نہ کر خدا کے
ما بزرگ ست یہ لکھکر چیلے کو دیا اُسنے لاکر شرارہ کو دیا پڑھکر غضبناک ہوئی وہ دن
جسقدر باقی تھا قابل پذیر رہی جسوقت کہ نیر جہانتاب آتشکدہ مغرب مین جاکر مخفی ہوا اور
ماہ منیر فلک نے حکومت زنگیا ظلمت شب حاصل کرکے سکہ نورانی اپنا جاری فرمایا نظم

تھا سے شرارہ کا اس جگہ یہ مقام	کہ کب روز اور آئی شام
جب کہ اس شب کی تیرگی چھائی	بلبل زندگی کی وان صدا آئی

اس خبر کو ظالمان بے مدد کی شہ بانی سن کر عیاران لشکر سمت صحرا چلے گئے اور مہرخ نے بھی نقیر
سحر بجا لائی دلاوروں اور بہادروں نے جنگ کی تیاری شروع کی سلح خانہ کھل گیا سحر تیار
ہونے لگا مہرخ نے حکم محکم دیا کہ ابیات

ہوئے نقیبان و جارچی تیار
جلد ہون جلد پیادہ و اسوار
ہان در قورخانہ وا کر دو
رات بھر اہتمام جنگ کرین
ہوے مصروف ساز جنگ و جدل
ہوا ناگہ یہ گنبد گردان
نہ ہوا بند انتظام جنگ
مرکب چرخ پہ سوار ہوا
دیکھ کر رزم و جنگ کے اوضاع
پشت پہ کچھ نہ تھی سپر درکار
ماہ انجم سپاہ تنگ ہوا
بستر خواب سے شرارہ پلید
کہا آگاہ سب سپاہ رہے
اپنا اسباب حرب منگوایا
جب مہیا سے کارزار ہوئی
جب تو گھوڑون پہ سب نے زین باندھا
نکلے وہ فوج قاہرہ ملعون
ہوئی ایسی غبار کی کثرت
ہوئی مہرخ بھی استرفتار
سب ہوے خود آہنی بر سر
اور کمر بین وہ برق تیغ صفات
ہوئے ہمہ تن غضب جس آن
زیر ران تھے وہ توسن چالاک
تھے ہنر بر زبان وہ جراتین
اس طرح ہو کے الغرض تیار

کمین لشکر مین یہ پکار پکار
غرق دریاے آہنی تیار
اسلحہ سب کے زیور و ہرہ و
صبح کو فکر نام ننگ کرین
کوئی کرتا تھا رمح کو صیقل
علم آفتاب جلوہ کنان
زیب بخش زمردین اورنگ
شہ سیارگان دوچار ہوا
لے لیا نیزۂ خطوط شعاع
خود ہوا صورت سپر یکبار
شہ خاور سے قصد جنگ ہوا
ہوئی پیدا ہا غضب و شدید
سوے میدان لین لگا رہے
سارا سامان سحر کا آیا
اژدہے پر نبین سوار ہوئی
کمر کفند کو بہ کین باندھا
ہوئی آردہ فوج سے بیرون
ہو گیا چینی شیشہ ساعت
ہوے آمادہ رزم سب سردار
چار آئینہ و زرہ در بر
آب سیل فناے قصر حیات
ہو عیان کل من علیہا فان
سرمہ چشم تھے جسم کی خاک
حکم پروردگار سے عنت بین
چلی میدان کو فوج جرار

بولا اقبال یون بطور نقیب
جب کہ میدان رزم مین پہونچی
ناگہان وہ شہزادۂ باشمر
اژدہے کو کیے ہوے جولان
خویشتن را زبہر جنگ آراست
اُسکی آمد سے چھا گیا یہ ہراس
تھے جو نامآوران وہر بڑے
اژدہے پر کھڑی وہ پڑھتی تھی
اب سنئین ناظرین افسانہ
عازم جنگ ہوا شہزادے
نہی پیدا کہین نہ آفت ہو
پاسکے تنہا کوئی اسیر کرے
تھے وہ جانتی نہین مطلق
دل مین یہ سوچکر جوان نے وہان
پاس اپنے بلاکے اُس سے کہا
نام تھا اُس کنیز کا جہان
خوبصورت کو بس جتا اک بار
پھر شکیل آیا اپنی مان کے پاس
حکم ہو مجھکو مادر والا
کہا فرخ نے اے پسر مخدوش
گر تو غلطان بخاک وخون ہوگا
نہ دی اُسکو بخوشی اجازت جنگ
پانون دونون زمین پر مارے
پاس نکلا شہزادے سے جاکر
غش مین آکر گری وہ اژدر سے

ہٹو دشمن کی پہونچی موت قریب
کی نقیبون نے پھر صف آرائی
اپنی صف سے نکل پڑی باہر
آئی میدان مین مثل پیل دمان
از صف دشمنان مبارز خواست
ایک کے بھی بچا رہے نہ حواس
مثل تصویر تھے خموش کھڑے
بیم و دہشت ہر اک کی بڑھتی تھی
سنکے شکیل جوان فرزانہ
دل مین اُسکے خیال یہ آئے
تیری معشوقہ خوبصورت کو
بار اندوہ تیرے سر پہ دھرے
کہین ایسا نہو کہ پائے قلق
اک کنیز بہار کو اُس آن
خوبصورت کو یان سے تو لیجا
کرکے طاؤس سحر کو جولان
لے گئی وان سے جانب کہسار
اور کہا اسطرح سے بے وسواس
کہ گردن بند بند اسکا جدا
جنگ نا دیدہ خموش خموش
حال مان کا بہت زبون ہوگا
رعد جادو نے پھر کیا آہنگ
سحر سے غرق ارض ہو بارے
چیخ اُٹھا اس طرح سے وہ خودسر
سحر پڑھ کر سنبھل کے پھر اُسنے

اور چاہا کرے ہلاک اُسکو	کر لیا قید رعد جادو کو

جس وقت رعد کو قتل کرنا چاہا برق مجسمہ ماں رعد کی پاؤن پر آکر گری کہا ای شہزادہ مین تیری کنیز ہون میرے فرزند کو چھوڑ دے اُسنے رحم کھا کے چھوڑ دیا اور آپ پیروانہ اُڑکے اُڑکر پروے ہوا جا کر ٹھہری اور ایک ناریل لشکر مہرخ پر مارا کہ وہ قریب صف لشکر ہوکر شق ہوا اُس مین سے ہزارہا ماران سیاہ ظاہر ہوئے کہ اُنکے منھ سے چنگاریان آگ کی نکلتی تھین وہ سانپ لشکر بھر مین پھیل گئے اور چنگاریان اُڑانے لگے ایک آن مین وہ چنگاریان شعلہ بنکر لشکریون کو جلانے لگے اور سردارون کے دست و پا مین شرارے کی طرح لپٹی تھین اُس وقت سرداران مہرخ رد سحر کرکے اپنے تئین بچاتے تھے باران سحر آتش بجھانے کو برساتے تھے کہ شہزادہ نے دو سہ تیر اور مارا اور پکارکر کہا کہ ای افسران لشکر لینا ان سحرگرون کو فوج اُسکی تر سول بسول شمشیرہائے بران سحر کا سامان لیکر لشکر مہرخ پر آپڑی ایک طرف سے حیرت جو ہمراہ شہزادہ بہر تماشائے جنگ میدان مین آئی تھی تیغ اپنی فوج کے حریف پر گری مہرخ بھی آگے بڑھی سحر چلنے لگا تیغ تر تیغ اُچھلنے لگا دو لشکر آپس مین مل گئے شمشیر سحر مثل برق گرنے لگی

نظم

بڑھایا پاؤن لشکر نے برابر	ہٹے اپنی جگہ سے وہ دلاور
سپاہیون نے کھینچین تلوارین اکبار	کس و ناکس ہوئے مصروف پیکار
زمین سے اُٹھنے لگی بر عکس معمول	فلک سرگشتگی اپنی گیا بھول
کہان سہراب ہر رستم کہان ہر	صدا گرزون سے نکلی پاپیچ
سوارون کے ہوئے سر جالگے تا ثابت	تبرزن نے کیا ہر زین کو صاف
جو سنگین دل تھے وہ لعل مین تھے	پہ ڈوبے خون مین وہ تیغزن تھے

خوب گھمسان کی تیغ زنی اور سحر کی لڑائی ہوئی بہار اور مہرخ اور نافرمان وغیرہ نے ہزارہا کو تہ تیغ کیا صدہا کو دیوانہ بزور سحر بنا دیا لیکن شہزادہ نے بلندی سے تیسرا ترنج مارا کہ اُسکے شق ہونے سے چادرین آتش کی لشکرین مہرخ کے پہونچنے لگین اور دیکھا تو وہ سب آتش جمع کر ابر کی طرح کی چادر آتشین ہوئی اور سر لشکر پر جھکی اور پوشیدہ کرنے لگی اُسوقت مہرخ اور بہار اور شکیل سرداران نامی بھاگے اور لشکر نے شکست فاش کھائی اس سحر کا توڑ ہو سکا شہزادہ اور حیرت قتل و غارت کرتی ہوئی متعاقب حریف گئی کوس آئین

اور سرداران صرصر مع کچھ فوج ہزیمت خوردہ کے قریب کوہ کہ نام اُسکا کوہ لاجورد تھا پہونچکر
متواری بشعاب وجبال ہوے اور بہت لشکری خاک وخون مین غلطان وپیچان ہوکر راہی
عدم ہوئے شہزادہ قریب شام ہلاک وغارت کرکے پھری اور جاسوس واسطے خبر کے بھیجے کہ
خبر لاوین باغی کس طرف گئے اور کہان پوشیدہ ہین الغرض جب خیمے مین اپنے مسند پر بیٹھی
سحر پڑھا کہ گرد اُسکے آتش کدہ بن گیا اُس مین پوشیدہ ہوگئی اور حکم کیا کہ نقارہ اکبری ہو
جشن وطرب کی بنیاد کی جائے بموجب حکم بزم نشاط ترتیب پذیر ہوئی یہ کیفیت شکست دور سے
عیاران لشکر اسلام نے بھی دیکھی اور بقصد عیاری چلے یہان تک کہ قران بشکل مبدل
شہزادہ کے خیمے کے قریب پہونچا اور چاہا کہ اندر جاوٗن یکایک آواز آئی کہ ہوشیار ہوجاؤ قران
آتا ہے قران یہ صدا سنکر جست کرکے بھاگا اور نکل گیا ادھر شہزادہ سے سب نے پوچھا
کہ یہ آواز کون دیتا ہے اُسنے کہا مین نے پتلا سحر کا بٹھلایا ہے کہ جو آئیگا پتلا بزور سحر آواز دیگا
اور آنیوالے کا نام بتلائیگا اور عیار بھی جو قریب خیمے آئے پتلے نے انکا نام بھی بتلایا
سب بھاگ گئے اور جاکر صرصر جہان چھپی تھی پہونچے اور کہا ای ملکہ ہم لوگ عیاری کو جاتے ہین
تو جا نہین سکتے اب یقین ہے کہ قضا آئی ہے سارے لشکر مین شور گریہ بلند ہوا اُسوقت عمرو
بھی آیا اور حال پر دردمندون کے اشک حسرت بہانے لگا اور ہر ایک کو تسکین ودلاسا
دیتا تھا لیکن عیار پھر بہر عیاری روانہ ہوے اور ادھر شہزادہ ناچ دیکھ رہی ہے کہ افراسیاب
کا نامہ اسکے پاس آیا اُس مین لکھا تھا کہ صرصر کا حال ہمنے کتاب سامری مین دیکھا معلوم
ہوا ہے کہ کوہ لاجورد مین سب نمک حرام جاکر چھپے ہین لہذا فوج لیکر چڑھ جاؤ اور سب کو
گرفتار کرلو یہ نامہ پڑھ کر شہزادہ نے نفیر سحر بجائی اور اسی وقت لشکر بندی فوج کی کرا کر
سوار ہوئی اور برسم یلغار قریب کوہ لاجورد پہونچکر محاصرہ کیا عین غفلت مین کوئی بھاگ
بھی نہ سکا اُسوقت عمرو نے صرصر سے کہا مصلحت یہ ہے کہ تم سب جاکر اُس ملعونہ کے
قدم پر گر پڑو اور کہو کہ ہماری خطا شہنشاہ افراسیاب سے معاف کرا دیجیے وہ تم سب
کو امان دیگی پھر مین سمجھ لونگا یہ رائے خواجہ کی پسند کرکے صرصر کشتیان زر وجواہر کی
واسطے نذر کے ہمراہ لیکر مع تمام سردارون کے روانہ ہوئی شہزادہ قریب در کوہ خیمہ زن
تھی اور فوج گرد پہاڑ کو گھیرے تھی کہ خبر آمد صرصر سنی باہر خیمے کے نکل آئی دیکھا صرصر وبہار
وغیرہ ہاتھون کو رومال سے باندھے چلی آتی ہین یہ معاملہ دیکھکر اپنی فوج کو متعرض ہونے سے

منع کیا اور آگے بڑھی اسوقت مہرخ دوڑ کر اسکے قدم پر گری اور جو کچھ عمرو نے سکھایا تھا
زبان پر لائی شرارہ نے ہر ایک کو گلے سے لگایا نہایت خوش ہوئی کہ تیرے سبب سے یہ
ہنگامہ عظیم تھا اور سب کو لیکر داخل خیمہ ہوئی مقام پاکیزہ مین ہر ایک کو بٹھایا اُس وقت
عمرو بھی اسکے خیمے مین آیا اور عرض پیرا ہوا کہ مین بھی ملازمت شاہ طلسم کی کرونگا شرارہ
نے عمرو کی بھی تعظیم کی اور کرسی پر بٹھایا مگر آپ بزور اپنے آتشکدے مین پوشیدہ ہوگئی
اور حکم دیا کہ ارباب نشاط حاضر ہوے ناچ ہونے لگا ساقی مہ لقا جام بادۂ ارغوانی سبکو
دینے لگا عمرو نے کہا اے ملکہ آپ بھی آکر شریک بزم ہوجیے شرارہ نے آتشکدہ مین سے
جواب دیا کہ اے عمرو مین تیرے خوف سے آگ مین چھپی رہتی ہون عمرو نے عرض کیا کہ اگر
مجھسے دغدغہ باقی ہے تو پھر میرا اٹھنا بیکار ہے شرارہ گویا ہوئی کہ نہین ہم خفا نہین ظاہر
ہوتی ہون اور یہ صدا دیکر آتشکدے سے مثل شعلہ جوالہ کے باہر آکر تخت پر بیٹھی اور صورت
اصلی اپنی بنائی سب نے دیکھا کہ ایک زن خوب صورت تخت پر بیٹھی ہے عمرو نے پھر عرض
کیا کہ اگر مجھکو حکم ہو تو ساقی گری کرکے اپنا ہنر شایستہ دکھاؤن شرارہ ہنسکر بولی کہ مجھے
بیہوشی دیا چاہتے ہو تو دیسا کہو عمرو نے کہا توبہ توبہ اب کبھی ساقی گری کا نام نہ لونگا یہان یہ
باتین ہورہی ہین لیکن اُدھر افراسیاب نے کتاب سامری دوبارہ دیکھی معلوم ہوا کہ عمرو
براہ مکاری پاس شرارہ کے آیا ہے اور یقین ہے کہ اُسے قابو پاکر قتل کرے اس کیفیت کو
معلوم کرکے نامہ لکھا اور پتلے کو دیا کہ شرارہ کو پہونچائے پتلا نامہ لیکر روانہ ہوا اور شرارہ
پاس پہونچکر نامہ دیا اُسنے پڑھا لکھا تھا کہ عمرو عیاری کرنے آیا ہے اُسکے فقرے پر نہ آنا سب
باغی اسوقت تمھارے قبضۂ قدرت مین ہین انکو گرفتار کرکے سمت لشکر حیرت بھیجدو کہ
ہم آکر ہر ایک کو وہان دار پر کھینچین گے نامہ پڑھتے ہی شرارہ نے ایک ایسا سحر کیا کہ گرد
عمرو اور مہرخ وغیرہ سب سردارون آتش کا حصار ہوگیا اور شرارے دست و پا مین
لپٹ گئے سب نے کہا اے ملکہ ہمارا کیا قصور ہے اُسنے جواب دیا کہ تم سب جعلساز ہو دیکھو
تمھارے مکر شہنشاہ نے مجھے مطلع کیا یہ نامہ بھیجا ہے یہ لکھکر سب کو گرفتار کرکے بھیجدے اور
گردون کو طلب کرکے سوار کیا اور خود بھی وہان سے کوچ کرکے سمت لشکر حیرت چلی
اِس معاملہ کو وہ لوگ جنکو مہرخ کوہ مین بحفاظت بقیہ لشکر و مال و منال چھوڑ آئی تھی
دیکھکر گریان ہوے اور یقین واثق ہر ایک کو اپنی ہلاکت کا ہوگیا اور اِس امر سے قاصد

ہوئے کہ جا کر لشکر شہزادہ پر گرین اور یہاں بھی جان وہین اس غرض سے مستحکم ہوئے تھے کہ قران
انکے پاس آیا اور وہان سب کو اپنے ارادے سے مانع ہو کر کہا [illegible] قادر توانا پروردگار
دو جہان میں دست دعا بلند کر و اور میں جا کر اس فتنہ شہزادہ کا کام تمام کرتا ہوں لیکن
ایک ساحر تم میں سے میرے ساتھ چلے اچھا صاحب ایک ساحر کو لشکر سے ساتھ لے کر قران
روانہ ہوا اور یہاں اہل لشکر استغاثہ کرنے لگے کہ نظم

ولہ الکبریا و الجبروت	ولہ الاقتدار و الملکوت
ولہ الملک کائنا ما کان	ولہ الامتنان و الاحسان
واسطہ ان خدا شناسوں کا	سحر جھوٹوں سے پھیری ہے دنیا
تو ہی قادر حیات بخش کریم	تو ہی احسان کن علام رحیم
شر سے دشمن کے دے پناہ ہمیں	اسکے قابو سے رکھ نگاہ ہمیں

یہ تو مصروف استغاثہ تھے لیکن قران ساحر کو لیے ایک درہ کوہ میں آیا اور ساحر سے کہا
کہ طاؤس سحر کی بنا دے اسنے ایک طاؤس بزور سحر موم کا بنایا قران نے اسپر زین سلک
گوہر سے مزین باندھا منقار میں طاؤس کے بالا موتی کا دیا اور گلے میں جواہر بیش بہا لٹکا کر
آراستہ کر کے اپنی صورت مثل افراسیاب کے بنائی اور اس طاؤس پر سوار ہو کر اوس
ساحر سے کہا کہ نہیں ہے تو ایسا سحر پڑھتا ہوا میرے ساتھ چل کہ طاؤس اوڑتا ہوا پاس
شہزادہ کے پہنچے اور راستہ میں بھی کچھ آگ برسے آندھی آئے پتھر گرین تاکہ علامت
آمد ساحر جلیل معلوم ہو اسنے حسب الامر مثل ملازموں کے شکل اپنی درست کر کے رکاب
پکڑ لی اور سحر پڑھا کہ آندھیاں آنے لگیں آگ پتھر برسنے لگے اور طاؤس روانہ ہوا شہزادہ
رہگرا اسے منزل مقصود تھی کہ یکایک آثار آمد ساحر دیکھ کر ٹھہری اور جدھر سے رنگ برنگی
آتی تھی اسی طرف دیکھنے لگی کہ سامنے سے افراسیاب تاج مرصع سر پر رکھے لباس
فاخرہ پہنے طاؤس سحر پر سوار ظاہر ہوا شہزادہ شہنشاہ کو آتے دیکھ کر لشکر سے
باہر نکلی اور بہر تعظیم چلی قریب آکر تسلیم کی افراسیاب نے طاؤس ٹھہرایا اور کہا اے ملکہ
کیا کہنا ماشاء اللہ کتنا جلد تم نے اس جنگ کو فتح کیا یہ کہکر طاؤس پر سے کودا اور وہ ساحر
جو رکاب پکڑے ساتھ تھا اسنے سحر موقوف کیا تاکہ وہ آندھی وغیرہ موقوف ہوئی شہزادہ
نے کشتیاں نذر کی پیش کیں اور پا انداز زربفتی ڈال کر لیکر چلی حکم پایا خیمہ آپکا

استاد ہو ملازم اسکے مصروف انتظام ہوے اور افراسیاب نے کہا ای شہزادہ مین گنبد سامری
پر گیا تھا وہان مین نے ایک سحر یاد کیا ہی کہ بارہ برس آیندہ کا حال معلوم ہوتا ہی اگر تم آنکھین
بند کرکے بیٹھو اور تین بار یا سامری یا سامری کہو تو اسکی ترکیب تمھین بھی بتلا دون شہزادہ
یہ الطاف خسروانہ دیکھکر نہایت مسرور ہوئی اور ایک جگہ صاف و پاکیزہ دیکھکر اوسی
صحرا مین آنکھین بند کرکے بیٹھی اور یا سامری یا سامری کہنے لگی قران سر پر تو کھڑا ہی تھا
پنجہ جو سر پر باطمینان تمام لگاتا ہی سر پھٹ کر بھیجا دور جا کر گرا اور قران نے نعرہ کیا اور بہت
لگ کے بھاگا اور ایڑیان رگڑ کر شہزادہ جہنم واصل ہوئی پھر غل کرنے لگے ساحر اسکے ملازم دوڑے
مگر صرصر اور بہار اور نافرمان وغیرہ کے بھی گرد جو آتش تھی وہ دفع ہوئی اور صدا سنائی
دی کہ کشتی مارا نام من شہزادہ جنگ جوے تند خوے جادو بود یہ صدا سنکر ہو ہی سپارا
کہ ای ملکہ صرصر وہ مارا اس حرامزادی کو اب اسکی فوج زندہ بچ کر نہ جانے پائے صرصر اور
سب سردار نابیل و تیغ وغیرہ سے کر پڑے اور ادھر پیدا لشکر شہزادہ پر جو مرنے سے اپنے
مالک کے بدحواس تھا جا گرے ہزارہا کو ایک ہی وار مین ہلاک کیا تہ خون و خاک کیا سحر جو
کاکل کشا نے کاکل کو پریشان کیا ہزارہا ستارہ ٹوٹ کر گرا اور تیر شہاب کی طرح ہر ایک کو
نور کیا بہار نے گلدستہ مارا آمد فصل بہار ہوئی ہوا سرد عیسی دم مسیح نفس چلنے لگی غنچے
چٹک کر گل ہوے جھونکا سے طلائی پر از گل دریا مین پھولنے پھلنے لگے ساحر دیوانے ہوگئے
تلوار سحر کی چلنے لگی کہ نظم

ستم دشمن پہ ایسے تیر مارے — شیابان چمن رستے تھے سارے
گل تازہ تھا صد قد برابر — وہ صحرا بن گیا باغ سپید
ہوے کشتے اسقدر دشمنون کے شمار — کہ ہر ساحر بنا تھا رشک گلزار
قلم ہوتا ہے جسے فصل دی مین گلزار — نئی فصل بہاری آنکی تلوار
لہو مین تر کشتے تھے بالکل — نظر آتے تھے ہر سو مین گل
نیا جوڑا تھا گل ظلم وستم کا — رہا حق زندگی کا بھی ادھر اڑا تھا
کھڑے ہین ہم بہت باغ کہان ہین — بہار ایسی نہین دیکھی خزان مین

ساحران شہزادہ جو کچھ بھاگ کر بچے وہ نالان و گریان سمت افراسیاب روانہ ہوے
اور خبر گرفتاری صرصر اور سحر وغیرہ سنکر حیرت بھی سوار ہو کر پاس شہزادہ کے چلی تھی

لیکن راہ مین یاقوت جادو وزیرزادی نے اسکی خبر عرض کی کہ مین نے سنا ہی شرارہ
جہنم واصل ہوئی مہرخ بفتح و فیروزی آئی ہی حیرت اس سانحے کو سنکر بھری اور اپنے لشکر
مین آئی ادہر مہرخ بھی سب کو قتل و غارت کرکے اپنی فوج کو جو بھاگ گئی تھی جمع کرنے لگی
وہ لشکری جو پہاڑ پر مصروف دعا تھے فتح کی خبر سنکر حاضر ہوے نقارے فتح و ظفر کے بجنے
لگے ایک روز وہان ٹھہرنے سے کارسازی لشکر فرماکر دوسرے روز نقارہ کوچ کا بجایا
اور بحشم و خدم مراجعت کی یہان تک کہ مقابل حیرت پہونچکر بارگاہ استادکرائی اور جاے
قدیم پر لشکر نصرت اثر کو اوترا پا خیام ذوی احترام سرداران عالی مقام نصب ہوے لشکر
مین گما گمی ہونے لگی مہرخ تخت پر بیٹھی بہار سے کہا تمھاری کنیز ملکہ خوب صورت
کو میدان جنگاہ سے سمت کوہستان لے گئی تھی اب اسکو طلب کرلو کس لیے کہ لاکھ دشمن
و دوست یہان ہین ایسا نہو کہ کچھ پیچ پڑجائے بہار براہ تعظیم کہ کام یہ بادشاہ لشکر کا ہی
خود واسطے لینے خوبصورت کے روانہ ہوئی لیکن وہان کی کیفیت سنیے کہ مہران
کوہستان مین ایک دریا کے کنارے خوبصورت کو لیے سیر کرا رہی تھی اور وہان ایک
ساحر رہتا ہی رعیت شاہ طلسم کہ نام اُسکا ناگ جادو ہے اُسنے خوب صورت کو دیکھا اور
قریب اکر گویا ہوا کہ ای مہران تو لونڈی بہار کی ہے تجھے کیا قتل کرون تیری کچھ حقیقت
میرے نزدیک نہین ہی لیکن ملکہ خوبصورت دختر ملکہ حیرت زوجہ بادشاہ طلسم ہے اسے
ضرور لیجاؤنگا یہ کہکر کچھ افسون پڑھکر دم کیا کہ ایک مار سیاہ زمین سے نکل کر مہران کے
لپٹ گیا اور ایسا زہر آلود وہ سانپ تھا کہ مہران اُسکے لپٹنے سے بیہوش ہوگئی ناگ جادو
نے آکر خوبصورت کو اُٹھا لیا اور لیکر روانہ ہوا اتفاقاً ایک سمت سے صرصر آئی تھی
اُسنے یہ معاملہ دیکھا کہ دختر ملکہ حیرت گرفتار ہوئی دل مین اسنے تصور کیا کہ ناگ جادو
اگر شاہزادی کو لیجاویگا نہین معلوم کیا کرے ایسا نہو کہ بیحرمتی ہو لازم ہی کہ اس سے چھین لون
یہ خیال کرکے پاس اسکے آئی اور بیضہ بیہوشی اُسکی ناک پر مارا کہ وہ بیہوش ہوا اُسنے سر کاٹ ڈالا
غل و شور ہوا صدا آئی کہ مارا مجکو نام میرا ناگ جادو تھا اُسکے مرنے سے مہران کو ہوش
آگیا اور تجسس مین خوبصورت کے چلی لیکن صرصر ملکہ کو بیہوش کرکے پشتارہ باندھکر اپنے
خیمے مین لائی اور صبا رفتار اور شمیمہ سے کہا تم محافظ رہنا کوئی پشتارہ نہ لے جائے
اور آپ بارگاہ حیرت مین اکر عرض کیا کہ مین ملکہ خوبصورت کو گرفتار کرکے حضور کے

سامنے لاؤن اگر آپ اسکو قتل نہ کرین تو یہ امر ممکن ہی حیرت نے کہا وہ میری دختر ہین اسکو
کچھ نہ کہون گی تو جلد گرفتار کر لا صرصر یہ اقرار لیکر اپنے خیمے مین آئی اور پشتارہ لیکر چلی اُس
وقت قران بشکل صندل لشکر حیرت مین پھر رہا تھا صرصر کو پشتارہ بدوش جاتے دیکھکر
سمجھا کہ یہ کسی ہمارے لشکر کے سردار کو لائی ہی پکارا کہ اُستانی مار ہی ڈالونگا جو آگے قدم
اُٹھایا صرصر نے خنجر کھینچ کر آپڑی لشکر مین غلغلہ ہوا اُس وقت بہار جو واسطے بلانے خوبصورت
کے چلی تھی جب کوہستان مین پہونچی ناگ کی لاش دیکھی اور کسی کو نہ پایا سمجھی کچھ فتور ہوا فوراً
ہوئی لشکر حیرت مین آئی یہان صرصر کو پشتارہ لیے لڑتے دیکھکر سحر کیا کہ پانون صرصر
کے زمین نے پکڑ لیے اور آپ پشتارہ لیکر اُڑ گئی اور ایک تیغ سحر کا کھینچا کہ وہ صرصر کو بھی
لیکر چلا قران لشکر سے نکل گیا کہ پرائے مقام پر ٹھہرنا اچھا نہین غرض کہ بہار پشتارہ لیے
لشکر سے جب صحرا مین آئی قضائے کار ایک ساحر مصاحب خاص افراسیاب کچھ پیام
شہنشاہ کا لیے پاس حیرت کے جاتا تھا اُسنے بہار کو جاتے دیکھکر للکارا بہار مقابل
اُس ساحر کے کہ نام اُسکا علامہ جادو ہی ہوئی اُسنے دیکھا کہ مین بہار سے لڑ نسکونگا بس
خاک قبر جمشید کہ اُسکے پاس تھی اُسکو بہار پر ڈالا کہ یہ بیہوش ہو گئی علامہ سب کو لیکر چلا اس
کیفیت کو دور سے برق فرنگی نے دیکھا کیونکہ عیار تو صحرا مین پھرا ہی کرتے ہین یہ یہان
موجود تھا بے تحاشا دوڑا اور لشکر مہرخ مین جا کر شکیل سے سارا ماجرا کہا وہ حال گرفتاری
مطلوب سنکر دیوانہ وار با چشم اشکبار بیقرار ہو کر چلا اُسکو جاتے دیکھکر بمحبت مادری سے مضطرب
ہو کر مہرخ بھی روانہ ہوئی تھوڑی دور گئی تھی کہ اُدھر سے عیار نیان تلاش مین صرصر کے
چلی تھین اُن مین سے صبا رفتار نے مہرخ کو جاتے دیکھکر فی الفور صورت اپنی خادم
عیار کی بنائی اور پاس مہرخ کے آکر حباب بیہوشی ناک پر مارکر بیہوش کرکے پشتارہ لگا کر
لے چلی کچھ دور گئی تھی کہ قران لشکر حیرت سے پھرا آتا تھا اُسکو دیکھکر نعرہ اپنا کرکے دوڑا
صبا رفتار پشتارہ پھینک کر بھاگی قران نے مہرخ کو ہوشیار کیا دونون چلے مگر شکیل نے
پیچھے جا کر علامہ کو گھیرا لڑائی سحر کی ہونے لگی منتر اور جنتر پڑھے جانے لگے کبھی یہ غرق زمین
ہوا کبھی وہ آسمان پر اُڑ گیا دھوان آتش سحر کا بلند ہوا دریائے سحر موج مارنے لگا اُس وقت
صرصر تو یہان موجود تھی ہی اُسنے یہ کیفیت دیکھکر ایک بیضہ بیہوشی مارکر شکیل کو بیہوش کر دیا
اور علامہ اسکو بھی بزور سحر گرفتار کرکے لے چلا اور صرصر پہلے آکر لشکر مین پہونچی تھی حیرت

کو خبر دی کہ علامہ آپکی دختر کو مع اُسکے عاشق کے اور بہار کے لاتا ہی حیرت خوش ہوکر سوار
ہوئی لیکن ادھر علامہ کے ذہن مین آیا کہ ان سب مجرمون کے سر کاٹکر لیچلنا ایسا نہو راہ مین
کچھ اور پیچ پڑے اور یہ رہا ہو جائین اس طرح کا خیال کرکے ایک پہاڑ پر ٹھہرا ادھر سے عمرو
بھی شکیل کو جاتے دیکھکر لشکر سے چلا تھا اسی پہاڑ کے قریب پہونچا اور بصورت ساحر کی
بنا کر علامہ کے سامنے آکر اسکو ڈانٹا کہ ادھیا تو کون ہی جو پرائی جورو بیٹی کو پکڑ لایا ہی بڑا
دغاباز معلوم ہوتا ہی یہ کلمات سنکر علامہ نے پوچھا آپ کون ہین عمرو نے جواب دیا کہ مین
شہنشاہ کی طرف سے میرے قبضے مین ہی یہ پہاڑ کا مالک ہون علامہ گویا ہوا کہ بھائی خفا
نہو مین شکیل اور خوبصورت اور بہار مجرمان شاہ کو لایا ہون عمرو نے ہنسکر کہا بھائی آج
مین نے تمکو پہچانا تمھاری زوجہ تو میری بھاوج ہوا میرے گھر چلو کھانا کھا کر چلے آنا علامہ
نے عذر کرکے نجابت کہا ای برادر پہلے ان گنہگارون کو قتل کرلین تو چلین عمرو بولا کہ
ذرا مین اس شکیل کو دیکھون کہ کیسا خوبصورت ہی جو دختر حیرت اسکے ساتھ خراب ہو
علامہ نے اپنے سحر مین خوب مسحور کرکے شکیل کو ہوشیار کرکے عمرو کو دکھلایا کیونکہ بوجہ
آمد ساحران اپنے ہر ایک کو بزور سحر نظر مردم سے پوشیدہ کر دیا تھا الحاصل عمرو نے جب اسکو
دیکھا کہا ای برادر لاؤ مین اسکا سر کاٹ لاؤن اور شکیل کا ہاتھ پکڑ کے الگ لایا اور کہنے
لگا ہم چار کے باپ ہین پندرہ ماؤن کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہین تمہین کچھ دو تو تمھین
چھوڑ دین شکیل اس گفتگو سے حیران ہوا کہ کوئی ایک مان کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے یہ
پندرہ سے پیدا ہوئے ہین شاید یہ عمرو ہی یہ سمجھکر خوش ہوکر بولا کہ پانچ ہزار روپیے دونگا
مجھے چھوڑ دو عمرو یہ اقرار لیکر علامہ پاس آیا اور کہا بھائی وہ تو خود مر رہا ہی مجھکو رحم آتا ہی
کیا اسکو قتل کروگے علامہ بولا کہ وہ مطیع شہنشاہ بھی تو نہین ہوتا عمرو نے کہا مین اسکو
سمجھاتا ہون اور پھر شکیل پاس آکر کہنے لگا شاید تم روپیہ لیکر رہائی نہ دو تو مین کیا کرون
اس سے بہتر ہے کہ خوبصورت کا زیور مجھے دیدو شکیل کو یقین واثق ہوگیا کہ اب ضرور
ہم رہا ہونگے یہ شخص بیشک عمرو ہی اور نہایت درجہ مسرور ہوکر جواب دہ ہوا کہ گہنا کیا
علامہ ہون اور محبوبہ میری کنیز آپکی ہو جاتی سارا زیور لیجیے عمرو یہ سنکر سمجھ گیا کہ
اپنا ہم تمکو سمجھا ان گیا غرض وہان سے پھر علامہ پاس آیا اور کہا بھائی تم سچ کہتے ہو یہ
لوگ بڑے سرکش ہین مطیع نہین ہوتے اب انکو یون قتل کرو کہ پہاڑ کے نیچے سے پتھر اٹھا لاؤ

اور انکو بٹھا کر پتھر لگاؤ کہ سر انکے پھٹین اور تڑپ تڑپ کر جان دین علامہ نے کہا آپ انکے محافظ
رہیے مین پتھر لاتا ہون یہ کہکر پہاڑ کے نیچے اترا پتھر لے کر آتا تھا کہ عمرو نے زنبیل سے پتھر نکالکر
بلندی سے اس طرح اسکے سر پر دھلکایا کہ سر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے غل غپاڑا اسکے ہلاک
ہونے کا بلند ہوا آگ پتھر برسنے لگے سب قیدی چھوٹے اور شکیل اپنی معشوقہ کو لیکر چلا مگر
اس پہاڑ پر ایک ساحر ظالم جادو سے کوہی رہتا تھا وہ غل سنکر دوڑا اور سحر پڑھکر شکیل
کو اسنے گرفتار کیا اسوقت بہار نے ایک گولا فولادی مارا کہ ظالم کے سینے پر پڑا اور پشت
کو توڑ گیا شور گیرودار اسکے مرنے سے بھی بلند ہوا اور لاشین ان دونون کی ہوا کے بگولے
مین لپٹ کر پاس افراسیاب کے چلین اور بہار سب کو لیے چلی تھی کہ حیرت مع چند
ساحران نامی کے آکر پہونچی اور سد راہ ہوئی اس سے اور بہار سے ردوبدل سحر کی آغاز
ہوئی تھی کہ مہرخ اور قران بھی آکر پہونچے اور لڑائی باہم شروع ہوئی بہار نے ہار
اپنے گلے سے توڑ کر مارا کہ ٹھنڈی ہوا چلی اور سامنے ایک چمن پر از گل و یاسمن شگفتہ و سرسبز
نظر آیا ہر ایک ساحر ہمراہی حیرت پھولون کی خوشبو سے مست ہوا اور کیفیت بہار ترقی پذیر ہوئی نظم

بس اسی سبزہ زار مین اک باغ — باغ خلد برین کا چشم و چراغ
ظاہر اسکو دیا تھا باغ کا اسم — تھا وہ باطن مین تاج باغ طلسم
ثمر و برگ سے کوئی ڈالی — سنبل دست سے نہ تھی خالی
تھی گلون سے زمین بوقلمون — اک طرف میوہ ہائے گوناگون
میوے حد و شمار سے افزود — فصل و بے فصل کے سبھی موجود

حیرت بھی مست ہوکر جھومنے لگی اور تعریف گلون کی کرتی ہوئی اندر چمن کے گئی ایک پھول
گلاب کا توڑ کر چاہتی ہی کہ سونگھے اسوقت ایک قمری اڑتی ہوئی آئی اور اسنے وہ پھول
حیرت کے ہاتھ سے اپنے پنجے مین لے لیا اور منقار اٹھا کر گویا ہوئی کہ اے ملکہ عالم آپ زوجہ
بادشاہ طلسم ہوکر سحر مین بہار جادو کے مسحور ہوتی ہین خبردار اس چمن کے ہر ایک پھول کو
بدتر از خار سمجھیے گا ورنہ وہ آسیب صرصر حوادث روزگار سے پہونچیگا کہ کبھی نظر نہ آئیگی
شاخ درخت کی مصیبت ڈالیگی زبان قمری سے یہ کلام سنکر حیرت ہوشیار ہوگئی اور خیال کیا
کہ اگر تو پھول سونگھ لیتی تو قیامت ہو جاتی غرض کہ اس چمن سے باہر ہوکر سحر نکال کر مقابل
بہار ہوئی دو ایک سحر ردوبدل ہوئے تھے کہ اپنے مقام پر افراسیاب کو حیرت سے شور

کی ضرورت ہوئی اُسنے ایک پنجۂ سحر بھیجا کہ جاکر حیرت کو اُٹھا لائے پنجے آکر ہنگامِ جدال اُسکو
اُٹھا لیگیا اور سامنے افراسیاب کے لایا حیرت نے شہنشاہ کو تسلیم کی اور سارا ماجرا بیان
کیا اور یہاں طرف صرصر وغیرہ نے ہمراہیان حیرت کو تا تیغ و تیغ مار کر زد و سحر شکست
دی کشتون کو ہلاک کیا جب کوئی روکنے والا نہ رہا اُسوقت سب کو لیکر مع عیارون کے اور
ملکہ خوبصورت اور شکیل وغیرہ کے داخل اپنے لشکر مین ہوئی بارگاہ مین تختِ شاہی
کو مزین فرمایا حکم رقص و سرود دیا ہنگامۂ عشرت گرم ہوا پیالہ شراب کا گردش مین آیا لیکن یہان
افراسیاب نے حیرت سے کہا کہ مین نے تمکو اس لیئے بُلایا ہے کہ میرا قصد ہی اس ہنگامہ
کی خبر جو طلسم مین غلغلہ پڑا ہوا ہے خدمت نبیرۂ سامری مین کرون کس لیے کہ کل کو جو زیادہ
کچھ فتور یہان پڑے تو نبیرۂ خداوند فرماوینگے کہ ہمسے کیون نہ اطلاع کی اس لحاظ سے اب
کہلا بھیجنا چاہیے یقین ہے کہ وہ وہین سے بیٹھے بیٹھے سب باغیون کو غارت کر دینگے حیرت
نے کہا اے شہنشاہ نبیرۂ خداوند دو افرد جادو ایسے نہیں ہین کہ آپ سرسری اُنسے کہلا بھیجے
چاہیے کہ ہزار ہا روپیہ نذر بھینٹ وغیرہ کے لیے کہ آپ خود تشریف لیجایئے اور کئی روز
وہان رہ کر ملاقات اُنسے کیجیے جب کہین عرضِ حال کی نوبت پہونچے اور اگر کسیکو بھیجیے گا
اُسکو زیارت بھی نصیب نہوگی اس سے بہتر ہے اُنکے بھائی جو کنیز سے پیدا ہین مصور جادو
اُسکو نامہ لکھکر یہان بُلایئے کہ اُنکی بھی قضا کسی کے ہاتھ سے نہین ہے وہ سب عیارون
کو گرفتار کر دینگے اور وہ بھی نبیرۂ سامری ہین ہان اتنا فرق ہی کہ وہ کنیز سے ہین اور
داؤد زوجۂ فرزند سامری سے القصہ ایک نامہ مشعر بہ حالات آشوب طلسم و منحرف
ہو جانا صرصر وغیرہ کا اور عیارون کا فساد کرنا لکھکر پاس مصور جادو کے روانہ کیا اور
خواہش مدد کرنے کی ظاہر کی اور نامے کے ہمراہ بہت کچھ تحفہ و ہدیہ بھی بھیجا جب یہ نامہ
مصور کو پہونچا حال بادشاہ طلسم پر بہت افسوس اُسنے کیا اور اپنی فوج کو حکم دیا کہ تیار
ہو مین ہمراعانت افراسیاب جاؤنگا یہ حکم سنکر بیٹا اسکا شکل کش جادو عرض پیرا ہوا
کہ اس لڑائی پر مجھکو روانہ فرمایئے کہ جاکر فتح کرون اور سحر آزمائی کرکے حوصلہ دل کا نکالون
ابھی حضور کا جانا ایسے مقام پر جہان چند لفرے حقیقت مجتمع ہون اچھا نہین مصور نے
بعد انکار بسیار التماس اُسکا پذیرا فرمایا اور بہ جمعیت بیشمار فوج ساحران غدار سے روانہ
کیا اور افراسیاب کو تحریر کیا کہ تمھاری مدد کے واسطے اپنے فرزند کو اُس طرف بھیجا ہے

دو اول لشکر باغیان کو جاکر غارت کریگا بعد اُسکے حضور مین حاضر ہوگا یہ لکھکر تو افراسیاب نے
کو بھیجا اور مشکل کش سے کہا کہ پہلے تم لشکر حیرت کے قریب جاکر مقابلہ صرصر سے کرکے حبیب
سب کو گرفتار کر لینا اس وقت شہنشاہ طلسم سے ملاقات کرنا اور نشیب و فراز جنگ کے
اور سامان سحر سازی کر دینے کے لیے پند و نصایح بہت کچھ کرکے روانہ کیا کہ بمصداق نظم

سپاہی بہ ہمراہ او کرد گشت — گرای طاق در رزم و اقبال جفت
ز صرصر و ہمراہیانم زجان — سپہ بر کشش وا زعنم دل رہان
عدو را گزندہ بردار کن — گل چشم اعدا بہ از خار کن
سیہ شیر جنگی گر آری برم — نہی سنت تاج زر بر سرم
دہم بہ تری بر دلیران ترا — پلنگے سمر و جنگ شیران ترا
بہ جانکش بہ زین دیو آدم ربا — برآمد چو برکوہ قاف اژدہا
بہ بالا و پہناے او کس نبود — پس زین عنق زیر چرخ کبود
بجنبید لشکر بلرزید دشت — نہان آسمان شد ہوا تیرہ گشت

یہ لشکر اس طرف سے روانہ ہوا اور یہان ہیلا افراسیاب کو پہونچا اُسنے حیرت کو سمت لشکر
روانہ کیا اور کہدیا کہ مشکل کش کی تعظیم کرنا اور بہت اُسکے حریف کے مقابل ہونا حیرت
اپنے لشکر مین آکر منتظر ہوئی کہ فرزند مصور بعد قطع منازل و مراحل قریب لشکر پہونچا حیرت
استقبال کرکے بارگاہ مین لائی لشکر کو اُسکے مقیم کرایا سامان دعوت مہیا کیا آمد مشکل کش
کی خبر طائران پرندے صرصر کو پہونچائی اُسنے کہا اگر مصور خود آتا مقام فکر کے اندیشہ کا
تھا لیکن اس چھوکرے سے ڈرنا کیا ہے خدا ہمارا تھا در تو آتا ہے یہ کہکر مشغول کار سازی
جنگ ہوئی ادھر بارگاہ مین حیرت کی دن بھر ہنگامہ خاطر و مدارات گرم رہا جس وقت
کہ مصور قدرت نے صفحہ زمین نہ فلک کو منقش بہ نقش ثابت و سیارگان فرمایا اور صبح ز
سے چہرہ روشن مہر منیر پوشیدہ ہوا ابیات

زمان شب تیرہ نزدیک شد — چو چشم یلان دہر تاریک شد
شدہ جامہ چرخ نیلی سیاہ — کمر بستہ بر کینہ خدا ہی سپاہ

دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا اور درستی اسباب حرب مین ہر ایک مصروف ہوا
صرصر و بہار نے سحر کا قلم بنا کے تصویرین اپنی اور سرداران لشکر اپنے کی بنا کر اپنی پیرون

کے سپرد کیں اور اُنہوں نے اس امر کا وعدہ لیا کہ صبح کو شکل کش تصویریں ہم لوگوں کی بنا کر سحر کی مقراض تیار کر کے کاٹے گا لیکن جو اعضا وہ تصویر کا کاٹے گا وہی عضو ہمارا بھی کٹ جائیگا لہذا تم محافظ رہنا کہ سحر اُسکا ہمپر تاثیر نہ کرے اور کوئی عضو ہمارا بیکار نہو یہ تو اس کام میں مشغول رہیں ادہر کل لشکر میں سحر کی تیاری رہی ہتھیار درست و صیقل ہونے لگے ادہر شکل کش نے قینچی سحر کی تیار کی اور تصویریں حریف کے لشکریوں کی بنائیں اگیار کر کے لوہے اور رانگ سے فراغت کی اور لشکر کی بھی اسکے یہی کیفیت رات بھر رہی آخر وہ زمانہ آیا کہ مقراض گردش دہر نے پردۂ شب کو قطع کیا اور گریبان سحر کو چاک کر کے لباس نورانی آفتاب کو پہنایا

نظم

برآمد شہنشاہ مشرق دیار
نشان ظفر شد ازو آشکار

کشیدند صف از یمین و یسار
ہمہ حلقہ در گوش چون زلف یار

ز اسلامیان سپہ در پناہ
چو شیران نمودند عزم رزمگاہ

رسید آن زمان شکل کش روسیاہ
بجوشن دید لب تشنہ جنگی سپاہ

برافراخت بازو سے خون ریختن
مثل ماند از دست انگیختن

چو آگہ شدہ صرصر از عزم او
بیاراست لشکر پے رزم او

جہان گشت شد روز حشر آشکار
بلرزید خورشید سیماب وار

صدا سے نقارۂ جنگی سے شور رستخیز قیامت برپا تھا ساحروں کی نیرنگ سازی سے غلغلہ ایسا بلند تھا کہ گوش فلک کر ہو گیا تھا بعد صفوف آرائی جانبین کے اور میدان قتال صاف ہونے کے نقیب نکلے اور تعریف شجاعان ہشتیمین کی شجاعت کی سنا کر دل بہادروں کا بڑھانے لگے اسکے بعد سے جوہر شمشیر زبان چمکا کر دکھانے لگے بہادروں کے دل میں اُمنگ آئی نوبت جدال و جنگ آئی شکل کش اپنا اژدر سحر بڑھا کر میدان میں آیا اور بعد عیارہ سازی و شعبدہ پردازی جادوگری دکھانے کے للکارا کہ اے فرقۂ ناسعادتمند دیکھو تمھیں کس طرح ہلاک کرتا ہوں آغشتہ بخون و خاک کرتا ہوں اُسوقت صرصر شمشیر زن اپنا بڑھا کر اسکے سامنے آئی اور پکاری کہ او جھوکرے کیا بکتا ہے کوئی دم میں جسد بےجان دنیا سے جاتا ہے شکل کش کو غصہ آیا اور صرصر کی صورت کا ایسا ایک پتلا اپنی سحر کی جھولی سے نکال کر پھینکا اور پکارا کہ اے شاہمد بحکم سامری صرصر کو پکڑ لا وہ پتلا اپنا

ادھر سے صرصر کودی اور اُسنے آکر پتلے کو ہاتھ سے سحر پڑھکر اُٹھا لیا اور کہنے لگی افسوس ہے کہ
اس پتلے کی ساری صورت اور ہاتھ اور پاؤن شکل کش کے ایسے ہین مگر سر نہین ہے تو وہ
مین بنا کر لگائے دیتی ہون اس کلام سے وہ پتلا بصورت شکل کش ہو گیا اور طرف آسی
کے واسطے اُسکے گرفتار کرنے کے چلا اُسنے پھر دم سحر پڑھکر پتلے کو اُٹھا کر جھولی مین ڈال لیا
ادھر صرصر پھر سحر کرنے لگی اور وہ روکتا جاتا تھا اور کاغذ نکال کر سحر کے قلم سے تصویر
صرصر کی کھینچتا جاتا تھا یہ تو اس کام مین اور مقابلہ صرصر مین سرگرم تھا اور جانتا تھا کہ
بعد اسکو گرفتار یا قتل کر لونگا اسوقت دوسرا شخص میرے مقابلے کو آئیگا از اسکا تحیر کیا
تھا اسکو غافل دیکھکر رعد جادو پاؤن مار کر اپنے صف لشکر مین غرق زمین ہوا اور وہان
اسکی برق مخشتر اپنے فرزند کے ارادے پر مطلع ہو کر بزور سحر آگئی شکل کش غافل کھڑا رد
و بدل سحر کی کر رہا تھا کہ رعد نے اسکے پہلو پر زمین سے سر نکال کر بڑے زور سے چیخ ماری
کہ بیہوش ہو کر اژدرے زمین پر گرا افسران فوج اسکے اُٹھانے چلے تھے کہ برق مخشتر
چمکا کر اسپر گری اور اسکے جسم کے دو ٹکڑے کرتی ہوئی زمین مین اُتر گئی العیاذ باللہ
شکل کش کا کام تمام ہوا صداہاے مہیب رعد آسا آنے لگین کہ مارا مجھے نام میرا شکل کش
جادو تھا پھر تو صرصر کی بن آئی گولا فولادی پکڑکر آگے بڑھی اور اس طرف سے سپاہ
شکل کش کی بھی اپنے مالک کو مردہ دیکھکر روتی پیٹتی گریبان چاک بغضب تمام برلیے
انتقام آکر دوچار ہوئی جانبین سے سحر ہونے لگا کسی نے ایسا اپنا سحر بھیجا کہ شخص مقابل خون
تھوکنے لگا کسی نے ایسا جادو کیا کہ حریف از خود تڑپ کر ہلاک ہوا بعض کے سحر سے
باران سیاہ نکلے کتنون نے عقرب زہر آلودہ ظاہر کیے ابرہاے مختلف رنگ بر روے
ہوا آتے تھے آگ پانی سا پتھر برساتے تھے سر اسجگہ برستے تھے اور جسم دریاے خون مین تیرتے
پھرتے تھے ایک معرکہ عظیم برپا تھا ہر طرف لوہا برستا تھا جب سحر آزمائی سے سیر نہوئے تو صول و
شبول لیکر باہم ایک سے دوسرا لڑنے لگا شمشیر زنی آغاز ہوئی وہ زمین ایکدم مین سرزمین بنی نظم

ز بس خون شد از جوہر تیغہا	لب سپر چو آب از رگ میغہا
ز خون شد زمین چون عقیق یمن	ز بس نالہ داران شمشیر زن
ز گرد سپہ جا گرفتہ غبار	بہ ضرب سم بادپا شد ہبا

الحاصل فوج نے شکل کش کی لاش بڑی تلاش سے حاصل کر کے راہ ہزیمت اختیار کی

اور حیرت جو تماشا جنگ کا اپنی فوج لیے کھڑی دیکھ رہی تھی اُسنے چاہا کہ جا کر مقابلہ کرے لیکن
جبھی کہ لڑائی بگڑ گئی آخر طبل امان بجوا کر پھر گئی اس طرف مہرخ فتح و فیروزی داخل بارگاہ
ہوئی اور حمام کرکے تخت شاہی پر جلوس کیا دربار سرداران عالی تبار سے معمور ہوا تاج
جمشید لگا پھر ایک جلسہ مسعود ہوا اور فوج ہزیمت خوردہ پاس افراسیاب کے گئی اور لاش
شکل کش کی سامنے ڈال دی افراسیاب نہایت پریشان ہوا اور کہنے لگا کہ افسوس
مسعود جادو کا ایک ہی فرزند تھا جو کام آیا مجکو اُسنے کمال شرمندگی آخر لاش کو جلوا دیا
اور خود سحر ایک پتلا بصورت شکل کش بنایا اور اُسکے قالب میں ایک پر پڑھا پاس کے
وہ پتلا زندہ ہو گیا اسکو ہمراہ فوج باقی ماندہ کے اسی جاہ و حشم سے پاس مسعود کے روانہ
کیا اور نامہ لکھا کہ ای بھائی ساحری فرزند تمہارا بڑی شجاعت کرکے خدمت ساحری میں
کیا لیکن مارا گیا میں نے اُسکی صورت کا پتلا تمہارے پاس بھیجا ہے چالیس روز تک زندہ رہیگا
تم اسکو اچھی طرح پیار کرلو اور اپنے دل کو تسکین دے لو غرض کہ فوج نامہ لیکر ہمراہ اُس
پتلے کے روانہ ہوئی اور ادھر افراسیاب فکر میں ہوا کہ قاتل شکل کش کو بھی گرفتار
کرکے پاس مسعود کے بھیجدوں کہ وہ اسکو قتل کرکے بدلا اپنے فرزند کا لیں حاصل کلام صرصر
شمشیر زن کو طلب کرکے حکم دیا کہ رعد جادو کو گرفتار کر لائے صرصر نے عرض کیا کہ ابھی
لاتی ہوں یہ کہکر باسباب عیاری سے درست ہوکر روانہ ہوئی اور صورت اپنی تبدیل کرکے
داخل لشکر مہرخ ہوئی اور گھات میں لگی تھی کہ ایک کنیز کسی کام کو نکلی صرصر اُسکے ساتھ
ہوئی اور ایک مقام پر تنہائی پاکر بیضہ بیہوشی لگا کر اسکو بیہوش کرکے اُسکی ایسی صورت
اپنی بنائی اور وہاں سے بارگاہ میں آکر سرپر رعد کے مگس رانی کرنے لگی ناگاہ عمرو
کی نگاہ صرصر پر پڑی دیکھتے ہی اُسنے پہچانا اور اپنے مقام پر سے اُٹھا کر دوڑا دیکھکر للکارا لیکن
صرصر بھی سمجھ گئی کہ عمرو نے مجھے پہچان لیا جست کرکے بھاگی عمرو نے پکار کر کہا کہ لونڈی کہاں
جاتی ہے صرصر نے جواب دیا کہ او غلام کچھ شامت آئی ہے تیرے باپ کو بھی لونڈی سمجھتی
ہوں پیچھے دیکھیگا دوڑا مگر وہ نکل گئی ادھر مہرخ نے پوچھا کہ یہ کون گستاخ تھا جو خواجہ کو اس
طرح کہ گیا عمرو نے جواب دیا کہ صرصر ہے گرفتاری رعد جادو آئی ہے غفلت دیکھیے لیجائیگی
ہوشیار رہنا چاہیے غرض اب سب جگہ طریق حزم و احتیاط جاری ہوا جبکہ دربار مہرخ نے
برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے خیمے میں آئے لیکن مہرخ اپنے خیمے میں بخوف عیار بیدار رہی

اور بہار بھی ہوشیار تھی کہ صرصر فرصت پاکر شکل اپنی برق محشر کی بناکر آئی اور خیمے کے
قریب رعد جادو کے پہونچکر نگہبانون سے کہا تم سب غافل ہو مین خود اپنے فرزند کی حفاظت
کرونگی یہ کہکر اندر خیمے کے گئی اور رعد کو بیہوش حالت خواب مین کرکے بسبب ہوشیاری
و احتیاط سرداران لشکر پشتارہ تو نہ باندھ سکی یونہین کاندھے پر لاد کرکے چلی نگہبانون نے جو
دیکھا غل کیا سارے لشکر مین لینا لینا کی صدا بلند ہوئی عمرو بھی غلغلہ سنکر دوڑا اور سمجھا کہ
صحرا کی طرف گئی ہوگی آگے جاکر روکون یہ سوچکر اسی سمت چلا لیکن یہ ہنگامہ صرصر نے جو
دیکھا خیال کیا کہ سب آگے جاتے ہین تو یہین ٹھہر جا بس ایک خیمے کی آڑ مین بیٹھ رہی جب
سب آگے نکل گئے اُسنے رعد کا پشتارہ باندھا اور لیکر روانہ ہوئی جب قریب صحرا کے
پہونچی عمرو اُس طرف سے آتا تھا اُسنے روکا صرصر نے زقیل عیاری بجائی کہ صبا رفتار
صدا سنکر دوڑی آئی اسوقت صرصر نے بیضہ بیہوشی بچالاکی لگاکے صبا رفتار کو بیہوش
کردیا اس عرصہ مین برق فرنگی یہان آگیا اور صرصر کو گھیرا اُسنے بھی اس چالاکی سے
بیضہ مارا کہ برق کو بیہوش کردیا اور عمرو سے لڑنا آغاز کیا اور پیچھے ہٹتے ہٹتے دور جاکر
بھاگی قضارا اُدھر سے قران آتا تھا صرصر کو جاتے دیکھکر بندہ قتان کر دوڑا چاہتا تھا کہ
بندہ سر پر لگائے کہ عمرو جو پیچھے آتا تھا پکارا کہ ہان ہان کیا کرتا ہے خبردار یہ میری معشوقہ ہے
اپنی اُستانی کو بھول گیا قران نے ہاتھ روکا صرصر پشتارہ پھینک کر بھاگی کہ عیارون نے
گھیر لیا ہے اگر رعد کو نہ چھوڑ جاؤنگی تو یقین ہے کہ خود گرفتار ہو جاؤنگی غرض کہ یہ تو بھاگ کر
اور سمت گئی اور قران نے رعد کو ہوشیار کیا اور برق اور صبا رفتار بھی ہوشیار
ہوکر اپنی طرف راہی ہوئے عمرو اور قران لشکر مین رعد کو لائے اور کہا اب بہت
ہوشیار رہنا الحاصل سب آرام گزین تھے کہ صرصر پھر بہ شکل مبدل داخل لشکر ہوئی اور
ایک کلاونت کی ایسی صورت اپنی بنائی کہ ٹیکا ماتھے پر لگا ہوا سرمہ آنکھون مین گھلا ہوا
مسی اور پان سے لب لعلین آراستہ ناک مین حلقہ نتھ کا پڑا اوٹ بچھوے پاؤن مین پہنے
لہنگا سنجاف دار زیب بدن کیے دوپٹہ کی گاتی باندھے سبوچہ شراب کا بھرا اٹھائے ہاتھ
مین بوتل لیے بصد انداز و ناز چلی کہ نظم

موے زلف اُسکے کیون نہون خمدار	تھی وہ معشوق آتشین رخسار
دختر نیک اختر خوبی	آفتاب سپہر محبوبی

غرض بایں حسن و ادا قریب بارگاہ رعد پہونچی پہرے پر سپاہی اور افسر جو تھے انھوں نے
اسکو دیکھ کر پکارا کہ پی کلوارن تھوڑی شراب ہمیں دیتی جا صرصر نے سبوچہ شراب سامنے
لاکر رکھا اور اپنے جمال پری مثال کو بھی دکھایا ہر ایک اسپر شیفتہ ہوا اور کہا تھوڑی ایک
ایک جام ہم سب کو پلادو کہ ساقی خوش ادا کے ہاتھ سے پینا کیفیت زیادہ دکھاتا ہے صرصر
نے ہر ایک کو جام مے پلایا وہ شراب بیہوشی آمیز تھی سب بیہوش ہوگئے صرصر نے بارگاہ
کا سراپچہ چاک کرکے ایک مٹھی پر وا سے ساختہ دوا سے بیہوشی اندر بارگاہ کے پھینکی کہ شمعہا
مومی و کافوری پر جا گری اور دھواں اُنکا داغ میں خدمتگاروں کے پہونچا اور بیہوش
ہوئے صرصر نے جھانک کر دیکھا جب سب کو بیہوش پایا آپ لوٹ لگا کر اندر آئی اور
رعد کے پلنگ پاس بیٹھ کر کفچہ میں بیہوشی رکھ کر اُسکے دماغ میں پھونکی اور بیہوش کرکے
پشتارہ باندھ کر لے چلی دربان وغیرہ تو بیہوش تھے غل کون کرتا صاف لیکر نکل گئی اور
پاس شہنشاہ افراسیاب کے لائی اُسنے حکم دیا کہ اے صرصر اسکو بجنسہ پاس مصور کے
پہونچا دے صرصر پشتارہ رعد کا لیکر شہر ارژنگ کی طرف چلی مگر اب وہاں کا حال سنئے
کہ جب شبیہ شکل کش یعنے پتلا مع نامہ فرستادہ افراسیاب پاس مصور کے پہونچا اور
جس وقت کہ اُسے معلوم ہوا کہ میرا فرزند مارا گیا عجب طرح کا شور نوحہ و شیون برپا کیا ارکان
سلطنت قہم کش جادو اور بہزاد جادو اور نقاش جادو اور مانی جادو وغیرہ
سب سیاہ پوش ہوئے اور شکل کش کی ماں ملکہ صورت نگار جادو فرزند کے
مرگ کی خبر سنکر بیہوش ہو گری اور جب ہوش میں آئی گریبان چاک کرکے پکاری
کہ اے فرزند تم میری نظر سے پنہاں ہو گئے افسوس نظم

جب ترا دھیان مجھکو آتا ہے — دل بیتاب تڑپا جاتا ہے
لے گئی ہے اجل کدھر تجھکو — کھا گئی کون سی نظر تجھکو
نالہ و درد ناک کرتی تھی — اور گریبان کو چاک کرتی تھی
ساتھ جتنے تھے اُسکے خویش و تبار — رو رہے تھے بسان ابر بہار

بعد گریہ و بکا اُس پتلے کو خوب سا پیار کیا اور اپنی آغوش محبت میں بٹھایا گلے سے لگایا
پھر افراسیاب کو تحریر کیا کہ اس پتلے کو ہمنے پیار کر لیا خوب جی بھر کر فرزند کا دیدار دیکھا
اب اسکو آپ ہی رکھئے ہم یہاں سے بھیجتے ہیں اور فوج لیکر پئے انتقام حریف کو برباد کرنے

آتے ہین اس مضمون کے ہمراہ چیٹلے کو بھی روانہ کیا اسکے جانے کے بعد ملکہ صورت نگار
زوجہ مصور نے اپنی کنیزون کو درستی سامان سفر کا حکم دیا بعد دو ایک روز کے خیمہ ڈیرا
لدوا کر مع کئی لاکھ فوج قاہرہ کے سمت لشکر حیرت چلی اسکی ایک دختر ملکہ الماس پری چہرہ
نام ہی جب وہ ان کے جانے پر مطلع ہوئی خدمت مین آکر ضد کرنے لگی کہ مین بھی ساتھ
چلون گی اور اپنے بھائی کے قاتل کو مارونگی مادر نے ہرچند سمجھایا کہ تم ابھی فرزند سحر نہین
جانتی ہو ابھی کمسن ہو گھر مین کھیلو وہان جنگ و جدل ہے نہ جاؤ مگر الماس نے نمانا چاہا
اسنے ساتھ لیا اور بڑے عظم و شان سے روانہ ہوئی مصور نے زوجہ کو جاتے دیکھ کے
کارسازی خود بھی لشکر کی فرمائی سلطنت اپنی ایک مشیر کے سپرد کرکے بعد جانے صورت نگار
کے لشکر حیرت کی راہ لی مگر اول زوجہ اسکی جو روانہ ہوئی تھی قریب لشکر حیرت پہونچی
کر وہان سے اگر منزل ہمراہ چلے تو لشکر مین حیرت کے پہونچے اسنے وہان بارگاہ استادہ
کرائی اور کہا کل اب یہان سے کوچ کرونگی ساری فوج صحرا اور کوہستان مین اوتری
کڑھاو چڑھ گئے یکوان بچھنے لگے بارگاہ مین ناچ ہونے لگا عیش و نشاط مین ہر شخص مصروف
ہوا اس وقت اتفاقاً صرصر رعد کو لیکر چلی تھی اس صحرا مین پہونچکر اسنے لشکر کثیر اترا
دیکھا اور بارگاہ استادہ پائی ایک لشکری سے حقیقت دریافت کی کہ مالک اس لشکر کا
کون ہوا اسنے کہا صورت نگار مادر شکل کش لڑنے جاتی ہین صرصر یہ سنکر بہت خوش
ہوئی کہ مجھے اتنی دور جانا نہ پڑا اب رعد کو اسکے سپرد کرکے پھر جاؤن یہ سوچکر اندر بارگاہ
کے قدم زن ہوئی ملازمون نے روکا کہ کہان جاؤگی ٹھہرو اسنے کہا جاکر اطلاع کرو کہ صرصر
شمشیر زن آئی ہے وہ لوگ گئے اور صورت نگار سے اطلاع کی اسنے صرصر کو روبرو
بلوایا صرصر نے جاکر دیکھا کہ تخت شاہی پر صورت نگار بیٹھی ہے ہزارہا ساحر و جادوگر بیٹھے
گرد و پیش زیب دہ کرسی و دنگل ہین جلسہ طرب جمع ہے صرصر آداب بجالائی پشتارہ سامنے
رکھ دیا اور عرض کیا کہ گنہگار رعد کو لائی ہون حاضر ہے صورت نگار بہت خوش
ہوئی اور صرصر کو بہت بھاری خلعت دیا مقام عزت پر بٹھایا باتعظیم و تواضع کے رخصت
کیا اور حکم دیا کہ ملکہ الماس پری چہرہ کو بلاؤ کہ آکر اپنے بھائی کے قاتل کو قتل کرین کس لیے
کہ وہ اسی لیے ساتھ آئی ہین لوگ بنا بر حکم بلانے گئے الماس پری چہرہ اس صحرا مین
سیر سبزہ زار کر رہی تھی سات سو نازنین جلیسین ساحرہ ساتھ تھین کہ خبر طلب کرنے آئی

نادر کی سنکر بڑی آرایش و زیبایش کرکے ماں پاس آئی صورت نگار نے بیٹی کا حسن و جمال دیکھکر اپنی ایڑی دیکھی اور اُٹھکر بلائین لیکر پاس اپنے بٹھایا پھر قیدی سحر شعار کو بعد ہوشیار کرا یا سامنے بلوایا عتاب و خطاب کرنے لگی مگر الماس پری چہرہ نے دیکھا کہ ایک نوجوان بیس بائیس برس کا سن و سال نہایت حسین و جمیل قید پہنے سامنے کھڑا ہے چہرہ اُسکا مانند ماہ تابان ہو جیسی بھوین اور بھرے بھرے ڈنڈ بھری بھری بازو کی مچھلیان ہین آثار شجاعت و مروت چہرے سے ظاہر ہین خُلق و ہمت سے سب باہر ہین کہ ابیات

قامت تھا کہ سرو بوستان تھا | موزونی مین فرد و یکتا تھا
وہ قد کہ قیامت اُس سے پیدا | وہ سرو کہ فاختہ ہو شیدا
پیشانی کا بل بلاے دل تھا | سونا تھا کسوٹی پر کہ تل تھا
تھے صورت دام موے پیچان | تل دانہ تھا بہر طائر جان
ابرو مین نہ خم کھنچا ہوا تب | مسجد مین بنی ہوئی تھی محراب
وہ آنکھ کہ عین نور یزدان | تھی سرمہ طور سے فروزان
سرمے کے جو ڈورے آنکھ مین تھے | نیرنگ فلک پہ تھے قہر کے
پلکون پہ نثار ہر نظر تھی | چلمن در چشم یار پر تھی
رخسارون کا وصف کب بیان ہو | دو ماہون کا سامنا جہان ہو
وہ پتلے سے لب خوشنما لب | تھا جام سے صفا لبالب
غنچہ دہن تھا کہ تھا تبسم ناز | لب کھلتے تو کھلتا حسن کا راز
تا ور تھی صراحی دار گردن | گردون سے تھی با وقار گردن
وہ ساعد و دست و بازو وہ | دنیا مین نہ تھا نظیر اُنکا
القصہ وہ سر سے لیکے پا تک | سرمایہ دلبری تھا بیشک

الماس پری چہرہ اُس کی صورت زیبا دیکھتے ہی ہزار جان سے فریفتہ اور نثار ہوئی اور کمند گیسو مین گرفتار ہوکر بیقرار رہ گئی ہونٹھ چاٹنے لگی حسرت سے منھ تاکنے لگی بیکل بیتاب ہوا تاب و تحمل کا یارا نہ رہا ولولہ عشق سے جوش جنون طاری سرگرم اشکباری ہوئی کہ بمقتضاے

نظم

دربردہ وہ لگا وہ عشق کا تیر | تڑپی سپر خاک مثل نخچیر

صبح صادق صفائی گردن ہو اختر صبح خال روشن ہو
کون اس ہاتھ کے مقابل ہو ایسی گردن مین جو حمائل ہو
ہے حنا خون عاشقان جہان پنجۂ ہے رشک پنجۂ مرجان
کیا بیان ہو صفائی سینہ ہے شکم صاف مثل آئینہ
سینہ پر دو ترنج پستان ہین یا یہ دو سیب باغ رضوان ہین
جسم مین تنگ ہے سیہ پوشاک ہے عدو دار او بہت غمناک
صاف رخصت سیاہ سے پیدا ہے سیاہ پوش کعبۂ دلہا
دیکھ کر رعد اُسکا روی نگار ہوگیا مثل شیر خوردہ شکار
محو یاد اُسکے تھے جوان و پیر یا ہوا آپ صورت تصویر
آئینہ حسن دیکھ دیکھ بلند دل مین اپنے کیا بہت سا پسند
ہوگیا شکل دیکھ نورانی مثل آئینہ صرف حیرانی
لگا کہنے اگر نصیب ہون یار ایسا معشوق ہے مجھے درکار
شرف اندوز ہون جو اک باری جان و دل سے کرون پرستاری
دل مین یہ سوچ سوچ کر گفتار چپ رہا اپنے دل مین پھر دوبار

مگر صورت نگار نے جلاد کو بلوایا اور اس نازنین کو قتل کرنا چاہا اس وقت تقدیر کردگار نامہ مصور آیا کہ ای ملکہ صورت نگار ہمنے سنا ہے کہ رعد گرفتار ہو کر آیا ہے لہذا اُسکو یہان قتل نکرنا لشکر حیرت قریب ہے وہان لیجاؤ ہم بھی آتے ہین سب ساتھیون کو دکھا کر اُسکو دار پر کھینچین گے اور جو اسکی مدد کو آئیگا اُسے بھی سزا دینگے صورت نگار اس مضمون سے جب آگاہ ہوئی جلاد کو قتل رعد سے روکا اور ایک اپنے ملازم فولاد آہن ربا جادو کو حکم دیا کہ رعد کو آج کے دن قید رکھ فولاد اُسے لیکر ایک درہ کوہ مین آیا اور رعد کو اپنے سحر کی ہتھکڑیان اور بیڑیان پہنا کر وہان بٹھایا آپ باہر آکر سحر پڑھا کہ اس درہ کوہ کے گرد حصار آتش کا ہوگیا اور دھوان ایسا بلند ہوا کہ وہ مقام بالکل پوشیدہ ہوا اور اسی جگہ حصار سے ہٹ کر خیمہ استادہ کر کے فولاد بہ نگہبانی مع رفقا و ملازم اپنے کے بیٹھا مگر جب بارگاہ سے رعد کو قید کر کے لے گئے ملکہ الماس پریچہرہ صورت دلدار یاد کر کے بیتاب ہوئی اور بعد کچھ لمحے کے مان سے رخصت چاہی کہ مین بھی اپنی بارگاہ مین جا کر آرام کرون

مان نے اجازت دی اسنے سواری طلب کی خشنادہ حاضر ہوا جلوس سواری کا موجود ہو گیا پیدل
ہو کر چلی برابر خشنی نہ کے میان عشرت خواجہ سرا گھوڑے پر انتظام کرتا جاتا تھا یہان تو یہ حال
ہے لیکن لشکر عمرو مین جب ملازم رعد کے ہوشیار ہوئے اور اپنے مالک کو نہ پایا جاکر شرح
سے بیان کیا کہ کل رعد کو پکڑ لے گیا برق محشر مادر رعد بیقرار ہو کر گریان ہوئی اور
بیتابیان کرنے لگی عمرو نے تسکین دی اور کہا صرصر اسی فکر مین پھرتی تھی وہی لیگئی ہوگی
مین جاکر چھڑائے لاتا ہون تم کچھ غم نہ کرو یہ کہکر روانہ ہوا راہ مین برق فرنگی ملا اس سے
بھی سارا حال کہا برق بھی چلا اور ڈھونڈھتا ہوا قریب لشکر صورت نگار پہونچا لشکر
اُترتے دیکھکر صورت اپنی تبدیل کرکے ہر طرف پھرنے لگا کہ اسنے رعد کو درہ کوہ مین
قید کرنے لیجاتے دیکھا اسوقت عیاری سوچنے لگا کہ کسی طرح سے اسکو رہا کرنا چاہیے اسی
فکر مین تھا کہ سواری کا جلوس نظر آیا یہ بھی اسی کے ساتھ ہوا اور ایک سے حال دریافت
کیا کہ یہ سواری کس کی ہے ظاہر ہوا کہ ملکہ الماس پری چہرہ دختر مصور جاتی ہے برق اسی
فکر مین ساتھ ہو لیا کہ بن پڑے تو اسکو پکڑ لے جاؤن اسی اندیشہ مین اسنے دیکھا کہ میان
عشرت خواجہ سرا کا نوکر گھوڑی ایک جگہ ٹھہر کر پھر رہا ہے برق اسکے پاس آیا اور پکارا
ارے میان ذرا ادھر دیکھنا اسنے منھ اُٹھا کر دیکھا برق نے بیضۂ بیہوشی ناک پر مارا کہ وہ
بیہوش ہو گیا اسکو تو کسی جگہ چھپا دیا اور آپ اُسکی ایسی صورت بنکر گھوڑی پھر کر خواجہ سرا
پاس آیا گھوڑی اسکے ہاتھ مین دیکر کہا ذرا ٹھہر جائیے سب کو آگے جانے دیجیے مین نے
ایک خبر آپ کی نوکری کے نسبت بہت بڑی سُنی ہے وہ بیان کرونگا خواجہ سرا متوحش ہو کر
ٹھہر رہا جب سب دور نکل گئے برق نے اسکو بھی حباب بیہوشی لگا کر گھوڑے سے گرا دیا
اور خوب بیہوش کرکے اسی کی طرح شکل اپنی بنا گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوا اس عرصے مین
ملکہ اپنی بارگاہ جو صحرا مین بہ سیر و تفریح لشکر سے الگ برپا تھی پہونچی اور اُترکر سب کنیزون
انیسون جلیسون کو علاحدہ کرکے آپ سمت صحرا کے سراپچہ بارگاہ اُٹھوا کر بیٹھی اور یاد معشوق
کرنے لگی کبھی روتی کبھی شکایت فلک کجرفتار کرتی گاہ دیوانہ وار کبھی کبھی باد صبا سے
مخاطب ہو کر کلام کرتی کبھی یہ غزل پڑھتی

غزل

گلہاست در باغ جنت ہر یک بہ از گلزار ما
گر بے تو بینم یک نظر بر جانب گلزار ما

ور آرزوے ہر گلے در سینہ دارم خارہا
از خار در چشمم فتد گلہا از گل خارہا

ای خوب بودی در نظر امروز زان ہم خوبتر
مضمر لاحت جامہ تو در جان سو غنچہای تو
سر در رہت بنہادہ ام جان در ہوایت دادہ ام
ہر دم بجست و جوی تو صد بار آیم سوی تو
تو با قد افراختہ وز سرو بیخ انداختہ
ہر دم چو چنگ از غم بدہ در سینہ صد ناخن زدہ
سوی گلش بر طرف چمن نظارہ کن سرو سمن
ای محرم راز نہان در سینہ من بکشا زبان

خوب اندر خوبان دگر اما نہ این مقدارہا
تو یوسف الرسو دلی تو شور یوسف در بازارہا
من یار با افتادہ ام کار من ست این کارہا
ہر بار پیش روی تو خواہم کہ میرم بارہا
سر دا ز خیالت ساختہ جا در پس دیوارہا
صد تا ز زار آمدہ از ہجر تو گم چون تارہا
تا من بکام خویشتن بینم ز دندان خارہا
گر نام و ناموس جہان دارد دلا لی عارہا

اسی طرح مصروف یاد دلدار تھی کہ برق فرنگی خواجہ بنا ہوا آیا اور دیکھا کہ ملکہ اکیلی بیٹھی ہے
بہت غمگین معلوم ہوتی تھی برق اسکی پشت پر کھڑا ہو کر بطور مخفی اسکے گانے کا اور بیان
قصہ غم بے انتہا کو سننے لگا کہ ملکہ نے آہ بھر کر کہا کہ ای رعد تو نے اپنی صورت دکھا کر میری
جان لی اور حسرت تیرے ملنے کی دل میں لیکر میں دنیا سے چلی برق یہ بیان سن کر
سمجھ گیا کہ عاشق رعد پر ہوئی ہے پس سامنے اسکے آیا ملکہ اسکو دیکھ کر چپ ہو رہی اور آنسو
پونچھ کر روکھی صورت بنائی برق نے کان میں جھک کر کہا ای ملکہ مجھے تمہارا عاشق ہونا
معلوم ہوا ناحق چھپاتی ہو میں تمہارے گھر کا غلام ہوں اگر کہو تو آسمان کے تارے توڑ لاؤں
تم حال اپنا بیان کرو مجھ سے شرم نہ کرو جو کسی سے نہ کہوں بلکہ سعی کرکے مطلب سے تمہیں
ملاؤں ملکہ نے جب اسے اپنے حال پر مہربان پایا سارا ماجرا عشق کہہ سنایا برق
نے سنا کہ رعد پر عاشق ہے خوش ہوا اور کہا ملکہ عالم زندان خانے میں جہاں آپکا
عاشق مقید ہے چلیں اور محافظ زندان سے اظہار کریں کہ میں اپنے بھائی کے قاتل کے
پیچھے پوچھوں گی محافظ اس بہانے سے جب در زندان وا کریگا میں عیار ہوں وہ اسکے
چھڑانے رعد کے آیا ہوں وہاں پہنچکر چھڑا دونگا الماس یہ کہکر یہ مژدہ جانفزا سنکر
فرط مسرت سے غنچہ سا کھل کھلا کر ہنسی اور پکاری کہ بیت بدین مژدہ گر جان فشانم روا ست
کہ این مژدہ آسایش جان ماست * پھر سواری کو حکم دیا کہ ہوا دار حاضر ہوا ملکہ سوار ہوئی
برق کو ہمراہ لیا یہ خواجہ سرا بنا ہوا سواری کے ساتھ چلا یہاں تک کہ مقام فولاد پر پہونچی
اسنے ملکہ کی تعظیم کی ملکہ نے وہی اظہار کیا جو برق نے سکھلایا تھا فولاد نے حصار آتش

دفع کیا ملکہ پاس رعد کے گئی اور دیدار معشوق سے خرسند ہوئی لیکن برق پاس فولاد کے
ہتھیار رہا اُسنے ملازم شہزادی کا سمجھ کر شراب و کباب کی صلاح دی برق نے اول تو انکار
کیا پھر اُسکے اصرار زیادہ کرنے سے جام بادۂ احمر سے لبریز کیے اور اُسکی نگاہ بچا کر سفوف
بیہوشی ملا کر اُسکے سامنے پیش کیا کہ پہلے آپ نوش کریں تو مین بھی پیون فولاد جام لیکر پی گیا
برق نے جو لوگ کہ اُسکے ملازمون مین وہان موجود تھے کسی کو شراب بیہوشی آمیز پلا دی
اور کسی کو میوہ آغشتہ بیہوشی دیا کہ ملکہ کے کھانے کا ہے لیجیے آپ بھی کھائیے الحاصل وہ
سب کھا پی کے بیہوش ہوئے برق نے فی الفور سب کے سر کاٹ ڈالے انکے مرتے ہی تاریکی
ہوگئی غل اور شور پیدا ہوا اور رعد رہا ہو گیا الماس پری چہرہ یہ ہنگامہ غل کا سنکر ڈرتی
کہ نہین معلوم کیا آفت آئے مگر رعد نے اپنے تئین رہا دیکھ کر کہا اے ملکہ تم مجھے کچھی [illegible]
اور وہان فولاد کو کسی نے مار ڈالا ملکہ کو بڑا تعجب ہوا کہ کتنا جلد عیار نے فیصلہ کیا اسی
عالم حیرت مین تھی کہ برق آیا اور کہنے لگا اے شیدا سے کہدو کہ اب جلدی یہان سے چلو
ایسا نہو کہ صورت نگار ملکہ اس حال سے آگاہ ہو اور تم دونون کو خرابی مین ڈالے
اس لیے کہ یہان سے کوس بھر کے فاصلے پر دہ فردوش ہے ملکہ نے یہ کلام سنکر کہا اے برق
میری بارگاہ کے کنارے لشکر کے قریب صحرا ہے وہان کوئی نہین آتا ہے ایک لمحہ چل کر
ہم اور رعد دونون بیٹھین اور اسباب وغیرہ سے لین تو سمت لشکر عمرو روانہ ہون برق
نے کہا اسباب بہت ہو رہے گا یہان ٹھہرنا مناسب نہین ملکہ نے اصرار کیا برق ناچار
ہو گیا الماس پری چہرہ اپنی بارگاہ مین رعد کو لائی مسند پر تکلف پر بٹھایا اور اسباب
عیش و نشاط مہیا کر دیا کشتیان شراب ناب کی اور قابین بھر کے گزک کباب کی حاضر کین
دور جام شروع ہوا کہ نظم

لیا دونون نے عیش گہ مین قرار	تھے جہان فرش و مسند زرنگار
وہ مکان اور خالی از اغیار	ہوئے آپس مین گرم بوس و کنار
اِس طرف ہمنشین ہزار ہزار	اُس طرف بات بات پر انکار
یہان ہر وقت ناصبوری تھی	وان کنارہ تھا اور دوری تھی
اُس سے کہتی تھی وہ پری تمثال	چل کے لشکر مین ہو قرار وصال
ہو کے مایوس تب کیا یہ خطاب	طاق سے لا صراحیِ ناب

تب اٹھی وہ پری بصد انداز | اور کیا سوئے طاق دست دراز
لے لیا شیشۂ مئے گلفام | دوسرے ہاتھ سے اٹھایا جام
بادۂ عیش سے ہوئے مخمور | لذت عشق سے تھے دونون چور
ایک کا ہاتھ ایک کی باہین | ایک کے لب سے ایک کو تسکین
تھا وہان اسکو شغل مے نوشی | غم وشادی سے تھی فراموشی
سر و پا کا نہ ہوش تھا باقی | آپ ہی رند آپ ہی ساقی
اس پری کو وہ پیار کرتا تھا | گاہ بوس و کنار کرتا تھا
کبھی آغوش مین سلاتا تھا | لب سے لب کو کبھی ملاتا تھا
یہ تو اس طرح تھا یہان سرشار | فتنۂ خفتہ یہ ہوا بیدار
وہ ستم پیشہ و جفا کارہ | یعنے صورت نگار مکارہ
ہوئی آگاہ کہ رعد چھوٹ گیا | اور محافظ جو تھا وہ قتل ہوا
بلکہ دختر تری پریچہرہ | اسکے باعث ہوا یہ ہنگامہ
جا کے زندان مین جنت اسکو | کیا فی النار والسقر اسکو
سن کے یہ حال دخت کا یکبار | غیظ سے ہو گئی سراپا نار
چلی وان سے عجب غضب مین بھری | اور در بارگاہ پہ پہونچی

جتنی کنیزین اور ملازم ملکہ کے تھے وہ مارے خوف کے بھاگ گئے اور صورت نگار نے اندر جا کر دیکھا دونون عاشق و معشوق کو لپٹے پڑے دیکھا خون آنکھون مین اتر آیا سحر پڑھ کر دستک دی کہ جہان یہ دونون طالب و مطلوب لپٹے تھے اتنا ٹکڑا زمین کا اکھڑا اور وہ طبقہ بر روئے ہوا چلا صورت نگار آپ بھی بزور سحر اڑ کر چلی برق جو باہر بارگاہ کے کھڑا تھا یہ ماجرا دیکھ کر روتا ہوا پیچھے اسی طبقے کے روانہ ہوا اور ادھر آنکھ خواب غفلت سے رعد اور الماس پری چہرہ کی کھلی رعد نے چاہا کہ بزور سحر ملکہ کو لیکر اڑ جاؤن مگر سحر یاد نہ آیا اسوقت ملکہ سے کہا معلوم ہوتا ہے ہم گرفتار ہو گئے ملکہ رونے لگی اشک حسرت سے منہ دھونے لگی کہ اے فلک ستمگر تجھے اتنی بھی صحبت پسند نہ آئی اور ایک لمحہ مین جدائی دکھلائی اسی طرح کبھی شکایت چرخ غدار کرتی تھی اور کبھی باہم گلے مل کر روتی تھی بیقراری سے بصد اندوہ و حرمان گریہ و زاری تھی اور

یہ زبان پر جاری نظم

ای فلک تو نے کیا کیا مجھ سے
میرا دلبر چھڑا لیا مجھ سے
سربسر کر دیا مجھے ناشاد
کس سے جا کر کروں تری فریاد
تو نے سب گھر کا گھر کیا تہ تیغ
ہائے عاشق مرا دریغ دریغ

وہ اسی زمین پر فریاد کر رہی تھی کہ صورت نگار نے دوبارہ سحر کیا وہ طبقہ زمین کا دو ٹکڑے ہو گیا ایک پر رعد اور دوسرے پر الماس پری چہرہ الگ الگ ہو گئے ایک ٹکڑا ایک سمت اور دوسرا دوسری طرف چلا اسوقت تو عجب حالت دونوں پر رقت کی طاری تھی کہ جسکے لکھنے سے خامہ و زبان اشک سیاہ گراتا ہے اور سینہ اسکا شق ہے دل پر ہزار طرح کا قلق ہے کہ نظم

جب تلک سامنا تھا عاشق کا
تھے ہم دونوں گرم نظارا
جب ہوا وہ نگاہ سے اوجھل
لگی کہنے وہ ہاتھ کو مل مل
اے فلک کچھ نہ رحم آہ کیا
تو نے افسوس مجھے تباہ کیا
صبر سب کو اگر کیا تو کیا
ہو سکے تھا کوئی جیا نہ جیا
ہو گئی اس طرح سے وہ بیتاب
جیوں تڑپتی ہے ماہی بے آب

اسی طرح نالان و گریان یہ دونوں جدا ہوئے لیکن برق فرنگی جو پیچھے پیچھے چلا آتا تھا انکو جدا ہوتے دیکھ کر مجبور ہوا کہ اب کس کے ساتھ جاؤں اور کسے تنہا چھوڑوں آخر اپنے لشکر کی طرف بھاگا اور آکر سارا ماجرا برق محشر اور رعد جادو سے بیان کیا وہ اپنے فرزند کے غم میں مبتلا ہی تھی یہ کیفیت سنکر بیتاب ہو بزور سحر اڑی اور قریب الماس پری چہرہ کے پہونچکر اک سے گری اور اسکو پنجے میں داب کر اڑنے چلی کہ صورت نگار نے اپنے تئین بوساطت جادو قریب اسکے پہونچا کر ایسا سحر کیا کہ ہزارہا پتلا اڑتا ہوا آکر برق محشر کے لپٹ گیا اسنے ہر چند سحر کیا تڑپی اور پھڑکی مگر چھوٹ نہ سکی صورت نگار اسے بھی اپنے سحر میں مبتلا کر کے صحرا میں کہ نہایت قلب اور وحشتناک جگہ تھی لائی اور وہاں کچھ پڑھکر طرف آسمان کے پھونکا کہ وہ ٹکڑا جسپر رعد مقید تھا اترتا ہوا آکر پہونچا اسنے اسے بھی اتارا اور ایک پتلے کو سحر کے کچھ لکھکر دیا کہ وہ پتلا غائب ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے زمین شق ہوئی ایک ساحر نکلا اور تسلیم کر کے سامنے کھڑا ہوا صورت نگار نے اس سے خطاب کیا کہ ای ظالم تیرہ رو کے جادو تمھیں اسلیے طلب کیا ہے کہ ان دونوں کو اپنے

قیدیوں کو لشکر میں اُنکا قید کرنا باعث رسوائی تھا کہ مقدمہ دختر کا ہر کہ وسہ آگاہ ہوتا
کہ دختر مصور صورت نگار جادو بسبب جرم عاشقی کے گرفتار ہے اور دوسرے یہ کہ مبادا لشکر میں پہونچکر
اُنکو سردار کر لیجائے اِس لیے یہاں میں لائی ہوں اور تمھارے سپرد کیے جاتی ہوں یہ کہکر
قیدیوں کو دیکر آپ پرواز کرکے اپنے لشکر میں چلی آئی اور اُس ساحر نے ایک برج سحر کا
بناکر سب قیدیوں کو مقید کیا کہ حال اُنکا بروقت رہا ہونے کے بیان ہوگا مگر جب کہ
صورت نگار لشکر میں آئی حکم دیا کہ فوج کوچ کرے اسی وقت خیمہ خرگاہ بار کراکر مع
لشکر شکست اثر کے طرف حیرت کے فوج کے چلی جب قریب پہونچی طائران سحر نے ورود
لشکر کی خبر حیرت کو دی کہ زوجہ مصور صورت نگار جادو آتی ہیں حیرت سنتے ہی
مع سرداران ذی وقار کے بہ استقبال چلی راہ میں پا انداز جواہر کا بچھوا دیے اور بصد
تزک و احتشام سے لیکر داخل بارگاہ ہوئی لشکر کو اُسکے متصل اپنے لشکر کے اُتروایا
اور ہر ایک کے لیے سامان عیش و آرام اپنے یہاں سے بھجوایا سب آرام سے سکونت گزین ہوے
اور صورت نگار نے حیرت سے کہا کہ میں رعد اور الماس پری پیکر کو قید کرکے
آئی ہوں تمھاری دختر خوب صورت لیکن یہ عاشق ہے اور میری بیٹی رعد پر فریفتہ
ہوئی ہے ہماری تمھاری شکل ہے کہ ایک جام میں سب ننگے لہذا اے حیرت آج شام کو
طبل جنگ بجے کہ میں کام سب باغیوں کا تمام کردوں اور اپنے فرزند کے خون کا انتقام
لوں حیرت دن بھر اُسکی عزت و ضیافت میں مصروف رہی جس وقت کہ گردش گردون
نے تاثیر اپنی دکھائی یعنی رخ زیبائے عروس کو ظلمت شب سے تاریک و سیاہ بنایا

بمقتضائے نظم

گردش گردون دوان خورشید را پنہان کند	اِس سمایان ظلمت شب را درین ایوان کند
روز را پنہان کند شب را پدید آورد	آنچہ را باید کہ با این گردش این با آن کند

طبل رزمی حسب الحکم صورت نگار نواخت میں آیا اِس خبر کو جاسوسوں نے خدمت ملکہ
میں بعد دعا و ثنا کے عرض کیا یہاں بھی نفیر سحری دونوں لشکروں میں جیلی سحر کی
اور آلات حرب و ضرب کی بجی واضح ہو کہ اِس دفتر میں ہزارہا مقام پر لڑائیاں واقع ہیں
اس سبب سے ہر ایک جنگ میں اِس حقیر نے اختصار پر نظر کی ہے کہ طوالت کلام سے
بجز تصدیع کے کچھ فائدہ نہیں لیکن وہ لڑائی جو کسی ساحر زبردست کی اوسنا کی لطف

کیسا تماشا ہوگی وہ تصریح وار بیان ہوگی باقی سراسری ذکر کیا جائیگا تاکہ سامع اور قاری کو فسانہ
زیادہ معلوم ہو آمدم بر سر مطلب کہ شب بھر ہنگامہ سحر کارزار گرم رہا جب کہ خورشید زرین علم چار دانگ
عالم میں بجاہ و جلال تجلی بخش ہوا ابیات

چو خورشید تابندہ در صبحدم	بر بام گردون گردان علم
زخرگاہ خاور برآورد سر	زحنا در بیاراست با بانفر
دو لشکر بمیدان چو شیران شدند	گریزندگان چون دلیران شدند
بہر جا کہ تو دست شد شرزہ شیر	بہر گوشہ زاے چو رستم دلیر
شد از نوک پیکان سما چاک چاک	سنان اندر آمد زہیج السماک
زبس نوک تیغ و سنان خون فشاند	بخون آسمان کشتی باد راند

صورت نگار اور حیرت لشکر کے کر بڑے کروفر سے نبردگاہ میں آئین ایک جانب سے
صرصر اور صہبا مع دلاوران روزگار کے وارد ہوئین میدان جنگگاہ کو آراستہ کیا گرد
و غبار ابر بہار سا کر بیٹھا یا صفوف ہاے قتال ترتیب پذیر ہوئین نقیب نقابت کر چکے کر کیت
کرکے الگ علیحدہ ہوئے صورت نگار اژدر سحر پڑھتا ہوا بمقابلہ نکلی اور لشکر حریف پر نظر دوڑائی
ہوئی اُسکے سامنے بہار جادو گئی ایک ناریل صورت نگار نے مارا کہ وہ شق ہوا اور ہزارہا
تصویرین پریچہرایون کے مانند پیدا ہوکر بہار کے لپٹ گئین بہار نے گلے کا ہار اتار کر آسمان
کی طرف پھینکا ایک لڑی موتیون سے بھری زمین سے فلک تک لٹکتی ہوئی نظر آئی بہار
اُس لڑی پر چڑھ گئی وہان سے ایسا کچھ سحر کیا کہ آفتاب کے مانند ایک شعلہ چمک کر گرا
اور پریچہرایان سب جل گئین صورت نگار نے یہ کیفیت دیکھ کر اپنے ہاتھ سے ایک تصویر
کھینچ کر اُس لڑی کی سمت پھینکی تصویر زمین پر گر کر سیدھی ہوئی شعلے [illegible]
کہ وہ لڑی موتی کی جل گئی اور بہار زمین پر گری لیکن بزور سحر کر سنبھلی اور اپنے سر
کے بال توڑ کر اُس تصویر پر مارے کہ وہ بال کمند بنکر تصویر کے لپٹ گئے اور کشان کشان
سامنے بہار کے لائے اُس نے اُسکو مقراض لیکر کاٹ ڈالا اور ایک گلدستہ نکالکر صورت نگار
پر مارا اُس گلدستے سے سنہرے اور روپہلے پھول برسنے لگے صورت نگار اور ہمراہی اُسکے
عالم مدہوشی میں محو ہوکر سب جھومنے لگے اور تعریف ملکہ بہار کی کرنے لگے اُسوقت زمین
شق ہوگئی اور چند چیلیان نکلین باغبانون کی طرح پھول چننے لگین اور پکارین کہ اے ظالم

صورت نگار آپ زوجہ مصور ہو کر ایک چھوکری کے سحر سے مفتون ہوئیں ہوشیار ہو جیے
اور سنبھلیے یہ کلام سنکر جھجکی کر صورت نگار ہوشیار ہوئی اور تیغ پکڑ کر بہار سے آ پڑی اور
آپس میں نبرد سحر و شمشیر کی شروع ہوئی اسوقت حیرت نے فوج کے سرداروں کو
للکارا ساحر ہر طرف سے چلے ادھر صبح فوج لیکر آگے بڑھی دونوں لشکر آپس میں
مل گئے جنگ مغلوبہ ہوئی ہر طرف سے ابر اٹھکر برستے تھے اور آندھیاں زور شور سے
اٹھتی تھیں آگ اور پتھر برستے تھے صداے یا سامری و جمشید بلند تھی لاش پر لاش اور
مردے پر مردہ گر رہا تھا گولے فولادی چلتے تھے دامن صحرا خون سے گلنار تھا تہلکہ
عظیم برپا تھا۔ نظم

روان گشت شمشیر زہر آبدار ہر کو ہن شد رستخیز آشکار
ز افلاک شد نقش یک پیکرش در گیتی غرض بد زیک جوہرش
ز برق سماوات شد منفعل ز بیجید بر ہم ہیولی اجل
ز برقے کہ از تیغ افروختے دم مار سینا از و سوختے
ہم ریخت نقش وجود عدم تو گفتے ہوا دشت نہ بد جز قدم
زمین آب گردید از اضطراب زبان راست شد از فرط بیم اضطراب
ولیکن چو عاجز شد از مصاف نمودند شمشیر کین از غلاف

جب کہ شہنشاہ زریں قبا مراجعت فرما کر بارگاہ مغرب میں آیا اور شاہ گردون پیرایہ
انجم با فوج کواکب جلوہ فرماے مسند چرخ ہوا سپاہ جانبین سے جدا ہو کر طبل بازگشت
بجا کر اپنی خوابگاہ میں آئی حیرت سے صورت نگار نے کہا میں آج لشکر حریف
کی تصویریں بناتی ہوں کس لیے کہ میدان قتال میں اس چھوکری بہار کے ہاتھ سے
ذلیل ہوئی ہوں اب کسی کو ان میں سے زندہ نہ رکھونگی حیرت جواب دہ ہوئی
کہ جو مناسب جانیے وہ عمل میں لائیے اسی طرح دونوں گرم سخن تھیں کہ ایکبار زمین
شق ہوئی اور تیلا نامہ لیے پیدا ہوا نامہ حیرت کو دیا افراسیاب کی جانب سے
اس میں لکھا تھا کہ اے ملکہ حیرت اسوقت تم گنبد نور پر آؤ تجھے کچھ مشورہ کرنا ہے اور
صورت نگار سے کہدینا ابھی رزم کو موقوف رکھیں یہ مضمون پڑھکر تیلے کو جواب
دیکر رخصت کردیا کہ شہنشاہ سے کہنا جیسا آپ نے فرمایا وہی عمل میں آئیگا اور آپ

آراستہ و پیراستہ ہو کر گنبد نور کی جانب عازم ہوئی چلتے وقت جنگ مین توقف سے پیشتر
صورت نگار سے کہا اور صرصر کو حکم دیا کہ تو ہوشیار رہ خبردار کوئی عیار یہان آکر ملکہ
صورت نگار کو زحمت نہ پہونچاسکے اور قریب یہین نزدیک رہے صرصر نے عرض کیا مجال کسی
کی جو یہان آسکے غرض سب انتظام کر کے حیرت چلی گئی اور صرصر بہ تحفظ حاضر رہی لیکن
سپہ لشکر جنگاہ سے پھرتے تھے عیار ارادہ کر گئے کہ اگر ہو سکے تو حیلہ کر کے صورت نگار کو قتل
کرین لیکے تھے سب بصورت ہاے مبدل داخل لشکر حیرت ہوئے اور عمرو صورت فراش
کی بنکر بارگاہ مین آکر شمعون کا گل کترنے لگا اور بیہوشی بھرا ایک شمع پر ڈالتا تھا کہ دھوان اسکا
بلند ہوا اور سب بیہوش ہوئے مگر صرصر نے عمرو کو پہچانا اور صورت نگار سے آہستہ کہا
کہ وہ عمرو ہے بشکل فراش شمع کا گل کترتا ہے صورت نگار نے ایسا سحر پڑھا کہ دستے زمین سے
نکل کر عمرو کے لپٹ گئے اور سامنے اسکے لائے اسنے پوچھا تو کون ہے عمرو نے جواب دیا
کہ ملک الموت جان ساحران میرا نام ہے صورت نگار نے کہا کیا تجھے اپنی جان کا خوف
یہان آتے نہ آیا عمرو بولا کہ ہمین سواے خدا کے کوئی نہین مار سکتا صورت نگار کو غصہ
آیا چاہا کہ حکم قتل کا دے اسوقت صرصر نے عرض کیا کہ مجھے دیجیے مین اسکو حیرت پاس
لیجاؤن صورت نگار نے کہا بہتر ہے لیجا لیکن جب عمرو گرفتار ہوا تھا غلغلہ ہوا کہ عمرو پکڑا گیا
یہ ماجرا اور عیار جو آئے ہین انھون نے بھی سنا اور برق فرنگی بہت جلد بصورت صبا رفتار
کنیز ایسی بنکر سمت بارگاہ چلا اس طرف سے صرصر لیے ہوئے عمرو کو آتی تھی اسنے سلام
کرکے پوچھا کہ اس نا عیار کو کہان لیجائیے گا صرصر نے کہا گنبد نور پر صبا رفتار عرض پیرا
ہوئی کہ آپ یہان محافظت کیجیے اور اسکو مجھے دیجیے کہ مین پہونچا آؤن صرصر نے اسکو اپنی
عیاری کا سمجھ کر حوالے کیا برق قیدی کو لیکر چلا جب دور نکل گیا ہتھکڑی بیڑی کاٹ دی
اور کہا استاد مین ہون برق فرنگی اسوقت عمرو خوش ہوا اور پھر صبا رفتار کی طرح
صورت بدل کے عمرو بارگاہ مین گیا صرصر نے اسے دیکھ کر کہا اے صبا رفتار تو اتنا جلد گنبد
نور پر عمرو کو پہونچا آئی عمرو نے جواب دیا کہ مین لیے جاتی تھی ایک پنجہ آیا اور لے گیا صدا
آئی کہ ہم افراسیاب کے فرستادہ ہین صرصر یہ ماجرا سنکر خاموش ہو رہی اور عمرو نے کہا
اے صرصر میرے سر مین درد ہوتا ہے مین سو رہنے جاتی ہون یہ کہکر لیٹ رہا لیکن برق جو
عمرو کو رہا کر کے چلا ایک مقام پر صبا رفتار اصلی اسے ملی برق نے صورت صرصر کی بنا

اپنے تئین قریب اُسکے پہونچاکر باتین کرنے مین ایک حباب بیہوشی لگا کر اسے بیہوش کرکے
صورت اُسکی بنکر لشکر مین آیا اور صرصر صبا رفتار بعد لمحہ کے جو ہوشیار ہوئی اپنی شکل اندر ضرغام
عیار کے بناکر بہر گرفتاری برق چلی برق کنارے لشکر کے کھڑا تھا کہ اسنے آکر پکارا مگر برق
اسکو پہچان گیا اور خنجر لیکر جھپٹا صبا رفتار نے ایک تیر مارا برق نے جست کی کہ خالی دے لیکن
مگر تیر پاؤن کے انگوٹھے مین لگا زخمی ہوا اور اسکے پیچھے دوڑا وہ بھاگ کر بارگاہ مین چلی
گئی صورت نگار اور صرصر نے جو اس صبا رفتار کو دیکھا حیران ہوئین کہ ایک صبا رفتار
تو یہان سوتی ہے یہ دوسری اس جگہ اور آئی بس اسکو پکڑا صبا رفتار نے کچھ پتے اور نشان
ایسے دیے کہ یقین ہوا یہ سچی ہے مگر اُس وقت عمرو جو لیٹا ہوا تھا یہ باتین سنکر اُٹھکر بھاگا
پیچھے صرصر اور صبا رفتار چلی اور جاکر گھیرا عمرو نے کئی حقے آتشبازی کے داغ کر ان دونو
پر لگائے یہ دونون جست کرکے پیچھے کو ہٹ گئین لیکن دھوان بیہوشی آمیز پھیل چکا تھا دونو
کے دماغ مین گیا تھوڑی دور جاکر ایک تو کسی جھیل کے کنارے اور ایک دامن کوہ مین
پہونچکر بیہوش ہو گئین عمرو اُٹھا تھا تب چھوڑکر صورت صرصر کی ایسی بنکر بارگاہ مین آیا
اور صورت نگار سے کہا اے ملکہ ذرا آپ میرے ساتھ چلیے مین ایک تماشا آپ کو دکھاؤن
وہ صرصر سمجھ کر اسکے ساتھ ہو لی عمرو کنارے لشکر کے اسے لایا اور بیضہ بیہوشی مار کر بیہوش
کیے پشتارہ باندھکر لیے چلا ادھر صرصر اور صبا رفتار کو ہوش آیا وہان سے جو بارگاہ
صورت نگار مین آئین غلغلہ سنا کہ کوئی ملکہ کو چرا لے گیا یہ سنکر دونون تلاش مین
دوڑین اور یہان عمرو نے چاہا کہ صورت نگار کو مار ڈالون اُس وقت زمین تھرانے لگی
اور صداہاے مہیب آنے لگین عمرو سمجھا کہ یہ ساحرہ زبردست ہے اکیلی ہلاک نہو سکے گی اپنے لشکر
مین لیجاکر باعانت ساحران اُسے قتل کرنا چاہیے غرض سمت لشکر چلا ادھر صرصر خبر گرفتاری
صورت نگار سنکر روانہ ہوئی عمرو کا تعاقب چھوڑکر لشکر مین مہرخ کے آئی اور صورت اپنی
برق فرنگی کی ایسی بناکر مہرخ سے بولی کہ اے ملکہ ذرا میرے ساتھ چلو عمرو کنارے لشکر
کے کھڑے آپ کو بلاتے ہین مہرخ کہ عیارون سے گردن تابی نہین کرتی تھی فوراً اسکے
ساتھ ہو لی جب کنارے لشکر کے تنہائی مین پہونچی صرصر نے ایک بیضہ بیہوشی لگا کر اسکو
بیہوش کرکے کسی جگہ صحرا مین چھپا دیا اور اُسکی ایسی شکل بنکر لباس اُسکا پہنکر بارگاہ مین آئی
ملازمون سے کہا مین سامنے والی چھپی مین آرام کرنے جاتی ہون اگر عمرو آکر پوچھین تو بتانا

یہ کہکر جاکے لیٹ رہی اس عرصہ مین عمرو پشتارہ صورت نگار کا لیے آیا اور پوچھا کہ مہرخ کہان
ہین لوگون نے کہا وہ سامنے خیمہ مین آرام کرتی ہین عمرو نے جاکر جگایا اور کہا اسے الّلہ مین
صورت نگار کو لایا ہون یہ کہکر پشتارہ سامنے رکھا مہرخ نے کہا خواجہ بڑی مشکل سے
مرگئی جہان مین شب کو سوتی ہون تم وہان جاکر ایک جھولی اسباب سحر سازی کی رکھی ہو اسکے
لے آؤ کہ اس مین ایک گولا فولادی ہے اسی سے اسکو قتل کرونگی عمرو بموجب اسکے
کہنے کے جھولی لینے گیا اور صرصر نے پشتارہ اٹھاکر دوش پر رکھا سراپردہ بارگاہ کا خنجر سے چاک
کرکے باہر نکلی اور دور جاکر پکاری کہ ہم صرصر ہین اسے عمرو یون آنکھون مین خاک ڈالکر لیجاتے
ہین اور عیاری اسکو کہتے ہین یہ نعرہ سنکر لشکری دوڑے اور غلغلہ بلند ہوا عمرو بھی غل سنکر
دوڑا اور حال سنا کہ صرصر بشکل مہرخ تھی پشتارہ لیگئی عمرو کا رنگ زرد ہوگیا اور نہایت
درجہ خفقان ہوا کہ معلوم ہوتا ہی اسنے مہرخ کو مار ڈالا جب تو اس خاطرجمعی سے آکر سوئی
تھی یہ سوچکر بیتابانہ عقب صرصر روانہ ہوا لیکن لشکر کے ساحر جو پیچھے صرصر کے دوڑے
تھے اور چاہتے تھے کہ بزور سحر اسکو گرفتار کرلین صرصر نے یہ معاملہ دیکھکر صورت نگار کو
ہوشیار کردیا اسنے ہوشیار ہوکر دیکھا کہ بہت سے آدمی لینا لینا کہتے چلے آتے ہین اور عمرو بھی
آتا ہے پس مشت خاک اٹھاکر سحر پڑھنے لگی عمرو نے اپنے لوگون سے کہا بھاگ جاؤ نہین تو
بے قتل ہوجاؤگے ساحر کچھ زمین مین غرق ہوگئے اور کچھ سمت آسمان اوڑگئے اور عمرو بھی
بھاگا مگر کہتا گیا کہ ای صرصر قسم ہے نمک حمزہ کی اگر تونے مہرخ کو مار ڈالا ہے تو تجھے زندہ
نہ چھوڑونگا صرصر نے کچھ جواب نہ دیا لیکن عمرو جو بھاگا صورت خدمتگار کی بن کر بارگاہ
صورت نگار مین جا کھڑا ہوا کہ صورت نگار اور صرصر بھی آگئین اور صورت نگار
نے پوچھا کہ ای صرصر تونے مہرخ کو کیا کیا صرصر نے عرض کیا کہ بیہوش کرکے رکھ آئی ہون
اسنے کہا جاکے لے آ صرصر روانہ ہوئی عمرو بھی چلا جب صرصر لشکر سے نکل گئی عمرو نے
للکارا کہ کہان جاتی ہے صرصر خوفناک ہوکر بھاگی کہ عمرو قسم کھا چکا ہے ماری ڈالے گا
مگر عمرو نے دوڑکر کمند ماری صرصر جست کرکے حلقون سے نکلی اس جست کرنے مین پھندا
ایک درخت کا سر مین لگا گر پڑی عمرو نے باندھ لیا اور خنجر لیکر ذبح کرنا چاہا صرصر نے نگاہ
حسرت عمرو کی جانب دیکھا اور کہا خواجہ ہمارا قتل کرنا جائز ہے عمرو از بسکہ فریفتہ ہی آنکھون
مین آنسو بھر لایا اور کہا ای صرصر بتلا مہرخ کہان ہے ہنوز صرصر بتلانے نہ پائی تھی کہ سامنے

یہان درہ کوہ تھا وہان سے ایک ساحر ناقوس جادو نام رہتا تھا یہ طلسم مین سے پیدا ہوا اور
عمرو کی تنگ کے پیچھے پڑ کر گرفتار کر لیا اور صرصر کو پہچان کر چھوڑ دیا یہ بھاگ کر چلی کوس بھر پہاڑ کے
درے سے نکل گئی تھی پیچھے ہی ایک جگہ ٹھہری آواز آئی کہ کہان بھاگ کر جاتی ہے صرصر نے پھر کر
جو دیکھا قران کو بندہ تانے آتے پایا گھبرا کر پھر بھاگی قران ٹھہر گیا اس اثنا مین
ناقوس گرفتار کیے عمرو کو ادھر سے نکلا قران صورت ساحر کی طرح بنا کر پکارا کہ ارے تو
کون ہے ادھر جگہ میری قبضہ مین ہے یہان کیون آیا ہے ناقوس نے کہا بھائی تو مین گنہگار
شورشتا عمرو کو گرفتار کیے لیے جاتا ہون قران اسکے قریب گیا اور کہا اچھا ہوا کہ تم تو آ گئے
مگر یہ کون ہے جو تمہارے پیچھے ہے ناقوس نے پیچھے پھر کر دیکھا قران نے بند وہ اس زور
سے مارا کہ سر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور شور اسکے مرنے کا بلند ہوا عمرو چھوٹ کر ایک
طرف چلا راہ مین دیکھا کہ برق فرنگی ہے اور صبا رفتار سے پیچھے چل رہا ہے اور لشتارہ صرصر
پکار رہا ہے کہیں لیے کہ صبح جہان بیہوش پڑی تھی صبا رفتار ادھر آ نکلی اور لشتارہ باندھ کر
چلی تھی کہ برق آ گیا اور لڑنے لگا اتفاقاً جب عمرو آ کر پہنچا نگاہ صبا رفتار کی بہکی
اور خیال عمرو کی طرف گیا برق نے قابو پا کر بیضہ بیہوشی مارا یہ گر پڑی اسکو باندھ کر ڈال دیا اور
صبح کو ہوشیار کر کے کہا جاؤ مگر اب کسی کے فریب مین نہ آنا صبح وہان سے لشکر مین آئی
اور یہان عمرو نے صورت اپنی صبا رفتار کے مانند بنائی اور برق فرنگی کو صبح کی
طرح کا بنا کر لشتارہ مین باندھ کر بارگاہ صورت نگار مین آیا اور عرض کیا یہ صبح حاضر
ہے اسنے کہا اسے ہوشیار کرو اور بہت خوش ہو کر انعام دیا عمرو نے برق کو ہوشیار کر دیا
اس مین صورت نگار واسطے رفع احتیاج کے گئی راہ مین دست راست کو بارگاہ کے
ایک نہر بنی ہے وہان سات پتلیان جواہر کے کھڑی ہین اسوقت نہر سے پتلیان
آئین ایک پتلی نے کہا آج صورت نگار کو بہت خوشی ہے دوسری پتلی بولی کہ صبا رفتار
گرفتار کر کے صبح کو لائی ہے اس باعث سے خوش ہے تیسری پتلی بولی یہ مقام کچھ خوشی کا
نہین ہے چوتھی پتلی نے کہا کہو تو یہ ماجرا مین کہہ دون پانچوین پتلی نے کہا مین بتلائے دیتی ہون
چھٹی پتلی نے جواب دیا کیا کہو گی سنا تو ساتوین پتلی بولی کیا اب تک لگائی ہماری کمبخت جو صبح بنا
تھا وہ صبح نہین ہے صبا رفتار ہے عمرو ہے اور برق فرنگی کو صبح بنا کر لایا ہے صورت نگار
یہ باتین پتلیون سے سنکر جلدی پیشاب کر کے پھری لیکن اندر بارگاہ کے عمرو بھی لگا تھا پتلیان

کی سنی اور جلد اپنی صورت صرصر کی بنالی ہے جب صورت نگار اندر بارگاہ کے آئی عمرو
نے برق کو اشارہ کیا وہ اُٹھکر بھاگا عمرو پکارا کہ ای ملکہ یہ صرصر یہاں جو آئی تو عمرو پہلے
بھاگ گیا اور اب برق بھاگا جاتا ہے لینا اسکو صورت نگار پیچھے برق کے دوڑی
جب دور نکل گئی عمرو بھی بشکل صرصر دوڑتا آتا تھا اُسنے ایک بیضہ بیہوشی مارکر بیہوش کرکے
پشتارہ باندھکر بہت جلد صورت نگار کو بارگاہ مہرخ میں پہونچا مہرخ نے حکم دیا کہ سب
سردار جمع ہوکر اسے قتل کریں سردار جمع ہونے لگے لیکن صرصر جو بارگاہ صورت نگار
میں گئی سُنا کہ کوئی ملکہ کو پکڑ لے گیا یہ سنتے ہی صرصر ایک خدمتگار بنکر فی الفور بارگاہ مہرخ
میں آئی یہاں تیاری قتل کرنے کی ہو رہی تھی کہ صرصر نے تدبیر پشتارہ صورت نگار
کو بیہوش پاکر ایک حباب دافع بیہوشی اُسکے منھہ پر مارا کہ وہ ہوشیار ہوگئی اور ایک گولا سحر پڑھکر
اُسنے مہرخ کے مارا اور جست کر کے تخت شاہی پر مانند برق کے گری مہرخ زمین میں غرق
ہوگئی اور شکیل نے ایک نارنج مارا کہ پاؤں صورت نگار کا زخمی ہوا مگر صرصر کو پیچھے
میں داب کر اڑ گئی اور اپنی بارگاہ میں آئی اُسوقت حیرت جو گنبد نور میں گئی تھی پھر آئی
صورت نگار نے کہا اے حیرت کل جب سے تم گئی ہو آج تک عیاروں نے ناک میں دم
کر دیا ہے صرصر نے بڑی جانبازی کی ورنہ میں ہلاک ہو جاتی حیرت نے صرصر کو خلعت
بخش دیا اور سارا ماجرا عیاروں کا سُنا اُسوقت ایک چیلا آیا اور نامہ لا کر اُسنے حیرت
کو دیا اُس میں لکھا تھا کہ شہنشاہ تشریف لاتے ہیں حیرت یہ مضمون پڑھکر بہر استقبال چلی
بعد لمحہ کے سواری افراسیاب کی بڑی دھوم سے آئی سب نے تعظیم کی شاہ بارگاہ میں
آکر تخت پر بیٹھا ساری حقیقت عیاروں کی اور مقابلے کی سُنکر گویا ہوا کہ ای صورت نگار
تم ناحق بلا میں گرفتار ہوتی ہو اپنے گھر بیٹھو اور یہ کہکر دستک دی کہ ایک ساحر زمین
سے پیدا ہوا اور اُسنے تسلیم کی اُسے حکم دیا کہ ای بادران جادو لشکر مہرخ تو جا کر برباد
کر دو مگر خود بصورت جادو کو گرفتار کرکے دریائے شور پہ لیجانا وہاں ہندولا سحر کا لٹکا ہے
اُسپر اُسے بٹھا دینا یہ حکم دیکر تھوڑی دیر ٹھہر کر سوار ہوکر چلا گیا اور داخل باغ سیب ہوا ادھر
بادران نے کہا ساتھی اپنے لشکر کی فرمائی بارگاہ اُسکی علیحدہ نصب ہوئی اور یہ خود بارگاہ
مہرخ میں آیا ایک کرسی خالی بچھی تھی اُسپر متمکن ہوا اور کہنے لگا کیوں ای نمک حراماں تم شہنشاہ
سے منحرف ہوگئی ہو میں تمکو سزا دینے آیا ہوں یہ کلام سُنکر عمرو نے اُٹھکر چٹکے کمند کے مارے

باران بزور سحر بادل بنکر حلقہ ہاے کمند سے نکلا اور کڑک کر جو گرا خوبصورت کو پکڑ کر اڑ گیا یہان
ساحرون نے ناریل و ترنج وغیرہ بہت لگائے لیکن وہ نہ رکا اور خوبصورت کو لیے ہوئے
دریاے شور کے میدان مین پہونچکر ہنڈولے پر سحر کے بٹھا دیا ادھر خوبصورت کے پکڑ جانے
سے شکیل پر آفت آئی وہی بلبلانا شور مچانا عشق مین گریہ وزاری کرنا شعر عاشقانہ پڑھنا
آغاز ہوا عمرو نے تسکین دی اور پوچھا کہ اے صرصر یہ ساحر کیا سحر کرتا ہے اوس نے کہا خواجہ
یہ باران ہے پانی برساتا ہے جسپر قطرے پانی کے پڑین گے وہ درخت ہو جائیگا مگر ہمیشہ رعد
اور برق جادو کا مطیع تھا وہ دونون اسکے افسر تھے اگر وہ لشکر مین ہوتے اور قید ہو جاتے
تو یہ بھاگ جاتا عمرو نے کہا مین انکی رہائی کے لیے جاتا ہون اور ہو سکا تو خوبصورت
کو بھی چھڑا کر لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اور لشکر سے نکلکر زنبیل عیاری بجائی سب عیار صدا
سنکر حاضر ہوے ہر ایک سے واسطے تلاش کرنے رعد و برق محشر کے تاکید کی سب تجسس کرنے
چلے مگر باران دریاے شور سے مراجعت کر کے داخل لشکر ہوا اور حسب الحکم افراسیاب
تیاری رزم مین مصروف ہوا اسوقت کہ چشمۂ آفتاب دریاے مغرب مین جا کر ملا اور جوے
نورانی کہکشان کی بحر اخضر چرخ پہ موجزن ہوئی کہ نظم

بخت عروس روز بلا بسکہ شد سیاہ	سلماے چرخ معجر مشکین فام بست
آمد ز بہر جنگ جوانان تیغ تیز	در معرکہ فوج بہر سو نظام بست

تاسے ترکی اور نفیر رزمی کا شور لشکر باران سے بلند ہوا اور صرصر کے سمع ہمایون مین جب
صدا پہونچی اسنے بھی نقارۂ رزم کے بجنے کا حکم دیا طبل جنگ دونون طرف گرمکر لشکر ساحر
سحر جگانے لگے ہتھیار صیقل ہوتے تھے بہت دیکھائی تھی اگیا رہو رہی تھی چار پہر یہی ہنگامہ گرم
رہا جبکہ ہندوے فلک پہ جا کر کے گنبد چرخ سے گیا اور صنم پرست مشرق برہمنی تھالی ہاتھ مین
لیے بتخانۂ چرخ مین آیا بمقتضاے ابیات

برست فلک لفت اب انور	بگشود عروس چرخ زیور
چیتہ شہ شام سرنگون شد	شب در دم صبحدم زبون شد

سیاہ ہر دو سو کینہ خواہ صبح کو بڑے کر و فر سے میدان قتال مین آکر صف آرا ہوئی قلب لشکر
مین صرصر اور باران دونون سمت جلوہ گر تھے کوس حربی بج رہے تھے غرضکہ ابد ترتیب
عرصہ گاہ ونبرد ایک ساحر باران کی طرف سے میدان مین نکلکر مبارز طلب ہوا اسطرف سے

صرصر خمو نے نکل کر ایک گولا فولادی مارا کہ اُسکے سینے کے پار نکل گیا اسی طرح چند ساحرون کو ملازمان
صرصر نے مارا اُسوقت باران کو غصہ آیا اور خود میدان مین آکر سحر پڑھکر طرف فلک کے پھونکا
یکایک کوہستان کی طرف سے کالی گھٹا اُٹھی اور ابر آکر لشکر صرصر پر ہر طرف کو محیط ہوا اور ترشح
ہونے لگا جسپر بوند پڑی وہ درخت ہو گیا کونپلین اور ہرے ہرے پتے نکل آئے ساحران حامی
نے ہر چند رد سحر پڑھا مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی اُسوقت ملکہ بہار جادو گلدستہ لیکر بڑھی باران
سونچا کہ یہ سحر جو کریگی تو دیوانہ بنا دیگی پس اُڑکر پاس بہار کے آیا اور خاک قبر جمشید اُسکے پاس تھی
وہ چھڑک دی بہار بیہوش ہو گئی پھر اُسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ پانی زور زور برسنے لگا اور
سب لشکری بیہوش ہوکر درخت ہو گئے اور بھگدڑ پڑی سب بھاگ گئے یہ نقارہ فتح و ظفر بجاتا
ہوا پھرا اور خیال کیا کہ عیار میرے فراق مین ضرور آئینگے اس لحاظ سے لشکر مین نہ رہا قریب طلسم
باطن جاکر بزور سحر ایک تالاب بنا کر اندر اُسکے مقیم ہوا لیکن عیارون نے دور سے جو یہ حال
لشکر کا دیکھا تصور کیا کہ عمرو و برق خشتر کو اب کہان ڈھونڈھین اس سے بہتر ہے کہ
چلکے باران کو مارین یہ تہیہ کرکے چلے اُدھر سے صبا رفتار آتی تھی سابق مین بیان ہوا تھا
کہ اسکو عمرو اور برق بیہوش کرکے اور خود اسکی صورت بنکے واسطے گرفتار کرنے صورت نگار
کے گئے تھے الحاصل یہ بندھی ہوئی تھی جب ہوشیار ہوئی آیند و روند سے کہا مجھے چور باندھ
گئے ہین کھول دو ایک شخص نے اسے کھولا یہ وہان سے جو چلی تو اُسوقت عیارون کو
ملی اور عیار تو تردد مین تھے ایک طرف چلے گئے لیکن برق نے قریب جاکر کمند ماری
صبا رفتار اُلجھکر گری اور گرتے گرتے بیضہ بیہوشی اُسنے مارا کہ برق بھی بیہوش ہوکے
گرا اور ایک ساعت کے بعد برق ہوشیار ہوا دیکھا صبا رفتار کے گلے مین کمند کا حلقہ
بھی ہو گیا ہے یہ دیکھکر لگا کمند کھولنے کہ خلیفہ کی معشوقہ ہے ایسا نہو مرجائے جب کمند کھولدی
صبا رفتار نے کہا ہائے میرا ہاتھ ٹوٹا برق نے گھبرا کر چھوڑ دیا وہ جست کرکے نکل گئی
برق بھی تدبیر مین قتل کرنے باران کے چلا مگر پہلے عمرو اور ضرغام تالاب پر باران
کے پہونچے اور ضرغام نے ایک پتھر تالاب مین پھینکا ایک ساحر باہر نکلا ضرغام بھاگا تھا
کہ اُسنے سحر کرکے گرفتار کر لیا سامنے باران کے اندر تالاب کے لایا اُسنے چاہا کہ قتل کرون
اُسوقت ایک نامہ افراسیاب کا اُسکے پاس آیا لکھا تھا کہ اے باران جو لوگ تونے گرفتار
کیے ہین مع صرصر وغیرہ کے اُنکو کنارے دریائے خون روان کے لیکر آؤ وہان عمرو اُنکے

چھڑا لیگا اُسکو آئینگا ہم قید کرلینگے اور شیطان خداوند لقا یعنے بختیارک کو طلسم مین بلوائینگے کہ وہ آکر عمرو کو قتل کرین کس لیے کہ ہم پہلے بھی شیطان کو بلوا چکے ہین اور اُس دفعہ ہمکو ایک خجالت بھی اُٹھانی ہوئی تھی اب ہم چاہتے ہین کہ اُس حجاب کو رفع کرین یہ نامہ جب باران نے پڑھا تالاب سے نکل کر اپنے لشکر مین آیا اور لشکر کو حکم کوچ کرنے کا دیا اور لشکریان مہرخ کو اُسی طرح درخت بنائے ہوئے چھکڑون پر لادکر دیہرا قیم کی مقرر کرکے مع اپنے لشکر کے روانہ ہوا جب کنارے دریاے خون رواں کے پہونچا بارگاہ لب دریا استادہ کرائی اور قیدیون کو سامنے بارگاہ کے قید کیا یعنے میدان مین چھکڑون سے اُتروا کر رکھا اور ضرغام شیر دل کو بھی انھین مین بیہوش کرکے ڈال دیا آپ بارگاہ مین بعشرت تمام مشغول ہوا لیکن عیار جو اُسکی فکر مین چلتے تھے جب یہ تالاب سے سحر کے نکل آیا تو عیار بھی اسکے لشکر کے ساتھ دوڑ دوڑ کر ہمین آکر پہونچے اُن مین سے جانسوز ایک جادوگر کی ایسی صورت بنکر اُسکی بارگاہ مین گیا جیسے ہی اندر بارگاہ کے پہونچا باران نے پہچان کر گرفتار کر لیا اور سحر سے جہان سب مقید ہین وہین اُسے بھی قید کرایا اور ایک عرضی خدمت افراسیاب مین لکھکر بھیجی کہ خداوندنعمت کے فرمانے بموجب کمترین قیدیون کو لیکر کنارے دریا کے حاضر ہوا ہے جب یہ عرضی افراسیاب کو پہونچی اُسنے خمار جادو سے کہا اے ملکہ عنایت سامری سے سب باغی قید ہوئے لیکن عمرو اور دو تین عیار باقی ہین اور عمرو سر تمہارا مونڈ چکا ہے کہ اُسکو تم پہچان کر جہان ملے اور جس طرح سے ہوسکے گرفتار کرلاؤ کہ تم پیش خداوند ایکبار جب شیطان کو لینے گئین تھین تو ذلیل بھی ہوئی تھین اب اگر عمرو کو لاؤ تو میری اور تمہاری ندامت جائے خمار نے عرض کیا بہت اچھا مین تلاش کرکے لاتی ہون افراسیاب نے اُسوقت خمار کی بہن مخمور سرخ چشم سے حکم دیا کہ تم بھی اپنی بہن کے ساتھ جاکر تلاش کرو غرضکہ یہ دونون روانہ ہوئین انکا حال پہلے بیان ہوچکا ہے کہ دونون معشوقہ افراسیاب کی ہین اور بخوف حیرت وصل منظور نہین کرتی ہین فی الجملہ جب یہ روانہ ہوئین تو دو طرف دونون جویاے عمرو کی چلین اور خمار جب دریا سے پار اُترکر قریب لشکر باران پہونچی صحرا مین جادوگر بنا ہوا عمرو جاتا تھا اُسنے پہچانا اور پکار کر کہا میان جادوگر مزاج اچھا ہے ذرا ٹھہرنا عمرو نے خمار کو آتے دیکھکر اور یہ کلمات سنکر خیال کیا کہ یہ مجھے پہچان گئی اُسی وقت گلیم اوڑھکر غائب ہوگیا خمار ہر سمت ڈھونڈھتی پھری جب خوب تلاش

کر چکی تھک کر باران کے خیمے مین آئی اُسنے استقبال کیا اور بہت توقیر کرکے مسند عزت پر بٹھایا
مستفسر حال ہوا خمار نے اپنے آنے کا سبب اور تلاش عمرو کا باعث بیان کرکے کہا کہ مین اب
سحر کرونگی عمرو جہان ہوگا آپ چلا آئیگا مگر ایک چوکی صندل کی منگا دو کہ اُسپر بیٹھکر سحر کرون
باران نے ملازمون سے اپنے حکم کیا کہ ایک چوکی صندل کی لاؤ اور خمار اُٹھکر نہانے دھونے
مین مصروف ہوئی مگر عمرو جو گلیم اوڑھکر غائب ہوگیا تھا آگے جاکر گلیم اُتاری دیکھا ایک
چوبدار کسی طرف جاتا ہے اُسکے پاس آکر پوچھا میان مرد ہے صاحب کہان جاتے ہو اُسنے کہا
میری چوکی باران کی ڈیوڑھی پر ہے اِسوقت پہرا بدلا کر اپنے گھر جاتا ہون عمرو نے یہ سنکر ایک
پھل اپنی کمر سے نکال کر اُسے دیا اور کہا بھائی اس جنگل مین ایسے پھل ہزارون لگے ہین
ذرا کھاکر دیکھو ایسے مزے کے ہین کہ کوئی میوہ ایسا نہ ہوگا اُسنے یہ تعریف سنکر وہ پھل
کھایا اور بیہوش ہوا عمرو نے اُسے غار مین ڈال دیا اور اُسکے کپڑے لیکر اُسی کی سی
صورت بنکر باران کی درگاہ پر آکر ٹھہرا اسوقت ایک ساحر اندر سے بارگاہ کے نکلا اُس سے
پوچھا کیسے کچھ فرمایا ہے اُسنے کہا میان مرد ہے ایک صندل کی چوکی حضور مانگتے ہین خمار جادو
اُسپر بیٹھکر سحر پڑھینگی کہ عمرو آپ چلا آئیگا عمرو یہ سنکر خاموش ہو رہا اور وہ ساحر چوکی لیکر آیا
جب اندر بارگاہ کے چلا عمرو گلیم اوڑھکر اُسکے ساتھ اندر آیا اُسوقت خمار نہاکر دھوتی باندھکر
اُس چوکی پر بیٹھی اور اسباب سحر سازی سامنے رکھکر پہلے آگ دہکائی دھتورے کے پھل دونے مرچ
کے بنے گوگل دیپ دھوپ چندن رائی سرسون سکھ و اپنے پتلے اور کلیجیان بھینکے عمرو
لیکر آگیاری کرکے شراب اور سور کی بھینٹ دیکر منتر پڑھنا شروع کیا عمرو گلیم اوڑھے اُسکے
پس پشت چوکی پر آکر بیٹھا وہ منتر تو اسی بات کا تھا کہ عمرو جہان ہو یہان چلا آئے جبکہ عمرو
موجود تھا تو وہ کیا تاثیر کرتا کچھ حال عمرو کا معلوم نہوا سحر نے یہی خبر دی کہ عمرو اسی جگہ ہے
آخر ناچار ہوکر کہا اے باران عمرو کا کہین پتا نہین لگتا اُسنے کہا بھلا وہ ایسا ویسا ہے جو
تمھارے سحر سے چلا آئیگا وہ بھی بڑا کامل شخص ہے اُسکی تعریف خداوند سامری نے سامری نامہ
مین تحریر کی ہے یہان تو یہ باتین ہوتی ہین مگر وہان چوبدار کو جو عمرو بیہوش کر آیا تھا وہ ہوشیار
ہوا لیکن سوچا کہ ابھی مجھپر وہ حالت طاری ہوئی تھی اور ایسی سنسناہٹ جسم مین اُٹھی
تھی کہ جیسے جان نکلتی ہے اور پھر کچھ خبر نہ رہی تھی اب شاید مین مرگیا ہون اور بعد مرگ جو
سنا کرتے تھے کہ آدمی زندہ کیا جاتا ہے وہی کیفیت میری ہے مین اصل مردہ ہون یہ سوچکر

ہاتھ اور پاؤن ہلائے گھبرا کر اٹھا اور غار سے باہر نکلا ہر طرف حیران و ابتر دیکھتا چلا اور خیال
کیا کہ کہین مردہ بھی راہ چلتا ہی یہ سمجھ کر لیٹ رہا بعد لمحہ کے اٹھا کہ ابتو ہوش و حواس درست
ہین چلو یہان کب تک لیٹے رہو گے غرض اٹھکر چلا مگر اسی طرح برہنہ تھا کیونکہ پیرہن عمرو
اتار لے گیا تھا یہان تک کہ جب قریب لشکر باران پہونچا ایک دوست اسکا ملا اُسنے کہا
ارے بھائی ننگے کیون پھرتے ہو اسکو اور بھی وہم ہوا کہ مین کپڑے پہنے تھا جب سے بیہوش
ہوا ہون خود بھی اپنے تئین برہنہ پایا ہون اور یہ بھی مجھے ننگا بتاتا ہی لہذا بیشک مین
مر گیا ہون کفن یقین ہے مجھے نہین دیا یونہین ننگا گڑھے مین کسی نے ڈال دیا اسپر اپنے
تئین مردہ سمجھ کر دوست کی بات کا کچھ جواب نہ دیا کہ مردے بولتے نہین ہین اس آشنا نے
آگے بڑھکر ہاتھ پکڑکر کہا میان جواب نہین دیتے ننگے چلے جاتے ہو اُسنے کہا تم مجھے دیکھتے
ہو ملاقاتی نے اُسکے کہا خوب کیا اندھا بنایا ہی سر پھرا تو سامنے ننگے کھڑے ہو چوبدار نے
جواب دیا بھائی مین مر گیا ہون تم دوست ہو تمھین کیا ستاؤن ورنہ مار ڈالتا دوست اسکا
یہ سنتے ہی خوف ناک ہوکر بھاگا کہ جابجا طلسم مین ہزارون آدمی روز قتل ہوتے ہین کیا
عجب ہی جو یہ سچ کہتا ہو یہ سمجھ کر وہ تو بھاگا اور چوبدار کا وہم زیادہ ہوگیا یقین واثق ہوا کہ
مین مردہ ہون حاصل کلام وہان سے ہیئت کذائی اندر بارگاہ باران کے آیا وہ ایسی
کیفیت سے چوبدار کو دیکھکر بگڑا اور جتنی جادوگرنیان تھین وہ مردہ کو ننگا دیکھکر اوہی
اوہی کرکے اٹھ گئین باران نے اسے گھرکا کہ او بے ادب مسخرے یہ کیا ماجرا ہی چوبدار
نے کہا پہلے یہ تو فرمایئے کہ مین جیتا ہون یا مر گیا ہون باران یہ کلام سنکر ہنسنے لگا اور
حاضرین دربار مارے ہنسی کے لوٹ گئے اور زیادہ تمسخر کرکے اسکو بنانے لگے مگر باران
نے کہا قوت واہمہ اسکو بڑھ گئی ہی اور حکما کا مقولہ ہی کہ واہمہ خلاق ہوتا ہی اور کابوس
پیدا کرتا ہی رفتہ رفتہ نوبت بہ غشی اور صفت لقوہ اور صرع کی حاصل ہوتی ہی اور یہ صفت
کبھی غم و ہم اور کبھی فرط تنعم و مسرت اور کبھی عشق و زیادتی سودا و ہیبت سے باختلاف
حرارت قلب واقع ہوتی ہی فی الجملہ اسکو بسبب غم کے یہ حالت طاری ہی یہ کہکر تشفی
و دلجوئی قریب بلا کر حال استفسار کیا کہ تو کس حال مین بسر کرتا ہی اور کوئی سانحہ تازہ تو
تجھپر نہین گذرا چوبدار نے عرض کیا کہ ابھی راہ مین ایک شخص ملا تھا اُسنے ایک چپل دیا وہ
کھا کر مین مر گیا ہون باران نے کہا ای خمار دیکھو عمرو نے اسے بیہوش کیا تھا اور فرط نشہ کا

سے یہ کہتا ہے کہ مین مرگیا ہون مگر بڑا تعجب ہے کہ اتنا قریب عمرو تھا اور ہمارے بلانے اور سحر
کرنے سے نہ آیا یہ کیسا تھا سحر تھا خمار یہ سنکر متعجب ہوئی مگر باران نے چوبدار کو جب جانا کہ
شبہہ مین گرفتار ہے واسطے دفع توہم و توحش کے حکم دیا کہ نیچا داد راسکی گردن مارو جلاد
با تیغ برہنہ جب سامنے آیا اسوقت چوبدار سوچا اگر مین مردہ ہوتا تو اُنکے سامنے سے غائب
ہو جاتا یہ مجھے قتل نہ کر سکتے لہذا مین زندہ ہون مفت جان جائیگی چاہیے کہ منت کرون
یہ خیال کرکے منت اور عاجزی کرنے لگا باران نے کہا کیون دیکھا جب اسکو خوف دلایا
تو قوت دراکہ قوت واہمہ پر غالب آئی اچھا ہوگیا سب مصاحب اُسکے تعریف فراست کرنے
لگے اور چوبدار کو کچھ انعام دیکر سمجھا دیا کہ تجھے عیار بیہوش کر گیا تھا وہ یہ سنکر اچھا ہو گیا اور باہر
بارگاہ سے آیا عمرو خود گلیم اوڑھے تھا یہ بھی نکل کر صحرا مین جا کر ٹھہرا مگر خمار جو نداست زدہ
ہوئی تھی اُسنے سحر کیا کہ دھوان پیدا ہوا اُس سے کہا کہ دود سحر جہان عمرو ملے وہان سے
پکڑ لا دود سحر روانہ ہوا عمرو نے صحرا مین آکر گلیم آتاری تھی کہ دھوان آکر لپٹ گیا اور بگولہ
کی طرح چکر دیتا ہوا اُسے چلا یہان تک کہ بارگاہ باران مین سامنے خمار کے لایا اُسنے کہا
کیون اے عمرو تو نے ہزارون ساحر مارے میرا سر مونڈا اب کہہ تیرا کیا حال کرون عمرو نے
جواب دیا میرا یہی کام ہے جو روپیہ دے مجھے نوکر رکھے اُسکے ساتھ جانبازی کرون حمزہ
میرے مالک نے اس لیے مجھے بھیجا ہے کہ ساکنان طلسم کو قتل و غارت کرون ابھی تم نوکر رکھ لو
تمہارا ویسے ہی حکم بجا لاؤن عمرو نے کہا اور دنیا مکار تو مجھے دم دیتا ہے تجھے افراسیاب
کے سامنے لیے چلتی ہون شیطان خداوند بختیارک کی عورت ہے وہ آکر تجھے قتل کرینگے
عمرو کے یہ کلام سنکر ہوش اُڑ گئے لیکن دل کو مضبوط کرکے کہا او غیبانی کیا بکتی ہے مین جانتا
ہون کہ افراسیاب کی اب قضا تجھے وہان لیے جاتی ہے اور تیرا ایک بار سر مونڈا تھا اب کی
دفعہ ناک کاٹون گا خمار کو ان باتون سے غضب طاری ہوا اور ایک تھپڑ اُٹھ کر مارا کہ عمرو
بیہوش ہوگیا اُسے چادر مین بطور پشتارے کے باندھ کر کاندھے پر لادا اور باران سے
رخصت ہوکر روانہ ہوئی اور عیار جو آئے ہوے تھے انھون نے دیکھا کہ ساحرہ پشتارہ
لیے جاتی ہے لشکریون سے حال گرفتاری عمرو سنکر اسکا تعاقب کیا چنانچہ ضرغام اور
جانسوز تو قید ہو چکے ہین صرف برق فرنگی اور قران باقی ہین یہ دونون چلے لیکن
ایک ایک جانب اور دوسرا دوسری سمت راہ مین برق کو صرصر صبا رفتار

نیز نگاہ خنجر زن عیار چھپان ہین اور سب نے گھیر لیا برق لڑنے لگا مگر وہ تین یہ اکیلا صرصر نے
ایک بیضہ بیہوشی مارکر اسکو بیہوش کرکے باندھا اسوقت ایک پنجہ جھپک کر برق کی طرح گرا اور تینون
عیار بچیون کو مع برق کے اٹھا لیگیا لیجیے جو عیار بچیون نے دیکھا تو ہم صورت نگار کی
بارگاہ مین ہین انھون نے سلام کرکے کہا آپ نے ہمین کیون بلایا ہی صورت نگار نے کہا
ای صرصر تو نے میرے ساتھ جانبازی بہت کی تھی اور مجھے عیارون سے بچایا تھا اسدن
سے مین نے ایک پنجہ سحر کا تیرے ساتھ کردیا تھا کہ جب تجھے عیار گھیرین وہ پنجہ اٹھا لیکے
اور دشمن سے بچائے صرصر یہ سنکر گویا ہوئی کہ ملکہ عالم کی عنایت ہین کچھ شک نہین مگر ہلاک
عیار ہین خدا جانے کس فکر مین پھرتے ہین کیا کیا تدبیرین کرتے ہین اگر پنجہ یون ہی ہمین
لے آیا کیجیا تو کام کاہیکو ہوگا آپ پنجے کو منع فرمائین کہ اب کبھی ہمین نہ لائیے ورنہ ہم
نوکری سے درگذرے صورت نگار یہ باتین سنکر شرمندہ ہوئی اور پنجہ سحر کو انکے ساتھ رہنے
سے منع کیا پھر برق فرنگی پر عتاب وخطاب کرکے کچھ سحر پڑھا کہ یکایک ایک ساحر آتا ہوا آیا
اس سے کہا کہ ای ظالم تیر و درو سے جادو اس مجرم کو بھی لیجاکر وہین قید کر جہان رعد
اور برق محشر مقید ہین ظالم بموجب حکم کے برق کو لیکر اوڑا اتفاق سے اسی صحرا سے
ہوکر گذرا کہ جہان باران آترا ہوا تھا اس مقام پر قران تھا اسنے ساحر کو دیکھا کہ برق
کو لیے اوڑا جاتا ہی قران نیچے نیچے بطور اخفا اسکے ساتھ چلا غرضکہ کچھ دور گیا تھا کہ پھر
عیار بچیون کو آتے دیکھا خیال کیا کہ اسوقت اپنے تو لو کیونکہ سب قید ہوگئے ہین ایک ہم
اکیلے باقی ہین ایسا نہو کہ مقید ہوجاؤ یہ تصور کرکے راہ کترا کر چلا ادھر صرصر نے ساتھ والیون
سے کہا قران کبھی ہمکو دیکھکر نہین بھاگا لیکن آج راہ کاٹ کے جاتا ہی لازم ہی کہ ہم بھی
خبر ہون یہ کہکر ایک طرف کو چلین مگر قران اس ساحر کے ساتھ آتے آتے ایک صحرای
ہول خیز اور وحشت انگیز مین پہونچا وہان ایک گنبد بنا تھا لیکن بہت وسیع مثل قصر عالیشان کے
اس ساحر نے وہان اترکر کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ گنبد مین ایک کھڑکی پیدا ہوئی اس مین
وہ برق کو لیکر چلا گیا کھڑکی پھر بند ہوگئی قران باہر رہ گیا مگر ایک عیاری سوچکر صورت
اپنی سری سودائی کی ایسی بنائی کہ لنگوٹی باندھکر جسم غبار آلودہ کرکے مٹی کا ڈھیلا لیکر
کھاتا ہوا سامنے گنبد کے آکر چیخنے لگا کہ اس گنبد پر کبوتر بیٹھا ہی مگر ہرن نکل رہا ہی ہرن
کی دم مین اونٹ بیٹھا ہی گھوڑا ہاتھی کھاتا ہی چیل لیے جاتی ہی مچھر پر گدھا سوار ہی پیچھو لوگو

ایسے ادھر دیکھو واہ رے مرد سے خوب ناچتا ہے ایک کان پر سارا مکان ہے سر پھیر جا پانی کھا چکا
ہے ہوا کی رت بھری موت نے تجھے جننے قضا کا حسن ہوئی رات نے انڈا دیا دن نے چھپکلی
سے جوڑا کھایا یہ صدا جو ساحر نے سنی گھبرا کر گنبد سے نکل آیا کہ یہ کون ہے جو واہی تباہی بکتا
ہے آکر جو دیکھا تو ایک بدمست سا آدمی ہے قریب آکر کہا ارے تو کیا بکتا ہے بے فائدہ غل مچا
رکھا ہے قران بولا آنکھیں ہیں تو تم دیکھو تم تو اندھے ہو لو یہ ڈھیلا کھا لو آنکھیں کھل جاتی ہیں
ظالم سمجھا کہ فقیر مست ہے اسکی دی ہوئی چیز سے انکار بیجا ہے ڈھیلا لیکر کھایا ظاہر میں وہ
مٹی تھی مگر مزہ مٹھائی کا تھا کیونکہ قران نے نقش عیاری بنایا تھا لہذا وہ سمجھا کہ یہ درویش
صاحب کمال ہے سارا ڈھیلا کھا گیا بیہوش ہو کر گرا قران نے قتل کر ڈالا شور و غوغا بلند ہوا
وہ گنبد ٹکڑے ٹکڑے ہو کر غائب ہو گیا قران نے دیکھا کہ رعد و برق محشر و برق فرنگی
و الماس پری چہرہ بیہوش پڑے ہیں انکے منہ پر پانی چھڑکا سب ہوشیار ہوئے اور قران
سے کہا آپ کیونکر تشریف لائے اسنے کہا میں نے ظالم تیرہ رو کو مارا اور حال لشکر بھی
بیان کیا کہ باران نے آکر سب کو گرفتار کیا ہے سارا لشکر تباہ و برباد ہو گیا ہے یہ ماجرا سن کر
برق محشر نے بغضب تمام کہا کہ جب ہم قید ہوئے تو افراسیاب نے باران کو بھیجا
کیا موا اسیا نا ہے اور باران بھی اپنے تئیں ساحر جانتا ہے سامنے نہ آیا موذی کا ہے کو
دن لگے ہیں قضا آئی ہے ہمارے سبب سے اور ہمارے ڈر سے باران ہے بھلا اب جاتی ہوں
دیکھوں حرام زادہ کیا کرتا ہے قسم ہے اپنے ایمان کی کہ جاتے ہی اگر اسکو نہ مارا تو نام اپنا
برق محشر نہ رکھنا یہ کہکر رعد اور برق محشر دونوں چلے الماس پری چہرہ کو ہوش
کرکے قران نے پشتارہ باندھ لیا اور مع برق فرنگی کے واسطے سیر دیکھنے کے لشکر
باران کی سمت روانہ ہوئے ادھر افراسیاب نے باران کو لکھ بھیجا کہ سب قیدیوں کو دریا
کے اس پار سے آؤ انھیں قتل کریں باران نے کشتیاں تیار کیں ساحروں کو حکم دیا کہ قیدیوں
کو سوار کرو اسباب بار کرو حفاظت سے لشکر اترے غرضکہ کنارے دریائے خون روان
کے کھڑا انتظام کر رہا ہے ہنوز اترنا کسی کا نہیں ہوا ہے کہ برق محشر آکر پہونچی اور رعد چادر
گرجا باران نے دیکھا کہ بجلی چمکتی ہوئی اور رعد گرجتا آتا ہے مارے خوف کے بھاگا مگر
رعد فوراً زمین میں غرق ہو کر قریب اسکے نکلا اور اس طرح چیخا کہ یہ بیہوش ہو کر گرا
برق محشر چمک کر گری دو ٹکڑے کرتی ہوئی زمین میں اتر گئی ہنگامہ رستخیز آسا بلند ہوا

شور و غل اور تاریکی اُسکے مرنے سے پیدا ہوئی اور سرداران صرصر اور بہار وغیرہ جو جو درخت ہوگئے تھے بحالت اصل ہوکر سب ہوشیار ہوئے اور اسباب سحر تو پاس ہی تھا یعنے میدان جنگاہ سے گرفتار ہوئے تھے سب لشکر یاران پر گرے بہار نے گلدستہ مارا کہ عالم بہار پیدا ہوا صحرا کے درخت سرسبز و شاداب ہوئے چمنہائے طلائی پر از ریاحین و لالہ ارغوانی ہر سمت ظاہر تھے طائروں کا شاخہائے شجر پر ہجوم نغمہ سرائی کی دھوم باد بہاری کی چال مستانہ طاؤسوں کی روش مستوقانہ گلہائے رنگا رنگ کی بہار لب غنچہ سے نغمہ طرب اظہار غزل

باغ مین آمد بہار ہے آج — چشم نرگس کو انتظار ہے آج
باہر نکلے میں آب سے کیون — باغ مین سرو جوئبار ہے آج
آئے گا کب کوئی صنوبر قد — قمریون کا کمر شکار ہے آج
نکہت گل ہوئی ہے مژدہ رسان — مرکب باد پہ سوار ہے آج
مین نے پوچھا صبا سے باغ مین کیون — ابر نیسان گہر نثار ہے آج
کہا باد صبا نے اے نادان — سینۂ دشمنان فگار ہے آج

ساحر لشکر یاران کے دیوانے ہوئے اور سحر کرنا بھولے آپس میں نارنج اور ترنج ناریل وغیرہ پڑنے لگے صرصر نے گولے فولادی مارے نافرمان نے پیکان تیر برسائے دم بھر مین دریای خون لگا بہنے دریای خونروان کے جاری ہوا لاش پر لاش اور سر دھڑ سے جدا ہوا گرا شمشیر سحر نے ہزاروں کو بیجان کیا خاک و خون مین غلطان کیا ایسا آفت عظیم برپا ہوئی موت نے کسی کو نجات نہ دی کہ نظم

چنین رفت روشن گر این رقم — ز آتش بہ سینہ ام گرد غم
کہ صرصر روان شد چو آتش زباد — عنان داد بر رخش صرصر نژاد
چو شیر گرسنہ پی پیش رفت — سپاہ ستم پیشہ از خویش رفت
ز خون تیغش از بسکہ آلودہ بود — بسینہ یلان از شفق می نمود
بہر سو کہ شبرنگ را تاختی — یلان را ز زین سرنگون ساختی
عقاب اجل بال و پر باز کرد — ز تن مرغ جان عزم پرواز کرد
ز بس تیر جست از کمان آسمان — شد از انجم زخمہا خونفشان
زمین شد ز خون قلزم موج خیز — چو قلزم زدی موج اش تیغ تیز
ز سینے کسے لخت دل مے نمود — اگر بود خون بود و خاکے نمود

ایک تن بھی اُن میں سے زندہ نہ چھوڑا لیکن کنارہ دریاے سحر کا تھا اُس طرف ساحران
تامی اور محافظ دریا رہتے ہیں انکے خوف سے قتل و غارت کرکے بہت جلد اپنے فرودگاہ
کی جانب مراجعت فرمائی سواے عمرو کے اور سب عیار رہا ہوکر ہمراہ چلے شمیمہ و کتار
یک ٹھکیں ہیں حال انکا مذکور ہوگا لیکن یہ سب جو چلے قتل و قتال کرتے ہیں ہنگام شب ہوگیا لشکر
ماہ منیر لشکر ستاروں کا لے کر میدان فلک میں آپہونچا اور نیر اعظم خوف سے روپوش
ہوگیا اسوقت عمرو دس بارہ کوس آچکی تھی کہ راہ بھول گئی یہ مکان سب طلسم باطن کے
معلوم دیتے ہیں ایسا نہو کہ یہاں گرفتار ہو جائیں اور اگر طلسم باطن میں قید ہوگئی تو چھوٹنا
دشوار ہوگا ہمارے کہا سچ کہتی ہو جلدی چلو غرضکہ بزور سحر وہ راہ چھوڑ کر دست راست
کو چلے اور دس کوس نکل گئے وہاں دیکھا کہ قصر عظیم الشان نہایت پر تکلف بنا ہے
پردے مخمل کاشانی کے سبز و سرخ و زرد پڑے ہیں دروازے صندل کے لگے ہیں
سائبان زربفت تمامی کے کھنچے ہیں موتیوں کی جھالر لگی ہے سنگیرے کی بڑی تیاری ہے
سنہرے روپہلے استادے جواہر نگار ہیں نہایت طرحدار ہیں شیشہ آلات فانوس و ہر رنگ
اور جھاڑ اور کنول بلوریں رنگا رنگ کے اپنے اپنے مقام پر آراستہ ہیں کوسوں تک سامنے
مکان کے گملے ہاے بلوریں الوان مختلف پر آراستہ ہیں اُن میں شجر پھولوں کے لگے ہیں گل
لالہ و نرگس و یاسمن و نافرمان کھلے ہیں گرد کوہستان ہے بیچ میں یہ مکان ہے پہاڑوں
کی ڈانگ پر طاؤس و تدرو و پروش مستانہ خراماں ہیں ہر سمت چشمہ ہاے آب رواں ہیں
جاے دلکش و پر بہار ہے جا بجا دریں چھوٹتی ہیں پانی کا کوہ سے آبشار ہے کہ ابیات

عمارت کی خوبی دروں کی وہ شان — لگے جس میں زربفت کے سائبان
چقیں اور پردے بندھے زرنگار — دروں پر کھڑی دست بستہ بہار
کوئی دوڑ کے در سے اٹکا ہوا — کوئی زہ پہ خوبی سے لٹکا ہوا
وہ نقش کی دوریاں سربسر — کہ سہ کا بنا جس میں تار نظر
چقوں کا تماشا تھا آنکھوں کا جال — نگہ کو وہاں سے گذرنا محال
وہ مخمل کا فرش اس میں ستھرا بچھا — پڑے جس سے پاے ہوس کی بنا
تخلخے اس میں روشن مدام — معطر شب و روز جس سے مشام
مغرق زمیں پہ تمامی کا فرش — چمک جسکی سے فرش سے تا بہ عرش

زمین کا طبق آسمان کا طبق	سنہرے روپہلے ہوں جیسے ورق
در و بام سارے تھے وانکے سفید	ہر اک طاق محراب صبح امید
زمین نور کی آسمان نور کا	جدھر دیکھو ادھر سماں نور کا

سب اس مقام دلکش اور پربہار میں انفرحت خاطر ٹھہرے کہ ایک سمت سے صدا آئی ای ساحرو
کہاں پھر رہے ہو یہ مقام شہنشاہ طلسم کے رہنے اور سیر کا ہی لازم ہی کہ کسی گوشے میں رات شب
بسر کرو مہرخ نے برق مخشر سے کہا خدا جانے یہ کسکا مکان ہی اور کسکی آواز ہی ہمنے تمام عمر
یہ جگہ نہیں دیکھی یہ جانتے ہیں کہ آج طلسم میں پھنس گئے جہانتک ہوسکے راہ فرار اختیار کریں
یہ کہکر بزور سحر سناٹا مارکر اوڑے اور بائین طرف بارہ کوس تک چلے گئے لیکن جہانتک
گئے ویسے ہی مکانات اور کوہستان لالہزار وغیرہ نظر آیا جب بین منزل گئے اور وہی
سامان دیکھا ناچار تھک کر ایک مقام پر ٹھہرے اور بہار نے مہرخ سے کہا ہمن آج کی
یہین اتر و دن کو راستہ دریافت کرکے چلین گے اب ایسے ہم بھی چلوا نہیں ہین جو کوئی
نکل جائیگا جو خدا چاہے گا وہ ہوگا یہ باتین کر رہے تھے کہ ایک ساحر سامنے سے ظاہر ہوا
اور بولا کہ ای ملکہ مین نے تم سب کو پہچانا گیا ہوا جو تم افراسیاب سے پھر گئین یہان آرام کرو
صبح کو چلی جانا مجھے کچھ تم سے عداوت نہین ہی مہرخ نے پوچھا کہ یہان کچھ کھانے کو بھی ملسکتا
ہو اُسنے کہا ہان سب کچھ حاضر ہی یہ کہکر چلا گیا بعد لمحہ کے خوان کھانے کے اور گلابیان شراب
ہوش کی لیکر آیا مہرخ اور بہار وغیرہ نے پہاڑ کے تختہ ہاے سنگ پر فرش بچھوایا اور بیٹھکر
کھانا کھایا شراب پی اُس ساحر سے پوچھا کہ یہ کونسا مقام ہی اور آپ کون ہین اُسنے جواب
دیا کہ یہ کوہ جیپنی مقام سیرگاہ شہنشاہ جادوان افراسیاب کا ہی اور ہنترلیما منزل تک
طلسم ظاہر ہے تا طلسم باطن اسی طرح کی آرایش و زیبایش سے آراستہ ہی اور دریاے
خون رواں پہاڑ کے درے سے ہوکر بہا ہی تم جس جگہ بیٹھی ہو یہ ابھی طلسم ظاہر ہی
اور مین اسی حوالی مین رہتا ہون نام میر الگھر بار جادو ہی الغرض تا دیر وہ ساحر بیٹھارہا
پھر رخصت ہوکر اپنے گھر گیا اور اپنی ماں صدف جادو سے سارا ماجرا مہرخ کے آنیکا
بیان کیا اُسنے کہا ای فرزند تو ان سب کو یہان نہ ٹھہرنے دے ایسا نہو کہ افراسیاب سنے
کہ ہمارے حریف کو اپنے گھر مین جگہ دی اِس باعث سے شب مین گرفتار کرے بیٹے نے
اُسکے کہا وہ آپ سب صبح کو چلے جائین گے ہمکو اُسنے کیا کام ہی اور افراسیاب سے کون

کہے گا اور اوسکی خاموشی ہو رہی لیکن مخفی اسنے ایک نامہ حیرت کو مشعر بحالات این جا کے
لکھکر تیلے کے ہاتھ بھیجا جب حیرت اس مضمون سے آگاہ ہوئی زمرد جادو وزیر زادی کے
کہا یاران شاید مارا گیا لیکن شہنشاہ صاحب اقبال ہین کہ مہرخ وغیرہ سب جتنے ہین کوہ
چینی پر بیٹھے ہین بھلا وہان سے کہان جائینگے زمرد اور یاقوت نے کہا بلاؤن افراسیاب
نے ہم نے حکم دیا ہوگا وہ سب کو گھیر لیے گیا ہوگا غرض نامہ لیکر حیرت طاؤس پر سوار ہوئی
اور پاس افراسیاب کے گئی وہان پہونچکر پہلوے شاہ مین بیٹھکر نامہ صدف پیش کیا شاہ
ساحران نے نامہ پڑھکر کہا مجھے بھی پتلون نے سحر کے خبر دی ہے کہ یاران مارا گیا اور قیدی
چھوٹ گئے مگر اب معلوم ہوا کہ کوہ چینی پر ہین خیر ہین گرفتار کراتا ہون اور سحر پڑھکر دستک
دی ایک ساحر سیاہ فام بد ہیبت زشت انجام حاضر ہوا اُسے حکم دیا کہ ای کامل جادو دشت عجی
کوہ چینی پر ہین انھین گرفتار کرلاؤ وہ ساحر حسب الحکم روانہ ہوا پھر دوسرے ساحر صندل
جادو سے حکم دیا کہ پانچون عیارنیون سے جاکر کہدے کہ سمت کوہ چینی جاکر حفاظت کامل
کی کرین صندل نے جاکر عیارنیون سے حکم سنایا یہ بھی روانہ ہوئین اور حیرت سے کہا آ
ہم چاہ زمرد پیدا کرکے سب کو غارت کرینگے لہذا تم بھی لشکر مین جاؤ اور ہمارے حکم کا انتظار کرو
حیرت بھی رخصت ہوکر لشکر مین آئی اور کامل جاکر برابر کوہ چینی کے پہونچا اور ایک نعرہ
مارا کہ باشیدا ہی نمکحرامان اب کہان بچکر جاؤگے اور ناریل سحر پڑھکر مارا کہ وہ پھٹا چالیس پتلے
اُس مین سے نکل کر پکارے کہ ای خیرہ سران قضا تمھاری یہان لائی ہے بہار نے سحر پڑھکر جواب
دیا کہ خیرہ سر تم کیسے کہتے ہو ہم بندے سامری و زر دھشت و جمشید کے ہین ورنہ بیدار افراسیاب
کے ہین کامل نے کہا تم نمکحرام ہوا گر تابعدار ہوتے یہ غضب تم پر نہ آتا اور پتلون سے اشارہ کیا
انھون نے گھیر لیا اور اسنے دوسرا ناریل مارا کہ مہرخ اور بہار وغیرہ نصف جسم سے زمین مین
غرق ہوگئے ہرچند رد سحر پڑھا مگر موثر نہ ہوا پتلون نے ایک زنجیر مین سب کو باندھ لیا اور لیکر
چلے لیکن برق مخشر اور رعد جادو سب سے الگ ایک چشمے کے کنارے سوتے تھے جو
قید ہونے سے محفوظ تھے دفعتہ انکی آنکھ جو کھلی وہان سے اُٹھکر آئے دیکھا کہ جہان سب
اُترے تھے اب وہان کوئی نہین ہے آگے روانہ ہوے راہ مین دیکھا کہ سب ایک زنجیر مین
بندھے ہین اور ایک ساحر گرفتار کیے لیے جاتا ہے یہ دیکھکر رعد زمین مین غرق ہوکر
قریب کامل کے نکلا وہ تو غافل تھا اسنے اس زور سے چیخ ماری کہ بیہوش ہوکر گرا اور پتلے

برق محشر جو چمک کر گری وہ پرکالے کرتی ہوئی زمین مین اُتر گئی غلغلہ بلند ہوا کہ اشتی مارا
نام کامل جادو وہ چالیسون پتلے اسکے ہو کے غارت ہو گئے زنجیر کھل گئی سب چھوٹ
گئے اور اپنے لشکر کی سمت چلے اس ہنگام مین گریبان سحر چاک ہوا اور نیر جہانتاب نے رو
روشن اپنا دکھایا سب کو راستہ نظر آیا ساحر ایک جا جمع ہو کر چلے مگر عیار متفرق ہو گئے کہ
جو کوئی آفت آئیگی تو ہم اعانت کرینگے القصہ جب یہ روانہ ہوئے افراسیاب کو بتلوا نے
سحر کے خبر دی کامل مارا گیا اُسنے اُسی وقت برق چشمک زن کو بلایا اور حکم کیا کہ جا کر
ایک ایک نامحرم کو زندہ نہ رکھنا سب کے سر کاٹ کر لانا اگر اسکے خلاف کریگی تو سزا دونگا برق
چشمک زن اوڑی اور لغضب تمام روانہ ہوئی لیکن عیار بچیان جو چلی تھین انھون نے
راہ مین صرصر وغیرہ کو دیکھا جلدی صورت مثل عیارون کے بنا کر باہن سہار وغیرہ کو اپنی
باتین کرتی ہوئی چلین لیکن بیہوشی کا سفوف آنکھ بچا کر اوڑاتی جاتی تھین راہ کا غبار
بیہوشی آمیز اور گرد وہر ایک کے منہ پر جو پڑی سب چھینک مار کر بیہوش ہوئے عیار بچیون نے
چادرین عیاری کی بچھا کر دو دو تین تین آدمیون کو اپنے زور و قوت کے موافق باندھا
اور لاد کر لے چلین باقی ماندہ کو کھینچ کر صحرا کی جھاڑیون مین چھپا دیا کہ پھر آکر لیجائینگے غرضکہ
جب یہ لے گئین اسوقت برق چشمک زن وہان آکر پہونچی جو پتا کہ افراسیاب نے
اُسے دیا تھا اُس جگہ پر کسی کو نہ پایا از بسکہ بفرط غیظ وہان سے آگ تھی ایک کوہ پر جو گری
اُسکو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اُس پہاڑ کے قریب کہین برق فرنگی عیار موجود تھا اوسنے
دیکھا کہ ایک جادوگرنی جسکے بالون کی ایک لٹ سنہری اور ایک روپہلی ہے بجلی بنکر اُس
پہاڑ پر گری ہے اُسی وقت اُسکے قتل پر آمادہ ہو کر ساحر کی صورت بنکر بت کنے سے تابنائے
باندھکر جھولا گلے مین ڈال کر پارہائے سیاہ مقوے کے بنا کر جسم مین لپیٹ کے سامنے اُسکے
جا کر پکارا ای ملکہ خیر تو ہے یہ کیا غضب ہے برق چشمک زن نے اُسکو ساحر سمجھ کر سارا حال
بیان کیا اور کہا مین مجبور ہون شہنشاہ سے کہہ دونگی کہ صرصر وغیرہ نکل گئین اگر فرماتے
تو لشکر سے اُنکے جا کر گرفتار کر لاؤن برق فرنگی نے کہا ای ملکہ تم ایسی ہی ہو لیکن دور
سے آئی ہو ذرا ٹھہر کر دم لے لو اور میرے پاس کچھ میوہ ہے حکم ہو تو حاضر کرون نوش فرماؤ
برق چشمک زن نے کچھ سوچکر کہا کیا مضایقہ ہے لاؤ ہم تم ایک ہین یہ غیر کیا ہے برق
فرنگی نے گری بادام کی اور کشمش پستے وغیرہ بیہوشی آمیز جھولی سے نکال کر سامنے رکھے

برق چشمک زن نے وہ میوہ بتو سر دیکھا سحر نے نہر دی کہ بیہوشی آمیز ہی اور زہر آلود وہ نہ
کھانا نہ چاہیے یہ معلوم کرکے برق فرنگی کو ازردہ غصہ پیچ میں دابکر اوڑ گئی اور سامنے
افراسیاب کے باغ سیب میں لاکر پہونچا یا کہا اور تو کوئی نہیں ملا یہ عیار حاضر ہو افراسیاب
سمجھا کہ اسنے نزاکت اور امیری کو کام فرمایا کہ سب باغیون کو تلاش نہیں کیا ورنہ ملتا کیا
معنی وہ سب تو راہ مین تھے کیا اتنے ہوتے ہیں کہ یہ وہان پہونچی نہیں وہ سب اپنے لشکر
مین پہونچ گئے یہ سوچکر بغصہ گویا ہوا کہ مالزادی تجھے مین نے تجھ سے کب حکم دیا تھا کہ تو فقط
ایک عیار کو پکڑ لائے اور اپنی خالاؤن کو تلاش نکے سے چل دور ہو میرے سامنے سے اور
اس عیار کو حیرت پاس پہونچا دے برق چشمک زن یہ عتاب دیکھ کر ڈری اور برق
فرنگی کو لیکر پاس حیرت کے آئی اسنے خاطر کی کرسی بیٹھنے کو دی اور پوچھا کیونکر اسے لائیں
یہ بیان کیا چاہتی تھی کہ ایک ساحر نے آکر عرض کیا کہ عیار بیابان نشتار سے اڑ کے آئی ہیں
حیرت نے مروت سے کہا جاکر صرصر کے خیمے سے خبر لاؤ کہ کس کو لائی ہیں ساحر گئی اور جاکر
خبر لائی کہ مہرخ کو مع اسکے سرداروں کے گرفتار کرکے لائی ہے یہ کیفیت برق چشمک زن
سنکر حیرت سے عرض رسا ہوئی کہ شہنشاہ مجھ سے بسبب نہ گرفتار کرنے باغیون کے خفا ہیں
اس وقت صرصر سے ان قیدیون کو اگر دلا دیجیے تو میں پاس شہنشاہ کے لاؤں اور خطا
اپنی معاف کرا کر سب کو اسکے سامنے قتل کردوں حیرت نے کہا جاؤ تو کیا مضائقہ ہے برق
چشمک زن وہان سے اٹھکر صرصر کے خیمے مین آئی اور کہا لاؤ مجرمون کو مجھے دو کہ
پاس شاہ طلسم کے لیجاؤں صرصر نے کہا کیا خوب تمھاری تو وہ مثل ہوئی جان دین بی فاختہ
اور کوے میوے کھائیں تم کون گنہگاروں کی لیجانے والی ہم آپ لیجائینگے برق چشمک زن
ایسی باتوں سے بہت خفا ہوئی اور گالیاں دینے لگی صرصر نے صبا رفتار سے اشارہ کیا
کہ لینا اسکو صبا رفتار نے ایک بیضہ بیہوشی مارا کہ یہ دھم سے آرہی صرصر پشتارہ باندھکر
سامنے حیرت کے لائی اور کیفیت واقعہ سے مطلع کیا صرصر پر حیرت خفا ہوئی کہ اب
تیری یہ مجال ہو کہ شہزادیون کو طلسم کی ذلیل کرتی ہے جلد اسے ہوشیار کر صرصر نے اسکو ہوشیار
کیا برق چشمک زن ہوشیار ہو کر دیکھاری کہ اری او صرصر ابھی چوٹیا کاٹ کر لیتی ہون دو
ٹکڑے تیرے ہوتے ہیں حیرت نے کہا ہاں ہاں بی بی حق بجانب ہو ان عیاریون کے کہ
اپنا ہتھیلی پر لیے پھرتی ہیں برق چشمک زن نے جواب دیا کہ تخت پر جو بیٹھی ہو تو سیاہ ہوجاتا

آنکھون کے آگے پڑ گئی ہو اپنے اپنے دن سب کوئی بھول جاتے ہین یہ دربار تمھارے ٹھہرنیکا مقام نہین ہے
یہ کہکر اُڑکر روانہ ہوئی اور صحرا پیما چلتے وقت برق فرنگی پر سے دفع کرتی گئی اور کہہ گئی کہ اے
صرصر شہنشاہ سے تیرے حال کی خبر کر کے دیکھ تو کس طرح پیش آتی ہون صرصر یہ کلام سنکر
خوفناک ہوئی اور حیرت کے قدم پر گری اُسنے سر اُٹھا کر سینے سے لگایا اور کہا تو گھبرا نہین
میرے سر کے ساتھ تیرا سر ہے یہ کہکر برق فرنگی کی طرف مخاطب ہوئی کہ بتلا اب تیرا کیا
حال کر دون برق فرنگی نے دیکھا کہ جسم میرا اسکا ہے اسوقت تو مستور نہین معلوم ہوتا ہے کہ
سمجھ کہنے لگا اے ملکہ ہم یہان کیا آئے دو چار کی قضا آئی زمرد نے کہا موے کیا بکتا ہے
شامتین آئی ہین برق فرنگی نے کہا ہم سچ کہتے ہین جہان ہمارے قدم آئے دس بیس کا
سر کاٹ لیا پانچ چار کو لوٹا اور چلے گئے حیرت کو غصہ آیا اور تیغ اُٹھا کر چاہا مارے برق
جست کر کے اور ایک دھول صرصر کے لگا کر بھاگا صرصر پیچھے دوڑی غلغلہ ہوا کہ لینا جانے
نہ پائے برق جو باہر بارگاہ کے نکلا یہ بھی کہتا چلا ارے یارو بھاگو لشکر جیت آگیا ہنگامہ
لشکر مین بھگدڑ پڑی دکانین بند ہونے لگین صراف روپے پیسون پر اوندھے پڑ گئے کہ
پہلے ہمین کوئی قتل کرے پھر روپیہ لے عورتین اپنے مردون سے لپٹ گئین کہ صاحب خدا
کے لیے خیمون سے نہ نکلنا مرد کہ رہے ہین ابھی جو یہان آئیگا تو ہم لڑینگے وہان جب آکر کیا
کرینگے غرض ایک تلاطم ہو گیا برق بھاگا ہوا صحرا مین جو آیا صرصر نے آگھیر لیا لگا کھینچ چلنے
برق نے ایک نیمچہ پیش کر کے کہا تصدق استانی کا تنکے لگایا ہتھکڑی کی چوٹ پڑی ہاتھ سے
انگوٹھیان ادھر گر پڑین برق نے پھر کمند ماری صرصر انگوٹھیان جھپٹ کر اُٹھا لی تھی
اُس کمند مین پھنسی مگر اسوقت حیرت بھی سپاہ لیکر یہان آئی اور صرصر کو گرفتار ہوتے دیکھ کر چیخ کر
گری گھبراہٹ ایسی تھی کہ برق جو بھاگا اسکا تعاقب نہ کیا صرف صرصر کو پکڑ لیا لیکن لشکر
مین لائی دریاے خون روان کے اُس پار لیگئی برق نے آکر انگوٹھیان صرصر کی
اُٹھالین اور ساحر بنکر دریا کے پار یہ بھی چلا جب پل پر نظر ان پر پہونچا دریا نے بسبب انگشتری
صرصر کے راہ دی لیکن ایک نگہبان دریا پیچھے دوڑا کہ اے عیار وہ انگشتری دیدے جو
شہنشاہ نے صرصر کو عطا فرمائی ہے نہین مین تجھے مار ڈالونگا برق نے ایک انگشتری کہ جسکے
نگینے پر نام افراسیاب کا کندہ تھا اُتار کر پھینک دی اب جو چلا دریا سے شعلے آگ کے نکلنے
لگے اور غلغلہ ہوا راستہ بند ہو گیا برق وہان سے پھرا کہ اب چلکر سردارون کو خبر اُن سے سن تو چکا ہی

کر صرصر گرفتار کرکے لائی بس صورت اپنی صرصر کی ایسی بنائی اور اُسکے خیمے مین گیا وہان دیکھا کہ
لیے صبا رفتار بیٹھی تھی اُسنے دیکھا کہ صرصر ہانپتی پسینے مین غرق آئی ہے خیمے مین وہ داسنے
پڑے یہ پھول سپر کرکے گرتے ہین اُسنے یہ حالت دیکھکر پوچھا ای شہزادی کیا کیفیت گذری
اُسنے کہا یہ غلغلہ تمنے نہین سنا برق فرنگی سے خوب شمشیر زنی مجھسے ہوئی اب لاؤ ان
مجرمون کو پاس حیرت کے لیجاؤن یہ کہکر لشکر سے کھول کر فتیلہ دفع بیہوشی سبکو دیدیا
مہرخ اور بہار وغیرہ جو ہوشیار ہوئے صبا رفتار انھین دیکھکر بھاگی اور یہ دس پانچ
سردار جو ہوشیار ہوئے سب حال سنکر تا پیچ تیغ پکڑکر لشکر حیرت پر گرے اسوقت وہ لوگ
جنھین عیار پچھاڑ بیہوش کرکے جھاڑیون مین ڈال آئی تھین ہوشیار ہوکر روانہ ہوئے اور
فوراً آکر یہان پہونچے مہرخ کو مصروف جنگ دیکھکر تو سب پھول جہ یہ باسے سپر لیکر حملہ آور
ہوئے یہ لوگ تو پہلے ہی سے ڈرے ہوئے تھے اور سن رہے تھے کہ لشکر حریف آگیا ہے اس
لڑائی مین گھبرا کر بھاگے مگر بہادر اور ساحران نامی ملازم افراسیاب سینہ سپر کرکے لڑنے
لگے شمشیر ہر ایک سمت سے بجلی بنکر گرنے لگی اور جوے خون جاری ہوا سر حباب آسا اُس مین
بہتے تھے وہ غوطے کھاتے تھے کہین آگ برستی تھی کہین بیر غل مچاتے تھے رعد زمین سے
سنکار چیخین مارتا تھا برق محشر چمک چمک کر گرتی تھی آفت عظیم اور ہنگامہ رستخیز گرم تھا
تلوار کی آنچ مین گیا سو کباب جلتا تھا اپنا پرایا کچھ دکھائی نہ دیتا تھا نظم

بر آمد بہر سو کہ ہند بر زبان علم گشت رایات نصرت نشان
ز آواز طبل و فغان جرس جہان را گرفتہ گلو و نفس
بجنبید لشکر چو دریا ز باد بآئین کین بہادران از عناد
چو رعد غرو شان شدہ بیدریغ ہمی زد بگشت عدو برق تیغ
دلیران ز دشمن چو بیدا شدند بغارت گری دست افراختند
غنیمت گرفتند گردان بسے غنی گشت از سیم و زر ہر کسی

غرض جو لشکر تباہ ہوگیا تھا اور شتاب وجبال مین متواری ہوا تھا یہ ہنگامہ سنکر آئے لگا
آخر لشکر حیرت شکست کھا کر پیچھے ہٹ گیا اور مہرخ جو خیمہ و خرگاہ پیچھے جنگ یاران
مین غارت ہوگیا تھا اور قبضہ لشکریان حیرت مین تھا وہ لوٹ کر اور حاصل کر کے اپنے
مقام فرودگاہ پر آئی بارگاہ فلک پایگاہ نصب ہوئی بازار پھر آراستہ ہوئے مین دکانین

نکلین طلایہ پھرنے لگا انتظام ہونے لگا سرداران عالی تبار داخل بارگاہ ہوئے مہرخ سریر جہانبانی
پر بصد فر و تمکین جلوہ فرما ہوئی دربار گرم ہوا جشن کی تیاری ہوئی رقاص پری چہرہ آکر رقص کرنے
لگے ساقی حور رخسار جام بادۂ گلنار لیکر بادشاہون کو مسرور اور مخمور کرنے لگے سب عیار بھی
عمرو کے سوا بارگاہ میں آئے مہرخ نے خلعت فاخرہ عنایت فرمائے اور عمرو کے لیے دست
بدعا ہوئے کہ وہ بھی اے پروردگار پنجۂ شمار جادو سے جلد رہائی پائین اسوقت برق فرنگی
نے کہا کہ جتنی انگوٹھیان صرصر کی لی تھین اُس مین ایک انگوٹھی ایسی تھی کہ دریا سے سحر کے
رستہ دیتا تھا لیکن مین اُس پار اس سبب سے نہ گیا کہ آپ لوگون کو چھوڑنا منظور نہ تھا لہذا اب
واسطے چھڑانے کے جاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اور عیار بھی واسطے تلاش کے روانہ ہوئے
مگر وہان حیرت جو صرصر کو لیکر پار دریا کے گئی ایک جگہ ٹھہری اور کہا اے صرصر اسوقت مین
ایسی گھبرائی کہ عوض گرفتار کرنے برق کے تجھے گرفتار کر لائی غرض مین پاس شہنشاہ کے جاتی
ہون ایسا نہو کہ جاکر برق چشمک زن کچھ آتش افروزی کرے اب تم لشکر کی طرف جاؤ
صرصر وہان سے سمت لشکر چلی اور حیرت پاس افراسیاب کے آئی یہان آکر دیکھا کہ
برق چشمک زن نہین آئی معلوم ہوا کہ اپنے ملک کو گئی اسنے سارا ماجرا افراسیاب سے
صرصر اور برق چشمک زن کی لڑائی کا بیان کیا افراسیاب نے کہا مجھے سب کیفیت
پہلے ہی سے بزور سحر معلوم ہے اے حیرت جب ادبار آتا ہے یہی کیفیت ہوتی ہے آپس مین
نفاق ہوتا ہے سمجھ الٹی ہو جاتی ہے بھلا مین تم سے کہتا ہون اگر برق چشمک زن سے
الجھی تھی اس مین کیا حرج تھا اب اچھا ہوا کہ تم تو ادھر آئین وہان برق فرنگی نے سب کو
ہوشیار کردیا اُن باغیون نے سارا تمہارا لشکر لوٹ لیا اور بہتیرے اسی طرح سے جیسے قتل مین
تھے اسنے لشکر مین پہنچے ہین دیکھو قیدی جدا چھوٹ گئے اور برق چشمک زن علاوہ رنجیدہ
ہوکر چلی گئی لشکر کی تباہی علاوہ قتل و غارت ہوئے یہی صرصر کی ذراسی رعونت تمہارے
سے خرابیان ہوئین اور تم کیسی منتظم تھین کہ عیار کے کہنے سے آفت برپا ہونے کا خیال نہ کیا
اگر ہمارے ملازم نمک حلال ہوتے تو یہ سمجھتے کہ جیسے ہم مجرمون کو لے گئے ویسے اگر کوئی
دھر لیے جاوینگے تو کیا حرج ہے مطلب اُن حریفون کو قتل کر ڈالنے سے ہے جسطرح ہو ہلاک
ہو جائین پس یہ خیال کسی کو نہین اب تم جاؤ لشکر ہمارا کا ہوا پھر جمع کرو مین انتظار مین ہون
کہ تمہارا اور تجھ سے گرفتار کرے عمرو کو کہ ہین وہ آئین اور مین شیطان خداوند کو بلا کر عمرو

کو قتل کروں اوروں کی بھی فکر کروں کس لیے کہ سب سے زیادہ سرکش عمرو ہی ہے حیرت
ایسے کلمات سنکر محجوب اور حال تباہی لشکر سنکر بہت جلد وہاں سے روانہ ہوکر اپنے لشکر میں
آئی اور بھاگی ہوئی فوج کو منادی کرا کر پھر جمع کیا بارگاہ استادگرائی بازار کھلی واسطے رفع
ندامت کے حکم رقص و سرود دیا یہاں بھی ناچ ہونے لگا مگر حال صرصر سنیے کہ دریا سے
اترکر سوچتی چلی کہ لشکر حیرت میں چلکر صورت کسی عیار کی بنکر عیاری کروں کیونکہ برق فرنگی
چور ہو گیا ہے اسنے ضرور بالضرور اپنے سرداروں کو چھڑایا ہوگا الحاصل ایسے خیالات کرکے
صورت اپنی اسنے عمرو کی ایسی بنائی تھوڑی دور گئی تھی کہ چند ساحر ایک جا بیٹھے تھے انہوں
نے اسے دیکھ کر جانا کہ کوئی عیار لشکر حریف کا ہے جا تکر سحر پڑھ کر صرصر شمشیر زن کو گرفتار
کر لیا ہر چند اسنے کہا کہ میں عیار بچی ہوں صرصر میرا نام ہے ملازم شاہ طلسم ہوں لیکن ساحروں
نے نہ مانا اور چاہا سر کاٹ لیں مگر برق فرنگی تلاش عمرو میں جو چلا تھا ادھر آ نکلا دیکھا
کہ ساحر ایک عیار کو قتل کیا چاہتا ہے قریب آکر دیکھا تو عمرو کی صورت نظر آئی مگر بغور دیکھکر
پہچانا کہ صرصر ہے دل سے کہا اسکو بھی چھڑا دینا چاہیے استاد کی منظور نظر ہے غرض صورت
اپنی ساحر کی ایسی بنا کر پکارا بھائی تمنے بڑا کام کیا جو اس مکار کو گرفتار کیا جلد اسکا سر کاٹ لو
صرصر حیران ہوئی کہ یہ دوسرا دشمن کون پیدا ہوا مگر برق قریب آیا اور کہا اسکی بوٹیاں
کاٹ کر کھاؤں گا اسنے ہزاروں ساحر قتل کیے ہیں ہمارا اسکا بنانا چاہیے بڑے کام آئیگا یہ کہتا ہوا
صرصر سے نزدیک آکر چپکے سے کہا استانی کہو تو بچالوں میں برق فرنگی اسوقت صرصر گویا
ہوئی کہ موئے استانی تمنے کہا ہے اور احسان کیا جتاتا ہے اگر میں کہتی ہوں کہ یہ بھی
میرے ساتھ کا عیار ہے تو ابھی مارا جاتا ہے برق اسکے اس کلام سے گھبرایا کہ واہ جہاں
فراموشی دیکھیے اور اُلٹے دھمکاتی ہے مگر بسبب معشوقہ ہونے استاد کے چھڑانا اسکا منظور تھا
اس ساحر کے پاس جاکر پاؤں میں لگا کر بیضہ بیہوشی مارا اور بیہوش کرکے سر کاٹ ڈالا غلغلہ
گیرودار بلند ہوا صرصر چھوٹ کر بھاگی برق نے پکار کر کہا اپنے ماتھے پر کوئی نشانی ہو اور یا
ناک کی پھنگی استانی کٹواؤ کہ لوگ پہچانیں اور عیاروں اور عیارچیوں میں فرق معلوم کیا
کریں صرصر نے کہا موذی کاٹے مجھے بھی ٹھٹھے بازی کرتا ہے کچھ کمبختی آئی ہے مثل مشہور ہے کہ
ماں چھوڑ موسی سے ٹھٹھا برق بولا کہ استانی خفا نہو مجھ سے قصور ہوا لیکن اتنا بتلا دو کہ
استاد کو کون پکڑلے گیا ہے صرصر نے کہا خمار جادو گرفتار کرکے طلسم باطن میں لیگئی ہے اسیا

کے گئی ہو اب چھوٹنا ایسی جگہ سے عمرو کا دشوار ہے برق نے کہا خدا مالک ہے غرض عمرو ایک جانب اور برق اپنی راہ روانہ ہوئے

پہونچنا شہنشاہ عیاران عمرو بن امیہ نامدار کا طلسم باطن مین پاس افراسیاب کے اور آنا مختیارک کا طلسم مین واسطے قتل کرنے عمرو کے اور عیاری کرکے لوٹ لینا عمرو کا دربار افراسیاب کا اور آوارہ پھرنا طلسم باطن مین اور قتل کرنا ساحران نامی کو وہان کے اور آنا بعد ایک مدت کے برق کا عیاری دریای سحر سے اوتر کر اپنے لشکر مین اور رد کرنا مخمور سرخ چشم کا عاشق ہو کر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان بن حمزہ پر عمرو کی اور سیر طلسم باطن عمرو کا کرنا الخ

اے ساقی خوش جمال میرے — اے دلبر ذی کمال میرے
اے شعلۂ حسن عالم افروز — عشرت ہو نصیب تجکو ہر روز
اے میرے انیس و یار ساقی — اے میرے وفا شعار ساقی
ناشاد اسیر ہے جوانی — بے لطف ہے عیش زندگانی
کس شدت پہ ہے دل کی بیقراری — ہے شدت شب کی اشکباری
کب تک رہیں رند تیرے بیتاب — اک اور دے جام بادۂ ناب
وہ مے کہ ہو آبدار و شفاف — جسپر کہ یقین جسم ہو صاف
وہ مے کہ نشے مین جسکے ساقی — ہو نشا ہے سحری طلاقی
نیرنگ فسون و سحر سازی — اک گردش جام کی ہے بازی
ہے تیرے سبب طلسم دل کو منظور — کر دے مجھے جام مست مخمور
دکھلاؤن بہار باغ مضمون — ہو بلبل دل ہزار اب مفتون
وہ پھول جھڑین مری زبان سے — شرمندہ چمن ہو داستان سے
سرسبز ہو باغ میری ایجاد — جو دیکھے کہے کہ واہ استاد
ہو شاہد داستان کا وہ حسن — نکھرے رنگ بیان کا وہ حسن

بلبل بے برگ را دہ نوا فسردہ — غنچۂ گل گو دمید از بن ہر برگ و خار
سوے گلستان ہمین سرو قد نازنین — تا نگہ چہ از جا نہ وطن سر زدہ در نو بہار

ایک سمت چہار پہر چہل ستون تعمیر تھا سر و بر و اسکے بنگلہ جواہر نگین خوبی مین پری کی تصویر تھا پردے زربفت کے پڑے تھے فرش مکلف پر مسند باسلک گوہر بچھے تھے اسباب نشاط و طرب مہیا تھا شیشہ آلات سجا تھا ملکہ زعفران جادو لباس زعفرانی پہنے دست نازک مین چھڑی عقیق رنگ کی ایک ڈال ترشی ہوئی لیے پکھراج کے تخت پر لب نہر تصدا انداز جلوہ فرما تھی اور چار سو کنیزین جوڑے زعفرانی زیب قامت کیے گرد و پیش استادہ تھی ناچ ہو رہا تھا ہنگامہ انبساط گرم تھا جلسہ سرور مین ہر اک بے ہوش تھا نظم

مسند تھی مسند اگ جگمگی — کہ تھی چاندنی جسکے تدکون لگی
پھرے سامنے تھے تکیے دھرے — کہ تھے جن مین وہ سر آسر بھرے
بلورین صراحی و جام بلور — دل و دیدہ وقف تماشاے نور
کنیزان مہ رو کی ہر طرف ریل — چنبیلی کوئی اور کوئی رائے بیل
شگوفہ کوئی اور کوئی کام روپ — کوئی چیت لگن اور کوئی سیام روپ
کہین چٹکیان اور کہین تالیان — کہین قہقہے اور کہین گالیان
وہ مسند پہ اک نوجوان حسین — کہ تھی غیرت افزاے مہر مبین
نگہ آفت و چشم مین بلا — مژہ دین صفون کو الٹ پلٹا
وہ ابرو کہ محراب دیوان حسن — جھکی شاخ نخل گلستان حسن
وہ رخسار نازک کہ ہو جائین لال — اگر آئینہ لوسے کا گذرے خیال
وہ بینی کہ جس کی نہین کچھ نظیر — تھی انگشت قدرت کی سیدھی لکیر
وہ بازو وہ ساعد بھرے گول گول — برابر ہوا الماس کے جسکا مول
وہ ساق بلورین وہ انداز پا — کھبے ہر سحر چشم و دل مین سدا

الحاصل خمار سرگنان قریب اُس جلسہ طرب کے جب پہونچی ایک کنیز نے اسے دیکھا اور اپنی ملکہ سے کہا کہ خمار جادو ایک پشتارہ لیے کسی طرف جاتی ہین زعفران یہ سنکر اٹھی اور پکارکر اُسنے کہا کہ اے ملکہ خمار جادو ہمارے یہان کے پیچھے جانا اور ہمسے ملاقات نکرنا بڑی بیمروتی ہو وہ کیا کہنا جیسے کبھی کی صاحب سلامت ہی نہ تھی خمار نے

پوچھا اسنکر ہاتھ باندھے کہ اے شاہزادی مجھے ایک کام ضرور کا ہے اسوقت معاف فرمایئے
پھر کبھی حاضر ہونگی زعفران نے کہا میرے سر کی قسم گلوری کھاتی جاؤ کھڑے کھڑے ایک جام
شراب پی لو چلی جانا خمار عرض پیرا ہوئی کہ بہت خوب حاضر ہوتی ہوں غرض بیٹھ گئی
زعفران نے خاطر کرکے اسے بٹھایا اور پوچھا ایسا کیا کام جلدی کا ہے اور یہ پشتارہ کیسا
ہے اسنے جواب دیا کہ شہنشاہ منتظر میرے ہونگے مجھے عمرو کے گرفتار کرنے کو بھیجا تھا اسے
لیکر جاتی ہوں اس پشتارے میں وہی بندھا ہے زعفران نے کہا میں نے شہرہ اسکا سنا ہے
ذرا میں اسکی صورت تو دیکھوں کہ کیسا ہے صندل جادو وزیرزادی بھی اسکی بیٹھی ہوئی تھی
کہا ہاں اے ملکہ ذرا پشتارہ کھولیے تو میں بھی دیکھوں کہ اس عیار نے کیا قطع ہے خمار منت
کرنے لگی کہ حضور یہ بڑا مکار ہے اور جو پشتارہ کھولا اور یہ بھاگ گیا اور [illegible] مفسد [illegible]
کیا میری محنت ساری برباد جائیگی شہنشاہ مجھپر اور آپ پر خفا ہونگے اسکو نہ کھولیے زعفران
اسکے انکار کرنے سے آزردہ ہوئی اور کہنے لگی کیا ضرور ہے اسکا ہوشیار کرنا بھلا ہم اس لائق
کب ہیں کہ کوئی ملازم ہمارے صاحب کا ہمارا کہنا مانے اچھا لیے جاؤ جس میں اپنی بہتری
سمجھو وہ بات کرو خمار نے دیکھا کہ بھابھی شہنشاہ کی ناراض ہوتی ہے ناچار پشتارہ کھولا
اور عمرو کو ہوشیار سحر دفع کرکے کیا لیکن حبس وحرکت رکھا کہ بھاگ نہ جائے لہذا عمرو
کی جو آنکھ کھلی اپنے تئیں مقام پر بہار اور جلسۂ حسینان طرحدار میں پایا حیران ہوا کہ میں
کہاں تھا اور کس جگہ آیا مگر ازبسکہ فطرتی نہایت اور سے ملکہ زعفران کو سلام کیا اور
لب بجز کو ستایش و تحسین میں کھولا کہ سامری وجمشید کی پناہ رہے بخت یار
رہیں دولت و اقبال تمہارا رہیں ستارۂ عزت فلک رفعت
کا آج دامن امید گوہر آرزو سے مالامال ہے

سالہا شد کہ بخت [illegible]
چونکہ بگذاشت بار [illegible] از باغ آرزو چیدیم

یہ قطعہ اس خوش الحانی سے پڑھا [illegible] پیرا ہوئی اور صندل نے کہا حضور یہ میں نے سنا ہے
یہ گانا بہت خوب ہے اس سے کچھ گوائیے ملکہ نے خطاب کیا کہ اے عمرو ہم مشتاق ہیں اپنا گانا
سنا عمرو نے جواب دیا خدا ذیدین انھیں باتوں میں بدنام ہوں لوگوں نے ریش تراشندہ
کافران و سرزندہ جادوگران مشہور کیا ہے حالانکہ میں نے کبھی چیونٹی کو بھی نہیں مارا ملکہ خفا جا[illegible]

فرماتی ہین کہ میرا سر مونڈا بھلا ایسی تہمت کا کیا ٹھکانا آپ سمجھ کر ابتک کہین ایسا ہوا ہو دو چار سر
منڈ جاتے تمھارے کی ناک کٹ جاتے دس پانچ قتل ہوتے اس سے بہتر ہے کہ مجھکو جانے دیجیے کانٹے
بچاسنے گا ورنہ فرماتیے تمھارے سر منڈانے کا حال بیان کرنے سے بہت شرمندہ ہوئی اور زعفران
ہو بیاہی اور رحم ہوئی کہا ای عمرو کچھ گانا سنا عمرو نے کہا ملکہ عالم ایسے وقت مین ہوش و حواس
تو درست نہین ہین اپنی تمنا تنقل کرانے کے لیے جاتی ہین ہاتھہ پاؤن مین دم نہین کیسی
حرکت پیدا ہو گیا گاؤن اور کیا بجاؤن یہ کہکر رونا شروع کیا اور اس ہچکی سے رویا کہ
زعفران بھی رونے لگی صندل نے بہت افسوس کیا اور تمھارے سب سچ ہوتی ہین کہ
اسپر سے یتر آثار لیہہ ہر چند اُسنے کہا کہ لوگو یہ بڑا اچھا ہے تمکو فریب دیکر چلا جائیگا لیکن کسی
نے کہنا اسکا نہ مانا چاہتا ہے تمھارے سے سحر دفع کیا عمرو اٹھکر بیٹھا اور بہت دعا ملکہ کو دی ملکہ
نے کہا قسم سامری و جمشید کی مین بھی بہت کچھ تجھے دونگی اور افراسیاب سے کہکر بحال معاف
کراکر جاگیر و منصب دلواؤن کی اچھا اب ہمین گانا سنا عمرو نے عرض کیا کہ حضور کی خاطر
منظور ہو تو کچھ مجکو بھی یاد ہے ظاہر کرتا ہون مگر ایک بھاری جوڑا اور پیشواز جواہر دوز زیور البتہ
کا منگا دیجیے کہ منگوا کر پہنکے گاؤن بھی اور ناچون بھی اور یہ نہ سمجھیے گا مین جو نہین ہون کہ حضور کا
مال لیجاؤن گا اور نہ اسے بدل اون گا بجنسہ لبعد فراغ رقص حاضر کردونگا ہان اگر آپکی کوئی
لونڈی جھوٹے سے بچا بدل لے تو میرا قصور نہین زعفران ہنسنے لگی اور کہا خواجہ تم بڑے
ظریف ہو اور لائق صحبت سلاطین رہو گے ہمیں یاد کر حکم کیا کشتیان لباس ہائے پرتکلف سے
آراستہ اور زیور جواہر سے پیراستہ حاضر کرو حسب ارشاد سب چیزین مہیا ہوئین عمرو نے علیحدہ
جاکر صورت اپنی ایک جوان طرحدار کی ایسی بنائی اور لباس اور زیور زیب بدن کرکے سامنے
آیا ملکہ نے جو یہ صورت دیکھی تھی تو بہت حقیر اور عجیب الخلقت پایا تھا اوس وقت یہ
رعنائی و زیبائی دیکھکر حیران ہوئی کہ کیا قدرت اسکو سامری نے دی ہے کبھی انسان ہے
اور کبھی پری ہے دیر تک جمال جہان آرا کو دیکھتی رہی کہ نظم

وہ طرۂ زلف عنبرین ہے
ہر طائر دل کے واسطے دام
ہر جان کے لیے کمند الفت
وہ آئینہ جبین روشن

شہرہ ہے جہان میں اسکا ہر سو
ہر صبح بہار کے لیے شام
آزادہ دل کو بند الفت
تھا جو کہ نظر سے زیر دامن

ہے جلوہ سفروش سپہر عالم	کیونکر نہ اُسے دعائین دین ہم
یارب دے اُس مین ریزش نور	رونق بخشی اُسکو صورت نو

غرض کہ عمرو سازندون سے وہان کی سنگت کرکے پہلے گت ناچا اور دل ارباب محفل کو خوب لبھایا پھر بیٹھ کے بجانے لگا اور خوش الحانی سے غزل و اشعار گانے لگا ہر ایک کو دیوانہ بنایا جب اس غزل کو بیرکی گایا نظم

اولٹی ہوگئین سب تدبیرین کچھ نہ دوانے کام کیا	دیکھا اس بیماری دل نے آخر کام تمام کیا
عہد جوانی رو رو کاٹا پیری مین لین آنکھین موند	یعنی رات بہت تھے جاگے صبح ہوئی آرام کیا
ناحق ہم مجبورون پر تہمت ہے مختاری کی	چاہتے ہین سو آپ کرین ہین ہمکو عبث بدنام کیا
کاش اب منھ سے برقع اٹھا دو ورنہ پھر کیا حاصل ہے	آنکھ مندے پہ اُسنے گو دیدار کو اپنے عام کیا
یان کے سفید و سیہ مین ہمکو دخل جو ہے تو اتنا ہے	رات کو رو رو صبح کیا یا دن کو جون تون شام کیا
ساعد سیمین دونون اُسکے ہاتھ مین لاکر چھوڑ دیئے	بھولے اُسکے قول و قسم پر ہائے خیال خام کیا
ایسے آہوے رم خوردہ کی وحشت کھونی مشکل تھی	سحر کیا اعجاز کیا جن لوگون نے تجھکو رام کیا

میر کے دین و مذہب کو اب پوچھتے کیا ہو اُسنے تو
قشقہ کھینچا دیر مین بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا

اس غزل کا گانا تھا تمام حاضرین محفل رونے لگے اور بدمست ہوکر جھومتے تھے اس عرصے مین خنیاگر صبح چارم نے لباس شنگرف و زرین کاشانہ مغرب مین جاکر اوتارا اور زاہد فلک نے سامنے شہنشاہ سیارگان کے آکر مجرا کرنا شروع کیا انجمن انجم ترتیب ہوئی یعنی دن ختم اور رات آئی ابیات

جب منزل شب مین راہرو روز	نکلے گوہر شبنم آیا پر سوز
گنبد گردون کا تھا جو بے در	تابان ہوئے اُس مین ماہ و اختر

شام ہوتے ہی تمام صحرا مین روشنی ہوگئی قندیلین نورنگین درختون مین آویزان تھین سائبانات مین جھاڑ اور کنول روشن تھے بزم مین مردنگون کی دوسری باڑھ آراستہ ہوئی شمعدانون پر کنول کے اندر گلاس چڑھ گئے اسکے اور دو شاخے شمع مومی اور کافوری کے منور ہوئے عمرو نے تا ہوا پروانے بسنتی کے بنے ہوئے نکال کر کمر مین رکھے اور کچھ دلو شیشون مین لیے جھاڑتا ہوا جب قریب کسی شمعدان یا مردنگ کے پہونچا تھی پروا

شمعون پر ڈالنے لگا یہان تک کہ بعد چند عرصے کے وہ بیہوشی بلند ہوا اور ہر ایک کے دماغ
مین سرایت کر گیا سب کا سر پھرنے لگا خیال مین آیا کہ باعث کثرت مے نوشی ہے چاہیے کہ اٹھکر
ٹہلین تاکہ ہوا لگنے سے سرور کی کیفیت دفع ہو خلاصہ کلام زعفران اٹھی کہ جا کر شہ نشین منقش
در آوان مگر ایک قدم آگے بڑھی تھی کہ شعر پر ہوا لگتے ہی بیہوش ہو کر گری صندل اور خمار
اٹھانے کو اٹھین یہ بھی بیہوش ہوئین پھر تو جو اٹھتا وہ دنیا سے اٹھا گر ہی پڑا تھوڑے عرصے مین
ساری سبھا بیہوش ہو گئی ایک عمرو باقی رہ گیا کہ اسنے دو پھول اُس دوا کے سنگھے ہوئے
کہ جس سے بیہوشی تاثیر نہ کرے اسنے نتھنون مین رکھ لیے ہین واضح ہو کہ اب جہان کہین کہ
عیارون کے بیہوشی اڑانے کا آئے تو ناظرین سمجھ لین کہ عیار اپنا دماغ ایسی قطع سے بند کر لیتے
ہین اب کسی جگہ تصریح اسکی نہ کی جائیگی الحاصل جب سب بیہوش ہو گئے عمرو نے جال الیاسی
پھیلا کر اشیائے موجودہ بزم پیار اور اسباب لوٹ کر زنبیل مین رکھا اُس جگہ نقش بوریا
بھی نہ چھوڑا فرش اور چھت اور پردے چلمنین اور شیشہ آلات وغیرہ سب اتار کر کے کپڑون
کا زیور اور لباس اتار اتار سب خمار شاہ اور اوستاد چکا تو خنجر لے کے چلا کہ زعفران اور خمار
کا سر کاٹ لون اُس وقت افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی کہ خمار اب تک نہین آئی
دیکھون اُسپر کیا گذری لہذا معلوم ہوا کہ عمرو بیابان زعفران زار مین سب کو قتل کیا چاہتا
ہے اسنے سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہوا اسکو بھیجا کہ جا کر دست قاتل سے سب کو بچائے یہان عمرو
خمار کا کاٹا چاہتا ہے کہ ایک پنجہ زمین سے نکلا اور اسکو لیکر زمین مین غرق ہو گیا عمرو دوبارہ
زعفران کی طرف لپکا کہ اسے ہلاک کرون اُس وقت شمشور سحر خیشم کہ یہ بھی عمرو کو
ڈھونڈھنے نکلی تھی اسکا اول ذکر ہو چکا ہے یہان آئی اور اس ماجرے کو دیکھکر للکاری کہ ہا
ای دزد مکار کیا کرتا ہے عمرو اسکی صدا سنکر چاہتا تھا کہ بھاگے کہ ایک زمین سے خمار نکلی اور
سحر کر کے اسنے عمرو کو بے حس و حرکت کر دیا اور زعفران کو ہوشیار کیا شمشور نے ابر سحر برسایا
سب کنیزین وغیرہ ہوشیار ہوئین مگر سب برہنہ تھین اٹھکر اندر قصر کے جا کر لباس تبدیل کر کے
آئین زعفران نے سب حال بیہوش ہونے کا سنا اور انجمن کو تباہ و برباد پایا خمار نے عرض
کیا کہ ای ملکہ آپنے ملاحظہ فرمایا میرا کتنا یقین آیا بڑا فضل کیا سامری نے کہ سبکی جان بچ گئی
ورنہ یہ تو اپنا کام کر چکا تھا اور دیکھیے نہ کچھ اسنے کھلایا نہ پلایا باتون باتون مین بیہوش
کر دیا مجھے اسنے جانا کہ یہ شراب وغیرہ کسی کو پینے نہ دیگی اس لحاظ سے شراب کا نام بھی نہین لیا

لیکن نہین معلوم کیا طلسمات کیا کہ سب کو بیہوش کر دیا ایسکے وصف ساحری نامہ مین لکھے ہین یہ
بہت بلا سے بد ہو شکار از حد ہی زعفران نے کہا واسطہ سامری و جمشید کا جلد اسکو یہان سے
لیجاؤ اب مین بھی یہان نہ ٹھہرونگی اپنے قلعے مین جاؤنگی ایسا نہ ہو اسکے شومی قدم اور نحوست
ذات سے سارا جنگل آغشتہ بدا روی ہو گیا ہو خمار یہ سنکر رخصت ہوئی اور عمرو کو بیہ
ہوش کئے پشتارہ باندھ کر لیچلی مخمور نے اسوقت کہا ای خمار اسکا لیجانا دربار افراسیاب
مین اچھا نہین ہے ایک تو یہ کہ ایسا نہ ہو یہ کچھ وہان بھی فساد کرے دوسرے عیارون کو اپنا
دشمن بنانا مجکو بہتر نہین معلوم ہوتا آئندہ تمکو اختیار ہی جان بچانا مشکل پڑجائیگی لازم ہے کہ اسکو
دریاے سحر کے پار لیجا کر چھوڑ آؤ اور شہنشاہ سے جاکر کہدو کہ عمرو راہ مین چھوٹ گیا خمار یہ
کلمات سنکر خفا ہوئی اور کہنے لگی ای بہن مخمور تمھارا طور مجکو بے طور نظر آتا ہے ساحری سے
کرین عیارون سے بہت دھمکاتی ہو اور انکی طرفداری کرتی ہو خیر تمہارا جو جی چاہے کرو
لیکن مین تمھارا کہا نہ کرونگی یہ کہکر پشتارہ لیکر روانہ ہوئی مخمور بھی زعفران سے رخصت
ہو کر چلی لیکن سوچتی ہوئی کہ تو نے اسوقت اگر عمرو کو گرفتار کرایا اسکے دل مین کینہ تیرا
جاگزین ہوا ایسا نہ ہو کہ تجھے گزند پہونچاے اور دوسرے تو راز طلسم جانتی ہے عمر طلسم آخر
ہو چکی ہے عمرو کسی کے ہاتھ سے مارا نہ جائیگا بلکہ جو ساحر اس سے لڑائی کریگا وہ مارا جائیگا
پس لایق ہے کہ اسوقت عمرو کو بچالیجے اور عذر کرے کہ میرے ساتھ کبھی بدی نہ کیجیے گا یہ
سوچ کر پیچھے خمار کے روانہ ہوئی اور ایک جگہ درہ کوہ مین مخفی ہو کر سحر پڑھا کہ خمار جنگل مین
چلی جاتی تھی اسکے سر پر ایک لکہ ابر کا آکر چھایا اور اس مین سے تقاطر ہونے لگا کچھ بوندیان
خمار پر پڑین وہ یہ تو جانتی نہ تھی کہ مجپر کوئی سحر کریگا اس باعث سے بیہوش ہو گئی مخمور نے
آکر پشتارہ کھولا عمرو کو ہوشیار کر دفع سحر خمار کے کر دیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ گنہ پر لطف خدا
رکھیے گا اور حال اسوقت مین عرض نہین کر سکتی ہون اور نہ اسوقت خمار کو قتل فرمایئے
کیونکہ مین بدنام ہونگی اور نہ مین دریاے سحر کے پار اسوقت آپ کو لیجا سکتی ہون کس لیے
کہ فتنہ قابل ہے مین اور آپ پکڑے جائینگے اس سے بہتر ہے کہ بھاگ جائیے یہ کہکر ایک سمت
چلی گئی عمرو بھی بھاگ کر کہین پوشیدہ ہوا اور مخمور نے دور جاکر سحر اپنا خمار پر سے دفع
کر دیا اور اسکو ہوش آگیا اور عمرو کو نہ دیکھکر اور اپنے تئین آپ سے بیہوش ہوا جانا
بہت خائف ہوئی اور بیہودا زبیدا کرکے عمرو کو ڈھونڈھتی ہوئی دریاے سے پار اتر کر بارگاہ

حیرت میں آئی سارا حال اُس سے بیان کرکے کہا میں اکیلی شہنشاہ پاس نہ جاؤنگی راہ میں کچھ
فتور ہی جب تو مین بیہوش ہوگئی اور دوسرے شہنشاہ مجھ پر خفا ہونگے کہ عمرو کو کیون نہ لائی
غرض یہ ذکر کر رہی تھی کہ سواری افراسیاب کی بڑی عزم و شان سے یہان آئی کس لیے
کہ جب خمار کو عرصہ آنے مین بہت ہوا شاہ لشکر کی جانب آیا کہ دیکھون وہان کیا رنگ ہے
لہذا ملکہ حیرت نے مع سردارون کے استقبال کیا افراسیاب نے بارگاہ مین تخت
شاہی پر جلوس فرمایا خمار نے جملہ کیفیت ابتدا سے انتہا تک عرض کی تا اینکہ اپنا آپ سے
آپ بیہوش ہونا اور عمرو کا چھوٹ جانا بھی کہا افراسیاب نے جواب دیا کہ کوئی عیار عمرو
کے پھرانے کو تمھارے ساتھ دریاے سحر کے پار اُتر گیا ہوگا وہی فکر مین ہوگا تمھین بیہوش
کرکے اُسے لے گیا اور یار کی دوست عمرو کا طلسم باطن مین ہے کہ اُسنے تمھین غفلت مین
اُسکو لے لیا فی الجملہ اگر پار دریاے سحر کے عمرو ہے تو وہان سے رہائی ممکن نہین کوئی سوا
میرے اُس پار اُسکو نہین لا سکتا ہان جو کوئی راز طلسم سے آگاہ ہے وہ شاید پہونچا دے
اب ایک [illegible] بختیارک کو بلانا چاہیے عمرو کو جب چاہونگا بیابان طلسم باطن سے گرفتار کر لیا جائیگا
یہ کہکر پھر چٹکی دستک دی کہ جنگل کی طرف سے ایک شیر اور شیرنی دھڑکا مارتے ہوے
بارگاہ مین آئے انکو ایک نامہ لکھکر دیا مضمون یہ تھا کہ یا خداوند شیطان درگاہ بختیارک
کو طلسم مین روانہ فرمایئے کہ سیر طلسم بھی کرین اور عمرو اپنے دشمن کو بھی قتل فرمائین نامہ شیر کو
دیکر پھر چٹکی دستک دی کہ ایک عقاب سفید اُڑتا ہوا آکر پہونچا اور سامنے پر کھول کر بیٹھ گیا
اُسکی پیٹھ پر ایک [illegible] کی جواہر جڑی رکھکر ریسمان سے مضبوط باندھ دی جس کی پر بچھونا اطلس کا اور
دریاے قلزم کا کہدیا شیر سے کہا سرحد طلسم تک تو اپنی پشت پر شیطان خداوند کو سوار کرکے
لانا پھر وہان سے عقاب پر سوار کرنا کہ یہ اُڑکر طلسم باطن مین میرے پاس لائیگا کس لیے کہ
ظاہر کے طلسم مین عیار ہین وہان سے اُڑکر آنا بہتر ہے ایسا نہو کہ انھین کچھ گزند پہونچے الحاصل
شیر و شیرنی نامہ لیکے چلے اور عقاب اور [illegible] کوہ عقیق روانہ ہوا پھر افراسیاب
بھی سوار ہوا کہ باغ سیب مین جاکر عمرو کو گرفتار کر آئے یہان تک کہ باغ مین پہونچکر وہ
دقیقہ شب عیش و آرام مین بسر کی کہ سیاہ نان خوان لیجا سے چرخ رخصت ہوے اور رنگریزان
زمانہ نے خسرو سیارگان کے لیے دسترخوان کرا گرم بچھایا یعنی رات گذری اور دن آیا

	[illegible] ادھر عمرو اس باغ [illegible]		نکلنا پردے سے شاہ خاور	

ثابت وہ جو شب کو تھے ستارے	خورشید نکلتے ہی سدھارے

افراسیاب خواب استراحت سے بیدار ہوکر اورنگ شہی پر کلاہ شہی سر پر رکھ کر جلوہ گر ہوا چار ہزار ساحران نامی آکر حاضر ہوئے اور مجرا کرکے اپنے رتبے کے موافق بیٹھے اُسنے حکم دیا کہ کچھ جادوگر روانہ ہوں اور عمرو طلسم باطن میں آیا ہوا ہے اُسے گرفتار کر لائیں ساحر بموجب حکم کے روانہ ہوئے مگر اب حال اُس رہرو جادۂ عیاری خضر بادیہ طراری کا سنیے کہ جب مخمور انھیں رہا کرکے چلی گئی اور یہ بھی بھاگے اُسوقت رات کا وقت تھا ایک درخت پر چڑھ کر اُس شب کو بسر کیا ہنگام سحر وہاں سے اُتر کر صورت ساحر کی بنکر آگے کا راستہ لیا جب کئی کوس رہروی کی ایک سبزہ زار دلکشا میں گذر ہوا صحرا سے سبز و خرم غیرت بخش گلزار ارم دیکھا ایک مکان زینت دہ ایوان وکسری وطاق فریدون وہاں بنا تھا کہ صفا اسکا نہایت درجہ صفا تھا بیت

زہے صفائے عمارت کہ در تماشایش	بدیدہ باز نہ گردد نگاہ از دیوار

ہزار دروازے اُس منزل عالیشان میں لگے تھے کیٹ اُنکے جواہر آگین تھے ہر دروازے پر چلمن دل صد چاک عاشق کی خرمن آویزاں تھیں تیلیاں اُنکی طلائی بننے کے کام کی کلابتون کی ڈوریاں تھیں روبرو چمنستان پُر فضا لگا تھا جواہر کے درخت جواہر کے طائر اصل باغ کی طرح گلشن ہرا بھرا تھا ہر سمت چشمہ ہائے آب شیریں بصد لطافت جاری گلشن میں پرورش مستانہ روان باد بہاری خلاصہ کہ عجب بہاری تھی نظم

نقشے میں وہ گلشن نگارین	گلزار ارم سے تھا خوش آئین
گول اُسکے ستون ساعد حور	چلمن مژگان چشم مخمور
دکھلاتا تھا وہ مکان جادو	محراب سے چشم دو ابرو

مکان کے ایک دروازے پر ساحر تنہا بیٹھا تھا عمرو اُسکو دیکھکر راہ کاٹ کر اور طرف چلا مگر جدھر گیا اور جہان تک گیا وہی مکان ملا اور اُسی ساحر کو بیٹھے دیکھا ناچار پھر ایک طرف قدم زن ہوا اُسوقت وہ ساحر پکارا ارے تو کون ہے جو یہاں آیا ہے یہ مقام سیرگاہ شہنشاہ ساحران عالم افراسیاب کا ہے عمرو نے یہ صدا سنکر جواب دیا کہ بھائی کیا میں نہیں جانتا ہوں کہ یہ جگہ کشا طلسم کی ہے مگر میں کام کو جاتا ہوں ساحر نے کہا اس جگہ کو ہزار رنگ کہتے ہیں جو شخص ادھر سے گذرتا ہے وہ نشانی دے کر جاتا ہے اور مجھے دکھلاتا ہے اُسوقت ہو

راستہ ملتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص واقف کار اور رہنے والا طلسم باطن کا ہی غرضکہ
اگر تیرے پاس نشانی ہے تو جہان جی چاہے جا اور جو نشانی نہین ہے تو البتہ تو غیر ہی تیرا
گرفتار کرنا ضرور ہے عمرو اس گفتگو کو سنکر ہنسا اور کہنے لگا تو بڑا بیوقوف ہے بھلا کوئی
بھی بغیر نشانی یہان آتا ہے یا مین ہی آیا نشانی میرے پاس موجود ہے اُس ساحر نے کہا
مین دیکھون عمرو غبار بیہوشی کا مٹھی مین لیکر اُسکے پاس گیا اور کہا لو دیکھو وہ جھک کر
دیکھنے لگا عمرو نے غبار بیہوشی منھہ پر اوڑا دیا کہ تمام آنکھ اور منھہ اور ناک مین بیہوشی بھر گئی
اور بیہوش ہوکر وہ گرا عمرو نے کپڑے اوسکے اوتار لیے اور اوسے چمن مین اور زیادہ بیہوش
کرکے کسی جگہ چھپا کر آپ اوسکی ایسی صورت بنکر مکان کے دروازے پر بیٹھا کچھ دیر اوسے
گذری تھی کہ سامنے سے ایک اژدر آتش فشان پیدا ہوا اوسپر کا کٹھرا آتا تھا اور ایک ساحر
اور ایک ساحرہ سوار تھی کنڈل دونون کے کانون مین پڑے تھے صندل کے قشقے ماتھے
پر دیے تھے دونون اژدہے پر سے اُتر کر سیر مین مشغول ہوئے عمرو نے نہیب دی کہ ار
تم کون ہو لاو نشانی مجھے دکھاو پھر قدم آگے بڑھاؤ اُن دونون نے یہ سنتے ہی اپنی جھولی
سے ایک کاغذ کا نکال کر عمرو کو دکھایا اوسنے دیکھا کہ اوسپر تصویر افراسیاب کی بنی ہی
سمجھا کہ یہان کی یہی نشانی ہے خاموش ہو رہا وہ ساحر سیر کرکے ایک سمت کو چلے گئے اونکے
بعد پھر ایک جادوگر اور جادوگرنی آئی عمرو یہان کے آئین سے بخوبی تو واقف نہین تھا
اور دستور یہان کا یہ ہے کہ جو ساحر معزز قریب دربار شاہ طلسم ہے اوسکے لیے کچھ سند
اور نشانی کی ضرورت نہین ہے بلکہ جب کوئی ایسا شخص جلیل القدر یہان آتا ہے تو دروازہ
پرستان کے بیٹھنے والا اُٹھکر تعظیم اُسکی بجا لاتا ہے اور دونون ہاتھون سے سلام کرتا ہے
اُس وقت یہ ساحر اور ساحرہ جو آئے معززان طلسم سے تھے عمرو اسی طرح طالب نشانی
ہوا اور اونکی تعظیم بجا نہ لایا اُنھون نے سحر پڑھکر پھونکا اوسکو گرفتار کیا عمرو نے کہا خیر تو
ہے مجھے کیون قید کیا ہے میرا کیا قصور ہے ساحر نے کہا تو نے دستور کے بموجب ہماری تعظیم
نہین کی عمرو نے جواب دیا کہ دستور مجھے کیا معلوم نہین لیکن میرے دونون گھٹنے شدت
سے دکھتے ہین اُٹھا بیٹھا مشکل سے جاتا ہے اور ساحرہ کی طرف مخاطب ہوکر کہا کیون آپنے
ملاحظہ کیا ہوگا کہ مین کھڑا ہوتا تھا لیکن گر پڑا اُٹھا نہین گیا ساحرہ نے عمرو کے آنکھ ملنے
کہنے سے اور آنکھ کے اشارہ بنانے سے کہا ہان ہان مین نے دیکھا تھا کہ یہ اُٹھتا تھا مگر اُٹھا نہین گیا

ساحر نے اپنی زوجہ کی بات تصدیق اور عمرو کو چھوڑ دیا مگر پوچھا کہ اچھا دوسرا آئین تو نے کیوں
فراموش کیا عمرو نے جواب دیا کہ مارے ڈر کے ہوش و حواس میرے درست نہ تھے مجھے یاد نہ تھا
اُسنے کہا اب یاد ہے عمرو بولا ہاں یاد ہے وہی تعظیم و تواضع کرنا ساحر نے کہا اور دوسری
بات عمرو نے سوچ کر کہا اے توبہ مجھے ابھی یاد تھا کیا سہو مزاج میں ہو گیا ہے کہ ذرا سی
بات یاد نہیں رہتی ساحر نے کہا اب یاد رکھنا نہیں تو موقوف ہو جاؤ گے روز کا جانا رہیگا
دوسری بات یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے سلام کرنا عمرو نے عرض کیا واہ واہ یہ تو میں پہلے ہی
عرض کر چکا کہ تعظیم و تواضع ہی تواضع میں سب باتیں آگئیں آپ نے خود مجھے اس وقت
جھڑکیاں دڑا غرض کہ وہ دونوں بھی سیر کرنے چلے گئے اُنکے جانے کے بعد یکایک آندھی آئی
اور ہر طرف اندھیرا ہو گیا بعد لمحے کے ایک ساحر طویل قامت مہیب صورت ظلمات سحر
فام جادو نام یہاں آیا عمرو نے جانا کہ یہ کوئی بڑا زبردست جادوگر ہے تعظیم کرو ایسا نہو
کہ یہ بھی کچھ پرسش کرے یہ سمجھ کر اپنی جگہ سے اٹھکر دونوں ہاتھ سر پر رکھکر سلام بجا لایا
ظلمات بہت خوش ہوا اور دس روپیہ انعام دیئے عمرو روپیہ لیکر سوچا کہ یہ بیٹھے
تو اسکو قتل کروں یہ سوچ کر کہا سرکار آپ کوئی دم تشریف رکھیے ظلمات یہ کلمات سن کر
گھورنے لگا اور کہا آج تو نے خلاف دستور بات کیوں کی مجھے بیٹھنے کو کیوں کہا عمرو نے
جواب دیا بیشک خطا تو ہوئی معاف فرمایئے اور آپ چلے جایئے ظلمات نے کہا یہ کہنا بھی
خلاف قانون ہے جب میرا جی چاہیگا جب جاؤنگا عمرو دل میں سوچا کہ یہاں بات کرنا مشکل ہے
خاموش ہو رہو پس چپ ہو رہا وہ ساحر بھی سیر کے روانہ ہو گیا بعد کچھ عرصہ کے ایک نازنین
عورت پری پیکر صاحب حسن و جمال فلک غیرت روئی کی ہلال غیرت وہ ماہتاب رشک خورشید
جہانتاب گھوڑے پر سوار پشواز پہنے دامن پشواز کا ٹھسے پڑا لباس پر تکلف اور زیور سے
زیب قامت کیے یہاں آئی اور عمرو سے پوچھنے لگی کہ اے ساحر جادو دوست کوئی ساحر
تو نہیں گیا ہے عمرو نے کہا میں نہیں جانتا اُس نازنین نے سحر کرکے عمرو کو گرفتار کر کے اپنے
گھوڑے پر بٹھا لیا اور کہا اب تیری بھی یہ مجال ہوئی کہ ہم بات پوچھیں اور تو کہے میں نہیں جانتا
میں تجھکو سامنے شہنشاہ کے لے جا کر سزا دوں گی یہ کہہ کر گھوڑا اڑا چلی عمرو اسکے پیچھے تو
بیٹھا ہی تھا کمند کا حلقہ اسکی گردن میں پھنسا کر جھٹکا مارا کہ حلقہ بھی ہوا فوراً خنجر سے سر کاٹ ڈالا
العیاذ باللہ وہ جگہ قیامت آسا ماننہ ہوا کہ زمین پھٹ گئی کہ وہ دشت میں زبان ...

عمرو گھوڑے پر سے کود کر بھاگا اور ایک پہاڑ پر چڑھ کر درخت پر چڑھا اتفاق سے وہاں درخت
سیب آم کے تھے اسکے پتے توڑ کر آشیانے کی طرح اپنے بیٹھنے کی جگہ بنا کر چھپ رہا لیکن سراوس
ساحرہ کا جسکو ابھی قتل کیا ہے اڑتا ہوا باغ سیب میں پاس افراسیاب کے گیا اور پکارا
کہ مجھے عمرو نے مارا افراسیاب شعلہ فرط غضب سے ہو گیا اور ایک ساحر ذو فنون جادو
نام سے حکم دیا کہ عمرو مقام ہزار درہ میں ہے جلد اسکو گرفتار کر لا ذو فنون اسی وقت
روانہ ہوا اور جلد سے تذکرہ پہونچکر تلاشی پھرنے لگا یہانتک کہ اس پہاڑ پر جہاں عمرو
درخت پر مخفی تھا آکر ہر سمت تجسس کنان ہوا عمرو نے درخت پر سے دیکھا کہ ایک ساحر ہر سمت
پھرتا ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ کسی کو ڈھونڈھتا ہے یہ معلوم کرکے جب وہ تلاش کرتا ہوا دور
گیا عمرو نے درخت سے اتر کر زنبیل سے اپنی صورت کا پتلا مہرے کا نکال کر ایک درخت
کے نیچے چادر اوڑھا کر لٹا دیا اور آپ پھر درخت پر چڑھ کر پتوں کے آشیانے میں چھپ رہا جب
ملکے ذو فنون جادو ادھر آیا دیکھا زیر درخت کوئی چادر اوڑھے سوتا ہے اسنے پہلے سحر
سے حصار کر دیا اور بیحس و حرکت بنایا کہ ایسا نہو کہ اٹھکر فرار ہو جائے پھر قریب آکر چادر
ہٹا کر صورت دیکھی الغرض عمرو مشہور بہت ہوا اس باعث سے سب ساحر تصویر اسکی رکھتے
ہیں اسنے بھی تصویر سے مطابق کی عمرو کی صورت شناخت کرکے خوش ہوا اور پتلے کو
داب کر اڑتا ہوا خدمت افراسیاب میں آکر عرض پیرا ہوا کہ اسکو بڑی مشکل سے جال سحر کا
لگا کر میں گرفتار کر لایا ہوں حاضران دربار نے تعریف اسکے سحر کی زبانی شاہ نے حکم دیا
کہ اسکو ہوشیار کرو اسوقت اسنے سحر اپنا دفع کیا اور ہر چند پتلے کو جھنجھوڑا مگر وہ ہوشیار نہوا
ایک ساحر نے اٹھکر غصہ کرکے لات ماری کہ حرامزادہ دم چرائے پڑا ہے اٹھتا نہیں ہے لات
اسکی پیٹ میں پتلے کے گھس گئی پھر تو سب حیران ہوئے اور افراسیاب نے پانی چھڑکوایا
کاغذ وغیرہ پھٹ گیا غرض معلوم ہوا کہ پتلا مہرے کا کاغذ سے منڈھا ہوا ہے افراسیاب نے
کہا اب اہل دربار مجھ سے مسخرگی کرتے ہیں اور پتلے عمرو کی صورت کے بنا کر لاتے ہیں یہ کہکر ذو فنون
کو مار کوٹ اور بے عزت کر کے دربار سے نکلوا دیا اور دوسرے ساحر دانا سے جادو سے
حکم دیا کہ تو جا کر عمرو کو لا ساحر [illegible] سوچا کہ عمرو کا ملنا غیر ممکن ہے ایسا نہو کہ میں
جاؤں اور ذو فنون کی طرح ذلت حاصل ہو اس سے بہتر ہے کہ شاہ سے کوئی حیلہ کروں
یہ تجویز کر اسنے عرض کیا کہ اے شہنشاہ نصفت نشان عمرو عیار ہے اور عیار کو عیار ڈھونڈھ [illegible]

شناخت کرسکتا ہو آپ صرصر کو بلاکر حکم دیجیے کہ کسی ساحر کو ہمراہ لے جاوے اور بہانے سے گرفتار
گرفتار کراوے افراسیاب کو یہ راے بہت پسند آئی اور ایک پنجہ سحر روانہ کیا کہ جہان کہین
صرصر ہو اسکو اوٹھا لائے پنجہ روانہ ہوا مگر اب حال صرصر سنیے کہ جب زبانی خمار کے حال
گرفتاری عمرو اسنے سنا صورت اپنی مثل عمرو کے بناکر بارگاہ مہرخ مین آئی یہان سب
سردارون نے جب سے سنا تھا کہ عمرو طلسم باطن مین قید ہوگیا ہی نہایت درجہ مغموم
تھے اور بہر رہائی دست دعا بدرگاہ کبریا بلند رکھتے تھے اسوقت صرصر کے آنے سے بہت
خوش ہوکر اٹھے اور عمرو سمجھ کر بغلگیر ہوئے اور کہا خواجہ خدا کے تئین لیئے آپ کو وہان
سے رہائی دی صرصر نے براہ مکاری کہا کہ مین ہی ایسا تھا کہ ساحرون کو فریب دیکر
وہان سے چھوٹا خدا نے دوبارہ میری زندگی کی اگر دوسرا ہوتا تو ہلاک ہوجاتا یہ کہکر کہا
عیار کہان گئے ہین انھین بھی دیکھنے کو دل چاہتا ہی مہرخ نے جواب دیا کہ آپکے
ڈھونڈھنے کو گئے ہین آتے ہونگے یہ کہکر قصد قنات بستا سے صرصر نے پیستے اتروا لیے
ارباب نشاط کو بلوایا ساقیان مہ لقا حاضر ہوئے جام گلفام گردش مین آیا ناچ ہونے لگا
صرصر نے اپنے ہاتھ سے اہل انجمن کو شراب پلانا شروع کیا اور آنکھ بچاکر داروی بیہوشی
پیالہ و ساغر مین ملاکر ہر ایک کو دیا کہ سب بیہوش ہوئے اسنے خنجر نکال کر چاہا کہ سب کے
سر کاٹ ڈالے ان عمرو بھی گرفتار ہوگیا لشکر کا خاتمہ مین کردون جیسے ہی آنکھ خنجر لیکر چلی
تھی کہ پنجہ افراسیاب کا بھیجا ہوا آگرا اور اسکو اوٹھا لے گیا اسوقت برق فرنگی جو چہرا
بدل کر لشکر مین آیا سنا کہ عمرو آئے ہین خوش ہوکر بارگاہ مین گیا دیکھا کہ ساری محفل بیہوش
پڑی ہی اور پیشتر صرصر کا بنا ہی سمجھا کہ غضب ہی ہوگیا تھا اسنے سب کو ہوشیار کیا اور کہا
کیا ماجرا گذرا سب نے حال بیان کیا اسنے کہا اب جو یہان آیا کرے اول نذر و مہر دریافت
کر لیا کرو پھر آنے دو اسوقت خدا نے بچایا ورنہ سب کا خاتمہ تھا فی الجملہ یہان تو سب
مصروف عیش ہوئے لیکن پنجہ صرصر کو سامنے شاہ طلسم کے لایا اسنے [illegible] کو پھر ا کیا
اور بہت افسوس کے ساتھ عرض کنان ہوئی کہ مین اسوقت سب سامان حرامیون کا کام
تمام کرچکی تھی اور جملہ کیفیت معرض بیان مین لائی افراسیاب نے کہا اے صرصر الہی
باغیون کو جس وقت مین چاہون ایک آن واحد مین غارت کردون لیکن ضرورت [illegible]
عیارون کے قتل کی ہی اور راس مفتری حیلہ ساز عمرو کا گرفتار کرنا مقدم ہے تو جا کر اسکو

گرفتار کر لاؤ حضرت سلام کرکے بموجب ارشاد روانہ ہوئی مگر کیفیت عمرو کی بیان ہوتی ہے کہ یہ دو دست
بستہ اوپر کہسار کے بیٹھے آیا اور آگے چلا راہ کا ملنا دشوار تھا کہ وہ دشت طلسم میں آوارہ پھرتا
تھا کبھی کنارے دریائے سحر کے جاکر سیر اور تفریح کی کرتا مگر ممکن نہ ہوتا اترنا پھر کر اور طرف
جاتا ہزار ہا مکان اور باغات ساحروں کے دیکھتا اور ساحروں کو کاروبار میں مصروف دیکھتے چلتے
پاتا اسنے اپنے تئیں چھپاتا روانہ تھا جہاں تک جاتا تھا عجائبات اور طائر اور درند
دگر زند اور چوپائے انواع اقسام کے دیکھتا اسنے کبھی ایسے شکل دیکھے تھے اور نہ اس
طرح کے طائر اور جانور نظر سے گذرے تھے غرضکہ اسی طرح سیر کنان بہوشیاری تمام ایک
جگہ پہونچا وہاں دیکھا کہ پانچ ساحر خوش پوش پگڑیاں باندھے گلے میں طلائی ڈالے
جواہر کے کڑے انکے ہاتھوں میں پڑے لباس پر تکلف پہنے کہیں جاتے ہیں عمرو نے انھیں
دیکھ کر تجویز کیا کہ مال اور لباس انکا لینا چاہئے پس فی الفور کسی گوشے میں عمرو نے ایک ضعیفہ
عورت کی صورت بنا اور لباس ایسا اپنے تئیں بنایا کہ کمر جھکتا ہوا لاٹھی ہاتھ میں اور کر
ہاتھوں میں دی ہوئی چادر مجموعہ کی اوڑھے ضعف و ناتوانی کا پلیسے آہستہ آہستہ چلکر پکارا
کہ بیٹا ذرا ادھر آؤ تمھیں ثواب کا کام کرتے جاؤ وہ پانچوں پھر آگئے بڑھ کے گئے تھے اسکی صدا
حزین سنکر پھرے دیکھا ایک بڑھیا پکار رہی ہے متعجب ہو کر اسکے پاس آئے اور کہا بڑی بی
کیا کہتی ہو اسنے کہا بیٹا گھر سے یہاں تک اس عالم میں ضعف و ناتوانی اور بڑھاپے کے
ڈھونڈھتی ہوئی آئی ہوں کوئی نذر دینے والا نہیں ملتا تم لوگ اس شیرینی پر ساحری جمشید
کی نذر دے دو ساحروں نے مٹھائی لیکر فاتحہ دی اور اسکے ساتھ کچھ تبرک کھاکر اور نذر دیکر
رکھے کہا نذر ہو چکی عمرو نے دو دو ڈلیاں پانچوں کو دیں کہ اتنا تبرک تم بھی لیتے جاؤ انہوں
نے وہ لیکر دہن میں رکھ لیں کہ ذرا اسکے واسطے کہاں باندھیں کیا لیجائیں جب کھاتے
بیہوش ہو کر گرے عمرو نے انکے کپڑے اور زرکپڑے اور رومال وغیرہ جو کچھ انکے پاس تھا سب
لے لیا اور ایک تمغہ جو پڑا لکھا تھا کہ ملازم و خدمتگار افراسیاب جادو معلوم ہوا کہ خدمتگار
بادشاہ طلسم کے ہیں عمرو نے ایک رقعہ لکھکر ان میں سے ایک کے گلے میں باندھ دیا مضمون
اسکا یہ تھا کہ سر پیش تراشندہ کافران و سر برندہ جادوگران عمرو بن امیہ او حمزہ کے
افراسیاب کو تنبیہ اس میں ہے کہ مجھے دریائے سحر کے پار پہونچا دے ورنہ سارا طلسم
برباد کرونگا ہزارہا ساحران نامی مارونگا مکانات اور باغ لوٹوں اور غارت کرونگا

اور بے وقوف کوئی اپنے دشمن کو گھر مین بلا لاتا ہے میرے یہان رہنے مین سارے طلسم مین
بدانتظامی اور بدعملی ہو جائیگی سوائے بدتری کے کوئی بہتری کی صورت نظر آتی آپکی آزردہ
ہونیکا اختیار ہے الحاصل جب رقعہ باربد نے پڑھا اب کسی جگہ چھپ کر بیٹھ رہا بعد تھوڑی دیر کے ساحر
ہوشیار ہوئے اور اپنے تئین بہ بند دیکھکر سمجھے کہ وہ بڑھیا بلا تھی کہ ہمارا مال لیگئی یہی غنیمت
ہوا کہ جان چھوڑ گئی شکر سامری کرتے ہوئے چلے کہ ایک نے اُس سے کہا جسکے گلے مین
رقعہ بندھا تھا کہ یہ کاغذ تمھارے گلے مین کیسا ہے اُسنے یہ سنکر کاغذ کھولا اور لیکر پاس
افراسیاب کے آیا سب حال کہا اور رقعہ دیا وہ پڑھکر غضبناک ہوا مگر کیا چارہ تھا
جتنا ب کھا کہ خاموش ہو رہا مگر عمرو پھرتا ہوا دوبارہ کنارے دریائے خون رواں
کے گیا اور چاہا جست کرکے ادھر جاؤن یہ سوچکر پہلے ایک پتھر پھینکا وہ الٹا پھر آیا اور
پاٹ دریا کا تھم گیا اور شور عظیم پیدا ہوا ایک موج برابر کوہ کے اُٹھنے لگی عمرو
بھاگ کر ایک درۂ کوہ مین چلا گیا اور صورت اپنی پنڈت کی بنائی قشقہ دیکر دھوتی زنار
کمر کی باندھ کر پوتھی لیکر بیٹھا لیکن صرصر جو فکر مین عمرو کے ڈھونڈھتی چلی راہ مین مجھو سے
ملاقات ہوئی اُسنے پوچھا کہ بی بی صرصر کہان جاتی ہو اُسنے جواب دیا کہ ایک کام ضروری ہے
اسکے بتانے کو مجھو سمجھ گئی کہ سوائے گرفتاری عمرو کے اور کیا کام ہوگا مگر یہ حال کہ طرف
دربار کے چلی گئی اور صرصر پھرتے پھرتے وہان پہونچی جہان عمرو پنڈت بنا ہوا بیٹھا تھا
اُسنے دیکھتے ہی پہچانا اور کہا پنڈت صاحب مزاج اچھا ہے کیسے آپکے بچانے مین اسوقت
کیا سکتا ہے قید ہو جائیے یا گلے بندھن پھرئیے گا عمرو یہ گفتگو سنکر سمجھ گیا کہ مجھے پہچان گئی
سنبھل کر گویا ہوا کہ ای صرصر مجھ ایسے غریب اور بیچارے پر رحم کھانا چاہئے کہ دور از وطن
بے خانمان و آوارہ ہون غریب الدیار اور محتاج و بیچارہ ہون ایسی جگہ پھنسا ہون
کہ بمقتضائے بیت

ہر پھیر کے آج دائرے مین رکھتا ہون قدم	آئی کہان سے گردش پرکار پاؤن مین

صرصر نے کہا تم ایسے بیچارے محتاجون پر رحم کیا جائے تو طلسم کیسا ساحران عالم تباہ و
برباد ہو جائین تم مسافر ہو یا دعویٰ طلسم کشائی رکھتے ہو اور اگر غریب بھی ہو تو کیا تمنے
نہین سنا کہ فرد

کرتے کس منہ سے ہو غربت کی شکایت غالب	تمکو بے مہری یاران وطن یاد نہین

اب افراسیاب کے گھر میں آپ تشریف لائے ہیں وہ بھی بلا سبب درمیان ہے مثل مشہور ہے
یا سر نہیں یا سر ہی نہیں یا تو اُسنے تمہیں ہلاک کیا یا تمنے اُسے عمرو نے کہا انشاء اللہ میں
اُسکو قتل کرونگا موت اُسکی ہمیں یہاں لائی ہے صرصر بولی کہ یہ عجیب بات ہے اُسکو تم پاؤگے
کہاں وہ آئینہ سحر میں رہتا ہے اپنا ہمشبیہ قفل میں بٹھا کر آپ غائب ہوجاتا ہے عمرو نے
کہا صدہا ساحر آئے کوئی آگ میں رہتا تھا کوئی پانی میں لیکن ہر وقت قتل کیا میں نے
انھیں ظاہر کر لیا اسی طرح اس کیدی کو بھی پاکر تہ تیغ کرونگا آئینہ سحر میں اگر ہوگا میں چھرا
مارونگا صرصر نے کہا اچھا اب سنبھلیے باتیں ہو چکیں وقت گرفتاری آپہونچا عمرو نے
ہنسکر جواب دیا کہ کیوں شامت آئی ہے معشوقہ سمجھکر طرح دیتا ہوں ورنہ آب تاب آغوش
لحد میں سلا دیتا صرصر خنجر پکڑ کر آگے بڑھی اور کہنے لگی چل تجھکو سامنے شہنشاہ کے لیجاؤں
اور سفارش کرکے چھڑا دوں لیکن خواہ مخواہ اقرار یاری کا ذمہ لینے کا اسکے میں نہیں کر سکتی کیونکہ
بہت کچھ آئندہ شہنشاہ کو اختیار ہے عمرو نے کہا وہ مختار ہو گیا اور اسکا اختیار کیا تو تجھے
دریافت ہوگا کہ کیا پہونچا وسے جسوقت حمزہ صاحبقران طلسم میں تشریف لائینگے وہ
تیرا ادبدا کرینگے صرصر ہنسی اور جواب دہ ہوئی کہ حمزہ کا آنا بہت ہیچ ہے بیچ میں طلسم آئینہ
اور طلسم ہزار پیچ اور طلسم حیرت سد راہ ہیں جب اسنے طلسمات فتح ہوں اسوقت اُنکا
آنا ہو یہ کہکر خنجر مارا اور کمند پھینکی عمرو سوچا کہ تم اس سے مقابلہ کرو اور کوئی ساحر
آجائے تو مفت میں قید ہو جاؤنگا بھاگ کر کہیں ایسی جگہ چلو کہ کچھ مطلب نکلے اس سے
لڑنے میں سوائے قباحت کے کچھ فائدہ نہیں یہ سوچکر وار اُسکا رد کرکے بھلاوا دیکر
گلیم اوڑھکر غائب ہو گیا صرصر ناچار ہر طرف ڈھونڈھکر پاس افراسیاب کے گئی اور
عرض رسا ہوئی کہ میرے ساتھ ایک ساحر دیجئے تو جلد عمرو کو گرفتار کر لاؤں ورنہ عمرو
ہاتھ نہ آئیگا وہ نہایت زبردست ہے بڑی مشکل سے ہاتھ آئیگا افراسیاب نے ایک ساحرہ
شگوفہ سحر ساز جادو کو حکم دیا کہ تم اسکے ساتھ جاؤ لیکن کچھ نشانی بناتی جاؤ کہ تمپر
اگر وہاں کچھ آفت آئے تو مجھے یہاں معلوم ہو جائے شگوفہ حکم پاکر اٹھی اور اپنے گلے
میں جو مالا پہنے تھی اُس میں سے ایک دانہ لیکر سامنے شاہ کے زمین میں بویا فی الفور درخت
پیدا ہوکر بلند ہو گیا اور شگوفہ و ثمر اُس سے ظاہر ہوئے اسوقت ساحرہ نے عرض کیا کہ اے
شہنشاہ اگر میں کہیں گرفتار ہوئی یا قتل ہو جاؤں گی تو یہ درخت برباد ہو جائیگا میرا نشان یہی ہے جبتک

پہ تر و تازہ ہے جانیگا کہ کنیز جنتی ہے یہ کہکر صرصر کے ہمراہ روانہ ہوئی لیکن وہ تاج شناس چرخ فلک سکاری جو گلیم اوڑھے کر راہی ہوا ایک پہاڑ پر چڑھکر ایک نگاہ دوڑایا کہ اگر کوئی بستی نظر آئے تو وہاں حیل کرو چار پانچ دن دس پانچ ساحروں کے گھر لوٹوں تاکہ افراسیاب بھی یاد ہی کرے کہ عمرو کا پالا ایسا ہوتا ہے غرض کہ جب ہر طرف طائر خیال اوڑایا دور سے ایک قلعہ فلک فرسا دکھائی دیا کوہ سے اُترکر اوسی طرف کا راستہ لیا جب قریب پہونچا ایک حصن حصین بصد فر و تمکین نظر پڑا دیکھا حصار اُسکا بلور کا تھا سنگ موسی اور سماق اور سنگ یشب سے بیش بہا کے برج ہزار در ہزار بنے تھے پھاٹک جواہر نگین سراسر نور کا تھا دور قلعہ زمین سے خندق کندہ تھی لب گرداں اُسکی یاقوت احمر سے بنائی تھی کہ دور سے تماشہ تھی پل تختہ خندق پر فولادی پڑا تھا دروازہ پر ہزار ہا ساحر ملبوس بہ تکلف بیٹھا تھا گرداگرد قلعہ کے پشتہ دیوار پر چمنستان پر بہار لگا تھا سبزہ لہلہاتا تھا کہ نظم

اللہ رے اوج واہ ری شان — فرہاد کی روح اُسپہ قربان
ہمت کی بلندیاں جہاں پست — مانند زمیں ہے آسمان پست
رفعت میں عرش کے مقابل — وسعت میں دل حکیم کامل
ہر برج بلند عرش شان سے — باتیں کرتا تھا آسمان سے
دور اُسکا بیان ہے کیونکر آئے — اوج اوسکا نظر میں کیا سمائے
شیدہ سخن کمند شکستہ — مرغان نگاہ پر شکستہ

عمرو نے صحرا میں جاکر گھانس چھیل کر گٹھا اُسکا سر پر رکھا جسم سارا غبار آلود کر شکل گھسیارے کی بناکر قلعہ کا راستہ لیا خندق سے گذر کر جیسے ہی دروازے میں قدم رکھا دیوار قلعہ پر ایک طائر بیٹھا تھا اُسنے پکار کر کہا کہ عمرو آیا ساحر یہ صدا طائر کی سنکر دوڑے مگر عمرو نے گٹھا پھینک دیا اور اندر شہر کے بھاگا ساحروں نے دریشہر کو بند کرکے نظر سے عمرو کو مخفی کر دیا اور تلاش کرتے چلے وہ ایک ان میں سے زعفران جادو پاس اسکے اطلاع دینے کو گئے کہ یہ قلعہ اوسی کا ہے جسوقت کہ سیرگاہ سے پھر کر آئی ہے اور عمرو کے ہاتھ سے بیہوش ہوکر زک اُٹھائی ہے قلعے میں آکر اُسنے طائران سحر کو مقرر کیا اور ساحروں کو جتلایا کہ عمرو یہاں اگر آئے تو مجھے خبر ہو جائے خلاصہ کلام طائر سحر اوڑ کر اُسکے پاس پہونچے اور آمد عمرو کی مخبر ہوے صندل جادو وزیرزادی نے عرض کیا او ملکہ

جلدی آپ زمین و آسمان سارا جہان سحر بند فرمایئے کہ یہ دزد مکار نکل کے جانے نہ پائے زعفران نے فی الفور سحر پڑھ کر دستک دی کہ دیواریں قلعے کی بلند ہوئیں اور شعلہ فشان ہو گئیں ہر طرف سے راستہ نکل جانے کا بند کیا دروازہ بھی ناپدید ہو گیا بندوبست کامل کر کے بہت ہوشیاری اور خبرداری سے تجسس عمرو میں مصروف ہوئی لیکن عمرو بھاگا شہر کے کوچہ و برزن میں صورت اپنی تبدیل کر کے پھرنے لگا عجیب شہر پاکیزہ اور پُرفضا سواد بہشت نژاد دیکھا کہ عمارات مرتفع و بلند سرا اپنا سقف سپہر سے گھستی قصرہائے بہشت سے باج لیتی رعایا برایا حسین اور خوش وضع طرحدار دو طرف دکانیں آراستہ بیچ میں سڑک ہموار بازارین ہمیشہ ذی حوصلہ بیوپاری اور خریدار حسینان دہر کا مجمع جنکا عارض آتشین رنگ رشک شعلہ شمع دکانوں میں اجناس نفیسہ کا انبار خرقے اور پیشے والے مالدار اور تجار جوہری بازار کی چمک دمک پر صیرفی فلک کا دل قربان جواہر انجم کو اُسپر نثار ہونیکا ارمان نظم

بام و ایوان فلک سند لہا	شدہ تعمیر ز لوح دلہا
قصرہا جادہ ستاب بدوش	خانہا سیر ارم در آغوش
حسن با آن چشم و جلوہ ناز	بجلو داری خوبان ممتاز
ہر یکے لالہ رخے گل بدنے	گلشن رنگ و بہار چمنے

عمرو نے دل سے کہا ان پڑے تو سارا شہر لوٹ لیجیے اور رونق بازاران ساحران غدار کی کاسد اور برباد کر دیجیے یہ سوچکر دکان پر ایک جوہری کے جا کر نگین الماس و یاقوت طلب کیے اسنے اول تو مفلوک وضع عمرو کو دیکھ کر انکار کیا پھر سوچا کہ مجھے اپنے دام سے مطلب ہے دکھانے میں کیا ہرج ہے غرض چند دانے لعل و گوہر اور نگین الماس و یاقوت درج سے نکال کر دکھائے عمرو نے انکو زنبیل میں رکھ لیا اور اپنے پاس سے بڑے بڑے نگینے جھوٹے نکال کر دے دیے کہا یہ جواہر کام کا نہیں ہے میں نہ لونگا جوہری نے جو ان نگون کو جھوٹا دیکھا غل مچایا اور گریبان میں ہاتھ ڈالا کہا ارے اس دغاباز نے مجھکو لوٹا ہے فریاد کو پہنچو لوگ بازار کے چار طرف سے دوڑے اور ہنگامہ عظیم برپا ہوا عمرو نے کہا یہ مجھے لیے ڈرتا ہے میں بیچارہ غریب آدمی نگینے جواہر کے کیا کرتا اور اسنے مجھے جواہر دیا کیوں میں بھلا لینے کے قابل تھا سب نے کہا یہ سچ کہتا ہے اب لوگ جوہری سے پوچھنے لگے دجی مہاراج جی تمنے اسے جواہر دیا کیسے ایک نے کہا لالہ کسی امیر کو دیے ہو تو کچھ وصول بھی ہوا اس مفلس و

سے کیا لیگا ایک شخص بولا ارے بھئی اس سے کبھی کی عداوت ہوگی بعض نے کہا یہ بڑے بڑے
ٹھگ ایسا مرد مفلوک کہان سے پائے گا جو بدل لیگا غرضکہ سب نے جوہری کو قایل کیا اُسنے کہا
ابھی دس دکاندارون کے سامنے مین نے اسکو جواہر دیا ہے تم سب آئے مجھکو سمجھانے ہو سب
نے کہا اچھا یہ شخص کہین گیا تو نہین تھا اُسنے کہا نہین کہا تو تلاشی لے لو عمرو نے یہ سنکر سب
تلاشی دی جواہر تو زنبیل مین تھا اور زنبیل بوقت تلاشی لینے اور قید ہونے عمرو کے
غائب ہو جاتی ہے کیونکہ وہ معجزے کی ہے پس کہین جواہر کا پتا نہ لگا پھر تو ہزارون دشنام عمرو
نے جوہری کو دین اور مارنے کو دوڑا لوگون نے کہا جانے دیجیے یہ جوہری بڑا دغاباز ہے
الحاصل بیچارہ جوہری صبر کرکے بیٹھ رہا اور جو لوگ نمایش کرتے تھے وہ بھی اپنی راہ گئے
اور تخلیہ ہوا عمرو نے پھر اسی جوہری کے پاس آکر کہا تمہارا مال وہ کتنے کا تھا جو جاتا رہا اُسنے
بتلایا کہ بیس ہزار روپیہ کا عمرو نے کہا اگر دس ہزار روپیہ مجکو دو تو تمہارا جواہر دیدون جوہری
نے بموجب مثل کے کہ جاتا دھن دیکھیے تو آدھا لیجیے بانٹ دس ہزار دینا قبول کیے عمرو نے
جیسا اُسکا جواہر تھا ویسا ہی جواہر مصری کا بنا ہوا زنبیل سے نکالا اور اشرفیان دس ہزار
روپیہ کی لیکر اُسکے حوالے کیا اور آپ وہان سے روانہ ہو گیا جوہری جب دکان بڑھا کر
گھر پہنچکر گیا سارا ماجرا اپنی زوجہ سے بیان کیا کہ آج اس طرح سے ایک ٹھگ دس ہزار روپیہ
مجھسے لے گیا زوجہ نے کہا وہ جواہر جو اسنے پھیر دیا اس مین بھی کچھ نہ کچھ فتور ہوگا لاؤ
مین تو دیکھون جوہری نے درج جو کھولا روئی کے اندر لپیٹ کر جواہر رکھا تھا گرمی سے
مصری پگھل گئی جواہر کا پتا نہ رہا اسوقت دونون لگے سر پیٹنے اور روتے ہوئے پاس ملکہ
زعفران کے دہائی دیتے گئے اور دربار دولت پر سر پیٹنے لگے ملکہ نے انھین پاس
بلوا کر حال سب دریافت فرمایا اور کہا تم سمجھے ہو یہ کام عمرو عیار کا ہے جب وہ گرفتار ہوگا تمہارا
مال دلا دیا جائیگا اور حکم دیا کہ شہر کے سب جوہری ہمارے باغ مین آکر جمع ہون تاکہ اس شہر
کی تحقیقات کی جائے یہ حکم جوہریون کو جب پہونچا سب روانہ ہوئے عمرو نے جوہریون کو جاتے
دیکھکر ایک شخص سے کیفیت پوچھی معلوم ہوا کہ جسکا مال تمنے لیا ہے وہ نالشی ہوا ہے سب
زعفران کے پاس جاتے ہین غرض یہ حال پوچھکر خود بھی جوہری بنا چپکن پہنا جھکوے دار
پگڑی سر پر دوشالہ گلے مین ڈال کر بھاری جوتا پانون مین انگوٹھیان جواہر کی ہاتھون مین
پہنکر جوہریون کے ہمراہ باغ مین زعفران کے آیا سبحان اللہ اسکا باغ کا کیا کہنا

شہر ایسا پاکر حسن مجسم زر ریز پھر اسکے گلشن نگارین کا کیا پوچھنا در باغ پر پھول جواہر کے لگائے تھے کہ شداد کی روح کو شرماتے تھے جو کھٹ بازو ایسا ڈال طلاے خالص کے تھے اور چار دیواری اوسکی سنگ یشب کی بنی تھی کہ سوداز دون اور ضعیف دلون کو قوت اور فرحت بخشتی تھی اندر باغ کے درخت کے تراشی کیے ہوئے تھے اونکے بلورین بنے ہوئے تنے درختون کے سونے چاندی سے منڈھے ہوئے روش پٹری سے درست کسی طرف ایک کیفیت کے ساتھ دادِ ولبست ریاحین اور گل انواع و اقسام کے پھولے ہوئے بار اثمار سے خوشے جھوکے ہوئے نہرین آب گوہر سے زیادہ مصفا طائر خوش نوا شاخون پر نغمہ سرا گرد باغ کے عمارت عالی قصر دلپذیر بنے تھے درخت بلند ہو کر لب بام تک پہونچے تھے کو ٹھون کی منڈیر پر پھل درخت کے لگے تھے کہ لیٹے لیٹے جس میوے کو جی چاہے وہ لبون سے لگ جائے فرش قاقم و سنجاب کا ہر قصر و شہ نشین پر بچھا تھا بیچ باغ مین نگینہ مجرد رکھا تھا نیچے اسکے تخت یاقوت سرخ سے مزین اور مطلا آراستہ تھا کرسیان و دنگل مرصع کار دو طرف ادرگرد تخت کے گلدستے لگے تھے انجمن جمشید جم کو شرماتے تھے اسکندر کی بزم کو غیرت دلاتے تھے کہ ابیات

تھی حسن فزا فضائے گلشن — تھی وجد ہوا ہوائے گلشن
دیکھے نرگس کے ظرف سامان — اپنی خوبی پہ آپ حیران
لالے نے سے کہ چراغ روشن — جس سے کہ تمام باغ روشن
رقاصہ نسیم ہر روش پر — شاخین بھی جھومتین برابر
گرمی آفتاب گل سے — سایہ گلبن کے نیچے بیٹھے
مینا غنچون کا جلوہ زا تھا — مشرق صبح بہار کا تھا
اٹھتی ہوئی نہرون سے نزاکت — بہتی ہوئی نہرون سے لطافت
نہرون مین عکس لالہ رنگ تھے — پانی مین لعل بہ رہے تھے
شبنم سے بھرے تھے کاسہ گل — جنت مین جیسے ساغر مل

فی الحال جب جوہری جمع ہوئے ملکہ زعفران مع لشکر زری پوش و رفیق و انیسان زری پوش کے باغ مین آکر زمرد نگینہ و زرتار تخت پر جلوہ گر ہوئی اور ایک ایک جوہری کو بلا کر تحقیقات مقدمہ کی کرنے لگی یہان تک کہ نوبت سے بھی پرسش کی آئی سامنے

طلب کرکے استفسار کیا کہ اس جوہری کا جواہر جو شخص لیے گیا ہے وہ کبھی تیری دکان پر بھی آیا
تھا کبھی تو نے اسے دیکھا تھا عمرو نے عرض کیا پانچہزار روپیہ کا مال ایک روز وہ میرا بھی
لے گیا لیکن مین صبر کرکے خاموش ہو رہا نالش و فریاد نہ کیا سمجھ نہین کیا اب اگر آپ کے
یہان ہوکر آئیگا تو مین بھی اپنا مال اس سے لونگا زعفران نے کہا تمہین سب کو مین نے
اسواسطے طلب کیا ہے تا ہوشیار اور خبردار کردون کہ قلعہ مین عیار آیا ہے وہ سب کو لوٹتا
پھرتا ہے اپنا اپنا مال نہایت ہوشیاری سے رکھنا اور جو کچھ تمہارا جاتا رہا وہ سرکار سے
اسوقت لے لو آئندہ کو شنوائی نہ ہوگی یہ فرماکر صندل سے حکم دیا کہ پچیس ہزار روپیہ لاکر
ان دونون جوہری کو دو اسنے فوراً روپیہ حاضر کیا بیس ہزار اس جوہری کو پانچہزار عمرو
کو عنایت ہوا اس انصاف کو دیکھکر سب جوہری دعا دینے لگے اسوقت حکم ہوا کہ جو کچھ
جواہر ہمراہ لائے ہو وہ حضور مین گذرانو کہ ہم بھی خریدینگے جوہریون نے جواہر اپنا اپنا
دکھایا لیکن عمرو چپکا کھڑا رہا اس سے کہا تو بھی دکھلا عمرو نے جواب دیا کہ میرے پاس
جواہر ناقص ہے حکم ہوا کہ دکھا تو شاید پسند آئے عمرو نے مسکراکے ایک درج کمر سے
نکالا اور اسکو وا کرکے موتی برابر بیضہ مرغ کے ہاتھ پر رکھکر دکھایا وہ جگہ تمام روشن ہوگئی
زعفران بیقرار ہوکر تخت سے اٹھ کھڑی ہوئی پوچھا اے جوہری یہ موتی فرد ہے یا اسکی
جوڑی بھی ہے عمرو نے کہا کیا خوب آپ نے قدر کی ایک تو کسی بادشاہ نے آنکھ سے نہ دیکھا
ہوگا جوڑی کی ایک ہی کہی زعفران نے کہا سچ ہے جو اسکی نسبت کہو سچا ہے یہ کہکر اور
جوہریون کو رخصت کردیا انہین نہایت تعظیم سے بٹھلایا کہا قیمت اسکی اگر واجبی لو تو یہ
موتی مین مانگون جان اور اسباب کو لینگے نہین عمرو نے کہا کوئی اسکی قیمت بھلا کیا
دیگا یہ ہمارا ہی کلیجہ تھا کہ اسکی جوڑی کا موتی گھر لاکے کھاگئے زعفران نے پوچھا
کس لیے اسکو کھایا تھا کچھ فائدہ تو بیان کرو عمرو نے جواب دیا کہ مین نے سیاحی بہت
کی ہے ایک بار سنگلدیپ بھی جانے کا اتفاق ہوا تھا ہر چند کہ یہ ذکر طولانی ہے لیکن خلاصہ
یہ ہے کہ وہان ایک درویش صاحب کمال کے ذریعے سے اندر نگر مین پہنچا اور بخدمت
مین راجہ اندر کے گیا انھون نے ایک جوڑی موتی کی عنایت فرمائی تاثیر اسکی یہ بتلائی
کہ جو کوئی ایک موتی کھائے سات سو برس کی عمر پائے اور کبھی بوڑھا نہو لہذا ایک مین نے
کھا لیا دوسرا یہ موجود ہے یہ بیان سنتے ہی زعفران لوٹ ہوگئی اور کہنے لگی کہ روپیہ سے کیا

اور زعفران دونون نے ملکہ منگایا اور بڑی منت سے عمرو کو دیکر راضی کیا عمرو نے کہا ان
روپے کا جواہر منگا دیجیے اس قدر لیجانے مین مجکو تکلیف ہوگی اور بارہ دری مین چلیے مین
تدبیر اس ہونی کے کہانے کی بتلا دون غرضکہ اس روپے کا جواہر منگا کر اور ان دونون
کو بارہ دری مین لاکر ہونی کو حل کر کے کھلایا یہ کہاتے ہی بیہوش ہوگئین عمرو نے خنجر نکال کر
چاہا کہ اُنکے سر کاٹ ڈالون مگر زمین شق ہوگئی اور ایک شیر نکلا عمرو نے شیر کو دیکر فی الفور
صندل کو اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لیا اور زعفران پر ہاتھ ڈالنے کا قصد کیا تھا کہ شیر نے
چیخ ماری زعفران ہوشیار ہوگئی شیر تو غائب ہوگیا لیکن اُسنے عمرو کو پکڑ لیا اور کہا
او دزد غضب کیا تھا کہ مار ہی ڈالا ہوتا اور گرفتار کیے باہر بارہ دری کے لائی ہر طرف
صندل کو تلاش کیا کہین پتا نہ ملا عمرو سے پوچھا سچ بتا کہ تو نے صندل کو کیا کیا عمرو نے
کہا اسے ملک مین ساحرون کا گوشت نہایت رغبت سے کہاتا ہون اُسکو مین کہا گیا بہت
بھوکا تھا زعفران جواب دہ ہوئی کہ تو غلط کہتا ہے سامنے تیرے جو درخت صندل کا لگا
ہے پیدا ہوجاتا جو صندل کو کہالیتا قاعدہ ہے کہ جب ساحر مرجاتا ہے اُسکے سحر کی
بنائی ہوئی چیز گم ہوجاتی ہے عمرو نے کہا سچ تو یہ ہے کہ اسکو مین نے زنبیل مین رکھا ہے زعفران
کو اور زیادہ استعجاب ہوا لیکن کہنے لگی کہ اے عمرو تو اگر صندل کو چھوڑ دے تو مین
تجھکو اپنے قلعے سے باہر کردون عمرو گویا ہوا کہ اگر دریاے خون رواں کے پار بھیجدے تو
البتہ اسکو مین دیدون ملکہ نے کہا یہ میری مجال نہین کہ دریا کے پار تجھے بھیجون یہ اختیار شہنشاہ
کو ہے عمرو عرض پیرا ہوا کہ دو لاکھ روپیہ دو اور اپنے قلعے کے باہر نکال دو تو بھی صندل
مل سکتی ہے زعفران نے قبول کیا اور روپیہ منگوا دیا اور قلعے کے باہر بھیجدینے کی نسبت
قسم کہائی عمرو بارہ دری مین گیا اور زنبیل سے ایک زن ساحرہ کو کہ اکثر مقامات پر گرفتار
کر کے رکھا ہے نکالا اور صورت صندل کی بنا کر اُسکو فہمایش کر دیا کہ تجھے زنبیل کی قید سے
رہائی ملتی ہے اور وزیرزادی زعفران اپنی شاہزادی کی کہلائیگی خبردار سواے صندل
جادو کے اور کچھ اپنے تئین نہ بتلانا اس ساحرہ کو خوشی اپنی رہائی کی ہوئی اور کہنا عمرو کا
قبول منظور کیا یہ اُسکو لیکر سامنے زعفران کے آیا اُسنے اُٹھ کر وزیرزادی جانکر گلے سے
لگایا اور پاس اپنے بٹھایا شفقت سے ہاتھ پشت پر رکھا چنانچہ زعفران ایسی زبردست
ساحرہ ہے کہ اُسکے گلے ملنے اور پیٹھ پر ہاتھ رکھنے سے سارے جسم مین اُس عورت کے سوزش

ہونے لگی اور تاب نہ لائی اوٹھ کر بھاگی زعفران نے کہا اے صندل کیون مجھے سحر یاد نہ رہا
کہ اس مین عمرو نے بات بنائی کہ حضور زنبیل مین جانے سے سحر بھول جاتا ہے کیونکہ اگر یاد رہے
تو پھر ساحر وہان رہنے کیون زعفران نے کہا سچ ہے افسوس ہے مین نے بڑی مشکل سے سکھایا
تھا خیر پھر بتلایا جائے گا یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک آندھی آئی اور آگ ہر طرف برسنے
لگی بعد تھوڑے ایک بجلی کوندتی ہوئی آئی زمین پر گر کر لوٹی اور زن خوب صورت بنکر لباس
سرخ رنگ پہنے زر زیور یاقوت احمر زیب جسم کیے سامنے پہونچی زعفران پہچان کر اٹھی خوشی
لینے برق فشر ریز اُسکی دوست ہے اکثر اسکے پاس آتی ہے حاصل کلام دونون
باہم بغلگیر ہو کر بڑی گرم جوشی کے ساتھ بیٹھ کر گرم سخن ہوئین زعفران نے سارا حال عمرو
کا بیان کیا اور صندل کو دکھایا اسنے بھی اٹھکر سلام کیا برق فشر ریز نے غور سے
دیکھ کر کہا اے ملکہ یہ صندل نہین ہے عمرو بڑا دغاباز ہے اسنے نامی جادوگر ساحر
شمشاد ایسے جادوگرون کو مارا ہے خداوند سامری اسکی صفت سامری نامے مین لکھ گئے
ہین بھلا وہ صندل کو دیگا یہ سنکر زعفران نے اُس عورت کو دھمکانا شروع کیا کہ
سچ کہہ تو کون ہے اسنے کہا مین شہر کامرو کی رہنے والی ہون اور عمرو نے مجھے زنبیل مین قید
کیا تھا اسوقت مجھے صندل بنا لیا ہے حال میرا یہ ہے آیندہ آپکو اختیار ہے زعفران
نے کہا اے برق فشر ریز تم سچ کہتی تھین اُس موے نے دغا کی عمرو دلیر اپنے
باتین سنتا تھا بولا کہ حرامزادی تو نے میرے ساتھ بھی تو دغا کی وعدہ کیا تھا کہ عمرو تیری
پھر مجھ کو کہان رہا کیا بھاگے کو مین نے صندل کو نہین دیا ورنہ ہلاک ہو جاتا برق پھڑکر
بولی کہ اے عمرو تو آدمی نہایت لائق ہے مین تجکو اپنے ساتھ لے چلون گی تو صندل
کو دیدے عمرو نے جواب دیا کہ مجھ سے سحر دفع کرو باغ کے باہر جانے کا راستہ ہو تو
مجھے یقین آئے کہ تم چھوڑ دو گی ابھی تو اپنی مضبوطی تم سب کے ہوا اور مجھ سے صندل
کو مانگتی ہو زعفران نے یہ باتین سنکر سحر اپنا دفع کیا راستہ کھول دیا اور کہا لاؤ صندل کو
عمرو کمر مین ڈھونڈنے لگا اور کہتا جاتا تھا کہ دیتا ہون سب تعجب سے دیکھ رہے تھے
کہ عمرو گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا زعفران گھبرائی کہا دیکھو مین ہوا دغا کر گیا برق نے
کہا کہیں گیا نہیں ہے مین ہون تم سحر کرو کہ اس عرصے مین عمرو نے جال مار کر لوٹنا شروع کیا
فرش و کرسی و ذنگل تخت و پاندان و چنگیر و سقاباد وغیرہ جملہ اسباب غائب ہو گیا اکثر

ہنگامہ مچا عمرو نے پکار کر کہا ہم جاتے ہین کنیزین غل کرنے لگین کہ کوئی کہتا ہے ہم جاتے ہین
ایک نے کہا تو اس آنے جانے مین ہم لٹ گئے دوسری بولی بہن غضب ہوا میری تو گٹھری تک
نگوڑے نے نہ چھوڑی خلاصہ کلام ایک لمحہ مین سارا گھر صاف نظر آنے لگا نقش بوریا تک
عمرو نے نہ رکھا اور باغ سے نکل کر چلا دروازے پر چلتے وقت ترکون اور حبشیون سے
بھی کہتا گیا کہ ہم جاتے ہین اور جو کچھ اسباب انکا پایا وہ بھی لیکر شہر کے اطراف مین جو دیہات و
قریہ جات ہین اُس طرف چلا اور ایک گانون مین پہونچکر صورت اپنی سپاہی کی ایسی بنا کر
ٹھہرا ادھر زعفران نے ایک طائر ماش کے آٹے کا بزور سحر بنا کر اوڑایا کہ جہان کہین
عمرو ہو وہان جا کر دیکھے اور مجکو آکر خبر دے طائر اوڑ گیا اور اسنے ایک مرقع سحر کا
منگا کر دیکھا کہ عمرو کس کی صورت کی طرح بنا ہو اس ہنگام مین وہ طائر سحر اوڑ کر اُسی
گانون مین پہونچا کہ جہان عمرو تھا اور پھر کر آیا اور پکارا کہ موضع زعفران پور مین عمرو
ہے زعفران یہ خبر سنکر اور مرقع سحر مین دریافت کرکے کہ عمرو کی صورت سپاہی کی ہے
اوڑی کہ جاکر پکڑ لاؤن جب مقام عمرو پر پہونچی طائر سے پوچھا کہ کس طرف ہے اُسنے
پکار کر کہا کہ وہ درخت کے نیچے بیٹھا ہے یہ سنکر اودھر ہی چلی مگر طائر کا بولنا عمرو نے بھی
سنا جلدی سے گلیم اوڑھ کر بھاگا زعفران وہین ٹھہری اور طائر کو پھر بھیجا کہ خبر لا عمرو
کدھر گیا طائر چلا لیکن عمرو نے ایک جگہ آکر گلیم اُتاری تھی کہ طائر پھر آکر ٹھہرا یا اور پھر کر چلا
عمرو سمجھ گیا کہ یہی طائر معلوم ہوتا ہے کہ تیری خبر دیتا ہے بس گلیم اوڑھکر بھاگا وہان طائر
نے جاکر خبر دی زعفران اُڑتی ہوئی آئی لیکن کسیکو نپایا پھر طائر کو روانہ کیا جب طائر
آیا عمرو جہان ظاہر ہوا تھا دیکھ کر پھرا اور خبر جاکر کہی ساحرہ ادھر چلی اُدھر عمرو نے گلیم
اوڑھ کر اپنی راہ لی اب عمرو آگے آگے اور زعفران پیچھے پیچھے دوڑ رہی اسی طرح پھرتے
آخر عمرو نے تھک کر ایک غار مین اُتر گیا اور جال الیاسی سر غار پر لگا کر گلیم اُتار کر بیٹھا کہ طائر
آیا اور دیکھ کر جا کر مخبر ہوا زعفران اُڑکر غار پر آئی اور عمرو کو بیٹھے دیکھ کر پکاری کہ حرامزادے
اب کہان جائیگا عمرو نے بھی کہا کہ ارادہ مجھے آتو سہی یہان زعفران بغضب تمام بیکم
ہنگری غار مین پہونچکر جال مین پھنسی اور عمرو نے کھینچکر زنبیل مین ڈال دیا اور غار سے
نکل کے روانہ ہوا زعفران ہنوز زندہ ہے مگر اسکا باقی ہے پتلون نے سحر کے عمرو کو
گھیرا اور ہر ایک کہتا تھا کہ ہماری بی بی کو چھوڑ دے عمرو جب اسوقت کہتا جاتا تھا کیون

قیامت آئی ہے اگر مجھے تم ستاؤ گے میں تمہاری بی بی کو مار ڈالونگا تپلون نے خائف ہو کر برق
شرر ریز جو مہمان آئی ہے اسے اس حال سے مطلع کیا برق شرر ریز ساحروں و شاگردوں کو
سحر کو لے کر دوڑی شور و غل عظیم برپا ہوا ساحر پیچھے پیچھے عمرو کے غل مچاتے جاتے ہیں لیکن
اس خوف سے کہ زعفران کو عمرو ہلاک نہ کر ڈالے کوئی ہاتھ نہیں ڈالتا عمرو بھاگا ہوا
ویرانے سے آبادی میں آیا اور ہر کوچہ و برزن میں پھرنے لگا لیکن جب شور و غل ساحروں کا
کسی طرح کم نہوا اسوقت عمرو نے قصد کیا کہ زعفران جادو کو مار ڈالوں اسی فکر میں ہر
سمت پھرتا تھا کہ ایک مقام پر حلوائی روغن کڑھاؤ میں گرم کر رہا تھا عمرو نے زنبیل کا منہ کھولکر
جال میں زعفران کو رکھ کر کھینچ کر باہر نکالا تپلون نے اور ساحرون وغیرہ نے چاہا کہ لپٹ کر
چھین لیں عمرو نے جال کو کڑھاؤ میں جھاڑ دیا زعفران جھٹ کر روغن میں گری اور جل کر
تمام ہو گئی ایک ہنگامہ قیامت زا بلند ہوا تمام عالم تاریک تھا پتلہ ہائے سحر جو عمرو کو گھیرے
تھے اسکے مرتے ہی غائب ہو گئے ساحر اس آفت کو دیکھ کر بھاگے برق شرر ریز بھی خائف
ہوئی کہ عمرو بلا سے بدتر ہے ایسا نہو تو بھی گرفتار ہو جائے یہ سوچکر گریزان ہو کر اپنے مقام کی طرف
گئی اور عمرو نے اس تاریکی اور شور وغیرہ میں جال مار کر دکانوں کو لوٹنا شروع کیا دکاندار
سر پیٹتے ہیں دکانیں بند ہوتی ہیں اہل شہر بھاگتے پھرتے ہیں آفت برپا ہے آخر اسی حالت
میں یکایک صدا آئی کہ کشتی مرا نام من زعفران جادو بود قلعہ جو سحر بند تھا اسکا
سد و دتھا کھل گیا عمرو بھاگ کر قلعہ کے باہر نکل گیا اور صحرا نورد ہوا اس خیال سے کہ کسی
طرح دریائے خون رواں کے پار اتر جاؤں لیکن اب حال صرصر کا سنیئے کہ ہمراہ شگوفہ
سحر کے واسطے گرفتار کرنے عمرو کے چلی تھی تلاش کنان قریب اس صحرا کے پہونچی جہاں عمرو
پھر رہا ہے خلاصہ کلام عمرو نے دور سے دیکھا کہ صرصر ایک ساحرہ کے ہمراہ کسی کو ڈھونڈتی
ہوئی جاتی ہے یہ دیکھ کر کوس بھر اُس نے عمرو آگے نکل گیا اور وہاں اپنے تئیں ظاہر کیا صرصر
نے اس ساحرہ سے کہا اے شگوفہ دیکھو وہ عمرو کھڑا ہے عمرو نے یہ کلام سنکر جھاڑی میں
اپنے تئیں چھپایا لیکن صرصر پیچھا پکڑ کر دوڑی عمرو جھاڑی کے اندر ہی اندر چلکر ایک غار
میں اتر گیا صرصر نشان پا دیکھتی ہوئی جھاڑیوں کو ڈھونڈھتی چلی اس عرصہ میں شگوفہ
سحر نے کہا اے بہن کسی طرف سے سانس لینے کی صدا آتی ہے صرصر اسکے کہنے سے ہر طرف
نگران ہوئی ادھر عمرو نے اژدہا غار سے مقوے کا بنا کر نکالا کہ بجائے آنکھوں کے یاقوت

سر پر نصب تھا مشعل کی طرح آنکھیں روشن تھیں منہ سے شعلے آتش کے نکلتے تھے صرصر اور
شگوفہ اسکو دیکھکر بھاگیں انکے پیچھے عمرو بھی غار سے نکل کے چلا اور چاہتا تھا کہ قابو پاکر
انھیں گرفتار کرے اتفاقاً ایک مقام پر شگوفہ کو احتیاج پیشاب کرنے کی ہوئی صرصر
سے علیحدہ ہوکر جھاڑی میں گئی عمرو نے پشت پر سے آکر حلقہ کمند کے مارے اسنے گھبراکر پیچھے
پھرکر دیکھا عمرو نے بیضہ بیہوشی مارکر اسکو بیہوش کردیا اور پیرہن اسکا اتارکر رنگ و روغن
عیاری لگاکر اسکی ایسی صورت بنکر صرصر پاس آیا اور اسکے ہمراہ آگے روانہ ہوا پھر دو
چل کر گلیم اوڑھکر غائب ہوگیا صرصر بھی سمجھی کہ شگوفہ ساحرہ زبردست ہے بزور سحر غائب
ہوگئی ہے لیکن عمرو نے دور سے ایک ساحر کو اس طرف آتے دیکھا تھا اسوجہ سے غائب
ہوکر دوڑا اور قریب اُسکے پہونچکر گلیم اتارکر ظاہر ہوا وہ ساحر ساکن طلسم باطن بھاجبان
اعزازمیں سے تھا شگوفہ سحر کو سمجھا کیا تھا اسنے استفسار کیا کہ آپ کہاں جاتی ہیں عمرو
نے کہا تلاش عمرو میں پھرتی ہوں لیکن تمسے کچھ کہنا ہے یہ کہکر قریب اسکے جاکر حباب
بیہوشی ناک پر مارا کہ وہ بیہوش ہوکر گرا عمرو اسکو اٹھاکر جھاڑی میں لے گیا اور زیادہ بیہوش
کرکے اسکو اپنی صورت اصلی کے مانند بنایا اور پشتہ پر لادکر چلا یہاں صرصر حیران تھی
کہ شگوفہ غائب ہوکر کدھر گئی اور ڈھونڈھتی پھرتی تھی کہ ایک جانب سے اسکو دیکھا
کہ عمرو کو لادے ہوئے آتی ہے صرصر جھپٹ کر نزدیک آئی اور گویا ہوئی کہ آپ نے
شاید اسی کو کہیں دیکھا تھا جو غائب ہوگئی تھیں بارے خوب ٹھکانے لگی اچھی تدبیر سے
حضور نے گرفتار کیا ورنہ اسکا ہاتھ آنا دشوار تھا لیکن امید یہ آپ سے رکھتی ہوں کہ سامنے
شہنشاہ کے یہ نہ فرمائیے گا کہ میں نے عمرو کو گرفتار کیا ہے بلکہ یہ اظہار کیجئے گا کہ صرصر نے
قید کیا ہے کیونکہ عیار کا گرفتار کرنا ہم عیاروں کا کام ہے دوسرے یہ کہ اس نفری کو
مجھے عنایت فرمائیے تاکہ لٹکا رکھے میں باندھ کر لے چلوں شگوفہ نقلی یعنی عمرو نے جواب
دیا اگر اسکو ہوشیار کرکے بھی چاہتا ہے حال پوچھوں صرصر نے کہا کہیں ایسا غضب بھی کیجئے گا
ہوشیار ہوا اور آفت لایا فوراً چھوٹ جائیگا پھر قید نہ ہو سکیگا مناسب یہ ہے کہ اسکو مجھے
دیجئے آپ کے باعث سے میری عزت افزائی ہوگی آیندہ آپ کو اختیار ہے شگوفہ
نے اسکے التماس کو پذیرا کرکے اُس ساحر کو دیا صرصر نے چادر عیاری بچھاکر حلقہ ہائے کمند
سے پشتہ سا باندھ کر پشتارہ درست کرکے دوش پر رکھا اور نہایت درجہ شاداں اور

فرحان روانہ ہوئی آگے بڑھکر شگوفہ سے مصلحت کی کہ خاص طلسم کی راہ سے دربار میں
چلیں ایسا نہو کہ دوبارہ چلنے میں کچھ فتور پڑے غرض دونوں اوسی طرف چلیں یہانتک
کہ ایک صحرا میں پہونچیں کہ سارا جنگل سونے کا تھا ہر سمت آگ لگی ہوئی معلوم ہوتی
تھی گھانس اور درخت کیا بلکہ زمین تک طلاے احمر کی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ مرصع
طراز قدرت نے طلائی زیور گیاہ اور نباتات کا شاہد صندلین رخسار الفت کو پہنایا ہے
یا فصل بہاری نے لباس استبرق اوتار کر سنہری پوشاک زیب قامت فرمائی ہے پھول
اور بعض درختوں کے گل خورشید کو شرماتے تھے رشک سے آتش حسرت میں جلاتے تھے
میوہ دار اشجار سراسر بہار پھولوں کے درختوں پر عقد ثریا نثار سبحان اللہ کیا قدرت
صیرفی قدرت کی ظاہر تھی کہ چشمہ ہاے آب کی بھی رنگت سنہری تھی موجوں سے کیفیت
عیاں تھی کہ سونا بوتہ زرگر میں جوش کھاتا ہے سنہری گھاس سہرے کی طرح لہلہاتی آنکھ سے سہرے
بین کو شرماتے گرداگرد اس جنگل کے پہاڑ سونے کے سربلند تھے جھرنے جھڑتے زعفرانی
پھول اوپر لگے ہر ایک کے دلپسند تھے آبشار کا جوش موج تبسم کو گلکندی رنگوں سے شرماتا تھا
فی الحقیقت اسکی شان میں یہ زیبا تھا نظم

ہر سمت وہ آبشار کا جوش — جھرنے وہ کہ اڑین دیکھکر ہوش
صناعی صانع ازل کی — پتھر پتھر سے صاف جھلکی
کیفیت سبزہ اس ادا سے — جو باج لے خلد کی فضا سے
اللہ اللہ وہان کا جوبن — قربان صدقے ہزار گلشن
قدرت کی بہار اُس جگہ تھی — رنگینی حسن دامن نگہ تھی
گھبراتے جو چرخ کے فرشتے — پھرتے چلتے وہین پہ آتے
پتھر بھی وہان کے سونے کے تھے — ہر سمت چٹان سے پڑے تھے
لاکھوں آہو ہزاروں چیتے — چرتے گھاس اور پانی پیتے
بشاش و کلیل مین نظر آئے — گہ بھاگے کبھی ادھر آئے

عمرو ہمراہ صرصر کے شگوفہ بنا ہوا یہ سیر و کیفیت دیکھتا چلا جاتا تھا اور دل میں سونے کا
جنگل دیکھکر للچاتا تھا کہ کس طرح پاؤن جو اس جنگل کو زنبیل میں رکھ لون پھر سوچتا
تھا کہ طلسمی کارخانہ ہے بظاہر سونے کا دکھائی دیتا ہے نظر بندی کا ایسا طور [illegible]

طمع کرنا سراسر بیجا ہے غرض اسی طرح دل سے باتین کرتا روانہ تھا یہانتک کہ کوہستان سے
وہان سے جب گذر گیا تو ایک جنگل ہموار بدکا ملا یہان گھاس اور پتے درختون کے زمرد کے
تھے اور پھول جواہر کے پھل موتیون کے لگے تھے ہر نوک گیاہ پر گوہر شب چراغ نصب تھا
صحراے گوہر نگار تھا یا قدرت رب تھا چمنستان روشن سبزہ ہر ہزار طرح کا جوبن رونق دہ
گلشن نگارین بل فردوس برین تھا کہ ابیات

سبزے کا ہوا سے لہلہانا	جوبن پہ سمن پھول کا دکھانا
لپٹا پیڑون سے عشق پیچان	ہر غنچہ و گل تھا عطر افشان
خوبی سے بھرا ہوا وہ گلزار	نایاب و نفیس و سادہ پرکار

جب اس مقام سے اور آگے بڑھے ایک دیوار چینی کی از زمین تا چرخ برین سر کشیدہ نظر آئی
کہ منزلون تک درازی اسکی تھی روبرو اُس دیوار کے ہزارہا پتلا بلور کا سپر و شمشیر ہاتھ
مین لیے کھڑا تھا اور بیچ مین دیوار کے ایک پتلی مثل تصویر کے نصب تھی اوسکے نزدیک
صرصر نے جاکر کہا اے تصویر طلسمی بحق شہنشاہ طلسم مجکو راستہ دے اُس پتلی کا پیٹ شق
ہوا اور ایک دروازہ ظاہر ہوا صرصر اور عمرو دونون داخل ہوے اور ایک تراقا پیدا
ہوا دروازہ بند ہوگیا صرصر اور عمرو آگے بڑھے ایک بیابان مین پہونچے کہ وہ مرغزار
دلکشا تھا سراسر نکہت سمن وگلاب سے بھرا تھا نسیم سحاب وہان کی معطر کن مشام جان تھی
شمیم گل مثل زلف عنبر ساے شاہدان کے عطر افشان تھی طرفہ تر یہ طلسمات تھا کہ ہرسمت ابر
گھرا ہوا جیسے موسم برسات تھا ساون کا مہینا معلوم دیتا تھا کہین پانی برستا تھا کہین
مطلع صاف نظر آتا تھا اودی اودی بدلی تھی گھٹا گھنگھور چھائی تھی غرضکہ ایسے مقام فرحت بخش
کی صفت مین یہ اشعار کافی ہین حظ نفس ناظرین کو وافی ہین نظم

بوتلین لاؤ ہرا ندی کی منائین ساون	آج کل باغ پہ عالم ہے گھٹا پر جوبن
ہاے کیا باغ ہے کیا ابر ہے کیا سبزہ ہے	بوندیان پڑتی ہین چلتی ہین ہوائین سن سن
پانی پتون سے ٹپکتا ہے شرابور ہین پیڑ	دھوئی دھائی روشنین صاف ہین جیسے چندن
باغ مین آکے جہانتک توجھکی ہے بدلی	لگتیان جھکین ڈالی نہ جھکائین گردن
بادل اُٹھ کے چلے آتے ہین جدھر کو دیکھو	بجلیان کوندتی ہین شور ہے اتر دکھن
یون گھٹا چھائی ہے اور کوندی ہے بجلی	جیسے نیلم کے نگینے پہ جڑا ہو کندن

اسقدر زور سے چلتے ہین ہوا کے جھونکے	پیڑ اسطرح جھکے جاتے ہین جس طرح دلھن
مینھ برسنے کی ہے آواز ہوا کا غل ہے	شور سے سر پہ اُٹھاتے ہین چمن مرغ چمن
اس قدر چار طرف ابر ہے ماشاءاللہ	چشم بد دور نہین دنیا مین ایسا ساون

اُس دشت تراوت بیز مین ہر چند کہ بارش ہوتی تھی مگر جسم پر ایک بوند نہ پڑتی تھی صرصر اور شگوفہ نقلی سیر کنان ایک ایسے مقام پر پہنچین کہ وہان آٹھ ہنڈولے کھڑے تھے یہ دونون ایک ہنڈولے پر جا کر بیٹھین کہ یکایک زمین شق ہوئی اور دو تخچے پیدا ہوے اور دونون کی کمر مین ہاتھ ڈالکر اوڑے ایک صحراے سبزہ زار مین لاکر انھین اوتار کر غائب ہو گئے انھون نے اس جنگل کو بھی نہایت سبز و خرم پایا یعنے سبزہ وہان کا سبز رنگون کو لبھاتا تھا سبز بختان دہر کو شرماتا تھا جو پھول تھا شگفتہ خاطرون کے دل کا فراغ تھا بلکہ مرہم داغ یا تیرہ بختون کے لیے چراغ تھا ہر ایک شجر خضر راہ اشتیاق تھا مجنون کے دل کو قامت لیلی کا طور دکھا کر تسکین دینے مین طاق تھا ہر سمت چشمے جاری گرد جھیلون کے سبزہ زنگاری بمقتضاے

نظم

ہر اک طرح کے تھے وہان پر چمن	کسی مین بنفشہ کسی مین سمن
کہین لالہ تھا اور کہین جعفری	کہین رایبیل اور رتن منجری
کہین چاندنی تھی کہین موگرا	کسی جا بدن بان اور موتیا
کسی جا سے آتی تھی شبو کی بو	کہین پر کھلا تھا گل نازبو
کسی جا لگا تھا گل آفتاب	کہین تھا ہزارا بصد آب و تاب
کہین تھی وہ شبنم کی گل پر بہار	کہ گوہر کرے ابر نیسان نثار
غرض تھا وہ گلزار رشک جنان	تھین ہر شاخ پر بلبلین نغمہ خوان

یہ دونون اُس بیشہ فرحت افزا مین روان تھین کہ سامنے سے صدا طرقوا کی سنائی دی اور بڑے جاہ و تجمل سے ایک سواری ساحر جلیل القدر کی آئی آگے آگے پیادل ورچیلے عصاے طلائی اور جواہر آگین لیے ادب اور نقابت گویان ہزارہا خادم بلباس تکلف ہمراہ سواری پویان دور باش کا شور بلند اور ایک تخت مرصع کار و دلپسند پر طوفان جادو نام ساحر ذی احترام سوار پشت پر ہمراہان نامدار کی قطار قریب آکر پہنچا صرصر نے آگے بڑھکر سلام کیا اُسنے سلام لے کر پوچھا کہ بی صرصر کہان چلین اسنے جواب دیا کہ عمرو کو

دربار شہنشاہ میں لیے جاتی ہوں طوفان جادو نے کہا میں بھی وہیں چلتا ہوں میرے
ہمراہ جلوسواری موجود ہے سوار ہو لو صرصر عرض پیرا ہوئی کہ حضور ہم عیار بچیان ہر جگہ پھرا
کرتی ہیں سواری اگر ڈھونڈھیں تو کام کیونکر چلے آپ تشریف لے چلیں کنیز پیچھے پیچھے آتی
ہے یہ سنکر وہ ساحر آگے بڑھا اور صرصر اور شگوفہ بھی چلیں جب اُس صحرا سے گذر کر
آگے بڑھیں تو ایک تر دریا ملا اُسکے آگے ایک دیوار بلور کی تھی صرصر نے دیوار سے کہا
مجھے واسطہ بادشاہ طلسم کا راستہ دے وہ دیوار شق ہوئی یہ دونون داخل ہوئیں اور
آگے بڑھیں تو ایک لشکر ساحرون کا اترا ہوا دیکھا کہ خیمے خرگاہیں استادہ ہیں سائر کی قنات
تنی ہے کڑھاؤ چڑھے ہیں چہل پہل ہو رہی ہے بستر ساحرون کے لگے ہیں جا بجا چوکے دیے
ہیں آسنی ہر جگہ بچھی ہے پوجے پاٹ میں بعض مصروف ہیں بعضے اشنان گیان دھیان
میں ہیں کتنے ہی پنجتنہ بنے ہیں دھوتی چھانٹ رہے ہیں کوئی سورج سے آنکھ ملائے ہاتھ
جوڑے کھڑا ہے کوئی ہوم کر رہا ہے سامنے اگیار کے جاپ کرتا ہے کوئی رسوئی کرنے میں
مشغول ہے کھونریان لگاتا ہے کسی نے سب کام سے فراغت پائی آرام میں ہے کوئی عیش و
نشاط کے کام میں ہے دف دائرہ کہیں بج رہا ہے کسی جگہ چکارا اور ڈھولک کا سمان ہے
کوئی کثرت کرتا ہے بنیا بانک ہوتا ہے کہیں ڈنڈا اور مگدر کا چرچا ہے کوئی ناچ دیکھنے میں مصروف
ہے کہیں حسن خوب سے کوئی مالوف ہے حاصل کلام صرصر جب اُس لشکر میں داخل ہوئی
میر طلایہ نے روکا اور کہا کیا باعث ہے کہ تم روبراہ ہوئیں خاص طلسم سے یہان کوئی سوای
شہنشاہ کے نہیں جاتا اودھر سے آئیں اس میں کوئی پیچ ہے صرصر نے لا تا عمرو کا اور اسی
خیال سے کہ گذرگاہ خلائق کی طرف سے آنے میں خوف رہائی عمرو تھا بیان کیا میر طلایہ
نے کہا اچھا تم ٹھہر جاؤ میں اجازت شہنشاہ سے نسبت تمہارے منگا لون تو جانے
دون صرصر ٹھہر گئی اور اُسنے ایک ساحر کو پاس افراسیاب جادو کے بھیجا وہ ساحر
گیا اور پیش شاہ جادوان کیفیت صرصر اور شگوفہ کی معرض بیان میں لایا وہان سے
حکم ہوا کہ آنے دو کوئی مزاحم نہو ساحر نے آکر میر طلایہ کو حکم شہنشاہ سے مطلع کیا اُسنے ان
دونون کو اجازت دی یہان سے جو آگے بڑھیں تو بہشت باغ سیب نظر آئی اس سمت
کو بھی دروازہ عالیشان جواہر آگین لگا تھا اور ہزارہا ساحر بعہدہ نگہبانی کھڑا تھا صرصر
اگرچہ عمرو یعنے شگوفہ کے داخل باغ ہوئی ہرچند کہ عمرو پہلے بھی اس باغ میں آچکا ہے

عمر پہلے در سے آیا تھا اب کی بار طلسمی راہ سے پشت باغ کی طرف سے آیا ہی کیفیت آرایش
اور زیبایش کو اس طرف کے اس جانب سے دو چند پایا اور علاوہ اس کے یہ باغ مسکن
افراسیاب ہی روز بروز آراستگی اسکی بڑھتی جاتی ہی ہر روز ایک نیا ہزار دن بہاریں
تازہ بتازہ اس میں پیدا کی جاتی ہیں خلاصہ کلام اب جو عمر نے اس بوستان کو دیکھا
تو بیخود ہو گیا اور دل میں اپنے ورد پڑھنے لگا بلا التشبیہ فادخلی فی عبادی وادخلی
جنتی کا نقشہ نظر آیا کہ ہر ایک درخت نیلم اور پکھراج اور الماس اور زمرد کا لگا ہے اور
سونے کی زمین پر بنا کیا ہوا ہی لعل بدخشانی اور عقیق یمنی کے نگینے جڑے ہیں کہ ستاروں
کو شرماتے ہیں نہروں کے چمن ہیں گرد انکے فیروزے کے کٹہرے ہیں بصد جوبن ہیں پھولوں
کی سرخی گل سرخ آفتاب کو شرماتی ہی بو باس سے نسیم عطر آگین اتراتی ہی سنبل پیچان زلف
شاہدان کو پیچ سکھاتی ہی معشوقوں کی قد قدوں سے کہا سبزہ رنگین تر اور سرو اکڑنے میں قامت
خوبان سے بہتر طرفہ تر یہ کہ لعل کے درختوں میں موتیوں کے گچھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ خورشید
کے درخت میں ستارے لٹکتے نہروں کی لب گرد امن جڑاؤ آن میں گلاب اور کیوڑا ابھرا تھا ہر
کی ڈالیوں کا اثر سایہ پڑتا بطین اور مرغابیاں گوہر نگار جواہر کی آن میں پھرتی تھیں غوطہ بازیاں
اور کلیلیں کرتی تھیں جوش فصل بہار تھا سبحان اللہ اظہار تھا قطعہ

اسقدر باغ میں ہی کثرت شور و شین — یہیں چاہی بھی تو کھلنے نہیں غنچوں کے دہن
انتہا ہے کہ جگہ نالۂ بلبل کی نہیں — ضبط ہے کہ گلستان میں نہیں جائے سخن

سبحان اللہ وہ سہانا باغ کہ چشم و چراغ گلزار دہر اسکو کہنا بجا ہی یا داغ دہ ریاض رضوان ہی نظم

گل کھلے سب اپنے جوبن پر — بوسے گل تھی ہوا کے توسن پر
تھا عجب لطف پر جمال چمن — جھومتے تھے بڑے نہال چمن
فصل تھی وہ لباس گل و دل کی — گرم جوشی تھی بلبل و گل کی
رقص کرتی تھی موج باد نسیم — نکہت سا تھا عطر دان شمیم
باغ گل میں کہیں نہ گرد و غبار — نور افشاں مگر تھا وہ گلزار
تھا زمین سے سپہر تک اک نور — نور سے تھا خلاصہ کل معمور
کسنے دیکھا جہان میں ایسا باغ — تھا وہ باغ ارم کا چشم و چراغ

خلاصہ یہ کہ صرصر اور شگوفہ نے عمر وچمنستان کو طے کر کے ایک ایوان عظیم الشان میں

پہونچے کہ جہان افراسیاب سر جہانبانی پر جلوہ آرا تھا اور دنگلون پر ہزارہا ساحر دست
بستہ بیٹھا تھا صرصر نے پشتارہ اُس ساحر کا جسکو عمرو نے اپنی صورت کا بنا دیا تھا بعد بجا آوری
آداب و تسلیم سامنے شہنشاہ کے رکھ دیا اور حیران رہنا اپنا تلاش مین اور جد و جہد گرفتار
کرنے مین عمرو کے مبالغہ کے ساتھ بیان کیا اسکو خلعت عنایت ہوا انعام فراوان عطا کیا
پھر شگوفہ سحر نے بھی مجرا کیا اسپر بھی الطاف خسروانہ فرما کر حکم بیٹھنے کا دیا اور خراج اسکے
ملک کا معاف کر دیا پھر محمور سرخ چشم سے مخاطب ہو کر حکم دیا کہ شیر اور شیرلی وغیرہ کو
پاس شیطان درگاہ ملک بختیارک کے مین نے بھیجا تھا مگر نہین معلوم کیا باعث ہوا کہ وہ
اب تک تشریف نہین لائے اب ذرا تم تکلیف کرکے کوہ عقیق تک جاؤ اور شیطان
خداوند کے پاس آؤ میری طرف سے عرض کرنا کہ وہ ناعیار یعنی عمرو گرفتار ہوا ہے حضور جلد تشریف
لاکر اُسے قتل کرین دیر نہ فرمائین محمور نے یہ حکم پاکر اول تو انکار کیا کہ حضور میری بہن خمار
جادو وہان جاکر ذلت اُٹھا چکی ہین مین نہ جاؤنگی آخر جب افراسیاب نے مکرر اور بہ اصرار
کہا ناچار اُٹھ کر اپنے مقام پر آئی اور دو ہزار کنیزان زرین پوش کو ہمراہ لے کر خود بھی زرد
زیور سے آراستہ ہو کر تخت سحر پر بیٹھ کر روانہ ہوئی قلعہ کوہ عقیق مین شیر اور شیرلی جاکر
پہونچے تھے لقا اور اہل دربار گھبرائے تھے کہ یکایک ابر سنہری رنگ کا سر قلعہ پر چھایا
اور ریزہ یاقوت کی بارش ہونے لگی وہان کے ساحر واقف کار گویا ہوئے کہ علامت آمد
محمور سرخ چشم معلوم ہوتی ہے یہ کہہ ہی رہے تھے کہ تخت آکر اترا اور ملکہ محمور سرخ چشم
بہزاران ناز و انداز سر سے پاتک جواہر کا زیور پہنے لباس شاہانہ زیب قامت کیے دو ہزار
کنیزین عہدے ہاتھون مین لیے ہمراہ تخت سے اُتر کر سامنے آئی اور خداوند کو سجدہ کیا نذر
دی خلعت عنایت ہوا باادب تمام بیٹھی لقا نے پوچھا کہ اے بندی قدرت حاضر ہونے کا کیا
باعث ہے محمور نے گرفتار ہونا عمرو کا اور بلانا افراسیاب کا ملک بختیارک کو
واسطے قتل کرنے عمرو کے اور شیر اور شیرلی بھیجنا مع مرغ کے طلب کرنا بیان کیا بختیارک نے
یہ باتین سنکر ایک قہقہہ مارا عمرو کا گرفتار ہونا کاریست مشکل و امریست دشوار مین طلسم مین
جاکر اپنی جان نہ دونگا پیر و مرشد کی قضا کسی کے ہاتھ سے نہین اگر وہ قید بھی ہوکر آتے ہین
تو دو ایک کے سر کاٹ کر لوٹ مار کرکے چلے جاتے ہین بالفرض شاہ جادوان نے انہین گرفتار
کرایا ہوگا مگر جبتک مین یہان سے وہان پہونچون اتنی دیر مین وہ شاہ کا سر کاٹ کر چلے جاینگے

مخمور سرخ چشم نے کہا کہ ملک جی شہنشاہ طلسم بغیر فتح طلسم ہلاک نہیں ہو سکتا آپ تشریف
لیے چلیں غرضکہ بعد مقالات بسیار کے بختیارک پشت طائر پر سوار ہوا اور شیرا و شیرانی ہمراہ
چلے آگے بڑھکر یہ سوار کرینگے مگر مخمور سرخ چشم جو خداوند سے رخصت ہوئی تو تصور
کرنے لگی کہ آخر تو اتنی دور آئی ہوں لازم ہے کہ لشکر حمزہ صاحبقران کو بھی دیکھتی
چلوں یہ تصور کر کے بیرون قلعہ جب پہونچی تو لشکر امیر کی طرف چلی اور تخت اپنا بڑھا کر سر
ایک مقام بلند پر اتار کر کیفیت لشکر دیکھنے لگی دیکھا کہ بازار لشکر سے ہر سردار کی بارگاہ کے
آگے آراستہ ہیں اور اردوے معلے کا نقشہ ہے ایک طرف سونے کی بازار ہے دوسری سمت
جواہر کا انبار ہے کہیں چینی کا بازار خاقان چین کی کھلی ہے کہیں فرنگستان کی بازار لگی ہے
اگر اوصاف بازاروں کی طرف رقم ہو تو بیان افسانہ عدم ہو جائے حیرت سے کہ ایک سمت بارگاہ
سلیمانی کو دیکھا کہ ہزارہا کلس سونے کے اس پر چڑھے ہیں اور ہر کلس پر طاؤس جواہر کے منقار
میں مالے مروارید لیے بیٹھے ہیں دونوں جانب سڑک کنارے سے آئینہ کے بازار چار طاق
باقیس آراستہ ہیں سڑک پر جواہر کٹا ہے سقے بادلہ لگا کر لنگیاں باندھے کٹوروں سے چاندی سونے
کے کمر میں رکھے چھڑکاؤ کر رہے ہیں سرداران عالی تبار اپنی اپنی بارگاہ سے نکل کے بارگاہ
سلیمانی میں جاتے ہیں اور لشکر امیر جہاں تک پیک نگاہ جاتا ہے اترا ہوا نظر آتا ہے
بلکہ براہ مبالغہ یہ انداز ہے کہ از مشرق تا مغرب و از جنوب تا شمال فوج ظفر موج صاحبقران
موجزن ہے لشکر میں دنبے ذبح ہو رہے ہیں پتیلیاں چڑھی ہیں قورمے بھن رہے ہیں
بہادر ہاتھ تلواروں کے نکالتے ہیں تودے بنائے ہیں تیراندازی ہو رہی ہے کسی جا
سجادے بچھے ہیں لوگ تلاوت صحیفہ ابراہیمی کتب ربانی میں مصروف ہیں مخمور جاہ
و جلال لشکر دیکھ کر دنگ ہو گئی اور دل سے کہتی تھی کہ کلہ گوشہ صاحبقران
اوج تا باوج آسمان پہونچا ہے کب کوئی انکے مقابل ہو سکتا ہے زہے خوبی لشکر خوشی خرم
شان و کر و فر بخواہے

نظم

سپکے ملک در راہ رزم آوران — بہ مسرور گی بستہ از اصفہان
بہ دل زیب حنا نہ کین نکو — دے مردش صانع فنا بجو

مخمور سرخ چشم حیران کار کھڑی تھی کہ ایک سمت سے سامان اور تجمل سواری ظاہر
ہوا ہٹو بچو کا شور سنائی دیا دیکھا کہ آگے آگے سقے گلاب و کیوڑا چھڑکتے نکلے بعد انکے

طفلان مہر صورت مشعلین روشن کیے عود و عنبر سلگاتے گذرے پھر خاص بردار اور چوبداران کے ظاہر ہوے جب یہ سب آگے بڑھے اسوقت سواران زری پوش انتظام کنان پیدا ہوے انکے پیچھے گلدستے اور درخت جواہر کے جن مین گچھے موتی کے آویزاں تھے ملازم لیے دربان معقول پہنچے اور سامنے سے مرکب پری پیکر پر شاہزادہ والاتبار بہمن زندہ نمر دیدہ ایمان وگل گلزار صاحبقران نور دیدۂ مومنان و مسلمانان صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران اعظم نور الدہر بن بدیع الزمان عالی ہمم برآمد ہوے گرد انکے سرداران شاہزادے کے زیر کیے مرکبون پر سوار ہین ایک ایک آہنین ذوالفقار ہین مثل طہماس بن مقبول ذیلو پرور و فضل بن کیا خونخوار آشام وغیرہ کی سردار ہمراہ ہین ذکر انکے زیر ہونے اور اطاعت مین شاہزادے کی آنے کا دفتر چہارم ایرج نامے مین مذکور ہوا حاصل کلام محمود نے صورت جان پرور شاہزادۂ عالی گہر کو جو دیکھا ششدر ہو گئی کس لیے کہ اس جوان حسین و صاحب تمکین کو پایا کہ جبکارا دے زیبا آفتاب تابان کو شرماتا تھا اور صباحت و صولت مین افسانۂ رستم کو قصہ بیہودہ بناتا تھا قطعہ

ببر کردہ لباس ارغوانی   بہار حسن و آغاز جوانی
قدش چون سرو بستان سرکشیدہ   نسیم آسودہ و آفت ندیدہ
رخش تابان میان زلف پرتاب   چنان کاندر شب تاریک مہتاب
لبے چون غنچہ لب پر تبسم   دہانے راہ خندیدن در وگم
جبین و عارضش آن غیرت حور   نمودے شعشعۂ نور علی نور
دو ابرو پیش چشم نرگس مست   سپہ تاراج دل دادہ بہم دست
نوشتہ دست قدرت چشم بد دور   دو نون سرنگون پیوستہ در نور
نگویم وصف آن چشم پرفن   کہ دل بردی بہ یک دزدیدہ دیدن
ز مژگان بر نگاہی ساحری داشت   بہ ہر طرفی ہم فن دلبری داشت
ہزاران زخم پیکان تیغ مژگان   لب او سرنگون کردی نمکدان
حلاوت چشم لعل ازان نمک بود   کسے نشنیدہ شیرینی نمک سود
چگویم وصف آن سیب زنخدان   کہ بردہ گوے حسن از ماہرویان
بیاض گردن آن غیرت حور   نمودے چارہ جز گردن نہادن

سخن از زہر نا قش کفر و شیون ست — ز عورت چشم پوشی فرض عین است
ز ساق و ساعدش جان را بلا بود — ز دست و بازش دل بے دست و پا بود
ز لعل [illegible] چاہ و شان [illegible] — اجل قربان بہ چشم سیاہش

غرض مہرخ چشم و نیشتہ ہی بیتاب و بیقرار رہی اور بیزار جان سے شاہزادہ بیتاب ہوئی غشی طاری ہوئی کنیزون نے گلاب و کیوڑا چھڑک کر ہوشیار کیا اس عرصے میں سواری شہزادہ کی نکل گئی یہ تاسف کف افسوس مل کر رہگئی کچھ بس نہ تھا آخر بہ مجبور غم عشق کو سینے میں حسرت و فیض میں چھپا کے زار و نالان طرف طلسم کے روانہ ہوئی دل سے کہتی تھی کہ بغیر شہزادے کے [illegible] اب کا ملنا دشوار ہے دوسرے کو طلسم میں رہتے اور حکم و ملازم امیری کی اشکست نہ کرسے جب معشوق سے سامنا ہوگا اور وہ اسکی شکایت کرینگے تو بڑی ندامت ہوگی یہان سے چل کر حکم و کو پار دریاے سحر کے سے چل اور مہرخ کی اطاعت میں پھر گرم ہوا اسی طرح کی فکر کرتی اور چشمہ چشم سے خون ناب بہاتی یہ اشعار فراق میں درد انگیز زبان پر لاتی

اشعار

گلا ہو گل تازہ بہ گلشن ناز — بلبل جان بہ ہوایت و مسانہ
اسے دیدم داستہ زلفت طراس — عارضت آتشہ جو ہر دار
اسے بیک جلوہ غارتم کردی — بہ نگہ سینہ کباب کردی
ہر کجا جلوہ قامت داری — روز بازار قیامت داری
آب و رنگ گل و سمن از تو — شعلہ طور چراغ انجمن از تو
داے از دست تو اے بیداد — بستم نوبت تقدیر فتاد
بسے زلف پریشان سوگند — بشکست دل و پیمان سوگند
بکمان داری ابروی دوتا — بخدنگ نگہ و برق بلا
بنگاہے کہ درو بردہ دل — بحیائے کہ کند غنچہ خجل
بہ وفائیکہ ز درماندہ نشست — بجفائیکہ ز جان خواندہ نشست
بخشش جامہ تن سودائی را — زندہ کن رسم مسیحائی را

اسی طرح بادل زار و اشکبار داخل طلسم ہوئی اور اس طرف مہرخ سحر نے بختیارک کو طلسم مین لا کر اتارا شیر لی اور شیر نے سوا کیا سیر طلسم کرا کے تمام مقامات عجائب و غرائب

دکھاتے ہوئے چلے طائران طلسم نے اسکے آنے کی خبر افراسیاب کو پہونچائی وہ بہر استقبال
ساحران نامی ہے آیا یہان تک کہ بڑے عزم وشان سے اول لشکر حیرت دکھانے کو طلسم
ظاہر مین لایا حیرت اور صورت نگار سردارون کو لیکر پیشوائی کو آئی نقارے طلسمی بجنے
لگے حیرت کا لشکر دکھایا اور سب حال بیان کیا بارگاہ مین لاکر ارباب نشاط کو بلایا ناچ
ہونے لگا افراسیاب نے حکم دیا کہ جب تک ساحر لشکر مین تشریف فرما ہین باغ سیب
مین کچھ سردار جاکر دعوت کی تیاری کرین باغ کے مکان اور عمارتین آراستہ ہون فرش
بدلا جائے شیشہ آلات سجایا جائے میخانہ درست ہو مطبخ مین طعام لذیذ تیار کیا جائے اس حکم
کو سنکر شگوفہ نقلی یعنی عمرو جو ہمراہ شہنشاہ کے استقبال کے لیے آیا تھا اور اسی نہر
سے دریا کے پار اترا تھا کہ شگوفہ اصلی جسکو بیہوش کر چکا ہے اسکی کنیزین اور ملازم اسکے
مطیع ہین اور اپنا مالک جانتے ہین اُنسے حکم دیا کہ سواری سحر سے تیار کرو کہ مین شہنشاہ
کے ہمراہ جاؤن اور مین عمرو کے گرفتار کرلانے مین خستہ ہون ورنہ خود سحر کرتی کنیزین
حکم بجالائین اور تخت سحر کا بنا کر دیا عمرو سوار ہو کر افراسیاب کی سواری کے پیچھے لیا
ادھر تو کنیزون نے سحر پڑھکر تخت کو روان کیا اُدھر افراسیاب نے کنارے دریا کے
پہونچکر حکم کیا کہ اے دریا تھم جا اور رستہ ہمراہیون کو راہ دے غرضکہ اس تدبیر سے عمرو
اتر تو آیا اور قصد رکھتا تھا کہ اپنے لشکر مین جاؤن مگر اسوقت حکم تیاری باغ اور سامان
دعوت سنکر بیقرار ہوا اور دل سے کہا اگر بن پڑے تو اس دعوت کو خلل کرو اور بختیارک
بدارادہ جو تمھین قتل کرنے آیا ہے اسکو جوتیان لگا کر خوب ذلیل کردیں یہ سوچکر اپنی جگہ
سے اٹھکر اسنے عرض کیا کہ اے شہنشاہ کنیز جاکر انتظام دعوت کرتی ہے افراسیاب بسبب
گرفتار کرلانے عمرو کے اس سے خوشنود ہے جواب دہ ہوا کہ بہتر ہے تمنے سب کاروبار
ہمارے متعلق کیا دیکھین کہ کس شائستگی سے اس کام کو انجام دیتی ہو حسن و خدمت مین
ملکہ وبال ہے یعنی ہوشگوفہ نقلی آداب بجالاکر رخصت ہوئی چلتے وقت افراسیاب
نے سحر پڑھکر دستک دی کہ نگہبان دریاے خون روان کو اسکے جانے کی اطلاع
ہوگئی شگوفہ نقلی دریا پر پہونچکر تخت کنیزون سے روان کراکے پار اتر گئی اور باغ
سیب مین پہونچکر عہدہ دارون یعنی داروغہ مطبخ خانہ اور مکاندار اور فراش و مالک
میخانہ وغیرہ کو بلاکر حکم سنایا انعام بیکران پانے کا امیدوار کیا سب درستی جلد جلد ہونے لگی

آئینے قد آدم نصب ہوئے چھتیں سقف لگائی گئیں دیوار گیریاں صاف و شفاف درست ہوئیں شیشہ آلات ہانڈیاں جھاڑ کنول وغیرہ قرینہ و قرینے سے ترتیب دیے گئے مرغ و نگیوں کی دوہری باڑھ سامنے مسند کے لگائی چنگیر جو گلدستے ڈھنگ کے مکان کے کونوں پر گھڑیاں جڑی تھیں اور آئینہ کے اندر شاہان دہری درست کئیں باغ کے درخت شمیم و بادلے اور زربفت سے منڈھوائے نہروں میں گلاب و کیوڑہ اور بید مشک سے بھروا ہر ایک کا فوارہ ہر جگہ چھوڑا یا درست پھولوں کے مناسب جگہ پر گلدستے کے انڈیاں ہر جا لی رکھا تمثال بہر خدمت گذاری مقرر کیں کہ وہ باغ میں ہر طرف کو گلزار کی پھرتی تھیں کوئی سامان اور کوئی چیز ایسی نہ تھی جو اُس جگہ موجود نہ ہو بلکہ بمقتضای مثنوی

باغ کا ہے کو تھا پرستان تھا　　تختہ ہر طرح کا حسب تھا
ہر طرف سبزہ شگفتہ کا ہجوم　　خوش رویاں کا ہر جگہ پہ ہجوم
پھرتے تھے اس طرح ہوا کھاتے　　ہوش پریوں کے تھے اڑے جاتے
سیم و زر کی بنی تھی ہر دیوار　　اور جواہر کے اُس پہ نقش و نگار
قصر گل سے کیا تھا متوالا　　جھومتی تھی چمن میں باد صبا
نسترن اور راس بیل کہیں　　کہیں نرگس کہیں گل نسرین
موتیا تھا کہیں کہیں بیلا　　کہیں سوسن کسی جگہ چنپا
عشق پیچاں کہیں کہیں جوہی　　سادگی تھی کسی جگہ پھولی
جعفری تھی کہیں کہیں لالہ　　جوگیا تھا کہیں کہیں گیندا
تاک انگور عجب تھی بہار　　لپٹے جاتے تھے دیکھ کر میخوار
پیچھے ایسے تھے سنبل تر کے　　جیسے گیسو ہوں بال دلبر کے
ہر گل تر تھا عارض مہرو　　تھی خیاباں میں جسم یار کی بو
تھے کسی جا پہ رقص میں طاؤس　　تھے بہت اہل دید کو افسوس
نہر بیچ کی چار سو جاری　　لہریں لیتی تھی رحمت باری
تھی جو تعمیر نہر کے سر بھی　　نئے انداز کی عمارت تھی
اُسکو دیکھے تو ہووے پری ششدر　　بیخودی سے رہے نہ کچھ بھی خبر
قصر جنت سے تھی کہیں وہ بلند　　پہنچے اُس پر نہ وہم کی بھی کمند

خوبصورت ہر ایک حلقہ وہ
تھا درخشندہ مہر سقف اُسکا
سب دروں مین تمامی کے پردے
اطلس کے تھے اُن مین لٹکے ایسے
ہانڈیان اس طرح کی تھین نایاب
جھاڑ ہر رنگ کے قرینے سے
لگتی پرنور تھی ہر اک ہر رنگ
خوبصورت تھی ایسی ہر تصویر
فرشی جھاڑون مین نور ایسا تھا
سبز مخمل کا فرش وہ نایاب
بہترین الماریان بہت خوشتر
بعض مین کیوڑا بعض مین تھا گلاب
تھا سہر کھٹ لگا ہوا ایسا
پردے پر نور وہ سفید سفید
آگے اُسکے تھی مسند پرزر
قابل دید تھی ہر الماری
لالٹینین بھی اسقدر نایاب

کہین آغوش حور سے بستر
ساق محبوب سے کہین اعلا
تار اُن مین شعاع مہر کے تھے
رشک رخسار مہ جبین تکیے
کہیے بحر صفا کی انکو حباب
چھت کی زنجیرون مین لٹکتے تھے
ہو دل حور جسکو دیکھکے داغ
دیکھ پائے پری تو ہو تسخیر
جلوۂ شمع طور پیدا تھا
نیند آجائے جسکا دیکھکے خواب
ہر طرح کے چنے ہوئے ساغر
دشمن ہوش تھی کسی مین شراب
پاؤن پھیلائے دیکھکر لیلا
عاشقون کی ہو جیسے صبح امید
گاؤ تکیے لگے ہوئے اُسپر
شیشے کنٹر اچاریون سے بھری
کہیے شمس و قمر کا انکو جواب

خلاصہ جب سارے مکان کی آراستگی ہوچکی اُس وقت میخانہ عمرو نے خود جاکر سجا اور جتنا
شراب مین بیہوشی خوب ملائی سیرون کیا بلکہ منون بیہوشی صرف کی داروغہ میخانہ سے کہا کہ
شراب کے تیز اور دو آتشہ کرنے کا نسخہ یہ تیار کیا ہے اس سفوف کو ملا دو وہ ایسا مطیع حکم تھا
جو کہا وہی بجا لایا بعد اسکے باورچی خانے مین جاکر ہر ایک دیگ کا منہ کھول کر بیہوشی ملائی
اگر کسی نے دیکھا بھی تو کہا یہ گرم مسالا مین نے لاکھون روپیہ صرف کرکے بنایا ہے آج شہنشاہ
کو حظ کھانے کا اُٹھے گا اور میری بدولت سب باورچیون کو انعام ملیگا غرض کہ جب سب
اپنی تدبیر کر چکا منتظر آمد افراسیاب ہوا وہان شاہ طلسم دن بھر تخت تیار کر کے شکار کی سیر
کرتا رہا جسدم میزبان دہر نے تنور فلک کو آتش مہر سے سرد کیا اور قلفی کو ماہتاب کی

دسترخوان طلسم چرخ پرچینا نظم

نور چشم سپہ اور اشب کا	سرخ چشم نہار صبح ہوا
پھیلا عالم میں دام گیسوئے شام	پھیر دکھایا فلک نے روئے شام

افراسیاب باحشم و خدم بختیارک کو لیکر داخل باغ سیب ہوا اور آثار عالیشان تعمیر دیکھکر
کمال محظوظ ہوکر شگوفہ کو خلعت دیا مقام صدر پر مہمان کو ٹھہرایا تمام باغ میں روشنی ہوئی
رقاصان برق وش حاضر ہوئیں اسوقت مخمور سرخ چشم بھی آکر پہونچی اور شریک جلسہ عشرت
ہوئی اس طرف حیرت بھی لشکر سرداران ذی رتبہ کو سپرد کرکے مکان دعوت میں آئی
جب سب جمع ہوچکے اس وقت وہ ساحر جسکو عمرو نے اپنی صورت کا بنا دیا ہے اور رشتہ
میں بندھا ہوا ہے اسکو سامنے طلب کیا اور رشتہ تارہ کھلوا کر بختیارک کے ہاتھ میں خنجر دیا
کہ اسکا سر قلم کرو آپنے بائیں آنکھ کو عمرو کی دیکھا اسمیں تل شناخت کرنیکا ہے اس
ساحر بیہوش یعنی جو عمرو کی صورت ہے اسکی آنکھ میں تل نیا یا بختیارک مسند پر سے جھککر
ہاتھ چھینے لگا اور پکارا کہ صلوات بر ابراہیم پیغمبر خدا و لعنت بر لقا ای افراسیاب جلد مجکو
یہان سے رخصت کرو کہ اب اس جگہ کوئی لمحہ میں آفت آیا چاہتی ہے مین پہلے ہی کہتا تھا
کہ پیر و مرشد برحق کو کون گرفتار کرسکتا ہے اس اثنا میں مخمور نے کہا ملکہ جی آپ کیسے ہی
جانا اسکو سر جدا کیجیے یہ عمرو ہے شہنشاہ نے بڑی جستجو سے اسے قید لیا ہے قتل کا کیا
دیکھنا کہیں بہہ گیا ہوگا بختیارک نے کہا میں مسلمان ہون اشہد ان لا الہ الا اللہ ابراہیم
خلیل اللہ مجھ سے سر نہ کٹ سکیگا اور کیون کسی بیچارے اپنے عزیز یا برادری کے ساحر
کو قتل کیا چاہتے ہو شہنشاہ عمرو ایسے دشمن قید ہون یہ کوئی تم مین کا ساحر ہے اور علاوہ
برین اس شخص کے سر مین ابتو ایک بال بھی نہین جو جوتیان حضرت کی کھاتے یہ کہکر فیتہ
سر پر سے اوتار کر دکھایا کہ فی الحقیقت کھوپڑی صاف اور چکنی تھی افراسیاب اور
اہل دربار ہنسنے لگے کہ دراصل یہ شخص شیطان ہی ہے اور مخمور سرخ چشم سے اشارہ کیا کہ اسے
بکنے دے تو سر عمرو کا کاٹ لے بختیارک نے کہا ابھی تم ہنستے ہو کوئی گھڑی میں روؤگے
مختصر یہ کہ اسکا کہنا نہ سنا مخمور سرخ چشم نے حکم شاہ طلسم سے سر عمرو مصنوعی کا جدا کیا
بختیارک آنکھیں بند کرکے بیٹھ گیا اور اس ساحر کے مرنے سے شور و غوغا بلند ہوا
کہ کشتی مرا نام میں فریاد جادو و لیوداگ پتھر برسنے لگے بختیارک نے خوب اچھلا اور کود

پکارا کہ وہ مارا مین نہ کہتا تھا کہ جناب مستطاب معلی القاب گردون رکاب شاہون کے شاہ
ہم غریبون کے پناہ سرگروہ پروزگار عمرو نابکار کو کون پا سکتا ہے افراسیاب بہت ذلیل
ہوا اور ہاتھ کر وہ درخت جو شگوفہ نے اپنی حیات کی نشانی کا لگایا تھا اُسے دیکھا از بسکہ
وہ ابھی زندہ صحرا مین بیہوش پڑی ہے اس باعث سے درخت کو سبز اور شاداب پایا سمجھا کہ
شگوفہ سحر جو یہان موجود ہے یہ تو اصلی ہے لیکن عمرو کے گرفتار کرتے وقت معلوم ہوتا ہے اُسنے
دھوکا کھایا اصلی عمرو کو پایا نہین ناموری کے واسطے کسی کو عمرو بنا لائی یا عمرو کسیکو اپنی
صورت کا بنا کر آپ اسکے پنجے سے نکل گیا بہر حال ایسا ہی کچھ فتور ہوا یہ مضمون شاہ طلسم
سوچکر خاموش ہو رہا لیکن بسبب تر و تازہ ہونے درخت حیات کے یہ گمان مطلق نہ ہوا کہ
شگوفہ سحر کی شکل بنا ہوا عمرو یہان موجود اور منتظم ہے غرضکہ مسند پر آکر بیٹھا اور گویا ہوا
کہ ملکہ جی آپ سچ فرماتی تھین عمرو گرفتار نہین ہوا اگر آپ دعوت نوش فرمائین مین عمرو
کو گرفتار کراتا ہون بختیارک نے کہا مین دعوت سے باز آیا آپ مجھے خدا واسطے بھیجیے
افراسیاب نے منت تمام رد کا اور حکم دیا کہ سامان عشرت حاضر کرو بموجب ارشاد شگوفہ
نقلی جو منصرم کار دربار ہے اسنے میخانے سے کشتیان بادۂ ناب کی آغشتہ بدارو بیہوشی حاضر کین
اور ساقیان مہ لقا جام بھر کر سامنے لائے پہلے بختیارک نے پی پھر اہل انجمن نوش کرنے
لگے گانیوالیان خوش گلو مہ جبین ساز سے دمساز ہو کر تانین لگانے لگین عجیب سمان بندھا
کہ فلک پیر بھی اپنی گردش بھولا اسی اثنا مین افراسیاب کو شراب بیہوشی کا نشہ دوبالا
ہوا اسنے اپنے دونون ہاتھون کو دیکھا اسکے داہنے ہاتھ مین یہ صفت ہے کہ حال اچھی باتون
کا اور ساعت نیک ظاہر ہوتی ہے اور بائین ہاتھ مین حال بُری باتون کا اور ساعت بد معلوم
ہوتی ہے فی الجملہ اُسوقت بائین ہاتھ سے ثابت ہوا کہ چند گھڑیان اسدم تیرے لیے ذلت
اور برائی کی ہین تھوڑی دیر کے لیے محفل سے چلا جا ورنہ خرابی ہوگی یہ دریافت کرکے
حالت نشہ مین اور کچھ زیادہ تفتیش نہ کر سکا اُسی طرح انجمن کو چھوڑ کے اپنی ہمشیرہ کو
اپنی جگہ بٹھا کر آپ غائب ہو گیا اور بسبب حرکت کرنے کے کچھ دیر مین بیہوشی نے تاثیر کی
اپنے مقام پر بیہوش ہو گیا ادھر اہل محفل جو مصروف نا و نوش تھے بعد لمحے کے بیہوش
ہونے لگے شگوفہ نقلی نے ایک خم شراب کی خادم خدمتگار وغیرہ کو دی کہ شیطان خداؤ
کی دعوت مین حکم شاہ طلسم ہے کہ کوئی محروم نہ رہے لہذا تم بھی شراب پیو اور ناچ دیکھو سب

ادنی و اعلیٰ خوشنود ہو کر مشغول میخواری ہوے ادھر بعض اہل عملہ ساحرون کو حکم دیا کہ جسکو خواہش
کھانا کھانے کی ہو وہ مطبخ مین جا کر بلا تامل کھانا نوش کرے خلاصہ کلام ایک آن مین ادنی و
اکابر وغیرہ کو بیہوشی طاری ہوئی اور باہم گفتگو بیہودہ ستون کی طرح کھڑے اور جو تیز ترار بیٹھے
لڑکے مردے کی طرح بیحس و حرکت ہوے مگر شہنشاہ افراسیاب آئینے کے اندر چھپا رہا وہ
بیہوش نہوا عمرو اُسے دیکھ کر گھبرایا اور سامنے اُسکے بھی جام شراب بھر کر رکھا اُسنے کچھ اعتنا
نکی پھر عمرو نے اُسے سلام کیا اُسنے ہاتھ ماتھے پر رکھ لیا مگر منھ سے نہ بولا عمرو نے دل سے
کہا سلطنت ہی فوت ہوتا ہے اب ہر چہ باداباد جو کچھ قتل و غارت منظور ہو وہ کرو وقت کو ہاتھ
سے نہ دو یہ خیال کرکے اول تجنیتا رک کو ہوشیار کیا اُسکی جو آنکھ کھلی عمرو کو با خنجر برہنہ پایا
اور سب محفل کو مدہوش پایا جلدی سے تسلیم کی اور عذر خواہ ہوا کہ جناب عالی وہ شخص تو آپکے
غلام کا غلام ملکہ تلام اور تلام کا احتلام ہے جو حکم ہو بجا لاؤن عمرو نے کہا ملک جی اب باتین
نہ بناؤ وہان اُسے ہمارے قتل کرنے کو آئے تھے آج تم بچ گئے نہیں اچھا لو یہ خنجر حاضر ہے جلدی
جلدی سر ان ساحران نابکار کے جدا کرو تجنیتا رک نے عرض کیا بہت خوب یہ حرامزادے سب
اسی قابل ہین اور واجب القتل ہین عمرو نے اُسوقت رقیدہ آتا پکڑا ایک جوتی سر تجنیتا رک پر
لگائی کہ نالائق باتین بناتا ہے جس کام کو کہا ہے اُسے نہین کرتا تجنیتا رک پر جوتی پڑی کیلون
سے نعلین کی سر سے خون جاری ہوا مگر سر کو سہلا کرتا جاتا تھا کہ زہے سعادت اوس فرزند
خوش نصیب کی جسکو ایسا باپ شفیق اور مہربان مار کر نصیحت فرمائے تم نے مجھے اپنے دین و
آئین کی کہ کوہ عقیق مین مجھے یہ لذت نہ حاصل تھی سر کو اس نعلین کا بڑا اشتیاق تھا آخر ظالع
یاد رہے اور بخت رسا نے مدد کی کہ سر کو اس جوتی تک پہونچایا عمرو اُسکی باتون سے ہنسا
اور سمجھا کہ یہ ایسی فعل مین کرکے وقت کو ضائع کریگا تم اپنا کام کرو اس نے در باغ جا کر بند کیا
اور زنبیل سے دس پانچ قیدی جنکو اکثر اوقات پکڑ کر زنبیل مین ڈال لیا ہے نکال کر حکم دیا
کہ جلد یہان کا اسباب فرش و تخت و کرسی و میز اور دیگل وغیرہ سمیٹ کر ایک جا کر دو اگر
عرصہ ہوگا تو تمھین مار ڈالونگا وہ سب اسباب ایک جا کرنے لگے اور عمرو جو مال کہ ڈھیر
ہو جاتا تھا اُسکو جال الیاسی مار کر زنبیل مین رکھتا تھا اور آپ بھی ہر جگہ جال مار کر لوٹتا
پھرتا تھا اور تجنیتا رک ساحرون کا لباس اور ساحرنیون کا زیور براہ خوف بعجلت تمام
اتار کر ایک جگہ انبار کرتا تھا یہان تک کہ دو گھڑی مین سارا باغ ویران کرکے عمرو نے

ساحرنیون کا سر مونڈنا شروع کیا اور قیدیون سے اپنے روغن دیکر کہا ان سب کا منھہ کالا کرو
لیکن جب تخمور کے سر مونڈنے کی نوبت آئی عمرو کو احسان اسکا یعنے چھڑا دینا خمار کے ہاتھ
سے یاد آگیا اسکا سر مونڈنے اور پوشاک لینے سے باز رہا باقی ہر ایک کا سر مونڈکر او ساحرنیون
کا گلے مین چھپا کر منھہ کالا کیا اور ساحرون کے انشین کو تانت سے باندھکر درختون مین دوہرا
سہ تانت کا باندھہ دیا اور بعض کو عورت کی صورت بنا کر بعض کے پہلو مین لٹا دیا اور کسی کو
ریچھہ والا اور بندر والا بنا کر ڈگڈگی ہاتھہ مین دیدی جب ان کامون اور لوٹنے سے
فرصت پائی بختیارک کو مارنا شروع کیا کہ جلد سر انکے کاٹ وہ ناچار چھاتی پر چڑھکر
ساحرون کو ذبح کرنے اور مارنے لگا شور بشور محشر کی طرح ہنگامہ برپا ہوا عمرو نے اسوقت
کھال کتے کی نکالی کہ جسپر بڑے بڑے بال تھے اور گھنڈیان پیٹ کی جگہہ اُس مین لگی تھین اُسکو
پہنکر زمین پر گرکر مثل سگان تازی کے جست کرکے ایک گوشہ باغ مین جا کھڑا ہوا اور چلتے
وقت ایک رقعہ لکھہ کر مقام نشستگاہ افراسیاب پر ڈال دیا اُس مین لکھا تھا کہ این کار
عمرو نامدارست غرضکہ خود ایک گوشہ باغ مین بصورت کلب بنا کر ٹھہرا ادھر سُنیے کہ جب
افراسیاب اپنے مقام پر ہوشیار ہوا باغ کی جانب چلا اب اور لطف کی بات سُنیے یعنی وہ شگوفہ
سحر جسکو عمرو بیہوش کر کے صحرا مین چھوڑ آیا تھا ہوشیار ہوئی اور ہر سمت حصر حصر کو تجسس کرنے لگی
اور عمرو کو بھی ڈھونڈھتی پھری جب کہین پتا نہ لگا تو سمجھی کہ حصر حصر شاید عمرو کو پکڑ لے گئی
ہوگی یہہ سوچکر باغ سیب کی طرف روانہ ہوئی اور اُسوقت آکر پہنچی کہ عمرو جا چکا تھا اور
بختیارک ساحرون کا سر خوف عمرو سے کاٹتا پھرتا تھا شگوفہ نے کیفیت مجلس اور اسکا
ذبح کرتے پھرنا دیکھکر تصور کیا کہ عمرو جو قید ہوکر آیا ہے اُس نے دغا دیکر سب کو بیہوش کیا ہے
یہی سب کے سر کاٹ رہا ہے بس دیکھتے ہی دہن بستہ کیا کہ بختیارک سنّہ و دست و پا
جیسے ہوے اور شگوفہ نے آکر تازیانہ سحر سے تیار کرکے مارنا شروع کیا اور بختیارک
نے عمرو کو اسی صورت کا بنا ہوا دیکھا تھا سمجھا کہ خواجہ ہین غرض دو منت و سماجت کرنے
لگا کہ حضور مین تعمیل حکم کر رہا ہون بہتون کے سر کاٹے ہین مجھے زد و کوب نفرمایئے شگوفہ
نے اس کلمہ پر اور زیادہ مارا اُسوقت تو یہہ لگا دہائی دینے کہ دہائی افراسیاب کی
مجھے گھر مین بلا کر خوب دعوت کی کہ کھانے کے بدلے خوب مار کھائی ارے واسطہ سامری و جمشید
کا کیون مجھے مارے ڈالتے ہو ہر چند یہہ چیختا ہے اور غل مچاتا ہے مگر شگوفہ سماعت نہین کرتی

اور اسکو پیٹے جاتی ہے ایک ہنگامہ بلند ہے کہ ادھر سے افراسیاب آکر پہونچا اور اُسنے دیکھا کہ
ساری محفل بیہوش پڑی ہے اور شگوفہ تازیانے لیے بختیارک کو مار رہی ہے یہ دیکھکر اسکے ذہن میں
آیا کہ شگوفہ بنکر عمرو یہان موجود تھا اُسنے سب کو بیہوش کیا اور اب شیطان خداوند کو مار رہا
ہے اس یقین کے ہوتے ہی بغیظ و غضب تمام سحر پڑھکر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ ایک برق چمک کر
شگوفہ سحر پر گری کہ دو ٹکڑے کرکے زمین مین اُتر گئی اور اُسکے مرنے کا شور اُٹھا اور صدا
آئی کہ افسوس مردیم و جان دادیم کشتی مرا کہ نام من شگوفہ سحر جادو بود یہ ندا سنکر افراسیاب
گھبرایا کہ یہ تو شگوفہ اصلی تھی اور نہایت پریشان ہوکر باغ مین آکر درخت حیات کو دیکھا
شگوفہ کے مرتے ہی وہ جل گیا تھا اُسوقت افسوس کرکے خیال کیا کہ اور سب بیہوش ہین
مگر شیطان خداوند ہوشیار ہے اغلب ہے کہ یہ عمرو ہو ایسا کچھ سمجھکے اسکے جانب بہ نگاہ
غضب دیکھا بختیارک نے کہا ابھی تو یہ قحبہ مجھے پیٹ رہی تھی جو واصل جہنم ہوئی اب
تو گھورتا ہے کیون گھر مین بلا کر بجیلہ دعوت عداوت پر کمر باندھی ہے کب کی مجھ سے دشمنی
نکالی ہے اے افراسیاب دیکھا تو نے استاد برحق کی عیاری کو اب مناسب ہے
کہ مجھے پاس خداوند کے بھیجدے افراسیاب ان باتون کو سنکر قاصد ہلاکت تھا لیکن
رُک گیا کہ ابھی ایک دھوکا کھا چکا ہون ایسا نہو کہ پھر افسوس کرنا پڑے اور پشیمانی ہو لیکن
براہ تحفظ سحر سے حصار گرد بختیارک کے کرکے ابر سحر برسایا کہ اہل محفل ہوشیار ہوے مگر کسی
نے پہلو مین اپنے عورت کو لیٹے پایا جان جان کہکر اُس سے لپٹا اور کسی نے بید ہر اُٹھنے
کا قصد کیا تو اُنھین بندھے تھے جھٹکا جو لگا ہاے کرکے پھر گر پڑا کسی نے منہ پر جو ہاتھ پھیرا
جوتی ہاتھ مین تھا دی تھی وہ تڑاق سے رخسار پر لگی کسی نے ہاتھ کو جو اونچا کیا اور حرکت
دی تو ڈگڈگی بجنے لگی خلاصہ یہ کہ وہ مسخرا اور استہزا ہوا کہ افراسیاب خود ہنس پڑا اور
سب کو ڈانٹا کہ ذرا ہوشیار ہوکر اُٹھو تمھاری حالت اسوقت دوسری ہے اب جو سب نے
اپنی اپنی کیفیت دیکھی نادم ہوکر سنبھل کے اُٹھے اور سحر کرکے تانت اُنھین سے کھولی
گوشے مین گئے عورات اوڑہی اوڑہی کہکر بدن چراتی ہوئین اُٹھکر بھاگین اُسوقت مخمور
بھی اُٹھی اور ساحر و ساحرنیون کے سر مونڈے دیکھکر اپنے سر پر بھی ہاتھ پھیرا دیکھا کہ بال
سر مین منڈا ہے علیحدہ اُٹھکر جاکے آئینہ دیکھا تو منہ بھی کالا تھا پھر لباس اور زیور کو بھی
بدستور پایا ابھی کہ عمرو کو جو تو نے ایک بار رہا کر دیا تھا یہ اُسکا نتیجہ ہے غرضکہ افراسیاب نے

آکر پہونچا اُسکو یاد آیا کہ اس زمانے مین میرے سحر پڑھنے اور سامری کے نام پر چلہ کھینچنے کا وقت ہی
یہ خیال کرکے اُسی جا فروکش ہوا کہ بعد چلہ پورے ہونے کے جاؤنگا اسوقت طائر نے جاکر نامہ
افراسیاب دیا پڑھکر شادمان ہوا اور جواب اُسکا اس طرح سے لکھا ابیات

اے شہنشاہ آسمان رفعت ۔ اے شہ نیک خو و باصولت
بادشاہ جہان و گردنکش ۔ حاکم ساحران عالی منش

نامہ محبت مشحون کے مضمون سے مطلع ہوکر واسطے قتل باغیان طلسم ظاہر کے عنان عزیمت
کو ہمنے منعطف کیا بعد و سامری فیصلہ جنگ کرکے تمسے ملاقات کرینگے اطمینان رکھو اس نامہ
کو طائر لیکر سمت شاہ طلسم گیا اور اسنے کوچ کیا بعد قطع منازل و طے مراحل با فوج قاہرہ قریب
طلسم ظاہر پہونچا لیکن جب طائر سحر نے شاہ طلسم کو جواب نامے کا لاکر دیا وہ اُسنے پڑھکر
خوشنود ہوا اور اُسی وقت حیرت کو لکھ بھیجا کہ نبیرہ سامری اُس طرف آتے ہین اُنکی تعظیم
مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا حیرت اس تحریر کو پاکر مع سرداران استقبال کو
چلی ادھر سے سران اپنی فوج لیکر بڑے کروفر سے دریائے خون روان کے پار اُترا
حیرت نے اُسکے استقبال کے لیے یاقوت اپنی وزیرزادی کو بھیجا اسنے جاکر پیشوائی کی
ادھر حیرت پاس مصور کے پہونچی اُسکے جاہ و جلال کو دیکھا کہ ابیات

پیل سا ایک اژدر خونخوار ۔ اسکے اوپر تھا وہ خبیث سوار
اپنے فن مین تھا وہ عین کامل ۔ سحر جادو مین مستعد قابل

غرض اسطرف سے سران اور ایک جانب سے مصور مع افواج قاہرہ داخل لشکر
حیرت ہوئے ایک ہنگامہ اور غلغلہ برپا تھا اُنکے آنے کی خبر مہرخ کو ہوئی یہ دربارگاہ پر آئی
کھڑے ہوکر مع سردارون کے آمد لشکر دیکھنے لگی کہ ابیات

تیغون مین چمک تھی بجلیون کی ۔ جلتی تھین جا بجا ناریون کی
اُٹھی ہوئی گھمنڈ کی گھٹا تھی ۔ گھوڑون مین رعد کی صدا تھی

مختصر یہ کہ بارگاہین بپا ہوئین لشکر اُترے مصور اور صورت نگار زن و شوہر باہم
ملاقی ہوئے سران بھی شریک انجمن ہوا مصور نے اُس سے کہا کہ ہمارا ارادہ ہے کہ ہم
ملکہ حریف سے لڑین اُسنے جواب دیا کہ مجھے سامری کی مدد کے سوا کسی کی اعانت نہین درکار
ہے یہ کلمہ مصور اور صورت نگار کو بُرا معلوم ہوا مگر خاموش ہو رہے حیرت نے دعوت

اور جدھر لڑکون کو للکارا اس طرف سے صرصر خ ہو نے نکل کر سامنا کیا بادل سحر کا مارا حیران نے سحر دکر کے آئینہ دانش جیب سے نکال کر دو شیر اُسکے بنا ئے اور سحر کیا کہ وہ زندہ ہوتے اُنھین میدان مین چھوڑ کر آپ الگ کھڑا ہو گیا اُن شیرون کے روبرو جو آیا اونکا شکار بنا ساحرون کو اُنھون نے نکالنا شروع کیا یہ حالت دیکھکر صرصر خ کو تاب باقی نہ رہی جنگ مغلوبہ کا حکم دیا شمشیر سحر پکڑکر جا پڑی دونون فوجین آپس مین غتربود ہو گئین سحر چلنے لگا بھاوڑ و نامرد اس ہنگامہ مین سر گرم رہے لگا بجلیان چمکین رعد گرجا پتھر برسے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا آخر نوبت شمشیر زنی کی آئی تلوار کھنچی پھر تو یہ عالم تھا کہ نظم

لڑائی عجب دشمنون سے ہوئی
سرون کی جدائی تنون سے ہوئی
چلی جس گھڑی تیغ خار اشگاف
سرون پر چڑھی اُتری پائین ناف
بڑھے جیسا جوانان شجیع گذار
نہ پائی کسی نے بھی راہ فرار

لیکن کثرت فوج حیران اور حیرت تھا بہت تھی لشکر اسلام کے پانون اُٹھ گئے اور سردار نامی طلسم شیران سحر ہو کے حیران شاہ کے قریب با فتح و فیروزی ٹھہرا اور خیمے مین آکر شغل عیش و عشرت ہوا لشکر نے اسکے کمر کھولی مگر عیاران عمرو اسکے قتل کی فکر مین چلے اور برق فرنگی بشکل سبدل لشکر مین جلیقے سے آیا ایک خیمے مین کچھ ساقی گلابیان شراب کی درست کر رہے تھے اُنکے پاس جاکر پکارا کہ میان اولاد جادو میان ہین ایک ساقی نے کہا کون اولاد جادو اُسنے کہا ہمارے بھائی ہین ملازم حیران ساقیون نے کہا ہم نہین جانتے آگے جاکر دریافت کرو برق بولا بھائیو مجھکو ذرا کدورت ہے ساقیون کو نیچا دو مین میرے بھائی بھی ہین ساقیون نے اسکو پتہ بتایا برق نے کہا بھائیو لشکر اتنا بڑا ہے کہ اس مین ملنا اُنکا غیر ممکن ہے اگر تم مین سے ایک شخص براہ مہربانی ذرا تکلیف اُٹھاکر میرے ساتھ چلے تو بہت مناسب ہے یہ سنکر اسکی منت کرنے پر رحم کھا کر ایک شخص ساتھ ہوا راہ مین برق نے ایک گلابی شراب کی نکالی اور کہا دیکھو یہ مین نے کشتی کی شراب کھینچی ہے اپنے بھائی کو دونگا ساقی نے رنگ و بو کی تعریف کی برق نے کہا تم اسے پی کر دیکھو اوسنے ذراسی شراب پی اور بیہوش ہوا برق نے پیراہن اُسکا اُتار کر آپ پہنا اور مانند اوسکے اپنی صورت بنائی اور اسکو کنارے لیجا کر ڈال دیا آپ وہان سے بے تامل بارگاہ مین اُن کے پاس آیا وہ مسند پر تکلف پر بیٹھا تھا جب برق نے سلام کیا اُسنے پوچھا کہ تو

کون ہے اُسنے عرض کیا کہ سرکار کا ساقی ہون اُسنے کہا لا شراب مجھے پلا اُسنے ایک جام سادی
شراب کا پہلے اُسے پلایا اور دوبارہ عشقہ بیہوشی ایک ساغر دیا جسمین وہ بیہوشی ملایا تھا کہ
صبا رفتار عیارہ یہان آئی اور اُسنے برق کو پیا تنگ کارکے بیران سے کہا کہ یہ ساقی
عیار ہے خبردار اسکے ہاتھ سے شراب نہ پینا برق یہ صدا سنکر بھاگا مگر بیران نے سحر پڑھکر
گرفتار کر لیا صبا رفتار نے کہا مین جاکر ملکہ حیرت سے اسکے گرفتار ہونیکا ذکر کرون
یہ کہکر چلی گئی لیکن برق کی گرفتاری کی خبر لشکر مین منتشر ہوئی ضرغام بھی فکر مین عیاری
کی آیا تھا وہ یہ حال سنکر اپنے تئین صبا رفتار کی ایسی صورت بناکر پاس بیران کے
آیا اور کہا ملکہ حیرت نے کہا ہے کہ جس عیار کو تمنے گرفتار کیا ہے اُسے ہمارے پاس بھیج دو
بیران نے کہا اچھا لیجاؤ صبا رفتار نے عرض کیا کہ آپ واقف ہین ہم عیار سحر یہان سحر
نہین جانتی ہین یہ سحر رسیجے مین لیجا نہ سکونگی آپ سحر اسیر سے دفع کر دین بیران نے
سحر اپنا اُٹھا لیا برق کو ضرغام گرفتار کیے باہر لایا اور رہا کر دیا عیار نعرے مار کے بھاگے
یہ خبر بیران کو ہوئی کہ عیار کو عیار آکر رہا کر لے گیا یہ سنکر اُسنے رات بھر ہوشیاری اور بیداری
رکھی جسوقت شاہ سحری فلک پر چمکا اور آفتاب تابان نے منہ دکھایا بیران لشکر لیکے
دار و دشت مصاف ہوا اور اسطرف مہرخ بھی آکر صف آرا ہوئی بیران نے سحر کے
شیر بناکر میدان مین چھوڑے کہ وہ لشکریون کو کھانے لگے اسوقت قران نے مہرخ کو ایک
تدبیر بتلائی مہرخ نے حسب فہمایش قران پکار کر کہا کہ ای بیران اگر تم ہمارے پاس آکر تنہائی
مین ایک بات سنو اور وہ شرط ہماری منظور کر لو تو ہم اطاعت شہنشاہ جادوان کرین اور
راہ مخالفت سے قدم ہٹا لین بیران یہ صدا سنکر مہرخ کی طرف چلا مہرخ بھی صف لشکر
سے آگے بڑھی اور کہا صحرا مین ہم تم چلین وہان نہ تمھین کوئی اندیشہ نہ مجھے کچھ خوف فوج
نہ میرے ساتھ نہ تمھارے بیران کو یہ امر بہت پسند ہوا اور ہمراہ مہرخ جنگل کی طرف
چلا راہ مین قران نے نقب کھود کر گنبد بچھا کر خس پوش کی تھی بیران اُسمین گر کر نقب مین
گرا اوپر سے مہرخ نے تانچ سحر پڑھکر مارا اور قران نے نقب سے نکلکر قمہ لگایا کہ
بیران کا سر پھٹ گیا اور تڑپ کر ہلاک ہوا صداہاے مہیب پیدا ہوئین آندھیان آئین
لشکری جنکو شیر کھا گئے تھے وہ پھر ظاہر ہوئے اور شیر سحر کے غائب ہوگئے یہ معرکہ جو لشکر
بیران نے دیکھا اور حال مرگ اپنے مالک کا سنکر لشکر مہرخ پر حملہ کیا ادھر مہرخ بھی لپکی

پہونچی اور فوج لیکر ہمنبرد ہوئی دو لشکر باہم ایک ہو گئے اور بنارخ و تیغ سحر کے چلنے لگے
پھر کر تلوار ایسی چلی کہ خون کی ندی بہی نظم

جو سر کہ پناہ خود مین تھا
آری تلوارون کو بنایا
گھوڑے چکرا کے راہ بھولے
چنگاریان شعلون سے اُڑائین

تلوار کے ہاتھون کو دین تھا
بے سر سردارون کو بنایا
پھر پھر کے بن گئے بگولے
کیفیتین جنگ کی دکھائین

آخر لشکر بہران نے شکست پائی ہنگامہ گیر و دار کی صدا سنکر حیرت بھی سوار ہوئی
لیکن خبر ملی کہ لڑائی بگڑ گئی بہران مارا گیا ناچار سمت بارگاہ واپس آئی مصور جادو
کو بہران کے اُس کلام کا کہ مین کسی کی مدد نہین چاہتا رنج تھا اس باعث سے خبر نہ ہوا
اور اپنی بارگاہ مین بیٹھا رہا قصہ کوتاہ مہرخ فتح و فیروزی داخل بارگاہ ہوئی اور حیرت
نے کیفیت جنگ و جدال افراسیاب کو لکھی اُسنے جب اس واقعہ پر اطلاع پائی آتش
غضب زیادہ بھڑکی دوسرے سردار ساحر زبردست طوفان بلا افگن جادو کو نام
لیکے پکارا زمین کو تزلزل ہوا اور شق ہو گئی طوفان نے نکل کر مجرا کیا اُسے حکم دیا کہ جمعیت
کثیر اُسی وقت طلسم ظاہر مین جا کر نمکحرامون کا کانٹا نکال بموجب حکم وہ بڑے گروہ
لاکھ ساحر لیکر روانہ ہوا اور بعد قطع مسافت راہ پار دریاے سحر کے اُترا حیرت نے خبر سنکر
استقبال کرایا طوفان نے کہلا بھیجا کہ مین جب مقام کرونگا اور آرام پذیر ہونگا کہ مہرخ
اور اُسکے ہمراہیون کو قتل کر لونگا اور یہ پیام دیکے لشکر مہرخ پر چڑھ آیا سر سواری نقارہ
رزمی بجوایا فوج کو صف آرا کیا مہرخ بھی نکل کھڑی ہوئی طبل و بوق بجنے لگے عیار سب بھاگ
گئے نقیب نقابت کرکے ہٹے اور سرکشیت کرتا کھنکھنا نے ہوے اُسوقت طوفان آگے
بڑھا اور مشت خاک اُٹھا کر پڑھکر لشکر مہرخ پر پھینکی فوراً آندھی پیدا ہوئی اور ریتی
گرد ایسا بلند ہوا کہ سارا لشکر مہرخ کا اُس مین چھپ گیا ہر ایک کی آنکھ مین گرد پڑی اور
کل لشکریون کی بینائی جاتی رہی مہرخ سب اندھے ہو گئے ہر چند ساحران زبردست
نے سحر پڑھکر دستک دی رد سحر کیا لیکن کچھ نہوا صدا سے یار باد و یا مستغاث بلند ہوئی
کھلبلی پھیلی اسوقت مہرخ نے کہا اے طوفان ہم سب تابعدار افراسیاب کے
ہین تم ہماری خطا شہنشاہ سے معاف کرا دو طوفان نے یہ کلام سنکر جواب دیا

کہ ای مہرخ تونے فریب سے ہیران کو مارا مین تیرے لشکر مین نہ بھیجونگا اچھا مین تیرے لشکر پر
اپنا سحر دفع کیے دیتا ہون مگر تجھکو مین پاس شہنشاہ کے اسی طرح اندھا بنائے ہوئے لیجاؤنگا
یہ کہکر کچھ افسون پڑھکر فلک کی طرف پھونکا ایکبار ہوا سرد چلی اور ابر گھر آیا پانی برسنے لگا جتنے
سردار نامی مثل بہار وغیرہ کے تھے مع مہرخ کے وہ تو اندھے رہے اور باقی سب لشکر بینا
ہوگیا یعنی سارے لشکر پر وہ پانی سحر کا پڑا مگر سرداران زبردست پر ایک بوند بھی نہ گری عیار جو
لشکر سے نکل گئے تھے پانی برستے دیکھکر لشکر مین بشکل مبدل آئے اور تردد کرنے لگے
کہ یہ پانی کسی ظرف مین بھر لین تاکہ مہرخ کے کام آئے گا اور سرداران کی آنکھین روشن
کریگا غرضکہ ہرچند تردد کیا وہ پانی ممکن نہوا اور طوفان نے آکے سب سردارونکو
قید کرلیا وہان سے طبل ظفر بجاکر پھرا قیدیون کو ایک خیمہ مین ہتھکڑیان بیڑیان سحر کی
آتش ناک پہنا کر مقید کردیا ساحر حفاظت کو مقرر کیے آپ آکر بارگاہ مین آیا اور جشن ہوا
لشکر نے بھی کمر کھولی بارگاہ مین ناچ ہونے لگا ساقی مہ جبین جام سے گلگون دینے لگا
اسوقت برق فرنگی ساقی بنکر بارگاہ مین گیا اور عرض پیرا ہوا کہ مجھے شہنشاہ نے
تحفہ دیکے بھیجا ہے طوفان نے کہا لا دیکھون وہ کیسی شراب ہے اور کیسا ہے اسکا اثر برق
نے جام شراب سے بھرکر پیش کیا اسنے اس جام کو بنظر سحر اس طرح دیکھا کہ شراب شعلہ بنکر
اڑگئی اسوقت اسنے ایک بیضہ زمین پر مارا اور کہا ای عیار اس بیضہ کو اٹھا لا مجھے معلوم
ہوا کہ تو برق عیار ہے مگر مین تیری خطا معاف کردونگا یہ کلام سنکر برق بیضہ اٹھانے
کو جھکا اس بیضہ سے ایسا دود غلیظ نکلکر اسکی آنکھون مین لگا کہ یہ بھی اندھا ہوگیا
طوفان نے قید کرلیا اور آپ پھر مصروف بادہ نوشی ہوا دوبارہ ضرغام ساحر بنکر اندر
بارگاہ کے آیا اور سلام کرکے عرض کرنے لگا کہ مجھے مصور نے بھیجا ہے یہ نامہ دیا ہے
طوفان نے پھر ایک بیضہ سحر زمین پر پھینکا اور کہا ہوا کہ اسکو اٹھا کر میرے پاس آ
اور نامہ دے ضرغام جب بیضہ اٹھانے کو جھکا دھوان آنکھون مین لگا یہ بھی اندھا ہوا
اسکو بھی اسنے گرفتار کرلیا اور پھر مے نوشی کرنے لگا اسوقت زمین شق ہوئی اور ایک
پتلا پیدا ہوا اسنے نامہ دیا اسنے لیکر پڑھا افراسیاب کی طرف سے لکھا تھا مرحبا
صد مرحبا ای طوفان تم نے بڑا کام کیا ہمنے نظارۂ جادو کو مع خیمہ و خرگاہ اور خلعت
کے تمھارے پاس بھیجا ہے تم سب قیدیون کو لیکر دریاے سحر کے کنارے آؤ اور اسی بارگاہ

میں جو بھیجی ہے دلکش ہو کہ اس بارگاہ میں بہت تکلف و آسایش ملیگی اور عیارون کی عیاری
وہان نہ چلیگی ہم تمکو گرفتار کرکے وہین آتے ہین سب کے سر کاٹ کر پاس خداوندقا کے
بھیجینگے اس نامہ کو پڑھکر پتلے کو اسنے رخصت کیا اور آپ اسیوقت کوچ کرکے مع اون
قیدیون کو بٹھلا کر سمت دریاے خون روان چلا اسکے لشکر کو کوچ کرتے قران نے دیکھا
ایک ساحر کی صورت بنکر لشکریون پاس آکر مستفسر ہوا کہ بھائی میں ملازم حیرت ہون
مجھے نہین معلوم کہ تم لوگ اسوقت کہان جاتے ہو انھون نے جواب دیا کہ مفصل تو ہمین
بھی نہین معلوم کہ طوفان کا کیا ارادہ ہے مگر اتنا سنا ہے کہ دریاے خون روان کے کنارے
کوئی ساحر خیمہ لگاتا ہے قران یہ سنکر وہان سے بعجلت تمام قدم زن ہوا اور کنارے دریاے
سے پہونچا یہان نظارہ جادو بارگاہ میں منتظر طوفان تھا کہ قران بشکل ساحر اسکے
پاس گیا اور کہنے لگا کہ جب شہنشاہ طلسم سے رخصت ہوکر چلے آئے تو شہنشاہ کو پھر کچھ یاد آیا
انھون نے مجھے بھیجا ہے ذرا الگ چلو تو وہ راز تمسے بیان کرون نظارہ اٹھکر اسکے
ہمراہ تنہائی میں آیا قران نے حباب بیہوشی مارکر اسکو بیہوش کیا اور وہین گڑھا کھود کر اسکو
دفن کر دیا اسلیے کہ اسکو اگر قتل کرونگا غل ہوگا ہمراہی اسکے آگاہ ہونگے اس سے بہتر ہے
کہ یہ آپ سے آپ اندر زمین کے ہلاک ہو جائے فی الجملہ اسے دفن کرکے اور لباس اسکا لیکر
اسی کی ایسی صورت بنکر اسکے ہمراہیون پاس آیا اور حکم دیا کہ بارگاہ واسطے طوفان
کے استادہ کرو ملازمون نے تعمیل حکم کی قران نے بارگاہ میں پلنگڑی جواہر نگار بچھوائی
مسند پر زرتار آراستہ کرائی اور گل تکیون میں پلنگ کی چادر میں مسند تکیہ میں عطر بیہوشی
آمیز ملا اور سامنے مسند کے گلدستے رکھے ان میں بھی عطر ملا سب درستی کرکے آپ
الگ خیمے میں جا کر منتظر رہا اسی عرصہ میں طوفان آکر پہونچا قیدیون کو الگ کٹہرا یا حصار میں
کر دیا اسوقت نظارہ نے آکر سلام کیا اور کہا بارگاہ آپکے لیے شہنشاہ نے جو بھیجی ہے وہ
سامنے استادہ ہے جا کر آرام فرمائیے طوفان یہ سنکر داخل بارگاہ ہوا اور مسند پر آکر بیٹھا جتنے
ساحر رفیق و مصاحب اسکے گرد و پیش بیٹھے اور سارا لشکر بارگاہ سے علیحدہ اترا نظارہ جعلی
نے خادم خدمتگارون سے کہا تم اندر بارگاہ کے نہ جاؤ کہ عیار تم میں ملکر چلے جائینگے وہ لوگ
بھی حسب الحکم باہر ٹھہرے لیکن اتنے عرصے میں وہان طوفان خوشبوے عطر بیہوشی سے
مع اپنے سب رفقا کے بیہوش ہو گیا قران نے خدمتگارون کو رخصت کرکے جو اندر آیا سب

فوراً اپنی صورت ایک جوان حسین طرارہ جبین شوخ و شنگ غارتگر جان لعبتان فرنگ بناکر کلاہ ہوا پر ترچھی کج رکھنگر درمیان راہ کو دل سے قیاس کرکے کہ اس راستہ سے یہ جائیگی آکر کھڑا ہوا اور ایک شاخ درخت تھام کر روتا تھا اور شعر عاشقانہ پڑھتا تھا نظم

مشغل تصویر حبیب و سینہ فگار — زانوے غم سے آشنا رخسار
آرزو اضطراب دل کی مرید — شوق گلچین باغ حسرت دید
صبر شیداے بیقراری دل — ضبط فرمان خاطر بسمل

خمار جب قریب آئی عمرو کا ہاتھ پکڑ کر جھنجھوڑا کہ اے نوجوان کیا باعث ہے گریہ کرنے کا ہے عمرو نے آنکھ اٹھا کر اسکو دیکھا اور زیادہ رونے لگا خمار نے جب بار بار حال استفسار کیا عمرو نے کہا میں عاشق و شیدا ملکہ بہار کا ہوں اور وہ شریک عمرو ہے کوئی قابو میرا نہیں اول شاہ طلسم کے خوف کچھ اس سے کہہ نہ سکتا تھا مگر صورت زیبا دیکھ لیتا تھا لیکن اب تو وہ بھی محال ہے کوئی دل بہلانے والا نہیں ملتا پھر گریہ نہ کروں تو کیا کروں خمار نے یہ تقریر سنکر جواب دیا کہ اے نادان معشوق بیوفا مشغل عشقا ہے گو گرد احمر کی خاصیت رکھتا ہے کیوں دیوانہ ہوا ہے عمرو نے کہا جو تمنے حال پوچھا ہے تو دلداری لازم ہے تم ہی اپنی غلامی میں مجھے قبول کرو میں بالکل بیکس ہوں اور کوئی والی وارث میرا نہیں ہے عشق میں خانہ آوارہ پھرتا ہوں خمار یہ باتیں سنکر ہنسنے لگی عمرو نے ہاتھ پکڑ لیا اور گلے سے لپٹا لیا خمار نے کہا دیکھو کوئی آجائیگا میں بدنام ہونگی تم تو نام خدا انگلی پکڑتے پہونچا پکڑتے ہو کتنا جلد پہونچے میں آگئے عمرو نے کہا اے ملکہ وقت کو غنیمت جان اس پل چھنے کو جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے یہ کہکر گود میں اٹھا کر کنارے لایا اور چادر بچھا کر اسکو بٹھایا خاصدان کمر سے نکالا گلوری کھانے کا مجھے بڑا لپکا ہے تم بھی کھاؤ خمار گلوری کھاکر بیہوش ہوئی عمرو نے زیور اور لباس اسکا اتارا ازبسکہ بالوں میں یہ موتی پروتے رہتی ہے اس باعث سے اسکا سر بھی مونڈ لیا قصد اسکے مار ڈالنے کا کیا تھا کہ یکایک آندھی آئی عمرو بھاگ گیا مگر بونڈ لا جگرو چیتا ہوا پاس افراسیاب کے خمار کو لایا اسنے اپنا دوشالہ اسکو اڑھایا ہوشیار کیا اسنے عرض کیا کہ عمرو مجکو کئی بار ذلت دے چکا ہے میں اسکے قتل کرنے جاتی ہوں جہاں ہوگا ڈھونڈھکر مارونگی افراسیاب نے کہا تامل کرو میں تدبیر کرتا ہوں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ یکایک کچھ طائر اڑتے ہوئے آئے اور سامنے بیٹھکر

گویا ہوے کہ ای شہنشاہ طوفان اور نظارہ دونون مارے گئے اور قیدی چھوٹ گئے
سنتا تھا کہ افراسیاب فرط غضب سے کانپنے لگا اور ایک اپنے ملازم اہل دربار مین
سے زلزلہ جادو نام کو حکم دیا کہ مہرخ وغیرہ چھوٹ کر اپنے لشکر کی طرف جاتے ہین انھین
گرفتار کر لا زلزلہ پر پرواز پیدا کر کے بزور سحر روانہ ہوا اور بسرعت تمام لشکریان عدو پہ
پہونچکر ایک نا ریچ مارا کہ وہ نا ریچ زمین مین آکر سما گیا زمین کو تزلزل ایسا آیا کہ سرداران
مہرخ گر پڑے اسوقت رعد جادو نے سحر سے اپنے تئین پاس اسکے پہونچایا اور برق لامعہ
بجلی بنکر اڑ گئی رعد نے اس زور سے چیخ ماری کہ زلزلہ بیہوش ہو کر گرا اوپر سے برق لامعہ
چمک کر گری اُسکے دو ٹکڑے کرتی ہوئی زمین مین اتر گئی شور و غوغا اسکے مرنے سے
بلند ہوا اسپ سردار سنبھل کر آگے چلے تھے کہ ایک ساحر اژدر خوار جادو نام سامنے
سے پیدا ہوا اور نعرہ مار کر پکارا کہ ای نمک حرامان ہمارے رہنے کی جگہ پر تم زلزلہ کو مار کر چلے بھی
جاتے ہو اور سحر کیا کہ ہزار ہا اژدر آتش فشان پیدا ہوا اور سب کو اژدہون نے گھیر لیا جتنے
ساحران مہرخ نے سحر کیا کچھ نہو سکا سب مضطر ہو کر گریہ و زاری کرنے لگے اُس وقت شہ
قران درہ کوہ سے ساحر کی صورت بنا ہوا پاس اژدر خوار کے آیا اُسنے پوچھا کہ تو کون
ہے جواب دیا کہ مین ہنر قران اُسنے کہا کہ مجھے گرفتار کرون قران نے چمک کر بندہ
مارا کہ سر پھٹکر ہیکل مین در آیا اژدر مر کر گرا ہنگامہ بلند ہوا اژدہے غائب ہوے مہرخ
آگے بڑھی اس عرصہ مین خبر قتل زلزلہ اور اژدر شاہ طلسم کو ہوئی اُسنے زانو پہ ہاتھ افسوس
کے مارا اور پکارا کہ ای قدرت سحر جمشیدی آؤ یہ ساحرہ لونڈی جمشید کی مشہور ہے اور
اسی طرح سات کنیزین جمشید کی ہین کہ حال انکا وقت پر ذکر ہوگا خلاصہ کلام ایک ساحرہ
فلک کی طرف سے ظاہر ہوئی اُس سے کہا تو جا کر عمرو کو پکڑ لا اُسنے کہا مین روز بلندی
دیکھا کرتی ہون کہ عمرو دوڑا دوڑا پھرتا ہے جب کہو جب گرفتار کر لاؤن مگر اسوقت
مین نہ جاؤنگی کسی اور کو بھیجو افراسیاب بسبب کنیز ہونے جمشید کے اس ساحرہ کی
عزت اور توقیر کرتا ہے اسکے انکار کرنے سے خاموش ہو رہا یہ ساحرہ چلی گئی اُسوقت
دوسری کنیز بلاے قدرت کو پکارا وہ بھی اڑتی ہوئی آئی اُس سے کہا کہ تو جا کر
عمرو کو پکڑ لا اُسنے جواب دیا کہ ای شہنشاہ یہ حکم جمشید نہین ہے کہ ہم عیارون سے مقابلہ کرین
دوسرے کنیزان جمشید کا یہی رتبہ ہے کہ آپ انھین جنگ و جدال کا حکم کرتے ہین آپکو

ہم لوگون کی پرستش لازم ہی ایسے کلمات کہکر یہ بھی چلی گئی افراسیاب اُسوقت غصہ ناک ہو رہا
تھا اور زیادہ غضبناک ہوا اور کنیز سوم کو پکارا کہ ای خوشخوار چہار دست جادو آؤ ایک
ساحرہ کریہ منظر کہ جسکے چار ہاتھ تھے اور زبان منھ سے باہر نکلی تھی اڑتی ہوئی سامنے آکر اتری
اسکو حکم دیا کہ صرصر کو مع اُسکے ہمراہیون کے تو جاکر گرفتار کرین عمرو کو اور کسی سے قید
کراؤنگا اس کنیز نے کچھ عذر وانکار نہ کیا اور اسی وقت سمت صرصر چلی مگر صرصر جو سحر اژدر
سے نجات پاکر روانہ ہوئی تھی قریب ایک پہاڑ کے پہونچی دیکھا کہ یہ کوہ درمیان سے شق ہی
اُسکے اندر ایک قصر عالیشان تعمیر ہی مختصر سا باغ لگا ہی مگر نہایت آراستہ ہی چارطرف کو
چار بنگلے بنے ہین بیچ مین بارہ دری ہی سراسر خوبی سے بھری ہی صرصر کو دن بھر پھیری
کرتے گذرا تھا اور لڑتے بھڑتے دن تمام ہوا تھا اس مقام کو نزہت آگین پاکر وہین قیام
کیا رات بعیش و آرام بسر کی صبح کو اُٹھکر چلی تھی کہ خوشخوار آکر وہین پہونچی اور للکاری
کہ ہم کنیز جمشید تم لوگ اب کہان بچکر جاؤگے یہ صدا سنکر صرصر نے گولا فولادی سحر پڑھکر
مارا خوشخوار کنیز جمشید ہی اُسکے سامنے وہ گولا موم کا ہوگیا اسوقت بہار نے گلدستہ
مارا کہ پھول کھلے اور چمن وغیرہ صحرا مین ظاہر ہوے خوشخوار نے منہ سے آف جو کی چمنستان
بہار مین آگ لگ گئی سب جل گئے پھر رعد نے جاکر چیخ ماری اور برق مخشر بجلی بنکر گری
مگر خوشخوار نے کمند سحر مارکر دونون کو پکڑ لیا غرض اسی طرح سب ساحرون نے اپنے اپنے
حربے کیے مگر موثر نہوے اور خوشخوار نے سحر پڑھکر دستک دی زمین شق ہوئی ہزارہا
نکلا اور ہر ایک سے لپٹ گیا سب کو باندھکر سامنے خوشخوار کے لایا عیار جو ساتھ
تھے وہ پہلے ہی بھاگ گئے تھے بس وہ بچگئے اور سب کو لیکر خوشخوار سمت شاہ طلسم
روانہ ہوئی عیار دور دور اُسکے ساتھ چلے اور ایک جگہ برق فرنگی بڑھیا بنکر سر
ہلتا ہوا لاٹھی ٹیکتا کوژ پشت بال سفید اس ہیئت سے سامنے خوشخوار کے آکر لگا دہائی
دینے کہ ای ملکہ مین لٹ گئی عیار موذی کاٹے میرا سارا گھر لوٹ لے گئے مجھکو فقیرنی کردیا
آپ ذرا چلکر ملاحظہ کیجیے خوشخوار اسکی فریاد سنکر گویا ہوئی کہ مین کسی کے گھر نہین جاتی
اور سحر پڑھکر بڑھیا کو پکڑکے ہمراہ قیدیون کے باندھا بڑھیا نے غل مچایا کہ ایک تو میرا
لٹ گیا دوسرے قید ہوئی خوشخوار بولی کہ مین تجھے شہنشاہ پاس لیے چلتی ہون وہ
تیرا گھر پھر آباد کر دیگا ای مکار تو جانتا ہی کہ مین غافل ہون مجھسے تیرا فریب چلیگا یہ کہکر

آگے چلی ایکبار ضرغام ایک کسان بنکر سر پر انگوچھا باندھے مرزائی پہن کر کھرپی لیکر ایک کھیت
کے کنارے کھڑے ہو کر گھریان اور ڈھیلے ہٹانے لگا جب خوشخوار وہان پہونچی کسان نے
پکار کر کہا خبردار ادھر نہ آنا تمہارے ساتھ لوگ بہت ہین کھیت میرا پامال ہو جائیگا خوشخوار
نے کہا بھلا موے پہچانا مین نے نہین ادھر ہی سے جاؤنگی ضرغام سمجھ گیا کہ مجھے پہچان گئی
کھیت مین کود کر بھاگ گیا اور پھر ایک ساحر بنکر خوشخوار کے پاس آیا کہا تجھے شہنشاہ جادو
نے بھیجا ہے کہا ہے کہ پہلے جو بڑھیا بنکر آیا تھا وہ برق فرنگی عیار ہے اسکے فریب مین نہ آنا اور
راہ مین ہوشیاری رکھنا خوشخوار نے جواب دیا کہ مین ایسی ہوشیار ہون کہ تجھے بھی پہچان گئی
یہ کہکر سحر سے ضرغام کو بھی پکڑ کر رسن مین سب بندھے تھے باندھ لیا اور آگے روانہ ہوئی
یہ سب کیفیت دور سے قران نے دیکھی کہ دو عیار گرفتار ہوگئے لہذا آپ بصورت اصل
آکر خوشخوار کے قدم پر گرا کہ یہ دونون بھائی میرے قید ہوئے ہین اور استاد میرا طلسم مین
پھنسا ہے لشکری بھی سب مقید ہو کر وہین جاتے ہین تم مجھے بھی باندھ لو اور لیتی جاؤ مین
اکیلا یہان رہکر کیا کرونگا شاہ طلسم میری جان کا دشمن ہے خوشخوار نے کہا ہے قران تو بڑا
معقول شخص ہے تو نے بہت اچھا کیا جو میرے پاس چلا آیا مین خطا تیری شہنشاہ سے معاف
کرا دونگی قران نے کہا دیکھیے ایک عیار اور آپ کے پیچھے کھڑا ہے خوشخوار پھر کر دیکھنے لگی
قران نے بغدہ اس زور سے مارا کہ سر کٹ کر دور گرا غل و شور پیدا ہوا تاریکی پھیل گئی
بعد کچھ دیر کے وہ ہنگامہ موقوف ہوا سب قیدی رہا ہو کر پھر آگے چلے مگر بیرون سحر
کے یہ خبر شاہ طلسم کو پہونچائی کہ خوشخوار ماری گئی یہ سنتا تھا جھلا کر اٹھا اور چاہا کہ خود جا
باغیون کو سزا دون مگر ایک ساحر قہر نگاہ چہار چشم نام دربار مین حاضر تھا سامنے آکر
عرض کیا کہ حضور کو کہان مناسب ہے جو ادنی ملازمون کے مقابلے کو جائین یہ کمترین جاکر
سب کو سزا دیگا اور باندھ کر روبروے شاہ حاضر کریگا شاہ طلسم اسکے سمجھانے سے رکا
اور یہ دربار سے باہر آیا بارہ ہزار ساحر منتخب اپنی ہمراہی کے لیے لیکے اور تخت سحر تیار کیا
جب سب درستی ہو چکی اسوقت افراسیاب سے آکر رخصت چاہی خلعت رخصت
عنایت ہوا یہ ساحر سامری منش سب اسباب سحر اپنا لیکر تخت پر سوار ہوا چار آئینہ مشعل
کی طرح اسکی روشن تھین درحقیقت شعلہ افروزی مین گلگون تھین اسقدر ہیبت تھا کہ نظم

سیہ دودی بگردون بردہ راہی	بہ زنجیبہ ہوا فیل سیاہی

ستمگر مرغے زد ام دو جستہ		ز بام آسمان بالا نشستہ
محاسن چہرہ پر تر کہ ہوشش		بسان طوق گردن در گلویش

بارہ ہزار ساحر گرد و پیش تخت کو گھیرے رال اڑاتے ڈھیرو بجاتے سحر کی نیرنگیاں دکھاتے
روانہ ہوئے یہاں عمرو وغیرہ بعد طے مسافت راہ اپنے لشکر کے قریب پہونچی تھی کہ
یکایک ابر سحر رنگ برنگ کے پیدا ہوئے اور آگ پتھر برسنے نظر آئے عمرو ٹھہر گئی دیکھا کہ
تخت قہر نگاہ ظاہر ہوا اسنے پہچان کر کہا خدا خیر کرے لیکن چارہ کیا تھا اپنے سرداران
کو حکم صف آرائی دیا اُس طرف قہر نگاہ نے حکم کیا کہ محاصرہ کرلو خبردار انمیں سے کسی کو
زندہ نہ رکھیو آپ آگے بڑھا اور للکارا کہ کون مجھ سے ہم نبرد ہوا چاہتا ہے اس صدا کو سنکر
ہلال سحر افگن لگی بڑھی واضح ہو کہ اسکے شوہر کو عمرو نے سعی کرکے رہائی دلائی تھی جب
پیش رکاب ہی انحاصل اسنے طوق اپنے گلے سے اتار کر مارا کہ وہ اژدر بنکر قہر نگاہ پر آیا وہ نشہ
اور جوش اس سحر کا دیکھ کر گھبرایا ایک چٹکی خاک قبر جمشید جھولی سے نکال کر اژدر پر ڈالی کہ
وہ پانی ہو کر بہہ گیا اسوقت یہ اڑکر بلندی پر گیا اور وہاں سے خاک کو اڑایا یکایک آندھی
آئی اور سب سردار عمرو کے آشفتہ و غبار سحر ہو کر بیہوش ہوگئے اسوقت اسنے خیمہ سحر کا
استادہ کرا کر سب کو اس میں قید کیا اور آپ وہاں سے چڑھ دوڑا لشکر عمرو کا قریب تھا
اسپر اک سحر کیا اور خاک اڑا کر ہر ایک کو بیہوش کردیا اور سب کو ہتھکڑیوں پر ڈالکر کسی سواری
حیرت سے جاکر ملاقات کرکے بہ حفاظت قیدیاں کچھ ساحر حیرت سے لیکر روانہ ہوا اثنائے
راہ سے عمرو وغیرہ کو جدا کرکے اور گردن پر ڈال کر راہی ہوا یہاں تک کہ کنارے
دریائے خون رواں کے پہونچا از بسکہ اس آمد و رفت میں اسنے کہیں قیام نکیا تھا
نہایت خستہ و شکستہ حال تھا لشکر کو حکم دیا کہ آج رات کو یہاں مقام کرو میں شہنشاہ
کو عرضی لکھکر دریافت کروں کہ قیدی کہاں رہیں دریا کے اس پار قتل کیے جائینگے
یا آپ کی خدمت میں آئینگے غرضکہ بارگاہ استادہ ہوئی لشکر نے کمر کھولی یہ جاکر اندر
بارگاہ کے مصروف میخواری ہوا اسوقت عیار اسکے ساتھ ساتھ فکر رہائی سرداران
کرتے چلے آتے تھے ان میں سے برق فرنگی ایک ساحر بنکر اندر بارگاہ کے آیا اور دست
بستہ التماس کیا کہ حضور کا نام سنکر آیا ہوں محتاج ہوں گردن کا ستایا ہوں سحر ساحری
سب کچھ جانتا ہوں مگر نوکری کہیں نہیں ملتی امیدوار ہوں کہ اپنے ملازموں میں [illegible]

ادھر سیر آسٹے کے سہارے سے لگا دیجیے قہر نگاہ یہ تقریر سنکر بہت رحم ہوا اور برق کو بلا کر
اسنے اپنے پاس بٹھایا مصاحب خاص کا خطاب دیا اور اپنا ملازم کیا برق نے قصیدہ اسکی
تعریف میں پڑھا اور دل میں اسکے گھر پیدا کیا یہ تو اسکے قتل کی فکر میں تھا کہ وہان افراسیاب
نے کتاب سامری دیکھ کر معلوم کیا کہ قہر نگاہ سب کو گرفتار کرکے کنارے دریا کے آکر اترا ہے
اور عیار آکر اسکو قتل کیا چاہتا ہے یہ معلوم کرکے اسنے غدار جادو نام ایک ساحرہ سے کہا
کہ تو جلد قہر نگاہ کے پاس جا اور کہنا کہ یہ جو تمھارا مصاحب ہے برق فرنگی عیار ہے اسکو
گرفتار کر لو اور عیاروں سے ہوشیار رہو صبح کو جیسا تمھیں حکم میرا پہونچے اوسکے بموجب
تعمیل کرنا یہ حکم پاکر غدار جادو اڑکر روانہ ہوئی اور پاس قہر نگاہ کے پہونچی اسنے تعظیم
اور استقبال کیا مگر اسنے آتے ہی سحر پڑھکر برق کو گرفتار کر لیا اور حکم افراسیاب سے
قہر نگاہ کو بھی مطلع کیا اسنے برق کو بھی بیہوش کرکے سب مقیدوں کے پاس بھیجدیا
کہ وہین اسکو بھی رکھو اور غدار کو بٹھایا اسوقت قران شکل بدل لشکر میں موجود
تھا برق کو قید ہوتے دیکھ کر ایک جنت کی صورت بنکر قریب بارگاہ آیا اسوقت سب بیٹھے
بارگاہ کے اٹھے تھے اور روشنی تمام لشکر میں ایسی تھی کہ شب تار روز روشن تھی
غدار نے جنت کو آتے دیکھ کر قہر نگاہ سے کہا کہ یہ جنت قران ہے اسنے چاہا کہ گرفتار کرے مگر قران
اسکے ارادے سے مطلع ہوکر بھاگ گیا اسوقت افراسیاب کا نامہ آیا ایک پتلے نے لاکر خط
دیا اس میں لکھا تھا کہ ای ملکہ غدار تمھیں عیار آکر پریشان کرتے ہیں لہذا اس پتلے کو تمھیں
ایک اسم تعلیم کرکے بھیجا ہے اس اسم کو اس سے تم سیکھو جو عیار تمھارے پاس آئیگا اور تم
اسم پڑھو گی سحر کا یہ تمھیں اسکے حال سے خبر دیگا اور قہر نگاہ سے کہنا کہ تم قیدیوں کو
لیے وہیں ٹھہرو اب عیار تیرے قبضہ میں آئینگے میں سحر کو گرفتار کرا کر وہیں آتا ہوں سب کے
سر پر سحر کے کاٹونگا یہ نامہ پڑھکر غدار نے پتلے سے اسم سیکھکر اسے رخصت کیا اور
قہر نگاہ کو بھی مضمون نامہ سے آگاہی دی اور با طمینان تمام سکونت اختیار کی اور ادھر
افراسیاب نے بھی آرام کیا دربار برخاست ہوا صبح دم انجمن آرای چرخ برین یعنی خسرو کجکلاہ
ماہتاب تابان رواق سپہر سے روانہ ہوگیا اور نیر اعظم شبستان مشرق سے برآمد ہوا

برآمد شہنشاہ مشرق دیار	منور شدہ دیدۂ روزگار
چو فرمانش در دہر جاری شدہ	غدار زند آنجم فراری شدہ

شاہ جادوان رونق افزای سریر جہانبانی ہوا اور حکم دیا کہ صرصر جسکے واسطے گرفتار
کرنے عمرو کے گئی ہی ہنوز اسکو پکڑ کر نہ لائی اب ایک ساحر تم مین سے جائیے اور صرصر کو
ڈھونڈھکر اُسکے ساتھ رہے جس شخص کو وہ عمرو بتلائے فوراً گرفتار کرکے حضور مین
لائے یہ حکم سنتے ہی خمار جادوگر کہ دشمن جان عمرو ہی اور کئی بار سر مونڈا چکی ہی اُٹھ کھڑی
ہوئی عرض کیا کنیز جاتی ہی اور ابھی دم اُس مفتری کو لاتی ہی اور اُڑکر روانہ ہوئی صرصر
تلاش عمرو مین کوہ و دشت کی خاک چھانتی پھرتی اور ہر جگہ دیکھتی بھالتی چلی جاتی تھی
کہ خمار اُڑتی ہوئی آئی اور اسکے ساتھ چلی اب حال عمرو کا سنئے کہ یہ جو خمار کا سر مونڈکر
چلا ایک گانون مین پہونچا کہ اس جگہ بہت سے ساحرون کا مجمع ہی دف اور دائرہ بج رہا
ہی جام مے ارغوانی کا دور چلتا ہی ایک ساحر دولھا بنا مسند پر بیٹھا ہی عمرو سمجھا کہ کسی کی
شادی کا سامان ہی لاؤ اسے چلکر لوٹو یہ سوچکر اپنی صورت مثل ساحر کے بنائی اور قریب
محفل پہونچکر صاحب سلامت کی وہ لوگ سمجھے کہ یہ ساحر اسی اطراف کا یقین ہی رہنے والا ہی
ہمارے پاس خاطر ہی سے جلسہ دیکھنے چلا آیا ہی بس سب نے توقیر و عزت کے ساتھ بلاکر مجلس مین
بٹھایا عمرو نے کشتی شراب کی کھینچکر جام شراب سے بھرکر اہل انجمن مین سے ایک شخص کو دیا
اُسنے کہا آپ نوش کیجیے مین پی چکا ہی عمرو نے کہا یہ کبھی نہوگا مین اپنے ہاتھ سے سب کو جبتک
پلا لونگا اُسوقت آپ پیونگا غرض کہ اصرار کرنے سے عمرو کے اُسنے شراب پی پھر تو دور
شروع ہوا سب کو شراب بیہوشی ملاکر پلائی وہ سب جوتی پیزار لڑکر بیہوش ہو گئے عمرو
نے جال الیاسی مارکر وہان کا اسباب زنبیل مین رکھا یہانتک کہ پیرہن بھی سب کا اُتار
لیا جب لوٹ چکا اُسوقت خنجر لیکے ہر ایک کو ذبح کرنے لگا دھوان بلند ہوا شعلے اُٹھنے
لگے سحر کے غل مچانے لگے اتفاقاً صرصر اور خمار صحرا مین چلی جاتی تھین غل اور شور سنکر
ادھر کو لپکین یہان پہونچکر دیکھا کہ عمرو ساحرون کو ذبح کر رہا ہی خمار سے صرصر نے کہا
دیکھو وہ عمرو ایک ساحر کے سینے پر سوار ہی خمار دیکھتے ہی عقاب بنکر جھپٹی اور عمرو کو پنجے
مین داب کرکے اُڑی عمرو نے پکارا کہ اے صرصر قحبہ تونے پکڑوا دیا تو ہی دیکھنا کس طرح پیش آتا
ہون اور اس خمار غیبانی کی ابکی ناک کاٹونگا خلاصہ کلام عمرو کو تو لیکر خمار روانہ ہوئی
لیکن صرصر دوڑتی ہوئی پہلے افراسیاب پاس پہونچی شاہ کو تسلیم کی اور عرض پیرا
ہوئی کہ عمرو کو اس کنیز نے گرفتار کرادیا ملکہ خمار لاتی ہین شاہ طلسم یہ خبر سنکر بہت خوش ہوا

اور اسکو خلعت سے مخلع کیا حکم دیا کہ ہمین حاضر رہ مین عمرو کو قتل کر لون تو جا ناصر حسب الحکم
ٹھہری اس اثنا مین خمار بھی آکر پہونچی اور عمرو کے ہاتھ پاؤن سحر سے بیکار کر کے سامنے ڈالدیا کہ یہ
گنہگار حاضر ہی افراسیاب نے کہا کیون عمرو تجھے یہ دن بھی یاد تھا عمرو نے کہا اے بادشاہ
میرا اس مین کیا قصور اور خطا ہی مجھے خداوند لقا نے کیون طلسم مین بھیجا ہی مین بارہا عرض کر چکا
ہون کہ خداوند نے مجھے بہر قتل ساحران حکم دیا ہی افراسیاب نے کہا تو نے شیطان خداوند
کے سامنے مجھے ذلیل کیا اب تجھکو بیچ تیرے ہمراہیون کے قتل کر کے سب کے سر خداوند کے پاس
بھیجونگا عمرو نے جواب دیا اگر میری قضا خداوند نے تیرے ہاتھ سے مقرر کی ہے تو کیا
چارہ ہی اور اگر تیری موت میرے قبضہ مین دی ہی تو مین تجھے ہلاک کرونگا بہر صورت
جو خداوند نے تقدیر مین لکھا ہی وہ ہونا ہی افراسیاب نے کہا اچھا اب مین آزماتا ہون
کہ کون شخص کسکا قاتل ہی یہ کہکر حکم دیا کہ اے خمار اسکو دریاے سحر کے پار لیجا وہین مین بھی آتا ہون
خمار چاہتی تھی کہ لیکر روانہ ہو مگر صرصر نے آگے بڑھکر عرض کیا کہ یہ اگر دریا کے پار اترجایگا
تو وہان اور عیار آکر رہا کر لیجاینگے پھر ہاتھ آنا اسکا دشوار ہوگا اس سے بہتر ہی کہ یہین
سر اسکا جدا فرمایئے بعد اسکے جاکر اورون کو قتل کیجیے شاہ کو یہ رائے پسند آئی اور جلاد کو
طلب کیا اسوقت مخمور سرخ چشم جو عاشق شاہزادہ نور الدہر ہی یہ حال دیکھکر اپنے دل
مین گھبرائی کہ عمرو کا قتل ہونا باعث ناراضی تیرے معشوق کا ہی بس فورًا سامنے افراسیاب
کے دست بستہ آئی اور کہنے لگی کہ اے شہنشاہ یہان سے شیطان خداوند ذلت اٹھاکر
گئے ہین اور عالم یہ ہو اسی مین اچھی طرح انکی دعوت بھی آپ نے نہین کی اب سب دشمن
اقبال سے حضور کے گرفتار ہین ابکی بار شیطان کو پھر بلایئے اور انکے ہاتھ سے سبکو قتل
کرایئے اسمین باعث ناموری حضور زیادہ ہی آیندہ سرکار کو اختیار ہی افراسیاب نے
کہا بات تو نے بہت بہتر کہی بس اسی وقت نامہ اس مضمون کا لکھا کہ یا خداوند آپکے سفر کے
اس خادم کو شیطان قدرت سے بڑی ندامت ہی کہ وہ جناب شیطنت مآب بیچ یہان
تشریف لائے لیکن ذلت اٹھاکر چلے گئے کوئی خدمت حقیر انکی نکر سکا اب انکے دشمن
یعنی عمرو کو مع اسکے مطیعون کے بخوبی شناخت کر کے گرفتار کیا ہی امید کہ شیطان خداوند
مکرر نزول اجلال فرماکر اس عبد ناچیز کو سرفرازی بخشین اور اپنے روبرو سب کو قتل ہوتے
دیکھکر مسرور ہون توقع کہ اس التجا سے مین محروم نہون فقط یہ مضمون حوالہ خمار کے

کیا کہ خداوند پاس لیجائیے خمار نے عرض کیا کہ سابق مین مجکو رنج اور ذلت وہان جانے سے
ہو چکی ہے ابکی بار کسی اور ساحر کو بھیجیے اور مجھے معاف رکھیے افراسیاب نے یہ عذر سنکر ملکہ
نفیر جادو نام ایک سفیر ساحرہ کو نامہ دیا کہ تم لیجاؤ اور شیطان خداوند کو دے آؤ نفیر جادو
نامہ لیکر آراستہ پیراستہ ہو کر تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی اور کچھ عرصہ مین قریب کوہ عقیق
کے پہونچی یہان غضب سے لشکر لقا آیا ہے عیاران صاحبقران کہ سب ایک لاکھ چوراسی
ہزار ہین اُن مین دو ایک دس پانچ ہر وقت صورت بدلے لشکر مین حریف کے پھرا کرتے
ہین دو چار قلعہ مین بندرہ بیس بارگاہ لقا مین موجود رہتے ہین اُس وقت چالاک
بن عمرو نے دیکھا کہ ایک ساحرہ دربار لقا کی طرف جاتی ہے خیال کیا کہ اسکو ذلیل کرنا چاہیے
پس اسی وقت صورت اپنی مثل بختیارک کے بنائی اور نفیر کی طرف چلا اُسنے جو شیطان
کو آتے دیکھا ٹھہر گئی اور جھککر سلام کیا کیونکہ بختیارک کو بسبب ہوا خواہ طلسم سب
ساحران تمامی پہچانتے ہین فی الحال اُسنے پوچھا کہ ملک جی صاحب آپ کہان جاتے ہین چالاک
نے کہا کچھ نہین سے خداوند کے پہاڑ کے غار مین عبادت بیٹھے کرتے ہین اُنکو خداوند کا اوش
دینے جاتا ہون اگر اُس کھانے مین سے کوئی ایک دانہ کھائے تو سو برس عمر مین زیادہ
ہون یہ کھانا مخصوص اُنھین عابدون کے لیے خداوند روز بھیجتے ہین جو دنیا کو ترک
کرکے یاد خداوند مین مصروف ہین نفیر یہ باتین سنکر منت کرنے لگی کہ اس کھانے مین
تھوڑا مجھے دیجیے کہ میری عمر بھی دراز ہو جائے چالاک نے بڑی خوشامد اور عاجزی
کرانے کے بعد ایک ٹکڑا شیرمال کا اپنے پاس سے نکال کر دیا نفیر نے ڈنڈوت کرکے لیکر کھایا
اور بیہوش ہو گئی چالاک نے اسکی تلاشی لی نامہ شاہ طلسم پایا سب پڑھکر پھاڑکر پھینکدیا
اور دوسرا نامہ اپنی طرف سے لکھکر لفافے مین رکھکر نفیر کی کمر مین رکھا اور سارا اسباب اسکا
[illegible] اسکا لاکے اپنا راستہ لیا اور دربار لقا کے قریب پہونچکر صورت اپنی مثل
صورت عمرو کے بنائی اور علحدہ جاکر ایک گوشہ مین ٹھہر گیا کہ کوئی مجھکو شناخت نہ کرے جب
نفیر کو ہوش آیا حیران حیران وہان سے اُٹھکر دربار مین آئی چالاک بھی عمرو بنا ہوا بارگاہ
مین گیا نفیر نے خداوند کو سجدہ کیا اور نامہ پیش کیا لقا نے اسکو کرسی بیٹھنے کو دی بہت کچھ
رعایت کی پھر نامہ لیکر منشی کو دیا اُسنے لفافہ چاک کرکے جو نامے کو دیکھا اُس مین کچھ سخت
و سست بنسبت لقا کے لکھا تھا یہ دیکھکر اُسنے بختیارک کو نامہ دیدیا کہ آپ پڑھیے مجھے

نہیں پڑھا جاتا تھا بختیارک نے جب اُسے دیکھا ایک قہقہہ لگایا اور نفیر کی جانب بغور دیکھا سر
اسکا منڈا پایا ہنس کر کہا کہ اے ملکہ یہ نامہ تمنے کسی سے بدل لیا اور سر تمھارا مونڈ ڈالا اب تم
زبانی بیان کرو کہ شاہ طلسم نے تمہین کسلیے بھیجا ہے یہ گفتگو جو نفیر نے سنی گھبرا کر اپنے سر پر
ہاتھ مارا اور سر منڈا پایا رونے لگی آخر عرض کیا کہ ملک جی آپکو شاہ جادوان نے بلایا ہے
عمرو وہان گرفتار ہوکر آیا ہے بختیارک نے کہا توبہ توبہ شہنشاہ عیاران عالم کو عمرو عمرو
کیا کہتی ہو بھلا وہ گرفتار ہونا کیا جانین اور اگر قید ہوکر آئے ہونگے تو وہ ایک ساحر دن
کے سر کاٹین گے گھر بیٹھے چلے جاینگے یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک نعرہ ہوا اسم عمرو
بن امیہ اور چالاک جست کرکے تخت لقا کے قریب آیا ایک دھول خداوند کے لگا کر
تاج لیا لقا نے نعرہ کیا کہ لینا اس بندہ بے ادب کو نفیر گھبرا کر دوڑی چالاک نے
ایک حباب بیہوشی ناک پر مارا کہ وہ بیہوش ہوکر گر پڑی اسوقت لوگ اٹھ اٹھ کر دوڑے
الیان دربار دوڑے لینا لینا کہتے ہین لیکن چالاک پر کوئی ہاتھ نہین ڈالتا کسلیے
کہ جانتے ہین کہ رات کو عیار آکر ہمارا سر جدا کر ڈالین گے غرضکہ چالاک جست و خیز کرکے
قریب بختیارک پہونچا اور خال بائین آنکھ کا پھڑکا کر دکھلایا بختیارک کو یقین ہوا کہ
یہ بیشک عمرو ہے اور چالاک نے بعد خال دکھانے کے دو چار جوتیان سر پر اسکے
لگائین پھر تو تمام ملازمین لقا دوڑے چالاک پر ہجوم ہوا اُسنے خنجر کھینچکر دو ایک
زخمی کیا دس پانچ کو جان سے مارا لیکن جب غلط لگی تو دو دو کے پاؤن کھسکنے لگے اور
جب جست کی پانچ چار کے سر اڑا دیے بارگاہ مین ہنگامہ برپا کیا کہ یکایک نفیر کو ہوش
آیا حیران تھی کہ یا الٰہی یہ کیسا ہنگامہ ہے ایک عمرو وہان ہے ایک نے یہان آکر آفت برپا
کی ہے اسی پریشانی مین تیغ پکڑ کر بڑھی تھی کہ چالاک سراپچہ بارگاہ پھاند کر بھاگا لوگ
پیچھے دوڑے جو قریب آیا اسکو خنجر مارا یہان تک کہ مثل برق جہندہ کے چمک کر نظر سے
ایک لمحہ مین غائب ہوگیا خلاصہ بعد اس ہنگامے کے نفیر سے بختیارک نے کہا اے ملکہ
تمنے عمرو کو دیکھا اب جاکر شاہ طلسم سے سب ماجرا کہہ دینا اور میرا جانا طلسم مین کسی طرح
نہو گا یہان گھر بیٹھے تو جوتیان پڑتی ہین جان بچانا مشکل ہے مین وہان جاکر کیا اپنی جان
دون نفیر آخرکار یہان سے روانہ ہوئی اور سامنے شہنشاہ جادوان کے آئی لیکن
تھراتی اور کانپتی ہوئی افراسیاب نے اور سب اہل دربار نے اسکا سر منڈا دیکھا

سمجھے کہ کوئی آفت اسپر آئی پوچھا کیون خیر تو ہی بدحواس کیون ہو اُسنے عرض کیا کہ عمرو تیرے
ساتھ دربار خداوندی مین جاکر پہونچا اور راہ مین مرا سر مونڈا خداوند کا تاج لیا شیطان
کو جوتیان لگا مین اب شیطان نے کہا ہی کہ میرا آنا طلسم مین نہوگا افراسیاب نے کہا وہ
عمرو جو یہان قید ہی اُسے حاضر کرو جب عمرو سامنے آیا کہا سچ کہ تو کون ہی عمرو تو سمجھ گیا کہ
تیرے اصلی عمرو ہوئے مین کسی نے تفیر کا سر مونڈ کر شاخسانہ ڈال دیا ہی بولا کہ اے شہنشاہ
مین بیچارہ غریب آپکی رعیت کنارے دریا کے کھڑا تھا اسوقت دو عیار تیس آئے مین اور
مجھے مارنے لگین اور کہا تو عمرو ہی آخر زبردستی میری شکلین بناکر اور کچھ رنگ سے …
پکڑ لے چلین راہ مین دھمکاتی تھین کہ سوئے جو تونے اپنا نام عمرو بتایا تو ہم مار ڈالینگے
افراسیاب یہ باتین سنکر دنگ ہوگیا اور کہا بلاؤ اس عیار کی صرصر کو اور کیون ای کمبخت
تو نے کیسا گرفتار کیا تھا اسنے کہا ای شہنشاہ حضور کے نمک کی قسم تھا اسکو اسوقت قید
کیا ہی جب یہ ساحرون کو محفل شادی مین قتل کر رہا تھا یہ سنکر تفیر نے کہا کہ بالی …
پل پر باندھ … بھلا تم عمرو کو پکڑتین تو میرے ساتھ کون جاتا لو مین … خداوند
جھوٹے نہین خداوند نے اپنی آنکھون سے دیکھا سارے دربار نے شیطان کو … کیا اسکے
دس پانچ آدمی وہان جان سے مارے گئے افراسیاب نے کہا ای تفیر تو بہرکیف بھلا خدا
کیا جھوٹ بولین کے یہ اونھین دونون صرصر اور … کی شرارت ہی یہ مین کچھ …
دستک دی کہ … نیچے کی دفع ہوگئی اور حکم دیا کہ بارہ ہزار روپئے لا کر اس مرد غریب کو
اس عوض مین صرصر سامنے آئی عمرو سمجھا کہ کوئی فتور کرگی سلام کرکے رخصت ہوا اور
مین لگا تو روپئے دیکے اسکے آگے شیشے کر … زنبیل … یہان صرصر نے عرض
کیا کہ حضور عمرو کو ابھی تک سب ساحری دیکھتے رہا نہ جیتے گا شاہ نے کتاب اٹھا کر دیکھی معلوم
ہوا کہ یہی عمرو تھا جسے تونے چھوڑ دیا اور ادھر عمرو دروازے پر باغ کے پہونچا کچھ لوگ
دست بقچہ لیے لباس شاہ کا بقچے تھے اُسنے کہا شاہ دست بقچہ مانگتے ہین اونھون نے
حوالے کیا وہ لیکر آگے چلا تھا کہ یہان افراسیاب نے کہا لینا یہ شخص جانے نہ پائے
ساحر چلے تھے کہ وہان عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور غائب ہوگیا ساحر ڈھونڈھکر پھیر آئے
کہین پتا نہ لگا اسوقت افراسیاب نے غصہ کرکے ایک ناپ زمین پر مارا اور آسیب
آتش کدہ اٹھا ایک لاکھون ستارے چمکنے لگے ساحر چاند سورج بنکر مشل ظاہر کیے تلاش

عمرو یہ تین چیلے سب نے دیکھا کہ افراسیاب نے صورت اور پیدا کی یعنی ایک لڑکا کرسی پر بیٹھا
اترا اس صورت سے کہ سانولا رنگ بھرے بھرے بازو پتلی کمر خوب صورت جوان تاج
الماس سر پہ پارہ پیرایہ بیش قیمت پانے ہیرے کے گلے میں کنٹھا مروارید کا پہنے دوپٹہ
زنارسی کا کمر سے باندھے قشقہ ماتھے پہ کھینچا کرسی پر آکر بیٹھا اسوقت دوسو گھنٹے بجے چار سو
ناقوس پھونکے گئی سو شغلون پہ بخور لوبان سلگا اور سیاہ صبح کا ہونے لگا تمام ساحرون کو خبر
ہوئی کہ افراسیاب آپ نے شکل کرسی پہ بیٹھا ہے تمام عمر کسی نے اسے نہ دیکھا تھا
چار طرف سے دوڑے طلسم میں غلغلہ ہوا لاکھون ساحر آکر سجدے میں گر پڑے لاکھون
روپیے چڑھے گئے عمرو نے بھی گنا کہ روپیہ ڈھیر ہوا ہے مال بہت سا جمع ہے ساحر جاتے ہیں اشرفیان
جواہر چڑھاتے ہیں عمرو کے بھی منھ میں پانی بھر آیا دل سے کہا چپ کب تک رہو گے چلو بھی
ہاتھ مار اس طلسم کو پایا ہی جان گئی خلاصہ عمرو گلیم اتار کر چلا ادھر افراسیاب نے ساحرون
سے کہا کہ عمرو آتا ہے دیکھو کیا ہے کلیجہ عیار ہے ساحرون نے عرض کیا کہ حضور کیا مجال جو
یہان آئے شاہ نے کہا اسے بلا سے قدرت تم بھی ہوشیار رہو وہ روپیہ لینے آئیگا
اس اثنا میں اشرفیون اور جواہر کے ڈھیر پہ عمرو نے آکر جال مارا افراسیاب نے کہا
دیکھو وہ لیگیا ساحر جھپٹے دوڑے عمرو بھاگ کر غائب ہو گیا اس عرصہ میں شاہ [illegible]
تھا کہ [illegible] سے کہ آیا دیکھا تو خداوند لقا کا نامہ ہے دستور لقا کے نامہ بھیجنے کا سا
میں لکھا گیا ہے غرض لکھا تھا کہ ای افراسیاب تو نے نہ کسی کو ہماری مدد کو بھیجا نہ آپ
آیا اور شیطان کو بلا کر طلسم میں عمرو کے ہاتھ سے ذلیل کرایا اب اگر عمرو گرفتار ہو تو
فورا اسکا سر اور [illegible] کے پاس بھیجنا اور جلد کسی ساحر نامی کو عمرو کو غارت
کرنے بھیج یہ مضمون پڑھ کر افراسیاب بولا ای الوان قبح شیطان خداوند کو بڑی ذلت ہوئی
ہی اچھا میں عمرو کو وہیں قید کرکے بھیجتا ہون کہ شیطان اسکو قتل کرے خوش ہون [illegible]
اپنے سر پہ ہاتھ پھیرا وہان عمرو کی گردن و کمر میں ایک حلقہ [illegible] پڑ گیا
دل سے کہا قید ہو گئے خیر رفیقا بالقضا چلو جو کچھ خدا کو منظور ہے [illegible] ادھر سمت کو چلا
دیکھا اس طرف اندھیرا معلوم ہوتا ہے پھر اور سمت چلا ادھر بھی تاریکی دیکھی آخر افراسیاب
کی طرف چلا ادھر روشنی نظر آئی عمرو ٹھہرا کہ یہیں کہیں نجات [illegible] اسوقت معلوم ہوا کہ
کر لی از خود ڈھکیلتا لیے جاتا ہے ناچار افتان و خیزان خدا کو یاد کرتا [illegible]

میرا کوئی رفیق نہیں کہ بیت

توئی یاری دہ فریاد ہر کس	بہ فریاد من و فریاد خواہ رس

قصہ کوتاہ سامنے افراسیاب کے پہونچا وہ دیکھتے ہی گویا ہوا کہ اے دزد مکار تو بہت
دنون اڑا پھرا صرصر کو تو نے پھنسایا ساحران نامی کو مارا اب کوئی فقرہ تجھے یاد ہے عمرو نے
کہا اے شہنشاہ میرا قصور معاف فرمائیے کہ شعر

ہر چند نیم لائق بخشایش تو	بر من منگر بر کرم خویش نگر

افراسیاب نے کچھ عذر و التماس پذیرا نہ کیا اور کتاب سامری کو دیکھا تا معلوم کرے کہ یہ
اصلی عمرو ہے یا اس مرتبہ بھی دھوکا ہے غرض کتاب میں نکلا کہ یہ اصلی عمرو ہے اسکی باتون
پر نہ جانا اور فریب میں نہ آنا اسکا یہان رکھنا مناسب نہیں کیونکہ تیرے ہاتھ سے یہ قتل
نہو گا ہر راہ مکر چھوٹ جائیگا چاہیے کہ اسکے ہلاک کی تدبیر کر بکجا اسقدر پاک کر کتاب سے
حکم دیکھ کے فی الفور تخت سحر تیار کر کے عمرو کو سوار کیا اور حضار جادو اور انتظار جادو
نامور ساحر اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ ساٹھ ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر تم خداوند باختر پاس
جاؤ اسکے دشمنون کو غارت کر دو اور عمرو کو ساتھ لیتے جاؤ خداوند جس طرح چاہیں اسکو قتل
کرین تم اسکے قتل ہونے کی کیفیت اور لشکر حمزہ کے غارت ہونیکا حال لکھ بھیجنا تا کہ اور
باقی صرصر وغیرہ جو گرفتار ہین میں انھین بھی ہلاک کرون اور سب کو نیست و نابود کرون
وہ دونون ساحر حکم شاہ پاکر باہر آئے اور ساٹھ ہزار ساحر کو حکم تیاری لشکر دیا انتظام
ہونے لگا طبل و نقارے بجے ناقوس پھنکے کہ تیاری ہو گئی اسوقت مخمور سرخ چشم کو جو
شاہزادہ نور الدہر پر عاشق ہے اپنے دل میں بیقرار ہوئی کہ مبادا اس فوج سے لشکر اسلام
نے شکست کھائی اور میرے مطلوب پر کچھ آفت آئی تو مین دیدار جانان سے محروم ہونگی
لازم ہے کہ اسی لشکر کے ساتھ جاؤن اور اپنے دلبر کو دیکھ آؤن اس مضمون کو سوچ کر
روبرو شاہ طلسم کے گئی اور دست بستہ اجازت خواہ ہوئی کہ اگر حکم حضور پاؤن تو خداوند
کی زیارت کو جاؤن افراسیاب نے اسکو بھی اجازت دی اور یکایک وہ پتلا جسے جو
صنعت خوب صورت جوان کرسی پر اکیلا بیٹھا تھا اور حکم احکام دے رہا تھا اسکے جسم میں
آگ لگ گئی بلکہ غائب ہو گیا ہزارون گھنٹہ ایک بار بجا ناقوس کی صدا آئی اور آواز
ہوئی کہ اے ساحر و شہنشاہ آئینہ سحر مین تشریف لے گئے یہ خود نہ گئے بلکہ پتلا سحر کا اٹھا

تھا آئین اور انتظام کرنے آیا تھا خلاصہ یہ کہ جب شاہ طلسم داخل آئینہ سحر ہوا دربار برخاست کیا گیا ساحر اپنی اپنی جگہ پر گئے مخمور بھی اپنے گھر آئی اور تیاری چلنے کی کرنے لگی چالیس کنیزیں اپنی ہمراہی کے واسطے حور وش گل اندام منتخب فرمائیں اور خود بھی دریائے جواہر میں غوطہ زن ہوئی پوشاک نفیس دپر تکلف سے آراستہ ہو کر حنا دست و پا میں لگائی مستی ہونٹوں پر ملکہ پان کی لالی چھائی کہ ابیات

رنگین لبوں سے جان بے چین	گویا کہ شفق میں ہیں ہلالین
یکتا ہیں چمک میں دانت سارے	یہ برج دہن میں ہیں ستارے
پیدا ہو نہیں جو اُسکے رخ سے رانیں	بس ہوں جنت مکاں نگاہیں
تھی اُس کی ہر اک ادا مناسب	یہ ہیں کہ نظر شہاب ثاقب

اس سج دھج سے درست ہو کر تخت سحر پر سوار ہوئی اس شان و شوکت سے روانہ تھی کہ شہنشاہ حسن کی بارگاہ پر چاؤ شان غمزہ و ناز صدائے دور باش عالم کو دیتے تھے نظم

اللہ رے حسن واہ رے نور	طینت میں پری تو شکل میں حور
آگے آگے وہ عہدہ داریں	بے حکم پلک بھی جو نہ ماریں
سرد پر تھی نمکنت کس زان	جلوہ آئینہ دار حیران
پہلو میں سنبھالے تھی نزاکت	فرش آگے بچھاتی تھی نزاکت

اور اس سرعت کے ساتھ تخت روان کیا کہ ساحر جو قید عمر کی لیکر چلنے کو تھے ہنوز جانے نہ پائے تھے کہ یہ آکر پہونچی ساحر بھی اپنی اپنی سواریوں پر چڑھ کر ڈمرو بجاتے سحر کی نیرنگیاں دکھاتے خواجہ کو لیکر بڑے جوش وخروش کے ساتھ روانہ ہوئے کہ ابیات

اژدہے زیر ران ہر اک کے تھے	تھے ما تھوں پہ اپنے کفچے تھے
لیے ترسول تھے وہ ہاتھوں میں	سحر کرتے تھے باتوں باتوں میں
رال اُڑاتا تھا اپنے لب سے کوئی	کوئی کہتا تھا جے ہے سامری کی
تیغ بران ہر اک کے زیب کمر	ڈھالیں فولادی پشت کے اوپر
شان و شوکت غرض دکھاتے تھے	سحر کے تخت کو اُڑاتے ہوئے
عازم لشکر لقا تھے وہ	بانی جور و پر جفا تھے وہ

مخمور سرخ چشم اپنے دل سے باتیں کرتی تھی کبھی ہنستی تھی اور کبھی روتی تھی دل مضطر

طلبان تھا کہنے لگا تھا کہ دیکھیے اس عشق کا انجام کیا ہوتا ہے جان جاتی ہے یا معشوق ملتا ہے
خلاصہ کلام اسی طرح کوچ و مقام کرتی ہمراہ ساحرون کے جادۂ خطرناک مین قدم دھرتی طلسم
سے باہر نکلی اسوقت خاطر غمگین اور زیادہ حزین ہوئی شوق دیدار نے غلبہ کیا ذہن
مین آیا کہ چلکر محبوب کی تلاش تنہا کرنی سب کے ساتھ جانا اچھا نہین راز عشق ظاہر ہوگا
ہر کہ و مہ اس سے ماہر ہوگا یہ سوچ حضار سے کہا تمھارے ساتھ کیطرح آہستہ مین آگے
جاکر خداوند سے تمھارے آنے کی خبر کرتی ہون یہ کہکر اپنے تخت سحر کو بڑھا کر روانہ ہوئی
کنیزون سے بھی حکم دیا کہ تم پیچھے آؤ دربار خداوند مین میری رسائی ہوئے تو تمھین طلب
کرون گی لونڈیان بموجب حکم ٹھہرین اور ملکہ آگے بڑھی جب تنہا ہوئی بلبل دل ہوائے
ملاقات مین اپنے گل کے بیقرار ہوا سرشک خونین چشمۂ چشم سے بہانے لگی اور شعر
عاشقانہ گانے لگی کہ

غزل

دری آن دلبر شیرین شمائل میروم — دل پی او رفت من هم از پی دل میروم
میروم نزدیک آن قصاب گو خونم بریز — من هلاک قتل خویشم سوی قاتل میروم
گر ز تیغ از سر کویش نخواهم رفت لیک — چند گامی همچو مرغ نیم بسمل میروم
چون نگوی اور وقت هم رقیبان پی نیا — زانکه من از گریه خود دیای در گل میروم
ای که میگوئی برو تحصیل درس عشق کن — میروم اما پی تحصیل حاصل میروم
وادی درد و بلا در عشق هر یک منزل است — کرده ام عزم سفر منزل بمنزل میروم
میروم سویش با ستقبال خوشحالم که باز — هر سو اقبال و من هم در مقابل میروم
ورده عشق ای هلالی از من آگاهی مجو — زانکه من این راه را بسیار غافل میروم

خلاصہ کلام اسی طرح آہ برلب و فغان برزبان قریب لشکر صاحبقران پہونچی اور ایک
مقام بلند پر کھڑے ہو کر یک نگاہ تلاش مین اپنے یوسف گم گشتہ کے روانہ کیا لیکن
شاہزادہ عالی تبار نور الدہر دربار مین پاس امیر کے جلوہ فرما تھے حضور کو پیام اسکا
نہ ملا اور غرور یہ بھی تھا کہ اگر لشکر اسلام کا کوئی عیار یہان آئے اور مجھے ساحرہ سمجھ کر قتل
شمار اور تفیر کے کوئی ذلت دے اور ہلاک کرے تو اچھا نہوگا آخر مجبور ہو ناچار ہوکر طرف
لشکر لقا روانہ ہوئی قلعہ کوہ عقیق مین لقا تخت خدائی پر بیٹھا تھا کہ یکایک ابر سنہری
رنگ کا ظاہر ہوا اور پھول سنہرے برسنے لگے وزیر یعنی بختیارک نے کہا یا خداوند کوئی

بندہ خاص آپ کا آتا ہی تو ذرا اپنی مشیت سے ہمین تو خبر دیجیے کہ کیا ہی تقدیر آپ نے فرمائی
ہی لقا نے کہا قدرت کے کارخانے مین کسی کو دخل دینا نہ چاہیے جو کوئی ہوگا وہ سامنے
آئیگا یہی ذکر تھا کہ سامنے سے ابر شق ہوا اور تخت مخمور کا بارگاہ مین اترا ملک بختیارک
اٹھ کھڑا ہوا التعظیم دی مخمور سرخ چشم نے سلام کیا اور آگے بڑھکر لقا کو سجدہ کیا نذر پیش
کرکے دست بستہ عرض رسا ہوئی کہ شہنشاہ جادوان نے دو ساحر جلیل القدر بمقابلہ حمزہ
مع ساٹھ ہزار ساحرون کے بھیجے ہین اور قید عمرو عیار کی وہ ساحر لاتے ہین یہ سننا تھا کہ
لقا نے تاج اپنا بفخریہ کج کیا اور پکارا کہ ای بندگان قدرت دیدی قدرت مرا ادھر بختیارک
اپنے چوتڑ پیٹنے لگا اور گویا ہوا کہ ای ملکہ تمھارے دیکھنے کو آنکھین ترستی تھین اچھا چلیے ہین
اور آپ اُن ساحر فرستادگان شاہ کو استقبال کرکے لے آئین مخمور نے کہا آپ کیون
تکلیف فرمائین یہ کنیز جاکر انھین بلا لائے ہے یہ کہکر اسی جلدی سے دوبارہ تجسس مطلوب
مین روانہ ہوئی مگر اسکے جانے کے بعد بختیارک نے لقا سے عرض کیا یا خداوند اس
وقت مین اور آپ تنہا ہون اپنی مشیت سے مجھے آگاہ فرمائیے کہ عمرو جو قید ہوکر آتا ہی اسکو
قتل کیجیے گا اور اسکی تقدیر مین آپ نے ہلاک ہونا لکھا ہے کہ نہین لقا جواب دہ ہوا کہ
تو نے ہزار برس پیشتر سے مین نے یہی تقدیر مین اسکی لکھا ہی کہ جب وہ طلسم سے قید ہوکر
آئیگا تو مارا جائیگا یہان یہ باتین مسرت و انبساط کی شیطان و خداوند سے ہو رہی تھین
مگر مخمور قریب لشکر اسلام آئی لیکن بخوف عیاران قدم اندر لشکر کے نہ رکھا اور چہرہ
نگران جمال یار تھی دل سے کہتی تھی کہ مقتضا یہی ہے

تماشا ہی اگر آئینہ بے زنگار ہو پیدا
در و دیوار سے نقش جمال یار ہو پیدا

ہر چند تجسس اور جویا رہی مگر شبیہ دلدار آئینہ نظر مین جلوہ گر نہوئی ناچار آگے بڑھکر خدا لقا
کو خبر دی کہ خداوند کا حکم ہی جلد قیدی کو حاضر کرو ساحر اسکے ہمراہ عمرو کو لیکر ہمرہ لقا
راہی ہوے جب قریب قلعہ جاکر پہونچے سلیمان عنبرین مو نے آکر استقبال کیا اور فوج
ساحران کو مقام پاکیزہ مین اتروایا بارگاہین اور خیمے نصب ہوے بارگاہ سے روبرو
بازارین کھل گئین طبل و نقارے قیام اور داخلہ لشکر کے بجے عیاران لشکر اسلام صورت
بدلکر واسطے خبر دریافت کرنے کے آئے کچھ لشکر ساحران مین ٹھہرے کچھ قلعہ مین آکے
مگر صفار اور انقلار عمرو کو سامنے لقا کے لائے خود سجدہ کیا نذر دی دنگل عنایت ہوا

بیٹھے لقا نے عمرو سے کہا کیون ای بندۂ گستاخ و بے ادب اب کہہ کس عذاب شدید سے تجھے
ہلاک کرون عمرو نے کہا یا خداوند میرا کیا قصور ہی آپ نے خود مجھے وہ طاقت عنایت کی ہی
کہ مین نے جناب کی داڑھی کو اپنے پیشاب سے مونڈا ہی آج بھی ایسی ہی کچھ آپ نے تقدیر
کی ہو گی پھر وہی معاملہ پیش آیا چاہتا ہی لقا ان باتون سے غضبناک ہوا اور بختیارک
نے کہا یا خداوند اب وہی تقدیر جاری فرمائیے جو آپ مجھ سے ابھی وعدہ کر چکے ہین یہ کلام
سنکر عمرو نے بختیارک کو گھورا اور کہا ملک جی تم مجھے جانتے نہین کہ مین کون ہون ہم
عمرو آج میرے روبرو چہ میگوئیان کرنا خیر سمجھا جائیگا بختیارک گھورنے سے عمرو کے ڈر گیا
اور لگا گڑگڑانے پکارا کہ ای شہنشاہ عیاران مرشد برحق مین اس حرامزادے لقا مردود
درگاہ خدا سے ہر چند کہتا ہون کہ حضور ریش تراشندہ کا ازان کو کوئی تکلیف نہ پہونچا مگر
یہ کید ہی نہین مانتا پھر آپ ہی اپنی سزا کو پہونچیگا لقا نے کہا او حرامزادے کیا بیہودہ بکتا
ہی بختیارک بولا کہ مین سچ کہتا ہون جناب معلے القاب کو کہ ہمارے جان کی پناہ ہین شاہون
کے ساہ خواجہ سلامت ہین تو باعزاز تمام رہا کردے ورنہ سر منڈیگا ناک کٹیگی جوتیان
پڑینگی لقا ایسی باتون سے نہایت غیظ مین آیا اور حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ اس ملعون یعنی
بختیارک کو بھی قتل کرو بختیارک بولا کہ مین سچ کہتا ہون آپ نے اگر عہدہ شیطنت
دیا ہی تو مین ایسی ہی باتین کرونگا نہین یہ طوق لعنت آپ کا حاضر ہے کسی اور کو بخشیے
اور شیطان بنائیے لقا نے حکم قتل عمرو کی نسبت صادر فرمایا اور بختیارک کو بری
کر دیا بموجب حکم جلاد آکر حاضر ہوا عمرو کو لیکر میدان خونی مین آئے قلعہ کوہ عقیق کے
سامنے جو بیابان واقع ہی وہان چبوترہ نکبت کا بنا اور بوریائے فلاکت بچھایا گیا جلادان
قوی بازو و بیرحم تیغہائے آبدار لیے ہر طرف پھرنے لگے کل لشکر لقا مین کمربندی
ہو گئی ایک طرف ساٹھ ہزار ساحر حصار کے تیار ہوئے اور صف باندھ کر کھڑے ایک سمت
سواران کے پرے اور پیادون کی قطار آراستہ ہوئی کماندار لیس ہو کر تیر چلے کمان مین جوڑکر
مستعد تھے کہ اگر کوئی حمایت کو عمرو کی آئے تو جیتا نہ بچے عمرو کے حال زار پر مرد و زن
قلعے کے ہنستے تھے لیکن دانشمند عبرت گزین تھے کہ ایہا الناس یہ نفس حمزہ ہی یہ وہ شخص ہی
کہ جسنے ساحران عالم کو قتل کیا شہنشاہ عیاران اپنے تئین بنایا آج اس طرح بے بس ہی
نہ کوئی رفیق ہی نہ مونس ہی بعض کہتے تھے کہ اسیر کیا منحصر ہے چرخ جفا پیشہ نے بڑے بڑے

نامیون کو ذلیل کرکے ہلاک کرایا ہے اور پیر زال دنیا نے بہت نوجوانون کو بحسرت و ارمان دنیا سے اٹھایا ہے آج شداد ہے نہ سکندر ہے نہ وہ چتر و اورنگ ہے نہ افسر ہے نہ کلاہ دعوی خدائی شہنشاہی بے عزت ہے فی الحقیقت یہ سرائے فانی مقام عبرت ہے۔ نظم

کہان شداد و وہ بہشت آرا — اس چمن کا گیا جو نظارا
گو سکندر بھی شاہ عالی تھا — جب گیا وہ تو ہاتھ خالی تھا
آج کر لے گذشتگان پہ نظر — ہے گا کل تو بھی عبرت دیگر
ہے یہ دنیا وہ گرگ کہنہ آہ — لاکہ یوسف گرائے در تہ چاہ
بحر حیرت مین عقل کیون نہ غرق — ہے زمین اور آسمان کا فرق
کہین ہوتا ہے قطع پیراہن — کہین مردم کو ہے تلاش کفن
کہین سامان غسل صحت ہے — کہین ترتیب غسل میت ہے
کوئی تخت روان پہ جلوہ نما — کہین مردہ وبال دوش ہوا
اک دلہن سے دوچار ہوتا ہے — اک کنار لحد مین سوتا ہے
قصر بنوا کے ہو گئے شداد — قبر کی کوٹھڑی نہ تھی یاد
ہین یہ خواہان حشمت دنیا — تشنہ قتل ہم ہے سراب نما
اسکے شربت مین زہر ہے سودہ — نوش ہے اسکا نیش آلودہ

قصہ کوتاہ ہر طرف ہنگامہ برپا تھا صغیر و کبیر کا مجمع تھا ایک جانب مخمور سرخ چشم بھی مع اپنی کنیزون کے کھڑی تھی مگر حیران تھی کہ ناحق خون عمرو مین شریک ہوئی کاوش طلسم سے نہ آئی یہ بدنامی اپنے ذمے نہ اٹھائی اب معشوق سے ندامت ہوگی بڑی قیامت ہوگی یہ سوچ رہی تھی کہ وہان لقا بھی فیل پر سوار ہوکر آموجود ہوا جلادون نے عمرو کو زیر تیغ بٹھایا اور سامنے لقا کے آکر پوچھا کہ اس گنہگار کے بارے مین کیا حکم خداوندی ہے اس کمبخت گنہگار کا صدا دی کہ لاکہ علم کا ایک حکم تمکو دیا جاتا ہے کہ جلد سر اس گنہگار کا کاٹ کر حاضر کرو جلاد وہان سے آکر مستعد قتل ہوئے خواجہ کی گردن پر کوئلے کا خط دیا اور کہا جو کہانا ہو اجل رسیدہ وہ کہا پی لے جو کہتا ہو وہ کہہ سن لے کہ کوئی دم مین پیمانہ عمر بادۂ فنا سے لبریز ہوگا اور رخصت ہستی اوتارا جائیگا مخمور نے آنکھین تو معطل ہوا سبب نہ پایا لیکن دل کو رنج و تشویش ہے بہت جلاد و جلاد

دافع البلیات وکافی المہمات کیا بے اختیار رو کر پکارنے لگے کہ اے قادر و توانا اے فریادرس غریبان تو صادق الوعد ہے مجھ سے تو نے وعدہ فرمایا ہے کہ جب تک میں بار موت اپنے منہ سے نہ مانگوں اسوقت تک نہ مروں آج نرغۂ اعدا میں گرفتار ہوں بے یار و غمگسار ہوں سوا تیرے کون مددگار ہے اور اس بیکسی میں یاور ہے نظم

ترے لطف و کرم سے کچھ نہیں دور | کہ غالب ہوں میں اس فرقہ پہ مجبور
نہیں ہے کوئی تیرا مثل و مانند | بری ہے شرک سے تو اے خداوند
تری حکمت سے ہے ہر شے ہویدا | شب تاریک سے ہے صبح پیدا
زمین و آسمان حیرت فزا ہیں | یہ دونوں تیری قدرت سے بپا ہیں
بچا لے اس بلا سے مجھکو یارب | کہ تو غالب ہے اور مجبور ہیں سب

اس دعا کے مانگنے سے نسیم قبول چمنستان دہر میں وزان اور صبح عشرت گریبان خندہ زن تھی یعنی عیاران لشکر امیر مثل قاسم لنتوری و دیگر عیار جو بہر خبر آتے ہوئے تھے اس ماجرا سے جانگزا کو دیکھ کر افتان و خیزان بارگاہ سلیمانی میں آئے اور روبروی شاہ اسلام یوں التماس پیرا ہوئے کہ اے شہنشاہ گردوں بارگاہ کیوان جاہ قطعہ

اے عدالت گستر و عالم پناہ و دادبخش | کس زباں سے ہم کریں تیری عدالت کی ثنا
شمع کا شعلہ پتنگے کو جلا سکتا نہیں | بسکہ شہرہ معدلت کا تیری پہونچا جابجا
تازیانہ ہو نسیم صبح کو سیخ ستم | غنچۂ تصویر کے گر ہوئے پیراہن قبا
نام ہے جس شہر میں غلغلہ و حمایت کا تری | دشت خوباں میں نہ ٹھہرے خوف سے دزد حنا

آج کچھ ساحر عمرو کو طلسم سے گرفتار کرکے لائے ہیں اور لقا انکا گل ہستی کھول و پژمردہ کیا چاہتا ہے اور نخل حیات تیغ سیاست سے قلم ہوتا ہے اس خبر کو سنتا تھا کہ بادشاہ نے امیر کی جانب دیکھا صاحبقران ہاے یار وفادار کہکر دنگل سے اٹھے اور انکے اٹھنے کے کل سردار دست راست اور دست چپ کے اور فرزندان امیر وغیرہ سب کھڑے ہوگئے لشکر میں حکم کمربندی کا پہونچا تیاری ہونے لگی مگر امیر نے کسی کی راہ نہ دیکھی باہر بارگاہ کے آکر اشقر دیوزاد پر کہ بیسوار ہو کر چل نکلے انکے بعد قاسم اور نور الدہر اور ایرج اور علم شاہ وغیرہ بیٹے پوتے اور سردار مثل لندھور بن سعدان اور رعد غرامزاد جمہور وغیرہ لے روانہ ہوے ایک سمت سے طبل و بوق کی صدا بلند ہوئی اور پلٹنیں اور

رسالے اور پیادہ و سوار لینا لینا کہتے چلے پھر تو بادشاہ بھی مع تاجداران ذیوقار سر تخت مرصع پر سوار برآمد ہوئے طبل سکندری پر چوب پڑی فلک تھرایا اور زمین ہلی کہ نظم

چلے ایسے بزرگی سے وہ مردم کیا جیسے فخ بریں نے آپ کو گم
وہ صحرا دشت محشر ہو بہو تھا قیامت غلغلہ ہر چار سو تھا
ہوا نیزوں سے وہ جنگل نیستان نیستاں تھا وہ جولانگاہ شیران
خدا کی راہ میں باندھے کمر تھے لیے ہمراہ اقبال و ظفر تھے

یہانتک کہ رہ دیروی قلعہ ہو چکا اس مجمع فوج مخالف پر اول امیر شمشیر کھینچکر اور نعرہ کر کے کہ نعرہ

امیر عرب حمزہ نامدار عم مصطفے شاہ اشقر سوار

لشکریان عدو نعرہ امیر سنکر لرزان ہوئے مگر لقا کے سامنے تخت تھا رب اللہ اکبر اللہ اکبر کہکر اذان دینے لگا کہ میں پہلے ہی کہتا تھا او مشرک خدا تو مسلمان ہو جا اب دیکھ کر حمزہ تیری جان پر کیا آفت لاتا ہے اور میں تو دل ہی سے مسلمان ہوں لقا نے یہ معاملہ دیکھ کر نعرہ مارا کہ سر عمرو کا جلد جدا کر ڈالو سپاہی اور جلاد بڑھے تھے کہ ادھر عمرو نے نفی کمند پھینک کر لیا بڑھا کوئی آگے نہ بڑھ سکا اور امیر نے صفوں کو زیر تیغ براں رکھ لیا پھر تو حضار جادو اور ساٹھ ہزار ساحر نارییل و ترنج سحر کے مارتے تھے اور امیر اسم اعظم پڑھتے تھے قتل کرتے چلے جاتے ہوئے آتے تھے کہ یکایک ایک سمت سے نعرہ شاہزادہ قاسم بلند ہوا نعرہ

ملک قاسم آن ترک خاور سپاہ زنم تیر بر ابر و سینہ ماہ
ز اسب و ز مرد تنگ شد بر زمین ہمہ بافتہ شد بزیر نگین

اور شاہزادہ ذیوقار بیلدار گرا فراسیابی کھینچکر لشکر پر آپڑے کہ ایک جانب سے نعرہ نورالدہر کا ہوا نعرہ

ہمای اوج رفعت بادشاہ عرصہ مردی کہ شاہانش حباب نیمہ و فلک گیتی ستان خوانند
پناہ لشکر اسلام نورالدہر کج بخشش عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانند

پھر تو ایک کے بعد ایک کا نعرہ بلند ہوا اور تلوار پتھر پر چلنے لگی ادھر لقا کے حکم سے نام خدا باختری اور مشتری حصاری حملہ آور ہوئے نعرہ ہائے بہادران قل سے سینۂ نامردان دہل گئے تیغوں کی ہوا سن سن چلنے لگی سر مثل برگ خزان کے گرنے لگے نخلبند اجل سر بلندوں کے شجر قامت کی سر تراشی کرنے لگا عندلیب آسا نقیب سرگرم فغان تھے جوہر تیغ عریان کے پھول کھلے نظر آتے تھے دہان زخم شکل غنچہ مسکراتے تھے سپر کے پھول گل ہوں

تمام خلد وار و گیر برپا ہوا اور عمرو جو اسکے سحر مین مبتلا تھا چھوٹ گیا ادھر سردار لڑتے بھڑتے
قریب عمرو کے پہونچے اور ہتھکڑیان بیڑی کاٹ دی عمرو گھبرا کر اٹھا اور جست کرکے تخت
لقا پر چڑھ گیا ایک دھول بڑے زور سے اسکے سر پر لگائی اور تاج اتار لیا بختیارک نے کہا
بسم اللہ مال آپ کا ہے اور اپنا رشیدہ اور دوشالہ وغیرہ اتار کر سامنے کیا خواجہ نے وہ بھی
لیا اور چاہتے تھے انکو گرفتار کرنے کا قصد کیا عمرو نے خنجر مار کر اسے راستہ ملک عدم کا دکھلایا
خلاصہ یہ کہ جب فوج ساحران نے شکست کھائی اور انتشار جادو باصد درد چند بھاگ کر
زندہ بچا اسوقت لشکر اسلام کا غلبہ زیادہ ہوا عمرو بھی لڑتا اور لوٹتا ہوا قریب مرکب صاحبقران
پہونچا اور رکاب کو بوسہ دیا امیر گھوڑے سے اتر کر گلے سے لپٹ گئے عمرو نے عرض کیا ابھی
لڑائی فتح نہین ہوئی حضور سوار ہون مین ہمراہ ہون امیر دوبارہ سوار ہوکے اور نعرہ اللہ اکبر
کرکے حملہ آور ہوئے پھر تو عجب ہنگامہ آفت گرم ہوا کہ نظم

گھر قتیلون سے پٹ گئے ہر سو	کشتون کے پشتے کر دیئے ہر سو
جس طرف گھوڑے کو سمند	کافرون کو ملی نہ راہ گریز
الامان منہ سے کہتے جاتے تھے	تیغ کرین کھا کے رہتے جاتے تھے

اسی طرح ہمدم امیر تخت لقا کے قریب پہونچے بختیارک نے طبل بازگشت بجوا دیا کیونکہ
آئین امیر کا ہے کہ جب طبل امان لشکر مخالف مین بجتا ہے تو امیر حریف کو طالب امان
سمجھ کر پھر مقابلہ نہین فرماتے غرض جسوقت نقارۂ امان بجا لشکر دونون جانب کے پھرے
امیر بھی بارگاہ کی طرف واپس ہوئے سردار امیر پر زر نثار کرنے لگے عمرو پکارا کہ ای
بہادران کیون مال ضائع کرتے ہو یہ سب جمع کرکے مجھے حوالے کرو کہ مین نہایت محتاج ہون
امیر ہنسے اور کہا خواجہ تمھارے لیے اور سب کچھ ہے عمرو نے عرض کیا اگر یہ اور وہ ملک مجھے
ملجاتا تو اچھا تھا یہ کہکر جال الیاسی لگایا کہ سب مال اس مین آگیا اور لوٹنے والون کا ایسا
حصہ نہ پایا اسی طرح شادان و فرحان جملہ سردار ہر چند کہ خون مین تر بتر اور خستہ لڑنے بھڑنے
اور پریشان تھے مگر عمرو کے آنے سے بارگاہ مین چلے آئے عمرو ہر ایک سے گلے
ملا اور کرسی پر بیٹھا بادشاہ بھی خورسند ہوے اور کشتیان جواہر کی امیر اور بادشاہ
نے منگوا کر عنایت فرمائین عمرو نے سارا ماجرا جو کچھ طلسم مین گذرا تھا حرف بحرف بیان
کیا امیر نے عیارون کی نظر مین منگوا ان سب کے لیے بھی بھاری خلعت عنایت فرما

کہ ہماری طرف سے قران اور برق وغیرہ کو دیدینا عمرو نے کہا کہ مین ان چھوکرون
اور بیبیو سے کہ خراب تو نہین کرونگا مگر کہدونگا کہ امیر نے تمھین بھی خلعت دیا تھا عید
کے دن پہننا امیر اور سب سردار اس تقریر سے ہنسنے لگے اور عمرو نے کل مال نذر زنبیل
کرکے کہا مین جاتا ہون امیر آبدیدہ ہوے اور فرمایا کہ خواجہ ایک روز تو توقف کرو عمرو نے جواب
دیا ہوا کہ پھر مین طلسم مین جا نسکونگا ابھی سب ساحر جاتے ہین انکے ساتھ مین بخوبی پہونچ جاؤنگا
یہ کہکر وہان سے اٹھکر چلا کہ ملکہ سرو سہتین اپنی بی بی سے مل آؤن اور اپنی شہزادیون
یعنی امیر کی بی بیون سے بھی مل لون غرض داخل محلات ہوا جمیع خاتونان معظم اسکے
آنے سے مسرور ہوئین اور بہت کچھ زر و جواہر دیا حال طلسم سنا خواجہ کا مزاج پوچھا لیکن
شہزادیان ان شہزادون کی بی بیان عمرو کی بہن انھون نے عمرو کو گھیرا اور کہا کیون
صاحب بعد مدت کے تم طلسم سے آئے مگر کچھ تحفہ اور سوغات ہمارے لیے نہ لائے اچھا
جو کچھ کمایا ہو وہ تو بتلاؤ ہم لوگون کو کچھ تو دو عمرو نے کہا طلسم مین خود میرا لاکھون روپیہ
صرف ہوگیا اب مین محتاج اور پریشان ہون چاہتا ہون کہ تمھارا زیور لیکر فروخت
کرون تاکہ رفع تکلیف ہو یہ باتین سنکر محل مین ایک قہقہہ اڑا اور عورتون نے خواجہ کو
چار طرف سے گھیرا کہ ہم تو ضرور کچھ تم سے لینگے اسوقت مجبور ہوکر عمرو نے کچھ چھوٹے نگینے
اور ہلدی کی گرہین لوہے کی کیلین ایک آدھ دھنیا وغیرہ نکال کر دیا اور کہا گھر والیان
کمبخت نہ پریشانی کو جانتی ہین نہ مفلسی کو مانتی ہین انکو چوری کرو اور جہان سے بنے
لاکر دو سب ہنسنے لگے اور عمرو گھبراکر اٹھا کہ یہان ٹھہرونگا تو لٹ جاؤنگا اور وہان سے
اٹھکر ملکہ سرو سہتین کے پاس گیا ملکہ نے خواجہ کو اعزاز سے بٹھایا اور بڑے تپاک اور
گرمجوشی سے ملاقات کی یہ بی بی عمرو کی بہت پیاری ہے عمرو یہان بیٹھکر مصروف بشوخی
ہوا اور باتین اخلاص و محبت کی کرنے لگا لیکن ادھر جب لقا عاجز اور درماندہ ہوکر
اپنی بارگاہ مین آیا لشکر بھاگا ہوا آکر پھر فروکش ہوا انتظار رہی چند ساحر اسکی بارگاہ
مین حاضر ہوکر عرض رسا ہوا کہ یا خداوند اب لشکر ساحران باقی نہین مین رخصت ہوتا
ہون شاہ طلسم سے جو کچھ فرمایئے عرض کردون لقا نے کہا کہدینا کہ شاہ جادوان
تیری ملاقات کو میرا جی چاہتا ہے مگر ان بندون نے مجھے بہت پریشان کیا ہے اور انکو
تمام عالم ہی مین مین نے پیدا کیا ہو انکی قضا مین بھول گیا خلق ہی نہین کی بس یہ سرکشی کرتے

ہین اور مجھے سجدہ نہین کرتے ہین تو کہہ دینا کہ کسی ساحر زبردست کو پھر میری مدد کے لیے
بھیجے ابکی بار مین اُس ہستی کے عالم کی تقدیر کی ہوئی کو پھیر دونگا اور بندگان مغضوب کی قضا
پیدا کر دونگا بختیارک اس تقریر کو سنکر بولا کہ یا خداوندا آپ نے عمرو کی قضا بھی تو فرمائی تھی کہ
آج ہو اور اُسکے قتل کی تقدیر آپ کر چکے تھے پھر عمرو کے عوض صرصر کی قضا آگئی
تقدیر آپ نے کیسی فرمائی لقا نے کہا قلم قدرت میرا جدھر مین نے چاہا اُدھر پھیر دیا
خداوندی مین کچھ دخل دینا نہ چاہیے بختیارک خاموش ہو رہا اور انتظار رخصت
باہر نکلا اس عرصہ مین مخمور بھی آکر لقا سے رخصت ہوئی اور جب باہر بارگاہ کے آئی سب
ساحر اژدر اور طائران سحر پر سوار ہوے یہ بھی طاؤس سحر پر چڑھکر چلی جب طاؤس بلند ہوا
یہ لشکر اسلام کو بنگاہ حسرت دیکھتی جاتی تھی اور وہان جب عمرو قتل مین گیا بادشاہ و شہزادے
دربار برخاست کیا سردار اپنے اپنے خیمون مین بہر آسایش و آرام آئے نور الدہر بھی
آکر اپنی بارگاہ کے دروازے پر کھڑے ہوئے اُنکو اس ہاے الم عاشقی ہجران کشیدہ
رنجور ملکہ مخمور نے دیکھا دل بیتاب کو تاب نہ آئی کنیزون سے کہا تم ورے کو مین جا کر
مین آتی ہون لونڈیان حسب الارشاد اُس طرف گئین اور یہ شاہین صبر گاہ
الفت اپنے طاؤس کو پھیر کر قریب بارگاہ شاہزادہ بلند قدر اُتری اور سامنے آکر
ای بیوفا ستمگر و راہ الفت یہی ہے کہ ہم آوارہ دشت ادبار پھرین اور تجھے خبر نہو کہ مبتلا کی

چو گفتگوی سخن اہل دل مگو کہ خطا ست	سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجاست
سرم بہ دنیا و عقبے فرو نمی آید	تبارک اللہ ازین فتنہا کہ در سر ما ست
درون اندرون من خستہ دل ندانم کیست	کہ من خموشم و او در فغان و در غوغا ست
مرا بکار جہان ہرگز التفات نبود	رخ تو در نظر من چنین خوشش آراست

یہ صدا سنکر شاہزادے نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا ایک اختر آسمان دلربائی گوہر دریاے اشتیاق
گل گلزار ناز کی بلبل شاخسار دلبری یوسف جمال زلیخا خصال ماہ کی صورت مشتری کی سیرت
لیلی کی سج مجنون کی دھج شمع کا رنگ پروانے کا ڈھنگ بزم کی آرایش پہلو کی زیبایش
نیند کی کھونے والی لپٹ کر سونے والی کو ملاحظہ کیا کہ سرگرم گفتار ہے ایسے حسین شوخ چنچل
کو دیکھا کہ بے صبر اور بیتاب ہو گیا ہوش و حواس عیش و راحت سب بھولا

بوٹا سا قد قیامت عالم	زلف چہرے پہ آفت عالم

رستی قد کی اک قیامت تھی
کم سنی اُس پہ اور آفت تھی

حسن لاثانی ایک عالم میں
پھول سا تن عرق سے شبنم میں

ہاے رے وہ نچا تلا مکھڑا
تمتمایا وہ چمپا نادر سا مکھڑا

صدقے آرایش اور بناؤ
اس بگڑنے میں بھی ہزار بناؤ

سر بسر لطف کے وہ بال اُلجھے
گیسوے خم بہ خم کمال اُلجھے

قابل دید اُس پری کا حال
شکل معشوق جیسے صبح وصال

گو کہ سہ ہی تھا نہ غمزہ تھا
پہ محبت کا یہ تقاضا تھا

دل سے ہو جاتے نثار اسیر
غرض آتے تھے لاکھ پیار اسیر

شاہزادہ والا منزلت ولدادہ اور شیفتہ ہو کر قریب اُس گلفام کے آیا ملکہ نے مسکرا کر منہ پھیر کر کہا چلو اب منہ دیکھی محبت نہ جتاؤ ہم ایسے بے مروت سے بات نہیں کرتی یہ فرما کر اور پھر کر روانہ ہوئی یہ کشتہ خنجر ناز و مجروح شمشیر انداز بیتاب و بیقرار ہو کر پکارا کہ

ای سکین گزین خاطر عاشق حزین

مرتا ہی مریض ہجر کیونکر دیکھتے جاؤ
اتنی دم توڑنے کی سیر دم بھر دیکھتے جاؤ

دم رخصت ذرا حسرت کی تیور دیکھتے جاؤ
نکلتی کس طرح ہی جان مضطر دیکھتے جاؤ

ہمارے پاس سے جاؤ تو مڑ کر دیکھتے جاؤ

اے دلدار دوا ای ہا یہ ناز یہ کیا چھوڑ نا شاد پر عتاب ہی کہ آپ ہی تو پری کی طرح سایہ ڈالکر دیوانہ بنایا اور پھر نظر پھیر لی شاہزادہ یہ کہتا ہوا اور شعر عاشقانہ پڑھتا اسکے پیچھے جاتا تھا لیکن وہ بت پریفن کچھ جواب نہ دیتی تھی یہاں تک کہ لشکر سے نکل کر ایک درہ کوہ میں جب پہونچی وہاں ٹھہر گئی شاہزادہ قریب پہونچا تو حضور نے تیوری چڑھا کر کہا کہو صاحب کیا ہی کیوں مجھ کمبخت کا پیچھا پکڑا ہی لو اچھا میں ٹھہری ہوں کہو کیا کہتے ہو شاہزادہ نے کہا واللہ اے جان زار کی تسکین میرا تو یہ حال ہی کہ نظم

گر نام عاشقی ترے نزدیک ننگ ہی
کرنے نہ قتل تجکو عبث پھر درنگ ہی

اس خانمان خراب کو لیجاؤں میں کدھر
دل پر تو یہ فضا ہی بیابان بھی تنگ ہی

تیری درشتیوں کو سمجھتا ہوں آشتی
تجکو تو میرے ساتھ عبث عزم جنگ ہی

کرتا ہی اس قدر تو خفا درد کو عبث
ظالم وہ اپنی جان سے آپ ہی بتنگ ہی

پیہم اشک سے رخسار کو تر کیا مخمور شاہزادے کے روٹھنے سے بے چین ہو گئی اور غش کر اپنے دست نازک سے آنسو پونچھنے لگی اور کہا مجھ خانماں آوارہ سے محبت کرنا دل لگانا اچھا نہیں کہ شہنشاہ طلسم افراسیاب کے پھندے سے میرا نکلنا محال ہے اسوقت ہزار ساحر فن کے حیلہ کر کے تمہارے دیکھنے کو یہاں آئی تھی شاہزادے نے کہا کیا تم بھی ساحرہ ہو اُسنے کہا ہاں یہ سنتا تھا کہ نور الدہر حسن ہو گئے اُنکے چپ ہونے سے مخمور سمجھ گئی کہ یہ ساحر جو انھوں نے سنا ہے تو تیرے حسن و جمال کو عارضی ہزو سمجھا ہوا جانکر خاموش ہو رہے ہیں یہ تصور کر کے ہنسی اور لب لعلین سے گہر افشان ہوئی کہ اے دلبر یہ بات واہی ہے جان لو ایسی شکل ان ساحروں نے نہیں ہوں کہ جنکا سن و سال دو دو سو برس کا ہوتا ہے اور وہ سحر سے صورت اپنی جوانوں کی بنائی ہیں میرا سن چودہ سال کا ہے شہزادہ اس تقریر کے سنکر دل میں شاد ہوا لیکن ساتھ ہی خیال آیا کہ امیر کبھی ساحروں کی بیٹیوں اور پوتوں سے عقد کرنے پر راضی نہیں ہوتے ہیں اس سے ملال ہوا چہرہ متغیر ہوا اور تیری طبیعت اسپر آئی ہے دیکھئے کہ مقدر میں کیا تھی رسوائی ہے یہ سوچ کیا اور چہرے پر سرخی آئی تھی یا پیرہ غنچہ دہن مرجھا کر زرد ہو گیا مخمور سوچی کہ شاہزادے کو تیرے کم سن ہونے کا حال سنکر فرحت حاصل ہوئی تھی مگر اب پھر کچھ فکر لاحق ہوئی ہے از بسکہ یہ عاشق ہے شاہزادے کے خفا رہنے سے دل اسکا خفا ہوا اور ہاتھ گردن میں ڈال کر اپنا دوشالہ سر سے اتار کر فرش کیا اور شاہزادے کو بٹھلایا لگی منت اور خوشامد کرنے کہ کیوں صاحب تمھیں کیوں خفا ہوئے کیا باعث ہے ابیات

دل بھرا آتا ہے خدا کی قسم — بہت اسوقت ضبط کرتے ہیں ہم
کچھ خفا ہو تو ہمسے فرماؤ — تو ہمیں یہ سبب جو شرماؤ
ہیں سنوں تو ہمارا قصور ہے کیا — سبب رنجش حضور ہے کیا
رنج تکلیف ہمکو ساری ہے — یا خطا اور کچھ ہماری ہے
کون کہتا ہے تم گلہ نکرو — بے تکلف کہو حیا نکرو
ہمکو قائل کرو لڑو ہمسے — مشغلہ کیسا اور کچھ پڑو ہمسے
خوش ہو رنج فراق دور ہوا — عذر کرتے ہیں تو قصور ہوا
خود معتقد ہوتے ہیں خطا پہ ہم — ناحق اس درجہ آپ ہیں برہم

ایک مقام پر پہنچی ہین اور باہم باتین رمز وکنایہ کی کرتی ہین اور کچھ اشارہ درّہ کو دیکھ کر
کرتی جاتی ہین عمرو ساحر کی ایسی صورت بنکر اُنکے پاس گیا اور رکو یا ہوا کہا مین انتظار
وغیرہ سب باطلسم کو گئے ہم بھی جاتی ہین تم ابھی یہین ٹھہرو یہ کلام سنکر اُنھون نے کہا
کہ ہم کنیز ملکہ مخمور کی ہین اور ملکہ درّہ کو وہین کسی کام کو گئی ہین آئین تو ہم بھی طلسم کو
جائین عمرو انکی باتون سے خوش ہوا اور دل سے کہنے لگا کہ خدا نے بہتر کیا کارسازی کی
اور بندہ نوازی ہی کہ میرے جانے کا سبب پیدا کر دیا اب جاکر ایک بار حمزہ کو اور دیکھ لونگا
پھر سوچا کہ مبادا یہ ساحرنیان چلی جائین اور تو رہ جائے لازم ہی کہ نہ جاؤن مگر عاشق
دیدار امیر کی تاب نہ آئی دوڑتا ہوا پاس امیر کے آیا اور پانون پر گرا امیر نے بھی گلے
سے لگایا آخر کار رخصت ہوکر پھر انھین عورتون پاس بصورت ساحر آیا اور ان مین سے ایک
کو کہا کہ تم ذرا میرے ساتھ آؤ میرے کسی عزیز کا یہان گھر ہے یہ سب یہان حیران ہوتی ہین
انکے لیے مین شراب وکباب وغیرہ بھیجدون کنیز اسکے کہنے سے ساتھ ہولی عمرو اسکو جب
صحرا مین دور لیکر آیا تو حباب بیہوشی اُسکے منہ پر لگایا کہ وہ بیہوش ہوگئی اسکا پیرہن
اُتار کر اور اسکی ایسی صورت بنکر اُسے زیادہ بیہوش کرکے آپ چند گلابیان شراب
کی لیکر اُن عورتون کے پاس آیا اور شراب انھین دی کہ اس ساحر نے بھیجی ہے ساحر
ساحرنیون نے وہ شراب پی انھین بیہوش کرنا منظور نہ تھا اس وجہ سے شراب آمیختہ بیہوشی
نہ تھی غرض یہ سب راستہ مخمور کا دیکھ رہی ہین لیکن وہان ملکہ نے شاہزادہ سے رخصتی
مانگی پھر کہا کہ لیجیے خدا حافظ و ناصر اب عرصہ بہت ہوا ہی میری راہ شاہ طلسم دیکھتا
ہوگا حباب اور ساحر جاکر سو چکین گے اور مین نہ پہونچونگی تو نہایت خرابی ہوگی یہ کہکر اُٹھی
شاہزادہ اسکے جانے سے آبدیدہ ہوا پھر تو مخمور بھی رونے لگی اور اسوقت عاشق
و معشوق کا عجب حال تھا کہ نظم

قہقہہ لب پہ بنگیا نالہ	خون بہا آنکھون سے تو دھو ڈالا
دل کو سو پیچ و تاب ہونے لگے	شدتون سے عذاب ہونے لگے
دل تو اُمڈا مگر رہے خاموش	تھم گئے اشک آکے سر برجوش

قصہ کوتاہ دونون روتے یہ ادھر وہ طلسم کی طرف روانہ ہو مخمور چلتے وقت کہتی گئی کہ نظم

کرم مجھپہ رکھنا ذرا میری جان	مین دل چھوڑ کے جاتی ہون اپنا یہان

گیا تو وہ روتے شہر پر آنسو روان	خفا اسکے ہونے سے وہ نوجوان

نورالدہر الفراق الفراق کہہ کر بہت لشکر روانہ ہوئے اور مخمور اشتیاق اشتیاق کہتی
ہوئی پاس اپنی کنیزوں کے آئی طاؤس پر سوار ہوئی سب کنیزیں طاؤس اور طائران سحر پر
چڑھ کر ہمراہ چلیں عمرو بھی اس کنیز کے طاؤس پر کہ جسکو بیہوش کر آیا ہے سوار ہوا کیونکہ ابھی وہ
کنیز زندہ ہے سحر اسکا کام دیتا ہے قاعدہ ہے کہ جب تک ساحر زندہ رہتا ہے اشیا سے ساختہ سحر
اسکی قائم رہتی ہے اور بعد ہلاک ہونے کے باطل ہوتی ہے قصہ مختصر مخمور فراق میں
شاہزادے کے روتی اور رستے کا بیان کرتی بعد قطع مسافت راہ طلسم باطن میں پہونچی
کہ وہیں رہتی ہے عمرو کو بھی طاؤس لیے ہوئے طلسم باطن میں آیا عمرو نے ہر چند چاہا کہ
میں طلسم ظاہر میں رہ جاؤں مگر وہ طاؤس زمین پر نہ اترا یہاں تک کہ باغ سیب کے
قریب پہونچے دیکھا تو انتظار بھی کچھ دیر ہوئی ہے کہ آکر پہونچا ہے لوگ اسکی ہمراہی کے اترے
ہیں پر ابھی سامنے شہنشاہ کے نہیں گیا ہے غرضکہ مخمور وہیں اتری لونڈیوں سے کہا تم
راہ کی خستہ و شکستہ ہو گھر جاؤ میں شہنشاہ سے ملا آتی ہوں کنیزیں رخصت پاکر سوار
ہوکر چلیں عمرو بھی انکے ساتھ روانہ ہوا یہاں تک کہ ایک درہ کوہ سے نکل کر صحرا کو
طے کرکے قریب ایک شہر کے پہونچا دیکھا دروازہ شہر کا نہایت بلند فولادی مانند قفل
سکندری کے مقفل رہا ہے ہزارہا ساحر کا پہرا ہے چار دیواری شہر پناہ کی منقش رنگین پتھر
کی تعمیر ہے لیکن اسقدر صفائی اور شفافی ہے کہ آئینہ مہر کو شرماتی ہے اپنے روبرو اندھا
بناتی ہے عمرو ہمراہ کنیزوں کے اندر شہر کے آیا اسکو نہایت خوبی سے معمور پایا عمارتیں
پختہ اور طرح طرح کے پتھروں کی یعنی سنگ یشب و سنگ موسی و سماق وغیرہ کی بنی ہیں
حسن میں پری تھیں دکان اہل حرفہ اور پیشہ وروں کی چشم انتظار عاشق کی طرح کھلی
ہوئی ہر قسم کا اسباب نفیس دنیا و دران میں بھرا تھا دکاندار پوشاک عمدہ پہنے دکان پر
بیٹھا تھا شہر کے چوک کی صفت اگر تحریر ہو طول تقریر ہو مختصر یہ کہ اگر اس جگہ کی زمین کو
چرخ چارم لکھوں تو مسیحا کو آرزوئے مسند سکونت بناؤں اور اگر بہشت سے مشابہت دوں تو
رضوان پر احسان کروں

نظم

ہر اک کوچہ اسکا تھا رشک بہشت	لگے تھے ہر اک جا پہ وان سنگ و خشت
کہ گذرے صفائی سے جسپر نظر	عمارات سنگیں تھی وہاں بیشتر

کروں کیا میں وسعت کا اُسکی بیان
کہ جوں اصفہان تھا وہ نصف جہان

ہنرمند واں اہل حرفہ تمام
ہر اک نوع خلقت کا تھا اژدہام

یہ دلچسپ بازار تھا چوک کا
کہ تھہرے جہاں بس وہیں دل لگا

جہاں تک کہ رستے تھے بازار کے
لگے تو کہ تختے تھے گلزار کے

کنیزیں اس شہر میں اُتریں سواریاں سحر کی اُڑکر کسی طرف چلی گئیں عمرو بھی اُنکے ساتھ اُترکر چلا اور وہ سب سیر کرتی ہوئیں قریب دار العمارۂ شاہی کے پہونچیں یہ کاخ عالیشان قصر فریدون پر طعنہ زن تھا مشکوی کیخسرو کے سینے میں رشک سے مقابل اسکے روزن تھا کہ تعمنا تو نو کی

کہاں تک کہوں اُسکا جاہ و حشم
محل اور مکان واں کے رشک ارم

وہ دولت سرا خانۂ نور تھا
سدا عیش و عشرت سے معمور تھا

عمرو ہمراہ لونڈیوں کے اندر قصر کے گیا دیکھا تخت سلطنت کی سونے کا مرصع کار مقام صدر پر بچھا ہے تاج خالی تخت پر رکھا ہے گرد تخت کے کرسیوں اور صندلوں پر اہل دربار وزیر امیر مشیر متمکن ہیں لیکن سب ساحر ان پرفن ہیں فرش مخمل قاقم و سنجاب کا بچھا ہے جا بجا شیشہ آلات سجا ہے ایک طرف پردہ اسی قصر میں پڑا ہے وہاں ہزاروں ساحر لیے ہوئے کھڑا ہے کنیزیں بے تامل پردہ اُٹھاکر چلیں عمرو نے دیکھا کہ یہ زنانی ڈیوڑھی ہے صد ہا مکان اور کمرے چار سمت بنے ہیں اور سامنے ایک جواہر نگار لگا ہے پردہ زنبوری پڑا ہے یہاں چوبدار عصا بردار طلائی عصا لیے جواہر کے کڑے اُنکے ہاتھوں میں پڑے کھڑے ہیں پرستاریں یہاں بھی پردہ اُٹھاکر آگے بڑھیں عمرو نے بھی ساتھ قدم بڑھایا نقشہ ہی کچھ اور نظر آیا یعنی باغ جنت نظیر دیکھا ہری اور وصف تحریر دیکھا کہ رضوان اسکی خوبی اور سرسبزی کو پہچانتا ہوگا بلکہ اُسکا دل جانتا ہوگا نظم

گل نرگس اگر تھا دیدۂ حور
کہوں زنبق کو بینی پر نور

گل سوسن کا حسن کہیے کیا
مسی مالیدہ تھا دہن گویا

دل عاشق تھا پھول لالہ کا
داغ کیونکر نہ اُس میں ہو پیدا

کیا اناروں کا ہو بیاں جوبن
کہوں پستان شاہدان چمن

سرو میں خوش قدوں کا تھا انداز
جسکی قمری تھی عاشق جانباز

کنیزیں وہاں جو بارہ دری اور صحنچیاں بنی تھیں اُن میں جاکر ٹھہریں اور ہر آمد کا

کی خبر اس مین ہزار ہا عورتین معین اُسکے کی اور اپنے اپنے کار و بار مین مصروف ہوئین بیگم
اور کنیزون اور جادوان محل نے آنے کی اپنی مالکہ کے خبر سنکر بہت جلد آرایش اور زیبایش
مکان اور فرش زردوز شیشہ آلات پلنگ وغیرہ کی فرمائی مسند بچھائی گلدستے چن دیے
عطر دان و چنگیر پھولون کی رکھی شراب اور کباب خوان پیالوان نعمت موجود کیے غرضکہ جملہ ساز و
سامان سے درست ہوکر انتظار ملکہ کرنے لگین لیکن حال اُس رنجور و مجبور یعنی مخمور کا سنیے کہ وہ
اندر باغ سیب کے گئی اور شاہ طلسم کو مجرا کرکے ونگل پر بیٹھی حیرت نے اُسکی بلائین لین
اور گلے سے لگایا چہرہ اترا پایا کہا کیون بہن تمھارا جی کیسا ہے مخمور نے کہا اچھی ہون تم
جانو راہ کی تھکی ماندی آتی ہون اور مین سچ کہون مجھے راہ چلنے کی عادت بھی نہین تغیر
حواس اور مزاج کی یہی وجہ ہے مخمور یہ کہہ رہی تھی کہ نظارہ نے آکر افراسیاب کو تسلیم کی
اور کل سرگذشت عمرو کی رہا ہو جانے اور صرصر کے مارے جانے اور لقا کے پیام بھیجنے کی
بیان کی افراسیاب نے جواب دیا کہ مجھے سب خبر ہے یہ کہکے بغضب تمام پکارا کہ اے مخمور ادھر آ
مخمور گھبرا کر تھراتی ہوئی سامنے آئی شاہ نے خطاب کیا کہ کیون او بیحیا تو جب
مین گئی تو پہلے ہر سمت اپنے یار کو ڈھونڈھتی پھری آخر جب مسلمانون سے لڑائی شروع
ہوئی تو علیحدہ جا کھڑی ہوئی اور سحر کرتی تھی تاکہ مسلمانون پر سحر تاثیر نہ کرے اور راہ مین
پھر کہ چلتے وقت درہ کوہ مین اپنے یار کو لگا کر لائی اور خوب رنگ رلیان منائین سچ کہ
کہ یہ کیا ماجرا تھا واضح ہو کہ جب مخمور طلسم سے واسطے لقا پاس جانیکے چلی تھی افراسیاب
سے اجازت خواہ ہوئی تھی تو اُسکو یہ شعلہ یہ گذرا کہ ایک بار یہ لقا پاس ہو آئی ہے دوبارہ آپ
سے درخواست کرکے یہ پہلے جاتی ہے پس اس گمان کے آتے ہی شاہ جادوان نے فوراً
ایک پتلا سحر کا اسکے ہمراہ کر دیا تاکہ جو کچھ وہان یہ کرے اُس سے وہ پتلا مجھے خبردار کرے
جس وقت مخمور شاہزادہ نور الدہر کو پہاڑ کے درے مین لیگئی اور باتین کرنے لگی
پتلے نے سحر کے افراسیاب کو اسکے آنے سے پہلے آکر خبر دی اور پتلا سحر کا اسلیے مخمور
کے ساتھ درہ کوہ مین تھا اس باعث سے عمرو کی عیاری کی کیفیت اور کنیز کے بیہوش
کرنے کا حال اسکو نہ کھلا ورنہ آمد عمرو کا بھی حال شاہ جادوان کو معلوم ہو جاتا غرض
کلام جب یہ مخمور پر آشکار ہوا تو پیچ کی وہ رونے لگی اور ہاتھ باندھ کر عرض کرنے لگی کہ کنیز
نے تو مسلمانون کے پھنسنے کے لیے کی تھی اور کسی کی جویا تھی ہان اتنی خطا مجھ سے

بیشک ہوئی کہ جب مین وہان سے پھری ہون تو ایک جگہ لشکر حمزہ مین بہت سے آدمی کھڑے
تھے مین انکو دیکھنے گئی اُن مین سے ایک جوان حسین مجھے خوبصورت عورت دیکھکر دوڑا
مین بھاگی اور درہ کوہ مین جا کر چھپی وہ بھی پیچھے پیچھے وہان آیا اور میرے حال کا مستفسر
ہوا مین القصہ اپنی کیفیت بیان کرکے آمادہ ہوئی کہ سحر سے اُسے گرفتار کرون وہ بھاگ کر
لشکر مین چلا گیا مین طلسم مین چلی آئی اب عنایت بغایت خسروانہ حضور سے امیدوار ہون
کہ اتنی خطا میری معاف فرمایئے افراسیاب گویا ہوا کہ دیکھ تیرا جھوٹ سچ ابھی ظاہر ہوا
جاتا ہے یہ کہکر اُسکے بازو کی طرف نگاہ پھر دیکھا مخمور کے بازوؤن پر اُسکے زمرد کے جڑے
تھے اور اُنپر تصویرین تھین ایسی کہ جیسے نگینے پر نقش وغیرہ کندہ ہوتے ہین بحسن شاہ کے
گھورنے سے دونون بازو کے اسکے کھل کر گر پڑے اور افراسیاب پکارا کہ ای پتلیون تم
بتاؤ کہ یہ کس سے باتین کرتی تھی اور کسکا دم محبت کا بھرتی تھی وہ پتلیان گویا اُسکے حق مین
کراما کاتبین تھین کہ جو کچھ مخمور نے وہان کیا تھا وہ سب بیان کرنے لگین اور کہنے لگین
ای شہنشاہ یہ اُس مرد کے سامنے اپنا عشق جتانے کو روتی تھین افراسیاب ہنسا اور
پکارا کہ ای خصم سنا تو نے کہ پتلیون نے کیا کہا مخمور نے عرض کیا کہ یہ بالکون ساحر جو جنگ مین
مارے گئے انکے لیے روتی تھی یہ کہکر قدم شاہ پر گری کہ خطا میری معاف فرمایئے افراسیاب
نے کہا سو کوڑے مارونگا جب معاف کرونگا یہ کہکر دستک دی کہ زمین سے دو ساحر
بدہیئت کریہہ منظر تازیانے لیے نکلے اور اس طرہ زلف محبوب پر مار پڑنے لگی جسم نازنین
سے فوارے خون کے چھوٹنے لگے پیرہن سب تار تار رہا جینا دشوار ہوا آخر غش کھا کر گر پڑی
دانت بیٹھ گئے اُسوقت خمار بڑی بہن اُسکی سامنے شہنشاہ کے آئی اور گویا ہوئی کہ ای
شہنشاہ آپکے جو مزاج مین آتا ہے وہ کرتے ہین ہماری کسی کی آبرو اور عزت کچھ نہین
سمجھتے افراسیاب نے کہا پتلیان سارا ماجرا بیان کرتی ہین اور تو مجھی کو الزام دیتی ہے
خمار نے کہا خدا جانے پتلیان الا دیان کیا بکتی ہین آپ میری بچی کی جان لیجیے گا اور
مخمور کے اوپر روتی ہوئی گری شاہ طلسم نے تازیانہ والون کو منع کیا کہ اب زد و کوب
نہ کرو وہ حکم پاتے ہی زمین مین سما گئے افراسیاب نے کہا ای خمار مین نے اس لیے
اسکو سزا دی کہ اورون کو عبرت ہو ورنہ مجھے کیا چاہیے کوئی کسی پر عاشق ہو یا اُسکا دشمن
بنے مگر میرے دشمنون سے ملاقات و مدارا نہ کرے خمار نے کہا ہم کنیزون کی مجال ہو جو خلاف حکم

شہنشاہ کوئی امر کرین یہ کہکر مخمور کو گود مین اٹھا کر باہر باغ کے آئی اور بزور سحر تخت تیار کر کے سوار ہو کر چلی بعد لمحے کے اسی شہر اور عمارت اور باغ مین جہان عمرو کنیز بنا ہوا موجود ہی پہونچی اسوقت مخمور کو بھی ہوش آیا خمار نے پوچھا کہ بہن تمنے سچ بتاؤ کیا کیا مخمور نے جواب دیا کہ افراسیاب بھڑوے کی شامت آئی ہی جو ہمارا جی چاہا وہ ہمنے کیا کیا مین کسی کی لونڈی باندی ہون وہ اپنا دیا ہوا املاک و مال دھر چھوڑے مین اب شریک جان و دل عمرو کی ہون خمار نے ایسے کلمات سنکر بہت سمجھایا کہ بہن شہنشاہ سے بگاڑ کر ہم کہان رہین کہ مثل چلی آتی ہی کہ دریا مین رہنا اور مگر مچھ سے بیر مخمور نے کہا بی اپنے کام لگو یہ سمجھانا تہ کر رکھو وہ مسخرا میرا کیا کر لیگا آجتک ہمارا اسنے کیا بنا لیا کرے سے سب ڈرتے ہین مین شاہزادی ہون کوئی پاجی نہین جو مار کھا کر چپکی ہو رہون ای تو مین اپنی ذات کی اشراف اور اپنے نام کی مخمور جو اس موسے کے اپنے شہزادے کے ہاتھ سے دھر سے نہ اڑا دون ہان جب تک مین یہان ہون اسوقت تک مجبور اور اسکے بس مین ہون چاہے اور زد و کوب کرے خمار نے کہا تم جانو تمہارا کام جانے تمہین بد مذہب سوار ہی یہ کہکر خمار رخصت ہو کر روانہ ہوئی کیونکہ اسکے رہنے کی جگہ اور ہی ہی یہ دو بہنین دو قلعہ کی حاکم ہین خلاصہ خمار جا کر دربار شاہ طلسم مین پہونچی ادھر مخمور پر ایک تو مار پڑی ہی اور دوسرے یاد اپنے گلعذار کی ہی دل سے لگی ہی بیتاب اور بیقرار مثل عندلیب زار بال شوق کھولے نالہ و شیون کرتی چمنستان مین آئی اور چبوترہ بلورین پر جو وسط باغ مین بنا تھا فرش مکلف بچھا تھا وہان آکر بیٹھی کہ خاطر مضطر تسلی یاب ہو لیکن سیر گلزار نے اور زیادہ ہوا سے عشق بڑھائی وہ گلبدن بیکلی سے گھبرائی جب یاد قامت یار آئی صورت سرو دار دکھائی دی چشم نرگس کو دیدہ حیران سمجھی زلف سنبل کو گیسوی پریشان سمجھی نخل ہر ایک نخل ماتم نظر آیا گل کو اپنے لخت جگر سے مشابہ پایا باد صبا کو صرصر حادثہ روزگار پایا لالے نے داغ دل دکھایا سبزہ زنگ آئینہ بر تھا جان بلبل پر صیاد کا قہر تھا گھٹا غم و اندوہ کی ہر طرف چھائی تھی گلشن دہر کو تاریک جان کر وحشت تنہائی تھی گھبرا کر کہتی تھی کہ مسدس

صرصر حادثہ اس باغ مین کیا چلتی ہی — شاخ میوون کے عوض آبلون سے پھلتی ہی
آتش گل سے گلستان کی ہوا جلتی ہی — برق آفت سر اشجار سے کب ٹلتی ہی
داغ سینے کے ہین جو پھولون کے کیارے ہین

زخموں کی نہریں ہیں اور خون کے فوارے ہیں

گرہ خاطر گلچیں ہے ہر اک غنچۂ گل
باغبانوں کے لیے دام بلا ہے سنبل

رنگ گل نالش ہے بہر رگ بیان بلبل
راست بازوں سے اٹھی رسم محبت بالکل

رد اسباب خزاں میں عجب ایجاد کیا
سرو نے فاختہ کو صدمے میں آزاد کیا

ای مخمور ساغر گل خنداں نہیں ہیں زخم خنداں ہیں ارغوان خون غلطاں ہے سرو سرو چراغاں ہے ہر شاخ غنچہ عریاں ہے موج سبزہ شمشیر براں ہے جامۂ گل خون میں تر بتر ہے طفل غنچہ بے شیر یادر ہے نا سنج عندلیب رنج سراسر ہے شمشاد دیر قمری رنجور ہے یادار منصور ہے سوسن سیاہ پوش ہے نرگس مخمور بادۂ الم سے بیہوش ہے قصہ مختصر وہ نسرین عذار با دل خار خار و سینہ فگار با دیدۂ مجبور گل اندام ہیں اسی طرح بیقرار تھی آخر نظم

دل کی واشد سے جب اتفاق ہو
ہم سحر کے تلے بہت سا رو

دیکھ گلشن کو نا امیدانہ
رخ کیا اس نے جانب خانہ

یعنی وہاں سے اٹھ کر بارہ دری میں آکے پلنگ پر گری حرارت عشق کی تب چڑھی دین و دنیا کی خبر نہ رہی سارا دن بشکل ہر دسے کے پڑی رہی آخر اسکے درد و آہ سے عالم میں تاریکی چھائی اور شب ہجر کالی بلا اسی چشم عاشقاں میں نظر آئی کہ ابیات

شب فرقت اسی کو کہتے ہیں
لوگ آفت اسی کو کہتے ہیں

جان لینا ہے کام اسی شب کا
شام غربت ہے نام اسی شب کا

جان بچتی نہیں یہ وہ ہے شب
شب بیمار ہے اسی کا لقب

ہے بلا سے فراق یار یہی
ہے شب اول مزار یہی

یہی ظالم بسر نہیں ہوتی
اسی شب کی سحر نہیں ہوتی

چند کنیزوں نے سارے مکان میں روشنی کی اور رقاصوں کو بلوایا تاکہ ملکہ کا دل بہلے رنج و غم بھولے اور چند پرستاریں آکر پاؤں ہاتھ دبانے لگیں اور بمنت ملکہ کو جگا کر کہنے لگیں کہ واری آج کیا صدمہ و ملال ہے دشمنوں کا کیا حال ہے ہم حضور کی بلا لیکر مر جائیں تماشا اور نام اور دنیا سے گذر جائیں کچھ ہمسے تو ارشاد فرمائیے دل پر جو گذرتی ہو فرمائیے کہ اسکی تدبیر کریں اگر کسی پر دل آیا ہو تو اسکا تشخیص کریں ان باتوں کی صدا جب کان میں آئی

کہاں خوبی کے پہونچی چشم حیران واکی خواب وصل یار دیکھ رہی تھی آنکھ کھلتے ہی نہ وہ یار تھا نہ وہ بوس و کنار تھا بلکہ زمانہ شب تار تھا گھبرا کر پکاری کہ نظم

سیہ بخت خاک کرتی حسرت میں کھوئی ہے	اور موت کیا تو مر گئی کس نیند سوئی ہے
مجھ سخت جان کو موت نہ آئیگی حشر تک	آب حیات سے مری مٹی بھگوئی ہے
زور روکے بھی کٹی نہ شب تار ہجر یار	بھاری ہوئی ہے جون جون یہ کیلی بھگوئی ہے

اس بیقراری کو دیکھکر کنیزین قدمون پر گرین اور مشتاقانہ استفسار حال ہوئین اس مست بادہ محبت نے کہا افسوس ملکہ کہا کہ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی کہ عمرو عیار سے جا بجا مین ملاقی ہوئی مگر اپنے راز سے اسکو آگاہ نہ کیا اور مفت اُسے اپنے ہاتھ سے کھو دیا اگر پہلے ہی اُسکے ساتھ چلی جاتی تو یہ ذلت نہ اُٹھاتی اب کیا ہوتا ہے گیا وقت کہان ہاتھ آتا ہے اسوقت عمرو کو تحقیق مین ہے اُسے کہان پاؤن جو اپنا داغ دل دکھاؤن اس گفتگو کو سنکر عمرو جو کنیز کی شکل بنا ہوا تھا ملکہ کے قریب گیا اور مسکرا کے لگا پکارا کہ اے ملکہ اس کنیز نے سر دینے مین قصور نہین کیا اور اب بھی یہ سر حاضر ہے جوتیان لگانے مخمور نے کہا اری خیلا تو کیا بیہودہ بکتی ہے ایسی باتین کہ جسکا سر نہ پاؤن کہ رہی ہے مین عمرو کا ذکر کرتی ہون تو کہتی ہے سر حاضر ہے بھلا اس بات کا جوڑ ملتا ہے عمرو نے جواب دیا کہ بھر عمرو کہان کیا جہان پہلے تھا وہین اب بھی ہے اگر گیا تھا تو چلا بھی آیا مخمور نے کہا تو دیوانی ہے صریحا تو لقا کے دربار مین کہ تو بھی میرے ساتھ تھی عمرو کو حکم گردن زنی ملا اور عمرو آگر جھپٹا اُسے کیا تو باتین بناتی ہے مجھے چیندراتی ہے عمرو نے کہا قربان جاؤن یہ سب سچ ہے لیکن جو کچھ زر نقد مجھے دیجیے تو مین عمرو کو بلا لاؤن مخمور نے جواب دیا کہ کیون واہیات باتین کرتی ہے اگر عمرو کو بلا لا تو پانچہزار روپیہ دیتی ہون عمرو بولا کہ اگر قسم اپنے دین و آئین کی کھائیے تو ابھی بلا لاؤن مخمور نے کہا قسم مجھے اپنے دین و ایمان کی کہ پانچہزار روپیہ تجھے دونگی اور خواجہ کی خدمت بدل و جان کرونگی مال و منال و متاع کثیر دونگی یہ قسم لیکر عمرو نے کہا بی بی مین ہی عمرو ہون مخمور بولی تو مجھ سے دل لگی کرتی ہے کچھ سودا ہوا ہے اُسوقت عمرو نے ایک گوشے مین جا کر اپنی صورت اصلی بنالی اور ملکہ کو آکر مجرا کیا پکارا کہ بی بی تمنے عمرو کو پایا لاؤ انعام دیجیے کیا ... مخمور یہ دیکھکر حیران ہو گئی اور ہنسنے لگی خواجہ تم کیونکر آئے عمرو نے ... کیا ... کہ جس لونڈی کو عمرو بیہوش کر آیا تھا

جب اُسے ہوش آیا تو اُٹھکر اپنی بی بی کو ڈھونڈھتی پھری آخر جب پتا نہ ملا سوچی کہ تو کدھر چلی
بی بی آرہین گی پس نہر سحر اُڑکر چلی اُسوقت آکر پہونچی مخمور نے لونڈی کو دیکھا کہ لنگوٹی
باندھے پتون سے سارا جسم چھپائے آئی ہے یقین واثق ہوا کہ عمرو یہی شخص ہے جو تیرے پاس
ہے کیونکہ لونڈی کے کپڑے پہن کر کے لیے تھے جب تو یہ برہنہ آئی ہے خلاصہ کلام عمرو کو
پہچان کر بعزت تمام بٹھایا پانچہزار روپیہ کیسا کئی لاکھ کا جواہر پیشکش کیا لیکن احوال افراسیاب
ذکر کیا جاتا ہے کہ جب اُسنے مخمور کو سزا دی اور خمار اُسکو گھر پہونچا گئی ازبسکہ مثل بہار
شہنشاہ اسپر بھی فریفتہ اور نثار ہے پہلے تو غصے مین اُسے آزار پہونچایا پھر بہت پچھتایا اور
یہ خیال آیا کہ مبادا یہ بھی بہار کی طرح ہاتھ سے جاتی رہے اور عمرو کے پاس چلی جاے
تو اچھا نہوگا یہ سوچکر ایک ساحر کو حکم دیا کہ جاؤ ہماری طرف سے ملکہ کو سلام شوق کہنا اور
پیام دینا کہ شب کے دربار مین کیا ہمین سرفراز نہ فرماؤ گی ساحر حسب الحکم آکر شہر مخمور مین
پہونچا اور دار العمارۃ مین پہونچکر اپنے آنے کی اطلاع کرائی جب محل مین خبر پہونچی عمرو
گلیم اوڑھکر چھپ رہا اور مخمور نے ساحر کو سامنے بلایا اُسنے آکر پیام شاہ سب سنایا اور
بہت کچھ سمجھایا مخمور گو کہ شاہ سے رنجیدہ ہے مگر نہایت درجہ عقیلہ و فہیمہ ہے سوچی اگر حسب
الطلب نہ جاؤن گی شاہ کو میری تلاش ہو گی اور کتاب سامری دیکھکر میرا حال دریافت
کریگا سب راز عمرو کے ملنے کا کھل جائیگا پھر نکلنا یہان سے دشوار ہے اور چلے جانے مین
شاہ غافل رہے گا اور مجھے بھی حال دربار مین جو کچھ گذرے گا وہ معلوم ہوتا رہیگا یہ سوچکر
ہمراہ ساحر فی الفور تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی عمرو بھی کنیز بنکر ایک گوشے مین باغ کے
جا کر ٹھہرا کہ ملکہ آلے تو پھر سمجھ معاملہ ہے ادھر مخمور دربار مین پہونچی شاہ طلسم اسکے چلے
آنیسے بہت خوش ہوا اور کہا اے ملکہ اب خفگی جانے دو تم مجھے جان و دل سے زیادہ
عزیز ہو مخمور نے کہا مین تابعدار ہون آپ مالک ہین یہ ذلت جو مجھے ہوئی عین میری
عزت ہے شاہ جادوان نے اُسکو خلعت اور کئی ملکون کی حکومت کا دیا یہ خلعت پہنکر اپنی
جگہ پر جاکر بیٹھی اُسوقت خمار سے شاہ مخاطب ہوکر گویا ہوا کہ میرا ارادہ ہے کہ حملہ باغی جو
کنارے دریاے سحر کے قید ہین اُنکو بلاکر سمجھاؤن پھر خیال کرتا ہون کہ ان نمکحرامون
نے ملک غارت کیا ہے مار ڈالنا بہتر ہے خمار نے جواب دیا کہ میرے نزدیک قتل ہی کرنا اُنکا
مناسب ہے آئندہ جو حضور کی راے یہ سنکر افراسیاب پکارا کہ اے جلاد جادو حاضر ہو

اسی وقت زمین سے ایک ساحر مہیب ہیئت سرکتا ہوا ہاتھ میں لیے تیغ جوڑا ہاتھ سے پیدا
ہوا شاہ کو مجرا کیا اسنے کہا تم جاؤ داور غدار کے شریک ہو کر سر قیدیوں کے جدا کر کسی کا
پاس نکرنا مہرخ اور بہار وغیرہ سب کو ہلاک کرنا چلا وہ آداب بجا لا کر رخصت ہوا اسکو
بھیجکر رات بھی زیادہ گئی تھی دربار برخاست ہوا اور سب ساحر اپنے اپنے گھر سدھارے مخمور
بھی چلی مگر دل سے کہتی ہوئی کہ افسوس عمرو میرے یہاں تنہا رہگیا یہی سوچتی اور دست تاسف ملتی
اپنے گھر میں آئی عمرو گوشہ باغ سے نکل کر اسکے پاس آیا مگر اسکو پریشان اور بدحواس پایا
استفسار کیا کہ اے ملکہ مزاج ہمایون کیسا ہے اسوقت مجکو آئینہ صفا سے خاطر نازک غبار آلود
سے مکدر معلوم دیتا ہے مخمور نے ایک آہ سرد دل پر درد سے بھری اور کہا قطعہ

آہ ازین روزگار برگشتہ — کہ زمین تختہ تختہ برگردد
گر فلک را بکام خود خواہم — او بکام کسے دگر گردد
در زجام نشاط بادہ خورم — بادہ خونابہ جگر گردد
در قدم بر بساط سبزہ نہم — سبزہ در حال نیشتر گردد
لیک با این خوشم کہ طالع من — نتواند ازین بتر گردد

مجھ شوریدہ بخت کو کچھ نہیں سوجھتا لوگ طعنے دینگے بدنام کرینگے کہ مخمور کے یہاں عمرو
عیار رہا اور سارا لشکر مہرخ کا قتل ہوگیا عمرو نے گھبرا کر پوچھا کیوں خیر باشد مہرخ پر کیا
گذری کوئی خبر تشویش اگر سنی ہو تو جلد بیان کرو مخمور نے سارا ماجرا دربار کا اور بھیجنا جلاد
کا واسطے قتل مہرخ وغیرہ ذکر کیا عمرو کا دل اس کیفیت کو سنکر بھر آیا رونے لگا کہ افسوس
میں طلسم میں رہا اور رفیق میرے اسطرح ہلاک ہوئے مخمور نے کہا خواجہ اگر میں حضور کی مدد
کروں تب بھی کچھ نہیں ہو سکتا کیونکہ جو کچھ ہونا تھا وہ ہوگیا دم کے دم میں بازار ملک الموت گرم
ہوگا سب کا فیصلہ ہو جائیگا میں یہ سوچتی ہوں کہ اگر آپ کے ہمراہ چل کر جلاد سے سامنا کروں
اور بالفرض اسکو قتل کروں تو بھی کوئی بچاؤ کی صورت نہیں اب جا دو دھر پھیلا ہوگا
سحر ساز اور کامچھین جادو اور باغبان قدرت اور جتنے جادو وغیرہ کو حیرت
لیکن تحفظ آرا ہوگی اوسوقت دوست اور دشمن ساکنان طلسم جو کوئی ہوگا وہ میلے میں شامل
ہوگا پھر کسی کی کیا جان و مجال ہے جو شہنشاہ کا مقابلہ کرسکے عمرو نے کہا ورد دل ...
اسوقت اے ملکہ اگر مجکو دریا سے سحر کے پار پہنچا دو تو میں تماشا دیکھوں کہ ... [illegible]

نہ غدار رہے کسی کو بھی زندہ نہ رکھون اور صرصر کو چھوڑ اون تم چاہو عمرو کے ساتھ جاؤ یا بیٹھی رہو
جب تمہارا جی چاہے اسوقت شہر پناہ ہوتا صرصر کو چھوڑ انا لازم ہے خمور نے کہا ایک شہر جاتے
مین تمکو پار دریا کے پہنچتی ہون کہ مجھے وہان جاکر بھول نہ جانا اور میری سفارش خدمت
صاحبقران مین کرنا تاکہ تقصیر میرا انکے حضور سے معاف ہو جائے عمرو نے جواب دیا کہ
یہ کتنی بڑی بات ہے جہان ایک تصویر جادو کا نکالا بدیع الزمان سے اور اسکا صدقہ یہین
سے ہوگا وہان تمہارا عذر بھی انشاء اللہ حضور سے ہوگا قصہ کوتاہ خمور نے بعد تھوڑی دیر [illegible] اپنی
کے ایک چکی الماس کی اپنے پاس سے نکالی اور کہا تم دریا کے کنارے جاکر ساتھ بار اس چکی کو
پھرانا اس مین سے ایک دھوان نکلے گا اور ادھر دریا سے اژدہا پیدا ہوگا وہ دھوان اژدہے کے
لپٹ جائیگا تم آہستہ آہستہ کھینچنا جب وہ اژدہا کھینچکر قریب آئے تم اسپر سوار ہونا وہ تمکو
لیکر دریا مین کہان جائیگا آنکھین بند ہو جائینگی بعد تھوڑی دیر کے تم اپنے تئین اس پار پاؤگے
لیکن یہ خیال رکھنا کہ کوئی جانے نہ پائے ہزارون ساحر اسکی تلاش مین ہین اگر یہ چالاکی پکڑی جائیگی
تو افراسیاب مجھے مار ڈالیگا عمرو نے کہا جسوقت تم [illegible] کی یہ [illegible] کرونگا اور
اسکا ملکہ تم میری محسنہ ہو مین تمہیں کبھی برائی نہ کرونگا خمور نے [illegible] اور [illegible] عمرو کی
[illegible] اور تمہین دریا تک جانا ہے اور راہ بھی خطرناک ساحران غدار کا بچاؤ [illegible]
کیونکر صبح تک پار اتروگے اور اپنے رفیقون کو بچاؤگے دوسرے یہ کہ جس طرف [illegible]
پار جاتے ہین وہ گھاٹ اور ہے تمنے اس جگہ کو دیکھا بھی نہوگا اس راہ مین ہزارون ساحر
[illegible] کے منتظر رہین راہ تنگ و دشوار گذار ہے اور کسی طرف سے اگر اترنیکا قصد
کروگے تو دریا مین طلاطم ہوگا اور شاہ طلسم کو خبر ہو جاویگی ساحران دریا مین [illegible] کہ شخص
کوئی نیا جانے والا ہے جو خلاف راہ سے اترتا ہے اور گھاٹ سے اترنے مین کوئی خوف نہ ہوگا
عمرو نے یہ تقریر سنکر کہا کہ پھر کیا کرون لنظر بخدا [illegible] جاتا ہون وہی منزل رسان کرے گا
اور ہادی سبیل گم گشتگان ہے خمور بولی کہ اب اگر شراکت کی تو یہی کرنا چاہیئے تمکو عمرو
مین گھاٹ تک پہونچا دیتی ہون یہ کہکر جھولے سے سحر کا ایک تخت خار نکالا اور
کچھ سحر پڑھا کہ وہ تخت خار کے ہاتھ از خود دکھانے لگا اور ایک تیغ جنگ عمرو کی کمر مین
لٹکا ملکہ نے کہا لو خواجہ خدا حافظ مجھے اپنی کنیز ہر وقت سمجھنا خدا تمکو فتحیاب کرے اور مقصد
دلی کو پہونچائے عمرو نے بھی تسکین کے کلمے بہت کچھ کہے آخر وہ تخت اسکو لیکر روانہ ہوا اور یہ

لمحہ بھر کے قریب ساحل دریائے سحر پہونچا عمرو کو چھوڑ دیا عمرو نے کنارے سے بیٹھ کر جھکی بھرائی کنارے
دریا کے اژدر نکل کر ٹھہرا تھا کہ جھکی مین ذرا انگل کرا اژدہے کے لپٹ گیا عمرو نے ڈورے کو آہستہ
آہستہ کھینچا کہ وہ اژدر قریب آیا عمرو اُسکی صورت دیکھ کر نہایت خائف تھا کہ منہ سے اُسکے
شعلے آگ کے نکلتے تھے اور قلاب کھینچنے کی صدا زہرہ آب کرتی تھی لیکن جان پر کھیل کر سوار
ہوا اژدر فی الفور دریا مین کود پڑا عمرو کی آنکھین بند ہوگئین مگر جھینگون کے لڑنے سے
جو اوپر پل کے درجے مین لڑ رہے ہین اور اکثر ذکر انکا اوپر لکھا گیا ہے کھپاکے کی صدا اور سر
کٹنے کی آواز سنتا تھا اور جدھر ہاتھ پھیلاتا تھا گیلی مٹی ہاتھ مین آجاتی تھی عمرو دل مین کہتا
تھا کہ پل پر پریزادان پرنگی لڑتے ہین اُنکی صدا آتی ہے مگر پریان موتی اُچھالتی ہین کوئی موتی
ہاتھ نہین آتا اور اسی لالچ سے دمبدم دست طمع دراز کرتا تھا کہ کوئی موتی مل جائے کبھی
کہتا تھا کہ نام بڑا درشن تھوڑے دریائے سحر دریائے سحر سنتے تھے مگر مال خزانہ موتی مونگا کچھ
بھی نہین غرضکہ بعد کچھ دیر کے عمرو کو اژدر نے دوسرے کنارے پر اُتارا اژدر اجھکی کا چھوٹ
گیا اژدر غائب ہوگیا عمرو نے سجدہ شکر بدرگاہ قاضی الحاجات کیا اور آگے بڑھا دیکھا لشکر
قہر نگاہ دور تک اُترا ہوا ہے اور ایک سمت بارگاہ مین غدار بیٹھی پہرا دے رہی ہے اس
اثنا مین دیکھا کہ جلاد جادو فوج لیے دریا سے اُترا اُسکے آنے کی خبر سنکر قہر نگاہ اور غدار
نے استقبال کیا بڑے تزک اور احتشام سے لیکر داخل بارگاہ ہوئے لشکر اُسکا اُترا جلاد نے
بقیہ رات مین یہ انتظام کیا کہ سولیان استادہ کرائین جلادون نے نکہت کے لینے رسیاں سحر
کھڑائے اور پورے قہر کے کھڑا کیے شمرخ اور بہار وغیرہ سب سردارون کو لا کر دار کی زنجیرون
مین اسیر کر کے ٹانگ دیا جلادون کو اُنکے سر پر تعین کیا اور کہا ہنگام صبح شمع حیات تمہاری
نسیم ہنباش شمشیر ستم سے گل ہوگی ہر ایک کی صبح ہو جائیگی یہ کہکر آپ بارگاہ مین آکر مئے خواری کرنے
لگا ادھر سب قیدیون کو اپنی زندگی سے یاس ہوئی اور برق فرنگی نے کہا افسوس دم آخر
ہمنے اپنے اُستاد عمرو کی بھی صورت نہ دیکھی اسکے یہ بیان کرنے سے سب رونے لگے اور
نوحہ و شیون کی صدا بلند ہوئی ساحر جو وہان موجود تھے اُنکے حال زار پر ہنستے تھے اُس صحرا
مین ہر نخل صرصر رنج سے سر دھنتا نظر آتا تھا اور ہر برگ کف افسوس ملتا تھا رات سائین
سائین کرتی تھی باد سرد ٹھنڈی سانس بھرتی تھی آہین کرتی تھی موجین دریا کی سر
ٹکراتی تھین دکھائی نہ تھی جسم زمین کے رونگٹے کھڑے ہوگئے تھے شور اقتلوا ہر سمت بلند

تھا سوائے خدا کے کوئی پناہ دینے والا نظر نہ آتا تھا اسی رنج و ماتم مین گریبان سحر آخر چاک ہوا
اور عروس نہار نے سفیدۂ صبح سے رنڈسالہ پہنا روز محنت نے منہ دکھایا کہ نظم

تھی سپیدی سحر کی شکل کفن — آہین بھرتی تھی وان نسیم چمن
وہ گل آفتاب با صد درد — مثل برگ خزان ہوا تھا زرد

وہ صبح صادق نور کا تڑکا دیکھ کر برق فرنگی اور سرداران مطیع الاسلام نے حمد الٰہی اپنی
زبان پر جاری کی سبزہ خوابیدہ بھی بیدار ہوا اور ہر برگ و گیاہ بیتابانہ یاد صانع گلشن طلسم
عالم کرنے لگا اسوقت برق نے کہا اپنی رہائی کے لیے رجوع قلب سے ہم سب ملکر دعا کرین
کچھ بعید نہین جو نسیم قبول گل مراد شگفتہ کرے اور دل حزین کو ٹھنڈک بخشے سب نے اسکے
کہنے سے ہاتھون کو بلند کیا اور پکارے کہ اے بار الٰہی دستگیر افتادگان اے سبحانہ تعالیٰ
قادر و توانا یا مالک الملک یا ذوالجلال والاکرام کہ نظم

خداوندا شب ما روز گردان — چو روز اندر جہان فیروز گردان
شبے دارم سیہ چون بخت امید — ازین شب بار و سپیدم کن چو خورشید

ہر ایک بلبلا کر استغاثہ کر رہا تھا کہ صبا سے مراد گل کھلانے لگی یعنی وہان صورت تھی کہ جلادو
کی طرح شبانی اور ایک تھالی ہر ایک مین تشتریان میوے سے لبریز کیے رکھی ہین اور لشکر ساحرہ
مین آیا خبر اسکے آنے کی غدار اور جلاد کو ہوئی از بسکہ وہ سحر چوٹیلے کی معرفت غدار
نے یاد کیا ہے کہ جو عیار آئے مجھے معلوم ہو جائے اس سحر کو رات بھر ٹھکا اسنے پہرا دیا ہے جب صبح
ہوئی خیال آیا کہ اب ہوشیار رہین میری نگہبانی کی کچھ احتیاج نہین ہے بس سحر موقوف کیا
تھا کہ خبر آمد خمار کی سنی سب نے آکر استقبال کیا بارگاہ مین لائے خمار نے کہا کہ شہنشاہ
جادوان نے فرمایا ہے یہ میوہ لیکر سب قیدیون کو کھلا دو کہ اتنے دنون سے وہ سب بھوکے
پیاسے ہین کسی کو تشنہ اور گرسنہ قتل نکرنا چاہیے اور یہ تشتریان ہین تمہین عنایت ہوئی
ہین اور قسم دی ہے کہ ابھی کھانا جلاد وغیرہ نے وہ سب میوہ تعظیم کرکے لیا ایک ایک مٹھی
جاکر سب قیدیون کو دیا کہ بہ تصدق شاہ طلسم کھالو آخر تو دم بھر مین ہلاک ہوگے وہ سب
سردار مصروف دعا تھے مشغول گریہ و بکا تھے میوے کو لیکر انھون نے پھینک دیا اور
اسی طرح دعا کیے گئے مگر یہان خمار نقلی نے اصرار کرکے میوہ قہر لنگاہ اور جلاد اور
غدار مع انکے رفیقون کے کھلایا بعد کھانے کے سب کا منہ خشک ہوا قہر لنگاہ نے کہا

کیا میوہ ہے جسنے نشہ پیدا کیا عمار نقلی نے جواب دیا کہ افراسیاب کے باغ کا یہ میوہ ہے
وہاں کے درخت پانی کے عوض شراب سے سینچے جاتے ہیں اسی گفتگو میں زبان اینٹھ گئی
اور یہ ابھی سمجھا کہ یہ عیار نہیں کوئی عیار ہے جسنے بیہوشی ہمین کھلا دی تیغ کھینچکر عمرو کی جانب
بنظر قہر دیکھا عمرو نے بھی آنکھیں لال پیلی کیں اور گھورنے لگا پھر کہا کہ اے تیرہ سران کفر
سر بندہ ساحران عمرو بن امیہ ساحر یہ نعرہ سنکر اسکی طرف لپکا مگر بیہوش ہو کر گرے عمرو
نے خنجر کھینچکر مارا لیکن اوچٹ گیا خدا بھی نہ پڑا سمجھا کہ انہوں نے بزور سحر اپنا جسم اژدہات
کا بنایا ہے یہ معلوم کر کے زنبیل سے تھوڑی سی آگ نکالی اور کڑاہی نکال کر سیسہ گرم کر کے
تینوں کا منہ چیر کر پلا دیا سیسہ پیٹ میں پہنچ گیا گلا اکھڑا سلاخ بنگیا دل و جگر انکا جل گیا
تڑپ تڑپ کے ہلاک ہوگئے پھر تو آندھی سیاہ آئی اور صدا سے ہولناک پیدا ہوئی آگ
پتھر برسنے پھر پکارے کہ مارا غدار جادو اور قہر لنگا وہ اور جلا دجادو کو عمرو نے چال
مار کر اسباب بارگاہ کا غارت کیا وہاں سے بعجلت تمام بھاگا ساحر جو قیدیوں پر تعینات
تھے غل سنکر دوڑے مگر ان تینوں کے مرنے سے عمرو [illegible] اور بیمار قید سے چھوٹے تھیں اور
سحر جلکر ہتھکڑیاں بیڑیاں توڑیں اسباب لیکر اپنے لشکر میں [illegible] پہنچا یا وہ سمجھ
لاشوں پر لاش مردے پر مردہ گرا یا برق محشر لپیٹ برق فلک کی طرف گئی اور پھر اسکا
رعد جادو زمین میں غائب ہوا لشکر حریف میں غل کر کہ [illegible] لگا بجلی گرنے لگی خرمن ہستی
کو جلا کر خاک کیا انہیں مومن نے گو سے فولادی مارنے اپر [illegible] آیا یاران کے بڑے ساحر
گئے ہوئے دیووں کو مار لیا کسی طرف بھاگا [illegible] زندگی دشمنان کو برگ
بار کی شمشیر سے جادو کے زور سے از خود چلنے لگی لوہا [illegible] وشور کا ہنگامہ قیامت برپا تھا کہ نظم

وہ شور کہ الحفیظ کی صدا — [illegible] ہر ایک کر رہا تھا
تھا سحر کی جنگ کا عجب رنگ سا — دشمن ہوسکے اپنی جان سے تنگ
[illegible] تھا کہیں طلسم کا ساز — آتی تھی کہیں عجیب آواز
تھا ایسا غضب سحر چھایا — اندھا آئینہ جان بنایا
ہر سو تھے یوں ہر اک نے بھیجے — دشمن کو پڑتے تھے جی کے لالے
تلواریں چمک رہی تھیں ہر سو — لہریں لیتی تھی موت کی جو
تلوار جو گزری دوش و پیشے — بوندوں کی طرح سے سر تھے برستے

بھڑکر ایسی چلی تھی تلوار — سدھے ملک عدم کو راہی سردار
لشکر نہ عدو کا تاب لایا — لڑنے سے ہر اک نے جی چھپایا
بھاگے ہر ایک جی چھپاکر — عمرو سب کو پھری بھگاکر
برباد ہوا اجلال دشمن — غارت کیا سارا مال دشمن
اسوقت عمرو نے کی ملاقات — خوشنود ہوئے وہ سب نکوذات
القصہ سبھون کو وہان سے لیکر — لشکر کی طرف پھرے دلاور

عمرو نے بعد فتح لوٹ مار کر سب سرداروں سے کہا کہ اس لڑائی کی خبر شاہ طلسم کو ہوگی کوئی دم میں آفت آئیگی یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں تم سب فرداً فرداً بھاگ کر لشکر کی طرف جاؤ میں بھی آتا ہوں لہذا بنابر حکم عمرو کے سردار پر پرواز پیدا کرکے اڑنے بعضے زمین میں غرق ہوکر چلے عیار بھی کوئی کسی طرف اور کوئی کسی سمت بھاگے عمرو بھی ایک طرف بھاگ کر روانہ ہوا لیکن افراسیاب کا حال سنئے کہ یہ دم سحر آئینہ سحر میں آکر جلوہ گر ہوا اہل دربار حاضر ہوئے پایہ بپایہ تمام سردار بیٹھے اسنے کہا کہ اب کوئی لمحے میں سحر یا عمرو کی خبر آیا چاہتے ہیں ہنوز یہ کلمہ دردہان تھا کہ دو طائر ایک اُن میں سبز اور ایک سرخ رنگ تھا سامنے آئے اور بزبان فصیح گویا ہوئے کہ اے شہنشاہ عمرو دریائے سحر کے پار اتر گیا اور اُسنے غدار وغیرہ کو ہلاک کیا قیدی سب رہا ہوگئے لڑائی ایسی ہوئی کہ بہت ساحر ملازموں میں سے حضور کے کام آئے یہ خبر عرض کرکے طائر نظر سے غائب ہوگئے اور افراسیاب براہ تاسف دست افسوس ملنے لگا زانو پر ہاتھ کئی بار مارا اور پکارا کہ اس عیار نے ذلت پہ ذلت دی ہے اور میں یہ حیران ہوں کہ یہ عیار خداوند کے یہاں گیا تھا حمزہ آکر چھڑا لیگیا تھا یہ طلسم میں کیونکر آیا اور پھر طلسم باطن میں کیونکر پہونچا اگر یہ کہا جائے کہ اظہار جادو کے ساحروں میں ملکر یہاں چلا آیا تو پھر اب دریائے سحر کے پار اسے کسنے پہونچایا اس میں کسی ساحر واقف کار جلیل رتبہ تیرے یہاں کے سرداروں میں سے اسکا شریک ہوا ہے بغیر اس امر کے جانا اسکا ممکن نہ تھا خیر اب دریافت کرکے اس طرح سزا دونگا کہ ماہیان دریا اور مرغان صحرا اسکے حال پر گریہ کرینگے یہ کہکر برہم جاکر آئینے سے غائب ہوگیا اہالیان دربار ساحران نابکار کانپنے لگے کہ آج دیکھئے اس جرم کے عوض کس پر آفت آتی ہے اسوقت کے دربار میں مخمور بھی حاضر تھی شاہ طلسم کی کنگھا

سنکر تھرانے لگی مگر پھر دل کو قوی کرکے سوچی کہ جسوقت تجھ سے کچھ پوچھے تو بھی برابر سے سوال وجواب کرنا کچھ اسکی زرخرید تو ہی نہین ہی نہ وہ بادشاہ ہی تو رعیت ہی پھر خدا کی جو مرضی اور مقدر کا جو لکھا آخر یہ سوچکر بعد غائب ہونے شاہ طلسم کے آئینہ سے یہ بھی اپنے گھر مین آئی اور سحر کا اسباب نکالا سب کو دیکھا بھالا کہ شاہ طلسم سے لڑون گی

داستان افراسیاب کا واسطے گرفتار کرنے عمرو کے طلسم بنانا اور عمرو کا قید ہونا اُس طلسم مین اور مکاری کرکے چھوٹنا اور مخمور کا حال لکھانا اور شریک عمرو ہوکر لشکر مہرخ مین چلے آنا اور عیاری عیارون کی پکڑ دھکڑ کرنا ساحرون سے واسطے مخمور کے لمؤلفہ

نازون کے اُٹھانے والے ساقی — رندون کے چھکانے والے ساقی
اللہ رکھے تجھے سلامت — رندون کے ہی دل کو تجھسے راحت
آباد تجھی سے انجمن ہے — آرایش محفل سخن ہے
پھر رند ہوے ہین تیرے بیتاب — ایک اور دے جام بادۂ ناب
وہ جام کہ جسپہ جان ہو قربان — وہ جام کہ جس سے نکلین ارمان
وہ جام جو رشک جام جم ہو — وہ مے کہ نہ جس کا نشہ کم ہو
وہ نشہ کہ جو دکھاے نیرنگ — تقریر مین ہو طلسم کا ڈھنگ
دل مین ہی پھر ی اُمنگ ساقی — سوجھی ہے نئی ترنگ ساقی
کرنا ہے مجھے طلسم کی سیر — دیدے مجھے جام جم کی ہو خیر
سب چھوڑکے اپنا تنک مندرا — ساقی مین گدا ہون تیرے در کا
وہ آج پلا دے جام ساقی — جس مین کہ ہو تیرا نام ساقی
اقلیم سخن کو مین کرون سر — مداح رہین مرے سخنور
تحریر مین میری ہو وہ افسون — ہر لفظ پہ سامری ہو مفتون
زینت دہ باغ کامرانی — اسکے حقاّہ بنے مری کہانی

وہ پھول جھڑین مری زبان سے — ہر صفحہ نہ کم ہو بوس
مشتاق ہین اہل بزم امجاہ — سب دیکھ رہے ہین دیدہ
آغاز بیان کرو بیان سے — رونق دو سخن کو داستا
از نخل قلم گل معانی — بشگفتہ شود بہ خوش بیانی

گلگونہ کشان عارض شاہد بیان و آرایش دہندگان عروس داستان پیرایہ رنگین وحال گرانمایہ
تقریر با تمکین سے بالاے والاے محبوب تسوید کو اس طرح مزین و مجلے فرماتے ہین اشتیاق
مشتاقان دلدادہ فسانہ بڑھاتے ہین کہ جب افراسیاب بادل بیتاب آئینہ سحر سے حیران
ہو کر غائب ہوا دریاے سحر کے پار اترا اور لشکر مہرخ سے تا ساحل دریاے سحر افسون سے محکم
ایک طلسم باندھا کہ اُس مین وہ کیفیت پیدا ہوئی جیسے طلسم ہوش ربا مین طلسم ظاہر اور باطن
بنا ہے ساحران نامی کو طلب کرکے اُس طلسم مین مامور کیا اور آپ نظر سے غائب ہوا مگر جب
اُسنے طلسم کو تعمیر کیا اُسوقت مہرخ اور مسیلخ اور شریک اُسکے کہ نزد سحر بھاگ کر چلے تھے
اپنے لشکر مین آگئے مہرخ نے پراگندہ لشکر کو اپنے آکر جمع کیا بارگاہ برپا کرائی بازار لگین
لشکر مقابل فوج حیرت اور مسرور رہا فتح کی خوشی مین جشن کی بنیاد کی نغمہ تہنیت مغنیون
نے آغاز کیا حیرت کو اُنکے چھوٹ آنے سے بڑی حیرت تھی اُسوقت صرصر مع عیار بچیون
کے حاضر ہوئی اور سب ماجرا جنگ وجدال اور رہائی مجریان کا عرض کرکے کہا شہنشاہ اُس
پار تشریف لائے اور باغ عشرت مین گئے ہین آپ بھی تشریف لے چلیے حیرت نے کہا
مین اس فکر مین ہون کہ اگر شہنشاہ اجازت دین تو تمام اُنکو لڑکر ہلاک کردون دوسرے
شہنشاہ کے بغیر طلب مین کہین نہ جاؤن گی صرصر یہ باتین سنکر خاموش ہو رہی مگر اب
کیفیت سنیے کہ عمرو دوسرے عیار جو روانہ ہوے تھے صحرا مین ٹھہرتے ہوے لشکر کیطرف
چلے اِن سب کو اتنا عرصہ آنے مین ہوا کہ افراسیاب طلسم بنا گیا سب اُس طلسم کے اندر رہ گئے
اُس طلسم کا ماجرا سُنیے کہ عمرو صحرا مین چلا جاتا تھا اُسنے دیکھا کہ چار سمت بڑے بڑے پہاڑ ہین
اور سب کے درے بند ہین لیکن ایک کوہ مین درہ کھلا ہوا ہے عمرو اُس درہ مین داخل ہوا
جب درے سے سر بدر کیا صحرا سے لطیف و سرسبز دیکھا جس مین دو قصر بلند ایک دست
راست اور ایک دست چپ کی جانب تعمیر تھے آرایش اور زیبایش مین بہشت کی تصویر تھے
مانی اُنکے نقش و نگار پر ہزار رنگ نثار کرے اور بطلیموس مجسطی اُنکی جہات پر قربان فرماے

وہ قصرہاے دلکشاے قصور رشک وہ کاخ آسمان تھے جسکے ثناخوان حور و غلمان تھے آستان کو انکی اگر فلک سے مشابہت دیجائے تو احسان چرخ پر کیا جاے اور ہلال کو اگر محراب در سے مشابہ کیا جائے تو فخر سے وہ بدر کامل بنے ہر سمت اُن مکانون کے پردے پڑے تھے اطلس چرخ کو شرماتے تھے چقین منقش و رنگین لگی تھین دلربا وہ بہشت برین تھین ہر دالان کے سامنے سائبان زربفتی کھچے تھے تکیے بادلے کے یا سناک گوہر استادہ تھے ستون ہر ایک الماس نگار تھا سراسر جواہر نگار تھا کرورون روپیے کا مال و اسباب اُس مین دھرا تھا شیشہ آلات موقع سے سجا تھا کہ اجسابت

وہ مکان غیرت گلستان تھا	قصر جنت سے بڑھکے سامان تھا
چشم عاشق ہر ایک حلقۂ در	دل رضوان نثار تھا اُسپر
پردہ چشم عاشقان پردے	راز دل کی طرح سے بستہ تھے
دخل بےرونقی کو وان کب تھا	شیشہ آلات نور کا سب تھا

عمرو نے وہان کے سامان کو دیکھکر دل سے کہا کہ

اینچہ نصیب است ہم میرسد	ورنہ ستانی بستم میرسد

ان مکانون مین جو مال ہے وہ تیرے ہی لیے خدا نے رکھوایا ہے پھر ع خدا دیوے جسکو وہ کیونکر نہ لے + پوچھتا کون ہے بسم اللہ کرو یہ سوچکر اندر مکانون کے گیا کوئی وہان مالک اور چوکیدار و پاسبان نہ دیکھا جال الیاسی بار کر سب اسباب مع چھت اور پردے اور چلمنین اور میز اور کرسی وغیرہ نذر زنبیل کر کے آگے کا راستہ لیا یکایک صدا غیب سے آئی کہ کہان لیے جاتا ہے اب تو پھنس گیا اس صدا کو سنکر بھاگا اور قریب ایک پہاڑ کے پہونچا دیکھا یہان ہرے بھرے درخت سایہ دار لگے ہین نظر کو ٹھنڈک بخشتے ہین ایک درخت کے نیچے ساحر شاہی کی دھوتی باندھے بیٹھا ہے جواہر کے بٹ بازون پر بندھے گلے مین موتی کا مالا ہے عمرو اُسکی راہ کترا کر چلا کہ یکایک زمین سے پتلی پیدا ہوئی اور پکاری کہ اے خرسان جادو دیکھنا بھاگا جاتا ہے عمرو یہ صدا سنکر سمجھا کہ اب بھاگ نہ سکو گے چلو اس ساحر کا بھی مال گویا اپنے تئین قید کرا دو کچھ چارہ سوا اسکے نہین جو مرضی خدا کی یہی سوچتا ساحر کے پاس پہونچا اور معروض ہوا کہ اے بھائی تم کون ہو ساحر ہنوز جواب دینے نہ پایا تھا کہ پتلی بولی کہ اسی موذی کا سہ لیسے نے سارا مکان طلسم لوٹ لیا چھت تو اسباب اور روپیہ وغیرہ

لیتا ہی اُسنے چھت پردے تک اُتار لیے خرسان نے یہ ماجرا سُنکر چاہا کہ عمرو کو گرفتار کرے
اُسنے کہا اندھے تو پہچانتا بھی ہی وہ چور کوئی اور ہوگا مین ساہوکار ہون خرسان نے کہا یہ پتلی
مجھی کو بتاتی ہی عمرو نے جواب دیا کہ یہ پتلی جھوٹی ہی خرسان نے کہا مین نہین مانتا سحر کی پتلی
جھوٹ نہ بولیگی یہ کہکر ایسا سحر کیا کہ عمرو کے پانون زمین نے پکڑ لیے عمرو نے کہا بھائی جہان
یہ پتلی سچی ہی وہان مین بھی سچا ہون ساحر نے پوچھا تو کیونکر سچا ہی عمرو بولا کہ میرا حال سنو مین
چار لاکھ روپیہ کا قرضدار ہون اور خداوند سامری و جمشید سے دعا کرتا تھا کہ مجھے مال ملے
میری دعا قبول ہوئی اور یہ دو مکان مال سے بھرے خداوند نے مجھے عطا فرمایا پھر اِس مین یہ
پتلی کے اور تیرے باپ کا کیا اجارہ ہی اور مجھے تو نے کیون قید کیا ہی خرسان اِس تقریر
کو سنکر ہنسا اور کہا یہ ہوا کہ خداوند چاہتے تو دو تین پہاڑ سونے کے کر دیتے تجھے اپنے خزانہ
غیب سے دیتے پرایا مال خداوند دینے والے کون تھے تو سراسر دروغ کہتا ہی عمرو نے کہا
اچھا خفا نہو جو کچھ مین نے لوٹا ہی وہ سب ایک غار مین رکھ آیا ہون تم چلکر لے لو خرسان
چلنے پر راضی ہوا تھا کہ وہی پتلی بولی ارے موے کیون فقرے دیتا ہی مکاری کرتا ہی غار مین
تو مال اسباب کب لیگیا تو وہین میرے سامنے سب کھا گیا جو کچھ تھا وہ تو نے اپنے پیٹ
مین رکھ لیا ای خرسان تو اسکے دم مین نہ آنا نہین یہ مرلیگا تجھے ایسا ضرر پہونچائیگا
خرسان بولا ای پتلی کیا بکتی ہی بھلا یہ چھت پردے کرسی میز وغیرہ کیونکر کھا گیا پتلی بولی
کہ سامری کی قسم مین سچ کہتی ہون سب اسباب اسنے پیٹ مین رکھ لیا ہی عمرو نے کہا ای
خرسان تجھے قسم جمشید کی ہی سچ کہ کہین انسان بھی اتنی اتنی بڑی چیزین کہا سکتا ہی
بھلا یہ بالزادی پتلی جھوٹی ہی کہ نہین خرسان کہ حیرت ناک تھا بولا کہ تو سچ کہتا ہی اچھا
چل مین تیرے ساتھ چلتا ہون یہ کہکر ساتھ ہو سحر اپنا عمرو پر سے دفع کر دیا عمرو اسکو
ایک غار پر لایا اور کہا اِس مین اُترو وہ اُترنے لگا عمرو نے پشت پر سے خنجر ایسا مارا کہ
سر کٹ کر دور گرا غل اور شور ہوا کہ کشتی ساحر خرسان را عمرو نے اُسکے بت وغیرہ جھولا آخر
کا لیکر جنگل کا راستہ لیا کہ یکایک آواز مہیب آئی اور ایک ساحر اور پیدا ہوا عمرو کو اُسنے
بزور سحر گرفتار کیا اور لیکر چلا اُسوقت اور عیار بھی اِس طلسم مین پھنس گئے ہین اُن مین
سے مہتر قران ادھر آنکلا اور عمرو کو گرفتار دیکھ کر اپنی صورت مثل ایک ساحر کے بنا کر
اُس ساحر کے پاس آیا اُسنے پوچھا تو کون ہی جواب دیا کہ جو مین سو ہین تجھے کیا اپنی فکر کر دیکھ

پیچھے تیرے کوئی کھڑا ہی اور تجھے مارا چاہتا ہی اُسنے یہ سنکر پیچھے پھر کر دیکھا قران نے لنبدہ مارا کہ
ہڈیان سر کی سو ٹکڑے ہوئے تڑپ کر یہ بھی ہلاک ہوا آندھی آئی صدا پیدا ہوئی کہ مارا خون ریز
جادوگر کو عمرو نے قران کو گلے سے لگایا اُسنے کہا اُستاد سب طرف پھرتا ہون رستہ
نہین ملتا ہی اور میرا دل خوف سے ازخود دھڑکتا ہی پریشان پھر رہا ہون خدا بچائے معلوم
ہوتا ہی کہ طلسم مین پھنس گئے ہین یہ کہتے کہتے ایک بار جست کر کے بھاگا اور درۂ کوہ مین
جاکر غائب ہوگیا عمرو حیران ہوا کہ کوئی آگے نہ پیچھے یہ کیون بھاگ گیا اسی سوچ مین تھا
کہ ایک ساحر نے آکر سلام کیا اور کہا ای عمرو تو کیا تمام عالم کو مار ڈالیگا ارے ظالم تو
ذرا تو رحم کر اور یہ مقام ساحرون سے بھرا ہے تو کہان تک قتل کریگا مثل مشہور ہی سو دن کی
سنار کی تو ایک دن لوہار کی کبھی نہ کبھی تو بھی دھرا جائیگا عمرو اسکی تقریر سنکر سوچا کہ یہ اپنے
ناصح مجھے ملے اُسنے کچھ کہو سنو نہین اپنا کام کرو یہ سمجھ کر گلیم اوڑھ کر غائب ہوگیا اور دور جاکر
گلیم اتار کے آگے بڑھا یہان تک کہ ایک جنگل مین پہونچا دیکھا یہ صحرا تمام ریگستان ہی اور
جہان سے یہ ریگستان آغاز ہوا ہی وہان ایک تختہ آئینہ کا دیا ہوا ہی اور سب طرف سے
راستہ بند ہی عمرو گھبرایا کہ اب کدھر جاؤن ناچار جست کر کے اُس آئینہ کو پھاند کر ریگستان
مین آیا واضح ہو کہ افراسیاب نے جو طلسم بنایا ہی یہ اُسکا باطن ہی یہان سے نکلنا بغیر طلسم
ملے ہوئے افراسیاب کے ناممکن ہی عمرو اس ریگستان مین پریشان و برباد پھرنے لگا
اور بگولے کی طرح چکر کھاتا تھا جدھر جاتا تھا راہ نہ ملتی تھی دل سے کہتا تھا آج تو پھنسا
وہ ساحر جو نصیحت کرتا تھا سچ کہتا تھا شاید در پردہ یہی خبر دیتا تھا کہ تو ایسے مقام پر جانے
والا ہی جہان پھنس جائیگا غرضکہ اور تھوڑی دور چلکر زبان شدت تشنگی سے باہر نکل آئی
زنبیل سے پانی نکال کر پیا پانی پینے سے اور زیادہ پیاس معلوم ہوئی اپنے حال پر افسوس
کرنے لگا اور سوچتا تھا کہ ای عمرو پانی کہان تک زنبیل سے نکالون مفلس ہو جاؤنگا
ہمیشہ جب کبھی صحرا مین پیاسا ہوتا تھا تو ایک جام آب سوا لاکھ روپیہ کو بیچتا تھا
آج افسوس ہی کہ زنبیل سے پانی کیسا کھانا بھی نکالنا پڑیگا لاکھون روپے کا نقصان ہوگا
اسی اندیشے مین چلا جاتا تھا مگر پیاس بڑی چیز ہوتی ہی اسکی بابت مین جھلی ہوئی صراحی
پانی کی نکالی اور پانی پیا اور پہلے سے بھی زیادہ پیاسا ہوا بلبلا کر بھاگا دیکھا ایک جگہ
چند درخت گنجان لگے ہین نیچے اُسکے سبزہ اگا ہی نظر کو تراوت بخشتا ہی عمرو اُس سبزے پر لیٹ کر

سواے اُس ریگستان کے اور کچھ نہ دیکھا اُسوقت رجوع قلب سے پکارا کہ یا حضرت خضر آپ کہان ہین راہ بتائیے کہین حضرت خود تو راستہ نہین بھولے ہین یہ کیا ماجرا ہے اِسی طرح جب دوپہر گذر گئے بڑھا جنگل تپنے لگا آفتاب عازم برج حمل ہوا اور تمازت سے جسم جلنے لگا نظم

اُس دشت مین ہر سر تا بدہ دو	یار یک روان تھی باد رہ رو
سایے کو بیتا نہ تھا شجر کا	عنقا تھا نام جانور کا
مرغان ہوا تھے ہوش راہی	نقش کف پا تھی ریگ ماہی

عمرو پسینے مین غرق تھا اور پسینا بہکر جو زمین پر پہونچا تھا تو خاک پر پتلا بصورت عمرو بنگیا تھا اِس مصیبت مین تو گرفتار تھا ہی اسپر اور طرہ یہ ہوا کہ ایک طاؤس زرین بال مرصع دم اُڑتا ہوا آیا اور پکارا کہ مجھے بڑی شدت سے بھوک لگی ہے اور پیاسا بھی ہون یہ صدا دیکر غائب ہوگیا اسکے اِس کہنے سنے وہ تاثیر کی کہ عمرو مارے بھوک کے بیتاب ہوگیا اور بلبلا کر ہر سمت درختون کو دیکھا کہ پتیان کھاؤن مگر وہان درخت کہا جو ایک آدھ تھا بھی تو لنڈ منڈ سوکھا ڈنڈ اُسوقت بناچاری زنبیل سے روٹی نکالی چاہا کہ کھائے روٹی باہر زنبیل کے جب آئی مٹی ہوگئی حیران ہوکر پھینک دی کہ یہ روٹی کیا خاک کھاؤن اور پھر زنبیل مین ہاتھ ڈالکر گویا ہوا کہ دادا جان یا جناب ابو البشر لشکر ہلال دمین جو مٹھائی مین نے لوٹی ہے وہ عنایت فرمائیے کہ تازی ہے فی الفور مٹھائی زنبیل سے نکلی مگر جب ڈلی منہہ مین رکھی مٹی ہوگئی منہہ کرکرا ہوگیا تھوک دی اِسی طرح جب پیاس کی شدت ہوئی پانی زنبیل سے نکال کر پیا اور زیادہ گرمی معلوم ہوئی اُٹھکر پھر اور طرف بھاگا کہ شاید کہین پناہ ملے مگر پناہ ملنا کیسا ایک ایسے دشت ہولناک و مہیب و وحشت خیز مین جا پڑا کہ جہان ہر بگولہ دیو کی صورت تھا دشت میدان قیامت تھا ذرے غول بیابان بنکر آنکھین دکھاتے تھے کانٹے زبان دراز ہوکر کچھ بکتی پیا آمادہ تھے جیب و دامن سے خواہ مخواہ الجھتے تھے دل کے پھپھولے پھوٹنا کیا حرارت سے اور زیادہ چھالے پڑتے تھے الحفیظ والامان وہ گرمی وہ تابش وہ لون کہ باد سموم جسکی دہشت سے روان دوان سمندر کا دل اُس جا بیتاب تھا شعلہ بقرار مثل سیماب تھا ہر جھونکا ہواے گرم کا دوزخ کی لپٹ سے کم نہ تھا

کہ ابیات

دیکھا تو عجب مقام دیکھا	سامان خندان تمام دیکھا

چٹیل میدان بیابان سوکھے — کھیت تھے ورنارے پیاسے بھوکے
پتے جھڑے ہوئے شجر بے ایام — جنگل سنسان دشت ناکام
زردی ہر پتے سے نمودار — جیسے یرقان کا ہو آزار
وہ دشت کہ جس میں دم ہو بیجا — آ آ کے ہوا بھی ٹھوکریں کھائے
وہ ریگ رواں کہ اللہ اللہ — اک گام میں طے عدم کی ہو راہ
سبزے پر بھی ظلم خزاں تھا طاری — پوشاک درختوں سے اتاری
کانٹے سوکھی زبان دکھاتے — ہر سمت بگولے خاک اڑاتے
وہ دشت کہ جس میں قصہ کوتاہ — تھے دیکھتے غول خضر کی راہ
چلتے ایسے وہاں سے کٹ کر — سنگریزیاں تھیں قدم قدم پر
اڑتے تھے جو زرد زرد پتے — کانٹون نے لیے ہوا کے لپٹے
جو گھاس زمین میں وہاں تھی — سوکھی کسی پیاسے کی زبان تھی
سوکھے ہوئے پیڑ کھڑکھڑاتے — آواز سے تھے وہ سر پٹکتے
چلتی تھی غضب ہوائے وحشت — کہتا تھا وہ مبتلائے وحشت

آخر ایک جگہ تھک کر فرط تشنگی اور شدت گرسنگی سے گر پڑا اور غش آگیا اسوقت از محو عمر میں مردی معلوم ہوئی اور آنکھ کھلی دیکھا زمین شق ہوئی اور ایک عورت نکلی کہنے لگی اے عمرو یہاں سے اس باغ کے دربار جہاں شہنشاہ تشریف فرما ہیں اور وہاں پکار کر کہہ صدقہ افراسیاب کا روٹی دو تو تجکو کھانا ملیگا اور پیاس بجھیگی عمرو نے دل میں کہا اب مجھے صدقہ افراسیاب کا کہنا پڑا اور ایک آہ سرد کھینچ کر فلک کو دیکھا اور رو دیا ناچار

توجیب اسکے خمسہ

سچ کہا ہے کچھ نہیں اسکا علاج — آدمی جیتا نہیں ہے بن اناج
جب تو گھر میں رہتی نہیں کچھ شرم ولاج — آنکہ شیران را کند روبہ مزاج

احتیاج است احتیاج است احتیاج

وہاں سے اٹھ کر گرتا پڑتا بنالہ و آہ قریب اس باغ کے آیا وہاں افراسیاب نے دو کنیزوں سے کہا عمرو آتا ہے جاؤ اسکی خبر لو اور اسکا حال زار دیکھو مجکو اس سے کچھ دریافت کرنا ہو تو اسی جنگل میں تھکتا اور کیونکا اگر اسکو مار ڈالتا اب سبب تاکے طلسم ہوشربا ہے جبتک یہ ری

زندگی باقی ہی اور جب میری زندگی ہی میرا بنایا ہوا طلسم بغیر میرے مٹائے نہ مٹیگا اور عیار
یہان سے رہا نہونگے یہ کہکر کنیزون کو روانہ کیا لونڈیان بنابر حکم در باغ پر آئین اور عمرو کو
دیکھکر ہنسین پکارے تو کون ہی یہان کیون آیا ہی عمرو کو اسوقت اپنا نام بتاتے غیرت
آئی کہ عیار حمزہ ہو کر اس ہیئت سے یہان وارد ہون کیا اپنا نام بتاؤن بس کہنے لگا میرا
نام کیا پوچھتی ہو مسافر ہون غریب الدیار ہون مبتلای آفت روزگار ہون بھیک کھاتا پھرتا
خستہ و خراب ادھر آنکلا ہون نظر ترحم کی تم سے امید رکھتا ہون کنیزون نے سنکر ایک تبسم
چشمک کی کہ کیا غریب اور مسکین بنتے ہین گویا کچھ جانتے ہی نہین اُنکا جانے ٹرک باقی
نہین رہتا اور انکے کاٹے کا منتر نہین ہی غرضکہ عمرو سے کہا ہم نہین کہتے جب تک تم اپنا
اصلی نام ظاہر نہ کروگے یہان سے کوئی رعایت تمھاری نسبت عمل مین نہ آئیگی ہم خوب
سمجھ جانتے ہین کہ تم وہ ذات شریف ہو کہ ہر دیار و امصار مین نام تمھارا مشہور ہے اور
ساحرون کے قلب پر لکھا ہی مگر نام پوچھنے سے یہ حکم شہنشاہ ہی اگر نام بتاؤ تو رہائی پاؤ
پانی پلانے سے آسودہ ہو عمرو نے یہ تقریر سنکر سمجھا کہ افراسیاب کو مجھے ذلت دینا منظور ہے ورنہ
یہ سب تکو پہچانتی ہین مجھسے کہلواتی ہین بھلا کیون نہ ہو تو بھی اپنا نام نہ بتا کہ اس طلسم

عمرو نے دل مین کہا کہ باقی تا جان تن مین مجکو	اگر یہ خیال نہ ہے میرا نام لینگے کبھی

اسی فکر مین تھا کہ خدا سے اتنا کہ بات رکھتا تھی وہ کنیزین اور باہر نکلین اور کہنے لگین کہ
شہنشاہ ساحران عمرو کو یاد فرماتے ہین ارشاد کیا ہی کہ نام و نشان کی پرسش نہ کرو
یہان انکو لے آؤ عمرو یہ سنکر خفا ہوا کہ دیکھیے بنا کیا میرے ساتھ کیا کرتا ہی مین نے
صدہا ساحرون کو مارا اُسکو کئی بار ذلت دی معشوق کا اُسکے سر مونڈا بہت ساحرون کو
اپنا اسیر بنالیا اب جو کچھ بدی یہ میرے ساتھ نہ کرے وہ تھوڑی ہی آج تو بہت مصیبت
پڑی ہی دیکھیے کیونکر یہان سے نکلنا دشوار ہی زنبیل کھانے پینے کی مدد نہین کرتی خیر جو مرضی
میرے رب کی آج یا تو مین نہین اور میری بات نہین یا یہ مسخرا افراسیاب نہین یہ دل
سے یہ مشورہ کرتا باغ مین آیا کہ ابیات

ہر طرف وہ گیا میان گلزار	ہر گل نظر آیا صورت خار
غنچہ نے تنک کے منہ چڑھایا	سنبل نے الجھکے پیچ کھایا
ہر شاخ نے بل کی لی انگڑائی	ہر سبزے نے کر دی پاؤن پر سر

آخر ساحر نے تخت افراسیاب کے آیا اور اُسکو تسلیم کی اُسنے بھی بطور مزاج پوچھا کہ کیون خواجہ سلامت
مزاج آپ کا اچھا ہی عمرو نے کہا ہزار شکر ہی اُس رب اکبر کا کہ جو مجھے یہان لایا ہے افراسیاب
گویا ہوا کہ ای عمرو مین تجھ سے ایک بات پوچھون تو سچ بتلا دیگا عمرو نے کہا آپ مجھے جھوٹا
جانتے ہین مین کہتا ہون کہ اپنی ساری عمر مین مین نے کوئی لفظ جھوٹ کہی ہی نہین اچھا
پوچھیے جو کچھ مین جانتا ہونگا عرض کرونگا آیندہ ماننا نہ ماننا آپ کا کام ہی شاہ طلسم نے کہا
اگر تو سچ کہدیگا تجھے اپنے سحر سے رہائی دونگا ورنہ یونہین بھوکا پیاسا رکھکر ہلاک کردونگا
کیا ممکن جو میری زندگی مین تجھے کوئی چھڑا سکے عمرو نے کہا دشمنکے مارڈالنے کا یا چھوڑ
کہہ تو دیا کہ جو ہم جانتے ہین بتلا دینگے پھر آپ کو یقین نہین تو جھوٹ ہی اب بتلا دینگے جیسے
نہ پوچھیے افراسیاب نے کہا نہین تو سچا ہے مین نے بنا برامتحان تجھسے ایسے کلام کیے اب
مجھے پوچھنا یہ ہے کہ تجھکو دریاے سحر کے پار کس نے اُتار دیا اور تو کس کشتی مین خداوندگار اس
تھا کہ طلسم مین گھُس آیا عمرو نے یہ کلام سنکر ایک قہقہہ مارا اور کہا ای شہنشاہ یہ امر تو لایق
پوشیدہ کرنے کے نہین آپ ناحق مجھسے شرم کرتے ہین ہمارا بندہ اپنے خدا کا ہون
جب مین اس پار آنے کے لیے حاضر ہوا اپنے خدا سے دعا کرنے لگا اُسنے ایک جن بہشت
بھیجدی اُسنے مجھے کاندھے پر سوار کرکے اس پار اُتار دیا افراسیاب نے پوچھا کہ تیرا خدا
کون ہی یہ سنکر عمرو خوب ہنسا اور کہا مین نے بارہا عرض کیا ہی کہ حضور شاہ باخبری لیجیے
خداوند لقا کا مین فرشتہ قدرت ہون اور طلسم مین مجھے خداوند نے ملک الموت بناکر روانہ
فرمایا ہی اور پھر آپ پوچھتے ہین کہ تیرا خدا کون ہی اگر وہی ہمارا ایک خدا ہی آج اُسکا کوئی ثانی
نہین اور نہ شریک ہوسکتا ہی اور مین سچ کہون اُسی ایک خدا کو مین مانتا ہون اور سجدہ
کرتا ہون اور یونے دوسرے خداؤن کا مین قائل نہین اور آپ کیا جانیے خداوند کے اور بھید
کیا راز و نیاز ہین اب اسوقت مین کہتا ہون خداوند کو پرستش کرنا ساحری و جمشید کی بری
معلوم ہوئی مجھے حکم دیا کہ جاکر پرستاران غیر معبود کو قتل کر بظاہر خداوند یہ باتین مہربانی کی
فرماتے ہین مگر تم لوگون سے خوش نہین خوشنود اُس سے ہین جو اُنھین کو بداشت واسطے کیونکہ
کیونکہ خداوند کا قول ہی کہ جو خدا مرگیا اُسکی خدائی بھی مرگئی اور اب ای شاہ جادوان سمجھ لو بھی کہ
مین چھپا نہ سکا اور تو ہزار من کا میرا پتھر امقابلہ کیا یہ خداوند کی ناراضی کا باعث ہی جو کچھ
تجویز غلبہ ہوجاتا ہی افراسیاب یہ باتین سنکر بولا کہ جو کچھ تو نے کہا ہی سب صحیح اور درست ہی

اب یہ بیان کرکے ہم دونون نکلے دریا سے بحر مین غوطہ مارکر اُس پار لیکن یا اُتر کر آہستہ اِدھر پہونچا دیا
مجھے وہ کہا صاحب ہو رانی چنچہ پر لاد کر بہے چلی تو بیچ دریا مین آکر آہستہ غوطہ لگایا مین بہنے
ڈوبنے لگا کرنا اُنہون کا نہ پایا اور مین اُس مین ڈوبنے لگا اُس وقت ایک کشتی پیدا ہوئی
خداوندی تھا اُس پر سوار تھا اُنہون نے مجھکو اُس نالے سے نکالا اور زنار پہنا کر یہان سے چلے
مجھکو ایسی بدبو اور تعفن خداوند مین آئی ہوئی معلوم دی کہ دماغ میرا پراگندہ ہو گیا اور مین
بیہوش ہوگیا جب میری آنکھ کھلی تو اپنے تئین یہان دیکھا افراسیاب نے پوچھا کہ خداوند مین
بو سے بد کیون آتی تھی عمرو نے کہا ہو آپنے کا باعث یہ ہے کہ خداوند وہان رہتا ہے پاخانہ
پھر کر آبدست نہین لیتے اور منھ کو کبھی دھوتے ہی نہین دانتون مین چھچھوندی لگ گئی ہے
جب بات کرتے ہین منھ انکا نہین کھلتا ہے بلکہ سخت اُس کا دکھاتا ہے اور انکا سبب یہ ہے کہ
بندون سے کام سے انکو نہین دم بھر کی فراغت نہین کسی کو مارنا کسی کو جلانا کسی کو امیر بنانا کسی
کو فقیر کرنا اور اسی طرح شغل لگا رہتا ہے پس آپ ہی فرمائیے کہ آبدست کس وقت لیں اور منھ کب
دھوئیں افراسیاب گویا ہوا کہ تو نے کلمات بیہودہ نسبت شان خداوندی کہے مگر سچ کہا
کسلیے کہ جیسا ہم بندہ ہیں اُسکے ایک طلسم کے انتظام کرنے مین عدیم الفرصت رہتے ہین اور منھ
نہین دھو سکتے ہین پھر خداوند کو تو سارے عالم کا انتظام فرمانا مارنا جلانا روزی دینا
کیونکر مہلت کوئی دم کی ہوتی ہو گی یہ سخن شاہ جادوان کہہ رہا تھا کہ ایک کنیز عرض رسا
ہوئی اے شہنشاہ آپ کس کی باتون مین لگے ہین یہ مکار ہے بھلا اس سے پوچھیے کہ دریا کے
تہ مین نالہ کہان ہے افراسیاب کنیز کی اس بات سے خفا ہوا کہ بیہودہ تو کیا جانے جو نجل
دو لاتی ہے دریا کے قعر مین خون بہتا ہے یہ اُسی کے خون کا نالہ کہتا ہے اسمین جھوٹ
کیا ہے کنیز شاہ طلسم کے تلخ بولنے سے چپ ہو رہی اور آہستہ پوچھا کہ اے عمرو یہ تو معلوم ہوا کہ
مقرب خداوند تو ہے لیکن خداوند کو لقا بنا کے سے عبادہ دشنا کیون ہے اور شیطان تو تیرا دشمن
جانی ہے یہ کیا معاملہ ہے اور یہ بتا کہ خداوند کو کبھی فرصت ہوئی تھی یا اب ہوتی ہے اسکا حال
مجھکو معلوم ہوگا عمرو نے کہا اسکا سبب مجھ سے سنیے خداوند کو ایک بار فرصت پہر بھر کی ہوئی
تھی اس مہلت مین خداوند نے سوچا کہ ایسا کوئی فعل کرون کہ جس سے میری خدائی مین
شیطان پیدا ہو چونکہ مشغل بیکاری مین اُس وقت خداوند تھے فعل حرام کرنے لگے اور شیطان
پیدا ہوا جب اُسکو پیدا کر چکے اور وہ بندون کو بہکانے لگا اُس وقت خداوند نے چاہا کہ

اسکا بھی کوئی سرکوب پیدا کرون اور وہ ایسا شخص ہو کہ مجھ سے بھی گستاخی کرے اور منہ لگے میرے
باپ سکے ہو لیس لاکھ برس ہیچ بارہ کر مجھ کو پیدا کر کے اپنا باپ بنایا یہی باعث ہو کہ مین خداوند
کی داڑھی مونڈتا ہون اور شیطان نے مجھ سے دشمنی ہو کہ مین اُسکا سرکوب ہون اور خداوند
نے فرما دیا ہو کہ اے عمرو تو میرا باپ ہو اکثر وقت مین تو مجھ پر غلبہ کریگا اور ہمیشہ جوتیان لگائیگا
داڑھی مونڈیگا اب مین فی الحال اس عہدے سے معزول ہون آج کل مجھے گمشدہ ساحر
اور ملک الموت جادوگران خطاب ملا ہو اور اب بھی داڑھی مونڈنے کی اور شیطان کو دق
دینے کی جب ضرورت ہوتی ہو تو خداوند مجھے بلا لیتے ہین افراسیاب یہ باتین سنکر سن
ہوگیا اور بولا کہ بھلا اب کیا کہا جاتے ہیچ ہو کہ مشیت خداوند کو کوئی نہین سمجھ سکتا اچھا
اے عمرو ایک بات یہ بتلا دے کہ خداوند لو تجھے اس بار آیا ر گئے تو اب کیا نقد پیر فرماتے
ہین عمرو نے جواب دیا کہ اس دن تو کچھ نہین فرمایا مگر کل ایک نامہ مجھکو فرشتہ قدرت کے
ہاتھ خداوند کا بھیجا اگر اُسپر عمل کرون تو سارا طلسم برباد ہو جاتا ہے لیکن یہ بھی مجال نہین کہ
مین سارے مضمون نامہ پر عمل کرون گو کہ میرا رتبہ پیش خداوند بہت ہو مگر مین بھی غضب سے
اُسکے ڈرتا ہون اگر بالکل نہ مانون تو غضب خداوندی اور اسکے عتاب مین گرفتار ہون
افراسیاب نے کہا مضمون نامے سے مجھے اطلاع دے کہ کیا اُس مین لکھا ہو عمرو نے کہا
اس قدر راز خداوندی آج میری زبان سے نکل گئے اب آگے بتانے کا حکم نہین ہو اور
ایسی جسارت مجھے بھی نہ چاہیے اب جو کچھ تمہین میری نسبت کرنا ہو وہ کرو اور مین بھی
نامے پر خداوند کے عمل کرون دیکھون آج تم مجھ پر غالب ہوتے ہو یا مین تمہین ذلیل کرتا ہون
یہ کلام سنکر افراسیاب گویا ہوا کہ اے عمرو خفا نہ ہو جہان اور باتین تو نے بتلائی ہین وہان
اتنی بات اور بتلا دے کہ نامے مین کیا لکھا ہو عمرو نے کہا آپ میرے پیچھے پڑے ہین بتلائے
دیتا ہون اُس مین لکھا ہو کہ طلسم کے ساحران نامی کو قتل کرنا اور شاہ طلسم نے چونکہ ہماری
مدد کی ہو اُسکو نہ مارنا اُسکی اطاعت کرنا مجھے اس نامے پر عمل کرنے مین پس و پیش یہ ہو کہ
آپکی اطاعت اگر کرون تو حضور مجھے اپنا دشمن صعب جانتے ہین اپنا رفیق اور مطیع کاہیکو
جانینگے اور دوسرے جب آپکی اطاعت کر لی پھر ساحران نامی کو قتل کیونکر کرونگا اگر
قتل کرونگا تو آپ مجھے مکار اور غدار جانینگے فرمائیے کہ عمرو نے مکر کیا پھر بتائیے
ایسی صورت مین کیا کیا جائے افراسیاب نے کہا اگر تو میری اطاعت بدل و جان قبول

کرے اور نامہ خداوند پر عمل کرے بشرطیکہ وہ نامہ مجھے بھی دکھلا دے تو میں تجھ سے صاف ہو جاؤں
اور بہت بڑا مرتبہ تیرا کر دوں عمرو نے کہا نامہ میرے پاس موجود ہے کیا آپ سے میں خلاف تھوڑی
عرض کرتا ہوں لیجیے ملاحظہ کیجیے یہ کہکر زنبیل سے ایک کاغذ مثل خط کے نکالا کہ اُسکے لفافہ پہ
مہر لقا کی ثبت تھی اور آداب اور نام عمرو کا القاب کے ساتھ لکھا تھا غرضکہ اُس نامہ کو
افراسیاب کے حوالے کیا اُسنے خداوند کی مہر کو بوسہ دیا سر پر رکھا اور بڑی عظمت کے ساتھ
نامہ وا کیا دیکھا کہ لکھا ہوا ہے ای عمرو تو اطاعت اور فرمانبرداری شاہ طلسم کی اختیار کرنا
اور کوئی فریب اور مکر نہ کرنا اور مہرخ و سرخ مو اور بہار اور نافرمان اور سرعد اور
برق مشتر وغیرہ کو مع اپنے ساتھ کے عیار برق فرنگی و ضرغام وغیرہ کو لے کر پاس
شاہ جادوان کے جانا اور شاہ ساحران کو بھی چاہیے کہ حسن خدمت میں عمرو کے بہتر رہے
اسکو دے اور اسکو اپنا دوست سمجھے اور عمرو ساحران نامی کو کہ اب دوست بادشاہ ہو گئے ہیں
قتل کرے یہ مضمون پڑھکر افراسیاب نے ہزار اشرفیاں منگائیں اور بارہ کشتیاں جواہر کی
اور بارہ توڑے روپیوں کے اور سب عمرو کو دیکر وہ عنایت فرمایا اور کرسی پر جواہر کی
بٹھایا کہا جا کر اب اپنے ساتھیوں کو لے آ عمرو نے کہا میں تنہا اسے جا نہیں سکتا ہوں کیونکہ
اُنھیں لاؤں افراسیاب نے اُسی وقت سحر پڑھکر دستک دی کہ وہ تختہ آئینہ کا جو صحرائے
رنگستان میں لگا تھا ٹوٹ گیا اور ادھر اور عیار جو بہت پریشان پھر رہے تھے انھیں راہ ملی
کہ صحرا دیکھ کے پھر سو صحرا میں لشکر مہرخ میں پہونچے یہاں افراسیاب نے عمرو سے کہا
کہ اب راستہ کھل گیا کوئی روکنے والا نہ رہا جا کر سب باغیوں کو لے آ عمرو نے عرض کیا اے شہنشاہ
ایسا نہو میں پھر راستہ جاؤں آپ کسی ساحر کو حکم دیجیے کہ وہ مجھے تخت سحر پر بٹھلا کر پہونچا دے
شاہ نے ایک ساحر کو طلب کر کے عمرو کو رخصت کیا وہ ساحر اسکو لیکر قریب لشکر مہرخ
پہونچا اور کہا ای عمرو شہنشاہ سے جو وعدہ کیا ہے اسکو بھول نہ جانا اور جلد پہونچنا ورنہ شہنشاہ
پھر تکلیف دینگے عمرو بولا کہ جو میں نے کہا سو کہا لشکر تھوڑی ہی دیر میں تم جاؤ میں آتا ہوں ساحر
چلا گیا اور عمرو بارگاہ میں آیا ساحروں نے نذریں دیں سرداروں نے استقبال کیا
عمرو اپنے مقام پر بیٹھا مہرخ نے تصدق بہت سا اتارا [illegible] اب فکر میں عیاری کے
ہے اور حال طلسم باطن سب سے کہہ رہا ہے مگر وہاں افراسیاب نے نامہ حیرت جادو کو
لکھا کہ ای ملکہ تم باغ عیش میں جا کر تیاری کرو ہم بھی آتے ہیں حسب نامہ حیرت کو پہونچا

اور اُسنے چلنے کی تیاری کی سب لشکر مین یہ خبر مشہور ہوئی حمزہ نے بھی سنا کہ حیرت جاتی ہے
اُسنے عمرو سے کہا کہ اب یقین ہے کوئی آفت آئیگی عمرو نے کہا جانا ہوگا کچھ لوگون سے پیش بندی
نہ ہوگی کیا ضرور ہے حمزہ نے کہا اے عمرو دریاے عجائب و دریاے سحر حائل ہے اور
دریاے طاؤس پہ بیس نقشہ ہے کے دریا ہین اُنکا حال کسی کو معلوم نہین اور دریاے خون
روان تو آپ دیکھ آئے ہین اسی طرح باغات بھی شاہ جادوان کے ہین کہ اُن مین پتلیان
مثل پریون کے کاروبار کرتی ہین اگر اُن مین سے ایک پتلی کو حکم دے تو ہم سبکو وہ گرفتار
کرلیجائے باغ عیش مین افراسیاب نے ابھی حیرت کو بلوا کے مہتر دے کہا ہے مین
وعدہ کر آیا ہون کہ سب مخالفون کو راضی کرکے لاتا ہون یقین ہے کہ یہ اُسی کی تیاری ہے غلام
کلام یہان تو یہ تذکرہ ہو رہا ہے اور سب عیار بھی اسوقت بارگاہ مین موجود ہین لیکن حیرت
جاکر باغ عیش مین پہونچی اور آمد شاہ طلسم کے لیے اُسکو خوب آراستہ و پیراستہ کرایا اُس
وقت سواری افراسیاب کی بڑے تزک اور احتشام سے آئی کہ بارہ ہزار جادوگرنیان دُر
در گوش مرصع پوش گلنار جوڑے پہنے ہمراہ تھین اور ایک سرخ رنگ کا چتر مثل خور کے سایہ فگن
تھا موتی اُس مین سے برستے تھے حیرت اُسکو آتے دیکھ کر استقبال کو کھڑی ہوئی اندر باغ کی
بارہ دری مین بارہ سو در بنے ہین ہر ایک در مین گھنٹے لٹکے ہین وہ سب بجنے لگے بارہ ہزار
سنکھ پھکے نکا حیرت نے گیارہ سو اشرفیان نذر دین افراسیاب تخت پر بیٹھا اٹھارہ سو کرسیان
جواہر نگار گرد تخت کے بچھی تھین وزرا امرا حاضر ہوکر بیٹھے باغ کی نہرین مثل دریا کے ہین اسمین
فوارے چھوٹتے ہین اور وہ فوارے زمرد کے پھولون کے منہ سے جاری ہین پتلیان بزور سحر
حسینہ و جمیلہ عورتون کی طرح ہین اور زیور اور پوشاک بدن پر زیب تن فرماے ہر ساعت
کاروبار مین مشغول رہتی ہین کوئی آبدارخانے مین صراحیان برف کی لگاتی ہے کوئی میخانے
مین گلابیان شراب کی اوٹتی ہے کوئی کباب کی کشتیون مین آراستہ فرماتی ہے کسی کو مطبخ کا
اہتمام سپرد ہے کوئی صنعت ایسی بناتی ہے کہ بہار باغ اُسکے مقابل گرد ہے پریان اور حورین
اُنکی ہر آن و ادا پر شیدا ہون دل و جان سے مبتلا ہون کہ نظم

جتنی تھین حسین و نازنین تھین ۔ نازک اندام و مہ جبین تھین
چہرہ تھا قمر ہلال ابرو ۔ عاشق کی شب مراد گیسو
یکتا تھے چمک مین دانت سارے ۔ پیوستہ دہن مین تھے ستارے

دیدون کی سفیدی و سیاہی — دیتین شب و روز کی گواہی
پیشانیان تھین جو عرش اعظم — معراج کی شب تھی زلف پرخم
تھی ادنکی ہر اک ادا مناسب — بدبین کو نظر شہاب ثاقب

غرضکہ شہنشاہ وسیا حوران تخت پر جلوہ گر ہوا حسینان پہلو مین بیٹھی تتلیاں سامنے آکر ناچنے لگین
اسوقت صرصر شمشیرزن مع چارون عیار بچیون کے حاضر خدمت تھی افراسیاب
مسکرا کر اسکی جانب نگران ہوا اور کہا بی صرصر اب تمھاری عیاری تو ہو چکی ہماری اطاعت
عمرو ناہنجار عیارون کے شہنشاہ زینت بارگاہ شہنشاہا سے صرصر خداوند زنبیل و نطع کلیم نے
بدل قبول کی ہے اسکا وہ رتبہ اور مرتبہ مین کرونگا کہ شاہان روی زمین رشک کرینگے
اور پھر اسکا نکاح تمہی آنکے ساتھ کر دیا جائیگا صرصر نے کہا مین اسے اپنی ایڑی چوٹی پر سے
قربان کرون وہ تو اپنی صورت تو پہنی مین پیشاب کرکے دیتے حضور مجھ سے ایسی دل لگی
نفرمایئن اگر سرکار کو دولت دنیا اور عقل کی منظور ہو میرا سر حاضر ہے اور خداوند نشست کو مین
مکار کی بات کا یقین تھا اور یہ مین جانتی ہون وہ بڑا دغا باز ہے افراسیاب گویا ہوا کہ
وہ آپ سے تھوڑی مکاری کرتا ہے خداوند لقا نے اسکو اپنی سرشت کا خلق کیا ہے اور
ایسا رتبہ رکھتا ہے کہ حضرت خداوند اُسکو اپنی پیٹھ پر سوار کرکے دریاے سحر سے پار لیگئی
اور خداوند خود تشریف لاے تھے وہ بھید بیسبب

وہ بھید ہمسے لقا کے واز ونیا کا ایسے — عیان ہے اُسکے دل پر سارا اُسکا راز نہانی

تیری مجال ہے جو اسکو قربان کرسکے وہ صرصر وغیرہ کو لینے گیا ہے اور آنکی مرتبہ راستی تھی
اسنے وعدہ کیا ہے صرصر یہ باتین سنکر بہت ہنسی شاہ طلسم خفا ہوا کہ او بیہودہ میرے کلام پر
ہنستا کیا ہے تو نہین جانتی ہے صرصر نے دست بستہ عرض کیا کہ کیا طاقت جو کنیز آپ پر
ہنسے مقرر وہ سب باتین کو لائیگا افراسیاب نے جواب دیا کہ تو تجکو در پردہ بناتی
ہے بالفرض اگر وہ نہ آئیگا تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا صرصر نے کہا آپ چاہین مجکو
دس صورتیان لگا کے مار ڈالیے لیکن مین یہی کہونگی کہ وہ عیاری کرکے آپ کو دھوکا دیکر
نکل گیا کبھی اس طرح کو لا نے حیرت نے اُسوقت کہا ای صرصر تجھے کیا ہوا ہے جو شہنشاہ
کے کلام صداقت التیام کو نہین سمجھتی ہے اور بکا بکتی ہے تو نہین جانتی کہ بیت

عقل شاہون کی ہے سب عقلون کی شاہ — ہم شب تار ہین وہ عقل ہے شاہ ماہ

لازم ہی کہ خاموش رہ افراسیاب نے کہا ای ملکہ حیرت تم دیکھو مین ابھی اس مردار کو
جھوٹا بناتا ہون اور منھ مین اسکے گہ دیتا ہون یہ کہکر ایک پتلی کو اُس باغ کی پکار کر اسے
سرخ چشم گوہر میدان ادھر آ ایک پتلی نہایت خوبصورت جواہر کا زیور پہنے سامنے آئی
اُس سے کہا تم لشکر مہرخ مین جاؤ عمرو کو میری جانب سے دعا کہنا اور بعد مزاج پرسی پوچھنا
کہنا ہم تمھارے منتظر باغ عیش مین بیٹھے ہین چاہیے کہ اپنے قدم میمنت لزوم سے اس باغ
کو بہار کرو اور بمصداق الکریم اذا وعد وفا سب کو اپنے ہمراہ لیکر تشریف لاؤ پتلی
یہ پیام سنکر روانہ ہوئی اور بارگاہ مہرخ مین آئی اسکو دیکھکر سب ساحر گھبرائے اور تانچ
و شمشیر کھینچ کر سامنے آئے پتلی نے کہا مین لڑنے نہین آئی ہون بلکہ حضور پر نور عالی جناب
والا خطاب شہنشاہ عیاران کے پاس پیام لائی ہون عمرو کا کلیجا دھڑکنے لگا
کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہی مگر وہ پتلی قریب اُنکے آکر گویا ہوئی کہ شہنشاہ نے آپ کو دعا کہی
ہے مزاج پرسی کی ہے اور فرمایا ہے کہ ہم تمھارے منتظر ہین اپنا وعدہ ایفا کرو پتلی یہ
کہہ رہی تھی اور قران عیار بعدہ تانکر اسکے پشت پر کھڑا ہوا تھا عمرو نے قران کو اشارہ
سے منع کیا اور پتلی سے کہا تم الگ چلو تو مین جواب دون اور اُٹھکر علحدہ اسکو لاکر کہا کہ
شہنشاہ سے میری تسلیم بعد تسلیم کہنا اور پیام دینا کہ حضور کے اقبال سے مین سب کو راضی
کر چکا ہون کل لیکر حاضر خدمت ہونگا پتلی یہ جواب پاکر رخصت ہوئی یہان دل مین عمرو
نے کہا جو دم ٹلے وہی غنیمت ہی مگر پتلی چلکر افراسیاب کے پاس آئی اور جو کچھ عمرو نے
کہا تھا وہ بیان کیا افراسیاب نے اُسوقت کہا کہ ای صرصر تو نے سنا کہ [illegible]
عمرو نے کیا کہا صرصر نے عرض کیا بلا لون تب ہی ضرور وہ سب کو لا پہنچے یہ کہکر
صبا رفتار کی طرف دیکھکر قہقہہ لگایا شاہ طلسم آگ ہو گیا ادھر صبا رفتار بہ لاکھ
ہنسی کو روکتی رہی مگر ضبط نہو سکا ہنس پڑی شاہ بولا کہ اگرچہ تمھین ان گستاخیون کی سزا
دینا چاہیے مگر قائل کرینگے کل اگر عمرو حسب وعدہ آکر پہونچا تو پھر تمکو بہت ذلیل کرونگا صرصر
نے کہا حضور مالک ہین جو چاہین فرمائین لیکن سب فقرے ہین ہم عیار زمان ہین عیار کی
باتون کا اندازہ پہچانتے ہین بھلا کل کیا ہے اور آج کیا ہے جب سب راضی ہی ہین تو ہمیشہ
کیون نہین لاتا ہے افراسیاب نے کہا اچھا مین ابھی تمھین قائل کرتا ہون یہ کہکر پھر ایک
پتلی کو روبرو طلب کرکے کہا تو پھر عمرو کے پاس جا کر بعد دعا کے کہنا کہ جلدی کل سے آج

بمقتضائے مصرعہ بر کریمان کارہا دشوار نیست ۔ آپ ابھی تشریف لائیے اور اگر کچھ حیلہ
اور مکاری کرنا ہو تو قسم سامری جمشید کی بوٹیان کاٹ کر زاغ و زغن کا طعمہ بنا دونگا پتلی یہ
پیام سنکر پھر روانہ ہوئی اور جب قریب بارگاہ مہرخ پہونچی خبر عمرو کو ہوئی کہ گو پھر دن
پتلی پھر آتی ہے یہ سنتے کانپنے لگا کہ ابکی اسکا آنا خالی از علت نہین ہے رنگ بیرنگ ہوا آتا
ہی اس عرصہ مین پتلی نے آکر پیام سنایا اسکو جواب دیا کہ حضور سے عرض کر دینا مین باغ عیش
مین نہین آؤنگا میرے لیے طلسم ظاہر مین جو گنبد نور یعنے قلعہ طلسمی کے نیچے بارگاہ مخملی
استادہ ہے وہان جناب تشریف لائین مین حاضر ہوتا ہون پتلی یہ سنکر چلی گئی اور شاہ
جادوان سے سب کیفیت بیان کی اُسنے کہا کیون صرصر دیکھو اب سب آتے ہین کہو تیرا
کیا حال کر دون صرصر نے اس بات کا کچھ جواب نہ دیا اور افراسیاب نے کنیزون
اپنے ملازمون سے حکم دیا کہ جاؤ بارگاہ مخملی مین آراستگی کر دو مین بھی آتا ہون کنیزین حسب
الحکم چلین اور عمرو کو پھر اطلاع دی کہ اچھا بارگاہ مخملی مین تم آؤ ہمنے وہان تمھاری دعوت
کی ہے عمرو جب اس حال سے آگاہ ہوا مہرخ اور بہار وغیرہ سب ساحران نامی سے کہنے
کہ مین شہنشاہ سے وعدہ کر آیا ہون کہ ہر ایک اپنے مطیعون کو آپکے پاس حاضر کر دونگا
غرض تم سب میرے ہمراہ چلو اور شاہ طلسم کے قدم پر گرو مہرخ نے کہا ور گو چاہین مجبور ہین
جیسے یہ نہو سکیگا ہمکو لڑنا اور مرنا قبول ہے عمرو نے جواب دیا کہ تمھارا کیا نقصان ہے جب
تم جاکر پانون پر گرو گی افراسیاب چلا جائیگا اور اس کام کرنے کے بدلے مین مجھ پر عنایت
کریگا اسد اور بدیع الزمان کو چھوڑ دیگا تم پھر منحرف ہو جانا مین اپنے شہزادون کو
لیکر طلسم سے چلا جاؤنگا مثل مشہور ہے آپ زندہ جہان زندہ اور تمھین لڑنا ہوگا تو لڑنا
کر لینے کچھ دیر لگتی ہے اور یہ بھی اگر تم نہ مانوگی تو مین شہنشاہ کے پاس جاکر کہدونگا کہ میرا
کہا کوئی نہین مانتا آپ جانیے وہ جانین اس کہنے مین میری جان بچ جائیگی تم سب
ماری جاؤگی مہرخ نے کہا ہمکو مر جانا قبول ہے مگر اس خوک پیکر کے پاس جانا نہین منظور
ناظرین کو معلوم ہو کہ عمرو کو عیاری کرنا جو منظور ہے بدین لحاظ ایسی باتین اپنے مطیعون سے
کرتا ہے تاکہ شاید کوئی پتلا سحر کا شاہ طلسم کی جانب سے سنتا ہو تو میرا راز نہ کھلے بلکہ مخبر
وغیرہ یہ خبر اسکو پہونچائین کہ عمرو صحیح راضی کرکے سبکو لایا ہے اور دوسرے ان سردارون
کا امتحان بھی لیتا ہے کہ دیکھو سب بدل جنگ پر راضی ہین یا کچھ مزاج مین خلل و فتور رکھتی ہین

قصہ مختصر جب سب کو راسخ الاعتقاد دیکھا عمرخ وغیرہ سے بطور مخفی کہا کہ مین تم سب کے دل و دماغ
تھا اب لازم ہے کہ تم سب سردارون کو لیکر ایک علاحدہ خیمے مین چلو یہان آفت کوئی آ نہ لگی اور سب
لشکر مین اس امر کی متعلق خبر نہو یہ کہکر آپ اٹھکر ایک خیمے مین گیا اور بظاہر دربار مین کہتا گیا
کہ مین شہنشاہ کے پاس جاتا ہون جسکو میرے ساتھ چلنا ہو وہ آئے عمرخ وغیرہ تو سب انکی
عیاری سے خبردار ہو چکے تھے براہ بناوٹ کہنے لگے کہ ہم سب تابعدار آپ کے ہین جسجا ان
سے چلئے گا آپ کے ہمراہ ہین یہ کہکر الگ خیمے مین آئے اور چارون عیار بھی ساتھ تھے جب جا
تنہائی مین سب آئے عمرو نے کہا آخر تو چلتے ہی ہین ایک ایک جام شراب تو پی لین عیارو
سے اشارہ کیا کہ وہ میخانے سے جاکر شراب لائے مگر بیہوشی آمیز کردی وہی شراب سب کو
پلائی بہار اور طاؤس اور رعد اور برق اور سرخ مو اور عمرخ اور شکیل وغیرہ کئی
سو سردار بیہوش ہو گئے ان سب کو اٹھا کر زنبیل مین رکھ لیا زنبیل کا حال اول مین ذکر
کیا گیا ہے کہ اُس مین سات شہر آباد ہین اور ساری دنیا کو اگر چاہے تو اُس مین رکھ سکے یہ
سبب کہ وہ تبرک عطیہ جناب آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہے پھر اُن حضرت کے دئیے
ہوئے تحفے مین اس کرامت کا ہونا مقام استعجاب نہین المختصر بعد داخل کرنے زنبیل کے
سب کو عیارون سے حکم کیا کہ کئی سو ساحر لشکر سے بلا نہ ہین وغیرہ کو بلا لاؤ عیار جاکر جادوگر
اور جادوگرنیون کو لائے اُن سب کو بھی شراب پلا کر بیہوش کیا اور سب کو عمرخ اور بہار
وغیرہ کی ایسی شکل بنائی اور ہوشیار کرکے سمجھایا کہ تم سب افراسیاب کے پاؤن پر گرنا اور
اپنے تئین عمرخ اور بہار وغیرہ بتلانا عرض کرنا کہ جو کچھ ہم سے خطا ہوئی ہین سرزد ہوئی ہین
وہ براہ نوازش بالکل معاف فرمائیے خبردار جو کچھ مین نے تعلیم کیا ہے اس مین حرف فرق
نہو اگر ذرا بھی زبان مین لکنت ہوگی تو مین سب کو مار ڈالون گا سب ساحرون نے کہا ہم
اسی طرح کہین گے آپ کے تابعدار ہین حضور کا فرمانا بجا لائین گے غرض کلام سب کو
سواریون پر سحر کی اور تخت ہائے سحر پر سوار کرکے اپنے ہمراہ لیا اور عیارون مین سے قرآن
نے عرض کیا کہ یہ عیاری مجکو نہین آتی مین نہ جاؤنگا مگر اور عیار ہمراہ چلے انکو بھی تخت ساحر
پر برابر اپنے بٹھا لیا اب بڑے جاہ و تجمل سے سواری چلی کہ نقارے آگے بجتے ساحر ترنج اچھالتے
طائران سحر سر پر پھرا ایک کے سایہ کئے نقیب ادب اور لفاوت کی صدا دیتے آگے آگے
عمرو تخت پر بیٹھے سردار روانہ تھے دربار گاہ مخفی کی طرف جاتے تھے وہان جناب شاہ طلسم

گر زر و دست بر نگردد سر نوشت		جو شدنی ہوتا ہے ہوتا وہی ہے	

یہ کہکر خلعت منگوا کر سب کو عنایت فرمائے عمرو کو بہت بھاری خلعت مع چند کشتیوں جواہر کے
دیا سب سردار سامنے کرسیوں پر بیٹھے اور عمرو قریب شاہ بیٹھا اسوقت صرصر کہ پہلے ہی سے
عمرو کے سب کو لانے کی قائل نہ تھی اور شاہ طلسم سے کہتی تھی اسوقت بغور صورت شیخ اور سہار
اور سرخ مو وغیرہ کو دیکھکر پہچان گئی کہ یہ اصلی سردار نہیں ہیں مصنوعی ہیں یہ کہکر صبا رفتار
سے بولی کہ تو دیکھتی ہے بہار جو بیٹھی ہے اسکے دانت پر دانت چڑھے ہیں اور آنکھوں پر باریک حلقے
دیے ہیں کیا خوب شکلیں تبدیل کی ہیں صبا رفتار نے چپکے سے کہا بی بی تمنے خوب پہچانا
سامری قسم مجھسے مطلق نہ شناخت ہو سکی فی الحقیقت جو باتیں باہم کرنے لگیں عمرو نے انکے
لب ہلتے دیکھے اور جنبش لب کو اس طرح غور کیا کہ حرکت کو انکی لفظ بنا کر معلوم کر لیا کہ یہ ایسا ان
کہتی ہیں عمرو و صورتیں سب کی بدل کے لایا ہے بس اس مضمون کو سمجھ کر ڈانٹا کہ اے صرصر تو
بار بار ہر ایک کا منہ تکتی ہے شاید تجھے یہ گمان ہے کہ میں نے عیاری کی ہے مجھ سے ایسی حرکت ہے
شہنشاہ ساحران کے نمک کی کہیں کالے کے سامنے چراغ جلا ہے یہ کلام جو افراسیاب کے
گوش زد ہوئے از بسکہ اول ہی سے صرصر کو یہ جھوٹا بنا رہا تھا اسوقت سمجھا کہ صرصر براہ
عداوت مجھے شبہ میں ڈالا چاہتی ہے اور عمرو چونکہ اسکا ہم پیشہ اور حریف ہے اسلیے فروغ
اسکا نہیں چاہتی ہے ایسا کچھ فہمید کرکے گویا ہوا کہ اے صرصر اب جو تو کہے گی تو سزا پائیگی تجھے
شرم نہیں آتی کہ عیارہ ہوکے سارا قیاس تیرا غلط ٹھہرا صرصر شاہ کو غصہ میں دیکھکر خاموش
ہو رہی اس اثنا میں صبا رفتار کسی ضرورت سے باہر بارگاہ کے گئی برق فرنگی اسکے
پیچھے گیا اسلیے کہ صرصر سارا کھیل بگاڑا چاہتی ہے میں کوئی تدبیر کروں غرضکہ صبا رفتار
کو اسنے دیکھا کہ یہ دور نکل گئی اور دیر میں آئیگی بس الگ جاکر صبا رفتار کی اپنی صورت
بنکر بارگاہ کی طرف چلا یہاں صرصر کو کھڑے کھڑے بیٹھنا تاب نہ آئی اور دل میں سوچی کہ آج
اس نحس افراسیاب کی شامت آئی ہے کمبخت دیوانہ ہوا ہے کسی طرح سمجھتا ہی نہیں
تو نے اسکا نمک ہمیشہ کھایا ہے پھر آگاہ کر دے یہ سمجھکر آگے بڑھی کہ میں کان میں بادشاہ
کے نقش راز عیاری عمرو بیان کروں ہنوز قریب شاہ نہ پہونچی تھی کہ برق بشکل صبا رفتار
بارگاہ میں آیا اور اسنے اشارے سے صرصر کو بلایا کہ ادھر آؤ جب وہ قریب آئی ہاتھ پکڑ لیا
کہ باہر چلو مجھے کچھ مشورہ کرنا ہے صرصر اسکے ساتھ باہر آئی اور یہ قریب جبکہ اسکو لایا جہاں

بیہوشی اسکے سر پر پا مارکر صرصر چاہتی تھی کہ سنبھلے اپنے بچاؤ کی کمند باری اس مین الجھی ادھر صبا
کی بیہوشی نے اثر کیا بیہوش ہو کر گری برق اُسکو اُٹھا کر جنگل مین لایا اور ہوشیار کیا مگر مشکین
باندھ لین اور کہا اری استانی بالزادی تو عیارون کو پکڑوایا چاہتی ہی بشرطیکہ ناک کی پھنگی
کاٹ لون یہ کہکر دو تین تماچے مارے کہ چپ رہ تو جانتی نہین استاد ہمارے بغیر عیاری کوئی کام
نہین کرتی اور پھر تو رخنہ پردازی کرتی ہی صرصر مار کہا کر لگی کوسنے کہ موئے موڑی کاٹے
کیون مارے جاتا ہی مین تیرے استاد کے گھر کی گورین تو یون اور تیرا حلوا اور بھتی کہاؤن
پر لیجیو نا مرگ خدا کرے تیرے ہاتھ ٹوٹین تو ناشاد اور نامراد دنیا سے جائے برق نے
کچھ جواب نہ دیا اور ایک درخت مین خوب جکڑ کر باندھ دیا اور کہا یہان پڑی سڑا کرا اور آپ
پھر بارگاہ کی طرف چلا اب حال سنیے کہ مہرخ بیٹھے بیٹھے وہان کا سب سامان اور بارگاہ
کی آراستگی لاکھون روپیون کا مال جو دیکھا تو یہ کہا کہ اس سب مال کو لینا چاہیے اور ان
تو شاہ طلسم کو نذر رسید کرنا چاہیے یہ سوچکر لگا گنگنانے از بسکہ الحان داؤدی رکھتا ہی
شہنشاہ ساحران کے قلب پر تاثیر ہوئی اور کہنے لگا کہ ای مہرخ آج اگر ناگوار نہو تو کچھ گاؤ
اور ہمین محظوظ کرو مہرخ نے کہا میرا گانا تم پسند کا ہے کو کروگے گانا معشوقان قمر پیکر و زہرہ
جبین کا اچھا ہوتا ہی کہ آنکی صورت بھی دیکھیے اور حالات باطنی پر بھی غور کرتے جائیے
بیچارے بڈھے داڑھی دراز آدمی کا گانا کیا کہ موجب بشاشت پری نہفته رخ و لو دیکر
[illegible] بسوختن عقل و حیرت کہ این چہ بوالعجبی است افراسیاب یہ باتین سنکر گویا ہوا
کہ آپ کو خیال نکرنا چاہیے مین نے بارہا آپ کو گاتے سنا ہی اس طلسم مین تو کوئی آپکے
مثل نہین گاتا ہی مہرخ نے کہا یہ سب آپکا الطاف ہی جو میری تعریف فرماتے ہین ورنہ مین
نے تو براے احتیاج عیاری کچھ سیکھ لیا ہی اگر آپ فرماتے ہین تو مجھے عذر نہین اور یہ کہکر اٹھا
کہا ایک پیشواز مشرق جواہر منگا دیجیے اور آپ گوشے مین جا کر ایک زن خوبصورت قطعہ مہر
کی صورت بنا کہ فی الحقیقت اسکے چہرہ زیبا سے حسینان دہر شرماتے تھے بمصداق نظم

گلبدن خوب دنیا تھی وہ خوش — اپنے عالم مین ایک تھی وہ خود
رات کی طرح لمبے لمبے بال — چاند سے گورے گورے گال
وہ نگاہین بلا تھین آفت تھین — تھی نظرین غضب قیامت تھین
[illegible] تھا — تیغ ابرو پہ دم نکلتا تھا

پھینکا تیر نظر جو تاک کر کے / مرغ دل رہ گیا پھڑک کر کے
کالی زلفوں سے سانپ تھے ہارے / دونوں رخسار جیسے انگارے
آنکھوں کو ساحری میں یکتائی / کھینچتے تھے لب دم مسیحائی
جادو آنکھوں کے جب نظر آئیں / سامری کی بھی آنکھیں کھل جائیں
دم تھی لب کے زندہ کرنے کی / خضر کو آرزو تھی مرنے کی

یہ صورت دیکھ کر افراسیاب بے چین ہو گیا اور پیشواز اور زیور طلائی مرصع منگا کر حوالہ کیا عمرو آراستہ بلباس و زیور ہو کر سامنے ناچنے لگا اور سازندے شہنشاہ جادوان نے بلوائے کہ وہ ساز بجانے لگے اسوقت ناچ کا اسکے یہ عالم تھا کہ فلک پیر بھی عالم محویت میں آکر اپنی گردش بھولا تھا نسبت غم نہ تھی بلکہ جھانک کر اسی ناچ کے دیکھنے میں مصروف تھا کہ نظم

آفت جان ہے ترا اے مہرو کل انداز رقص / ساتھ ہر ٹھوکر کے کرتا ہے ہما را کام رقص
دم فنا ہوتا ہے دامن کی ہر اک ٹھوکر کے ساتھ / خرمن امید کو ہے برق کا پیغام رقص
ایکدن لایا تھا جام موت کی ہر ٹھوکروں تلک / اجتناب کرتا ہے یہ گردون مینا فام رقص

اسی طرح جب اپنے ناچنے پر اہل محفل کو دیوانہ بنایا تو نے کو نکال کر لبوں سے لگایا اور اس طرح بجایا کہ ناہید فلک کو حیران کیا ساری مجلس زار زار شل ابر بہار کے رو رہی تھی عقل و ہوش کھو چکی تھی شاہ طلسم کو سکتہ تھا اور دنگ بیٹھا تھا عمرو حسب خواہش نوجوان گل اور اشعار عاشقانہ گاتا تھا کہ غزل

قاتل اپنا جو کرے کنج شہیدان آباد / دیدہ زخم کہیں خانہ احسان آباد
کون ہے جو تری دوری میں نہیں مرتا ہے / ایسا گھر ہے کہ تیرگی شب ہجران آباد
بعد فرہاد کے پتھر کو وہ کنی میں ملے کی / بعد مجنون کے کیا میں نے بیابان آباد
ہیں دل کی خرابی کو ہوئی اڑن کو نہیں / پھر بھی ہوتا ہے کبھی یہ ویران آباد
سر داگر مٹتے ہیں تو غنچے ہیں شگفتہ ہوتے / یوں ہی رہتا ہے الٰہی یہ گلستان آباد
ساری رونق ہے یہ دیوانوں کے دم کی آتش / طوق و زنجیر سے ہوتا نہیں زندان آباد

گانے لگا کہ وہ باقی دن تمام ہوا اور فلک رقاص نے پیشواز ستارہ دار زیب قامت فرمائی انجم ہر ایک زنگولہ پا سے خفیا گر سپہر مینا معشوقہ شب نے انجمن عالم میں آ کر نظم

برآمد درین بزم قیصر روز وفا / بہ آہستہ مشعل ماہ بگرفتہ شام

جہان گشت روشن ز انوار او	شدند عاشقان وصلت یار جو

عمرو نے گانا موقوف کیا اور آہ سرد بھر کر رونے لگا شاہ جادوان نے بیقرار ہو کر سبب رنج و
ملال استفسار کیا عمرو نے کہا اسوقت مجھے محفل خلد مشاکل حمزہ یاد آئی ہی کہ جس روز کبھی اُنکے
سامنے گاتا تھا تو لاکھوں روپیے انعام پاتا تھا اور اُس رات کو روشنی بھی میں ہی کرتا تھا
نیرنگ بازی اور شعبدہ پردازی دکھلاتا تھا افراسیاب مستفسر ہوا کہ روشنی کرنے میں
کیا کمال ظاہر ہوتا ہی عمرو بولا کہ عجائبات دکھلائی دیتا ہی ایک شمع سے ہزاروں طرح کے
پھول نکلتے ہیں اور دریا بہتے نظر آتے ہیں باغ پھلے پھولے دکھائی دیتے ہیں افراسیاب
نے حیران ہو کر پوچھا کہ اس طرح کی روشنی بھی ہوتی ہی عمرو نے کہا یہ سب تماشا حمزہ کی صحبت
تک تھا نہ ایسا کوئی قدردان ہوگا نہ میں روشنی کروں گا شہنشاہ ساحران نے کہا یہاں
کروڑوں روپیہ آپکے واسطے حاضر ہی آج وہ روشنی ہمیں بھی دکھائیے یہ فرما کر کئی لاکھ
روپیہ کا جواہر منگوا کر عنایت فرمایا عمرو اسوقت ہنستا ہوا اُٹھا اور فراشوں کو بلا کر شمعدان
مومی اور کافوری اُنکے پاس سے مانگ کر رکھ لیں اور اپنے پاس سے شمعیں نکال کر دیں
کہ انکو ہانڈیوں اور جھاڑ وغیرہ میں روشن کرو اور اپنے ہاتھ سے سامنے تخت کے جو مرد
اور فانوسیں تھیں بتیاں لگا کر روشن کردیں اور تخت کے چار کونے پر گلگیر اور گلدستے
رکھ دیے شمعیں جو روشن ہوئیں اُن میں سے پھول مثل آتشبازی کے نکلنے لگے اور دھواں
اُسکا بلند ہوا اور جھاڑ و فانوس میں جو بتیاں روشن ہوئیں وہ کوئی اودی کوئی سرخ
کوئی سبز طرح بطرح کی لو رکھتی تھیں اوسوقت مثل گلزار ارم زریا تھیں کہ باغ لگا ظاہر
تھا سنہرے روپہلے انواع و اقسام کے پھول بتیوں سے نکل رہے تھے ہر ایک محو تماشا تھا
اور تعریف عمرو کی کرتا تھا کہ ایسی گلکاری کی شمعیں کبھی ہمنے نہ دیکھی تھیں عمرو اس ہنگام
میں سامنے افراسیاب کے گانے لگا یہاں تک کہ دھواں بتیوں کا کہ آتشبازی کی
طرح چھوٹ رہی تھیں بارگاہ میں گھٹا اور ہر ایک شمع بیہوشی آمیز بھی اُسکے دھوئیں سے
اول ساحر نشے میں ہوئے اور جو لی پڑا رہا باہم لڑنے لگے حیرت نے شہنشاہ سے کہا شمعوں
کی لو سے شعلہ سے سانپ نکل کے میرے منہ پر چڑھے آتے ہیں افراسیاب نے جواب دیا کہ
بوسے لیتے ہیں عمرو سے کہا اسکے بعد کیا تماشا ہوگا اسنے جواب دیا کہ اس روشنی کے بعد
اندھیرا ہی کوئی دم میں چراغ گل پگڑی غائب گو کہ عمرو نے پتے کی کہی لیکن کوئی نقصان

سمجھا نہین اس مین ایک ساحر نے کہا دیکھو خدمتگار کیا بیوقوف تھے کہ کرسیان اُلٹی بچھا گئے
ہین یہ کہکر اُٹھے اور سیدھی کرسی کو اپنی دانست مین سیدھا کیا یعنے اُلٹی کر کے بچھائی اب جو
بیٹھنے لگے گر پڑے اور بیہوش ہو گئے قصہ مختصر مع افراسیاب اور حیرت کے سب بیہوش
ہو گئے عمرو نے اور دوسرے عیارون نے سنبھال دربار کے کپڑے اُتار لیے اور اپنے ساحرون
کو الگ کر کے ہوشیار کیا انھون نے حکم سے خواجہ کے وہان کا اسباب اُٹھا کر ایک جگہ اکٹھا
کیا اور عمرو نے جال مار کر مع شیشہ آلات او فرش اور تخت وغیرہ کے نذر زنبیل فرمایا
ادھر عیارون نے ہر ایک کے منھ کالے کیے اور کسی کو ریچھ والا اور کسی کو بندر والا بنایا ایک
کو زن حسینہ بنا کر دوسرے کے پہلو مین سلا دیا اور عمرو نے خنجر لیکر قصد کیا کہ سر افراسیاب
کاٹ کر جدا کرے لیکن جب تخت کے قریب گیا کسی نے ایسا دھکیل دیا کہ لاکھ تدبیر کی مگر
تخت تک نہ پہونچا اُسوقت دل سے کہتا تھا کہ ہاے افسوس کیا کرون کچھ بن نہین پڑتا
کیونکر اسکو مارون اسی فکر مین تھا کہ یکایک آسمان کی جانب سے صدا آئی سنبھل افراسیاب
جادو اور یکا یک ابر پیدا ہوا عمرو گلیم اوڑھ کر غائب ہوا اور عیار چیخین کر کے بھاگے ساحر ہمراہی
کے یعنے صرصر نقلی وغیرہ بزور سحر زمین پھاڑ کر بھاگ گئے بارگاہ مین بجلی بڑے زور شور سے تڑپکر
گری اور جتنے ساحر بیہوش پڑے تھے اُنکی کمر مین لپٹ کر لے اُڑی عمرو وہان سے بھاگ
کر دور نکل آیا اور ایک درہ کوہ مین ٹھہرا سمجھا کہ شاید شاہ طلسم مجھے گرفتار کرے تو صرصر
وغیرہ میری زنبیل مین ہین وہ بھی قید ہو جائینگی لازم ہی کہ اُنھین زنبیل سے نکال لون
یہ سوچکر درہ کوہ مین چاندنی بچھائی اور سب سردارون کو نکال کر لٹا دیا پانی چھڑک کر
ہوشیار کیا صرصر اور بہار جو ہوشیار ہوئین اُٹھ بیٹھین اور گویا ہوئین کہ اے شہنشاہ
عیاران ہم سب تو اپنے خیمے مین تھے یہان کیونکر آئے خواجہ نے سب کیفیت عیاری
کی اپنی بیان کی سب ہنسنے لگے اور کہا جو کچھ آپ نے کیا وہ خوب کیا لیکن آگے تو
افراسیاب نے فرمایا تھا کہ مین اپنے سب سلطنون سے اے شہنشاہ جادوان تیرا شریک
ہون اب تو وہ نقض عہد کیا اتنا بڑا غضب ہوا کہ تم اسکو بیہوش کر کے لوٹ لائے اب وہ
بڑا ستم ڈھائیگا اور سمجھا نہ چھوڑیگا کوئی نہ کوئی آفت آیا چاہتی ہی عمرو نے کہا ہم آفت
سے نہین ڈرتے لیکن یہ بتاؤ کہ افراسیاب کیونکر قتل ہوا اور حیرت کیونکر ہلاک ہو
بہار نے جواب دیا کہ خواجہ افراسیاب بغیر لوح طلسم کے مارا نہ جائیگا وہ اصل مین نہین

معلوم کہان رہتا ہی کسی نے اسکو آج تک دیکھا نہین اور حیرت کا ہمزاد جیسا کہ قتل ہوگا
اسکو بھی کوئی نہین ہلاک کرسکتا عمرو نے کہا سمجھا جائیگا اب اپنے لشکر مین چلو یہ سنکر
وہان سے نورو سحر سب اڑ کے ازبسکہ بارگاہ مغلی مین اسی لیے بیرون طلسم عمرو نے جانا
منظور کیا تھا کہ وہان سے راستہ کھلا ہوا اور لشکر اسکا قریب تھا کچھ دیر مین سب داخل لشکر
ہوئے اور بارگاہ مین پہونچکر داد عیش و کامرانی دینے لگے رقاصین حاضر ہوکر مجرا کرتے تھے
دور جام بادۂ احمر آغاز تھا لیکن کچھ دیر کے عیار اور ساحر جو ہمراہ گئے تھے وہ بھی آئے
اور انبساط و مسرت مین مصروف ہوئے لیکن وہان جب حیرت اور کل ساحرون
کو بجلی اٹھا لے گئی باغ سیب مین سب پہونچے اور شاہ طلسم ایک تو وہان بیٹھا تھا اور
دوسرا بیہوش تھا جو سوچ رہا تھا اُسنے سب کو ہوشیار کیا ایک غائب ہو گیا اور ایک آئینہ
سحر مین جا بیٹھا مگر نہایت غضب ناک تھا اور سب ساحر جو ہوشیار ہوئے کسی نے اپنے
تئین عورت بنا ہوا پایا اور کسی نے اپنا چہرہ سور کا ایسا دیکھا سب بہ ہیئت بحالت تباہ
اور روسیاہ تھے اور اس حال کو دیکھکر وہ تماشے کی سب کی صورت بھی کہ اپنے اور کہتا
بیٹھے تھے حیرت ہوشیار ہوکر واہی تباہی بککر بارہ دری مین چلی گئی اور سب جادوگر جہان
چھپا گئین فلاحصہ کلام ہر ایک نے جاکر اپنے منہ سے کالک چھڑائی اور لباس پہنکر دربار
مین آئین افراسیاب نے کہا اے حیرت تجھ مین وہ قدرت رہتا ہی کہ ابھی ابھی اُس عیار
مکار کو پکڑ بلاؤن لیکن مین دیکھتا ہون کہ یہ کیا قدرت ساحری ہی اس عیار کو مین نے بار ہا
گرفتار کیا وہ ہمیشہ ذلت دیکر نکل گیا اور اب کی بار تو بہت بڑی رسوائی ہوئی اور مجھکو اُسنے
بہت ذلیل کیا مصر جو کہتی تھی نا حق اُسکے قول کو نہ مانا ویسے ہی سزا پائی یہ کہکر کتاب
سامری دیکھی تو معلوم ہوا کہ عمرو صرف سے بند ہی پہنچے کو سمجھکر اسکو کھلوا منگایا اور طینت
با عیب کچھ ہی نہ سکا لی بجائی اور زلزلہ آیا زمین تھرائی ایک ساحر پیدا ہوا کہ سر اپنا ہاتھ
مین لیے ہوتا لیٹے وہ سر سے جدا تھا لیس اسکو حکم دیا کہ اے بیمیران جاؤ تو جاکر عمرو کو خیمہ
طربرخ سے پکڑ لاؤ اُس وقت حیرت بولی کہ اگر وہ خیمہ طربرخ مین نہو شاہ جادوان تو کہا جہان
ہو وہان سے گرفتار کر لاؤ مختصر وہ بیمیران سلام کرکے روانہ ہوا اسکے بھیجنے کے
بعد حیرت سے گویا ہوا کہ مجکو یہ حال ثابت ہوا کہ عمرو کی قضا خدا وند سامری اور لقا
وغیرہ نے کیونکہ مقرر کی ہے چلا آج دادی جان سے چلکر پوچھین وہ سب حال جانتی ہین

جس طرح وہ قتل کرنا اُسکا فرماتے ہیں اُسی طرح ہلاک کرنا چاہیے یہ کہکر دربار برخاست کر حیرت کا ہاتھ پکڑ کر تخت پہ سوار ہو کر چلا کسی کو ساتھ نہ لیا طلسم میں ہزاروں چلا گیا بھرا اور کوہ کو طے کر کے متصل ایک پہاڑ کے پہونچا کہ وہ بالکل سونے کا ہے اور چار پتلیاں سونے کی اُسپر کھڑی تھیں مثل زنان پری پیکر خورشید چہرہ کے خوب صورت تھیں لباس زیبا پہنے تھیں اور سرپر بیش بہا جواہر کے زیور سے آراستہ تھیں سامنے پہاڑ کے بارہ کوس تک تختے لالہ و نافرمان کے کھولے تھے درخت سب بار سے منڈھے تھے قندیلیں اُن میں جواہر کی لٹکتی تھیں اور جھالر موتیوں کے پڑے تھے گھانس پر مخمل کا فرش پڑا ہوا تھا ہر تختہ گلشن میں نہریں آب صاف اور شفاف کی موج مارتی تھیں اور سب گرد اُنکی یاقوت احمر کی تھیں کنارے کنارے فوارے چڑھے تھے آبشار سے ساون بھادوں کی گھٹا کو شرماتے تھے جواہر کے طائر درختوں پر بیٹھے تھے نگر زمزمہ سنجی کرتے تھے ہر سمت آمد فصل بہار تھی فردوس گلشن سنگھار کیے نوجوانان چمن کو لبھانے پر تیار تھی اودی گھٹا پہاڑ سے لیکر تمام صحرا میں چھائی تھی اُس میں بجلی جو چمک رہی تھی تو آلی ڈوپٹے میں چمکنے کی گوٹ لگی دیتی عشق جہاں زلف مہوشاں کی طرح رخسار و صندلیں شاہد غنچہ آراستہ تھا نظم

عجب نازنین کا نیا رنگ تھا	ترا سنگ میں [illegible] کے آئینہ سا تھا
ہر ایک پھول کی تھی الوکھی پھبن	نکھرے سے تھوڑے سے تھے نونہال چمن
جمالی بسی اُکی تھی سوسن دھڑی	لٹاتا تھا زر کو گل اشرفی
بھرا تھا جو نہر و چمن آب رواں	صفا میں تھا رخسار مہوشاں

افراسیاب جیسے اور نزدیک پہاڑ کے پہونچا وہ پتلیاں سونے کی قہقہہ مار کر ہنسیں ایک پتلی بولی افراسیاب آتا ہے دوسری نے جواب دیا اب کیوں نہ آئیگا تیسری کو کھانسی ایسی ہی ہوتی ہے چوتھی گویا ہوئی کہ آیا ہے تو پھر کیوں رہا آتا کیوں نہیں یہ کہنا اونکا افراسیاب نے سنا اور ہاتھ حیرت کا تھام کر پہاڑ پر چڑھ گیا بلندی پہاڑ کی ایک عمارت بلند قصر فلک سے خوبی میں دوچند تعمیر تھی چار دیواری اُسکی باوجود صفائی مثل قلب روشن ضمیر تھی ہر سمت کو ہزار ہا کمرے اپنے بنے تھے کہ طاق نیلی رواق کو شرماتے تھے کہا ہے شعر

تھی وہ بارہ دری پری پیکر	جان انسان دیکھتے آنکھ پھر

سقف و ایوان اس بہار کے تھے
صدقے دل اُس پہ سو ہزار کے تھے

چاندی سونے کے تھے در و کپٹ
گنگا جمنی ہر ایک تھی چوکھٹ

اس طرح سے بنے تھے نقش و نگار
صدقے سو جان سے ہو اُس پہ بہار

پردے ایسے رنگے ہوئے تھے وہاں
چلمنیں کہتا تھا راز معشوقاں

وہ غضب اُس پہ ابر کا الو
جس پہ لہرائے ہر بیت خوشبو

کار چوبی بنت ستاروں کی
آنکھ جھپکاتی تھی وہ تاروں کی

پھول ہر ایک یوں چمکتا تھا
رشک ہوتا تھا مہر گردون کا

غیرت مہر و ماہ ہر محراب
قصر تھا کاخ آسمان کا جواب

افراسیاب فرط ادب سے اندر مکان کے نہ گیا اور وہیں جا کھڑا ہوا کہ یکایک قصر کی پشت پر تڑاقا ہوا اور آندھی اٹھی جہان تاریک ہو گیا ابر چھا گئے آندھی تھمی اور تخت اڑتا ہوا نظر آیا اُس پر ایک ساحرہ نہایت ضعیفہ کہ منہ میں دانت نہ پیٹ میں آنت کئی سو برس کا سن گویا بڑھاپے کے جوانی کے دن جھریاں گالوں پر پڑیں چھاتیاں سوکھ کر سینے سے چمٹی ہوئیں کوزہ پشت کمر دہری جوانی اور شباب جو کھو گیا تھا اُسکو ڈھونڈھتی سر پر نیلا قصابہ باندھے محمودی کی چادر اوڑھے آکر پہونچی افراسیاب اور حیرت نے جھک کر نہایت ادب سے سلام کیا اُس ضعیفہ نے کہ نام اُسکا ملکہ آفات چہار دست جادو ہے اور دادی شاہ طلسم کی ہے دعا سے جان درازی دی اور ہاتھ پھیلائے افراسیاب نے سر جاکر اُسکے سینے سے لگا دیا اُسنے بلائیں لیں پیار کیا ہنگامہ تکلم شعلہ ہائے آتش اسکے ہر بن مو سے نکلنے لگے اور صورت مہیب ہو گئی اور جھلا کر بولی ای لڑکے کیوں طلسم تجھ سے نہ سنبھل سکا گھبرا گیا آخر چھوکرا ہی نہ افراسیاب نے کہا دادی جان میں کیا کروں خداوند لقا ہی کو یہ منظور ہوا کہ عمرو کو مجھ پر غالب کیا ورنہ میں نے اُسکو دریاے سحر کے اُس پار پکڑ بلایا تھا خداوند نے خود بھیجکر بلکہ خود تشریف لاکر اسکو اُس پار پہونچا دیا آفات یہ تقریر سنکر خوب ہنسی اور کہا ای چھوکرے تو کیا بیہودہ بکتا ہے لقا کیا تقدیر کریگا وہ آپ بھاگتا پھرتا ہے عیاروں سے ذلت کیا کیا نہیں اٹھاتا ہے بھلا کچھ بھی اُس سے ہو سکتا ہے تجھے اپنے گھر کی تو کچھ خبر نہیں کہ کون کس فکر میں رہتا ہے ای نادان تیری بھتیجی مخمور سرخ چشم نے عمرو کو دریاے سحر کے پار اوتار دیا اور کل واقعہ مخمور کا جو کچھ عمرو سے باتیں ہوئیں تھیں اُسنے کہدیں اور کہیم

شاہ طلسم کو اُسنے سمجھایا کہ سن زمین آسمان ٹل جائے تمام طلسم غارت ہو جائیے سب ساحر مارے
جائیں مگر تو یہ چار کام نہ کرنا اول طلسم کے آئین میں فرق نہ ڈالنا دوسرے حجرہ ہاے ہفت بلا
کو نہ کھولنا تیسرے گیارہ مہینے بعد اسد طلسم کشا کو قتل کرنا بیچ میں ارادہ نہ کرنا ورنہ آئین
طلسم میں فرق آئیگا چوتھے کیسی ہی آفت آ پڑے اور جناب تخت آکر پڑے وہ جو اکیس ساحر
یادگار زمانہ ساحری میں انکو لڑنے نہ بھیجنا اور عمرو ابھی مارا نہ جائیگا تو لیث پلیسران کو بھیجا
ہی سن لینا کہ اُسکا بھی کام تمام ہوا سجا تم جاؤ چاہو زہر دیدیا کرو اُس روز شیخ اور بہار
اور شکیل وغیرہ سب حاضر ہوں گے اُسوقت لڑائی کا سامان کرنا لیکن عمرو سے ہوشیار
رہنا وہ عیب بھی مکاری کریگا اور تو قضا عمرو کی پوچھنے آیا ہے کہ کب ہے اور کیونکر ہے اس
بات کو میں جب سے عمرو یہاں آیا ہے اُسی روز سے تمام کتابوں میں طلسم کی اور خداوند ساحری
کی تصنیف میں تلاش کر رہی ہوں لیکن پتہ نہیں ملتا بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ عمرو کشندہ
ساحران ہے پس اسے فرزند لازم ہے کہ اُس سے غافل نہ رہو ذرا بھی چوکے تو مارا جائیگا
اچھا اب گھر جاؤ میں بھی جاتی ہوں افراسیاب اور حیرت نے تسلیم کی ہیرت نے
اشارہ کیا تخت اونچا ہوا اُسوقت وہی چار دن پتلیاں گویا ہوئیں ایک پتلی کہا جاتا ہے
تو جاؤ دوسری نے کہا چلتے ہو تو چلو تیسری نے کہا سو قسم کر جلیں جل جائیگا چوتھی بولی
پہاڑ کو آگ لگ جائیگی افراسیاب جلد حیرت نے کہا کہ کیا پہاڑ تنے اور نہ گیا کہ یہ پتلی نے
کہا ہے آگ ضرور لگیگی وہی ہوا کہ نیچے اُترتے ہی پتھر دن نے شعلے نکالے اور سارا آسمان
اور صحرا وغیرہ دہر دہر جلنے لگا افراسیاب اور حیرت نے یہ کچھ کر نہ دیکھا اور شاہ
طلسم نہایت غضبناک کہتا ہوا کہ اس شور بالزادی کو جل کر ہنسنے خدا سے ہلاک
کرونگا اور اسی غصہ میں باغ گلزار کی طرف چلا کہ جسمیں وہ افضل باغ تھا ایسا باغ
بھی مثل باغہاے طلسم کے جنکا ذکر اکثر مقام پر ہوا ہے اُنکے سے دنیا کی خوبی اور عمدگی
سے معمور ہے چمنستان میں جواہر کے درخت سایہ دار لگے تھے مگر طلسمات سے تھے کہ ایک
ایک شجر میں سات طرح کی ڈالیاں تھیں اور ہر ایک ڈالی میں کئی وضع کے پھول اور پھل
تھے حلاوت بخش جان بیکل تھے گلشن جواہر میں ہرا بھرا اور پھولا پھلا تھا بلبلیں چہکتی
تھیں مدھم گونا گون لگا تھا کہ نظم

ہلاتی تھی اُس جا صبا ڈالیاں	بجاتے تھے برگ شجر تالیاں

کہین باغ مین آبشارون کا جوش ‏ ‏ کہین سرو و قمریون کا خروش
کہین زمزمہ شاخ پر جانور ‏ ‏ ہلین وجد مین آ کے شاخون کے سر
کہین بلبل و گل کا افسانہ تھا ‏ ‏ کہین رقص طاؤس مستانہ تھا
غرض زعفران سے زمین وانکی پر ‏ ‏ پڑے سنگریزے سو یاقوت و دُر
زمین زرد مخمل سی با آب و تاب ‏ ‏ ہزارون پڑے نافہ مشک ناب
ہر اک نہر ایسی تھی اُس جا روان ‏ ‏ صفائی مین جون طبع روشندلان
کنارون پہ اونکے جواہر کا کام ‏ ‏ وہ فیروزہ فام اور یاقوت فام

بیچ باغ مین بارہ دری بنی تھی جسکے ستون مین جڑاؤ کاری کی تھی ساری عمارت جواہر جڑی تھی گویا کان جواہر کی تھی اور بلند اسقدر تھی کہ فخر سے سر عزت اپنا فلک پر رکھے تھی نظم

عمارت نہ تھی تھا وہ باغ بہشت ‏ ‏ طلا اور نقرے کی ایک ایک خشت
عجائب صفا کی عمارت تمام ‏ ‏ جہان چشم خورشید جھپکے مدام
عریض و طویل اُس مین سو تھے در ‏ ‏ طلسمات کا سب بنا تھا وہ گھر

سب درون مین بارہ دری کے پردے پڑے تھے اور چار سو کنیزان خوش جمال پری تمثال برق وش حور منش وہان حاضر تھین لیکن دو سو اندر بارہ دری کے اور دو سو باہر تھین اندر کی عورتین آج تک باہر نکلین نہ تھین اور اونکو کبھی کسی نے دیکھا نہ تھا اور بارہ دری کے اندر کا حال بھی کسی کو معلوم نہ تھا کہ اِس مین کیا چیز ہے اُسوقت شہنشاہ ساحران کے آنے سے باہر کی لونڈیون نے تسلیم کر کے پردے بارہ دری کے باندھ دیے گویا راز طلسم کا پردہ فاش کیا مثل برق کے چہرے اندر کی کنیزون کے چمکنے لگے اور اُنکے حسن کے پرتو سے باہر کی عورتون کا رنگ پھیکا ہو گیا بلکہ باغ کے پھول اُنکے رخسار نازک کے روبرو زرد ہو گئے گلاب اور یاسمن گرد ہو گئے کہ مقتضائے

ابیات

وہ نور کی صورتین تھین محبوب ‏ ‏ گلہائے چمن تھے اُنسے محجوب
ایک ایک تھی اُن مین غیرت حور ‏ ‏ تھین حسن مین اپنے سب وہ مغرور
طرار و حسین و شوخ و بیباک ‏ ‏ خوش شکر و خوش خو حسین و چالاک
ابرو مین کجی تو زلف مین بل ‏ ‏ اور بکھری ہوئی کاکل مسلسل
وہ طبع کڑی وہ نرم روئی ‏ ‏ ظاہر چتون سے گرم خوئی

ہر ایک نے شاہ جادوان کو تسلیم کی اور عہدے ہاتھون مین سے کر با ادب پشت پر کھڑی
ہوئین شہنشاہ آگے بڑھ کر بیچ ایوان مین جا کھڑا ہوا وہان بھی پردہ پڑا تھا جب اوس
پردے کو کنیز نے اُٹھایا ایک تخت بچھا ہوا نظر آیا کہ ہر رنگ کا جواہر اُس مین نصب تھا
تخت کہکشان فلک اُسکے مقابل کم رتبہ تھا اُس تخت پر پتلا پتھر کا ہمصورت افراسیاب
بیٹھا تھا اُس پتلے کو ہاتھ سے بلایا کہ اے ہمنام ہمارے پاس آؤ وہ اُٹھ کر سامنے آیا اُس سے حکم کیا
کہ تم ہمارے ہمنام ہو ہمارا تمھارا ایک واسطہ ہے ابھی جاؤ اور عمرو کو پکڑ لاؤ یہ حکم سنتے ہی وہ
پتلا زمین پر گرا اور دھوان بنکر اوڑا سامنے سے غائب ہو گیا شہنشاہ ساحران اُسی پتلے
کی جگہ پر جلوہ فرما ہوا حیرت بہاو مین بیٹھی کچھ سحر پڑھ کر دستک دی باغ کے سب پھول
کھل گئے اور چھوٹے چھوٹے طائر خوش رنگ پھولون سے نکل کے زمین پر گر کے لوٹنے
لگے اور صورتین اُنکی پریون کی بن گئین کہ نہایت درجہ حسینہ و جمیلہ تھین پیشوازین رنگ
برنگ کی زیب قامت فرمائے باغنج و دلال روبرو شاہ جادوان کے آکر ناچنے لگین اور
کنیزان بارہ دری جام و صراحی سے کر شراب گلگون پلانے لگین شاہ جادوان مشغلۂ محفل
مین یہان بیٹھا ہے لیکن کچھ حال عمرو کا سنیے کہ بلبیران اُنکی گرفتاری کو چلا ہے غرضکہ جس
شب کو عمرو و ذلت شاہ طلسم کو دیکر دورہ کرکے سب کو بارگاہ مین لایا رات بھر ہنگامہ عشرت
یہان گرم رہا جبکہ شہنشاہ طلسم فلک ایوان مشرق سے برآمد ہو کر با جاہ و جلال حکمران ہوا اور
لشکر خواب دیدۂ عالم سے فرار کر گیا کہ ابیات

شہنشاہ زرین کلاہ سپہر	گرفت ز مشرق چو راہ سپہر
جہان گشت از نور او کامیاب	ز چشم خلائق روان گشتہ خواب

مہرخ بھی دربار مین نقارہ نوازی فرما کر سریر سلطنت پر جلوہ فرما ہوئی سب سردار حاضر
ہوئے اور بعد مجرا کرنے کے پایہ بہ پایہ بیٹھے ہنگامہ حکمرانی گرم ہوا عمرو بھی کرسی پر متمکن تھا
کہ آپ سے آپ گو کہ کھانے کا وہ وقت نہ تھا مگر عمرو کو بھوک معلوم ہوئی دل سے اپنے مشورہ
کیا کہ از خود بے وقت بھوک معلوم ہونا علامت سحر کی ہے شاہ جادوان نے مجھ سے
کوئی سحر کیا ہوگا یا کوئی ساحر مجھے گرفتار کرنے آتا ہے یہ سوچ کر اُٹھا مہرخ نے پوچھا کہ خواجہ
کہان چلے آپ کا جانا باہر بارگاہ کے آج کل اچھا نہین ہے کہ شاہ طلسم حضور کی فکر مین ہے
عمرو نے جواب دیا کہ میرا دم گھبراتا ہے ذرا پھر آؤن تو آتا ہون یہ کہہ کر نکل کر چلا گیا جب یہ

جا چکا اوس گھڑی زمین تھرائی اور بلبیران ظاہر ہوا چرخ وغیرہ نے گوسے سحر کے سنبھالے بلبیران
نے ہنس کر کہا ای نمک حرامان تم لوگ مجھ سے کیا لڑو گے رہم بھی ہین جنکی سے مل کر تشن پیشہ و
مگس تم کو ہلاک کرون گا مگر ناچار اس سے ہون کہ تم سے لڑنے کو مجھے شاہ نے نہین حکم دیا
جس کام کے لیے بھیجا ہے انتظام اسکا کر کے چلا جاؤن گا تم سب اپنی جگہ پر بیٹھے رہو اگر مجھے
چھیڑو گے تو اچھا نہین ہی یہ عتاب و خطاب سنکر سب اہل بارگاہ خاموش ہو رہا اور بلبیران
تلاش میں مہ جبین ہیاپت نگاہ کو ہر طرف دوڑانے لگا اتفاق روزگار سے کنیز ملکہ بہار جادو
پر کہ نام اسکا محبوب پری چہرہ جادو ہی عاشق ہی اور جب بہار طلسم باطن مین رہتی
تھی شاہ طلسم کی مطیع تھی اسی زمانہ سے یہ عشق رکھتا ہے اور کنیز بھی اسپر فریفتہ ہی مگر خوف
سے ملکہ بہار کے اس سے مل نہین سکتی ہے اور بلبیران بھی بسبب اس شرم کے کہ کنیز کو
ملکہ بہار سے مانگنا باعث ننگ و عار ہے کچھ کہہ نہ سکتا تھا اسوقت اسنے دیکھا کہ محبوب
ستون بارگاہ کی آڑ مین کھڑی ہی مگر چھپ چھپ کر دیکھ دیکھ کر ہنستی ہی بناؤ سنگار کیے ہے مسی لگانے
لکھوٹا جمائے ہے ہاتھون مین پور پور چھلے ہین منھ پر زلفون کے سانپ چھٹے چھوٹے ہین
کنگھی چوٹی سے درست بندی ماتھے پر دوپٹے چھاتیان ابھار سے دکھا رہی ہے یہ عالم
معلوم ہوتا ہے کہ بیت

رنگ ابھو کا بیسٹ لائی اور رگون مین سنسنی ہی
سینہ سے ناف تلک اک صندل کی سی تختی ہی

اور اسوقت اپنے عاشق کو دیکھ کر اسنے اٹھلانا شروع کیا کبھی چھپ جاتی ہی اور کبھی سامنے
آکر تیوری چڑھا کر منھ بنا کر سر ہلاتی ہی کبھی مسکرا کے بیٹھ جاتی ہی اور کبھی چھلانگ مار کر ادھر
ادھر پھرتی ہی کبھی گریبان کھول دیتی ہی اور سینے پر سے دوپٹہ ہٹاتی ہی چھاتیان دکھاتی
ہی اور گاہے آنچل الٹ کر سر پر ڈالتی ہی اور منھ عاشق سے چھپاتی ہی ان اداؤن کو دیکھ کر
بلبیران مر گیا اور دل ہی کہتا تھا رباعی

رفتار مین یہ کسی کے انداز کہان
خوبی ہے جو تمھین یہ تمھاری چلبلی کی
باتون مین کسی کے ایسی آواز کہان
یہ عشوہ کہان کسی مین یہ ناز کہان

ادھر لیجیے محبوب خیال کنیز تھا اور کنیز بھی کہ مدت کے بعد تیرا چاہنے والا آیا ہی باہر بارگاہ کے
چل کر دو دو باتین کر لے یہان ملکہ بہار کے روبرو وال نہ گلے گی یہ سوچکر ٹالا بالا تھا ادھر چا
ادھر آشفتہ و شیدہ و دربار گاہ پر پہونچکر اس طرف اس طرف دیکھ کر پیچھے پھری کہ دیکھون مطلوب

بھی آتا ہی یا نہین جب کسی کو آتے نہ دیکھا گھبرا رہی اور آپ سے آپ اوہی کرکے باہر بانکا دستک
نکل گئی بلبیران نے جو آواز اُسکی سنی سمجھا کہ مجھے دیریدہ بلاتی ہے یہ بھی باہر نکل آیا اور
پاس کنیز کے پہونچکر گویا ہوا کہ کیون صاحب مزاج اچھا ہی اُسنے جواب دیا کہ دعا کرتی ہون
تم اچھے رہے کیونکر آنے اِسنے کہا آیا تو مین عمرو کے گرفتار کرنے کو ہون مگر تمھارے فراق
مین بھی بے چین تھا اور خواہش دیدار رکھتا تھا کہ رباعی

واللہ ہم اے صنم نہ بھولینگے تمھین
یاد آپکی ایک دم فراموش نہین
جب تک ہے ہر دم مین دم نہ بھولینگے تمھین
تم بھولو تو بھولو ہم نہ بھولینگے تمھین

اے محبوب عاشق نواز جب سوار شہنشاہ سے منحرف ہوئی تھی اُسوقت تم میرے پاس چلی آئی
ہوتین اور تمھاری بی بی کو کیا ضرور تھا کہ عمرو کی شریک ہوتین محبوب نے کہا میرے سامنے
کچھ اُنکو کہنا نہین کہ وہ میری مالک ہین اور مین کیا ستانی تھی جو تمھاری ہو رہتی اپنی بی بی
کو چھوڑ دیتی مردون کی بات کا اعتبار کیا مجھے میری محبت کا ذرا بھی ہوتی تو آجتک میرے
پاس نہ آتا اب لگا باتین بنانے بلبیران بولا کہ جان من جیسے تم پرائی تابعدار تھین ویسے ہی
مین بھی تھا غیر لشکر مین کیونکر آتا مگر فرقت مین میرا یہ حال تھا رباعی

بے چین جو درد دل سے ہم ہوتے ہین
ہے شام سے تا سحر تڑپتے گھر مین
سر اپنا پلنگ پٹک کے جی کھوتے ہین
سب سوتے ہین اور ہم پڑے روتے ہین

اے یار بے وفا اب شکوہ و شکایت موقوف کرکے ذرا سا ملے درہ کوہ مین چل کر صحبت آرا
ہو کہ دل مضطر میرا تسلی یاب ہو محبوب نے تیوری چڑھا کر کہا کہ تمکو اکیلے مین جانے سے
کیا مطلب ہی تو مستند استی مین بھرا ہوا ہی میری عزت مین خلل آجائے گا بس مین نے
تمکو دیکھا تو نے مجھے زیادہ ہوس نکر بلبیران بولا کہ اے عشوہ گر سیم اندام میرا آنا پھر یہان کاہے
کو ہو گا آج کا ملنا غنیمت جان کر میری مراد بر لا گھڑی بھر شراب و کباب کا تنہائی مین شغل ہو
بوس و کنار کی لذت ملے پیاری آج تو اپنا یہ جی چاہتا ہے کہ رباعی

بوسے سے جو منہ موڑو تو موڑو اپنا
گر نام سے عاشقی کے ننگ آتا ہی
ناک پاؤن تو دامنے مین دو اپنا
نوکر جب کر غلام سمجھو اپنا

محبوب بولی چل باتین نہ بنا مجھے مردوے دم دھاگا دے کر جہلنے نہ بنا بلکہ خدمت سرکار
کے کام کو باہر آئی تھی یہان جان غضب مین پڑ گئی یہ کہہ کر آگے بڑھی بلبیران ساتھ ہوا لیکن

پھر کر مسکرا کر اُس سے کہا ارے مین بدنام ہو جاؤن گی تو میرے ساتھ نہ آ خوشنما اسی طرح باتین
بناتی ہوئی درہ پہاڑ مین آئی عاشق اسکے ساتھ آیا باہم اختلاط کرنے لگے محبوب نے دوپٹہ
اپنا بچھایا اور اس پر بیٹھ کے اپنا گہنا پاتا اتارنے کی راہ سے سب دکھایا کہ مجھے لونڈی نہ جاننا
مین گہنا پہنے ہون اب کبھی اٹھلاتی ہے کبھی ٹھنکتی ہے کبھی سر اسکے زانو پر رکھ کر لیٹ جاتی ہے
اور دل سے کہتی ہے آج جو میرے ہے سو راجہ کے نہین یہ غمزے کر رہی تھی کہ عمرو
جو بارگاہ سے پہلے چلا آیا تھا ادھر آ نکلا اور دیکھا کہ کنیز بہار کی ایک ساحر کے ساتھ
اختلاط کر رہی ہے اور دو بوتلین شراب کی سامنے رکھی ہین عمرو نے خیال کیا کہ یہ ساحر
میرے ہی لشکر کا ہے اس کنیز سے پھنسا ہے تو چل کر دھمکا کے اس لونڈی کا گہنا لے لے
یہ سوچکر فی الفور بڑھیا کی ایسی صورت کہ ہاتھ پانون کانپتے سر ہلتا ہوا گوڑے کی ہڈیان نکلین
سر جھکا ہوا ڈالی کا ٹوٹی سی لکڑی ہاتھ مین جوتی کی ایڑیان نکلی ہوئین کھٹ کھٹ کرتی آئی
لونڈی جھجکا کر بسیران سے الگ ہوئی کہ اوئی کوئی آتا ہے بسیران نے دیکھا کہ ایک بڑھیا
آتی ہے ادھر اس بڑھیا نے اسکو دیکھ کر دعا دی کہ سامری یہ جوڑی قائم رکھے راج سہاگ
تیری سہاگن کا بنا رہے میان بانون مر بد رہین تیری بی بی کی ایڑی دیکھ کر کسی کا منہ نہ
دیکھین ہائی مین صدقے تمہین ہنستا بولتا نصیب ہے کہکر کراہ کراہ کر کے بیٹھ گئی محبوب کی جان
مین جان آئی کہ یہ کوئی واقف کار نہین ہے پوچھنے لگی کہ بڑی بی کہان چلین اس جنگل مین
کیون پھرتی ہو بڑھیا نے کہا بابا لوگون اس موئے پیٹ کے کارن اس بڑھاپے مین مٹی
خراب ہے ستیاناس بیباد ہر طرف خاک چھانتی پھرتی پھرتی ہون اس وقت لشکر مین
مانگنے جاتی تھی تمہاری باتون کی آواز سنکر ادھر چلی آئی سامری و جمشید تمہاری عزت و
حرمت رکھین لشکر کہان بہت قریب ہے وہان چل کے بیٹھو بولو بسیران نے کہا مجھے زیادہ ٹھہرنے
کی فرصت نہین ہے مین شاہ طلسم عمرو کو پکڑنے آیا ہون یہان سے اٹھون تو اسکو گرفتار
کر لیجاؤن بڑھیا بولی کہ داری اس موئے کا پکڑنا کیا مشکل ہے کل میرا نکلا آکر او ڈر گیا تھا مین نے
بھی گھنی کھینچ کر باہر ہی نہاری کی ٹانگ جاتی ہو گی یہ کہکر کہا صدقے گئی مجھے مدت سے شراب
نہین ملی کنیز نے ایک بوتل شراب کی حوالے کی بڑھیا دعائین دینے لگی اور شراب جام مین
اونڈیلی پھر بوتل مین ڈال دی اس ادلت پھیر مین بچالاکی تمام گھالی مین پڑا بیہوشی کی
ڈبی تھی شراب مین ملا دی اور گویا ہوئی کہ وہ ریان اتنی شراب مین کیا کرون گی تم بھی پیو

معاف فرمائیے عمرو بولا کہ دو دن جو کچھ تو نے درہ کوہ مین کیا ہے لونڈی قدم پر گر پڑی اور گویا ہوئی کہ آپ سب مال لے لیجیے گا جو کچھ بی بی دین سب آپ کا ہے سنکر عمرو کرسی پر آکر بیٹھا بہار نے کہا خواجہ میری کنیز کو پسند کیا ہو تو حاضر ہے اس مردار کو بھی یہ لیاقت ہے کہ آپ سے تخلیے مین باتین کرے عمرو نے جواب دیا کہ ای ملکہ یہ کنیز ہماری محسن ہے اسنے ہماری جان بچائی طبیران کو درہ کوہ مین لگا کر لے گئی اور مجھ کو خبر کر گئی مین نے جا کر کام اسکا تمام کیا لیکن اس بیچاری کا گہنا اور روپیہ اس ہلڑ مین جاتا رہا اسی کو اسنے مجھ سے الگ بلا کر کہا کہ بی بی سے مجکو دلا دیجیے بہار نے جب یہ ماجرا کنیز کی رفاقت کا سنا کئی توڑے روپون کے اور جڑاؤ زیور اپنے پہننے کا منگوا کر عنایت کیا کنیز مالا مال ہو گئی عمرو نے اسکے جائے سکونت پر جا کر آدھا مال وصول کیا اور بارگاہ مین پہونچکر مصروف عیش و نشاط ہوا اور بادہ گلرنگ آغاز تھا اور بربط و چنگ مغنی بجاتا تھا سب خوش اور سرخوش بیٹھے تھے اب انکو اس حال مین چھوڑیے اور ماجرا اس رہرو جادہ اشتیاق و گام فرسائے بیابان فراق قتیل تیغ ابرو اسیر طرۂ گیسو بیقرار و ناصبور یعنی ملکہ مخمور کا سنیے کہ بعد اتار دینے پار دریا سے سحر کے عمرو کو مفارقت مطلوب سے سخت گھبرائی جان لب پر آئی ہزار طرح کا دل مین خیال آیا کہ شاہ طلسم جب عمرو کو چھوڑ دینے کا حال سنے گا تو کیا کچھ ستم برپا ہوگا تو گرفتار ہو گی سارے طلسم مین رسوائی بڑھے گی آفت مین جان پڑیگی خیر اے مخمور عشق کے کارن جو ہو سو وہ تھوڑا ہے پانون بھی خانہ زنجیر مین جانے کے مشتاق ہین کان بیڑیون کی غل سنا چاہتے ہین ہاتھون کو شغل گریبان دری ہے رسوائی تو اس کام مین دھری ہے جتنی بے عزتی ہو یہین عزت ہے دیوانگی اور برہنہ پائی عاشق کے لیے مقام فخر و سعادت ہے کہ ابیات

غیر بدنامی ہمین کیا چاہیے الفت مین نام
بے نشان ہو جائیے بس یہ نشان درکار ہے

ذلیست بدتر مرگ سے ہے گر نہو دکھ دل بپا
ورنہ جی تن کو ہے نہ تن کو جان درکار ہے

ہو سے شادابی گلشن کب بغیر از آبجو
سینہ پر داغ کو اشک روان درکار ہے

سب طرح سے بہتر اپنے حق مین ہے دیوانگی
جون دہان زخم یان کسکو زبان درکار ہے

اسی سعی مین کبھی بارہ دری مین پلنگڑی پر ہر دوسے کی طرح پڑی رہتی اور گاہے گلشن مین ٹہلتی تابانہ جاتی تڑپتی اور بلبلاتی غم دل کو زبان پر لاتی رو رو کر یہ رباعی

اگر دل نہ مبتلا کسی پہ ہوتا	میں کاہے کو اس طرح سے مضطر ہوتا
کمبخت یہ دل تو میری چھاتی کا ہے جم	کاش اس کے عوض بغل میں پتھر ہوتا

اسی طرح اپنے حال میں مبتلا تھی کہ یکایک تماشا ہوا اور افراسیاب زمین سے نکلا مخمور گھبرا کر شرط ادب بجا لائی اور تسلیم کر کے عرض پیرا ہوئی کہ بیت

ہمائے اوج سعادت بدام ما افتد	اگر ترا گذری بر مقام ما افتد

حضور نے بڑا کرم کیا جو مجھ کنیز کے کلبۂ احزان کو منور اور رشک [illegible] فرمایا اس پہ [illegible] کہ
ہمشیرہ افراسیاب تھا اور باغ گلزار سے واسطے اسکے گرفتاری کے شاہ جادوان
نے بھیجا تھا مگر اس کی باتوں کا جواب نہ دیا اور مکر میں پھنس کے گرفتار کیا اور ادھر کو میں
سامنے شہنشاہ طلسم کے لایا مخمور نے دیکھا کہ حیرت پہلو سے شاہ میں بیٹھی ہے مگر دونوں
غضبناک ہیں اس اسیر پنجۂ فراق نے دونوں کو سلام کیا افراسیاب نے بعتاب
خطاب کیا کہ کیوں اے تجھ بے حیا میں نے تیرے ساتھ کیا برائی کی تھی جو تو نے عمرو
کو دریا سے بحر کے پار اوتار دیا مخمور نے عرض کیا کہ لوگ مجھ سے اس طلسم میں خار کھاتے
ہیں جلتے ہیں کسی نے تہمت لگائی ہے ورنہ میں عمرو کو پار کیوں اوتار دیتی وہ میرا
کون تھا اور مجھے اس سے کیا مطلب تھا افراسیاب نے کہا دیکھ ابھی جھوٹ معلوم
کیے دیتا ہوں بس کچھ پڑھ کر دستک دی کہ ایک تخت فلک کی جانب سے اترا اور اس پر
ایک ساحر جام اور صراحی لیے بیٹھا تھا اس سے حکم کیا کہ اے حباب جام [illegible]
جادو پیالہ شراب کا حیرت کو دے [illegible] غیرت کو دیا اور [illegible]
اوسکو مخمور نے بچشم خشم [illegible] اسے کہا کہ اے ملکہ اگر تم سچی ہو تو اس شراب ساحری کا جام
پیو مخمور نے وہ جام لیکے پی لیا شاہ طلسم نے [illegible] کیا اور کہا کہ اے حباب تم جاؤ اور
کاتب نامۂ اعمال کو حاضر کرو یہ کہتے ہی وہ ساقی تخت اوڑا کر چلا گیا اور زمین سے ایک
پتلی کاغذ اور قلم اور دوات لیے نکلی افراسیاب نے کاغذ وغیرہ مخمور کو دیا اور کہا
لکھ اپنا نامۂ اعمال اسکو جام پینے سے وہ بیخودی چھائی تھی کہ اپنے حال سے [illegible]
تھی مگر غیر کا سا [illegible] تھی فی الفور سارا ماجرا عشق لقا الدین اور عمرو کا اپنے
گھر میں رکھنا اور پھر دریا سے بحر کے پار [illegible] دے کر اوتار دینا سب لکھ دیا جب سب
لکھ چکی شاہ طلسم نے پھر پڑھا کہ وہ تاثیر جام سحر برطرف ہوئی اور یہ اپنے ہوش میں آئی

اُسوقت خفا ہو گیا کہ دیکھو اُسنے اپنے ہاتھ سے کیا لکھا ہے اِس حیرت زدہ آئینہ رخسار
محبوبۂ بے نظیر نے کیفیت اپنی معائنہ کی اور سمجھی کہ حال میرا آئینہ ہے اب جواب کیا دے
مانند تصویر کے خاموش ہو رہی کہ مصرعہ خاموشی کے سوا نہیں تقصیر کا جواب ؏
اُسوقت افراسیاب نے پھر دستک دی پتلی قلم اور دوات لے کر چلی گئی اور رو رو
ساحر کریہ منظر بہ ہیئت تازہ پاپوشی کے زمین سے نکلے اور تصویر پر مار پڑنے لگی جسم نازنین
فگار ہوا پیرہن تار تار ہوا اور سو کوڑے جب پڑ چکے یقین تھا کہ طائر روح اسکا قفس تن
سے پرواز کر جاوے کہ حیرت نے دست بستہ کہا اے شہنشاہ بس ہے اپنی سزا کو پہونچی
اب میری خاطر سے درگذر فرمائیے شاہ طلسم نے اسکا التماس پذیرا فرمایا اور جادو کیا
کہ چار پتلیاں تخت لے کر آئیں اُسنے کہا اس تصویر کو اسکے گھر پہونچا دو اور ساحران نازیانہ
زمین میں سما گئے پتلیوں نے تخت پر تصویر کو ڈال کر گھر پہونچا دیا اور آپ تخت لے کر
چلی گئیں کنیزیں اور سہیلیاں انیسیں وغیرہ تصویر کے پاس آئیں اور اسکا عالم دیکھکر
رونے لگیں پلنگ پر مردے کی طرح لٹا دیا اور گردش ماہ سپہر عاشقی کے سینہ کھلا کر
کوئی پٹی سے سر ٹکرانے لگی کوئی شور گریہ مچانے لگی کسی نے چہرے سے نذر کی چھڑی لگا دی
لیکن کوئی بے قرار ہوئی کسی نے گالیاں شاہ طلسم کو دیں کہ اس بھڑوے افراسیاب
نے ستم ہے اس نازنین کی جوانی پر بھی رحم نہ کیا اس جلاد سے کیونکر اسکا پٹنا دیکھا گیا
کوئی ملکہ کا منہ پکڑ کر کہتی تھی کہ میں واری کچھ منہ سے تو بولو اے ملکہ اس تیری چنڈری
کا صدقہ ہوئے افراسیاب کی جان پر پڑنے جسنے تجھے زخمی کیا اور مرنے کے بستر پر
پہونچایا کھٹیا سے لگایا افسوس نصیب نے تجھے کس قصائی کے پالے ڈالا ایک نے کہا
اے لوگو میں حیران ہوں کہ اس جوانا مرگ افراسیاب کا ہماری ملکہ نے کیا ڈھالا
بگاڑا تھا یہی نہ کہ ایک شخص پر جی آگیا پھر اس میں میری جان اسکا کیا اجارہ اور اس
مقدمے میں وہ تو کیا جنکی عرش پر چھوتی ہے ہر وقت تلوار سے جنکی خون ٹپکتا ہے وہ تو
کچھ کر نہیں سکتے تو بھلا یہ بھڑوا کیا کرے گا وہ اپنی جورو کی تو خبر رکھے کہ ہر طرف ہنڈیا
پھرتی ہے مثل مشہور ہے کہ جو دو دل راضی تو کیا کرے قاضی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ
یکایک تصویر نے دو ایک ہچکیاں لیں اور ہاتھ پاؤں پٹکنے لگی جیسے کوئی دم توڑتا ہے
یہ کیفیت طاری ہوئی اُسوقت سارا محل تلے اوپر ہو گیا اور ایک کہرام مچ گیا سب چھوٹے

پٹے سے پچھاڑیں کھانے لگے اور گرز فلک کے پٹاک کے پھوٹے اور کہتے تھے کہ ایسا تھا

ہائے افسوس کیسا یہ آہ ہوا	ہائے سب گھر کا گھر تباہ ہوا
کیا کیا ہائے درد کا چارا	ہائے اجل تو نے اسے فلک مارا
کھائی تھی جسنے پھول کی چھڑی	اسکے سر پہ ضرب تازیانہ پڑی
کوڑے ایسے لگائے ہیں اُسکے	پیٹھ پہ پڑ گئے نشان جسکے
ہائے کوڑوں کا دردمان گئی	ہائے افسوس اسکی جان گئی
کیسے اس طلسم کی کریں فریاد	سر بسر کر دیا ہمیں ناشاد

قصہ مختصر کسی نے مرہم سحر زخم پر لگایا اور کسی نے نافہ کھولا کسی نے کیوڑا اور بید مشک کا عرق حلق میں ٹپکایا کہ کچھ اس رنجور کو افاقہ ہوا ملازمین اسکی تیمارداری کر رہے ہیں جیسا چاہیئے کہ بعد صحت کے کیا کرتی ہے اور کہاں جاتی ہے مگر شاہ طلسم کو بعد اس کے کہ تھوڑے عرصے کے طائران سحر نے خبر دی کہ صرصر جو بہر گرفتاری عمرو گیا تھا اس خبر کو سنکر غضبناک وہاں سے اٹھا اور باغ سیب میں آیا نمایاں اہالیان دربار حاضر تھے رسم تعظیم کی گھنٹے بجے ناقوس پھونکے بخور سلگنے لگے شاہ تخت پر بیٹھا اور وزیر سے اپنے یعنی باغبان قدرت سے کہا جلد جاکر عمرو کو پکڑ لا ازبسکہ وزیر اول مرتبہ عمرو کے ہاتھ سے زک پا چکا تھا تامل پذیر ہوا اتنے میں شاہ جادوان نے بنگاہ غضب جو اسکو دیکھا گو راہ ڈر خوف سے کہ مبادا مثل مخمور کے مجھے بھی نادم ہونا پڑے کہ عمرو سے یہ ملا ہوا ہے جب تو اسکی گرفتاری میں آتا ہے فوراً روانہ ہو گیا جب یہ جا چکا حیرت سے کہا ای ملکہ تم بھی لشکر میں جاؤ اب میں ایک ساحرہ یا ساحر کو بہر مقابلہ فوج بھیجوں گا حیرت یہ حکم سنکر روانہ ہوئی اور جس وقت وہیں اپنے ملازم چھوڑ کر آئی تھی کہ جب عمرو گرفتار ہو کر آئیگا تو مجھے خبر کرنا میرے دل میں بھی اسکے جانب سے شعلے اٹھ رہے ہیں اپنے ہاتھ سے دو ایک طمانچے اسکے ماروں گی یہ کہکر چلی گئی اور لشکر میں آئی یہاں بھی سب نے استقبال کیا یہ آکر داخل بارگاہ ہوئی اور تخت پر بیٹھی یہاں صرصر اور صبا رفتار حاضر تھیں وہ عرض رسا ہوئیں کہ ای ملکہ نسبت گرفتاری عمرو کیا شہنشاہ نے صلاح ٹھہرائی حیرت بولی کہ ای صرصر کیا میں کہوں وہ عیار نگوڑا شرارہ ہے یا کوئی جن ہے آسیب ہے بلا ہے کہ قید ہوتا ہے اور پھر نکل جاتا ہے

تو ئی از خاک و باد و آب و آتش		نمی شاید کہ یکسا حال باشی

وہ ایسا آنکھوں کے سامنے سے الوپ ہو اور تلپٹ ہو جاتا ہے کہ پتا ہی نہیں لگتا ابکی بار
باغبان قدرت اسکی گرفتاری کو گیا ہے دیکھا چاہیے کیا ہوتا ہے وہ قید ہوگا
یا کچھ فتور برپا کرے گا لیکن ابکی ہوا جو ہتھے چڑھا تو شہنشاہ بغیر قتل کیے نہ رہیں گے مگر
مجھے افسوس یہ ہے کہ تم عیاروں سے کچھ نہ ہو سکا کبھی ایسی عیاری نہ کی کہ شہنشاہ خوش
ہوتے عیاروں نے عرض کیا کہ واری کئی مرتبہ ہم اسکو پکڑ لائے وہ فریب دیکر
چھوٹ گیا ہماری عیاری میں کیا قصور ہے اب ہم اپنے تلاش کی طرف جاتے ہیں وہاں
سے آکر پھر کوشش کرینگے اور جب تک باغبان قدرت پھر کر نہ آئینگی یہ بھی ظاہر
ہو جائے گا یہ کہکر رخصت ہوکر چلیں راہ میں برق فرنگی نے انکو جاتے دیکھ کر صورت
اپنی شیر رنگ عیارہ کی ایسی بنالی اور پاس جاکر کہا کہاں کا ارادہ ہے صرصر بولی کہ
بہت دنوں سے گھر نہیں گئی ہوں آج چاہتی ہوں کہ پھر کے آؤں تم بھی چاہے چلو
برق یہ سنکر ساتھ ہولیا راہ میں اسنے کہا میں نے سنا ہے کچھ باغبان قدرت گیا ہے
عمرو کو پکڑنے اس کلام کو جو برق نے سنا رنگ چہرے کا زرد ہوگیا اور چپ ہوگیا
صرصر اسکے خاموش ہونے اور تغیر رنگ سے پہچان گئی کہ یہ شیر رنگ نہیں برق عیار
ہے فوراً خنجر کھینچ لیا اور کہا کہ دم بدم ساتھ چلا آتا ہے جا دور ہو اپنے
باپ کو دیکھ کہ بیچارہ باغبان قدرت بڑا زبردست ساحر ہے برق نے کہا
اسقدر خفا کیوں ہوتی ہو ہم تمہاری محبت سے کبھی کبھی چلے آتے ہیں اور تم ہو کہ
[illegible] یار نہیں کرتیں صرصر نے کہا تیری محبت کو جھلسا اور تیری آشنائی کو گیا
ٹھوکروں پر اڑا دوں کیسا آیا ہے میں چکمہ دینے مسخرے غارتی نے کیا دل لگی نکالی ہے آشنائی
بنانا ہے [illegible] آشنا [illegible] کا لگاؤں ساتھ جھاڑو [illegible] اتار دوں جادو [illegible] برق
[illegible] پھر باغبان [illegible] آنے کی آشنا [illegible] کہنا تھی اسوجہ سے اسکو غصہ ناک پاکر راہ
ہو اور [illegible] پاس عمرو کے بارگاہ میں آیا عرض رسا ہوا کہ آپکی گرفتاری کو باغبان
آیا چاہتا ہے عمرو نے کہا خدا مالک ہے [illegible] بولی کہ خواجہ تم چھپ رہو وہ ڈھونڈھ کر چلا
جائے گا عمرو بولا کہ ایسے مقام میں چھپا ہوں اور نہ چھپونگا ایک بار میں نے باغبان
کو قتل کر کے چھوڑ دیا تھا ذلیل و زبون بہت کیا تھا اب پھر اسکی شامت آئی ہیں

یہ کہکر علیحدہ گیا اور زنبیل سے ایک شخص کو کہ اکثر ساحر زنبیل میں ڈال لیتا ہی نکال کر اپنی ایسی
صورت اسکی بنائی اور وقت تبدیل کرنے شکل کے اُسے بیہوش کر دیا تھا اب ہوشیار کرکے
اُس سے کہا کہ تو میری قید میں تھا میں اس شرط سے تجھے چھوڑے دیتا ہون کہ خبردار
کوئی کیسا ہی دھمکائے ڈرائے خوف دلائے تو یہی کہنا کہ میں عمرو ہون اگر اسکے خلاف
کریگا تو مجھکو تو جانتا ہی مار ہی ڈالون گا اور اگر میرا نام اپنا بتائے گا تو تیری عزت و آبرو
بھی ہوگی اور لوگ خدمت کرینگے غرضکہ بہت کچھ اُسکو سمجھا کر اندر بارگاہ کے بھیجا کہ قریب
تخت شاہی میرے بیٹھنے کی کرسی بچھی ہی وہان جا کے بیٹھ یہ قیدی باشندۂ ملک روم تھا
حسب اجازت عمرو کرسی پر آکر بیٹھا لیکن برسون سے بھوکا تھا کیونکہ زنبیل میں دن بھر
ٹوکری ڈھلوا کر سوکھے ٹکڑے دیے جاتے ہین اُسوقت اس رومی نے بیٹھتے ہی خوب
شراب پی اور کہا میں بھوکا ہون صرصر نے عمرو اسکو جان کر حکم دیا کہ جلد خوان کے خوان
خوان نعمت حاضر کرو اور سامنے والی چھپی میں دسترخوان بچھا دیا گیا حسب ارشاد بکاول
نے کھانا موجود کیا اور رومی آکر دسترخوان پر بیٹھا پھر تو بقول سعدی علیہ الرحمہ ہے

ملحد گرسنہ در خانۂ خالی بر خوان	عقل باور نکند کز رمضان اندیشد

بلکہ فرد

اگر لعنتے دو کس بر دوش گیرند	لئیم الطبع پندارد کہ خوان ست

اس مرجھکے نے قرار واقعی ہتھے مارے اور سیر ہوکے بھی سیر کیا تا کھایا بعد فراغ طعام کچھ
عرصے میں تجویز ہوئی کہا میں سوؤنگا وہین پلنگڑی بچھا دی گئی لیٹ رہا صرصر
خدمتگار جیسے کہ پیچھے تھے اور پردے چھوڑ دیے یہ لیٹا کیا کہ خراٹے لینے لگا اُسوقت
برق کہ خبر کر کے چلا گیا تھا پھر بارگاہ میں آیا اور مستفسر ہوا کہ استاد کہان ہین صرصر بولی
کہ آرام کرتے ہین اسنے جا کر پردہ اُٹھا کے دیکھا تو نفیر خواب بلند تھی دل سے کہا استاد
کبھی ایسے غافل نہین ہوتے تھے لاؤ اسکو جگا کر دیکھون کہ کون ہی یہ تجویز کرکے اسے بیدار
کیا اور پوچھا تم کون ہو اسنے کہا میں عمرو ہون برق پہچان تو چکا ہی تھا کہ استاد نہین
ہین ہنس کر بولا کہ واہ ہمین نے بنایا اور ہمین سے یہ باتین رومی نے کہا پھر جانتے ہو
پوچھتے کیون ہو میں وہی عیار ان [illegible] رومی ہون برق نے کہا اچھا آرام فرمائیے وہ تو
لیٹ رہا اور یہ دل سے کہتا ہوا کہ واہ استاد خوب ہوئے اور اچھا اسکو اُول دیا

چلا گیا کہ دیکھوں استاد کہاں گئے ہیں لیکن چلتے وقت صرصر سے کہتا گیا کہ جو کوئی استاد کو
پکڑنے آئے تو اس سے مقابلہ نہ کرنا گرفتار کر لیجانے دینا یہی کہہ کر استاد سوتے ہیں یہ کہہ کر
آپ روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے باغبان قدرت بزور سحر اندر زمین کے سما کر چلا
اور آکر وہیں نکلا کہ جہاں وہ ردمی سو رہا تھا لیکن اسکے آنے سے ہوا گرم چلنے لگی صرصر
وغیرہ سب کے رونگٹے کھڑے ہو گئے گویا ہوئی کہ اے بہار کوئی جنبی یہاں آیا ہے گو زمین ہل رہی
ہے صرصر نے کہا سچ کہتی ہو مجھے بھی سحر برابر خبر دے رہا ہے اس اثنا میں ردمی کو باغبان
نے دیکھ کر کہا اے مکار یہاں چھپا ہے اپنی قضا سے غافل کس آرام سے سو رہا ہے یہ کہہ کر
پنجہ گردن میں دے کر اوڑا لیچلا اسم باغبان قدرت یہ صدا صرصر وغیرہ نے سنی گھبرا کے
تنہی سحر پڑھنے لگے پر دست بند ہو رہے ہیں دیکھوں تو خواجہ کے پاس کون آیا ہے پر دست جو باندھے
گئے سحر کا پلنگ خالی پایا رونے لگی کہ افسوس اب کی شاہ طلسم اسکو زندہ نہ چھوڑیگا کیونکہ
اسکے ہاتھ سے اسکو ذلت بہت ہوئی ہے وہ جانی دشمن ہے لیکن اے صرصر جب ایسا
دوست مارا جائے تو خاک لطف زندگی ہے سب کارخانہ ہیچ ہے چاہیے کہ چل کر دریا
سحر میں اپنے تئیں گرا دے یہ سوچکر طاؤس سحر پر سوار ہوئی لاکھ ساحر ہمراہ ہوئے لشکر
میں تلاطم پڑ گیا جلد سب نے کمر سفر پر باندھی اسوقت برق جو تلاش عمرو میں گیا
تھا ہر طرف پھر کر آیا یہاں سب کو آمادہ سفر دیکھا پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے صرصر نے
جواب دیا کہ خواجہ کی محبت میں جان دینا منظور ہے دریائے سحر جا کر گرینگے اور طلسم باطن پر
حملہ کرینگے برق نے کہا آفرین یہی چاہیے ہے اور شرط محبت یہی لائق ہے لیکن خواجہ
یہاں موجود ہیں انکے دشمن لیچلا ہے تم جا کر آرام کرو اور سب کیفیت عیاری بیان
کر کے کہا اس راز کو پوشیدہ رکھنا اور جب ذکر خواجہ کا آئے تو افسوس کرنا کہ ہر ایک کو
گرفتاری انکی ثابت رہے اور تم دیکھو تو کہ خدا کیا کرتا ہے صرصر یہ کلمات سنکر خیمہ میں آئی
اور یہ جب فہمائش کے کار بند ہوئی لیکن اول حال عمرو کا سنیئے کہ یہ جو بارگاہ میں پہلوان
کو چھوڑ کر چلا تو کئی کوس اپنے لشکر سے نکل گیا ایک جنگل میں پہونچا وہاں ایک مکان بنا
تھا اسکے دروازے پر ایک ساحرہ عورت بیٹھی تھی اور دو لڑکے کھیل رہے تھے عمرو
بڑھیا کی صورت بنکر اسکے سامنے گیا اور کہا ساحری بھلا کے میں بہت بھوکی ہوں کچھ
ہو تو کھلوا دو اس عورت نے گھر میں اسکو بلا لیا اور روٹی دی بڑھیا نے دعا دی کہ شیشہ

دسامری تیرے بچون کو خوش رکھے بڑھیا تو سنکے بھوک کا پیٹ بھرا اسنے عورت سے پوچھا
کہ بڑھیا تیرا کوئی ہی اسنے جواب دیا کہ بجز جنت کا کوئی نہیں ہی سب کو کھا گئی تم مجھے روٹی
دو تمھارے ہی یہان رہون اور پچاس اشرفیان نکال کر دکھائین اتنے مین وہ ساحرہ پاس
آ بیٹھی اور کہا بڑی بی یہ کیا کرو گی بڑھیا بولی کہ میرے بیٹے بڑے وقت کے کام آئینگی مین
انہین واسطے کرتی ہون مگر انھین صرف نہین کرتی لگا رکھی ہین اور انکے علاوہ اور بھی
بہت کچھ ہی تم علحدہ چلو تو بتا دون بس یہ کہہ کر اور ساتھ اُس ساحرہ کا تھام کر کوٹھری مین
لے گیا اور اُسکے منھ پر ایک تھپڑ بیہوشی کا بھرا ہوا ملدیا وہ بیہوش ہوکر گری اسکو زنبیل مین رکھا
اور پھر مین اسکا سے کر اپنی کی ایسی صورت بنکر باہر نکلا خود وہاں نوکر چاکر تھے انسے کہا یہ
بڑھیا بڑی دغاباز ساحرہ تھی کوٹھری مین جاکر زمین مین سما گئی اب کوئی گھر مین تو آنے
نپائے اور لونڈی سے کہا کھانا جلد پکا میان آتے ہونگے کنیز نے کہا سالن تیار پکی ہوئی
روٹی پکانا باقی ہی غرضکہ اسی طرح عمرو تو بشکل ساحرہ امورات خانہ داری مین مصروف ہین
مگر باغبان اس رومی کو سامنے شہنشاہ کے لایا اُس رومی نے یہ باغ طلسمی اور دربار
شاہ طلسم جو دیکھا ہوش جاتے رہے اور بھی چھوٹ گیا کہ بڑے بڑے ساحر بیٹھے ہین گھنٹے
ناقوس گھڑیال بج رہے ہین دف اور جھانجھ اور نفیری کی صدا بلند ہی اس حال کو دیکھکر
گھبرا کر سب کو ایک سرے سے جھک جھک کر سلام کرنے لگا اور افراسیاب نے کہا
کیون ای عمرو تو نے میرے ساتھ جو سلوک کیا ہے وہ بھی یاد ہی اب اُسکا بدلا مین تجھسے
لیتا ہون رومی نے کہا آگے جو ہوا سو ہوا اب مجھے روٹی دو یہین پہین رہون افراسیاب
بولا کہ او بدذات نابکار تو بہت دم دینے لگا یہ سنتا تھا کہ رومی تو پہلوان ہی اسکو بھی
غصہ آیا اور کہا کہ بدذات تو اور تیرا باپ نابکار بیہودہ بیٹھے مانسون سے یون ہین
باتچیت کرتے ہین افراسیاب نے جھلا کر کہا حرامزادے زبان درازی تو اپنی حرفزدگی
ہر بار بتاتا ہی رہ تو جا تیری ایسی تیسی کی پہلوان نے کہا حرامزادہ تو اور تیری بیک ہفتاد
پشت بلکہ اپنی چنچی تک سمجھ کیا بڑھ کر بولتا ہی گردن اُٹھا کر غضبناک دونون کا تکرار
جو ہونے لگی حاضرین دربار آپس مین کہنے لگے کہ میان یہان سے ٹل جانا چاہیے آج
عمرو بھی بگڑا معلوم دیتا ہی یقین ہی کہ بڑا فتور کرے گا ایک ساحر نے کہا بھائی ڈر کیا
ہی تم بڑے نامرد ہو یہ سوا اسکے کیا لینگے اور کیا کرے گا زبان کھلی ہو دست و پا بند تو کرلیا

اسنے کہا واہ ہم آزما چکے ہین دم بھر مین آدمی مرد سے عورت بنتا ہی چھاتیان بڑی ہین منھ
کالا ہوتا ہی یہ کہکر وہ ایک ساحر اٹھے کسی نے پوچھا کہان چلے کہا رفع احتیاج کو وہ اٹھکر
جو گئے پھر نہ آئے اور افراسیاب نے بغصہ حکم کیا کہ ای باغبان اس بے ادب کا سر
کاٹ لے وہ پہلوان پکارا کہ واہ نام بڑا درشن تھوڑے ایک تو مین مدت تک زنبیل مین
قید رہا اب یہ میرا سر کاٹتے ہین یہ نہوا کہ مجھپر احسان کرتے اور رہ جو پوچھتے کہ تم ہین روم
کا آدمی ہون یہان سے روم تک نام کرتا افراسیاب نے یہ تقریر سنکر کہا اسکے فقرے
پر اور روم مین نہ آنا جلد سر اسکا کاٹ لے یہ سنتے ہی باغبان شمشیر بران لیکر چلا مگر اسکے
بازو پر اک کہ بندھا تھا اُس مین رقعہ جمشیدی رکھا ہوا ہی اُسپر نقش دیکھا لکھا تھا کہ یہ شخص
بیشک عمرو نہین ہی رومی پہلوان ہی یہ معلوم کرکے باغبان رُک رہا اور ندامت زدہ
ہوا کہ عمرو فریب دے کر مجھکو نکل گیا اب شاہ طلسم مجھے ذلیل و زبون کریگا اسکے ٹھہرنے
سے افراسیاب نے پوچھا کہ کیون تامل کس وجہ سے کیا پس و پیش ہی باغبان
نے کہا کہ جمشیدی پر نقش ہی یہ عمرو نہین ہی اور رقعہ شاہ جادوان کو دکھلایا جب اسکو
بھی ظاہر ہوا کہ یہ شخص رومی ہی عمرو نہین ہی بغضب تمام گویا ہوا کہ اس مرد غریب کو
چھوڑ دو مین اُس ناعیار کو بغیر گرفتار کیے باز نہ رہونگا یہ کہکر کچھ سحر پڑھکر دستک دی
تو زمین سے ایک ساحرہ پیدا ہوئی کہ بال سر کے پریشان کیے تھی سر کو برہنہ کیے حیران وار
آئینہ ہاتھ مین لیے سامنے آکر سلام کرکے ٹھہری افراسیاب نے آئینہ اسکے ہاتھ
سے لیا اُسپر غلاف سرخ مخمل کا چڑھا تھا اُسکو اُتار کر پھر کچھ سحر ورد زبان کیا کہ دو عورتین
اور زمین سے نکلین ایک کے ہاتھ مین پچکاری اور دوسری کے ہاتھ مین رومال اُسنے
حکم کیا کہ آئینہ صاف کرو بس پچکاری لیے جو عورت تھی اُسنے پچکاری مار کر گرد آئینے کی
دھوئی اور دوسری نے رومال اُٹھاکر خوب صاف کیا اور سامنے شہنشاہ کے لگا دیا اُسنے
کہا ای باغبان دیکھ اس آئینے مین جہان عمرو ہوگا نظر آئیگا باغبان قریب آکر
دیکھنے لگا اب کیفیت عمرو کی سُنیے کہ اُس ساحرہ کی صورت بنکر جو بیٹھے بعد لمحے کے اس
ساحرہ کا شوہر آیا اور انکو اپنی زوجہ سمجھکر گویا ہوا کہ جلد جو کچھ کھانا تیار ہو لاؤ مین نہایت
بھوکا ہون عمرو نے اُسکو بٹھلا کر ہاتھ دُھلائے دسترخوان بچھایا کھانا نکال کر سامنے رکھا
آپ رومال لیکر جھلنے لگا اُسوقت اُس ساحر نے ہاتھ پکڑکر اپنے پہلو مین انھین بٹھایا اور کہا

صاحب تم بھی ہمارے سر کی قسم کھاؤ عمرو بھی از راہ بناوٹ کے کھانے مین مصروف ہوا
اسی حالت کو آئینۂ سحر مین باغبان نے دیکھا کہ صحرا سبزہ زار مین اندر مکان کے بیابان
بی بی بیٹھی کھانا کھا رہی ہین اُسنے کہا اے شہنشاہ مجھے عمرو اس آئینہ مین نہین معلوم ہوتا
افراسیاب نے کہا چاہیے تھا آئینہ ہوا اُسکو کیا تمہارا سینہ اور وقوف پہ عمرو ہے جو مروے کے سا
کھانا کھانے مین مصروف ہی نہین دیکھتا کیونکہ اسکے جیب و آستین و دامن مین رکھتی ہوا آئینہ
نہین کھاتی ہی یہ وہی مفتری فریب شعار ہی بیٹھے عمرو کین لیے آئینہ کا نام ہے کہ جسکے جو یا
ہو اُسکا مقام ظاہر کردیگا آگے اپنی سمجھ ہی اب تم سیدھے اسی جنگل مین جاؤ اور اوس
ساحر کو کہ بیابان جادو نام ہی اس حال سے مطلع کرکے اسکی جورو کو پکڑلاؤ مین اوسکو
میان عمرو بنا دونگا باغبان یہ باتین سنکر بذور سحر اڑکر چلا اور چشم زدن مین بیابان کے
مکان پر پہنچا وہ کھانا کھانے مین سے اٹھ کھڑا ہوا تعظیم دی تسلیم کی اور عرض کیا
کہ خوش آمدی زہے فخر میرا کہ وزیر اعظم میرے کلبۂ احزان مین تشریف لائے باغبان نے
اسکی باتون کا تو کچھ جواب نہ دیا مگر ایک دانہ ماش کا سحر کرکے اسکی جورو کی گود مین ڈال دیا
عمرو اسکو دیکھکر چاہتا تھا کہ بھاگ جائے لیکن دانہ ماش کے سبب سے آوسکے دھڑ مین دم اپنی
نہ پایا بیچارا زمین پر لوٹنے لگا کہ ہائے میرے کلیجے مین درد ہوتا ہی بیابان جورو کا یہ
حال دیکھکر سخت مضطر ہوا اور کہا اے وزیر اعظم اسکا کو لاسحر سے اچھا کر دیجیے مین اپنی
بی بی کو چاہتا ہون باغبان بولا اے نادان یہ تیری زوجہ نہین ہی اُسکو اسنے غائب کردیا
ہی یہ عمرو عیار ہی مجھے شہنشاہ نے اسکی گرفتاری کو بھیجا ہی بیابان یہ سنکر سر پیٹنے لگا کہ
ہی ہی میری بی بی کو عمرو نے اسکا ہاتھ پکڑ کر کہا صاحب کیون روتے ہو مین تمھاری زوجہ
موجود ہون اسکو بکنے دو یہ جھوٹا ہی باغبان نے جو سنا کہ یہ مجکو جھوٹا بناتا ہی کچھ سحر پڑھا
کہ ایک ابر کالا سا پڑا آیا چند بوندیان اس مین سے عمرو پر گرین کہ رنگ و روغن عیاری اُسکا
دھو گیا اور صورت اصلی نکل آئی وہ ساحر پچھاڑین کھانے لگا اور کہتا تھا اے عمرو دغا
تجھے اپنے دین و مذہب کا میری جورو کو بتا دے کہ کہان ہی عمرو نے کہا مین بھوکا تھا اُسکو
تو بڑی دیر ہوئی کہ ہضم بھی کر چکا اگر باغبان نہ آتا تو مین تجکو بھی چٹ کر جاتا یہ کہکر باغبان
کی طرف مخاطب ہوکر گویا ہوا کہ تو مجکو سامنے افراسیاب کے نہ لیجا اور تجھے ایک بار کی
اپنی ذلت یاد نہین ہی جو پھر میری ایذا رسانی پر تو قدم زن ہوا یقین جان کہ جو مجکو ستاے گا

چھوڑا نہ جائیگا مین کہ شہنشاہ ساحران عالم ہون تو اپنے اوپر رحم کر اور میرے درپے آزار نہو باغبان
یہ گفتگو سنکر خوفزدہ ہوا اور آئینہ جمشیدی کو دیکھا اُسپر نقوش پایا کہ جو یہ کہتا ہے سچ کہتا ہے یہ
بارا کسی سے نہ جائیگا مگر اسوقت اسکو چھوڑ جانے مین شاہ جادوان تجھکو ذلیل کریگا پکڑ بلائیگا
تجھکو وہین سے آنا اسکے تجسس مین مناسب نہ تھا باغبان کو جب یہ دریافت ہوا اپنے
آنے سے نادم ہوکر بناچاری عمرو کو نیچے مین ڈالے کر اترا عمرو نے کہا اے باغبان ذرا
ٹھہر جا اور ایک بات میری اور سُن لے اس ملک سے وہ ٹھہر گیا عمرو نے کہا تو مجھے
طلسم باطن مین پہنچا چاہتا ہے تو اتنا کام کر کہ مجھکو باندھکر زمین کے اوپر چل تاکہ دریاے
سحر تک میرے عیارون اور رفیقون کا گذر ہو وہ مجھے اور مین انکو دیکھ لون جب دریاے
سحر کے کنارے پہونچنا اسوقت جس طرح جی چاہے لے چلنا اور قسم کھاتا ہون حمزہ کی اگر یہ میرا
کہنا نہ مانا تو مین تجھکو جہان پاؤنگا مار ڈالونگا باغبان نے کہا تو یہ چاہتا ہے کہ مین
پاؤن سے چلکر دریاے سحر تک جاؤن تاکہ راہ مین اور عیار تجھے چھڑا لین تو یہ امر بعید
ہے مین ایسا دیا ساحر نہین ہون جو کسی کے دم مین آجاؤن اچھا تیری خاطر سے مین
چلتا ہون یہ کہکر زمین پر اُترکر چلا اب اسکو تو چلنے مین عرصہ ہوگا جبتک دریا پار ہو افراسیاب
کا حال سنیے کہ وہ آئینہ مین بیٹھا سب کیفیت ملاحظہ فرمایا کیا جب باغبان لیکر عمرو کو
راہی ہوا اپنے سب اہل دربار سے کہا کہ وہ عیار گرفتار ہوا یہ خبر جو مشہور ہوئی حیرت نے اپنے
ملازمون کو اس شہر کے جو یہان چھوڑ گئی تھی اُنھون نے جاکر حیرت کو اطلاع دی کہ چالاک
عمرو گرفتار ہوا حیرت خوش ہوکر سوار ہوئی اور بعد قطع بعید راہ دربار شاہ جادوان
مین پہونچکر پہلو مین بیٹھی شاہ طلسم نے سب حال بیان کرکے کہا باغبان اب عمرو کو لایا
چاہتا ہے تھوڑا باقی کالا دم سب منتظر آمد باغبان کے بیٹھے تھے کہ یکایک آسمان کی طرف سے صدا
غیب آئی اور گھٹا تمام عالم مین ایسی چھائی کہ اندھیرا ہوگیا بعد لمحہ کے تخت سحر ظاہر ہوا
اسپر ایک ساحرہ مہیب صورت سوار تھی سر سے پاؤن تک سانپ کالے کوڑیالے دھامن ناگن
وغیرہ اُسکے لپٹے تھے اور ہمراہ اُسکے دولاکھ ساحر باجے سحر کے بجاتے تھالیان برنجی لیے
مشعلین روشن کیے جے سامری کی بولتے تھے اس ساحرہ کو آتے دیکھکر شہنشاہ ساحران
نے کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ صورت جادو دختر بہمن جادو کہ جو تیرے طلسم مین
ایک ملک کی حاکم ہے بہر مقابلہ عمرو آئی ہے کتاب کو دیکھکر اپنے بند کر دیا اس عرصے مین

تو بھبوت بھی آکر حاضر ہوئی شاہ کو مجرا کیا اسنے کہا کہو تمھاری ماں کا مزاج کیسا ہے وہ کیون
نہ آئین ساحرہ نے عرض کیا کہ وہ بھی حاضر ہونے کو تھین مین پہلے اسلیے حاضر ہوئی ہون کہ
اپنی ماں کے آنے تک آپسے اجازت لے کر کام سب نمکحرامون کا جاکر تمام کرون لہذا
حضور مجھے اجازت دین کہ لشکر مہرخ کی طرف جاؤن افراسیاب نے کہا ابھی چلی آئی
ہو ذرا دم لو اپنی ماں کو بلا بھیجو وہ جہاندیدہ کارآزمودہ ہین تم تنہا نہ جاؤ بھبوت گویا
ہوئی کہ آپ مجھے بودا اگر جانتے ہین تو مین اپنے گھر جاتی ہون ورنہ مجھے اجازت دیجیے یہ
کلام سنکر حیرت نے کہا اے شہنشاہ یہ ہمیشہ سے دیوانی ہے اسوقت آپکا کہنا نہ مانیگی
اسے جانے دیجیے اچھا تو ہے ادھر تو عمرو کو باغبان پکڑ لائے اور ادھر مہرخ کو
یہ جاکر گرفتار کرے سب کا فیصلہ ایک ہی دفع ہو جائے یہ تقریر شاہ جادوان کو پسند آئی
کہا اے حیرت تم بھی جاؤ زیر گنبد نور بارگاہ استادہ کراؤ سب سامان آرام و آسایش واسطے
بھبوت کے درست کرو حیرت نے عرض کی مین سب درستی یہین سے کیے دیتی ہون
اور اپنی وزیرزادیون زمرد جادو اور یاقوت جادو سے حکم دیا کہ جلد بارگاہ جاکر استادہ
کرو شراب کباب ہمہ نعمت موجود کرو خبردار کوئی تکلیف نہو وزیرزادیان روانہ ہوئین اور
آکر مختار جادو کو حکم پہونچایا کہ وہی داروغہ بارگاہ ہے اسنے علیحدہ بارگاہ [illegible]
زیر طلسم بارگاہ اور خیمہ سلطانی جسمین جھالر مروارید کی لگی تھی استادہ کردیا فرش مخمل کا بچھایا
نگار سے منقش سونے اور روپہلے جواہر دوز آراستہ کردیے جملہ سامان رحبت [illegible] درست [illegible]
اطلاع دی اسوقت ہزارہا گرو فرے ملکہ بھبوت سوار ہوکر چلی کہ طبل و نقار [illegible]
جھانجھ اور نفیر سحر پھونکی ساحران غدار ترنج اور نارنج اچھالتے شعلے رال کے اڑاتے چلے
کچھ عرصے دریا سے اترکر داخل طلسم ظاہر ہوئی یہان مصور اور [illegible] نگار [illegible] پہلے
سے موجود ہین انہون نے ساحرہ استقبال کیے بھبوت نے آکر اول مصور کی [illegible]
کی اور پانؤن کو بوسہ دیا کہ آپ نبیرہ سامری ہین کل میری لڑائی کو حضور ملاحظہ فرمائین
کہ کس طرح کام ان نمکحرامون کا تمام کرتی ہون یہ کہکر داخل بارگاہ ہوئی اور مشغل بادہ
خواری کرنے لگی لشکر اسکا اترا اور آرام مین مصروف ہوا لیکن بھبوت [illegible] سوار [illegible]
میدان سپہر نے خیمہ [illegible] مین جاکے بیٹھا زرین خلعت شعاع کا کمر سے کھولا اور لشکر [illegible]
منتقی ہوا جہان مین تاریکی بسبب آمد [illegible] شب [illegible] آگئی اور مشعل ماہ خیمہ چرخ زنگاری

میں روشن ہوئی کہ ابیات

ہوا تھا جو ایوان گردون سیاہ	ہوا مشعل شمع شب افروز ماہ
ہوا مہر گردون جو مستور بھیر	بچھی ہر طرف چادر نور پھر

بھبوت نے طبل جنگ بجوایا نقارہ زری کمرگرایا طائران مخبر نے یہ خبر بارگاہ ملکہ مہرخ میں پہونچائی کہ ایک ساحرہ بھبوت جادو نام بہ مقابلہ لشکر نصرت اثر آئی ہے اور طبل رزم اُسنے بجوایا ہے آمادہ جدال ہوئی ہے مہرخ نے کہا ہمارا بھی خدا قوی و توانا ہے اچھا ہمارے لشکر میں بھی کوس حربی پر چوب پڑے بموجب ارشاد ملکہ دلاوروں نے نقارۂ جدال بجایا صدائے شور و فساد اُس سے بلند ہوئی لشکر میں لڑائی کی خبر مشتہر ہوئی ساحران نامی سحر جگانے لگے بہادر اسباب حرب و ضرب آراستہ کرنے لگے چار پہر رات یہی ہنگامہ دونوں لشکر میں برپا رہا آخر وہ وقت آیا کہ افسونگر فلک نما ورکے منتر سے نکل کر میدان چرخ میں آیا اور مشعل ظلمت سوز کو جادوگری مقابل خسرو انجم روشن کیا جہان نورانی ہوا کہ قطعہ

چو تیغ نور در کف کرد خورشید	سیاہ تیرہ یکسر گشت ناپدید
نوشتہ منشی قدرت باعجاز	بروے چرخ [illegible]
زدہ جوش از دو سو طوفان پولاد	زبس لرزان زمین شد سست بنیاد

سپاہ کینہ خواہ جانبین سے دار و دستہ صف آرا ہوئی ساحر اور جادوگرنیاں اژدہوں پر سوار ہو کر تیں بجر ہاتھ پھر ہاتھ کا دم بھرتیں ہوا میں پرتیں اور جھنڈیاں ہاتھوں میں لیے ایسا لے آکر کھڑے ہوئے اور ایسا جانب شیران بیشہ شجاعت جلادت صدمت باندھ کر گھوڑے ہوئے کھاتے سحر کی چھا گئی اور بجلیاں گرنے لگیں رن لوہے لینے لگا اور رباب جنگی بجنے لگا میدان جدال و قتال کی میمنہ و میسرہ و قلب و جناح قائم ہوئیں افسران لشکر آگے بڑھ کر کھڑے ہوئے قلب لشکر میں مہرخ کا تخت قائم ہوا ادھر بھبوت کا اژدہا سامنے سے آگے بڑھا ادھر سے ایک نقیب نے کہنا شروع کیا اور مذمت دنیائے فانی گویا و از بلند سنایا زندگی سے دل ہر ایک کا بھر آیا کہ نظم

ہر آنکس کہ بر کام گیتی نہد دل	بنزدیک اہل خرد نیست عاقل
چو نقد بقا نیست در جیب ہستی	ز دامان او دست امید بگسل

ہاں دلیرو دنیا پر دل نہ لگاؤ نام دلاوری کا زمانے میں چھوڑ کر سفر کرو جہان میں مر کر زندہ

جادو پر ہوا اس صدا سے صفون پر سناٹا ہو گیا اور رہا تاب شجاعت کا دم بھرنے لگا
اژدر کو مثل مرکب اُڑا کر بضرب تیغ میدان مین آئی آگ کے پتھر برسانے لگی سراپا میدان
کا دکھانے لگی اور لشکر تمام کا ہاتھ پر جوا اور اپنی ثنا خوانی مین سرگرم تھی اُسوقت
اس ملعونہ کی یہ کیفیت تھی کہ نظم

چو گاہے بتید در میدان قدم زد — صبا گوشہ عالم علم زد
تہمیدہ شد ساحر بودہ بلا کوش — غریوان تیرزا بر آسمان پوش
قدم زد پیش و بر لب گفتگو داشت — کہ صرصر واگذار این کار زشت است
چو خار رہ بہ دامانم میا و بریز — کہ سر کے یاد دارم مرگ انگیز
ندانی دیو من اے فرخندہ بنیاد — کہ دارم تحفہ خود دیو اولاد
بہ تمثال ہمہ سنگ ساحران را — تبر سازند خود طفلان ہر جوان را
چو صرصر این سخنہا گوش کردہ — بخشمہ جام خشم آتش نوش کردہ
بگفتا ای سادہ لوح و بخت در خواب — چہ جائے گفتگو ہست بز قصاب

صہبوت کو غضب کا کام صرصر سے طاری ہوا اور للکاری کہ ہیچ کسی کو ہمسرے مقابلہ
مین انشوات جادو ملا صرصر عقاب اٹکر اُسکے سامنے جا کر ہم نبرد ہوا اسنے ایک
نارییل سحر پڑھکر جو مارا انشوات کا سینہ توڑ گیا اُسوقت صرصر عازم میدان ہوئی کل لشکر
کے سردار گرد تخت کے آکر جمع ہوسے اور عرض کیا ہم جانبازی کو حاضر ہین ان سبکو
بجمل و آسانی تشفی دیکر رخصت فرماکر تخت آگے بڑھایا باجے بجنے لگے علمون کو ہوا دی
صرصر میدان مین پہونچی صہبوت نے اپنے ہاتھ سحر پڑھکر آنکھون پر اپنی رکھکر لیے پہلا
صرصر کی بینائی چشم جاتی رہی صہبوت نے شمشیر سحر کھینچ کر چاہا کہ سر کاٹ لے صرصر نے
گھبرا کر دشتک جادو پڑھکر دی کہ دو پنجے چپ کر گرے اور اُٹھا کر سامنے سے صہبوت
سے لے گئے اُسنے قہقہہ مارکر کہا کہ لو وہ جاتی ہین یہ کلمہ بہار کو برا معلوم ہوا اور ایک
گیند پھینکر مارا کہ صہبوت نے دو انگلیاں اپنی بلند کین کہ وہ مثل مقراض کے بن گئین
اور گیند بہار کا کٹ گیا چمنستان اور عالم بہار ظاہر ہوا اور وہ گیند جو کٹا پھول اُسکے سب
زمین مین بکھر گئے اُسوقت صہبوت نے کہا ای ملکہ بہار ذرا اپنے پھولون کی بہار دیکھو
بہار یہ سنتے ہی اپنے طاؤس پر سے اُتر کر ان پھولون کے قریب جا بیٹھی اور چھونے لگی

بصورت تلوار لیکر اسکا سر کاٹنے چلی تھی کہ رعد جادو زمین مین غرق ہوکر اُسکے پاس نکلا اور ایسی تیغ ماری کہ بصورت از بسکہ غافل چلی آئی تھی اور قتل بہار کا خیال رکھتی تھی اسکے چلنے سے بیہوش ہوکر گری پھر تو برق مختشن بجلی بنکر کڑکڑا کر جو گری اسکو کاٹکر اور دو ٹکڑے کرکے زمین مین اُترگئی اور پھر زمین سے نکل کر اسکے لشکر کی طرف چلی ادھر دونون ٹکڑے بصورت کی لاش کے باہم تڑپکر مل گئے اور اوڑکر ایک سمت چلے گئے صدائے گیرودار بلند ہوئی کہ کشتی مرا نامم بصورت جادو بود ہنگامہ جو برپا ہوا برق محشر تھپ تھپ کر لشکر مخالف پہ گرنے لگی اور رعد چیخین مارنے لگا اور بہار پر سے سحر دفع ہوگیا ایک جانب سے مہرخ بھی بینا ہوکر آئی اور کل لشکر سے کہ فوج پر حریف کے حملہ آور ہوئی دونون سمت سحر چلنے لگا کہ نظم

لبان شیر نر مہرخ غضبناک   جہاد بر سر آن فوج سفاک

ہواخواہان میدان را رضا داد   کہ گیرند از کف خون تیغ پولاد

زیک سو کوس کین آمد بفریاد   ز دیگر سو جوابش کوہ میداد

زیک سو لشکر آمد وز دیگر سو   دو شیر یکدلہ بستند روی بر رو

چو چشمان بتان از بس کماندار   جہانے را بہ دم کشتند یکبار

ز جا شمشیرے فلک فرسای جنبید   فلک حیران کہ کوہ از جائے جنبید

مزاج خود بخون گرم ہوست   دم شمشیر نوک نیزہ اش بست

دم بھر مین ہزارہا سرکش فوج مخالف کا مارا گیا دریائے خون موج زن تھا آخر لشکر بصورت کار و بفرار لایا اور ساحران مہرخ قتل و غارت کرتے بڑھے چلے اسوقت مصور نقشِ تمام آگے بڑھا واضح ہو کہ سحر مصور کا یہ ہے کہ تصویرین اول کل لشکر عدو کی قلم سحر سے کھینچ کر رکھ لیتا ہے پھر طبل جنگ بجوا کر مقابلے مین آکر تصویرون کا سر کاٹ کر سب کو ہلاک کرتا ہے فی الجملہ جب سے یہ آیا ہے تصویرین تیار کر رہا ہے اسی سبب سے اب تک نہین لڑا ہے آیندہ حال اسکی جنگ کا بیان ہوگا اسوقت اُسنے طلسمانی بچہ لشکر دیکھکر ایک ناریل زمین پر مارا کہ اُس مین سے دھوان نکل کر مثل دیوار کے روبرو سے لشکر مہرخ چھا گیا اب جو آگے بڑھا اس دیوار دودی سے پرچھائین مانند تصویر کے نکلی اور اُسکے لپٹ گئی یہ معاملہ دیکھکر مہرخ طبل امان و آسایش بجوا کر بفتح و فیروزی پھری مال غنائم

تقسیم فرمایا اپنی فوج سے کشتون کو اٹھوایا بارگاہ مین سریر حکمرانی پر جلوہ گر ہوئی اور جشن فتح و بشرت کا کیا لیکن وہان لاش بھبوت کی اٹھی ہوئی سامنے افراسیاب جادو کے پہنچی اور طائران سحر نے واقعہ رزم پر اطلاع دی شاہ طلسم نے براہ افسوس زانو پر ہاتھ مارا اور کہا دیکھو مین اسی دن کے لیئے اسکو منع کرتا تھا اسنے اپنی ضد کی اور کہنا نمانا آخر یہ تھی نہ مفت جان گنوائی اب اسکی مان سے مجھے بڑی ندامت ہوگی اب جہاہ زمرد پر ضرور میلا کرکے سب باغیون کو ہلاک کرونگا اول کام عمرو کا کرلون تو تدبیر کرون باغیان نہین معلوم کہان بیٹھ رہا جواب تک عمرو کو نہ لایا ان خدا پرستون سے میدان ہر دل سامنا پڑا ہی نہ کسی ساحر سے کچھ ہو سکتا ہے نہ مجھ سے بن پڑتا ہی بلکہ روز بروز ذلت ہوتی جاتی ہی کیا صورت کرون جو یہ زبردست غارت ہون یہ کلام کر رہا تھا کہ ایکا یک پنجہ نامہ لایا اسکو جو دیکھا تو لقا کا نامہ پایا کھڑے ہوکر تعظیم بجالایا سر پر رکھکر آنکھون سے لگایا نثار کیا پھر لفافہ چاک کرکے پڑھا لکھا تھا کہ اے شہنشاہ جادوان نظم

زہے فرماندہے عالی مقامے
زہے شاہنشہے فرخندہ نامے

بنکو خلق و نکو روسے و نکو کار
ز علم و حکمت و دانش خبردار

بعہد تو نہ بینم ہیچ کس را
کہ رنج آید بہ مور و ناکس را

فلک قدر و فلک رفعت فلک جاہ
گذشتہ پایہ تمکین تو از ماہ

بہ تمکین و وقار است آسمانے
بعلم و حکمت و دانش جہانے

نہایت مقام استعجاب ہی کہ مثل تیرے ہمارا بندہ ہوکر یون غفلت اپنے خداوند سے کرے افسوس کا مقام ہے کہ ہمنے اپنی رحمت کاملہ سے اٹھارہ ہزار ملک باختر تیرے تصرف میں دیے اور تیری عملداری مین قدم رنجہ فرمایا محض اس خیال سے کہ تیری عزت افزائی کرین اور ان بندگان مغضوب یعنے خدا پرستون کو تجھ سے قتل کرائین مگر تو نے کچھ اسکا شکریہ نہ ادا کیا ہم اسکا تقدیر کرکے تیرے طلسم کو غارت کر دینگے اور یہان سے سمت کوہ زلال چلے جائینگے کیونکہ اب بندگان مغضوب ہمکو بہت ستاتے ہین اور تجھ سے کچھ ہماری خبرگیری نہین ہوسکتی ہی نامہ تمام والسلام یہ مضمون پڑھکر شہنشاہ نے کہا فی الحقیقت مجھ سے کوئی خدمت خداوند کی نہو سکی شکایت انکی بجا ہے کسلیے کہ نہ یہان عمرو گرفتار ہوسکا اور نہ وہان کوئی ساحر ایسا گیا جو کام خدا پرستون کا تمام کرتا اب مین ایسے شخص کو بھیجتا ہون کہ جاتے ہی حمزہ کا فیصلہ

کر دے یہ کہہ کر کچھ سحر پڑھ کر دستک دی زمین نے زلزلہ ہوا اور ایک اژدہا سے مہیب الصورت
نکلا اُسنے سامنے شاہ کے ایک ساحرہ کو اُگل دیا اُس ساحرہ کا سارا جسم مثل شعلہ کے دہکتا
تھا آنکھیں یاقوت رمانی کی طرح تھیں اور بہنگام رفتار چنگاریاں جسم سے اڑکر گرتی تھیں اس
سے حکم دیا کہ اے قہار شعلہ بدن جادو تم خداوند کی خدمت میں لشکر ساحران لیکر
جاؤ اور کام لشکر حمزہ کا تمام کرو خبردار ایک کو بھی لشکر مسلمانان سے زندہ نہ چھوڑنا شعلہ بدن
تسلیم کر کے دوبارہ دہن اژدر میں سماگئی اژدر اپنی جگہ پر پہونچی اور لشکر ساحران کو حکم تیار
ہونیکا دیا پھر دار شاد اسی ہزار ساحران نابکار سوار ہوئے باجے جنگی بجنے لگے ترسول
پنسول اس طرح چمکتے تھے کہ پنجہ خورشید کو شرماتے تھے ابر کے سروں پر زرد سحر سایہ فگن
تھے سب سے آگے تخت ملکہ قہار شعلہ بدن کا اژدہے اُٹھائے اور پیچھے تمام لشکر
ساحروں کا پرا جمائے بڑے کروفر سے سمت کوہ عقیق روانہ ہوئے اُنکے جانے کے بعد
شاہ طلسم نے کچھ سحر پڑھکر تالی بجائی یکایک آندھی بڑے زور شور سے آئی اور ایک ساحر
پیدا ہوا کہ مثل فیل کے دو دانت منہ سے اُسکے باہر نکلے تھے جب اُسنے افراسیاب کو
تسلیم کی اُسنے حکم دیا کہ اے طوفان فیل دندان جادو ہمنے قہار شعلہ بدن
کو خدمت خداوند میں بھیجا ہے وہیں تم بھی جاؤ اور پانچ کشتیاں جواہر کی لیجاؤ اور حوالہ کرنا
کہ خداوند کو میری جانب سے نذر دینا اور ایک عرضی بھی اپنے ہاتھ سے تحریر کر کے سپرد
کی مضمون اُسکا یہ تھا کہ جناب خداوندی سے عظمت و جلال کے ساتھ سرفراز نامہ نے
نزول اجلال اور ورود اقبال فرمایا حسب خواہش تقدیر خداوند جو کچھ صعوبت کہ مجھپر
گذری ہے اگر تحریر کروں تو شاکی مشیت خداوند کا کہلاؤں فی الحال دو ساحر با فوج کثیر
خدمت اقدس میں حاضر ہوتے ہیں حال اور نام اُنکے بر وقت اُنکے پہونچنے کے آگاہ
ہو جائینگے اور یہ کام حضور کے دشمنوں کا تمام کر دینگے خلاصہ یہ کہ عرضی اور کشتیاں
نذر کی لیکر طوفان روانہ ہوا اُسکے ساتھ چالیس ہزار ساحر ہیں وہ بھی ہمراہ ہوئے اور
باحشم و خدم سمت لقا چلے لیکن اول قہار شعلہ بدن طلسم سے باہر نکل کر ایک قطع منازل
قریب قلعہ عقیق کوہ پہونچی لقا دار الامارہ شاہی میں سریر آرا تھا کہ یکایک ابر باران
نمودار پیدا ہوئے اور علامت آمد ساحران ظاہر ہوئی آگ پتھر برسنے لگے لقا نے
خوش ہو کر کہا کہ میرا کوئی بندہ قدرت آتا ہے تا سخن در دہان تھا کہ قہار شعلہ بدن تخت

سے اوتر کر سامنے آئی خداوند کو سجدہ کیا سات بار گرد تخت کے پھری نذر دی اور دنگل پر
بیٹھی لشکر ساحران کو بیرون قلعہ سلیمان نے اوتروا یا یہان بختیارک نے قہار سے کہا
ای ملکہ تمھارے آنے سے ہمکو بڑا رنج ہوا اُسنے گھبرا کر پوچھا کہ ملک جی صاحب کیا گزند حضور کو
پہونچا ہی بختیارک نے جواب دیا کہ مجھے تمھارے مارے جانے کا ملال ہی کہ تم مثل شعلے
کے تو جسم رکھتی ہو اس گروہ فر سے آئی ہو لیکن دو چار گھڑی کی مہمان ہو ہاے افسوس بسبب
سطوت و صولت دم بھر مین خاک مین مل جائیگی قہار نے کہا ای شیطان درگاہ کیا وہ ایسے
بڑے زبردست ہین جو آپ مجھے پہلے ہی سے مارے ڈالتے ہین پیش از مرگ واویلا یہ آپ
ہی کا کام ہی بختیارک گویا ہوا کہ مسلمان تو ایسے زبردست ہین کہ خداوند اُنسے دربدر
بھاگتے پھرتے ہین خیر اب تم آئی ہو کوئی دم مین جو ہونے والا ہی وہ ظہور مین آئیگا اور
ای ملکہ تم طلسم مین حال عیارون کا سنتی اور دیکھتی ہوگی یہان ویسے ایک لاکھ ہر اسی ہزار
ہین تمھارا بچنا غیر ممکن ہی قہار نے کہا مین سارے لشکر حمزہ کا کل ہی خاتمہ کر دونگی
تم کہنے کیا ہو سمجھ ہو سے عیار کہان پائینگے اب تم بیرون قلعہ چلو تا کہ طبل جنگ بجے اور لڑائی
کی ٹھہرے بختیارک نے بہت سمجھایا کہ ای ملکہ کچھ دن دنیا کی ہوا کھا لو جلدی نکرو پھر تم کہان
اور ہم کہان قہار نے اصرار کیا کہ شیطان صاحب زیادہ باتین نبنایے باہر تشریف لے چلیے
اسکے کہنے سے لقا اور بختیارک اور منظور زاغ چشم وغیرہ قلعہ کے باہر نکل کر لشکر مین داخل
ہوے بارگاہ استادہ ہوئی سب سامان درست کیا اندر بارگاہ کے خداوند متخت نشین
ہوے ناچ ہونے لگا پیالہ شراب کا گردش مین آیا جب دماغ قہار کا بادہ ناب سے
گرم ہوا حکم نواخت طبل جنگ دیا ساحرون نے کوس رزم پر چوب لگائی ہرا سیر لشکر
اسلام خبر لیکر داخل بارگاہ عرش اشتباہ امیر کشور گیر ہوے شاہ سمہ تخت سلیمانی پر جلوہ
فرما تھے سرداران عالی وقار گرد و پیش جمع تھے کہ ہرکارون نے مجرا گاہ پہ ٹھہر کر بزبان خاص
اتنا عرض کیا اور یہ قطعہ بفصاحت پڑھا کہ قطعہ

درگاہ تو قبلۂ شہان باد	عمر تو برابر جہان باد
تا نام و نشان آسمان ہاست	وز دہر ز دولتت نشان باد

لشکر حریف مین نقارہ رزم قہار شعلہ بدن نامے ساحرہ نے آکر بجوایا ہی بروز فردا
معرکہ رزم ٹھہرایا ہی باقی امن و امان ہی خانۂ دولت دشمن ویران ہو یہ عرض کرکے ہرکارے

کنارے ہوئے اور بصد عزت شاہنشاہی کے واسطے نقارہ نوازی کے حکم شرف نفاذ پایا
چالاک بن عمرو نقارہ خانہ سکندری مین آیا اور طبل سکندری پر ڈنڈا دیا چوب ڈنکہ کوس
جسکی صدا کنی دل ساکنان دنیا کے ہل گئے تھے اور مرنے پر تل گئے شور کرتا سے زلزلہ واذا
زلزلت الارض زلزالہا آشکار ہوا اور ونفخ فی الصور فتاتون افواجا کا زمانہ گویا قریب
آیا کہ نظم

صدائے کوس و کرنا شد بگردون — دل کروبیان از خوف شد خون
بنودہ آن صدا اند شور محشر — فلک در گردش و لرزان شدہ بر

دلاوران عرصہ شجاعت ہوشیار ہو کر مصروف درستی آلات حرب ہوئے جس وقت کہ
شہنشاہ گردون سریر کی آمد آمد خسرو انجم دریافت کرکے عرصہ گاہ سپہر سے رو بفرار لایا
اور بادشاہ ثوابت نے اورنگ فلک پر بصد شوکت وحشمت جلوس فرمایا کہ ابیات

شبے چون شاہ انجم خیمہ آراست — شفق اطلس بزیر پاے انداخت
جہان از روشنی گردید پرنور — کہ گیتی ہست از نورش منور

شاہ اسلام بھی شام ہوتے ہی دربار برخاست فرمایا کہ ہر ایک بہادر اول شام اپنی ضرورت
سے فراغت کرے اور پچھلی رات کو آمادہ جنگ ہو کر آستانہ شاہی پر حاضر ہو غرضکہ دونون
لشکرون مین سامان حرب فراہم ہونے لگا ساحر منتر اور جنتر جگانے لگے موہن بھوگ بیرون
کو چڑھانے لگے کہین سدرشن کا بھوگ دیا کسی نے بکرا جھٹکا دیا کوئی سامری اور جمشید کی جاپ
کرتا تھا اور رام لیلے آسنی پر آسن جمائے دھیان لقا کا لگائے اشلوک پکار رہا تھا کہ ابیات ہندی

سینہ ما اک پکار ہماری — ہم تو آئے شرن تمہاری
مین پاپی اپرادھی گھبرو — پاپ ندی مین ادھ بیچ پڑو
تا سین دکھی رہون دن راتا — ہوا او سہاسے مو سنتے بدھاتا
کبھی سنتی سنیہہ پکارا — اب کا بھیو ہماری بارا

ہر سمت ایک ہنگامہ قیامت زا برپا تھا نقیب ہر سمت پکار رہے تھے بہادرون کو
کلمات شجاعت پہلوانان گذشتہ سنا کر رغبت جدال وقتال دلاتے تھے اہل اسلام
غسل فرماکر پوشاک کو کفن سمجھ کر پہنا کرتے تھے مشت خاک گریبان مین رکھتے تھے کہ اسی
خاک کو لحد ہو جیو لاش چھپا لیوے نہ کہین ہم سرگ تو آسمان سے دو گز زمین چھین کر اپنے

قبضہ مین لائین کہ بیت

خلعت کی کیا امید رکھین آسمان سے ہم	دو گز کفن ملیگا کسی دن بخیل سے

اسیطرح چار پہر یہی ہنگامہ شور وغوغا و گرم رہا تلوارون کے قبضے کھڑکتے رہے سپرون کے پھول اور خنجر چمکتے رہے آخر نسیم سحری سن سن مثل تیر کے چلی اور گل خورشید خاور کی شعاع مین اس طرح گہرا ہوا گلشن چرخ مین ظاہر ہوا کہ جیسے اسد نیستان جرأت نیزون مین گہرتا ہے نظم

سحر گہ تیغ خورشید ظفر کوش	شفق خونین کفن افگندہ بر دوش
کفن بر دوش و بر کف تیغ و خنجر	برون آمد بہ جنگ انجم و اختر
نثار دہ بود تیغ و خنجر صاف	ہوا آشفتہ پرند آہنین باف

امیر سجدہ گاہ مین داخل ہوے اور رو رو کر مناجات پڑھی اور فریاد کر کے دعا کرنے لگے کہ اے خالق لیل و نہار مجھے اس لشکر روسیاہ کفار پر فتحیاب فرما کر سرخرو کرنا ادھر امیر تضرع و زاری درگاہ باری مین کرتے تھے اور [illegible] اس طرف لشکر دلاور لیکر دشت نبرد مین جاتے تھے غول کے غول اور گروہ کے گروہ سردارون کے در دولت آستان عالی جاہ ظل اللہ شہنشاہ گیتی ستان پر حاضر ہوتے تھے کہ ایکبار سلطان عالم پناہ کا تخت کہاربان اٹھائے آئین کہارون نے تخت بدلوایا شاہ کا جمال نظر آیا ہر شخص مجرے کو جھک گیا مرد [illegible] نے نگاہ روبرو کر کے تسلیم و آداب کرنا ہر ایک کا جتایا تخت شاہی کو بوسہ دیکر سب نے بیچ مین کر لیا اور سواری حضور عالم کی وادگاہ مصاف کی طرف چلی اس امر کی خبر عیارون نے امیر سے جا کر عرض کی امیر نے فی الفور اسلحہ جنگ زیب قامت فرما کر حاضر خدمت شہنشاہ عالم پناہ ہوے اور مجرا کر کے بعدہ سپہ سالاری کل لشکر کے آگے ہو کر روانہ ہوے اسوقت اس لشکر نصرت اثر پر [illegible] فلک دو آتشہ تھا کہ [illegible]

فراوان اسپ با زین مکلل	برفتار از صبا صد رہ [illegible]
ہزارون فیل نر چون کوہ الوند	تو گوئی آسمان را ہمسر بودند
شمار فوج شد افزون ز تعداد	ہمہ سرکش قوی دل سخت بنیاد
نکو آرایش ز اندازہ بیرون	چمن را خندہ زر [illegible]

قصہ کوتاہ بڑے جاہ و حشم سے برآمد دشت مصاف ہوے کہ آسمان [illegible]

ظفر موج کے فلک شگاف شیشہ ساعت بنگیا اسقدر غبار بلند ہوا پلٹنون اور رسالون مین ظلم
بجے نرسنگے پھنکے ہل من مبارز کی صدا بلند ہوئی کہ بہرام چرخ فلک پر گھبرایا ناقوس فلک
ہاتھ سے چھٹی تیر سپہر کو قلم بناکر سپہ گری چھوڑی ناشیون مین نام لکھایا غرضکہ پرے صفون
کے جمے دلاور آگے بڑھکر ٹھہرے تھے کہ سامنے سے لشکر ساحران نظر آیا لقا ہاتھی پر بصد
زیب و زینت سوار کئی لاکھ سرکشان روزگار آمادہ کارزار شمشیرین کاندھون پر رکھے
دریاے آہن مین تموج مارتے خداوند کے ہاتھی کو گھیرے صحراے قتال مین وارد ہوے
ایک جانب قہار شعلہ بدن اژدہے پر سوار ہمراہ اسکے ساحران غدار صف آرا ہوے
اونچی نیچی زمین بیلدارون نے برابر کی اور سقون نے آب پاشی کرکے گرد و غبار بٹھایا
میمنہ و میسرہ آراستہ ہوا نقیبون نے للکار کر صدا دی کہ دنیاے فانی مین نوجوانو زندگی
کا عرصہ تنگ ہے یہ میدان مصاف جاے نام و ننگ ہے زینت دہ بزم شجاعت ہو شمع
ناموری روشن کرو جوش جرأت و جنگ آزمائی دکھا دو کہ لقب اسکے نظم

ہے کام تو نیزہ و تبر سے — تلوار چلے عدو کے جگر سے
وہ تم سے عیان ہو شان جرأت — دنیا مین رہے نشان جرأت
آب دم شمشیر خوب برسے — پانی کو وہان زخم ترسے
ہو گلشن نام و ننگ شاداب — تحسین کرے تم پہ روح سہراب

نقیبون کی صدا سے بہادر بشاش ہوے نامرد بدحواس ہوے قہار جاہ و جلال لشکر
اسلام دیکھ کر دنگ تھی اور دل سے کہتی تھی کہ اِنسے لڑکر سربر ہونا غیر ممکن ہے اسوقت بختیارک
نے کہا اے ملکہ کس فکر مین ہو جاؤ مقابلہ کرو قہار نے جواب دیا کہ رنڈیون کو مردون سے
لڑوانا ملک جی تمہارا ہی کام ہے ایک پہلوان آیا چاہتا ہے وہ لڑیگا یہ کہکر آسمان کی طرف
دیکھا اور پکاری کہ اے سوار قدرت شہنشاہ افراسیاب آؤ اس صدا کے دینے سے
ایک تڑاقا ہوا اور سوار قدرت یعنی ایک نوجوان زرہ جوشن وغیرہ پہنے ہتھیار لگائے پشت
صحرا سے پیدا ہوا اور اسنے آکر لقا کو سجدہ کیا تخت کو بوسہ دیا اور اجازت خواہ حرب ہوا
لقا نے کہا مین نے سب مسلمانون کا مرنا تیرے قبضے مین دیا یہ سنکر وہ میدان مین آیا
اور سلح شوری کرکے سراپا میدان کا دکھا کر بہیبت و سطوت رجز پڑھنے لگا کہ نظم

مین ہی رستم وقت ہون بیگمان — نہین اور مجھ سا کوئی پہلوان

کہ ای خدا پرستو آج کو اور مہلت دیتی ہون اگر تمنے خداوند کو سجدہ نہ کیا تو کل سب کا خاتمہ
کر دونگی ادھر عیار در وہن سے للکارا کہ او مردار کیا بکتی ہے انشاء اللہ کل تجکو راہ ملک عدم
دکھا دینگے عیار وہن نے کہا کہ آج ہی رات کو ای مختبہ ہم تجھے زندہ نہ چھوڑینگے غرض کہ
لشکر جا بین کے پہرے کر کے دلی آسودہ ہوے لقا اپنی بارگاہ مین نہایت خوش و خرم آکر
سوسجا اور حکم رقص و سرود دیا ناچ ہونے لگا بختیارک نے کہا ای خداوند آج تم بہت ہوشیار
رہنا شاید عمرو کر آئین گے اسیر سحر و ساحر نا کر نا کہ خداوند نے مسلمانون کو گرفتار کرا دیا ہے خداوند
ٹھلتا پا اپنا ہین اور تعالی سنگے بیگین ہین تقدیر پلٹ دیتے ہین لقا نے کہا ای ناکہ ہین
تیری حفاظت کو فرشتے مقرر کر دونگا بختیارک بولا کہ عزازیل کو مقرر فرمائیے گا فرمایا
بولی کہ آج پھر نقارہ حرب بجوائیے ہین سب کو گرفتار کر دون اور طلسم مین چلی جاؤن بختیارک
نے کہا ای ملکہ جلدی نکرو دیر آید درست آید رفتہ رفتہ سب کو گرفتار کرنا مثل مشہور ہے نہ
دو دن کیجیے پلہ نگر برپتے آج کا دن ٹھہر جاؤ کل مقابلہ کرنا غرض سفر اسکا کہنا نہ مانا اور طبل
جنگ بجوایا ہرکارون نے امیر سے جاکر خبر دی امیر کے یہان بھی حکم کوس حرب کے بجنے کا
ہوا اور بجوا اسوقت چالاک نے عرض کیا کہ غلام کے نام پر طبل بجوائیے کل سوار قدرت سے
مین لڑونگا امیر نے فرمایا کہ مین تجھے بچا سے امیر کے جانتا ہون کیونکر دانستہ قتل اور گرفتار
کراؤن تیرے پاس تحفہ جات اور تبرکات مثل عمرو کے کہان ہین چالاک قدمون پر گرا کہ
یا امیر اسے مین ذلیل ہونگا جو منہ سے نکلا ہے ویسا ہی کرنا چاہیے لازم ہے کہ میرے نام پر طبل
بجوائیے اسکے اصرار کرنے سے امیر نے اجازت دی کہ بنام چالاک طبل بجے پھر تو نقارے جنگ
پر چوب پڑی سارے لشکر مین خبر مشہور ہوئی کہ کل چالاک سے مقابلہ ہے دیکھا چاہیے کہ مشیت
ایزدی مین کیا گذرا ہے یہ خبر لشکر لقا مین جب پہونچی بختیارک کھڑے ہوکر ناچنے لگا اور
پکارا کہ وہ مارا ایسے مرشد زادے کو مقابلہ کرینگے پھر سوار قدرت کا بچنا غیر ممکن ہے یا مین
تمھین کہ سوار قدرت بھی بارگاہ مین آیا اس سے کہا واسطے ساحری کا بہت ہوشیار رہنا اب
کہم سمجھتے نہین معلوم ہوتے سوار قدرت نے کہا مین آسمان پر جاکر رہونگا مجھے عیار کہان پائینگے
یہ کہکر اڑ کے چلا گیا دونون لشکرون مین تیاری ہونے لگی دربار برخاست ہوے چالاک
اور ابوالفتح صورت بدل کر لشکر ساحران مین گئے ایک ساحر سے اجنبی بنکر پوچھا کہ سوار
قدرت کہان ہین ہم انکی ملاقات کیا چاہتے ہین ساحر نے کہا سوار قدرت آسمان پر جاکر رہا ہے

نکل آئی ہے اور چالاک سے مقابلہ ہے یہ سنکر چالاک گھبرایا دل سے کہا تو نے ناحق اپنے
نام پر طبل جنگ بجوایا اب صبح کو اسیر کر کے یا شہر کو کہان جاؤن گا بڑی ذلت کا سامنا ہے سوار قدرت
کو ملنا محال ہے لاؤ چل کر بختیارک سے اسکا حال پوچھون یہ سوچکر روانہ ہوا ادھر لقا سے
دربار برخاست کیا تھا سردار اپنی اپنی جگہ پر جا کر مقیم تھے بختیارک اپنے خیمے مین تھا کہ چالاک
در خیمہ پر آیا اور دربان سے کہا جا کر ملک جی کو اطلاع کر دو کہ چالاک تمہارے پاس آئے
ہین دربان نے جا کر عرض کیا بختیارک گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا ارے تمنے اونکو روکا
کیون جلد باعزاز تمام لاؤ لوگ چالاک کو بلا لے گئے بختیارک نے سرو قد اٹھ کر تسلیم کی
اور گویا ہوا کہ اے مرشد زادے آج آپنے کرم فرمایا آپکے تشریف لانیکی مجھے تمنا ہی تھی بیت

نگویم ہمچو تشریف قدومت خانہ وارم		عزیزم خاکسارم گوشۂ ویرانہ دارم

چالاک پاس اسکے بیٹھ گیا اور گویا ہوا کہ ملک جی ہمارے باپ کو جب کوئی ضرورت ہوتی
تھی تو تمہارے پاس آتے تھے آج ہم بھی آئے ہین کہ تم سے کچھ پوچھین لیکن شرط یہ ہے کہ اگر
سچ بتا دو گے خیریت گذریگی ورنہ یہ خنجر بران دیکھو اسکو بہی پیاسا ہوا اور ہم بھی غصہ مین حد سے
انتہا سے زیادہ ہین بختیارک نے کہا کہ مین تو غلام کا آپ کے غلام ہون جو فرمایئے
بجا لاؤن اسنے کہا سوار قدرت کو بتا دو کہان ہے بختیارک نے کہا اگر آپ کو ذلیل کرنا
منظور ہے تو ذلت دیکھیے جو مزاج مین آئے وہ میرے ساتھ کیجیے مگر مجھکو قسم ہے اپنے مرشد
حق یعنی آپکے والد ماجد کی کہ سوار کا مسکن مین نہین جانتا ہون اتنا سنا ہے کہ وہ آسمان پر
رہتا ہے پھر کیا ہے آپکے نزدیک زمین او آسمان سب یکسان ہین آپ دشمن سے اپنا سوار
ہو کر جا پہنچیے گا اور مجھے یقین ہے کہ آپ سے قتل ہو جائیگا یہ آخر بیان اسکی سنکر چالاک سمجھا کہ سچ کہتا
ہے یہ حال سوار قدرت کا نہین جانتا ہے ورنہ میرے باپ کی قسم نہ کھاتا آخر ناچار ہوکر وہان
سے پھرا اس عرصہ مین رات تھوڑی رہی اسنے خیال کیا کہ اب چل کر تمہارے شعلہ دم
پری کو مار ڈال سوار قدرت اسی کا بلایا آتا ہے اسکے مرنے سے وہ نہ آئیگا یہی سوچتا ہوا
خیمہ تمہارے قریب آیا اس خیمہ نے صحن خیمہ مین پلنگ بچھوایا ہے اور سر اپنے خیمے کے اٹھوا کر
دور دور ساحرون کی چوکی بٹھائی ہین اور آپ پلنگ پر لیٹ کر کیول سحر کرکے اپنے اوپر ڈالا ہے
کہ سارا بدن آگ کی طرح دہک رہا ہے آپ غافل سو رہی ہے چالاک نے دور سے سوا شعلہ
آتش کے جب کچھ نہ دیکھا گھبرایا کہ اب کسکو بیہوش کرون اور کسے قتل کرون آخر ناچار ہو کہ

وہاں سے کوچ کی پھر اسی اثنا میں نوبت صبح کی بجنے لگی اور ستارے مثل گل باد خزان سے چمن آسمان میں مرجھا گئے غنچہ صبح کھلکھلا یا گلشن نیلوفری سپہر میں گل خورشید پھولا کہ نظم

سحر گہ از شبستان شاہ خورشید	بدون آمد ز مشرق ہمچو امید
جہان پیدا شدہ مثل جواہر	بچار اطراف عالم خوش گذر کرد

صبحدم لشکران ہر دو مع خیل و ذیل آمادۂ حرب و پیکار میدان جنگگاہ میں وارد ہوئے امیر بھی نماز پڑھکے تمام اسلحہ زیب قد کرکے در دولت پر آئے سب سرداروں نے مجرا کیا بادشاہ جم جاہ برآمد ہوئے نقاروں پر چوب پڑی پھر ایک نے تعظیم دی تخت شاہی کے ہمراہ جملہ سردار روانہ ہوئے اور بڑے کر و فر سے میدان جنگگاہ میں آئے بدستور روز اول مقام رزمی پاک و صاف ہوا اہلیہ کار نیست و بلند زمین کو ہموار کرچکے سقون نے آبپاشی کی گرد بٹھالی صفیں جم گئیں نقیب نقابت کرنے لگے خلاصہ یہ کہ جب دونوں لشکر لڑنے پر تل گئے یعنی لشکر وفا بھی آکر صف آرا ہوا اسوقت امیر نے ملاحظہ فرمایا کہ سب سردار اپنے اپنے سرداروں کے ساتھ حاضر ہیں لیکن چالاک نہیں ہے عیاروں سے پوچھا کہ چالاک کہاں ہے انھوں نے عرض کیا کہ حاضر ہوتا ہے امیر نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ مارے غیرت کے روپوش ہو گیا ہے یا خنجر مار کر مر گیا سوار قدرت سے لڑ نہ سکا اب بڑی سبکی ہوئی عیاروں نے عرض کیا کہ ہم سب لڑنے مرنے کو حاضر ہیں ایک عیار نہوا نہ سہی امیر نے جواب دیا کہ طبل جنگ تو اسی کے نام پر بجا ہے باتوں میں تو فرق آیا یہ فرما رہے تھے کہ قہار ساحروں کے ہمراہ ایک طرف آکر ٹھہر گیا اور آسمان کو دیکھا سوار قدرت فلک کی جانب سے بلا کی طرح نازل ہوا اور میدان میں آکر مبارز طلبی کی دست راست کے سرداروں نے کہا کل ہمارا شہزادہ گرفتار ہوا ہے ہمیں لوگ آج جائینگے کوئی اور ارادہ سوار کے ساتھ ہم نبرد ہونے کا نہ کرے یہ کہی رہے تھے کہ صحرا کی جانب سے گرد اڑی اور ایک سوار مرکب بادرفتار پر سوار تاج سر پر خنجر کمر میں سپر پشت پر نقاب چہرے پر ڈالے پیدا ہوا امیر نے اسکی جانب دیکھا اور وہ بھی مسکرایا امیر نے سمجھا کہ چالاک ہے دعا فرمانے لگے کہ خداوندا اسکو مظفر و منصور فرمانا اور چالاک سوار قدرت سے نگاور زن ہوا اور للکارا کہ تم غلام صاحبقران سوار قدرت ہنس کر پکارا کہ ابھی تو میرے سامنے سے بھاگ کر گیا ہے کل تجکو اپنا ساقی بناؤں گا چالاک نے کہا او بے حیا پیمانہ عمر لبریز ہوچکا ہے میں تیرا ساقی اجل ہوں تو کیا بکتا ہے ادھر آلا ضرب مردان عالم

سوار قدرت نے جھنجھلا کر تلوار ماری اسنے جست کر کے خالی دیکر ایک بیضۂ بیہوشی مارا کہ سوار قدرت
کی ناک پر پڑا وہ چھینک مار کر بیہوش ہوگیا چالاک نے کاٹھی خالی کر کے خنجر مارا کہ سر کٹ جائے
مگر خنجر اُچٹ گیا اُسنے جسم پر زور سحر اپنا تخت مثل تیر کے بڑھایا تھا یہ دیکھتے ہی وہ تو بیہوش تھا
اور گھوڑے سے زمین پر گرا چاہتا تھا کہ چالاک نے کمند پاؤں کے اپنے گھوڑے کو بڑھایا سوار
قدرت بھی کھینچتا چلا اور پتھر اور درختوں سے ٹکرا کر پیٹ پھٹ گیا اعضا ٹوٹ گئے آخر مر گیا صدائے
دار و گیر بلند ہوئی کہ کشتی سوار قدرت مارا گیا رنگ سفید ہو گیا اور بختیارک ناچنے لگا پکارا
صلوٰۃ بر ابراہیم و لعنت بر لقا فوج ساحران اور کافران لینا لینا کہتی چلی ادھر سے امیر بھی
اسم اعظم بآواز بلند پڑھتے ہوئے آگے بڑھے جسکی تاثیر سے تاکہ سحر اثر نہ کرے ابر سیاہ
ہر طرف سے گھر آیا پھر تو

نظم

بڑھے لڑنے والے کھینچی تیغ تیز — ملی امن کو واں سے راہ گریز
چلی جس طرف کو وہ جنگی سپاہ — دلاور ہوئے جس طرف کینہ خواہ
ہوئی لاش پر لاش اُس جا تپان — چمکنے لگے خنجر خون چکان
پہنچنے لگا آسے پیکان تیر — ہوا در ہوئے ہم سر گوشہ گیر

ہزار ہا ساحر اور لقا پرستان مارے گئے لشکر امیر چڑھتا چلا بختیارک نے طبل امان
بجوا دیا اور لشکر سے کہ پھر امیر بھی فتح و فیروزی پھر کر داخل بارگاہ ہوئے چالاک کو
خلعت عنایت کیا اور بعشرت شام تک عیار باہم مشورہ کر کے واسطے قتل کرنے فتار
کے روانہ ہوئے یہاں لقا وغیرہ سب بارگاہ میں آکر ٹھہرے ہیں کہ ابر آسمان کی طرف
آیا اور بجلی چمکی بختیارک نے کہا یا خداوند یہ کیا تقدیر فرمائی ہے لقا نے قہقہہ مارا اور کہا
ہماری تقدیر کو کون سمجھ سکتا ہے دیکھو ہمنے سوار قدرت کو اپنی رحمت نازل کر کے بہشت
میں بھیج دیا ہاں وہ سیر کرے ہائے یہ کلام سب حضاران دربار سنکر کہنے لگے کہ سچ تو جاگتی
جوت کا خداوند ہے جو چاہے وہ کرے سب تو یہ کر رہے تھے اور بختیارک چپکے کہتا تھا
کہ جھوٹے پر لعنت ہے اس گفتگو کے درمیان میں وہ ابر جو نمودار ہوا تھا قریب آیا اور طوفان
فیل دندان فرستادہ شاہ طلسم آکر پہنچا سلیمان نے جاکر لشکر اسکا اُتروا دیا مگر اُسنے
وہ کشتیاں جو اپنے ساتھ لایا تھا خداوند کو نذر دیں اور نامہ بادشاہ ساحران کا دیا آپ
سامنے تخت خداوند کے گر کر سجدہ کیا بختیارک نے خداوند پر سے پانی اُتار کر اُسکو

پھر سے ہوئے ابوالفتح کھڑا تھا اُسکو پہچان کر الگ لیجا کر سب حال کہا اور دل جو حالت لشکر پر
بیتی تھی تو دونوں پھر فراش بنکر داخل بارگاہ ہوئے حریف نے قہار سے کہا ملک جی عیارانہ
کی بالتحقیق بہت سے جو افراد ہے ہیں پہلے آپ آکر چلا گیا تھا ایک ہوا دوسرا کیا اور رلایا ہے بختیارک
نے کہا اے ملکہ یہ لوگ بلا سے بیسے ور بان ہیں تمھین جیتا نہ چھوڑینگے پھر جان ہے تو جہان ہے اپنی
جان بچاؤ کہیں ایسے مکان میں جاؤ کہ جہاں فرشتے خان کا بھی گذر نہو مجھے یہ بات تم پر
ظاہر نہیں کہنی نہیں معلوم ہوئی صبح کو ملی لمبی لیٹی ہوگی ہم افسوس کرتے ہونگے قہار نے
بولی کہ ملکہ جی جو باتیں آپ نے کہیں وہ میرے شعور میں آگئیں جو تمنے کہا وہی ہوا اپنی
ناہمواری اپنے ہی سے خوب ہوئی ہے سچ ہے جو میں اپنی محافظ نہونگی تو کون ہوگا یہاں
سے دو کوس پر ایک باغ ہے کہ باغ جمشیدی اُسکو کہتے ہیں اور صحرا بھی وہاں طلسم کا ہے کہ
کسی کا وہاں گذر نہوگا جو جائیگا قید ہو جائیگا میں وہاں جا کر رہونگی اور اسم اعظم سے حصار
بند کر کے اگر ہر ایک کو ہلاک کرونگی بختیارک نے کہا اے ملکہ تدبیر تو اچھی ہے لیکن پھر میں
ہماری خبر نہیں تمہاری مگر خیر ہم نے قضا سے پیشتر کہ قہار کہے اے حضرت دل کوئی بہانہ کر
لو جاؤ کیا آپ کو افلیہ کے حوالے ہو یہاں سے چلے جانے میں جان بچ جائیگی قہار نے کہا
میں نشت ملنے کی تدبیر کیے دیتی ہوں یہ کہکر وہ جادوگرنیوں سے حکم دیا کہ جو ملکہ جی حکم کرین
تم اُسکو بجا لانا کچھ عذر نہ کرنا جادوگرنیوں نے اپنے سر کے بال نوچکر بختیارک کو دیے کہ
ملکہ جی یہ بال جب آپ آگ پر رکھو گے ہم دونوں حاضر ہو کر جو فرماؤ گے بجا لائیں گے بختیارک
نے بال لے لیے اور جادوگرنیاں اور قہار بزور سحر اُڑ کر چلی گئیں چالاک اور ابوالفتح
یہ باتیں سنکر ساحرنیوں کے چلے جانے سے صحرا میں آئے اور مشورہ کرنے لگے کہ باغ جمشید
میں چل کر قہار کو ماریں اس میں چالاک نے کہا میں جاکے اس بختیارک کو مارے
ڈالتا ہوں کیونکہ جو کچھ شرارت ہے اُسی کی ہے ابوالفتح نے جواب دیا کہ کہیں ایسا کام نہ کرنا
خواجہ سمجھو ہمیشہ ڈاڑھی مونڈنے اور جوتیاں لگانے کا خراج اُس سے لیا کرتے ہیں وہ
ناراض ہونگے کہ میری سر دکھولی چالاک نے کہا کچھ ہی کیوں نہو میں تو جاتا ہوں یہ کہکر
خدمتگار کی ایسی صورت بنکر روانہ ہوا ادھر بختیارک حسب جادوگرنیاں چلی گئیں تو بارگاہ
سے اُٹھکر اپنے خیمے میں آیا چالاک اسکے ساتھ ہو لیا اپنے خیمے میں پہونچکر کھانا کھا کر
شراب پی کر آرام کیا چاہتا تھا کہ رفع احتیاج کی ضرورت ہوئی خدمتگار کو پکارا کہ آفتابہ

چوکی پر رکھ آیا ہان چالاک جو خدمتگار بنکر آیا تھا اُسنے پانی وغیرہ مین بیہوشی ملا کر اور خدمتگار
کو بیہوش کیا اُسوقت بختیارک نے جو پکارا آفتاب بلیک بنت انقلاب ہین آیا بختیارک اسکو
دیکھکر اپنی جگہ سے اُٹھکر چوکی پر آکر کھڑا ہوا کہ خدمتگار جاسے تو مین بیٹھون مگر خدمتگار نے
کہا کہ ملک جی ہٹو گا تو ہٹنا ہوتا تو مار ہی ڈالون گا اب بختیارک گھبرایا اور کہا یہ کیا ہوا کہ کیون
بے حرامزادے مالکون سے ایسی ہی گفتگو کرتے ہین چالاک نے کہا ہم اپنے مالکون کا منہ
ٹھہری مین دے دیتے ہین بختیارک ان باتون سے جھلا کر پکارا کہ کوئی حاضر ہے چالاک
نے کہا ہمارے سوا کوئی حاضر نہین اور موت تو ہر وقت ساتھ رہتی ہے بختیارک ان
باتون سے سمجھا کہ شاید عمرو طلسم سے آگیا یہ جانتے ہی جواب کر با ادب سلام کیا اور کہا آپ
طلسم سے کب تشریف لائے یہ آفتاب اور سب بیہوش شیشے کا مال اسباب آپکی نذر ہے
چالاک نے کہا یہ بیہوش کس کام کا ہے اگر دلاتے ہو تو زنبیل مین رکھ لیتے ہین مجھکو ہزار
روپیہ روز امیر عنایت کرتے ہین وہی میرا خرچ ہے مین تیرے پاس اس لیے آیا ہون
کہ ہمیشہ عمرو پر تونے احسان کیا ہے جو مشکل ہوتی ہے وہ بمصداق مصرع مشکلے نیست کہ
آسان + آسان نتوان قبل تو مشکل + مجھکو قسم ہے لقا کی سچ بتا وہ کہ عمرو اب ہے پاس
کیونکر دیا ہون چالاک نے نہ شتہ سا جسنا کرکے پوچھا کہ شاید بتلا وے لیکن بختیارک نے
نہ بتلایا اُسوقت اُسکو بیہوش کرکے چالاک دروازہ کھولا اور لشکر اسلام کی طرف ایک
دیکھکر دل تھوڑا ہوا اتفاق ہی لکڑیان کچھ جمع کرکے آگ سلگا کر سوتا تیاری سے کڑھائی
اور تیل نکال کر کڑھائی آگ پر رکھ کر تیل گرم کیا اور بختیارک کو ہوشیار کر دیا اُسکی جو
آنکھ کھلی دیکھا کہ مین بندھا ہون اور چالاک نے کڑچھے سے تھوڑا سا تیل جلتا ہوا اُسکے
جسم پر ڈالا کہ جلبلا گیا اس سے بغصہ پوچھا کہ اے نطفہ شیطان جلد بتا کہ قہار کہان ہے
نہین تو مار ہی ڈالون گا جہان لشکر اسلام پر آفت ہے وہان تجھے بھی جہنم رسید کرونگا
اور اسی کڑھائی مین تلون گا اُسنے کہا مجھے کھول دو تو بتا دون چالاک نے کھول دیا
اور کہا اگر کچھ حرمزدگی کی تو یہ سمجھ لینا کہ مین نہین ہون بختیارک نے شور کیا کہ میان جان ہے
تو جہان ہے اس اثنا مین چالاک نے تیل کا ایک چھینٹا اور دیا کہ تڑپ گیا اور چاروی
سے بال جادوگرنیون کے آگ پر رکھے پھر تو بقول نسیم

	بال آگ پہ سینکے اندھی آئی		وہ دیو لی بال باندھی آئی	

دونون جادوگرنیان حاضر ہوئین اُسنے کہا ملکہ قہار کو بلا لاؤ وہ چلین اور باغ جمشید مین
پہونچکر الگ سے عرض کیا کہ ملکہ جی آپکو درہ کوہ مین کہڑے بلاتے ہین قہار
سنتے ہی اٹھی اور سمجھی کہ اسلئے مین شیطان خداوند نے جو مجھے بلایا ہے یقین ہے کہ کوئی
تماشا قدرت خداوندی کا دکھاویگا یا مجھسے کچھ راز کی باتین کریگا یہ سوچکر کنیزون سے
کہا تم شہر مین اکیلی جاؤنگی غرضکہ تنہا آکر پاس ملکہ جی کے پہونچی چالاک اسکی
شکل دیکھکر پہاڑ پر چڑھ گیا اور سفیدتارک دوڑکر قدم پر گرا چپکے سے کہا ملکہ عیار پکڑ لایا ہے
مارے ڈر کے تہ اور سب حال کہدیا قہار اسکی گفتگو سے چار طرف دیکھنے لگی چالاک
نے پہاڑ پر سے دیکھا کہ یہ ہر سمت نگران ہے سمجھا کہ سفیدتارک نے کچھ حال کہدیا یہ سمجھکر
گوپھن مین پتھر رکھکر مستعد ہوکر کھڑا ملکہ قہار نے جب گوپھن پہاڑ کو دیکھا اور سفیدتارک کی
جانب دیکھا اُسنے ہاتھ اوپر کیا اور قہار پہاڑ کے اوپر چلی کہ پکڑ لاؤن چالاک
نے پتھر گوپھن کا چرخ دیکر مارا اسکے سر پر پڑا سر پھٹ گیا چکر آگئی گرتے گرتے اپنا کر ایسا
بنایا تھا کہ ہلاک نہوئی چالاک کہا یہ بڑا غضب ہوا اب جلدی تمام کرکے دوسرا گرایا
سل ہزار من کی ڈھلکا دی کہ قہار سنبھلکر دوبارہ اُٹھکر چلی تھی کہ وہ پتھر جو گرا اسکے
نیچے پڑا تھا جو کہ مر گئی دم پھڑ پھڑا کر نکل گیا غل اور شور تاریکی ہوئی کہ شعلہ بدن
جادو سفیدتارک بھاگکر درہ کوہ مین غار کے اندر چھپ رہا کہ مجھے آفت نہ آئے
اور چالاک پہاڑ سے اُترکر ڈھونڈنے لگا کہ اس شیطان حرامزادی کو جو شیطان لگا
اسنے قتل کرانے مین کوئی دقیقہ نہین اُٹھا رکھا تھا غرضکہ ہر سمت اُسکو ڈھونڈنے لگا
جب کہین پتا نہ لگا شادان و فرحان لشکر کی طرف چلا یہان لشکر اسلام
وہ جادو آتش دفع ہوگئی ہر ایک سے رہائی پائی امیر نے مع لشکر بارگاہ دولت مین آنا
اور آیا اسوقت چالاک نے آکر سلام کیا اور سب کیفیت عرض کی امیر نے اسکو
خلعت سے سرفراز فرمایا اور حکم دیا کہ جلسہ انبساط آغاز ہو ناچ ہونے لگا اودھر سفیدتارک
بھی غار سے نکلکر اپنے لشکر مین آیا لوگ اسکے سب ڈھونڈتے پھرتے تھے اسکے آنے
سے خوشنود ہوسے مگر یہ بارگاہ دولت مین آیا اور کہا یا خداوند خبر منگوائیے وہ جادو
آتش مین لشکر اسلام سے دفع ہوگئی قہار آپکی جہنم واصل ہوئین یہ کیا ماجرا کہہ سنایا
تھا سننے کہا کہ ہمکو بھڑوے کے حال پر رحم آگیا ہمنے تقدیر پھیر دی یہ باتین تھین کہ طوفان اٹھا

خیمے سے بارگاہ میں آکر بیٹھا اور کہا ملکہ نہیں معلوم کہاں گئی ہیں بختیارک بولا کہ وہ بہشت
نصیب ہوئیں طوفان گویا ہوا کہ ملکہ جی بدکلامی سے نہ نکالو بختیارک جواب دہ
ہوا کہ بہ دنیا میں کچھ نہیں جانتا ہوں مجھی سے بلوایا اور مار ڈالا دیکھو ہمارے دل میں
بھی بھبھوکے پڑتے ہیں اور تن پر بھی چھالے ہیں یہ کہہ کے جسم برہنہ کر کے وہ نیل کے چھینٹے
دکھائے اور سارا احوال کہا فیل دندان حیران ہوا ہوش اڑ گئے کہ عیار بڑے زبردست
ہیں بختیارک نے کہا اب تم اپنی خیر مناؤ کہ تمہیں خداوند پاس رہو سمجھ لینا فیل
دندان سمجھا کہ شیطان سچ کہتا ہے لیکن کیا کروں شہنشاہ ساحران کیونکر سمجھے
مجھ سے کیسا بہتر ہے کہ عرضی لکھوں جیسا جواب آئے ویسا بجا لاؤں غرض کہ اسنے عرضی
تحریر کی اور کل کیفیت یہاں کی لکھی اور لقانے نامہ لکھا کہ اے شاہ جادوان جو چار دن
ہم کو ہوئے ہیں اسکو شہرہ ہوتا ہے ہم اسکو غارت کردیتے ہیں کوئی ایسا زبردست ہو کہ
ہمکو ماتحتی میں رکھے اور کام خداپرستوں کا تمام کرے یہ مضمون مع عرضی فیل دندان
نے پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا پنجہ اٹھا کر اڑا اسپیا سب پاس لایا اسنے عرضی اور نامہ
پڑھ کر فکر کی کہ کس شخص کو بھیجوں جو صادق باطن ہو اور کام ان خداپرستوں کا تمام کرے
آخر کی ایسا شخص جانے کہ عیار آسیر غالب نہ آسکیں اور بیہوشی اسکو تاثیر نہ کرے خلاصہ
کلام یہ تو اس فکر میں ہے لیکن منتظران بہیت زبر سخن گوہر آرم بالعزت + نو نسیم نکہت
داستان شگفت + یعنی جس وقت کہ نخلبند حدیقہ عیاری وگل چین باغ طراری خواجہ
عمرو بن امیہ ضمری کو باغبان قدرت جو گرفتار کر کے لے گیا راہ میں ایک باغ
اسنے اپنی سیر کے لیے بنایا تھا وہاں آیا یہاں چار سو لونڈیاں نازنینان مہرصورت
ماہ طلعتین آمنے سامنے سے جھک آگیا عمرو سحر میں مسحور ہے اسکو بٹھا دیا آپ مسند پر بیٹھکر دم
لینے لگا کنیزوں سے اختلاط کرنے لگا دو ایک کنیزیں جو منہ چڑھی تھیں انھوں نے
پوچھا کہ یہ شخص جو گرفتار ہے کون ہے اسنے کہا عمرو عیار ہے ایک لونڈی بولی آپ ناحق
اسکو پکڑ لائے کیونکہ جو اسکے ساتھ دشمنی کرتا ہے وہ مارا جاتا ہے آپ اسکا [illegible] اسکے
اسنے بڑے بڑے ساحر مارے ہیں سرکشوں کے سر اتار رہے ہیں آپ شاہ طلسم سے کہیے
کہ عمرو مجھے نہیں ملا یہ گفتگو باغبان سنکر لونڈیوں پر خفا ہوا اور ایک طمانچہ کنیز کے مارا کہ
میں نمک حرام نہیں ہوں جو شاہ کے حکم سے گردن تابی کروں اسوقت عمرو کے بھی ہوش

پاکر کہا کہ ای باغبان میرے ساتھ دشمنی کرنا بہتر نہیں ہے میرا کچھ نہیں جائیگا مین ایک سنگ
کا پیادہ ہون مارا گیا تو کیا اور زندہ رہا تو کیا مگر جو تو مارا گیا تو پھر کیسی ہوئی اس گفتگو مین عمرو
مصروف تھا کہ ایک طائر اترتا ہوا آیا اور سب باتین سنکر سامنے شاہ جادوان کے گیا جملہ
تقریر بیان کی اس سے بیان کی افراسیاب نے کہا وزیر میرا نمک حلال ہے وہ ضرور عمرو
کو لائیگا ہمارے پانچ چار ہمچیدہ اور منتخب ساحر ہین انھین مین سے وہ بھی ہے یہ تو تقریر لطیف
کر رہا ہے مگر باغبان باغ نے کہ عمرو کو پھر روانہ ہوا ایکن حال سنئے کہ برق فرنگی
بھی جنگل مین بہ تلاش عمرو پھر رہا تھا کہ دیکھون استاد سے اور باغبان سے کیا معاملہ
درپیش ہوا اسکو ایک ساحر نے پھرتے دیکھ کر پکڑ لیا اور لیکر چلا راہ مین اسکے ایک دوست کا
مکان تھا وہان برق کو لایا وہ دوست اسکی ساحرہ ہے نازک اندام جادو نام اسنے جو
برق کو دیکھا تو اسپر فریفتہ ہو گئی اور اس ساحر کی پشت پر آکر عین غفلت مین ناریل سحر
پڑھکر مارا کہ اسکے سینے کے پار گذر گیا غل و شور ہوا مگر اسنے برق کا ہاتھ پکڑکر بٹھایا اظہار
عشق کیا برق تو عیار ہے بدل ہوا اسکو اپنے اوپر شیفتہ پاکر اسی کی محبت کا دم بھرنے لگا
اور شراب منگوا کر اپنے ہاتھ سے اسکو جام بھر کر دیا لیکن آنکھ بچا کر بیہوشی اس مین ملا دی کہ
ساحرہ جام پی کر بیہوش ہو گئی برق نے سارے کپڑے اسکے اتار کر زیور وغیرہ لیکر سر اسکا
کاٹ ڈالا اور آپ اسی کی ایسی صورت بنکر روانہ ہوا راہ مین دیکھا کہ عمرو کو باغبان لیے
جاتا ہے برق راہ کاٹ کر کنارے دریا کے اس طرح آیا کہ یہ معلوم ہو جیسے اس پار سے دریا
اتر کے آیا ہے اور قریب آکر سلام کرکے ایک نامہ افراسیاب کی طرف سے دیا اور زبانی
بھی کہا کہ آپ نے مجھے کاہے کو پہچانا ہوگا مین کنیز ہون شہنشاہ کی مجھے آپ پاس بھیجا ہے
اور فرمایا ہے کہ ہمنے عمرو کو گرفتار کرنے تمھین بھیجا تھا تمنے بڑی دیر لگائی اب جلد لیکر آؤ
ہم منتظر ہین باغبان نے اسکی تقریر سنکر خیال کیا کہ جب مین اپنے باغ مین تھا اسوقت
طائر سحر آکر خبر لے گیا تھا شہنشاہ نے پھر اس کنیز کو کیون بھیجا اس مین معلوم ہوتا ہے کچھ دھوکا
ہے یہ سوچکر منہ سے افسون پڑھا برق زمین پر گرکر لوٹنے لگا اسنے کہا سچ بتا تو کون ہے برق
نے کہا سچ تو یہ ہے کہ سامنے درہ کوہ مین میرا مکان ہے اور مین ساحرہ ملازم شہنشاہ ہون
باغبان کو اس بدلی ہوئی تقریر سے اور زیادہ شک ہوا اور ایک چٹکی خاک کی اٹھا کر سحر
پڑھکر پھینکی برق کمر تک زمین مین غرق ہو گیا باغبان نے کہا اگر سچ سچ اپنی حقیقت کا

تو بتا دے تو قسم ہے سامری کی کہ تجھے چھوڑ دونگا نہیں مار ڈالونگا برق نے دیکھا کہ اب تو چھوٹنا بہت مشکل ہے اور زمین میں سما گئے ناچار گویا ہوا کہ ہمارا برق فرنگی میرا نام ہے استاد کو لینے چھڑانے آیا تھا خود بھی گرفتار ہو گیا باغبان نے اسکے سچ بولنے سے جھنگی بجائی دو جادوگر پیدا ہوئے اور لنگوٹوں میں ہاتھ دیکے برق کو زمین سے دونوں نے کھینچ لیا باغبان نے سحر کر دیا کہ بھاگ نہ جائے اور ایک عرضی لکھکر ساحروں کو دی اس میں سب حال برق کا مندرج کر دیا اور لکھا کہ اسکو ہمراہ لیتا آؤں یا نہ لاؤں ساحر بہت جلد عرضی خدمت شاہ طلسم میں لیکے گئے اُسنے پڑھکر جواب لکھا کہ اور عیاروں سے کچھ مطلب نہیں تھے برق سے سچ بولنے پر رہا کر دینے کا اقرار بھی کیا ہے اسپر احسان کرکے چھوڑ دو اور عمرو کو یہاں لے آؤ جب یہ جواب عرضی باغبان کو پہونچا تب اُسنے برق سے کہا کہ ہم سب کا گرفتار کر لینا کچھ بات نہیں ہے میں تجھپر احسان کرتا ہوں کہ تجھے چھوڑے دیتا ہوں جا اب کبھی شور نہ کرنا یہ کہکر تیرا سر سے اتار لیا برق نے کہا کہ میں نے تو کوئی دقیقہ تیرے مار ڈالنے میں باقی نہ رکھا تھا مگر قضا تیری نہ تھی اور استاد کی قسمت میں گرفتاری تھی خیر یار زندہ و صحبت باقی بقول شخصے فرد

اچھا کیا جو آپ نے باندھا ہمیں پیر	جیتے رہے تو ہمیں ملینگے اور رہ گئے تو خیر

باغبان نے کہا شاباش مردان عالم ہیں ہمیشہ دار دیر کہکر باز و عمرو کو لیکر اڑ گیا برق روتا ہوا مجبور وہاں سے پھرا اور باغبان سامنے شاہ جادوان کے عمرو کو لایا اور عرض کیا یہ مجرم حاضر ہے یہ کہکر سامنے پیش کیا افراسیاب نے ہنسکر کہا کہ اسنے عمرو بقول جرأت غزل

مرنا ہی نظر آیا انجام گرفتاری	پیغام اجل لایا پیغام گرفتاری
ایسے ہوئے بیتاب بیٹھے گئے ہیں سے لا	تنگ آ کے ہم ایسے جاتے اکرام گرفتاری
کیوں دام میں گھبراتے صیاد کو کرتا تنگ	کیا چین سے کٹ جاتے ایام گرفتاری
تار و نظر بار دو نکلا ہو سے نہ شور جلا	کیا کہیے کہ ہیں کیا کیا آلام گرفتاری

اب کوئی دم کے تم مہمان ہو عمرو نے کہا اے شہنشاہ آپ میں سب طرح کی قدرت ہے مجھ ادنیٰ شخص کا زور کیا چل سکے آپ کو لازم ہے کہ ایکی مرتبہ بخشیے اور چھوڑ دیجیے اور قلم عفو میرے حرف جرائم پر کھینچیے میں اسکا احسان تمام عمر مانونگا افراسیاب نے کہا کئی بار تجھکو چھوڑ دیا

اور تو نے مجکو ذلیل کیا اب تجھے زندہ نہ رکھونگا عمرو نے کہا جو آپ فرماتے ہین سچ ہے مجھے
بھی یاد ہے باغ نقش مین حضور کے پیچھے بڑی ذلت ہوئی تھی غرض الماضی لایضی مضی مامضی
وہ باتین جانے دیجیے خداوند لقا نے جو مقدر مین لکھا تھا ہوا اس گفتگو سے افراسیاب کا
دل پر بہت رحم آیا تھا کہ حیرت نے دیکھا بڑا ستم ہوا عمرو فقرہ دیکے کہ چھوٹا چاہتا ہے بس پہلو سے
شاہ طلسم کے اٹھ کر قریب عمرو کے آئی اور دو تھپڑ مارے لات اونچی کی کہ موئے جوانمرگ
دغاباز جیسے شہنشاہ کو دم دیا چاہتا ہے ہمکو تو نے موم کا سمجھا ہے کہ جب پایا پھسلا لیا تیری بات
سننے والے کو کیا نہ کوسون غارت ہو دیکھ تو تجھے کس طرح قتل کرتی ہون یہ عتاب عمرو
دیکھکر رونے لگا اور دل سے پکارا کہ خداوندا اب زیادہ تجھے ذلت نہ دلوا تو عالم الغیب ہے
خوب جانتا ہے کہ مین کافرون ساحرون کو قتل کرنے آیا ہون تاکہ تیرا دین جاری ہو الٰہی
میری مدد کر دعا مانگتے ہی عمرو کے دل کو تسکین ہوئی چہرے پر سرخی آگئی افراسیاب نے
پوچھا کہ اے عمرو تو مردے کی طرح پڑا تھا لیکن اب کچھ خوش معلوم ہوتا ہے عمرو نے کہا میرے
خدا نے مجکو تسکین دی شاہ نے پوچھا کہ تیرا خدا کون ہے عمرو نے جواب دیا کہ میرا خدا وحدہ
لا شریک لہ ہے جسنے تمام طلسم و دنیا کو بارشاد کلمہ کن خلق فرمایا تجھ ایسے ساحر اور سنگدل کو یہ
عنایت کیا کہ اسکے خاص بندون پر جبر و تعدی کرتا ہے اب مجکو اسنے ہدایت عالم غیب سے
ہوئی کہ تو گھبرا نہین افراسیاب کو تو مارے گا اور تیرا کوئی کچھ نہ کر سکے گا اور اسکے بندون
کو اگر مین نے بڑی ذلت سے نہ مارا تو نام اپنا نہ رکھا حیرت یہ تقریر سنکر ڈری
اور دل کڑا کرکے بولی کہ ارے او موئے جالباز تو کسے دھمکاتا ہے اپنی خیر منا عمرو نے
کہا اری کمبخت لونڈی کتنا لباس پہن کر اترا گئی ہے تو نام میرا عمرو ہے تجھے جو نا لونڈی بنا کر
کوسے کی ہنسا یا اتفاق سے افراسیاب نے حیرت کے باپ کو کچھ روپے دیکے
اسی قیمت عمرو نے لونڈی جو کہا حیرت بہت جھینپی اور کہا ارے تیرے منہ سے میرا لونڈی ہونا
ثابت ہو گر عمرو نے جواب دیا کہ اپنی اماں اور باوا سے پوچھ لینا اب تو حیرت اور بھی
زیادہ جھینپی اور فرط غضب سے تھر تھر کانپنے لگی عمرو نے کہا قاعدہ ہے کہ لونڈی جسکو لونڈی
کہو تو وہ رفتی ہے اور بولی کہ جو لونڈی کہو تو ہنستی ہے سیر دیکھنا تیرا دین ذلیل کرے تو نے میری
اس گفتگو مین ابریق کو شگاف ہوا اور صرف ایک پیر باہر صرف انداز نے کہا اے ملکہ حیرت
چپ ہوگا جب اسکا سر کاٹا جائیگا آپ اسکو قتل کریے اور اسکے منتر نہ لگے حیرت نے

کہا ای شہنشاہ اسکو جلد قتل فرمائیے افراسیاب نے اسکے کہنے سے کتاب سامری دیکھی
کہ عمرو کی نسبت کیا کیا جائے کتاب میں لکھا تھا کہ عمرو کو حیرت کے حوالے کرو وہ اس
ملک میں لیجائے جو خاص اسکی حکومت میں تو نے دیا ہی اور اصلی مکان اسکے رہنے کا ہے
وہان لیجا کر عمرو کو قتل کرے کیونکہ جہان خون اسکا گرے گا وہان آبادی نہ رہے گی اور
وہ مقام اور ساکن اس جگہ کا دونون برباد ہو جائینگے عمرو ایسا گنہگار سامری ہے کہ
خداوند سامری جہان اسکا خون گرے گا وہان آب رحمت نہ برسائینگے یہ معلوم کرکے
حیرت کی طرف مخاطب ہو کر کہا ای ملکہ ذرا کتاب تم تو دیکھو کہ اس میں کیا لکھا ہی حیرت نے
مسکرا کر آنکھون کو گردش دیکر گات اپنی دکھا کر مثل کتاب کو دیکھا اور حکم پڑھکر خوش
ہوئی کہ میں لیے جاتی ہون اس میں ساحران حاضر دربار پکارے کہ ای شہنشاہ ہمکو آثار
خوشی اسکے معلوم ہوتے ہین کسی نے کہا میرا دماغ خشک ہوا جاتا ہے شاہ طلسم نے
کہا کچھ بو تمھے بھی معلوم ہوتی ہے عمرو نے جواب دیا کہ رستم کی دھاک ہی ہے حیرت
نے کہا قربان جمشید و سامری کے میرا جی چاہتا تھا کہ موئے کی گردن اپنے ہاتھ سے مار لیتا
وہی حکم کتاب میں بھی نکلا عمرو بولا کہ وہی عمرو اسامری ہے جسکا پوست چالیس گز کا لٹکا
ہوا ہے اور اسمین سے کوئی شیطان صدا دیتا ہے پانچ کوس تک آسمان سونیکا اسکے شہر پر
تھا ہے حیرت اور افراسیاب یہ کلام سنکر گھبرائے اور مستفسر ہوئے کہ تو سامری کی ہمسری
کیا چاہتا ہے عمرو نے کہا میں ان سب خداوندون کے پاس رہ چکا ہون اور جو وہ حکم کرتے ہین
اس پر جب تم لوگون کی نسبت عمل کرتا ہون اتنا جانتا ہون کہ حیرت کی قضا آگئی ہے
حیرت یہ سنتے ہی اٹھی اور بولی کہ کیون نہ میں آج تجھے بغیر قتل کیے نہ چھوڑونگی
اور چاہا کہ پہنچ دستہ کٹار اٹھا کر لیجائے کہ افراسیاب نے کہا ہان ہان ای ملکہ تمھاری یہ
کیا قدرت نہیں جو اسکو اٹھا کر لیجاؤ زعفران جادو اور یاقوت جادو سے کہو وہ لیجائینگے
یا تشریف رکھو قدم نہ یہان سے جانا اور کام اسکا تمام کرنا یہ گفتگو سنکر حیرت خوش ہوئی
اور کہا حضور میری قدر و منزلت کرتے ہو اسے جب تک گنگا جمنا میں پانی رہے حضور کا
سایہ سلامت رہے میں اچھا ای زعفران تو اسکو لیکر چل میں بھی آتی ہون اور ای یاقوت تم
مثل محافظ کے ہمراہ جاؤ نہایت احتیاط سے ... باغ میں لیجا کر اسکو ... قتل
کرونگی زعفران اور یاقوت نے حسب ارشاد ... تیار کیا

بے حس و حرکت کر کے اسپر بٹھایا لیکر روانہ ہوئین عمرو کی آنکھین کھلی ہین اور زبان قابو
مین ہی باقی سب اعضا بیکار ہین کوہ و دشت طلسم کو دیکھتا خدا کو یاد کرتا چلا آتا ہی یہانتک
کہ ایک ملک کے قریب پہونچا دیکھا چار دیواری اُس شہر کی آئینے کی ہی اور تصویرین صحرا
و باغ و مکان کی آئینون مین بنی ہین کسی جا نازنینون کے جلسے اور رنگ پاشی کی تصویر
ہی کسی مقام پر شاہون کی شکار گاہ کا نقشہ بصد خوبی کھچا ہی در قلعہ بصد شان و شوکت
تعمیر ہے اسقدر بلند ہے کہ فکر مہندس اُسکی برتری کو نہ پہونچے اور پاے اندیشہ وہان تک جانے
سے قاصر رہے ہر کنگرہ اُسکا گنبد چرخ دوار سے مقابل اور ہر مینار اُسکا طارم فلک سے
برتری مین کامل کہ بمقتضاے ابیات

سر قلعہ است بر کوہ فلک سر — بنا کردہ ز سنگ و آہن و زر
بلند از کنگرش ماہ و پروین — ز برج آسمان بالا نشین
نہ پیچد بر سر از وی مرغ تدبیر — شود اندیشہ اندر نیم رہ پیر
نباشد پاسبانش را بدل باک — ز جاسوس خیال و دزد ادراک
چو خواہد چرخ بوسد آستانش — ز ہمت کردہ پا بستہ در بانش

ہزارہا ساحر دروازے پر نگہبان تھا دروازہ کھلا تھا زمرد و یاقوت اندر شہر کے
داخل ہوئین عجب حسن آباد اور دلکشا شہر دیکھا کہ جسکی رونق کے سامنے بستی شہر ارزان
کی فلک پر اجاڑ نظر آتی تھی ہر ایک عمارت اُسکے قصور بہشت شداد پر طعنہ زن تھی اور
دکاندار پوشاکین عمدہ اور پُر تکلف پہنے تختون پر جلوہ گر تھے تحفہ اسباب نادر روزگار
اور اشیاے نفیس سامنے رکھے بیچ و شرا مین سرگرم تھے سقے کٹورے کھنکاتے تھے دلال
خریدارون کو بلاتے تھے کہ بمصداق نظم

ہر دکان تھی سجی دلہن کی طرح — صاف آراستہ چمن کی طرح
گل فروشون کی ایک سمت قطار — ہر جگہ پر تھے پھولون کے انبار
کر لی دیتا تھا اس طرح کی صدا — سے یہ بڑھی وہ ہو جو البیلا
اک طرف تھا وہ کنجڑون کا پکار — خار کھائے چمن مین اپنے بہار
پان والون کے گرد ہون وصف بیان — سرخ یاقوت کی طرح ہو زبان
جھکے ہین اس غرور و نخوت سے — جیسے حاکم یہی ہین بنگلے کے

تھی جو ہنباکو والے کی دوکان | طرفہ ساماں نرالی اسکی شان
ایک جانب کو تھے جو خوشبو ساز | ان کی دوکان کا نیا انداز
نکہت عطر سے شمیم کھوئی تھی | روح پژمردہ تازہ ہوتی تھی
کیا دوکان کلال کی ہو وصف | عقل حیران ہے دیکھ کر صنعت
مے کی کب تاب لائی تھیں پریان | قاف سے اتر کے آئی تھیں پریان
پنسہٹے بند ایک سو بیٹھے تھے | بیچ اپنی دکان میں بانٹتے تھے
تھی وہ عطار کی لطیف دکان | جملہ امراض کی دوائیں وہاں
بیٹھے تھے کچھ علاقہ بند وہاں | اپنی اپنی سجے ہوئے تھے دکان
حسن بندش کا انکے کیا کہنا | کام تھا بس گوندھنا گہنا
تھے دکانوں میں بیٹھے سادہ کار | کر رہے تھے انگوٹھیاں تیار
ایک جانب کو بیٹھے تھے صراف | لاکھوں انکے چلن سے کیا اوصاف
کوئی ہنڈوی کو لی سکھا رہا تھا | دیکھتا تھا کوئی یہی کہتا تھا
پوچھتا تھا کسی سے یوں دلال | مہر کا بھاؤ کیا ہے کندن لال
قابل دید تھا جوہری بازار | ہر دکان غیرت عروس بہار
خوشنما ایک سو تھا بزازہ | ہر طرح کا وہاں تھا تھان نیا
تھے وہ شیرین زبان حلوائی | روح فرہاد خوش ہوتی تھی
اک طرف نان بائی بیٹھے تھے | شیر مال و کباب بیچتے تھے
اک طرف ساقنین پری پیکر | جان انسان دیتے تھے جن پر
ہر طرح کا غرض وہاں تھا جماؤ | دل کہے یاں سے اب نہ کہیں کو جاؤ

قصہ کوتاہ شہر و سیر دیکھتا ہوا اور دل سے تحسین کرتا ہوا کہ اس شہر کو خوب لوٹ کھایا ایک باغ کے پاس پہنچا شہزادہ دیا قوت تخت اندر باغ کے لائیں یہ باغ روح بادشاہ طلسم کا ہے اسکی خوبی کا کیا کہنا در باغ جواہر نگار تھا اندر گلزار جواہر ہر طرحدار تھا ہر نخل ہرا بھرا پھلا پھولا تھا ثمر اور گلوں سے لدا تھا روشیں جواہر آگین گلشن سپہر کو شرماتی تھیں مہندی کی ٹٹیاں مینا کار نظر آتی تھیں نظم

خوشا آب و ہوائے دلکشا را | کہ فرحت می فزاید آن دل آرا

ازو خلد برین یک قطعہ باغے	بلا دیدہ ہر را چشم و چراغے
کہ آن باغ آبروے ہفت کشور	نگاہ از دیدن او تازہ و تر
بود نشو و نما آنجا روان را	بہار دیگرست آن بوستان را
صفاے شام را آنجا سبز نام	چہ نسبت صبح صادق راست با شام

ہزارون قصر و ایوان عظیم الشان پتھر کے تعمیر تھے جواہر کا کام اُنپر کیا تھا چشم حیران کا نیا
تماشا تھا لیکن حیرت از بسکہ پاس افراسیاب کے رہتی ہے اِس باعث سے کچھ فرش
وغیرہ کا سامان نہ تھا خواصین اور مالنین اپنے اپنے مقام پر ساکن تھین زمرد و یاقوت
کے آنے سے سب حاضر ہوئین انکو بہ ادب سلام کیا انھون نے کہا کہ ملکہ عالم تشریف لائی
ہین بہت جلد اِس جگہ آراستگی کرو تمنے باسی گھر ڈال رکھا ہے دیکھو تو ملکہ کیسا آکر خفا ہوتی ہین
کہ جھاڑو بھی یہان نہین دلوائی ہو کنیزین یہ خبر سنتے ہی سرگرم کار و بار ہوئین چھت پردے
چلمنین وغیرہ درست کین فرش قاقم و سنجاب کا بچھایا زینت بخش ریاض رضوان اُس
باغ کو بنایا زمرد و یاقوت نے عمرو پر سے سحر دفع کرکے اُس مکان کی ایک کوٹھری
مین بند کر دیا اور تین قفل برابر ران شتر کے فولادی لگا دیے اور سحر کر دیا کہ کوٹھری کے
دروازے پر شعلے آگ کے چیخ مارنے لگے اور اژدہے منہ پھیلا کر بیٹھے غرض اِس طرح
قید شدید مین مبتلا کرکے آپ بھی انتظام کرنے لگین مکان اور باغ کو دلھن کی طرح
خوب سجا اور چبوترہ بلورین پر فرش بچھوا کے آپ بیٹھین اور انتظار ملکہ حیرت کا کرنے لگین
لیکن عمرو جو کوٹھری مین بند ہوا وہان سجدہ شکر درگاہ خداے تعالے ادا کیا کہ مین نے
اِن ساحرون کے ہاتھ سے نجات پائی اور خنجر سے زمین کو کھودنے لگا دیکھا کہ زمین
یہان کی پتھر کی ہے اور فولاد سے بھی زیادہ سخت ہے اُسوقت گھبرایا کہ اب کیا کرون
اور اُسی حالت اضطرار مین دعا کرنے لگا کہ یا حضرت ابو البشر دادا جان کوئی طریقہ
عیاری تعلیم فرمایئے اِس دعا کرنے سے چونکہ نظر کردہ ہفت پیغمبران ہین فی الفور تائید
غیبی ہوئی اور ذہن مین تدبیر عیاری آگئی ایک آدمی زنبیل سے گنہگار واجب القتل نکال کر
بیہوش کیا اور اُس کی زبان مین دوا ایسی لگا دی کہ منہ مین زبان پھول گئی اور گویائی
موقوف ہوئی پھر اُسکو مثل اپنی صورت کے بنا کر وہین لٹا دیا اور آپ گلیم اوڑھکر قریب
دروازے کے کونے مین بیٹھ رہا یہان زمرد و یاقوت انتظار مین تھین کہ ملکہ حیرت

بڑے عظم و شان سے اپنے مکان مین آئی اہلکاران سلطنت نذرین لیکر حاضر خدمت
ہوے لیکن اپنے وزیرزادون سے پوچھا کہ تمنے عمرو کو کیا کیا زمرد نے عرض کیا کہ کوٹھری
مین بند ہے حیرت خفا ہوئی کہ تمنے بڑا غضب کیا وہ وہان سے نکل گیا ہوگا انھون
نے کہا کیا مجال ہے حضور چلین اور ملاحظہ فرمائین ہمنے نہایت مستحکم اور حفاظت کے طور پر
ہمنے اُسے رکھا ہے یہ سنکر حیرت اُنکے ہمراہ کوٹھری کے در پر آئی اور زمرد نے آگے
بڑھکر آتش اژدر دفع کیے قفل کھول کر دروازہ وا کیا عمرو تو بسبب قفل دروازہ بند ہونے ہی تھا
اور بسبب طلسم کے کوئی اسکو دیکھ نہ سکتا تھا دروازہ کھلتے ہی نہایت آہستہ سے باہر نکل آیا
اور باغ مین آکر ٹھہرا ادھر حیرت نے دیکھا کہ عمرو لیٹا ہوا ہے کٹا ہوا مونڈی کا ٹکڑا
پڑا ہے دیکھو یہ ثابت ہوتا ہے کہ جیسے مر گیا ہے لیکن زمرد سے کہا کہ جا اس مکار کو اندر
سے نکال لا زمرد اندر گئی اور حیرت سب کو لیے دروازے کو گھیرکر کھڑی ہوئی اور کہنے
لگی کہ ایسا نہو کہ اُٹھکر یہ بھاگ جاے آخر زمرد عمرو کو بند و ... مین ڈالکر
باہر لائی اور حیرت نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ بموجب حکم قلماقنی نے حاضر ہوکر تسلیم کی اوسکو
ارشاد کیا کہ اس مجرم کا سر جلد جدا کر قلماقنی نے وہ تیغ مارا کہ سر عمرو مونڈی کا کٹ گیا
اور خون کا تھالا بندھ گیا لاشہ تڑپنے لگا اسنے حکم کیا کہ دھڑ اسکا لیکر کسی صحرا میں پھینکدو
اور سر کو ایک خوان مین اپنے ہاتھ سے رکھکر کہنا کہ خوان پوش جڑاؤ اور زردوزی
کے کام کا اسپر ڈال کر زمرد اور یاقوت کے حوالے کیا کہ شہنشاہ صاحبقران پاس لیجاؤ
میری جانب سے بھی مبارکباد دینا اور نذر خوشی کی گذراننا اور پوچھنا کہ قتل عمرو کی خوشی
کہان فرمائیے گا کیلیے جیسا حکم ہو ویسا کیا جاے زمرد اور یاقوت سامنے سے سر پر
خوان رکھکر حسب الارشاد ملکہ روانہ ہوئین اور باغ سیب مین پہنچین شاہ طلسم اور
تمام اہل دربار نے دیکھا کہ زمرد وغیرہ خوان جواہر و زربالاپوش پڑا ہے ہمراہ لائی
ہین سبھا نے کہا ملکہ نے اپنے باغ کا میوہ بھیجا ہے سمجھ خیال کیا کہ سر عمرو کا ہوگا سامنے اسی
خیال کے سوچا کہ عمرو کا مارا جانا دشوار ہے مگر زمرد نے آکر عرض کیا کہ آج دن خوشی کا
ہے اس خوان کو کھول کر ملاحظہ کیجیے ملکہ نے نایاب تحفہ بھیجا ہے شاہ جادوان نے اپنے
ہاتھ سے خوان کھولا سر عمرو کا کٹا ہوا دیکھا فرط خوشی سے کھڑا ہو گیا اور رو بہ عقیق کی جانب
سجدہ کیا کہ لقا کا ہزار ہزار شکر ہے جسنے میرے ہاتھ سے ایسے دشمن کو ہلاک کرایا مین نے

اس لائق نہ تھا مجھکو عزت دی سارا عالم اس سے عاجز تھا اور کوئی اسکو قتل نہ کر سکتا تھا آج
اسکا خاتمہ ہوا تمام حاضران دربار عرض رسا ہوئے کہ حضور کا اقبال ہے شہنشاہ نے ایک
قہقہہ لگایا اور تاج اپنا سر سے اچھال دیا اور سب کو حکم دیا کہ ہمارے ساتھ نعرے خوشی کے
آبادی بلند کرو یہ سنکر ہاہاہا آہو ہو ہو کی صدا بلند ہوئی اور چوبدارون پر ہاتھ پڑنے لگے
اور ساحر جو آگے بڑھکر قریب تخت آتا تھا شاہ طلسم ہاتھ پھیلا کر اسکو گلے لگا لیتا تھا
وزیر زادیان حیرت کی نذر جو لیکر آئی تھین وہ پیشکش کی اور جشن کے تزئین کرنے کا دن
پوچھا افراسیاب نے کہا آج ہی رات کو جشن کرین اور ملکہ سے کہنا باغ عیش مین تیاری
کرین کہ وہ مقام نہایت آراستہ ہے اور میدان وسیع و فرح افزا ہے ساکنان طلسم سب وہان
باآرام تمام مقیم ہو سکتے ہین زہرہ اور یاقوت یہ حکم پاکر چلین اور شہنشاہ ساحران کی بہ ثروت
اسی محل سے جو اکثر ذکر کیا ہے سوار ہوا نقارے طلسمی بجنے لگے آٹھ ہزار جادوگرنیان
دُر در گوش مرصع پوش لباس دھوم دھامی پر تکلف پہنے کمال آراستگی کے ساتھ ہمراہ
ہوئین یہ معلوم ہوتا تھا کہ فلک پر ستارے چمکتے ہین کچھ پریزادین شہنشاہ کو جھنڈ کرکے نکلین
اور مقیش اور بادلہ جھولی مین بھر کے اچھالتی جاتی ہین موتیون کا مینھ ابر سحر سے برستا
جاتا تھا ستر سو جادوگرنیان پریون کی طرح سر برآرتی ہوئین سایہ کیے تھین اور ستره سو
آگے آگے عمدہ سے ہاتھون مین لیے اہتمام کرتی تھین پس پشت ستر ہزار ساحران جلیل
القدر سواریون پر تمکین سوار روانہ تھے اور طلسمی جو بیرقین کہ باقی ہین یعنی بعض بیرقین
اور برق فتنہ مسلمان ہو گئی جو بچی ہین وہ داہنے اور بائین تخت شہنشاہ کے چمکتی
ہوئی جاتی تھین کہ انکی چمک سے افراسیاب ایک بکہ نور معلوم ہوتا تھا کہ نظم

فلک کی طرف تخت افراسیاب	چلا اس طرح سے کہ جیسے آفتاب
چلاتی تھین جو بین سین دلیار	پس پشت ساتھ تھے ستر ہزار
کنیزان مہر و نازنین لباس	لیے عمدہ سا ہاتھون مین سب آس پاس
سیہ شدہ کرتی تھین گوہر نثار	خوشا شوکت و شان و عز و وقار

اس طرف سے تو یہ تجمل تمام روانہ ہوا اور ادھر زہرہ اور یاقوت نے ملکہ حیرت
سے جاکر سب پیام شاہ طلسم کہا وہ بھی اسی وقت سوار ہو کر مع تمام ساحرنیون کے روانہ ہوئی
اور قبل پہنچنے شاہ جادوان کے پہونچی اول خود حمام کیا اور پوشاک نفیس و پرزر پہن کر

سہتی لگائی لکھوٹا جایا کمال زینت سے آراستہ ہوکر حکم دیا کہ آتشبازی بنا کر سامنے باغ کے نصب کردو اور باغ کے درخت بادلے سے منڈھے جائین اور تھیلیان زربفت کی خوشون پر چڑھائی جائین خلاصہ یہ کہ جملہ طرح کی تیاری جسکا بیان آیندہ کیا جائیگا ہوئین اور اسی انتظام مین وہ دن تمام ہوا اور شاہ طلسم فلک اول با جماعت کواکب گلشن سپہر مین واسطے جشن کے آیا اور ناہید فلک کو حکم رقاصی و خوش آہنگی دیا کہ ابیات

شبے چون جیب صبح آبستن نور | چو خور دامن فشان بر شمع کافور
تجلی شمع خلوت خانہ او | چراغ آسمان پروانہ او
ہوا صافی چو رائے مرد آگاہ | زمین از شیر شستہ گاو بر ماہ
بدان خوبی شبے آیا چہ شب بود | کہ چون معشوق نو عاشق طلب بود

شام ہوتے ہی حیرت نے سحر پڑھکر دستک دی ایک ساحر زمین کے اندر سے پیدا ہوا اور اُسنے بھی افسون پڑھا کہ باغ کی گھانس جو لگی تھی ہر نوک گیاہ پر پھول یاقوت رنگ کے کھل گئے اور مثل گوہر شب چراغ کے تابندہ اور روشن ہوئے اور حصار باغ آئینہ کا نظر آنے لگا کہ جو چیز بیرون باغ تھی سب دکھائی دیتی تھی چار سمت درختون مین قندیلین اور فانوسین جواہر کی آویزان ہوکر ضیا بخش گلزار بہار ہوگئین اندر عمارت باغ کے شیشہ آلات روشن ہوئے روشنی ہو رہی تھی کہ سواری افراسیاب کی آکر پہونچی حیرت نے تسلیم و تعظیم کے مراسم ادا کیے لیکن شہنشاہ باغ کے باہر اُترا اور ایک ناریل سحر کا سمت باغ پھینکا کہ در باغ یا تو ظاہر نہ تھا مگر اب دکھائی دیا اور پردہ زنبوری لٹکتا نظر آیا چار پتلیان مثل پریون کے زمین سے نکلین اور پردہ در کو اُٹھا کر کھڑی ہوئین شاہ جادوان نے کچھ سحر پڑھا کہ ہزار پھول ستارون کی طرح فلک کی طرف سے گرنے لگے اور آپ داخل باغ ہوا حیرت کا ہاتھ پکڑ لیا اور سیر کرتا ہوا چلا جسقدر ساحر کہ ہمراہ آئے تھے معزز مین ساتھ رہے اور باقی باغ کے باہر ٹھہرے یہ گلشن طلسمی کہ جسکا مذکور پہلے بھی ہو چکا ہے کئی کوس کے گرد مین بنا ہے آج بوجہ جشن ہونے کے کمال تزئین و آراستہ کیا گیا ہے ہر روش پر جواہر چمکتا ہوا ہے اور زرنابے کے پھول جواہر کے لگے ہین کاسہ ہائے چینی و بلورین دھرے ہین بعض اُنمین نرگس دان الماس تراش ہے تاک انگور پر ایسا جوبن ہے کہ میکشون کو اُسکی تلاش ہے خوشون پر تمامی کی تھیلیان چڑھی ہین کلابتون کی ڈوریان کسی ہین درختان اصلی کے مقابل شجر

جواہر کے لگے ہین یا لوہرن چمنستان ہین کودتے ہین پینگ اُنکے چاندی سونے سے منڈھے
ہین جھولین زردوزی کی اور تمامی کی پڑی ہین اور درخت تمام بادلے سے منڈھے ہین
اور ہر درخت کے نیچے چبوترے بلور کے بنے ہین اور نہرین اور حوضین آب صاف و
شفاف سے لبریز ہین اُن مین مچھلیان رنگ برنگ کی تیرتی ہین تماشا خیز ہین مہندی کی ٹٹیان
پر عشق پیچان لپٹا ہے مقیش کترا ہوا ردشون پر پڑا ہے گنبد مقیشی اور قمقمے درختون مین لٹکے
ہین سرو کے درخت قامت رعنائے معشوق کو شرماتے ہین ہر سرو کی چوٹی پر طاؤس
ناچتے ہین اٹھارہ سو باغبانیان کمسن جواہر مین غرق زر لفت کے لہنگے پہنے گاتیان
باندھے پیلے سونے روپے کے لیکے روش پٹری بنا رہی ہین گہنا گوندھتی ہین ڈالیان
لگاتی ہین جا بجا رقاصان زہرہ جبین ناچتی ہین اور بنگلے چار طرف کو تعمیر ہین صدہا کا رخ
یاسمین پیکر کنیزین حاضر ہین ہر رنگ جھاڑ فرشی کنول رکھے ہین پلنگ اور مسہریان پھولون
سے بسی ہین عطر دان چنگیرین گلدستے وغیرہ ہر سمت رکھے ہین دیوارون مین دیوار
گیریان اور آئینے نصب ہین پردے مخملی اور بانات کار چوبی کام کے بندھے ہین چلمنین
عمدہ چاندی اور سونے کی تیلیون کی پڑی ہین تخت جواہر نگار رکھے ہین محمودی کی چاندنیان
کھنچی ہین ہزار بارہ سو سقنیان جوان گلاب کیوڑہ بید مشک مشکون مین بھرے چھڑکاؤ
کرتی ہین بیچ باغ مین چبوترہ جواہر کا بنا ہے سنگ مرمر روپہلی تمامی کی جھالر کا استادہ ہے
آٹھ سو استادے الماس نگار پر ٹھہرا ہوا ہے ہر ایک استادے پر طاؤس جواہر کا ناچتا ہے
سونے چاندی کی بنی ہین طنابین ریسمان وغیرہ کلابتون کی ہین مثل کرن آفتاب کے
جھالر شعاع بنی ہے نیچے اُسکے تخت شاہی لگا ہے مگر جواہر آمیز ہے نو سو کرسی الماس
کی گرد تخت کے گستردہ ہین مسندین روپہلی پر تکاف لگی ہین جن پر خوبان طلسم بافشردہ ہین
سفید سفید گلابیان الماس تراش شراب انگوری سے مملو سرخ و سبز کشتیون مین چنی
ہین منقلون مین عود و عنبر کا بخور ہو رہا ہے شمع مومی و کافوری جلتی ہین شہنشاہ طلسم
ملکہ کا ہاتھ پکڑے تخت پر آکر بیٹھا اور حکم کیا کہ کوئی سامان عشرت و کار عیش اٹھا نہ رہے جلوہ
تماشے میرے روبرو دکھیے جائین پھر تو ہنڈولون پر اور جھولون پر استی ہزار پریزاد جا بیٹھی
اور پینگ بڑھنے لگا اور ملار لہک لہک کے گانے لگین جھولے کے پڑون مین جو گھنگرو
نصب تھے اُنکے آواز چھم چھم کی بلند ہوئی اور شاہ کے روبرو بھی رقاصان قمر پیکر رقص کرنے لگین

و آرایش ناچنے لگیں باغ میں منقش اڑنے لگا پریاں ایک دوسرے پر چھٹتے تاک تاک کر گانے لگیں پھیکا بیان رنگ کی چاندنی لگیں دف دائرہ الگوجا قانون میں چنگ جلترنگ سب طرح کے ساز اور باجے تمام باغ میں بجنے لگے صدا سے ارغنون ہر سمت پھیلی شراب کا دور شروع ہوا عبیر و گلال اڑنے لگا مہر چراغان کی بہار اور چاندنی دیکھنے کی کیفیت نہایت لطف سے آغاز ہوئی باہر باغ کے منزلوں تک ساحر عیش میں مصروف ہو گئے اور داد عیش و نشاط دینے لگے اور حکم ہوا کہ آتشبازی چھوٹے بجرد اشارہ چرخیوں میں آگ لگائی عقل ہر چرخ کی چرخ میں آئی اناروں کے پھول گلنار سنہری گلزار طلائی کا رنگ دکھانے لگے سبحان اللہ کیا جلسہ انبساط تھا کہ بمقتضائے نظم

ز آتشبازی بے دود روشن
زمین پر از جواہر گردہ دامن

انار آتشین بر خاستندے
تو گوئی نخل زر بر داشتندے

ستارہ گنج گنج از بسکہ برخاست
ہوا را اکسیر از پروین بیاراست

گروہے لولیان مشتری رو
برائے رقص ہر سو در تکاپو

جلوس تخت را آمادہ گشتند
بیاز نگولہ پا را چست بستند

نشید دلبری آغاز کردند
در عشرت بدلہا باز کردند

ہمان جا ساقیان سیم اندام
تابان بگرفتہ مینای می و جام

ہمہ میخوارگان را مست کردند
بیک پیمانہ عقل و ہوش بردند

جلسے اور ہنگامے جمگئے بادہ خوار ڈٹ گئے خنیاگران ناہید ساز نے تانے بانا شروع کیں اور بہار کیا دکھانے لگیں عمرو کے قتل ہونے کی یہ خوشی ہوئی کہ ملک و مال انعام دینے لگیں شاہ طلسم کے دل کو لبھاتی تھیں اور فرط عشرت سے یہ غزل گاتی تھیں غزل

فصل گل ہے کر رہی کیفیت مینا نہ آج
در ادنی ساقی سے مالا مال ہے پیمانہ آج

بادشاہ وقت ہے اپنا دل دیوانہ آج
داغ سودا مجکو دیتا ہے جنون نذرانہ آج

دولت دنیا سے مستغنی ہوں میں دیوانہ آج
گنج گل دیتا ہے میرے واسطے ویرانہ آج

مجھسے دریا نوش کو ساقی پلاتا ہے شراب
دیکھتا ہوں میں بھی ظرف شیشہ و پیمانہ آج

جلوہ حسن پری دکھلا رہی ہے فصل گل
عقل گل کہتی ہے جو کوئی ہے دیوانہ آج

وصل کی شب ہے کہاں ساقی تکلف برطرف
ہیں تمھیں پیمانہ دو ہم مجکو دو پیمانہ آج

دیکھون تو کیونکر پری ہوتی نہیں شیشہ مین بند
بعد مدت ہوش مین آیا ہون مین دیوانہ آج

عرش پر ہے ان دنون مین اہل دنیا کا دماغ
کون سا گھر ہے نہین جس مین ہو بالاخانہ آج

جب یہ ہنگامہ انبساط گرم ہوا اور زر و جواہر ہر ایک کو بٹنے لگا شاہ جادوان نے عام حکم دیا کہ آج جو کوئی ہمسے جو کچھ طلب کرے وہ اسکو ملے یہ سُنکر حیرت پہلو سے اُٹھکر سامنے دست بستہ آکھڑی ہوئی اور عرض کیا کہ اگر حضور ناراض نہون تو مین کچھ مانگون افراسیاب نے گلے لگا کر بوسہ لیا اور کہا اے ملکہ قسم سامری وجمشید کی کہ جو خواہش کرو گی مین فوراً عطا کرونگا حیرت گویا ہوئی کہ مین امید رکھتی ہون آج شہنشاہ ملکہ مخمور سرخ چشم کا میرے کہنے سے قصور معاف فرمائین اور آج دن بڑی خوشی کا ہے اسکو بھی اس جلسہ مین بُلائین افراسیاب نے اسکی سفارش منظور فرماکر ایک ساحر کو حکم دیا کہ مخمور کو جاکر باعزاز تمام یہان لے آوے ساحر حسب ارشاد روانہ ہوا اب حال اس مجروح تیغ ستم کا سُنئے کہ شاہ طلسم نے جب اسکو زد وکوب کر کے گھر بھیجدیا تھا بعد چندے اُسنے صحت پائی اور یاد محبوب کرنے لگی محبت نورالدہر کا دم بھرنے لگی ہر وقت بیقرار رہتی ہر شب شمع نشان سوز دل سے بیتاب واشکبار رہتی شعلہ رخسار پر اپنے ہر روز پروانہ دل کو نثار کرتی کہ نظم

زبان چون نام زلف یار بردے
چو مارے نیم کشتہ تاب خوردے

کہ از جور فلک دل تنگ مے بود
گہے با بخت خود در جنگ مے بود

بہ تنہائی نشستہ در شب تار
ہمہ شب تا سحر بگریستے زار

شبش تا صبحگہ این کار بودے
بروزش کار بس دشوار بودے

بر ویش اشک چون گلگونہ پروانہ
سیہ روزے بہ چشمش سرمہ انداز

ہلال آسا شدہ بدر از ضعیفی
مرا با چشم خود گشت از نحیفی

ندانم شب بہ چشمش چون گذشتی
کہ روزش چون شفق در خون نشستی

تراشیدے بناخن خال رو را
خراشیدی دل ومشکین مورا

بماتم بزم شیون ساز کردہ
سرود غم بلند آواز کردہ

اسی اندوہ و رنج مین آج طلسم مین غلغلہ شادمانی سُنا حسب دریافت کرایا معلوم ہوا کہ عمرو کے مارے جانے کی خوشی ہے شاہ طلسم نے جشن کیا ہے ساکنان طلسم کا دل شاد ہوا ہے

اس خبر کو سنتے ہی بیہوش ہو کر گر پڑی جب ذرا ہوش آیا نالہ جانکاہ کیا اور رو رو کر پکاری کہ ای
گردون دون افسوس ہی کہ تو نے میری امید توڑ دی اب کس ذریعے سے میں اپنے مطلوب
تک پہونچون گی اور اگر مطلوب کا سامنا ہوگا تو کیسی ندامت ہوگی ہائے ملکہ مخمور تو زندہ
رہے اور عمرو مارا جائے کاش عیب وہ گرفتار ہو کر آیا تھا تو جا کر اس کی مدد کرتی اور ساتھ
ہی قید ہو کر اپنی جان دیتی اب ذرا باغ عیش میں چل کر دریافت تو کر کہ اس پر کیا
گذری اور کیونکر مارا گیا یہ تجویز کرکے سادی پوشاک سفید زیب قامت کی اور کچھ کنیزون
کو ساتھ لیا چاہتی تھی کہ ساحر فرستادہ افراسیاب آکر پہونچا اور گویا ہوا کہ ای ملکہ مبارک ہو
کہ قصور تمہارا شہنشاہ نے معاف فرمایا اور حیرت نے سفارش تمہاری کی اب چلو بلایا ہی
جشن میں شریک ہو اس پیام کو سنکر جانا تو منظور ہی تھا کچھ عذر و حیلہ نہ کیا اور تخت سحر پہ بیٹھ کر
روانہ ہوئی اور باغ عیش میں پہونچی یہان کا سامان عشرت افزا دیکھ کر اشک حسرت
گرائے کہ اللہ اللہ عمرو کے مرنے کی یہ خوشی ہے اور تو بھی اس جشن میں شریک ہوئی ہے
دوست کے مرنے کا جشن آنکھ سے دیکھتی ہے خیر شکر ہے جو خدا دکھائے کہ بیت

ستم دیکھتے ہیں جفا دیکھتے ہیں	دکھاتا ہے جو کچھ خدا دیکھتے ہیں

یہی سوچتی تخت سے اوتر کر داخل باغ ہوئی اور شاہ جادوان کو مجرا کیا حیرت نے اسکو
پاؤن پر گرا دیا شاہ ساحران بھی بدل محبت رکھتا ہے اسکے سر کو سینے سے لگایا خلعت
عطا کیا اسنے بھی قتل عمرو کی مبارکباد دے کر نذر دی اور داہنی طرف تخت شاہی کے
رومال لیکر جا کھڑی ہوئی شال اسکے سر پر جھلنے لگی شہنشاہ نے پھر طائرون کو شہر بلایا
اور حکم کیا کہ چار دانگ طلسم میں جا کر پکار دو کہ کوئی شخص محروم نہ رہے جسکو جو کچھ مانگنا ہو
ہماری ملاقات کرنا ہو وہ آئے یہ سنکے طائر سحر اوڑ گئے اور سب طرف پکار آئے بعد
کے ساحران نامی آنے لگے اور ابر سرخ رنگ پیدا ہوئے ہوا ظاہر ہوئے اسپر سے پانچ ساحر
لباس بہت پر تکلف پہنے اترے نام انکے شوریدہ لقیرا افگن نقیر آواز جادو و ہاران
بلا افگن جادو و خونخوار شمشیر زن آہو چشم جادو و سرہنگ جادو و طوفان جادو
تھے انکے بعد دو بادشاہ خراج گذار شہنشاہ جادوان کے خضران سبز رنگ جادو و ضمیران
روشن تن جادو و آکر پہونچے انکے ساتھ سترہ سو ہتیلا فولاد کا مسلح و مکمل آیا اور وہ نقارہ
پر دھمکہ پڑا ابتی ذلزلا آیا کہ جن میں آٹھ سو ہتیلیان اچھلتی تھین اور کچھ دیر بعد دی ہوا

رہکر پہر ہر دن مین گرتی تہین اور نوسو طاؤس زرین بال ان بادشاہون کے سر پر پرون کا
سایا کیے تھے قصہ مختصر یہ سب باغ مین داخل ہوئے اور بادشاہ کو نذر دیکر کرسیون پر بصد
انداز بیٹھے اور کہا اے شہنشاہ مبارک ہو کہ خداوند لقا اور سامری نے یہ دن دکھایا کہ آپ
کے ہاتھ سے ریش تراشندہ کافران و سر بریدہ ساحران مارا گیا یہ وہ شخص تھا کہ جسکے خوف سے
ساحران عالم چھپتے پہرتے تھے اب آپ کا نام تمام زمانے مین ہوا لقا نے بڑا احسان کیا
لیکن اس جشن مین نبیرہ سامری اپنی مصور کو آپ نے کیون نہ بلایا افراسیاب نے کہا
وہ مقابلہ فوج باغیان مین اترے ہین ملکہ حیرت بھی یہان ہین لشکر بے سردار رہتا اگر
مین انکو بلاتا دوسرے بزرگ اور بڑے ہین وہ ہر وقت جلوہ کش رہتے ہین اور تصویرین
لشکر حریف کی کھینچتے ہین ہر جگہ جانے مین تکلیف انکو ہوتی ہے انہین وہان سے مین نے
انکو نہین زحمت دی شہور یہ وغیرہ نے کہا حضور یہ سب سچ ہے لیکن کوئی افسر یہان
انتظام فوج کے لیے جائے اور انکو ضرور بلوائیے اور ایک عرضی اور نذر کے لیے تحفہ طلسمی
پاس خداوند کے بھیجیے اور شکریہ انکا ادا کیجیے کہ انہون نے اپنے فضل و کرم سے ہم بندون
کی جان بچائی شہنشاہ جادوان نے انکے کہنے کو منظور کیا اور کہا میری رائے مین یہ ہے کہ سر
عمرو کا بھی عرضی کے ساتھ بھیجون کہ شیطان خداوند اسکو دیکھکر خوش ہون اور لشکر حمزہ
مین کہرام پڑجائے بغیر بارے سب مرجائین یہ تقریر سنکر سب نے کہا بہت مناسب ہے یہی
کرنا چاہیے پس اسی وقت پانچ ساحرون کو طلب کرکے ایک سونے کے خوان مین سر
عمرو کا رکھکر خوان پوش جواہر دوز ڈالکر کچھ تحفے طلسم کے دیکر انکو پاس خداوند کے
بھیجا اور ایک عرضی اس مضمون کی لکھکر انکے حوالے کی کہ یا خداوند غلام پر آپ نے بڑا کرم
کیا اور مین نے فراغت پائی کوئی دغدغہ باقی نہ رہا عمرو کو مین نے مارا سر اسکا براے ملاحظہ
بندگان حضور بھیجتا ہون یہان مین نے جشن کیا ہے مہمان آپ اور شیطان آپکا اور سب
بندے حضور کے داد عیش و نشاط دے رہے ہین بعد فراغ جلسہ شہرت ساحر نامی کو آپکی
خدمت مین بھیجونگا جو آکر کام لشکر حمزہ کا بھی تمام کردیگا غرضکہ یہ عرضی اور سر عمرو کا وہ
جادوگر لیکر راہی ہوئے اور اسکے بعد ایک نامہ مصور کو بھی تحریر کیا کہ اے نبیرہ سامری حضور
لشکر کسی افسر جلیل کو سپرد کرکے اس جلسہ نشاط مین آکر شریک ہون کہ آپکے دادا نے ہم پر
بڑا فضل کیا اور عمرو کو قتل کرایا یہ نامہ بھی ایک ساحر لیکر چلا مگر وہ ساحر سر لیے ہوئے کوہ

ہفت رنگ اور دریائے ہفت رنگ وغیرہ طے کرکے کوہ عقیق میں پہونچے لقا بارگاہ میں
بیٹھا تھا کہ ساحر حاضر ہوئے بختیارک نے خوان دیکھ کر کہا کہ افراسیاب نے میوۂ طلسم بھیجا ہے
اسنے لقا سے کہا یا خداوند یہ کون سی آپنے تقدیر فرمائی ہے سو بتلائیے کہ اس خوان میں
کیا ہے لقا بولا کہ قدرت جانتے ہیں مگر بتلائیں گے نہیں بختیارک نے دل میں کہا لاحول
مسخرے کو معلوم ہی کیا ہے جو بتلائے اس اثنا میں ساحروں نے تسلیم کی اور سجدہ ادا کرکے
خوان سامنے رکھا تحفہ پیش کیا عرضی دی بختیارک نے دیکھا کہ یہ پانچوں ساحر رنگ میں
شرابور ہیں بال بکھرے اور رخسار گلال ملے منہ پر پڑے ہیں نہایت محظوظ نظر آتے ہیں دیکھ کر اسنے
پوچھا کہ شہنشاہ ساحران نے کیا بھیجا ہے ساحروں نے کہا ملک جی تمہارے دشمن کا سر ہے
عمرو مارا گیا یہ سننا تھا کہ مارے خوشی کے ہوکر ناچنے لگا اور کہا ارے سچ کہتے ہو یا میرے خوش کرنیکو
یونہیں کہتے ہو انھوں نے کہا عرضی پڑھیے معلوم ہو جائیگا اسنے عرضی پڑھی اور لقا
کے صدقے ہوا کہ قربان تیرے کیا تو نے تقدیر کی ہے کہ میری امید بر آئی یہ کہکر پگڑی اپنی
اچھالی اور گویا ہوا کہ آج کے دن سے بڑھکے کوئی دن مبارک نہ ہوگا جسکی رات کو یہ مژدہ
طربناک میں نے سنا یہ تو اس طرح خوش ہو رہے تھے اور عیاران لشکر اسلام میں سے
دو عیار قاسم کتوری اور قاسم تنگسار داخل صورت بدلے یہاں موجود تھے اُنھوں نے
جو یہ معاملہ دیکھا آپس میں کہا کہ امیر سے چلکر خبر کرو پھر مشورہ کیا کہ سر عمرو
کا ان ساحروں سے لیتے چلو تو اچھا ہے اس فکر میں یہ تو مصروف ہوئے ادھر خوان کھولا
گیا اور بختیارک نے سر کو اٹھا کر سب کو دکھایا کہ یہ وہ ہے جنھوں نے میرے باپ کا
سر پکا پایا اور میرے حلوا پکانے کی فکر میں تھے جوتیاں لگا کر خراج مانگتے تھے
کہ ہماری جوتیوں کے صدقے میں تیرے یہ حال نہیں بچتے سال بھر میں جو تمام کو دیکھے
دیتا ہوں یا جب وہ ہمارا دست نگر ہے تجھ کو تعجب ہے کہ اُنکا خدا ایسا ہے جو دستیاب ہے اور ایسے اور خدا
اُنکے وعدہ تھا کہ نصیب تا شاہین یا یہ موت نہ مانگیں آنسو تھمتے تا سامنے میں کہتے تھے
کیونکہ لگتے اور یہ بھی مجھے یقین ہے کہ خدا اُنکا جھوٹا نہیں یہ کہکر سر کو دیکھا یہیں رکھکر کہا ہاتھیں اُنکو
چہرے تل ہی تجھے وہی آنکھوں میں دیکھا کہ وہی نشانی اُنکی ہے کہ براہ عیاری کوئی صورت خواجہ بنکر
آئیں مگر تل جب بختیارک کو دکھائیں پہچان کرے خلاصہ یہ کہ وہ تل سبز ناک اُس صورت
اُسنے آنکھوں میں نہ پایا خوب غور کرکے دیکھا جب بھی نہ معلوم ہوا لگا سر ہلانے لقا نے کہا

ارے کیا ہے پکارا کہ ابھی کیا کہوں کیا ہے کچھ نہیں بختیارک کا ستیاناس جائے خدا جانے کسکا
سر بھیجا ہے لقا بولا کہ تو کیا بکتا ہے بھلا بکتے کیونکر ثابت ہوا کہ سر عمرو کا نہیں ہے اسنے کہا خال
آنکھ کا نہیں دکھائی دیتا ہے لقا نے کہا بندۂ خاص ہمارا عمرو ہی ہے ہمکو بھی ثابت ہے کہ وہ مارا نہیں
گیا بختیارک بیا نے کہا تو غارت ہو تیری خدائی برباد ہو مارا جاتا تو کیسی تقریر کرتا ہے
کہ میں خوش ہوکر رنجیدہ ہوتا ہوں لقا نے تسکین اسکو دی کہ تو بد مزہ نہو میں تیری خاطر
سے سنبود القدیر ابلی کر دونگا یہ کلام سنکر ساحروں کو بڑی حیرت ہوئی اور شیطان نے
پوچھا کہ شاہ طلسم ابھی ساحران اسوقت کہاں ہیں کہا باغ عیش میں ہیں اسنے کہا جاؤ خبر لو
باغ وہ سب برباد ہوگیا ہوگا اور شاہ طلسم کا نخل ہستی قطع ہوا ہوگا طلسم میں ماتم برپا ہوگا
عمرو کے دشمن مارے جائیں تو دیکھو تمھیں میرا کہنا یقین نہوگا خیر اپنی آنکھ سے ملاحظہ کر لو
یہ کہکر گرم پانی منگا کر اس سر کو دھلوایا رنگ روغن اسکا جاتا رہا اصلی صورت اوس مرد
زنبیل کے قیدی کی شکل آئی ساحروں سے کہا دیکھا تمنے اب جلد یہاں سے جاؤ ورنہ تمھارے
سر لانے کی کیفیت حمزہ کو ظاہر ہوگی تو پھر وہ بہر قصاص یہاں آجائیگا خداوند خوب سمجھے
تمھارا جانا یہاں سے دشوار ہوگا وہ ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا ساحر اسکے کہنے سے بعجلت روانہ
ہوئے ادھر وہ دونوں عیار جو یہاں موجود تھے سب حال دیکھ سنکر خدمت امیر میں
گئے اور کل کیفیت عرض کی سب سردار بختیارک کی گفتگو سنکر ہنسنے لگے اور امیر نے فرمایا
کہ عمرو کا خدا مالک ہے انشاء اللہ وہ فتحیاب ہوگا یہاں تو یہ گفتگو فرما کر امیر نے دربار برخاست
فرمایا کہ رات زیادہ آئی ہے غرضکہ سب آرام پذیر ہوئے اور وہ ساحر پرواز کیے ہوئے بعجیل
تمام پاس شہنشاہ ساحران کے پہونچے یہ حیرت سے بیٹھا اختلاط کر رہا تھا چھیڑ رہا تھا اور
بوسے لیتا تھا حیرت بگڑ رہی تھی کہ شہنشاہ آپ سب کے سامنے نہ ستایا کیجیے صاحب میرے
چھوٹے کپڑے سب کے روبرو کھلے جاتے ہیں نگوڑماری میں پسینے پسینے ہوئی جاتی ہوں
اور تمھیں اپنے کام سے کام آئی بائی سے نہیں چوکتے اسی صحبت میں یکایک وہ ساحر
پہونچے مگر بدحواس رنگ رو سفید افراسیاب انھیں اس حال سے دیکھ کر سمجھا کہ عمرو بندہ
مقرب خداوند تھا شاید اسکے مرنے سے خداوند ناراض ہوئے ورنہ ان ساحروں کے ہاتھ
بھیجے خلعت سرفرازی ضرور بھیجتے اور انکو بھی نہال کر دیتے خیر پوچھو تو کہ کیا ہوا آخر اسنے پوچھا
کہ خیر تو ہے وہ ساحر بولے کہ خاک خیر ہی دیکھیے یہ کہکر سر خوان سے نکال کر دکھایا اور سارا حال بیان کیا

افراسیاب یہ سنتے ہی حیرت کی طرف گھورنے لگا اور مخمور دل میں شاد ہوگئی ادھر حیرت
نے کہا اے شہنشاہ آپ مجھے کیا گھورتے ہیں جو آپ نے فرمایا وہ کنیز بجا لائی اور جس شخص کو
کہ وزیر آپ کا گرفتار کر لایا اسے میں نے قتل کیا شاید وہ عمرو نہو گا جیسے وزیر باغبان
پکڑ لایا ہے سنکر باغبان نے کہا مجھکو قسم ہے سامری کی کہ میں نہایت ہوشیاری سے اور سحر سے
خوب سا دریافت کر لیا تھا جو کچھ پیچ پڑا وہ طلسم میں پڑا افراسیاب نے حیرت سے کہا میرے
سر پر ہاتھ رکھو تو کہ کوئی فتور میں نے تمہیں کیا حیرت نے قسم کھائی اور زمرد اور یاقوت
سے کہا سچ بتاؤ یہ کیا ہوا انھوں نے کہا بلا لوں اگر ہم سے کچھ ہوا ہو تو ناک اور چوٹیاں ہماری
کٹوا ڈالیے گدھے پر سوار کر کے تشہیر کرائیے شاہ طلسم نے کہا راہ میں تم سب عمرو کو لیکر چلیں
تھیں تو کہیں کوٹھری میں تھیں اُنھوں نے عرض کیا کہ کہیں نہیں اب مخمور دل میں بہت
خوش ہے کہ اس سخن سے افراسیاب کو کیفیت ظاہر ہو گئی کہ عمرو کو گرفتار کرنا ایسا ہوتا ہے
غرضکہ افراسیاب تحقیقات کرنے لگا اور زمرد اور یاقوت سے کہا کہ تمکو مار ڈالونگا
ورنہ صحیح بتاؤ کہ عمرو کیا ہوا انھوں نے عرض کیا کہ ہمنے کوٹھری میں اسکو بند کر دیا تھا
شاہ نے کہا جب کوٹھری کھلی تو وہاں دو عمرو تھے یا ایک اُنھوں نے کہا ایک بلکہ دو سے
نے تو یہ آفت ڈھائی ہے کہ دو ہوتے تو قیامت ہی آجاتی اس کلمہ پر حاضرین دربار ہنسنے
لگے اور دست بستہ کہا کہ آپ کتاب سامری دیکھیں شاہ جادوان نے زانو پر ہاتھ مارا
کہا ہماری عقل پر پتھر پڑے ہیں اگر پہلے ہی کتاب دیکھ لیتے تو خداوند کے روبرو ذلت
نہوتی ہاں جب باغبان گرفتار کر کے لایا تھا جب میں نے کتاب دیکھی تھی اُس وقت
بیشک معلوم ہوا تھا کہ یہ عمرو اصلی ہے باغبان کی کچھ خطا نہیں ہے میں اس اعتبار پر
رہا کہ میری زوجہ نے اپنے ہاتھ سے عمرو کو قتل کیا ہے اب اس میں کچھ شبہ اور شک نہیں ہے
خیر جو مقسوم میں ہوتا ہے وہی پیش آتا ہے یہ کہکر سامنے جو گلدستے رکھے تھے اُن میں سے
ایک پھول لے کر باغ کی طرف پھینکا اور سحر پڑھا کہ ایک طاؤس اڑ کر سامنے آیا اسکو
حکم دیا کہ کتاب لا طاؤس جا کر کتاب لایا اُسنے ورق اُلٹ کے دیکھا لکھا تھا کہ عمرو جب کوٹھری
میں بند ہوا تو اسیر قید سحر نہ تھی غفلت تیرے کارپردازوں کی ہے لہذا اُسنے اپنی
صورت کا ایک شخص زنبیل سے نکال کر بٹھایا اور آپ گلیم اوڑھ کر نکل گیا ابھی حیرت
کے شہر میں ہے کچھ دنوں میں چلا جائیگا یہ حال دیکھ کر کتاب بند کی اور پوچھا کہ رات کتنی باقی ہے

لوگون نے کہا اب صبح قریب ہی شاہ نے فرمایا کہ دربار او رجلسہ برخاست ای حیرت تم
اپنے ملک کو جاؤ اور سحر کا حصار کر دو عمرو نکل کے جانے نہ پائے مین ذرا آرام کر لون تو
آتا ہون یہ حکم سنتے ہی جملہ ساحران نامی اُٹھ اُٹھ کر روانہ ہوئے اور حیرت اپنی وزیرزادیون
کو لے کر اپنے شہر کی طرف گئی شاہ جادوان نے وہین آرام فرمایا یہان تک کہ سلطان
انجم نے مجمع کواکب کو برخاست فرمایا اور ساحر مشرق سلاسل شعاع لیے بہر گرفتاری
دزد ظلمت شب میدان سپہر مین آیا بمقتضاے نظم

مگر نشئہ قدرت خدا مے زند	گذشتہ از شعاع مہر انور
کہ آرایدے بیاض روے این ہم	ہم اوراق فلک روشن کند نظم

افراسیاب خواب استراحت سے اٹھا اور سواری طلب کی ہنوز سوار نہوا تھا کہ ظہور کی
سواری آ پہونچی کیونکہ نامہ شاہ طلسم جسکا ذکر اوپر لکہا گیا اسکو پہونچا تھا یہ اسوقت آکر داخل
ہوا شہنشاہ جادوان اسکے آنے سے مسرور ہوا اور تعظیم کرکے بٹھایا سب حال بیان کیا ظہور
نے کہا مین جاکر عمرو کو گرفتار کیے لاتا ہون افراسیاب جواب دہ ہوا کہ آپ یہین تشریف
رکھین جلدی کیا ہے آنے دیجیے ابھی مین ہی نہ جاونگا یہ کہکر کچھ سحر پڑھکر دستک دی ایک
آندھی سیاہ آئی تمام عالم مین گرد چھا گئی بمقتضاے بیت

بجلی ہے دل گردون غبار دشمن سے	اٹھی ہے کچھ تو کہو میری مشت خاک سے

اس آندھی سے دو ساحر گرگ چھالون پر سوار اڑتے ہوئے باغ مین آکر اترے شاہ جادوان
کو سلام کیا اُسنے حکم کیا کہ غبار جادو و حسام جادو تم دونون دو سمت جاو غبار ملک
حیرت کے ملک کو جائے ملکہ بھی وہان موجود وہین عمرو کو گرفتار کرکے اسکے حوالہ کرے
اور حسام لشکر مہرخ کا جاکر کام تمام کرے یہ حکم سنکر دونون ساحر روانہ ہوئے حسام اپنی
جگہ پر آیا اور لشکر تیار کرایا ادہر اسپہ لشکر اُسکی ابر باران سحر دوسرا آسمان سحر جب یہ دونون
جادو قبضہ مین کر چکا اسوقت ابر سحر پیدا ہوا کہ جسکے تحت چالیس ہزار ساحران نابکار راہی
ہوا اور غبار جب اپنی جگہ پر آیا اسنے سحر زمین کے اندر جو کچھ ہو ہٹی سونگھ کر دریافت کرکے
تیار کیا اور تخت پر بیٹھ کر سمت شہر حیرت چلا اور ادہر حیرت نے آکر رات کو آرام نہین کیا
ہزار ہا ساحر کو بلا کر حکم دیا کہ شہر کے دروازے ہر طرف سے بند کر دو عمرو اسی شہر مین زندہ
[illegible] سب مال لوٹ لو جو گرفتار کر لائیگا مال دنیا سے مستغنی کر دونگی سارے شہر

مین اس حکم سے انتظام ہونے لگا اور ساحر ہر سمت ڈھونڈھنے لگے بعضے طائر بنکر اڑے اور بعض
ہر ایک گوشے اور غار وغیرہ مین متلاشی ہوئے لوگون کے گھر کی تلاشی ہونے لگی شہر پناہ پر
پہرے بیٹھ گئے ہر گلی اور کوچے مین ساحر پہرے دینے لگے اور چوکی پہرا مقرر ہوا کوتوال شہر گردش
اور گشت کرنے لگا گلی گلی یہی چرچا ہونے لگا کہ عمرو دیکھئے کیونکر گرفتار ہوتا ہے یہان تو یہ
بند و بست ہے لیکن عمرو کی کیفیت سنیے کہ یہ جو گلیم اوڑھکر کوٹھری سے نکلا اسوقت تک باغ
مین ٹھہرا رہا کہ حیرت باغ عیش مین واسطے جشن کرنے کے گئی یہان چند بالاخانہ اور کوٹھڑیان
باقی رہ گئین عمرو نے قابو پاکر از بسکہ رات کا تو وقت ہی تھا کچھ پہرے والے بیہوشی کی
چھڑک کر ... سب بیہوش ہو کر سو رہین عمرو نے سب اسباب وہان کا جال
مین رکھ کر زنبیل کیا اور جہان تک کہ ممکن ہوا لباس لونڈیون کا اور زر و زیور اتار لیا پھر وہان سے
نکل کر صورت ساحر کی بناکر اندر شہر کے پھرنے لگا یہان تک کہ ایک جگہ شہر مین ویرانہ تھا اور
مکان بے مرمت تھے زمین مین غار پڑے تھے یہ ایک غار مین اتر کر رات کو ٹھہر رہا اور سوچا
کہ ساحر بڑے بڑے زبردست ہین تو یہان چھپ سکے گا اور اگر گلیم کی وجہ سے تو مخفی رہا لیکن پھر
لطف عیاری نہین کیونکہ گلیم تو اس کام کی ہے کہ جہان اپنے ہی دباؤ مین پھنس جائے اور نکلنا
ممکن نہو تو گلیم اوڑھ لے یہ سوچکر خنجر سے کر نقب کھودنا اسی غار مین شروع کی اور راہ اندر سے
مکانات کو علم مساحت سے وہان پہنچنے کا اندازہ فراست سے پیمایش کر لیا یہان تک کہ ایک
مکان کے اندر کھود کر پہنچا یعنی نقب دینا تو بڑا اتفاق سے کوٹھری مین جو نقب نکلا تھا
دیکھا یہان بورے اناج کے مثل پہاڑون کے اوپر تلے رکھے ہین معلوم ہوا کہ کسی بنیے کا
گھر ہے عمرو نے دو تین بورے نقب سے نکال کر جال مین باندھ کر اٹھا لیے اور ...
رکھے اور پھر بورے کو باندھ کاٹ دیے کہ اناج بہک کر نقب مین چلا گیا اور زاویہ بورا خالی ہو گیا
اپنے پھر نقب مین گھس کر اناج دونون بازوؤن سے ہٹا کر بورے کے اندر چھپ کے آنے کا راستہ کیا جب
یہ بند و بست کر چکا پھر خنجر لیکر اندر سے نقب کو اور آگے کھودنے لگا اور مٹی اسکی زنبیل مین
بھر لیتا تھا یہان سے مکان نور عالم کے شہر کے قریب قریب ہین دوسرا ادھر نقب کا
نشان باقی رکھے مکان مین نکلا عمرو نے رات کا تو وقت ہی تھا سر نکال کر نقب سے جو دیکھا تو ایک
دالان مین ٹوٹی ہے اور سب سوتے ہین یہ دیکھکر یہان کوٹھری تجویز کے سرہانے اسی طرف
لیے چلا اور کوٹھری مین سر نقب کا نکالا یہان دیکھا کہ شطرنجی پر شیرمال و کباب اور روٹیان

ادر کچھے وغیرہ رکھے ہین اور اوپر چادر دہشکی ہے یہ دیکھکر دل سے کہا اے عمرو خوب آئے اس جگہ ٹھہرو
نقب کو اندر گھس کر طبقہ زمین برسے سے ملا کر لیپ دیا کہ اوپر سے نقب نہ معلوم ہو اور ہین جب
آدن تو سیر مٹی کا ہٹا کر چلا آسکون غرضکہ جب اس انتظام سے فراغت پائی یہان سے تیسری
سمت نقب مین شاخ نکالی اور کھودتا ہوا چلا ایک بار کلوار کی دکان مین سر نقب کا نکالا اسنے
اس سرے کو تو مٹی سے اندر کی طرف سے بند کر دیا اور دکان کی کوٹھری مین جاکر جو سرہ توڑا اس
مقام کو بھی بوتلون سے شراب کی بھرا دیکھا کہ سب بوتلین بادۂ خوشگوار اور رنگین کی مملو ہین
اسنے یہان بھی اندر سے نقب کو لیپ پوت کر برابر کیا اور چاہا کہ چوتھی سمت چلون مگر اس اثنا
مین آواز آدمیون کے بول چال کی کان مین آئی اور سمجھا کہ رات تمام ہوگئی لپیٹے کاغذ زرنگار
لپیے نقاب فلک مشرق کی سرنگ سے باہر نکل عمرو سوچا کہ اب مخفی ہوجانا چاہیے ورنہ حال
کھل جائیگا یہ تصور کرکے براہ نقب غار مین آکر بیٹھا اور اپنے کسل کو نقب کھودنے اور مٹی
اُٹھانے کے کروٹین لیکر رفع کرنے لگا چار گھڑی پھر خوب پاؤن دراز کرکے آرام کیا اور جال
الیاسی سر غار پر تان دیا کہ شاید جو کوئی مجھے پکڑنے آئے تو اُس مین پھنس جائے لیکن کوئی
اس طرف کو نہ آیا یہ سوکر اُٹھا زنبیل سے پانی نکال کر منھ دھویا وضو کیا وظیفہ سحری جو قضا
ہوا تھا ادا کرنے لگا اس اثنا مین بھوک معلوم ہوئی براہ نقب مکان مین نان بائی کے گیا
اور ایک سوراخ کرکے دو چار شیرمال وغیرہ لے کر پھرا اور کلوار کی کوٹھری مین جاکر ایک
گلابی شراب کی لیکر غار مین آیا شراب پی کھانا کھا چکا ہو کر بیٹھا کہ بیت

تم ہوا اور سیر ہین اور انجمن آرائی ہے
ہم ہین اور روز وہی اور گوشہ تنہائی ہے

اب یہان غل اور شور تھا ساحرون کا سنتا تھا اور ہر طرف سے بگیر بگیر کی صدا آئی تھی ڈھونڈتے
تا قوس بجتے تھے لوگ ہر سمت ڈھونڈتے پھرتے تھے فی الجملہ انھین تو اس حال مین چھوڑیے مگر
حال سنیے کہ حیرت رات کو تو انتظام مین مصروف رہی صبح کو جو غور کیا تو سارا مکان لٹا ہوا
پایا کمال غضبناک ہوئی اور چاہا کہ خود عمرو کو ڈھونڈنے نکلے اس اثنا مین خبر پہونچی کہ عیار چادر
بھیجا ہوا شاہ طلسم کا آیا ہے یہ سنکر ٹھہر رہی اور یاقوت کو بہر استقبال بھیجا انھون نے جاکر تعظیم
کرکے اسکو پاس ملکہ کے پہونچایا اسنے حیرت کو آکر سلام کیا اور حال پوچھا ملکہ نے سب حال
بیان کرکے کہا اب تم دریافت تو کرو کہ عمرو کہان چھپا ہوا ہے اسنے حکم ملکہ سے باہر باغ کے آکر
ایک مشت خاک زمین سے لیکر سحر پڑھکر سونگھی اور ملکہ سے آکر کہا کہ مجھے ثابت ہوتا کہ عمرو زمین کے

مشورہ کیا کہ میں مقابل میں اگر خیمہ زن ہونگا تو عیار آکر ستائینگے اور حریف بھی ہوشیار ہو جائیگا اس سے مناسب یہی کہ اسی وقت تاخت و تاراج پر کمر ہمت چست باندھوں اور بعیش و عشرت دشمن کو مبدل بہ غم کروں سب کے سر کاٹ کر خدمت شہنشاہ میں بھیجوں کہ نظم

چو بر دشمنان خیمہ آمد بہ بند / یقین کر دلش آرم اندر کمند
چو این وقت غافل شدہ بگذرم / عجب نیست فندد اثکو و ابترم

ایسا کچھ تصور کر کے سرداران لشکر بلا کر اپنے ارادے پر مطلع کیا اور بعزم خونریزی بارگاہ صرخ کی سمت چلا یہان تمام سردار خبر گرفتاری عمرو زبان برق سے سنکر واسطے رہائی خواجہ کے دعا کر رہے تھے اور گریان و نالان تھے کہ یکایک صدائے نفیر سحر کان میں آئی طائران سحر اور عیار جو بامر جاسوسی صحرا و بیابان میں پھر رہے تھے آمد لشکر اعدا دیکھ کر اور رخ اس فوج کا اپنے عسکر کی طرف نظر کر کے بہ جناح استعجال بارگاہ میں آئے اور عرض پیرا ہوئے کہ نظم

زمین بوسید و شہ را این دعا کرد / بجان تسلیم و منت ہا ادا کرد
زبان بکشاد و گفت ای فرد اقبال / کہ گیرد ماہ و مہر از روی تو فال
ز اقبالت جہان را عید نوروز / بہر رزم جوئے باد فیروز
تمامی ساحران و بت پرستان / ہمہ رزم آوران و کینہ خواہان
بعزم جنگ رخ دارند این سو / بہ قصد معرکہ اندر تکاپو

صرخ بجبر داشتاہ اس خبر کے اٹھ کھڑی ہوئی اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے لشکر نصرت اثر تیار ہو کے کمر بستہ ہو کہ لشکر حریف کا ایسا نہو کہ حملہ کرے لازم ہے کہ بیت

علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد / دریغ سود ندارد چو رفت از دست

فی الفور بحکم دارشاہ بارشاد فیض بنیاد اس شیرزن کے نقارہ رزم گڑگڑا یا شور و شر کارزار آیا سامعہ شگفتہ ہائے تھے ... جان دینے پر تیار ہوئے ہنگامہ قیامت خیز گرم ہوا ابھی وہ سامنا نہ آنے پایا تھا کہ بمقتضائے فرد

ننشستہ یکے عربدہ آشوب دگر خاست / نارفتہ یکے فتنہ بلائے دگر آمد

یعنی جوانان خنجر گذار و بہادران شمشیر زن گھوڑے تازی نژاد پر سوار برآمد ہوئے ہاتھوں میں وہ دہ سپر اور تیغیں جواہر دار لیے تھے کہ جنکی ضرب سے عدو کو راہ فنا دکھاتے تھے نظم

چمن برگ کشیدند تا ساعت بسبزی دلی شود / در بوستان معرکہ چون شاخ ارغوان

نیلوفر در آب نہان باشد این عجب — نیلوفر است آتش دہ آب اندرون نہان

ایک سمت سے سواران زرین لجام گھوڑے جھمکاتے اپنی شوکت دکھاتے رواں تھے کہ ابیات

گردون گردے زمین نوردی — کز جستن تیز آب خوردی
ہر بار کہ در نورد رفتے — صد باد صبا بگرد رفتے
ہر بار کہ در عرق شدے غرق — باران بودی و در میان برق

ایک جانب سے فیلان تیز رو کی ہوا ایران تھے اور ساحر لباس زرق و برق پہنے ان پر سوار تھے کہ نظم

ابر بد و بے قطرہ ایشان سر خنجر — برق اندو بے بارہ ایشان صف ہیجا
دندان چو سخت شدہ در دل سنگ — خشت طوم سے حلقہ زدہ گرد ثریا

جادوگرنیاں نازنین نازک بدن کاثیاں دلہنوں کی مانند سے تھو لیاں اسباب سحر سانپ کی گلون میں ڈالے آمادہ جنگ و پیکار تخت ہائے سحر و طائران تیز رو اپر سوار کہ بمصداق شعر

سیکے چون لالہ بار دی در فشان — سیکے چون گل بخود لی دامن فشان

ہر رخ کا تخت قالب لشکر میں ایسا نارنج و ترنج اچھالتی ہوئیں آگ پانی سے اور پانی آگ سے نکالتی تھیں یہ معلوم ہوتا تھا نظم

زمین سے اوج فلک تک تھا اس طرح کا ہجوم — کہ شور حشر کا ہنگامہ ہوتا تھا معلوم
رواں تھے ساحر نامی برائے جنگ و جدل — لیے تھے ہاتھ میں سب اپنے سحر کی مشعل
بزور سحر برستے تھے ایسے انگارے — فلک سے گرتے ہیں جس طرح رات کو تارے

قصہ مختصر جب نزول لشکر کی حد سے دو کوس آگے فوج بڑھی لشکر حریف سے دو چار ہوئی حسام جو لشکر لیے آتا تھا اس کثرت سپاہ کو دیکھ کر نعرہ زن ہوا کہ ہاں ای دلیران تمام امون کو گھیر و خنجر داران میں سے کوئی زندہ بچکر نکل نہ جائے کسی طرف پناہ نہ پائے فوج نے یہ حکم سنتے ہی صف آرائی کی اس ہنگامہ کی خبر لشکر حیرت کو بھی معلوم ہوئی یہاں مصور اپنی جانب سے بہزاد جادو کو افسر کیا ہی وہ بھی فوج لیکر حسام کا آکر شریک ہوا اوقات تنگی اور نای رزمی بجنے لگی کوس و دہل کے شور نے گنبد گردون دوار کو ہلا یا مبارزان ہیجا شعار نے قدم ہمت میدان میں جمایا میمنہ و میسرہ وغیرہ درست ہوا ہر ایک چاق و چست ہوا علموں کے پھریرے لہرانے لگے نشانوں کے پرچم کھلے نقیب بآواز بلند پکارنے لگے عرب لیسن صدائیں سنانے لگے کہ مقتضا ہے ابیات

نے کیسا مرتبہ دیا ہے کہ نظم

دیو کانپے جارسید سر بنہد — مرغ کانپے پرید پر بنہد
نزد جسٹ بدر قہ بیرون — از ہوا و زمین او گردون

شہنشاہ کا حکم درقفا ہے کہ تجھ ایسی نمک حرام کو اب تک زندہ چھوڑا ہے اے بے ادب یہ تجھے کب زیبا ہے کہ قطعہ

سر تیز ندگی با خداوند تخت — سر تیز بندہ را سر بر دچون درخت
گو زنے کہ در شہر شیران شود — ہمرگ خودش خانہ ویران شود
چو سر با بدست سر بتاب از خراج — وگرنہ نہ سر باتو ماند نہ تاج

شہرخ نے یہ تقریر عتاب آمیز سنکر شمشیر زبان کے جوہر دکھلائے اور بیکاری کر کے بھیجا قطعہ

اگر دشمن از تیغ دار دستیز — مرا ہم زبان سنان ہست تیز
چو من آرزو دست خبر آورم — دل دشمنان را بدر آورم

حسام نے یہ کلام ملامت انجام سنکر ایک نارنج سحر پڑھ کر مارا پھر توبع نعوذ باللہ ابن الشمس ارکہ آرزو دکو + اُس میں سے دھواں نکلا اور عنقریب تھا کہ شق ہو کر آفت تازہ اور بلا ہے بے انداز و پیدا کرے شہرخ نے اُس نارنج کو آتے دیکھ کر سمت فلک کچھ افسون پڑھ کر پھونکا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور اُس نارنج کو روک کر غائب ہو گیا حسام کا جب سحر رد ہو گیا بغصہ شمشیر صاعقہ بار کھینچ کر بڑھا اُسوقت بہار اپنا طاؤس بڑھا کر میدان میں آئی اور گویا ہوئی کہ اے حسام تمہیں لازم ہے کہ ہم پا افتادوں کی اگر دستگیری کرو اور شرط مردی یہ ہے کہ مغلوب کی مدد کو آؤ مجھے بلجا اور ایسے نامنصف اور ظالم بادشاہ کی اطاعت کرنا عقل صلحت سنج کے خلاف ہے اور اسباب نالائق اور بیہودہ اور نا انصاف ہے بیت

بے مزد بود منت ہر خدمتی کہ کردم — یارب مباد کس را مخدوم بے عنایت

ہم کیسی اطاعت اور تابعداری سرکار کی بجا لائے پھر آخر اُسکے جلدو میں کیا ملا تم بھی انجام کو کیا پاؤ گے اس سے بہتر یہ ہے کہ

آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرفست — با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

اور شہنشاہ ساحران کے یہاں مثل تمہارے بہت لڑنے والے ہیں ہم البتہ مجبور و بیچارے ہیں تکو لازم ہے کہ بموجب فرد

رہ نیک مردان آزادہ گیر — چو استادہ دست افتادہ گیر

حسام بدانجام ان کلمات نصیحت التیام کو سنکر حرف زن ہوا کہ مین نمک حرام نہین ہون جو مثل
تیرے اپنے مالک سے منحرف ہو جاؤن بہار نے کہا اچھا اب ہوشیار ہو جا اور تیر سحر دوڑ کر
مارا اسنے سپر اپنا بزور سحر اژدہا کا بنایا تیر اچٹ گیا بہار نے دوبارہ تیر مارا وہ بھی خالی گیا
حسام نے دونون حربے رد کرکے ایک ناریل مارا کہ وہ پھٹا اور آٹھ ہزار پیکان تیر اُس مین
سے نکل کر لشکریان مہرخ پر گرا سر سے گذر گئے پانون کی طرف سے نکل گیا بہت ساحر ہلاک
ہوے بہار گلدستہ لیکر بڑھی حسام سمجھا کہ اب یہ باغ سحر بنائیگی میرے لشکر کو صرصر ستم سے
برباد و خزان رسیدہ کریگی لازم ہے کہ مین بھی تحفہ طلسم سے کام لون یہ سوچکر اپنے جیب سے
حلقہ جمشیدی نکال کر مارا بہار کی گردن مین وہ حلقہ پڑ کر پیچی ہوگیا اور وہ بیہوش ہوگئی
اُسنے گرفتار کرلیا اور وہی حلقہ لیکر آگے بڑھا مہرخ نے للکارا کہ اے نامراد ازلی کہان آتا
ہے اُسنے حلقہ دوڑ کر مارا کہ مہرخ کی بھی گردن پھنسی اور اسیر ہوگئی اُسوقت وہ دونون سحر
یعنے باران سحر اور آسمان سحر جو ہمراہ اپنے لایا تھا اُنکو حسام نے زبان پر جاری کیا سب نے
دیکھا کہ ایک سمت دھوان بلند ہوا اور بڑھتے بڑھتے مثل آسمان سبز فام کے سر لشکر مہرخ
پر قائم ہوا نیچے اُس آسمان دودی کے لکہاے ابر گھر آئے اور پانی برسنے لگا جسکے سر پر بوند
گرتی تھی تیر کا کام کرتی تھی ساحران نامی سپر سحر کی سر پر دیے تھے ہر طرف ایک تلاطم
مچا تھا اُس ہنگام مین برق محشر نے کہا اے فرزند رعد اُٹھ باران سحر مین ہماری اور
تمہاری کسر باقی ہے بیٹا رعد گرجتا ہے بجلی چمکتی ہے چلو ہم بھی اپنا کام کرین یہ سنتا تھا کہ
رعد زمین مین غرق ہوا اور برق چشمک زن فلک پر گئی ادہر برق کو چمکتے دیکھکر حسام
سمجھا کہ قاعدہ ہے جب پانی برستا ہے بجلی ضرور چمکتی ہے یقین ہے کہ میرے سحر کی یہ بجلی ہے غفلت
ہوئی غافل رہا اور رعد زمین سے نکلا اُسوقت برق کا چمکنا ہے حسام کے سب لشکر
رہے تھے کہ رعد چلایا اسی ہیبت سے ساحرون کے سر پھٹ گئے اور حسام ازبسکہ زبردست
تھا اُسکا سر تو نہین شق ہوا مگر بیہوش ہوگیا اور برق جھپٹ کر گری اُسکے جسم نحس کو
کاٹ کر زمین مین اُتر گئی العیاذ باللہ شور لشور قیامت برپا ہوا وہ آسمان سحر پھٹ کر لشکریان
حسام پر جہت پر گرا ہزار ہا ساحر دب کر مر گئے اور مہرخ اور بہار قید سے چھٹین فوج
نے مہرخ کی حملہ کیا پھر تو کیا ظلم

اگرچہ رزم جو ... فتنہ انگیز		ہمہ پیکینہ بیباک و خونریز		

بکین خواہی میان را تنگ بستہ — وے چون سنگ را در جنگ بستہ

رعد نے چیخیں مارنا شروع کین اور برق چاک چاک گرنے لگی اسوقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ بیت

سینۂ کوہ از سنان برق میشد چاک چاک — وز صدای رعد می لرزید ہر عضو جرم خاک

برق چالیس گز کی دراز ہو کر اڑتی اور ترچھی پلے در پلے گرنے لگی ہر بار دو دو سو تین تین سو کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتی دم بھر میں چالیس پچاس ہزار ساحر جلا دیا آخر لشکر حیرت میں طبل امان بجا بہت ساحر رو بفرار لائے اور ہزاروں گرفتار ہوئے بہتوں نے اطاعت اختیار کی مال و متاع حریف لوٹ کر خورخ نقارہ فتح بجا کر میدان سے پھری اور خیام ذوی الاحترام میں پہونچکر مصروف عیش و نشاط ہوئی لشکر نے کر کھولی ہنگامہ نشاط گرم ہوا اودھر لشکریان حسام بھاگ کر دریائے سحر کے پار گئے افراسیاب براہ نخوت مصصور سے گرم سخن تھا کہ میں آج تک طرح دیتا تھا کہ یہ لوگ راہ راست پر آئیں ورنہ میرے غصے کی پناہ نہیں اب دیکھنا کہ سب کے سر حسام کاٹ کر لاتا ہوگا یہ باتیں تمام نہ ہوئیں تھیں کہ صدائے واویلا کان میں آئی خادم دوڑے اور ساحران حسام کو سامنے لائے انہوں نے تیغ بیان واقعہ جانگزا سے خاطر بادشاہ کو مجروح بنایا اور دل کو دو نیم دو دو آہ سینہ شہنشاہ سے نکلا اور یاس شکست کی خبر سنکر دست تاسف ملے اور کہا

آہ از این طالع برگشتہ کہ ہر روز مرا — رہ بجائے بنا بر کہ بلا ہست ترا است

ان مفروروں سے پوچھا کہ حسام کو کسنے قتل کیا کہا برق مشتر نے تو اسکو قتل کیا لیکن سب لوگ کہتے تھے کہ افراسیاب حرامزادے سے سحر نے بھیجکر قتل کرایا یہ کلمہ بر اہل دربار منھ پھیر کر مسکرائے اور سرما پہ وزیر نے ان ساحروں کو گھورا کہ لوگ سب کچھ کہتے ہیں تم تو اپنی زبان سے نہ کہو عوام الناس کا قاعدہ ہے کہ شاہوں کو سرداروں کو برا بھلا کہتے ہیں لیکن کوئی حضور میں ایسی بات کہتا ہے افراسیاب یہ تقریر سنکر گویا ہوا کہ اگر میں انکو مروا ڈالتا ہوں تو لوگ کہیں گے غصے سے تو کچھ بس نہیں چلا اپنے ملازموں کو ہلاک کرتا ہے اس سے لازم ہے کہ یا قتل ہونے نکراموں سے جو کچھ کوئی کہے سنوں اور خاموش رہوں کیونکہ چاند پر خاک ڈالنے سے ذمین پڑتی ہے میں جیسا ہوں ویسا ہی رہونگا یہ کہکر بغل میں ہاتھ ڈالا اور ایک کاغذ کا پتلا نکال کر پھینکا اور حکم کیا کہ جہان صرصر عیارہ ہے اسکے پتلے اٹھا لا پتلا بحکم نقش کا کاغذ بادی ہے آڑتا ہوا روانہ ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ فرد

اب تو وہ شکل کاغذ بادی — نہ زمین کا نہ آسمان کا ہے

صرصر لشکر حیرت مین اندر خیمے کے متمکن تھی اور صبا رفتار کہتی تھی کہ داری عمرو موذی کا تا
بلا کا عیار ہی ٹکوز طلسم مین جب سے آیا ہے آفت ڈھائی ہی اب شہر مین حیرت کے ہے لیکن
کسی کے ہاتھ نہین آتا ہی صبا رفتار کے چھوٹنے کو صرصر گویا ہی کہ ہان بہن تمھارا ہی جانتا ہوگا
دوسیا عیار وہ ہی اسکا شاگرد قران اس بلا کا ہی کہ تیرے دل کو زخمی اُسنے کیا ہے صبا رفتار یہ
سنکر کھسیانی ہوکر حرف زن ہوئی کہ حضور کو اگر برا لگتا ہی تو مین نام بھی عمرو کا نہ لونگی غلام کلام
انھین باتون مین تھین کہ وہ پتلا کاغذی آکر کمر مین صرصر کے لپٹ گیا اور راز سکر چلا صرصر
سمجھی کہ رعد و برق نے جو صسام کو قتل کیا ہی تو شہرخ اندیشہ مند ہوئی ہی کہ عیار بچان
کوئی عیاری نہ کرین اس لحاظ سے مجھے گرفتار کرایا ہی یہ تصور کرکے کہنے لگی کہ ہم سے اور
عیارون سے گرفتار لینے کی شرط ہی نہ کہ ساحرون سے لڑنا ہمارا کام ہی اُس پتلے نے کچھ سماعت
نہ کی اور روبرو افراسیاب کے تخت کی طرف چلا اب صرصر سمجھی کہ افراسیاب نے معلوم ہوتا ہی کہ بلایا ہے
یقین ہی کہ یہی کہیگا کہ صسام مارا گیا اور تجھ سے کچھ نہ ہوسکا پھر میرے بھی جو مزاج مین آئیگا
جواب دونگی غرضکہ اسی کشمکش و پیچ مین یہ تھی کہ پتلا سامنے شاہ جادوان کے لے گیا
اسنے چھوڑ دیا اور یہ کھڑی ہوئی افراسیاب نے کہا ای صرصر تو نے کئی بار اقرار کیا کہ مین
عمرو کو پکڑ لاؤنگی مگر آج تک گرفتار نہ کرسکی صرصر نے عرض کیا کہ قربان ہوجاؤن کنیز کئی بار
اسکو پکڑ لائی مگر وہ کمبخت ہی چھوٹ چھوٹ گیا شاہ نے کہا اچھا اب جاکر رعد اور برق کو
پکڑ لا اور ملکہ حیرت کے پاس پہونچاوے صرصر تسلیم کرکے رخصت ہوئی اور شہنشاہ نے ایک
نامہ حیرت کو لکھا کہ ای ملکہ تم گھبراؤ نہین مین عمرو کی گرفتاری کو ساحر زبردست بھیجتا ہون
اور خود بھی آتا ہون لیکن صرصر رعد اور برق مغشر کو اگر تمھارے پاس گرفتار کرکے لاوے
تو فورًا ان دونون کے سر کاٹ ڈالنا اس نامے کو ایک پنجہ سحر کو دیا کہ وہ لے کر چلا اور صرصر
کو پنجہ سحر آتا کر اسکے خیمے مین پھر پہونچا گیا صبا رفتار اسکے جانے سے متردد تھی اسوقت
خوش ہوکر پوچھنے لگی کہ ای شہزادی آپ کہان تشریف لیگئی تھین صرصر نے سب کیفیت بیان
کرکے کہا چلو رعد اور برق مغشر کو پکڑ لائین یہ کہکر اسوقت عیاری واکر کے آئینے سامنے
رکھکر صورتین اپنی دونون نے تبدیل کین ایک تو خود عورت حسین نازنین حور جمال بنی اور
دوسری کو اسنا دختر سے زیادہ حسینہ او چھیلا بارہ بارہ برس کی کمسن لڑکیان بنین وہ نہ
صورت تھا بہر ایک کی تھی کہ ماہ شب چاردہ اُنکے رخسار پر نور سے روشنی اور نور اقتباس کرتا تھا

اور چراغ جہان افروز آفتاب کہ قندیل فلک ہی پرتو شمع جمال دل آرا سے اُنکے تاب قرص لیتا تھا
الحق وصف مین اُن خوبان روزگار کے یہ زیبا ہی کہ نظم

لباس ارغوانی کردہ دربر — تو گوئی لعبت سرو از لالہ زیور
دو چشم ترک بر دلہا کمین ساز — دو ابرو بر جگرہا ناوک انداز
رخش تابان ز چین زلف پرتاب — چنان کاندر شب تاریک مہتاب
ز شنگ تازہ یک یک موی شستہ — با آب زندگانی روی شستہ

اس خوبی و زینت سے آراستہ ہوکر منتظر ہوئین کہ رات کو چل کر دستبردی کرین یہانتک ٹھہری رہین کہ سیمرغ زرین جناح آفتاب آشیانہ مغرب مین گیا اور غراب شب سیاہ چہرے نے بال ظلمت اطراف عالم مین بچھایا کہ نظم

روز چو در پردہ بہ پوشید راز — راز برون داد شب پردہ ساز
صوفی خورشید بہ خلوت نشست — کرد فلک سبحہ پروین بدست

جب رات ہوئی دونون اپنے خیمے سے مخفی نکل کر روانہ ہوئین اور لشکر مہرخ مین پہونچین جسنے لشکر مین دیکھا انپر شیفتہ اور فریفتہ ہوا عاشق تن شعر پڑھنے لگے نوجوان آوازے کسنے لگے کوئی بولا کہ مین تو اِس زلف کا سودائی ہون کوئی پکارا کہ مین رخ انور کا شیدائی ہون کہ رباعی

ہی شوخ کا مار زلف کالا کافر — حلقہ مارے ہے اسپہ بالا کافر
اس چشم پہ آنکھ پڑتے ہی دل نے پکارا — جادو بہ حق ہے کرنے والا کافر

اور کوئی بیقرار ہوکر اُنکے پیچھے چلا اور کہتا جاتا تھا کہ ای یار دلنواز ادای سراپا ناز ایک نظر ادھر بھی دیکھ لو کہ یہ دل مضطر تسلی یاب ہو اور مجھ بیتاب کی جان بچے کہ اشعار

گردش چشم سے سرمے کا ضرر کیا ہوگا — دیکھ لوگے جو ادھر ایک نظر کیا ہوگا
ہم بھی اپنے دل بیتاب کو سمجھا لینگے — پھیر لے ہمسے وہ بے دید نظر کیا ہوگا

اور کسی نے انکی اچپلاہٹ اور چلبلاپن دیکھکر دل سے دعا دی کہ فرد

چودھوان سال خدا خیر سے کاٹے بتیر — گھٹنے لگتا ہی مہ چاردہ پورا ہوکر

ہمراہ اِن دونون کے مجمع عاشقان ہر سمت سے ہجوم جوانان تھا کہ فرد

شہر مین شہرہ ہی کس قد قیامت کا کیون — جلوہ گاہ حشر ہر ہر کو و برزن ہوگیا

اسی طرح لشکر سے گذر کر دربارگاہ مہرخ پر پہونچین حاجبان درگاہ سے کہا کہ ہماری خبر ملکہ عالم

سے جاکر عرض کرو کہ دو لڑکیاں حاضر ہوئی ہیں دربانوں نے کہا تم کہاں سے آئی ہو انھوں نے کہا ہم کچھ فوج لیکر تو آئے نہیں ہیں جو تم پوچھا کچھی کرتے ہو جاؤ ملکہ سے بیان کرو جہاں سے ہم آئے ہیں آپ ہی ثابت ہو جائیگا اس تقریر سے دربان خاموش ہوے اور عرض بیگی نے جاکر مہرخ سے بعد دعا و ثنا کے دست بستہ التماس کیا کہ دو لڑکیاں آستانہ عالی پر حاضر ہیں تمنا باریاب ہونے کی رکھتی ہیں مہرخ نے مجرد سننے کے حکم دیا کہ سامنے لاؤ ملازمان بارگاہ دونوں کو روبرو لائے انھوں نے مجرا گاہ پر سے بادب استادہ ہوکر مجرا کیا اہل دربار میں سے جنھنے انکی صورت پاکیزہ کو دیکھا دیوانہ رخ زیبا بنا اور رہبار اور مہرخ ہوو ثنا فرمان وغیرہ دیکھکر گویا ہوئیں کہ ہی ہی بچتین ابھی بالکل کم سن ہیں نگوڑ ماریوں پر نہیں معلوم کیا مصیبت پڑی جو گھر سے نکلیں ایک ساحرہ بولی کہ نا شدنیاں صورتیں تو بھولی بھولی رکھتی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ کسی اشراف کی بیٹیاں ہیں ایک نے کہا بہن دیکھو پر لڑکی بھی ہیں کچھ شعور نہیں ہے پال بھی رخ پر سے نہیں ہٹاتی ہیں غرضکہ اپنی اپنی بولیاں سب بولتی تھیں اور انکے حسن و جمال پر فریفتہ تھیں فی الحقیقت انھوں نے اپنی بناوٹ ہی ایسی کی تھی کہ کرتیاں آستینوں دار پہنے جھولیاں گلے میں ڈالے ناک میں ایک ایک موتی کی نتھنی پہنے تھیں مگر روے زیبا مثل گل تازہ کے نسیم تمنا سے عاشقان کے شگفتہ اور زلف مثل سنبل پرتاب کے کہ ہزاروں نافہ مشک ناب اس میں پوشیدہ تھے آراستہ اور پیراستہ کرکے آئی تھیں الحق انکی شان میں یہ زیبا تھا کہ ابیات

ز سنبل بر سمن مرغولہ بستہ
ز مستی نرگس جادوش در خواب

ز مرغولش بنفشہ گشتہ وابستہ
ز سودا سنبل ہندوش در تاب

مہرخ نے نہایت شفقت سے انکو کرسی قریب تخت بیٹھنے کو مرحمت کی اور براہ نوازش و تفقد حال پوچھا دونوں لڑکیاں رونے لگیں لآلی آبدار اشک ہوا رشتہ مژگان سے متصل اور مسلسل صدف چشم سے ٹپ ٹپک کر رخسار پر آنے لگے خوب دھاڑیں مار مار کر روئیں مہرخ بیقرار ہوگئی اور پاس اپنے بلایا انکے حال زار پر رحم آیا آنسو پونچھے دلاسا دیکر سمجھایا انھوں نے کہا ہم ہیکل جادو کی بیٹیاں ہیں باپ اور ماں ہمارے سر سے ملک عدم ہوے ہم اکیلے رہگئے کوئی روٹی دینے والا کپڑا خالی سر پر ہاتھ رکھنے والا بھی نہ رہا اب محنت و مشقت کرتے ہیں تیرا میرا کام کاج کرکے روٹی میسر آتی ہے گھر کی بیٹھے ہیں لیکن جوان جہان ہیں اور بخت بیٹا پھرا ہمارا ایسا ہے کہ

جسکے سبب سے ہر شخص آبرو کا خواہان رہتا ہی مرد وے تاکتے جھانکتے ہین آوازے کستے ہین
غریب سمجھ کر ہر شخص جو پاتا ہی سو کہہ لیتا ہی لہذا ہم آپکے پاس آئے ہین کہ ہمین کنیزی مین قبول
فرمائیے اور رعد اور برق محشر کا شاگرد کرا دیجیے کہ ہمکو انھین کا سحر پسند ہی انکا کاروبار
کرینگے اور سحر بھی سیکھین گے آپکے فرمانے سے اگر وہ ہمین رکھ لین تو عین عنایت ہی اس
تقریر کو سنکر مہرخ نے رعد اور برق محشر کی جانب دیکھا اور رعد اپنا نام انکی زبان سے
سنکر انھین کی طرف متوجہ ہوا اور بنظر غور اُسنے دیکھا کہ وہ نازنینان مہپارہ کمسن قبول
صورت ہین چھاتیان اُبھرتی آتی ہین معلوم ہوتا ہی کہ گٹھلیان چھوٹی چھوٹی چھاتیون مین
ابھی پڑی ہین مہندی ہاتھون مین لگی ہی پور پور چھلّے پہنے ہین پانون مین چھاگلین
پڑی ہین گلے مین طوق آن خورشید رخسارون سے ہلال آسا پڑا ہے کان کے بالے
رخسار پر حلقہ فگن ہین کہ نظم

ماہ را ہمسر سہیمان کردہ	زہرہ با مشتری قران کردہ
ماہروے مشکبوے دل کشے	جانفزائے دلفریبے مہوشے

رعد کا دل ہاتھ سے جاتا رہا اور عرض پیرا ہوا کہ اے ملکہ مہرخ مین انکو بدل جادو تعلیم کرونگا
ادھر برق محشر نے کہا حضور ملاحظہ فرمائینگی جو کچھ انکی کیفیت ہوگی دس ہی پانچ روز
مین شاہ طلسم کا مقابلہ کرینگی اور طلسم کی جو بندشین ہین انکا جواب یہی دینگی میرے ساتھ دو
باتین چپکا کرینگی اور آپکے لشکر مین مجھ سمت مین برق ہو جائینگی مہرخ نے کہا انکو اپنے
ساتھ خیمے مین لیجاؤ سرکار سے خرچ انکے آبخورش کا ملیگا لیکن سحر سکھانے مین انکو با
نہین سمجھو کہ یہ ماں باپ کی بچیان ہین برق محشر نے جواب دیا کہ مین اپنی بیٹیان
سمجھونگی اور خصوصًا حضور کا درمیان ہی انکے بارے مین ہی کوئی تکلیف کسی طرح کی انکو
نہوگی اور طریقہ تعلیم اور تربیت وہ اختیار کیا جائیگا کہ بمقتضائے رباعی

از تربیت ست کآب گوہر گردد	خون در شکم نافہ مشک اذفر گردد
وان آہن تیرہ روے بی قیمت را	اکسیر تربیت کند زر گردد

قصہ کوتاہ رعد اور برق محشر انکو لیکر اپنے خیمے مین آئے مہرخ نے بھی دربار برخاست
فرمایا رات کا وقت تھا سب سردار اپنے اپنے خیمون مین گئے برق محشر نے لڑکیون کے
لیے مسندین اور پلنگڑیان جواہرکار بچھوادین جملہ طرح کی نعمتین بہر آسایش مہیا کردین اور کہا

صبح کو اہل عملہ کنیزین اور ملازم وغیرہ سب بلوا دونگی اسوقت تم شراب پیو کھانا تناول کر کے
آرام کرو یہ تقریر سنکر وہ دونون مسند پر جلوہ گر ہوئین رعد بھی انکے پاس آکر بیٹھا اور نظارہ
جمال حور مثال کرنے لگا برق محشر نے کہا بیٹیا تو انکو اسطرح نظر حسرت سے دیکھتا ہی کہ بس
نہین تیرا چونگا ہون سے انھین پی لے رعد نے جواب دیا کہ اما جان تم مان ہو تمسے کیا پردہ
میرا دل انپر آگیا ہی یہ کہکر مان کی گردن مین ہاتھ ڈال کر لاڈ کرنے لگا کہ میری امان تیری صدقے
ترے قربان برق محشر تیوری چڑھا کر بولی کہ لونڈے کیا بکتا ہی حواس بگڑ گئے عقل کے ناخن لے
مجھے یہ باتین نہین اچھی معلوم ہوتین ہو نچلے کی باتین کسی اور سے جا کر کرو اور سنو تجربے کی
خوبی بزرگی خردی سب ڈوبی سبحان اللہ اب تو خوب چل نکلا ہی مجھ سے بھی صاف صاف
کہنے لگا شامتی غارت ہوے موسے بچپا تیرے جیسے کتا نہ جیسے خدا کی شان جن جائے انھین اپنی
لیجائے ابھی کل کا ذکر ہی کہ لنگوٹی باندھے پھرتا تھا آج اس قابل تو ہوا کہ رنڈی بازی کرنے لگا
چل پچھے دور ہو نگوڑ مارے نکل یہان سے کیا مجھے مہرخ کے سامنے ذلیل کرائیگا رعد مان کے
غصہ کرنے سے پانون پر گرا اور لوٹنے لگا کہ آپ اس مقدمہ مین نہ بولیے مین جانون اور یہ جانین
برق محشر آخر مان ہی اسکے حال پر رحم کھا کر چپ ہو رہی مگر بہر احتیاط خود بھی لڑکیون کے
پاس آکر بیٹھی کہ شاید رعد انکو ستائے اور یہ ناراض ہو جائین اور ادھر صرصر بھی رعد کی
بیقراریان دیکھکر گھبرائی کہ مبادا یہ ہمپر دست درازی کرے تو ہم کچھ اسکا نکر سکینگے یہ سوچ کر
اپنے پاس سے ایک بیضہ نکالا اور برق سے گویا ہوئین کہ ہم تو سحر نہین جانتے ہین لیکن
یہ انڈا ہمنے ایک جگہ پر پڑا پایا ہی لوگون سے جو ہمنے اسکا حال پوچھا تو ہر ایک ساحر زبردست
نے یہی کہا کہ تمھاری قسمت بہت اچھی دنیا کی تھی جو یہ تمنے پایا یہ انڈا عقاب جمشید کا ہی اس
مین عجیب عجیب خوشبوئین آتی ہین رعد نے کہا لاؤ مین تو دیکھون صرصر نے اسکو حوالے
کیا رعد نے کہا تم بھی انڈا دینے لگین لڑکیان لو لین کہ تم ٹھٹھے بازی کرتے ہو برق نے کہا
بیٹیا تمنے ایسے کیا کہا رعد نے مان کو تو کچھ جواب نہ دیا مگر مارے ہنسی کے پیٹ پکڑ کر لوٹنے لگا
اور وہ بیضہ آپ بھی سونگھا اور مان کے نتھنون سے لگا دیا اُس مین غضب کی بیہوشی تھی
دونون سونگھتے ہی بیہوش ہو گئے یہان رعد نے بسبب اپنی میلان طبیعت کے تخلیہ تو
کر رکھا تھا ہی کوئی ملازم بھی موجود نہ تھا صرصر اور صبا رفتار دونون کو پشتارہ مین
باندھ کر خیمے سے پشت پر لادے باہر نکلین لیکن جسوقت کہ بارگاہ مین مہرخ پاس آئی تھین

تو عیار صحرا میں تھے جب پھر کر بارگاہ میں آئے تو حال سنا کہ دو لڑکیاں آئی ہیں اور رعد و برق
کے خیمے میں ہیں برق فرنگی نے ضرغام سے کہا کہ چل کر لڑکیوں کو دیکھا چاہیے یہ کہکر دونوں
خیمہ رعد میں آئے یہاں دونوں عیار بچیاں جا چکی تھیں عیاروں نے خیمہ خالی پایا باہم خیال
کیا کہ یہ بیشک عیار بچیاں تھیں بوجہ قتل کرنے حسام کے ان دونوں کو پکڑ لیگئی ہیں یہ سمجھ کر عیار
دوڑے اور عیار بچیاں اٹھتی بیٹھتی سگ و گربہ کی چال چل کر لشکر سے باہر نکل گئیں اور صحرا
میں پہونچیں عیار بھی آکر جنگل میں اور حفظ ما تقدم کرکے ایک نعرہ دی کہ خبردار کہاں جاتی
ہوای نکالتا وہم بھی آ پہونچے یہ صدا عیار بچیوں نے کسی سر پر پاؤں رکھ کر بھاگیں اور ایک
ایسے مقام پر پہونچیں کہ گلزار یا پھولا پھولا تھا ہری ہری گھانس لہلہا رہی تھی تالاب
چشمہ پانی کے بہہ رہے تھے ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلتی تھی چاندنی چھٹکی ہوئی تھی اس جنگل
فراخ تھا عیاروں کی صدا سنکر بندہ پکڑ دوڑا اودھر تیز نگاہ عیار بچی صرصر کی کمک کو
آئی تھی اور ایک جگہ نقب لگا کر چھپی بیٹھی تھی برق اور ضرغام جو دوڑے چلے آتے تھے
اُس نقب میں گرے تیز نگاہ نے کمند ماری ضرغام کی گردن پھنسی اور برق تڑپ کر
نقب کے باہر نکلا تیز نگاہ نے ضرغام کو کھینچ لیا اور حباب مار کر بیہوش کیا باہر نقب کے نکلی
مگر برق نے ضرغام کے گرفتار ہونے کا کچھ خیال نہ کیا اور صرصر کے تعاقب میں چلا یہاں تک
کہ صحرا سبزہ زار میں برابر آپہونچا اور پکارا کہ واہ واہ استانی کیا خوب عیاری کی مگر میں بھی
جان بچا کر آیا اب کہاں جانے دیتا ہوں صرصر نے پلٹ کر جواب دیا کہ موئے تیرے استاد
بھی کبھی روکا تھا جو تو روکے گا یہ کہکر صبا رفتار اور صرصر نے تیغ کھینچی برق بڑا گرگ برق
بھی بجلی کی طرح چمکنے لگا ایک چوٹ صرصر پر اور ایک صبا رفتار پر کرتا تھا کبھی روکا
کبھی مارا خنجر کی جھنکار بلند ہوئی اور بیضہ ہائے بیہوشی چلنے لگے اسی میں تیز نگاہ بھی ضرغام
کو پشتارے میں باندھے یہاں آپہونچی اور برق کو گھیرا برق گھار کی لڑائی لڑنے لگا صرصر
نے تاک کر بیضہ بیہوشی مارا برق نے جست کرکے خالی دیا زمین پر جیسے ہی اترا تھا کہ صبا رفتار
نے حباب مارا اسنے لوٹ مار کر وہ بھی خالی دیا لیکن سنبھلنے نہ پایا تھا کہ تیز نگاہ نے دوڑ کر خنجر
مارا برق اچک کر جو تڑپا دو ہاتھ جا کر گرا اور وہاں سے سنبھل کر پھر دوڑا تینوں عیار بچیوں کو روکا
کسی پر کمند ماری کسی پہ خنجر اور کسی کا وار روکا ہمہ تن چشم بن گیا عجب ہنگامہ بپا تھا کہ

بہ شمشیر سے تکیہ تا صد توان کشت | [illegible]

اسی شور و غل اور ہنگامے میں قران ابندہ تانے نعرہ زنان آکر پہونچا صبا رفتار نے صرصر کو پکارا
کہ واری وہ سوا کا لیا آتا ہی قران یہ صدا سنتے ہی صبا رفتار کے سر پر آیا ہر چند اسنے رد کا اور
ہتھ واتھ چرب کیے لیکن قران ایسا گھس بیٹھا اور چاہا کہ گود میں اٹھا لون اسوقت وہ ادہی
ادہی کرکے بھاگی اور پکاری کہ اے صرصر یہاں تو بھاگی ہون وہ پیچھا نہیں چھوڑتا صرصر جو
تیغ زنگاہ اس پکار سنے ادھر متوجہ ہوئی تھین کہ برق نے [illegible] ہاتھ سے صرصر کے
اور خنجر بائین ہاتھ سے تیغ زنگاہ پر مارا کہ دونون کے [illegible] سے کٹ گئے اور برق محشر و
صرصر غام زمین پر گرے برق نے دوڑکر دونون پر جا دون فلم ہوشی مارے کہ دونون بیہوش
ہو گئے یہ ماجرا دیکھ کر صرصر سمجھی کہ برق محشر ایسا نہ ہو کہ غصے میں آکر ہمیں گرے جو دوڑکر
کہ اسوجہ سے سر پر پاؤن رکھکر بھاگی ادھر [illegible] سے قران کی صبا رفتار بھی ہوشیار
ہونیک کہ بھاگی رعد کو بھی عیارون نے ہوشیار کر دیا برق محشر صرصر کی عیاری پر
مطلع ہو کر تعجب تمام گویا ہوئی کہ اس ہوئی عیاری کی یہ حقیقت ہوئی کہ مجھے عیاری کرنی آتی
تھی ابھی اسکے رشتہ ہستی کو جلا کر خاک کر دون گی اور خرمن عمر کو برباد دون گی یہ کہکر چمک کر
چلی تھی کہ قران پکارا ہان ہان یہ خواجہ عمرو کی شاگرد ہے جو اسکو قتل کریگا اسکو خواجہ سے
مقابلہ کرنا ہوگا اور عمرو اسکو جیتا نہ رکھے گا برق محشر بارے ڈر سکے آخر یہ سب شکار صحرائی
قران اور برق وغیرہ سب مل کر خیمے میں آئے برق محشر نے شکریہ برق فرنگی کا ادا کیا
اور زر نقد سامنے رکھا کہ آپکے باعث سے میری جان بچی برق نے کہا میری کیا حقیقت
ہی میں ایک بندہ ناچیز ہون پروردگار عالم وہی سب کی جان بچاتا ہے برق محشر بولی کہ یہ سب
سچ ہی مگر آپ ہی لوگون کے سبب سے ہمارا بچاؤ اور زندگی ہے ورنہ ادھر تو ساحرون کا سامنا
اور عیار بچون کا مقابلہ ہے ادھر افراسیاب ایسے شخص کا سامنا ہے مگر ہم بھی دیکھنے کو
ہر [illegible] حاضر ہیں قصہ کوتاہ عیار رخصت ہو کر صحرا کو چلے راہ میں دیکھا کہ ایک شخص نعرہ زنان
درد فراق اور نوحہ کن رنج مہاجرت و اشتیاق جوہر لطوبت عزیزی آتش فراق میں گلاتا ہے
اور شمع وار شعلہ عشق سے جلتا ہے اور زبان حال سے یہ کہتا ہے ابیات

کیا کیا نہیں ظلم آہ مجھ پر ہوتا
سوتے میں بھی اشک چشم یون جاری رہتا

ہر لحظہ تری جدائی میں ہوش کھوتا
[illegible] ہے زمین سے جیسے کوئی سوتا

برق جب اس اسیر سلسلہ الم کے قریب گیا تو پہچانا کہ [illegible] جادو ہے مفارقت میں اپنی معشوقہ

ملکہ خوبصورت کے ہر شب یونہین بیقرار بیان کرتا ہی اور معشوقہ کا اُسکی حال اول لکھا گیا ہو
کہ پنجہ سحر نے بحکم شاہ ہنڈولے پر دریاے سحر کے میدان مین بٹھا دیا ہی کہ وہ جھولا کرتی ہی
غرضکہ برق نے اسکو تسکین اور دلاسا دیا اور کہا مین تیری معشوقہ کو جسکو اسنے جاتا ہون
ہر کسکہ سمت دریاے سحر چلا اس اثنا مین گاذر روزگار نے پوشاک سیاہ رنگ لیلای لیل کو
دھوکر سفید کیا اور رنجبر نور زمین ہر ایک انجم غوطہ زن ہوا شعاع آفتاب سے دریاے زرنگین
موج گیر گیا عالم تھا کہ نظم

زمین و آسمان لبریز از نور	جہان غوطہ زدہ در بحر کا نور
صفا چون ضمیر عارفان نور	سحر گہ نور افشان آن چنان بود

برق یاد خالق نور و ظلمت کرتا ہوا قریب ساحل دریاے سحر پہونچا اور بحر فکر مین غوطہ زن ہوا
کہ کیونکر پار دریا کے جاؤن اور اس گوہر قلزم محبوبی کا پتا پاؤن یہ تو اس فکر مین ٹھہرا تھا
کہ صرصر نے دور سے دیکھا کہ یہ بیباک کر دریاے ہشوربار نہ آئی تھی اب جو برق کو
دیکھا اپنے دل سے مشورہ پذیر ہوئی کہ کل ایسی بھر و سر نے مجھے گھیرا تھا اور تشنگی مین
لیسے تھے اسکا بدلہ آج لینا چاہیے یہ سوچکر اپنی صورت عمرو کی ایسی بنائی اور راہ کاٹ کر
برق کے سامنے سے آئی تاکہ معلوم ہو کہ دریا کے اس پار سے آیا ہی فی الجملہ جب برق نے
استاد کو آتے دیکھا دوڑکر قدم پر گرا اور گویا ہوا کہ زہے ہمایون و مبارک یہ صبح عالم افروز کہ
آفتاب عالمتاب سپہر عیاری نے ہم خاکساران ذرہ مثال پر پرتو رحمت ڈالا اور چشم مشتاقان
مین نور مثل طور کے مشاہدہ جمال عین الکمال حضرت استادی الاستادی سے تجلی پذیر ہوا بیت

دمیدہ صبح سعادت کہ یار باز آمد	ہزار شکر کہ آن غمگسار باز آمد

صرصر نے سر اسکا اٹھا کر سینے سے لگایا اور بوقت بغلگیر ہونے کے منہ سے سفوف بیہوشی
چھوڑا کہ برق کے دماغ مین اسکے سرایت کی اور بیہوش ہو گیا اسنے پشتارہ باندھ کر
پشت پر لادا اور آگے بڑھی راہ مین خیال آیا کہ در باب گرفتاری عیاران سحر کا شہنشاہ
طلسم سے حکم شرف نفاذ نہیں پایا مبادا شہنشاہ کہے کہ عیارون کو لاکر طلسم کی راہ دکھائی
ہی تو تیرے واسطے قباحت ہو گی یہ سوچکر پار دریاے سحر کے نہ گئی پشتارہ لیے اپنے خیمہ مین
آئی اور ارادہ کیا کہ اول گرفتار کے حال سے شاہ طلسم کو اطلاع دون اگر وہ طلب فرمائین
تو لیجاؤن اسی فکر مین تھی کہ تیز نگاہ اور شیشہ لقب زن بھی یہان آئین صرصر نے اُنسے

کہا کہ ابھی میرے قریب نہ آؤ پہلے ہاتھ دھولوں دیکھ لوں کہ تم کوئی عیار تو نہیں ہو اُن دونوں
عیارنیوں نے درست ہاتھ دھوکر اسکا شک مٹایا اور نشان اور پتے سب دیے اُسوقت اُسنے
کہا کہ تم لشتارہ لیکر یہاں ٹھہرو میں دربار شہنشاہ میں جا کر اسکے لیجانے کی نسبت دریافت
کر آؤں عیارنیوں نے عرض کیا اری کچھ ہوش جان فرماتی ہے تو پھر تشریف لیجائیے گا کہ
آپ کو کل سے بہی محنت شاقہ پڑ رہی ہے پھر اسکے کہنے سے ٹھہر گئی لیکن شکیل صبح ہوتے
وقت یاد محبوب میں رو رہے تھے گیا وہاں سے دربار شاہی کی طرف چلا راہ میں
ضرغام سے ملاقی ہوا اُس سے کہا کہ برق میری معشوقہ کو پکڑ لے گیا ہی ابھی تک نہیں آیا
ضرغام اس کیفیت کو سنکر دریائے سحر کی طرف راہی ہوا اور اسوقت یہ سمجھا کہ صرصر لشتارہ
برق کا باندھ رہی تھی اُسنے گرفتار ہونا برق کا دیکھ کر صورت اپنی مثل ایک جادوگرنی
کے بنائی بندلی سیندور کی ماتھے پر لگائی دوچار پتیاں نیل کے جسم پر دیے گلے میں جندلیاں
کا مالا پہنا لہنگا قیمتی زیب قامت کیا اور پیشواز پہنی دوپٹے کی گاتی باندھ کر گلے میں
ڈالی کچھ ہاتھوں میں باندھی اور قد کو مثل سرو رواں کے کہ چمن روح پرور میں اگا ہوا آراستہ
کیا اور چہرہ کو مانند رخسارۂ تازہ گل کے بنایا کہ جو آب حیات سے دھویا ہوا تھا نظم

نگارے دلفریبے جامگدازے	پری پیکر بتے عاشق نوازے
ز زلفش سنبل اندر تاب می شد	ز رشک عارضش گل آب می شد

اس صورت سے درست ہوکر خیمۂ صرصر کے قریب آکر اس طرح جست کی کہ سراپردہ پھاند کر
بیچ صحن خیمہ میں اُترا اسلیے کہ معلوم ہو اُڑتی ہوئی آئی ہے صرصر عیارنیوں سے باتیں کر رہی
تھی جادوگرنی کو دیکھ کر اسم تعظیم بجالائی اور مستفسر ہوئی کہ باعث رونق افزائی حضور
کیا ہے ساحرہ نے کہا میں دربار شاہ جادوان سے آئی ہوں شہنشاہ نے کتاب دیکھ کر معلوم
کیا ہے کہ تمنے برق فرنگی عیار کو گرفتار کیا ہے اسلیے مجھے بھیجا ہے اور تاکید ارشاد فیض
بنیاد ہوا ہے کہ قیدی کو جلد لیکر حاضر ہو شاہ عیش و آرام سو چکا ہے اور میں متردد ہوں صرصر
نے کہا میں عیش کرنے والی صدقہ گئی کنیز ابھی تمہارے ساتھ چلتی ہے ساحرہ نے
کہا میں ٹھہر نہیں سکتی تم قیدی لیکر آؤ میں جاتی ہوں یہ کہکر صحن خیمہ سے پھر جست کی اور
خیمہ پھاند کر چادر جادو کا بنا ساتھ لیا تھا کہ یقین واثق ہوا کہ بیشک یہ ساحرہ فرستادۂ
شاہ طلسم تھی کیونکہ اگر عیار آیا ہوتا تو مجھ سے لشتارہ برق کا طلب کرتا نہ کہ چلا جاتا معلوم ہوتا ہے

کہ پل پریزادان کے دربانون نے شہنشاہ کو قید ہونے کی برق کے خبر دی ہوگی اُسنے اس ساحرہ
کو بھیجا اب چلنا لازم ہے یہ سوچ کر سب ساتھ کی عیارنیون سے کہا تم یہین ٹھہرو مین جاکر قیدی
کو دے آؤن وہ سب تو ٹھہر گئین اور یہ لیشتارہ اُٹھاکر چلی دہان ضرغام نے کنارے
دریا سے سر کے جاکر ایک جگہ کھود کر اپنا جسم زمین مین چھپایا یعنی زمین کھدی ہوئی مین
لیٹا اور اوپر سے مٹی ڈال لی بالکل زمین دوز ہوگیا اور گرد اپنے حلقہ ہاے کمند بچھاکر خس
پوش کر دیے سرا کمند کا ہاتھ مین رکھا ہاتھ کو بھی زیر خاک چھپا لیا صرف دو نتھنے اور آنکھین
کھلی رکھین اور مثل خفتگان خاک چشم براہ انتظار تھا کہ صرصر کنارے دریا کے آکر پہونچی اور
چاہتی تھی کہ جست کرکے پل پر جائے کہ ویسے ہی حلقہ ہاے کمند مین پاؤن رکھا ضرغام نے جھٹکا
مارا کہ پاؤن مین حلقہ پچی ہوا اور یہ اُلجھ کر گری ضرغام تڑپ کر اُٹھا اور نعرہ کرکے سینے پر سوار
ہوا صرصر نے کہا ارے نے سوے تو کہان تھا اُسنے کہا اُستاد لقی ساحرہ بنکر کون گیا تھا تمنے اتنا
بھی نہ سمجھا یہ کہکر لیشتارہ اُسکے پاس سے جدا کرکے اُسکو بیہوش کیا اور برق کو ہوشیار کرکے
سب کیفیت بیان کی پھر صرصر کی مشکین باندھ کر ہوشیار کیا اور کہا مین تجکو ذبح کرونگا اُسنے
کہا مین تیرے بس مین ہون جو چاہے سو کر عیار بولے کہ اُستاد چاہتے تمکو نہوتے اور گھوڑے کا
دانہ دلوانا منظور نہوتا تو البتہ ہم زندہ نہ رکھتے صرصر نے ہنس کر کہا کیون شامت مین دانہ
دلنے کے قابل ہون نام خدا کیا کیا ارمان تم لوگون کے دل مین ہین غرضکہ دونون عیار اسکو
لیکر بارگاہ عمرو کو چلے کچھ دور راہ طے کی ہوگی کہ ایک پنجہ کمر مین صرصر کے پڑا اور سے لیکر
سمت فلک چلا گیا عیار بھاگ کر علحدہ ہوے یہ پنجہ فرستادہ افراسیاب تھا کہ اوسنے
جب عیار سچیون کو عرصہ ہوا تو پنجہ روانہ کیا کہ صرصر جہان ملے اُٹھا لائے اُسوقت پنجہ نے
اُسکو لیجاکر دربار شہنشاہ مین پہونچایا اُسنے تسلیم کرکے سب کیفیت عرض کی ہنوز افراسیاب
نے کچھ نہ کہا تھا کہ نامہ حیرت کا آیا اُسکو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ نسبت گرفتاری عمرو بندگان
حضور سے کوئی حکم شرف صدور نہین پایا امید کہ شہنشاہ خود نزول اجلال فرمائین یا کسی
ملازم خاص کو روانہ کرین کہ یہ مہم سر ہوا افراسیاب نے نامہ پڑھکر دستک دی اور پکارا کہ
ای آسمان شعلہ خوار جادو حاضر ہو اس صدا کے ساتھ ہی ایک آسمان تمام باغ پر چھا گیا
اور اُس مین سے شعلے برسنے لگے بعد لمحے کے وہ آسمان شق ہوا اور ایک ساحر مثل شعلے کے
زمین پر گرا آنکھین مثل شعلے کے روشن تھین رنگ جسم از سرتا پا نیلا منہ سے دھوان اُسکے نکلتا

تھا صورت ناپاک کو اس شہر کی دیکھ کر ترک فلک کا جیتا تھا فی الحقیقت بموجب نظم

کھوپڑی اسکے سر کی وہ اوندھی	جیسے ہووے تحصیل کی ہانڈی
آنکھ وہ جس میں تھا نہ ایک فلل	چشم بد دور غیرت حنظل
ناک تھی یا کہ غوک تھا مردہ	دانت تھے مثل سنگ خندہ مہرہ
تھے وہ رخسار یا چپک صحرا	یا کوئی گاگلا ہو سخت جلا
یوں وہ لب اسکے غیرت زاغی	جیسے کیلے کی ہو چھلی داغی
کان اسکے اگر نظر آئیں	سینگ انکو دیکھ شرمائیں
پوست تھا اسکا گردن سے سخت	یا کہ کمبخت خسد کا تھا کمبخت
سر سے پانگ وہ غرض وحش بد دین	ہو بہو تھا سیاہ دیو لعین

شاہ جادوان کو اسنے سلام کیا شہنشاہ نے ارشاد فرمایا کہ عمرو دو تین روز سے ملکہ حیرت کے شہر میں ہے تم اسکو ڈھونڈھ کر گرفتار کر لاؤ یہ حکم سنتے ہی وہ ساحر اڑکر اپنے آسمان سحر میں جا کر غائب ہوا اور آسمان سمت ملکہ حیرت روانہ ہوا یہ بلائے آسمانی تو عمرو کے لیے جاتی ہے لیکن عمرو کی کیفیت سنیے کہ یہ غار میں بفراغت تمام مسکن گزین ہیں اور دل سے مشورہ ہے کہ اے عمرو شکر ہے خدا کا چند سے پریشانی سے جا بجا پھرنے کی تو نجات ہے کہ صحبت مردمان زہر افعی سے بھی زیادہ بدتر ہے کہ مثنوی

عقل چہ گوید بہر کہ عاقل ست	زانکہ در خلوت صفای دل ست
ظلمت چشمہ چہ کہ ظلمتہای خلق	می گریزد عاقل از غوغای خلق

اسی کیفیت میں دور سے دیکھا کہ ایک دھوبی بیل پر لادی لادے کندھے پر میلے کپڑوں کی گٹھری رکھے جامدانی کا انگرکھا پہنے ہاتھوں میں چاندی کے کڑے پڑے ہوئے بموجب مثل دھوبی کا چھیلا آدھا اجلا آدھا میلا بنا ہوا بیل ہانکتا آتا ہے اور پیچھے اسکے بہت سے دھوبی بیلوں پر کپڑے لادے اور بیلوں کے گلے میں گھنٹیاں پڑی ہوئی ہیں بعض بیل پر دھوبن تانگیں پھیلائے سوار ڈوری ہاتھ میں بندھی ہوئی ہاتھ میں لیے گٹھا گٹھا کر بیل کو مارتی جاتی اور بعض بیل پر پاٹا اور تناؤ کے بانس لدے پیچھے اسکے دھوبی پتیلا بھٹی چڑھانیکا اور ناند سوندان کندھے کا کسندے پر اوندھائے لڑکے کا ہاتھ پکڑے بھیا رسے کہتا چلا آتا ہے عمرو کی طبع انکو دیکھ کر جنبش میں آئی اور گلیم اوڑھ کر غار سے باہر نکلا اور قریب اونکے پہونچ کر

اسقدر توقف پذیر ہوا کہ دھوبی بیچ چوک مین اُس شہر کے پہونچے عمرو نے زنبیل کی کنڈیان کھولین
اور گلیم اوتاری آدمیون کے مجمع مین ٹھہر کر ایک لادی پر جو سب سے آگے تھی جال الیاسی مارا
اور زنبیل مین رکھ لی آپ الگ جا کھڑا ہوا دھوبی نے جو دیکھا کہ لادی بیل پر نہین ہے گھبرا کر
دو چار مرد آدمی کے گریبان مین ہاتھ ڈالا کہ تمنے لادی اُتاری ہے سب فضولی جمع ہو گئے
اور رنگالیان اُن شہریون بیچارون کو دینے لگے کہ ایسے کمینون ہم مارے گھونسون کے
تمھاری بتیسین نکال دینگے ایک بولا کہ وہ کل رسید کرونگا کہ مغز ان کا پھٹ جائیگا دوسرے
نے کہا پہاڑ و سے پہاڑ وہ تھپڑ جماؤنگا کہ چہرہ بگڑ جائیگا مجھے بھی ٹال مٹال سے کوئی
اور بنایا ہے کہ مال کھا دیا لادی ٹھلادی مارے مارے کے کھوپڑیان توڑ دونگا اس ہنگامے کا
وہ غل مچا بلند ہوا کہ ساکنان شہر اور دوکاندار سب مجتمع ہو گئے اور دھوبی اور لڑکے اور
دھوبن بیل ایک جا ٹھہرا کر اُن مرد آدمیون کے گرد جمع ہوئے عمرو نے فرصت جو پائی
اُتر کر بیلون پاس گیا اور جال مار کر بیچ بیل اور لادیان سب اندر زنبیل کر کے گلیم اوڑھ کر ٹھہرا
ادھر وہ بیچارے بھلے مانس حیران تھے کہ یا اللہ ہم کس آفت مین پھنسے اور لوگون کا انبوہ عظیم
تھا ایک کہتا تھا کہ یہ کیسی آفت کے چور ہین جو دن دہاڑے اتنی بڑی لادی غائب کر لیگئے
کوئی کہتا تھا کہ ارے چودھری اس دھوبی پر رحم کرو یہ بیچارہ مر جائیگا غریب آدمی ہے کوئی
کہہ رہا تھا کہ یہ دھوبی ملکہ حیرت کا ہے اسکا مال چرا لینا دل لگی نہین ہے ٹنڈیان کس جائینگی
بندیخانہ ملیگا قید مین سڑ جائینگے اسی طرح ہر شخص اپنی اپنی کہتا تھا وہ لوگ چپکے کھڑے
تھے کچھ نہ کہتے تھے اس اثنا مین ایک دھوبی نے جہان بیل کھڑے تھے ادھر دیکھا بیلون
کو نہ پایا اور آگے بڑھ کر دیکھا کہ شاید کہین چلے گئے ہون جب کسی طرف سراغ نہ پایا سب
دھوبیون سے آکر کہا کہ بھیا بیلون سمیت کوئی لادیان لے گیا یہ سننا تھا کہ سب نے دہائی
دینا شروع کی اور شور ایسا مچایا کہ شہر کا کوتوال مع اپنے پیادون کے دوڑا اور آکر سارا
ماجرا سنکر مع چند اُن راہگیرون کے جنکو پہلے پکڑا تھا اور دھوبیون کو لیکر حیرت کے پاس
چلا جب قریب باغ ملکہ سب پہونچے دھوبی پکارے کہ دوہائی ملکہ عالم کی ہم آپ کی زیر قنات
لوٹے گئے حضور کی پوشاک بھی چور لے گئے آجتک طلسم مین یہ اندھیر نہ تھا جو اب ہے حیرت
نے جب شور و غل فریاد کا سنا ملازمین سے پوچھا کہ یہ ہنگامہ کیسا ہے ابھی یہ کہہ رہی تھی کہ عرض ہوئی کہ
کوتوال امیدوار باریابی ہے ملکہ نے سامنے اُسکو طلب کر کے سبب کیفیت سنکر اُن مرد آدمیون

کو سامنے بلوایا اور کہا تمنے یہ کیا حرکت کی وہ رونے لگے اور عرض رسا ہوئے کہ حضور ہم
چوری کبھی نہ کرینگے چاہے مارے فاقون کے مرجائین حیرت نے اُنکے انکار سے زمین پر دہتر
مارا ایک پتلا اُس مین سے نکلا پتلے سے پوچھا کہ کپڑے دھوبیون کے کسنے لیے ہین پتلے نے
ہنسکر جواب دیا کہ ملکۂ عالم روز بروز نادان بنی جاتی ہین سوای عمرو کے اور کوئی بھی لینے والا ہی
اے ملکہ آپ کو ہوشیار رہنا چاہیے وہ شخص اس شہر مین آیا ہوا ہی کہ جسکی نسبت یہ بجا ہی قطعہ

دزد دستی کہ زہر از دہن مار بدزدد — خال از رخ زنگی شب تار بدزدد
پاپوش بدزدد ز پی پیک دونده — لعل از قدم اسپ رہوار بدزدد

یہ کہکر وہ پتلا زمین مین پھر سما گیا اور ملکہ نے کوتوال سے کہا یہ مرد آدمی سب بے قصور ہین
انھین رہا کردے لا دنی دھوبیون کی عمرو عیار لے گیا ہی ان دھوبیون کو ہماری سرکار سے
دہ دہ سو روپیہ دلوا دے کہ بیل وغیرہ خرید لین اور جنکے کپڑے گئے ہین انکو قیمت دیدے
کوتوال نے حکم ملکہ کی تعمیل کی روپیہ لیکر دھوبی اپنے گھر گئے اور کوتوال شہر مین آکر انتظام کرنے
لگا اس اثنا مین عمرو ایک ساحر بنکر بزاز کی دوکان پر گیا اور عمدہ عمدہ تھان کپڑے دیکھنے کو
طلب کیے بزاز نے سامنے لا کر ڈال دیے اسنے دیکھتے دیکھتے انکو غائب کردیا بزاز نے غل
مچائی اور چاہا گرفتار کرے عمرو نے گلیم اوڑھ لی اب بزاز حیران وار دکان سے اوتر کر اور
دکانداروں کو دکان سپرد کرکے ڈھونڈنے چلا عمرو نے اُسکو جاتے دیکھکر بہت جلد اُسکی سی
صورت بنکر دکان پر آکر ساری دکان لوٹ لی اور بظاہر کوٹھری مین قفل لگایا دکاندار
سمجھے کہ دکان بڑھا کر چور کی تلاش مین جائیگا عمرو وہان سے ہٹ کر گلیم اوڑھکر ٹھہرا اس
ہنگام مین بزاز ہر سمت چور کو ڈھونڈھ کر جو آیا دکان بند پائی قفل کھول کر جو دیکھا سب مال
اور گٹھریان ندارد سر پیٹتا باہر نکلا اور ساتھ کے دکانداروں سے لڑنے لگا کہ مین تمھین سونپ
گیا تھا تمنے میرا اسباب لیا ہی دکاندار کہتے ہین ابھی تو پلٹ کر آیا تھا دکان بند کرکے پھر چلا
گیا ہم کیا جانین تیرا مال کیا ہوا بزاز کہتا ہی مین آیا ہی نہین تم کیون جھوٹ بولتے ہو تمکو میرا
اسباب دینا ہوگا خلاصہ کلام اسقدر ہنگامہ ہوا کہ سب بزاز اور جوہری وغیرہ اُس بزاز کو
اپنی اپنی دکان سے اُٹھکر زد و کوب کرنے لگے عمرو نے ان سب کو مصروف فتنہ و فساد
دیکھکر دکانین خالی پائین گلیم اُتاری اور رجال آکر بازار اہست دکانون کو لوٹ کر زنبیل مین بھرا
اور گلیم اوڑھکر اپنا راستہ لیا لیکن دکاندار جب الجھ کر دکانون مین آئے سب اسباب غائب پایا

اور زیادہ شور و غوغا مچایا پھر کوتوال دوڑ کر آیا سب حال سنا دوہائی تہائی کا شور بلند پایا
سب کو لیکر ملکہ کے پاس آیا ملکہ ایک بار تو حال سنکے گو بلا کر معلوم کر چکی تھی اسنے ہزارون
اور جوہریون کو روپیہ دلوا کر حکم دیا کہ دکانین اپنی اپنی بند رکھو ایک عیار اس شہر مین آیا ہو
کہ وہ سب کو دیکھتا ہے اور کوئی اسکو دیکھ نہین سکتا فی الجملہ وہی سب کو لوٹتا ہے اگر آپ
اپنے مال کی تم آپ حفاظت نہ کروگے تو کچھ سماعت یہان نہ ہوگی یہ کہکر کوتوال سے حکم
دیا کہ ڈھنڈورا تمام شہر مین پھروا دے کہ جو کوئی اپنے اسباب کی حفاظت نہ کریگا اور
اسباب اسکا تلف ہوگا تو سرکار کچھ سماعت اسکی فریاد کی نہ فرمائیگی ہان اس چور کی گرفتار
کرنے کا بندوبست سرکار کر رہی ہے جب وہ قید ہوگا اسوقت تمہارا مال مسروقہ اوس سے
ملے لازم ہے کہ تا گرفتاری اوس دزد کے نگہبانی سب اپنی آپ کرین کوتوال یہ حکم سنکر رخصت
ہوا اور منادی کو حکم دیا کہ اسنے سارے شہر مین دہل زنی کی اور حکم ملکہ سے جدا جدا ہر ایک کو
رعایا کو باخبر کیا پھر تو تمام شہر مین ہلچل پڑ گئی دوکانین بند ہونے لگین رعایا نے شہر
نے اسباب اپنا اپنا تہ خانون مین رکھا اور عورتون نے گہنا اپنا زمین مین گاڑا الغرض ایک
عالم ہو کا نظر آنے لگا گلی کوچون مین خاک اڑنے لگی سناٹا ہوگیا اور ہزارہا ساحر بلا اور مین
عمرو کی تلاش کو کہین چھپ کر بیٹھا اور کوئی سو سو پچاس آدمیون کو ساتھ لیکے ہر سمت پھرنے لگا
عمرو یہ کیفیت دیکھکر پھر غار مین جا بیٹھا اور براہ نقب نانبائی کی دکان سے جا کر شیرمال و
کباب لیے اور کلوار کے یہان سے شراب لیکر اپنی جگہ پر آیا کھانا کھایا شراب پی آرام سے بیٹھا
ہوا اور دل سے کہتا تھا کہ سبحان

خاکدان دہر را بہر دنیا دار گذاشتن	خلوتی خواہم کہ در وی چرخ آزردن نبود

حاصل کلام یہ تو فارغ البال ہوکر روز گذارنے لگا اب وہان حیرت متردد بیٹھی کہ یکایک آسمان
تمام باغ پر ابر گھر آیا اور چمک صاعقہ کی ظاہر ہوئی آسمان شعلہ خوار فلک پر سے چکر کھاتا
ہوا زمین پر اترا حیرت مراسم تعظیم بجا لائی اور اسکو لاکر مسند پر تکلف پر بٹھایا جام شراب کا
بھر کر دیا اسنے عرض کیا کہ اے ملکہ مین عمرو کو گرفتار کرنے آیا ہون بعد اسکی گرفتاری کے
عیش و عشرت کرونگا ابھی شراب بھی نہ پیونگا حیرت نے کہا خوب ہوا جو تم آئے مجکو یقین
ہے کہ تم اس مکار کو ڈھونڈ لوگے مین تو ہزارون ساحرون کو بھیج چکی ہون کہین پتہ نہین
معلوم ہوتا ہے اسنے کہا اے ملکہ جب تمہین پتا نہین ملتا کہ وجہ شاہ طلسم ہو تو مین بھلا کیا

کر سکون گا ملکہ نے کہا اسپر کیا مقرر ہے ایک کام تجھسے نہ نکلا تجھسے راست آیا ہم تم ایک ہین کچھ جدائی
نہین ہے یہ تقریر شعلہ خوار سنتے ہی اُٹھا اور گوشہ باغ مین کہ جہان بہت سے درخت گھنے لگے
تھے آکر زمین لیپی لونگ اور ہار رکھے مالا لے کر جپنا شروع کیا بعد ساعت بھر کے سر اُٹھا کر
کہا اے ملکہ عمرو آسمان پر نہین ہے یہ کہہ کر پھر پڑھنے لگا بعد بہت سے گویا ہوا کہ زمین پر بھی نہین ہے
اسی طرح ابکی جو سحر پڑھا معلوم ہوا کہ زیر زمین ہے اُسنے پھر سحر خوانی آغاز کی ابکی دریافت ہوا
کہ بسمت مشرق ایک غار مین بیٹھا ہے یہ معلوم کرتے ہی اُٹھا کہ مین جاکر پکڑے لاتا ہون حیرت
سمجھی کہ ایسا نہو یہ بھی مارا جائے اس باعث سے کہنے لگی کہ مین بھی ساتھ چلتی ہون اور ہمراہ
ہوئی اسکے ساتھ زمرد جادو اور یاقوت وغیرہ ساحرا اور جادوگرون کا غول ہمراہ ہوا
شعلہ خوار نے کہا بھیڑ دیکھ کر عمرو بھاگ جائیگا اچھا مین سحر کرتا ہون کہ وہ جہان چھپا
بیٹھا ہے بلبلا کر نکل آئے اور جب تہ زمین سے نکل آئے اُسوقت ساحرا اسکو گرفتار کرلین
یہ کہہ کر در باغ پر سیب کو لے کر کھڑا ہوا اور ایک ناریل اپنے آسمان سحر کی طرف مارا کہ وہ
آسمان چکر کھانے لگا اور ایک چادر آتش اُس مین گر کر چار طرف پھیلی اور اندر زمین کے
سما گئی دھوان تہ زمین سے نکلنے لگا اور یہان غار مین اس قدر گرمی عمرو کو معلوم ہوئی
کہ دم گھٹنے لگا پیاس کی شدت ہوئی زنبیل سے پانی نکال کر پیا اس عرصہ مین دھوان
غار مین گھسا وہ مقام عمرو کے لیے چاہ بابل بن گیا عمرو وہان ٹھہر نہ سکا نقب کی راہ
سے بنئے کے گھر گیا کوٹھری مین ٹھہرا دیکھا یہان کی زمین بھی تپتی ہے اور شہر بھر ہے عمرو
گیہون کے بورے مین جا بیٹھا کیونکہ بورے مین بیٹھنے کا ٹھکانا پہلے ہی کر رکھا تھا وہان
حرارت کم ہوئی اور تشنگی مٹی کس لیے کہ شعلہ خوار نے زمین گرم ہونے کا سحر کیا ہے اور
بورے زمین سے بلند ہین اندر طبقہ زمین اسقدر گرم ہوا کہ تنور ہوگیا اور جس طور بھاپ
موسم سرما مین چاہ سے نکلتی ہے اس طرح دھوان نکلنے لگا اور ہر طرف پھیلا اور زمین
کے تفتیدہ ہونے سے ارض و سما شعلہ خیز بن گیا خلقت شہر کی گھبرائی ہنگامہ مچ گیا
ہر ایک کی زبان پر اُف اُف جاری ہوا فریاد فریاد ہر شخص پکارنے لگا زمین سے دھوان
نکلتا تھا اور فلک سے چادر آتش گر کر اندر زمین کے سما جاتی تھی ہوا گرم چلتی تھی رعایا
شہر گھرون مین اور تہ خانون مین چھپتی تھی مگر مرتی نہ تھی کنوین شہر کے خشک ہوگئے
تھے عجب حال تھا کہ قطعہ

زگرما آن چنان می شد نفس گرم		کہ لب از تاب آن چون شمع میسوخت	
زبا دگرم سپنداری کہ تفتدید		بدنیا دوزخے دیگر برافروخت	

ساحران زبردست وہان کے بزور سحر اپنی جان بچاتے تھے اور ایسے ویسے صدہا ہلاک ہوگئے تھے شور گریہ و ماتم جو برپا ہوا حیرت نے کہا اے شعلہ اس سحر کو موقوف کرو اسنے جواب دیا کہ یقین ہے شدت گرما سے عمرو مرگیا ہوگا حیرت نے مسکرا کر کہا میری دانست مین عمرو کا بال بھی بیکا نہوا ہوگا اسکو ایسا ویسا نہ تصور کرنا وہ مقتضائی ہیت

سراپا ہے او حیلہ پرست رنگ		دزافسون او زہرگان گشتہ دنگ	

جلد اسکی گرفتاری کی تدبیر کرو اس سحر مین میری رعیت ہلاک ہوئی جاتی ہے آسمان شعلہ خوار نے کہنے سے حیرت کے سحر گری کا موقوف کیا اور زمین کو لیپ کر خون خوک سے چوکا دے کر سحر پڑھنے لگا اور ماش کے آٹے کے پتلے بنا کر گرد چوکے کے رکھے ماش پڑھکر پھینک مارے کہ پتلون نے پھریری لی اور بعد لمحہ کے جاندار ہوکر سامنے آئے سلام کیا انکو اسنے حکم دیا کہ زمین مین سما جاؤ اور لوگون کے مکانون مین کوٹھریون مین نکلا اور کوئی غار و مغاک نشیب چھوڑو سب جگہ جا کر تلاش کرو جس جگہ عمرو کو دیکھنا مجھ سے آکر خبر کرنا خبردار کوئی دقیقہ تجسس مین فروگذاشت نہ رکھنا حکم سنکر سب پتلے زمین مین سما گیا اور رعایا ے شہر کے مکانون مین کوٹھری وغیرہ مین آکر ڈھونڈھنا شروع کیا اتفاقا جہان عمرو بورے مین بیٹھا ہے اسی کوٹھری مین بنئے نے روپیہ پیسا رکھنے کے لیے غلہ کا صندوق رکھا ہے اسوقت بنیا پگڑی کا کچھ روپیہ رکھنے کو کوٹھری مین آیا اور روپیہ گن کر غلہ مین ڈال کر چلا گیا عمرو نے کھنکار روپیہ کی جو سنی بے چین ہوگیا اور جب بنیا کوٹھری بند کرکے چلا گیا عمرو بورے سے نکلا اور غلے کا صندوق جال مارکر زنبیل مین رکھا بورے مین جایا چاہتا تھا کہ ایک پتلا یہان بھی تہ زمین سے نکلا عمرو جال لیکر چلا کہ پتلے پر مارون مگر پتلا اسکو دیکھ کر جلدی زمین مین سما گیا عمرو سمجھا کہ یہ مجھے دیکھ گیا ہے ضرور کوئی آفت برپا کریگا یہ سوچکر بورے مین جا کر نقب مین گیا اور نقب کا منہ مٹی سے لیپ کر نانبائی کے مکان مین آیا اور کوٹھری مین چھپ کر بیٹھا ادھر پتلے نے جا کر شعلہ خوار کو خبر دی کہ عمرو بنیے کے مکان مین کوٹھری کے اندر ہے میرے سامنے روپیہ لیکر بورے مین چھپا ہے شعلہ خوار یہ خبر سنکر حیرت سے گویا ہوا کہ آپ ٹھہریے میں گرفتار کیے لاتا ہون [illegible]

ہوا اور پتلے کو ہمراہ لیا یہاں تک کہ بنیے کے گھر پر آیا بنیا سمجھا کہ یہ سردار زبردست تھا ہی میں دو
میں غلہ خریدنے آیا ہے یہ سمجھ کر عرض کرنے لگا کہ حضور کیا لیجیے گا میں سب سے کم نرخ آپکے
ہاتھ بیچوں گا شعلہ خوار نے اسکی بات کا کچھ جواب نہ دیا اور درانہ گھر میں چلا گیا بنیا سمجھا کہ
شہر میں غدر تو پڑا ہی ہوا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوٹنے آیا ہے یہ معلوم کر کے غل مچانے لگا کہ
دوہائی ہے سرکار کی گھر لوٹے لیتے ہیں ارے یہ کیا اندھیر ہے دن دہاڑے ڈاکہ پڑتا ہے
دوڑو فریاد ہے پہونچو مارے ڈالتے ہیں اسکی آواز سے بنیے سب دوڑے اسوقت پتلے نے
کہا اے بنیے بیچارہ غل کیوں مچاتا ہے جب تو میں جب ہی اسقدر کھنچا تیری کوٹھری میں چور
چھپا ہوا ہے اسی سبب سے غلے کا یہ سب اسنے نکالا ہے ہم اسکو قید کرنے آئے ہیں اب تیرے
غل سے عجب نہیں جو وہ بھاگ گیا ہو پتلے کے اس کلام سے بنیا خاموش ہوا اور شعلہ خوار
کوٹھری کھول کر اندر گیا پتلے سے پوچھا کہ وہ دزد کس طرف ہے پتلے نے بتایا اسنے
پتلے کو سمجھا کر حصار کر دیا کہ عمرو نکل نہ جائے پھر بورا گرا کر سب گیہوں ہاتھ سے الٹ پلٹ کر
دیکھے اور پتلے سے کہا اب وہ کیا سوئی تھا جو نہیں معلوم ہوتا ہے تو کہیں لیا تھا پتلے
نے کہا میں ضرور دیکھ گیا اب چاہے چلا گیا ہو شعلہ نے اور بورے بھی چاک کر کے ہاتھوں
سے اناج ہٹا ہٹا کر دیکھے کہیں پتہ نہ ملا اسکو غصہ آیا پھر کر پتلے پر پڑھا کہ وہ پتلا جل گیا
آپ کوٹھری سے باہر نکلا بنیا اپنا غلہ لٹا ہوا دیکھ کر سر پیٹنے لگا کہ ہائے میرا روپیہ چوپٹ ہو گیا
آخر ناچار گیہوں سمیٹ کر بورے میں بھر بھر کے اور بورا اکھٹا کر کے باہر آیا لیکن حیران تھا
کہ چور پایا کہ چھپے اور ادھر نان بائی کے مکان میں بھی ایک پتلا نکلا عمرو نے اسکو دیکھ کر
گھبرا کر ادھر لی مگر پتلا بھی دیکھ چکا تھا اسنے جا کر شعلہ خوار سے بیان کیا کہ عمرو نان بائی کے
مکان کی کوٹھری میں تھا مجھکو دیکھ کر چھپ گیا شعلہ خوار پتلے کے ہمراہ نان بائی کے یہاں
آیا وہ بھی غل مچانے لگا پتلے نے منع کیا کہ بھائی چپ رہو گھر میں تمہارے چور بیٹھا ہے
یہ سنکر نان بائی نے کوٹھری کھولی لیکن عمرو پہلے ہی پتلے کو دیکھ کر نقب کا منہ بند کر کے
نکل ادھر یہاں چلا گیا تھا اسوقت شعلہ خوار نے ہر چند تفحص کیا لیکن سراغ نہ پایا پتلے
پر خفا ہوا کہ مجھکو سب جگہ دوڑاتا پھرتا ہے صحیح خبر نہیں لاتا یہ کہہ کر ایک لات پھر پڑھ کر مارا
کہ پتلا بھی جل گیا اور آپ کوٹھری سے نکل کر سحر تازہ کی فکر میں تھا کہ ایک پتلا عمرو کو

عمرو نے بھی پتلے کو دیکھا تھا پھر کلوار کی دکان سے پھر بنیئے کے یہاں آیا اور لوہے سے نقب پر دست
کر کے رکھے تھے آپ پورے میں اتر کر بیٹھا اس عرصہ میں پتلا مشعلہ کو لیے کلوار کے یہاں آیا کلوار نے
عرض کیا کہ آپ مالک ہو کر آج کیا ہے جو سب کے گھر میں گھستے پھرتے ہو اوسنے کہا تیری
کوٹھری میں چور بیٹھا ہے اسکو گرفتار کرنے آئے ہیں کلوار بولا کہ تمہاری خوب بن پڑی ہے
ایسی بہانے سے اوپرتے پھرتے ہو میں نے سنا تھا ابھی بنیا دہائی دیتا تھا مشعلہ کو اس
تقریر سے بہت غصہ آیا لیکن ضبط کر کے خاموش ہو رہا اور چار دوکاندار ساتھ لیکر کہا کہ
میں اسکی کوٹھری میں جاتا ہوں تم گواہ رہنا کہ کوئی چیز اسکی غائب نہیں ہوئی غرضکہ اندر جاکر
ہر طرف ڈھونڈھا کہیں پتا عمرو کا نہ پایا غصے میں آکر اس پتلے کو بھی جلا دیا اور وہاں سے نکل کر
ایک جگہ پھر کر سحر کی دستک دی ایک طاؤس فلک کی جانب سے اترا اس سے پوچھا کہ
عمرو کا پتا نہیں ملتا تو بتا کہ وہ کہاں ہے یہ سنکر طاؤس منقار کھول کر خوب ہنسا اور کہا ہوا
کہ عمرو نے نقب شاخ در شاخ کھودی ہے ایک کلوار کی کوٹھری میں دوسری بنا لی کہ بنیا
اور تیسری نقب بنیئے کے یہاں فی الحال جب تو اسے ڈھونڈھنے جاتا ہے وہ ایک جگہ سے
دوسری جگہ چلا جاتا ہے اب فی الحال بنیئے کی کوٹھری میں پورے کے اندر ہے یہ کہکر طاؤس سحر
اڑ گیا اور اسنے زمین لیپ کر ایسا سحر پڑھ کر پھونکا کہ تینوں نقبوں کے منہ مسدود ہو گئے
اور پانی کے آٹے سے سانپ بنا کر پڑھ کر سحر انکو زندہ کر کے حکم دیا کہ اس غار میں جاؤ جہاں
عمرو نے نقب کندہ کی ہے وہاں جدھر جدھر سرنگ گئی ہے اسی طرف ایک ایک سانپ جا کر
بیٹھے اور نقب کے روکے یہ حکم سنکر سانپوں نے جا کر ہر جا سے نقب روکے اور مشعلہ
نے ان سپاہیوں کو جو ساتھ آئے تھے بلا لیا اور اپنے ہمراہ لیکر بنیئے کے مکان پر
آیا بنیئے نے کہا صاحب ابھی تو تلاشی لے چکے پھر کیوں آئے مشعلہ نے کہا خیر چور چھپ
چھپا کر پھر یہاں آیا ہے بنیئے نے جواب دیا کہ [illegible]
ہی گھر میں [illegible] آتا ہے ایک بار تو [illegible] گیا ابھی [illegible] کیا لیتا ہے [illegible] کوٹھری کا
کھولا عمرو نے صدا پاؤں کی جو سنی چاہا کہ نقب میں چلا جاؤں [illegible] نقب میں قدم
رکھا سانپ نے پھنکار ماری عمرو نے جلدی پاؤں ہٹا لیا اور خیال کیا کہ یقین ہے راہ نقب کی
بزور سحر بند کی گئی ہے آخر پورے میں آکر گرد سے مل لیتا زنبیل کی جو رہی [illegible] وا کر کے
[illegible] اسکا خوب چھپا دیا کہ زنبیل کے اندر رکھا حال جو کوئی باہر سے دیکھے تو [illegible] اسکو کھائی [illegible]

غرضکہ اپنے جسم کو کھیت مین پوشیدہ کرکے چپ ہو رہا اور مشعلہ سب بورے کو جھٹکا کر اور ہاتھون سے اونچا ہٹا کر دیکھتا ہوا جس مین عمرو تھے اُس بورے مین آکر دیکھنے لگا جس دم اوپر سے کچھ کھیت ہٹائے عمرو تو نظر نہ آیا لیکن عجیب تماشا دیکھا کہ ایک جنگل سرسبز و شاداب نہایت وسیع ہے اور اُس مین درخت باردار مثل سرو قدان بہشت بنا سے جوانی کے جھوم رہے ہین اور کثرت انہار سے روے زمین رشک فرماے چرخ برین نظر آتا ہے عکس ریاحین عطر بیز سے ہر زاغ مانند طاؤس زرین بال کے بنا ہے سبحان اللہ مثنوی

زہر سو چشمہ چون آب حیوان	چراغ لالہ ہر جانب فروزان
بنفشہ رستہ و سنبل دمیدہ	نسیم صبح جیب گل دریدہ
شقائق بر بیک پا ایستادہ	چو بر شاخ زمرد جام بادہ

یہان کے چشمون مین سونے کی پیالیان پڑی ہین اُنپر جن پیان پریزادین حور نژاد سوار ہین سحر پاش انداز مہر جبین جواہر کا پہنے ہین جس مین ہر ایک لاثانی ہے اٹھتی جوانی ہے کرشمہ جمال سے اپنے عروسان بہشت کو جلوہ گری تعلیم کرتی ہین اور تاب رخسار سے آفتاب عالمتاب کو آتش غیرت مین جلاتی تھین تیر غمزہ ہدف سینہ عشاق مین رخنہ پرداز تھا اور لب جانبخش ہر ایک کا تنگ شکر کی طرح کام دل کے لیے چاشنی بخش اور حلاوت سے بسا تھا کہ نظم

خدا مشہور باشد چو سرو بلند	مسلسل دو گیسو چو مشکین کمند
سیمین زنخ گوی آمیختند	بر و طوق از غبغب آویختند
بدان طوق دگو آن بتا ہر خوی	ز سر طوق بردہ ز خورشید گوے

سامنے اس صحرا کے مینا فام کے کئی شہر بہشت آباد مینو سواد نظر آتے تھے عجائب غرائب لوگون کے تماشے اُن ملکون مین دکھائی دیتے ہین کہین تماشائیون کا ہجوم ہے کہین سودے والون کی دھوم ہے کسی جا دکانین سجی ہین کہین پریون کی ہنسی دل لگی ہے عمارتین مرتفع و بلند ہین کاشانہ سپہر سے زیادہ ارجمند ہین مشعلہ نے جو یہ سیر کیفیت دیکھی آپ سے آپ مارے ہنسی کے لوٹ گیا اور کہا عمرو بھی بہت بڑا ساحر ہے جسنے اپنے جادو کے زور سے ایسا طلسم اس بورے مین بنا یا ہوا اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے بنائے ہوئے طلسم مین جا کر چھپا ہے لیکن مین ایسا ساحر نہین ہون جو اسکے طلسم مین نہ جا سکون اور اسکو ڈھونڈھ کر پکڑ نہ لاؤن یہ کہہ کر بورے پر چڑھ کر اسی جنگل اور ملک کی جو نظر آتے تھے سیدھا کر دم سے کودا اور سبزہ زار مین

چلا گیا عمرو نے لنگوٹیاں زنبیل کی بند کین اور لوٹے مین سنبھل کر بیٹھا سمجھا کہ جب تک یہ نابکار زندہ ہے
نقب کا راستہ بند رہیگا اور ہم نکل نہ سکینگے یہ سوچکر پہلے زنبیل سے اسکا سر نکالا اور بیہوشی
سنگھا کر بیہوش کیا پھر اُسکے زنبیل سے کھینچ کر فی الفور ذبح کر ڈالا پھر تو الحفیظ الامان وہ شور
وہ غوغا بلند ہوا کہ یقین تھا طبقہ زمین کا شق ہوجائے آگ کوٹھری مین لگ گئی پتلے جل گئے
پتھر تمام شہر مین برسنے لگے عمرو نقب مین کود گیا وہان سے سانپ ساحر کے مرنے سے غائب
ہوگئے تھے یہ تو اسی غار مین پہونچکر ساحر کی صورت بنکر باہر نکلا اور ادھر بنیے کی کوٹھری مین
جو شور برپا ہوا اور آگ لگی بنیا سمجھا کہ کوئی آفت آئی گھبراکر مع اپنے لڑکے اور جورو وغیرہ کے
گھر بار چھوڑ کر بھاگا اور کہتا جاتا تھا کہ ارے بھاگو آفت آئی ہائے مار ڈالا ارے لوٹ لیا
واے غضب گھر بار سب چھوڑ نکل دیا اسکے غل مچانے اور بھاگنے سے رعایاے شہر تو پہلے
ہی خوف زدہ ہو رہی تھی اور ڈھنڈھورا اُس کا ہوچکا تھا اوسوقت ہر شخص یہی سمجھا کہ یقین ہے
ڈاکہ پڑا یا عمرو کے چھڑانے کو اُسکے طرف دار آگئے اور قتل و غارت کرتے ہین ایسا کچھ ہوا کہ تمام
شہر مین بھگدڑ پڑی دروازے گھرون کے بند ہوگئے دوکانین چھوڑ چھوڑ کر لوگ بھاگے عمرو جو
بشکل ساحر غار سے نکلا شہر مین تلاطم دیکھ کر دوکانون پر چھاپا مارنا شروع کیا اور ایک ساحر کو پاؤن
چار کو جاتے بھاگتے دیکھ کر للکارا کہ او شیدائی دغا بازان اور خنجر کھینچ کر جست کی ایک کے کندھے
پر سوار ہوا اور دوسرے کا سر اوڑا دیا جسکے کندھے پر چڑھا ہی وہ ایسا گھبرایا ہے کہ نہ ٹھہرا وسکو
یاد آتا ہی نہ عمرو کو پکڑتا ہی اور عمرو نے اسی طرح جہان جسکو پایا ہلاک کیا گلی کوچون مین لاشین
جو بھاگنے والون نے دیکھین جی چھوٹ گئے بدحواس ہوکر جدھر جسکا منہ اٹھا ادھر بھاگا اور
جادوگرنیان منہ ڈھانک کر رونے لگین کہتی تھین کہ یا سامری و جمشید عمرو کے ہاتھ سے
ہماری اور ہمارے وارثون کی جان بچا غرضکہ تھوڑی دیر تک عمرو نے خوب لوٹا
اور غوغاے عظیم جو شہر مین برپا ہوا حیرت ننگے سر اور ننگے پاؤن باغ سے نکل کر دوڑی
دیکھا تو شہر کے مکانون مین جابجا آگ لگی ہے رعیت بھاگی جاتی ہے زن و بیٹا گھر برباد ہے
آفت اور ہنگامہ برپا ہے اسی اثنا مین کچھ ساحر روتے ہوے آئے اور کہا اے ملکہ آسمان
شعلہ خوار جادو کو عمرو نے مارا اور سارا شہر لوٹ لیا حیرت یہ سنتے ہی چیخین مارکر رونے
لگی اور سر پیٹتی ہوئی چلی کہ ارے لوگو وہ شہنشاہ کا بھیجا ہوا تھا مین اسے کیا افراسیاب
کو منہ دکھاؤن گی اُسکی لاش تو بتاؤ کہ کہان ہے کچھ ساحرون نے بتایا کہ بنیے کے گھر مین آگ لگی ہے

حیرت اسی طرف چلی لیکن مارے خوف کے گرد اپنے حصار کر لیا اور کوتوال شہر نے منادی کرائی
کہ کوئی خوف نہ کھائے اور اپنے گھر میں باطمینان تمام رہے عمرو عیار کے سوا کوئی اور مخالف
یہاں نہیں ہے اب وہ عیار بھی گرفتار ہوا چاہتا ہے اس آواز کو سنکر عمرو نے گلیم اوڑھلی اور
بھاگ کر غار میں چلا گیا اور رعایا نے شہر نے بھی اطمینان پائی حیرت نے جاکر شعلہ کی
لاش اٹھائی اور تخت سحر پر ڈال کر آپ بھی سوار ہوئی ملک اینار عمرو جادو کے سپرد کیا
یاقوت کو اپنے ساتھ لیا اور نالان وگریان افراسیاب کے پاس چلی لیکن اس دوا دوش
اور تجسس و تفحص میں جو سارا دن تمام ہوا اور دیو شب نے کسوت ظلام اوڑھ لیا شمشیر ظلام و سیاہ
کر کے سریر سلطنت پر عالم کے غلبہ پایا اور یامین لشکر زنگبار نے اعنی بزم شب خون خیل و تبار پر علم
عباسی بلند فرمایا کہ نظم

چو خورشید تابندہ شد ناپدید	شب تیرہ بر چرخ لشکر کشید
بساط زمین عنبر آلودہ شد	ز دریاے گردون برآرد دو دشت

عمرو لباس شہری پہنکر غار سے باہر نکلا اور بازار کے حیرت کے باغ میں قید ہو کر پہلے آچکا تھا
اس باعث سے وہ راہ بخوبی جانتا تھا وہیں اپنے تئیں پہونچایا اور دیوار باغ پر کمند ڈال کر
چڑھا دیکھا کہ تمام باغ میں روشنی ہو رہی ہے اور زمرد مسند پر بیٹھی ہے سو ساحر ارکان دولت
اور مشیر سلطنت حاضر ہیں کنیزیں دست بستہ سامنے کھڑی ہیں اور ہر مقام پر پہرے مقرر ہیں
عمرو چھپے بیٹھے ہیں اور ترقی خواہان سلطنت اپنی اپنی راے دیا چاہتا ہے گرفتاری عمرو پیش بادشاہ
فلاح کو بیٹھے ہیں عمرو یہ سب کیفیت دیکھ کر آہستہ سے دیوار کی کنار باغ میں اترا اور ایک درخت
کے خلنے میں پوشیدہ ہو کر بیٹھا اتفاقاً ایک خواص در باغ پر کسی کام کو نکلی تھی قریب آئی
قریب سے عمرو کے نکلی عمرو نے پھینکے کمند کے گلا گھونٹ کر اس طرح مارے کہ آواز اسکی کسی نے نہ سنی
کمند کو جھٹکا دیا وہ پچھاڑ کھا کر گری چاہتی تھی کہ غل مچائے عمرو نے حباب بیہوشی مار کر بیہوش کر دیا
اور وہیں بیٹھ کر صورت اپنی مثل اسکی شکل کے بنائی اور کپڑے اسکے پہن کر اسکو وہیں چھوڑا
اور آپ وہاں سے بارہ دری میں جہاں اور ستارین حاضر تھیں آکر کار بار یہاں کا کرنے
لگا لیکن اسطرف وہ پھرتا جاتا تھا اور عطر بیہوشی شمعوں پر ڈالتا تھا ایک لمحہ میں
دود بیہوشی بلند ہوا اور سب ساحروں کے دماغ میں اسکے تاثیر کی بخت زمرد کے مست ہو کر
بیہوش ہوئے اور کنیزیں جو وہاں موجود تھیں سب بیہوش ہو گئیں عمرو نے دیکھا کہ وہ باغ

سے اندر تاب ساحر نہ ہمدم نگہبانی بیٹھے ہین اگر ذرا بھی کھٹکا ہوگا تو یہ سب دوڑ آئینگے اُس ساحر کی
سے نہایت آہستہ زطروشہ کے پاس گیا اور اُسکو اُٹھا کر اُس مکان کی ایک کوٹھری مین لا یا
کپڑے اُسکے اُتار کر آپ پہنے اور اُسکی ایسی صورت بنکر ایک صندوق مین اُسکو بند کر دیا
اور آپ باہر نکل کر پانی چھڑک کر حضاران انجمن کو ہوشیار کر کے کہا کیا باعث ہی کہ تم سب
غافل ہوگئے تھے سب نے عرض کیا کہ ہم خود استعجاب مین ہین یہ ماجرا کیا ہوا زمرد نقلی
نے کہا یہ مین نے سحر اپنا آزمایا تھا کہ دیکھوں موثر ہوتا ہی یا نہین اب مین سحر کرونگی کہ
عمرو جہان ہوگا از خود بیہوش ہو جائیگا ڈھونڈھ کر قید کرلونگی یہ سنکر سب ساحر تعریف
کرنے لگے کہ فی الحقیقت یہ سحر نایاب ہی غرضکہ اب عمرو نے جملہ ساحرون اور پہرے چوکی
والون وغیرہ کو اپنے پاس بلایا اور بتاکید تمام ارشاد فرمایا کہ تم سب جاکر تمام مہاجنون
اور جوہریون کو بلا لاؤ ساحر حسب الحکم مہاجنان شہر کے گھر گئے اور اپنے ساتھ لیکر حاضر
ہوئے ملکہ نے بآہستگی اُنسے کہا کہ آج رات کو عمرو سے اور ہمسے مقابلہ ہے اُسکو گرفتار
کرنا منظور ہی فی الجملہ اگر عمرو غالب آئیگا تو سارے شہر کے لٹ جانیکا احتمال ہی بنا بر اسکے
تمھین لازم ہی کہ جو کچھ روپیہ اپنے پاس رکھتے ہو سرکار مین داخل کر دو اگر یہان سے لٹ
جائیگا تو ہم اپنے پاس سے دینگے اور اگر نہ داخل کر دوگے تمھین اختیار ہی ہم بری الذمہ ہین
اس حکم کو سنکر جو لوگ اس قول پر رہے کہ روپیہ اپنی گانٹھ کا اچھا ہوتا ہی وہ تو چپ ہو رہے
اور باقی جوہری اور مہاجنون نے گھر جاکر اپنا مال نقد وجنس بھیجنا شروع کیا زمرد نقلی
نے ایک جگہ سب ڈھیر کرایا اور ملازمین سے کہا آج میرے پاس آکر شریک صحبت ہون سب
بیٹھکر شراب پئین کچھ لحاظ اور پاس ادب میرے سردار ہونے کا نہ کرین کیا لئے کہ شغل میخواری مین
بیداری اور حفاظت بخوبی ہوگی جملہ ساحر حسب الامر حضور مین حاضر ہوئے اور ملکہ نے شیشہ
طلب کر کے اپنے ہاتھ سے شراب ہر ایک کو تقسیم فرمائی لیکن آنکھ بچا کر بیہوشی تو بلون مین
ملائی جبکہ وہ شراب ساحرون نے پی بیہوش ہو گئے عمرو نے اول جو مال کہ مہاجنون نے
جمع کیا تھا جال مار کر زنبیل مین رکھا اور خنجر بران لیکر ساحران روسیاہ کے سر کاٹنا شروع
کیے باغ مین حیرت کے شعلے بلند ہوئے اور زمانہ رستخیز و شور قیامت انگیز برپا ہوا افسران
فوج سمت باغ دوڑے دیکھین رسالے ساحرون کے مسلح و مکمل ہو کر در باغ پر آئے رعیت شہر
کی مارے ہول کے گھر چھوڑ کر بھاگی غل ہوا کہ ادھر سے عمرو آگیا کسی نے کہا غضب ہوا کہ

اگر مار ڈالا بعض نے کہا حیرت چند روز تو اپنے وطن کے پاس گئی ہے وہ ہلاک ہوتی تو خوب تھا کہ
اس مردار نے عمرو کو یہاں لاکر سارے شہر کو قتل کرا دیا ایک نے جواب دیا کہ قیصر دانج شاہی
کہ قتل ہو گئی فی الجملہ جو جسکی سمجھ میں آتا تھا وہ کہتا تھا اور عورتیں فرط خوف سے گھروں
میں گری تھیں جنھوں نے مال مہر کا زمین میں جمع کیا وہ سب سے زیادہ بد حواس ہر طرف
پھرتے تھے کہ جب زمین دھنس گئی تو ہمارے مال کی نشان کون دیگا اور حیرت کہتی کہ جب
میری وزیرزادی ہی مر گئی تو تمھارا مال کیسا حاصل کلام شہر میں تو غل اور ہنگامہ برپا تھا
اور فوج نے آکر باغ کو محاصرہ کیا ساحر اندرون باغ در آئے عمرو نے اتنے عرصے میں جملہ
ساحروں کا فیصلہ کر دیا لیکن کوٹھری میں بہر قتل ڈر دہ جا سکا ساحروں کو آتے دیکھ کر
گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا اور باغ سے نکل کر اپنا راستہ لیا ساحروں نے لاشیں اٹھا کر اٹھائیں
سارا مکان لٹا ہوا پایا کار گزار ریاست کا سب مرے پڑے تھے انکے عزیز و اقارب چاک
گریبان سینہ کوبان لاشیں لیکر گھروں کو گئے وہ رات ہر ایک کو روتے پیٹتے گذری گھر
گھر کہرام برپا رہا یہاں تک کہ جمشید خورشید نے علم فتح و نصرت قبہ قصر چرخ فیروزہ فام پر کا سایہ
بلند فرمایا اور شاہ ستارگان نے حجاب ظلمت کو ایوان صفحہ سپہر مینا گون سے اٹھایا نظم

چو از دم عوالے سحر دو صبح نسیم	جبابِ دم طشت مہر افتاد از بام
فسردہ دس آفتاب خوب بار شمار	ازین شیشہ تیغ نمود دیدار

عمرو گلی کوچے شہر کے طے کر کے اپنے غار میں آیا راہ میں ہر مقام پر سناٹا پایا گھروں کے
دروازے بند رعایا فرار ہی یہ حال دیکھ کر دل سے کہا ہماری آمد ایسی ہی ہے کہ کوئی آرام
سے نہ رہے گا غرضکہ جب غار میں پہونچا فریضہ نماز صبح ادا کر کے تسبیح پڑھتے پشت دیوار
سے لگا کر سو گیا اب یہ فتنہ تو سویا لیکن ملکہ حیرت تخت سحر پر لاش آسمان شعلہ خوار
کی رکھے مثل بلائے آسمانی کے پاس شاہ جادوان کے نازل ہوئی اور تسلیم کر کے سامنے
رکھ دیا اور مثل ابر کے اشکبار ہوئی شہنشاہ نے استفسار کیا کہ اے برق رخسار اسکے خرمن
حیات کو عمرو نے کیونکر جلایا کیا حادثہ پیش آیا حیرت نے جواب دیا ع

ہر بن مو جوں پر طاؤس کھلتا ہے بہار	عمرو کے داغوں نے تو مجھکو رشک گلشن کر دیا

یہ کہکر باچشم تر جملہ کیفیت بیان کی اور عرض پرداز ہوئی کہ حضور یہاں غافل بیٹھے ہیں اور وہ
عیار سارا طلسم اسی طرح برباد کر دیگا اور رہا سہا آپ کے آئے گا افراسیاب نے بھی اس بات سے

شکر دست تاسف ملے گر خیال کیا کہ حاضران دربار میرے جزع و فزع سے بیدل ہو جائینگے اسوجہ
سے ملکہ کو سمجھانا شروع کیا کہ اے ملکہ لڑائی مین جانبین کے لوگ آخر قتل ہی ہوتے ہین اب تم
لاش شعلہ خوار کی لیجاکر جلادو مین دوسری تدبیر کرتا ہون اور خود جاتا ہون یہ حکم سنکر ساحر
لاشہ اٹھاکر لے گئے اور شاہ نے پھر حکم دیا کہ اے حیرت مجھے خوف ہے کہ عمرو شقین کو بھی
زک نہ دے بنابراسکے اب تم چندے میرے پاس رہو اور مین کسی اور کو اس شہر کا حاکم کرکے
بھیجتا ہون تاکہ گرفتاری عمرو کا بخوبی انتظام کرے یہ کہکر سمت فلک سحر پڑھکر پھونکا پیر کے
سحر سے ظلمات چہار چشم جادو کو اطلاع دی کہ شہنشاہ یاد فرماتے ہین وہ اپنے مقام
سے چلا ادھر شہنشاہ ساحران نے صدا دی کہ اے ظلمات جلد حاضر ہو اتنا کہتے ہی ایک
تڑاقا ہوا اور فلک کی طرف سے وہ ساحر خبیث دیو پیکر اترا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی ہیولی جہنم
ہے بمصداق فرد

از کجا پیدا شد آیا این بلای ناگہان	زین بلای ناگہان مارا خدایا وارہان

چار آنکھین مثل بلور کے روشن تھین اور شعلہ خیزی مین مثل گلخن تھین کریہ منظر ایسا تھا کہ نظم

چو بنمودے بدر قشنا خشم دندان	شدے از ہیبتش چون آب سندان
دو چشمش چون دو کانون پر آذر	دہانش ہمچو غارے پر ز خنجر

جب شہنشاہ کو اسنے سلام کیا اسنے حکم دیا کہ مین نے تجکو ملک ملکہ حیرت کا بادشاہ کیا
لیکن اس شرط سے کہ عمرو وہان ہے اور کسی کے ہاتھ نہین آتا ہے تم اسکو گرفتار کرکے میرے
پاس بھیجو پھر تمہین حکومت وہان کی مبارک ہو یہ کہکر خلعت ریاست اسکو عنایت فرمایا
وہ ہنوز جانے نہ پایا تھا کہ چند ساحر نالان و گریان حاضر ہوئے اور عرض کنان تھے کہ زمرد
کا کہین پتا نہین ملتا اور عمرو نے اکابران شہر کو مارا ہے جنون اور جوہریون کا والد شکالہ
مفصلاً سب حال جب وہ عرض کرچکے حیرت رونے لگی کہ نہین معلوم عمرو نے زمرد زادی
کو ہیری کیا کیا افراسیاب نے اسکے رونے سے کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ کوٹھری
مین صندوق کے اندر زمرد بند ہے اور عمرو غار مین اسوقت سو رہا ہے شہنشاہ نے کہا
اسوقت کوئی اگر جاتا تو عمرو باسانی گرفتار ہو جاتا کیونکہ سو رہا ہے یہ کہکر چاہا کہ پتلا سحر کا
روانہ کرون لیکن ظلمات نے عرض کیا کہ حضور مین جاتے ہی اس مفتری کو گرفتار کرکے
بھیجدونگا پتلا اگر بھیجیگا تو حضور میرے جانے کی کیا ضرورت ہے شاہ نے اسکے عذر کرنے سے

قائل نذیر ہوا اور حیرت نے یاقوت کو ساتھ کیا کہ جاکر زمرد کو صندوق سے نکالے غرضکہ
ظلمات اژدر خونخوار پر سوار ہوکر روانہ ہوا اور بعد قطع مسافت راہ شہر حیرت میں پہونچا
یاقوت نے تمام افسران فوج سے کہا کہ حکم شہنشاہ نے کہا ہے حیرت انکو حاکم جانا افسران
فوج نے سر جادہ انقیاد پر رکھا اور اسکو ہمراہ لیکر دارالامارت شاہی میں آئے تخت پر بٹھایا
بارہ ہزار گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے مشعلیں روشن ہوئیں عنبر و مشک و عود و لونگ کا بخور
ہونے لگا شعلے اٹھنے لگے عطر دان سامنے رکھے گئے نذریں گذرنے لگیں ارباب نشاط حاضر
ہوے ناچ ہونے لگا دور جام می سرخ آغاز ہوا کہ مثنوی

یکے محفل جشن آراستند	گلستان عشرت بپیراستند
ہمی مسبغی چو زہرہ برامشگری	صراحی درخشندہ چون مشتری
بقانون نوائے طرب گشتہ پست	بنوشے کہ طبع فزایندہ خوست

تمام شہر میں داخل زنی ہوئی اور دہائی پھری جارچی نے ندا دی کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ کا
حکم ظلمات چارچشم کا جو حاکم وقت کی اطاعت نہ کریگا گردن مارا جائیگا سزا پائیگا حیرت
معزول ہوئیں اب ظلمات یہاں کا حاکم ہے ڈھنڈھورے کی آواز سے عمرو کی بھی آنکھ کھلی اور
گلیم اوڑھکر باہر آیا تمام شہر میں رونق پائی نئے حاکم تخت نشین ہونے کی مسرت بے اندازہ دیکھی
شہر کی دکانیں خوف سے عمرو کے بند تھیں اس جشن کی خوشی میں ہار پھول والے اور تنبولی
اور خوشبو ساز وغیرہ نے دکانیں کھولی ہیں اور گہنا ہار بدھی طرہ وغیرہ ڈالیاں ہر قسم کی لگاکر
دارالامارۂ شاہی کی جانب لیے جاتے ہیں عمرو بھی صورت اپنی تبدیل کرکے انکے ساتھ
چلا اور دارالامارہ میں پہونچکر ٹھہرا دیکھا جن لوگوں نے ڈالی پیشکش کی انکو اشرفیاں انعام
میں ملیں عمرو کو اشرفیاں دیکھکر لالچ آیا اور فکر عیاری کرنے لگا لیکن ظلمات جب بخوبی
حاکم ہوچکا اسوقت اسنے حکم دیا کہ ایک مکان نہایت عمدہ چارسوق بازار میں ہو جسکے رہنے
کے لیے خالی ہو اور اس عمارت میں جا بیٹھوں کہ دیکھ سکوں تاکہ جس طرف وہ عیار ہو میرے
سامنے آئے وہ چلا آئے حسب الحکم کارپردازان مملکت نے ایک بارہ دری نہایت پرتکلف
فرش ملوکانہ اور اسباب شاہانہ سے تا فضا شہر میں آراستہ کردی مسند پائے مشرق بچھا دیں
پلنگڑیاں جواہر کار کسوا دیں جب تمام درستی ہوچکی ظلمات کو اطلاع دی وہ دن بھر
حکمرانی میں مشغول رہا جسوقت کہ نقاش روزگار نے پردہ مشکین قصر عالم میں لٹکایا اور چراغ ستارگان

ہفت منظر کاخ افلاک فیروزہ فام مین روشن ہوئے ماہ منیر زیب گیر سپہر ہوا کہ نظم

شبہ چون روئے زنگی و سیاہی — رسیدہ رنگ شب تا پشت ماہی
رواق چرخ اخضر گشت تاریک — فروزان شمع در فانوس باریک

ظلمات مع چار ہزار ساحران نامی کے اُس مکان عالی شان مین آیا عمرو بھی بشکل مہدل
در کاخ پر آکر ٹھہرا ہمیان ظلمات نے حکم دیا کہ خاصہ حاضر کرو تاکہ اکل و شرب سے فارغ ہوکر
سحر خوانی مین مصروف ہون بموجب ارشاد رکابداروں نے طعام لذیذ انواع و اقسام کا موجود کیا اور
دستر خوان اطلس رومی کا بچھایا اُسپر گردہائے نان کہ مثل قرص قمر کے افق منور تنور سے طالع
ہوئی تھین رکھین اور قفلیان شیر برنج کی جو ماہتاب کی قفلی کو اپنے مہر و سرد مہ بناتی تھین
چین جبین نان آفتابی گرما گرم نیمچہ آفتاب سے کہتی تھین اور نان ہوائی خاطر گرفتگان کی
ہوا و ہوس بڑھاتی تھین کہ قطعہ

فراز سفرہ خوان قرص گرم چپاتی — کہ خورشید جہانتاب ست طالع گشتہ از گردون
تنور نانوا از فضل اللہ زاید — کہ در مہر لحظہ آید تازہ نانی ہمچو گل بیرون

بعد ترتیب سفرہ گستری ظلمات مع رفقا کے کھانا کھانے لگا اُسوقت عمرو نے خوان کھانے
کے اندر قصر کے جاتے دیکھ کر تجویز کیا کہ اسوقت ظلمات کھانا کھائیگا یہ معلوم کرکے اپنی
صورت مثل ایک رکابدار کے بنائی کونے مین ٹھہر کر بنائی یعنی سر اپنا مونڈ کر ٹوپی چوگوشیا پہنی اور
لنگی زانو تک کی باندھی پانوں مین جوتی نوک کا جوتا پہن کر دوہر کمر سے لپیٹی اور تھال ہاتھ پہ
رکھا مٹھائی کمر تک کی زیب قامت فرمائی تھال مین سموسے اور مٹھائی کے جانور بنے ہوئے
لگائے ایک ایک سموسے کی سو سو پرتین اس طرح بنائی تھین کہ ایک پرت اٹھاؤ سو پرت الگ
الگ ہو جائین اور پھر ملی رہین تکلف یہ کہ ایک پرت سلونی دوسری میٹھی چاشنی دار تیسری کھٹی
چوتھی بالکل ترش اسی طرح سو پرت کا الگ الگ مزا اور ذائقہ ہو اور کھلونے اس ترکیب سے
ایک سو ایک پرت کے بنائے کہ ہر پرت مین شیرہ انگور کا بھرا تھا نہایت عمدہ کہ ذائقہ سے
ٹپکتا تھا لوزات اور شاخین نیچہ نگارین لعبتان چین و چگل گوشہ تھین اچار و مربا وہ
لذیذ کہ جہانگیر اسکی چشم عشوہ گران تمکین کو اپنے اوپر لیتا تھین اور بہشت آب و تاب مین
حقیقت و ہائی بہشت کے جواہر کو غیرت بخش تھا پیسہ کا کھلونے اور سموسون وغیرہ پر نقش تھا کہ نظم

راقم اسکی اگر کرون مین صفات — بنے ہر ایک سطر شاخ نبات

ایسا خوش رنگ تھال ہاتھ میں تھا ۔ قلعی تھی سپہر فلک سے اچھا تھا
لوزینہ برفی کی خوشنما ایسی ۔ بے حد مزے سے جس میں آئے کبھی
در بہشت اس طرح کی شہد کی تھی ۔ انگوری تھی تسبیح حوروں کی
ایسا پیڑا کہ لوٹتے ہیں سو ٹکڑوں سے ۔ دانت میں بھی ذرا نہ وہ چپکے
ٹکلیاں تھیں ورق کی پاتا رہے ۔ زہرہ و مشتری سے شکر پارے

غرض کہ اس طرح سے پکوان اور مٹھائی آراستہ کر کے سب کو زہر آلود کیا اور وہ سم قاتل اس میں ملایا کہ جس کے سونگھنے اور دیکھنے سے انسان پانی ہو جائے اور کسی تریاق سے صحت نہ پائے یہ تدبیر کر کے تھال ہاتھ پر رکھے اندر قصر کے آیا اور ظلمات کو سلام کر کے تھال سامنے رکھ دیا ظلمات نے دیکھا کہ جانور سبز و سرخ تھال میں رکھے ہیں اور خوشے انگور کے ایسے ہیں کہ ابھی گویا ڈالی سے توڑے ہیں پھلوں کی ڈلیاں ہیں الماس کی ڈلیا بھری ہیں ایسی آب و تاب کہتی ہیں دیکھ کر سب ساحر تعریف کرتے ہیں اور ظلمات نے پوچھا کہ اے رکابدار تو کیا ملکہ حیرت کا ملازم ہے رکابدار نے عرض کیا کہ میں فقیر ہوں اللہ میاں کا نوکر ہوں اور کسی کا نوکر جا کر نہیں اور مجھے نوکر کون رکھ سکتا ہے میرا سودا اشرفیوں کا کھاتے ہیں اور غریبوں ہی سے ایک دو روپے مجھ کو مل جاتے ہیں امیروں کا تو نام ہی نام ہے سچ ہے مثل اونچی دوکان پھیکا پکوان اور پڑھتا ہے رباعی

نا فہم امیروں سے پڑا ہے پالا ۔ ہر دم کی خوشامد نے غضب میں ڈالا
وہ آپ تو کھائیں نہیں کیا [illegible] ۔ رزاق کوئی اور ہے دینے والا

آج آپ ایسے قدرداں کی بخشش کا شہرہ سنکر اپنی جورو کا گہنا گروی رکھ کے یہ مٹھائی وغیرہ بنا لایا ہوں اس قدر شناسی مضمون کے اختیار میں ہے ظلمات اس تقریر کو سنکر ہنسا اور کہا تو بڑا صاف گو ہے کیوں نہ ہو اپنے فن میں تو کامل ہے اور کاملین نازک مزاج عالی دماغ ہوا کرتے ہیں یہ کہہ کر کئی سو اشرفیاں انعام دیں اور تھال سے تھوڑا پکوان اور مٹھائی لیکر خوان میں لگائی تو رستے پوش زرخوان پر ڈال کر یاقوت کو طلب کیا یاقوت جب سے آئی ہے نہ کچھ کھاتی ہے [illegible] سے نکال کر ذکر شہزادی کی حیرت کر رہی ہے اسکے طلب کرنے سے وہ فورا حاضر ہوئیں ظلمات نے کہا یہ خوان اپنے ساتھ خدمت شہنشاہ میں لیجاؤ اور میری جانب سے عرض کرنا کہ یہ مٹھائی بھی یادگار رہا نہ ہو ملاحظہ فرمایا لطف اٹھا کر نوش فرمائیں اور ملکہ حیرت کو بھی کھلائیں

زمرد اور یاقوت وہ خوان خشت سحر پر رکھ کر سمت شاہ طلسم چلے اور اُسنے باقی شیرینی و شیر خوان
پر جو لوگ بیٹھے تھے انکو بھی دی اور آپ بھی کھائی ہر طرف سے شور تحسین و آفرین نسبت رکابدار
کے بلند ہوا اور رکابدار جناب شاہ کو سلام کرنے لگا اس میں ایک شخص نے کہا میاں رکابدار
تمہارا نام کیا ہے رکابدار نے بتایا کہ فدوی کو اتنا عجیب دست کہتے ہیں اور رکابدار ہونے کا نام خورد
پھر وہی لوگوں نے کہا دونوں نام اسم بامسمی ہیں کیا کہنا ایک نے کہا دیکھیے یہ مٹھائی کیسی طرح کی
کیا عمدہ بنائے ہیں دوسرا بولا کہ کیوں میاں عجب دست ایسا جانور بھی بنا سکتے ہو جو اڑ کر
رکابدار نے کہا سنیے آپکو وہ مرغا بنا کر دکھلاؤں جو گھر تک اڑتا ساتھ جائے اس کلام پر
سب نے تعجب کیا کہ میاں عجب دست بڑے نادر معلوم ہوتے ہیں ظلمات نے کہا جو کچھ
ہیں تو سلطنت کا آدمی ہے لیکن ایسا شخص اور مفلوک رہے افسوس کی بات ہے

	ہنر بکار نیاید چو بخت بد باشد		اگر بہر سر موییت دو صد ہنر باشد	

غرض کہ اسی طرح کی باتیں بنا بنا کر دو پہر تک پلاؤ اور مٹھائی کھاتے رہے بعد فراغ دسترخوان اٹھا
ہاتھ منہ دھو کر سب نے گلوریاں کھائیں حقے پینے لگے اور ظلمات نے رکابدار سے کہا میں
پانسو روپیہ ماہواری کا تمکو نوکر رکھ سکتا ہوں بشرطیکہ تو منظور کرے رکابدار نے کہا اگر آپ بچ
جائیے گا اور زندہ رہیے گا تو میں نوکری کر لوں گا سب نے یہ کلام سنکر کان کھڑے کیے اور
پوچھا کہ یہ تو نے کیا کہا اُسنے جواب دیا کہ حضور شہر کو بگڑنے آئے ہیں اور وہ نہایت اسکا ری
اسوجہ سے میں نے یہ عرض کیا کہ آپ اس مہم سے فراغت کر لیں یہ کہہ کر سلام کرکے وہاں
سے رخصت ہوا اور باہر آکے گلیم اوڑھ کر ٹھہرا کہ دیکھیں پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے اور
ادھر زہر نے ظلمات وغیرہ کے جسم میں تاثیر بخشی سر پھرنے لگا اور جی متلا یا چاہا کہ پلنگ
پر جا کر آرام کریں لیکن اٹھا نہ گیا اپنے رفیقوں سے کہا کہ مجھ سے اٹھا نہیں جاتا ہے تم بغلوں
میں ہاتھ دے کر پلنگ پر لٹا دو ساحروں نے دل میں کہا کہ ابے او بہت سا کھایا تھا اور اسکی
بغلوں میں ہاتھ دے کر چھپر کھٹ میں لٹا دیا اسنے پوچھا کہ کیوں تمھیں بھی کچھ زیادہ کھانا کھا گیا
ہوں لوگوں نے براہ خوشامد عرض کیا نہیں خداوند ہم اس سے زیادہ کھا جاتے
ہیں آپ نے کھایا ہی کیا ہے ظاہر میں تو یہ کہا اور آپس میں گرم سخن ہوئے کہ بڈھے نے ایسی
نعمتیں دیکھی تو کبھی تھی نہیں مارے ہوس کے سیر دن نکل گیا اب منہ سے کرتا ہے اسکے لیے
چورن چاہیے ہے کہ ہضم ہو

ما در عیش آدمی شکم است | تا بتدریج می‌رسد و چہ غم است
گر ببندد چنانکہ نگشاید | گو دل از عمر برکند شاید
ور گشاید چنانکہ نتوان بست | گو بشو از جہان بدنیا دست

ادھر تو یہ کیفیت ہوئی اور ادھر ادھر جن جن لوگوں نے کہ وہ پکوان کھایا تھا وہ بھی لوٹنے لگے اور بیہوش ہوئے بعض کو دست آنے لگے بعض کا پیٹ پھولا ظلمات کا بھی پیٹ پھول کر وبال ہو گیا اور زبان اینٹھ گئی ملازم وغیرہ دوا علاج کو دوڑے ہر طرف دوا دوش کرنے لگے لیکن وہاں کام تمام ہو گیا یعنی کتنی سو ساحر اور ظلمات پانی کی طرح بہہ گئے اور ہلاک ہوئے انکے مرتے ہی غلغلہ عظیم برپا ہوا آگ پتھر برسنے لگے رعایائے شہر بدحواس ہوئی اور منتظم لوگ دیوان شاہی چھوڑ کر بھاگ گئے عمرو ساحر کی صورت بنکر اندر قصر کے آیا اور جال بار کو تمام اسباب وہاں کا مع فرش اور شیشہ آلات وکرسی و منبر وغیرہ زنبیل میں رکھا ساحروں کے لباس اور جھولیاں اور دھوتیاں وغیرہ اتار کر اپنا راستہ لیا جو دکان راہ میں مل گئی اسکو لوٹا جو راہ گیر راستے میں ملا اسکو قتل کیا ایک لمحہ میں آفت برپا کر دی ساری رونق خاک میں ملا دی دہائی تہائی مچ گئی شہر میں جس کو اندھیرا گھپ ہو گیا آپ رات بھر لوٹتا پھرا کوتوال بھی مارے ڈر کے کوتوالی سے بھاگ گیا اسی ہنگامہ میں وہ رات تمام ہوئی اور عیار زرین رائے آفتاب کمند شعاع لیکر شہر مینو سواد دنیا رنگ شہر میں آیا اور شب تیرہ رو نے منہ چھپایا کہ نظم

فرو ریخت زر جیب گوہر فروش | ز بازار گردون بر آمد خروش
در مہر بکشاد گردان سپہر | بیاراست بر روئے زمین را بمہر

ادھر عمرو غار میں اتر گیا اور نماز سحر ادا کرکے خاموش بیٹھا دل سے کہتا تھا کہ نظم

میں وہ قانع ہوں اگر پھینکدیں کٹیا پہ | رکھیں افسر کی طرح افسر فاقہ بھی سر پہ

اس کو چھوڑ کر قصہ مختصر میں وہ روزی رسان خلق تمہیں سب کچھ پہنچائیگا کہ صلہ یہ یہاں ہیں اکثر ذکر کہ زمرد اور یاقوت وہ پکوان اور شیرنی لیے خدمت شہنشاہ ساحران میں پہونچیں اور تسلیم کرکے تھال سامنے رکھے سارا حال بیان کیا افراسیاب اسطرح کا نایاب پکوان دیکھکر نہایت خوش ہوا اور کہا اے ملکہ حیرت یہ تمہارے کارندے پکا لائے کیا ہو تم اتنی مدت تو یہاں رہا کم ہیں پکوا بھیجا پکوان نہیں بھیجا حیرت عرض پیرا ہوئی کہ میرے کارندے

یہ لیاقت نہیں جو ایسا پکوان پکائے زمرد نے عرض کیا کہ میں نے سنا ہی کہ اس سرکار کا رکابدار کا نام
استاد چرب دست ہی اور تو کسی کا نہیں ہی شاہ طلسم نے یہ سنکر ایک ڈلی مٹھائی کی لیکر چاہا کہ نوش
کرے صرصر نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا آپ نے کبھی چرب دست کا نام بھی نہیں سنا وہاں عمرو موجود
ہی ایسا نہو یہ اسکی کارسازی ہو صرصر کا یہ وسوسہ سنکر صرصر کے کلام کی تائید کی کہ حضور نے ہزارہا
روپیہ خراب کیا پکوان پکوایا لیکن آج تک یہ تون کا کھانا نہیں دیکھا افراسیاب نے کہا عمرو
کیا باورچی ہی جو تم اسکی جانب ایسا خیال کرتے ہو صرصر نے یہ جواب دیا کہ وہ عیار ہی سب
کاموں میں دخل رکھتا ہی آپ کتاب جمشیدی دیکھیے حال کھل جائیگا افراسیاب نے
کتاب منگوا کر دیکھی لکھا تھا کہ یہ سب کام عمرو کا ہی اور اسنے ظلمات کا کام کیا
اگر اس مٹھائی کی ایک ڈلی تو کھا لیتا تو فوراً مرجاتا خبردار ایسی غفلت کبھی نکرنا یہ عبارت
کتاب سے دیکھکر شہنشاہ فرط غضب سے تھرانے لگا اور مٹھائی وغیرہ کو حکم دیا کہ زمین میں
دفن کرو بموجب حکم مٹھائی زمین میں دفن کردی اور شاہ نے ایک نامہ لکھکر سحر کے پتلے کو
دیا کہ دانا سے جادو کے پاس لیجائے پتلا لیکر چلا اور پہاڑ کے درے میں کہ وہاں دانا
جادو رہتا ہی پہونچ کر نامہ اسکو دیا اسنے نامہ کو آنکھوں سے لگایا اور سر پر رکھا پھر کھولکر
پڑھا لکھا تھا کہ اے دانا سے جادو تم ہمارے پاس بہت جلد آؤ کہ ہم سوار ہوا چاہتے ہیں
یہ مضمون پڑھکر تخت پر دانا سوار ہوا وہ تخت عقیق زرد کا تھا اب جو بلند ہوا یہ معلوم ہوتا
تھا کہ آفتاب نکلا ہوا ہی غرضکہ بعد لمحہ کے خدمت شاہ میں پہونچا تسلیم کی اور نذر دی شاہ
نے اسکو خلعت دیا اور کہا اے دانا کئی روز سے عمرو ملک حیرت میں ہی تم میرے ساتھ
چلو اور اسکو گرفتار کرو دانا نے عرض کیا غلام حاضر ہی اچھا تشریف لے چلیے شہنشاہ نے
شہنشاہ نے سواری مانگی تخت سحر حاضر ہوا اور اسی تجمل و شوکت سے جیسا اول ذکر کیا
گیا سوار ہوکر مع حیرت اور صرصر اور دانا سے جادو وغیرہ کے روانہ ہوا اور سواری
اسکی ایک درہ کوہ کے سامنے پہونچی اس درے میں بالکل اندھیرا تھا شاہ جادوان نے
سحر پڑھکر دستک دی اور پکارا کہ اے ماہ جادو روشنی کر اس کہنے سے دو چاند تاریکی میں فوراً
نکل آئے اور دور تک روشنی ہوگئی سواری اس اندھیرے سے آگے بڑھی اور کچھ دیر نگذری
تھی کہ شہر حیرت میں پہونچ گئے حیرت نے کہا اے شہنشاہ میں کبھی اس راہ سے نہیں آئی
آپ بہت جلد تشریف لائے افراسیاب نے جواب دیا کہ یہ راہ طلسمی ہی ہمارے سوا کوئی ادھر

نہیں سنتا غرضکہ باتیں کرتے ہوئے سب داخل شہر ہوئے رعایائے شہر و اکابران مملکت مسرور
و شادان لینے کو آئے اور شہنشاہ جادوان کے گرد پھرے اور عرض کرتے تھے کہ ای شہنشاہ
ہمارے گھر لٹ گئے دو دن ہمارے شہر برباد رہے گئے ہم برباد ہو گئے آج ظل ہما طلعت ہمارا
آپ نے پھر ڈالا ہے یقین ہے کہ ہم اپنی داد کو پہونچیں اور اپنے دشمن بد انجام کو ذلیل و خوار
گرفتار عذاب الیم دیکھ کر خوش ہوویں کہ بقول سے قطعہ

شاہا غم رعیت بیچارہ میخوری	اینست رسم و قاعدہ دادگستری
از حال بیکسان نظر لطف وا مدار	گر تاج و تخت و دولت و اقبال برخوری

افراسیاب نے ہر ایک کو تسکین دے دلاسا دیا اور دارالامارۃ شاہی میں آیا ملازمین نے
لاشیں ساحروں اور ظلمات کی اٹھائیں مکانات شاہی پاک و صاف کر کے آراستہ کر دیئے
شہنشاہ نے حکم دیا کہ منادی ندا کرے کہ سب اہل شہر در وا کر کے اپنے اپنے اور دکانیں کھولیں
کسی طرح کا خوف نہ کریں جو مال کہ انکا تلف ہو گیا ہے یا اب ہوگا وہ سرکار سے دیا جائیگا اور ستمگر
گرفتار ہو کر سزا پائیگا حسب ارشاد منادی نے اہل شہر کو مژدہ طرب سنایا فی الفور دکانیں
کھلیں رونق کاروبار آغاز ہوئی ہر طرف آرائش و زیبائش تھی اور چہل پہل لوگ کرنے
لگے کہ بمقتضائے مصرعہ کے سرے سے آئی چمن میں بہار۔ شہنشاہ نے ملکہ کا پکڑ کر دوبارہ
تخت پر بٹھایا حیرت نے مسکرا کر کہا کہ بیت

نکالا غیر کو گھر سے بلایا یار نے مجھکو	مری سرکار میں ہر روز ہر طرح کی بحالی ہے

شاہ جادوان نے جواب دیا کہ ای ملکہ تم اس غزل دلنشیں سے ناراض نہو تم میری جان و
دل کی مالک ہو اور سارے طلسم کی حاکم ہو لیکن برائے مصلحت کار جب کبھی ایسا اتفاق
ہو تو آزردہ ہونا مناسب نہیں حیرت نے یہ عذر سنکر شرما کر نیچا کر آنکھوں کو گردش دیکر
مصرعہ کہا بادشاہ اس ادا پہ ہزار جان سے نثار ہوا کہ ع

نگاہ ہے دلفریب جو انداز ہے	پری پیکر ہے عاشق نواز ہے

قصہ مختصر اہالیان سلطنت نے نذریں دیں اور باغ میں جلسہ انبساط کی بنیاد کی شہنشاہ مع
رفقا کے باغ میں حیرت کے آکر بر سر تخت حکومت ہوا ناچ ہونے لگا نظم

کردہ بہ ترانہ دل آویز	بازار نشاط عیش را تیز
چون گوشہ سرود ساز کردے	ناہید و گرش باز کردی

اسی عشرت وطرب مین مصروف تھا کہ یکایک ایک پنجہ نے نامہ لاکر ہاتھ مین دیا شاہ جادوان
نے پڑھا ماہی زہر درنگ نے لکھا تھا کہ ای برخوردار سعادت آثار میری بھی بہتر ہے دیکھنے
کو جی چاہتا ہے لازم ہو کہ میرے پاس آکر اپنے دیدار فرحت آثار سے مسرور کرو افراسیاب
نامہ پڑھکر گویا ہوا کہ ای داناے جادو مین سمت پردہ ظلمات اپنی نانی جان کے پاس
جاتا ہون تم ایسا نکرنا کہ مثل ظلمات کے پیوان کے لالچ مین اپنی جان دے دو بلکہ اسی
وقت عمرو کو گرفتار کرکے قتل کرو اور ای ملکہ تم بھی غفلت کو کام نہ فرمانا بسوقت دغا عیار
دغا شعار گرفتار ہو فورًا سر کاٹ ڈالنا غرضکہ نہایت طریقہ حزم واحتیاط فہمایش کرکے سوار
ہوکر روانہ ہوا اسکی روانگی کے بعد دانا نے تدبیر سحر خوانی کی اور تھوڑی سی مٹی لیکر اپنے جسم
کے خون کو ندھکر ایک پتلا بنایا اور سپٹ مین پتلے کے سیر سحر کا بتھایا کہ وہ پتلا زندہ ہوکر
بولنے لگا اس سے کہا کیون اُستاد عمرو سے لڑنے کو کیا کہتے ہو پتلے نے جواب دیا کہ عمرو
سے مقابلہ کرنے کو ایک حصہ سحر تو دس حصہ عقل چاہیے اُسکا مقابلہ اچھے اچھے نہین کر سکتے
تم بیچارے کیا ہو مجھ سے کہو تو کرہ نار سے آگ لے آؤن اور تحت الثریٰ سے مٹی لا دون
لیکن عمرو کو نہین لا سکتا باوجودیکہ وہ غار مین بیٹھا ہی اور مین جانتا ہون مگر مجال نہین
جو وہان جاؤن یہ تقریر سنکر دانا مایوس ہوا کہ میرے سحر نے جواب دیا اب کوئی افسون
نہ چلے گا اور عمرو گرفتار نہو گا سحر کے پرچے ہار چکے اور جوگیون کے چھکے چھوٹ گئے عمرو
بلاے بے درمان ہی اسی تردد مین فکر کرتے کرتے اسکے ذہن مین آیا کہ عمرو لالچی اور بد
طماع ہی اُسے لالچ دیکر گرفتار کرنا چاہیے زر وجواہر کا دانہ دام تزویر مین بچھا کر اس مرغ
زیرک کو پھانسنے کہ مقتضاے قطعہ

چون بہ قوت حریف خصم نہٖ
گہ بہ حیلت کمان قوت ربا

حیلہ و مکر را ز دست مدہ
[illegible] کہ نگسلانی شدہ

حاصل مرام ایسا مکر تازہ سوجھا کہ حکم دیا کہ میرے لیے ہوا دار حاضر کرو تاکہ سوار ہوکر شہر کی
سیر کرونگا اور رعایا تمام پریشان و بے نوا ہو گئی یا بلٹی ہو اس سبب سے اشرفیان اور جواہر
گلی کوچون مین لٹاؤن گا حکم دیتے ہی ملکہ حیرت کے کہار وردیان زرق برق پہنے مچھلیان
اور تمغے لٹکے ہوا در شالون وغیرہ پر لگائے ہوا اور جواہر نگار کاندھے پر اٹھائے حاضر ہوئے
اُسنے بہت سے توڑے اشرفیون کے اور بہت سے صندوقچے جواہر کے کہارون کے سر پر

رکھوا دیے اور کچھ توڑے وغیرہ ہوادار پر اپنے آگے رکھ کر سوار ہوا اور اس پتلے کو جو اپنے
خون سے ابھی بنایا ہمراہ لیا پتلا ہوادار کا پایہ پکڑے باتیں کرتا ہوا چلا اسوقت بیچ شہر
میں پہونچا دونوں ہاتھوں سے مٹھیاں بھر بھر کر زر و جواہر پھینکنے لگا تماشبین کا ہجوم ہوا
اور اس عطیہ بیکراں کو دیکھ کر تمام اہل شہر مثل مور و ملخ جمع ہو گئے اور ہر کہ و مہ دامن آرزو
پھیلا کر سر راہ آ کھڑے ہوئے ہر شخص گوہر کی امید میں صدف وار منہ کھولے کھڑا تھا اور ہر ایک
چشم امید و حسرت سے آنکھیں اسی سمت لگائے ٹکٹکی باندھے تھا ایک شور برپا تھا کہ قطعہ

ہم گنج داری ہم خدم ہم ملک داری ہم حشم — بیرون نہ از خلوت قدم بر بام عالم زن علم
رنج جانب مقصود کن اندوہ را نابود کن — احباب را خوشنود کن بردار از دل بار غم

عمرو کے کان میں شور و غل کی صدا جو پہونچی گلیم اوڑھ کر غار سے باہر آیا عجیب ماجرا دیکھا کہ ایک
ساحر ہوادار پر سوار ہے اور مٹھیاں بھر بھر کر اشرفیاں اور جواہر چار طرف پھینکتا ہے معلوم ہوتا
ہے کہ سنہرے رنگ کا مینہ برس رہا ہے یہ دیکھتے ہی عمرو کے منہ میں پانی بھر آیا اور دل سے کہا اس
قہر بالائی کو لینا چاہیے ہر چند کہ عقل مصلحت بیں نے سمجھایا کہ یہ ٹھاٹ سے ہی یہ جال بچھایا گیا
ہے اور کنواں خس پوش ہوا ہے عاقل ایسے مال پر لعنت بھیجتے ہیں اور جادۂ قناعت سے قدم باہر
نہیں رکھتے ہیں خبردار آگے نہ بڑھنا جہاں کہیں گل ہے وہاں خار ضرور درپے آزار ہے اور جہاں
گنج ہے وہاں مار زہردار ہے کہ مثنوی

ہر چہ کہ روزیست رسد در زبان — آنچہ نباشد نہ رسد بے گمان
بیں ز پئے آنچہ نخواہد رسید — رنجش بیہودہ چہ باید کشید

ہر چند عقل دور اندیش نے مخالفت فرمائی لیکن بمصداق ع بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند +
عمرو اشرفیاں دیکھ کر کب کسی کی سنتا تھا دل کے مشورہ پذیر تھا کہ فرد

کس ز غصہ شکایت کہ در طریق طلب — براحتی نرسید آنکہ زحمتی نہ کشید

ڈرنا کاہے کا چلو بھی اتنا مال مفت ہاتھ سے جاتا ہے تمہارا کوئی کیا کر لیگا کہ قطعہ

ہر کہ آسودگی و راحت جست — دل خود را ز بخت شاد نکرد
داں کہ ترسید از جفائے خمار — قدح بادۂ مراد نخورد

ایسا کچھ سوچ کر بہت جلد صورت اپنی ساحر کی ایسی بنا کر اس گروہ ساحران میں جو لوٹ رہے
تھے اپنے تئیں پہونچایا اور [illegible] ہی دانا نے زر و جواہر پھینکا جال الیاسی مارا کہ جو لوگ لوٹنے

گرے تھے انکی پگڑیاں اور ٹوپیاں تک مع مال کے جال مین آگئین جو شخص کہ زمین سے مٹھی
باندھ کر سیدھا ہوا اور مٹھیاں اسکے کہ میری مٹھی مین زر وجواہر ہے تھا کھولا اسیوقت بمصداق
بیت فلک سے آج تک پایا نہ کچھ خاک + ملیگی ایک دن مٹی زمین سے + سوائے خاک کے
کچھ نہ پایا حیران وار دیکھنے لگے کون لے گیا اور پتلا جو دانا کے ساتھ تھا اسنے بھی دیکھا کہ انکی
کسی نے کچھ نہین پایا یہ دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ عمرو آیا اور دانا سے جادو بھی دمبدم پوچھتا جاتا تھا
کہ عمرو لوٹنے آیا نہین انکی پتلے نے اسکو چپکے سے بتلایا کہ جلدی جلدی اشرفیان پھینکیو عمرو
آیا یہ سنتے ہی اُسنے دو توڑے منھ کھول کر لٹاتے کہ لو بھائیو لوٹو ساری خلقت مٹھیان باندھکر
زمین پر گری اور عمرو نے بھی جھک کر جال مارا پتلے نے جال مارتے ہی دیکھکر اسکو بخوبی
پہچانا اور ہنوز عمرو سیدھا نہوا تھا کہ پتلا جست کر کے گردن پر سوار ہوا پھر تو بمقتضای مصرع
مرغ دانا پھنس گیا دانے کی خاطر جال مین + دانا سے جادو نے جب پتلے کو گردن پر سوار
دیکھا ہنستا ہوا وہان سے ہوا اور پھر وا کر باغ مین حیرت کے پاس آیا اور پتلا عمرو کو گھوڑا
بنا کے ایدھر لگاتا باغ کی طرف لے چلا عمرو نے ہر چند چاہا کہ جال مارون لیکن ہاتھ نہ اٹھ سکا
اگر اور سمت جانے کا قصد کیا وہ بھی ممکن نہوا ناچار سمت باغ چلا اور دل سے کہتا تھا کہ فیت
مین تجکو تیری حرص نے پھنسایا اور کبھی دل مضطر کو تسکین دیتا تھا کہ گھبرانا نہ چاہیے مارا
نہ جاؤنگا خدا مالک ہے فرد

مردے باید کہ از بلا نہ گریزد ور زہر کسے از سر جان برخیزد

اسی طرح قریب پہونچا اور ادھر دانا سے جادو کو ہنستا ہوا دیکھکر حیرت نے کہا تم اسقدر
شاد آئے ہو جیسے عمرو کو پکڑ لائے اسنے جواب دیا کہ افقشال ساحری سے ایسا ہی کچھ ہو جیسا کہ
ملکہ آپ فرماتی ہین حیرت کو اسکے کہنے کا یقین نہ آیا یہ باتین ہی تھین کہ پتلا عمرو کو اندر باغ
کے لایا سب نے دیکھا کہ ایک ساحر کی گردن پر پتلا سوار ہنکاتا ہوا لایا ہے حیرت نے اُس ساحر
سے پوچھا کہ تو کون ہے عمرو نے کہا مین خداوند لقا کا نوکر ہون خداوند کا ایک عقاب رات کو
زمین پر گر پڑا تھا اسکو ڈھونڈھنے مین یہان آیا ہون عمرو یہ تقریر سنکر بولا کہ ای ملکہ آپ اسکے
فقرے مین نہ آئیے گا یہ عمرو ہے مین نے خوب پہچان کر گرفتار کیا ہے یہ کہکر ایسا سحر پڑھا کہ
لکہ ابر باغ پر آ کر برسنے لگا عمرو پر جو بوندیان پڑین رنگ روغن جسم سے دفع ہو گیا اور صورت
اصلی نکل آئی حیرت شکل دیکھتے ہی پکاری کہ کیون ای عمرو پھر ہم ہین ہین اور تو آیا ہے جیالا

ناچیز ہی اب تجکو ثمرہ اپنی مکاری کا ملیگا کہ بقول شخصے بیت بد مکنی و نیک طمع میداری ٭ جز بد
نبود سزاے بدکاری ٭ اسوقت کس حال مین اپنے تئین پاتا ہی عمرو نے جواب دیا کہ مصرعہ
چشم من بسیار ازین خوابے پریشان دیدہ است ٭ ای حیرت تجھ ایسی نخیبان ہزارون مین نے
مار ڈالین سار مشمش کو مارا ماہ کا سر اتارا اب تیری اور افراسیاب کی باری ہی یہ کلام جو
اہل دربار نے سنے گھبرائے کسلیے کہ عمرو کی حرکتون سے بخوبی واقف ہین کہ جب وہ قید ہوکر آیا ہی
ساحرون کو ذلیل اور قتل کرکے چلا گیا ہی اسوقت بعض گویا ہوے کہ میان آج پھر کوئی آفت
آیا چاہتی ہی یہان سے چلو ایسا نہو کہ ہماری داڑھیان مونڈین اور ذلت کے ساتھ ہلاک کیے
جائین ایک نے کہا دانا سے جادوگر گرفتار کرکے تو عمرو کو لائے ہین مگر اب زندہ رہین گے تو
ہم جھک کر سلام کرینگے دوسرے نے جواب دیا کہ بھئی تم سچ کہتے ہو آج حیرت کا بھی خاتمہ ہے
ہمکو ابھی سے اپنے گھر جاتے ہین بقول سعدی ع چہ خوش گفت یکباش با خیل تاش ٭ چو
دشمن خراشیدی ایمن مباش ٭ ساحرون کی باتین خوفناک دانا نے جو سنین سمجھا کہ بڑے
بڑے زبردست یہان موجود ہین مگر عمرو کے آنے سے کانپتے ہین بیشک تو بھی قتل ہوگا یہ سوچکر
اسکو بھی دست آنے لگے لیکن حیرت نے سحر مین عمرو کو مسحور کیا کہ بھاگ نہ جائے اور پتلا گردن
پر سے اترا عمرو نے کہا مجھ سے لقا نے رات کو کہا تھا کہ کل عمرو مارا جائیگا مین حیران ہون
کہ اب وہ قتل ہوگا یا مین ہلاک ہونگا عمرو یہ سنتے ہی رونے لگا اور اہل دربار ایک ایک
آنکھ بچاکر چلے گئے یاقوت نے عرض کیا کہ ای ملکہ یہ عمرو نہین ہی آپ اسکو چھوڑ دیجیے حیرت
نے جواب دیا کہ کچھ دیوانی ہی میری جان پر بھی اگر بن جائیگی تب بھی مین اسکو نہ رہا کرونگی
اور ایک نامہ مشعر بحال گرفتاری عمرو لکھکر بادشاہ طلسم کے پاس بھیجا پتلا سحر کا ظلمات مین
لے گیا شہنشاہ ساحران اپنی نانی سے باتین کر رہا تھا کہ پتلے نے جاکر نامہ دیا پڑھکر بہت خفا
کیا کہ حیرت چڑھ سے مین کہ آیا تھا کہ عمرو کو پاتے ہی مار ڈالنا نامہ پیام کی کیا ضرورت تھی
اسنے اتنی دیر کیون لگائی یہ کہکر اسکے ساتھ جو ساحر کہ دس پانچ یہان آئے ہین انہین سے
ایک ساحر برق انداز جادو نام سے حکم دیا کہ تم جاکر عمرو کو قتل کرو خبردار تامل نہ کرنا یہ
حکم سنکر برق انداز روانہ ہوا اور پتلا جو نامہ لیکر آیا تھا وہ پھر کر حیرت پاس گیا اور گویا
ہوا کہ شہنشاہ قتل عمرو کے توقف کرنے سے آپ پر بہت خفا ہوے برا بھلا کہا اور برق انداز
کو بھیجا ہی وہ آیا چاہتا ہی حیرت نے غصہ شاہ معلوم کرکے اسی وقت حکم دیا کہ میدان سیاستگاہ

بیرونِ قلعہ مقرر کرکے دار استادہ کی جائے اور لشکر ساحران تیار ہوکر اُس جگہ محاصرہ کرے ڈھنڈھورا پٹ جائے کہ تمام شہر اُس نا عیار کے حال خراب کو دیکھ کر دل شاد و بند غم سے آزاد ہو بمجرد حکم دینے کے جارچی نے منادی کی اور میدان خونی میں دار استادہ ہوئی فوج کمر باندھ کر تیار ہوئی ہر طرف دیکھو دیکھو کا چلو چلو کا غلغلہ برپا ہوا اسی اثنا میں برق انداز بھی آپہونچا اور عمرو کو عراوہ پر بٹھا کر بہر قتل لے چلے حیرت بھی آراستہ و پیراستہ ہوکر سوار ہوئی باجے بجنے لگے اور ساحر عراوے کو گھیر کر روانہ ہوئے شہر میں عورت و مرد کا در و بام پر اور گلیوں و کانوں میں ہجوم تھا ہر سمت ٹھٹ لگا تھا کوئی کہتا تھا کہ میاں اس عیار نے گھر کے گھر ہم لوگوں کے ناس کردیے بستیاں اجاڑ دیں آج شکر ہے سامری کا کہ یہ گرفتار ہوا دوسرا جواب دیتا تھا کہ ابھی کسنے دیکھا ہے جب یہ قتل ہو جائے اور کچھ عرصہ اسکی ہلاکت کو گذرے اور زندہ نہو جب جانو کہ اسکے شر سے جمشید نے بچا پایا بعض نے کہا ابھی کل کا ذکر ہے کہ اسنے اسجگہ کیا کیا فتور برپا کیا اور توبہ توبہ ہر جگہ مچا دی تڑہ تڑہ پڑ گئی تھی آج بے مونس و غمخوار دیکھیے ناچاری کے ساتھ گرفتار ہے غرضکہ اسی طرح ساحر خوشی کرتے تھے لیکن اُن جو اولی الالباب بصارت تھے وہ عبرت انگیز باتیں کرتے تھے کہ میاں ہم تو دوست ہو یا دشمن حق بات ضرور کہیں گے یہی مقام عبرت اور جائے تاسف ہے کہ شہنشاہ عیاران مصاحب و رفیق خاص حمزہ صاحبقران صاحب زور و زر اہل ہنر یوں دستِ دشمن میں گرفتار ہوکر مارا جائے اور جسکی لاش گور و کفن بھی نہ پائے طعمہ زاغ و زغن ہو نہ صف ماتم اُسکی بچھے نہ شیون ہو یہ سب روزگار ناہنجار کی گردش ہے جائے غور ہے ارباب بینش کو

نظم

ہاں دلا ہے متاعِ دہر قلیل ہے مگر زادِ راہ صبر جمیل
یہ گلستاں نہیں ہے قابلِ سیر کرے اللہ خاتمہ بالخیر
نخلِ دنیا سے لے اثر کا ثمر ہے فقط دشمنی یک دیگر
اسکے خواہاں ہیں یک دگر اغیار کہیں اغیار بھی ہوسکے ہیں یار
ہست چوں مار گرچہ زیبا دہر نرم و رنگیں و اندروں پُر زہر
شکر و شہد و نعمتِ دنیا باعثِ تلخ کامیِ عقبیٰ
زردیِ روئے درہم و دینار سبب زرد روئی زردار
آئینہ نقشِ پا کا دیکھ دلا روئے حالِ گذشتگاں ہے کھلا

کون سا تھا جلیل ملک اجل | جسکا بستر ہوا نہ خاک اجل
دھر نے کب ثبات سے پایا | ہے یہ گویا درخت کا سایا
کس سے اس بے وفا نے یاری کی | کس سے دنیا نے پایداری کی
لذت ناتمام ہے گویا | خواب کا احتلام ہے گویا

مردم شہر تو اس تقریر مین سکتے او رعمرو بحسرت و یاس ایک ایک کا منھ تکتا تھا دل سے کہتا تھا کہ ای کس بیکسان وای پروردگار عالم و عالمیان کیا میری قضا کشان کشان اس شہر مین مجکو لائی تھی قسمت مین لکھی ہوئی یہ ذلت و رسوائی تھی افسوس ہی کہ زیارت سے اپنے آقا حمزہ صاحبقران کی بھی محروم رہا اسوقت مین مہرخ اور بہار وغیرہ کا سوائے رب جلیل کے اور کون کفیل ہی یہان کون ایسا رفیق ہی جو میرے حال کی رفیقان غمخوار کو خبر کرے یا میرے حال زار پر اشک حسرت بہائے ہان ایک مخمور ہی لیکن نہین معلوم کہ وہ کہان ہی اور کس رنج مین ہی کہ ترجیع بند

خبر جو قتل کی میری ہوئی ہی شہر مین سو | ہوا ہی جمع یہان اک جہان تماشہ کو
ہر اک طرف سے یہی ہی صدا چلو دیکھو | غرضکہ حال مرا جاکے میرے اتو
خدا ہی جانے وہ آگاہ اس سے ہو کہ نہو | کوئی یہ میری زبانی تک اس سے جاکے کہو

بجرم عشق توام میکشند غوغائیست
تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشائیست

یہان تو عمرو یاد مخمور کی کرتا ہی اور ادھر وہ سرگشتہ کوے الفت مجنون بادیہ محبت جب سے خطا معاف کراکے جشن شاہ جادوان مین سے امان پاکے جو اپنے گھر گئی یادمین اپنے محبوب زیبا کے پھر بیقرار اور اشکبار ہوئی پھر وہی جلبلانا اور بلبل کی طرح عشق گلعذار مین شور مچانا اور یہ لب پر لانا کہ غزل

نگاہ قاتل کا آہ لڑنا جو یاد مجکو وہ آرہا ہی | تو کوئی گویا دل و جگر پر چھریان لگا رہا ہی
جو غور کیجے تو وہ گئے دن کہان کا آنا کہان کا جانا | اگر آمد و رفت سانس کی ہی بس اور اسمین کیا رہا ہی
وہ بعد مرون جو یار آیا تو سب نے اسکو یہ کہہ سنایا | یہ وہ پڑا ہی جو ہجرون آکر تمھارے در پر پڑا رہا ہی
کوئی تو اس سے کہے کہ صاحب جنون نازبردار تھا تمھارا | ذرا چلو تم کہ ایک مجمع اب اسکی میت اٹھا رہا ہی
رہینہ یاد خواب شیرین ہوا تھا جسطرح سو کے مین بھی | یہ دست عشق اب اسیطرح سے تھپک تھپک کر سلا رہا ہی

وہ لذت وصل یاد کرکے گھبرا رہا گھر میں بیٹھا
تمام شب ہجر میں اور دل میں عجب طرح کا خطر رہا ہے

قلق گذرتا ہے مجکو کیا کیا سوز ہون حسرت بھرا ہے سینہ
کہ کوئی معشوق روٹھے عاشق کو اپنے کیا کیا ستا رہا ہے

ہجوم یاس اب ہے اپنے دل پر نہیں کوئی پاس غیر حرمان
وبال جان زندگی ہوئی ہے کہ لطف جینے کا کیا رہا ہے

دل اسلیے جان بلب پڑا ہے کہ مبتلا تجھ پہ ہو رہا ہے
یہ سچ ہے صاحب نے کیا کیا ہے کیا یہ اپنا ہی یار رہا ہے

کہاں وہ صحبت کہاں وہ مجلس بکنج تنہائی ہیں بیکسی
نہ کوئی ہمدم نہ کوئی مونس نہ کوئی اہل آشنا رہا ہے

فقط ہے درد غم نہانی حباب آسا ہے زندگانی
پڑا جو دم تھا رفیق جانی سو وہ بھی ہونٹھوں پہ آ رہا ہے

قریب عاشق کا وقت رحلت چلا ہے تو دیکھ اسکو بیمروت
کہ آہ کیا کیا وہ دل کی حالت شمار تو نہیں جتا رہا ہے

ابھی اندوہ و تعب میں استاد عشق نے سبق پڑھایا کہ عمرو ملک حیرت میں پیشتر سے آیا ہوا تھا اب نہیں معلوم اسپر کیا گذری چلکر خبر اسکی لینا واجب ہے ازبسکہ اپنا جانا موجب رسوائی تھا اس سبب سے دو پتلے بزور سحر کاغذ کے بنائے اور انھیں حکم دیا کہ عمرو کی خبر لاؤ جہاں وہ ہو وہاں اپنے تئیں پہونچاؤ پتلے شہر حیرت میں آکر ٹھہرے اور جو کچھ کہ عمرو قتل و غارت بپا کرتا تھا اسکی کیفیت حضور سے جاکر کہتے تھے اور وہ رنجور سنکر خوش ہوتی تھی اور عمرو کی فطرت پہ حیران کار تھی کہ وہ بھی آفت کا عیار ہے جسنے ناک میں دم ساحروں کا کر رکھا ہے اسی حالت میں ایک دن پتلوں نے خبر گرفتاری عمرو اور قتل کرنے کی تیاری کا ماجرا سنایا سنتے ہی رنگ روفق ہوا دل کو قلق ہوا کلیجہ دونوں ہاتھ سے تھام لیا اور کر سمت فلک دیکھا اور دل سے کہا اگر عمرو مارا گیا تو معشوق کے ملنے کا سہارا گیا کہ رباعی

بن جائے وہاں ہے چین پانا مشکل
اور ضعف سے ہے قدم اٹھانا مشکل

جرأت بھی زلیست ہوے کیس طرح بھلا
چھپانا مشکل ہے اور نہ جانا مشکل

دل کی بیتابی سے ناچار ہو کر اشکبار با دل بیقرار تخت پر سوار ہوئی اور نہایت تیزی کے ساتھ اس جا آکر پہونچی کہ عمرو میدان خونی میں زیر تیغ بیٹھا تھا گرد ہزاروں ساحروں کا مجمع تھا اور جلاد تیغ و خنجر کو سنگ چٹا رہے تھے اور بعضے حکم قتل ملکہ سے حاصل کیا چاہتے تھے اور لغو سے کرتے تھے کہ نظم

طائروں کو حرص دانے نے پھنسایا دام میں
حق اگر سمجھیں تو ہے شکوہ عبث صیاد کا

جسکی آ پہونچی قضا وہ ہر طرح مارا گیا
حکم حاکم سے پھر اس میں جرم کیا جلاد کا

اس اثنا میں حیرت سے برق انداز اجازت لیکر تلوار کھینچے سر پر عمرو کے آیا اور عمرو نے

وقت مرگ اپنا دیکھ کر رخ جانب قبلہ کیا دل سے اپنے عقائد کی تجدید کی کلمہ زبان پر جاری کیا اور بخضوع و خشوع تمام خدائے دوجہان کی یاد کرنے لگا اور اُسی سے لو لگائی کہ نظم

یا الٰہی پر از گناہ ہون مین ۔ فرط عصیان سے روسیاہ ہون مین
کر عطا سید سے دل کو اپنا درد ۔ کر مجھے اپنے غم مین عارض زرد
کھول دے میرے دیدۂ ادراک ۔ لوث عصیان سے لوح دل ہو پاک
عذر کرتا ہون مین ندامت سے ۔ بخش عصیان کو اپنی رحمت سے

زبان عمرو صرف مناجات تھی اور برق انداز تلوار تول رہا تھا کہ سر جدا کرے اُسوقت مخمور نے سحر پڑھ کر اُس بلندی سے ایک چکر کھایا کہ وہ ہاتھ برق انداز کے اکڑ گیا اور ہاتھ اُسکا مع تلوار کٹ کر دور گرا فوج ساحران متحیر ہوکر دیکھنے لگی کہ یہ آفت کہان سے آئی اور مخمور نے ایسا سحر پڑھا کہ بجلی چمکی اور آنکھیں سب کی بند ہو گئیں اور اندھیرا ہو گیا اسی تاریکی مین مخمور نیچے جھک کر گری اور عمرو کو لے کر اوڑی حیرت اور روانا وغیرہ پر دو سحر اثر کرتے چلے مخمور نے دور جاکر اپنا پتلا عمرو کی صورت کا جھولی سے نکال کر پھینکا حیرت نے دیکھا کہ عمرو قلابازیان کھاتا زمین کی طرف جاتا ہے اُسنے سحر پڑھ کر اُسکو روکا اور خیال کیا کہ میرے افسون سے جو کوئی عمرو کو لیے جاتا تھا اُسکے ہاتھ سے یہ چھوٹ گیا ہے غرضکہ اُس پتلے کو جلادون کے لا کے سپرد کیا کہ جلد اسکو ہلاک کرو یہ تو ادھر پھر آئی اور اُس طرف مخمور بعجلت تمام اڑتی ہوئی اپنے باغ مین پہونچی اور اپنی کنیزون اور متعلقون وغیرہ سے کہہ کے حکم دیا کہ مین اپنی خالا ملکہ شمشیرن جادو کے مکان پر طلسم ظاہر مین ہون کی تم اسباب و مال میرا لیکر وہین آنا یہ کہہ کر تخت سحر پر عمرو کو ہوشیار کر کے بٹھایا کیونکہ یہ متوحش ہوا سے بیہوش ہو گیا تھا اور آپ تخت کو اڑا کر سمت دریائے سحر چلی نظم

ز جادو بود تخت گوہر نگار ۔ بافسون ہا چے آمد بہ پرواز
نشستہ بر سر آن تخت بتان ۔ پری در بر چو بلقیس و سلیمان
بوجد عشرت عمرو رفتہ از انجا ۔ رسیدند آنکہ سحاب آسا بدریا

جب دریائے سحر پر پہونچے مخمور نے چاہا مین عمرو کو گرداب کے دریا کے اندر کود پڑی از بسکہ اِس دریائے سحر کے کئی راستے ہین ایک راہ تو وہ ذکر کی گئی تھی کہ صرصر نے عمرو کو دریا مین کودی تھی اور ایک راستہ یہ ہے وہ راہ کل ساحران معتبر جانتے ہین اور یہ راہ سوائے حیرت اور شاہ طلسم اور مخمور کے کوئی نہین جانتا ہے اور علاوہ اسکے اور بھی راز ہا سے طلسم سے مخمور آگاہ ہے

حال اُسکا مذکور ہوگا خلاصہ کلام اُسوقت مخمور رنجبر افسون مین کود پڑی غلطان و پیچان دریا تک چلی گئی کچھ عرصہ مین ایک ایسے مقام پر پہونچی کہ عمرو کی آنکھ کھلی دیکھا کہ چار سمت گویا پانی کھڑا ہی اور اوپر سر کے بھی دریا ہی زیر قدم بھی بحر زخار بہتا ہی لیکن جہان مین کھڑا ہون وہان سوکھا ہی اور ہزار دن ساحر نہنگ صورت و ماہی طلعت وہان شناوری کرتا ہی اور پانی وہان کا مثل آب قتاب موجزن ہی نہایت مصفا ہی کہ بیت

روان اندرو ماہی سیم سا | چو ماہی تو اندر سپہر مدور

اور بیچ پانی مین ایک تختہ فولادی اس طرف لگا ہی جیسے دروازہ ہوتا ہی اور اُس مین قفل برابر ران شتر کے لگا ہی مخمور نے اپنے جوڑے سے ایک کنجی نکال کر اُس قفل کو کھولا اور تختہ ہٹا کر ایک سمت کر دیا اور آپ عمرو کو لیکر تختے کی پشت پر آئی تختہ کھینچکر پھر لگا دیا عمرو کی آنکھین دوبارہ بند ہوگئین بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی دریا کے پار طلسم ظاہر مین اپنے تئین پایا اور مخمور کو روبرو کھڑا دیکھا سجدہ شکر بدرگاہ منزل رسان رہ گم کردگان بجا لایا اُسوقت مخمور نے بادب تمام سلام کیا اور گوہر سخن کو رشتہ تقریر مین یون منسلک فرمایا کہ حضرت عشق کی بدولت یہ ذلت و رسوائی مین نے اُٹھائی ہی اور کنیز آپ کو پار دریا سحر کے لائی ہی اب مجھے خدمت نورالدہر مین پہونچا دینے کا اقرار فرمائیے اور رفتار رقت کے رنج سے میری جان بچائیے کہ فرد

دست وفا در کمر عہد کن | تا نشوی عہد شکن جہد کن

محبت شاہزادہ نامدار مین گھر بار چھوڑا اپنے بیگانے سے رشتہ الفت توڑ کر منہ موڑا اب دیکھیے کیا تقدیر دکھاتی ہے اور کیا مصیبت پیش آتی ہے کہ غزل

کہ اُسکو یاد اشک سرخ کیون بھر لائے ہم کوئے | یہ کھٹکا لگ رہا ہی دیکھیے کیا اسکا گل پھولے
کیا چاہی جو دریا پار تو ہر ایک قطرے کو | تو اپنی چشم سے اے ابر تر دو چار آنسو لے
سفارش لوگ کرتے ہین مری اور مین یہ ڈرتا ہون | کہ مین اس بات کا بدلہ نہ کچھ مجھ سے وہ بدخو لے
بھلا کیونکر نکار دن مین کہ جسکی یہ تقید ہو | کہ منہ مین چٹکی چٹکی بھی نہ میرے نام کو تو لے
خدا جانے کدھر اب بیخودی لیجائے اے جرأت | اُٹھایا آستے در سے اور رستا گھر کا ہم بھولے

عمرو نے اُس داستان اشتیاق و شرح دفتر فراق کو سنکر ساحل مقصد سے ہمکنار ہونے کا اُس غریق بحر الم و شناور بحر ستم کو مژدہ دیا اور نہایت تسکین اور تشفی دی کہ اے ملکہ انشاء اللہ دامن تمہارا گوہر وصال شہزادہ خوش خصال سے مالا مال ہوگا اب تم صرصر کے لشکر مین چلکر قیام کرو اور بقیہ شاہی [illegible]

کر ملاقات ہمدموں سے تو — گرم بازی ہو محرموں سے تو
عشق کا اپنے دل سے غم کم کر — ساتھ والوں کو اپنے خرم کر

اگر حیات مستعار باقی ہے تو بعد دگر دگار ایکدن دلدار بھی ملاقی ہو رنج کرنا بیکار ہے اپنا یہ اظہار ہے کہ رباعی

ہستی کو یا ہے اک مسافر خانہ — ہر روز ہے قافلوں کا آنا جانا
رنجیدہ کسیکو یان نہ کر اپنے سے — پھر جا کے نہیں ہے اس جا سے آنا

مخمور کے گلشن خاطر خزان رسیدہ مین آبیاری کلام تسکین بخش عمرو سے بہار تازہ آئی اور پھر چہرہ زرد پر چھائی اور رخ شگفتہ پیشانی عندلیب آسا زمزمہ سنج ہوئی کہ ای نخلبند ریاض عیاری لشکر مہرخ مین فی الحال جانا میرا بہتر نہیں اس مین دو وجہ ہین ایک یہ کہ شاہ جادوان میرا تعقب کریگا دوسرے سب متعلق میرے میری خالہ کے یہان آئینگے اگر مجکو وہان نہ پائینگے تو پریشان و آوارہ ہونگے لازم ہے کہ وہین آپ بھی تشریف لے چلیے بعد چندے قابو پاکر لشکر مہرخ مین چلین گے عمرو کو بھی یہ بات پسند آئی اور سوچا کہ شاید خالا بھی اسکی میری شریک ہو جائے مگر فرط احتیاط سے پوچھا کہ ایسا تو نہو خالا تمہاری کچھ دغا کرین مخمور نے کہا مجھ کو اُنپر اعتقاد واثق ہے یہ باتین فیما بین ہو رہین تھین کہ ایک جانب سے ساحر کریہ منظر خرس پیکر پیدا ہوا اسلیے کہ یہ جادوگر اسی صحرا مین مسکن گزین ہے اور نا قوس جادو نام ہے اسنے جو مخمور کو عمرو کے ساتھ گرم سخن دیکھا سمجھا کہ مخمور عمرو سے مل گئی ہے بدینوجہ للکارا کہ ادھر دار تو افراسیاب سے بغاوت کرکے اس عیار کے ساتھ نکل آئی ہے میرے ہاتھ سے کہان جائیگی عمرو اسکا نعرہ سنکر بھاگا اور پہاڑ قریب تھا اُسپر چڑھ گیا اور مخمور نے نا قوس سے کہا ای نابکار تو کیون اپنی جان دیا چاہتا ہے تجھسے خبر نہو اپنا راستہ لے نا قوس نے ڈانٹا کہ مین تجکو ہرگز نہ جانے دونگا اور گرفتار کرکے پاس شہنشاہ کے لیجاؤن گا مخمور بولی کہ تو کیون اپنی جورو کو رانڈ بناتا ہے خیر اب جو تجھ سے ہو سکے قصور و کوتاہی نکر یہ سننا تھا کہ اُسنے ناریل سحر کا مخمور پر مارا اسنے خالی دیکر گولا فولادی مارا اُسنے بھی رد کیا اور اڑکر پہاڑ پر گیا وہان عمرو بیٹھا تھا لیکن اسنے عمرو کو نہین دیکھا لڑائی مین مصروف رہا اور دوسرا گولا مارا مخمور نے وہ گولا ہاتھ سے پکڑ لیا ہاتھ اُسکا جھنجھنا گیا لیکن نا قوس نے اُسکی اولوالعزمی دیکھکر سمجھا کہ یہ رنڈی منظور نظر شاہ طلسم ہے یون قتل نہوگی اسکو شمشیر سے قتل کرنا چاہیے یہ سوچکر تلوار کھینچکر آپڑا عمرو نے پہاڑ پر سے دیکھا کہ عورت مرد کا سامنا ہے تلوار مین مخمور ہار جائیگی یہ تصور کرکے پتھر کلہ فلاخن مین رکھکر مارا کہ کاسۂ سر اُس خیرہ سر کا ترشش کردہ گر اغل

وشور برپا ہوا کہ مارا گیا قوس جادو کو مخمور نہایت خوش ہوئی اور گوہن کو دیکھ کر پوچھا کہ بھیا یہ
چھینکا کیسا ہے عمرو نے کہا یہ گوہن آلہ جنگ و جدل ہے غرضکہ اب صلاح کی کہ اتنا دن جو باقی ہے
اِس میں چھپے رہیں اور رات کو تخت پر بیٹھ کر چلیں یہ سوچکر ایک درہ کوہ میں دونوں آکر
مخفی ہوئے جبکہ شہر زرین چنگال مہر یعنی شہپر سپہر سے غار مغرب میں گیا اور ذنب اکبر واصغر نے حوالی
قطب شمالی میں جست و خیز شروع کی کہ نظم

چو خورشید تابندہ بنمود پشت | ہوا شد سیاہ و زمین شد درشت
زمین از تف گرمی آفتاب | ز سر سام سودا در آمد بخواب

رات کو دونوں سوار ہوکر روانہ ہوئے اور ایک ملک میں پہونچے کہ طلسم ظاہر میں یہ ملک نہایت
وسیع اور آبادی پر رعیت نوجوان اور دلشاد ہے عمارتیں نایاب اور بلند ہیں معمار خرد کے پسند ہیں کہ بیت

شہرے چو ارم بتازہ روئے | چون باغ بہشت در نکوئے

دونوں سیر کرتے ایوان شاہی میں آئے یہاں مہر جہانبانی پر ملکہ لسٹرن جادو جلوہ فرما
تھی مخمور نے اُسکو تسلیم کی اُسنے اُٹھکر اسکو گلے سے لگایا اور پیار کیا پوچھا کہ بیٹا کیونکر آنا ہوا
مخمور نے باغ سخن کو اپنی حکایت کی آبروئی سے سیر کیا اور نہال بیان کو گلستان تقریر عالم
تاثیر میں بویا لسٹرن کو پیٹھ اپنی دکھائی کہ شاہ جادوان نے میرے تازیانے کھلوا کر یہ حالت
بنائی لسٹرن گلے اسکو لگا کر خوب روئی اور گویا ہوئی کہ میں اُس سعت کو گھڑی کو میں تو لون
اور جہان تیری دائی نے ہاتھ دھوئے ہوں وہاں اُس ہوئے کو سات بار صدقہ کردوں کسنے
تجھکو مارا وہ افراسیاب بھڑوا اپنی حکومت پر دھمکتا ہے لو صاحب میری بچی کو ایسا مارا کہ
لہولہان کر دیا غرضکہ خوب ناک جھوک کر مخمور کو اپنے باغ میں لائی اور مخمور کے لیے خوابگاہ
مقرر کی پلنگڑی نہایت نفیس و معقول بچھادی کنیزان مہ جمال کو بہر خدمت گزاری مقرر کیا اور سا
مخمور سے کہا اے فرزند یہاں سے گنبد جمشیدی کا راستہ نزدیک ہے ہم تم چل کر صحرا اپنا وہان
جگا میں اور آج رات کو وہیں رہیں کس لیے کہ شاہ طلسم سے مقابلہ کرنا ہے مخمور نے کہا اچھا چاوہ
لشکر ساتھ ہوئی عمرو نے انکو جاتے دیکھکر اپنی صورت ایک ساحر کی ایسی بنائی کہ مبادا ان کی
غیبت میں کوئی یہاں آئے اور مجکو پہچان کر گرفتار کرے خلاصہ یہ تو پلنگ پر بعد اکل و شرب
کے بفراغت تمام لیٹے اور وہ دونوں گنبد جمشید کی طرف گئیں مگر حیرت کا حال سنیے کہ جب
پتلا لیکر آئی اور اسکو قتل کرایا دیکھا تو وہ لاش ہے آدمی کا پتلا تھا اُسکو غیظ و غضب طاری ہوا

لیکن کیا کر سکتی تھی وا تا سے کہا بڑا غضب ہوا وہ مکار چھوٹ گیا تمام شہر میں اول تو ملکہ بہیت
بلند تھار بانی کی خبر سنتے ہی اندوہ والم طاری ہوا اس عرصے میں افراسیاب بھی اپنی نانی کے
پاس سے آیا حیرت وغیرہ کو غمگین پایا سبب اندوہ استفسار فرمایا ملکہ نے جو کچھ گذرا تھا عرض
کیا شاہ نے حکم دیا ایک ساحر جا کر دیکھے کہ مخمور اپنے گھر میں ہے یا نہیں حسب الحکم کچھ لوگ لینے
اور مخمور کو گیا کنیزوں سے پوچھا کہ ملکہ کہاں گئی ہیں انھوں نے جواب دیا وہ کل سے کہیں
تشریف لیگئی ہیں ہمیں نہیں معلوم وہ ساحر پھر آئے اور شہنشاہ و ساحران سے اطلاع دی وہ حیرت
اُسنے کہا ای ملکہ حیرت یہ کام اُسی نمک حرام کا ہے تمنے سفارش کرکے اُسکو چھڑایا اگلی بار دخیل کیا
ویسے ہی اُسکا ثمرہ پایا اب تجھے قتل کرنا مخمور کا واجب اور لازم ہے کیونکہ وہ بہت سے راستے
طلسم کے جانتی ہے یہ باتیں کہہ رہا تھا کہ طائران طلسم سامنے آئے اور عرض رسا ہوئے کہ اسے
شہنشاہ ناقوس نے عمرو اور مخمور کو روکا تھا لیکن مارا گیا یہ سنتے ہی یقین واثق ہوا کہ مخمور
نے بغاوت کی اور ابرق وزیر نے کہا لڑائی اب بڑی سخت پڑیگی عمرو کا چھوٹ جانا برا ہوا افراسیاب
نے کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ نسترن کے مکان پر مخمور گئی ہے یہ معلوم کرکے حضار ان
دربار میں سے ایک ساحر خونخوار شمشیر زن جادو نام کو حکم دیا کہ جا کر اُس لکاتہ کو مع عمرو کو
پکڑ لا حکم پاتے ہی خونخوار ساحر روانہ ہوا بعد اُسکے جانے کے دوبارہ عظیم قوی بازو کو
جادو نام سے کہا کہ تو بھی جا اور خونخوار کی مدد کر کیونکہ مخمور بڑی زبردست ہے شاید اس
سے گرفتار نہو سکے اُس حکم سے یہ بھی روانہ ہوا مگر خونخوار پہلے جا کر پہونچا عمرو ساحر بنا ہوا
پلنگ پر بیٹھا تھا کنیزیں خدمتگزاری میں مصروف تھیں اُسنے مستفسر ہوا کہ مخمور کہاں گئی
ہے انھوں نے کہا وہ یہاں نہیں آئیں خونخوار بولا کہ مجھ سے کہاں چھپ کر جائیگی بغیر گرفتار کیے
میں نہ جاؤنگا اور وہ بدذات عمرو نہیں معلوم کہاں ہے جسنے اُسکو خراب کر رکھا ہے عمرو نے
جو یہ باتیں سنیں روتا ہوا پلنگ پر سے اُٹھا خونخوار نے پوچھا کیا ہوا عمرو بولا کہ طلسم کی زندگی
کو مرد تو نصیب نہیں ہوتا ہے نسترن مجکو پکڑ لائی ہے اور دن رات اپنی خدمت میں رکھتی
ہے آپ مجھے یہاں سے لیتے چلیے اور دونوں ہاتھ سے اُٹھکر بلائیں لیں روغن بیہوشی مل دیا
خونخوار بیہوش ہو کر گرا عمرو چاہتا تھا کہ سر کاٹ ڈالے اسوقت عظیم آکر پہونچا اور عمرو
کو خنجر بکف دیکھ کر پنجہ میں داب کر اُڑا یہاں جو کنیزیں تھیں وہ غل مچانے لگیں کہ وہ موا
لیے جاتا ہے لیکن عمرو نے اُس اضطرار میں خنجر کہ جس سے خونخوار کو ذبح کیا چاہتا تھا عظیم

سے ہاتھ پر مارا کہ ہاتھ اُسکا کٹ گیا اور عمرو چھوٹ کر زمین پر گرا گرتے ہی گلیم اوڑھکر غائب ہو گیا
اور ایک جگہ ٹھہر کر صورت اپنی مثل کنیز مخمور کے بنائی اور آکر لونڈیوں پاس ٹھہرا اتنا کہ عظیم
بھی پھر کر آیا اور خوشخوار جو بیہوش پڑا تھا اسکو اُٹھا لے گیا اس اثنا میں پچھلی رات باقی رہ گئی
اور مخمور و لشترن بھی گنبد جمشیدی سے پھر کر آئیں اور کنیزوں سے مستفسر ہوئیں کہ خواجہ
عمرو کہاں ہیں کنیزوں نے کہا عمرو کو ساحر اوڑا کر لے چلا تھا لیکن وہ خنجر مار کر اسکے ہاتھ سے
چھوٹے مگر آپ اوڑ کر کہیں چلے گئے مخمور نے یہ حال سنکر کہا میں خواجہ کو ڈھونڈھنے جاتی ہوں
ایسا نہو کہ وہ کسی آفت میں مبتلا ہو جائیں یہ کہکر جایا چاہتی تھی کہ عمرو جو کنیز بنا ہوا موجود تھا
اُسنے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا میں بشکل کنیز حاضر ہوں تم اپنی فکر کرو اسوقت لشترن بولی کہ میرا
ایک احاطہ سحر ہے باقی رات وہیں چل کر بسر کرو وہاں ایک بار اگر اسباب بھی آجائیگا
تو ہمکو نہ پائیگا یہ کہکر سب عمرو کے روانہ ہوئی لیکن عظیم یہاں پر آیا خوشخوار کو ہوشیار کر کے
اُسنے سب ماجرا بیان کیا کہ عمرو نے مجھکو مارے ڈالتا تھا میں اُٹھا لایا اب چلو عمرو کو ڈھونڈھیں
کہ وہ میرا ہاتھ بھی کاٹ گیا ہے یہ کہکر یہ سمت تلاش کر کے دونوں مخمور کی خالہ کے یہان
پھر آئے مکان سارا خالی پایا دونوں نے باہم مشورہ کیا کہ اب ڈھونڈھنے کہاں جائیں
لاعلاج ہو کہ اس مکان میں آگ لگا دو جہاں کہیں لشترن اور مخمور ہونگی اُسکے لگاؤ لگنے کی
آپ دوڑی آئینگی ہم گرفتار کر لینگے غرضکہ یہی کیا جب گھر میں آگ لگی اور شعلے اُٹھنے
لگے مخمور اور لشترن بیتاب ہو کر احاطہ سحر سے دوڑیں اور آکر ابر سحر برسا کر آگ کو بجھایا
اور ادھر سے عظیم و خوشخوار مقابلہ کرنے کو بڑھے اور ایک کنیز نے مخمور سے کہا کہ بی بی آپ
گھبرائیے نہیں عمرو کو احاطہ سحر میں اکیلا چھوڑ آئیں ایسا نہو کہ اُنپر کوئی آفت آئے اتفاق سے
یہ کلمہ خوشخوار نے سنا دل سے کہا عظیم کو یہیں چھوڑ دو اور عمرو اکیلا احاطہ سحر میں ہے اُسکو
چلکر گرفتار کر دیجئے سوچکر بزور سحر ایسا بلند ہوا کہ احاطہ کو شناخت کر کے سحر کیا ہوا میں
اوڑا کہ عمرو جہاں بیٹھا تھا اور گھر میں پہنچ دیکھ کر لے اوڑا دو چار لونڈیاں غل مچانے لگیں
کہ ارے لیے جاتا ہے اس غل کو سنکر مخمور عقاب بنکر دوڑی اور راہ میں کنیزوں سے حال
سنکر پیچھے خوشخوار کے چلی لشترن نے چاہا تھا کہ ساتھ جائے کہا خالہ اماں تم عظیم کا سامنا
کرو اور اپنے گھر کا بندوبست کرو میں پکڑ کے لاتی ہوں عظیم نے جو یہ ماجرا سنا اپنے دل میں کہا
غضب ہوا خوشخوار اپنا مطلب کر گیا یعنی عمرو کو لے گیا اب اسکا نام ہوگا شہنشاہ سے انعام

ملیگا یہ سوچکر یہ بھی تعاقب مین چلا اس داد و دہش مین زاہد سفید پوش صبح صادق نے سجادۂ
آفتاب واسطے وظایف والصبح اذا تنفس کے بچھایا اور صوفی سیاہ لباس شب نے خلوتخانۂ
واللیل اذا عسعس مین قرار پکڑا کہ نظم

چو صبح در سپہر گردون کشید خلعت نور	جہان کشا از رخ پردۂ شب دیجور
بگشت ظاہر و روشن ہوادی افلاک	درستی ذر خورشید زیر تودۂ خاک

عظیم جو چلا اسی طرف سے ہوکر نکلا کہ قران عیار درۂ کوہ مین بصورت ساحر ٹھہرا ہوا تھا
اُسنے اوسکو پکارا کہ بھائی سویرے سویرے کہان چلے عظیم زمین پر اوتر کر پاس آیا اور کہا بھائی
تمنے کچھ اور بھی سُنا خونخوار کی مین نے عمرو کے ہاتھ سے جان بچائی وہ مجھی کو فریب دیکر
عمرو کو پکڑ لے گیا مجھے خبر بھی نہین کی قران نے سارا حال سنکر کہا وہ دغاباز تو ہی تم ہمارے
ساتھ چلو مین اوسکو گرفتار کردون یہ کہہ کر ہاتھ پکڑ لیا اور لیکر چلا اور ادھر خونخوار جو عمرو کو لیے
جاتا تھا راہ مین ایک ساحرہ سلیمان جادو نام پہاڑ پر بیٹھی تھی اُسکے ہاتھ مین چھڑی سامری
کی تھی اُس مین یہ وصف ہی کہ اگر زمین پر مارے تو طبقہ زمین توڑ جاے اور اگر بلند کرے تو
فلک کو ہلا دے غرضکہ اُسنے دیکھا ایک ساحر آسمان مین غرق ایک شخص کو لٹکائے لیے جاتا
ہی یہ دیکھتے ہی سحر کرکے چھڑی کو اونچا کیا وہ چھڑی جاکر خونخوار کی کمر مین لپٹ گئی کہ وہ آگے
نہ جاسکا اور وہین اُتر آیا اُسنے پوچھا کہ تو کون ہی اور یہ کس بن مانس کو پکڑے لیے جاتا ہی خونخوار
نے کہا یہ عمرو عیار ہی حضور شہنشاہ کے پاس سے اسکو گرفتار کیا ہی اُسنے جواب دیا کہ ہو کچھ دیوانہ
ہی حضور شہنشاہ ہی اور اپنے سحر جانتی ہی کہ مین اُسکا مقابلہ نہین کرسکتی تو بھلا کیونکر
اُسکے پاس سے عمرو کو پکڑ لایا چل دور ہو تیرا اترا دست نجھوٹ یہ کہکر چھڑی جو اٹھائی خونخوار
کا کچھ بس نہ چلا عمرو کو چھوڑ کر بھاگا اور پاس افراسیاب کے آیا سارا ماجرا مفصل کہہ سنایا
شاہ جادوان غضبناک ہوا اور کہا ایسے شخص کو بھیجتا ہون کہ دونون کو پکڑ لائے اور سرمایہ
اور ابرق وزیرون نے عرض کیا کہ ہمین حکم ہو ہم جائین شہنشاہ نے کہا تم ٹھہرو اور ایک
ساحر قصاب جادو نام سے کہا تم جاکر سلیمان کو مع عمرو کے پکڑ لاؤ وہ یہ حکم سنکر بزور سحر
اڑکر چلا لیکن یہان سلیمان نے اپنی لونڈیون کو بلا کر حکم دیا کہ فرش بچھا دو گلدستے سامنے
لگا دو سامان بزم عشرت مہیا کرو کنیزین بجبر ارشاد تعمیل حکم مین مصروف ہوئین اور اُس پہاڑ
کو غیرت دہ انجمن کسری و کی بنایا گلدستے فرش کے روبرو چنکر گلزار جواہر مین لگایا کہ نظم

درختان سر اندر سر یکدگر	بران جلوہ گر میوہ نغز تر
نہالش ز طوبیٰ دلاویز تر	گیاہش ز سوسن زبان تیز تر

عمرو مجلس آرائی کے بعد حسب اجازت سلیمان بیٹھا اُسنے پوچھا کہ ای عمرو تو نے ساحران ناری
کو بہت تنگ و ذلیل کر رکھے کیونکر ہلاک کیا عمرو نے کہا میری کیا حقیقت ہی جو چاہتے ہین خداوند
لقا کرتے ہین خداوند نے میرے ساتھ فرشتگان مقرب اپنے کر دیے ہین پہلے بھی ایک فرشتے
نے مجھے پالی مین پہونچایا اور ایک ملک نے پالی چیرا جسمین سار شمشیر پاس گیا اور دریا
مین اسکو مارا اب میرے ساتھ چالیس فرشتے کر دیے ہین وہی میری مدد کرتے ہین یہ باتین
ہو رہی تھین کہ مخمور جو لٹا قب مین چلی تھی یہان آئی کنیزون نے سلام کیا اور سلیمان بہر
تعظیم اٹھی نہایت اعزاز سے مسند پر بٹھایا اور پوچھا ای ملکہ تم افراسیاب سے کیون بگڑین
مخمور نے کہا وہ موا جلا دیا اُسنے ذراسی بات کرنے مین مجھے کوڑے کھلوائے اور سارا ماجرا
اپنا بیان کر کے کہا ای سلیمان جادو تم بھی ہمسے مل جاؤ دیکھو بہار اور مہرخ کا شاہ طلسم
نے کیا کر لیا یہ کلمات سنکر سلیمان نے بظاہر تو کہا اچھا مگر دل مین مشورہ کیا کہ اسکو مع عمرو
دھوکے سے پکڑ کر شہنشاہ کے پاس لے جانا چاہیے فی الجملہ یہ سوچکر مخمور سے گویا ہوئی کہ
اے ملکہ مین تمھاری شریک ہون میرے یہان جو نان خشک میسر ہے اسے نوش فرمائیے مخمور
نے کہا یہان تکلف اپنے مزاج مین نہین خیر بہتر ہے منگوائیے سلیمان اُٹھکر اپنے قصر مین گئی
اور کھانے مین بیہوشی ملا کر لائی کنیزون سے حکم کیا انھون نے دستر خوان پر تکلف بچھایا اُسنے
کھانا اپنے ہاتھ سے چنکر مخمور سے کہا بسم اللہ کیجیے مخمور نے پہلے عمرو کو دستر خوان پر بٹھایا
اور قسم دیکر اپنے نوالا بنا کر کھلایا عمرو نے چپکے سے کہا بھی کہ ای ملکہ اس کھانے مین دغا ہے
لیکن مخمور نے کہا خواجہ خدا حافظ ہی یہ کیا کرتے ہو کھاؤ بھی غرضکہ دونون کھا کر بیہوش ہوگئے
سلیمان نے تخت سحر پر ڈال کر قصد کیا کہ پاس افراسیاب کے جاؤن کہ اسوقت قصاب
جو چلا تھا یہان پہونچا اور للکارا کہ ای سلیمان تو نے قیدی کو شہنشاہ کے چھین لیا دیکھ
مین تیری چوٹی پکڑ کر گھسیٹتا لیے چلتا ہون سلیمان یہ کلمات سنکر بولی کہ او تھیڑو سے قصائی
ابھی جو کنیزون سے حکم دیتی ہون تو مارے جوتیون کے فرش کر دیتی ہین تو بھی اس لائق
ہوا کہ میرا مقابلہ کرنے آیا ہے قصاب نے یہ سنکر نارنج مارا سلیمان نے رد کر کے گولا مارا
لڑائی ہونے لگی لیکن اتفاق وقت سے مخمور کو بھی ہوش آگیا اور تخت سے اُٹھکر للکاری

کہ ای جادو بالزادی تجھ بڑی کھلی پکاری رہ تو بھی قتالہ ہو تو نے مجھ سے دغا کی یہ نعرہ سنکر سلیمان گھبرائی دل سے کہا غضب ہوا مخمور ہوشیار ہوگئی اور قصاب سے گویا ہوئی کہ تو مجھ سے کیا کرتا ہے وہ عمر وار مخمور موجود ہین ہم تم مل کر انکو گرفتار کرین غرضکہ قصاب اور سلیمان تانیغ و تیغ لیکر مخمور کی طرف بڑھے اور مخمور نے اپنی جھولی سے ایک ساغر بلورین نکالا اور سحر پڑھ کر سمت فلک اچھالا فوراً ایک تراقا ہوا اور چار طرف سے ابر گھر آیا ہوا سے سرد عیسیٰ دم مسیح نفس وزان ہوئی اور ایک تخت فلک کی طرف سے چکر کھاتا ہوا زمین پر اترا اس تخت پر ایک نازنین چاردہ سالہ لباس ارغوانی پہنے جان مشتاقان و روح بیدلان سوار تھی گلابی شراب کی سامنے رکھی تھی اور جام مے سرخ ہاتھ مین لیے تھی صورت زیبا کو اس صنم دلربا کی مشاطۂ صنعت یزدانی نے گلگونہ لطافت سے آراستہ کیا تھا اور صیقل قدرت سبحانی نے حسن سے آئینہ رخسار تابناک کو اسکے منور اور روشن بنایا تھا وہ چہرۂ زیبا کہ خورشید جہانتاب سامنے اسکے تاب مین تھا اور وہ زلف چلیپا کہ مشک ختا کا جگر غیرت سے خوناب تھا لبہای یاقوت فام لعل یمن کو شرماتے تھے عقیق جگری کو اپنے روبرو سیاہ بناتے تھے کہ نظم

سہی چون سیم و قدی چون صنوبر	ہمہ جالیش زیک دیگر نکوتر
جگر از ہر دو چشمش تیر خوردہ	شکر از ہر دو لبہاش شیر خوردہ
لبش گوئی کہ حلوای نبات ست	چہ حلوای نبات آب حیات ست

وہ نازنین اپنا تخت برلب جو بہار لاکر ٹھہری اور ایک قطرہ صبر و ہوش قصاب کا کھویا اور سلیمان کو دیوانہ بنایا دونون شعر عاشقانہ پڑھتے ہوے سامنے اس نازنین کے آئے کہ نظم

ازل سے گرفتار پیدا ہوا ہے	یہ دل کیا مزیدار پیدا ہوا ہے
ہوا چشم مردم سے آرام پنہان	وہ جب سے ستمگار پیدا ہوا ہے
ذرا اور تلک آیئے دیکھو تماشا	عجب نقش دیوار پیدا ہوا ہے
کراہا جو مین تو وہ رک کر یہ بولا	کہان کا یہ بیمار پیدا ہوا ہے
ہوئی جس سے گھل گھل کے مجنون لاکھون	یہین بھی وہ آزار پیدا ہوا ہے
جو کہیے کہ او سنگدل تو یہ بولے	بڑا تو تو زردار پیدا ہوا ہے
کبھی بیٹھے رونا کبھی ہنسنے لگنا	عجب ہم مین اسرار پیدا ہوا ہے

جب قریب اس غارتگر صبر و شکیب کے آئے اسنے ایک جام شراب سرخ سے بھر کر قصاب کو عطا کیا

یہ اُسکو پی کر مست ولا یعقل ہوا تالیاں بجانے لگا پھر اُس زہرہ جبین بت مہ تمکین نے دوسرا
ساغر سلیمان کو دیا وہ بھی پیتے ہی دیوانی ہوئی عقل و خرد سے بیگانی ہوئی دونوں گلے
ملکر ناچنے لگے اور کہتے تھے قطعہ

دہل پر مار کر چوب اک دہل زن تھا صدا دیتا ۔ کہ ہے حکم آج یوں پیر مغان کا میکشو نکلا
گلی میں میفروشوں کی یہ قدغن ہے کہ جو نکلے ۔ کوئی فرد بشر بے نشہ وہ ساغر دینا
نکلے میں جبہ سالوس و سر پر رکھکے عمامہ ۔ اگر ہو محتسب یا قاضی و مفتی با فتوا
تم اس اعدائے دین کی پریشان دشمن خم کو ۔ نکل جانے نہ دینا کرکے سب ہمت سی بلوا
خدا یا حق بنانا میکدے میں کھینچ لانا ۔ پلا کر کے کو دستا پارسائی میں لگا دینا

اسی طرح عالم مستی میں قصاب نے سلیمان کو برہنہ کر ڈالا اور سلیمان اُس سے باتیں
فحش کرنے پر آمادہ ہوئی اُس نازنین نے جو تخت پر بیٹھی تھی پکار کر کہا کہ تمنے دعوی محبت
کا کرکے تم دونوں نے غیر سے کیوں دل لگایا کہ بموجب اس بیت سب ہیں گے جو میاں لاکھ
برائی ہوگی + پر کہیں آنکھ لڑائی تو لڑائی ہوگی + اب تم دونوں باہم لڑکر مر جاؤ ہمارے عاشقوں
میں نام کر جاؤ یہ حکم سنتے ہی قصاب نے ناریل سحر پڑھکر سلیمان پر مارا اور اُسنے ترنج سحر کا
قصاب پر لگایا اسکا ناریج اُسکے سینے کو اور اسکا ناریل اسکے سینے کو توڑ گیا دونوں مرکر
زمین پر گرے اس پہاڑ پر آگ لگی غل و شور پیدا ہوا سلیمان کے سحر سے جو مکانات وغیرہ
یہاں تھے وہ غائب ہوگئے اصلی عمارت اور کنیزیں رنگین اور وہ نازنین جو مخمور کے
سحر سے پیدا ہوئی تھی غائب ہوگئی عمرو نے مخمور پر تحسین و آفرین کہی اور جال الیاسی لگا کر
سارا مکان سلیمان کا لوٹ لیا اور مخمور تخت پر سوار کرکے عمرو کو اپنی خالا کے مکان پر آئی
یہاں کنیزیں اور ملازم مخمور مع مال و اسباب کے آئے ہوئے تھے اُنھیں دیکھکر اپنی خالہ
سے کہا آپ بھی اپنا مال و اسباب بار کرا کر لشکر ماہرخ میں تشریف لے چلیے یہ کلام سنکر اُسنے
اپنے اہلکاروں سے حکم دیا کہ چھکڑوں پر اسباب لدوا کر ماہرخ کی طرف روانہ ہو وہ حکم پاتے
ہی تیاری سفر کر کے چھکڑے اور عرادے اسباب کے لیکر چلے لیکن نستران اور مخمور
اور عمرو تخت پر سوار ہوکر علحدہ چلے راہ میں عمرو نے مخمور سے کہا اے ملکہ میں طلسم باطن میں
مدت تک گھسا رہا مگر کچھ مال اور خزانہ شاہ طلسم کا کسی جگہ میں نے نہ پایا مخمور نے کہا خواجہ تمھیں
مال کی اگر خواہش ہو تو میرے مال سے چالیس ہزار اشرفی آپکی نذر ہے اور جب لڑائی فتح ہوگی

شاہ جادوان مارا جائیگا مین آپ کو کچھ مال کی بتلا دونگی کہ اُن مین طاؤس مرد کی ہین
اور ہر ایک طاؤس کے پیٹ مین لعل و گوہر بھرے ہین اور جواہر کے پتلے ہین کہ جنکے شکم مین اشرفیان
رکھی ہین اور ایک خزانہ شاہ طلسم کا مین جانتی ہون کہ اُس مین اسّی ہزار گھوڑون طلائی ساز
پہنے زین و لجام مرصع کار رکھا ہے اور جن گھوڑون کا وہ ساز ہے اُس اصطبل کو بھی مین جانتی ہون
لیکن خواجہ طلسم کا فتح ہونا غیر ممکن بغیر لوح کے فتح نہوگا عمرو نے کہا اے ملکہ لوح بھی وہ صانع
طلسم ہشیر دہ ہزار عالم دلادیگا اسکا حاصل چالیس ہزار اشرفی کے پانے سے عمرو بہت خوش ہوا
اور ایسے بڑے خزانے کا حال سنکر منہہ مین پانی بھر آیا اور شادان و فرحان باتین کرتے
سمت لشکر چلے مگر وہان طائران سحر نے خبر قتل قصاب و سلیمان شہنشاہ ساحران کو پہنچائی
اُسنے کف افسوس ملے اور بغصہ طغیان جادو نام ایک ساحر کو حکم دیا کہ جلد جا کر صرف اتنا دیکھ آ
کہ مخمور بھی لشکر چرخ مین تو نہین گئی اگر جاتی ہو تو اسکو روکنا اور اگر نہ گئی ہو تو دیکھ کر چلا آنا
تو مقابلہ نہ کرنا کیونکہ وہ بڑی زبردست ہے مین خود جاؤنگا اور اُسکو گرفتار کر لاؤنگا یہ
تقریر سنکر طغیان روانہ ہوا اتفاق سے جب پار دریاے سحر کے آیا راہ مین عظیم اور قران جو
خونخوار کے تعاقب مین چلے تھے اُنسے ملاقات ہوئی عظیم نے پوچھا کہ اے طغیان اُس دغاباز
کا حال کہو کہ وہ عمرو کو لیکر پاس شہنشاہ کے گیا ہوگا اور اپنی نیکو خدمت جتاتا ہوگا دیکھیے کیا زمانہ
دغابازی کا ہے کہ ہمنے تو اسکی جان بچائی عمرو فریب دیکے ڈالتا تھا اُسکو ہمنے چھڑا دیا اپنا ہاتھ
کٹوایا اور وہ ہمین سے چال کر گیا طغیان یہ سنکر بولا کہ میان کیا بکتے ہو کون عمرو کو لے گیا
یہان مخمور نے آفت مچائی ہے سلیمان کو مار کر اور قصاب کو راہ عدم دکھا کر اُس عیار
کو لیکر بھاگی ہے یہ کہکر ساری کیفیت مفصل سنائی قران نے جو یہ ماجرا سنا دل سے کہا یہ استاد کو
مارے جاتا ہے اسکو یہین قتل کرنا چاہیے یہ تجویز کرکے کہا اے عظیم پھر اب خونخوار کا تعاقب تو
گیا چلو تھوڑی دیر میرے مقام پر ٹھہرو شراب پیو کچھ کھاؤ تو خدمت شہنشاہ مین جانا طغیان
نے یہ کلام سنکر پوچھا کہ اے عظیم یہ کون ہین اُسنے کہا انکا نام بیابان جادو ہے بہت خوبیون
کے آدمی ہین بیچارے بڑی دیر سے ہمراہ محبت میرے ساتھ خراب ہین آؤ تم بھی میرے ساتھ
لمحہ بھر ٹھہر کر چلے جانا اُسنے جواب دیا کہ شہنشاہ ساحران نے خبر منگوائی ہے مجھکو دیر ہوگا تو وہ
خفا ہونگے یہ عذر سنکر قران نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا واہ واہ ایک لمحہ مین کیا حرج ہوگا کبھی کبھی
غریبون پر بھی کرم فرمائیے پھر ہم کہان اور آپ کہان صحبت کبھی یادگار رہے یہ کہتا ہوا دونون کو

ہمراہ لیے درہ کوہ میں جہاں آپ رہا کرتا تھا آیا اور ہرن بھنا لا کے پیالے گلابیاں شراب کی مع شیشے
سامنے رکھیں دونوں کو بہت نہلایا اور ایک جام شراب بھر کر انکو دیا دونوں نے خوب شراب
پی بیہوش ہوئے قران نے تکلیف بندہ و طغیان کے پیہار کہ وہ ہلاک ہوا اور غل و شور برپا ہوا دیکھا
تعظیم سے سر بلند ہو لگا یا چاہتا تھا کہ ایک ہی ضرب حسام کی گرا اور اسکو اٹھائے گیا قران بھی بیاں
سے بھاگا اور گھاٹی اپنی نکل گیا وہاں دیکھا کہ کٹا دیا ان چھکڑے اشرفی روپیہ سے بھرے اور
ہر قسم کے مال و اسباب سے لدے کھڑے ہیں اور ساحر ہزار در ہزار انکو گھیرے ایک سمت چلے
جاتے ہیں قران ساحر کی صورت تو بنا ہی تھا اُسنے استفسار کیا کہ یہ مال کسکا ہے اور کہاں جاتا
ہے لوگوں نے کہا محمود کا مال ہے لشکر مہرخ میں جاتا ہے قران حال تو زبانی طغیان کے سن چکا
تھا سمجھا کہ یہ مال بھی گویا ہمارا ہی ہے حفاظت اسکو پہونچانا چاہیے یہ سمجھ کر ساتھ ہو لیا جب کچھ
آگے بڑھے ایک ہوا سپید دھلی جادو نام ساحر ملا تھا اُسنے بھی پوچھا کہ یہ اسباب کس کا ہے
لوگوں نے بتلایا اُسنے کیفیت سنی چلا کر نعرہ مارا کہ یا شیدا ہے تمہارا ان سب شہنشاہ کا
گھر برباد کرکے جاتے ہو میں تقصیر بتاتا ہے چھوڑوں گا یہ کہکر ایک سحر ایسا کیا کہ تاریکی عالم میں
پھیلی اور رعد زمان محمود اندھے ہو گئے قران اسکے نعرہ کرنے سے پہلے ہی بھاگ گیا تھا
دور سے تاریکی اور غلطی سے آفت لوگوں کو دیکھ کر ایک ساحر معزز کی قطع بنکر اُسکے پاس گیا
اور اُسکے سحر کی بہت تعریف کی کہ واہ واہ کیا کہنا آپ کا مثل نہیں آپ جمشید عہد ہیں
سامری وقت ہیں لینا ہماری سے بھی یہ نہو سکتا جو آپ نے سحر کیا ہے مستوفی اسکا اور تعریف
سنکر سلام کو جھکا قران پاس تو آ ہی گیا تھا بندہ تان کر جو سر پر لگایا ہے کھوپڑی کے ٹکڑے
ہوئے شور و شغب مچا کہ مارا جسطرح کر دو تاریکی دور ہوئی اور رعد زمان محمود زخمی ہوئے قران
اُنکے پاس آیا اور کہا چلیے چلو تمہیں کسی کی مجال نہیں جو آنکھ ملا سکے انھوں نے پوچھا کہ آپ
کون ہیں آپ نے بڑا ہی احسان کیا قران نے جواب دیا کہ میں بھی ملکہ کا نوکر ہوں محمود نے
مجھے بھیجا ہے کہ اسباب کی نگہبانی کرکے پہونچا دوں غرضکہ اسی طرح اسباب لیے کچھ عرصے
میں داخل لشکر مہرخ ہوئے لیکن پہلے اسنے محمود کا تخت پہونچا اور عمرو نے کہا اے ملکہ
پہلے مجھکو کنارے لشکر کے اُتار دو محمود نے تخت اُتارا عمرو اُترکر اندر بارگاہ کے گیا اور آمد
محمود سے مطلع کیا مہرخ نے خبر سنتے ہی حکم دیا کہ سرداران ذی احترام زیب و زینت فرماکر بہر
استقبال محمود روانہ ہوں اور لشکر بھی بڑے احتشام سے لینے جائے بجردار شادی طبل بشارت بجے

جوسب بیسی اور فوج تیار ہوکر آگے بڑھی بہار اور نافرمان اور سیمرغ مو اور طاؤس و آفت
ازہلال سحر افگن اور رعد اور برق مجسم جملہ ساحران نامی تختہا سے سحر پر سوار ہوکر لباس
فاخرہ زیب قامت فرماکر روانہ ہوئے باجے جنگی بجنے لگے صدا سے طرقوا بلند ہوئی زمین سے
آسمان تک غلغلہ شادیانی تھا نقیبان خوش گلو شور تہنیت مچاتے تھے اور کہتے تھے نظم

نہ دیکھی یہ کثرت نہ دیکھا یہ زور — محب شاد ہوں چشم دشمن ہو کور
خدایا یہ اقبال عالی رہے — ہمیشہ ظفرمند کی بحالی رہے
یہ تلوار دشمن کا سر کاٹ لائے — یہ نشان خون عدو چاٹ جائے

اسی طرح بصد حشمت و شوکت قریب مخمور کے پہنچے وہ بھی انکو دیکھ کر تخت سے اُتری سرداروں نے
رسم تعظیم و تکریم ادا کی مخمور ہر ایک کے گلے ملی سب نے خوش آمدی مرحبا کہہ کر اپنے ہمراہ سوار
کیا اور لشکر لیکے چلے سپہ لشکر کے دکھاتے زر و جواہر لٹاتے بارگاہ کے نزدیک پہنچے مہرخ در بارگاہ پر
بہ رسم استقبال منتظر کھڑی تھی نگاہ راہ کی سمت لڑی تھی مخمور وغیرہ دیکھ کر پیادہ ہوئیں اور
جھک کر مجرا کیا اُسنے مخمور کو گلے لگایا اور کہا بیٹی مزاج اچھا ہے تیرے آنے سے میرے
لشکر کو تقویت ہوئی اور دل کو سرور حاصل ہوا یہ کہہ کر خلعت جواہر کا عنایت فرمایا پھر
منتظران کا حال استفسار فرماکر مراعات سلطانی اور الطاف خسروانی مبذول کرکے خاطر
عشرت مآثر کو اُسکے شاد کیا اور حکم دیا کہ بارگاہ شاہی کے متصل بارگاہ مخمور کے لیے نصب
کی جائے اور جملہ سامان عیش و آرام مہیا ہو اُسوقت منتظمان کار سلطنت درستی بارگاہ میں
مصروف ہوئے اور ملکہ مہرخ اپنی بارگاہ میں مخمور کو لائی کرسی یاقوت احمر کی قریب
تخت بیٹھنے کو مرحمت کی مخمور نے نذر دی پانچہزار روپیہ علاوہ اور مصارف کے خرچ جیب
خاص کے لیے مہرخ نے مقرر فرمایا اور فرمان عشرت توامان جشن ہونے کے لیے صادر کیا
پھر تو مغنیان ماہر و خوش گلو ساز وغیرہ ہر قسم کا لیکر حاضر ہوئے اور انجمن یادگار جشن فریدون و
جمشید ترتیب پذیر ہوئی سراپچے بارگاہ کے ہر سمت سے اُٹھوا دیے دو سامنے صحرا و کوہ
میں درختوں کی سرسبزی مردہ دلوں کو زندہ جاوید بناتی تھی خضر راہ جادہ عشرت نظر
آتی تھی پانی چشموں کا بصد لطافت لہریں لیتا تھا دل کو بادہ خواران بزم کے ٹھنڈک
بخشتا تھا بارگاہ میں ہر ایک سردار و عیار بصد عشرت بادہ کشی کر رہا تھا مطرب بالحان
داؤدی نغمہ مسرت سُناتا تھا کہ ابیات

شگفتہ شد گل حمرا و گشت بلبل مست / صلای سرخوشی ای عاشقان بادہ پرست
اساس توبہ کہ در محکمی چو سنگ نمود / ببین کہ جام زجاجی چگونہ اش بشکست
بیار بادہ کہ در بارگاہ استغنا / چہ پاسبان و چہ سلطان چہ ہشیار چہ مست
ازین رباط دو در چون ضرورتست رحیل / رواق و طاق معیشت چہ سربلند چہ پست

الحاصل یہ سب مطیعان حمزہ عیش و مسرت مین مشغول ہین اور قران بھی مال و اسباب لیکے آچکا ہی مخمور کے ملازم اور کنیزین جملہ راحت و آرام سے یہان فروکش ہین لیکن اب حال خسران مآل افراسیاب بدسگال کا سلک تسطیر مین منسلک کیا جاتا ہی

داستان بھیجنا افراسیاب کا ہوشیار کٹنی کو واسطے گرفتاری مخمور کا اور مارے جانا اُس کٹنی کا عمرو کے ہاتھ سے اور گرفتار ہوجانا مخمور کا اور چھوٹنا عمرو کی عیاری سے پھر نامہ آنا لقا کے پاس سے افراسیاب کو اور بھیجنا افراسیاب کا ساحران نامی کو بہر جنگ حمزہ صاحبقران اور مقابلہ کرنا ساحرون سے شہزادہ ملک قاسم کا اور عاشق ہونا شہزادے کا ملکہ نرگسی چشم دختر حنظل جادو سے اور کشتۂ سحر ہونا آخر کو اور جانا طلسم آئینہ مین شہزادہ ایرج کا + لمؤلفہ

اے کعبۂ دین بادہ خواران / وے قبلۂ عالم رند کیشان
اے دشمن جان پارسائی / زاہد نے ہی تجھ سے منھ کی کھائی
اے شیخ سقیم بیت احرام / جسکا کرے طوف ہرے آشام
اے مجمع خلق و لطف و احسان / ای ساقی مہربان و ذی شان
ہے دختر رز کی تجھ سے حرمت / اللہ رکھے تجھے سلامت
پھر دل ہے طپان مثل بسمل / پھر زیست ہمین ہی اپنی مشکل
برسات کی فصل آگیا ہے / مے پینے کو دل ترس رہا ہے
گنگھور گھٹا ہین آکے برسین / افسوس ہے مے کو جاہ ترسین

اس ہفتہ میں ہوا میں یہ ہوس ہو
یاد مے سرخ ہر نفس ہو

وہ جام وہ مے جو دکھاوے پری رنگ
جادو عیاری اور نیرنگ

وہ مے کو مجھے ایاغ الفت
دکھلاؤں بہار باغ الفت

اک عشق کی داستان لکھوں میں
اس رنگ میں پھول اور پھلوں میں

ہر اک چمن چمن کے مست ہو جائے
صبر و ہوش و خرد سے کھو جائے

پھر شیشۂ دل سے آئے آواز
فریاد رہے دہن سے دمساز

پھر ہاتھ بڑھیں سوی گریبان
پھر ہونے لگیں جنوں کے سامان

پھر منہ سے اک غشی سی چھا لے
پھر بے خبری خبر کو آلے

اپنے میں جو جام مے فراہم ہے
ساقی یاد دل بھرا ہوا ہے

وہ سرخ ہو کے گھٹا میں کالی
جیسے کہ مسی پہ ہو وہ لالی

پر لی میں جو جام لب تلک آئے
پھر سے مہر سے آفتاب لگ جائے

مشرق کی طرح دہن ہو پیدا
خورشید سے نوری ہو پیدا

سرلی چمک ایسا تو سب ہی گواہ
دل سب کے لگیں ہوس میں آگاہ

دکھلاؤں چمک دماغ بیان کی
مشتاق ہیں بزم داستان کی

گلدستہ از دستہ گذشتہ باشے
افسردہ تر از شیرازہ

لفظش چو طراوت معانی
معنیش چو آب زندگانی

حدیقہ بندان گلشن معانی و گل چینیان بہارستان نکتہ دانی عندلیبان شاخسار نغز گب
سخن پاسبند ہر شور لہ شجان ہمنستان عجائب روایات ریاض اسمار میں نہال خوش نگار یاس
طرح ٹپاتے ہیں اور بہنا دل دار گلزار تحریر میں صریر کلک سے یوں زمزمہ سنجی فرماتے ہیں
کہ افراسیاب منتظر خبر مخمور بیٹھا تھا کہ عزیز صلیم کو بچہ سحر جو قران کے ہاتھ سے بچا لے گیا تھا
سامنے لایا اور اس نے قتل ہونا طغیان کا بیان کیا شاہ جادوان نے ایک آہ سرد دل
پر درد سے کھینچی اسی اثنا میں افسر لشکر حیرت کی عرضی آئی اسکو جو پڑھا لکھا تھا کہ مخمور لشکر
عمرو میں آئی ہے اور جو کچھ تعظیم اور استقبال اور جشن کی کیفیت تھی وہ سب اس عرضی
میں درج تھی اس حال کے معلوم ہونے سے شاہ جادوان قاصد ہوا کہ میں خود بہر گرفتاری
مخمور جاؤں لیکن منصوبہ مانع ہوا کہ حضور کا جانا اچھا نہیں عمرو نے یہاں آکر کیسی فتنیں

برپا کی تھین صبا و النسبت بندگان شہنشاہ کے کوئی بے ادبی کرے تو بہتر نہ ہوگا اس فتنہ انتہا
جادوان آنے سے باز رہا اور صرصر کو جو پہلے سے حاضر دربار تھی سامنے طلب کرکے بہت بُرا
بھلا کہا کہ تجھ سے کچھ نہین ہو سکتا جب عیار طلسم مین نہ آئے تھے تو بہت گھرائی تھیان کرتی
تھی اب اُستادی وہ کہان گئی صرصر ان باتون کو سنکر عرض پیرا ہوئی کہ
کو گرفتار کر لائی تھی اور اب بھی کسی طرح قاصر نہین ہو جاتی ہون اور گرفتار کرکے لاتی ہون
یہ کہکر رخصت ہو کر چلی اسکے جانے سے شاہ جادوان کو کچھ تسکین نہوئی اور
سے پوچھا کہ تمھارے ملک مین پانچ کٹنیان رہتی تھین انھین طلب کرو
ارشاد ہوا زر روانہ کیا اُسنے کٹنیون کو اطلاع دی پانچون حسب الطلب لباس
زیب بر کرکے خدمت شہنشاہ مین حاضر ہوئین یہ پانچون فریب اور دغابازی مین
کو درس دیتی تھین اور نیرنگ سازی و عربدہ پردازی و لفاظی مین
کو سبق پڑھاتی تھین کہ بیت

لعبت بازگر صد داده		دزد دکان پرده بازی فتره

انھون نے جب شاہ کو تسلیم کی اُسنے پوچھا کہ تم کیا کرسکتی ہو کٹنیون نے جو شاہ کو اپنی جانب
متخاطب پایا اور موقع عبارت دیکھا فوراً قریب تخت آئین اور بلائین گردان ہوئین کہ ہم
صدقے واری اور نثار ہو جائین اور صدقہ جائین ہمارے کام کو آپ کیا پوچھتے ہین ہمنے
سیکڑون گھر غارت کر دیے لاکھون کو بہلا کر پھسلا کر بیچ ڈالا ہزارون نسبتین اور بیاہ کرا دیے
اور صدہا طلاق دلا دین آپس مین دو شیدا سے محبت کے جانی دشمنی کرا دی اور بہت
بہو بیٹیان جنکا دامن تک کسی نے نہ دیکھا تھا انکو ٹوٹا یار کرا دیے اور بڑے بڑے اڑیل
مہاجنون کے گھر بھید بتا کر چورون کو کودا یا جہان ہوا نہ جا سکتی تھی وہان کا حال بتایا آج
دنیا مین تو کوئی چھل اور فریب ایسا نہوگا جو ہمکو آتا نہو ہم آگ لگا پانی کو دوڑتی ہین اور
رہتے ہین اور دشمنی کرتے ہین ہمارے کاتنے نہین کہیے تو زمین مین سما جائین اور دنیا
پشت ماہی تحت الثری چڑا لائین اور اگر فرمایے تو فلک چہارم پر اپنے تئین پہونچائین
اور ورق آفتاب سے سونا اتار لائین آسمان پھاڑ کر تھگلی لگانا ہمارے بائین ہاتھ کا کرتب
ہے عرش اعظم ہلنے لگے اس طرح دل ستائین شہنشاہ نے یہ تقریر سنکر استفسار فرمایا کہ تم مین
زیادہ استاد کون ہے انھون نے اپنے مین ایک عورت کو بتایا کہ وہ سب سے زیادہ ضعیفہ

اور نام اُسکا ہوشیار کہتی ہے اُسکو سب نے کہا کہ یہ ہماری بڑی بلکہ شیطان کی خالا ہے اور
القصہ ہم کو ویسا اسنے سکھایا ہے کہ بیت دیدہ و رسے پر ہنر سے تیر اوش ۔ حسلہ گر سے سخت دلی
سخت کوش ۔ شہنشاہ ساحران نے صفت ہوشیار کی سنکر ارشاد فرمایا کہ مجھ سے جو مخمور شیخ چشم
یہان سے بھاگ کر لشکر مہرخ مین گئی ہے چاہتا ہون کہ تو اسکو گرفتار کرادے اور وہان سے
نکال لاے مجھ تک پہونچادے ہرچند کہ ساحر زبردست ہین مجکو بھی اسکو قید کرا سکتا ہون لیکن
ساحر کو عیار قتل کر ڈالتے ہین بدین وجہ کہ عیار مکار ہین اور مکار سے مکاری ہی کر کے
انسان پیش پاتا ہے اور تمکو سبقت میدان فطرت سے دانشمندی لیجاتا ہے مین بھی سمجھتا ہون
اگر اس مہم کو اپنی حسن تدبیر سے تو سرانجام دیگی مال دنیا سے مستغنی کر دونگا اور درجہ رتبہ
دا قبال کی افزونی جاہ و دولت سے ترقی ہوگی کہ تمام عالم تجہ پر رشک کریگا بمصداق قطعہ

چو کار تو از حق بر آمد چنان کن		که بار سے لترا از تو کار سے بر آید	
نظر در مراد است یاران ہمان به		که سبز حمتے انتظار سے بر آید	

ہوشیار نے مراعات شہنشاہی اپنی نسبت دیکھکر درجہ مکاری ذہن سے شنیدہ سخن
ظاہر کیا کہ قربان جاؤن یہ کون سی بڑی بات ہے جسکے لیے سرکار اسقدر بیہا التفات کیا ہین فرماتے
ہین ایسے کام تو میری چھوکریان کرلیتی ہین اور میری تو یہ صفت ہے کہ بیت

تریاک در زہر ہست مرا ہمہ زبان		این ہمہ دوستان ہوان ہمہ دشمنان	

مخمور اور عمر و وغیرہ کو باندھ کر اگر حضور مین نہ لاؤن تو نام اپنا ہوشیار نہ رکھا آپ اطمینان
کامل رکھیے شہنشاہ جادوان نے اسکو خلعت مرحمت کیا اور زر و جواہر دیکر اور شیطنیون
کو بھی رخصت فرمایا اور ایک ساحر سے حکم دیا کہ ہوشیار کو دریاے خون روان کے پار
پہونچادے اُسنے تخت سحر پر کشتی کو بٹھایا اور لیکر چلا بعد جانے کشتی کے افراسیاب بھی
مع حیرت اور سرصور وغیرہ کے وہان سے اُٹھکر باغ سیب مین آیا اور حیرت سے
کہا کہ تم بھی مقابلہ مہرخ مین جاؤ اور اپنے لشکر مین ٹھہر کر منتظر وقت کی ہو حیرت یہ
حکم سنکر سوار ہولی اور اپنے لشکر کی طرف گئی اس عرصہ مین ایک نامہ خداوند باختر
اتفاقاً لایا اسکو جو پڑھا لکھا تھا کہ عرصہ مدید منقضی ہوا کہ کوئی ساحر ہماری مدد کو نہین
آیا لازم کہ بمجرد نامہ دیکھنے کے کسی ساحر زبردست کو روانہ کر دیکے

صبا نہ منزل جانان گذر دریغ مدار		وزو بعاشق بیدل نظر دریغ مدار	

شاہ جادوان مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر حرف زن ہوا کہ ای خوشخوار شمشیر زن جادو
تم پہلے مخمور کو گرفتار کرنے گئے تھے لیکن سلیمان کے ہاتھ سے بھاگ آئے اب خداوندی
مدد کو جاؤ گے خوشخوار نے جواب دیا کہ حضور کا اقبال چاہیے میرا جانا کیا اور نجانا کیا افراسیاب
نے کہا تم اپنے بھائی عمود زن جادو کو بھی اپنے ہمراہ لے لو اور لشکر کثیر لیجا کر خداوندی مدد
کرو اس حکم کو سنکر خوشخوار اور بھائی اسکا عازم روانگی ہوئے خلعت رخصت پایا فوج ساحران
کو حکم تیاری ملا بارہ ہزار ساحر مسلح و مکمل ہو کر طائران سحر پر سوار ہوئے باجے بجے اور نا قوس
پھنکے افسر اژدہون پر چڑھ کر چل کھڑے ہوئے ان اژدہون سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ آسمان پر پانی
لہرین لے رہا ہی یا فلک نے موذی پن ظاہر کیا ہی قطعہ

گہے شدہ چو سپہر گردد گہ بہ نیزہ دراز	گہی نمودہ زتن حلقہ ہا کہ اندر آسا
نہ ابر لیک دو برق اندرو شدہ پنہان	نہ بحر لیک بہ او موج بیکران پیدا

اسی طرح بعد قطع مسافت راہ طلسم سے باہر نکل کر ہم بلغار قریب لشکر کفار پہونچے سلیمان
اور بختیارک آمد فوج ساحران کی علامت دیکھکر استقبال کو آئے خوشخوار اور عمود سے
ملاقات کی لشکر ساحران مقام پاکیزہ مین اترو ایا اور ان دونون کو باعزاز تمام بارگاہ مین
پہونچایا لقا کو دونون نے سجدہ کیا اور دنگلون پر قرار لیا ساقی مہ لقا نے جام مئی ارغوانی
انھین پلایا اور ناچ ہونے لگا جب دماغ انکے بادہ خوش گوار سے سرگرم ہوئے حال لشکر اسلام
پوچھا بختیارک نے ابتدائے پیدایش امیر یعنے زمان نوشیروان سے ہنگامہ اپنے بیان
تک مفصل کہہ سنایا اور کہا باعث فتح پانے اسلامیون کا یہ بھی ہی کہ داماد خداوند کے اور لڑکا
اور بیٹیان لشکر حمزہ مین موجود ہین اور خداوند لاکھون تقدیرین روز فرماتے ہین تمام
عالم کے مالک ہین پس بیٹیان خداوند کی کہ نور چکیدہ قدرت ہین ضرور ہزار در ہزار تقدیر کی
مالک ہونگی وہی تقدیر کرتی ہین کہ جو امیر سے لڑتا ہے مارا جاتا ہے اور جو طلسم مین عمرو سے
مقابلہ کرتا ہے ہلاک ہوتا ہے اور از بسکہ خداوند کی بڑی بیٹی کے شوہر شاہزادہ بدیع الزمان
جو طلسم مین قید ہین خداوندزادی چاہتی ہونگی کہ طلسم برباد ہوجائے خوشخوار اور عمود
یہ تقریر سنی ہوش باختہ ہوگئے اور گھبرا کر بولے کہ پھر ہمارا لڑنا بیکار ہی ہمین چاہیے کہ حمزہ کی
اطاعت کرین بختیارک نے جواب دیا کہ یہ امر خداوند کو منظور نہین کہ جو میرا حریف ہو اسکی
اطاعت کرین فی الحال خداوند کی مشیت پیچیدہ بہت ہی بہتر یہ ہی کہ جو خداوند فرماتا ہین وہ انسان

گریہ اور دمبدم متوقع نزول رحمت خداوندی کا رہے کہ بمصداق بیت

گنہ اگرچہ نبود اختیار ما حافظ — تو در طریق ادب کوش و گو گناہ منست

غرضکہ وہ روز اسی طرح یہ دونون شاہ روز نگار صحبت آرا رہے اور کسل سفر سے آسودہ ہوئے ایک دن جس وقت کہ تیغ حیات سوز لو بہندی شب سبز زنگار آفتاب پر پہونچی اور رایت پرچم سیاہ میدان روزگار پے جھرمن واللیل اذا یغشیٰ کا بلند ہوا کہ بمقتضاے قطعہ

ہوئے بدخواہ یک دیگر جو مہر و دم — سپر خورشید نے دستار کی گم
شب تیرہ ہوئی فتنہ پہ مائل — سیاہی ہو گئی ہر سمت حائل

دونون ساحران نابکار آمادۂ کارزار ہوئے اور حکم دیا کہ لشکر مین طبل جنگ بجے ہر ایک معلوم کرے کہ کل معرکۂ جدال و قتال ہو بے لڑے بھڑے جان بچنا محال ہے اس حکم کے بموجب لشکر ساحران مین صداے نقارۂ رزمی بلند ہوئی جاسوسان لشکر امیر بعد توقیر روبرو شہنشاہ کشورگیر بارگاہ اسلامیان مین آئے اور مراسم تعظیم و تسلیم بسر از دست بجا لائے لب عجز کو دعاے دولت ابد قرین بادشاہ مین وا کیا کہ قطعہ

کلاہ مبارک و شہنشاہی کہ حاصل سکند — اختران آسمان از طلعت بنیاد خبری
مورد دولت شود چون سایہ پر ہما کہ — ہر آن دمی کہ تو ظل ہمایون گستری
من چہ گویم در کمال کبریائی حضرت — آفرین باد آفرین کز مہر گو ہم سرتری

وہ ساحر تیرہ روز بد انجام خونخوار شمشیرزن و سمجھو زن جادو نام نے لشکر عدو مین آکر قیام کیا تھا آج طبل جنگ بجوایا ہے آمادۂ حرب ہو کر کھڑا ہوا چاہا ہے باقی خیریت ہے یہ عرض کر کے ہلکارے دوبارہ خبر لینے سدھارے لیکن شاہ گردون بارگاہ نے حکم محکم تقاضاے شیپور ترکی اور تاسہ کیومرثی کے بجنے کا صادر فرمایا چالاک بن عمرو نقارخانۂ سکندری مین آیا داروغہ نقارخانہ نے نذر دی لیکر واسطے عمرو کے اٹھا رکھی پھر غاشیہ طبل اٹھا کر چوب لگائی جسکی صداے پر اثر سے سپہر فلک پر چکر پڑا اور گاو زمین کا سر پھرا خلاصہ یہ کہ ارض و غبرا مین زلزلہ پڑ گیا کہ قطعہ

قیامت سے نہ تھا کچھ شور وہ کم — لگے ہلنے جبال و دشت اس دم
ہوا بہتون کا زہرہ خوف سے آب — ہر اک دل فرط دہشت سے تھا بیتاب

دلاوران عرصہ گاہ نبرد ہوشیار ہو کر سامان جنگ جوئی مین مصروف ہوئے شاہ کی [illegible]

برخاست فرمایا پھر ایک بہادر اپنی اپنی جگہ پر آیا سلح خانے کھل گئے ہتھیار نکلنے لگے گھوڑوں کے ساز درست ہونے لگے زرہ جوشن و برگستوان پسند کر کے زیب تن مبارزان نامی کرنے لگے اُس طرف ساحر سحر جنگ تے تھے پوجا پاٹ جاپ منتروں کے ہو رہے تھے ڈھول بجتے تھے نقیب ادھر جا بجا دونوں سمت کے تعریف شجاعت کر کے دل مردان عالم کے بڑھاتے تھے چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا آخر وہ زمانہ آیا کہ لواے ظلام ترک شب تیرہ فام نگونسار ہوا اور شہنشاہ گردون سریر بفر و تمکین تیغ مہر اور نیزۂ خط شعاع لیکر توسن سپہر پر سوار ہوا کہ قطعہ

دگر روز کاین خسرو خاوری	بر آمد برین چرخ نیلوفری
زمانہ در روشنی باز کرد	جہان بازی دیگر آغاز کرد

صبح ہوتے ہی سپاہ جنگجو و کینہ خواہ جانبین سے فشون فشون اور انبوہ انبوہ وارد دشت دغا ہوئی امیر پچھلی رات سے مصروف طاعت آلٰہی تھے دعا سے فتح و ظفر مانگتے واسطے خاندان خدا کے دلاتے تھے نہایت خضوع و خشوع سے استغاثہ فرماتے تھے کہ بلحوای رباعی

بندہ سے ہو کیا بیان اوصاف خدا	قطرہ کیا کہہ سکے صفات دریا
کن کہتے ہی ہو گیا سبھی کچھ موجود	حقا کہ تو ہی ہے مالک ارض و سما

مجھے اس لشکر شقاوت اثر پر فتحیاب فرمانا ہر آفت سے بچانا اس دعا کرنے میں خبر وردِ جنود میدان قتال میں پہنچی آپ بھی سلح جنگ سے آراستہ ہو کر اور تبرکات انبیا علیہم السلام ذات فایض البرکات پر پیراستہ فرما کر مسجد کے پاس سے بر آمد ہوئے اور اشقر دیوزاد پر سوار ہو کر در دولت دالانعمت سلطان گردون رفعت پر حاضر ہو کر ٹھہرے یہاں تمام سرداران لشکر سلیمان آئے اور امیر کو مجرا کر کے منتظر تشریف آوری شہنشاہ ہوئے کہ یکایک عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چرخی پر کھچا پھر ایک سردار مع امیر کے مجرا گاہ پر جا کھڑا ہوا دیکھا محل سے کنول بردارنیاں اور لالٹینیں اور نجشاخے والیاں طلائی نقرہ نجشاخے لیے ظاہر ہوئیں اور طفلان عود و عنبر کے سلگتے اور لوبان بخور کرتے ظاہر ہوئے پھر ترکنیں اور حبشنیں اردا بیگنیاں خوجے انتظام کنان دروازے تک آئیں اور کہاریاں تخت جہان پناہ اُٹھائے لباس زرین پہنے سرون پر لگائے جیسے ہی دروازہ پر پہونچیں تعین کہاروں نے تخت پہونچ کر لے لیا اور اٹھا کر زمانہ پھر گیا مرد ہا سوار اکر قطعہ

شہنشاہ گردون پناہ عالی جاہ	تہ پر قدم رکھا ہی سے تا ماہ

ہو رہی تھی جام بادۂ احمر انجمن نشینان کو دیتے تھے لیکن بوجہ گرفتار ہو جانے سرداران قاسم کے
مزاج ہمایون شہنشاہ مکدر تھا ناچ و راگ کا چرچا نہ تھا اور اس طرف لقا بھی اپنی بارگاہ مین
جب پہونچا فرط عشرت سے حکم جشن ہونے کا دیا تو لیان قمر طلعت و رامشگران مہر صورت نے
ترانۂ خرمی آغاز کیا رقص و سرود کا ہنگامہ گرم ہوا لشکر ہیراہو کی سب طرح کی درستی ہو گئی سرداران
امیر جہان قید ہین وہان ساحرون نے حصار سحر کر دیا کہ کوئی عیار آ کر دستبرد نہ کرے بعد
اس اہتمام و انتظام کے بختیارک نے عمرو ذرن کو گرمایا کہ دشمن کو فرصت دینا اچھا نہین ہے
آج ہی نقارۂ رزم بجواؤ اور لشکر عدو کا خاتمہ کرو خداوند کی عادت ہے کہ تقدیر پلٹ دیتے ہین
آج تمھاری نسبت تقدیر اچھی لکھی ہو آیندہ شاید بندگان خداوند سامری پر رحم آ جاوے اور تقدیر پھیر دین
اس سے بہتر ہے کہ اسوقت کو غنیمت سمجھو ان باتون کو سنکر عمرو ذرن نے حکم دیا کہ کوس رزم پر
چوب پڑے بموجب حکم نفیر سحر کو دم ملا اور لڑنے والون نے نقارۂ جنگی بجایا ہرکارون نے جو
بامر جاسوسی یہان موجود تھے خبر جا کر خدمت شاہ اسلام مین گذارش کی شہنشاہ ہنوز نوبت
طبل رزم کی نسبت کچھ فرمانے نپائے تھے کہ شاہزادہ ملک قاسم ذنگل افراسیابی سے لشکر دو برو
تخت شاہ آئے و با دب تمام عرض پیرا ہوئے کہ نظم

شہا بخت و جاہ تو پایندہ باد — مہ و سال میمون و فرخندہ باد
فلک بندہ و آفتابت غلام — زمانہ مطیع و جہانت بکام

آج میرے نام پر طبل جنگ بجے یعنی کل سوا میرے اور کوئی مقابلہ کرنے ساحرون سے میدان
مین نہ نکلے کیونکہ اس احقر کے رفیق آج بہت سے گرفتار ہو گئے ہین چاہتا ہون کہ عمرو ذرن
کو سر اسکے تخت و دون اور سر اس نابکار کا کاٹ کر خدمت عالی مین حاضر کرون اور یا مین بھی مثل
اپنے رفقا کے اسیر و دستگیر ہو کر ان وفاشعارون کا ساتھ دون کہ قطعہ

صحبت یاران غنیمت دان کہ نقد زندگی — خاص از بہر نثار صحبت یاران خوش است
خوش بود بہر تماشا گلشن عمر عزیز — آن تماشا ہم بدیدار ہواداران خوش است

یہ عرض شاہزادۂ گرامی منزلت کی شہنشاہ نے مسموع فرما کر ارشاد کیا کہ ای شہزادۂ عالی ہمم دا
ساحر اعظم ہی تمھارا اور اسکا مقابلہ کیا ہی نہیں مناسب ہے کہ

نہ ہر جاے مرکب توان تاختن — کہ جاہا سپر باید انداختن

انشاءاللہ تعالی عنقریب زمانہ ایسا آئیگا کہ ساحرون کا ہمتا [illegible] ہوگے اور سرداری کر رہا ہوگا

آگئین تھے غرض ہر چند لآلی آبدار اندرز و پند دامن شہزادہ مین شاہ اسلام نے گرائے لیکن قاسم نے
اُنکو زیب گوش اپنے شنا بدہوش کے نہ کیا اور اپنی غرض کے پذیرا ہونے پر مصر ہوا اور کہا اگر یہ
نامزد ہوکر طبل جنگ نہ بجے گا تو غلام اپنے تئین جوہر کر لیگا آخر بادشاہ نے حکم دیا کہ تخصیص کے
ساتھ بنام شہزادہ قاسم نقارہ رزم بجے یعنی یہ مشتہر کر دیا جائے کہ کل سوا قاسم کے کوئی
لڑنے کا ارادہ نہ کرے حسب الارشاد خسرو گیتی ستان چالاک نے نقار خانے مین جا کر شہر یلیہ
بنام شہزادہ قاسم طبل سکندر پر چوب لگائی کہ نظم

یہ غرش پیدا ہوا طبل سکندر را	تزلزل مین پڑے کہسار اور بحر
اُڑے تھے اس صدا سے دیو کے ہوش	دریدہ اس سے تھا ہر دہ گوش

طبل شرطی بجنے سے دونون لشکرون مین قاسم کے مقابلہ کی خبر مشتہر ہوئی اور تجھیا نے
جب یہ کیفیت سنی پکارا الصلوۃ بر محمد و آل محمد والسلام بر لقا اے محمود زرّن اب تم دونون بھائی
زندہ رہتے نظر نہین آتے آج خداوند کے داماد نے طبل اپنے نام پر بجوایا ہے پھر خداوند کب
چاہین گے کہ بیٹی میری رانڈ ہو جائے اور اُدھر خداوندزادی تقدیر تیرے ہلاک ہونے کی کریگی
محمود زرّن یہ تقریر سنکر گھبرایا اور لقا کی طرف بحسرت دیکھا اُس مردک نے کہا تم نہ گھبراؤ شیطان
کے کہنے پر نہ جاؤ وہ ورغلاتا ہے اور اسکا کام بندگان قدرت کو بہکانا ہے مین تقدیر آج مٹھی
مین بند کیے لیتا ہون کل جیسا موقع دیکھونگا ویسا کرونگا خلاصہ کلام تیاری جنگ کی دونون
لشکرون مین ہونے لگی شاہ لشکر اسلام نے دربار سے برخاست فرمایا ہر ایک سردار
اپنی اپنی بارگاہ مین آیا قاسم جب اپنے مقام پر پہونچے دل سے مشورت پذیر ہوئے کہ
کل روز معرکہ نبرد ہے کہ حسرت سے تم ناکام ہو ضرور ہے کہ قتل ہو گئے یا گرفتار ہوکر سامنے لقا کے
پہونچو گے پھر وہ دشمن خدا بڑے عذاب سے قتل کرائیگا اس سے بہتر ہے کہ اس دنیا فانی
پر اعتبار نکرو اور جوان ہیرا لذتہا سے گوناگون جہان سے آج تم بھی چاشنی عیش و عشرت
چکھو اور اسکی لذت معلوم کرو کیونکہ اس غدار نے ہزار دل گرفتہ حسرت و ارمان آغوش
لحد مین سلایا ہے اور سیکڑون کو ہزاران تمنا و آرزو خاک مین ملایا ہے کون اس دار ناپایدار
سے دلشاد ہوکر گیا اور کس نے اس سے دل لگاکر نخل عشرت و کامرانی سے ثمر مراد اور
گل امید دامن آرزو مین چنا کہ نظم

ازل سے ہے یہی دنیا کا دستور	کوئی ناکام ہو اور کوئی مسرور

کسی کے بر مین ہے پیراہن زر	نہین سر پر کسی کے پر کے چادر
کسی کا گھر ہے رشک صحن گلشن	کوئی ہے بلبل نمط کرتا ہی شیون
کسی کا رات کو ہے خشت پہ سر	کسی کے سر پہ ہی شاہی کا افسر

خلاصہ کلام دل سے شہزادے نے دنیا کو فانی سمجھ کر تہیہ کیا کہ آج سامان عشرت ہر طرح کا مہیا
کرکے خوب عیش و نشاط مین بسر کیجیے کہ بہشت بر لب جوے نشین و گذر عمر ببین + این اشارت
ز جہان گذران مارا بس + اس کیفیت کو دل سے تجویز فرما کر سیارہ بن عمرو اپنے عیار کو بلا کر
ارشاد کیا کہ لشکر اسلام جہان تک اترا ہوا ہی اسکی حد سے پانچ کوس بڑھ کر لب دریا خیمہ زرنقشی
میرے لیے نصب کیا جائے اور صحرا کے درختون کو بادلے سے منڈھوا دو کوسون تک روشنی
کرا دو ارباب نشاط حاضر ہو کر مجرا کرین آج جنگل مین ہم سیر شب ماہ دیکھین گے خاطر حزین کو
شاد و خرم کرینگے اس حکم کو سنتے ہی سیارہ نے انتظام کیا ہزارہا آدمی دوڑ پڑا لشکر کی حد سے
دور ہٹکر دامن کوہ مین جنگل کو خار و خاشاک سے صاف کرایا اور ایک کوہ پر شکوہ کا دامن جو
نہایت وسیع اور فرح افزا تھا تجویز کرکے خیمہ استادہ کیا فی الواقعی اُس پہاڑ پر روح فزا و نشاط
تھی قدرت خالق بر و بحر سے طرفہ بہار تھی مثل ہمت جوانمردان اور مانند رتبہ صاحبدلان
کے بلند تھا سر کوہ فرق ہمت اوج سپہر سے ارجمند تھا چشمہ ہاے شیرین صاف تر دل اصفیاے
پاکبازان سے اُس مین جاری کنارے چشمون کے سبزہ ہاے زنگاری دامن کوہ مین کوسون
تک رہا چین و ازہار مثل نجم فلک کے تابان اور جدال آب روان رشک دہ انہار روضۂ
رضوان سبزہ سایہ بید مین آرام گیر اور یاسمن لب آب اور کنار چمن مین فرحت پذیر پاے
ثبات کوہ کی نسبت والجبال اوتاداً کہنا واجب تھا فضاے وسعت کی صفت مین فادخلی
فی عبادی و ادخلی جنتی لکھنا روا بنفشہ حوالی گل مین گویا گرد عارض گلرخان زلف دلفریب
کا جوبن دکھاتا تھا اور سنبل تر لالۂ احمر کے قریب مثل خط غالیہ بیز سبز رنگون کے اگاتا تھا
جیسے نوجوان رعنایان گلشن کی مسین بھیگتی تھین ایک جانب بید طری نیمہ اطلس گلگونکا پہنے
اور سرو سہی جامہ حریر دربر کیے زبان نسیم مشکبار نے اسرار روائح گلزار کو چار سوی عالم مین
فاش کیا تھا اور گفتگوے بلبل اور حکایت رنگ و بوے گل کو ساکنان سرا پچۂ عالم بالا کے
کان تک پہونچایا تھا طایران شیرین نو خطبۂ ثناے ملک متعال بزبان حال نے پڑھتے تھے
کہ نقاش قدرت نے لوح سنگین کوہ پر قلم قدرت سے کیا کیا نقش زیبا رقم فرمائے ہین اور

کلک نیرنگ تحریر باغبان تقدیر نے کیسے کیسے گل بوٹے بنائے ہیں الحق بیت

نہ بلبل بر گلش تسبیح خوانست — کہ ہر خارے بہ تسبیحش زبان ست

نظار ارباب بینش میں کنارے جوئبار کے خط سبزہ سے حرف و فجرنا فیہا من العیون پڑھے جاتے تھے اور لوح زمردین سبزہ سے وجعلنا فیہا جنت رقم قلم کدیور حقیقی نظر آتے تھے کہ ابیات

ریاحین بر کنار جو رستہ — تو آب تر ژالہ دست و روی شستہ
درختان چون بتان قد بر کشیدہ — زیک دیگر بخوبی سر کشیدہ
صدا از شاخ مرغان خوش آواز — بالحان ارغنونہا کردہ بر ساز
نہال سرو کز جنت سبق داشت — خط طوبی لہم بر ہر ورق داشت

ایسے مقام دلکش میں آرامگاہ شہزادہ عشرت پناہ آراستہ کی اسباب شاہانہ تیار ہونے مہیا کیا کہ نظم

جیسے زیور از گوہر شاہوار — جیسے خاتم و یارہ و گوشوار
جیسے درج و صندوق با قفل زر — پر از لعل و یاقوت و در و گہر
زرینہ آلات و سیمینہ ظرف — ز ہر گونہ تحفہاے شگرف

نہروں میں کنول بلور کے روشن کر کے چھوڑ دیے اور درختوں کو بادلے سے منڈھا جھاڑ فرشی قد آدم استادہ کیے فرش شاہانہ لب نہر بچھایا کنارے نہر جوئبار کے سرو چراغان کیا میخانہ ایک جانب سجا گیا اور ایک سمت پلنگ جواہر کار شہزادہ کا لگایا مہوشان گل اندام اکٹھے ہوئے اور دشت میں گاتیاں ڈوپٹہ کی باندھ کر چھلی چھلیا کھیلتے تھے مورنیکھیاں اور بجر کے ہتھوں میں پڑ گئے جلترنگ آنے بجنے لگا اور ماہجبینوں نے کہ جو لہنگے جواہر کار پہنے تھیں اور کر ٹے مگر دہان ہاتھوں میں رکھتی تھیں تجر دن کو کہنا شروع کیا اور ہر سمت ناچ کنارے کنارے ہونے لگا مقیش کترا ہوا اڑایا جاتا تھا ستارے فلک سے ٹوٹ کر گویا زمین پر گرتے تھے قہقہے اور رنگ کی پچکاریاں چلتی تھیں حقیقت میں یہ عالم تھا کہ نظم

وہ خیمہ جو تھا غیرت آسمان — سجا اس جگہ پر بصد عز و شان
طناب اسکی ہر ایک زر تار تھی — شعاع تھی مگر وہ خط مہر کی
کھنچے اسکے خیمے کے وہ سائبان — کہ تھا سلک گوہر کا جس میں سماں
سراپچے ہر اک سمت اٹھوا دیے — در باغ خلد بریں وا کیے
تمامی کا ہر جا پہ بچھوایا فرش — زمین بن گئی واں کی سب شکل عرش

لب نہر روشن چراغان ہوئے — کہ پانی میں اختر نمایاں ہوئے
اوڑاتے تھے مہتاب جو سب کھڑے — ستارے فلک سے لگے ٹوٹنے
لٹکتے تھے جو گنبد بلور کے — درختوں میں پھل تھے لگے نور کے
پری رو ہر اک سو تھے بازی کناں — عجب حسن اُنکا عجب آن بان

جب یہ جلسہ عشرت پیرا جمع ہو چکا شہزادہ کو اطلاع دی قاسم لباس رنگین پہنکر اور آرائش اپنی زر و گوہر سے فرما کر زینت بخش انجمن ہوا مسند جواہر نگار پر لب نہر آکر بیٹھا سامنے رقاصان زہرہ نا ناچنے لگے اور اشعار عاشقانہ گانے لگے ہوا اندھیرا جاتا رہا چاندنی کا ایسا سماں بندھا وہ سناٹے کا عالم اور صحرا کی فضا فرش زمردین سبزہ زنگاری پر چاندنی کا چھٹکنا اور کھیت کرنا عجب لطف دکھاتا تھا زمین فرش صفا سے اور عکس ستارگان سے فلک اطلس بنی تھی پھولوں کی خوشبو سے زمانہ مہکتا تھا ایسے وقت میں مہ رخوں نے اوچھے سروں میں لہک کر جو بھاگ گایا تو ناہید فلک کو دیوانہ بنایا کہ مثنوی

گل و نسترن کی تھی یہ بہار — کہ صحرا کے گل بار سے آگئے تھے غبار
فقط بلبل و گل کا کب تھا ہجوم — لگی تھیں وہاں ڈالیاں جھوم جھوم
بچھی ہر طرف چادر نور تھی — یہی چاندنی اس کو منظور تھی
بندھا اس طرح کا جو اُس دم سماں — صبا بھی لگی رقص کرنے وہاں
وہ سنسان جنگل وہ نور قمر — وہ براق سا ہر طرف دشت و در
وہ اُجلا سا میدان چمکتی سی ریت — اوگا نور سے چاند تاروں کا کھیت
درختوں کے پتے چمکتے ہوئے — خس و خار سارے جھلکتے ہوئے
درختوں کے سایے میں مہ کا وہ روپ — کہ جیسے چھلنی سے چھن چھنکے وہ دھوپ
تماشا نہ دیکھا تھا جو یہ کبھی — در و دشت غش ہو پڑے تھے سبھی
نظر جو کرتی تھی بوٹی جڑی — ہر اک عالم شوق میں تھی کھڑی
یہاں تک کہ وہ بھی جو تھے نقش پا — وہ بیٹھے تھے کان اپنے ادھر لگا

ساقی رنگین لباس نے پیمانہ شراب ہوش ربا بر باد کن اساس توبہ دینا شروع کیا دماغ بادہ ناب سے شہزادہ کا گرم ہوا خیال آیا کہ اسوقت کوئی معشوق نیا جو دیدار اگر پہلو میں ہوتا تو بہتر تھا کہ فرد

چمن ہی ابر ہی ٹھنڈی ہوا چلتی ہے دریا ہے — فقط اک تیری جا اے ساقی گلفام باقی ہے

اس قدر رنگ آئے تھے ہی عجیب اتفاق ہوا لیجئے یہاں سے کچھ دور پر قریب سرحد طلسم ہوش ربا ایک

پہاڑ ہی کہ نام اسکا نرگس کوہ ہی اور حوالی کوہ مین ایک شہر آباد ہی اور قلعہ مستحکم بنا ہی حاکم اُس شہر کا زنار بلا افگن جادو نام مصاحب خاص افراسیاب شاہ جادوان ہے اور ہمیشہ دربار افراسیاب مین اندر طلسم ہوش ربا کے رہتا ہی اور خراج گزار شاہ جادوان ہی ہر چند کہ یہ شہر بیرون طلسم آباد ہی لیکن ساحرون کی بستی ہی اور خلقت یہان کی مطیع شہنشاہ افراسیاب کی ہی زنار اسلئے طلسم مین جو رہتا ہی اسلیے زوجہ اسکی ملکہ خنشطل جادو سر جہانبانی پہ بیٹھی ہی اور انتظام سلطنت کرتی ہی اور ایک دختر اسکی ہی کہ حسینان جہان کو حسن اُسکا غیرت دلاتا ہی اور یوسف مصری کو غلام بناتا ہی یاد مین اُسکی لعبتان روزگار زلیخا کردار سودے کا خلل سر بازار فریدتے ہین اور مجنون وار لیلی عذار دہر صحرا الصحرا پھرتے ہین کہ بیت

روز ولادتش چو نظر کرد مشتری
انصاف داد و گفت کہ این سعد اکبر است

نام اُس رشک گلزار کا ملکہ نرگسی چشم ہی ہمیشہ مشغلہ ماہ سپہر کے سریع السیر رہتی ہی پیشتر کہ وہ وقت دیکھ کی سیر کی تھی آج کی شب ہمراہ کنیزان خورشید رو اور وزیرزادی سوگند جادو نام سے تخت سحر تیار کرا کے سیر کنان اپنے باغ سے روانہ ہوئی اتفاق سے طرف پہونچی کہ جہان قاسم جلسہ کیا ہی سامان عشرت مہیا ہی صدائے ارغنون اور صورت قانون اور حسن بتان اور مشعل و چراغان کی کیفیت دیکھ کر چاہا کہ اس جلسہ مین جا کے تفصیل جملہ سامان مشاہدہ کرون لیکن سوگند نے منع کیا کہ ای ملکہ غیر صحبت مین جانا اچھا نہین لازم ہی کہ سامنے اس جشن کے کہین اُتر کر ٹھہریے اور یہین زر و سحر فرش شاہانہ اور اسباب ملوکانہ حاضر کرون ناچ دیکھیے آپ آرام انبساط ہو جیسے ہو کوئی اس محفل خلد شاکل کا بانی ہوگا وہ یقین ہی کہ آپ کا حال دریافت کرے اور حضور کے جلسے کی طرف آئے پھر اسوقت پیام و سلام ہو کر سارا حال منکشف ہوگا اور جہان آپ جاتی ہین وہ خود آئیگا ملکہ نے یہ کلام سنکر وزیرزادی کی رای کو پسند کیا اور سوگند نے تخت زمین پر اوتار کر ایک مقام پاکیزہ و مصفا پسند کر کے ایسا سحر پڑھا کہ وہ مقام پرخار رشک لالہ زار بنا اور گلستان عشرت پر اثر تیار ہوا کہ نظم

شبنم اُس سبزہ زار کے اندر
جون زمرد کے کان مین گوہر

تھی اور تھی سبزہ زار کے اندر
ایک نہر روان اُدھر سے ادھر

یون نظر آتی تھی وہ ضرب مثل
سبزہ کاغذ پہ نقرئی جدول

نہر کے آس پاس بوتیمار
کہین طاؤس تھے قطار قطار

کہیں جو مسدہ کہیں گوکو | نغمہ یان محو یاہو حق ہر سو

جب اس سامان عشرت انتما اور جای فرحت افزا کی درستی اور انتظام ہو چکا لب نہر وہ سرو خرامان مسند پر زرپر جلوہ کنان ہوئی اور کنیزین سازے کر بجانے لگین غزلہاے عاشقانہ گانے لگین کہ غزل

وہ بیکس ہون نہین ہی کوئی میری غمگساروں مین | رہا اک دل سو وہ بھی ہی تمھارے جان نثارون مین
سوسے گورغریبان آئین وہ یہ پوچھتے یارب | مرے کشتے کی تربت کون سی ہی ان مزارون مین
ترا ادھر سے ہوا جوبن یہ اٹھلو کر گذرتا ہی | کہ لوٹے جاتے ہین مارے ہنسی کے پھول ہارون مین
حقیقت عاشقون کے مرگ کی ہمسے کوئی پوچھے | بہت جب نیند آئی سو رہے جا کر مزارون مین
ادھر بھی اک نگاہ ناز اپنے حسن کا صدقہ | الٰہی حشر کے دن آنکھ نیچی ہو نہ یارون مین
جگر روتا دل کو دل جگر کو طرفہ ماتم ہے | ہر اسکے سوگوارون مین یہ اسکے سوگوارون مین
ادھر دل لوٹتا ہی اس طرف بجلی تڑپتی ہی | الٰہی خیر ہو بحث آپڑی دو بیقرارون مین
تنفر ہے آئینہ پر مانگتے ہین عکس سے بوسہ | وہ خود اپنے در دولت پہ ہین امیدوارون مین
رہے ہم زخمیون کی قبر مین یارب کوئی روزن | مرے مرکر بھی آنکھین چاندنی آئی مزارون مین
ہوئے ہم قتل جب جلسہ نظر آیا حسینون کا | بتا یہ خون ناحق چلو چلو گلعذارون مین
امیر ایسے نہ بہکی دختِ رز آنکھون مین پی جانے | جوانی کا گذر شاید نہین پرہیزگارون مین

قاسم کے سمع ہمایون مین گانے کی صدا آئی مسند سے اٹھکر میدان مین آئے ازبسکہ چاندنی چھٹکی ہوئی تھی دور ایک جلسہ مہجبینون کا نظر آیا عقل حیران ہوئی کہ الٰہی یہ پریان ہین یا حوران جنان ہین یہ کیسا عشرت کا سامان ہی آخر دل نے کہا اس جلسہ کو چل کر قریب سے دیکھیے یہ سوچکر اُسی سمت کا راستہ لیا جب نزدیک اس انجمن رشک دہ انجم کے پہونچا یہ عالم نظر آیا کہ نظم

سامنے اک نگار کو پایا + | بوستان مین بہار کو پایا +

بحر دیگر

بلور کا اک چبوترہ خوب | اک حوض بھی اسکے آگے مجوب
اُسپر تخت اور تخت پر حور | یعنی اک نازنین مغرور

بحر دیگر

گرد حلقہ کیے کنیزین سب | چاند کے گرد جس طرح کوکب
باغ کی سیر کوئی کرتی ہی | کوئی انگیا مین پھول دھرتی ہی
کوئی گلدستے محو گلبازی | کوئی دکھلا رہی ہی طنازی
گلبدن اک کھڑی ہی زیر شجر | ہی لب نہر اک پری پیکر

کوئی چھوڑے پتنگی گاتی ہے | کوئی ملتان زمزمہ گاتی ہے
کہین کوئی بجا رہی ہے ستار | خوش گلو کوئی گا رہی ہے ملار
ذائقہ دل مین سب کی سب کمسن | جھانکنے تاکنے کے اُنکے دن
بے جگت بات وہ نکرتی تھین | اپنی چالاکیون پہ مرتی تھین
اون کا مارا نہ مانگتا پانی | سچ تو یون ہے جوانی دیوانی
بیچ مین اونکے ہے وہ ماہ لقا | حور و پریان ہون جسپہ دل سے فدا
نازنین نوجوان حسین کمسن | مار رکھنے کے عاشقون کے دن
فتنۂ دہر قامت رعنا | چال دم بھر مین حشر کردے بپا

الغرض اُس صنم زیبا صورت کی شکل کو دیکھکر کیونکر کسی دل کو قرار رہے کہ جسکے عکس رخسار نے روشنی طلیعہ سحر کو دی ہوا اور جسکے رنگ زلف تابدار نے غالیہ فروش شام کی ظلام کو مدد کی تھی چشم سپہر مینائی نے نظیر اُسکا سواے آئینہ چہرہ کے اور کہین نہ دیکھا تھا اور نقش بند خیال نے مثال بے نظیر کو اُسکے سواے عالم خواب کے اور کہین نہ پایا تھا بمقتضاے مثنوی

بس تماشش نگین خاتم جسم | دہان از حلقۂ انگشتری کم
زر ناب عارضش ردی ہوا لعل | خم زلفش و آتش کردہ صد نعل
عذارش قبلۂ آتش پرستان | دہانش آرزوے تنگدستان

قاسم یک نگاہ اُس رشک ماہ پر شیفتہ ہوا اور باواز بلند پکار کر اس رباعی کو پڑھا کہ رباعی

ہم کیونکر نہ آہ و نالے کرتے ہی رہین | ڈر کر پیری کے کس طرح نہ مرتے ہی رہین
اُٹھتے ہی بیٹھے جہان مین جدائت ہم تو | چھٹتی نہین کہ تاکسی پہ مرتے ہی رہین

اس صدا کو چند کنیزان ملکہ نے سنا اور آئینہ رخسار شہزادہ عالی تبار کو دیکھکر اپنے تئین حیران کار بنایا لیکن براہ ناز و انداز اُن شوخ چشمون نے دوپٹے سے منھ چھپایا اور ادھر اودھر کے سامنے سے بھاگین اور اپنی ہمجولیون سے آنکھ لا اٹھلا اٹھلا کر ہاتھ ماتھے پر رکھکر انگلی دانتون مین دابکر گویا یہ کہنے لگین بنظم

ملک قاسم کی اُس جا پاکے آہٹ | لگین دکھلانے سب وان چلبلاہٹ
خجالت کے پسینے مین کوئی غرق | جھجھک کر بھاگی آنکھون سے جون برق
کوئی بولی بھلا لازم یہ کب ہے | یہ کیسا دن دہاڑے لوٹ غضب ہے
نہ جس سے واسطہ نہ جان پہچان | وہ آیا بن بلائے گھر مین مہمان

ڈھٹائی دیکھ کر اس نوجوان کی ۔ میں اپنے دل میں یہ حیران ہوں جی
یہ ہے کون اپنے دل میں کیا ہے سمجھا ۔ جو اس جنگل میں تنہا اس طرف آ
کھڑا ہے گھورتا ایسا نڈر ہو ۔ ذرا اس کے تو پیچھے کو تو دیکھو
کوئی بولی ہوئی ہے عقل کچھ گم ۔ زنانے میں نہ گھس آنا کہیں تم
ابھی نخرے کی خوبی واہ جی واہ ۔ قیامت ہے گرم ہوا اللہ اللہ

اس گفتگو کو سوگند وزیرزادی نے سنکر کنیزوں کو گھرکا کہ اری ستانو یہ کس سے ایسی باتین کر رہی ہو لونڈیون نے عرض کیا دیکھیے یہ کون سامنے کھڑا ہے اوئی مردوا کیسا ڈھیٹ ہے کہ سے بھی نہین ہٹتا قاسم نے یہ باتین سنکر ہنسکر گویا ہوا کہ بہت ہم چاہین تو در توڑ کے درانہ در آئین ہاں پردہ میں بیٹھی رہیے دیوار تھا یا + سوگند نے کہا کیا کہنا آپ ایسے ہی ہین مگر یہان کوئی اودھائی نہین ہے یہ باتین کسی اور جگہ جا کر کیجیے مہربانی رکھیے خلاصہ کلام اس تکرار کے ہونے سے ملکہ نے بھی آواز سنی اور بولی کہ ارے یہ کیا ہے جو سب ایک جگہ غول باندھے کھڑی ہو اور چیخ رہی ہو ایک کنیز نے جواب دیا کہ حضور یہان مردوا گھس آیا ہے ملکہ بھی اٹھی کہ میں تو چل کر دیکھوں اور وہاں آئی کہ جہان شہزادہ کھڑا تھا ملکہ کی نظر اسکے جمال بے مثال پر جو پڑی اک تیر کمان خانہ عشق کا کھایا اور اس شہسوار حسن کے ناوک مژگان کا اپنے دل وحشی کو نشانہ بنایا خنجر جانستان ابروان پر خم نے حلال کیا اور تیغ ادا و ناز نے ایک ہی وار میں بسمل بھی لگا نہ رکھا عقل و ہوش کا فیصلہ کر دیا دیکھا کہ ایک محبوب لاثانی جس کی اٹھتی جوانی ہے آفتاب رخسار ہے گلشن خوبی کا گل پر بہار ہے اگر مردم چشم شب تار یاب میں رخسار روشن اسکے دیکھین تو یقین کرین کہ صبح صادق افق مشرق سے طالع ہوئی ہے اور اگر دیدہ روزگار پردہ شب دیجور میں اسپر نظر کرے تو بیشک جانے کہ آفتاب جہان تاب کی روشنی پھیلی ہے عارض گلگون مثل گل سیراب اور خط رخسار پر مثل سنبل کے پر پیچ و تاب یہ معلوم ہوتا تھا کہ نقاش حکمت نے دائرہ عنبر تر کا پرکار قدرت سے صفحہ عذار پر کھینچا ہے [illegible] قدرت سے سبزہ کنارہ آب حیات کے اگا ہے الحق اسکی شان میں یہ کہنا روا ہے قطعہ

چوگان زمشک بر مہ تابان کشیدہ ۔ سر را چو گوی در خم چوگان کشیدہ
آن خط سبز فام کہ خضر است نام او ۔ خوش بر کنار چشمۂ حیوان کشیدہ
آوردہ زشب سیہ سائبان حسن ۔ بر روی آفتاب درخشان کشیدہ

ملکہ تھرا کر گری غش کر گئی اور شہزادے کا بھی یہی نقشہ ہوا سوگند نے دونوں کو گلاب و کیوڑا
چھڑک کر ہوشیار کیا جب آنکھ شہزادے کی کھلی ملکہ بھی ہوشیار ہو کر پاس کھڑی تھی ہاتھ میں ہاتھ
ڈال دیا ملکہ نے شرما کر سر جھکا لیا آخر دونوں خراماں خراماں آکر مسند پر بیٹھے لیکن وہاں جو
سیارہ نے دیکھا کہ سارا جلسہ جمع ہے لیکن شہزادہ نہیں ہے بہت نگران ہوا کچھ دور پر
چند پریوں کو صحبت آرا دیکھ کر یہ بھی اوسی سمت چلا قریب ہو کر شہزادے کو پاس ایک حسینہ
کے بیٹھے پایا اور وزیرزادی کو اوس پری کی مصروف انتظام دیکھا سیارہ اوسپر عاشق ہوا اور
پاس اپنے شہزادے کے آکر ہو بیٹھا سوگند نے جو اسکی صورت کو دیکھا از بسکہ یہ بیٹا عمرو کا ہے
اور خواجہ کا حلیہ اکثر بیان کیا گیا ہے اس وجہ سے اسکی بھی صورت دیکھ کر پہچانی اور لا حول
مثل ہوش صحرائی کے سوگند نے قہقہہ مارا اور تعجب ہوئی ملکہ سے کہا حضور ذرا [illegible]
[illegible] ہیں پاس آکر کھڑا ہوا ہے سیارہ نے کہا مجھے تو سب پہیلی اور جنگل کے درختوں پر
بیٹھیاں ادہر کیا بیٹھی نظر آتی ہیں اس کلمے پر سب نے قہقہہ لگایا اور شہزادے نے سارا [illegible]
بھرا پیالہ شربت کا بڑھا کیا اسکا تحمل ملکہ نے سوگند کے اشارے سے شہزادے کو جام مئے ارغوانی بھر
دیا شہزادے نے ارشاد فرمایا کہ اے گل بوستان خوبی و اختر سپہر محبوبی تم کس گلشن دل افروز
کی ہو اپنا نام نامی ظاہر کرو اور اپنے دین و آئین کا پتا بتاؤ اگر مذہب اسلام رکھتی ہو تو
ہم ہیچمدان تیرے ہیں اور نہیں تو ہم کہاں اور تم کہاں ملکہ نے یہ کلام شاہزادہ عالی مقام سنکر
کہا اپنا نام بتائیے مجھے تو تمام عالم جانتا ہے کہ ملکہ نرگسی چشم ہوں اور تمام کیفیت اپنی بیان
کی شاہزادے نے حسب سارا حال کہنا گذرا یا کہ مجھے قاسم بن عالمشاہ بن حمزہ صاحبقران
کہتے ہیں اور ہم لوگ غیر ملت و مذہب والے انسان سے محبت نہیں کرتے اگر ہماری دوستی
درکار ہے تو سچے دل سے توبہ کرو اور لقا و دیگر خداوندان باطل پر لعنت بھیجو کیونکہ یہ مخلوق ہیں
اور خالق وہی ایک وحدہ لاشریک ہے کہ جسنے اپنی قدرت کاملہ و حکمت بالغہ اور صنعت بازیگری
کلک فطرت سے منشور ظہور کائنات مسطور فرمایا اور بمصداق اذا اراد شیئا دم بھر میں حدیقہ
موجودات کو سرسبز فرمایا اور طلسم آفرینش کو بہ فحوای انما قولہ کن فیکون کے بنایا کہ سبحانہ

	در ثنا لیس زبان ناطقہ لال		صانع کن کمال عز و جلال	

حمد الٰہی کو شہزادے نے اس طرح بدستیاری خامہ زبان لوح سینہ ملکہ پر تحریر فرمایا کہ سیاہی
باطل پرستی کی ورق خاطر سے دھو گئی نام معبود حقیقی سنکر مسرور ہو گئی شہزادے کی گردن میں

ہاتھ ڈال کر بولی کہ صاحب تم خفا ہوتے ہیں سچ تو بالکل نہیں جانتی ہون لیکن لقا اور جمشید وغیرہ
کو مانتی ہون آج سے ان موذی کا نون پر بھی لعنت کر دنگی کہ فرد

سر ارادت ما و آستان حضرت دوست	کہ ہرچہ برسر ما میرود ارادت اوست

شاہزادے نے جب اسکو راضی پایا کلمہ طیبہ سنایا ملکہ کلمہ پڑھکر مع کنیزون اور سوگند کے مسلمان ہوئی
پھر تو شاہزادے نے جام بادہ احمر ملکہ کے ہاتھ سے لیکر پیا اور ارشاد فرمایا کہ غزل

گل در بر و می در کف و معشوقہ بکام است	سلطان جہانم بچنین روز غلام است
گو شمع میارید درین بزم کہ امشب	در مجلس ما ماہ رخ دوست تمام است
در مذہب ما بادہ حلال است ولیکن	بی روی تو ای سرو گل اندام حرام است
گوشم ہمہ بر قول نی و نغمہ چنگ است	چشمم ہمہ بر لعل لب و گردش جام است
از ننگ چہ گوئی کہ مرا نام ز ننگ است	وز نام چہ پرسی کہ مرا ننگ ز نام است
میخوارہ و سرگشتہ و رندیم و نظرباز	وانکس کہ چو ما نیست درین شہر کدام است
حافظ منشین بی می و معشوق زمانی	کایام گل و یاسمن و عید صیام است

دور جام و بادہ دم بدم پے در پے چلنے لگا اور سوگند کو سیارہ نے چھیڑنا شروع کیا گویا ہنوا کرائی
ملکہ آپکی وزیرزادی مجھکو اشارے سے بلاتی ہے کہ پہاڑ کے درے مین چلکر ہم تم ہم آغوش ہون
سوگند نے جو یہ کلام سنے سیارہ پر ایک دوہتڑ مارا کہ موے مرچیا جن تاپنچہ دار تجھے غارت
کرے جھوٹے لوصاحب بھلا ایسی میری کیا کھاٹ گئی تھی جو اس سے اشارے کرتی مین تو ایسا
سے لوتا بھی نہ اُٹھواؤن مُوا اپنے حوصلے سنکا لتا ہے ارمان پورے کرتا ہے جوانا مرگ تو اسی
ہوس مین رہے گا مین کبھی تھوکونگی بھی نہیں سیارہ نے کہا تمھ سے یہ باتین سب کے سنانے کو
کرتی ہو اور اپنے ہاتھ سینے سے لپٹا کر اشارہ کرتی ہے کہ یون گلے سے لگاؤنگی اتفاق سے
اُسوقت سوگند کے ہاتھ سینے سے لپٹے تھے اسکے کہنے سے اپنے ہاتھ ہٹا لیے ساری محفل
اس حرکت پر مارے ہنسی کے لوٹ گئی اور سیارہ نے سب کی آنکھ بچا کر چٹکی لی سوگند چیخ
کرنے لگی سیارہ نے کہا دیکھیے مین بولتا چالتا نہیں ہون یہ بندی بڑی ستاتی ہے مین جو
اسکے اشارون کو نہیں مانتا ہون اور اسکو پسند نہیں کرتا تو یہ مجھکو ستی ہے خلاصہ کلام ایسا اسکو
ستایا کہ رو دی اور رکھسیانی ہوکر ماتھا کوٹ لیا کہ ہائے اللہ مین کیا کرون اور ملکہ سے کہا حضور
اللہ کی قسم منع کیجیے نہیں ہزارون بھوک سنا کر اپنے کو رکھ دونگی یہ دل لگی اپنی یا کھینچا سے

قاسم نے یہ کلام محبت آمیز سنکر کہا ع پس از انکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد؛ آج ہماری جان جانیکا
سامان ہو لشکر اسلام میں عمرو ونزن اور خونخوار شمشیرزن نے آکر آفت برپا کی ہے میرے رفیقون
کو گرفتار کیا ہے میں نے اپنے نام طبل جنگ بجوایا ہے یہان سے جاکر اسکا مقابلہ کرونگا اور چونکہ سحر
نہیں جانتا ہوں یقینی ہے کہ جان جائیگی یا نوبت بہ گرفتاری آئیگی ملکہ نسیم جو کیفیت سنی بیقرار
ہوگئی اور سوگندہ کی طرف دیکھا سوگندہ بھی سیارہ کی طرح حیرت سے اشکبار رہتی تھی ملکہ سے
عرض پیرا ہوئی کہ یہ تو محرم دل وجان ہیں واقف اسرار نہان ہیں اینسے کسی چیز کا عذر کرنا کیا
تیغ سحرکش جو اسکے پاس ہے دیکر پھر شغل شبکار رہا کرین بسر کرین اور ہم آپ یہان سے جاکر خود
تزئین وآرایش کرین روز مفارقت دونون کا بخوبی کٹ جائیگا شام کو وہ جام الفت پینے
پھر ملائینگا اگر چہ ع خدا یار ہے تو پھر انشاء اللہ ہمکناری دلدار ہے ملکہ نے یہ تقریر سنکر ایک کنیز
سے کہا کہ لا تیغہ سحرکش دے اسنے اپنی کمر سے کھول کر شہزادے کے حوالے کیا اور فرمایا کہ یہ
تیغہ تحفہ طلسم ہوشربا ہے افراسیاب جادو نے میرے باپ کو دیا ہے کہ اپنے قلعہ کی حفاظت
کے لیے رکھیں پس ماں میری یہ جانتی ہے کہ لڑکی میری سپرد دوست ہے اور راتون کو اکیلی پھرا کیجرا
پھرا کرتی ہے ایسا نہو کہ کسی آفت کا سامنا ہو اور کوئی ساحر اکیلا جانکر اسکو دھوکا دے آبرو
میں فرق لائے ایسا کچھ جانکر یہ تلوار ساتھ کردی ہے خاصیت اسکی یہ ہے کہ جسکے پاس یہ تلوار
ہو سحر اسپر کیا اثر کریگا اور اس شمشیر سے کیسا ہی زبردست ساحر ہوگا دو ٹکڑے ہوگا غرضکہ
قاسم تلوار پاکر بہت خوش ہوا اور اسکو نیام سے کھینچ کر ملاحظہ فرمایا ایک شمشیر جوہردار کو دیکھا
کہ فرمودہ تیغ کبود تو جوہر از تن خویش چہ بہ بنفشہ سیراب قطرہ باران + اس تلوار کو
کمر سے اپنی لگایا ملکہ روتی ہوئی تخت پر بیٹھ کر کنیزون کے روانہ ہوئی لیکن جاتے وقت
چشم اشکبار رو رو بیقرار یہ کہتی تھی کہ رباعی

آتش سے جو غم کی دل جلا خاک ہوا | اور جل کے جگر بھی اب مرا خاک ہوا
چون شمع ملا نہ کچھ بجز سوز فراق | حاصل ہمیں عاشقی میں کیا خاک ہوا

قاسم نے ہنسکر کہا اے شمع محفل خوبی واے رونق بزم محبوبی آج کی شب ضرور اپنے جمال نورانی
سے چشم تیرہ عاشق زار کو منور کرنا اور اگر آنے میں ذرا بھی تغافل ہوگا تو مقتضا ہے رباعی

گر شکل نہ اپنی تو دکھا جاویگا | تو مجکو غم فراق کھا جاویگا
ایسا ہی ہجوم غم ہے تو تن سے مرے | گھبرا گھبرا کے جی چلا جاویگا

قصہ مختصر جب ملکہ روانہ ہوگئی شہزادہ با حشم تر سب سامان جشن اسی طرح چھوڑ کر اور ملازمون سے
تاکید فرما کر کہ کوئی دقیقہ آرایش و زیبایش مین باقی نہ رہے آج کل سے زیادہ تکلف کا سامان ہو
مین رزمگاہ سے واپس ہوکر یہان آؤنگا اور دل بہلاؤنگا غرضکہ سب طرح سے قدغن کرکے
روانہ ہوا اگرچہ بارادۂ رزم چلا تھا اسوجہ سے مسلح و مکمل تھا اور مرکب شبدیز تگ زہرہ جبین
زیر ران تھا سیارہ نے جاکر جو سردار کہ باقی تھے انھین اطلاع دی کہ اسباب حرب و حشم
خدمت شاہزادہ مین لیکر حاضر ہون تمام مطیع و منقاد مع جلوس حکمران شہزادہ پاس آئے سب کو
لیکر یہ تو ادھر سے چلا اور ادھر امیر با توقیر نے رات بھر تیاری جنگ مین اوقات بسر کی دم
سحر با فوج دستور کے مشہد کر پاس سے نماز پڑھکر سوار ہوے اور دربارگاہ سلطان باکرم پہونچے
شاہ عجاوہ جب برآمد ہوے تخت کو گھیر کر سمت دشت مصاف چلے کہ نظم

چلا مشرق سے جب سلطان خاور ۔ عنان توسن گردون اٹھا کر
اٹھے آغوش راحت سے سحر دار ۔ نماز صبح کو وہ مرد دیندار
رکھی بار جہانداری کمر پر ۔ اسے سمجھے کہ ہے پیوند خضر دیگر
نکلے خورشید آسا بس شاہان ۔ ہوا لشکر ہر اک سو سے نمایان
چلی شہ کی سواری اس چمک سے ۔ صدا سے طرقوا آئی فلک سے
نقیب و چوبدار اُنکے تھے ہمراہ ۔ صدا حاجب کی تھی نصر من اللہ
فلک فرسا تھے رنگارنگ رایت ۔ کوئی قمری کوئی طاؤس جنت
ادھر تو تھا یہ سامان سواری ۔ ادھر آئی لقا کی فوج ساری
سجے دونون طرف میدان مین لشکر ۔ صفین آراستہ تھین سب برابر

جب لشکر لڑنے پر تل گئے اور ساحرون کے پرے جمے سمو دزن میدان کارزار مین نکلا
اور اپنی اولوالعزمی دکھا کر مبارزطلب ہوا ہنوز کوئی لشکر امیر سے مقابلے کو نہ گیا تھا کہ
یکایک صحرا کی طرف سے گرد اوٹھی سب کی نظر اُس طرف گئی دیکھا آگے ہاتھی پر علم نشان فوج کا
جلوہ دکھاتا پھریرا اُسکا لہراتا پیدا ہوا اسکے پیچھے کئی ہزار جوان رستم مثال زرہ چاندی سونے
کے کڑون سے زیب بر کیے گھوڑے اوڑاتے نکلے پھر سترہ سو جوڑی نقرئی و طلائی نقارون
بجتی ہوئی ظاہر ہوئی جسکی صدا سے گوش فلک کر ہوا پھر اٹھارہ ہزار سوار وہ زرہ سرخ و سفید سے
لدا ہوا آیا کہ زر و گوہر نثار ہوتا تھا اور شہزادہ ملک قاسم لعل خفتان خود نیر خاور سپاہ زیر سایہ

علم شیر پیکر زرہ یاقوت نگار در بر کیے مرکب چمکاتا ظاہر ہوا وہ مرکب اصیل نگاہ بھری کرتا رہا لینے
سے کھیلتا راں بیڑی کی سوار کے لنگت دکھاتا اپنے سایہ سے رم کرتا کہ مثنوی

از آسیب گام و سمش گاہ تک
نشان بر رخ ماہ و پشت سمک
سبک بک روی از فلک کم نبود
صبا مرد میدان از ہم نبود

فی الجملہ قاسم رات ہی سے اجازت حرب شہنشاہ سے لے چکا تھا بادشاہ کو دور سے تسلیم کر کے
گھوڑا بڑھا کر عموذرن کے مقابلہ میں گیا اور لشکر نے شاہزادے کے ایک سمت پرا جمایا باجے
بجے علم کل لشکر کے جلوہ دکھانے لگے امیر دعائے فتح و ظفر یابی اپنے پوتے کی مانگنے لگے
ادھر بختیارک نے لقا کو گرمایا کہ یا خداوند دادا وا آپ کے بڑے شیور نسی آئے ہیں اس بار کو
بغیر ہلاک کیے نہ چھوڑیگے ذرا تقدیر کو اپنی سنبھالیے لقا نے کہا میں تقدیر کر چکا ہوں کہ قاسم
مارا جائیگا یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ قاسم نے ساحر سے ضرب طلب کی اُسنے آج تیز بھی نہ کھایا
پہلے ہی اپنا گرز سحر کا اُٹھا کر شہزادے پر وار کیا امیر بسبب تیغہ سحر کش کے جادو اثر نہ ہوا اور
وہی تیغہ جو کارہ دبیر لگا یا دو ٹکڑے اُس گرز کے ہوئے عموذرن نے جھلا کر تلوار کھینچ کر لگائی
شہزادے نے وہ بھی خالی دی اور تیغہ سحر کش جو کمر کو تیلا کر سر پر مارا عموذرن نے سپر کی
جو سپر اپنے بناہ کی تیغہ سپر کو کاٹ کر مع اُسکے جسد ناپاک او زسواری کے واسطے دو دو
ٹکڑے کرکے زمین پر اترا اور شور اسکے مرنے کا برپا ہوا لشکر اسلام میں نعرہ اللہ اکبر بلند ہوا
اور بختیارک پکارا کہ صلوۃ بر محمد یہ ضرب دست نہ دیکھی ہوگی اب نہ جادو چلا اور نہ خداوندی
تقدیر نے کچھ اثر کیا واہ واہ کیا کہنا یا خداوند اب تقدیر کو نہ فرمائیے غرض بعد ہلاک عموذرن
کے بھائی اُسکا خونخوار شمشیر زن غضبناک ہو کر شہزادے کے مقابلے میں آیا اور بڑھ کر
شمشیر آبدار کا وار کیا قاسم نے اسکے وار کو بھی رد کر کے تیغہ سحر کش سے اُسے واصل جہنم کیا پھر تو
وہ غل و شور مچا کہ پناہ بخدا آندھی سیاہ اٹھی کہ جہان تاریک ہو گیا اور لقا کی یہ حالت ہوئی کہ بقول اُس کے نظم

عجب صدمہ ہوا جانِ حزیں پر
وہ بسمل کی طرح لوٹا زمیں پر
کبھی تھا بیقراری سے وہ بیہوش
کبھی تھا اضطراری سے ہم آغوش

آخر فوج کے سرداروں کو للکارا رعد آسا نعرہ مارا کہ کیا کھڑے دیکھتے ہو جبر داد بہیرہ شہزادہ جانا
سلامت نہ لیجانے پائے لشکر حکم اپنے خداوند کا سنکر لینا لینا کہکر بڑھا اور ساحروں نے ایک ساعت حملہ کیا
نارنج ترنج سحر کے مارنا شروع کیے کبھی اژدہے پیدا ہوئے اور کبھی فلک کی طرف سے انگارے برسے

لیکن بسبب تیغہ سحر کش کے جادو نے تاثیر نہ کی اور قاسم نعرہ کرکے اُس بحر فوج میں غوطہ زن ہوا کہ بیت

من آن شہسوارم کہ در روز جنگ ... نہ پیچم بچشم آمدے نے پلنگ

ادھر صاحبقران اسم اعظم پڑھتے شمشیر کھینچکر بڑھے اور لشکر اسلام فوج لقا پر چلا بادشاہ تخت آگے بڑھا طبل و بوق و ناسے تیزی کو دم ملا دو بحر زخار لشکر باہم مل گئے اور تلواروں کی موج اُٹھنے لگی کشتی حیات طوفانی ہوئی کہ نظم

بڑھی ہر سمت سے جب فوج اسلام ... زرہ پوشوں کے آئے سب تہ دام
نقیبوں نے دلیروں کو کیا گرم ... ہوئے دل سنگ اور جاتی رہی شرم
صدا سے کوس کی جو ہر کہیں تھی ... غبار آسا پراگندہ زمیں تھی
سروں پر فیصل توسن بولتا تھا ... نقیبوں کی جگہ رن بولتا تھا
ہوا دریا سے خون ہر جوہر تیغ ... جو قطرہ تھا نظر آتا تھا وہ تیغ
جو کوچے تھے وہ لاشوں سے پٹے تھے ... قدم آگے جو تھے پیچھے ہٹے تھے
اجل نے بھرے خالی کیے تھے ... کئی لشکر بھرے خالی کیے تھے

قاسم پر تو سحر تاثیر نہ کرتا تھا ساحروں کے کشتے کے پشتے کیے تھے لاشوں کے انبار لگا دیے تھے لشکری شہزادوں کے فوج لقا پر گرے تھے تلواروں کی ہوا اس میں چلتی تھی غبار کی طرح جانیں ہر ایک کی برباد تھیں رہ میں رہرو جادۂ عدم ناشاد و نامراد تھیں دو عسکر جنگجو کینہ ور تھے علم تیغ و بازو میں تھے کہ نظم

لگے کشتوں سے پشتے اسپ و ستور ... پرے خالی ہوئے میدان میں معمور
ہزاروں کی رکے کس طرح سے راہ ... وہ کافر بھاگ نکلے قصہ کوتاہ

شام تک شعلۂ آتش قتال بلند رہا اور اس آتش سے بحر خون جاری تھا کہ بموجب ابیات

ہوا جب شعلۂ ہنگامہ ناورد ... کہ دور کی آتش سوزاں ہوئی سرد
وہ زخمی تھے جو اس فوج شقی کے ... کیا ان کو ہوا نے چاندنی کے

شام کو مکمشار نے طبل بازگشت لشکر بجوایا اور لقا شکست کھا کر میدان میں نہ ٹھہر سکا مع لشکر کے بھاگ کر اندر قلعہ کوہ عقیق کے چلا گیا پل تختہ قلعے کا اٹھوا کر دروازہ قلعہ کا بند کر لیا لشکر امیر نے خیمہ و خرگاہ لشکر عدو لوٹ لیا امیر بہ فتح و ظفر قاسم کے سر پر سے زر نثار کرتے ہوئے بہ کشتہ اپنے لشکر کے میدان سے اٹھوا لیے راوی کہتا ہے کہ جب ساحر ہاتھ سے قاسم کے مارے گئے تو سرداران قاسم جو گرفتار ہو گئے تھے انپر سے سحر دفع ہو گیا اور قید اصلی توڑ

نکلے از بسکہ لقا پر وقت صعب تھا اُن سرداروں کو کون روکتا کیونکہ سب بھاگ کر قلعہ میں گئے
تھے وہ سردار رہا ہو کر خدمت شہزادہ قاسم میں آئے ہر ایک سردار داخل حمام ہوا اور نہا کر لباس
خون آلود تبدیل کرکے بارگاہ سلیمانی میں آکر زیب دہ کرسی و دنگل ہوئے شادیانے نشے کے دربار
میں حکم جشن ہونے کا دیا فوراً جلسۂ عشرت جمگیا سب ناچ دیکھنے لگے اور مصروف عیش و نشاط
ہوئے لیکن قاسم حمام کرکے لباس پر تکلف جواہر آگیں پہنکر سیارہ کو ہمراہ لیکر اُسی صحرا
صحرا کی طرف روانہ ہوئے جہاں ملکہ سے ملاقات ہوئی تھی یہاں حسب الارشاد ملازموں نے
فرش بدل دیا جو کل سامان تھا اس سے زیادہ کیا تھا سارے جنگل میں گلاب و کیوڑہ
و بید مشک کا چھڑکاؤ تھا اور جواہر کو میدان میں چھڑکا کہ زمین کو ہمسر آسمان بنایا تھا خلاصہ
یہ کہ وہ مقام انجمن سپہر سے بھی بڑھکر تھا کہ شاہزادہ آکر پہونچا اور مسند پر جلوہ گر ہوا لیکن دل مضطر
یاد میں اس ساقی مستانہ ادا کے بیقرار تھا یہی خیال آتا تھا کہ دیکھیے اب وہ سراپا ناز آتی ہے
یا نہیں اگر نہ آئی اور یہی جدائی تو اپنی زندگی بھی محال ہے جینا وبال ہے کبھی کہتا تھا رباعی

دل آنکھوں سے خون ہو بہا ہے میرا	احوال میں کیا کہوں کہ کیا ہے میرا
جی تن میں کسی طرح ٹھہرتا ہی نہیں	آ جلد کہ دم اُدھر چلا ہے میرا

اور کبھی اُٹھکر ہر سمت دیکھتا تھا اور پتا اگر کھڑکتا تھا تو دل وحشی شاد ہو جاتا تھا جب کسی کو
آتے نہ دیکھتا تھا تو با خاطر حزیں و غمگین یہ لب پر لاتا تھا کہ رباعی

آنے کو کہا تھا یار تو نے تو آ	کب تک کروں انتظار تیرا میں بھلا
تو نے بھی جہاں میں یہ سنی ہوگی مثل	کہتے ہیں کہ الکریم اذا وعد وفا

حاصل الامر شہزادہ تو انتظار یار میں بیقراریاں کرتا ہے لیکن اب طرف ثانی کی کیفیت
سنیے کہ وہ جو تیغہ دیکر اور پا خنجر ابرو سے دلدار دل میں لیکر روانہ ہوئی کچھ عرصہ میں اپنے
باغ میں کہ بیرون قلعہ نرگس کے وہ ہی پہونچی لیکن کئی روز سے اپنی ماں پاس نہیں گئی تھی
اس باعث سے خنقل جادو وہاں اُسکے دیکھنے کو باغ میں رات سے آئی ہوئی تھی اُس وقت
ملکہ کو جو اُسنے آتے دیکھا ملکہ نے باادب تمام سلام کیا ماں نے اُسکی بغضب عتاب و خطاب کیا
کہ اُف وہ چھوکری خوب تو آب ہوائی و دیدہ ہو گئی ہے رات رات بھر غائب رہتی ہے نہ گھر کا خیال نہ
کچھ دین و دنیا کی فکر دس دس روز باغ میں اکیلے رہنا اور ہر جگہ مارے مارے پھرنا سچ بتا
کہ تو کہاں گئی تھی ملکہ نے یہ کلمات نصیحت آگیں سنکر جواب دیا کہ اماں جان آپکے سر کی قسم میں

کوئی کوس بھر پر ایک صحرا مین چاندنی کی بہار دیکھتے دیکھتے سو گئی آنکھ صبح کو کھلی نہین رات ہی کو
چلی آئی حنظل اِس عذر کو سنکر خاموش تو ہو رہی لیکن طور لڑکی کے بیڈھب دیکھے کہ رنگ چہرہ
کا فق ہی ہنسی کھچی معلوم ہوتی ہی پیر کہین ڈالتی ہی پڑتا کہین ہی راستہ ہی بھر مین چھاتیان اُبھر آئی
ہین جیسے کسی مرد کا ہاتھ لگا ہی دیدہ ہوائی ہی آنکھ کا پانی مر گیا ہی چار طرف آنکھین چلکر چلی
جاتی ہین ظاہر ہوتا ہی کہ کسی کو ڈھونڈھتی ہین یہ کیفیت سمجھ بوجھ کے کنیزون سے علیحدہ جاکر
دھمکا کر ڈرا کر دم دلاسا دیکر پوچھا کہ سچ بتاؤ ملکہ کہان گئی تھی کنیزین سب رفیق ملکہ کی تھین
وہ لگین قسمین کھانے کہ ہمین اپنے دیدون کی قسم شہزادی سوائے جنگل کی سیر دیکھنے کے
اور کہین نہین گئین حنظل سمجھی کہ یہ سب چربانک ہین ایسی باتین نہ بتائینگی لیکن کچھ دال مین
کالا ہی آج سے اپنی لڑکی کو کہین جانے نہ دینا چاہیے ایسا کچھ سوچکر بیٹی کو اپنی گلے سے لگایا
اور کہا بابا مین تمھارے بھلے کو کہتی ہون منگنی تمھاری ہو گئی ہے اب تم پرائے گھر کی ہو دولھا
تمھارا جو سُنے گا تو کیا کہے گا گھر سے کہین جایا نہ کرو یہین سیر تماشا کیا کرو جو چاہو وہ سب
سامری کی عنایت سے موجود ہو جائے بیٹا مین نے تو کبھی تجھے تابش کی نہین ڈھیلی رہی چھوڑ
رکھا پر اب دنیا کی باتین سن سن کر دہل آتی ہی دیکھو نہ مہجبین نے کیسا نام شہنشاہ ساحران
کا روشن کیا ہی اسد پر عاشق ہو کر اپنے تئین ستیاناس کیا سلطنت چھوڑی ہی عیش تجا دین
ایمان برباد کیا مجھے دھڑکا ہی کہ لشکر مسلمانون کا یہان سے قریب اُترا ہوا ہی اور وہ لوگ
نگوڑے خوب صورت بہت ہین پھر تم جانو جوانی تو دیوانی ایسا نہو کہین پانون اونچ نیچ
پڑے تو میری رسوائی کیسی ہو اِس سے بہتر یہ ہی کہ جب تک یہ موئے مسلمان یہان سے دفا
نہولین تم کہین جایا نکرو بیٹا تمکو نصیحت کرنا کیا کام خدا تم خود سمجھدار ہو اِن باتون کو گرہ
باندھو ملکہ یہ کلام سنکر رونے لگی اور کہا خوب اماں مین آپ نے مجھے بدکار بنایا میرے جانے
کی چلن تو سب کو تھی یہی میرا یک کو نوالا تھا کہ ہی ملکہ اِس طرح پراجھی پھرتی ہی آخر دشمنون کی
مراد پوری ہوئی اب تو وہ گھی کے چراغ جلائین کہ میرے مدعی قید ہوے یا سامری جو میرا برا
چیتتے ہون انکا دونون جہان مین منھ کالا ہو اور جو میری لگائی بجھائی اماں کرے وہ اپنی
جان جوانی سے پائے دیدے گھٹنون کے آگے آئے اپنی اولاد سے پائے وہ بھی قید ہو ہوکے
کے پانون مین ہتھکڑیان پڑین دنیا سے کلپتا جائے اُسکے گھر مین مری کے جھانکر شہید کرے
اُسکی نہتی سکنے جو مجھے بدنام کرے بدکار بنائے ایک اُسکا نام لیوا اور پانی کا دیوا نرہے غرض

جب ملکہ نے دوپٹا اٹھا کر کو دھیلا کر کوسنا شروع کیا حنظل نے اسکو گھر کا کہ چل چپ رہ تو بڑی چلی
آنی ہی خبردار اب کہیں قدم نکالا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ملکہ اسکے غصے کی آنکھ دیکھکر چپ
ہو گئی اور دیدار معشوق کے دیکھنے سے ناامید ہوئی دریا آنکھ سے اشکوں کا امنڈا سرشک غم
نے طوفان برپا کیا وہ رات کا مزا جو دل میں سمایا تھا اور پہلے پہل دل لگایا تھا عنان توسن
صبر و قرار ہاتھ سے چھوٹ گئی کہ ابیات

سمان شب کا آنکھوں میں چھایا ہوا	مزا دل میں سارا سمایا ہوا
اٹھے جو کوئی وصل کا دیکھ خواب	نہ ہو وصل اور دل کو ہو اضطراب
نئی بات کا لطف پانا غضب	وہ پہلے پہل دل لگانا غضب

ماں سے کہا چاہے میری جان جائے یا رہے مجھے تو سیر کا لپکا ہی گھر میں گھٹ کر تو نہ بیٹھوں گی
ضرور سیر کو جاؤں گی یہی نہ ایک جان ہی چاہے خدا لے چاہے نہ دے آپ مجھے کاٹ بھی ڈالیگا
تو میں بغیر جائے نہ رہوں گی اور جن لوگوں نے آپ کو بھڑکایا ہی انھیں میں خوب جانتی ہوں
بھلا اچھا کیا ہوگا میں انھیں دن رات پھر کر جلاؤں گی لو صاحب بکا ایک جو میں تو بیٹھوں
تو لوگ کہیں گے کہ نرگسی چشم کہیں کسی کے ساتھ بگڑی گئی ماں نے دنوں دنوں کرکے غیب کو
چھپایا پر بیٹی کو نکلنے نہیں دیتی ہی یہ کہکر رونے لگی اشکوں سے منہ دھونے لگی ماں کی محبت
آخر رحم آگیا اور ایک ادھیڑ بوڑھی انیس بول اٹھی کہ ہاں بی بی سچ تو ہی اب لڑکی کا لہو
پانی ایک کرنا بیکار ہی پہلے تو اسکو چسکا اکیلے رہنے کا ہی کہیں پھرنے کا ڈال دیا آج روکے
سے کیا ہوگا یہی نہ کہ کوئی آزار دشمنوں کو لگ جائیگا اور کوئی مرض اٹھ کھڑا ہوگا مثل مشہور
ہی کہ گربہ کشتن روز اول یہ تقریر سنکر حنظل بولی کہ اچھا یہ سیر کو جب جایا کرے تو ملکہ حسامہ
جادو اپنی دایہ کو ساتھ لے لیا کرے اور حسامہ کو بلا کر حکم دیا کہ آج سے لڑکی تمہارے سپرد کی
جہاں کہیں جائے سایہ کی طرح اسکے ساتھ رہنا خبردار اکیلا نہ چھوڑنا نہیں میں بری طرح
پیش آؤں گی یہ جو ملکہ نے سنا اپنا حال تباہ کیا اور جواب دیا کہ مجھ سے یہ قید فرنگ نہ اٹھی ہی
نہ اٹھیگی لو صاحب دائی مجھپر کروڑا ہوگی میں تم ماں کا تو دبا سہتی نہیں دائی جو میرے ساتھ
رہیں گی اور ہر بات میں پٹ پٹ کو لیں گی پھر مجھے کہاں تاب ہوگی میں بھی کچھ کہوں گی تو
نگوڑ ماری بدنام ہوں گی اس سے میں درگذری جھٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹیں کان
ایسی بے اعتبار میں ہوں کہ دائی کو لیے لیے پھر دن بھاڑ میں جائے سیر چولھے میں جائے

تماشا مین اپنی جان دون گی کہین نہ جاؤن گی اور جاؤن گی تو اس بڈھیا نگوڑی کو نہ لیجاؤن گی
مان نے جو یہ باتین سنین کہا اگر تو اکیلی جائیگی تو مارے مار کے تیرا کچومر نکالون گی لو ہوئی مجھے
بھی نخرے بگھارنے لگی ایسی خودمختار ٹھہری کہ کوئی بڈا بوڑھا واقف کار اسکے ساتھ نہ رہے
خواہ تیرے لیے کچھ ہی کیون نہو تو جیے یا مرے مگر دایہ ضرور ساتھ رہیگی قصہ کوتاہ ملکہ نے
لاکھ لاکھ روز مارا کہ اکیلی جانا ملے مگر ممکن نہوا اور دایہ کے لیے ایک پہنچی مین اسکی مان نے
پلنگ بچھوا دیا وہ حفاظت کے لیے وہان فروکش ہوئی اور حنظل وہان سے قلعہ مین چلی گئی
ادھر ملکہ گویا بالکل ملنے سے محبوب کے پاس گئی اور وہ باغ اسکو زندان خانے سے بدتر ہو گیا
بیقرار ہوکر چمن مین سب سے الگ جا کر ٹہلنے لگی شکل زلف سنبل مسلسل یاد کاکل خمدار مین زنجیر
نظر آئی اور خیال قامت قیامت زا مین یار کے سرو سہی کو دار سمجھی نرگس نگاہ غضب سے
چشم کی یاد مین گھورتی تھی ہر ایک کلی اسکے حال پر بسورتی تھی غنچے چٹکتے تھے یا گھرکیان دیتے
تھے گل فرط غصہ سے منہ لال کیے تھے لہرین نہر کی جیسے کوئی خنجر چمکا کر دھمکاتا ہو اسطرح
پیترے بدلتی تھین بلبلین شاخ سبز پر بیٹھ کر عوض ترنم ہر ای کے منہ سے زہر اگلتی تھین جو
پھول تھا وہ نظر مین داغ دل بیمار تھا جو خار تھا وہ درپے آزار تھا ہوا ہی وصال گلعذار
مین باد صبا چراغ زندگانی گل کیا چاہتی تھی سوسن زبان دراز باتین سنایا چاہتی تھی
شمیم کاکل عنبر بار جو باغ مین بسی تھی تو پھولون کی سیر گھبراتی تھی اور بیتابانہ وہ بیقرار
یہ غزل اپنی زبان پر لاتی تھی کہ

غزل

چاک کر ڈالا گریبان اسکے ہجر غمخوار نے — آہ بھر کر کچھ کہا ایسا ترے بیمار نے
دور ہی سے قتل کو فرما جو بھیجا یار نے — آہ کیا تڑپا کے مارا حسرت دیدار نے
مین وہ وحشی ہون کہ گر جاؤن تو پابوسی کرین — سر اٹھایا ہی بہت گردشت مین ہر خار نے
دیکھکر بیمار کو تیرے یہ کہتے ہین طبیب — سیکڑون کی جان کھوئی ہے ابھی آزار نے
کل سے اک بیمار سا جو تیرے در پر تھا پڑا — سو اٹھا کر آج اسے سونپا کہین دو چار نے
کیا کہین ای ہمدمو عشق کا ایسا مرض — کھو دیا دنیا سے ہمکو آہ جس آزار نے
طرفہ حالت ہو گی اسکے گھر مین ہوگی عید سی — جب ہلائی دست و پا تک بھی ترے بیمار نے
حشر مین کیا کیا ہماری دل مین آتی ہے جبکہ آہ — دلبری کی اپنی عاشق کی کسی دلدار نے
وصل کی شب کو یہی کہتے ہو جرأت ہان نہین — مار ڈالا ہمکو تو اس آپ کے انکار نے

یہی اندوہ و الم سوگند پر مفارقت سیارہ مین طاری تھا زمانہ ہجر کتنا بار الم سے بھاری تھا جب اسکی یاد آتی تھیں کلیجہ ملجاتا تھا دل مجروح پر چھریان کوئی لگا کر نمک چھڑکتا تھا بیٹیا بانہ یہ کہتی تھی کہ اے ناکام تو نے کیون بیٹھے بٹھائے یہ رنج مول لیا کہ قید سودای سر مین تا بپا اور پانون مین زنجیر ہی + دیکھ تو صورت مری یہ عشق کی تصویر ہی + غرضکہ اسی بتیابی مین ملکہ کے پاس آئی اور اسکو رنجیدہ و دل کبیدہ دیکھ کر گرد پھری تصدق ہوئی اور عرض کیا کہ حضور دن تھوڑا باقی ہی حمام کیجیے پوشاک بدلیے اپنی آرایش و زیبایش مین مصروف ہوجیے ملکہ نے آہ سرد بھر کر فرمایا کہ نظم

صورت اخگر ہمین جز سوختن کیا چاہیے	تن بہ تعمیر از خاک اپنے پیرہن کیا چاہیے
رنج ہی راحت سی بہتر درد ہی درمان سی خوب	ہم ہین عاشق ہمکو جز رنج و محن کیا چاہیے
ہم اسیر دام حسرت کیا کرین گلگشت باغ	بلبل تصویر کو سیر چمن کیا چاہیے
دی نہ تکلیف لباس عید کی ہمکو کوئی	مردہ دل جو ہوا اسی بغیر از کفن کیا چاہیے

سوگند نے کہا حضور آپ چلنے کی تیاری تو فرمائیے خداوند کریم کوئی صورت معشوق سے ملنے کی بھی پیدا کر دیگا مین آپکو جس طرح بنے گا لے چلون گی ملکہ اس کلام سے مثل گل کے شگفتہ خاطر ہوئی جان تازہ قالب مین آئی اور گویا ہوئی کہ مطلع خرم آن روز کزین منزل ویران بروم راحت جان طلبم وز پی جانان بروم + سوگند نے کہا اے ملکہ اس والی کو قریب شام شربت مین بیہوشی پلا دیجیے اور غافل کر کے چلیے جب نہونے پاوے کہ پھر آپکے کوئی کانون کان واقف نہوگا ہمارا اپنے مقصد کو بر آئیگا ملکہ یہ تدبیر معلوم کرتے ہی پھڑک گئی اور کہا واہ واہ صد آفرین کیا خوب تدبیر سوچی پس اسی وقت حمام کر کے اسنے نہا دھو کر باہر آئی اور بہشتی پوشاک کی منگا کر اپنی تزئین مین مصروف ہوئی زیور یاقوت احمر کا سر سے پانون تک پہنا اور جوڑا دھانی اس نہال باغ زندگانی نے قامت نازک پر آراستہ فرمایا یہ ظاہر تھا کہ اسکا جسم نازنین آسمان حسن ہی اور زیور اسپر ہین ستارے ہین کہ بمقتضای مثنوی

گردن اسکی پوشاک کا کیا بیان	فقط ایک پیشوازہ آب روان
زبس موتیون کی تھی سنجاف کل	کہے تو وہ بیٹھی تھی ہوتی مین تل
گریبان مین تکمہ اک الماس کا	ستارہ سا مہتاب کے پاس تھا
دوکڑی تھی وہ انگیا جواہر نگار	نیا باغ اور ابتدا کی بہار

جھلک پائجامے کی دامن سے یون کہ روشن ہو فانوس مین شمع جون

وہ ترکیب اور چاند سا وہ بدن وہ بازو وہ ڈھلکے ہوئے نورتن

وہ آنکھون کی مستی وہ مژگان کی نوک کرن پھول سقّی کی اور بالے کی جھوک

جواہر سے سینے کی ہیکل جڑی کمر اور کولے کے نیچے پڑی

فقط موتیون کی پڑی پا زیب کہ جسکے قدم سے گھبرائے زیب

کرشمہ اور غمزہ ہر آن مین غرض دلبری اُسکے فرمان مین

جب خوب آراستہ ہو چکی کنیزون سے فرمایا آج ہم کہین نہ جائینگے یہین جلسہ ہوگا بندگیے شراب و کباب لاؤ ارباب نشاط کو بلاؤ اور دایہ امان سے کہو یہان آکر بیٹھین میرا پہرا دین ایسا نہ ہو مین کسی یار کو بلالون حسب الارشاد جملہ سامان مہیا ہوگیا اور دایہ بھی پاس آکر بیٹھی سوگند نے شراب مین خوب بیہوشی ملا دی اور جام بھر کر ملکہ کو دیا ملکہ نے کہا دایہ امان پہلے تم پیو دائی نے اسکے اصرار کرنے سے شراب پی ملکہ نے متواتر کئی ساغر اسکو پلا دیے کہ ٹانگون مین سر ڈالکر اُسی جگہ پڑ رہی بیہوش ہوگئی اس ہنگام مین بازیگر روزگار مین عجوزہ سیہ چردہ شب کی آمد ہوئی اور معشوقہ خورشید نے بہارستان مغرب کی راہ لی قطعہ

قلق دل پہ لینے لگے روز کب ملے مجھ سے شمع شب افروز کب

ہوئی شب لیا منہ نے جام شراب کیا سجدۂ شکر مین آفتاب

عجب شب تھی وہ جون سحر روسیاہ عجب روز تھا مثل روز امید

دایہ کے اور زیادہ بیہوشی منہ پر ملکر بیہوشی پختہ کی کرکے تخت سحر سوگند نے تیار کیا مع چند کنیزون کے سوار ہوکر راہ خانہ محبوب لی بیت

منزلون ہے یہان سے خانہ یار شوق کہتا ہے دو قدم بھی نہین

بعد تھوڑی دیر کے اپنے مشتاق کے پاس تخت رسانے پہونچایا یعنی صحرا نظر آیا جہان غزال بادیہ محبت مسکن گزین تھا تخت سے اُترکر اٹھلاتی پائون کی چھاگل سے مژدہ آمد سناتی آگے بڑھی شہزادہ قاسم تو دیر سے اُسکا منتظر ہر سمت تکتا پھرتا تھا اُس سراپا ناز کو آتے دیکھکر مضطربانہ دوڑا اور یہ زبان پر لایا مخمسہ

کہے ایسے قیامت راہ چلن بھاتے ہین صاحب کے نرالی اٹھتین ناز و ادا بھاتے ہین صاحب کے

خلاف وضع ہی پامال چلاتے ہین صاحب کے قدم انداز سے باہر ہوئے جاتے ہین صاحب کے

ستم رنما ہین کرتی ہے ٹھوکر و کیتے جاؤ

غرضکہ جب قریب اُس مہر رودان کے پہونچا گود مین اُٹھا لیا ملکہ نے بھی رخسار پر رخسار رکھ دیا آخر الامر مسند پر لب باتھر بیٹھایا ادھر سیارہ نے اپنے مطلوب کو گلے سے لگایا اور شکر ایزد وبیہ بجا ادا کیا ملکہ نے سب حال بدرد کر اپنا بیان کیا کہ آج تک تیرے ملنے کی کسی طرح امید نہ تھی خدا سوگند کا بھلا کرے جسنے دایہ کے بیہوش کرنے کی تدبیر نکالی اور اللہ نے پھر تمھاری صورت دکھائی قاسم نے کہا اسے جان جان اب تم یہان سے نکلنا ہین تمھارے والدین سے سمجھ لونگا سوگند نے کہا جیسا موقع ہوگا دیکھ لیا جائیگا اب داد عیش و خرمی دو رات تھوڑی ہے دو باتین ہنسی خوشی کی کرو قاسم نے ارباب نشاط کو حکم دیا گانا ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا تانگون کی قینچیان بندھ گئین بوس و کنار شروع ہوا دونون مست و لایعقل ہوکر جام محبت سے سرشار اٹھ اٹھ کے پانیاسے پیار کرتے اور سیارہ اپنی معشوقہ کو علحدہ لے گیا شیدا سے پلنگ پر لا باہم عشرت پذیر ہوئے مرادین برآئین آرزوئین پوری ہوئین کہ نظم

خوشا وہ زمانہ کہ دو اک جگہ	کرین باہم دگر جلوہ ہمدمی
سبھی یون تو دنیا کے ہین کاروبار	دلے حاصل عمر ہے وصل یار
بہم مل کے بیٹھے ہین دو رشک مہ	ستاران مہ وش ہین ہر اک جگہ
ہر اک سے رشک گلستان ہے آج	بہار وصال عنبر بیان ہے آج
پسینا پسینا ہوا سب بدن	کہ جون شبنم آلودہ ہو یاسمن
لبون سے ملے لب دہن سے دہن	دلون سے ملے دل بدن سے بدن
لگی آنکھ سے آنکھ خوش حال ہو	گئین حسرتین دل کی پامال ہو
لگی جاکے چھاتی جو چھاتی کے ساتھ	چلے ناز و غمزے کے آپس مین ہاتھ

آخر بعد لذت بوس و کنار رنگے ہین باہم وصال کر وہ سرشار ہوگئے لیکن بمصداق بیت

ہزار افسوس پھر یہ چرخ پرزور	کرے گا مشتری کو ماہ سے دور

حنظل یہان ملکہ کی بدگمان ہوکر لوٹ گئی تھی دایہ کے چھوڑ جانے پر اتفاقیہ یہ ہوئی کہ دوپہر رات گئے قلعہ نرگس کوہ سے ملکہ کے باغ مین آئی یہان کچھ تو کنیزین قلماقنیان اردو بیگنیان پہرے چوکی کے لیے حاضر تھین باقی باغ مین سناٹا تھا اُسنے پہرے کے لوگون سے استفسار کیا کہ ملکہ کہان ہے اُنھون نے عرض کیا کہ وہ شام سے اپنی تشریف لیگئین ہین اُسنے کہا دائی ساتھ ہے

یا نہیں انھون نے جواب دیا کہ وہ بارہ دری مین سوتی ہین حنظل نے بارہ دری مین آکر جنید
دایہ کو جھنجھوڑا کہ یہ بیدار ہو مگر وہ نہ اُٹھی اُسوقت تو اُسنے ملازمون سے کہا ارے روشنی تو لاؤ کہین
دائی کو زہر دیکر تو نہین سُلا دیا ہے لوگ شمع جلا کر لائے حنظل نے دیکھا کہ سانس تو دایہ لیتی ہے
لیکن بیہوش پڑی ہے پانی سے تر کرکے اُسکے دماغ پر رکھا کہ چھینک آئی اور ہوشیار ہوئی حنظل
نے اُس سے کہا خوب تو حفاظت چھوکری کی کرتی ہے دائی نے کہا بی مجھے حواس ہین او تمھاری
چھوکری ہی ایسی ہو تو کوئی کیا کرے دل لگی مری ہوئی ہے وہ مجھے سُنگھا دے کر جاتی تو عجب نتھا
مین ایسی نگہبانی سے باز آئی تم اپنی لڑکی کی خبر لو حنظل یہ باتین سُنکر بغیظ و غضب تمام ڈھونڈھنے
چلی اور بزور سحر اسقدر بلند ہوئی کہ تمام دنیا پیش نگاہ تھی آخر ایک طرف کثرت سے مشعل و
چراغان روشن دیکھے یقین واثق ہوا کہ وہ شوخ دیدہ بھی یہین ہوگی یہ تجویز کرکے اُسی جگہ پہنچے
نہین پہونچا یا عجیب معاملہ نظر آیا کہ بیچ جنگل مین اونٹ پہلون سے کھڑے ہین اور ملازم کسی
شخص کے پہرے پر ہین اونٹ کے اُس طرف چھپر کھٹ مرصع بچھا ہے گرد اگرد اُسکے قرابے گلاب
کیوڑے کے شیشے بھکے رکھے ہین ننانخے ہوا اسکے زنجیر و حمرے ہین اور ملکہ سر بازوئے یار پارہ
نوجوان سے رکھے پیاری بغل مین ہنڈا ہے اسکا ہاتھ اُسکے سینے پر اُسکا ہاتھ اسکی چھاتی پر پڑے ہوئے
ہین اور ملکہ کے پائچے چڑھ گئے ہین رانین کھلی ہین پنڈلی سے پنڈلی گتھی ہوئی ہے نظم

دیکھا تو وہ دونون کے تھے خواب	گل لپٹے تھے آفتاب و مہتاب
بیدار سکی وہ چشم نرگس تھی	چھاتی پہ کچھ کھلی ہوئی تھی
سمٹی تھی جو محشر اُس قمر کی	بر جون پہ سے چاندنی تھی مہر کی
لپٹے تھے جو بال کروٹون مین	بل کھا گئی تھی کمر لٹون مین

یہ کیفیات دیکھتے ہی شعلۂ غضب اور زیادہ بھڑکا اور ایسا سحر پڑھا کہ ہوا ٹھنڈی چلی جسقدر
نگہبان تھے بیہوش ہو گئے اور یہ آخر تہ انداز طالب و مطلوب قریب پلنگ کے آئی ملکہ کو
صدقے لیا اُس گل بدن سے جدا کیا اور ایک نعرہ مارا کہ او کمبخت بریدہ ننگ خاندان یہ کیا غضب
تو نے کیا کہ قفل عصمت کلید فاجری سے وا کیا اس صدا سے شہزادی کی آنکھ کھلی اور قاسم بھی
بیدار ہوا عوض مسیحا کے ہلاکو بالین پر نظر آیا مگر بجلدی تمام اُٹھکر پہلو سے تیغ سحر کش لیا حنظل اس
تیغ کو دیکھ کر گھبرائی اور کمر مین ملکہ نے خنجر دیکر او ڈری پکاری کہ او تختہ تیغ سحر بھی تو چلانے دیگی
کر دے پارہ تو ہی کیا تیرا حال کرتی ہون یہ ہنگامہ اور غل جو ہوا سو گنبد بہاور سیارہ سے ٹکر

دوڑی حنظل نے جو اُسکو آتے دیکھا پھر بال اپنے سر کے نوچکر اسکی جانب پھینکے کہ وہ زنجیر آہنین بنکر اس سیر دام زلف کے دست و پا وغیرہ مین لپٹے حنظل اسکو بھی پیچ کر زاری کرتی ہوئی چلی اور سوگن سر لٹکتی جاتی تھی مگر سیارہ سے کہتی جاتی تھی کہ دیدار ما شما اتفاقا ہست اوقتا و اوختم ملکہ قاسم کو پکارکر سناتی تھی کہ ای شہریار خدا حافظ و ناصر اپنے دل نازک پہ میرے مرنے کی خبر سنکر کچھ صدمہ و ملال نکرنا تمھین حفظ و حمایت مین پروردگار کی دیا اللہ نگہبان ہم آغوش قبر مین سونے جاتے ہین اور حسرت دیدار کی دم نزع دل مین رکھتی ہین کہ نظم

دکھا دو ذرا آکے رخ اپنا ہمین	مری جان اللہ کو سونپا تمھین
چلے ہم تو دنیا سے ناشاد ہاے	نہ کچھ رنج اُسکا ترے دل پہ آئے

قاسم نے یہ سنکر ہر چند دوا دوش کی کہ ملکہ تک مین پہونچون کسی طرح ممکن نہوا ناچار بنگاہ حسرت دیر تک دیکھتا رہا اور زار زار بچشم خونبار روتا تھا آخر نگاہ سے وہ کشتہ تیغ ستم تڑپتی ہوئی غائب ہو گئی اور یہ جب صورت آنکھون سے یہ دیکھتا ہوا تھرا کر فرش خاک پر اسی جگہ گر پڑا اور گریبان کو تا بدامن چاک کیا بیتابانہ یہ اشعار زبان پر لایا کہ اشعار

فسانہ بیکسی کا اپنی جب اکثر سناتا ہے	دل آفت زدہ رو رو کے مجکو بھی رلاتا ہے
کہون کیا آہ مجھ آزردہ دل پر کیا گذرتی ہے	کہ جب عاشق کوئی معشوق کو اپنے مناتا ہے
جدائی سے تری دل پر نہایت غم ہے ای پیارے	خدا کے واسطے آجا نہین تو جی سے جاتا ہے
خدا جانے کہ دل پر آج کیا حالت گذرتی ہے	کبھی بیتاب ہوتا ہے کبھی آنسو بہاتا ہے
یہی صحبت ہم رہتی ہے مثل غنچہ و شبنم	ادھر روتا ہون مین اور اسطرف وہ مسکراتا ہے
کوئی بندہ خدا کا جان دیوے اور تو دیکھے	ارے بے رحم کافر کیش کیا تجکو بھاتا ہے
حقیقت کوئی کہتا ہے مرے رونے کی گر اس سے	تو منہ کو پھیرکر وہ اس طرف سے مسکراتا ہے

ایسی دلولہ جنون مین ترنگ آئی کہ یہان اشک بہانے سے کیا فائدہ راہ کوچہ دلدار تلاش کیجیے یا اسکو ڈھونڈھ نکالیے یا اپنی جان دیجیے یہ سوچکر سیارہ سے فرمایا کہ دادا جان سے جاکر میری جانب سے عرض کرے کہ چند روز تک مین دربار مین حاضر نہونگا ماندا ہون سیارہ حسب اجازت امیر کے پاس گیا امیر پچھلی رات سے عبادت کرنے اُٹھتے ہین سجدہ گاہ مین تھے کہ سیارہ نے پہونچکر شہزادہ کی علالت بیان کی امیر نے فرمایا کہ میری طرف سے دعا کہنا اور مین بھی دیکھنے کسی روز آؤنگا سیارہ پھر وہان سے خدمت شہزادہ مین آیا قاسم نے

فرمایا کہ مرکب حاضر کرین تلاش مین اپنی محبوبہ کے جاؤنگا سیارہ نے عرض کیا کہ حضور کا جانا
ابھی اچھا نہین ایسا نہو کہ آپ کو متلاشی بلکہ سمجھکر اُسکو کوئی گزند پہونچائین اور رقیب دیدہ زیادہ
کرین اس سے بہتر یہ ہے کہ غلام کو روانہ کیجیے تاکہ خبر رشک یوسف کی آپ سے لائین اور موقع
دیکھکر یا آپ کو وہان لے جاؤن یا اُسکو آپ تک پہونچاؤن شہزادے نے فرمایا کہ اچھا جاؤ مگر
جلد آنا دیر نہ لگانا ورنہ مین تڑپ کر ہلاک ہوجاؤنگا ہاے وہ اُسکی بھولی بھولی باتین جب
مجھے یاد آتی ہین تو دل مضطر ہو کوئی جیسے ٹھیر پایان لگتا ہے کسی صورت آرام نہین آتا ہے
دل کو کوئی ہاتھون سے ملتا ہے بانسون اچھلتا ہے نظم

جس طرح ہوگا شب فرقت بسر کرلین گے ہم — وہ تو کب آتے ہین تو بھی اے اجل آنا نہ آج
کھل گئی بے پائگی دل کے شگاف زخم سے — قطرۂ خون سمجھے تھے سو وہ بھی کچھ نکلا نہ آج
خواب کیسا رات بھر رویا کیا اُن سے یار — قصۂ مرگ عدو سمجھا مرا افسانہ آج
گورکن ہین منتظر بیکار رکھا ہے کفن — اب نکر اے مرگ ہمسے ناز معشوقانہ آج
کل لگا دم منتظر دلی ہوئی تھی جام مین — پھر لی ہے آنکھون مین اپنی گردش پیمانہ آج
دشت مین کس رشک لیلی نے قدم رنجہ کیا — گھر بھلائے دیتی ہے دل جیسی ویرانہ آج
قیس کا روز رہائی تھا سو بنے اے جنون — جان کر فال زبون طوق گلو پہنا نہ آج

سیارہ نے شہزادے کو سمجھایا کہ حضور اگر ملکہ آپ سے راضی ہے تو کوئی دم کو ورنگ لشکر
آج کل مین وہ خود کوئی تدبیر ملنے کی پیدا کرے گی آئیگی آپ اسقدر مضطر نہون مین جاتا ہون
اور خبر لاتا ہون یہ کہکر تنظور کو ذریعہ اور پیتا و ستر لائی سے آراستہ ہوکر بانہاے
عیاری جسم پر آراستہ کرکے صورت اپنی مثل ساحرون کے بنالی اور منزل مقصد کی راہ لی
شہزادہ فرش خاک سے اُٹھکر خیمہ مین آیا اور پلنگڑی پر لیٹ کر درد ہجر و حیرت سے کروٹین
لینے لگا تپ ہجر سے معشوق کی کراہنا شروع کیا بیتاب ہوکر کہتا تھا ابیات

اس عہد مین الٰہی محبت کو کیا ہوا — چھوڑا وفا کو اُسنے مروت کو کیا ہوا
امیدوار وعدۂ دیدار مر چلے — آتے ہی آتے ہاے قیامت کو کیا ہوا
اُسکے گئے یہ ایسی گئی دل سے ہمنشین — معلوم بھی ہوا نہ کہ طاقت کو کیا ہوا
بخشش نے مجکو ابر کرم کی خجل کیا — اے چشم جوش اشک ندامت کو کیا ہوا
جاتا ہے یار تیغ بکف غیر کی طرف — اے کشتۂ ستم تری غیرت کو کیا ہوا

جاہل کلام نہ ناکام تو یار محبوب مین بیقرار ہی مگر اُس اسیر پنجۂ قضا و تقدیر یعنی ملکہ دلگیر کو جب
حنظل گرفتار کرکے لائی قلعہ مین اس لیے نہ گئی کہ اس آوارگی سے ہر خرد و بزرگ آگاہ ہوگا
شناسی ہوئی ہی لڑکی بدنام ہو جائیگی غرضکہ باغ مین لاکر پہونچایا اور ملکہ کو کئی تماچے زور زور
لگائے بغصہ پکاری نظم

بیٹی کی طرف کیا نظارا	جھنجلا کے کہا کہ حرام پارہ
حسرت مین لگایا داغ تونے	لٹوائی بہار باغ تونے
تھمتا نہین غصہ تھامنے سے	چل دور رہو میرے سامنے سے

سوگند کو بھی مارا اور کہا مالزادی تونے میری لڑکی کو خراب کیا سوگند اور ملکہ اُسوقت
تو خاموش ہو رہین لیکن کچھ دیر کے بعد حنظل نے ملکہ کو سمجھانا شروع کیا کہ خیر آج تو مین
طرح دیتی ہون درگذر کرتی ہون اب اگر تجھے کہین جاتے سنون گی حلال ہی کر ڈالون گی
خبردار کبھی بھولے سے بھی ایسی حرکت نکرنا یہ کلام ترحم سے سنکر سوگند کو جواب دہی کی جسارت
ہوئی اور روکر حنظل کے پاؤن پر گری عرض کیا کہ پہلے حضور دو باتین میری سُن لین پھر
جو چاہین وہ کرین ہم آپ کے بس مین ہین حنظل بولی کہہ کیا کہتی ہے اسنے کہا ہونیوالی بات
بدنامی تقدیر مین لکھی ہو تو کوئی کیا کرے اور مین ہمیشہ ناشاد ملکہ سے کہتی تھی کہ حضور نجائیے
نجائیے میرا کہنا نمانا اپنے ساتھ مجھے بھی رسوا کیا یعنے حضور اصل بات یہ ہے کہ ملکہ جو سیر کو
گئین قاسم نواسہ حمزہ کا صحرا مین صحبت آرا تھا اُسنے ملکہ کو اپنا برابر والا سمجھکر نشست شریک
بزم کیا اور کہا اس مین عیب کچھ نہین کیا ایسا ہوتا نہین ہے کہ شاہ و شہریار باہم تپاک کرین
اور ایک جگہ ملکر بیٹھین یہ کلام اُسکا ملکہ نے پسند فرمایا اور جاکر مسند پر بیٹھین اوسنے پھر اب
اپنے ہاتھ سے شہزادی سمجھکر پلائی ناچ ملکہ دیکھا کین اُسوقت ملکہ نے سر مین درد ہوا فرمایا
کہ مین اب جاکر آرام کرون گی قاسم نے پھر براہ عجز کہا کہ یہین میرے پلنگ پر لیٹے لیٹے ناچ
دیکھیے پھر چلی جائیے گا ملکہ نے جاکر تکیہ سر کش پہلو مین رکھ لیا اور لیٹین لیٹے ہی سو گئین
مین نامراد بھی پڑ رہی جگانا مناسب نجانا ادھر قاسم بھی ملکہ پاس جا لیٹا اور سو گیا اُسوقت
آپ جاکر پہونچین اور گرفتار کر لائین اور ننگے کھلے ہونے کو یہین کیون نامی پیون جوانی
کی نیند سویا ہوا برابر ملکہ کا ہین کچھ قصور نہین اُسوقت آپکے کھینچنے سے تلوار وہی پہلو مین
رکھی تھی قاسم نے بیدار ہوکر اُٹھائی اور نہین تو ملکہ نے اسے نہین دی اگر رونے پیٹنے کو

دونوں سے کہو تو ملکہ کا ابھی سن کیا ہے وہ کیڑوں کی مانگتی ہیں سمجھیں کہ ماں نے مجھے غیر دریا میں ڈوبا کر
اسے مار ڈالیں گے مارے ڈر کے اسی کی منتیں کرنے لگیں کہ شاید یہ بچالے اور ادھر وہ یہ سمجھا کہ ملکہ
کو نہیں معلوم کون پکڑے لیے جاتا ہے اور یہ میری مہمان عزیز ہے اپنے دل میں کیا کہیگی کہ اس سے
کچھ نہو سکا اس سبب سے وہ بھی جزع و فزع کرنے لگا اور اگر آپ کو میری باتوں کا اور کہنے کا
یقین نہو تو ملاحظہ فرمائیے کہ ملکہ کا شیشہ عصمت سنگ شرارت سے قاسم کے شکستہ نہیں ہوا
اور مسلمان حرام نہیں کرتے تھے اسی سے اُنکو خدا نے نوازا ہے یہ تقریر جب مقبل نے سنی ملکہ کو ہر طرح
سے دیکھا بخوبی محفوظ پایا سو کنیزوں کے کہنے کا یقین آیا کہ بیشک جو اسنے بیان کیا ہے یہی کیفیت واقع
میں گذری ہے ورنہ آگ اور خس ایک جا ہو ممکن نہیں ہے کہ نہ جلے اسوقت بظاہر تو غصہ کی نگاہ
رکھی مگر ملکہ کو عتاب کرنے سے باز رہی اور چند عورتیں اپنی جانب سے بہر حفاظت تعین کر کے
چاہا کہ آپ قلعہ میں جائے پھر سوچی کہ کل جاؤں گی آج سے دن رہکر اسکا رنگ ڈھنگ دیکھ لوں
غرضکہ یہ بھی وہیں فروکش ہوئی اور ملکہ ایک جگہ پہنچی میں ماں سے علحدہ پلنگ پر جا کر لیٹی
لیکن نیند کیسی اور سونا کہاں کا دل پہلو میں دلدار کو ڈھونڈھتا تھا تنہائی میں کلیجہ منہ کو
آتا تھا مانند ماہی بے آب وہ گوہر غلطان قلزم محبت تڑپتی تھی آہ سرد کھینچ کر یہ پڑھتی تھی کہ ابیات

دم تری الفت پوشیدہ کے بھرنے والے
دل جگر سینہ جلے اُف نہیں کرنے والے

عشق میں جی سے گذرتے ہیں گذرنے والے
موت کی راہ نہیں دیکھتے مرنے والے

بزم ماتم میں کبھی شب ہی کو آجا چھپ کر
اور مرے سوگ کے پردے میں سنورنے والے

آخری وقت میں پورا نہ کیا وعدۂ وصل
آپ آتے ہی رہے ہم تو گئے مرنے والے

نزع میں ہم ہیں غضب عشق پہ چلتا ہے
دیکھ غربت میں مجھے چھوڑ نہ مرنے والے

جان دینے کو کہا اُنسے تو ہنسکر بولے
تم سلامت رہو ہر روز کے مرنے والے

آب خنجر کو بھی قاتل نے مجھے ترسایا
نہ دیکھے خلق سے وہ گھونٹ اُترنے والے

کچھ بہار آئی ہے پھر ہمکو جنون ہوتا ہے
کیا دن آئے ہیں فراغت سے گذرنے والے

آسمان پر جو ستارے نکل آئے تو امیر
یاد آئے مجھے داغ اپنے اُبھرنے والے

قصہ مختصر یہ سوختہ جگر تو ہجر میں بیقرار ہیں لیکن سیار جو روانہ ہوا تھا راہ سے نابلد تھا اور آ
کا وقت راہ بھی کسی سے پوچھ نسکتا تھا راستہ بھول گیا ایک بیابان وحشت افزا میں جا پڑا کہ باد
سموم جہاں کی دم بھر میں انسان کو گلاتی تھی اور آفتاب وقت وہاں کی ابر بہاری کو پیاسا رکھکر جلاتی

سیارک تیزگام ماہ اُس جگہ کی صعوبت سے فلک پیرا ہو لیتا تھا خیال عالم گرد وہان کی منازل طے نہ کر سکتا تھا پانون مین چھالا پڑتا تھا نہ گمان اُس جگہ کبھی جھی تھی نہ کوئی چشمۂ آب تھا چٹیل میدان منزلون تک نظر آتا تھا کہ ابیات

برستی تھی وہ آگ افلاک سے ... ادہر تھا دھوان مرکز خاک سے
تنور فلک تھا بشدت طپان ... ہر زمین ذرہ رنگ چنگاریان
جہان تک نظر کرتی تھی کام وان ... عجب وحشت آگین تھا ہر کا مکان
کسی جا پہ تھے ڈنڈ سوکھے کھڑے ... تھے انبار کانٹون کے ہر سو پڑے
کہین سایہ ڈھونڈھو تو پیدا نہ تھا ... کسی سمت پانی کا دریا نہ تھا

سیارہ نے دل سے شکر خدا کیا کہ اگر دن کو اس صحرائے آتشین مین گذر ہوتا تو جان بری نہ ہوتی اور جلد وہان سے سبک گام ہوا کہ صبح نہ ہو جائے آخر بوقت تمام اُس بادیہ پُر مخافت کو طے کیا اور مرغزار دلکشا مین پہونچا پانی چشمے سے پیا اور ٹھہر گیا کہ رات کو راہ نہ ملیگی دن ہوسے تو چلون فی الجملہ کچھ عرصے کے وہ زمانہ آیا کہ شاہد قمر چہرۂ شب شعاع آفتاب کی زنجیر مین گرفتار ہوئی اور عیار خاور تلاش مین اسکی رہ نورد ہوا نظم

فلک تیغ مہر از میان برکشید ... شب تیرہ دامن از و درکشید
روان شد چو عیار مشرق دیار ... بہ صحرائے افلاک کردہ گذار

سیارہ نے نماز صبح پڑھکر آگے کا راستہ لیا کچھ دور چلا تھا کہ ایک آندھی بڑے جوش وخروش سے ظاہر ہوئی اور ایک ساحر تیرہ رو غدار کو سامنے سے آتے دیکھا سیارہ آپ بھی صورت ساحر کی بنا تھا اُس سے بڑھکر صاحب سلامت کی اور پوچھا کہ بھائی کہان چلے اُسنے کہا ملکہ حنظل کے پاس جاتا ہون اس لیے کہ وہ اپنی لڑکی کی شادی کیوں نہین کرتی ہے نہ جواب دیتی ہے اور لڑکی کو سُنا ہے کہ وہ سیر مین کرتی پھرتی ہے مین نے اپنے لڑکے کو بھی منگنی کرکے پھنسایا ہے آج فیصلہ کرلونگا یہ کلام جو سیارہ نے سُنا چاہا کہ اُسکا کام تمام کرکے اسکی صورت بنکر وہان اسی فکر مین اُسکے ساتھ ہوا لیکن کچھ دور چل کر وہ اُڑکر روانہ ہوگیا یہ نا چار پیچھے پیچھے اسکو دیکھتا ہوا چلا یہانتک کہ قلعہ نرگس کوہ دکھائی دیا برج وبارے اُسکے نہایت مستحکم تھے بلندی

حصار وسعت وسواد عظیم کسیت

کسے ندیدہ فرازش مگر بچشم ضمیر ... کسے نہ فہمہ نشیبش مگر بپائے گمان

اور اُس قلعہ فلک فرسا کے داہنے جانب ایک باغ رشک دہ باغ عدن پُر از نسترین و یاسمین بنا
تھا وہ ساحر کہ نام اُسکا ظالم جادو ہے اُڑتا ہوا باغ کی طرف چلا اور سیارہ کٹھہرا جب وہ
نزدیک باغ پہونچا تو در پر ایک طائر سحر کو حنظل پاس بھیجا کہ میرے آنے سے اُسکو مطلع کرے طائر
نے جاکر خبر دی حنظل سمدھی کی آمد سنکر گھبرائی کہ پہلے کہ اگر وہ یہان آئیگا دختر میری اسی جگہ ہے
ٹہل جانے کا واسطہ ہے ایسا نہو کہ کچھ حال اُسکی بیٹی کا سُن لے اس باعث سے خود برسم تعظیم
در چمن باغ آئی اور راستے سے راہ مین ظالم سے ملی باتین کرتی ہوئی اُسکو اندر قلعہ کے لے گئی
مقام پر بٹھایا شراب و کباب کی صلاح کی ناچ ہونے کا حکم دیا جلسہ جمایا بعد ازان امور تا
کے سبب آنے کا پوچھا اُسنے کہا بیٹی تمھاری نوجوان گلی گلی ماری پھرتی ہے اور تم شادی
نہین کرتین آج ہان نہین کل مجھے جواب دو حنظل یہ تقریر سنکر سمجھی کہ اسکو شاید ملکہ کی آوارگی
کی خبر ہوگئی پس بات کو ٹال کر بولی کہ جو کوئی اُسکو بد کہتا ہے وہ جھک مارتا ہے بچی میری سیدھی بات
کرنا بھی جانتی نہین وہ کیا بڑی یاری آشنائی کیا جانے اور سنو صاحب جو تم مین شادی کرنا ہے
تو وہ خرابون کی خراب ہے کون ہے جو کرو نہین مین گلے تو لگاتی نہین کچھ سامان تو ہے نہین
چوپڑی جاتی ہین جب تم لوگون نے میری و اپنی کی ناک سے ڈالی تب مین نے منگنی کی اور اب
یہ باتین ہین مگر اب بھی کچھ بندی کو ایسی پروا نہین یہ سمجھنا کہ میری لڑکی کو کوئی نہ پوچھے گا
اور نہ پوچھیگا تو ملا سے نہ پوچھے اسکو کس بات کی کمی ہے یہ کہکر رونا شروع کیا کہ یا ساحری
جس طرح میری بچی کو لوگون نے بدنام کیا ہے اُنکی لڑکیان آگے آئے اُنکی نتھنی اتری پوٹیان
بکھائی جاتین غرض کہ ایسا کچھ اُسکو آڑے ہاتھون لیا کہ کچھ کہتے بن نہ پڑا اتنا تو کہا کہ مین کب
کہتا ہون ملکہ کو کہ خراب ہے لیکن شادی کب کرو گی اُسنے کہا کرون گی کیون نہین اسکا باپ شاہ
افراسیاب کے پاس سے آئے تو تیاری کرون بیٹی میری ہے جو تو ہی نہین مجھے تو سب ہی
ارمان نکالنا ہین کیونکہ جھیل آتار نا ہے گھبراؤ نہین مین خط اُسکے باپ کو لکھتی ہون اور جلدی
سامان کرتی ہون یہ گفتگو سنکر ظالم رخصت ہوا لیکن اسنے روکا کہ آج کہان جاؤگے کل چلے
جانا اور سامان دعوت مہیا کیا مگر ملکہ کی حفاظت کے لیے ایک ساحر کو مخفی جانب باغ بھیجا کہ
تحفظ ملکہ کی کرنا کہین جانے نہ دینا مین کام مین الجھی ہون مہمان کی خاطر داری مین مصروف
نہین خود جاتی تو یہان سے جا اور خاصدان میرا لیجا اگر ملکہ پوچھین کہ کیون آئی ہو تو کہنا آپکی
امان نے گلوریان بھیجی ہین یہ ثابت اسکو نہو کہ میرا بھیجا ہوا آیا ہے وہ ساحرہ خاصدان لیکر

اُسکے کہنے سے روانہ ہوئی جب قلعے کے باہر نکلی اس جگہ سیارہ ٹھہرا ہوا تھا ساحرہ کو جاتے دیکھکر
قریب اُسکے گیا اور پکارا کہ ہمارے میاں ظالم جادو کیا کرتے ہین اُسنے جواب دیا کہ اپنی ساحرون
سے باتین کرتے ہین تم بھی جادوگر ہو تم اُنکے ملازم ہو اُسنے کہا ہان اور کہا ہم تمھارے ساتھ چلینگے
ساحرہ بولی کہ مین ملکہ پاس باغ مین گلوریان لیے جاتی ہون اور رہتی ہون آج رہونگی میرا
تمھارا ساتھ نہوگا سیارہ کو جب یہ حقیقت معلوم ہوئی باتین کرتے ہین حباب بیہوشی ساحرہ
کے منھ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوکر گری اُسنے کپڑے اُسکے اوتار کر آپ کی ایسی صورت اپنی بنائی اور
اُسکو خوب سا بیہوش کرکے غار مین ڈال دیا اور آپ خاصدان لیکر سمت باغ چلا یہان تک کہ داخل
گلزار ہوا دیکھا کہ یہ گلشن زینت بخش باغ عدن ہی تماشا ہی چمن ہر عجیب ہی چمن ہی کہین سنبل ہو دار
ہی کسی جا شگوفہ مثل نافہ اور عطر دان سے مشکبار اور عطر بیز ہی نرگس مصروف نظر بازی ہی
گلون کی بہار مین رونق تازہ ہی دار بست کا سلسلہ وار بند وبست ہی بوسے گل سے بلبل شیدا
مست ہی ہر سمت شبنم اور کار فرما اس جگہ کی بہار رنگ رنگ گل کا قدر دانی مین ہزار در ہزار ہی
سبحان اللہ وبحمدہ

نظم

بہ خوبی باغ چون خلد برین بود　　دران خلد برین گل حور عین بود
سمن ساقی و نرگس جام در دست　　بنفشہ بر خمار و سرخ گل مست
فگندہ سنبل تر زلف بر دوش　　کشادہ باد نسرین را بنا گوش
نوای بلبل و آواز دراج　　شکیب عاشقان را کردہ تاراج

سیارہ ہر سمت ملکہ کو تلاش کرتا چلا یہان کچھ کنیزین بھاگ کر بروقت گرفتاری ملکہ آئی تھین
اور ملکہ کی خطا جب سامنے ہوئی تو اُنھین بھی امان ملی ہی اور کچھ عورتین ملازم شمشال کی موجود
ہین وہ سب سیارہ کو دیکھکر بولین کہ ای زینت بزم جادو کہان آئین اُسنے کہا بیوی مین
پان لیکر آئی ہون اور پاس جاکر چپکے سے کہا ملکہ نے تو خوب گل کھلایا ہی آڑی ملاقات بھی تھی
شمشیر یہ خبر سنکر آیا ہی مجھے اُنکی مان نے یہہ نہین بھیجنے کو بھیجا ہی صاحبزادی ہین کہان ذرا مین تو دیکھون
کہ اپنا کیا حال بنایا ہی اور مجھے بھی ڈر معلوم ہوتا ہی کہ کہین میرے پیچھے سے نہ نکل جائے جو میری گت
چھوٹی بچی ساحری آبرو رکھین یہ تقریر سنکر سب عورتون نے کہا ملکہ دو سامنے بارہ دری مین بیٹھی ہین
پژمردہ سی پڑی ہین ہمین خوب سا ہوا جو تم آئین ہم بھی ڈر رہے تھے کہ ایسا نہو کہین جائے تو ہمپر
آفت آئے اب تم جاؤ تمھارا کام جانے ہم وہان جائین گے نہین یہ کہکر سب کنارے ہو بیٹھین

اور سیارہ اندر بارہ دری کے آیا اور آہستہ در کی آڑ مین ٹھہر کر چاہا کہ سنون ملکہ کیا کہتی ہے دیکھا کہ
سوگند پلنگ کی پٹی کے نیچے لیٹی ہے اور ملکہ اس سے چپکے چپکے کہہ رہی ہے کہ کیون سوگند اسوقت
قاسم کیا کرتے ہونگے اسنے جواب دیا کہ آپ کی محبت کا دم بھرتے ہونگے ملکہ نے کہا نہین معلوم
میرے بگڑ جانے کے بعد انکے دل پر کیا گذری ہوگی ہائے کوئی نہین تسکین دینے والا بھی نہوگا
کہین ایسا تو نہو اپنی جان دیدے وہین افسوس کسکو ان تک بھیجون اور انکی خیر و عافیت منگواؤن
یہ کہہ کر زار زار روئی اور یہ زبان پر لائی کہ غزل

راحت ہمین نصیب کہان ہجر یار سے — آہین نکل رہین ہین دل بیقرار سے
اللہ رے طول مردم دیدہ ہوئی ہین ہے — آنکھین سفید ہین کشش انتظار سے
کسوقت زلف یار کا ہمکو نہین خیال — فرصت کہان ہے سلسلہ انتشار سے
بخشین کہان گو خاک لحد نے کدورتین — کس کس کو ہے غبار ترے خاکسار سے
بر آئی ایک رات بھی اپنی نہ آرزو — اتنا گلا رہا ہمین آغوش یار سے
ای جاہ اپنے دوستون سے گر ہمکنا رہون — پھر غم نہین ہے کشمکش روزگار سے

سیارہ اس حال کو ملکہ کے دیکھ کر کھڑا تھا اور پانون کی آہٹ دی ملکہ نے نگاہ اٹھا کر دیکھا اور
اسکو آتے جان کر چپ ہو رہی اور سوگند نے بھی ادھر نظر کی اسنے اشارے سے کہا کہ میرے
پاس آؤ سوگند گھبرائی کہ دیکھیے یہ کیا کہے گی مگر بناچاری اٹھ آئی سیارہ اسکو بارہ دری کے
ایک کونے مین ہاتھ پکڑ کر لایا پہلے تو تمسخر کی راہ سے اسکو گدگدایا کہ کیون ری تو نے خوب ملکہ کو
بدراہ کیا یارون سے بغل مین لیجاکر سلایا سوگند یہ بات سنکر ڈر گئی اور لگی کانپنے اور نہین
کہا نہین کہ مین نہین جانتی کیسے یار تم کیا کہتی ہو اسنے کہا مین سب جانتی ہون پہلی رات کو
تنبیہ سحر کش و یکسا ساحرون کو قتل کرایا دوسری رات کو ساتھ سوئی سوگند یہ باتین سنکر
بہت خائف و لرزان ہوئی سیارہ نے کہا اگر تو میرے گلے سے لگ جائے تو مین تجھے قاسم
پاس لے چلون سوگند اسکے گلے سے عورت جانکر لپٹی اسنے خوب لپٹایا پیار کیا سوگند نے کہا
بتاؤ کیونکر ہمین لیچلو گی اسوقت اسنے کہا مین سیارہ ہون سوگند جھجھک کر تیوریان چڑھا کر
برا بھلا کہتی آغوش سے تڑپ کر نکلی اور جاکر ملکہ پاس چپکی بیٹھ رہی شہزادی نے پوچھا کہ کیا
تھا کہان گئی تھی اسنے کہا میری بلا جانے موے آسیب کی خاصیت رکھتے ہین جہان دیکھو
وہان موجود شہزادی نے کہا ارے کون ہے کیا کہتی ہے سوگند بولی یہی موا تا نتیا عیار ہے قاسم

کا اور کون ہی یہ سنتا تھا کہ ملکہ اُٹھ کر دوڑی اور ادھر سے سیارہ نے بڑھ کر تسلیم کی اور ایک گلوری مین بیہوشی ملا کر ملکہ کو دی کہ شہزادے نے آپکو بھیجی ہے لیکر بہزاران اشتیاق کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوگئی سوگند نے کہا ارے یہ کیسا ہوا سیارہ نے چپکے سے کہا مین ملکہ کو پشتارہ باندھکر لیے جاتا ہون تمہین چاہیے کہ سحر ایسا کرو کہ جتنی عورتین باغ مین ہین سب بیہوش ہوجائین اور تم بھی آؤ کہ ہمارے ساتھ چلو سوگند نے یہ سنتے ہی سحر پڑھکر دستک دی کہ جو ساکن باغ تھے وہ بیہوش ہوگئے کیونکہ وہ لوگ یہ تو جانتے نہ تھے کہ یہ کوئی سحر کریگا یعنی غفلت مین بیہوش ہوے سیارہ وہ پشتارہ ملکہ کا باندھکر پیٹھ پر لادکر راہی ہوا سوگند بھی اُڑکر چلی دونون باغ سے باہر نکلے اور سوگند پھری کرتی ہوئی آگے آگے چلی ایک مدت راہ نہ ملی جب صحرا ہولناک تھا ملکہ پھر کر کے عرصہ مین وہ مقام آگیا جہان قاسم انتظار جانان مین پلنگ پر پڑا تڑپ رہا تھا کہ سیارہ نے پشتارہ ملکہ کا کھولدیا اور سوگند سے کہا تم ملکہ کو ہوشیار کرو اور آپ پاس شہزادے کے آیا قاسم نے جو اسکی صورت دیکھی اُٹھ بیٹھا

اور یہ شعر پڑھا اس سے استفسار کیا کہ لایا ہی

قاصد پیغام کیسے سنا ہی گیا — یا خود اسکے پاس جا یا نہ گیا
اک بات بتا کہ یون ہی مجکو ناحق — مجھین کہا نہ کوئی آیا نہ گیا

کہو کہ کیا پیام لائے کہان گئے تھے کیا کر آئے سیارہ نے کہا جسکے لیے کیا ہوگا وہ آپکی نظرون مین آئے گا اور اُسکا کیا حال بیان کرنا تھا سب سنانا اس سبب سے شہزادے کو باتون مین لگایا ادھر سوگند نے ملکہ کو ہوشیار کرکے مژدہ دیا کہ مبارک ہو سیارہ جو گیا تھا وہ آپکو پاس شہزادے کے لایا ہے ملکہ شکرکنان شادان و فرحان خیمہ مین آئی قاسم نے جو اپنے مطلوب کو آتے دیکھا بیتابانہ یہ کہتا ہوا دوڑا کہ بیت منم کہ دیدہ بدیدار دوست کردم باز + چہ شکر گویمت ای کارساز بندہ نواز + آخر آغوش محبت مین لیکے بستر پر لاکر بٹھایا اور رنج مفارقت کو یاد کرکے گوہر اشک باہم ایک نے دوسرے پر نثار کیے ملکہ نے کہا ای

مایہ راحت و آرام بغیر تیرے جو احوال مجھ ناکام پر گذرا سنو اسکو نظم

درد ہجران کشیدہ ام کہ مپرس — زہر ہجران چشیدہ ام کہ مپرس
آن جہان در ہوای خاک درش — میروم آب دیدہ ام کہ مپرس
بے تو در کلبہ گدای خویش — رنجہای کشیدہ ام کہ مپرس

قاسم نے یہ کلام درد التیام سنکر جواب دیا کہ فرد

تو تو کہے سرگذشت اپنی ظالم
میں کس سے کہوں جو کچھ کہ مجھ پر گذری

شرح ایام درد فراق کون کرسکتا ہی وہی یہ حال جانتا ہی جو کسی پر ہوتا ہی اب ہنسی خوشی کی باتیں کرو اس رنج جانکاہ کو دل سے بھلا دو یہ کہکر کلام کیا کہ ابیات

خوشتر ز عیش و صحبت باغ و بہار چیست
ساقی کجاست گو سبب انتظار چیست

معنی آب زندگی و روضۂ ارم
جز حرف جویبار و می خوشگوار چیست

ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار
کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست

سہو و خطائے بندہ چو گیرند اعتبار
معنی عفو و رحمت پروردگار چیست

حسب الطلب شاہزادۂ عالی مقام ساقی و بادہ و جام ایک جا ہوے ہنگامۂ عشرت گرم ہوا لیکن اس خبر کو چند مخبروں نے صاحبقران سے عرض کیا کہ شاہزادی نرگس کوہ کی ملکہ نرگسی چشم نام محبت میں شاہزادہ قاسم کے آکر مسلمان ہوئی ہی امیر نے سب کیفیت سنکر ارشاد کیا کہ اول سے اگر یہ حال ظاہر ہوتا تو قاسم کو ممانعت کی جاتی کہ پرائے ناموس میں رخنہ پردازی اچھی نہیں مگر اب شاہزادی نے آکر اسلام میں پناہ لی ہی شہر ظلمات سے دور ہی کہ پھر اُنسے ساحروں کے حوالے کر دیا جائے تاکہ دین جدید سے اسکو پھیرین پس یہان سے اکیس اکیس کشتی زیور الماس کی ملکہ کے لیے بھیجی جائے اور جملہ اسباب عیش و آرام مہیا کر دیا جائے چنانچہ بنا بر ارشاد مقبل وفادار کشتیان زیور کی اور چنگیر جوڑے چاندی سونے کے اور بہت سا اسباب راحت لیکر خدمت شاہزادے میں آیا اسباب پیش کش کیا امیر کی جانب سے دعا کہی قاسم نے خلعت دیا یہ تو رخصت ہوکر چلا آیا اور قاسم و ملکہ اور سیارہ و سوگند مشغول عشرت ہوے اختلاط ہونے لگا طالبان یکدیگر باہم بغلگیر ہوے اور فرط عشرت سے یہ زبان پر جاری تھا کہ قطعہ

ساقی بیار بادہ کہ ماہ صیام رفت
دردہ قدح کہ موسم ناموس و نام رفت

وقتی عزیز رفت بیا تا قضا کنیم
عمرے کہ بے حضور صراحی و جام رفت

در تاب توبہ چند توان سوخت ہمچو عود
مے دہ کہ عمر در سر سودای خام رفت

مستم کن آنچنان کہ ندانم ز بیخودی
در عرصۂ خیال کہ آمد کدام رفت

زاہد کو داں خلوت و تنہائی و نماز
عشاق را حوالہ بعیش مدام رفت

الحاصل یہ تو اس طرح کا جلسہ جمائے مصروف انبساط و ارتباط ہیں مگر جس عورت کو کہ سیارہ بیہوش

کرکے چھوڑ آیا تھا اُسکو ہوش آیا اور اپنے تئین برہنہ دیکھکر بہزار خرابی باغ مین ملکہ کے آئی اور کسی کے یہان سے کپڑے مانگ کر پہنے اور پوچھا کہ ملکہ کہان ہین لوگون نے کہا بارہ دری مین تھین وہین جاکر دیکھو اُس نے وہان جاکر دیکھا کسی کو نپایا ہر جگہ کونا کونا باغ کا ڈھونڈھا کہین سُراغ اُس زلیخا منش کا نپایا معلوم کیا کہ تلاش مین اپنے عزیز مصر کے گھر سے نکل گئی اور مجکو جو بیہوش کر گیا وہ معلوم ہوتا ہی کوئی عیار تھا آخر نالان و گریان چند کنیز اور وہ ساحرہ سامنے حنظل کے گئین اور بسیاختہ کہہ گذرین کہ حضور ملکہ بھاگ گئین کہین اُنکا پتا نہین ہی حنظل سمدھی کے سامنے اس خبر کو سنکر چُپ ہوگئی رنگ اُسکا چہرے کا زرد ہوگیا کاٹو تو لہو نہین ہزارون گھڑے پانی پڑگیا مگر کری کیا سر جھکا کر رونے لگی ظالم نے کہا انھین دونون کو مین جھینکتا تھا کیون دیکھا خیر اب تمھین کیا کہون اُس کیسو بریدہ کو سزا دینے جاتا ہون یہ کہکر بزور رہبر پرواز کرکے بغضب تمام روانہ ہوا اور قلعہ سے نکل کر کوہ و دشت کو دیکھتا چلا کہین پتا جب نہ ملا دل سے سوچا کہ سواے لشکر حمزہ کے اور کہین نہوگی یہ سوچ کر اُسی جانب آیا یہان لشکر اسلام مین بھی ملکہ کو نہ دیکھا اور آگے بڑھا پانچ کوس پرے کو بیچ جنگل مین ایک میدان ہمراز باغ ارم دیکھا اور لب نہر مسند پر ایک جوان رعنا حور شمائل کو بیٹھے پایا اور ملکہ کو سر اُسکے زانو پر رکھے لیٹے دیکھا آتش غضب مین یہ ناری جل گیا اور بجلی کی طرح تڑپ کر گرا نعرہ کیا کہ منم ظالم جادو یہ سنکر سوگند بکاری کہا کہ شہریار خبردار ہو جیسے قاسم نرم مسرت نہین بیٹھا تھا اسوجہ سے ہتھیار صندلی پر رکھے تھے اُسنے اُٹھکر تیغہ سرکش اُٹھایا مگر اِسنے عرصہ میت ملکہ کو پنجے مین دابکر ہوا سے آسمان ہوا ملکہ نے شور واویلا بلند کیا اور قاسم تیغہ لیے پیچھے پیچھے دوڑتا چلا مگر کیا ہوسکتا تھا یہ جادو جادہ راہی ہوا اور قاسم بیہوش ہوکر گرپڑا سیارہ نے گلاب کیوڑا چھڑک کر ہوشیار کیا جب آنکھ کھلی تو وہی بلبلانا شور مچانا اور نعرہ آہ مارنا بار بار اضطرابی دل سے یہ لب پر لانا کہ رباعی

غم ہم اب تو ملا بجاے آرام ہمین
آتی نہین خواب مین بھی وہ لوگ نظر
اک لحظہ نہین ہی یاس سے آرام ہمین
دیکھے سے جنھون کے آتے آرام ہمین

سیارہ شہزادے کا کوکہ عیار ہی مگر لنگوٹیا یار ہی جس شہزادی سے اُسکے باپ پیدا ہوئے ہین اُسکی یہ وزیرزادی سے پیدا ہوا ہی جس طرح عمرو امیر سے ہنستا ہی بُرا بھلا کہہ لیتا ہی اسی طرح یہ بھی شہزادے سے کیا بلکہ اُسکے باپ سے گستاخ ہے اُسوقت بیکسی پر ملکہ اور شہزادے کے دل تو اُسکا جلا مگر غفلت پر اُنکی اُسکو غصہ آیا گویا ہوا کہ بس دیکھی بہادری آپ کی یہی دعوی شجاعت تھا

سنتے ہی رنج اٹھایا نہ گیا بہت بھاری تھا اسوقت رانڈوں کی طرح لٹو سے گھلانا اور ہائے اللہ
کہکر سر پر ہاتھ دھر کر رونا آتا ہی اس سے وہ بیچاری عورت اچھی تھی جو جان بیچ کر تین بار چلی آئی
جادوگران سے کچھ نہو سکیگا یہ ظالم جادو اسکا سسرا ہی جانتے ہی ملکہ کو اپنے بیٹے پاس لیجائیگا
کچھ عشقبازی دل لگی نہیں ہی کہ مصرعہ عشق بازی نام سر بازی کا ہی + قاسم کو اسکی باتوں سے
غضب طاری ہوا اور فرمایا انشاءاللہ ہرگز کسی کو وہاں گھس کر ایسی تلواریں ماروں گا کہ یہ
ساحران غدار یاد ہی تو کرینگے دریا سے خون بہا دونگا گھڈر امیر جلد حاضر کہ بیچارہ طعنے دینے
کو آئندہ تھا اب بربادی کا جو شہزادے کی خیال آیا عرض رسا ہوا کہ آپ ٹھہریے میں جاتا ہوں
قاسم نے کہا اب ٹھہرنا کیا کہ بیت

عاشق سے کبھی ہوتا ہی کہیں صبر و تحمل	وہ کام تو کہتا ہے جو آتا نہیں مجھکو

تا چار بیچارہ نے اتنا تو کیا کہ جمعیت کو سرداران قاسم کو اطلاع دی وہ سب خدمت میں
شہزادے کے آئے سمجھانے لگے کہ حضور تامل فرمائیں ہم لوگ جاتے ہیں اور شہزادی کو لاتے
ہیں قاسم نے ایک کا کہنا نہ مانا اور دھر کیے ہوا ہوا کہ نظم

ببالا صنوبر برخ آفتاب	نہ بستگی مطلع انتخاب
بخشکی پلنگ و بدریا نہنگ	بدید وے پشت اور روز جنگ
حمائل بیکے تیغ مصری گرو	پر از زہر خشم جام عمر عدو
ببازو کمان بر زدہ تیر چند	چہ بند و کمر رستم دیو بند
بدست عنان دستان بجنگ	رجز خوان روان گشت بر عزم جنگ

پھر تو جلد جلد تمام سرداران ذی احترام سوار ہوئے اور لشکر قاسم میں وردی لپٹیوں پہاڑوں
گرنا بھی کمر بندی ہوئی ساعت لاکھ فوج نے کوچ کیا زمین دہلنے لگی غبار دشت سے ایک نیا آسمان
پیدا ہو چشم کرنے کو پیدا ہو گیا طبل و نقارے گڑگڑائے بہادروں نے گھوڑے اٹھائے آن واحد
میں قریب شہزادے کے آگئے اور ہمراہی میں چلے قاسم نے کہا اتنا بڑا لشکر ایک قلعہ پر لیجانا
اچھا نہیں تم سب یہیں ٹھہرو جو کوئی میرے ساتھ آئیگا وہ میرا دشمن ہی آخر لشکر تو وہاں پر
ٹھہر گیا لیکن سرداروں نے ساتھ نہ چھوڑا کئی ہزار آدمی ہمراہ رہا اس ہلچل کی صدا گوش
حق نیوش امیر میں پہونچی ہلکاروں سے پوچھا یہ غل کیسا ہی انھوں نے سارا ماجرا مفصل عرض
کر دیا امیر نے فرمایا کہ خدا خیر کرے قاسم جاہل مزاج ہی اور ساحروں کا سامنا ہی وہ جا کر جان

اور سے وسے گا اسے مقبل تو چالیس ہزار سوار اپنے ساتھ لیکر پیچھے پیچھے جا لیکن اتنی دور رہ
کہ قاسم یہ نہ جانے کہ میری مدد کو وہ آیا ہے بھیجا ہے نہیں تو وہ ابھی سے لڑنے لگے گا۔ یہ سنتے ہی
مقبل باہر بارگاہ آیا اور نفیر جنگی بجائی چالیس ہزار کا لشکر فی الفور تیار ہوا اور ساتھ ماہ تھم
سپہر صاحب قرانی کے پیچھے مثل ستاروں کے چلا عجب کروفر سے عسکر نصرت اثر رکھتا تھا۔ نظم

ہوا اس شان و شوکت سے روانہ　　سپہ تنبیہ مرد و زمانہ
وہ سب فولاد پوش اسکے تھے ہمراہ　　کہ جوشن انکے تھے ابر اور رہ ماہ
جوانوں نے نقارے پہ ڈنکا لگایا　　قدم کہسار کا لغزش میں آیا
نقیبوں کی صدا تھی نالہ صور　　زمین سے استقامت ہوگئی دور
سراپا غرق آہن سارا لشکر　　عیاں مردانگی سے اس کے جوہر
وہ گھوڑے خال خوش جنگی سواری　　سبک رو صورت باد بہاری
خجل رفتار سے آہو سے شکین　　دل نا قدا یال انکے سے خون ہیں
وہ تیغ تیز گردن میں حمائل　　کہ جس سے وہم کا خون میں ہوا دل
وہ لشکر تھا کہ جس بیکران تھا　　بلند و پست صحرا پر رواں تھا

وہ انجام عقب شاہزادہ نصرت نصیب کے لشکر روانہ تھا اور شاہزادہ کی رکاب سے بارہ ہزار نفر
سو کنند بزور سحر اوڑتی ہوئی رہبری کرتی چلی اور قاسم نہایت اضطراب سے یاد محبوب میں
یہ کہتا جاتا تھا کہ نظم

خیال روی تو در ہر طریق ہمراہ ماست　　نسیم موی تو پیوند جان آگاہ ماست
اگر بزلف دراز تو دست ما نرسد　　گناہ بخت پریشان و دست کوتہ ماست
بحاجب در خلوت سرای خاص بگو　　فلان زگوشہ نشینان خاک درگہ ماست

اسی طرح یہ تو رہ نورد بیابان فراق ہیں لیکن ظالم نے اس اسیر سلاسل الفت ملکہ چہرہ
کو قلعہ میں پہونچایا اختلال شہر سے شرمندہ ندامت زدہ بیچ قلعہ کے کھڑی چشم براہ انتظار تھی جب
ظالم آیا اسنے اٹھ کر بیڑا دو زانو کر سر کو اسکے پاؤں پہ رکھ دی اور کہا بھائی تم نے میری آبرو
رکھ لی اب اپنے دامن میں مجھے چھپالو تمہاری امانت ہوں اسی وقت اس نامراد کا گلا گھونٹ دو
ساحری قسم میں اینٹ نہ کروں گی مجھے آہ نہ آئیگی یہ کہہ کر ملکہ کو دو تین تھپڑ مار کر ایک زنجیر طلائی
منگا کر پاؤں میں ڈالی اور بغصہ عتاب و خطاب کہا کہ اے مردار تو نے اسکے گھر کی نمودی اور میرا

اختیار رہتا تو پسینہ پر بہکر لوٹیان کاٹتی اور چیل کو ون کو بانٹتی یہ کہکر حکم کیا کہ ایوان شاہی مین
جو پائین باغ ہے وہان لیجاکر اسکو قید کرو ملازم ملکہ کو لیکے اور کئی جادوگرنیان واسطے نگہبانی
کے مقرر ہوئین یہ تو قید ہوئی اور ظالم کو باعزاز تمام برج قلعہ پر بٹھایا اس عرصہ مین یوسف مصر
افلاک زندان خانۂ مغرب مین مقید ہوا اور زلیخاے شب نے سواد دیدۂ اشک شبنم گرانا
شروع کیا کہ ابیات

نشستہ ملکہ بیدل خموش ہمچو عروس — بروی منفعل و سینہ چاک و دل مایوس
نثار دل کشیدند شانہ از مژگان — بسر شک دیدہ بجاے گلاب شد افشان
بدیدہ اش بکشیدند سرمہ از تف آہ — کہ روزگار بچشمش شدہ زیادہ سیاہ

ملکہ اس شب ہجران مین یار بچھڑا رہے جدا اور سلسلۂ زلف دوتا سے بیت و یاس رو کر خطاب
فلک ظالم اساس سے کرتی تھی کہ اے جفا پسند یہ کیا تو نے کیا جو مجھ ناکام و بخت نافرجام کو دوست
دلنواز سے جدا کیا رحم نہ اصلا کیا اپنا حال زار کس کو دکھاؤن اور کس سے اسکی خبر منگاؤن
اسی طرح اشک خونین دیدۂ خونبار سے گراتا اور بیقرار ہوکر لب پر لاتا کہ نظم

لعل سیراب بخون تشنہ لب یار منست — ازپی دیدن او دادن جان کار منست
بندۂ طالع خویشم کہ درین قحط وفا — عشق آن لولی سرمست خریدار منست
شربت قند و گلاب از لب یارم فرمود — نرگس او کہ طبیب دل بیمار منست

رات کو حنظل نے آکر جو بیٹی کا حال دیکھا محبت مادری سے کلیجہ منہ کو آیا سمجھانے لگی کہ مثنوی

سمجھانے لگی کہ مرتی ہے کیون — ترک خور و خواب کرتی ہے کیون
ثابت کچھ اندیشہ کا ہے — کس چاند کو کہ گہن لگا ہے
صورت تری زار ہوگئی ہے — گل ہوکے تو خار ہوگئی ہے
رحم اپنی جوانی پر ذرا کر — منہ دیکھ تو آئینہ منگاکر
ہے ہے تری عقل کسنے کھوئی — ناجنس کو چاہتا ہے کوئی
محبوس کیا ہے تجکو ہر چند — توبہ کا تو در کیا نہیں بند
بھولے سے بھی کر نہ یاد قاسم — پھر گھر وہی تو وہی وہی ہم
سمجھانے سے تھا ہمین سروکار — اب مان نہ مان تو ہے مختار
تو قید جفا مین ہے کہ ہم ہین — تو دام بلا مین ہے کہ ہم ہین

غم راہ نہین کہ ساتھ دیجے — دل کچھ پوچھ نہین کہ بانٹ لیجے
جھنجھلائی وہ خستہ دل کہ بس بس — تم ایک کہو گی گر تو مین دس
رنجور رہو ہون تو مین تمھین کیا — مجبور رہو ہون تو مین تمھین کیا
مانا مری حالت اب ردی ہے — بہتر ہے یہی جو کچھ بدی ہے
بلبل اسی رشک گل کی ہون مین — گم کیا ہو ہزار مین کہون مین
سوچی کہ وہ یہ نہین سمجھتی — لیکے بابا برنگ زلف الجھتی
کچھ روگ جو درپے خلش ہو — درمان کے لیے وہ دادوش ہو
بیماری عشق لا دوا ہے — اس باغ کی اور ہی ہوا ہے

حنظل ناچار برج قلعہ پر چلی گئی اور اسی اندوہ و تعب مین ماتم کدہ سپہر بیاہ شب افروز کے گم ہونے کا ماتم برپا ہوا اور گریبان سحر چاک ہوا خورشید پایہ زرہ دلبر جستجو سے گرم لگا تھا کہ نظم

وہ شب ساری اندوہ و غم مین گئی — گھڑی جو گئی سو الم مین گئی
رہی صورت آنکھون مین جو یار کی — ہوئی یاد مین صبح رخسار کی

صبحدم ملکہ نسیم سحری سے خطاب کرنے لگی اور پیام یار کو دینے لگی یہ تمام بیان کر لی تھی اور یہان برج قلعہ پر مع ظالم سر بیٹھی تھی کہ یکایک سامنے سے گرد اڑی اور لشکر کے سردار قاسم کے کئی ہزار نمایان ہوئے سب کے بیچ مین شہزادہ گھوڑا اڑاے زیر قلعہ آکر پہونچا کیونکہ شہزادہ راتون رات بسرعت بلغار آیا ہی کہین ٹھہرا نہین صبح کو قریب قلعہ جب پہونچا دلاورون نے پرا جمایا اور نعرہ انا مبارز بلند کیا ظالم نے کہا دیکھو آخر وہ مفسد یہان بھی آیا لیکن مین ایسے زندہ کب چھوڑتا ہون یہ کہہ کر حکم کیا کہ فوج قلعہ کی تیار ہو کر باہر نکلے ساحرون نے جلد جلد کمر باندھی اسباب سحر اپنے ہمراہ لیا طائران سحر پر سوار ہوئے تب یہان پہیے پل تختہ قلعہ کا اٹھوا لیا فیلبند دروازہ کھلا اور لشکر ساحرون کا باہر نکلا ظالم اژدر پیکر شعلہ فشان پر سوار آگے آگے اور پیچھے کئی ہزار ساحران غدار بڑے جوش و خروش سے مقابلے مین شہزادہ عالی تبار کے آئے کہ نظم

رجز خوان مبارز رو گرد و نبرد — بسے خویشتن را بمردی ستود
سر شیر یعنی سرفرازان بدشت — دو کوہ و ماوند برپاے گشت
زیکسو سے ظالم کمین ساختہ — بجوش یلان خنجر افراختہ

ز سوی دگر قاسم نامور — بمیدان چو شیر ژیان جلوہ گر
سخن مختصر ہر دو جنگ آزما — شدند و آزمودند از جنگ ہا
عدو را چو بر گرم پیکار دید — کہ قاسم حسام از میان بر کشید
بن نیزہ در خاک گستاخ شد — زبان را بدشنام ظالم کشود
خروشید بر سگ کینہ جو اہرمن — چرا می نمائی بمیدان ہمن
اگر نیستم تیرا و سے نا و رو نیست — شکستیم در بین انجمن مرد نیست

نعرہ شہزادہ گونجا اور سنا ظالم میدان میں رعد آسا گرجتا ہوا آیا اور سحر کی نیرنگیاں دکھانے لگا کبھی سمت فلک سے آگ برسی اور کبھی تیر کا باران برسا غرض سو طرح کی آفت آئی تیغہ سحر کے سبب شہزادہ پر کچھ تاثیر نہوئی اور شہزادہ نے تیغہ بلند کر کے کمر کو بتلا کر سر پر ہاتھ مارا پھر تو نظم

کہ قاسم چو بار دگر افراخت دست — ظفر از خدا بر بد اندیش جست
بزد بر سر شہ تیغ و گفت ای دلیر — از من رزم جنگ آوران یاد گیر
سپہ دل بزیر سپر شد نہان — بلا بر سرش آمد از آسمان
سخن مختصر پا سپر خون خیار — دو پارہ شد و لنگاہ نمود چار

ایک ہاتھ میں سے اڑ دیا اور ظالم کے چار ٹکڑے ہو گئے شور عظیم اسکے مرنے سے مچا یا آندھیاں اٹھیں آگ برسی اور فوج ساحران لینا لینا کہکے شہزادے پر آگری ادھر سے بھی غازیوں نے گھوڑے اٹھائے اور زد و کشت کی نوبت آئی ہنگامہ عظیم برپا کیا ابیات

دو لشکر بہم تیغ کین آختند — روان سیل خون بر زمین ساختند
شمشیر اسلامیان بہن دشت — ز خون ہم سر بحر زخار گشت
ہمی تیغ کہ آن برازندہ برق — کس از پیر و برنا نمیکرد فرق

لشکریان شہزادہ سحر سے مجبور تھے لیکن جنگ و سے لب دور نہ تھے مر مرکے ٹکڑے ٹکڑے پڑے تھے یہ حال جو سوکن نے دیکھا کہ فوج شاہزادے کی سحر سے ہلاک ہوتی ہے آپ درہ کوہ میں گئی اور سحر کرنے لگی لشکر عدو پر تیر برسنے لگے یہ سب کیفیت فصیل قلعہ پر سے ملکہ حنظل نے دیکھی کہ میرے لشکر پر تیر برس رہے ہیں اسطرلاب جادو اپنی رفیق سے گویا ہوئی کہ مسلمان ساحر زبردست ہوتے ہیں میرے لشکر کو پریشان کر رہے ہیں تو یہاں سے جا اور کسی طرح ایسا سحر کر کہ تیغہ سحر کش ہاتھ آ جائے یہ تقریر سنکر اسطرلاب اڑی اور بہت بلند ہو کر تیغہ

پیہ سنگدل برسانے لگی سوگند نے پتھر برستے دیکھکر ہر طرف دیکھا کہ یہ کون سحر کر رہا ہے معلوم ہوا کہ
اسطرلاب ہی بس یہ بھی اُڑتی اور غافل اُسکو پاکر پشت پر جا کر ایک ناریل سحر کا مارا کہ آگ لگکے
سینے سے نکل گیا وہ مر کر زمین پر گری صدا سے شور غل برپا ہوا اتفاق سے ملکہ حسامہ
دایہ نے سوگند کو جو قتل کرتے دیکھا بغضب تمام اُسکی جانب متوجہ ہوئی اور سوگند کو پکڑکر
درہ کوہ میں لائی چاہا کہ سر کاٹ کر پاس حنظل کے لیکے جاؤں کیونکہ اگر زندہ لے جاؤنگی تو
ملکہ نرگس چشم اُسکو قتل نہونے دیگی غرضکہ یہ قتل کیا چاہتی تھی کہ سیارہ نے دیکھا سحر
سے سوگند پہ تیر برستے تھے اب نہیں برستے معلوم ہوا کہ وہ کسی آفت میں پھنسی یہ سوچکر
بصورت اپنی ملکہ حنظل کی ایسی بنائی اور جہان کوہستان میں سوگند تھی وہان آیا حسامہ
کو خنجر بکف آمادہ اسکے قتل پر پایا پکارا کہ دایہ صاحب آپ نے بڑا کام کیا جو اس غیابی کو پکڑ
لائیں حسامہ نے جو یہ صدا سنی اور حنظل کو اپنا ثنا خوان پایا بشرط تعظیم بجا لائی اور سیارہ
نے اسکے قریب پہونچکر بیضہ بیہوشی مارا کہ یہ بیہوش ہوئی سر بجسم اسکا تن سے فی الفور جدا کیا
غل و شور برپا ہوا کہ مارا سوگند نے حسامہ کو یہ ہنگامہ جو حنظل نے دیکھا فوراً نفیر سحر بجائی
کہ لشکر اندر قلعہ کے چلا آئے ساحروں نے صدا اسکی نفیر جو سنی سمجھے کہ حنظل لڑنے سے منع
کرتی ہے یہ معلوم کرکے سب اُٹھکر اندر قلعے کے گئے اور در قلعہ بند کر لیا قاسم نے جب میدان
صاف دیکھا فرمایا آج تو دن تمام ہو چکا ہے کل قلعہ پر حملہ کرونگا یہ فرما کر اسی جگہ خیمہ استادہ
کرا کر قلعہ کو محصور کرکے اُترا مگر دل سے خیال کیا سب سرگذشت و خون وغیرہ ہوا لیکن دلدار کا
پتا نہ ملا یہ سوچکر یہ اشعار زبان پر لانے لگا کہ رباعی

ملنے کی جدائی کے سوچتا ہوں گھاتیں	تو کیا کہوں کس طرح کٹتی ہیں راتیں
میدان ادھر اودھر ٹکٹکتا ہوں	یاد آتی ہیں جب وہ پیاری پیاری باتیں

اسی تنہائی میں سیارہ کو بلا کر ارشاد کیا کہ اب کام ہمارا تمام ہے اُسنے عرض کیا عشق کا یہی انجام ہے
مرجائیے گا تو نام عاشقی میں کر جائیگا قاسم نے کہا یار بھی ہمسے جدا ہے اور اجل بھی ہمسے خفا ہے
اب شب فراق ڈرانے کو آتی ہے چشم سیارگان سے آنکھیں دکھاتی ہے سیارہ نے حال ابتر
شہزادہ کا دیکھکر رحم کھایا اور جتنا دن باقی تھا سمجھایا بجھایا کیا جسوقت کہ مہر زرین علم
سیر عالم کرکے کلبہ احزان مغرب میں جا کر ماتم نشین ہوا اور ماہتاب جگر داغدار لیکر عارض
صبح شاہد سحر کے تمنا سے دیدار میں پھرنے لگا نظم

دیدم بوقت شام شفق زار سنگ نیست
ہی ہی چہ گریہ سنگ گل نار سنگ نیست

بارید سنگ تیر بلا در شب فراق
خون آسمان بدامن کشیدہ سنگ نیست

سوسن کبود کردہ بہر رخت خویش آہ
نرگس بحالت دل بیمار سنگ نیست

سیارہ بانے عیاری سے یہ سنکر قلعے کی سمت چلا اور در قلعہ پر پہونچکر ٹھہرا کیونکہ اندر قلعہ کے
جا ڈرن یہ تو یہان کھڑا ہی مگر حنظل کو جسامہ وائی کے مرنے کا بڑا رنج ہوا ہی اسنے اپنے سر کے
بال کھول کر پریشان کرکے جھٹکے ایک سیاہی بالون سے پیدا ہوئی اور لوٹ کر پرچھائی آدمی کی
بنی اس کالی بلا سے کہا جا کر سیارہ عیار کو جس نے قاسم سے پکڑا دی بلا سے سیاہ حسب الحکم
روانہ ہوئی اور لشکر شہزادے مین آکر ہر سمت تجسس کرکے پہر گئی کیونکہ سیارہ تو وہان سے
آکر شکل ساحر در قلعہ پر ٹھہرا ہی اسے کیونکر ملتا اسنے حنظل پاس آکر کہا کہ مین نے سب لشکر اُس
عیار کو ڈھونڈھا کہین پتا نہ ملا شاید لشکر حمزہ کی طرف گیا ہو حنظل یہ کلام سنکر مایوس ہوئی
اور اشارہ کیا کہ وہ پرچھائین بالون مین اسکے جا کر غائب ہو گئی اسوقت آفت جادو نام
ایک رفیق نے عرض کیا کہ ای ملکہ آپ سوچتی کیا ہین اپنے شوہر شہنشاہ بلا افگن پاس کسی کو
طلسم ہوشربا مین بھیجیے اور اس حال کی انھین اطلاع بھیجیے یہ لڑائی مسلمانون کی بڑی
سخت جنگ ہی یہ لوگ نہ جادو کو مانتے ہین نہ کسی کو اپنے نزدیک زبردست جانتے ہین
ترک فلک سے مقابلہ کرنے والے ہین ہوا سے لڑنے والے ہین حنظل بولی سچ کہتی ہو
اور پھر اپنے بالون کو پریشان کیا وہی سیاہی دوبارہ پیدا ہوئی اُس سے اس نے
حکم کیا کہ باغ سیب مین قینار کے پاس جا کر سب کیفیت یہان کی بیان کر کہنا کہ جلد چلو کہ
گھر سارا برباد ہوا عورت ذات اکیلی مین ہون مجھ سے کیا ہو سکتا ہے لیکن سب حال اس طرح
نہ کہنا کہ دربار والے شاہ جادوان کے سنین اور شوہر میرا ذلیل ہو انھین الگ بلا کر چپکے
سے کہنا اس حکم کو سنکر وہ پرچھائین راہی ہوئی حنظل اسکو بھیج کر قلعے کا انتظام کرنے لگی
مگر سیارہ در قلعہ پر کھڑا دعائین کر رہا تھا کہ الٰہی مجکو اندر کسی طرح جانا ملے اتفاق سے ایک
مختار قلعے کے باہر اسکا گھر تھا کئی روز پیشتر اس جنگ کے رخصت لیکر اپنے مکان مین
آئی تھی اسنے جو قلعے پر لڑائی ہوتے سنی خیال کیا اگر مین نجاؤن گی تو کھرام کہلاؤن گی ایسے
وقت مین شریک ہونا لازم ہے یہ سوچکر روانہ ہوئی جب قریب قلعے کے پہونچی سرکاری
کوئی یہان ہی سیارہ جو ساحر بنا کھڑا تھا حاضر ہوکر سامنے آیا اسنے کہا دروازہ کھلواؤ سیارہ

سنے بڑھکر پکارا کہ بی مخلدار صاحب آئی ہین دروازہ کھولو سادہ جو پہرے پر تھین اُنھون سے
پھاٹک کی کھڑکی کھول دی عیار دیکھا آپ کھڑکی سے اندر آیا پھر مخلدار سے کہا آئیے دونون
اندر آئی دربان سمجھے کہ یہ ساحر مخلدار کے ساتھ ہے اور مخلدار سمجھی کہ یہ بھی کوئی ملازم شہر ظلمات ہے
الحاصل جب اندر شہر کے آئے گو کہ رات کا وقت تھا لیکن کمال حسن خیز اور زر ریز شہر دیکھا
حسینان دہر اٹھائے تھے دوکانین آباد و روشن چراغان تھے سڑکین پختہ اور ہموار بنی تھین کہ
کہکشان فلک کو شرماتی تھین عیار مخلدار کے ساتھ سیر دیکھتا ایک گلی مین آیا وہان تنہائی
جو پائی اپنے پاس سے شیشی عطر کی نکالی اور کہا بی مخلدار صاحب اس عطر کو سونگھیے مین نے
کھینچوایا ہے بتلائیے تو کتنے تولے کا ہے اُسنے شیشی لیکر نتھنون سے لگائی فورًا چھینک آئی بیہوش
ہوکر گری اسنے پیرہن اسکا سب اُتار لیا اور گوشے مین بیٹھکر آئینہ رکھکر فن عیاری سے
اسکی ایسی صورت بنا اُسکو خوب بیہوش کر کے وہین چھوڑا آپ آگے بڑھا راہ مین سوچا کہ
ظلمات بیچ قلعہ برج کے گل رہتی ہے وہین ملکہ بھی ہوگی یہ سوچکر اُسی جانب چلا جب قریب
برج کے پہونچا ایک کہاری اُدھر سے آئی تھی اُسنے سلام کرکے کہا بی مخلدار کہان تھین حضور
نے یاد فرمایا ہے جلد چلیے عیار نے جواب دیا کہ بی کیا کہون خوب ہوا جو مین نگوڑی یہان نہ تھی
نہین کتنا پیچھے مین پڑتی جانتی بھلا سنو تو کیا ماجرا گذرا کچھ حال تو کہو کہاری نے کہا بس
زبان نہ کھلواؤ وہی شغل ہوگیا اور رکھنا نہین ہوتی تو کرو کھاتی ای بی تم کیا تھی ہو لشکر تیہ
پار تو گھر گھیرے پڑا ہے اور پھر تم مجھے پوچھتی ہو کہ کیا ہوا عیار نے کہا مجھے سر کی قسم ہمکو
ہی ہوکر سے جو نہ بتائے سچ کہو کیا معاملہ ہے کہاری نے کہا حاشا للہ بی بی مین کانون پر
ہاتھ دھرتی ہون جسکا باپ اُسکا پاپ مین نہین جانتی کہ ملکہ نے کیا کیا ہان اتنا سنا کہ وہین
دھگڑے پاس پکڑی گئین اور بی بی یہ شہزادیان ہین جنکو محل کیا کوئی گونا آٹھ بھی نصیب نہ تھا
بیچ میدان مین مخلدار نے کہا ابھی ہو نادان وہ کیا جانے اور وہ مرد وا بھی ایسا کچھ دار ہے
نہ ہوگا کسی کا تھا لاڈلا ہوگا پھر میدان نہ ہوتا تو کیا ہوتا کہاری تڑاق کر بولی کہ بی تجھے ایسی تھی
ہین کہ روٹی کو توڑی پانی کو بلا کہتی ہین منہ سے دودھ کی بو آتی ہے تو جانے دس کھلائے
شادی ہو جاتی تو چار بچون کی ماں ہوتین اتنا جانتی تھین کہ آشنائی یون کرتے ہین نہ
جانتی تھین کہ بیچ میدان مین جو ہم لیکر بیٹھتے ہین اسکا انجام کیا ہوگا آدمی اپنا آگم اندیشہ
تو سوچ لیتا ہے اب اچھا ہوا کہ دوبار پکڑی آئین اکیلے گھر مین تمھاری بیٹیے جیسی ترتی ہین سیا

نے کہا حنظل نے اپنے پاس قید کیا ہوگا کہاری نے جواب دیا نہیں ایوان شاہی میں جو پائین
باغ شاہی ہے وہاں قید ہیں حنظل آپ انکا پہرا دیتیں یا لڑائی کا بند و بست کرتیں شاباش کیا عورت
ذات کو جو سب طرف کی تاک کہتی ہے سیار نے کہا خیر جو کچھ ہوگا وہ دیکھا جائیگا میں حضور
پاس لئے ہوا آؤں یہ کہہ کر آگے چلا کہاری بھی اپنی راہ گئی لیکن یہ ادہر سے پھر کر ایوان شاہی
کو ڈھونڈھتا آخر وہیں آکر موجود ہوا اس کاخ رفعت بخش قصر کسریٰ کو بہشت آئینہ دیکھا ہر کنگرہ
اسکا ہمراز مشکوے پرویز تھا بلکہ خورنق بہرام جسکو نعمان بن منذر نے بنایا تھا نظر آتا تھا یہ تو
ایک محلدار کی صورت بنا ہوا تھا کسی نے اسکو منع نہیں کیا اندر قصر کے گیا ہمیشہ در در کے
لگے تھے بیچ ایوان میں تخت شاہی بچھا تھا کرسیان زرنگار قرینے سے بچھی تھیں ایک طرف
زنانی ڈیوڑھی تھی پردہ زنبوری پڑا تھا باہر رہا خواجہ سرا کھڑا تھا لیکن یہ پردہ اوٹھا کر چلا
وہاں پہنچ پوچھا کہاں جاتی ہو اسنے پھر کر کہا موذی کاٹے اپنے بیگانے کو نہیں پہچانتے
محلدار ہیں مدت کی آپ نے جانے ڈالی آج مجھے بھول گیا سپاہی بولا کہ محلدار آج تو تم ہرا کے
گھوڑے پر سوار ہوا ایک شخص بولا آج جو بن بھی لیا وہ نہ محلدار نے کہا شاہ شمشیں آفریں
موئے زبان کا ذرا انکا لئے ہیں یہ کہہ کر اندر دروازے کے چلا کہا تجھ کمال کر انگوٹھا دکھایا کہ
انا شہد پیو تم ارمان میں رہ گئے اور یہیں ہٹے نہ چڑھتوں کی غرض تھکے آگے بڑھا اندر محل سے
زیادہ آدھر کئے پوچھا کہ بی محلدار کیا ہے کہا موئے سپاہی ایسا ہنساتے ہیں کہ پیٹ میں بل
پڑے جاتے ہیں زیرناف درد ہونے لگا خلاصہ کلام آگے چل کر قلماقنیوں ترکنوں حبشنوں
چوکیداروں کو طے کرکے باورچی خانے سے گذر کر دو دو منزلہ ہر ایک سے ہنستی باتیں بنانی پائین
باغ میں آئی عجب تختہ گلزار بہار آگیں دیکھا کہ جہان کی ہوا نسیم بہار کو اعتدال بخش تھی اور
شمامہ ریحان روح افزا باغ جان کو معطر فرماتی کہ ابیات

گلستانے چو گلزار جوانی گلش سیراب از آب زندگانی
نواے عندلیبش عشرت انگیز نسیم عطر بیزش راحت آمیز

سیار دوپہر تک دیکھتا پھرتا کنیزوں انیسوں جلیسوں کی باتیں سنتا جاتا تھا کوئی کہتی
تھی دیکھیے اس عشق کا کیا انجام ہوتا ہے دوسری جواب دیتی تھی کہ دونوں ایک کی جان
کی لگی ہے اسکا اور کیا ہوگا کوئی انگشت بدندان تھی ہائے کوئی کہتی کوئی ناک بھوں چڑھا کے
کہتی تھی کہ اشتیاق میں اپنا حسن کھو کر بیٹھے آفت ڈھائی کہ مرد ورا سا تجھ لگالائی امان باوا

کی ناک کٹوائی یہ معرکہ ڈال دیا اسی طرح کوئی پاندان کھولے پان کھاتی بیٹھی کوئی مسی لگاتی تھی
کوئی کہانی کہتی تھی کہ ایک تھا بادشاہ ہمارا تمہارا خدا بادشاہ کہانی ایسی چھوٹی نہیں بات ایسی
بڑی نہیں یہی کیفیت سیارہ دیکھتا سنتا بارہ دری تک پہونچا یہاں تلنگنوں کا پہرا کھڑا تھا
ایک تلنگن پکاری حکم دربستہ ہے سیارہ نے کہا محلدار تلنگن بولی کہ اندر پہنچانا محلدار نے کہا جاؤ نگی سے مجھے
کیا پڑی ہے جو جیسا کریگا ویسا پائیگا پہرے والیوں کا تو راج ہے اپنا پرایا کچھ پہچانتی نہیں لو صاحب
مان کی ماننا اُسنے تو خیر صلاح کو بھیجا گلوریاں بھیجیں ہم ہر وقت کے پاس رہنے والے لیکر آئے
ہیں یہ کہتی ہیں اندر جانا منع ہے میں سچ کہوں قسم خورشید وقتم تجھے آج تک کسی نے روکا نہیں ہے جو لی کی
لوکیں پر ایسی نوکری مارتی ہوں کیا مجھے ناک کا ٹیکہ ہونے کو ای کٹنی مشاطہ مقرر کیا ہے جو جانے
کی منا ہی کرتی ہیں مالکہ انکے پہرے ہیں جو گئی ہے جاتی ہیں اب ان میں ملاپ نہ ہوگا
وہی مثل ہے ماں بیٹیوں میں لڑائی ہوئی لوگوں نے جانا بیر پڑا یہ کہکر پھر سیارہ چلا
دوسری پہرے والی نے جو پہرے پر تھی اُس سے کہا اری جانے دے سچ تو یہ ہے کہ یہ لوگ
ناک کا بال ہیں دو دن میں ایک ہو جائینگے اور اسوقت نہیں معلوم یہ کیا کیا جا کر لگائیگی
ہم تم پہرے کے لیے ہیں کبھی سامنے جانا نصیب نہیں ہوتا پھر ہماری کون سنیگا یہ کلام
تلنگنی نے سنکر محلدار کو پکارا کہ بی محلدار خفا نہو جاؤ جاؤ ہم بھی تو حکم کے تابع ہیں اگر نہ روکتے
ابھی تم ہی الزام دیتیں کہ تم کیسا پہرے پر کھڑی تھیں کہ میں چلی گئی اور کسی نے نہ روکا محلدار
نے کہا بی بی سچ کہتی ہو مگر اجنبی کو روکتے ہیں یہ کہتا ہوا سیارہ اندر بارہ دری کے گیا یہاں
شیشہ آلات روشن تھا فرش قاقم بچھا تھا ایک طرف پلنگڑی پر ملکہ زنجیر پہنے پڑی کراہتی ہے
اور چار ساحرہ مغز زکھٹولی بچھائے پہرا دینے ملکہ کا بیٹھی ہیں لیکن وہ سوختہ جان آتش محبت
تپ مفارقت سے جب ہوش میں آتی ہے تو بیتابانہ یہ زبان پر لاتی ہے رو کر چلاتی ہے درد دل
سناتی ہے کہ نظم

بسکہ آزردگی لاشہ ہوا لاغر بس تن ہوگیا
ذرہ ریگ بیابان اپنا مدفن ہوگیا

ایک ہی جنبش میں تھی صد رشتۂ خواب عدم
اضطراب اشک کو گھوارہ دامن ہوگیا

بیکسی سے نزع میں اپنے کو رو یا آپ ہیں
دم جو کچھ باقی رہا تھا صرف شیون ہوگیا

سیارہ جب آگے بڑھا چادر دگر شیون سے پوچھا کہ بی محلدار کہاں آئیں محلدار نے سلام کیا اور کہا
بی بی حاکم کے ناچاری ہے نہیں تو یہاں آنے بولی کا ٹیکی ہے لو یہ گلوری یان حضور نے [illegible]

لیے بیٹھی ہین اور فرمایا ہے کہ سمجھا کر انکو کھلانا کہ بچپنے سے ملکہ کو پان پریان کھانے کی عادت ہے
ایسا نہو ترک عادت سے بیمار ہو جائے یہ کہکر خاصدان سے چارون نے گلوریان نکال کر دین کہ
تم بھی کھاؤ ملکہ سب تھوڑی تھوڑی کھائینگی رئیس کے یہان سارا مال لوگ کھاتے ہین آدھے کا تہائی سرکار کو
ملتا ہے سونے کا خاصدان بھی اپنے پاس رکھو جو کوئی پوچھے تو بتانا نہین تمھارا مال ہے وہ
جادوگرنیان ان باتون سے خوش ہوگئین اور وہ گلوریان چارون نے کھائین بیہوش
ہوگئین سیارہ ملکہ کے قریب گیا ملکہ نے مخلدار کو دیکھکر فرمایا کہ اے مخلدار اب ہمارا وقت آخر
ہے کس لیے کہ مقتضا ہے قطعہ

کوئی ہمارے تغافل شعار سے کہدے	کہ آپ ذرہ نوازی جو مہروار کرین
تو باوجود تقاضا سے مرگ و شدت نزع	ہم اور بھی نفس چند انتظار کرین

اسنے کہا حضور مین سیارہ ہون ملکہ سنتے ہی اٹھکر لپٹ گئی اور کہا ع شد بحمد اللہ اسیر آخر
می حسیتم با لکھو بھیا سوگند کیسی ہین بظاہر تو سوگند کو اوڑھا مگر اس پردے مین گویا شہزادے
کا حال دریافت کیا سیارہ نے ایک گلوری ملکہ کو کھلائی کہ یہ بھی بیہوش ہوئی اسنے پشتارے
مین باندھا اور چاہا کہ کسی تدبیر سے نکل جائے مگر حنظل نے علاوہ چار جادوگرنیون کے ایک
ساحرہ اور مخفی مکانذار جادو نام کو مقرر کیا تھا کہ ملکہ کو چھپ کر دیکھتی رہے اسنے پوشیدہ ملکہ
کی باتین سنکر سیارہ کو پشتارہ باندھ رہا تھا کہ جاکر حنظل کو اطلاع دی کہ عیار ملکہ کو لیے جاتا ہے
وہ سنتے ہی بغضب تمام چلی اور شعلے کی طرح لپک کر سیارہ پر آگری اسنے ہر چند چاہا کہ پشتارہ
لیکر بھاگ جاوے حنظل نے سحر کر دیا کہ زمین نے پانوؤن پکڑ لیے اسنے ملکہ کو چھین کر ہوشیار
کرکے گھر کا کہا او بے حیا تیرے ہتھکنڈے اب بھی نہین جاتے ملکہ نے کہا اس مین میرا گناہ کوئی
نہین اگر مجھے آکر بیہوش کرے تو مین کیا کرون حنظل سوچی کہ یہ سچ کہتی ہے بولی کہ بیٹا یہ ذات
مسلمان ایسے ہی ہین ملکہ نے کہا تم مجھے مار ڈالو جھگڑا فیصل ہوجاے حنظل بولی کہ اس موسکے
عیار کو مین قتل کرتی ہون کہ تجھے لیے جاتا ہے سیارہ یہ کلام سنکر ڈرا اور گویا ہوا کہ میرے بھائی
مجھے اگر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالین گے حنظل سوچی کہ عیار بہت مفسد ہوتے ہین اور لشکر اسلام مین
بہت ہین ایسا نہو کہ اسکے قتل کرنے سے مجھے ضرر پہونچا ہین اسکو پوشیدہ طور پر ہلاک کرنا چاہیے
یہ سوچکر مکانذار سے کہا اسکو لیجا کر باہر قلعے کے کسی پہاڑ پر ذبح کر ڈال تیر اگولی کیا کرے گا وہ جگہ
پا کو پہنچ مین سیارہ کو دبا کر لے اوڑی اور باہر قلعے کے دامن کوہ مین لائی قصائے کا مقبل

جو حقیقت مین قاسم کے چلا تھا آج شام کو آکر ہوا پہنچا کہ لشکر شاہزادے سے دو کوس پیچھے اترا
از بسکہ شب ماہ تھی کھڑا چاندنی کی کیفیت اور صحرا کی سیر دیکھ رہا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک ساحرہ
کسی کو بغل مین دابے لیے جاتی ہے یہ تو قادر انداز بے بدل ہے کہ شب تار مین بال کو تیر سے
پروتا ہے اُسنے تاک کر تیر مارا اُسکا اندا رکھے بیٹھے پر پڑکر نشست کو توڑ گیا وہ مرگئی شور برپا ہوا
اور سپارہ ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے قلابازی کھاتا چلا مقبل نے دوڑکر ہاتھون پر روکا اور زمین پر
اُتارا دیکھا سپارہ ہے ہوشیار کرکے کہا تجھے خدا نے بچایا اُسنے کہا زندگی تھی جو بچ گیا
اور ساری کیفیت اپنی عیاری کی بیان کی پھر وہان سے رخصت ہوکر قاسم پاس آیا یہ یاد
مطلوب کر رہے تھے کہ سپارہ کو دیکھ کر پکارے فرد

نقد روان خویش نثار تو میکنم	جانے کہ ہست در سر کار تو میکنم

اے یار دلنواز کہو کہ اُس معشوقہ با مروت کی کیا کیفیت ہے سپارہ نے ساری حقیقت خدمت والا
ہمت مین شہزادے کے عرض کی اُسنے جب یہ سُنا کہ مطلوب کو نہین لایا بے مقصود پھر آیا ہے
شور واصیتا بلند کیا لیکن اِس عیاری کے کرنے مین وہ رات آخر ہو چکی تھی اور قاصدان
سپارہ خبر افلاک کے کر نظر سے مردم دنیا کے نہان ہوے اور خورشید بارادہ قلعہ گیری گنبد سپہر
میدان چرخ مین آیا کہ ابیات

روز و کرد چرخ شعبدہ باز	کرد صندوق حیلہ را سر باز
صبح سیمین قبا سے زرین تاج	تاج از زر نہاد و تخت از عاج

قاسم نے اُٹھکر نماز پڑھی اور دعاے فتح و ظفر مانگ کر کمر بندی کا حکم دیا اور آپ بھی مسلح و
مکمل ہوا اور مقبل اپنی جگہ پر آکر سمجھا کہ اب تو میرا آنا سپارہ نے کہا ہوگا پھر اب مجھے بھی شہزادے
کے پاس جانا روا ہے یہ سوچکر فوج کو تیار کرکے آپ پہلے سب سے خدمت شہزادہ مین پہونچکر
مراسم نیازمندی بجالایا امیر کی طرف سے دعا کہی اپنا آنا بیان کیا شاہزادہ نے اسکے خلعت
دے کر کارسازی لشکر کا امر فرمایا اُسنے باہر آکر تمام لشکر کو آراستہ کیا صدا اسکے کرنا حوری
اور دعوی رکھتی تھی اور فغان دہل گوش گردون کے پار تھی ہر دلاور بحر آہن مین غوطہ مار کر
تھا نا مردی کے کنارے تھا کہ ابیات

آ گھٹا یا یا علی کہکر علم کو	پڑھا یا کہہ کے بسم اللہ قدم کو
رفیقون سے کہا باندھو کمر کو	ذرا ہو حملہ آور دشمن پہ تم

لڑو بہر خدا اعدائے دین سے — قصاص خون لو ہر اک لعین سے
دکھایا ہے یہ دن بخت رسا نے — زرہ پہنو جسے پہنا تو داستا نے
کسے تاب ہے کس کا ہے یہ دل — جو تم سا دشمن سے ہوئے مقابل
جہاں کھینچو گے تم شمشیر پرخم — پسر ہوں زال کا ہووے گا رستم
چلے تلوار برق آسا جہاں کے — اڑیں پھر ہوش جلاد فلک کے
تلاطم پر ہوا وہ بحر لشکر — مثل طوفان خیزی ہے برابر
ہوا لشکر جو وہ آمادۂ جنگ — کہ تنگ اس سے کیا میدان ہوا تنگ
دم شمشیر طوفان تھا سپر کوہ — دلیروں کے تھے گویا پشت پر کوہ
زمین کو کرنا نے کیا ہلایا — بدن خورشید کا بھی تھرتھرایا
نہ پھر زیب گلگون تھے وہ رایت — ستون سقف گردون تھے وہ رایت
چلا وہ شیر نر پھر سوئے جنگاہ — یلان فوج کو لے اپنے ہمراہ
ہوا میدان وہ میدان محشر — نمایاں ہر طرف سامان محشر

اس کے دوسرے جب روبرو قلعے کے پہونچا لشکر نے صف کھینچی اور حنظل بھی ملکہ کو قید میں پیادہ مبتلا کرکے برج قلعہ پر آئی لشکر کو شہزادے کے صف آرا دیکھا فوج کو تیار ہونے کا حکم دیا اور آج خود ارادہ مقابلے کا کیا ہنوز برج سے قلعے کے نہ اٹھی تھی کہ سامنے صحرا کی طرف سے گرد اڑی لکہ ہائے ابر رنگ برنگ کے برسے ہوا ظاہر ہوئے اور ساحران غدار بدہیبت بدشعار اژدہر سوار دکھائی دیئے ہر ایک صورت اپنی ڈراؤنی بنائے ماتھے اور منہ پر ٹیکے لگائے سانپ سے لپیٹے اور منہ سے رال اڑاتے تھے غرض سب کے اژدہے پر سوار ایک ساحر جوان طرحدار موتیوں کے مالے گلے ڈالے جواہر بیش قیمت کے اسکے بازو پر بندھے کمر میں کردھنی سونے کی بندھی پیدا ہوا اور زمین پر اس فوج کا خیمہ و خرگاہ بھیر دنگاہ کا سامان بچھا اور گرد و غبار پر لدا چلا آتا تھا جب قریب قلعہ کے لشکر پہونچا فوج ساحران ہوا سے اتر کر مقابل لشکر قاسم ٹھہری اور وہ ساحر جوان خوش رو برج قلعہ کی طرف چلا حنظل نے جو اسکو آتے دیکھا پہچانا کہ میرا داماد یعنی ملکہ جس سے منگی ہے طولان بن ظالم جادو ہے اپنے باپ کے مارے جانے کی خبر سنکر بارادۂ رزم قاسم آیا ہے بس داماد کو دیکھتے ہی مع ساحران نامی کے برج قلعے سے چلی اور قریب اسکے آکر گرد پھرنے لگی سمدھی کو یاد کر کے روئی طولان نے بھی اسکو

باادب تمام سلام کیا اُسنے بلا ئین لین بیگ سے لگا لیا اور کہا بیٹیا باپ تمھارے مارے گئے اب بیٹیا تمھارے لیئے میرے شوہر بھی تمھارے خسر بھی ہوتے ہین طلسم سے آیا چاہتے ہین مین قاصد بھیج چکی ہون وہ آکر اس میدوی کو سزا دینگے خوب ہوا جو تم آگئے جاؤ قلعہ مین چل کرا پنی فوج کی نگہبانی کرو مین آج اِس لڑائی سے مہاست پاکر سحر تقید کروں کہ تم اُسکو اپنے قبضہ مین رکھو طولان نے یہ تقریر سنکر سر جھکا لیا اور کہا اماں جان مین اِسوقت اِس مسلمان کو سزا جاکر دیتا ہون آپ جاکر برج پر بیٹھ کر تماشا دیکھیے اور کچھ تردد نہ فرمایئے خلاصہ کلام ہر چند قطل مانع ہوئی لیکن اُسنے نہ مانا اور واپس ہوکر سامنے قاسم کے آیا سیارہ نے سوگند دیکے اسکا حال پوچھا اُسنے کہا ملکہ کا منگیتر یہی ہے قاسم سے سیارہ نے آکر بیان کیا کہ فوراً جلدی کر لڑیئے گا یہ شخص پورا حریف یعنی رقیب آپ کا ہے قاسم نے کہا خدا مالک ہے غرضکہ دو لشکر مقابل مین صف آرا ہوا اُدھر نفیر سحر بجی اُدھر طبل رزمی پر چوب پڑی صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب للکارے جوانوں کو پکارتے ہان دلاورو یہ ہنگامہ ہارو جد و کوشش کر بارو بہادری مین دو جہان کا عیش و آرام ہے نامردی مین ہو جب نکلتا جیا ہے اوسے احوال زندگی حرام ہے ایسے مردانہ کو سنکر بجر نو نظم

کمر بستہ ہے باندھ کی اہل دین سے	یہ جان تازہ وہ کی جان آفرین سے
صفین آراستہ کین ساحرون نے	ہجوم آخر کیا ناکامیون نے
اُدھر بھی نعرہ اللہ اکبر	ہوا ایسا کہ گوش آسمان سے کر
عروج اپنے کی تھی ہر ایک کو امید	ہوئی نیزہ کی چمکی تاج خورشید
کیا طولان نے چھر میدان کا آہنگ	ہوئی مشغول قاسم سے جو جنگ
اُٹھا اکر اژدہا سا میدان مین آیا	رجز پڑھتا ہوا میدان مین آیا
طویل ایسا تھا جیسے چرخ دوار	بدن پنہا تھا اُسکا مثل کہسار
ورقش چہرہ اک ظالم کے ہمراہ	کہ یہ جیم اُسکی تھی داغ دل ماہ
غرض آیا جو میدان مین شتمگر	بڑھا یا بان سے قاسم نے تکاور

شہزادہ دلاور جب اُسکے مقابل آکر ہوئے طولان نے چشم سحر سے اُنکی زیب اگر دیکھکر خطا ہوا اور اژدر پیر سے اُتر کر جھولی سے سحر کی ایک پتلی نکال کر زمین پر کھڑی کی آپ بیٹھ کر سحر پڑھنے لگا بعد تھوڑی دیر کے وہ پتلی غائب ہوگئی اور قلعہ کی جانب سے ایک تخت پیدا ہوا

قاسم نے دیکھا کہ ملکہ نرگسی چشم تخت پہ سوار ہے با دیدۂ خونبار ہے پانوں میں زنجیر پڑی ہے قید کر دی ہے بال سر کے پریشان ہیں آنکھیں بغیر دید جمال یار حیران ہیں رخسار اس گلعذار کے تمانچے کھا کے نیلے مثل سوسن ہیں لب گل برگ تر بے مسی کے اداسی چھائی ہے حضرت عشق نے عجب صورت بنائی ہے حیرت سے انگشت بدندان ہے زبان سے راز عشق اور جمال یار کی مدح خوان ہے کہ اشعار

اس انجمن میں کوئی دل شادمان نہ تھا — تھی آہ کڑے گھر کی رات سواد جہان تھا
جنس شباب کا یہ کبھی قدردان نہ تھا — گردون کی سات پشت میں اک نوجوان نہ تھا
جینا کہ تھیں پسند تھی آنکھوں کی سادگی — کاجل کی کوٹھری میں بھی پنہان دھوان نہ تھا
تھا ضعف میری غفلت میری سے ہم بغل — اس فتنہ کے نصیب میں بخت جوان نہ تھا
بجلی تھی مہربان کبھی آتش کی تھی بہار — صد شکر ہے چراغ مرا آشیان نہ تھا
سکا دیا جو زخم محبت نے ہر جگہ — اتنا بھی تنگ جامۂ تاب و توان نہ تھا

قصہ کوتاہ وہ رشک ماہ قریب شاہزادہ کے آئی قاسم گھوڑے سے اتر پڑا اور یہ کہتا ہوا دوڑا کہ بیت

المنۃ للہ کہ اگر رنج کشیدم — دیدم ترا و ز تو بمقصود رسیدم

سوگند نے جو یہ کیفیت دیکھی پکاری کہ اے سرشار جام عاشقی شہزادہ والا گہر یہ تصویر ساحری ہے ملکہ نہیں ہے دھوکا نہ کھا یہ تیغ سحر کش سنبھالے شہزادے نے جو یہ صدا سنی تیغ پر ہاتھ ڈالا اس وقت ملکہ نرگسی نے انگلی اپنی دانتوں میں دابی اور بحسرت شاہزادے کو دیکھ کر رونے لگی آہ سرد بھر کر بولی کہ ابیات

یاری اندر کس نمی بینیم یاران را چہ شد — دوستی کی آخر آمد دوستداران را چہ شد
کس نمی گوید کہ یاری داشت حق دوستی — حق شناسان را چہ حال افتاد و یاران را چہ شد

کیوں شہزادے یہ تیغ ہمنے تمکو اسی لیے دیا تھا کہ تم ہمیں پر ہاتھ صاف کرو فرض کرو کہ میں نہیں بھی ہم شبیہ تو ہوں تمکو صورت جانان پر ہاتھ اٹھاتے شرم نہیں آتی لاؤ یہ تیغ مجھے دو شہزادہ پیکر جان فریب مطلوب دیکھ کر ایسا دیوانہ عقل و خرد سے بیگانہ ہو رہا تھا کہ کچھ خیال انجام کار نہ کیا اور فرمایا کہ فرد

آنچنان مہر توام در دل و جان جای گرفت — کہ گرم سر برود مہر تو از جان نرود

یہ تیغ حاضر ہے لو اور اس چہرہ میں کہ میں نے تیغ تلوار کھینچی ہے مجھے گھائل کرو اس تصویر نے

تیغہ جیسے ہی ہاتھ سے اسکے لیا ایک شور برپا ہوا اور اندھیرا ہوگیا اسی اندھیرے مین طولان آکر
کمر مین پنجہ ڈالکے اُڑا سوگند نے سحر پڑھکر دستک دی کہ وہ تاریکی دور ہوئی سب نے دیکھا
کہ شاہزادے کو طولان پنجے مین دابے لیے جاتا ہے سیارہ نے سوگند سے کہا کہ لشکر
خبردار مین تعقب شاہزادے مین جاتا ہون یہ کہکے شہزادے کو دیکھتا چلا ادھر فوج ساحران
لشکر شاہزادے پر حملہ زن ہوئی سوگند زمین پر بیٹھ گئی اور سحر پڑھکر بروے خاک دو مٹھی
غبار زمین سے سیاہ اُڑا اور مثل دیوار کے درمیان لشکر طولان و قاسم کے حائل ہوگیا
ساحران ہر چند خواستگار ہوے کہ اس دیوار کو ہٹادین اور لشکر حریف کو قتل کرین مگر نہو سکا
اس اثنا مین حکم حنظل پہونچا کہ تا آنے طولان کے جنگ نکرنا صفوف لشکر آراستہ رہین
تاکہ وہی آکر کام اس لشکر کا تمام کرین غرضکہ اس حکم سے فوج ساحران رکی ادھر سیارہ
شاہزادے کے انتظار مین ٹھہرے لیکن حنظل نے آفت جادو اپنی رفیق کو بھیجا کہ
طولان سے جاکہے میان قلعہ مین اس مفتری کو نگاہ رکھو لاکر قتل کرو کہ اہل قلعہ خوش ہون
آفت اُدھر کو پاس طولان کے بردے ہوا پہونچی اور پیام حنظل کا کہا اُسنے جواب دیا کہ
اندر قلعے کے بیجانا اسکا صلاح نہین ہے وہان ملکہ اسکی عاشق ہے ایسا نہو کہ اسکو ہلاک ہوتے
دیکھکر اپنے تئین بھی ہلاک کرے اور میرا گھر برباد ہوجائے مین اسکا سر کاٹ کر خدمت شاہ مین
امان جان کی حاضر ہوتا ہون ملکہ جب سنیگی کہ عاشق میرا مر گیا سچ تو ہوگا لیکن صبر کرکے خاموش
ہو رہیگی کیونکہ سنا ہوا حال دیکھنے کے برابر نہین آفت یہ تقریر سنکر پھر گئی اور سب کیفیت
حنظل سے آکر بیان کی وہ سنکر خاموش ہو رہی اور طولان دامن کوہ مین قاسم کو لایا
اور زمین پر استادہ کرکے عتاب وخطاب کرنے لگا اس اثنا مین وہ پتلی سحر کی جو ملکہ کی
صورت بنکر گئی تھی تیغہ سحر کش لائی طولان نے تیغہ لیکر پتلی سے کہا جا وہ منہ کھولکر کھڑی
ہوگئی منہ سے اسکے دھوان نکلا اور نعاطاک مارکر ایک ساحر بنا اور سلام کرکے چلا گیا اُسنے
پتلی اُٹھا کر اپنی جھولی مین رکھ لی قاسم نے یہ ماجرا دیکھکر دل سے کہا افسوس ملکہ کی صورت
بنکر یہ ساحر جو ابھی گیا ہے میرے سامنے آیا تھا مین نے تیغہ دیدیا یہ تو افسوس کرنے لگے
اور طولان نے بغصہ کہا کہ اے نالایق تو میری منگیتر کو بھگا لے گیا تھا اب کہہ کہ تجھے کسطرح
قتل کرون شہزادے نے اسکے کلام کا کچھ جواب نہ دیا اس اثنا مین سیارہ جو تعقب مین
چلا تھا آکر پہونچا اور صورت حنظل کی اپنی بنکر طولان کے پاس آیا کہا خبردار شہزادہ

اکو قتل کرنا نہین بہت پچھتائیگا طولان نے یہ کلام سنکر کہا دیکھی ہو تو کوئی اسکی طرفدار معلوم ہوتی ہے حنظل نہین ہے ہشیار ہے اُسنے دیکھا کہ کوئی سحر اور ظاہری قید کی علامت شہزادہ پر معلوم نہین ہوتی یہ سمجھکر پاس سے طولان کے بھاگا مگر کہتا گیا کہ اے شہزادے مکر سے کیا کرتے ہو یہ حرامزادہ لاف زنی کرتا ہے مار ڈالو اسکو اگر سحر یہ سحر نہین ہے قاسم ایک سکتے کے عالم مین کھڑا تھا اسکے کہنے سے چونک گیا اور دوڑکر طولان سے لپٹا ایک ہاتھ گلے پر رکھکر اسطرح فشار دیا کیا منہ سے وہ بول نہ سکا اور قاسم نے اسکو گرا کر دوسرا ہاتھ سر کے نیچے رکھکر گردن کو دفعتہ مع نرخرے کے کھینچ لیا پھر تو آگ پتھر برسنے لگے اور شور وار وگیر پیدا ہوا قاسم نے تیغہ سحر کشا سے لیا اور ہشیار ہونے جھولا اسکے سحر کا اور جو کچھ جواہر وہ پہنے تھا اُتار لیا پھر دہانہ شادیان و فرحان لشکر مین آئے سوگند نے وہ غبار درمیان لشکر سے دور کیا شہزادہ تیغہ سحر کھینچ کر نعرہ اللہ اکبر کرکے صف عسکر ساحران پر جا پڑا اسعد گند نے تاریخ وتیغ لگانا شروع کیا اور مقبل نے تیرون کا مینہ برسایا پھر تو نظم

ہوئی پھر آتش کین شعلہ آور — جلایا اُس شرر نے خشک و تر
ہوا اسپ سے ہنگامہ دو بالا — نظر مین صبح بھی تھا شام کا حالا
زمین لاشون سے اشک آسمان تھی — لہو کی دھار اک سیل دمان تھی
نہ راہ امن کو بھولے تھے مردم — نیام اپنا کیا تھا تیغ نے گم
پرندہ تھا نہ اُس صحرا مین جز تیر — ہوئے تھے بند رستے غیر شمشیر
حنا سے پائے اسپان گلدرزن — ہوا خون دماغ دوست و دشمن
بنا سے کوہ کو اک زلزلہ تھا — قدم گاڑ زمین کا کانپتا تھا
زبان نیزہ رشک موجہ خون — لب سوفار سے پیکان تھا گلگون
ہوا تھا دنگ جلاد فلک بھی — سما بھی کانپتا تھا اور سمک بھی
رہا نہ پاس نام و ننگ تا شام — چھپا خورشید سر آیا لب بام
تماشے کو ہوئی واچشم اختر — پریشان کون ہو خوش کس کا لشکر

جسوقت کہ ایکہ آرائے فلک چارم آمد فوج انجم سنکر رو بفرار لایا سپاہ ساحران مین طبل بازگشت بجا اور ہر ایک ساحر بھاگ کر اندر تالاب کے گیا حنظل نے جب قاسم کو مع تیغہ سحر اُکر لشکر شہ مین دیکھا تھا تو ساحرون کو بھیجکر طولان کا حال دریافت کیا تھا انھون نے آکر اسکو

مردہ پایا جا کر بیان کر دیا کہ وہ مارا گیا حنظل لڑائی کا انتظام اور حفاظت قلعہ اسوقت کر رہی تھی جانفشانی رو کر چپ ہو رہی اب جو فوج پھر کر قلعہ میں آئی اور قلعہ بند کر کے افسر مقرر کر کے روتی ہوئی ہائے میرے مرادوں والے دولھا افسوس تو ناشاد دنیا سے گیا کہتی ہوئی لاش پر آئی خوب روئی اور پیٹی چلائی کہ سے جو گل نہ کھلنے پائے تھے پھول آنکے گئے + مسند سے دولھا اٹھتے ہی تکیہ میں سو گئے + ہائے آئی برات پھر گئے نوشا کدھر گئے اے میرے غیرت والے اب میری بیٹی کا راج اور سہاگ کون کرے گا ہائے وہ جنم کی رنڈیا ہو گئی ہائے اسکی مانگ اجڑ گئی تم کیسی میٹھی نیند رات بھر کے جاگے پاؤں پھیلائے سو رہے ہو آج عروس مرگ سے ہمکنار ہو کے آغوش لحد میں جا کر لیٹے خلاصہ کلام رو پیٹ کر لاش کو اپنے آئین اور دنیا جمشیدی کے بموجب اٹھایا یہ تو اس ہنگامہ اندوہ و الم میں مصروف رہی لیکن شاہزادہ بدیل دفع کر کے جب پھر لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا مقبل نے طلایہ قایم کیا اور شاہزادہ خیمہ میں پلنگڑی پر آکر لیٹا پھر وہی دیوانگی اور بیقراری دل پر طاری ہوئی یاد جانان میں سر دھننے لگا اور یہ زبان پر لایا قطعہ

دل سے خلش ہجر کا صدمہ نہ اٹھے گا — کھٹکے گا کلیجے میں یہ کانٹا ابھی کچھ اور
آئی ہوئی آنکی نہ میرے سر کہیں آجائے — گردن کو جھکائے نہ بڑھایا ابھی کچھ اور
سنبھلائے کہیں رنگ بدلتا نہ مری آہ — پھر وہ پیا دکھاتے یہ دنیا ابھی کچھ اور

جب بیقراری شہزادہ کی حد سے زیادہ بڑھی سپارہ اور سوگند نے آکر سمجھایا ہزار صورت سے دل بہلایا یہاں تک کہ آفتاب مثل عاشق کے بیقرار رہا چہرہ زرد کیے وادا شب بھر کے تھراتا خیمہ مشرق سے نکلا اور باد پیکر دا افلاک ہو کر دلسوزی جتانے لگا کہ مقتضا ہوا ایسا

ہوا پھر جلوہ گر دارا سے خورشید — کر گردوں پر سے جا کے خورشید
غبار و گرد سے طاق ہو گیا دور — ہوا روئے زمین آئینہ نور
سحر گہ پھر وہی خصمی وہی قہر — بلا سے تھا مقابل فتنہ و شر
ہوئی ہر سمت فکر تاخت و تاراج — سر آرام تھا بالین کا محتاج
بنا نیر صبح پر پڑھ کر وہ دلاور — رجز خوان پھر چڑھا گھوڑے کے اوپر
چلا وہ شیر نر پھر سوئے جنگاہ — بلایان فوج کو لے اپنے ہمراہ
ہوا میدان وہ میدان محشر — نمایان ہر طرف سامان محشر

ہوا محشر بپا رو تینہ کے دم سے
کہ مردے چونک اٹھے خواب عدم سے
ہمہ پارہ ہوا تھا پردۂ گوش
زمین کانپی فلک کا اڑ گیا ہوش
فلک تیرہ ہوا یہ گرد چھائی
ہوئی زیر و زبر ساری خدائی
کمر لشکر نے باندھی بہر پیکار
پڑی طبل و دہل پر چوب یکبار
کہوں کیا فوج کین کی ایسی مردی
ہوا تیرہ سپہر لاجوردی

جب رو برو سے قلعہ لشکر ہوا اختلاط روبیٹ کر لاش حلولان کی اٹھا کر برج قلعہ پر کھینچی گئی آمد لشکر قاسم دیکھ کر خود عازم جنگ ہوئی اسوقت آفت جادو کی مصاحب نے عرض کیا کہ میں آج مقابلہ کو جاتی ہوں اور اس نامزا کو سزا دیتی ہوں حیرت نے اسے خلعت سرفرازی دیکر فوج جو کچھ حلولان کی اور قلعہ کی قتل و تیغ سے باقی تھی انکو حکم کمر بندی کا دیا ساحر جلد جلد تیار ہوے دستہ کھلا علم فوج ظاہر ہوا انحصار اور اژدر ساحروں کے نکلے میدان جنگگاہ میں صفیں جمائیں کہ نظم

انتظام اپنے سے جب آگئے وہ باہر
دو چندان ہو گئی وہ شورش حشر
کریں شورش کا دو دو یا ارادہ
کوئی طوفان نہیں اس سے زیادہ
معاذ اللہ کیا غوغا تھا ہر سو
کہ بھاگے شیر صحرا مثل آہو

الحاصل بعد صفوف آرائی لشکر آفت میدان میں آئی اور نعرہ زن ہوئی کہ ای قاسم تینہ کے بھروسے پر لڑتا ہے یہ بھی صدقہ ملکہ نرگسی چشم کا ہے ورنہ اب تک تو زندہ درگور ہوتا آج کسی پہلوان کو میرے مقابلے میں روانہ کر کہ اسے راہ عدم دکھاؤں سر اسکا کاٹ کر لاؤں یہ سنکر سرداران قاسم کو تاب نہ آئی اور زنبور اسکے جوشن پوش نے گھوڑے کی باگ لی رخش صرصر تک میں طرار کون میں اس کے روبرو پہونچا اسنے افسون پڑھکر دستک دی کہ گوشہ صحرا کی طرف سے ایک سوار اسپ تیز رو پر سوار مسلح و مکمل پیدا ہوا اور زنبور اسے مقابلہ کرنے لگا دونوں میں اول تو نیزہ چلا جب باہم برابر رہے سوار سحر نے تلوار لگائی اور ایسا سحر پڑھا کہ زنبور اسی جگہ بےحرکت ہو گیا سوار نے کمر میں ہاتھ ڈالکر قاش زین سے اٹھا لیا اور لشکر ساحران کے سپرد کیا انھوں نے لیجا کر اندر خیمہ کے قید کیا ادھر سوار نے پھر مبارز طلبی کی سلیم شیر شکار شہزادے سے اجازت لیکر رزم کے لیے گیا بعد نیزہ وری کے نوبت شمشیر زنی کی جب آئی سوار سحر نے انکی بھی وہی حالت کی گرفتار کر کے لشکریوں کو دیا اور پھر طلبگار نبرد ہوا اسی طرح چالیس سردار جانباز

اُسنے گرفتار کیا۔ یہ دن تمام ہوگیا اور خسرو عالم آرا جہانگیر سیر عالم کرکے منزل مغرب کی طرف
قدم زن ہوا اور لشکر انجم با تجمل و حشم ہمراہ سپہ سالار ترک کلاہ دشت نبرد افلاک
مین آیا۔ کذا نظم

ہوا تھا گرد سے آلودہ روے مہر	گیا دریاے مغرب مین غوطہ زن مہر
اوڑا ایسا غبار لشکر زنگ	ہوا خستہ جہان سینہ کا ہمرنگ
کھچے اپنی طرف ہر ایک لشکر	کہ راحت کے لیے تھی شب مقرر

سب نے کمر کھولی آسودہ ہوے۔ آفت اندر قلعے سے نکلی فوج ساحران کو کیا مقابل شہزادہ
دلاور اور تری کیونکہ ہر سحر قاسم قلعہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے اگر کوئی سامنے اترا ہوگا تو قلعہ پر
یورش نکریگا اور اسی لیے اپنے سرداران شہزادے سے لڑکر مقابلہ کیا کہ دو ایک روز اسی
حیلے مین بسر ہون تاکہ زبار شوہر جنگل آجاے اگر شہزادے سے مین ارادہ رزم کرونگی تو نتیجہ
کے سبب ایک ہی روز مین فیصلہ ہوجائیگا اور قلعہ بھی ہاتھ سے جاتا رہیگا فی الحال جب لشکر
ساحران باہر قلعے سے اترا بازار لشکر کی کھل گئی طلایہ دونون طرف پھرنے لگا سالار نے قاسم
سے کہا آپکے دادا کا یہ آئین نہین کہ حریف لشکر یون سے طلب جنگ ہو اور پیشتر سبقت کرکے
آپ لڑنے لگے دیکھیے امیر باوجودیکہ اسم اعظم جانتے ہین مگر پیش قدمی نہین فرماتے جبتک
طالب ستیز ہوتا ہے آپ کو لڑتے نہین دیکھتے لیکن انشاء اللہ تقدیر کا یہ کہ اب آپکو بھی تامل کرنا ہوگا اور
زمانہ پھر مطلوب طول کھینچے گا مین لشکر عدو مین جاتا ہون آپ دل کو مضبوط کرکے آرام پذیر
ہوجیے اور نظر بفضل کریم کارساز رکھیے یہ کہکر صورت اپنی ساحر کی بنائی اور راہ لشکر حریف
لی جب داخل لشکر ہوا دیکھا آفت اپنے خیمے مین مشغول عشرت ہو ناچ دیکھ رہی جام شراب
گردش مین ہے یہ کیفیت دیکھتا ہوا دوسری سمت چلا پایا دیکھا ایک خیمہ مخمل کا استادہ ہے سرود
ہوا ہر دو پڑا ہے پہرا چوکی کچھ نہین تخلیہ پاکر پردہ اٹھاکر دیکھا اسی سوا ساحر کو سوتے
پلنگ پر خواب راحت مین پایا فوراً ایک لوٹ مارکر اپنے تئین زیر پلنگ پہونچایا اور نیچے
مین سفوف بیہوشی رکھکر نتھنون سے اُسکے منہ ملاکر جو پھونکا ساحر بیہوش ہوگیا یہ چادر مین
پلنگ کے لپیٹ کر پشتارہ باندھکر وہان سے نکلا صحرا مین لاکر گڑھا کھود کر اسکو دفن
کر دیا پھر وہان سے لشکر حریف مین گیا اور ساحر تو بنا تھا ہی بازار مین پھرنے لگا ایک دکان
پر کبابی کباب بیچ رہا تھا اسنے تجویز کیا کہ کبابی کو زک پہونچاون یہ سوچکر متوجہ

کے چار سر اپنے سر کے اوپر لگا لئے اور کئی ہاتھ درست کیے جسم میں روغن ایسا ملا کہ سارا بدن
آگ کی طرح دہکنے لگا اس شکل ہیبت ناک سے آہستہ آہستہ کبابی کی دکان کے پاس آکر پکارا کہ دین کی
ہمارے بھی خبر بھی ہے اسنے جو یہ سنا پھر کے اسکو دیکھا مارے ڈر کے تھر تھر کانپنے لگا اور ہاتھ باندھکر
پوچھا کہ آپ کون ہیں اسنے کہا کہ جہاں تم جمعرات کو چراغ جلایا کرتے ہو ہم وہی ہیں کبابی نے کہا
میری خطا معاف کیجیے میں نے ابکی آپ سے کہاں گستاخی کا ارادہ کیا تھا اسنے کہا ہم ایسا تم سے
بہت راضی ہیں چلو اندر دکان کے کہ تمکو ہم بہت کچھ دیں یہ کہکر ہاتھ پکڑ کر کبابی کو اندر
اسکی بال سے لایا اور منہ پر اسکے ہاتھ بیہوشی کا پھرا پھیر دیا کہ وہ بیہوش ہو گیا اسکو اسجگہ بٹھا کر
سوار سحر کی صورت کے مثل رنگ روغن لگا کر بنایا اور ہتھیار سب لگا دیے بخوبی آراستہ کر کے
ہوشیار کیا اور کہا حکم خداوند سامری کا یون ہوا کہ کبابی تمہاری سعی اعانت کرتا ہے اسکو جا کر
سوار سحر بنا دو بموجب حکم خداوند میں نے تجھے سوار بنا دیا اور سوار سحر کو غائب کر دیا ہے اور
مسلمانوں کی قضا تیرے ہاتھ سے ہے خبردار آج سے اپنے تئیں کبابی نہ کہنا جو پوچھے کہنا سوار سحر
ہوں یہ سمجھا کر وہاں سے ہاتھ پکڑے خیمہ سوار میں لایا جسنے دیکھا یہی سمجھا کہ سوار کہیں گیا تھا
اب آیا ہے غرضکہ کبابی کو خیمہ میں لٹایا اور کہا آرام کرو صبح کو قاسم ہی سے لڑنا وہ افسر سحر اسکو
قتل کیا اور سب فوج بھاگ گئی کل ہی فتح ہو جائیگی اس طرح سمجھا کے عیار کہ تو اپنے لشکر میں چلا آیا
اور کبابی نے جو سونے کا پلنگ اور کمخواب کا دوشالہ اور بارگاہ کی تیاری دیکھی دل سے کہا کہ
خداوند نے مجھے سلطنت دی جبتک میں سوار سحر ہوں رات بھر اسی خوشی میں جاگتا رہا جس
وقت کہ لواے شوکت انتہا سے خاقان زرین کلاہ خاور گردون پر بلند ہوا اور لشکر زنگ
ظلمت رو بہ فرار لایا کہ بمقتضاے ابیات

وہ شب آنکھوں میں کالی مثل اختر | غرض خورشید نکلنے کی یہ مہم سر
تھے وزرات کا سبب ہو گیا دور | ہوئی مردانگی دونوں کو منظور
چلے لشکر سوئے میدان جنگاہ | کہ اک کشور میں کب رہتے ہیں دو شاہ
ہلال آسا چمکتے تھے جو خنجر | کھلا لشکر تھی گردون سے برابر
علم ہر رنگ کے ہر سو نمودار | وہ صحرا ہو گیا تھا رشک گلزار
ادھر سے وہ سپاہ ظلم بنیاد | کہ تھا شہر عظیم فتنہ آباد
نہ لشکر بحر عمان تھا دو لشکر | کہ تھا وہ کشتی گردون کا لنگر

غرض لشکر ہوئے دونون مقابل	تماشے سے جہان سے اُٹھ گیا دل

بعد صفوف آرائی کارزار کبابی کو سوار سحر افسنت نے سمجھ کر حکم کیا کہ میدان مین جا کر خبر واز فا ہو
وہ گھوڑا بڑھا کر دادگاہ مین آیا اور نعرہ زن ہوا کہ ای قاسم آج تو میرے مقابلہ مین آ شہزادہ
مرکب بڑھا کر اُسکے سامنے گیا کبابی نے تلوار ماری شہزادے نے خالی دیکر جو ہاتھ تلوار کا مارا کبابی
کے دو ٹکڑے ہوے شور اُسکے مرنے کا اُٹھا افسنت گھبرائی کہ یہ کیا ماجرا ہی شاید یہ سوار ستھر
تھا ادھر قاسم نے مبارزطلبی فرمائی آفت بغضب تمام سامنے آئی اور ایک نارنج سحر کی
مارا کہ تمام لشکر مین شہزادے کے اندھیرا ہو گیا شہزادے کو بسبب تیغہ سحر کے روشنی دکھائی دیتی
تھی اور باقی کسی کو سوجھائی نہ دیتا تھا قاسم نے دیکھا کہ حنظل آکر میرے پاؤن پر گری ہی
اور کہتی ہی کہ ملکہ کو لینا آپ کو منظور ہی تو تیغہ سحر مجھے دیجیے کہ ملکہ کو جا کے لا دون شہزادہ نام
مطلوب سنکر بیقرار ہو گیا اور تیغہ اُسکے حوالے کیا تیغہ دیتے ہی آفت آئی نعرہ ہوا کہ منم افسنت
جادوگر مین نے بچہ دیکر بزور سحر انگوٹھے اور بڑی اور لشکر ساحران سے کہتی گئی کہ تم گھر کو الولیل
امان بجا کر پھر جاؤ لشکر مین طبل امان بجا اور سب اپنے گھرون مین آئے اسوقت روشنی ہوئی
اور سحر کی تاریکی مٹی سب نے دیکھا کہ شاہزادہ لشکر مین نہین ہی ایک تلاطم پڑ گیا سپاہ لشکر
کو حواس باختہ گردش کرتے صورت ساحر کی بنا کر پھر تلاش چلا مگر آفت کا ایک باغ جنگل
مین ہی وہان قاسم کو لائی اور بارہ دری مین آکر زمین پر لٹا کر سحر کر دیا تاکہ بے ہوش قابو رہین
اُٹھ نہ سکین اور آپ بچہ شعور کا لینے گئی کہ اُسکو جب تک لا کے قاسم کو قتل کرون اور اُسکی روح
کا پیرہن بناؤن جب یہ جا چکی سپاہ ڈھونڈھتا ہوا قریب باغ پہونچا عقل سے دریافت کیا
کہ شہزادہ اسی باغ مین ہوگا فی الفور صورت اپنی مالن کی ایسی بنائی پاؤن مین کڑے
الوٹ بچھوے پہنے چنری سرخ اوڑھی لہنگہ پہنا ہوائی لگائی زلف غالیہ بیز عنبر آگین کو شانہ
رنگین پہ چھوڑا اور چشم غزالین کو سرمہ آگین کیا کہ ابیات

زلف ہزار دل بیکے تار مو ببست	راہ ہزار چارہ گر از چار سو ببست
تا عاشقان ببوی نسیمش دہند جان	بکشود نافہ و در ہر آرزو ببست

پھولون کی ٹوکری ہاتھ پر رکھ کر چھم چھم کرتی در باغ پر آئی اُس نزہت گاہ کو نمونۂ خلد بریں
پایا کہ صبا زلف پریشان بنفشہ سے شکن نافہ کا کھولتی اور عطار شمال جیب نسترن
شگوفہ سنبل سے عنبر بیز تھا ہر طرف ریاحین سے دماغ گلہائے سیراب سے مشام جان معطر

معطر فرمایا اور باغ جنان اشجار نیر بہار سے اُسکے سر سبزی اور لطافت قرض لیتا تھا کہ نظم

شگفتہ اُس مین تھے گلہاے الوان — کہ ہر تختہ تھا رشک صد گلستان
صفا ایسا تھا آئینۂ آب — کہ اُس سے نیلگون تھا رنگ سیماب
یہ بینائی تھے سبزے سے در و بام — کہ بھولا خامۂ ارژنگ کا کام
ایاغ بادہ بعیت تھا ہر گل — ترنم ریز ہر گلبن پہ بلبل

جب آگے بڑھی باغبانون نے پوچھا کہ تم کون ہو اُسنے کہا کہ سرکار کی مالن ہون جلتی خنظل اسکے ملازم ہین سب کے پاس ہمیشہ سے آئی جاتی ہون آج یہان مالک آئی ہین میرا بھی جی چاہا کہ اس باغ کو دیکھ آؤن باغبان بولے کہ تم اکیلے مین آیا کرو اسوقت تو جاؤ مگر یارون کو نہ بھولنا ہم تو تمھاری اداکے دیوانے ہین ایک نے کہا ذرا منھ پھیر کر ہنس تو دو دوسرا بولا کہ ہنسی اور پھنسی غرض یہ تو سب آوازے کسنے لگے مگر باغبانون کے چودھری کا لڑکا تو مالن کے سرو قامت کو دیکھ کر قمری کی طرح طوق محبت در گلو ہوا اور سیب ذقن پر جان شیرین کھونے لگا اُدھر کر ساتھ چلا اور کہتا جاتا تھا کہ اے جان جہان مجھے اپنے گلزار رخسار کا بلبل سمجھ کہ ابیات

دکھا دین ہم دل پر داغ دل اے یار دیکھو گے — عجب ہی گل کی سیر سوجھیگی جو یہ گلزار دیکھو گے
لگی ہے آگ سینے مین جگر جل جائیگا غم سے — بہینگے اشک آنکھون سے مژہ خونبار دیکھو گے

یہ کہہ کر نزدیک جا کر ہاتھ پکڑ لیا کہ میری جان ہی جاتی ہے ذرا میرے ساتھ آؤ مالن نے مسکرا کر کہا کہ اپنی بہنیا کو بلاؤ آگ لگاؤن تیری باتون کو کیسا جلد مزے مین آگیا باغبان ایسا بیتاب تھا کہ اسکی باتون کو غمزہ و ناز جان کر آغوش مین اُٹھا کر جس کوٹھری مین کہ آپ رہتا تھا لایا یہان ایک کونے مین امرود رکھے تھے ایک مین شفتالون کی پال پڑی تھی کہین بیج رکھے تھے کدو ڈھیر تھے بیچ مین کھٹری بچھی تھی اُسپر مالن کو بٹھایا حسب اتفاق آفت اُسوقت بچہ خوک سے کر آگئی اور اُسکو جھٹکا کیا بہنیت جو تیار ہولی سر کے پر آئے اور کہا غافل کیا ہے سیارہ عیار کوٹھری مین مالن بنا بیٹھا ہے یہ سنتے ہی لغضب تمام دوڑی کہتی ہوئی کہ موا عیار یہان بھی آیا یہ صدا سیارہ نے جو سنی سمجھا کہ راز تیرا کھل گیا آفت یہان بھی آئی ہے یہ جان کر باغبان بچہ کو پاس بٹھا ہی تھا فوراً ہاتھ بیہوشی کا اُسکے منھ پر ملدیا کہ وہ بیہوش ہوا آپ اُٹھ کر کوٹھری کے پٹ کی آڑ مین کھڑا ہوگیا کہ آفت نے آتے ہی دروازہ کھولا اور جیسے ہی سر اندر جانے کے لیے ڈالا اسنے ایل زرد سے تیغ مارا کہ سر نخس تن سے جدا ہوگیا العیاذ باللہ شور عظیم بلند ہوا کہ مارا مجھے نام

پھر آفت جادو تھا باغبان وغیرہ سب ملازم باغ سے بھاگ گئے اور قاسم کے جسم مین طاقت
آگئی اُٹھ بیٹھا ایک جگہ بارہ دری کے کونے مین تیغۂ سحر رکھا تھا اُٹھا کر جو ساحر کہ نظر پڑا اُسکو مارا اور
ستار وہ باغبان بچہ کو مار کر شہزادے کے پاس آیا اور انھین ہمراہ لیکر سمت لشکر روانہ ہوا ادھر
کچھ باغبان وغیرہ بھاگ کر حنظل پاس گئے اور خبر ہلاکت آفت بیان کی یہ رونے لگی
اور برج قلعہ پر آکر نفیر سحر بجائی کہ فوج ساری جو باہر اُتری ہوئی تھی اندر چلی آئی دروازہ بند
کر دیا اس عرصہ مین قاسم آکر بیچ بچاؤ فوج تو جا چکی تھی یہ بھی اپنے لشکر مین داخل ہوا اُسوقت
وہ سردار جو سوار سحر پکڑے گیا تھا آفت کے مرنے سے سحر کی قید سے چھوٹے از بسکہ لشکر ساحران کو
بیم و ہراس تھا قاسم طاری تھا کسی نے انھین نہ روکا وہ بھی پاس شہزادے کے آئے اور
بآرام تمام اقامت گزین ہوئے لیکن وہ سپاہی کا انسان فرستادہ حنظل طلسم مین زنار
بلا افگن کے پاس پہونچا نامہ دیا اُس مین سارا حال ملکہ اور قاسم کا مرقوم تھا اور گھر کی
بربادی پڑھ کر روتا ہوا افراسیاب کے پاس پہ گیا اور عرض کیا کہ تیغہ اُسکے جرئے کا کچھ توڑ
بتلایئے میرا سارا گھر برباد ہو گیا افراسیاب نے اپنے خزانے سے ایک لعل بے بہا منگا کر اسکو
عنایت کیا کہ اسکا اُکہ بنوا کر بازو پر باندھنا اور جب مقابل حریف جاتا بازو اُسکے سامنے کر دینا لعل
کا عکس اور چمک جو اُس پر پڑیگی وہ بیہوش ہو جائیگا تم اُس سے تیغہ چھین لینا اور اُسکو گرفتار
کرنا بعد لمحے کے وہ پھر ہوشیار ہو جائیگا جو جاننا سو کرنا اُسنے وہ لعل لیکر اُسی وقت اُکہ بنوا
بازو پر باندھا اور فوج ساحران ساتھ لیکر بحشم و خدم روانہ ہوا بعد طے کرنے مسافت
راہ کے قریب اپنے قلعے کے پہونچا یہان برج قلعہ پر زوجہ اُسکی بیٹھی تھی در قلعہ بند تھا شہزادہ
نے بھی ایک دن حملہ کرنے سے تامل فرمایا تھا کہ یکایک لکہ ابر سمت فلک ظاہر ہوا ابر کے
آتش کے اُڑتے نظر آئے بارہ ہزار ساحر اژدہون پر سوار اور بارہ ہزار شیر پر اور بارہ ہزار
فیل پر بیٹھے ہوئے ہاتھی اور شیر اُنکے بزور سحر اُڑتے دکھائی دیئے اور بارہ ہزار پیادے نشان
کھولے اُترے آکر پہونچے نوبت و نقارے بجتے سنائی دیئے اور چار اژدہون پر تخت بچھا ہوا
زنار بلا افگن بیٹھا ہوا سر پر چتر شاہی پھیرتا تاج پہنے قبا سے فرمان روائی زیب بر کیے
دکھائی دیا حنظل اسکو آتے دیکھ کر مع ملازمون کے بہر استقبال آئی اور زر نثار کر کی تصدق
اُتاری ہوئی قلعے مین لائی سوگند نے شہزادے سے کہا باپ ملکہ نرگس چشم کا یہی ہے خداوند
اسکے یہ بڑا زبردست جادوگر ہے شہزادے نے فرمایا کہ خدا ہمارا اسکے سے زبردست ہے جنگ

فوج ساحران مقابل جنود مسعود شہزادہ اُتری اور بارگاہ زنّار کی قلب لشکر مین نصب کی گئی زنّار اندر قلعے کے گیا بی بی نے اسکی مارے جانا طولان وغیرہ کا سب حال بیان کیا اسنے کہا کہ ہمزہ نے اپنے پوتے کو منع کیا یا نہین کیونکہ لڑائی تھی تو لقا سے اور افراسیاب سے مجھے کیا مطلب تھا خیر مین نامہ لکھتا ہون یہ کہکر نامہ لکھا کہ یا امیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب اپنے پوتے کو آپ منع فرمایئے ورنہ وہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ لکھکر طائر جادو نام ایک پہاڑ کے ہاتھ خدمت امیر مین بھیجا وہ جب لشکر امیر مین پہونچا اپنے آنے سے امیر کو اطلاع کی انھون نے الگ خیمے مین آکر نہایت عزت کے ساتھ سامنے بلوایا اور نامہ پڑھکر جواب لکھا کہ مجھے قاسم کے مقدمے مین کچھ دخل نہین تم جانو وہ جانے اگر تم مجھسے نہ لڑوگے تو مین بھی تمسے لڑنے نہ آؤنگا یہ تحریر کرکے حوالے کیا کہ طائر جواب زنار پاس لایا اسنے پڑھکر کہا کہ ہمزہ کو شرکت کرنا منظور ہے خیر بجے طبل جنگ یہ کہکر آپ بیرون قلعہ یہان کی فوج لیکر آیا اور بارگاہ مین آکر بیٹھا جس وقت کہ یہ خسرو فلک زنار شعاع گلے مین ڈالے تنہا بہ مغرب مین گیا اور ہندوی فلک شتعالی چادر کی لیکر اور چھپا سایہ دین کی بنا کر اشنان کے لیے بحر نیلگون سے ابھر آیا نظم

شب تیرہ نے پھر پہنا تھا	جہان مین دیدہ اختر تھے وا
جہان مین ہر طرف پھیلی سیاہی	سیاہ زنگ نے کی پھر چڑھائی

رات بھر تیاری جنگ رہی اور دن ہونے کی زنار نے طبل رزم بجوایا شہزادے کے یہان بھی نقارۂ جنگی گڑگڑایا دونون جانب ایک شور غوغاے عظیم بلند ہوا ساحر سحر جگانے لگے بہادر ہتھیار زین سمان پر چڑھانے لگے خلاصہ کلام اسی تدبیر مین وہ شب بسر ہوئی اور اسکندر آسا شہنشاہ خاور نے سیاہ زنگبار شب کو شکست دی کہ نظم

سیاہ زنگ نے لی پھر چادر	سحر پیدا ہوئی مثل سکندر
بڑھا خورشید آسا لشکر دین	پئے جنگ و پئے رزم و پئے کین

سحرگاہ قاسم نامدار چڑھکر سوار ہوا اور فوج ظفر موج کو لیکر دشت قتال مین آیا ادھر سے زنار لشکر ساحران نابکار ہمراہ لایا صفین جمین میدان رزم پاک و صاف ہوا نقیبون نے دلیرون کو گرمایا دل ہر ایک کا بڑھایا جب پیچھے ہٹے زنار کی طرف سے حشمت جادو نام ایک ساحر میدان مین آیا ادھر سے الماس خان مقابلے کو گیا اور طالب حرب ہوا حشمت نے اپنے کان کا چھلا اتار کر سحر پڑھتا پڑھا اور پھونک مارا الماس کی گردن مین وہ چھلا طوق کی طرح پڑ گیا اور

سحر ہر سمت پر زمین سے کے جھک گیا ساحر نے چاہا کہ بڑھ کر سر کاٹ لون اسوقت قاسم گھوڑا بڑھا کر
للکارتا ہوا اسکے سامنے گیا اور تیغہ سحر کا وار کیا خوشنما ہر چند سنبھلا اور سحر پڑھا لیکن کچھ نہ ہوا
تیغہ سحر دو پرکالے ہوئے شور اسکے مرنے کا بلند ہوا پھر تو خوشنما کے مرنے سے زنار کو تاب
نہ رہی خود اژدر پیکر بنکر مقابل ہوا اور سحر کی برقیں چمکانے لگا شہزادے نے تیغہ سحر بلند کرکے
حملہ کیا زنار نے گھبرا کر ایک بازو کا سامنے کر دیا جیسے ہی روشنی لعل کی قاسم پر پڑی بیہوشی طاری
ہوئی زنار نے تیغہ ہاتھ سے لے لیا اور کمر میں تیغہ دیکر انکو بھی لیکے ادھر افواج میں غل ہوا
جہان نثار شہزادے والیا لیا کہکر چلے تھے کہ زنار نے طبل امان بجوا دیا اور پکار کر کہا کہ
اول قاسم کو قتل کرلون تو تمکو سمجھ لون غرضکہ لشکریان شاہزادہ رنجیدہ پھرے اور ساحر
بھی خیمون میں جاکر آسودہ ہوئے زنار نے قاسم کو ایک ساحر شہنگ جادو نام کے حوالے
کیا کہ اسکو بحفاظت تمام قید کر قلعہ کے اندر رکھو کیونکہ شہنشاہ کی مسند سے ہے وہان لیجانا اسکا
صلاح نہین شہنگ نے شہزادے کو لاکر قریب ایک دروازے کے قلعہ میں قید کیا اور پہرا
[illegible] بیٹھا کہ اکیلے میں جو آئیگا تجھے معلوم ہوگا لشکر میں کثرت ہر دم سے شناخت نہین
ہو سکتی غرضکہ [illegible] ساکن ہوا اور سپارہ صورت ساحر کی بنکر لشکر سے چلا اور جس مکان
[illegible] میں آیا آتے پوچھا کہ تو کون ہے سپارہ نے جواب دیا زنار کے پاس سے آیا ہون
آپکی خیریت انھون نے دریافت کی ہے شہنگ نے ایک گولا موم کا سامنے پھینک دیا
کہ اسکو اٹھا کر میرے پاس آؤ سپارہ نے جیسے ہی اس گولے پر ہاتھ ڈالا ہاتھ جل گیا چھوڑ کر
بھاگا شہنگ پیچھے دوڑا مگر نہ پایا پھر آکر خیمے میں بیٹھا مگر سپارہ جو بھاگا تو راہ میں ایک
ساحر [illegible] اسکی بلا [illegible] شکل ساحر تھا اسکے قریب گیا اور دوا بیہوشی مار کر اوسکو
بیہوش کر کے [illegible] کپڑے اسکے لیکر اور آپ اسی کی ایسی صورت بنکر اوسکو زمین میں دفن کردیا اور
ایک تھال میں کچھ مٹھائی لگا کر خیمہ شہنگ میں گیا اور کہا نذر شمشیر کی مٹھائی لایا ہون اسنے
وہی گولا پھر اسکے سامنے پھینکا کہ اسکو اٹھا لا سپارہ تو اسکے حال سے واقف تھا اٹھا نہ سکا
یہ چھوڑ کا بلکہ بھاگ گیا شہنگ سمجھا کہ یہ بھی کوئی عیار تھا مگر اس اثنا میں زنار خود یہان آیا
اسنے کہا دو دفعہ عیار یہان آچکا ہے اور بھاگ گیا زنار نے کہا سبحان اللہ خبردار رہنا میں
تمھین ہوشیار کرنے آیا تھا یہ کہکر چلا گیا وہین سپارہ نے [illegible] دیکھا کہ زنار شہنگ کے
پاس سے آتا ہے یہ معلوم کرکے بہت جلد زنار کی صورت آپ بنکر شہنگ کے پاس گیا اسنے کہا

آپ پھر کیون آئے اُسنے جواب دیا کہ مین چاہتا ہون تمہارے پاس رہکر نگہبانی کرون یہ
کہتا ہوا قریب پہونچ گیا اور کہا دیکھئے پشت پر تمہارے وہ عیار آپہونچا ہوشنگ گھبرا کر دیکھنے لگا
سیارہ نے اس زور سے خنجر مارا کہ سر کٹ گیا شور قیامت بلند ہوا قاسم چھوٹ گیا اور
قید ہوتے وقت دیکھا تھا کہ تیغ سحر شعار سیارہ نے کوہ مین گڑوا دیا ہے کہ اگر اسکا بازو قلعہ
مین رکھنے سے تیغ جاتا رہیگا اور دوسرے مین دفن کرنے سے کسی کو گمان بھی نہوگا تیغ در
کوہ مین دفن ہے خلاصہ یہ کہ قاسم اس راز سے واقف تھا اُسنے کھود کر تیغ لے لیا اور ہمراہ
سیارہ کے داخل لشکر ہوا اس ہنگامہ کی خبر زنار کو پہنچی کہ عیار ہوشنگ کو مار کر
قاسم کو چھڑا لے گیا اس خبر کو سنتے ہی قتل سارہ سحر کو نہ سکے پیچ و تاب کھایا اسی وقت حکم
دیا کہ لشکر مین طبل جنگ بجے ادھر جستجو رہا کہ باقی ہو آلات حرب و ضرب کی تیاری مین ساحر
صبح کو بغیر قتل کئے قاسم کے میدان سے نہ پھیرینگے غرض بحکم کوس حربی پر چوب پڑی او
ادھر سحر کو دم بلا خبر شہزادے نے بھی اپنے یہان بھی طبل جنگ بجوایا دونون لشکر تا سحر
تلک سلح خانے کھل گئے پہلی رات سے تا سحر ہنگامہ کارزار کی تیاری مین رہا صبح وقت
دارا دولت آراستہ سواد اعظم سفرستان بجاہ وحشم توسن فلک پر سوار ہوا اور خیل انجم
مع کواکب افلاک کے دست بردار ہوکے چھپ گیا نظم

سپاہ سحر چون علم برکشید — جہان حرف شب را قلم درکشید
بہ پسند و چشم رخ آفتاب — چو بر داشت از ظلمت شب نقاب

غرض سپاہ ہر دو سو وادگاہ مصاف مین برکر ہو کے پہونچی دہل و ترم سے بجنے لگے نقیب الکارنے لگے نظم

پکارا عدو سے کمین دار و بیداد — ہوئی عریان ہر اک شمشیر فولاد
تڑقی دن کی تھی آتش کا بڑھنا — غضب ہے شعلہ سرکش کا بڑھنا
ہوا اودھر قاسم دشت کین مین — گڑے نیزے خجالت سے زمین مین
قضا نے کیا فقط ہاتھ اسکا چوما — قدر نے بھی لیا بازو کا بوسا
سپہ سالار لشکر اُسکے ہمراہ — جوان نیزے سے بہتر اُسکے ہمراہ
دم شمشیر کے ڈر سے تہ خاک — کفن تھا ہر دہ صد لالہ کا چاک
غرض ترتیب لشکر ہو چکی جب — بڑھا زنار اور بڑھا کر اپنا مرکب
غضب سے ڈانٹ کر بولا وہ بدخواہ — کہان ہے قاسم ذی ہوش و ذیجاہ

مقابل مجھ سے ہو آکر اگر آج	ملاؤں خاک و خون میں اسکا سر آج
سنا قاسم نے جب نعرہ عدو کا	ہوا غصے سے رنگ رخ بھبھوکا
اڑا کر رخش وہ آیا دلاور	ہوا دشمن سے اپنے جنگآور

جب قاسم مقابل ہوا اژنار نے ایک ناریل سحر پڑھکر صحرا کی طرف پھینکا کہ یکایک ایسی آندھی تیرہ و تار
آئی اور دنیا اندھیری ہو گئی ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا اسی تاریکی میں ایک پتلا اژنار نے بجلی کے
مانند نکال کر سر کاٹ کر زمین پر ڈال دیا اور قاسم کو اس تاریکی میں بسبب تیغ سحر کے نظر آتا تھا
اسکے سامنے آکر بازو کاٹ گیا عکس سے لعل کے پیچ پیش ہوا اسنے تیغ ہاتھ سے لیکر انکو بھی قید
کر لیا سحر کی دستک دی کہ ایک پنجہ آیا اور شہزادے کو اٹھا کر ایک سمت لے گیا پھر ادھر سے سحر
پڑھا کہ وہ تاریکی دور ہوئی سب نے دیکھا کہ لاشہ قاسم کا خاک و خون میں غلطاں ہے سر الگ ہے
دھڑ الگ پڑا ہے لشکریان قاسم نے گریبان چاک کیے اور مقبل تلوار پکڑ کر بڑھا یہ جا پڑا اسنے
بھی سحر کی دستک دی کہ عالم میں تاریکی پھیلی اور پنجہ پیدا ہوا مقبل کو بھی اٹھا لے گیا اژنار نے پتلا
نکال کے سر کاٹ کر ڈال دیا اور تاریکی ہو گئی دفع کر دی سب نے دیکھا کہ لاش مقبل کی بھی پڑی
ہے خاک و خون میں بھری ہے حسرت آلودگی ہوا اور سردار تلواریں پکڑ کر فوج ساحران پر چلے
اژدر شمشیر زنار نے طبل بازگشت بجوایا اور پکار کر کہا کہ اے لشکر مسلمانان تم جا کر لاشیں ان دونوں
کی ہمراہ لو اور حمزہ کو جا کر دکھاؤ کہہ دینا کہ جو یہاں آئیگا اسی طرح مارا جائیگا طبل امان بجنے سے
سردار ناچار ہو گئے اور بیٹے روتے پیٹتے سر پر خاک اڑاتے لاشہ قاسم کے قریب آئے پکار رو کر کہا کہ
اے آقا افسوس ہے کہ تیرا ارمان نہ نکلا ایک شب کسی چشم کو تو نے ہم سے پہلو تہی کیا اس عالم شباب
میں تو حسرت بھرا دنیا سے اٹھ گیا اور سپاہ رو کر لاش کے پیچھے ہوتا تھا اور کہتا تھا کہ اے
مالک میرے اپنے غلام کو اپنے پاس بلا لے میں کس طرح تیرے بغیر زندگی کروں گا کہاں جاؤنگا
کس کا ہو رہونگا آخر جنازہ دونوں لاشوں کا بنا کر کاندھے پر اٹھا کر نالاں و گریاں سمت
لشکر ظفر پیکر روانہ ہوئے جب لشکر اسلام کے قریب ہو پہنچے ہرکاروں نے جلد یہ نالہ
و شیون سنکر خبر آکر دریافت کی اور جا کر بارگاہ میں امیر سے بیان کیا کہ شاہزادہ قاسم نرگس کو
پیارے گئے اور مقبل بھی اژنار سے مارا گیا لاشیں دونوں کی آتی ہیں یہ خبر سنتے ہی سالار سردار
اور امیر نامدار ننگے سر ننگے پاؤں دوڑے آکر دیکھا تو سیارہ منہ پر طمانچے مارتا آتا
آتا ہے ہر سردار خاک اڑاتا ہوا امیر آکر جنازے کے ہمراہ ہوئے اور آنسوؤں سے رونے لگے

گر شکار کھیلنے کے پیچھے جانا ملے امیر نے اجازت دی ایرج نے شاپور شیر دل اپنے عیار سے حکم دیا کہ سامان شکار درست کیا جائے خیمہ وغیرہ لدے ارباب نشاط کو بھی حکم ملے کہ ہمراہ چلیں شاپور نے بازاروں کو اور قراول بہلیوں کو شہزادے کے ارشاد سے خبردار کیا سب نے تیاری کی ایک دن پیشتر ہانقیبوں پر خیمہ و بارگاہ تیار ہو کر روانہ دشت ہوا اور کسی قدر فوج بھی بارگاہ کے ساتھ گئی باز اور بہری و جرہ و شاہین و عقاب وغیرہ بازدار لیکر چلے چیتوں کی جھولیاں بانگون پر رکھوا کر روانہ کئیں کتوں کو ڈورے لیے ہوئے باولیان دیتے آگے بڑھے جس وقت کہ سلطان برج اسد یعنے شیر زرین چنگ فلک پلنگ شب پر حملہ آور ہوا اور دشت اخضر سپہر سے گلستاروں کا دلفرا لایا کہ ابیات

چو طاوس زرین جناح سپہر
پریدند از آشیان طائران

بگستر د باز و برا طراف دہر
نسیم سحر گشتہ ہر سو روان

ایرج باز تیز پرواز جو ایک جھپٹ مین سیمرغ کو قلہ قاف سے پکڑ لاتا اور بیم چنگل سے اسکے نسر طائر آشیانہ سبز سپہر مین جا کر چھپتا ہاتھ پر بٹھا کر سوار ہوا اور سمت دشت چلا وہ صبح کو سبزہ کی لہلہاہٹ دل پژمردہ کو طراوت بخشتی تھی نسیم عنبر شمیم غنچہ خاطر کھلاتی تھی شہزادے نے اول صید طائران کرنا شروع کیا اور اپنے باز کو اس کی تعریف مین یہ کہنا رواسے جانوروں پر چھوڑا کہ مثنوی

چو ادباز کرد سے پر و بال خویش
دگر جانب آسمان تاختے

ز ہیبت شد سے سینۂ چرخ ریش
عقاب فلک پر بینداختے

پہر دن چڑھے تک دشت طائرون سے خالی ہو گیا پھر اسپ مراد کو صید گور و گوزن پر دوڑایا اور کمند کشاد کو گلوے آہوان صحرا مین ڈالا جہان کہین کچھار مین ہرن گھیر و کرتے نظر آئے نشانہ تیر ہوئے نظم

وہ کرنے لگا جا کے صید افگنی
کیے صید اس درجہ گور و گوزن
بہت شیر مارے بہت پیل مست
وہ کرتا رہا دیر تک شکار

درندون کی پھر جان پر آبنی
نہ سیران گردون مین ہو جنکا وزن
ہوئے کرگدن زور باز و سے پست
ہوا جس گھڑی وقت نصف النہار

تھا یک بہ دوپہر کو ایک آندھی تیرہ و تار آئی کہ دن کی رات ہو گئی اور ہر کسے کے منھ پر ہوا اجو لگی

کنوتیان بدل کر وہ رہوار بادپا فر فر کرتا ایک سمت راہی ہوا شہزادہ بھی راہ امن اور جای
تحفظ تلاش فرماتا گھوڑے کو جھپٹ کرتا گیا یہانتک کہ ایک درہ کوہ کے متصل پہونچا اور وہان
جھکڑ آندھی کے کم ہوئے اُسوقت ایک بجلی چمکی اور کمر مین شہزادے کے لپٹ گئی قاش زین
سے اُسکو اُڑا کر ایک سمت لے گئی آنکھین اسکی متوجہ ہوا کہ بند ہوگئین لیجانے والے نے
اتنا تو کہا کہ طلسم آئینہ کی شہزادی پاس یہ نوجوان جاتا ہے جو کوئی اسکے ساتھ ہو وہ سُن رکھے
مگر وہان ہمراہ اُسکے کون تھا جو سُنتا بعد کچھ عرصے کے ملازم اُسکے آئے اور رہوار خالی پاکر
متفکر ہوئے ناچار ہر سمت ڈھونڈھ کر جانب لشکر امیر پھرے لیکن قشاپو عیار تجسس کنان
آگے کو روانہ ہوا اور سب ملازم لشکر مین جب آئے امیر سے ساری کیفیت غائب ہوجانے
ایرج کی بیان کی امیر نے فرمایا کہ خداوند عالم اُسکا نگہبان رہے یہ فرماکر خاموش ہو رہے واضح ہو
کہ شہزادگان قاسم و ایرج کا حال اور فتح ہونا طلسم آئینہ کا اور رہائی قاسم کا ذکر جلد ثانی مین
یہ حقیر مترجم گزارش کریگا اب اس جلد کا ازبسکہ خاتمہ منظور ہے اس لحاظ سے باقی حال ہوشیار
کلتی اور محمور کا اور داستان لشکر امیر سے اور پہلی بار ملاقات عمرو کی کوکب روشن ضمیر
سے ہونا اور پہلے کا چاہ زہرہ وغیرہ کے بیان ناظرین پڑھکر محظوظ ہون اور امید ہے کہ دامن
عفو سے میری غلطیون کو چھپائین نظم

چنین گفت مرد سخندان من	کہ اے باغبان ریاض سخن
درین روضہ پاک مینو نشان	درختے معانی بنوعے نشان
کہ ہر کس خورد میوہ زین درخت	نشانندہ را گوید اے نیکبخت
درین باغ خوش میوہ ہای بہشت	نہ زیبائی از یک دگر بہتر ست

کرشمہ سنجان لب شاہد تحریر و عشوہ پردہ جوبان نیرنگی حسن شاہد تقریر عروس زیبائے بیان کی آرائش
اس طرح فرماتے ہین کہ ہوشیار کلتی کو جب ساحر پار دریائے سحر کے لے آیا جہان دریائے
حکمشاہ طلسم بیان کیا گیا ہے کہدیا کہ جسوقت یہ عورت دریا سے اُترنے کا قصد کرے فوراً راہ دینا
اور لیجا فصیلت آثار و بنا دیا کہکر ساحر تو مراجعت کرگیا اور وہ محتالہ فقیرنی بنکر لشکر عمرو مین آئی
ہر طرف خیمہ و بارگاہ کے دریوزہ مانگنے لگی ایک دن سامنے بارگاہ کے اُسکے اور عمرو سیم
وش کی تاک میں رہی تھی دربار عمرو مین تھا کہ اس عجوزہ نے روبرو آکر دعا دی اور سوال کیا عمرو نے
اُسکو بارگاہ مین بلایا اور پوچھا کہ بڑھیا تو کون ہے اُسنے کہا واری مین سب عزیزون کو کھا گئی

آپ تنہا عاقبت کے بوریئے سمیٹنے کو رہ گئی ایک جگہ نوکری بھی کی تھی آپ جانیے اپنے مزاج مین وہی خو بو کسی کی بات سہنے کی عادت نہین انھون نے بھی چھڑا دیا آخر بھیک مانگنے لگی بی بی اب بہت آرام سے ہون دن بھر مانگا اور شام کو پیر پھیلا کر سو رہی کہ بیت

گدا را میسر شود نان شام	چنان خوش بخسپد که سلطان شام

مہرخ نے ارشاد فرمایا کہ تو ہمارے یہان بقیہ عمر اپنی بسر کر سرکار سے کھانا دونون وقت ملے گا کپڑے دیے جائینگے خیمہ رہنے کو پائے گی ایک ملازم کار و بار کے لیے تیرے پاس رہے گا اور کچھ کام تجھ سے نہ لیا جائے گا کٹنی نے یہ عنایت دیکھ کر زبان کو صفت و ثنا مین کھولا اور براہ مکاری درج دہن سے گوہر سخن کو میزان بیان مین تولا کہ مثنوی

ای خوشت آئین جہان داشتن	ملک بہ نیکو نہ توان داشتن
بیخ نہالیکہ تو آن سبز دہی	میوہ شاخش نبود جز بہی

مین بھی یہی امید کر کے آئی ہون کہ مدت العمر سایۂ عاطفت پیرایۂ دامن دولت حضور مین رہون اور زمرۂ ہمراہیون مین شمار کی جاؤن مہرخ نے براہ غریب نوازی پوشاک منگوا کر عنایت فرمائی خیمہ رہنے کو دیا کھانا مقرر کیا یہ جا کر ساکن ہوئی اتفاق سے جس وقت یہ بارگاہ مین آئی تھی کوئی عیار نہ تھا کس لیے کہ عیار تو کم بارگاہ مین رہتے ہین اور عمرو خیمۂ حضور مین بہت رہتا ہے کیونکہ حضور ہر وقت حال نور الدہر کا پوچھتی ہین اور انھین کا حال بیان کر کے الم سنا کرتی ہین عمرو کو بہت کچھ دیا ہے اور وعدہ دینے کا کیا ہے ایسا اسقدر صحبت بڑھی ہے کہ تمام ساحرون مین چرچا ہے کہ حضور عاشق عمرو ہین دونون ایک ہی مسند پر بیٹھتے ہین افراسیاب کو بھی یہ خبر پہونچی ہے آتش رشک مین جلا جاتا ہے کہتا ہے کہ حضور اپنے نامعقول عیار پر عاشق ہوئی ہین سچ ہے رنڈی کا کیا اعتبار تاک نہو تو کہان سے تقاضای ہوس بیت

اگر نیک بودے سرانجام زن	زنان را مزن نام بودے نہ زن

سب تو اسکو عمرو کا شیدائی جانتے ہین اور عمرو اسکو سچا سے فرزند جانتا ہے یال اب لایا ہے اور راز طلسم دریافت کرنے کو خلوت پذیر رہتا ہے قصہ کوتاہ کٹنی نے خالی میدان پا کر مہرخ کے دل مین گھر بنایا اور اپنے افسون آمیز افسانون پر خوب لبھایا ہر وقت کی مصاحبت گرم کرنے لگی اور جو پاس وقت تھی ایک دن اسنے اپنی ہنرمندی دکھانے کو پایا بہت خوشبو ذائقہ پکایا اور دسترخوان پر سامنے مہرخ کے لگایا مہرخ نے اسکو عمدہ سمجھ کر کھایا کہ الٹا

اے مخمور تم کیا آئین کہ خواجہ کے دیکھنے کو ہم ترس گئے آج تم بھی آؤ اور عمرو بھی آئین دسترخوان
بچھا ہے پلاؤ بہت مزے کا پکا ہے نوش فرمائین جب یہ پیام پہونچا مخمور اور عمرو آکر دسترخوان
پر بیٹھے مہرخ نے کہا خواجہ سلامت ہمنے ایک نیا ملازم رکھا ہے اُسکو سب باتون مین دخل ہے
رکابداری بھی جانتا ہے اُسی نے یہ پلاؤ پکایا ہے عمرو کو یہ تقریر سنکر خیال آیا کہ کہین صرصر رکابدار
بنکر نہ آئی ہو وہ آگے بھی لڑکی بنکر آئی تھی اور رعد کو پکڑ لے گئی تھی مخمور کی فکر مین اب آئی ہوگی
یہ سوچکر قاب اُٹھا کر پلاؤ کو سونگھا اور زنبیل سے تھیلی نکال کر چاولون کو رکھا پوچھا رکابدار
وہ ملازم نیا کہان سے آیا ہے مہرخ نے سب حال بیان کیا کہ وہ ایک فقیرنی ہے ہمین نے
رکھ لیا ہے اُسنے کہا اُسکو سامنے بلاؤ ہوشیار حسب الطلب سامنے آئی عمرو نے صورت
بغور دیکھکر کہا کہ عیاری تو یہ نہین ہے مگر کٹنی معلوم ہوتی ہے بڑی چالاک ہے تیور بد ہین یہ کہکر
فرمایا کہ میری طرف اے نیک بخت ذرا دیکھ تو سہی کٹنی نے آنکھ سے آنکھ ملائی عمرو نے بھلاوا
دیکر بعد لمحے کے پھر کہا کہ دیکھون تیری آنکھ اُسنے پھر اُنکی جانب دیکھا عمرو نے کہا دیکھیے پہلے
جس نگاہ سے اُسنے دیکھا تھا اُنکی وہ نظر نہ تھی اتنے ہی عرصے مین تیور اور ہو گئے بقرینہ کٹنی
ہوسکی مان کٹنی اگر کہو تو کوڑے مار کر قبول کرا دون یہ کہکر زنبیل سے کوڑا نکالا ہوشیار نے دیکھا
کہ بیٹھے بیٹھے اسوقت مار پڑیگی جان جاتی رہے تو عجب نہین دوڑ کر قدمون پر گر پڑی اور عرض
رسا ہوئی کہ خواجہ سبحان اللہ کیا کہنا آپ کا مثل نہین خوب سمجھا مین ہوشیار کٹنی ہون
افراسیاب نے لاکھون روپے دے کر مخمور کے پکڑنے کو بھیجا ہے لیکن اب عہد کرتی ہون
کہ کسی طرح کی دغا نہ کرونگی میرا جی نہین چاہتا کہ ملکہ مہرخ کے قدم چھوڑکر کہین جاؤن کسلیے
کہ ملکہ نے میرے حال پر عنایت ہی ایسی فرمائی ہے عمرو نے اُسکا عذر سنکر فرمایا کہ مین کسی طرح
تیرے رہنے کی اجازت نہ دونگا کس لیے کہ ع اصل بد از خطا خطا نکند + مہرخ نے دیکھا کہ
عمرو اسکے رہنے پر راضی نہین از بسکہ مالوف اُس سے ہو چکی تھی گویا ہوئی کہ خواجہ یہ اقرار
کرتی ہے کہ مجھسے خطا سرزد نہوگی اسکو رہنے دیجیے عمرو نے کہا آپ بادشاہ لشکر ہین جیسا
مناسب جانیے کیجیے میرے نزدیک اسکا پاس رہنا اچھا نہین کہ بیت بقول خصم بداندیش
غرہ نتوان کرد کہ بسے کہ دیدیم عاقبت پشیمان شد + مہرخ نے کہا کہ یہ الگ ڈیرے رہیگی
مین اسکو منہ نہ لگاؤنگی یہ کہکر کٹنی سے اشارہ کیا کہ وہ سامنے سے ٹل گئی عمرو کھانا کھانے لگا
وہ باتین رفت و گذشت ہوئی بعد فراغ طعام سب اپنی اپنی جگہ پر گئے کٹنی دو ایک روز اپنے

خیمے سے نکلی اور کسی کو اُسنے اپنی صورت نہ دکھائی سب کو کچھ خیال بھی اسکا نہ ہوا بعد دو دن کے
بہار در تمکین کے خیمے میں جا کے اُسنے لگی دل سے کہتی تھی کہ مہرخ کو اگر پکڑ لے جاؤں تو دغدغے
کے خلاف شاہ طلسم کے ہوگا اور مخمور پاس عمرو رہتا ہے اُسپر قابو نہیں چل سکتا آخر ایک رات
کو چھپ کر حیرت کے پاس گئی اور سارا حال بیان کر کے کہا کہ آپ میرے ساتھ کوئی ساحر زبردست
کر دیجیے تاکہ جسوقت میں مخمور کو اپنے قبضے میں لاؤں وہ ساحر گرفتار کر کے شہنشاہ کے پاس
لے جاوے حیرت نے اسکی تقریر بعینہ شاہ جادوان کو لکھ بھیجی اُسنے نامہ پڑھکر باغبان سے
کہا تم جاؤ اور کٹنی کے پاس رہو وہ حکم پا کر اٹھا باغبان کی زوجہ نے چپکے سے کہا مخمور کو شاہ خراب
کرنا چاہتا ہے تو کیوں اپنی شامت لایا چاہتا ہے اُسنے یہ کلام سنکر جواب دیا کہ نابکار کو مالک
کے کام میں کیا عذر ہوا افراسیاب نے بھی اسکی آہستہ تقریر کو سنکر پوچھا کہ کیا ہے باغبان نے
عرض کیا کہ گل چین جانے کو منع کرتی ہے شاہ نے کہا تیری راستی قول سے میں بہت خوش
ہوں اچھا اب جا اور مخمور کو پکڑ لا یہ آداب بجا لا کر راہی ہوا گل چین بھی اُٹھکر چلی اور راہ
میں شوہر سے کہا کہ کیوں مجھے رانڈ کیا چاہتا ہے عمرو سے عداوت اچھی نہیں اُسنے کہا تو وہی
بکے بیہودہ باتیں ہے جا کر باغ میں ٹھہر میں شاہ کے کام کو ضرور جاؤں گا یہ کہکر چلا زوجہ اسکی
نا چار اپنے باغ میں گئی اور یہ بارگاہ حیرت میں آیا اُسنے کٹنی کے ساتھ کر دیا کٹنی اسکو بدور
صورت بدلوا کر اپنے خیمے میں لائی اور دیکھا کہ مخمور کے خیمے میں گئی اتفاق سے عمرو اُسوقت
کہیں گیا تھا اُسنے قابو پا کر دیکھا اور کہا اے ملکہ میں نے صنعت کر کے ایک چڑیا بنائی ہے آپکے
دیکھنے قابل ہے مخمور نے کہا آخر اس چڑیا میں کیا وصف ہے اُسنے جواب دیا کہ وارثی طلسم کے زور
سے چینی کی تیلیاں باہم لڑتی ہیں گاتی بجاتی ہیں مخمور کو اسکے سننے سے اشتیاق پیدا ہوا اور
خراماں خراماں اسکے ہمراہ خیمے میں آئی یہاں باغبان بیٹھا تھا اُسنے اُٹھکر خاک جمشیدی
چھڑک دی کہ مخمور بیہوش ہو گئی وہ گٹھڑی میں باندھ کے لیکے اڑا اور کٹنی اسباب وغیرہ سب
چھوڑ کر بھاگی لشکریان مہرخ نے دیکھا کہ ایک ساحر مخمور کو لیتی ہوئی اڑا لیے جاتی ہے
سب نے غل مچایا عیار اور ساحر دوڑے لیکن باغبان دریا کے کنارے بہت جلد گذر گیا سب
حیران ہو کر رہ گئے مگر کٹنی جو بھاگی تھی وہ دریا پہ پہنچی تھی اتفاق سے عمرو جو مخمور کے لینے
کو دوڑا آیا تھا اسکی نگاہ کٹنی پر پڑی للکارا کہ اے قحبہ ٹھہر کہاں جاتی ہے کٹنی نے اسکی آواز سنکر
جلد اپنے تئیں پل پر پہنچایا [illegible]

دیتے ہیں ہنوز یہ کہہ جانے نہ پایا تھا کہ عمرو نے دیکھا یہ نکل جائیگی فی الفور کلہ فلاخن میں
تھم کر پھینکا سر پہ پیچ دیکھ کر ہونا ناراض لٹی سکے سر پر جا کر پڑا کہ کاسہ سر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا وہ تڑپ کر مر گئی
اسی کے مرتے ہی شور و غل ہوا کہ قیامت کا سا عالم ہوا ساحرہ عمرو کو پکڑنے دوڑے اسنے گلیم اوڑھ لی اور اپنے
لشکر میں آیا باغبان کا حال عمرو نے وغیرہ سے کہہ کہا کہ میں جاتا ہوں جانبازی کر کے مخمور
کو لاتا ہوں یہ کلمہ سنکر سب جواب دہ ہوئے کہ مخمور کا خدا نگہبان ہے آپ تم جا کے دریا
سحر سے گذرنا مشکل ہے عمرو نے نہ مانا اور راہی ہوا البتہ اسکے اور عیار بھی روانہ ہوئے لیکن
مخمور کے پکڑ جانے کا حال حیرت نے بھی سنا شادان و فرحان سوار ہو کر باغ سیب میں آئی
اسوقت شاہ طلسم پردہ ظلمات میں گیا تھا باغبان نے مخمور کو لا کر جوب سحر سے مخمور
کو ہوشیار کیا تھا کہ حیرت آ پہنچی اس مخمور پر عتاب کرنے لگی کہ او غدار حرامزادی تجھے
شہنشاہ نے کیا برائی کی تھی تجھکو خاک سے پاک کیا شہزادی بنایا کل شاہان طلسم تیری خاطر
کرتے تھے اور تو عمرو پر عاشق ہوئی ہنوز کلام حیرت کر رہی تھی کہ ایک لکہ ابر سیاہ آیا اور سواری
بادشاہ طلسم کی آئی سب نے استقبال کیا بادشاہ آکر تخت پر بیٹھا اور مخمور کو [illegible]
[illegible] کہا مخمور بھی کہ بیشک اب تیری جان گئی افسوس کہ دم مرگ تو نے اپنے شہزادے
نور الدہر کی بھی صورت نہ دیکھی [illegible] دنیا سے حسرت دم چلی دل [illegible] لگی کہ اے [illegible]

دیکھا کبھی نہ وصل جدائی میں مر گئے	لو ہیں ہماری [illegible]
صبر و قرار و ہوش و خرد یاس [illegible]	اسکے دنیا سے [illegible] ہی یاس لیکر گئے

یہ تو خیال مطلب میں تھی کہ شاہ جادوان نے دوبارہ خطاب کیا کہ کہہ عمرو پر عاشق ہوا اسنے
جواب دیا کہ عمرو تو میرے باپ کے برابر ہے مگر اور میرے سیکڑوں یار ہیں کسی کی جرأت کا انکار
تو نہیں میں ایک دن میں اتنی ہزار کر دونگی یہ جواب شاہ طلسم سنکر بہت برہم ہوا اور کہا
کہ عمرو کا بھروسا ہے کہ وہ آکر چھڑا لیجائیگا مخمور نے کہا بھروسا تو مجھے خدا کی ذات
کا ہے لیکن عمرو یہاں سے چھڑا لیجانا کیا وہ تو آسمان پر سے لیجا سکتے ہیں ایسے ہیں کہ تیرے
[illegible] میں سے جلا سکتے ہیں افراسیاب نے غصہ کہا کہ او فحبہ تو مجھے اس عیار سے دھمکاتی ہے
میں سامنے اسکے تجھے آگ میں جلاؤنگا یہ کہکر حکم دیا کہ اے حیرت تم اپنے لشکر میں جا کر
سامنے فوج عمرو کے میدان میں لکڑیاں جمع کراؤ اور اسکو اسکے رفیقوں کے روبرو جلاؤ
اور ایک ساحرہ نہایت معزز رنگین سحر جادو نے حکم دیا کہ تم جا کر بہار جی کی مسند کر دو

لکڑیون کا انتظام وغیرہ کرکے حیرت کی مددگار ہو رنگین سحر حسب ارشاد شاہ کئی ہزار
ساحر اپنے ہمراہ لیکر چلی اور پار دریا کے اُتر کر روبروے لشکر عمرو خیمہ استادہ کرکے اُتری
ساحرون نے حکم دیا کہ انبار ہیزم لگاؤ ساحر صحرا کے درخت کاٹ کر ایک جگہ جمع کرنے لگے
اثنا قا عمرو جو تدبیر کرتا رہائی مخمور سے چلا تھا اُسنے ساحرون کو دیکھا صورت ساحر کی بنکر قریب
اُنکے گیا سبب لکڑی جمع کرنے کا پوچھا اُنھون نے سارا ماجرا کہا عمرو نے چاہا کہ یہان ٹھہر کر
کچھ عیاری کرون لیکن شاہ جادوان نے اپنے مقام پر کتاب سامری دیکھی اسلیے کہ مخمور کے
چھڑانے کو عمرو ضرور آئیگا دیکھون اسوقت کہان ہی کتاب سے ظاہر ہوا کہ عمرو انبار ہیزم
جہان ہو رہا ہی وہان بشکل ساحر کھڑا ہی یہ دیکھکر اُسنے حیرت سے کہا کہ تو اپنے آشنا یعنی مخمور
کے لکڑیون پاس آپہونچے اب تم اسکو لیجاؤ اور مین انہین بھی گرفتار کرا دیتا ہون جو تیرے
جوڑے کو جلا دو یہ کہہ پتلے کے ہاتھ لکھ بھیجا کہ ای رنگین سحر قریب لکڑیون کے عمرو
کھڑا ہی اُسکو گرفتار کرلو اس مضمون کو جب پتلے سے پایا پڑھکر رنگین خیمے سے نکل کر پکارا کہ
تلاش عمرو یہین وہ ڈرانے لگی عمرو نے بھی اسکو کسی کا جھوٹا سمجھکر گلیم اوڑھ لی غائب ہو گیا
اور یہان سے کچھ دور جاکے گلیم اتاری دیکھا کہ برق فرنگی صورت ساحر کی بنا ہوا آتا ہی
اُسنے زنبیل عیاری بجاکر اُسکو بلایا جب وہ نزدیک آیا کہا بیٹا آج مخمور جلائی جائیگی اس
وقت تم میری صورت بنکر سامنے ساحرون کے جاؤ اور اپنے تئین قید کرادو پھر مین سمجھ
لونگا برق نے کہا بہت خوب اور فی الفور صورت اپنی مثل عمرو کے بنائی اور لشکر کے
سامنے گیا یہان صرصر کو شاہ جادوان نے بھیجا تھا کہ عمرو آیا ہوا ہی تو بھی رنگین سحر
پاس جا اور حفاظت کر صرصر آکر کئی ساحر اپنے ہمراہ لیکر انبار ہیزم کے گرد ٹہل رہی تھی کہ
برق بصورت عمرو ادھر سے گذرا صرصر نے پکڑ کر ڈانٹ ہوئی بڑھی برق نے بھی خنجر
کھینچا اور مقابل ہوا ہنوز دو ایک ہاتھ چلے تھے کہ ساحر صرصر کے ساتھ جو تھے آگے آکر اور
بزور سحر عمرو نقلی کو پکڑ لیا سامنے رنگین سحر کے لائے اُسنے برق کو قید کرکے شہنشاہ ساحران
کو لکھ بھیجا کہ عمرو کو حسب الارشاد والا صرصر نے پہچان کر گرفتار کرا دیا جب یہ نامہ افراسیاب
کو پہونچا پڑھکر بہت خوش ہوا ازبسکہ کتاب تو پہلے خبر دے ہی چکی تھی کہ عمرو آیا ہوا ہی اسوقت
یہ سمجھا کہ بیشک وہی گرفتار ہوا اور دوسرے عیار جس نے پہچان کر گرفتار کرایا ہی اب اسکے عمرو
ہونے مین کچھ شبہ نہین غرضکہ خوش و خرم ہو کر حیرت سے کہا کہ ای ملکہ تیاری کرو اور اس مخمور کو

بھی لے چلو مین بھی چلتا ہون تاکہ عمرو کے ساتھ اسکو جلا کر دل ٹھنڈا کرون حیرت یہ سنتے ہی
اٹھی اسکے اٹھنے سے ہزارہا ساحر اٹھ کھڑا ہوا طلسم باطن مین غلغلہ پڑگیا جسقدر کہ مخمور کے یہان
دوست تھے انکو صدمہ عظیم ہوا اور باہم مشورہ کیا کہ کل کر آخر وقت مین مخمور کو پھر دیکھین
اور دشمنون نے کہا کہ آج اسکا حال سقیم دیکھ کر دل شاد کرین چنانچہ دوست و دشمن سب باہم
راہ آکر کھڑے ہوئے ادھر حیرت نے ہاتھون مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان مخمور کے پہنا کر
تخت سحر پر جادو سے بے بس کرکے بٹھا لیا اور خود اپنے طاؤس پر سوار ہو کر مع ہزارون ساحر
محاصرہ کیے روانہ ہوا اور شاہ طلسم بھی بڑے کر و فر سے سوار ہوکر چلا خمار جادو وہین سے
مخمور کی لاکھ طرح سمجھایا کہ بہن اگر تو ابھی دل سے راسخ الاعتقاد ہوکر افراسیاب کی اطاعت
کرے تو مین اپنی ضمانت کرکے تجھے چھڑا لون مخمور نے جواب دیا کہ یہ جلنا میرا ہزار زندگی سے
بہتر ہے مین ہرگز ایسے روسیاہ ظالم بادشاہ کی اطاعت نہ کرونگی خمار ناچار چپ ہو رہی
اور شاہ طلسم سے بھی سفارش نہ کرسکی مگر دہاڑون دہاڑ بہن کے لیے روتی تھی ادھر جو لوگ
کہ تماشائی تھے ان مین بعض روتے تھے اور بعض ہنستے تھے اور بعض جو زیرک و دانا تھے وہ عجب
مذبذب تھے اور کہتے تھے کہ میان اس شہزادی کا یہ سن اور یہ دل حسن ایسا ہی صورت ویسی ہی اور
فلک کا یہ ظلم کہ اسکو جلنے کے لیے مقرر کیا ہے افسوس ہے کہ کیا جفا پسند چرخ پیدا ہے رباعی

در عالم بیوفا کسے خرم نیست
آنکس کہ درین زمانہ اوراغم نیست
شادی و نشاط در بنی آدم نیست
یا آدم نیست یا درین عالم نیست

خلاصہ کلام یہ مجمع قیدی کو لیے مع شاہ طلسم کے تو آتا ہے لیکن حال عمرو کا سنیے کہ جب یہ برق
گرفتار ہو چکا اسوقت عمرو گلیم اوڑھے خیمہ رنگین سحر مین آیا دیکھا تو مسند پر بیٹھی ہے اور چند
ملازم ساحر اسکے گرد و پیش حاضر ہین عمرو نے صدا دی کہ ای رنگین سحر مین فرشتہ سامری
ہون خداوند سامری جو درہ کوہ ہے وہان تشریف لائے ہین اور عمرو کے گرفتار ہونے سے
بہت خوش ہین تمہین بلاتے ہین یقین ہے کہ عمر جاودانی عطا فرمائینگے رنگین سحر یہ صدا
غیبی سنکر بہت خوش ہوئی اور سمجھی کہ ندا دینے والا کوئی دکھائی نہین دیتا بیشک یہ فرشتہ
خداوند کی آواز ہے پس اسی وقت اٹھ کر تنہا چلی اگر کسی نے ساتھ چلنے کا قصد کیا تو مانع
ہوئی کہ تم لوگ بغیر طلب خداوند جانے کے قابل نہین غرضکہ اکیلی چل کر نزدیک درہ کوہ کے
جب پہونچی عمرو پہلے سے اسکا منتظر یہان آپہونچا تھا اور صورت اپنی [illegible] تاکید [illegible]

کئی سر اور کئی ہاتھ پاؤں بنائے تھے منہ اور کان اور آنکھ سے شعلے نکلتے تھے رنگین سحر کے آنے سے ایک پلٹے میں کچھ میوہ لیے ظاہر ہوا اور قریب آکر کہا کہ آپ کو آنے میں ہر چند کہ زرا خدا دیر تشریف لے گئے مگر یہ میوہ دے گئے ہیں کہ اسکو کھا لیجیے عمر بڑھ جائیگی یہ کہکر وہ میوہ اسکے ہاتھ میں دیا اور آپ سامنے سے غائب ہو گیا رنگین سحر نے جانا کہ فرشتہ تھا میوہ دے کر پاس خدا کے گیا اسنے میوہ کچھ کھایا اور باقی لیکر خیمے کی طرف چلی راہ میں بیہوش ہو کر گری عمرو نے ظاہر ہو کر کپڑے اسکے لیے اور اُسی کی ایسی صورت اپنی بنائی اور اسکو زمین کھود کر دفن کر دیا آپ وہان خیمے میں آیا اور ساحر جو لکڑیاں جمع کر رہے تھے اُسنے حکم دیا کہ پہلے زمین پر بارود بچھا دو اسکے اوپر لکڑیوں کا انبار کر دو کہ مجرموں کو جلاتے وقت آگ لگاتے ہی فیصلہ ہو جائے دیر نہ لگے کیونکہ عمرو کے مددگار بہت ہیں ایسا نہو کوئی پیچ پڑ جائے اور آگ میں سے کوئی اسکو لیجائے یہ کہکر آگ سا جاکر زنبیل سے بیہوشی ایسی نکالی کہ بارود معلوم ہوتی تھی اور ساحروں کے حوالے کی انھوں نے زمین پر اسکو بچھایا اسپر لکڑیاں ڈھیر کین لکڑیوں پر بھی بیہوشی بارود ڈالدی خوب انتظام کیا اس اثنا میں افراسیاب کی سواری بڑی دھوم سے آئی اور حیرت اُسکا مجر بیمار عشق ملکہ مخمور کو طوق و سلاسل میں گرفتار لائی اسکے آنے سے تمام طلسم میں غلغلہ پڑا اور لشکر عمرو میں بھی یہ خبر پہنچی کہ مخمور جلائی جاتی ہے یہ سنتے ہی ہرا یک نے پیچ و تاب کھائی اور عمرو جان دینے پر آمادہ ہو گئی جلد جلد لشکر تیار کرایا سب سردار نامدار تیغ اسپ پر لیکر تخت اور اژدہا اور سحر پر سوار ہو کر چلے

نظم

چلی فوج جنگی سوئے رزمگاہ	وہ شیروں کا غصہ خدا کی پناہ
بڑھے جس گھڑی سارے فولاد پوش	ہوا ابحر آہن میں پیدا خروش
کسی سمت سے بڑھ کے ساحر چلے	سواری کے اژدر سے شیر ببر تھے
ہوئیں منتقل سحر آتش فشان	برستی تھیں ہر سمت چنگاریان
لیے سرخ سرخ ہاتھ میں جھنڈیان	کہ دریائے خون جیسے ہو سے روان
وہ باجوں کا بجنا وہ قرنا کا شور	وہ آندھی کا چلنا وہ جادو کا زور

غرضکہ یہ لشکر جسدم روانہ ہوا صدائے نفیر جنگی لشکر قران صحرا سے دوڑ کر آیا اور عمرو سے کہا آپ کہان جاتی ہیں اپنے ارادے سے مطلع کیا قران نے جواب دیا کہ آجتک ہم تدبیر سے نہ لڑتے تو اب تک سب طلسم کے ہاتھ سے قتل ہو جاتے جان دینا کیا مشکل ہے جب چاہو

اُڑ کر مر جاؤ اسوقت پر کیا منحصر ہے خواجہ صاحب گئے ہین وہ جبتک نہ آئینگے تب تک مین خبر لیئے جاتا ہون تم یہین ٹھہرو مہم جو اسکے روکنے سے تھی اور یہ پھر خبر روانہ ہوا مگر وہان جب افراسیاب مع مخمور آکر پہونچا زنگین سحر نے استقبال کیا حیرت نے سحر سے ایک بنگلہ مینا نگار بنایا شہنشاہ وہان مسند آرا ہوا ہر طرف ساحران نامی جوق جوق میدان کو گھیر کر کھڑے ہوئے اور کسی قدر فوج بہر تحفظ انبار ہیزم کو محاصرہ کرکے ٹھہری اور افراسیاب نے مخمور کو سامنے بلا کر بہت کچھ سمجھایا کہ اب بھی اپنے افعال سے توبہ کر تو میری رکن سلطنت طلسم ہو شہزادی ہو کر ایک عیار پر مبتلا ہونا ہمچشمون مین ذلت اٹھانا مناسب حال نہین تو اپنے تئین خیال کر اپنے حسن و جوانی پر رحم کھا ان حرکتون سے باز آ مخمور یہ کلمات نصیحت سنکر رونے لگی اور آہ سرد بھر کر پکاری کہ نظم

آہ کس پردہ نشین سے دیدہ و دل لڑ گئے ۔ شدت گریہ سے جو آنکھون پہ پردے پڑ گئے

بعد مرگ اعمال سے جو اپنے کھینچا انفعال ۔ آخر اس شرمندگی سے ہم زمین مین گڑ گئے

دل ہی جب چھاتی کا پھوڑا ہو تو کیا جینے کا لطف ۔ کیون اجل کیا پاؤن مین تیرے پھپھولے پڑ گئے

اے شہنشاہ اس عشق نے مجکو آپ مین نہین رکھا بہت آرزو رکھتی ہون کہ جلد مجھے قتل فرمائیے غم عشق سے چھڑائیے افراسیاب اسکی تقریر سنکر سمجھا کہ یہ باز نہ آئیگی جھلا کر حکم دیا کہ لیجا کر مع عمرو کے اسکو جلا دو زنگین سحر نے حیرت سے عرض کیا کہ آپ قید سحر کی دفع کر دیجیئے تاکہ مین اس مجرمہ کو لیجا کر انبار ہیزم پر بٹھاؤن حیرت نے کچھ افسون پڑھا کہ مخمور پر سے سحر دفع ہوا لیکن ہزارہا ساحر جلیل محاصرہ کیے تھا مخمور تنہا کیونکر بھاگ سکتی فلک کو دیکھ کر رہ گئی اور زنگین سحر نے اسکو لے جا کر لکڑی کے ڈھیر پر بٹھایا اور عمرو نقلی یعنی برق فرنگی کو بھی وہان متمکن کیا برق نے دیکھا کہ لکڑیون کے نیچے باروت بچھی ہے دل سے کہا استاد کا نام کوئی دن رہے مشہور ہوگا کہ برق نے استاد کے نام پر جان دی کیونکہ استاد مجکو گرفتار کرا کر ابتک نہ آئے اب یہان جان جانے کا سامان ہے اس اثنا مین مخمور نے عمرو نقلی سے کہا کہ خواجہ مجھ سوختہ بخت کی محبت مین تم نے اپنے تئین ناحق قید کرایا میرے خون کا عوض شاہ طلسم سے لیتے مرا جلنا اس کنا قل شعار فراموش کار شہزادہ نورالدہر سے بیان کرنے بعد فتح طلسم شاید وہ شہسوار ہماری مشت خاک پر آنکلتا کہ للمؤلفہ

بعد فنا جو خاک یہ برباد ہے مری ۔ دامن سے ڈھونڈھتی یہ کیسی شہسوار کا

۱۱

یہ کہہ کر زار زار اشک خونین دیدۂ خونبار سے برسانے لگی اور بیتابانہ پڑھنے لگی کہ نظم

احوال خوش انہون کا ہم بزم مین جو تیر سے	افسوس ہے کہ آئے وان کا نہ بار پایا
ماک دل ایک مدت اُجڑا بسا انہون سے	آخر اجاڑ دینا اُسکا قرار پایا
کیا اعتبار یان کا پھر اُسکو خوار دیکھا	جس نے جہان مین آکر کچھ اعتبار پایا
آہون کے شعلے جس جا اُٹھتے تھے میر شب سے	وان جا کے صبح دیکھا مشت غبار پایا

برق لینے عمرو نقلی نے یہ حسرت آگین باتین سنکر جواب دیا کہ اے ملکہ خدا کو یاد کرو گھڑی مین کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے ہم نے ہزارون ساحر مار ڈالے دیکھو تو خدا کیا کرتا ہے اس عرصہ مین رنگین سحر نے آکر مخمور کو ڈانٹا کہ اری نمک حرام اب بھی اپنی بد ذاتی سے باز آ اس رونے دھونے سے کیا حاصل ہے اپنی جان بچا برق نے اسکو جو غور سے دیکھا تو رنگین سحر کو پہچانا کہ استاد مین خوش ہوا کہ اب ساحر چھوٹے اور مخمور نے تڑپ کر جواب دیا کہ او قطامہ کیا مجھے بار بار مرنے سے ڈراتی ہے جا دور ہو مین ہرگز شاہ طلسم کی اطاعت نہ کرون گی یہ سنتے ہی رنگین سحر نے پکار کر کہا کہ اے شہنشاہ یہ بحر ہے کسی طرح نہین راضی ہوتی افراسیاب نے کہا اچھا تم ہٹ آؤ اور حکم دیا کہ انبار ہیزم مین آگ لگا دی جائے ایک ساحر پولا لیکر دوڑا اُسوقت قران جو خبر لینے آیا تھا بشکل ساحر کھڑا ماجرا سارا دیکھ رہا تھا جیسے ہی ساحر پولا جلا کر چلا تھا قران نے دور کر اسکے سر پر بغدہ مارا کہ سر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور شور اسکے مرنے کا بلند ہوا آندھی سیاہ آئی آگ پتھر برسنے لگے قران بھاگا اور عمرو نے اسی غلغلے مین لکڑی کے ڈھیر پر جست کر کے جا کر جال مارا اور مخمور کو کھینچ کر زنبیل مین ڈالا اور زلزلہ سحر تو دفع ہو چکا تھا برق بھی کود کر بھاگا لینا لینا کا غوغا برپا ہوا عمرو بھی بھاگا ساحر جو پیچھے دوڑے عمرو نے حقۂ آتشبازی داغ کر انبار ہیزم پر مارا کہ لکڑیون مین آگ لگی اور شعلہ بلند ہوئے بارود بیہوشی کی اڑی اور ساحرون کے دماغ مین دھوان گیا ہزارہا ساحر بیہوش ہو کر گرا یہان تک ہنگامہ پر حیرت اور افراسیاب بھی بیہوش ہوئے اُسوقت قران نے دوڑ کر مہرخ کو اس حال کی خبر دی اسی وقت وہ لشکر لیے مسلح و مکمل تو گھڑی ہی تھی آکر گری نارنج و ترنج مار کر ہزارون کو بیجان کیا جو بیہوش نہوے تھے وہ بھاگے یہان لشکریان عمرو نے پتھر برسانا شروع کیے عمرو جال مار کر لوٹنے لگا خلاصہ یہ کہ دم بھر مین آفت برپا کی دریا خون کا بہہ گیا نظم

وہ تیغ سحر ایک برق غضب تھی	کسی کو تاب اُس آتش کی کب تھی

جہان اُس شعلہ دم کا پڑ گیا عکس | وہ گویا شیشۂ آتش کا تھا عکس
لگے گوشہ مین جب چھپنے وہ خونریز | سوارون نے کیا گھوڑے کو مہمیز
ہوے شیرون کے آگے سے وہ گمراہ | پریشان و گریزان مثل روباہ

اس ہنگامے مین یکایک زمین کو تزلزل ہوا اور پریان پکٹاریان لیے نکلین عمرو نے مہرخ سے
کہا کہ اب یہان نہ ٹھہرو یہ پریان افراسیاب کو ہوشیار کردینگی اور وہ سب کو گرفتار کرلے گا
حسب ارشاد مہرخ نے نفیر سحر بجائی سب فوج جمع ہو گئی یہ سب کو لیکر روانہ ہوئی ادھر ان
پریون نے پکٹاری منہ پر شاہ طلسم کے اور حیرت کے لگائی انکو ہوش آیا عجب حال اپنے
ملازمون کا دیکھا کہ بہت سے جلے ہوے گرد لکڑی کے ڈھیر سے پڑے ہین اور ہزارون لاشین
خاک و خون مین غلطان ہین آگ لگی ہے خیمے جلے ہین حسرت و یاس برستی ہے نہ عمرو کا پتہ ہے نہ
مخمور جلتی ہے یہ دیکھتے ہی آتش غضب بھڑکی اور فرط غیظ سے پکارا کہ مجھ سے غلطی ہوئی جو اس
پار دریاے سحر سے مخمور کو لایا مگر اب یہ سب باغی میرے ہاتھ سے بچکر کہان جا بینگے ابکی
کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر بیٹھے بیٹھے غائب ہو گیا اور غربال جادو نام ایک ساحر ہے
کہ اُسکے پاس سحر کا جال ہے کہ اُس مین ساحر کی گردن پھنس جاتی ہے اور لٹک جاتا ہے اُسی کو یہ
لینے گیا آیندہ حال اسکا بیان ہوگا ادھر حیرت آکر اپنے لشکر کو درست اور جمع کرکے اتری
اُسطرف مہرخ بفتح و فیروزی اپنی بارگاہ مین پہونچی لشکر نے کمر کھولی بزم مسرت آراستہ
ہوئی سب سردار اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے اُسوقت عیار بھی آئے عمرو نے مخمور کو زنبیل سے
نکالا سب اُٹھکر گلے سے ملے اور عمرو کی تعریف کرنے لگے عمرو نے کہا ای مہرخ اُس کٹنی کے
رکھنے کا تمنے تماشا دیکھا مہرخ نے عذر کیا کہ اب بغیر تمھاری صلاح کے کوئی کام نہ کرونگی
عمرو بولا کہ ابکی افراسیاب بہت بڑی آفت لائیگا اور اے مخمور تم بھی کچھ زبردست جادو
گری نہین ہو کیونکہ نہ کوئی راز طلسم بتاتی ہو نہ افراسیاب پر سبقت لیجاتی ہو مخمور نے کہا
خواجہ شاہ طلسم کا ہم لوگ کچھ نہین کر سکتے اب مین چار روز چاہ ساحری پر جا کر رہون تو زمین
و آسمان کے قلابے ملا دون اس مین شکیل جو عشق خوب صورت مین بیہوش سا رہتا ہے
یہ گفتگو سنکر کچھ آپ مین آیا اور کہا کاش شاہ طلسم مجھکو پکڑ کر میری معشوقہ پاس قید کرے تو
بہتر ہو اور اگر میرا استاد میرے حال کی خبر پاتا تو افراسیاب کو فنا کر چکا تا وہ البتہ ہمسر شاہ
جادوان ہے عمرو نے پوچھا کہ وہ کون ہے اور کہان رہتا ہے شکیل بولا کہ جہان وہ رہتا ہے وہان

کوئی جا نہین سکتا راہ سخت و دشوار گذار ہے عمرو نے کہا بتاؤ تو سہی اُسنے کہا دو راہین اُسکے
طلسم کی ہین ایک راہ تو کوہ عقیق کی طرف سے ہے اور دوسری راہ ملک لوح دار الفنا
جادو کی جانب سے ہے اور وہ بادشاہ طلسم ہے اُسکا طلسم بھی بہت بڑا ہے مثل طلسم ہوشربا
کے ہے اگر وہان کوئی جاے اور کہے شاگرد تیرا آتا ہے اُس سے اور افراسیاب سے
مقابلہ ہے یہ سنکر وہ ابھی چلا آئیگا عمرو نے کہا نام اُسکے طلسم کا کیا ہے اور اُسکا نام اور راہ
کی کیفیت مفصل بتاؤ کیونکر ہے شکیل جواب دہ ہوا کہ اُسکا اسم گرامی نامی کوکب روشن ضمیر
ہے اور اُسکی بیٹی ہے کہ بے مثل ساحرہ ہے نام اُسکا بہاران شمشیر زن ہے اور نام اُسکے طلسم کا
نور افشان اگر کوئی جاے تو بیابان ریگستان کے آگے دریاے ہفت رنگ ملیگا اُسطرف
دریا کے سرحد اُسکے طلسم کی شروع ہو جاتی ہے افراسیاب نے کئی بار چاہا کہ وہان جا کر سیر
کرے ممکن نہ ہوا نہ ادھر کا کوئی ادھر آسکتا ہے نہ اسطرف سے کوئی اُس جانب جاسکتا ہے بلکہ
کوکب کئی بار چلا بھی آیا افراسیاب نہ جاسکا اور اُسطرف دریا کے بیابان اور صحرا اُس
طلسم کے پڑے ہین وہ مجھے مفصل طور پر یاد نہین کہ کدھر راہ ہے اور کیا کیا بنا ہے عمرو نے
پوچھا دریاے ہفت رنگ کیسا ہے شکیل نے کہا اُس مین سبز سرخ زرد سیاہ سفید [illegible]
رنگ کا پانی بہتا ہے عمرو نے افسوس کیا کہ اگر مین ساحر ہوتا تو جا کر دیکھ آتا اور پیام تمہارا اُسکو
پہونچاتا مخمور نے کہا خواجہ اُس دریا کی انتہا سُنا ہے کہ نہین ہے اگر کوئی سیکڑون برس چلے
تب بھی انتہا تک نہ پہونچے اور مین راستہ جانتی ہون بلکہ ایک آدھ عزیز میرا اُس طلسم مین
رہتا ہے مین جا کر جو کہوگے کہہ آؤنگی لیکن بڑی خرابی تو یہ ہے کہ اُس دریا مین کشتی نہین ہے
نہ کوئی ملاح ہے عمرو بولا کہ کچھ ہی کیون نہو مین جاتا ہون صرصر نے گھبرا کر کہا ای شکیل تو
بیقراری کرے خواجہ کو ہمسے جدا کیا اب لشکر کس کے سہارے سے رہیگا مخمور بول اُٹھی
کہ خواجہ آپ بیٹھیے مین جاتی ہون یہ کہکر اُٹھی اور اپنے خیمے مین آ کر تیاری سفر کرنے لگی
لیکن اب کیفیت افراسیاب کی سُنیے کہ اُسنے غصے مین آکر کیا تدبیر کی اور کیا آفت برپا کی ہے

داستان پکڑ لیجانا صرصر کا مخمور کو اور چھڑانا عمرو کا اور قتل کرنا بہت ساحرون کو اور لانا افراسیاب کا غزبال جادو کو اور گرفتار کر لینا جال آہنی مین عمرو کو مع کل لشکر صرصر کے اور اُٹھا لیجانا جال لوٹ کر عمرو کو بہاران شمشیر زن

دختر کوکب کا اپنے طلسم میں آنا اور ملاقات پہلی مرتبہ ہونا عمرو اور کوکب کی پھر عمرو کا آکر قتل کرنا کوغزبال کو اور چھڑانا لشکر شہرخ کو پھر لینا مصور جادو کا اور عیار بیان کرنا عیاروں کی پھر ناسر آنا لقا کا اور بھیجنا افراسیاب کا اہلیل اور مخلیل جادو کو واسطے مدد لقا کے اور مارے جانا انکا عیاروں کے ہاتھ سے پھر کیفیت جنگ ساحران اور عیاری عمرو وغیرہ کی لمؤلفہ

ساقیا زندگی کی بہار آئی ہے ۔ زہرہ سے پر دوانہ پھر ابر آئی ہے
غنچۂ لب بستہ ہوئے خندہ زن ۔ سبز ہوئے تختۂ صحن چمن
ہندو سے لالے نے پیالہ لیا ۔ جام سے لعل و دوسالہ لیا
نافۂ گل نکہت ریز آج ہے ۔ باد صبا غالیہ بیز آج ہے
نرگس چمن مست ہے غمزہ کنان ۔ زلف بنفشہ بھی ہے عنبرافشان
زیب تن لالہ ہے سرخ لباس ۔ توبہ شکن بنگئے ایمان اساس
عطر فروش اب ہے نسیم چمن ۔ بلبل بستان ہوئے محو سخن
مست فغان یہ دل بلبل ہوا ۔ وجد زنان تار رگ گل ہوا
جس طرف سے دیکھیے طرفہ بہار ۔ بنت عنب بھی کرے ساقی نکھار
کیوں نہ ہو نشتر زن دل آرزو ۔ ساقیا لا منہ سے لگا دے سبو
میں بھی دکھاؤں تجھے رنگ سخن ۔ صفحۂ قرطاس ہو رشک چمن
پھر کروں میں قصۂ رنگین بیان ۔ پھر ہو تر و تازہ دل دوستان
تاج حریفان ہوں کرم سے ترے ۔ مے پلا یاقوت کے رنگ کی مجھے
دست سبو ساقیا ہو دستگیر ۔ ہو بط مے دام میں اپنے اسیر
کلک سیہ مست ہو میرا رواں ۔ پھر لکھوں مخمور کی میں داستان
آتش مے نشہ کرے تیز دم ۔ معرکۂ جنگ میں ہو تیغ علم
نشہ سے ایسا ہو نیرنگ ساز ۔ پھر قلم جادہ ہو جادو طراز
وہ ہوں میں جمشید کہ جام شراب ۔ اب ہے سر کاسۂ افراسیاب
پی چکے اسکے جاہ سے لالہ فام ۔ ہاں لکھو افسانۂ شیریں کلام

بلبل نقشبند گلزار بیان	کردہ چنان زمزمہ داستان

طغرا نگاران رنگین بیان و مرقع نگاران نقش شاہد بدیع الجمال داستان بخط گلزار حدیقۂ اسمار کو
یون سرسبز و ریان فرماتے ہین اور تقریر نگار رنگ کی تحریر کی خامۂ جادو طراز سے اس طرح دکھاتے
ہین کہ جب سرمست بادۂ محبت اپنے مخمور پامردی تیار راہ سفر مہیا کر چکی بارگاہ مین آکر سب
سرداروں سے رخصت ہوئی اور طاوس پر بیٹھ کر بسمت دریاے ہفت رنگ چلی عمرو نے
دل سے تجویز کیا کہ تو بھی اسکے پیچھے روانہ ہو کچھ نہین تو راہ طلسم ہی سے آگاہی ہوگی یہان بیٹھے
رہنے سے کیا حاصل ہے یہ سوچکر یہ بھی چلا لیکن مخمور جب سرحد لشکر سے نکل کر صحرا مین
پہونچی وہان صرصر عیارہ درۂ کوہ مین کھڑی فکر گرفتاری عیاران کر رہی تھی اسنے اسکو
جاتے دیکھکر صورت اپنی مثل عمرو کی صورت کے بنائی اور مخمور جب کچھ آگے بڑھ گئی
دوڑی اور پکاری کہ اے ملکہ ذرا ٹھہرو مین کچھ کہونگا مخمور نے جو عمرو کو آتے دیکھا
طاوس اپنا زمین پر اتارا صرصر قریب گئی اور حباب بیہوشی مارا کہ مخمور بیہوش ہو گئی اسنے
پشتارے مین باندھکر پشت پر لادا اور لیکر چلی اسوقت عمرو جو عقب مین آتا تھا یہان
پہونچا دیکھا صرصر پشتارہ لیے جاتی ہے اور طاوس مخمور کا کھڑا ہے یہ دیکھتے ہی اسنے ڈانٹا کہ
کہان جاتی ہے مین آپہونچا صرصر نے اسکا نعرہ سنکر پشتارہ اتار کر الگ رکھا کہ عیار زبردست
ہے پشتارہ لیکر لڑ نہ سکونگی غرض تیغ کھینچکر مقابل ہوئی عمرو نے اسکے تیغ کا وار رد کر کے
حلقے کمند کے مارے صرصر جست کر کے حلقون سے نکلی عمرو نے دوبارہ قابو پا کر جال الیاس پشتارہ
پر مارا اور زنبیل مین ڈال لیا صرصر حلقون سے نکل کر دوڑی دیدہ دلیری سے جھپٹ کر آئی اور پشتارہ
چھیننے سے جھلا کر بڑی تڑپ جھپٹ سے لڑنے لگی اتفاق سے ایک ساحر سانگ دین تن
نام پہاڑ پر بیٹھا یہ کیفیت دیکھ رہا تھا اسنے وہین سے سحر کیا کہ دو پنجے آکر گرے اور صرصر
و عمرو کو اٹھا لے گئے اور سامنے اس ساحر کے لائے اسنے پوچھا کہ تم کون ہو عمرو نے
کہا کیا کہون شرم کی بات ہے یہ میری جورو ہے لیکن آوارہ ہو گئی ہے جہان جی چاہتا ہے چلی جاتی ہے

زن بد در سرای مرد نکو	ہم درین عالم است دوزخ او

جب اسکو بدفعلی کرنے سے منع کرتا ہون یہ لڑنے پر آمادہ ہوتی ہے صرصر نے جو یہ کلام سنا کہنے لگی
کہ او موے کہ تیری جورو کے منہ کو جھلسا اور جو مجھے اپنی جورو کہے اسکی صورت کو آگ لگا دون
سنگل اتوار اپنی ایڑی چوٹی پر سے صدقے اتارون اے ساحر اس موے دغاباز جھوٹے

کی باتون پر نہ جانا مین عیار نہی شہنشاہ جادوان کی مصر ہون اور یہ عمرو ہی ساتا گ نے یہ کلام سنکر جواب دیا کہ مین ملازم شاہ نہیں ہون رعایا ہون اس سبب پہچان نہیں سکتا اور پندر سحر اگر شناخت کرنا چاہون تو عرصہ تک سحر کرنا ہوگا بدین لحاظ مین تم دونون کو شاہ کے دربار مین لیے جاتا ہون یہ کہکر ان دونون کو اپنے مکان کے ستونون سے باندھ دیا اور آپ کھانا کھانے لگا عمرو نے دیکھا کہ اس پہاڑ پر مختصر سا مکان بنا ہے فرش و فروش شیشہ آلات سے سجا ہے اور ایک ستار کونے مین رکھا ہے سمجھا کہ اس ساحر کو گانے سے بھی شوق ہے یہ جانکر آپ بھی بند سے بند سے گانے لگا اُسنے کہا تمھین علم موسیقی مین بڑا دخل ہے عمرو نے کہا اگر کھلے ہوتے تو مزا دکھاتے از بسکہ اسکو اسکے گانے سے ایک محویت کا عالم تھا اُٹھ کر کھول دیا اور کہا آپ کچھ شغل کیجیے عمرو نے جوڑی سے نکال کر منہ سے لگائی اور ستار اُسکا اُٹھا کر ہاتھ سے بجانے لگا اور غزلیات عاشقانہ اور اشعار مدح حسن لعبتان مین گانے لگا اُسوقت یہ کیفیت ہوئی کہ ساتاگ کھانا پینا چھوڑ کر زار زار روتا تھا اور ہمہ تن محو ہو کر بت بنگیا تھا جب ذرا ہوش آتا تھا تو بے اختیار تعریفین کرتا تھا اور عمرو خوب جی توڑ کر گایا کہ وہانکے تمام طیور و وحوش گرد جمع ہوگئے یہ عالم تھا کہ نظم

گانا تھا وہ دلکش زمانہ	ٹپہ ٹھمری غزل ترانہ
واقف تھا ہر ایک زیر و بم سے	الحان سے لے سے تال سم سے
ہر تان پہ تان سین قربان	بیجو ہوا باؤلا پریشان

اسی طرح گاتے گاتے ٹھہر گیا اور عرض کیا کہ ای ساتاگ مجھے عادت شرابخواری کی بہت ہے اگر ذرا ایک جام شراب کے عنایت فرمایئے تو پھر آپکو خوب محظوظ کرون ساتاگ نے حسب خواہش اسکے کشتی بادہ ارغوانی منگالی اور کہا تم بھی پیو اور مجھے بھی دو عمرو نے کشتی سے گلابی اٹھا کہ شراب جام مین انڈیلی اور سادہ جام خالی از بیہوشی اسکے حوالے کیا اُسوقت صرصر جو بندھی ہوئی تھی پکاری کہ ای ساتاگ یہ شراب بیہوشی آمیز ہے ہرگز ہرگز نہ پینا ورنہ عیار تجھے مار ڈالے گا ساتاگ اِس کلمے کو سنکر تامل پذیر ہوا مگر عمرو نے ایسا ہی کچھ انجام مصلحت کا سوچکر اول سادہ جام دیا تھا اُسوقت عرض رسا ہوا کہ حضور یہ میری دشمن ہے ساحری نکدر جو عورت بندھی پڑی ہے آپ میری خاطر سے اس ساغر کو کسی اور کو پلا کر میری نسبت اسکی بد اوقات دریافت فرما لیجیے ساتاگ نے یہ تقریر سنکر اپنے ملازمون کو بلایا اور ایک ساحر

جو اسکے خدمتگار وہاں حاضر ہوئے اُن میں سے ایک کو وہ شراب پلائی کچھ کچھ اسکو نشہ سا چڑھا
ہنسا کہا عمرو نے کہا کیوں حضور آپ نے ملاحظہ کیا یہ عورت ہے میری دشمن یا نہیں ساناگ
کو عمرو کے قول پر اعتبار آیا اور کہا تو سچا ہے لا سب شراب اور دے اُسنے پھر سا وہ جام بھر کر
دیا یہ تو پینے میں مصروف ہوا اور عمرو نے بیہوشی ساری بوتل میں فرصت پا کر ملا دی اور جو دو
ایک ساحر وہاں تھے اُنہیں پیالے بھر کر دیے اور وہ رہیں ساناگ کو بھی جام دیا وہ بھی
پی گیا صرصر ہر چند کہتی رہی اُسکے چیخنے کی کسی نے سماعت نہ کی اور وہ ایک جام سے پیچھے
بیہوش ہو گئے عمرو نے صرصر کو بندھے اور بے قابو پاکر قریب آکر چٹکیاں لینے لگا اور کہا کیوں
جانی یہ عیاری بھی تمہیں آتی ہے صرصر بظاہر اسکو گالی کوسنے لگی لیکن دل میں آفرین کرتی تھی
اور عمرو نے جال مار کر اُس مکان کا کل اسباب لوٹ کر زنبیل میں رکھا اور خنجر سے جو وہ ایک
ملازم ساناگ کے تھے اُنکے سر کاٹے شور اُنکے مرنے کا بلند ہوا اُسنے ساناگ کے بھی
خنجر مارا وہ رہیں تن تھا خنجر اُچٹ گیا فی الفور اُسکو اُٹھا کر زنبیل میں ڈالا اور صرصر پاس
آکر اُسکو چھیڑنے لگا صرصر نے کہا موذی کاہے اب تو تیری مراد پوری ہوئی مجھے تو کھول دے
عمرو نے کھولنے کے ارادے سے ہاتھ بڑھا کر اُسکے سینے پہ رکھا صرصر نے سسکی بھر کر کہا
سامری کی قسم جو تو نے مجھے بے طریق ہاتھ لگایا تو اپنی اور تیری جان ایک کر دوں گی القصہ یہ
تو صرصر سے مصروف دل لگی کرنے میں ہے مگر افراسیاب جو غائب ہوا تھا طلسم باطن کے
ایک پہاڑ پر آکر پہونچا وہ کوہ گلہائے بوقلمون سے گلدستہ بنا ہوا تھا قلعہ کوہ پر صندل کا بنگلہ
بہشت آراستہ تھا مسند اُس میں بچھی تھی عزبال جادو مع اپنے رفیقوں کے صحبت آرا تھا جب
شاہ طلسم پہاڑ پر قدم زن ہوا عزبال جادو نے اُسکو آمد شاہ کی خبر دی وہ بہر استقبال بنگلہ سے
نکلا اور پاس آکر تسلیم کی شہنشاہ نے گوشہ چشم سے خیال کیا اور فرمایا کہ اے عزبال تم جال
سحر کا بچھاؤ اور سب نمک حراموں کو قید کر لو اُسنے عرض کیا بہت خوب لیکن شاہ جو میرے
کاشانے میں تشریف لائے ہیں تو بنگلے میں آکر قدم رنجہ فرمائیں میں حاضر ہوں جو ارشاد
ہوگا بسر و چشم بجا لاؤں گا افراسیاب حسب التماس بنگلے میں آکر مسند پر جلوہ فرما ہوا اُسی وقت
دو طائر خوش رنگ سامنے آئے اور بزبان فصیح گویا ہوئے کہ اے شہنشاہ ساناگ وکیل تیرا
گھر کو عمرو نے لوٹ لیا اور جو کچھ ماجرا گذرا تھا سب بیان کیا افراسیاب نے یہ کیفیت سنکر
عزبال سے کہا کسی کو بھیج تاکہ عمرو کو ساناگ کے گھر سے پکڑ لائے اُسنے حسب ارشاد شاہ جادو

کے افراسیاب پاس پہونچے اور قتل ناوک و شنوبر بیان کیا۔ سنتے ہی شہنشاہ غزبال کی
طرف متوجہ ہوا اُسنے کچھ کہا نہ سنا فی الفور جال سحر کا لیکر بغضب تمام چلا اور ہنوز کوس بھر مخمور و عمرو
گئے ہونگے کہ تاریکی ہوگئی اور گلے میں دونوں کے پھندا پڑگیا دونوں اُڑتے ہوئے تڑجاتے ہی
تھے بروے ہوا لٹک گئے پھر جو روشنی ہوئی دیکھا کہ سنہری لگدلون کا جال زیر آسمان دور تک
پھیلا ہوا ہے ادھر غزبال نے سحر کا ولا تر روانہ کیا کہ ای شہنشاہ کمترین نے حضور کے گنہگاروں
کو گرفتار کیا ہے طائر نے جا کر خبر عرض کی افراسیاب اٹھا دالان ہفت در جان چلا اور آکر ایک نعرہ مارا کہ
ای عمرو بڑی سرکشی تو نے کر رکھی تھی دیکھا تو نے کہ گرفتار ہوگیا ایسی صدا ہولناک وہی تھی کہ عمرو
اور مخمور دونوں بیہوش ہوگئے افراسیاب نے دونوں کو جال سے چھڑا کر رسی میں باندھا
اور لشکر حیرت کی طرف چلا غزبال سے کہا تم جاؤ اپنا لشکر لیکر آؤ سب باغیوں کو مقابلہ
کر دو وہ لشکر لینے روانہ ہوا اور افراسیاب بارگاہ حیرت میں آیا اُسنے استقبال کیا تخت
پر بیٹھا عمرو اور مخمور کو ہوشیار کیا انھوں نے دیکھا کہ ہم دونوں رسی میں بندھے ہیں اور حیرت
کرسی پر بیٹھی ہے شاہ طلسم سامنے متمکن ہے یہ دیکھ کر نہایت گھبرا کے خاموش ہو رہے مگر غزبال جو اپنے
مقام پر آیا بارہ ہزار ساحر کا یہ مالک ہے انھیں حکم تیار ہونے کا دیا حسب الحکم نفیر سحر بجی ہر ایک
مسلح و مکمل ہوا اسباب سحر سازی اپنے ہمراہ لیا طائران سحر پر سوار ہوکر لشکر چلا آگے آگے غزبال
کرگدن پر سوار اسکے برابر برابر خورشان جادو و بہران جادو و صلا و زبردست جادو
و خونخوار روئین تن جادو و وہم جادو و غرت جادو و آتش بار جادو و دنیا فروش جادو
وغیرہ تمام سردار چلے دم بدم سحر سازی کی جنبش کی پہنچتے تھے آگ پانی برساتے راہی ہوئے

نظم

دریا کی طرح خروش پیدا	امواج لشکر سے جوش پیدا
سب زیر صبا کے ہمعنان تھے	یکسار زمین و آسمان تھے
سرخ آنکھیں رواں لہو کے دھار	ہر سمت برستے تھے شرارے
آندھی اٹھی دن بنا شب تار	شعلے ہوئے چار سو نمودار
چھایا بدلی کی طرح لشکر	مشعل گیسو چڑھا وہ سر پر
پہونچا حیرت کی فوج میں وہ	آیا تھا سرات کی موج میں وہ

وہ لشکر حیرت کے برابر پہونچا بہ تعظیم سردار آئے اور بارگاہ میں لے گئے حیرت نے لشکر اندر والا
بارگاہ غزبال کی آراستہ ہوئی سردار اسکے فرو کش ہوئے وہ دن اس آمد لشکر میں تمام ہوا اور دام

سر گرم خدمت تھیں ادہر بہ نگاکہ کو گھیرے لاکھوں ساحر شیر و اژدر و آتشین پر سوار ڈراونی صورتیں
بنائے شور یا روشعلہ بہ ہر میدان میں آکر ٹھہرے پھر ایک طرف سے غوبال جال لیے ہوئے اپنے
سرداروں کے بارہ ہزار ساحر لیکر جنگاہ میں صف آرا ہوا اس مجمع دیکھکر فلک بھی چکر میں تھا
آتش گاہ فلک کا جی چھوٹ گیا وہ میدان سے آتش سحر کے شرر کرہ نار تک جاتے تھے آندھی نے چشم
خورشید کو اندھا بنایا تھا بجلیاں چمکتی تھیں ابر شق ہوکر صدا سے مہیب دیتے تھے بڑا سنا ٹا
چہار سو گھڑ گھڑ ہو رہے ہوا قائم ہوئے تھے انکا حاصل ہر طرف ایک ہل چل پڑی تھی قیامت کبری
برپا تھی کہ بموجب ابیات

گھٹا گھور گھٹائیں آرہی تھیں	بام گردون پہ چھا رہی تھیں
بادل کی گرج ہوا کے جھونکے	موج باد صبا کے جھونکے
بجلی کی کڑک وہ ابر کا زور	کوندے کی لپک وہ رعد کا شور
افلاک پہ کانپتا تھا خورشید	منہ ابر میں ڈھانکتا تھا خورشید
چلاتے تھے قدسی ہو کے دلگیر	گوشے میں چھپا تھا سہم کر تیر
تھا شاخ نہال تر میں رعشہ	ہر ریشہ و برگ و بر میں رعشہ
تشویش میں جان انس و جان تھی	ہر سمت یہ صدا ہے الامان تھی

جس دم صف فوج بہاول آراستہ ہو چکی تھیں نقیبوں نے نقابت کی کڑکیتوں نے کڑکا کہا کہ اے نامدیو
شمشیر زنو کسے نصیب ہوا ہے معرکہ تقدیر سے ملتا ہے کسی کو کب میسر ہوتا ہے آج کرو فدائی کا پوست
مہابلی پر ان چڑھ کر نام پر چھید مرتا ہے گیت ہی رہتا ہے اور کون اپنی مان کا لال ہے سرخرو ہوکر بالا
بہیت رہتا ہے جیسے باپ کا وہی بیٹا ہے جو کمر باندھ کر دشمن کو مارے اور وہی پوت ہے جو لڑنے
مرنے سے جی ہارے یہ کہکر سیکڑوں کڑکیت ہٹے اور خرسان خبیس فیدان اپنے سرداروں کو
غوبال نے حکم دیا کہ تو جاکر لشکر حریف کو شکست دیدے وہ حسب الحکم اژدر اٹھا کر اور اسباب
اجازت لیکر میدان میں آیا اسوقت ملکہ شاہ طلسم عمرو اور تھمور کو جال میں باندھ کر بیروی ہوا
لٹکا دیا صرخ و بہار و غیرہ یہ دیکھکر سر پر خاک ڈالی ادھر اپنے سرداروں میں سے ایک
ساحر سلسلہ جادو نام کو جو مقابلہ خرسان بھیجا جب یہ جاکر مقابل ہوا اسنے ناریل سحر کا مارا
سلسلہ سے زمین پر وہ پتھر مارے تو ایک زنجیر نکل کر اسکے لپٹ گئی اسنے ایسا افسون پڑھا
کہ ایک پتلا خنجر لیے زمین سے اٹھا اسنے خنجر سے زنجیر کو کاٹ دیا خرسان جو چھوٹا فورا زمین پر

لوٹ کر مانند شعلہ جوالہ کے بنا اور سلسلہ پر آگرا اُسنے ہر چند رد سحر کیا کچھ نہوا آخر کانپنے لگا سانپ کے
جسم میں آبلے پڑگئے تڑپ کر مر گیا اور شور برپا ہوا یہ سانحہ دیکھ کر سلسل جادو بھائی سلسلہ کا
دوڑ پڑا اور خرسان پر اپنی کمر سے زنجیر کھول کر ماری کہ وہ سانپ بنکر لپٹی وہ بھی زمین پر گرا
اور طاؤس نیکر سانپ کو نگل گیا اور اڑ کر سر سلسل کے آکر منقار ماری کہ وہ بھی تباہ ہو کر گرا
اور مر گیا غل اسکے مرنے کا برپا ہوا اُسوقت تو برق محشر کو تاب نرہی بیٹے کو اپنے اشارہ کیا
رعد زمین میں غرق ہوا اور برق محشر بجلی بنکر چمکتی ہوئی چلی کہ یکایک رعد پاس حریف
کے نکلا اور ایسی طرح چیخا کہ خرسان بیہوش ہو کر گرا اور پیچھے برق محشر کڑکڑا کر جو گری دو
ٹکڑے کر کے زمین میں اُتر گئی ہنگامہ محشر آسا بلند ہوا کہ مارا خرسان جادو کو یہ معاملہ دیکھ کر
افراسیاب نے نعرہ مارا کہ لینا ای غوبال اُسنے دوڑ کر جال مارا کہ رعد کی گردن پھنسی اور یہ بھی
لٹک گیا اس عرصہ میں برق محشر زمین سے نکلی اور بیٹے کو گرفتار دیکھ کر چاہا کہ غوبال پر گری
اُسنے جال مارکر اسکو بھی پکڑا اور برابر عمرو و قمر کے دونوں کو لٹکا دیا۔ راوی کہتا ہے کہ ایک
سرا جال کا غوبال کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا آسمان پر پھیلا ہے نظر نہیں آتا کہ کتنی دور ہے
جو جال مارکر آدمیوں کو ٹانگتا جاتا ہے القصہ جب رعد و برق محشر لٹک چکے غوبال اپنی جگہ
پر جا کھڑا ہوا اور اپنے سردار بہران جادو نام سے حکم دیا کہ جاکر باقیماندہ حریفوں کو تو غارت
کرو وہ بموجب ارشاد اسکے اپنا شیر اُڑا کر میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا اُسوقت قریب
تخت شہرخ طاؤس سحر پر ایک زیبا ایسی بہار سوار تھی جسکے بانکی زیور زر میں پہنے جھالے
کان سے بڑھ کر کمر تک موتی کے ہو پہنچے تھے مانگ موتی سے بھری تھی آنچل پلو کا دوپٹہ
پائجامہ بوٹے دار اطلس کا پاؤں میں پائنچے کلائی پر ڈالے طاؤس سے کود کر سامنے حریف
کے آگئی افراسیاب نے جھانک کر اسکو دیکھا اور سینہ پر ہاتھ مارا نعرہ آہ سرد کھینچ کر حیرت کے
لحاظ سے چپ ہو رہا ادھر بہران نے دوڑ کر تیغ بہار پر مارا یہ فوراً زمین میں سما گئی بلکہ بہار ایک
باہر رکھا سر پر گلدستہ مانند کلغی کے لگا تھا بہران کا تیغہ اس گلدستے پر پڑا تمام پتیاں اسکی جھڑ گئیں
اور پھولوں کی خوشبو ہر سو پھیلی بہران نے کہا کیا خوشبو عمدہ ہے اُسوقت بہار زمین سے نکلی
اور سحر پڑھ کر پکاری کہ ای بہار آ جھونکے ہوا سے سرد کے آنے لگے اور چمنستان سرسبز
شاداب نظر آتے تھے دم بھر میں یہ عالم ہوا قطعہ

گلدستۂ گل مہکا رہے تھے
مرغانِ چمن چہکا رہے تھے

کیون کر نہ سرخ زمین کو ہو ناز　　سبزے کی روش ہے سبزہ آغاز
ہر پھول سنگھار کر رہا تھا　　ہر نخل نکھار کر رہا تھا
بلبل کی زبان پہ تھا ترانہ　　بدلی کا کھچا تھا شامیانہ
جو پھول تھا کھل کھلا رہا تھا　　جو غنچہ تھا مسکرا رہا تھا
بیلے میں سمن کہ تر نسرین تھی　　سبزہ خط عارض حسین تھا
سنبل بھی خوشی سے ذکر میں تھی　　کنگھی چوٹی کی فکر میں تھی
مستی سوسن رنگا رہی تھی　　نرگس آئینہ لیے دکھا رہی تھی
مہندی تھی کھڑی قطار باندھے　　صف تھی لب جوئبار باندھے
شمشاد عصا لیے کھڑا تھا　　حسن نشستہ ادب سے کھڑا تھا

اس باغ سحر میں وہ نگار آکر ٹھہری اور پکار رہی کہ اے ہیران تمنے بھی یہان کے پھول سونگھے کچھ بہار دیکھی ہیران یہ صدا سنکر دوڑتا اور باغ میں آکر عرض پیرا ہوا کہ اب پھول سونگھتا ہون اور کچھ گلہاے خوشبودار توڑکر سونگھے پھر لوگ گریبان کو پھاڑ کر پکار کر یہ بیت

چاک جامہ دری دیا پس عزیزان کیسا　　دامن یار سے چھوٹے تو گریبان کیسا

میری جان ملکہ بہار جو تجھے ارشاد فرمایئے بجا لاؤن اس سراپا بہار نے ارشاد فرمایا کہ جا تو باغ کو بگلا ہیران وہان سے تالیان بجاتا شور عاشقانہ پڑھتا سمت باغ چلا اور آکر فوج ہیرا کی گرا فسکو آتشی نارنگیل مارا جلا دیا جسطرح نارنج مارا ادھر دیگر دیا آفت برپا کردی سیکڑون ساحر مار ڈالے غلغلہ جو بلند ہوا افراسیاب نے حیرت سے کہا دیکھو تمہاری بہن کا کرشمہ کہ یہ کیا کھیل تھا اپنے ہاتھ ملا کے انگلیون سے ایک تجلی چمکی کہ ہیران پر گری کہ اسکے دو ٹکڑے ہو حیرت نے کہا حضور نے اپنے ملازم کو آپ ہی قتل کیا شاہ نے جواب دیا کہ اسپر سے سحر بغیر قتل کیے نہ اترتا اور یہ ہزارون کا فیصلہ کر دیتا یہ کہہ کر بنگلے سے بیٹھے بیٹھے ایک نارنگیل جنستان بہار پر مارا کہ اس نارنگیل کے باغ میں گرتے ہی شعلے پیدا ہوئے اور گلشن میں آگ لگی انار مثل انار آتشبازی کے چھوٹنے لگے اور سرو چیرا باپ سرو چراغان بنے گلہاے سرخ مثل چراغ کے روشن ہو کر جلنے لگے

سرو آتشبار ہو گئے تھے　　شمشاد چنار ہو گئے تھے
کھل کھل کے انار ٹوٹتے تھے　　گلشن میں انار چھوٹتے تھے

سحر کی ماری سہمو تڑپ کر کمند توڑ کر نکلی تھی کہ غژبال نے دوڑ کر جال مارا گردن اسکی بھی پھنس
گئی اور برابر اوردن کے تنگ گئی اسدم مہرخ زمین سے ظاہر ہوئی اور غژبال تو جال کو
دیکھ رہا تھا اسنے تلوار سحر کی ماری غژت نے لا کر وہ سحر کیا مگر بچ سکا دو ٹکڑے ہوتے ہوتے نالہ
پیدا ہوئی کہ مارا غژت جادوگر اور مہرخ تلوار لیے غژبال پر آگری یہ صورت دیکھ کر آتشبار
دوڑ پڑا مہرخ نے اس زور سے تلوار ماری کہ آتشبار کے بھی دو ٹکڑے ہوئے پھر غژبال
جال لیکر چلا مہرخ زمین میں سما گئی اسوقت طرفہ ہنگامہ رزم و پیکار گرم تھا کہ ساحروں کے
مرنے سے پیر غل مچا تھے اور شعلے بلند تھے اتنا ہم چلتے تھے آگ ہر سمت لگی تھی مہرخ جان
بچ کر دمبدم زمین سے نکلتی تھی اور رعد و کا کام شمشیر شرربیز سے تمام کرتی تھی افراسیاب بھی
اسکی جرات دیکھ کر دنگ تھا آخر اسنے للکارا کہ فوج ساحران چار سمت سے گھیرے اور مہرخ کو گرفتار
کرے اس حکم کو سنکر ناقوس جادو کچھ فوج لیکر بڑھا اور غژبال جال لیکر مستعد ہوا یہ ہنگامہ
دیکھ کر ہلال سحر افگن اور آفت جادو دوڑے ہلال نے طوق اپنے گلے سے کھینچ کر مارا
کہ ناقوس کے اژدر بنکر لپٹا لیکن اسنے ناقوس جو بجایا اژدر پانی ہو گیا اور صدای ناقوس
سے ہلال و آفت دونوں بیہوش ہو گئے غژبال نے جال مارکر انکو بھی لٹکا دیا کہ کاکا مہرخ
زمین سے نکلی فوج ساحران لینا لینا کہ کر اسپر چلی اسنے بچالا کی تمام اکڑ کر ایک تلوار ناقوس
کے بیچ لگائی کہ سر اسکا کٹ کر دور گرا شور محشر آسا بلند ہوا اسوقت غژبال نے دوڑ کر جال
مارا مہرخ فوراً شعلہ بنکر مانند شرر کے جال سے نکلی اور ایک ہی تلوار غژبال کے لگائی یہ بھی
بزور سحر اوڑ گیا اور ساحران نے ناریج تریج مہرخ پر مارنا شروع کیا اسنے بھی شعلہ جوالہ کی
طرح صف لشکر دشمن پر اپنے تئین گرایا اور تہلکہ ڈال دیا ادھر لشکر صف باندھے کھڑا
تھا ہر مدد لشکریان غژبال پر جا پڑا غرض تو مہرخ کی یہ کیفیت تھی کہ نظم

میدان میں ہوئی جو وہ صف آرا — محشر کیا دم میں آشکارا
تیغ اسکی غضب سے شررفشان تھی — دشمن کو بلا سے جانستان تھی
زن سے ادھر آئی سن سے نکلی — خون چاٹ کے عضو تن سے نکلی
بازو کو بغل کو سر کو کاٹا — سینہ کاٹ کر جگر کو کاٹا
وہ سر جو بنا وخود میں تھا — جھپکی نہ پلک کہ گود میں تھا
اکھڑے نخل حیات جڑ سے — سر کٹ کے گرے زمین پہ دھڑ سے

لشکر تو دونون آپس مین بھڑے ہوئے تھے اور عیاران عمرو بھاگ کر پہاڑ مین جا چھپے تھے الحفیظ
والامان ایسی جنگ ہو رہی تھی کہ دیدۂ مریخ حیران تھا ہر سمت ساحر شیر ببر اور اژدر بنکر باہم گتھے
تھے پھنکارتے اور دھڑ دھکے مارنے سے جنگل لرزان تھا آسمان پر جال تنا تھا زمین پر بازو دلی
کی بہادرون کے مچھلیان تڑپتی تھین سحر کے جانور ہر سمت اڑتے تھے لہو کے دریا جاری تھے

کہ بمقتضائے ابیات

تھے سانپ وہان جو بہر جنگ — کچھ اون مین سفید کچھ سیہ رنگ
آتے تھے برنگ زلف خمدار — آپس مین لپٹے تھے صورت مار
دھڑ دھڑ کے بدن تجھوڑتے تھے — بچھو کی طرح مروڑتے تھے
مشعل اپنے ہوئے تھے شیر لڑکر — تھے کھینچتے اون کو دم پکڑکر
غالب ہوا کفر غائب اسلام — چھائی تھی سحر ظلمت شام
مغلوب تھا کوئی کوئی غالب — تھا کوئی امان کا سب سے طالب
تھا کوئی چوٹ کھا کے بھاگا — بے ساختہ قدم اٹھا کے بھاگا

اس غوغائے عظیم مین افراسیاب خود تنگ سے کودا اور نعرہ مارا کہ یا شیدای سیکر امان بچ
کہہ کر ایسا سحر پڑھا کہ لشکریان مہرخ کمر تک زمین مین غرق ہونے لگی پھر تو فوج مین بھاگڑ
پڑ گئی لیکن مہرخ نے ناگوارا کیا اور قدم معرکے سے نہ ہٹایا اور ایک نارجیل زمین پر مارا کہ
زمین شق ہوئی اور پانی نکلا بڑھکر دریائے زخار کی طرح موجزن ہوا اوس مین جادو کے زور
سے مچھلی پیدا ہو گئی اور افراسیاب کی طرف چلی افراسیاب نے چارہ جمشیدی شصت
مین باندھکر دریا مین پھینکا اوس وقت مہرخ کو سیحر چارہ نہوا اور چارہ کو کھا کر شصت مین پھنسی
شاہ جادوان کھینچکر کنارے لایا اور غربال سے اشارہ کیا کہ اُسنے اوپر سے جال بنایا
تو اسکی بھی گردن پھنسی اور شاہ طلسم نے سحر کیا کہ وہ دریا جو اُسنے بنایا تھا غائب ہوا اور مچھلی
سی صورت اسکی بھی اصلی ہو گئی اور سب کے برابر بروے ہوا یہ بھی لٹک گئی اور سب گرفتار
ہونے سے رہی سہی فوج جو تھی بھاگی اور افراسیاب نے برق چنگ وغیرہ جو بیرون تھین
کہ باقی ہین اُسنے حکم کیا کہ لشکر فراری پر چھاپ کر کے مار کر دو اور انکا تعاقب کرو بجلیان
کڑکتا گر گرنے لگین اور خرمن حیات ہر ایک کا جلاتی تھین شکیل فوج کو لیکر بھاگا اور بجلیان
سر پر چمکتی ہوئین چلین یہان تک کہ بارگاہ اور خیمہ و خرگاہ وغیرہ چھوڑ کر کسی طرف کو گئی

سمت بھاگ نکلا کوہ و دشت میں جاکر غار و جبال و شعاب میں ہر ایک نے اپنے تئین مخفی کیا
شاہ طلسم نے کھڑے کھڑے بارگاہ اور بازارین لشکر کی لٹوا لین اور بارگاہ شاہی میں آگ
لگا دی عیاران اسلام چھپے ہوئے یہ سانحہ دیکھ کر اشک حسرت گراتے تھے اور لاکھوں تدبیر
کرتے تھے کچھ بن نہ آتا تھا کہ ابیات

ہر ایک سو نالہ و ماتم بپا تھا
فلک دود دل آہ رسا تھا
پڑے کشتے تھے ہر سو رو بہ قبلہ
تڑپتا تھا کہیں بسمل کا لاشہ
ستون بارگاہ وین گرا تھا
ہر اک بازار کا میدان لٹا تھا
کسی میں دم نہ تھا عاجز تھی تلوار
ہوا درہم سا گئے تھے چار و ناچار

عیار بچیان بھی لوٹ پڑ گئی تھیں مال و اسباب سے جھولیاں بھری تھیں پیش گاہ میدان بھر گروہ جادو
ساحران نگار نے دام نہفتہ کھینچا نشان میدان فلک پہ چھپایا اور ظلمت شب سے نور مہر نے منہ چھپا لیا نظم

ایسا کچھ ہوا جہان میں اندھیر
تاریکی نے شہر کو لیا گھیر
خورشید ہوا فلک سے یون گم
جس طرح نظر سے نور مردم

شاہ طلسم نے حکم دیا کہ ایک سیہ جال کا گنبد نور سے اور دوسرا سیہ ری بارگاہ کے گلس
باندھ دو اور جو لوگ کہ زمین میں آدھے سما گئے ہیں انھیں بھی جال میں لٹکا دو اس حکم
کو سنکر غربال نے سب کو زمین سے نکال کر جال میں لٹکایا اور سب کے دام کے گنبد نور اور
بارگاہ کے گلس سے باندھ دیئے ایک الگنی سی تمام طلسم میں تنی تھی اور ہزاروں ساحروں کی
گردن پھنسی تھی بہت سے ہوش میں آگئے تھے اور بہت تڑپتے تڑپتے مر گئے تھے الحاصل افراسیاب
جنگاہ سے پھر کر بارگاہ میں آیا اور تفحص ہوا کہ لشکر عدو سے کون گرفتار ہوئے کون رہ گیا ساحرون
نے عرض کیا کہ چار عیار اور شکیل نہیں قید ہوئے باقی سب گرفتار ہیں شہ دریافت کر کے خیر
سے کہا کہ تم تو گھبرا گئی تھیں دیکھا دم بھر میں سب کو قید کر لیا اب عیار وغیرہ کو بھی گرفتار
کر لونگا اور جو حاضر ہیں سب کو راہ عدم دکھاؤنگا اے غربال تم سامنے جو پہاڑ ہے وہاں
خیمہ استادہ کراکے آج کی شب رہو اور جال کا پہرا دو عیار تمھارے فکر میں ضرور آئیں گے تم
ہوشیار رہنا اور جسکو گرفتار کرنا جال میں لٹکا دینا غربال نے ارشاد کے بموجب خیمہ پہاڑ پر
استادہ کرایا اور مع اپنے باقی ماندہ سرداروں کے وہاں آکر بیٹھا اور شراب پینے لگا ناچ
سامنے ہونے لگا ادھر شہنشاہ ساحران نے جشن کیا سراپچہ بارگاہ کے اٹھوا دیے فرش قائم

بس کہ مہر شد قد دہن ہے — کی دندان صدف دہن ہے
دیکھیے جو گلا سنگے صراحی — خجلت سے گھل چلے صراحی

غرضکہ اس غزل سے آراستہ ہوکر پیر کو بھی شراب کی شالی ی اور ادا دیکھیے پر تو بلیں شراب سرخ کی دکھا کر دکان جمائی جو کوئی اس طرف آیا گلوارن کے حسن کو دیکھ کر فریفتہ ہوا اور سمجھ دام میں [illegible] ٹھہر گیا گھڑی بھر میں بادہ خوارون کے ٹھٹھ لگ گئے اور گلوارن مسکرا مسکرا کر شیشہ کھول اپنی آن ادا سے ہر ایک کو لبھانے لگی ہر شخص مست ہوکر جھومتا تھا اور پلیت تمنا یہ کہتا تھا کہ شعر

ساقن ہو نگاہ مہربانی — دے جام شراب ارغوانی
بھولے سے کبھی ہمیں بھی کر یاد — بھٹی ہو تری مدام آباد
اس سال ہے سیکڑون کا اچھا — قاضی کو شراب کا ہے چسکا
مستون کے ہمیشہ جھگڑے ہون — میخانے میں بادہ کش ڈٹے ہون

یہ جماؤ جو ہوا اور ہاسے ہوئے مستان بلند ہوئی ملازمین مخربال ہر خبر گیری کو بازار آیا تھا آئے اور ساقن کو دیکھ کر اسکی چشم میگون کے متوالے ہوئے دو ایک جام پی گئے اور مخربال سے تعریف کرنے لگے وہ بھی مشتاق ہوا اور چوبدار سے کہا ساقن کو جا کر بلا لاؤ اسنے آکر ساقن سے کہا کہ مالک ہمارے آپ کے خواہشمند ہیں گلابیان شراب تحفہ کی لیکر چلیے اور بادہ ہمراہ دیسے اپنے جام آرزو کو لبریز کیجیے گلوارن نے پہلے تو کچھ اغماض کیا پھر کہا حکم حاکم سے کچھ بس نہیں اچھا چلو میں چلتی ہون یہ کہکر دکان بڑھائی اور گلابیان شراب کی لیکر ہمراہ چوبدار کے بار میں آئی سب سامنے مخربال کے گئی شراب سامنے رکھی اور رخ کا گھونگھٹ ہٹا کر اپنا جلوۂ حسن دکھا کر شیشہ کھا کر ساغر چشم کو گردش میں لائی مخربال نے ہاتھ پکڑ کر پہلو میں بٹھا لیا اور ملازمون کو اشارہ کیا کہ یہاں سے ہٹ جاؤ وہ سب ایسا ایک ایک کرکے باہر گئے اور یہ دونون تنہا رہے ساقن بھی غمزہ کرنے لگی اور اکیلا دیکھ کر اٹھی کہ میں جاتی ہون وہ اٹھکر لپٹ گیا اور منتین کرنے لگا اسی اثنا میں نم گھونگھرو کی آواز آئی اور نٹ نے صدا دی کہ اقبال بالا رہے دولت کی بڑھتی ہو بڑے بڑے کھیل تماشے یہ سنتے ہی ساقن نے کہا اسکو بلاؤ میں تماشا کرا دون کی اسنے خاطر سے اسکی نٹ کو طلب کیا کہ کسی طرح ساقن راضی تو ہو جائے غرض ملازم گئے اور نٹ کو پکڑ لائے تماشا ہونے لگا لیکن شاہ جادوان کو سحر کے پیر نے خبر دی کیونکہ اسکو [illegible] کا تھا اور سلیمی پر مقرر کیا تھا کہ جو کوئی آئے مجکو اطلاع ہو جائے اسوقت [illegible]

مین قیدی اسی طرح لٹکے رہینگے کوئی رہا نہوا اگر یہ اصلی غربال ہوتا تو سحر اُسکا باطل ہوجاتا اور یہ
سب اُسکے قیدی چھوٹ جاتے قصہ مختصر قران بھاگ گیا اور وہ زنگی کہ شاہ طلسم اُسکو مخفی پہرے پر
مقرر کر گیا تھا چانسوز کو جال مین لٹکا کر پاس افراسیاب کے گیا اور قتل فطرت سے اُسے
خبردار کیا چیرت نے کہا قران عیار بہت زبردست ہے اُسکا قید ہونا مشکل ہے افراسیاب
بولا کہ غربال اُسی جگہ جا کر رہا ہے کہ کوئی اُسکو نپائیگا اور جال سحر کا کوئی توڑ نہ سکیگا لیکن
پھر سے جہل کی سمجھ جاتی نہین جو ساحر وہان آرہے ہین وہی کافی ہین اور لشکر بھی چیرت
کا موجود ہے اسوقت تھوڑی ہی ہے مین چل کر سب کو قتل کرتا ہون یہان اتنے عرصہ مین قران
کو گرفتار کرنا چاہیے یہ کہہ کر عیار بچیون کو بلا کر تاکید حکم دیا کہ تم پانچ عیارہ ہو اور
وہ ایک عیار تنہا ہے گھیر کر اُسکو پکڑ لاؤ اور اُس زنگی ساحر سے جو طلسم لیکر آیا تھا حکم دیا کہ تم مخفی
طور پر عیار بچیون کے ساتھ رہو جہان یہ اُس عیار کو پہچان کر اڑنے لگین تم سحر سے اُسکو قید
کر لینا وہ زنگی اور عیار بچیان حسب الحکم روانہ ہوئین اُدھر قران اس فکر مین پھر رہا تھا
کہ اصلی غربال کو ڈھونڈھ کر قتل کرون اور ہر سمت تجسس کرتا رہا لیکن اُسکو نپایا اُدھر
عیار بچیون نے بھی قران کو تلاش کیا مگر پتا نہ ملا آخر کار روز زوال آیا کہ زال دنیا نے بھی
لباس سیاہ اُتار کر خوشی مین قید ہونے لشکریان اسلام کے خلعت زعفرانی شوہر آفتاب
کا زیب قامت فرمایا نظم

دگر روز چون چشمۂ آفتاب | فرو شست از وہرہا گرد خواب
برافراشت رایت سپیدہ ز شرق | شہ غرب در بحر خون گشت غرق

صبح کو افراسیاب شادان و فرحان بستر خواب نوشین سے اُٹھا اور حمام کر کے خلعت
فاخرہ زیب بر فرمایا اکابران طلسم حاضر ہوئے سب کو ہمراہ لیکر سوار ہو کے بحشم و خدم روانہ ہوا
اور بارگاہ چیرت مین آیا دیکھا کہ سب قیدی جال مین اُسی طرح لٹکے ہین یہ دیکھ کر اپنے ملازمون
سے کمال بشاشت حکم دیا کہ میدان مین سولیان استادہ کرو اور آراستگی لشکر کش جلاد حاضر
ہون کار پرداز تعمیل حکم مین مصروف ہوئے داریں کھڑی ہونے لگین لشکر کمر باندھ کر
گرد میدان کے جا کھڑا ہوا جلاد تیغہاے برہنہ لیے ہر سمت پھرنے لگے خلقت کا اژدہام
ہوا یہ تو اس فکر مین مصروف ہے لیکن کارسازی حافظ حقیقی دیکھیے کہ بمصداق بیت

سبب ساز کا اسباب دیکھو ذرا | کہ قدرت مین اُسکی ہے کیا کیا دھرا

سو حسب مثل مصرع دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست * جس بادشاہ کا ذکر خیر کیا گیا ہے یعنے
کوکب روشن ضمیر صبح کو سر پہ طلسم نور افشان پر حسب جلوہ گر ہوا تمام سردار اور بادشاہان ممالک
طلسم نور افشان بلند پرواز جادو و ملکہ زیور زرین پوش و سیاہ دوش جادو و
ملکہ زمرد پوش جادو و ملکہ یاقوت پوش جادو و ملکہ فیروزہ پوش جادو و ملکہ طولان
سبز پوش جادو و ملکہ الماس پوش جادو و ملکہ ستارہ چشم جادو و ملکہ خورچہرہ جادو
و ملکہ گوہر دندان جادو و ملکہ زرنگار جادو و ملکہ محبوب جادو و ملکہ خورشید تاجدار
جادو و ملکہ ماہ تاجدار جادو و ملکہ فیروزہ تاجدار جادو و ملکہ گلنار جادو و ملک
خرسان جادو و ملک ترسان جادو و لرزان شاہ جادو و خونخوار جادو و اژدر
جادو و محکم جادو و مقیم جادو و طہمان جادو و گوہر شاہ جادو و سہراب شاہ جادو
و فخر شاہ جادو و مفخر شاہ جادو و قرطاس شاہ جادو و شہوت کاکل و کشتا فیل
دندان جادو وغیرہ ہزاروں ساحر حاضر دربار ہو کر پایہ بپایہ بیٹھے اور بیٹی کوکب کی ملکہ
بران شمشیر زن برابر تخت شاہی کے کرسی پر جلوہ فرما تھی فرزان وزیر سہر شاہ کے مروحہ
جنبانی کر رہا تھا چتر شاہی پھر رہا تھا اسوقت اہل دربار پوشاکیں سرخ زیب قامت فرمائے
تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ بادشاہ مثل ماہ کے سر پر سپہر سلطنت کے تابان ہے اور اہل دربار مثل
ثابت و سیارگان کے گرد اسکے جمع ہیں یا آفتاب تابان چرخ چہارم پر بصد جلال درخشان ہے
اور سردار مانند تنویر شعاع کے اسکو گھیرے ہیں کہ ابیات

فریدون حشمتی جمشید جاہے
سکندر شوکتے دارا پناہے
زعدلش چون رخ خوبان مہوش
بیک جا جمع گشتہ آب و آتش

صیت دولت و کامگاری اور ذکر عظمت و شہریاری کا اسکے مثل خورشید نصف النہار ظاہر
و باہر تھا سلاطین نامدار حلقۂ اطاعت گوش جان میں ڈالے تھے اور بادشاہان سبع
مقدار غاشیہ حکم کو اسکے دوش ہوش پر رکھکر بانتظار غلامانہ اسکے سامنے حاضر رہتی

داغ نہ ناصیہ سرکشان
تیغ زن تارک لشکرکشان
معدلتش قاہر خونخوارگان
مرحمتش چارۂ بیچارگان

سامنے اُس شاہ عالی جاہ کے زہرہ وشان قمر صورت ناچ رہی تھیں اور دور جام
بادۂ ارغوانی چلتا تھا ہنگامہ عشرت و نشاط برپا تھا کہ یکایک شاہ نے فرمایا کہ اسوقت

کچھ طبع عالی مکدر ہی سیر باغ کو جی چاہتا ہے یہ کہہ کر تخت سے اٹھ کر بسمت صحرا چلا اکابران طلسم کا مجمع ساتھ ہوا اسوقت وہ ماہ سپہر خوبی اور گل شاداب گلشن محبوبی کہ ماہ و آفتاب اسکی غلامی کا داغ اپنی پیشانی مین رکھتے تھے اور گوہر شب چراغ سامنے اسکے حسن مصفا کے بے آبرو تھے وہ کون رونق انجمن یعنی بُرّان شمشیر زن کہ حسینان دہر کی افسر اسکو کہنا زیبا ہے بلکہ سراپا اسکا ہے سراپا

قامت مد آہ عاشقان ہے | یا آمد حشر کا نشان ہے
زلف ابجد لوح حسن کا لام | جوڑا نہین فوج کا بندھا لام
دل مانگتی ہین وہ مانگ ہے فرد | دیکھے تو ہو رنگ کہکشان زرد
محشر سے بھی کرتی ہے وہ بھونچال | پیدا جنبش سے جسکے بھون چال
نوک غنچہ ہے نوک مژگان | کہیے اسے نشتر رگ جان
آنکھون مین بھرا ہے شربت زہر | شوخی غصہ حیا غضب قہر
لو کان کی گوشہ ہے لو | لو جس سے لگائے شمع کی لو
کیا ناک مین خوش نما ہے وہ کیل | مشاطہ نے حسن کو دیا کیل
زلف ابر سیاہ ہے تو رخ بدر | یہ عید کا دن وہ لیلۃ القدر
یا ب صفت دہن جو کھولون | پہلے کوثر سے منہ کو دھولون
لب داخل چشمہ دہن ہین | بیٹھے پردون مین غوطہ زن ہین
دندانے ہین سین کے وہ دندان | سنہ کھڑو لین صفت مین کیا سخندان
ہے چاہ ذقن مین بادلی عقل | سنہ کی کھاتے جہان چلے عقل
فوارہ نور ہے وہ گردن | ہے قرص طور رہنے وہ گردن
شانون کو خدا کی شان کہیے | نور حق کا ان نشان کہیے
بازو نازک کلائیان نرم | شاخ مرجان کو جس سے ہو شرم
اس پہونچے کو نسترن نہ پہونچے | نسرین و گل و سمن نہ پہونچے
کف ہے کہ انگلیان کرن ہین | برگ مخمل ریاض تن ہین
ابھری ابھری وہ چھاتیان ہین | ہین سیب کہ ناشپاتیان ہین
چھوٹی پستان پہ جلوہ گر ہے | زنبور کنول کے پھول پر ہے

ہے پیٹ کہ نور کا ہے تختہ — شفاف بلور کا ہے تختہ
عقدہ ہے یہ رشتۂ نظر کا — سکا ہے جو نصف سیمبر کا
ہے پشت وہ تکیہ گاہ دولی — گویا پشت زیبائی خوبی
ہے کوہ سرین وہ پیکر حسن — یا بالش شاہ کشور حسن
ہے موقع شرم بولنا کیا — راز مخفی کا کھولنا کیا
برج قمر و ستارہ جیسے — شکل صدف دو پارہ جیسے
رانیں برق تجلی طور — ساقیں ہیں شمع کافور
زانو آئینۂ حلب ہیں — تابش میں بلوریں نشیب ہیں
ایڑی نازک ہے اُس قمر کی — کچھ اصل نہیں گل و ثمر کی
رخسار بتان پہ لات مارے — ایڑی چھلے پہ اپنی وارے
مہر و مہ آسمان ہیں تلوے — آئینہ قدسیان ہیں تلوے
پاے نازک جو دیکھنے پائیں — حوریں آنکھوں سے تلوے سہلائیں
سایہ ہے کہ سایۂ پری ہے — ہمزاد وجود دلبری ہے

یہ نازنین بھی پدر کے ہمراہ مع کنیزان ماہرو کے روانہ ہوئی اور عرض پیرایی کی کہ ای والد ماجد زیر دست گنبد سامری جو صحرا ایک وسیع و سرسبز واقع ہوا ہے سارے طلسم سے وہ مقام نہایت بلند ہے وہاں چلکر جملہ ساحر سامنے آپ کے پرواز کریں تاکہ مزاج ہمایون شہنشاہ اِس کیفیت اور تماشے کے ملاحظے سے بہلے کوکب نے فرمایا کہ تمہارا ابھی تقاضا لڑکپن نہیں مٹا وہی بات یاد ہے جو اچھل کود کی ہے اچھا چلو آج ہم بھی پرواز کرینگے اور سنا ہے کہ ملکہ گوہر افشاں بلند پرواز خوب اڑتی ہیں اُنکی بلند پروازی دیکھیں گے یہ باتیں کرتے ہوے اُسی سمت کہ جہان کا پتا اُس سرو بستان دلبری یعنی بہاران شمشیرزن نے بتلایا روانہ ہوے یہاں تک کہ اُس مرغزار نمونۂ باغ شداد میں پہونچے ازبسکہ ایام بہاریں کے اطراف انبساط عنبر کو ریاحین سے مثل اختران چرخ کے درخشندہ بنایا تھا اور ہر نامیہ غنچہ کے بزاز کو اکتساب فرمایا تھا فراش صبا نے بسیط زمین کو فرش رنگارنگ سے آراستہ کیا تھا اور گلبند صنع قدرت نے چمن جہان کو گلہاے گوناگون سے پیراستہ کیا تھا ایسے مقام دلکش میں کئی کوس کا ایک باغ سیر سلطان کے لیے تعمیر تھا اُسی کے ملحق نقل گنبد سامری

پھر بہشت ثنائی پر سواری بادشاہ کی اندر باغ کے آئی اور بیچ گلشن مین جو بارہ دری جواہر کی
بنی تھی طرح نئی سنوری تھی اُسکے کوٹھے پر تخت بچھا کر شاہ قرار پذیر ہوا اور سپہر حدیقہ رفعت وہ
ریاض فضا دکرتا تھا اسد اسد بدہ نور کا تڑکا اور اسوقت ان گلعذار نسرین بدنون کا آنا
گلہا سے باغ جوبن اپنا دکھاتے تھے ادھر یہ سمن بو سرو قد جو اتراتے پھرتے تھے تو گویا باغ
مین تازہ فصل بہار نے گل کھلائے تھے چمن چمن پھولون کی بھینی بھینی خوشبو آتی تھی نسیم
مشکبار بہار سو عطر بیز سا آتی تھی کہ بمقتضا سے مثنوی

مشاطۂ نسیم بہاری
دکھلاتی تھی اپنی دستکاری

بوٹون سے پھول لپس رہا تھا
جوبن سب پر برس رہا تھا

کنگھی کیے سرو سے شانہ لیکر
سنبل بھی بنا رہا تھا گیسو بکھر

نرگس بھی لگا رہی تھی کاجل
عشق پیچان دکھاتا تھا بل

بیلے البیلے بن رہے تھے
کیلے بن ٹھن کے تن رہے تھے

مالن تھی صبا چمن تھے مالی
پھولون کی لگا رہے تھے ڈالی

سمٹی بھی دلھن بنی ہوئی تھی
جوہی گویا چھوئی موئی تھی

سشدر ما کے سجا سے تھا بچالو
سدا اپنا جو کاسنے تھا بچالو

اُسوقت دو پہر کی گاتیان باندھ کر وہ سب خورشید رخسار سمت فلک اُڑین ادھر تو
آفتاب بلند ہو رہا تھا اُدھر یہ مہر پیکر زرین لباس جو پروازکنان ہوئین گویا ہزارون آفتاب
آج سکے دن نکل آئے اور یہ زمین سے چاند فلک پر پہونچے تھے کوئی ماہرو پانچ کوس بلند
ہوئی اور کوئی سنا ما کہ پر گرا دس سے بھی اونچی نکل گئی کوئی تین کوس پر جا کر ٹھہرانے لگی
یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایوان چرخ زبرجدی مین قندیلین لٹکائی ہین یا حورین جنت سے اُترکر
پھر بہر پروہ سے ہوا آئی ہین غرض سب نے پرواز کی ملکہ گوہر افشان بلند پرواز ہرایک
سے زیادہ بلند ہو گئی کہ جملہ ساحر وہ دوربین سحر کی لگا کر دیکھتے تھے لیکن نظر نہ آتی تھی ہر سمت
غلغلۂ تحسین و آفرین بلند تھا اُسوقت کوکب نے ہزاران شمشیر زن سے کہا اے فرزند
تم بھی اپنی تیز پری دکھاؤ اور آج اسقدر بلند ہو کہ طلسم ہوشربا سے کوئی نشانی لاؤ
ہزاران نے حسب ارشاد پدر دو پہر کی گاتی باندھ کر اپنے جوڑے کو کھولا اور اختر مروارید
کہ جسکی گرہ ساحری کا ہر حرف ہزار در ہزار سحر اس سے پیدا ہوتے ہین اور ساحران عالم پر

جسکے پاس پہونچی ہو وہ غالب رہتا ہے نکال کر ہاتھ پر رکھا ضو اُسکی مثل شعاع آفتاب کے پھیلی اُسنے اُنگلی سے اشارہ کیا کہ وہ شعاع چراغ کے لو کی طرح کٹنے لگی اور زمین پر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گرتی تھی عجب نیرنگ اُسوقت ظاہر تھا گویا ستارے ٹوٹ کر گر رہے تھے اُنکی لو کا تانتا زمین سے چرخ تک بندھ گیا تھا ایک لڑی موتی کی بندھ گئی پھر تو وہ گوہر تابندہ عجب حسن لڑی تھا کہ اُڑی اختر و ار پر سے لوین گر رہیں تھیں اور زمین تک آتے آتے وہ موتی ہو جاتی تھیں کیا سیر ہو رہی تھی کہ پرو سے ہوا ہزاروں مشعل و چراغ روشن تھے یا ستارے ٹوٹتے تھے اور زمین پر موتی برستے تھے اور لڑیاں موتیوں کی زمین سے آسمان تک بندھی تھیں یہ ظاہر تھا کہ مشاطہ قدرت نے موتی کا سہرا فلک کے سر پر باندھا ہے انھیں لڑیوں میں وہ مہر سپہر خوبی بال شوق کھولے بلند ہوتی جاتی تھی اور سہرا رخسار تابناک سے خورشید درخشان کو شرمندہ فرماتی تھی یا دام زلف میں طائر خاطر خلقت ہوائی پھنسا کر برباد کرتی تھی واہ واہ اور اہاہا کا شور چار طرف سے برپا تھا اور ہر ایک دم بدم ادھر ہی کو دیکھتا تھا کہ مثنوی

قدرت جو ذرا ملی خدا ساز	شہپر میں بھری ہوا سے پرواز
چاہا سیر جہان کو دیکھوں	کیفیت آسمان کو دیکھوں
اُٹھی وہ مثال درد بیمار	پران ہوئی شکل رنگ رخسار
جلد اُڑ کے وہ دود آہ کی طرح	گردون پہ گئی نگاہ کی طرح
پرواز کا حوصلہ نکالا	دیکھا چپ و راست زیر و بالا

حسب مرام بلند اس درجہ ہوئی کہ گیتی برابر دانہ خردل کے نظر آنے لگی کہ بیت

ظلمت کدہ دہر کا نظر آنا محال تھا	سارا سواد چہرہ لیلیٰ کا خال تھا

اس بلندی پر مانند نسیم پایا مانند خورشید وہ رشک ماہ ٹھہرائی اور ہیبت نگاہ دوڑا کر تمام عالم کی خبر گیران ہوئی طلسم آئینہ و طلسم ہزار برج و طلسم سوسن و طلسم ہوشربا سب پیش نگاہ تھی ہر سمت کی سیر کرتے کرتے طلسم ہوشربا میں نیا تماشا نظر آیا یعنی ایک طلائی جال کو پروے ہوا تنا دیکھا کہ ایک سرا اُسکا گنبد نور میں بندھا ہے اور دوسرا دریاے خون رواں کے قریب ایک بارگاہ کے گلشن سے اٹکا ہوا ہے اور ہزارہا آدمی اُس میں لٹکتا ہے بعض اُس میں پھنسے ہیں بعض کا دم گھٹتا ہے تڑپ کر مر گئے ہیں اور ایک میدان

لشکر اژدہا ہی ہیرا جو کی معین ہی سو لیاں گڑی ہوئی ہین جلاد با تیغ شمشیر برہنہ کھڑے ہین ایک
شور مچا ہی یہ دیکھ کر حیران ہوئی کہ کیا ماجرا ہی اور آگے بڑھی ناگاہ نگاہ اسکی عمرو پر پڑی
ایک شخص عجیب الخلقت کو جال مین لٹکے دیکھا سمجھی کہ یہ کوئی طلسمی جال مین پھنس گیا ہی
عجب تو شکل عجیب اسکی ہی کہ ٹھوڑی سا سر زیرہ کی ایسی آنکھین کلیجہ کی طرح گال ہوتی کی طرح
دانت منہ گردن پھنسنے سے جو ملتا ہی تو ظاہر ہین گردن تاگے کے مانند ہو رسی کی طرح ہاتھ
پانون ہین چھ گز کا دھڑ نیچے کا ہے تین گز کا دھڑ اوپر کا ہے یہ دیکھ کر سوچی کہ اس بیچارے
کو اس آفت سے چھڑانا چاہیے اور یہی نشانی اس طلسم کی اپنے باپ کے پاس لیجانا چاہیے
ایسا کچھ دل سے سوچکر انتظار وارید کی لو کھڑے کھڑے بردے ہوا کا لی اور اتنی لوین
جمع ہوئین کہ آفتاب اکٹھا ہو کر بن گئین اس آفتاب مین غائب ہو کر یہ بھی چلی جال مین جو
لوگ پھنسے تھے وہ گویا دل ہی دعا اپنی رہائی کی مانگ رہے تھے زبان حال سے کہتے تھے کہ
اے خالق خیط الابیض من خیط الاسود ہمکو اس دام بلا سے رہائی دے کہ تمہید تمنا سے نظم

یارب ترے انس وجن ہین بس ہین ہین انس کی جن سے ساری زمین
ہر نخل مین گل ہی گل مین بو ہی ہر بو مین جو لطف ہے وہ تو ہی
تو چشمۂ چشم انس وجان ہی چشمہ ترے فیض کا روان ہی
نا نیست قدرت سے تیری موجود نابود ہو بود بود نابود
چھوٹا ہوا ابتدا ہے ہو نیستا ہو ہست سے نیست نیست سے ہستا

اسی ہنگام مین کہ خورشید حیات انکا لب بام تھا وہ ماہ تمام آفتاب بنی ہوئی جال پر
آکر ٹھہرائی اور گرمی آفتاب سحر کی جوڑی کڑیان جال کی پگھلنے لگین اور آفتاب کو ایک شور
ہوا ابتراں ظاہر ہو کر شکل شہباز کے گرنی عمرو جال سے چھوٹ کر گرا چاہتا تھا کہ اسنے پنجے
مین دابا اور سنبھل کر جایا چاہتی تھی کہ جال کی لڑی ٹوٹنے سے تمام مقید بستی کی طرف چلی لیکن
گردن ہر ایک کی پھنسی رہی کیونکہ سب لڑیان تو اسکی درست تھین اور بال جسکا یہ سحر کی
وہ بھی زندہ ہی یہ سب کیونکر رہا ہوتے دوسرے یہ کہ اسکو صرف لیجانا عمرو کا منظور تھا اس
سبب جال کو بکڑے ٹکڑے نکیا الحاصل جال جیسے ہی گرنے لگا ساحرون نے غوغا مچایا افراسیاب
دوڑا اور اژدر کر جتنا جال کہ ٹوٹ گیا تھا اسکو تو چھوڑ دیا اور جو دو ایک قیدی اس ٹکڑے
مین تھے وہ جو گرنے لگے سحر پڑھا کہ انھون نے سحر کے انھین روکا باقی دوسرا ہیرا جال کا

شاہ طلسم نے روک کر نعرہ کیا کہ ای غول بال چل وہ ایک طرف سے اڑکر آیا اور چال کو روکا
شاہ طلسم چال اسکو دیکر آفتاب کی طرف جھپٹا برّان کچھ دور گئی تھی کہ اسنے جاکر گھیرا اور شاہ
کے آنے سے بہت سے ساحر دوڑ پڑے برّان نے اختر مروارید کی لڑین جو کاٹین وہ شعلہ
بنکر ساحرون پر گرین کہ انکا رخت ہستی جلنے لگا اور ساحرون کے مرنے کا غل برپا ہوا آگ
پتھر برسنے لگے لیکن شاہ جادوان اژدر بنکر برّان پر چلا اور رقلاب آتشین ایسے چھوڑے
کہ اس موذی کے ہاتھ سے خدا کی مار وہ سراپا تار زخمی ہوئی اژدر آتش وہین اژدر کے
چھالے جسم مین پڑے لیکن جی کڑا کرکے عمرو کو ہاتھ سے نہ چھوڑا اور اختر مروارید شاہ طلسم کے
کھینچ مارا وہ بھی جست کرکے الگ ہوا اگر پڑجاتا تو سینہ توڑجاتا مگر اسکی ضو پڑنے اور ہاتھ سے
نکل جانے سے افراسیاب اژدر سے بصورت اصلی ہوگیا برّان نے اٹھاکر اپنا موتی پھر ہاتھ
مین روکا اور شاہ کمند سحر لیکر اسکی سمت چلا اسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ دو پتلے بلور کے اڑتے
ہوئے آئے اور شاہ کے ہاتھ مین لپٹ گئے افراسیاب نے انگلیان چمکائین کہ بجلیان تڑپ کر
پتلون پر گرین دونون جل گئے صدا آئی کہ حق نمک کوکب سے ہم ادا ہوئے شاہ طلسم پھر کمند
لیکر دوڑا اسلیے یہ بادشاہ شہنشاہ جادوان اور مالک طلسم ہے برّان اسکی ہمسر نہین اسکی
کمند کا وار رد نکرسکی اسنے کمند مین اسکو پھانسا مگر ایسی زبردست یہ ساحرہ ہے کہ تڑپ کر کئی
حلقے اسنے کمند کے توڑے اور کمند کے ٹکڑے تمام اعضا مین پیوست ہوگئے خون سارے
جسم سے جاری ہوا اور جا بجا بدن فگار ہوگیا ادھر افراسیاب نے کھینچا اِس طرف اسنے
زور کیا پھر یہ عورت نازک اندام وہ مرد قوی بازو آخر کھنچتی ہوئی چلی لیکن اب حال سنئیے
کہ کوکب نے جب اڑتے ہوئے بیٹی کو عرصہ گذرا اور اُترکر نہ آئی عقل سے دریافت کیا کہ
شاید بہت جو بلند ہوگئی ہے فرط نزاکت سے تھکا کر کہین گری ہے بیہوش ہوگئی ہے یا کوئی اور
آفت مین مبتلا ہوئی ہے اگر کسی کو حکم دون کہ خبر لائے تو کوئی اتنا بلند اڑ نہ سکے گا لازم ہے
کہ مین خود پرواز کرون یہ سوچکر تخت سے جست کرکے اڑا اور جب بر ہوا بلندی پر
پہونچا ہر سمت نگران تھا طلسم ہوشربا مین ایک ہنگامہ برپا دیکھا کہ بیٹی میری کمند مین
پھنسی ہے اور ساحر گھیرے ہین افراسیاب سے لڑائی پڑی ہے یہ دیکھتے ہی مثل شعلہ جوالہ
کے بسرعت تمام طلسم مین افراسیاب پر آگرا اور ایک برق سبز بنکر سر پر چمکا افراسیاب
گھبرایا اسنے اپنی شبیہ کا پتلا سامنے چھوڑ دیا کوکب جو بجلی بنکر گرا پتلے کے دو ٹکڑے کیے

اور کمند سحر کو جلا کر بہران کو نجات دی کہ یہ سنبھل کر عمرو کو لیکر اپنے گھر گئی اسی اثنا میں
افراسیاب پھر پیدا ہوا اور برق سرخ رنگ بنکر کوکب پر گرا انسنے بھی اپنی صورت کا پتلا
سامنے کیا آپ غائب ہوا برق سرخ جو گری کوکب نقلی کے دو ٹکڑے ہوئے افراسیاب سمجھا کہ
مین نے مار لیا ایک بار پشت پر نعرہ ہوا کہ ہم کوکب اسوقت افراسیاب نے اپنے بازو پر
لکہ سامری کا کھولا ادھر کوکب نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پتلا آئینہ جمشیدی لیکر آیا
اسی اثنا مین افراسیاب نے لکہ سامنے کوکب کے کر دیا کوکب نے بھی فی الفور آئینہ روبرو
افراسیاب کے کیا اسکے مہر عکس سے کوکب کو بیہوشی چھائی اور آئینہ دیکھنے سے افراسیاب
پر غفلت اور غشی طاری ہوئی دونون چکر کھاتے سمت زمین چلے تھے کہ پتلا طلسمی زمین سے
نکلے اور کچھ پتلے لباس زرین پہنے مرکب ہائے بند پر سوار طلسم کوکب کی طرف سے آئے پتلون
نے افراسیاب کو روکا اور سوارون نے کوکب کو سنبھالا اسوقت تک دونون بادشاہون
کو ہوشیار کیا چاہتے تھے کہ یکایک پھر زمین شق ہوئی اور ایک مچھلی نکلی کہ مانند زمرد کے
سارا جسم اسکا تھا منہ اسکا لایہ نالی افراسیاب کی ماہی زمرد رنگ ہے یہ بار ذکر اسکا پیشتر
کیا گیا ہے اسوقت اسنے منہ پھیلا کر اژدر کی طرح افراسیاب کو نگلا اسی اثنا مین سواران
طلسمی کوکب کو ہوشیار کر چکے تھے کہ ماہی نے پکار کر صدا دی کہ بیٹا کوکب یہ لڑائی کیسا
ایسا ہے کوئی اپنے بھائی سے لڑتا ہے آپس مین فساد کرتا ہے اسنے بہت برا کیا جو تمھاری دختر
پر کر بجائے لڑکی کے ہے ہاتھ اٹھایا مین لیے جاتی ہون افراسیاب کو تم سمجھا دونگی اور بیٹا
تم بھی سدھارو یہ کہہ کر غائب ہوگئی کوکب بھی اپنے طلسم کو گیا بعد کچھ عرصے کے اس باغ
مین کہ جہان سے اٹھا تھا آیا یہان تمام سردار فلک سے اتر کر منتظر تھے سب نے استقبال کیا
کوکب تخت پر متمکن ہوا لیکن بہران نے عمرو کو لا کر زمین پر ڈال دیا تھا اور اپنے مرہم
سحر لگا کر حواس درست کرکے حلقے جال کے عمرو کی گردن سے نکالے اور مرہم لگایا عمرو
کی آنکھین فرط ضعف سے بند تھین اسوقت کچھ افاقہ ہوا اور دل کو چین ملا آنکھ بند
کیے پڑا رہا اسی اثنا مین کوکب آکر سریر پر جلوہ گر ہوا بہران سے پہلے کیفیت جنگ پوچھی
مزاج کا حال دریافت کیا پھر عرض پیرا ہوئی کہ اے پدر عالی گہر یہ مجرم مین اسلیے لائی ہون
کہ آپ ملاحظہ فرما کر بتلا دیجیے کہ یہ انسان ہے یا حیوان ہے یا طائر ہے یا دیو سا ہی یا مرچیا جن ؟
آخر کون ہے اور کیا ہے اور افراسیاب نے اسکو کس لیے قید کیا تھا اور پھر اسکے رہا ہونے

مین ایسا کیون ناراض ہوکر لڑا کوکب نے اسکے التماس کرنے سے عمرو کی جانب بغور دیکھا اور اہل دربار سے کہا پہچانو تو یہ کون ہی سب صورت عمرو کی دیکھ کر ہنسنے لگے اور اپنی عقل آرائی سے کسی نے کہا کہ یہ طائر سخنشاہ طلسم ہی کوئی خطا اس سے ہوئی ہوگی اس وجہ سے افراسیاب نے اسکو قید کیا تھا کوئی بولا یہ پردہ ظلمات کی بلا ہی بادشاہ اسکو مطیع کرنا چاہتا ہوگا غرضکہ اسی طرح سب سخن سنج تھے کہ کوکب نے فہیم فاروس سے کہا تم بتاؤ کہ یہ کون ہی کیونکہ تم کاہن اور ساحر زبردست ہو یہ کلام سنکر اسنے عرض کیا کہ بزرگان طلسم اس طلسم کا زائچہ بنا کر جو کچھ حال کہ ہونے والا ہے لکھ گئے ہین اگر ارشاد ہو تو وہ زائچہ لاؤن کیا سبب ہی کہ اسکا حال بھی لکھا ہو کوکب نے فرمایا کہ مجھے اسکا حال بخوبی معلوم ہی اور مین روشن ضمیر اسی واسطے کہلاتا ہون سنو یہ شخص عمرو عیار ہی اور اسکی توصیف خدا وند سامری اپنی کتاب مین لکھ گئے ہین اسکا قدم جہان پہونچا پھر وہان دین سامری برباد ہوا ایران نے بڑا اضطراب کیا جب اسکو یہان لائین اچھا تم زائچہ لاؤ دیکھون بانیان طلسم نے کیا لکھا ہی فہیم حسب الحکم زائچہ طلسم لایا شاہ نے پڑھا اُس مین حکم نکلا کہ سال آخر طلسم ہوش ربا سنہ جلوس سامری مین اسد غازی نواسہ حمزہ صاحبقران کا آئیگا اور طلسم ہوش ربا فتح کریگا اور شاہ طلسم نور افشان قید عمرو کو چھڑائیگا پس لازم ہی کہ وہ عمرو کی شراکت کرے کیونکہ شاہ جادو وہان مارا جائیگا اور شاہ نور افشان کا بڑا رتبہ و مرتبہ ہوگا اور اگر شریک عمرو کے نہوگا تو مثل افراسیاب کے اسکو بھی ذلت ہوگی اور جان بھی جائیگی یہ پڑھکر زائچہ تو فہیم کو دیا اور آپ عمرو کیطرف متوجہ ہوا عمرو بھی بخوبی ہوشیار ہوچکا تھا آنکھ کھول کر جو دیکھا دربار شاہ مہر ربا پایا اور قصر فلک رفعت اور باغ پربہار نظر آیا ایسا مکان عالیشان کبھی اسکی نگاہ سے نہ گذرا تھا مثنوی

کرون قصر عالی کی تعریف کیا … کہ روز اسپہ ہوتا ہی گردون فدا
نظر جب پڑی اُس کی دیوارون پہ … تھی اک خشت سیم ایک تھی خشت زر
جلا سے جو موتی کے چونا ہوا … وہ چونا تھا نور دونا ہوا
وہ گلشن کہ جسپر فدا تھی بہار … وہ گلشن خوشی جس سے تھی ہمکنار
بہشت برین اُس سے بہتر نہ تھا … نظیر اسکا روے زمین پر نہ تھا
جہان ایک اصلی لگا تھا شجر … ہوا ہر کا بھی دوسرا نقلی شجر
وہ فوارے نہرون کے اندر روان … ستارے ہون جیسے فلک پر روان

وہین پڑی تھی جو بارہ دری | کہ تھی شیشہ آلات سے وہ بھری
نظر آگیا تخت پر ایک شاہ | کلہ گوشہ اسکا تھا تا اوج ماہ
جلو مین ملازم بہت سحرکار | ہزارون پریزاد وان بے شمار
کوئی باندھے ترسول دلشاد تھا | رنگے وہ وشل پردار شمشاد تھا
کوئی شخص شیشہ کا سر تا بپا | کہ حیرت مین گویا وہ آئینہ تھا
کسی کا جو تھا نصف سونے کا تن | تو تھا نصف چاندی کا اسکا بدن
کوئی تانبے کا کوئی پیتل کا تھا | کوئی لوہے کا اور کوئی جست کا
عمرو نے جو دیکھا یہ سب ماجرا | ادب سے وہان پھر کھڑا ہو گیا
ہوا راست جسدم وہ عالیمقام | کیا شاہ کو پہلے جھک کر سلام
کیا عرض پھر اے شہ نیک ذات | کہ تیرا عشرت مین دن اور رات
جو ہین کمترین آپکے کمترین ہون مین | پریشان بہت بندہ بے ہمہ ہون مین
گنہ گارم امیدوار آمدم | بدرگاہ تو شرمسار آمدم
بدی از من و نیکی آید ترا | ز خردان خطا از بزرگان عطا
زبس تا قدم جرم سارا ہون مین | برا یا بھلا ہون تمھارا ہون مین
اسیری کا اپنی کرون کیا بیان | کہ رونے کے قابل ہے یہ داستان
بگڑی ہی جسکی بنی تھی لڑائی تمام | مگر ذات تیری بہت آئی کام

عمرو کا بیان فصاحت انتما شاہ نے سنکر حکم دیا کہ کرسی جواہر آگین قریب تخت بچھے اور خواجہ عمرو صاحب اسپر تشریف فرما ہون جب عمرو اسکے اصرار سے کرسی پر متمکن ہوا اور سارا حال طلسم مین آنے کا بیان کیا پھر یہ بھی کہا کہ مین مرد غریب نہایت مفلس ہون بھائی صاحبقران مجکو بہت کچھ دیتے تھے ابتو یاوری طالع سے آپکی خدمت مین پہونچا ہون دیکھون کیا پاتا ہون کہ سب نے کشتیان جواہر و گوہر سے لبریز منگا کر عنایت فرمائین اور کہا خواجہ اگر دختر میری تمھین نہ چھڑا لی تو تم ہلاک ہو جاتے اب یہ کہ تمھارے ساتھی جال مین قید ہین شاہ طلسم کو نالی اسکی جا نگی ہے سب وہ وہان سے آئیگا تو سب کو راہ عدم دکھائیگا کوئی ایسا شخص ہوتا کہ قریب دریاے سحر کے جاتا وہان پہاڑ پر ایک مکان بتخانے کی طرح بنا ہے سونے کی پتلیان بتخانے مین بنی ہین اس مین جا کر غل کر رہا ہے جب اسکو کوئی قتل کرے

تو جال سحر کا ٹوٹے اور ہر ایک مقید چھوٹے عمرو یہ حال سنکر چپ ہو رہا اور دل سے سوچا کہ اب
زمانہ تیرے لیے بہتری کا ہے یہ لوگ بھی سب ساحر ہیں انکو شراب کیا تو کیا اور نہ شراب کیا
تو کیا چل کر غزبال کو مار کر سب کو چھڑا اپنے یقین ہے ایام بد نکل گئے اب کوئی کچھ ضرر نہ پہنچا سکیگا
گر یہاں سے چلیے تو انکو سب کو لوٹ کر سب مال یہاں کا لے کر چلیے یہ سوچکر کچھ گانا شروع کیا
لوگ کو آواز اسکی اچھی معلوم ہوئی اور حیران تو لوٹ ہو گئی اور ساحر بھی مشتاق ہو کے
اور فرمایش گانے کی سب نے کی عمرو نے کہا میرا دل تو گانے کا نہیں کیا خاک گاؤں مفلس
نادار مصیبت میں گرفتار ہوں یہ کلام سنکر سب نے بہت کچھ منگوا کر دیا اور کہا کہ اب تو
بھی گانے کو کہا عمرو نے اسوقت لے کی جو نئی نکالی کہ سمجھائی اور یہ غزل گائی غزل

نہ نکلیں گے کبھی ارمان جو میرے دل میں رہتے ہیں — مسافر یہ ہمیشہ ایک ہی منزل میں رہتے ہیں
نہ خار غم کہیں چبھ جائے یہ اندیشہ رہتا ہے — وہ یوں کیوں پاؤں پھیلا کر ہمارے دل میں رہتے ہیں
میری شامت بھی جا کر اُسکے گیسو کی ہوا لائی — سیہ بختی تو کہتی ہے ہم اُسکے تل میں رہتے ہیں
بوقت نزع زلفوں میں پھنسا ہے تیری دم جا کر — جہاز عمر ہم لنگر کیے ساحل میں رہتے ہیں
درازی اور دکھا یارب شب ہجران جاناں کو — تڑپنے کے مزے باقی دل بسمل میں رہتے ہیں
وہ مجھکو چھوڑ کر شب ہائے میرے ساتھ سوتے ہیں — تمنا کچھ بر آتی ہے کچھ ارمان دل میں رہتے ہیں
شب فرقت ستارے دیکھ کر گردن کو کہتا ہوں — یہ کس کی یاد ہے جو داغ ہر دل میں رہتے ہیں
ہم انکو چھیڑ کر باتیں سنیں اور خوب بکواسیں — ارادہ آج تو ایسا تھا کیا کیا دل میں رہتے ہیں

ایسی صدای دلکش سے عمرو نے یہ غزل گائی کہ حاضرین دربار کی آنکھیں بند ہو چلیں کہ ایسا

ہر اک راگنی کا تبدل رہا — جسے داغ خورد اور سنا ہو کل رہا
جو گانے کا جنگل کے سامان ہوا — تو دل اور بھی سب کا ویران ہوا
کیا بھیرویں کا جو سب نے خیال — تو فق ہو گیا منھ سحر کے مثال
جو پروا کبھی زیر لب ہو گیا — ہرن صحرا اُس کے سب ہو گیا
جو گایا وہ بلاول کبسے دیس — لگی سنگ کو شیشہ دل کی ٹھیس
کسی سر میں نکلی جو دیپک کی لاگ — بھڑکنے لگی اور سینہ میں آگ

ہزار ہا کیا لاکھوں روپے عمرو کو سب نے دیے پھر تھوڑی دیر گاتا رہا پھر خاموش ہوا انکے
آتش شوق سب کی شعلہ زن تھی ابھی کچھ اور ابھی کچھ اور کی ہر ایک نے صدا دی عمرو نے کہا

میرا کام نے کو کیا تھا پھر من جی چاہے نہ شراب نہ کباب اور شوقین سب جمع ہیں یہ سنتے ہی کوکب نے
ساقی کو اشارہ کیا کہ اسنے جام لا کر عمرو کو دیا اسنے کہا ایک جام میں میرا کیا بھلا ہوگا آج میخانہ
میرے سپرد کیجیے اور بادہ خواری کی صحبت جمانے کا تکلف دیکھیے میں بادشاہ اسلام کو شراب
پلاتا ہوں وہ تکلفات تو کسکو نصیب ہو سکتے ہیں لیکن پھر بھی آپ ملاحظہ فرمائیے گا کہ کیا سے کیا
ہو گیا کوکب نے حسب درخواست عمرو کشتیاں بادہ احمر کی منگا کر حوالے کیں عمرو نے شراب
گلابی کی جام میں جام کی کنٹر میں کنٹر کی شیشے میں الٹ پھیر کر کے بیہوشی کا سفوف آنکھ بچا کر
ملایا اور سبز و سرخ شیشے برابر چنکر گلابیان کا گلدستہ بنایا غرضکہ جام شراب سے بھر کر تعریف
شراب کی کرتا ہوا سامنے کوکب کے گیا اور جام پیش کیا اسنے ساغر بخندہ پیشانی ہاتھ سے
لیکر چاہا کہ نوش کردن ازبسکہ بادشاہ طلسم ہے اور زبردست ساحر ہمسر افراسیاب ہر
شراب شعلہ بنکر اڑ گئی اس وقت اسنے جام ہاتھ سے پھینک دیا اور عمرو سے کہا تو بد باطن
انتہا سے زیادہ ہے سچ کہ بیت

نیکی کرنا بدوں سے ایسی ہے	جیسے نیکوں سے کی بدی تو نے

تو ہی کہہ کیا نیکی کا بدلہ یہی ہے جو تو نے کیا بارے خیر گذری جو میں تیرا شریک نہ ہوا یہ عتاب سنکر
عمرو نے بمنت عرض کیا کہ میں نے امتحان کی راہ سے بیہوشی شراب میں ملائی تھی کہ دیکھوں
آپکو اطلاع اسکی ہوتی ہے یا نہیں یہ کہہ کر دست بستہ آگے بڑھا اور قریب تخت پہونچکر عفو
جرائم کا خواستگار ہوا کوکب نے کہا خواجہ تم مکار ہو تمھارے قول کا اعتبار نہیں اب ہوشربا
میں تم جاؤ اور اسی لائق ہو کہ افراسیاب کی جوتیاں کھاؤ یہ کہہ کر سینے پر ہاتھ رکھ کر اس زور
سے ڈھکیلا کہ عمرو کو معلوم ہوا میں پستی کی طرف قلابازیاں کھاتا چلا جاتا ہوں آخر فرط خوف
سے آنکھیں اسکی بند ہو گئیں بعد کچھ عرصہ کے جو آنکھ کھلی نہ وہ باغ دیکھا نہ قصر شاہی نہ دربار
نہ وزیر نہ شہریار کا پتا پایا بلکہ قریب دریائے خون رواں ایک پہاڑ کے نزدیک اپنے
تئیں کھڑا دیکھا حیران کار ہوا کہ الہی یہ کیا طلسمات ہے کہاں طلسم نور افشاں کہاں دریائے
بحر میں کہاں تھا اور کس جا آگیا سبحان اللہ ایک بشر کو تو نے ایسی طاقت عنایت فرمائی
ہے کہ جسنے یہ طلسم دکھلایا مجھے دم بھر میں کہاں سے کہاں پہونچایا کہ بیت گرا جو بعد فنا
بقرار زیر زمین ٭ وہ مضطرب تھا کہ میدان حشر میں نکلا ٭ تا دیر اسی طرح حیران رہا آخر بنظر
فراست اس آمد و رفت کو نیرنگ جادو سمجھ کر اپنے حواس درست کیے اور غور جو کیا اسی کوہ کے

نزدیک اپنے تئین استادہ پایا جہان جاے سکونت بغربال شاہ کوکب نے بتائی تھی سمجھا کہ کوکب
دل سے میرا مشیر ہے معلوم ہوتا ہے یہ امر غفلت کا میری بے اعتدالی کے باعث اُس سے ظہور مین آیا
مگر اس مین بھی میری فوج کی رہائی اُسکو مد نظر رہی کیس لیے کہ اگر مجھکو جلد وہ نہ بھیجتا تو سب قیدی
قتل ہو جاتے کیونکہ افراسیاب جب اپنی نانی پاس سے آتا سب کو ہلاک کرتا مین کوکب ہی کے
پاس بیٹھا رہتا اگر وہ دعوت اور خاطر مدارات کرتا تو کیا ہی اُسنے بہتر کیا جو مجھے جلد یہان تک
پہونچایا فی الحقیقت کہ وہ مرد بامروت ہے غرضکہ ایسا کچھ سوچکے صورت اپنی بشکل صورت
افراسیاب بنائی کہ تاج شاہی بر سر و چار قب شہنشاہی در بر یا لے موتیون کے گلے مین
ڈال کر کھونٹ جنیدن کے جسم پر لگا کر نہایت آراستہ ہو کر پہاڑ پر چڑھا دیکھا کہ عجب فرحت کی جگہ
ہے کہ اس پہاڑ پر روح فزا و نشاط رہی ہر سمت گلزار و جدولہا پر بہار اشجار باردار ثمر ناز اٹھائین
طایران خوش الحان نوا سنج ہین اور سونے کی سیڑھیان ایک طرف نشیب مین بنی ہین
عمرو نے در تہہ خانہ پر ٹھہر کر پکارا کہ ای بغربال اے طلسم آبی سے تمھیں خبر دی کہ تجھے عمرو
بلاتا ہے وہ گھبرا کر تہہ خانے سے نکلا دیکھا تو افراسیاب کھڑا ہے حیران ہوا کہ اگر اسکو گرفتار
کرون اور یہ شاہ طلسم ہو تو اپنی بھی جان جائے وہم سے یہ کہ عمرو کو ہزاران اپنے طلسم مین
لے گئی ہے وہ یہان کہان کیا آج ہی گیا اور آج ہی چلا آیا فرض کرو ہزار سحر ہزاران اسکو
جس طرح لے گئی تھی اسی طرح پہونچا گئی تو اسکو میرا مسکن کیونکر ملا بہر صورت اس مین کچھ فتور
ہے یکایک اسپر ہاتھ نہ ڈالو امتحان کر لو یہ سوچکے شاہ کو سلام کر کے قریب آیا اور بہ نگاہ تحیر
عمرو کو دیکھنے لگا عمرو نے دیکھا کہ یہ کچھ متوحش ہے کہا اے بغربال طریقہ احتیاط یہی چاہئے
جیسا کہ تم کرتے ہو یعنی مجھ پر بھی نگاہ سحر کی ڈالتے ہو مین اس لیے آیا ہون کہ وہ دزد
یعنی عمرو چھوٹ گیا ہے تمھین ایک تحفہ طلسم دیتا آؤن تا کہ اسکی وجہ سے ہر شخص کی نظر سے مخفی
رہو اور تم سب کو دیکھو تمھین کوئی نہ دیکھے اچھا اگر تم مجھ سے بدگمان ہو تو مین جاتا ہون تو یہ
عطر سارے جسم مین اپنے مل کر بیٹھنا تا کہ سب کی نگاہ سے چھپے رہو گے یہ کہہ کر ایک شیشہ عطر
بیہوشی آمیز کا نکال کر اسکو دیا اور آپ دو قدم آگے بڑھ کر گلیم اوڑھ لی غائب ہو گیا بغربال
اُسوقت سمجھا کہ اگر یہ افراسیاب نہوتا تو میرے مافی الضمیر سے اور نگاہ سحر ڈالنے سے کیونکر آگاہ
ہوتا اور پھر غائب نہو جاتا بلکہ عیار کا تو یہ کام ہے کہ پاس بیٹھے اور مکاری کرے بیشک یہ شاہ
طلسم تھا خیر اسوقت کی بے اعتدالی کرنے کا عذر کسی وقت مین کر لون گا یہ سمجھ کر شیشہ عطر

لیکن چیلا عمرو بھی اسکے ہمراہ گلیم اوڑھے روانہ ہوا اور حمام خانہ مین اتر گیا وہان جاے وسیع
تھی اور پلنگڑی اسکی بچھی تھی مسند لگی تھی شراب کی کشتیان اور جملہ سامان راحت و آرام
مہیا تھا عمرو ایک کنارے ٹھہر رہا اسنے وہ شیشہ کھول کر عطر سے کر بہا منھ پر ملا اور آئینہ اٹھا کر
دیکھنے لگا کہ دیکھون میرا سر غائب ہو گیا یا نہین لیکن عطر کی خوشبو جب دماغ مین پہونچی چھینک
آئی اور بیہوش ہو گیا عمرو نے گلیم اتاری خنجر سے چھاتی پر چڑھ کر ذبح کر ڈالا پھر تو غوغاے عظیم بپا
ہوا کہ پکڑو گھیر لو پکڑ لو ارے اسنے غضب کیا کہ مارا غزبال جادو کو یہان تو یہ شور و غوغا برپا
تھا لیکن وہان جال سحر ٹوٹ گیا اور عمرو نے یہان سارا حمام خانہ لوٹ کر اپنا راستہ لیا جب
زیر کوہ اترا دیکھا کہ شعلے اٹھ رہے ہین آگ برس رہی ہے عمرو دوڑتا ہوا قریب لشکر پہونچا یہان
حیرت اور جملہ ساحر منتظر افراسیاب ٹھہرے ہوے تھے کہ یکایک جال سحر ٹوٹا اور صرصر و بہار
وغیرہ ساحران نامی جو چھوٹے جو جو کہ زبردست ساحر تھے وہ بیہوش نہ ہوے تھے اور ایسے جو بے
ہوش تھے وہ قلابازیان کھاتے چلے تھے کہ ہوشیار ساحرون نے دستک دی چیخے پیدا
ہوے اور گرنے والون کو روک کر زمین پر پہونچایا سبھی ہوشیار ہوے دونون چھوٹے صرصر نے نفیر سحر بجایا
کہ سب ہوشیار ہوے غوغا جو بلند ہوا حیرت خیمے سے نکل کر دوڑی سردار سالار سب چھٹے
دیکھا جال ٹوٹ گیا اور ہر ایک قیدی چھوٹ گیا تا تیغ تیغ پکڑ کر آگے بڑھے کہ ان سب کو
گرفتار کیجیے اسوقت صرصر اور بہار و مخمور کو بھی قید ہونے سے غصہ کمال تھا گو کہ سلمند
سارا لشکر تھا جان پر کھیل کر حملہ آور ہوا بہار نے گلدستہ جھولی سے نکال کر مارا کہ ہوا سرد چلی اور
پھول برسنے لگے جنہنے وہ پھول سونگھے تالیان بجاتا دیوانہ وار لشکر حیرت کی طرف چلا
ایک سمت سے مخمور نے جام زرین شراب سحر سے بھر کر کھینچ مارا ہر شخص اسکی تاثیر سے شعر عاشقانہ
ساقی و شراب مین پڑھتا دیوانہ و لایعقل بنا صرصر نے گوشہ فولادی لگا کے رعد سے گرجنا
شروع کیا برق محشر چمک کر گرنے لگی پھر تو مشکل سے تلوار سحر کی چلنے لگی حیرت ایسی ہی زبردست
ساحرہ ہے جو ان سب کے سحر روک رہی تھی اور ہر ایک کو جواب دیتی تھی آگ کبھی برساتی
اور کبھی دریا جاری کرتی کبھی اپنے لشکر کو روکتی اور گاہے حریف پر حملہ کرتی دم بھر مین لاش
پر لاش گرتی تھی بسمل طپان تھے سیلاب خون روان تھے ترسول چلتے تھے کہ نظم

ہم کرتے تھے آتش افشانیان ... زمین تھین قشقون سے پیشانیان
ہوے کالے بادل فلک پر نمود ... پریشان ہوے ہر طرف شل دود

گرجنے لگا ابر وہ رعد دار — چمکنے لگیں بجلیاں بھی ہزار
سبھوں پاس آنے لگیں بجلیاں — بدن کو جلانے لگیں بجلیاں
وہ مہرخ نے کچھ پڑھ کے پھونکا وہاں — ہوا ابر تر ایک فوراً عیاں
برسنے لگا پھر وہ اس زور سے — کہ کر صاحب گوش تھے شور سے
تڑپ بجلیوں کی وہ زائل ہوئی — وہ جادو کی تاثیر باطل ہوئی
ہوا پھر تو حیرت سے سحر آشکار — کہ پیدا ہوا اژدہا ایک بار
جو دم چھوڑتا تھا وہ سوئے ہوا — نکلتا تھا منہ سے سیہ شعلہ سا
پھر اس شعلے سے بھی برستی تھی آگ — نکلتے تھے اس آگ سے کالے ناگ
جسے چھو لیا بس وہیں وہ رہا — جسے کاٹا پانی کی صورت بہا
یہ دیکھا جو مخمور نے ماجرا — بڑھی سحر پڑھتی ادھر مہ لقا
اتارا اپنی انگلی سے انگشتری — طرف اژدہے کے وہیں پھینک دی
گھڑی بھر میں اژدر ہوا بر طرف — تڑپنے لگے لاشے پھر ہر طرف
اوڑا ایک بیک ایک غول آہنین کا — ہوا پھر ہویدا نشان لشکر جفا
عجب فن سے کی سب نے آغاز جنگ — برسنے لگے یان تیر لشکر پہ سنگ
ہر ایک سنگ جو سیکڑوں من کا تھا — نہ گردن بچی اور نہ سنگا بچا
اڑا فوج مہرخ سے بھی ایک غول — ارادہ کہ سر پیچے اُنکے ہول
ہوئے غٹ پٹ اور روا چلنے لگے — بہم اُن میں ہتھیار چلنے لگے
ہوا کشت و خون یہ بروئے ہوا — کہ گرنے لگے دشت میں دست و پا
لڑائی کا سامان بہم رہا — کوئی دو گھڑی تک یہ عالم رہا
وہاں کشتوں کے پشتے پٹ پٹ گئے — ہوا یہ بہم لشکر سب کٹ گئے

غرضکہ اسی طرح کا شور محشر زا شام تک برپا رہا جس دم کہ مہر عالم آرا نے دام شام سے رہائی پاکر بارگاہ مغرب کا راستہ لیا اور خسرو انجم نے بجاہ و حشم اقلیم فلک کو تسخیر فرمایا کہ نظم

غروب آسمیں خورشید تابان ہوا — ستارے نکلنے کا سامان ہوا
ہوا چاند گردون پہ جلوہ نما — وہ گویا تھا سب کے لیے رال کا

حیرت سمجھی کہ یہ مخالف اب قید نہ ہو سکیں گے شہنشاہ کے آنے پر کوئی اور تدبیر کی جائیگی

رات کو جنگ موقوف کرنا چاہیے یہ سوچکر طبل بازگشت بجوایا اور رنجیدہ پھرکر بارگاہ مین آئی
اسکے لشکر نے کمر کھولی ادھر صرصر جو مقام فرودگاہ پر پہونچی دیکھا بارگاہ مین جلی پڑی ہے ہیرنا در
بازار مین لٹ گئی ہین رعایا فراری ہے یہ دیکھ کر ساحرون کو اسی وقت اطراف مین اُن ممالک
کے جو فتح ہو چکے ہین اور جنکے سردار حاکم اس لشکر مین موجود ہین روانہ کیا کہ وہ جاکر جابجا اسباب
شاہانہ بارگاہ و خیمہ و خرگاہ لائے جھنڈے گنج کے استادہ ہوئے لشکر نے کمر کھولی ڈھنڈورا
پٹا کہ جو لوگ فرار ہوئے ہین وہ آکر آباد ہون آوازہ بلند کی سنکر شکیل جو فوج لیکر
شعاب جبال مین مخفی ہوگیا تھا ہر ایک پراگندہ کو جمع کرکے اپنے ہمراہ لیکر شادان و فرحان
آکر داخل لشکر ہوا رات بھر مین پھر وہی سامان وہی جلسۂ عشرت اقتران جمع ہوا بارگاہ مین
صرصر سریر جہانبانی پر آکر متمکن ہوئی سردار گرد تشریف فرما ہوئے ارباب نشاط کو بلایا ناچ
ہونے لگا مے پرستی آغاز ہوئی عیار بھی حاضر بارگاہ ہوئے قران جو فکر عیاری کرتا اپنے
تئین چھپاتا پھرتا تھا بارگاہ مین آیا عمرو بھی لشکر کے ساتھ آیا تھا سب سے ملا اُس وقت
عجب طرح کی مسرت ہر ایک کو تھی باہم گلے ملتے تھے اور مبارکباد دیتے تھے نذرین بادشاہ
لشکر کو گذرتی تھین خلعت عطا ہو رہے تھے زہرہ جبینان ماہ پیکر ترانۂ عشرت و خرمی
گاتی تھین کہ

نظم

شب عیش و عشرت جو تھی رقص کی — تو زہرہ نے تیاری کی رقص کی
ہوا حکم رقاصہ کو ایک بار — چلی کج اداؤن کی سیدھی قطار
کمر نازسے کوئی لچکاتی تھی — کوئی اپنی آنکھون کو مٹکاتی تھی
کوئی ہاتھ سر پر رکھے نازسے — لیے دل رواں ایسے انداز سے
کوئی بولی تھم جاؤ بھینا ذرا — گلوری جو کھائی تو سر پھر گیا
غرض جب کہ پہونچی ہر اک مہ لقا — عجب لطف تھا اور عجب سماں تھا
بجا طبل سارنگیان چھڑ گئین — ہوئی ناچ مین صرف ہر نازنین
دیا حکم صرصر نے پھر ایکبار — کہ سردارون پر سے کرو زر نثار
غنی سب کو اک آن مین کر دیا — جواہر سے دامان کو بھر دیا

یہان تو یہ جلسہ جما ہے لیکن افراسیاب کو جو باہی زمرد رنگ نگل کر گئی اپنے مقام پر
پہونچکر اُگلا جب شاہ کو ہوش آیا نانی کو سلام کیا اور گویا ہوا کہ آپ مجھے آئین یہان

کوکب نے شب سپیرون کو رہا کرکے میری فوج کو درہم و برہم کیا ہوگا ماہی یہ کلام سُن کر خفا
ہوئی اور کہا اسے بے وقوف جب ہم کہ حیران نے شمرو کو آکر چھڑا یا تھا تو اسکو غیرت تمام ملا تا
اور سبب لڑنے کا پوچھتا نہ کہ بیگانا کیا تو لڑنے لگا آپس مین اپنے ہم مذہبون سے بگاڑ کرنا اچھا
نہیں اب یہان سے جاکر نامہ کوکب کو تحریر کیجیے اور باعث بگاڑ کا دریافت کرکے حتی الامکان
صلح کا پیام دیجے اور رہا جاؤ ورنہ دشمنون کو قوت کمال ہوگی افراسیاب یہ کلمات موعظت سنکر
اسی جگہ آرام پذیر ہوا کیونکہ نہایت کسلمند تھا جس وقت کہ منشی روزنگار نے دائرہ آفتابی ورق
چرخ پر قلم زرین سے ترقیم فرمایا اور وصلی کو سیاہی شب کی دھو کر نقاط انجم اور خط کہکشان
کو مٹا یا کہ

مثنوی

فلک سا تھا جو دامن مین شب کے لیے
دُرِ انجم اسنے چُنے وہ لیے
خوش آیند وصلی جو صحرا مین دھوئی
ہوا صاف تارون کا ذرہ رہی

شاہ جادوان سوار ہوکر روانہ ہوا جب لشکر حیرت مین پہونچا اسکو توجہ کر خاک بسر پایا
سارا ماجرا قتل شغال اور رہائی باغبان سنکر کف افسوس ملے اور بغضب تمام چاہا کہ ابھی جاکر
سب کو گرفتار کرون حیرت نے عرض کیا کہ اب کوکب اُنکا شریک معلوم ہوتا ہے آپ نہ
جائیے یہ سب معرکہ جو ہوا کوکب ہی کا فساد تھا آپ اسکو نامہ تحریر فرمایئے شاہ طلسم اسلیے منع
کرنے سے تھم گیا اور چاہا کہ مکتوب تحریر کرون اُسوقت مصور کہ اول سے آیا ہوا تھا اور تصویرین
سب حریفون کی کھینچنے مین مصروف ہی چندے سے طلسم باطن مین جاکر جاکش ہوا
تھا یہ حال لڑائی کا سُنکر آیا سب اہل لشکر نے مع بادشاہ فرمانا استقبال کیا اور بارگاہ مین لاکر
پہونچایا ساتھ والون کو اپنے اوتارا اسنے سارا ماجرا شرارت کوکب کا جب سنا کہا میرا ابھی نام
خط مین ضرور لکھنا اگر کوکب نہ مانے گا تو اسکی بھی تصویر مین کھینچون گا یہ مشورے باہم ہو رہے
تھے کہ صرصر حاضر ہوئی شاہ جادوان اسکو دیکھ کر بہت برہم ہوا کہا لزادی تو قران کو قید کرنے
گئی تھی خالی پھر آئی اسنے عرض کیا کہ ہنوز مین متلاشی قران تھی کہ سارے مجرم جال سے
چھوٹے اور ہنگامہ سارے طلسم مین برپا ہو گیا کنیز مجبور ہو گئی مگر اب جا کر کسی عیار کو یا
سردار کو لاتی ہون یہ عرض کرکے مع عیارہ بچیون کے روانہ ہوئی جب کنارے لشکر مہرخ
کے پہونچین سب الگ الگ ہو گئین لیکن صرصر و صبا رفتار صورت فراشون کی بنکر داخل
بارگاہ ہو گئین اور ایک کونے مین ٹھہر کر فکر عیاری کرنے لگین یہان صبح کو نماز پڑھ کر کرسی

اگر بیٹھا ہی دربار جمع ہوتا جاتا ہی کہ یکایک نگاہ عمرو کی دو فراشون پر پڑی کہ مردنگین وغیرہ
اُٹھا رہے ہین کنول سے شمعین وغیرہ نکال لیتے ہین مگر چال اُنکی عیارون کی طرح ہے یہ سمجھ کر بغور
ملاحظہ کیا اور پہچانا کہ عیارہ ہین براہ استہزا پکار کر کہا او کنیزو لوٹا بیت الخلا مین رکھ آؤ
کنول مردنگ چھوڑو یہ صدا سنتے ہی عیارہ سمجھ گئین کہ ہمین پہچان لیا جست کر کے سراچہ
بارگاہ کا پھاند کر بھاگین عمرو بھی سراچہ پھاند کر پیچھے دوڑا اور لشکر کے کنارے وہ پہونچی
تھین کہ یہ بھی جا پہونچا اُسوقت تو دونون عیارنیون نے نیمچے کھینچے اور لڑنے لگین عمرو بھی
خنجر کھینچکر مقابل ہوا صرصر نے کمند ماری اور صبا رفتار نے نیمچہ مارا عمرو نے اس طرح
گردش کی کہ اُسکا نیمچہ خالی گیا اور خنجر سے حلقہ ہاے کمند بھی کٹ گئے اس اثنا مین برق فرنگی
یہان آکر پہونچا اور استاد کو گھیرا دیکھ کر تلوار کھینچکر آپڑا ایک سے یہ لڑنے لگا اور ایک سے عمرو
مقابلہ کرتے تھا لیکن اور عیارنیان جو علحدہ علحدہ ہو گئی تھین ان مین سے تیز نگاہ نے
دور سے اس لڑائی کو دیکھا دل سے سوچی کہ یہی وقت قابو کا ہے تو چل کے مہرخ کو پکڑ لا یہ
تجویز کر کے فورًا اپنے تئین بشکل عمرو تیار کیا اور دوڑتی ہوئی بارگاہ مین گئی مہرخ سے
کہا ذرا ادھر آیئے مجھے کچھ کہنا ہے مہرخ حکم سے عمرو کے گردن تابی کبھی نکرتی نہین فورًا
تخت سے اُٹھکر قریب آئی عیارہ نے ہاتھ پکڑ لیا اور کنارے لشکر کے لائی اور بیضہ بیہوشی
منھ پر لگا کر بیہوش کر کے پشتارہ باندھا لیکر چلی اُسی طرف سے ہو کر نکلی جہان صرصر و عمرو
لڑ رہے تھے دور سے نعرہ زن ہوئی کہ اے صرصر کیون لڑتی ہو مین مہرخ کو پکڑ لائی صرصر
و صبا رفتار یہ صدا سنکر بھاگین اور عمرو و برق نے تعاقب کیا مگر تیز نگاہ دور تھی
بطمانیت تمام چلی اور عمرو وغیرہ جو لپکے تو صرصر نے پھر کر روکا جب تیز نگاہ کچھ دور
نکل گئی تو دونون عیارہ پھر بھاگین اُسی طرح رکتی اور بھاگتی ہوئین قریب دریاے خونریزدان
پہونچین پکارین جلد ہمین دریا کے پار پہونچا دو محافظان دریاے سحر پہنچے کمر مین دیکر
تینون کو پار لے گئے اُس وقت عمرو و برق مجبور آب دیدہ ہو کر واپس ہوے
عیارنیون نے مہرخ کو باغ سیب مین پہونچایا اور ایک ساحر کو روانہ کیا کہ شہنشاہ
جادوان کو لشکر حیرت مین جا کر اس حال کی خبر دے اُسنے آکر بادشاہ سے خبر کی
افراسیاب بکمال فرح مع حیرت سوار ہو کر باغ سیب مین آیا اور مہرخ کو قید
بٹھا کر ہوشیار کیا جب آنکھ اُسکی کھلی اپنے تئین سامنے شاہ جادوان کے دیکھا گردن جھکا کر

چپ ہو رہی اور حیرت ہوئی کہ کیون چڈ و تو مقابل شہنشاہ بادشاہ کے بیٹھی تھی دیکھ کیا تیرا حال ہوتا ہی مہرخ نے کہا خدا میرا بچانے والا ہے شاہ طلسم نے حکم دیا کہ بیرون باغ جلاد کو بلاکر اسکو قتل کر دو دریا کے اُس پار نہ لے جاؤ پھر دہکم طائران باغ اوڑ کے اور جلاد طلب ہوئے طلسم باطن مین غلغلہ ہوا کہ جو شاہ طلسم سے بغاوت کرے گا اسکا انجام یہی ہوگا آج مہرخ بادشاہ لشکر عمرو قتل ہوتی ہے ساحر جوق جوق آنا شروع ہوئے یہان تو قتل مہرخ کی تیاری ہورہی ہے لیکن کیفیت عمرو کی سُنیئے کہ یہ بیتاب و بیقرار ہوکر کنارے سے دریا کے سمجھے جو پھرا ادھر طرف اس فکر مین دوڑ رہا تھا کس طرح پار دریا کے سمجھے جاؤن اور مہرخ کو چھڑاؤن ہر طرف بہت دوڑ دھوپ کی کچھ بس نہ چلا نا چار مجبور ہوکر پہاڑ پر چڑھ گیا اور رجوع قلب سے درگاہ رب العزت مین استغاثہ کرنے لگا کہ مثنوی

الٰہی دعا ہو مری مستجاب | تجھے پار دریا کے پہونچا شتاب
زمانے مین مخلوق ہین تیرے سبا | غرض ہر طرح تو ہی سب کا ہے رب
عجب ذات تیری ہے اسے بے نیاز | کہین ہے نیاز اور کہین جا ہے ناز
جو ماہیت بحر زخار ہے | کسے اوس کا معلوم اسرار ہے
مگر اتنا ظاہر ہوا ہے نشان | کہ اک موج کن مین ہوئی دو جہان
اسی موج سے عرش ہے اوج پر | حباب فلک اس سے ہین جلوہ گر
عجب کیا جو ہو بحر رحمت کا جوش | اسی بحر سے مین بھی ہون جرعہ نوش

اس دعا کرنے سے خضر قبول مددگار ہوئے اور قلزم آرزو مین با مراد سے بیڑا پار ہوا یعنے ایک ساحر طلسم باطن مین ہنس جادو نام رہتا ہے اور سسرال اسکی اس پار دریا کے طلسم ظاہر مین ہے بی البجلہ زوجہ اس کی اپنے میکے مین آئی تھی اُسنے اپنے بھائی عقاب جادو کو بھیجا تھا کہ میری بی بی کو لے آؤ بھائی اُسکا گیا اور ایک دن رہ کر دعوت کھا کر اپنی پیٹھ پر بھاوج کو سوار کرکے بشکل عقاب اُڑتا ہوا چلا اتفاق سے راہ مین اسکو رفع احتیاج کی ضرورت ہوئی اُسی کوہ پر اُترا کہ جہان عمرو بیٹھا دعا کر رہا تھا وہ بھاوج کو اُتار کر ایک جگہ بٹھا کر آپ بہت دور کسی کونے مین جا کر احتیاج رفع کرنے لگا عمرو نے دعا کرتے کرتے جو نگاہ کی دیکھا ایک زن حسینہ وجمیلہ کہ زلف دلاویز اُسکی کمند گردن طائر جان عاشقان ہے اور چشم فتان اُسکی گردش دہ بخت بیدلان ہے کمر سی ہے گھٹنا پائنچہ ہے رخسار تابناک ہے

در حسن جان صبر و قرار پر آتش زن ہی نظم

کیا اُسکو اور بھاکر جو اُسنے خیال ۔ شب تار عشاق تھے سر کے بال
ہو پیدا تھے موتی ہر اک تار مین ۔ کہ جیسے ستارے شب تار مین
نہ تھے سر کے بالون مین لولو عیان ۔ کہ تھے سنبلستان مین جگنو عیان
وہ پانچ مین لاسے جان جہان ۔ دل روشن عاشقان جہان
عجب اُسکی چتون تھی عالم فریب ۔ دلون کو جو دیتی تھی ہر دم فریب
جسے مہر پڑ گئی نور آگین نظر ۔ تو فی الفور بجلی گری جانون پر

ایسی دُلہن زہرہ شمائل کو دیکھ کر حیران ہوا کہ الٰہی یہ کہان سے یکایک آگئی لیکن اُٹھکر اُسکے پاس گیا اور کہا اے نازک اندام ذرا میری طرف دیکھو وہ عورت اس صدا سے پھر کر دیکھنے لگی کہ یہ کون آیا عمرو نے بیضہ بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہو گئی اُسکا پیرہن اُتار کر زنبیل مین اُسکو رکھ لیا اور آپ وہی کپڑے اور زیور وغیرہ پہنکر فی الفور اُسی کی ایسی صورت بنکر بیٹھا اسی عرصہ مین عقاب فارغ ضرورت سے ہوکر آیا اور کہا بھابی اُوسپر سوار ہو عمرو نے اُسکو دیکھ کر یا پشت پھر کا گھونگھٹ نکال لیا اور وہ غلطک مار کر صورت عقاب کی بنکر سامنے آیا عمرو آہستہ سے اُسپر سوار ہوا اور آستے پرواز کر کے اپنے تئین قریب دریا کے پہونچایا چاہا اُس پار جاؤن دریا مین تلاطم پیدا ہوا اور پاٹ دریا کا بڑھنے لگا اُسوقت عقاب نے پکار کر کہا کہ رو ہفت جادو مصاحب بادشاہ طلسم کو مین سون لینے گیا تھا اور سند پار اُترنے کی جو ہفت نے شہنشاہ سے حاصل کی تھی وہ محافظان دریا کو دے گیا تھا آج مجکو راستہ ملنا چاہیے یہ صدا دینے سے فرد فل دریا کا کم ہوا اور اصلی حالت پر پہنچنے لگا یہ اُڑتا ہوا پار دریا کے پہونچا اور دم بھر مین ایک مکان مین آکر اُترا عمرو نے دیکھا کہ صحن مکان شستہ و رفتہ ہے سامنے ایوان ہے جو کا تختون کا بچھا ہے اُسپر فرش وری چاندنی کا بہت ستھرا عمدہ ہے گاؤ تکیہ لگا ہے دیوار مین تصویرین اور آئینہ نصب ہین طاق برابر برابر بنے ہین اُن مین چاریان اور گلدستے دھرے ہین دوسری سمت کے دالان مین باورچی خانہ ہے اناج کی کوٹھری مین قفل لگا ہے جو کی بھی ہر طرف ہر قسم کا سامان ہے ایک سمت صحنچی مین چوکا دیا ہے ہانڈیان رکھے ہین اسباب ساحری مہیا ہے چوکی پر گاؤ تکیہ لگا ہے ایک ساحر سانولے رنگ کا بیٹھا ہے جسوقت کہ اُسنے اپنی بی بی کو دیکھا تخت سے اُٹھ کر قریب آیا عمرو نے بھی گھونگھٹ

اُٹھا کر مسکرا کر آنکھوں کو پھرایا اُسنے آگر گود میں پشت عقاب سے اُٹھا کر تخت پر لیجا کر بٹھایا اور
کہا اے بھائی عقاب تم اپنے گھر جاؤ میں اپنی زوجہ کو گھر بار سپرد کرکے دیار سپرد کرکے دربار
شاہ طلسم میں جانے والا ہوں وہاں مہرخ کے قتل کی تیاری ہو رہی ہے ایک عالم جمع ہے تم
بھی اپنے گھر سے ہوکر آؤ اور تماشا دیکھو عقاب یہ کلام سنکر چلا گیا جب تنہائی ہوئی اُسنے
زوجہ سے اختلاط کرنا شروع کیا عمرو وہاں سے اُٹھا اُسنے پوچھا کہاں جاتی ہو جواب دیا
کہ کوٹھری میں شراب لینے وہ چھپا ہو رہا عمرو نے کوٹھری میں جاکر دیکھا کہ جملہ اسباب
خانہ داری برتن اور صندوق اور پٹارے وغیرہ رکھے ہیں طاق پر شیشہ شراب کے چنے
ہیں یہ دیکھ کر ایک شیشہ شراب کا لے کر دہن بیہوشی آمیز کرکے باہر آیا اور جام بھر کر پہلے
ہنس کو دیا وہ بے وسواس پی گیا اور جام باقی بی بی نے لیٹوں عمرو پہلو بدل کر نکلا وہ
اُٹھ کر پیچھے چلا تھا کہ بیہوش ہو کر گرا عمرو نے جال الیاسی مار کر سارا اسکا مال اُسکا لوٹا کوئی چیز
باقی نہ رکھی پھر اُسکا پیرہن بدلکر آسی کی ایسی شکل بنکر اُسے بھی زنبیل میں رکھ لیا اور آپ
جھولی سحر کی گلے میں ڈال کر وہاں سے جب باہر نکلا دیکھا خلقت گروہ گروہ چلی جاتی ہے
بعض آن میں مشورت کرتے ہیں کہتے جاتے ہیں کہ آج دشمن مارا جاتا ہے اسی لئے مہرخ
نے شراکت کرکے عمرو کو تقویت دی آج وہ بیکس وناچار بندھی بیٹھی ہے یہ تقریر سنکر دوسرا
بولا کہ میاں توبہ توبہ کرو کسی کی مصیبت پر ہنسا نہ کرو یہ بھی گردش فلک نا ہنجار ہے جو عالی
ہمتوں کو دام مصیبت میں پھنساتا ہے اور شاہوں کو تخت عزت سے اُتار کر بوریا کے
فلاکت پر بٹھاتا ہے کسی کو دل شاد نہیں رکھتا کوئی گھر آباد نہیں رکھتا نظم

جلا دینے میں یہ وہ بیباک ہے	کہ سارا جہان مشت خاشاک ہے
مقابل اگر کوہ ہو سنگ کو	لہو سے بھرے ہر رگ سنگ کو
یہ جس جا پہ آتش فشانی کرے	جو فولاد بھی ہو تو پانی کرے

اسی طرح باتیں کرتے جاتے تھے عمرو بھی انھیں کے ساتھ چلا یہاں تک کہ باغ سیب
پر پہونچا اُس جگہ بڑا مجمع نظر آیا کہ سامنے افراسیاب وحیرت کرسی پر بیٹھے تھے اور جلاد
پا تیغہائے برہنہ سر پر مہرخ کے کھڑے تھے ساحر ہر سمت حلقے لگائے تھے مہرخ حسرت و
یاس سے سمت فلک دیکھتی اور دل سے دعا کر رہی تھی کہ اے خالق بے نیاز اجابت

تو ہی خالق ظلمت و نور ہے	دل اون سے قریب چشم سے دور ہے

تو ہی روشنی بخش خورشید و ماہ	کیا روز و شب کو سفید و سیاہ
ہیں مخلوق تیرے زمین و زمان	خدائے جہان و خداوند جان
کرم سے ترے اے جہان آفرین	رہا قید سے ہو کے یہ دل حزین

یہ دیکھ کر عمرو بھی رونے لگا لیکن قریب شہنشاہ ساحران جا کر عرض کیا کہ میرا جی چاہتا ہے اس مجرم کو اپنے ہاتھ سے میں قتل کرون شاہ نے کہا جاؤ اور سر کاٹ لاؤ ہمشیر تلوار کھینچ کر بڑھا علاؤ الدین کو ہٹا کر بادشاہ سے کہا آپ سحر اپنا دفع کر دیجیے میں نے اسکو خوب مسحور کر لیا اُسکو تو یہ گمان مطلق نہ تھا کہ کوئی عیار یہان آ سکے گا کیونکہ دریا کے پار کوئی نہین آ سکتا ہے پس بادشاہ نے سحر اپنا دفع کر دیا عمرو قریب جا کر صرصر کو دھمکانے لگا کہ بادشاہ طلسم کی اطاعت کر تو جان تیری بچ جائے اُس اسیر نے جھلا کر جواب دیا کہ لاکھ جان میری نام پر عمرو کے فدا ہے تو مجکو جلد قتل کر عمرو نے کہا تیرے دشمنون کو مارون یہ کہہ کر جال الیاسی مار کر صرصر کو کھینچ کر زنبیل میں ڈال دیا اور نعرہ کیا کہ منم عمرو عیار نامدار یہ نعرہ سنکر ساحر لینا لینا کہہ کر دوڑے عمرو نے دو تین حقے ہاتھ سے نفتی داغ کر مارے کہ دھوان پھیلا اور تاریکی ہو گئی اسی اندھیری میں دو ایک ساحرون کے خنجر مارا کہ سر اُنکے جدا ہوئے شور و غوغا اُنکے مرنے کا بلند ہوا اور زیادہ تاریکی چھا گئی عمرو وہیم سے اوڑھ کر غائب ہوا افراسیاب و حیرت کو ایک عالم محویت اور حیرت تا دیر رہا پھر جو ذرا حواس درست ہوئے دیکھا دو ایک ساحر مرے پڑے ہین اور صرصر کا پتا نہیں ہے یہ دیکھ کر دنگ ہو گیا اور حیرت نے کہا اے شہنشاہ عمرو بد بلا ہے مجکو یہ حیرت ہے کہ وہ یہان کس طرح آیا شاہ طلسم نے کچھ سحر پڑھا کہ ایک پتلا پیدا ہوا اُس سے کہا کہ عمرو کہان ہے اُسنے جواب دیا کہ اس پار دریا کے طلسم میں پھر اُس سے پوچھا کہ سچ بتا کے کہان میں جھوٹے پر لعنت کرتا ہون وہ طلسم میں ہر طلسم میں ہر شاہ نے اُسوقت کتاب سامری منگا کر دیکھی ظاہر ہوا کہ عمرو زد دیو ہمنس جادو بنکے پشت عقاب پر سوار ہو کر یہان آیا ہے پہلے ہمنس کو بھی اُسنے قید کیا اور آپ اُس کی صورت بنکر صرصر کو لیکر چھڑا لے گیا یہ دیکھ کر عقاب کو شاہ نے بلوایا اور کہا اے بیوقوف تو عمرو کو اپنی پیٹھ پر لاد کر یہان سے آیا اور بھائی کو اپنے قتل کرایا عقاب یہ سنکر رونے لگا اور ہمنس کے گھر کی طرف چلا اور سارا مجمع وہ برطرف ہوا جلا و محروم ہو کر اپنے گھر چلے اور ساحران طلسم

عبرت کرتے نام عمرو سے خوف کھاتے اپنی جگہ پر گئے بادشاہ طلسم باغ مین جا کر بیٹھا اور حکم دیا کہ طالبان
طلسم ہر سمت ندا کرین یعنے عمرو طلسم مین آیا ہے سب ساکنان یہان کے ہوشیار رہین اور بند و بست
کیا جائے کہ وہ نفری اب دریا کے پار نہ اترے غرضکہ منادی نے ندا کی سب ہوشیار ہو گئے
اور محافظان دریا کے کہلا بھیجا کہ بغیر ہمارے حکمنامے کے کسی کو پار اترنے نہ دینا یہ بند و بست
کر کے ٹھہرا تھا کہ مصور کا نامہ آیا لکھا تھا کہ سنا گیا ہے عمرو پار دریا کے طلسم باطن مین گیا
ہے فی الجملہ عمرو کی تصویر مین نے بنائی ہے جس طرح کی وہ صورت بنا ہوگا ویسی ہی
صورت یہ تصویر بن جائیگی اسکو پہچان کر گرفتار کر دون گا جب یہ نامہ پڑھا جواب لکھا کہ
ضرور تشریف لائیے اور پھر ایک حضار دربار سے کہا اب خداوند زادے تشریف لاتے
ہین وہ عمرو کو قید کرا دینگے یہ خبر طلسم مین مشہور ہوئی ہر جگہ لوگ ذکر کرنے لگے عمرو نے
بھی یہ ماجرا سنا گھبرایا کہ دیکھیے جان کیونکر بچتی ہے آخر گلیم اوڑھے پھر ہنس جادو کے مکان
مین آیا اور فی الفور دوبارہ اسکی جورو کی ایسی صورت بنکر اسباب ظاہری تخت دری
وغیرہ زنبیل سے نکال کر قاعدے سے درست کر کے بیٹھا راوی کہتا ہے کہ ہنس نے جب اپنی
زوجہ کو اسکے میکے بھیجا تھا تو ملازمون کو رخصت دی تھی کہ اس عرصے مین فرصت ہے
تم بھی اپنے اپنے گھر ہو آؤ اسوقت غلغلہ جو طلسم مین ہنس جادو کے مارے جانے کا
برپا ہوا ماما اصیلین بدحواس دوڑی آئین بی بی کو اپنی بیٹھے دیکھ کر سلام کیا بلائین لین
کہ واری دشمنون مدعیون کے منہ مین خاک پڑے افواہ اڑاتے ہین عمرو نے کہا کیا
کیا کچھ کہو تو انھون نے کہا میان کو کہتے ہین کہ دشمن انکے عمرو کے ہاتھ سے مارے گئے
یہ سنتے ہی عمرو لگا سر پیٹنے نتھ اتاری چوڑیان توڑین اور بیچ انگنائی مین ٹانگین پھیلا کر
واویلا مچانے لگا اسوقت عقاب روتا ہوا آیا اور بھاوج کو غمناک دیکھ کر سوچا کہ شاہ
طلسم نے کہا تھا عمرو تیری بھاوج کی شکل بنکر آیا ہے اب نہین معلوم کہ یہ میری بھاوج ہے
یا عمرو ہے اسی سوچ مین رونا بھی بھولا اور بغور دیکھنے لگا عمرو نے اسکو مشوش دیکھ کر
بفراست دریافت کیا کہ معلوم ہوتا ہے میرے حال سے یہ کچھ مطلع ہو گیا ہے یہ دریافت
کرتے ہی پکارا کہ بھیا ایک پہاڑ پر مجھ کو ٹھہرا کر تم جو گئے تھے وہان ایک شخص آیا اور اسنے
ایک انڈا میرے منھ پر مارا پھر مجھے ہوش نرہا بعد کچھ دیر کے اس اکیلے گھر مین اپنے تئین
مین نے پایا اور ایک دبلے پتلے آدمی کو دیکھا کہ اسنے پہلے سارا گھر لوٹا پھر میرا گہنا لو

اُتار ہی چکا تھا مجھ کو خنجر سے ہلاک کرنے قریب آیا جان تو پیاری ہوتی ہی ہے مین نے غُل مچائی
وہ بھاگ گیا اب سنتی ہون کہ وہ عیار تھا اور اُسنے میرے وارث کو مار ڈالا ہے کیون یہ بات
سچ ہے کہ بھائی تمھارے مارے گئے عقاب نے جو یہ تقریر سُنی سمجھا کہ عمرو جب میرے بھائی کو
قتل کر چکا ہوگا تو گھر لوٹ کر اُسکو بھی زنبیل سے نکال کر مارتا ہوگا کیونکہ عمرو پہلے بھی اِس باغ
آیا تھا اور شہرون کو لوٹا تھا تو ساحر زنبیل سے واقف ہین غرض کہ عقاب کو جب یقین ہوا
کہ یہ میری بھاوج ہے تو پاس بیٹھ کر ہائے ہائے کرکے پیٹنے لگا پھر تو عمرو نے اُٹھ کر دونون ہاتھین
دیوار سے لگائین کہ سر پھٹ گیا خون بہنے لگا اور بین کرنا شروع کیے کہ ہے ہے میرے ناز
اُٹھانے والے تو کدھر چل بسا ہے ہے میرا بادشاہی تخت لٹ گیا لوگو میرا وارث مجھ سے روٹھ گیا نظم

طماچون سے نیلے کیے اُسنے گال — کیا اُسنے ماتم مین سینے کو لال
کہان تک ارے لوگو مین دُکھ بھرون — جیسے میرا خاوند اور مین مرون
ارے لوگو قسمت میری سو گئی — یہ کہتے ہی سر پیٹا غش ہو گئی
ہوئی بعد لمحے کے جب ہوشیار — بھرے اشک آنکھون مین دل بیقرار
سخن تھا زبان پر یہ ہر دم کہ ہائے — کدھر رانڈ یہ ڈھونڈنے تجکو جائے
مرا ماہ پیکر کہان ہے بتا دو — اُسے میری چھاتی سے لا کر لگا دو

اسی نوحہ و شیون مین سر پیٹتا باہر نکل کر چلا عقاب ہان ہان کرتا پیچھے دوڑا کہ بھابی
کہان جاتی ہو اُسنے ایک آکی نہ سنی اُسنے ہاتھ جوڑے منتین کین مگر نہ مانا اور سر سے لہو بہتا
بھاگ کر بیابان سینہ زن سر برہنہ سیدھی باغ سیب کی طرف چلی عقاب اُس وقت تو
اُسکے ہمراہ گیا اور خدمت شاہ جادوان مین آکر عرض پیرا ہوا کہ عمرو پہلے تو میری بھاوج بنکر
بھائی کے پاس آیا جب اُنکو مار چکا اور گھر لوٹ چکا تو میری بھاوج کو زنبیل سے نکال کر قتل
کرنے کا ارادہ کیا اُسنے غُل مچائی اسوجہ سے چھوڑ کر بھاگا اور صورت میرے بھائی کی بنکر آیا
مہرخ کو چھڑا لے گیا فی الجملہ بھابی نے جب سے رہا ہو کر حال اپنے شوہر کا سُنا ہے سر پھوڑا ہے
قریب ہلاکت اپنے تئین پہونچایا ہے اب آپ آئی ہین شاہ طلسم کتاب سے اول دریافت ہی
کر چکا تھا کہ عمرو پہلے روز جو مہنس بنا تھا پھر اُسکی شکل بنکر یہان آیا تھا اس دھوکے مین
دوبارہ کتاب نہ دیکھی عقاب کے قول کو صحیح سمجھا اسی اثنا مین باغ کے در پر صداے نالہ
زاری پیدا ہوئی اور زوجہ مہنس سامنے بادشاہ کے آئی پاؤن پر گر پڑی شاہ نے سر اُسکا

اُٹھا کر دیکھا ہچکی لگی ہو لہو بہہ رہا ہے بال کھلے ہین اس حال زار کو دیکھ کر آپ بھی آبدیدہ ہوا اور
کہا خداوند سے چارہ نہین ہے اسے نیک بخت ہنس جادو تو نہین ہے اور باقی سب چیز تیرے
واسطے موجود ہے و رہا ہم تیرے خاوند کا تجھکو ملے گا جا اپنے گھر مین چین سے رہ اور صبر کر
یہ کلمات تشفی آمیز سنکر وہ سوگوار عرض کنان ہوئی کہ میرے پاس اب ہے کیا گھر سارا عمرو لوٹ
لے گیا اب اکیلے مکان مین اگر رہون زمانہ کہے گا کہ یہ جوان جہان ہے دیوار کے پاس رہتی
ہوگی ای شاہ مین بدنام ہوجاؤنگی مجھے میرے ماں باپ پاس پہونچا دیجیے آپکی مہربانی
اگر ہوگی اور وہان تنخواہ ملے گی کھاؤنگی اور آپکو دعا دونگی اور اگر نہ بھیجیے گا
تو مین چرخا پونی کرکے اوقات بسر کرونگی یہ کہہ کر خوب روئی حیرت بھی رونے لگی اور
گویا ہوئی کہ ای شہنشاہ یہان جو یہ رہے گی تو ہر وقت شوہر اسکو یاد آئے گا کہ ہاے یہان وہ
بیٹھتا تھا اس جگہ سوتا تھا اس یاد مین دن رات رو رو کر مر جائیگی لازم ہے کہ اسکو والدین کے
یہان اسکے بھجوا دیجیے شاہ طلسم نے اسکے کہنے سے دو تین ساحر خدمتگار اپنے ساتھ کیے کہ بحفاظت
تمام اسکو میکے مین پہونچا آؤ اور ایک طاؤس سحر سے بنا کر سوار کر کے کچھ روپیہ دیکر روانہ کیا جب
دریاے سحر کے کنارے پہونچے شاہ طلسم کی خاص اردلی کے خدمتگار تمغے باندھے ساتھ تھے
اُنکو کون روکتا پاسبانان دریا نے راستہ دیا اور طاؤس اُڑتا ہوا پار دریا کے اُسی کوہ کے
قریب پہونچا کہ جہان سے عمرو عورت بنکر پشت عقاب پر سوار ہوا تھا وہان پہونچکر اُن
ساحران ہمراہی سے کہا کہ اسی جگہ مجھکو اُس عیار نے بیہوش کیا تھا تم ذرا مجھے اُتار دو تو مین
اپنے خاوند کو رو لون کہ وہ گھڑی کم بخت کون سی تھی جو مین یہان پہونچی تھی اور مین
بھوکی بھی ہون کئی دن سے کچھ کھایا نہین اس جگہ ٹھہر کر کھاؤنگی یہ التماس سنکر ساحرون
نے طاؤس اُتارا پہلے تو عمرو نے ہاے ہاے کر کے خوب رویا پھر کچھ میوہ اپنے پاس سے نکالا
اور اُن ساحرون کو دیا کہ تم بھی کھاؤ اور آپ بھی ایک آدھ دانہ کھایا لیکن وہ میوہ کھا کر
بیہوش ہوگئے عمرو نے سب کے تمغے اور لباس اور جو کچھ اُنکے پاس تھا لیکر ایک رقعہ لکھ کر
اُنکی داڑھی کے بالون مین باندھ دیا مضمون رقعہ یہ تھا کہ ای خیرہ سر افراسیاب ننگ کشندہ
ساحران عالم دیکھا تو نے کہ اسی ایک عیاری سے جس صورت کہ وہان گیا تھا اُسی طرح
بفضلہ تعالی چلا آیا اسی طرح ایک روز تجھکو بھی آکر مار ڈالونگا ورنہ میری اطاعت مین
حاضر ہو اور اسلام اختیار کر یہ رقعہ باندھ کر کوہ سے اُتر کر اپنے لشکر کا راستہ لیا لشکر مین جب

برق عیار نے آکر کہا ہے کہ عیار بچی صرصر کو پار دریا سے سحر کے لے گئی یہ سنتے ہی بہار زو
نا فرمان پچھاڑیں کھانے لگیں یقین ہوگیا کہ صرصر زندہ نہ بچے گی آخر مایوس ہو کر ہر ایک
دعا میں مصروف ہوئیں اور رہتا باغ یہ درگاہ کریم کارساز میں کہتی تھیں کہ بیت

	تو وہ کریم ہے کہ ناشاد کو جو شاد کرے		مراد مند کو ہر طرح بامراد کرے	

خداوندا ہمارے سر پرست اور بادشاہ لشکر کو اس موذی کے ہاتھ سے رہائی دے یہ تو یہاں وحشت
دردمندان تھی اور کہتے اہل لشکر رہتے تھے کہ عمرو آکر پہونچا اور سب کو تسکین دے کر
صرصر کو زنبیل سے نکالا اس کی جو آنکھ کھلی اپنی بارگاہ میں اپنے تئیں پایا سجدہ شکر بدرگاہ
حقیقی ادا فرمایا اور حمام کر کے خلعت شاہانہ پہنکر تخت پر جلوس کیا شور تہنیت بلند ہوا سردار
تمام مسرور ہوئے اور عمرو کی عیاری کا حال سنکر سب کو نہایت تعجب ہوا اسکا وصل صحبت
نشاط برپا ہوئی بادہ خواری ہونے لگی نغمہ مسرت آغاز ہوا یہ تو سب مصروف عیش و نشاط
ہیں لیکن تھوڑے عرصے میں ہیاطہ پر ساحر ہوشیار ہوئے اور اپنے تئیں برہنہ دیکھ کر نالان و
گریان ہوکے پاس افراسیاب کے گئے اُسنے رقعہ و اوڑھنی سے کھول کر پڑھا اور زرا پوشاک
لیا کہا اسے حیرت تھا وہ نوجہ انس جادو نہ تھی عمرو تھا کہ دھوکا دے کر پیا اندر گیا یہ
سنتے ہی خدمتگاروں نے آپس میں کہا کہ بھائی ہمارے نصیب اچھے تھے جو اس عیار
نے ہمیں ہلاک نہ کیا اور اپنے اوپر سے سب نے صدقے اتارے لیکن شہنشاہ ساحران
نے نامہ بنام مصور لکھا مضمون یہ تھا کہ اے قدوۂ ساحران و اے زبدۂ سامری پرستان
حضور نے یہاں کی تشریف فرما ہونے کا وعدہ فرمایا تھا کہ عمرو کو گرفتار کرونگا اب حال
وہ مکار یہاں سے طلسم ظاہر میں چلا گیا آپ اُسکو قید کیجیے یہ لکھ کر نامہ بھیجا کے ہاتھ روانہ
کیا جب نامہ مصور کو پہونچا وہ عازم روانگی کا تھا ٹھہر گیا اور صورت نگار سے اپنی زوجہ
سے کہا میں عمرو کو اب گرفتار کرتا ہوں میں نے تصویر اُس کی کھینچی جس حال میں وہ ہوگا
میں شناخت کر لونگا یہ تقریر اُسنے تو اپنی زوجہ سے بیان کی لیکن برق فرنگی عیار صورت
بدل بہر خبر گیری آیا تھا اُسنے بھی سارا ماجرا سُنا اور جا کر عمرو سے سب کیفیت بیان کی
عمرو نے کہا بیٹا کسی صورت سے میری تصویر مصور پاس سے لانا چاہیے برق فرنگی
نے عرض کیا جاتا ہوں اگر بن پڑتا ہے تو لاتا ہوں یہ کہکر روانہ ہوا اور عمرو بھی بارگاہ
اُٹھ کر صحرا میں گیا اور صورت ساحر کی بنکر مخفی ہوا لیکن شاہ طلسم نے بعد تحریر نامہ عیاروں

کو بلا کر کہا کہ تمہاری جانبازی میں کسی طرح کا شک نہیں مگر لازم ہے کہ لشکر حیرت میں جا کر مصور
کی حفاظت کرو اور جب وہ عمرو کو گرفتار کر لیں تو یہاں سے آؤ عیاران حسب الحکم پاس مصور
کے آئیں حکم شاہ سے اسکو اطلاع کی اسنے اپنی بارگاہ کے چار سمت چار خیمے استادہ کرا کر عیارون کو پوشیدہ
کو فرد کش کیا کہ یہاں رہ کر تم میرے حال کی نگران رہو اور بہت سے ساحرون کا پہرا مقرر کیا کہ
اجنبی کو آنے نہ دینا اور چند کنیزین اپنی خدمت کو پاس رکھ لین باقی سب ملازمون کو باہر
رہنے کا حکم دیا جب یہ سب انتظام کر چکا تصویر عمرو کی صندوق سے نکال کر اپنے گلے میں
پہن لی کہ ہر وقت پیش نگاہ رہے تا کہ مین دھوکا نہ کھاؤن غرض اسیطرح اطمینان کر لیا کہ
برق جو عیاری کرنے چلا تھا بصورت بدل اسکے لشکر مین آیا دیکھا بڑا انتظام ہے کوئی
بارگاہ مین جانے نہین پاتا ہے یہ دیکھ کر کنارے ٹھہر رہا اسی اثنا مین ساقی ازل نے مینائے
زرنگاری سے آفتاب کو ساغر مغرب مین بھرا اور محلین بادہ خوارون کی طرح خمخانہ سپہر مین
گرا کر محفل آرا ہوئے

نظم

وہ رات اس طرح کی طرحدار تھی	کہ اس سے خجل زلف دلدار تھی
چراغان سے روشن وہ لشکر ہوا	کہ جیسے ستارون کی پھیلے ضیا
ضیا سے چراغون کے انجم سیاہ	تجلی قمقمون سے تھی قندیل ماہ

رات کو طشت صاف کرنے کے لیے چنترالی مہ پارہ ٹوکرا کمر پر رکھے ہاتھون مین کنگن پہنے اور
پاؤن مین چھلے سونے کی پہنے کان مین پات بالیان اور سج کے آئی ستم کیے جوبن ناز و انداز آنکھ
ہر ایک سے لڑاتی اپنی آن بان دکھاتی جاتی تھی برق نے جو اسکو دیکھا سوچا کہ اندر بارگاہ
کے جاوے گی اسکو لینا چاہیے یہ سوچ کر قریب اسکے گیا اور رستہ بتایا کہ بہت دل مین تھی
زہرہ جبینون سے صفائی منظور ہے میری قسمت کا ستارہ ہوا تجھ پر اثر دیا ہے تمہارا کیا نام
سنکر چنترالی نے پھر کر دیکھا اور مسکرائی برق نے کچھ اشرفیان دکھلائین اور منت سے کہا
واسطہ سامری کا ایک بات میری سنتی جا چنترالی لالچ مین آکر اسکے پاس آئی اور کہا
میان تم پہلے وہ جو درخت سامنے لگا ہے اور اس جگہ کو تنہائی ہے کوئی آتا جاتا نہین
ہے وہان جا کر ٹھہرو مین آتی ہون یہان بات کرنے مین بدنامی ہے برادری مین سے
سے اٹھ جاؤن گی حقہ پانی بند ہو جاوے گا برق نے کہا ہم تیرے غرض روپے نکالے
چنترالی بولی کہ کیا ضرورت ہے جو بات سہل مین ہو جاوے اسکو مشکل کیون کیجیے یہ سنکر برق

اول تنہائی مین گیا پیچھے مہترانی بھی ٹالا بالا دیکر کترا کر وہین آئی اسنے اُسکو اشرفیان دین اور رخسار پر محبت سے ہاتھ پھیرا مہترانی بولی کہ مین بات سننے آئی ہون یہ کھٹّے بازی مجھے اچھی نہین لگتی یہ کہہ کر جھاڑو لی تیار ہوئی اور اُٹھ کر چلی برق نے ہاتھ بیہوشی کا بھرا ہوا منھ پر پھیرا ہی تھا دو قدم آگے بڑھی تھی کہ بیہوش ہو کر گری اسنے زیور اور پیرہن اُسکا اُتار کر آئینہ سامنے رکھکر فلیتہ عیاری جلا کر اُسکی ایسی صورت اپنی بنائی بلکہ اور زیادہ اپنے حسن کی بناوٹ کی مانگ سر پر نکالی گلے مین جمپا کلی پہنی ڈوپٹے کی گانتی اسطرح باندھی کہ چھاتی کے اُبھار پر سب کی نگاہ پڑے رخسار ٹوکرا اُٹھانے کے بوجھ سے ایسے تمتما کر سرخ ہو گئے تھے کہ فی الحقیقت گلاب کو شرماتے تھے کہ نظم

وہ رخسار سرخ اُسکے تھے بے مثال / کہ گل زرد ہو اُسنے ملکر کمال
وہ لب اُسکے دونون تھے قند و شکر / چمٹتے تھے باتون مین بایک دگر
نزاکت کو موسے میان باندھ لائے / دہن ڈھونڈھتے تو خود عدم گھبرا جائے
وہ سینہ تھا اک سطح آب گہر / مگر دو حباب اُس مین تھے جلوہ گر
جو قد دیکھیے محشر اسکے آئے یاد / قیامت تھی قامت کی اک خانہ زاد

اس صورت زیبا سے تیار ہو کر بارگاہ کی سمت چلا جسنے نگاہ کی فریفتہ ہو گیا سپاہی فقرے عشق انگیز پڑھنے لگے دربان آوازے کستے تھے ایک بولا بی مہترانی جو کچھ گرا پڑا ہو یہان سے بھی اُٹھا لو دوسرے نے کہا کیون تمھاری جوکی کون صاف کرتا ہے مہترانی نے مسکرا کر کہا کچھ شامت آئی ہے مجھکو دل لگی بازی بنایا ہے دیکھو حضور سے آج کہون گی یہ کہتی ہوئی اندر بارگاہ کے گئی اور جہان ملازم اور کنیزان باہر کا مجمع دیکھا ٹوکرا جوکی خانہ مین رکھکر آئی کہ سامری سلامت رکھے ذرا سی تماکو کھلا دیجیے ایک کنیز نے پان لگا کر دیا دوپٹے سے پکڑ لیا جھک کر سلام کیا ایک خواص بولی کہ مہری بہو کچھ گا مہترانی نے ایک غزل گائی اس مین ایک خواص کو احتیاج کی ضرورت ہوئی اُسنے کہا تو بیٹھی مردار ٹھلاتی ہے میرا مارے پیشاب کے بُرا حال ہے جلد جا کر کمانے کو ٹوکرا ہٹا سے تو مین جاؤن مہترانی نے کہا بی بی خفا نہو چلو چلتی ہون یہ کہہ کر اُٹھی پیچھے پیچھے خواص آفتابہ لیے آئی مہترانی نے ٹوکرا ہٹا دیا اور کہا آؤ وہ اندر جیسے ہی آئی اسنے حباب بیہوشی مارا کہ اُسکی آواز بھی نہ نکلی بیہوش ہو گئی برق نے فوراً پیرہن اُسکا اُتارا اور اُسکو خوب بیہوش کرکے آپ اُسکی ایسی صورت وہین بیٹھ کر بنا

اور ایک قنات کی آڑ مین اُسکو لٹا دیا اور اپنے ٹوکرے کو رکھکر وہان سے آیا اور جہان سے وہ پینے
اٹھکر گئی تھی اُسی بستر پر آکر بیٹھا لوگ سمجھے کہ مہترانی چلی گئی ہو گی اِس اثنا مین دوسرے درجے
مین پلنگڑی جواہر کار آراستہ تھی اور بیچ مین پردہ پڑا تھا ادھر کنیزین تھین اُس طرف
مصور لیٹا تھا ایک کنیز کو انھین مین سے بلا لیا تھا اُس سے اختلاط کر رہا تھا برق نے
ہزار تدبیر کی کہ مین مصور پاس جاؤن موقع نہ ملا لیکن حال سُننے کو اسی بارگاہ کے متصل
بارگاہ صورت نگار کی بپا ہے وہ اُسوقت شوہر پاس آئی اور کنول بردارنیون و
خواصون کو دربارگاہ پر چھوڑ کر اکیلی پردہ اُٹھا کر مصور پاس گئی وہ کنیز کے اُس وقت
بوسے لے رہا تھا اور کنیز بھی گردن مین ہاتھ ڈالے تھی اِس کیفیت کو صورت نگار نے
دیکھکر پیچھے ہٹی اور مصور گھبرا کر اُٹھ بیٹھا کنیز بالون کو سمیٹتی دوپٹا اوڑھتی پلنگ سے اُٹھی کہتی
تھی کہ میان تم تو ناحق مجھے بدنام کرتے ہو مین راضی نہو لی تھی نگوڑ مارا زبردستی جو کولی
دیتا اور چھو لی کرے تو کیا کرون لیکن مصور نے زوجہ سے اپنی کہا کہ ای ملکہ آپ رُک
کیون رہین آئیے آئیے صورت نگار نے کہا کیا کرون آکے تم مرے اوڑاو مجھے بلا کر کیا
کرو گے کم بخت جو مین جانتی کہ یہان یہ کرشمہ ہو رہا ہے تو کاہے کو آتی ہیاے مرے مین گھٹا
تو آتی اور کنیز سے بولی کہ رہ تو جا تجھے کیا باتین بناتی ہے دھگڑے پاس سے اُٹھی ہے اب کیا چھپاتی
ہے تم گھروالی نہین ای سر منڈا گدھے پر سوار نہ کیا تو اپنا نام نہ رکھا لو سوت پرائی لپٹی تو
پڑ مین تمھاری پھر راضی نہین تھین یہ کہکر جوتی اوتار کر دو تین لونڈی کے جڑاتی ہوئی بھاگی
کہ جیسے اُنکے میان مین لعل لگے تھے جو کسی نے توڑ لیے اُسوقت مصور نے آکر بی بی کا پاؤن
پکڑ لیا کہ صاحب سنو تو سنو تو غصہ جانے دو اُسکی کیا خطا ہے مین نے پاؤن دابنے بلایا
تھا لو آؤ بیٹھو یہ کہکر منت کیا صورت نگار بیٹھی تو مگر کبیدہ کچھ رکی ہوئی ہر چند مصور
نے گڑگڑایا مگر بات نہ کی اُٹھکر اپنی بارگاہ کو چلی برق سارا ماجرا کنیز بنا ہوا دیکھ رہا تھا
اُسکے ساتھ ہو لیا جب یہ اپنی بارگاہ مین آئی وہان کا سارا غصہ لونڈیون پر اپنی اُتارا کسی کو
گالیان دین کسی کو جوتیان لگائین کسی پر کوڑا جھٹکارا ناحق ناچق خفا ہوئی کسی سے کہا
نالزادی حیوان کیسا پھرا ہے کہ سکتا نہین کسی نے کہا مین نے تجھے پکارا تھا جواب تو نے
کیون نہ دیا غرضکہ خوب بک جھک کر برق جو کنیز بنا ہوا آیا تھا اُسکی طرف متوجہ ہوئی کہ بی
دل لگن تم میان کو کیون چھوڑ آئین اُسنے کہا بی بی تم تو پاس ہی بیٹھی دیکھ آئین مجھ سے

اس لونڈی کا حال سُنیئے کہ کیا کیا اسکے ناز میان اُٹھاتے ہین یہ بات مطلب کی جو اسنے سُنی سب
کنیزدان پر خفا تو تھی ہی انکو ہٹا دیا اور اکیلی برق کو لے کر بیٹھی باتین پوچھنے لگی اسنے کہا بی بی [illegible]
دن رات تاکون مین تانکین ڈالے پڑی رہتی ہو میان چلے پہنچنے سے سامنے اسی کو لیے [illegible]
بیٹھے ہین اور باتین کرتے مجھے جماہی لی اور یہ کہا کہ حضور مین پھر حاضر ہون گی صورت نگار
نے کہا اری تم بھی اسنے کہا عرض نہین کر سکتی مجھے شراب پینے کی عادت ہے صورت نگار
پیتی تھی شراب کی اسکو ہوا سے کی کہ تو بھی پی اور مجھے بھی پلا برق نے جام شراب بیہوشی ملا کر
اسکو دیا کر وہ پیتے ہی بیہوش ہو گئی تنہائی تو تھی ہی اُسنے پھر مین اُسکا گلا گھونٹ کر اور اسکو
[illegible] صورت اُسی کی اپنی بنکر اور اسکو اسی جگہ کی ایک دری مین لپیٹ کر
پلنگ کے ایک گوشے مین کھڑا کر دیا اور آپ پلنگ پر لیٹ رہا یہ تو سو بن گیا لیکن صورت
[illegible] اپنی [illegible] پہلے تو کچھ کنیزی خاطر داری اور دلجوئی کی پھر وہان
سے بات کہتے بی بی پاس آیا اور پلنگ پر بیٹھ کر اور شانہ پکڑ کر ہلایا کہ ادھر ادھر منہ سے بولو پیار
قصور معاف کرو وہ نقلی نے کروٹ لے کر اس کی صورت دیکھ کر منہ چھپا لیا اور کہا جاؤ جانو
تم اپنی لونڈی سے خوش رہو اسی سے قصور معاف کراؤ [illegible] صورت نگار
یا [illegible] لگا یا قسم کھائی کہ اب اس کنیز کو [illegible] اپنی [illegible]
کر دن کا اس وقت برق نے سینے سے بات کی اور [illegible] لپٹا لیا بی بی پاس لیٹا اور
اختلاط کرنے لگا اس عرصے مین تصویر جو عمرو کی [illegible] مین پڑی تھی اسکا [illegible]
[illegible] ساحر کی بنا ہوا ایک درہ کوہ مین بیٹھا ہے یہ دیکھکر [illegible] کہا تم تمھاری [illegible]
مین [illegible] کی گرفتاری کا کچھ خیال نہین رہا دیکھو درہ کوہ مین اسوقت بیٹھا ہے چلو گرفتار
کر لاؤ اور پاس شہنشاہ کے بھیجوا کر اطمینان حاصل کرین صورت نگار نقلی نے کہا اچھا
چلو مگر ساتھ [illegible] اکیلے چلو تاکہ وہ بھاگ نہ جاوے صورت نگار نے کہا اچھا اور بی بی کا ہاتھ
پکڑ کر روانہ ہوا جب قریب درہ کوہ پہنچا تو جھوٹ موٹ کہا تم ٹھہرو مین درہ کوہ مین
جا کر گرفتار کیے لاتی ہون یہ کہکر جھپٹ کر درہ کوہ مین گیا وہان عمرو بیٹھا تھا اُس سے
کہا بھاگ جاؤ صورت نگار [illegible] پکڑنے آیا ہے عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور صورت نگار نقلی
نے ایک چیخ ماری کہ ارے دوڑو یہان بلا بیٹھی ہے صورت نگار دوڑ کر درہ کوہ مین آیا دیکھا نہ
عمرو ہے نہ کوئی ہے [illegible] وحشت سے کانپ رہی ہے اسنے کہا بات کیا ہے [illegible] تھا اس لیے

میں کام منع کرتا تھا کہ اکیلی ورسے میں نکلو آخر ڈر گئیں یہ کہکر گلے سے لگایا اور کہا اب چلو
صبح کو عمرو کو پکڑ لینگے یہ باتیں کر کے اُسکو گود میں اُٹھا کر اپنی خوابگاہ میں لایا اور پلنگ پر پیار
کرنے لگا زوجہ منفطلوعی نے اپنے پاس سے عطر بیہوشی نکال کر اُنگلیا میں ملا خوشبو سے اُسکی
مصور چھینک مار کر بیہوش ہو گیا برق نے تصویر عمرو کی گلے سے اُتار لی اور چاہا کہ اُسکا
بھی کشتارہ باندھ کر لے چلوں لیکن کیفیت شیشے کو عیار نگہبان چار دن کو نون پیر بارگاہ
اپنے شیشہ سے جب زیادہ رات گئی تو نکل کر پہرا دینے لگیں سنا ایک آنکھوں نے چھینک
کی آواز سنی صرصر نے صبا رفتار سے کہا یہ تو چھینک ایسی ہے جیسے کسی نے کسی کو بیہوشی
دی آہستہ کہا واری پیچ کہتی ہو چلو دیکھیں بارگاہ میں کیا ہو رہا ہے یہ کہکر اندر بارگاہ کے
آئیں اُنکے آنے سے برق سراسیمہ بارگاہ چاک کر کے نعرہ مارکے کہ منم برق فرنگی بھاگ گیا
صرصر بھی سراسیمہ پہاند کر پیچھے روانہ ہوئی لیکن برق دامن کوہ میں آکر ٹھہرا اور صرصر
جیسی چلی تھی کہ اگر وہ عیار مل بھی جاویگا تو برابر کا مقابلہ ہوگا ہاتھ نہ آئیگا لاؤ ہم کوئی
تدبیر کریں جس سے وہ دھوکا کھائے سو چکر اپنی صورت عمرو کی ایسی بنائی اور
آگے بڑھ کر زنبیل عیاری بجائی برق دامنہ کوہ میں تلاشی عمرو گھبرا رہا تھا زنبیل کی
صدا سنکر مقام بلند پر چڑھ نگران ہوا ازبسکہ شب ماہ تھی اور چاندنی چٹکی تھی آہستہ دور سے
دیکھا کہ استاد کھڑے ہیں دوڑ کر قریب آیا کیونکہ ایک بار مصور کے ساتھ دیکھا ہوا تھا تو دیدہ
کوہ میں استاد سے ملاقات ہو چکی تھی سمجھا کہ استاد اسی جگہ ملے تھے یہ وہی کھڑے ہیں
غرضکہ پاس آکر عرض پیرا ہوا کہ استاد مصور تو بچ گیا لیکن میں تصویر آپ کی اُسکے پاس سے
لایا ہوں صرصر نے آواز بنا کر کہا کہ بیٹا بڑا کام کیا شاباش مرحبا لاؤ تصویر مجھے دو برق
نے وہ تصویر نکال کر حوالے کی صرصر تصویر لیکر جست کر کے بھاگی اور نعرہ زن ہوئی کہ
منم صرصر نعرہ سنکر برق دوڑا لیکن وہ بھاگ کر بارگاہ مصور میں آئی اور اُسکو
ہوشیار کر کے سب حال بیان کیا کہ آپ ایسے غافل ہوگئے عیار گود میں لیکر سوئے وہ
تصویر اُتار لے گیا میں اُس سے چھین لائی ورنہ آپ کی ساری محنت برباد گئی تھی یہ کہکر
تصویر حوالہ کی وہ تصویر ملنے سے بہت خوش ہوا مگر اپنی زوجہ کو سب جگہ تلاش کیا
کہیں پتا نہ ملا نہایت پریشان ہوا آخر دل سے تجویز کیا کہ عیار اُسکو پکڑ لے گیا ہے یہ سوچکر
مزدور سحر پرواز کر کے صحرا میں جا کر ہر ایک جھاڑی جھنڈی وغیرہ میں تلاش کی کہیں سراغ

نپایا آخر کار وہ رات اسکو ڈھونڈھنے مین بسر ہوئی یہان تک کہ مصور قدرت نے
صورت زیبائی کے ساتھ شاہد آفتاب کی نگار خانۂ افلاک مین جلوہ طرازی فرمائی اور ریزہ شک
فام شب سے نقش ونگار انجم درخشان کو مٹا کر سطح سپہر کو مصفا فرمایا ابیات

اُٹھائے غرض صدمہ ہائے کثیر	کیا شب کو مر مر کے اُسنے اخیر
ہوا طائر دل جب اُسکا کباب	تو پیدا ہوا بیضۂ آفتاب

صبح کو نالان وگریان پرواز کرکے دریائے سحر سے اوتر کر باغ تسبیب مین گیا اور شاہ طلسم
آرام مین تھا اسکو بیدار کرکے فریاد کنان ہوا کہ تیرے لڑائی جھگڑے سے یہ نوبت
پہنچائی کہ ہم کو سامری کی عیار پکڑے لیے گئے شاہ طلسم سوکر اُٹھا تھا بدمزاج ہو رہا تھا
لیکن اسکی غفلت بہت کرتا ہے اُسکے خفا ہونے سے خاموش ہو رہا اور خوابگاہ سے
اُٹھکر سپہر جہانبانی پر آکر تھیا ساحران نامی حاضر دربار ہوکر حسب مراتب متمکن ہوئے
اُسوقت کہ جب مزاج شگفتہ ہوا مصور کے بے قرار ہونے پر ہنسا اور کہا جناب عیارون
کے ہاتھ سے ابھی کیا مصیبت اور دکھ اُٹھایا ہے میرے سمجھ کو دیکھیے کہ ہزار ہا بندگان سامری
کو عیارون نے مار ڈالا مگر مین نے اُف نہ کی زوجہ آپ کی بغیر فتح ہوئے طلسم کے ہلاک ہو نہین سکتی
پھر اپنے نہین چھوٹ آئیگی یہ کہکر چاہا کہ کتاب سامری مین حال اسکی زوجہ کا دریافت کرے
لیکن چونکہ یہ بات ظاہر تھی کچھ راز پوشیدہ اور عقدہ سربستہ نہ تھا مصور خود کہہ رہا تھا
کہ صورت میری بی بی کی بنکر برق عیار آیا تھا وہی اُسکو پکڑ لے گیا پس اس کھلی ہوئی
بات کا کتاب مین دیکھنا کیا ضرور تھا کیونکہ کتاب تو اس لیے ہے کہ جو امر کسی طرح سمجھ مین
نہ آئے وہ اُس سے دریافت کرے حاصل یہ کہ حسب بیان مصور اسنے سحر پڑھکر دستک
دی کہ یکایک ایک برق چمکی اور پنجہ سحر پیدا ہوا کہ اسکو حکم دیا کہ جہان برق عیار ہو وہان
جاکر اُٹھا لا پنجہ چمکتا ہوا روانہ ہوا اور ادھر برق نے جب مصور کو نیاز بخیدہ کیا پھر لشکر مین آکر
یہان عمرو سے ملاقات ہوئی ساری کیفیت بیان کی اس اثنا مین گریبان سحر چاک ہوا اور
صبح فرخ اورنگ آرائے سلطنت ہوئی عمرو اور برق بھی بارگاہ مین آئے اُس وقت پنجہ
فرستادۂ شاہ طلسم بجلی کی طرح چمک کر گرا عمرو نے تو گھبرا کر گلیم اوڑھ لی لیکن پنجہ برق کو
اُٹھا کر چلا اُسپر ساحرون نے ہزارون ناریج تیغ وغیرہ حربے سحر کے کیے لیکن پنجہ ناگزیر نہوئی
طائر بنکر ساحر خبر کو روانہ ہوئے اور پنجہ اُسکو لیے ہوئے سامنے شہنشاہ طلسم کے لایا برق

نے ہوشیار ہو کر دربار شاہ جادوان مین اپنے تئین پایا اور عجب طرح کی بہار کا باغ طلسمی
دیکھا کہ عقل دنگ ہو گئی گو کہ اس باغ کی کیفیت اور بہار کی آرایش پیشتر لکھی گئی ہے اس لیے
مکرر اور سہ کرر اعادہ نہین کیا گیا لیکن یہ دارالامارت شاہ طلسم ہے ہر وقت مین نئی بہار
اور صورت سحرکاری سے دمبدم دوسری اس مین ظاہر ہوتی ہے فی الجملہ اُسوقت برق نے
دیکھا کہ ہزار در ہزار بلبلین شاخہائے سحر بار وار پر شور کر رہی ہین کہ برق عیار آیا ہے اور
زمین و آسمان یہان کا نئے رنگ کا ہے کہ نظم

عجب طرح کا باغ پرخوف تھا — کہ خود خوف دامن مین اسکی چھپا
نظر آئی پرخوف ہر ایک شے — فلک کو جو دیکھا تو پیتل کا ہے
نظر بھر کے دیکھے کہان اتنی تاب — کہ صاف آہنین لوہے کا تھا آفتاب
ہر اُس کی تمازت کا یہ حال تھا — کہ وہ آگ کی طرح سے لال تھا
فلک پر چمک جاتی تھی گاہ برق — وہ پھر جاتی تھی آ کے بالای فرق
کبھی آسمان لگتی تھی آواز رعد — زمین پر برستی تھی آگ اُسکے بعد
زمین آسمان دونون حدت مین تیز — شرر ریز گردون زمین شعلہ خیز
عجب طور کے نخل آتے نظر — کہ ہر شاخ و برگ انکے تھے شعلہ ور
عجب سرخ طایر تھے پرواز مین — جگر شق ہو ہیبت سے آواز مین
کسی جا اگر نہر آئی نظر — تو دیکھا اُسے آگ سے گرم تر
نکلتا تھا پانی سے بھم دھوان — حباب ایسے تھے جیسے چنگاریان

برق ایسے مقام طلسمی کو دیکھ کر نہایت خائف ہوا مگر شاہ طلسم کو تسلیم کی اُسنے خطاب کیا
کہ ای برق تو نے جو صورت نگار کو بیہوش کیا تو یہ بتا دے کہ اُسکو کہان رکھا اور کیا
کیا ہر چند کہ مین کتاب سامری دیکھ کر معلوم کر سکتا ہون لیکن اس مین بھی یہ معلوم ہوگا
کہ برق اُسکو اپنے لشکر مین کسی جا مخفی کر آیا ہے اس حال کے ظاہر ہونے سے بھی تجھی سے
استفسار کرنا پڑتا ہے بدین لحاظ اول ہی تجھ سے پوچھا جاتا ہے اگر بتلا دیگا تجھکو رہائی دیجائیگی
برق یہ کلمات سنکر گویا ہوا کہ مین نے اُسکو مار ڈالا افراسیاب نے کہا یہ غلط ہے کیونکہ
وہ قتل نہین ہوسکتی برق نے کہا لشکر حمزہ سے میرے نام کا اور عیار آیا تھا وہ اُسکو
لے گیا ہے افراسیاب بولا کہ سب کتنے عیار ہین برق نے جواب دیا کہ ایک لاکھ جو اسی طرح

دو چار دن میں وہ سب یہاں آئیں گے شاہ طلسم نے کہا کوئی یہاں نہیں آسکتا تو جھوٹا ہے
یہ کہکر مصور سے کہا کہ یہ عیار تھا اگر نگار ہو جو چاہو وہ کرو مصور گویا ہوا کہ ای عیار اگر
تو میری زوجہ کو بتلا دے تو دریاے سحر کے پار تجھے اُتار دوں برق بولا کہ اگر تم سچا اقرار
کرو تو بتا دوں مصور نے قسم کھائی برق نے کہا سچ تو یہ ہے کہ تمہاری بی بی کو مین نے
عمرو کو دیدیا اور اُنہوں نے اسکو زنبیل میں رکھ لیا وہ انہیں لاکر دوں گا مگر روپیہ اسکے عوض [illegible]
[illegible] کیونکہ عمرو طماع ہے اس تقریر کو سنکر شاہ جادوان نے کہا یہ بات فی الحقیقت
سچ ارشاد کی اب صورت کیا ہے عمرو کا چھوٹنا مشکل ہے کس لیے کہ زنبیل پر نہ سحر اثر کرتا ہے نہ
کوئی ساحری زنبیل کے اندر کا حال بتلاتی ہے یہ سنتے ہی مصور رونے لگا اور پوچھا کہ ای
برق تو کبھی زنبیل میں گیا ہے اس میں کیا کیا ہے اُسنے کہا میرا تو گھر ہی ہے جب جی چاہتا ہے
جب جاتا ہوں سیر کرتا ہوں اس میں سات شہر ہیں دریا ہیں جنگل و شہرہ میں بارگاہ
حضرت آدم استادہ ہے جنات بیٹھے ہیں شراب کا پیالہ گردش میں ہے ہزار ہا ساحر قیدی
ہیں آہنی [illegible] ہشام سو سو کوڑے پڑتے ہیں دن بھر نوکری ڈھوا سکتے ہیں رات کو سوکھی
[illegible] کھانے کو [illegible] ہیں یہ بیان سنتے ہی مصور نے چیخ مار کر رو دیا اور کہا میری بی بی نے
[illegible] کی [illegible] اور پھول کی چھڑی بھی نہیں کھائی وہ تو سوکھے [illegible] کہا کر مر گئی ہو گی
برق نے کہا بیشک اسکے صدمے سے مر گئی ہوگی اگر ایسی ہی محبت ہے تو پانچ لاکھ روپیہ اور
خلعت فاخرہ یہاں سے خدمت میں استاد کی روانہ کرو میں عرضی سفارش میں لکھدونگا
مزاج میں اُنکے آئیگا چھوڑ دینگے ورنہ گئی تو [illegible] یہ سنتے ہی ایک خیمہ زرکار [illegible] پیدا
اور اب مصور نے عرضی بنام عمرو تحریر کی جسکا مضمون یہ تھا کہ لکھوی

بعرض شاہنشاہ اقلیم	سلیمان زمان عیار عالم
درخشان اختر اوج سعادت	درفشان ابر دریا بار رحمت
حقیقت دان وحی آسمانی	بیان فہم ماسے اسرار نہانی
نہال گلشن افضال باری	بہار بوستان شہریاری
عدو و غمگین محبش شاد بادا	ہمیشہ ملک او آباد بادا

عروس عرضداشت اس کمترین کی آراستہ زیور دستخط خاص اعجاز اختصاص سے
ہوا اور ساعت مسعود و آوان محمود میں خدمت بابرکت میں پہونچے یہ نہ بہرحال

حضور کو رحم آئے اور میری زوجہ زنبیل سے رہائی پائے پانچ لاکھ روپیہ اور خلعت دستی نذر طلا زمان
حضور کے حسب اتفاق رائے شاگرد رشید جناب برق فرنگی ارسال خدمت ہین اگر شرف قبول
پائین خوشا نصیب اور زہے طالع اور زوجہ میری اگر چھوٹے تو گویا مرغ بے پر و بال قفس الم و ستم
سے آزاد ہو کر آشیانہ سدرۃ المنتہی کامیابی پر پہونچے الہی آفتاب سلطنت سعادت قرین مطلع
عز و تمکین سے ساطع و لامع رہے یہ تحریر کر کے روپیہ مذکور مع خلعت کے منگوا کر ایک ساحر
کو حوالے کیا کہ خدمت عمرو مین لیجائے اور پشت عریضہ پر برق نے بھی لکھدیا کہ آپ
صورت نگار کو بھیجدین تاکہ مین قید سے چھوٹون غرضکہ وہ نامہ دار مع تحفہ جات کے روانہ
ہوا اور زنار اسنے جو ابتک برق کو کرسی جواہر پر بٹھایا تھا خاطر سے پیش آیا مگر نامہ دار دریا
سحر سے اتر کر بارگاہ عمرو مین پہونچا یہان برق کی گرفتاری کا ذکر ہو رہا تھا ہر ایک رنج مین
تھا عمرو بھی گلیم اتار کر بیٹھا تھا کہ ساحر نے لاکر نامہ دیا عمرو نے پشت نامہ پر خط برق کا
پہچانا اور سمجھا کہ اسنے عیاری کر کے ساحرون کو پریشان کرنا چاہا ہے یہ سمجھ کر قرطاس و خامہ
و دوات لیکر جواب نامہ لکھا کہ ای زیارتگاہ ساحری کیشان داور پشت و پناہ جمشید پرستان
عرضی تمھاری نظر اشرف مین گذری اگر میرا فرزند بھی گرفتار ہو جاتا تو بھی مین صورت نگار
کو نہ دیتا لیکن برق کو اپنے فرزندون سے زیادہ سمجھتا ہون کہ اسکی خاطر سے نذر تمھاری قبول
کر کے زوجہ کو تمھاری کنارے دریاے سحر کے لاتا ہون تم بھی برق کو لیکر اس پار آؤ اور اسکو
چھوڑ دو اپنی زوجہ کو لیجاؤ یہ لکھکر ساحر کے حوالے کیا اور روپیہ و خلعت وغیرہ زنبیل مین
رکھا ساحر جواب لیکر دربار شاہ جادوان مین پہونچا مصور نے نامہ پڑھا سنا بہت خوش ہوا
اور تختہ پر برق کو بٹھا کر کچھ اور روپیہ واسطے دینے عمرو کے ہمراہ لے کر روانہ ہوا اور اس
پار دریا کے آکر ایک پہاڑ پر ٹھہرا ایک ساحر کو بھیجا کہ جا کر عمرو کو میرے آنے سے اطلاع دے
ساحر نے آکر عمرو سے کہا لیجیے اور صورت نگار کو دیجیے عمرو نے کہا تم چلو مین آتا ہون
ساحر تو گیا اور اسنے زنبیل سے الگ جا کر ایک کنیز کو نکال کر بصورت صورت نگار بیہوش
کر کے بنایا اور ہوشیار کر کے اس سے کہا مین نے ہزارہا لونڈیان بیچ ڈالین تجھ پر رحم کیا
بادشاہزادی بنایا نام تیرا ملکہ صورت نگار رکھا اور اصلی اس نام کی شاہزادی کو دریا
مین ڈبو آیا اب تجھے اسی شاہزادی کے شوہر پاس لیے چلتا ہون وہین رہنا اگر وہ پوچھے
تو کہنا مین صورت نگار تمھاری زوجہ ہون اگر پوچھے سحر یاد ہے تو کہنا زنبیل مین جانے

سے سحر بھول گئی یہ فہمایش لونڈی سُنکر خوش ہوئی کہ شکر ہے قید سے تو چھوٹی جوانی مفت جاتی تھی اب عیش میں گذرے گی غرضکہ عمرو اُسے لیکر باعزاز تمام روانہ ہوا اور قریب اُسی پہاڑ کے جہاں مصور ٹھہرا تھا پہونچا برق نے دیکھا کہا استاد تو آتے ہیں اور اے مصور تمہاری ایسی ہی خاطر تھی جو تمہاری زوجہ کو لاتے ہیں وہ یہ سُنتے ہی دوڑا اور آکر ہاتھ زوجہ کا پکڑ لیا رخسار و پیشانی پر بوسہ دیا اور رنجیدہ پیشانی کہتا تھا بیت

ہزار شکر کہ مقصود یافتم	مشام جان ز خوشبوے تن معطر شد

یہ کہکر عمرو کی طرف متوجہ ہوا اور شکریہ میں اس طرح زبان عجز انتما کو وا کیا کہ خواجہ آپنے بڑا احسان کیا کہ میری زوجہ کو رہائی دی ہر چند کہ اداے شکر سے اس عنایت بے غایت کے زبان ژولیدہ بیان لال ہے لیکن شبدیز لسان میدان احسان بے پایان میں جولان اور دوان ہے کہ بیت

شکر فیض تو چمن چون کند اے ابر بہار	کہ اگر خار و گر گل ہمہ پروردہ تست

یہ کہکر براہ امتحان تصویر عمرو جو گلے میں پڑی تھی دیکھی لیکن یہ اطلاع عمرو ہو یا نہیں تصویر بصورت عمرو ہو گئی تھی معلوم ہوا کہ بیشک یہ عمرو ہے اسوقت ایک کشتی جواہر کی معہ اشرفیوں کے منگا کر دی عمرو نے کہا میری تصویر ذرا مجکو بھی دکھا دیجیے اُسنے تصویر دکھائی دیکھا کہ جیسے کپڑے میں پہنے ہوں ویسے ہی تصویر کا لباس ہے اور ہمہ موصورت میں فرق نہیں ہے یہ دیکھکر کہا اے مصور میں نے ہزاروں ساحر مار ڈالے لیکن ایسا سحر تصویر کا کسی پاس نہیں دیکھا غرضکہ تصویر دیکھکر اسکو دیدی اور رخصت ہوکر عمرو و برق اپنے لشکر میں آئے مہرخ نے تصدق برق پر سے اُتارا اور عیاری کا حال سُنکر مسرور ہوے عمرو نے کہا ہے شاگرد نے دو چار کوڑیاں مجھ کو دلا دیں کہ قرضداری سے کچھ ادائی ہو جائیگی اور میں نے کبھی دو انگرکھے گاڑھے کے برق کے لیے بنا رکھے ہیں عید کے دن دونگا برق نے عرض کیا کہ میرے پاس آپکی عنایت سے سب کچھ ہے آپ زیربار نہو جیسے سب اہل دربار ان باتوں سے ہنسنے لگے اور ساقی نے جام بھر کر دیا ہنگامہ عشرت گرم ہوا ادھر تو باطمینان تمام سب مصروف انبساط ہیں لیکن مصور اپنی بی بی کو بارگاہ میں لایا مسند عزت پر بٹھایا وہ کنیز عرصہ دراز سے واقف ہوئی تھی ہاتھ لگاتے ہی مزے میں آگئی مگر مصور پاس نامہ آیا لکھا تھا کہ آپنے زوجہ کو اگر پایا ہو تو ہمارے پاس آئیے کہ ہم اور حیرت بھی بی بی سے آپکی ملیں ہے

پڑھ کر بی بی ہمیت سوار ہو کر باغ سیب میں گیا سب نے تعظیم کی اور برابر تخت شاہ طلسم کے تمکین
ہوا اور افراسیاب سے کہا خداوند باختر آپ کو سلامت رکھے کہ آپ نے خوشنودی آبرو بچائی
اس میں حیرت نے کہا کہ صورت نگار کا رنگ بدل گیا کنیز نے کہا تکلیف میں انسان سرخ
و سفید کب ہوتا ہے ایک ساحر بولا کہ ملکہ سے زنبیل کا حال پوچھو یہ سنکر کنیز بولی کہ زنبیل میں کبھی
اندھیرا کبھی اُجالا کہیں صحرا ہزارہا ساحر قید ہیں ایک ایک روٹی اور کڑی ڈالی جاتی ہے یا ہیں
ہو رہی تھیں کہ عیار بچیاں بھی آئیں اور سب سے صورت نگار نقلی کی بلائیں لیں
اور سامنے آکر غور سے جو دیکھا تو ہنسیں اور صرصر نے آپس میں کہا کہ یہ صورت نگار
اصلی نہیں ہے یہ کلمات مصور نے بھی سنے کہا تم کیا چپکے چپکے کہتی ہو انھوں نے کہا حضور
آپ نے پانچ لاکھ روپے جواہر وغیرہ خرچ کیا لیکن بی بی کو بھی بچایا پوچھو کہ سحر بھی یاد ہے
یہ سنتے ہی کنیز بولی کہ زنبیل میں جانے سے سحر بھول گیا صرصر نے اسکے بولنے سے آواز پہچانی
کہ یہ در اصل صورت نگار نہیں ہے گویا ہوئی کہ حضور ہم عیارہ نہ ٹھہرے کوئی کہتی
ٹھہرے ہے کوئی بڑھیا کہیں کی لونڈی ہے دو کوڑے ماریئے ابھی قبول دے گی یہ سنتے ہی
مصور گھبرایا اور رعد سے کہا واسطے سامری کا آپ کتاب میں دیکھ دیکھیے یہ اصلی زوجہ
میری ہے یا نہیں ازبسکہ شناخت کرنا صورت کا تھا اور ایک دھوکے کی بات دریافت
کرنا تھی اس وجہ سے کتاب دیکھی معلوم ہوا کہ صورت نگار اپنی بارگاہ میں دری میں لپٹی
پڑی ہے اور ایک درخت کے نیچے لشکر سے ہٹ کر ستر الی بیہوش پڑی ہے اور بیت الخلا
میں لونڈی بیہوش ہے یہ دیکھتے ہی صرصر وغیرہ سے کہا کیوں مردار دیں میں نے تمکو حفاظت
کے لیے جو بھیجا تھا تو ایسی ہی نگہبانی کرتے ہیں کہ اتنے آدمی عیار نے بیہوش کیے اور تمکو
خبر نہوئی صرصر عتاب دیکھکر عذرخواہ ہوئی اور پھر عیاری چاہا کہ جاؤں مگر شاہ طلسم نے
مصور سے کہا کہ یہ عورت کنیز ملک بہار ہے اور بی بی آپ کی دری میں لپٹی ہوئی بارگاہ
میں ہے یہ سنتے ہی مصور اٹھکر چلا مگر حال سنیے کہ بارگاہ میں برق کی تنہا جو عمرو نے بہت
کی ضرغام و جانسوز بھی اس فکر میں چلے کہ ہم بھی عیاری کر کے نام وری حاصل کریں
آخر لشکر کفار میں آئے یہاں نہ عیار بچیاں تھیں نہ حیرت وغیرہ تھی سناٹا تھا بوجہ
پایا دل سے یہ سوچے کہ مصور آخر بارگاہ میں کسی وقت آئے ہی گا ابھی سے اسکے قید
کرنے کا سامان کر رکھو یہ سوچکر کنارے لشکر کے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر نقب لگانا شروع

کی اور بارگاہ مین صورت نگار کے مہرہ اسکا توڑا اوری کو جو خنجر سے کاٹا صورت نگار
جو اس مین لپٹی کھڑی تھی زمین پر گری عیارون نے گرنے کی صدا سنکر اسکو کھینچا پھر نقب مین
لاکر رکھا اس طرح کہ آدھا دھڑ نقب مین اور آدھا بارگاہ مین اور اسکے پاؤن سے نیچے
حلقہ کمند کے لگا کر آپ بھی چھپ کر بیٹھے کہ جو اسکو اٹھانے آویگا ہم بیضہ بیہوشی مارکر اسکو بیہوش
کرکے لے جاوینگے غرضکہ یہ تو گویا دام مین دانہ ڈال کر بیٹھے اور مصور بیتابانہ آکر بارگاہ مین
پہونچا اوری کو الٹا ایک جگہ اپنی زوجہ کو پڑے ہوے دیکھا شانے پکڑکر جو اٹھایا پاؤن کو کمند
مین لٹکا پایا حیران ہوکر گردن ڈال کر جھانکنے لگا اسوقت ایک عیار نے کمند ماری اور
دوسرے نے بیضہ بیہوشی مارا کہ یہ بیہوش ہوا عیارون نے اسکو بھی کھینچا اور اسکی زوجہ
کو بھی ٹانگ پکڑکر نقب مین کر لیا ایک نے مصور کو پشتارے مین باندھ کر لادا اور دوسرے
نے اسکی جورو کو سنبھالا لیکر کنارے لشکر کے نقب سے نکلے اور اپنی بارگاہ کی طرف راہی
ہوے لیکن صحرا کی طرف سے چلے کہ کوئی ہمکو شناخت نہ کرے جب جنگل مین پہونچے تصویر
عمرو کی اتار لی اور باہم مشورہ کیا کہ سر انکے کاٹ کر لے چلیں یہ سوچکر خنجر دونون کے مارا
خنجر جسم پر سے انکے اچٹ گیا پتھر مارے وہ بھی الٹے پھر آئے اسوقت سمجھ گیا کہ زمین مین
خالی بنا کر بارود بچھا کر انکو اوڑا دین ایسا ہی عمل مین لائے یہ تو سرنگ اڑانے کی فکر مین
ہین وہان شاہ طلسم نے پھر کتاب سامری دیکھی کہ مرشد تنہا گئے ہین دیکھون کیا معاملہ گذرا
کتاب مین معلوم ہوا کہ عیار دونون کو قتل کیا چاہتے ہین یہ دیکھتے ہی کتاب بند کرکے خود
پیدا ہوکے چلا اور بہت جلد آکر وہین پہونچا کہ عیار نقب کھود کر بارود بچھا رہے تھے شاہ
نے نعرہ کیا کہ بانی عیار بھاگے لیکن اسنے منتر کیا کہ دونون کمر تک زمین مین سماگئے ادہر
پھینکنا بارگاہ سے برق اور قران بھی بہر عیاری چلے تھے جب جنگل مین آئے بلندی سے
لشکر ساحران کو دیکھ کر عیاری سوچنے لگے کہ انکو ایک سناٹا معلوم ہوا اور غور کرکے جو دیکھا
تو خسر شاہ اور جانشون کو شاہ طلسم نے گرفتار کیا ہے یہ دیکھتے ہی قران ایک ساحر کی صورت
بنا اور برق کو بصورت اصل مشکین باندھ کرکے چلا شاہ کے سامنے جاکر سلام کیا اور عرض
پیرا ہوا کہ میرے پہاڑ پر جہان مین رہتا ہون یہ عیار آیا تھا مین نے گرفتار کیا ہے شاہ جادوان
خوش ہوا اور قران کو بیس اشرفیان ہاتھ پر رکھ کر نذر دیتے جب قریب آیا عرض کیا
ان دو ذات عیارون کو بھی مجھے دیجیے کہ اپنے سحر مین مبتلا کرکے حضور کے ہمراہ چلون شاہ نے

نے تدبیر اُسکی ہاتھ رکھا اور سحر کیا کہ عیار زمین سے نکل آئے سحر برطرف ہو گیا اُسوقت قران کھڑا ہی تھا تاک کر حباب بیہوشی جو لگایا تو شاہ طلسم کے منہ پر پڑا کہ یہ بھی بیہوش ہو کر گرا قران نے بعدہ تان کر چاہا کہ سر پر لگاوے یکایک زمین تھرا کر شق ہوئی صدا آئی کہ لینا پکڑ نا جانے نہ دینا قران اور تینون عیار گھبرا کر بھاگے اور افراسیاب و مصور و صورت نگار زمین میں سما گئے بعد کچھ کے تینون کی آنکھ کھلی دیکھا کہ زمین یہان کی زمرد کی ہے آسمان سونیکا ہے بیابان سرسبز و شاداب ہے بہار یہان کی نایاب ہے کہ

نظم

کہنا کہ اُسکے ایک صحرا ملا نہایت خوش آیند و دلچسپ تھا
ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی جو لگنے لگی تو ہر دم اُسکی کچھ لطافت پانے لگی
نمایان ہوئی اُس جگہ ایک جھیل کہ تختے سنگ پشت اُس میں مانند فیل
کنارے کہیں منہ نکالے نہنگ کسی جا پہ دو مچھلیون میں تھی جنگ
اُسی جھیل میں آکے تینون نہائے تو بیہوشی اُتری حواس آ گئے

جب خوب ہوشیار ہوئے تو میں پرنیا دیں زرین پوش حسینہ و جمیلہ سلسلہ آئین عرض پیرا ہوئیں کہ طلسم کی پریان ہیں اور یہ بیابان طلسم اور جھیل ساحلی کی ہے آپ شاہ ہو کر اکیلے ہر جگہ چلے جاتے ہیں اُسوقت عیار آپ کو مار ڈالتے تھے ہم اٹھا لائے یہ سنتے ہی افراسیاب کو غیرت آئی اور مصور سے گویا ہوا کہ میری غیرت تو جا چکی تمام طلسم میں مشہور ہو گیا کہ شاہ طلسم کو عیار مارے ڈالتا تھا آپ اِس طلسم کی سیر کیجیے میں جا کر قران کو گرفتار کرتا ہون یہ کہکر پریون سے کہا مرشدزادے جب سیر کر چکیں تو بحفاظت تمام میرے پاس پہنچا دینا غرضکہ آپ روانہ ہوا یہ تو ادھر سے آتا ہے اور مصور مع اپنی بی بی کے سیر طلسم میں مصروف ہے مگر برق وغیرہ عیار جو اپنی بارگاہ میں بھاگ کر گئے عمر وغیرہ سے سب حال کہا عمر نے جب سنا کہ لشکر ساحران خالی ہے مصور وغیرہ زمین میں سما گئے ہیں معلوم کر کے سب عیارون کو لیکر جنگل میں گیا اور آپ بصورت مصور بنا برق کو صورت نگار بنایا اور جالسوز کو خدمتگار بنا کر روانہ ہوا یہان تک کہ لشکر ساحران میں پہنچا سب ساحر دوڑے نہایت خوش ہوئے نذرین دین تصدق اُتارے عمر بارگاہ میں جا کر بیٹھا اور اپنے سرداران عالی جاہ و بہزاد جادو وغیرہ کو بلا کر حکم دیا کہ میرا خزانہ اور اسباب وغیرہ سب ایک جگہ کر دو کہ اُسکو لیجا کر میں کہیں مخفی کر دون تاکہ ایسا نہو عیار اُسکو آ کر لیجاوین

حسب ارشاد صندوق زر و جواہر کے اور دست بستہ اور بدزبان شالون کی سب ایک جا
کرکے عرض کیا کہ مال سب حاضر ہے یہان لانے مین عرصہ ہوگا وہین چلکر لیجیے عمرو نے
وہان سب کو ہٹا دیا اور جال مار کر زنبیل مین رکھا اور رفیقون سے حکم دیا کہ صندوقون مین
کنکر پتھر بھر دو تا کہ عمرو یہ مال لے جائے تو بہت پچھتائے اور پشیمانی اٹھائے ملازم حسب
ارشاد عمل مین لائے جملہ صندوق خس و خاشاک و سنگریزون سے لبریز کر دیے یہ انتظام
عمرو کر رہا تھا کہ وہان مصور نے تصویر دیکھی کیونکہ جس وقت شاہ طلسم نے ضرغام وغیرہ کو
گرفتار کیا تھا تو تصویر اسنے چھین لی تھی لیکن جب زمین مین غرق ہوکر صحراے طلسم مین پہونچا
اسوقت تصویر مصور کو دیکر آپ پھر گرفتار ہی قران گیا فی الجملہ اسوقت جو شبیہ عمرو
دیکھی معلوم ہوا کہ میری صورت بنکر میرے مال کو تاراج و برباد کرتا ہے یہ دیکھتے ہی پریزادان
طلسم سے کہا جلد مجھے لشکر مین پہونچا دو انھون نے اسکو ایک صحرا مین لاکر کہا جاتے وہ لشکر
آپ کا سامنے نظر آتا ہے مصور بعجلت تمام تر مع اپنی زوجہ کے اڑکر چلا اور بارگاہ سے قریب
آکر نعرہ زن ہوا کہ باش اے دزد مکار مین آپہونچا یہ نعرہ سنتے ہی برق اور جانسوز جست
کرکے بھاگے مصور کو بسبب تصویر کے حال عمرو کا ظاہر ہوا تھا ان عیارون سے واقف
نہ تھا اس سبب سے یہ تو بھاگ گئے مگر اسنے عمرو پر ایسا سحر کیا کہ وہ فرار نہو سکا پاؤن زمین
نے پکڑ لیے اسکو مسحور کرکے بارگاہ مین گیا اور سب مال وغیرہ کو دیکھا ملازمون کو سنگ پتھر
بھرتے صندوقون مین پایا بہت خفا ہوا سب کو نکال دیا آخر سارا اسباب لٹا ہوا دیکھ کر
عمرو سے کہا دیکھ تو مین تیرا کیا حال کرتا ہون اور جلاد کو طلب کرکے حکم دیا کہ جلد سر اس
دزد کا جدا کر جلاد مستعد قتل ہوا عمرو رجوع قلب سے دعا کرنے لگا اسوقت عیار برق
جو بھاگ کر گیا صحرا مین پہونچا وہان قران سے ملاقات ہوئی اس سے کہا کہ استاد گرفتار
ہوگئے اور سارا حال بیان کیا قران نے ماجرا سنکر فورا صورت اپنی مثل افراسیاب
کے بنائی تاج گوہر نگار سر پر رکھ کر اور چار قب شہنشاہی دربر کرکے بالا ہاے مروارید گلے
مین ڈالکر قباے قلمکار زرانداز و جواہر دوز پہنی قشقہ سے پیشانی کو مزین کیا تصویر
سامری و جمشید دونون کی کہنی سے شانے تک باندھکر درست ہوکر برق سے کہا کہ شیر صحرائی
کی صورت بنو برق نے پوست شیر کی نکالی کہ اسکے پاس گھنٹیان لگی ہوئی بہت سی
کھالین شیر اور آہو اور سانپ وغیرہ کی رہتی ہین اور یہ جانور چارپایہ بے مثل بنتا ہے چنانچہ

نوشیروان نامے کے دفتر میں ملک فرنگ پر بسبب مقابلہ مرزوق فرنگی کے اور امیر سے واقع
ہوا یہ عیار مرزوق کا تھا اور کتنا بنکر سب امیر کے سرداروں اور عمرو کو پکڑ لے گیا تھا اور
کسی نے اسکو شناخت نہ کیا پھر عمرو کے ہاتھ سے زیر ہوکر مسلمان ہوا اور اطاعت میں اب
تک ہے فی الجملہ شیر کی کھال پہنکر گھنڈیاں اُسکی پیٹ کے برابر درست کرکے بالوں میں چھپا لین
اور وہ ببر غران اور ضیغم دمان بنکر تیار ہوا کہ شیر فلک جس کی ہیبت سے برج اسد میں جا کر
چھپتا اور خنجر گزار سپہر کا زہرہ خوف سے آب ہوتا کہ نظم

بوقت خشم اگر دندان دکھاے — تو نور صبح ڈر کر تھرتھراے
صدا اسکے رعد کتنی غرش میں پیدا — چمک آنکھوں میں مثل برق ہو پیدا

اس شکل سے جب تیار ہوا قران اُسکی پشت پر سوار ہوا وہ سے گرمست لشکر مصور چلا
جب لشکر میں پہونچا ساحروں نے دیکھا کہ افراسیاب شیر پر سوار نہایت کروفر سے آتا
ہے بہر تعظیم ہر شخص حاضر خدمت ہوا جلاد عمرو کو قتل کرنے سے ٹھہر گیا اور مصور بھی
خبر سنکر دوڑا استقبال کرکے بارگاہ میں لے گیا عرض کیا کہ خوب ہوا آپ تشریف لائے
میں نے اس ناعیار مکار کو قتل کرنا چاہا ہے شاہ طلسم نے یہ حال سنکر کہا اے مرشد زادہ
برحق آپ اپنا سحر اسپر نہ رکھیے میں شیر سے اس عیار کو کھلوا دیے لیتا ہوں یہ کہہ کر شیر سے
اُترا اور کہا اے شیر اس عیار کو جا کر کھا لے شیر نقلی غرا کر جو چلا جس قدر تماشائی اور جلاد
وغیرہ تھے بھاگے اور مصور نے سحر کی قید عمرو پر سے دور کردی شیر نے جا کر عمرو کو
منہ میں دابا عمرو کی گویا فرط خوف سے جان نکل گئی جیتے جی مر گیا اور گھگی بندھ گئی دل
سے دعا کرتا تھا کہ الٰہی پنجۂ عذاب شیر سے مجھے نجات دے آخر بیہوش ہو گیا لیکن شیر نے
کچھ تھوڑا منہ سے ہٹا دے کر پیٹھ پر لاد کر سامنے شاہ طلسم کے لایا اُسنے کہا دو خیمہ جو خالی
ہو وہاں جا کر اسکو کھا لے اور میری سواری کو حاضر ہو شیر حکم پا کر اسی خیمے میں گیا
اور تنہائی پا کر عمرو سے ہوشیار کر کے کہا کہ اُستاد خوف نہ کھائیے میں ہوں برق اور
سب حال بیان کیا عمرو کی جان میں جان آئی شاگرد کو گلے سے لگایا کہا بیٹا یہاں جو
کچھ شاہ طلسم کو نذر وغیرہ ملے گی اور مصور پاس جو کچھ ہے وہ لینا چاہیے برق نے کہا
زیادہ طمع نہ کیجیے اب کی قید ہوئے تو رہائی مشکل سے ہو گی عمرو یہ کلمہ سنکر خفا ہوا کہ بھوڑ
تو نے مجھ ایسے قانع کو طامع اور لالچی مقرر کیا ہے برق نے کہا آپ خفا نہوں میں جاتا ہوں

آپ کا نقصان مجھے بھی نہیں منظور ہے کہکر شیر بنا ہوا قران پاس آیا لیکن یہاں قران
نے بارگاہ میں بیٹھکر سرداران نامی کو جمع کرکے باتیں کرنا شروع کیں مصور نے ساقی کو
اشارہ کیا اُسنے جام شراب بھرکر دیا قران نے لے کر آنکھ بچاکر بیہوشی اُس میں ملائی اور مصور
کو دیا کہ پہلے مرشدزادے آپ پئیں مصور نے جام لے کر پیا قران نے ساقی سے گلابی لے کر
کہا کہ عمرو کے قتل ہونے کی خوشی میں سب کو شراب پلاؤں گا اور گلابی میں بیہوشی ملا کر
ہر ایک کو شراب پلائی بعد لمحے کے تاثیر ہوئی اور ساحر جو پی رہا تھا گرکے بیہوش
ہوئے اسوقت قران نے خنجر نکال کر دو چار کے سر کاٹے شور اُٹھا مرنے کا بلند ہوا
ساحران لشکر کچھ بھاگے اور کچھ سمت بارگاہ دوڑے غلغلہ جو ہوا عمرو خیمے سے بشکل ساحر
لینا لینا کہتا ہوا نکلا اور بارگاہ میں جاکر جال مارکر لوٹنے لگا برق نے کبھی زمین پر گرکر
غلطاں لگائی کہ پوست شیر کی اُتر گئی اور نعرہ کیا میں برق اور قران نے بھی نعرہ کیا
دونوں سراپچے پھاند کر بھاگے اور عمرو کشتیاں جواہر کی اور اسباب وہاں کا لوٹ کر
نعرہ کرکے بھاگا مصور پیراسوبہ کے ہاتھ ملا کہ اسکی قضا نہیں ہے ایسا نہو کہ پھر آفت
میں مبتلا ہو جائیں غرضکہ سب لوٹ مار کر نکل گئے ساحروں نے مصور کو آکے ہوشیار کیا
اسنے اس کیفیت پر اطلاع پاکر سر اپنا پیٹ لیا اور چاہا کہ بہر گرفتاری عیاران جاؤں
لیکن صورت نگار اسکی زوجہ نے منع کیا کہ عیار آفت روزگار ہیں انکا تعاقب اچھا نہیں
اسکے مانع ہونے سے رہ گیا اور بارگاہ میں نیا سامان وغیرہ درست کرکے فروکش ہوا
مگر عیار جو بھاگ کر چلے اپنے لشکر میں آئے بارگاہ میں پہنچکر مہرخ وغیرہ سے ماجرا
بیان کیا ہر ایک نے ذلت عدو سنکر خندہ زنی کی اور قہقہے لگائے آخر جلسہ عشرت گرم
ہوا رقص و سرود کے تماشے میں مصروف ہوئی قران صحرا میں چلا گیا اور عیار اپنے
کام میں سرگرم ہوئے یعنی فکر عیاری کرنے لگے لیکن شاہ طلسم جو بہر گرفتاری قران
روانہ ہوا تھا راہ میں سوچا کہ کتاب سامری میں چل کر حال اُسکا دریافت کرکے تجویز کرکے
باغ سیب میں گیا سنے نقش کی تخت پر آکر متمکن ہوا وہاں وہ کنیز جسکو عمرو ولی مصور
کی زوجہ بناکر بھیجا تھا بیٹھی تھی اُسکو حکم دیا کہ یہاں سے نکل جا وہ مایوس باغ سے نکل کر طلسم
میں بھیک مانگنے لگی ایک دن ایک ساحر نے دیکھا جوان عورت دیکھ کر اپنے گھر میں
لیجاکر رکھا ادھر افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ قران میری صورت

بنکر گیا اور مصور کو لوٹ کر ساحروں کو قتل کر کے چلا گیا اسوقت صحرا میں ہے یہ دیکھتے ہی چاہا
کہ جا کر گرفتار کروں لیکن حیرت اسکو عازم روانگی سمجھ کر مستفسر ہوئی کہ حضور کہاں جانے
والے ہیں شاہ جادوان نے اپنا ارادہ ظاہر کیا حیرت عرض پیرا ہوئی کہ ملازمان شاہ
کے لائق و شایاں کب ہے کہ عیاروں کے پیچھے دوڑتے پھریں لازم ہے کہ حضرت جہان پناہ
تامل فرمائیں اور کوئی تدبیر گرفتاری عیاران کی جائیگی افراسیاب اسکے روکنے سے
کچھ سمجھ بوجھ کر ٹھہرا اور جام مے ارغوانی پی کر مزاج کو اعتدال پر لانا چاہا ناچ سامنے ہونے
لگا اسوقت پنجے نے لاکر نامہ دیا لفافے پر مہر خداوند لقا ثبت تھی اسکو آنکھوں سے لگا یا
نامہ کھول کر پڑھا لکھا تھا کہ اے بندۂ غفلت شعار شہنشاہ ساحران اپنے خدا فریبے تو نے
غفلت کی ہے بندگان خوابی نے خداوند کو عاجز و پریشان کر رکھا ہے اور تجھ سے کچھ نہیں
ہوسکتا خداوند نے اسی دن کے لیے تجکو یہ سلطنت طلسم عطا فرمائی تھی اور شاہ جادوان
بنایا تھا کہ تو خداوند کی خبر لے لازم ہے کہ بمجرد دیکھنے نامہ کے یا تو کسی ساحر جلیل کو
بمقابلہ حمزہ روانہ کر یا جواب بھیج کہ میں مدد نہیں کرونگا تاکہ خداوند اور کوئی
تدبیر کریں اور کسی دوسرے بندے کو اپنے بلائیں یا خود وہاں تشریف لیجائیں اس
مضمون کو پڑھ کر اور عتاب خداوندی دریافت کر کے شاہ لرز گیا اور اسی وقت
بڑھ کر دستک دی زمانہ تاریک ہوگیا بعد لمحے کے تاریکی دور ہوئی اور ابر
ہو کر زمین پر آیا اس ابر سے دو ساحر سیاہ فام گنبد و دہن بد باطن سوار
آتش سارے جسم سے لگے نکلتے تھے سامنے بادشاہ کے آکر دست بستہ سلام کر کے کھڑے ہوئے
اسنے حکم دیا کہ اے ابلیل جادو و تخلیل جادو تم اپنے ملک سے جمعیت کثیر لیکر
خداوند کے جاؤ اور لشکر خدا پرستان کو ہلاک کر دو اور ایک عرضی جواب میں نامہ کے
آپ بھی لکھ کر انکے حوالے کی مضمون یہ تھا کہ یا خداوند دراصل اس بندۂ گنہگار سے غفلت
اور خطا سرزد ہوئی قصور میرا معاف فرمائیے اور میں بدل اطاعت و تابعداری
کرنے کو حضور کی حاضر ہوں دو ساحر گرامی منزلت خدمت میں ارسال کرتا ہوں
حاضر ہوتے ہیں یہ کام خداوند کے بندگان مغضوب کا تمام کر دینگے قصہ مختصر عرضی لیکر
دو ساحر اپنے ملک میں آئے اور لشکر کو حکم تیار ہونے کا دیا فوج کے سالار سردار
آتشیں لیکر سوار ہوئے طائران سحر اڑ کر ہاتھ وہاں پر کا کھڑے اور زمین کھنچ گئے

باجے جنگی بجنے لگے بڑے گرد فرسے لاکھ ساحر چلنے پر مستعد ہوئے دونون ساحر اژدہون پر تخت اپنا کھچوا کر سوار ہوئے اور سمت کوہ عقیق چلے لڑاتے اور ڈہرو بجاتے جاتے تھے کالی گھٹا اُمڈی نظر آتی تھی زمین تھرا لی تھی کہ نظم

ہوا پر اوڑا تخت سردار کا
وہ سب لشکر اس تخت کے گرد تھا

بندھے جیت تھے کھاروون کے لنگوٹ
سبھون کے دلون پر لڑائی کی چوٹ

بیان اُن کی شکلون کا کیا کیجیے
تصور جو کیجے ڈرا کیجیے

درازی لکھی ہے زروے حسد
کہ تھے ساٹھ گز کے فقط اُنکے قد

الحاصل بعد قطع جادہ طلسم کوہ عقیق مین پہونچے یہان وہ خرس بادیہ ضلالت مردود دگمراہ یعنے زمرد شاہ لقا سے بیہ بقا راندہ درگاہ الہ تخت نکبت خداوندی پر اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ یکایک رعد گرجا اور بموجب ابیات

ہوے کالے بادل فلک پر نمود
پریشان ہوے ہر طرف مثل دود

گرجنے لگا ابر وہ رعد وار
چمکنے لگین بجلیان بھی ہزار

سبھون پاس آنے لگین بجلیان
بدن کو جلانے لگین بجلیان

لقا یہ علامت دیکھ کر پکارا کہ کوئی بندۂ خاص ہمارا آتا ہے یہ کلام بختیارک و سلیمان سنکر بہر استقبال چلے اور بارگاہ سے باہر آکر سمت ابر دیکھا کہ ہزارہا ساحر گرد ن دشہد آتشین پر سوار آتا ہے اور اژدہون پر تخت کھچا ہے دو ساحر تاج و لباس فاخرہ سے آراستہ بیٹھے ہین یہ دیکھ کر بختیارک نے صدا دی کہ بیت

ندانم بہر تشریف قدومت خانہ دارم
غریبم خاکسارم گوشۂ ویرانہ دارم

اِس ندا کو سنکر وہ ساحر اُترے اور شیطان سے بغلگیر ہوے لشکر ساحران اُترنے لگا طبل و نقارے بجنے لگے دونون ساحر ہمراہ شیطان کے بارگاہ مین آئے خداوند کو سجدہ کیا نذر دی اور عرضی افراسیاب کی پیش کی لقا عرضی پڑھکر بولا کہ ہمنے تقصیر شاہ طلسم معاف کی اور اپنی رحمت اُسپر نازل کرینگے غرضکہ یہ دونون ساحر ذکل پر بیٹھے اور ساقی نے جام شراب زعفرانی دیا ناچ ہونے لگا انھون نے سب حال لشکر امیر کا استفسار کیا کہ وہ کیسے بندگان قدرت ہین جنپر اسقدر رحم خداوند کا ہے کہ باوجود اس سرکشی کے خداوند انھین غارت نہین فرماتے بختیارک نے کہا یہ راز خداوندی ہین اس امر کا

بادا بلق سپہر ترا رام کرہ ظفر	ہمہ وا رہی بہ چمن صبح خورشید و کو

درساحرانِ طبل و تجلیل جا دو نام سے اگر شورِ دشمن بپا ہے طبل جنگ بجوایا ہے اس خبر کو عرض کرنے کے ہرکارے علیحدہ ہوئے اور شاہِ سمت صاحبقران ملاحظہ فرمایا وہ ارادہ شاہ پر اطلاع پا کر ارشاد کنان ہوئے کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل خدای جبار نو قفار طبل و ضرب نواختہ میں آئے کیونکہ جیسا کچھ منشی تقدیر نے ہماری سرنوشت میں تحریر فرمایا ہے وہی پیش آئی ہے کہ بیت

خصم را گر دل نہ جبہ اعتباری ورد	مردان اولی ترکہ وری اعتباری سپتن

حسب فرمان قضا جریان چالاک نے جا کر نقارۂ سلیمانی میں طبل سکندری پر دوال دی شور محشر آشکار ہوا ہر ایک شاہ وہ خبردار ہوا کہ دم جنگ کا رزار ہوگا نقد جان عروس جلادت پر نثار ہوگا اس سحر کہ میں ہر مرد کا رآبرو رکھے اور سر خرد کے لیے شہ خامہ دربار شاہ نے برخاست فرما کر حکم آراستگی فوج صادر فرمایا درستی آلات حرب میں ہر ایک شوروش گاہ جلادت شعار مصروف ہوا جوش شجاعت میں بہادران زبان سے ورد نہ تھا کہ کل معرکہ ہمارے ہاتھ ہے تیغ گردن کا ساتھ ہے کہ نظم

اگر صبح سیم تیغ زرشب بام	نہ مردی ہمہ با بر شکل انداز تام
شود ننگ را ہمہ نولی کنیم	کہ باشد ز او زبان زلف لی کنیم
اگر بار باشد جہان آفرین	بہ تیغ از عدو در بار خواہیم کین

شب بھر جانبین میں تیاری سامان جدال و قتال رہی شمشیرہا سے صاعقہ تمثال اور خدنگہا سے جانستان وشعلہ بار پر آبداری دی گئی کمان ہر ایک خطا کردار دوں کے لیے سینہ کو درست ہوئی ایسی مشغلے میں جب رات کٹ گئی اور طاؤس روشن لگا کہ دم خر آشیانۂ مشرق سے آڑا اور صولت و شہامت کو اپنی خلق پر زاغ شب کو شکار کر کے فلک پر کیا علم خط صبح بلند ہوا کہ مثنوی

پر طاؤس زرفشان میں تھی روشنی	کہ جس سے فلک گو ہوئی روشنی
ادھر آیا تھا وہ بڑی دور سے	وہ پر داغ میں تھا پر نور سے

دم سحر امیر ور دو دوطلا کنندہ فارغ ہو کر اسلحہ زیب جسم فرما کر مع تمام سرداران فرقہ قاہرہ در دولت بادشاہ پر حاضر ہوئے اور بادشاہ بین سرپا کہ فوج فوج و صف صف میدان جنگاہ

بیان کیا کرون اسکے لشکر کا حال
وہ نقارے ہاتھی پہ اُن سب کے بعد
سمان صبح کا روشنی کا ظہور
زر سرخ ہوتا تھا اسپر فدا
نقیبون کی یہ بات زیب وہان
غرض ہو گیا لشکر بیابان مین
ادھر سے لشکر لقا بھی چلا
تھے ہمراہ ساحر بہت بیشمار
وہ کچھوا کہ تخت ہاتھیون پر سوار
مقابل ہوئی فوج سے اسکے فوج
جما جب وہ لشکر بیابان مین
پھریرے جھنڈے رن مین جا بجا ہر طرف
ہوئے قلب مین جلوہ گر بادشاہ
زمین ایک باری وہ تھرا گئی
اٹھا ایک جانب سے طوفان سا
سنو حال ان سب کے سامان کا
پڑھت اک طرح کی ہر اک پڑھتا تھا
بنا ایک غول ان مین سے شکل شیر
کسی نے کیا اژدہون کا برن
ہزارون مین سے شکل عقرب ہوئے
غرض جب کہ ترتیب لشکر ہوا
کہا اے نامداران میدان کین
حیلہ نام بکتا ہے میدان مین
بڑھے یہ صدا اوسکے جسدم نقیب
پکارا کہ ای حمزہ نامور

ہر اک نوجوان شیر دل خوش جمال
کڑکے ابر مین جیسے آواز رعد
درفشون پہ نقش سراسر طیور
قدم باقدم مثل باد صبا
بڑھے لشکر دولت پیشہ عز و شان
بہادر دڑتے آکے میدان مین
بیابان مین وارد ہوا سے صبا
ہر اک سحر مین چیدہ روزگار
ہو جس طرح مہ پیش آتشکدہ
ملے جب طرح موج سے آکے موج
تو ساحر ہی ساحر تھے میدان مین
ہر اک غول سے باندھ کر ایک صف
بڑھے ہر طرف ساحر روسیاہ
قیامت سی اس دشت مین آ گئی
سمندر بھی لا کر جھنجھر سوا
کسی نے کیا سحر طوفان کا
اڑا پانی بیابان مین بڑھتا تھا
کھڑے بیچ مین شیر بن کے دلیر
دکھاتے تھے اپنا اپنا وہ فن
وہ سب لشکر شہ سے اقرب ہوئے
نقیبون نے دی یک بیک یہ صدا
کوئی تجھ سا عصمت سے بہتر نہین
عوض جان کے دو اسکو آکر یہین
تو اہلبیل نکلا بشکل مہیب
مقابل ہو کے کوئی جلوہ گر

اس ندا کو سنکر دار اب کشور کشا فرزند امیر گھوڑا اوڑا کر سامنے گیا اور طالب حرب ہوا
اہلیل جادو زمین پر گر گیا اژدر دہان بنکر شعلہ ہاے آتش چھوڑتا آسیر آیا شاہزادہ سے
بہت سے تیر لگاے جب تیر قریب پہونچے آتش دہن اژدر سے جل گیے شاہزادہ تلوار کھینچ کر
جا پڑا لیکن اوسنے قلاب آتش چھوڑ کر دم کھینچا دار اب نے لنگر مارا کہ تا کمر زمین میں
غرق ہو گیا مگر دم اژدر کا وہ زور تھا کہ تھم نسکا کھنچتا ہوا منہ میں اژدہے کے گیا اژدر
اوسکو نگل کر اپنے لشکر میں آیا اور اوگل دیا شاہزادہ بیہوش تھا اوسکو داروغہ زندان
بیخوار سرکش جادو کے حوالے کیا کہ اُسنے سے جا کر مقید کیا اور اہلیل جادو پھر
میدان میں آکر مبارز خواہ ہوا اب کی بار بیسر بدیع الزمان شاہزادہ تورج اوسکے
سامنے گیا فی الفور اوس ساحر نے ایک گلدستہ سے کر رو برو کیا وہ گلدستہ کھل گیا
اور چہرہ اُس میں سے پری کا نکل کر خندہ زن ہوا صدا سے قہقہہ بلند ہوئی اُس غنچہ دہن
کے ہنسنے سے تورج زد سے رو کے بیہوش ہو گیا اوسنے اُنکو بھی باندھ لیا اور بیخوار
کے حوالے کیا پھر نعرۂ ہل من مبارز کی صدا بلند کی اب کی بار خورشید بین ہاشم شفیق
نبیرۂ امیر نے اجازت حرب بادشاہ سے لیکر مرکب کی باگ اُٹھائی جب سامنے اہلیل
کے گیا اوسنے کچھ سحر پڑھ کر دستک دی ہوا تند چلی اور زمین سے ایک سرو قد نکلی صورت
ریختہ اوسکی گل گلشن وداد تھی قامت زیبا میں وہ صنوبر شمشاد تھی پاس اس نونہال
صاحبقرانی کے آئی اور پکاری کہ کیوں صاحب ہماری آنکھیں ذرا بھی خیال نہیں خورشید
یہ صدا سنکر مرکب سے اوترا اور پاس اُس نازک بدن کے گیا اوسنے آغوش محبت میں
لیا اور گلے سے لگایا شہزادہ گلے ملتے ہی بیہوش ہو گیا وہ زن سحر تو پھر زمین میں سما گئی
اور اہلیل نے اُنکو بھی زندانیان کو دے کر قید کرایا اور پھر طالب ستیز ہوا لشکر اسلام
شاہزادگان ذی وقار اور سرداران عالی تبار جا جا کر اوسکے سحر کی بدولت سے گرفتاری کو
مقید ہوے اور قریب ایک سو بیس سردار کے قید ہو گیے اسوقت بختیارک نے وسواس
عیار کو بلا کر کہا تو چھپکے سے جا کر کہہ آ کہ اے اہلیل اب جنگ موقوف کرکے ہر ایک کو قتل کر دو
کیونکہ حمزہ مالک اسم اعظم ہے اگر وہ مقابلے میں آئے گا تو کچھ بن نپڑے گا وسواس نے
جا کر پیام دیا اہلیل نے ساحروں کو للکارا کہ ہاں ان سرکشوں کو گھیر دو اور قتل کر دو ساحر
اور سپہ سالاران لشکر بحکم سنکر حرب سے کر حملہ آور ہوے اُس طرف سے امیر بھی اشقر اوڑا کر

چلے اور بقیہ سرداروں کے نعرے بلند ہوئے بادشاہ نے بھی تخت چھوڑ کر مرکب خنگ سید قرطاس زیر ران کیا تلوار کھینچی سپاہ ہر دو باہم مل گئی بھڑ کر تلوار چلنے لگی ہر ایک بہادر نے شمشیر زنی سے تہلکہ ڈال دیا اُس وقت ساحروں نے سحر کیا کہ عقرب دمار برسنے لگے اور جسکو وہ کاٹتے تھے پانی ہوکر وہ بہتا تھا کہ نظم

وہ جادو میں تھے ہر کسی سے سوا — ہر اک سحر میں ساحری سے سوا
لیا گھیر جب لشکر شاہ کو — دبایا گہن جس طرح ماہ کو
جو عقرب کے اندر قمر آگیا — تو دل شاہ کا وان پہ گھبرا گیا
قمر ہو جو عقرب میں اے ہمنشین — تو ہرگز لڑائی مبارک نہیں
غرض ہر طرف سے وہ لشکر گھرا — عجب رنج میں ہر دلاور گھرا
نگہ دہنی جانب جو کی ناگہاں — نظر آئے اژدر کشادہ دہاں
گئی بائیں سمت اُسکی جسدم نگاہ — تو عقرب نظر آئے لاکھوں سیاہ
پس پشت جسدم لیا منہ کو پھیر — ہزاروں دکھائی دیے اُنکو شیر
اسی طرح جس سمت منہ پھر گیا — نظر آئی اونکو نئی اک بلا
دکھائی جو دی تھیں بلائیں عجیب — وہ اک مرتبہ ہو گئیں سب قریب
بلاؤں نے گھیرا جو میدان میں — تو ڈوبے بہت مرد طوفان میں
بہت سے ہوئے اژدہوں سے ہلاک — بہتوں کو کیا عقربوں نے بھی خاک
یہ حمزہ نے دیکھا جو یہ ماجرا — وہیں اسم اعظم پڑھا برملا
پڑھا پانچ سو بار جب اسم حق — تو جادوگروں کا ہوا رنگ فق
پڑا تھا جو اُن ساحروں کا کڑا — تو لرزہ سبھوں کے بدن میں پڑا
پڑھا پڑھ کے بسم اللہ آگے وہ شیر — ہوا اسم اعظم کے باعث دلیر
پدر اسم پڑھتے تھے صاحبقران — بلا دور اُس جا سے تھی بیگمان
مگر رہتی تھی ہر طرف کی بلا — اُسے دور کس طرح کرتے بھلا
یہ دھیان آگیا اُنکو اُسدم مگر — کہ وہ اسم اعظم پڑھا تیغ پر
وہ جب کر چکے تیغ پر اسم دم — تو چمکائی وہ برق کرکے علم
پھری گرد اُس سمت کے شدت سے وہ — مشابہ تھی ہالے کی صورت سے وہ

چھپکی میں تھا دائرہ نور کا / نظر آتا تھا نائرہ نور کا
پڑی روشنی جسدم تلوار کی / تو وہ جل گیا اسپہ بجلی گری
صدا فوج کی دیتے رہتے تھے نقیب / کہ نصرٌ من اللہ فتح قریب
علی اسم سے تیغ کو ایسی تاب / کہ طوفان کا کھویا اسنے شتاب
نہ شمشیر اسکے باعث سے یکسو رہے / نہ اژدر رہے اور نہ بچھو رہے
لڑائی رہی صبح سے تا بہ شام / چھپا مہر آخر ہوا دن تمام
سنِ فوج نغمہ کی آمد ہوئی / لڑائی وہ دیکھیں صبح پر اٹھ رہی
کہ اس طرف کو دل فتح کے / ادھر سینہ زن سارے ساحر رہے

جس وقت کہ زاہد قدرت نے شعلہ ہائے تنویر شعاع مہر کو آیہ واللیل اذا عسعس سے فرو کیا اور تیغ کہکشاں کو میدان سپہر میں چمکایا لشکر لقا میں طبل امان بجا اور لشکر جادوان کا خیمہ گاہ کی طرف پھرا اہلیل جادو چلتے وقت کہتا گیا کہ اے مسلمانان آج میں حمزہ کا اسم اعظم بند کرکے تم سب کو قتل کروں گا ورنہ آکر خداوند کو سجدہ کرو سرکشی سے باز آؤ غازیوں نے اس تقریر کے جواب میں لعن وطعن لقا پر کی لیکن امیر اپنے بیٹوں اور سرداروں کے قید ہو جانے سے رنجیدہ و دل کبیدہ پھرے لشکر نے کھودی اور کشتوں کو دفن کرایا زخمیوں کا علاج ہونے لگا بادشاہ نے شب کی خستگی خیال کرکے رات کا دربار معاف کیا ہر ایک بہادر اپنی اپنی جگہ پر آرام گزین ہوئے طبلہ پھرنے لگا امیر نے عبادت کرنے کا سرانجام کیا بادشاہ سمت غلیش محل تشریف لے چلے سردار اور عیار جلوخانے تک پہونچانے ہمراہ آئے راہ میں بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک عمرو کے نہ ہونے سے ساحروں کا لشکر پر غلبہ ہوتا ہے سردار گرفتار ہو جاتے ہیں ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار نامور ہیں لیکن کسی سے کچھ نہیں ہو سکتا یہ فرما کر شاہ تو داخل شبستان ہوئے مگر عیاروں نے غیرت میں آکر تہیہ کیا کہ چل کر ساحران نابکار اہلیل و محلیل کو قتل کرکے اپنے سرداروں کو چھڑانا چاہیے ایسا کچھ مشورہ کرکے ابو الفتح اصفہانی و چالاک بن عمرو و کلباد عراقی و گاماد عراقی چار عیار نظر رزق و دیتا وہ ستر لالی لگا کر صلہا ناحق سے چست و چالاک ہو کر روانہ ہوئے اُس طرف لقا عجب اپنی بارگاہ میں پھر کر آیا واسطے اُن دونوں ساحروں کے حکم دیا کہ حوالی قلعہ

کو وہ تحقیق مین جو باغ کہ باغ مینا کہلاتا ہے وہان جشن کا سامان مہیا کیا جاوے اور آج اُس باغ کی ایسی تیاری ہو کہ اُسے ہم جنت قرار دینگے اس حکم کو سنکر سلیمان نے باغ کی آرایش کرائی اور سامان عشرت مہیا کیا دم بھر مین یہ عالم ہوگیا کہ نونہالان گلشن تماش پوش تھے جام سے نزارت و تزاوت نوش تھے ہر شجر جو بن مین پری تھا آسیب خزان سے بری تھا زمین مہانکی فلک تھی ایسی چمک تھی کہ نظم

وہ گل پھول اس مین نمایان ہوئی کہ بہزاد مانی بھی حیران ہوے
صفت کرسکون مین کہان نہر کی جواہر کی تھین پٹریان نہر کی
ہر اک سو صنوبران بالا و قد سے شجر باردر سر سے پا تک ہرے
منڈھے تھے رمہیلی تمامی سے سب بہار انکی تھی چاندنی مین غضب
خوش آواز ایسی ہی تھین بلبلین کہ رشک اسکے جنت کے طائر کرین
جو تھی نغمہ زن طائرون کی صدا بجا ہے جو کہیے کہ ارگن بجا
عجب سبز باغ دل آرا کی تھی وہ ساری زمین مشک سارا کی تھی
بمضمون ہے طبع چالاک کا سبو لطف انگور کے تاک کا
ہر اک کامرانی کی تفصیل ٹہنی وہ بالا ضیا خوشون کو دیتی تھی
سبز ہری جو تھی داربست آشکار ہری بیل دیتی تھی آسیر بہار
لیے بیلچے ہاتھ مین باندھے صف پٹڑی پھرلی تھین مالنین ہر طرف
دو رستہ رکھے جھاڑ بلور کے یہ تھا صاف روشن کہ ہین نور کے
ہر اک روشن اس طرح کا تھا کنول کہ تازہ رہے جس سے دل کا کنول
فروزان وہ ہر ایک مہر رنگ تھی صفائی دل صاف کی رنگ تھی
نہ دنیا مین تھا اس سے بہتر مقام غرض شستہ و رفتہ تھا ہر مقام

جب جملہ سامان آراستگی باغ ہو چکا لقا مع جادوگرون کے داخل باغ ہو کر تخت پر بیٹھا شراب ارغوانی کا دور چلنے لگا اسوقت ابلیس سے بختیارک نے کہا کہ آپ دونون صاحب یہان تشریف فرمائین وہان لشکر مین عیار آکر سرداران مقید کو رہا کر لیجائینگے ابلیس نے یہ کلام سنکر جواب دیا کہ مین دن بھر بسبب رزم و پیکار کے تھک گیا ہون لشکر

میں جاکر اندرون بارگاہ آرام کرونگا اور محافظ مجبان بھی رہونگا یہ کہکر خدا فرید سے
رخصت ہو کر بارگاہ میں پہونچکر آرام گزین ہوا اور باغ میں اُسکے بھائی کے سامنے ناچ
ہونے لگا لیکن عیار چاروں جو اشکل کے پیچھے چلے تھے آن میں سے کلماد عراقی
نوجوان کی صورت بنکر غریب آدمی کی ایسی وضع بنا کے پہنے لنگوٹی باندھی انگرکھا پیوندوار
پہنکر بہمہ باد در باغ بنا پر آیا یہان جلسہ عشرت کی دھوم تھی اک کیفیت ہجوم تھی جتنے
شاہزادہ و امرا اندر باغ کے تھے اُنکے ملازم اور چوبدار و خدمتگار در باغ پر جو چھپیان
بنی تھیں اُن میں جمع تھے کوئی شراب پیتا تھا کوئی اندر باغ کے جاتا تھا کوئی باہر
آتا تھا کوئی لوٹیا لیے دوڑا جاتا تھا کہ میان پیشاب کو اُٹھے ہیں کوئی لالٹین اور جوڑا
پاپوش کا لیے اندر گیا تھا کہ حضور اُٹھے ہیں کسی کے کاندھے پر میان کی شال پڑی
تھی کسی کے کاندھے پر تہ کیا ہوا شالی رومال تھا کوئی لنگی پر رومال باندھے وردی پہنے
و اُنکے کمر لنگوٹی سنبھالے تھا کہ اور تیغے ہر ایک کے سر پر لگے تھے سرخ پگڑیان باندھے
تھے بعض چنی ہوئی رہکین پیچے کمر سے باندھے کمر سے پیٹی ایک گز تسمے تھا انھیں میں سے
ایک بوڑھا چوبدار اکیلا ایک طرف کی ٹھنڈی میں بیٹھا تھا اور بسبب کبرسنی کے تھک گیا تھا
حقہ پینے کو جی چاہتا تھا مگر اُٹھتا نہ تھا اتفاق سے کلماد اکیلا دیکھکر اسی کی طرف گیا
چوبدار نے گویا خدا سے چاہتا تھا کہ کوئی ادھر آئے اسکا آنا غنیمت سمجھا چاہیے کہ خضر ملے
خوش ہوکر یہ بھی نہ پوچھا کہ تم کون ہو بلکہ بہشت گویا ہوا کہ میاں صاحبزادے تم سلامت
ہو ذرا سی آگ لیتے آؤ کلماد نے کہا بہت خوب کیا میان مرد یہ صاحب حقہ پیجیے گا
لیجیے تو چلم بھرتا لاؤں اور حقہ تازہ کرکے رکھ جاؤں مرد نے کہا کہ تم جیتے رہو
اور تم بھی پینا کلماد نے حقہ تازہ کرکے رکھا اور چلم لیکر آگ لینے گیا اور چلم میں
بیہوشی کا تنباکو بھرکر آگ رکھ کر لایا اور پیا تیار کرکے مرد نے اسے روبرو رکھا اسنے کہا تم لگاؤ
جواب دیا کہ میں نہیں پیتا ہوں آپکے فرمانے سے بھر دیا وہ دعائیں دینے لگا
اور ایک دم کھینچنے لگا یا دھوان منھ ہی میں رہا اور ادھر وہ بیہوش ہوگیا ایسا تنہائی
تھی کلماد نے اُسکے کپڑے اوتار کر وہیں ٹھہر کر مثل اُس کے اپنی صورت بنائی اور
اُسکو اور خود بہ وہ بیہوش کے پگڑی سر پر اپنے رکھ کر عصا لے کر باغ کی طرف چلا

جب اندر باغ کے گیا عجب باغ نزہت آگین دیکھا اور زیر نگیرۂ زرتار جواہر کار تخت پر لقا
کو بیٹھے پایا گرد امیران عظام کا مجمع دیکھا ایک طرف ونگل پہ مخلیل بیٹھا تھا اور رقاصہ ناچ
رہی تھی ہنگامہ عشرت گرم تھا کہ یہ بھی سامنے اس انجمن رشک دہ بزم انجم سپہر کے جاکر
ٹھہرا اس وقت بختیارک نے مخلیل سے کہا کہ آپ کے بھائی صاحب اکیلے لشکر مین
گئے ہین ذرا اون کی بھی خبر رکھیے اور سرداران امیر کو اچھی طرح قید کیجیے ورنہ عیار اگر
لے جائینگے مخلیل نے کہا ملک جی تمہین وہم بہت ہے میرا بھائی ایسا نہین ہے کہ
کوئی اوس کی موجودگی مین لشکر کے اندر آسکے اور قیدیون کی جانب دیکھ سکے بختیارک
نے کہا بڑے بول نہ بولو آج رات بھر سے کٹی نہین معلوم ہوئی آنکھ لگی تو عمرو یہان تھا
اب اس کے بیٹے اور شاگرد سب ملک الموت ہین مجکو تو آج سب حاضر ہین دربار عیار
نظر آتے ہین بلکہ در و دیوار سب عیاری عیار ہین ابھی وقت فرصت کا ہی تم خدا ان
کی تقدیر کے بھروسے پر نہ رہو کچھ تدبیر ایسی کرو کہ زندہ بچو مخلیل ان باتون سے بگڑنے لگا
اور کہا ہوا کہ ہم ایسے ویسے ساحر نہین ہین کہ ہمکو کوئی مار ڈالے تم دیکھنا کہ اسم اعظم
حمزہ بند کرکے مین خدا پرستون کا خاتمہ کرتا ہون بختیارک نے کہا کہ
جو مین کہتا ہون واسطہ سامری کا مانو غافل نہ ہو خلاصہ یہ کہ امیر کے شیدایان نے ایسا
ورغلایا کہ اسنے ایک رقعہ لکھا یہ کیفیت اس مین درج تھی کہ بھائی اسکا ان دنون
کا اور قیدیون کی جگہ سحر بند کردو کہ عیار سارے لشکر مین پھیلے ہین یہ لکھکر ادہر ادہر
دیکھا سامنے کلما وشکل جو بڑا بیٹھا تھا اسکو پاس بلاکر رقعہ دیا کہ اہلیل پاس لیکر
لیجائیو اور کہنا زبانی بھی کہہ دینا کہ ہم سے غفلت نہ کرین عیار کا سخت خیال رہین
ان کی سخت حاجت ہے نیا ئے کلما وسیام سنکر رقعہ لیے چلا دل سے کہتا تھا کہ موقع
خوب ہاتھ آیا اب مارا ہین سنے دونون کو فی الحال وہان سے لشکر مین پہنچکر اہلیل
کے پاس آیا اور رقعہ دیکر کہا کہ آپ اس کو پڑھکر ذرا علحدہ چلین کہ آپ کے بھائی
نے اور بھی کچھ کہا ہے اسنے رقعے مین خط اپنے بھائی کا پہچانا اور چوبدار کے ساتھ اٹھکر
کنارے لشکر کے گیا چوبدار عیار سی نے تنہائی مین پہنچکر شراب بیہوشی منہ پر مارا کہ وہ
بیہوش ہوکر گرا اوس نے لباس اسکا اتارا اور وہین بیٹھکر قاتہ عیاری بلا کے

ہاتھ مین لٹکائے بارگاہ مین آیا ملازمین سے کہا تم سب ہٹ جاؤ مجھے بھائی صاحب نے
ایک چیز ایسی بھیجی ہی کہ مخفی کرکے اسکو رکھونگا وہ سب ہٹ گئے اسنے ایک صندوق
مین اہلیل کو بند کرکے قفل دے دیا اور آپ باہر بارگاہ سے آکر پکارا کوئی ہی ملازم حاضر
حاضر ہوکر سامنے آئے اسنے حکم دیا کہ مجھے آج کھٹکا ہی کہ عیار آکر قیدیون کو چھڑا لیجائینگے
لہذا داروغہ محبس سے کہو کہ سب اسیرون کو یہان لے آئے مین آپ پہرا دونگا
حکم سنکر ملازم چلے اور کلماد بھی چلا کہ زندان سے سردارون کو نکلوا دیکھا کہ باہر سے
باہر ہی لیجاوین پھر آکر سمجھاؤنگا غرضکہ ادل بدل نوکرون نے بہتوار سرکش جادو
داروغہ سے جاکر اطلاع دی کہ حضور قیدیون کو مانگتے ہین جلد لے چلو داروغہ حکم پاتے
ہی اسیرون کو زنجیر مین باندھ کرکے چلا راہ مین اسکو دیوانہ آہن خوار جادو
ملا کہ توشک خانہ کا مالک ہی ملا اوس نے بہتوار کو ٹھہرایا کہ اسیرون کو کہان لیے جاتا
ہی بہتوار نے کہا حضور مانگتے ہین یہ گفتگو ہوتی تھی کہ اہلیل نقلی بھی آکر پہونچا آہن خوار
اسکو دیکھ کر خاموش ہو رہا بلکہ بارگاہ کی طرف چلا گیا اور کلماد نے ٹھہر کر کہا کہ مین
اپنا پہرا قائم کرتا ہون تم ابھی بہتوار جادو کی قید سب پہرے سے دفع کر دو اسنے پکار دینا
شروع کیا لیکن دیوانہ آہن خوار جادو جو بارگاہ مین گیا یہ تو مالک توشک خانہ
کا کپاس وغیرہ رکھنے کے لیے جو صندوق کھولے ایک مین اہلیل کو بند پایا حیران ہوا
کہ یہ کیا ماجرا ہی ابھی اہلیل آئے قیدیون کو چھڑا رہے ہین اور دوسرے یہان ہین
ابھی یہ فکر ہو رہی تھی کہ زمین سے ایک عورت سیہ فام رقعہ لیکر نکلی وہ رقعہ لیکے
پڑھا لکھا تھا کہ یہ اہلیل اصلی ہی اور وہ عیار ہی جو قیدیون پاس ہی یہ پڑھکر رقعہ زن
سحر کو دیا کہ وہ سحر غائب ہو گئی اور یہ اٹھکر دوڑا کہ ایسا نہو عیار اسیرون کو چھڑا لیجائے
اور راستے سے ایسا سمجھا کہ کلماد زمین پر گر کر لوٹنے لگا بہتوار یا تو دھر پڑ رہا تھا
یا اسکو اٹھانے مین مصروف ہوا اسی عرصہ مین دیوانہ آہن خوار پہونچا اور پکار کر لینا
اس بدذات کو یہ عیار ہی مالک کو ہمارے صندوق مین بند کر آیا ہی یہ سنتے ہی بہتوار نے
سمجھا کہ کلماد بھی ہمراہ سردارون کے زنجیر آتشین مین بند کیا ہی سردارون
کو قید خانے مین گیا اور آہن خوار نے آکر اہلیل کو ہوشیار کرکے سارا ماجرا بیان کیا

اور لباس درباری پہنکر باغ کی طرف چلا کہ بھائی سے سب حال کہکر اُسکو بھی بلا لون اکیلا
لشکر مین رہنا اچھا نہین ایک سے دو بھلے یہ سوچکر روانہ ہوا اُسکو جاتے ابوالفتح عیار نے
دور سے دیکھا کیونکہ چار عیار رہبر عیاری آئے ہین وہ سب اسی فکر مین پھر رہے تھے غرضکہ
جب اسنے جاتے دیکھا فوراً اپنی صورت مثل برہمن کے بنائی چندن سے دار لُٹیا ہنسی انگوچھا
کندھے پر ڈال کر ایک سرے مین انگوچھے کے پترہ باندھا دوسرا سرا سینے کے قریب لٹکایا
مرزائی کے نیچے جنیو چھپایا اور دھوتی تہمری باندھی قشقہ پیشانی پر دیا لشکر سے نکل کر
شگن ساعت پکارتا چلا جب اہلمیل لشکر کے واسطے کرکے صحرا مین پہونچا برہمن نے اُسکو دیکھ کر
اسیس دی کہ بھگوان بھلا کرے پرمیشر بنائے رکھے نارائن کرپا کرے اندر ہو لوبا الا دشمن
دور رہے اب تو آپ کی فوج پر مصیبت ہے چند روز بلی ہے چیلا لچھمی رہیگا بھگوان کی دیا
سے مورسے مہاراج کی بڑھتی کے دن ہین منگل پانچوان سو سیچ کو ستری یعنی مشتری ہے
سب کام سدھ ہون گے اہلمیل نے یہ باتین سنکر گھوڑا روک لیا اور کہا مہاراج آج تیری
پھر ہولی جان بچ گئی نہین تو عیار نے مار ڈالا تھا آپ ذرا پتر سے ہمین دیکھئے تو کہ ہم
اور بھائی میرا حمزہ پر فتحیاب ہو گا برہمن نے یہ سنکر کہا راہ چلتے ہمین شگن پوچھنا اچھا
نہین ذرا ٹھہر جائیے تو ہم بچار دین اہلمیل گھوڑے سے اوتر کر برہمن کے پاس آیا اور
بالچرد بہیہ پوتھی کھلوائی سامنے رکھے برہمن نے پوتھی کھولی اور تسبیح پر کچھ منتر کر کے
گنتیان تلا بہر چھپکلی وغیرہ کا انگلیون پر بچار کرکے کہا یہ پوتھی ہے جو شنبہ وغیرہ
لکھی ہے اسپر انگلی رکھیے اور روشنی منگا لیجیے کہ ہم غور کرون اہلمیل نے ایک مشعل
اٹھا کر دیکھا کہ مشعل کی طرح جلنے لگا اور مشعل کو ہاتھ مین لیے بیٹھ کر پوتھی کی کنڈلی پر
انگلی رکھی برہمن نے اُسکو پوتھی کی طرف مشغول دیکھ کر ایک بٹنا بیہوشی کا اوس مشعل پر
ڈال دیا کہ یکایک بھبکا نکلا اور دھوان ایسا پھیلا کہ اہلمیل اُس مین چھپ گیا اور
بو سے اُسکی بیہوش ہو گیا ابوالفتح نے اوسی مشعل کی روشنی مین بیٹھ کر شکل اُس کے
صورت اپنی بنا لی اور اُسکا لباس پہن کر جب درست ہو چکا اُسکو ایک غار مین ڈال کر
پتھر سے دہن غار بند کر دیا لیکن وہ مشعل سحر کی اُسی طرح روشن زمین پر پڑی رہی
سمجھا کہ جب تک اہلمیل زندہ ہے مشعل نہ بجھے گی کہ اُسکے سحر کی ہے غرضکہ اُس کو چھوڑ کر

کہا کہ ای برادر تم کیون آئے مین نے تمکو رقعہ بھیجا تھا ہزارون عیار فکر مین ہم دونون کی
پھرتے ہین تم نے غضب کیا کہ اکیلے چلے آئے اہلیل نے یہ تقریر سنکر جواب دیا کہ آپنے
خوب رقعہ بھیجا تھا کہ وہی جو بہار نے تو پیرا فانہ کر دیا تھا یہ کہہ کر سب سرگذشت کا بیان
کی جو کچھ کہ بدہمن بنکر زبانی زراہیل کے سنی تھی بیان کی محاہیل نے اسوقت کہ بھائی کو
بلا سے نجات پایا ہوا دیکھا گلے سے لگا لیا اور کہا اب تمکو اکیلا مین نہ چھوڑونگا چلو مین
بھی لشکر مین چل کر شب بسر کرون یہ کہہ کر خدا اذن سے رخصت ہو کر روانہ ہوا انجہیار
نے کہا کہ راستہ مین دوست اور دشمن کو دیکھتے جانا اسنے کہا مین بخوبی ہوشیار ہون اور باہر
آکر دونون گھوڑون پر چڑھکر چلے راہ مین اسکو خیال آیا کہ کہین ایسا نہو یہ شخص میرے
بھائی کی صورت بنکر آیا ہو اور مجھے دھوکا دیکے لے چلا ہو یہ سوچکر کچھ پڑھکر پھونکا
رنگ و روغن عیاری اڑ گیا اور صورت اصلی ابو الفتح کی ظاہر ہو گئی ابو الفتح گھوڑے
سے کود کر بھاگا اسنے اپنے گلے سے مالا توڑکر پھینکا کہ سانپ بنکر لپٹا اور ابو الفتح کو پکڑ کر
سامنے آیا اسنے کہا سچ بتا کہ تو کون ہے اور میرے بھائی کو تو نے کیا کیا اسنے جواب دیا کہ
مین عیار ہون بھائی کو تیرے غار مین ڈال آیا ہون وہ خواستگار ہوا کہ چل مجکو بتا دے
ابو الفتح بولا کہ مجھے چھوڑ دو تو بتا دون اسنے کہا او بدذات تیری مکاری نہ چلے گی مین
تجھے چھوڑ دون کہ تو بھاگ جائے اور پھر آکر مجھے ستائے ابو الفتح نے کہا اگر تمہین خیال
ہو کہ مین بھاگ جاؤنگا تو لشکر مین چل معاملہ کرو بھائی کو اپنے لو اور میرے بھائی کو دو
محاہیل بولا کہ ارے حرامزادے میرے تیرے معاملہ مقدمہ کیا ہے مین کچھ ایسا کمزور ہون
جو تجھ سے دب جاؤن یہ کہہ کر کچھ سحر ایسا پڑھا کہ ابو الفتح خود بخود دوڑتا ہوا چلا اور
اسی جگہ آیا جہان اہلیل غار مین بند تھا محاہیل نے اسکو باہر نکالا کہ وہ بیہوش پڑا
تھا ابو الفتح سے کہا اسکو ہوشیار کر اسنے کہا مجھ پر سے سحر اتار لو تو مین ہوشیار کر دون
محاہیل یہ کلام سنکر سمجھا کہ تو حصار سحر سے نکل دیگے اور اسکو چھوڑ دے کچھ گرفتار کر لینا
حصار سے باہر تو جا نہ سکے گا اس سے خوف کرنا کیا ہے یہ سوچکر دو چھڑ پڑھکر ابو الفتح
کو رہا کیا لیکن گرد حصار کر دیا تو جادو کرنے مین مصروف ہوا لیکن ابو الفتح جو پاس
پیچھے کھڑا ہوا تھا اسنے بیضہ بیہوشی مار کر دم سے زمین پر گرا ابو الفتح خنجر کھینچکر
سر پر سوار ہوا کہ ذبح کرون اسوقت اہلیل جو بیہوش پڑا تھا اتفاقا ہوش سے سر

صراحی جو اُسنے کھائی ہوشیار ہوکر اُٹھ بیٹھا دیکھا کہ ایک شخص کسی کو ذبح کرنا چاہتا ہے یہ
یہ دیکھکر اُسنے ایسا سحر کیا کہ ابو الفتح زمین پر گرکے بے حس و حرکت ہو گیا اور بہار اپنے
بھائی کے قریب آیا اور اُس کو چپا تکیہ ہاتھ سے کرکے لپٹ گیا اور خیال میں لایا کہ اور کوئی
عیار نہ آ جائے یہ سوچکر ایک ہاتھ سے اپنے بھائی کو اور دوسرے ہاتھ سے ابو الفتح کو
اُٹھا کر بزور سحر اُڑکر چلا اور اپنی بارگاہ میں پہونچکر بھائی کو ہوشیار کیا اور دونوں نے
اپنی کیفیت بیان کی پھر وارو غہ سحر وار کو بلا کر ابو الفتح کو بھی زندان میں بھیجکر قید کرایا
اور باب حفاظت تاکید شدید کر دی اور باہم مشورہ کیا کہ عیار بڑے غضب کے ہیں یقین ہے
کہ پھر آئیں گے اب کوئی سحر ایسا کرنا چاہیئے کہ جو آئے گرفتار ہو جائے یہ مصلحت کرکے
ایک تصویر پاش سے آٹے کی بنائی اور ایک بط الماس کی ترشی ہوئی تھیلے سے
نکال کر تصویر کو سائبان بارگاہ کے نیچے اور بط کو اپنے پلنگ کے برابر رکھ دیا اور پاسبانوں
سے اپنے بلا کر کہا کہ جو کوئی تم میں سے اندر بارگاہ کے آئے تو کہدے کہ میں نوکر ہوں اور
اِس کام کے لیے اندر آتا ہوں اگر یہ نہ کہے گا تو اُلٹا بارگاہ کے سائبان میں لٹک جائے گا
لازم ہے یہ سنکر خاموش ہو رہے اور انھوں نے نوکروں کو منتخب بھی کیا کچھ نوکروں کو کار بار
کے لیے اندر رکھا باقی کو باہر رہنے کا حکم دیا غرضکہ سب بندوبست درستی ہو گئی
بیٹھے اُسوقت جمیل نے کہا بھائی خداوند نے باغ میں جشن کیا ہے وہاں ناچ ہوتا ہے تو
میرا دل وہیں لگا ہے اگر تم کہو تو میں جاؤں اب تو رات تھوڑی سی ہے اور کان بھی
سحر سے کر لیا ہے بھائی اُسکی یہ تقریر سنکر بولا کہ بھائی میں کچھ روکتا تھوڑی ہوں تم شوق
سے جاؤ اور اپنا دل بہلاؤ لیکن راہ میں ذرا عیاروں سے بچکر جانا یہ سنکر بہار اُسکا
بھائی جاؤں گا نہیں یہ اور تھوڑی کا یہ کہکر بارگاہ سے نکلا اور پرواز کرکے روانہ ہوا اور
اسکے جانے کے بعد جمیل سو رہا اور خدمتگار چپی کرنے لگا بعد تھوڑے کے خدمتگار اُٹھ کر باہر
بارگاہ کے آیا وہاں چالاک خدمتگار کی صورت بنا ہوا فکر میں اندر جانے کے تھا کہ
اِس خدمتگار نے اُسکو دیکھا اور کہا بھائی تم بھی نوکروں میں ہو چالاک نے کہا ہم
خداوند کے نوکر ہیں اسوقت دم گھبرایا تھا باہر آئے اگر تمہارا کچھ کام ہو تو کہو دو میں
کیا ہوا چاہتا تھا یا اسکے واسطے ہم آئے اُس خدمتگار نے کہا کہ میری نوکری کا اسوقت
چپی میں دور ہو اگر تم دم بھر حضور کی چپی کرو تو میں پیشاب کو جاؤں کہ بھائی

اُسنے کہا کیون اے دزد آب کہ تیرا کیا حال کرون یہان تیری عیاری کچھ نہین چل سکتی کیونکہ
ایک سمت گلاب کا شیشہ رکھا تھا چاہا کہ اُٹھا کر بھائی کے منھ پر چھڑکون اور تازیانہ لیکر عیار کو
مارون اُسوقت وہ بیٹھا ہوا الماس کی کٹھری تکتی پکارتی کہ واہ واہ صاحب تم خود ایسے غافل
ہوسکے کہ عیار کو اپنے ساتھ سے آگے اتنا بھی نہ سمجھا کہ یہ شخص غیر ہے یا اپنا ہے جس کو ہم اندر
بارگاہ کے لیے جاتے ہین یہ کلام بیٹی کے سنکر یا تو شیشہ اُٹھانے جھکا تھا یا جھپٹ کر
چاہتا تھا کہ سنبھلے لیکن عیارون نے دیکھا کہ اس بیٹی حرامزادی نے سب کام بگاڑا اب
غفلت نہ کرو یہ سوچکر چالاکی تمام گلبادے نے اُسنے سنبھلنے بھی نہ دیا ایک خنجر اس زور سے
پشت کی جانب سے مارا کہ سر مخلیل کا کٹ کر دور گرا غل و شور برپا ہوا اُس وقت
چالاک چھوٹ گیا کیونکہ اُسی نے اُسکو قید کیا تھا ایسے رہا ہوتے ہی خنجر کھینچکر اہلیل جو
بیہوش پڑا تھا اُسپر لگایا بیٹی چینخنے لگی گلدستہ کھل گیا اور شعلے نکل کر دو چالاک
کے پیچھے لپکے لیکن گلبادے نے دوبارہ بڑے زور سے خنجر مارا کہ سر اُسکا بھی جدا ہوا العیاذ باللہ
وہ صداہاے مہیب پیدا ہوئین کہ گویا آسمان پھٹ پڑا وہ بیٹی اور پتلی اور گلدستہ جلنے لگا
بجلیان چمک کر گرنے لگین لوگ چلا کر جو باہر بارگاہ کے تھے بدحواس ہوکر بھاگے کہ کیا یہ
کیا آفت آگئی عیار غصے کرکے سر اپنا ہاے ہاے بارگاہ پھاند کر بھاگے لیکن یہ غل و شور
سنکر دیوانہ آہن خوار جادو و داوسنجوار سرکش جادو و جیتا بانو دوڑے اور عیارون
نے انھین دیکھا یا تو بھاگے تھے یا پہر اور گلبادے تو ساحر کی صورت تھا اور چالاک
خدمتگار بنا ہوا تھا کچھ صورت بدلنے کی تو ضرورت تھی نہین دوڑ کر مہیخوار وغیرہ کے
پاس آئے رونے لگے کہ ہاے ہاے اہلیل و مخلیل دونون کو خدمت سامری مین
عیارون نے بھیجا ہم دونون عیارون کے پیچھے دوڑے تھے مگر وہ سامنے کی طرف
بھاگ گئے اُس طرف چند درخت گنجان لگے ہین اُس مین کچھ آثار اُنکے ظاہر ہوتے ہین
مگر ہم فرط دہشت سے جا نہین سکتے یہ تقریر سنکر اُن دونون نے کہا چلو ہم چلتے ہین یہ
کہکر دونون ہمراہ ہوکے وہان ساحر اور ملازم وغیرہ سب بارگاہ کی طرف دوڑے جاتے
تھے آگ پتھر برس رہے تھے غوغا بلند تھا قابو عیارون نے بخوبی پایا کچھ وہ اُن دونون کو
لگا کر لاتے اور کہا دیکھیے وہ عیار کھڑے ہین انھون نے ذرا اودھر دیکھا کہ انھون نے
بیضہ بیہوشی مارے دونون بیہوش ہوکر گرے چالاک و گلبادے نے سر کاٹ لیے یہان کبھی

ہنگامہ محشر آسا بلند ہوا غلغلہ پڑ گئی فوج ساحران سے کچھ لوگ اس طرف بھی دوڑ کے
عیار لشکر سے مار کے بھاگ گئے مگر سحر وار کے مرنے سے سردار اور دو عیار جو قید تھے انکے
سحر دفع ہو گیا باہم مشورہ کیا کہ نہیں معلوم کسی عیار نے کام ساحروں کا تمام کیا ہے عیار تو
خنجر کھینچ کر اور سردار تلوار پکڑ کر زندان سے نکلے ساحر تو آفت برپا ہونے کے چار سمت
گھبرائے پھرتے تھے کہ یکایک سردار آگرے اور زیر تیغ لشکریان لقا اور ساحروں کو رکھ لیا
ساحر اسقدر بدحواس تھے کہ سحر کرنا بھولے اور فوج میں بھگدڑ پڑی مگر سرداروں نے
دم بھر میں دریا خون کا بہا دیا لاشوں کا انبار لگا دیا غنیم صاف کر دیں نظم

مشکل پڑا ناوک پیشہ زبار — تھے زاغ کمان سے پر کشودار
شمشیر ہر ایک تیز تر تھی — شکل مہ نو بار بار تر تھی
ہنگامہ حشر زا بپا تھا — ہر سر پہ ہر ایک گرز اٹھا تھا
لڑتے بڑھتے وہاں تھے سردار — اپنے لشکر میں ہو پہنچے سردار

اس ہنگامہ کی خبر باغ دلکشا میں لعنت کو پہنچی کہ ساحر واصل جہنم ہوئے اور سرداران قید
قتل و غارت کر کے چلے گئے لشکر میں آفت برپا ہو گیا ماتم کا سا سناٹا ہے لقا وہاں سے
سر کو شنگ سوار ہوا اور جب لشکر میں پہنچا دیکھا لاش پر لاش پڑی ہے لشکریوں کی صورت
خون میں بھری ہے خیمے جلتے ہیں ساحر بھاگتے پھرتے ہیں یہ کیفیت دیکھ کر طبل آسائش
بجوایا سرداروں کو بلا کر دلاسا دیا پھر بارگاہ میں گیا تھا وہیں آکر تخت پر بیٹھا ادھر
ساحر باقی ماندہ لاشیں ابابیل و عجاییل وغیرہ کے سامنے لائے کہا ہم طلسم میں حاکم ہیں
اسنے کہا انکو غرور ہو گیا تھا اس سبب سے میں نے انکو غارت کر دیا ورنہ کسی کی کیا
سکتا تھا ہم نہیں ہوں کہتا تھا یکایک بولا کہ خدا پرست بڑے ہمارے بندے خداوند کے ہیں
کہ خداوند انکی خاطر سے اپنے ملک اور قیطول چھوڑ کر بھاگتے پھرتے ہیں اور جس ملک
میں جاتے ہیں انکی خوشی کے واسطے وہاں کے بادشاہ اور نذیر دستوں کو اوسکے ہاتھ
سے قتل کراتے ہیں ساحر یہ کلمات سنکر الجھ اور پیچ کھاتے ہوئے سمت طلسم گئے اس طرف
سرداران لشکر میں پہنچے دیکھا کہ رات سب گذر چکی ہے یعنی وہ وقت ہے کہ دیو سیاہ
ساحر شب آنا زادہ مشرق کی سنکر رو بفرار لایا ہے اور تیغ شعاع مہر نے اپنی تاب سے
جہان کو منور فرمایا ہے نظم

غرض ہوگئی جب سحر آشکار	برآمد ہوا شاہ مشرق دیار
ہر اک ذرے کا تھا مقدر رسا	کہ خورشید تابان نے بخشی ضیا

امیر مسجد کے پاس مین پھر نماز تشریف فرما ہوئے اوس وقت سرداروں نے قدمبوسی کی
امیر نے سب کو گلے سے لگایا باعث رہائی استفسار فرمایا سرداروں نے عیاروں کا حال
بیان کیا عیاروں کو خلعت عنایت کیا بعد ادائے فریضۂ نماز بارگاہ مین آکر سب عشرت پیرا
ہوئے لیکن ساحر جب طلسم مین بھاگ کر گئے راہ مین ایک شہر اونکو ملا کہ وہان کی حاکم
ہمشیرہ اہلیل و تحلیل ہے اوسنے سُنا کہ کچھ ساحر بھاگ کر خداوند کے پاس سے آتے ہین
خدمت افراسیاب مین جاتے ہین اوسنے ساحروں کو بلا کر پوچھا کہ تم کہان سے ہمراہ
خداوند کے پاس گئے تھے ساحروں نے کل واقعہ رزم اور قتل ہونا اہلیل و تحلیل کا
بیان کیا جب اس لکا تہ سے کہ نام اسکا گلستان جادو ہے مارے جانا بھائیوں کا
اپنے سنا آتش غضب کانون سینہ مین مشتعل ہوئی اور عازم ہوئی کہ انتقام خون برادران
مسلمانوں سے جل کرے ساحروں کو عرضی لکھکر حوالے کی کہ خدمت شاہ جادوان مین
پہونچا دینا اس مین یہ قلمبند کردیا کہ کنیز کے دو بھائی مارے گئے مجھے اسقدر تاب ضبط
باقی نہ تھی جو حاضر خدمت حضور ہوکر اجازت جانے کی لیتی فی الحال بہر جنگ خداپرستان
مین جاتی ہون اطلاعاً عرضی ملازمان شہنشاہ مین بھیجدی غرضکہ عریضہ لیکر تو ساحر
اوس طرف روانہ ہوئے اور اوسنے اپنے لشکر کو حکم تیار ہونے کا دیا فوج مین طبل سفر
بجا بارہ ہزار ساحر درست و چست ہوا گلستان طاؤس آتشین پر سوار ہوئی بجلیان
چمکنے لگین ابر گھر آئے بڑے تجمل و شان سے سواری اوس کی چلی اور بعد طے مسافت راہ
لشکر لقا مین پہونچی یہان لقا مارے جانے سے ساحروں کے رنجیدہ و دلگیر
بیٹھا تھا کہ فلک پر برق چمکی سب حیران ہوکر دیکھنے لگے بختیارک نے کہا کوئی بندۂ مقرب
خداوند آتا ہے لقا بولا کہ مین نے تجھ کو اس لیے شیطان بنایا ہے کہ تو پہلے سے میری مشیت
کا راز ظاہر کردیتا ہے فی الحقیقت بندۂ خاص میرا آتا ہے جا استقبال کرکے لے آ اسوقت
اور ملازموں نے پوچھا کہ یا خداوند یہ کونسا بندہ آتا ہے اوسنے جواب دیا کہ لاکھوں بندے
میرے ہین کسکو مین بتاؤن کہ کون آتا ہے جب سامنے آئیگا تو بتلادونگا الحاصل یہ
مسخرا تو بیہودہ بکتا رہا وہان بختیارک نے جاکر استقبال کیا گلستان کو ایکبارگاہ مین

آیا اُسنے خداوند کو سجدہ کیا لقا نے کہا اے بندی قدرت فراخ اچھا ہی بختیارک پکارا کہ
خداوند بڑی دیر سے تمھین یاد کر رہے تھے لقا نے اسکی پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر بہی بیٹھایا
اُسنے نذر دی خلعت فاخرہ عنایت ہوا اُدھر لشکر اُسکا اُترا لقا نے کہا اے بندی قدرت
ہمنے تمھین اپنی بہشت رہنے کو عنایت کی تم باغ مینا مین جا کر اُترو اور سلیمان سے حکم دیا کہ
تمام سامان عشرت باغ مین بہر آسایش ملکہ مہیا کرو وحسب الحکم چھپر کھٹ وغیرہ سامان
سلخ خانہ اور مینا خانہ ہمہ نعمت اُس باغ مین مہیا کر دی گلستان اپنی کنیزون کو لیکر
وہان گئی اور راہ کی تھکی ماندی تھی دن بہر آرام گزین ہوئی دل مین بہت خوش ہوئی
تھی کہ خداوند نے جیتے جی بہشت رہنے کو مجھے عطا فرمائی غرض کہ تمام دن باغ مین رہکر
آسودہ ہوئی جس وقت کہ نخلبند حدیقہ قدرت نے گل آفتاب کو فصول و پژمردہ کیا اور
چمنستان افلاک مین گلہاے کواکب شگفتہ فرمائے کہ بموجب نظم

بسانِ گلِ باغ پر شبنم تھا	فلک کا چمن پھر منور ہوا
ستارون مین تھی ایسی تابندگی	کہ روشن تھی وہ رات تارون بھری

گلستان دربار خداوند مین آئی دو چار جام بادۂ ارغوانی پیے حال خداپرستون کا پوچھا
بختیارک نے کہا کہ وہ گروہ بہت بلا سے بد ہے کوئی اُنسے عہدہ بر نہین ہو سکتا کیونکہ
خداوند کو پیدا کیے کی شرم ہے اب تم یہان آئی ہو دو چار روز رہکر تماشا دیکھو گلستان نے
جواب دیا کہ ملک جی سحر کا مقدمہ بہت زبردست ہے خداپرست کیا کر لینگے مین آگ
کے سمندر کو برف کا دریا کر لی ہون اور برف کے دریا کو آتش کا بنا لی ہون دم بھر مین
زمین و آسمان کے قلابے ملا لی ہون ابھی خداپرستون سے کسی اچھے ساحر سے سابقہ
نہین ہوا تم میرے نام پر طبل جنگ بجواؤ پھر کیفیت دیکھو کہ ایک لمحے مین کیا تھا اور کیا
ہو گیا ساری اون کی زبردستی نکال دون گی بختیارک نے کہا ابھی طبل جنگ نہ بجواؤ
زمانے کی تشخیص ہو لے حمزہ مالک اسم اعظم ہے اول اسم اعظم بند کرنے کی تدبیر کرو
عیارون سے محفوظ رہو تو پھر جو چاہنا سو کرنا مین محبت سے یہ کہتا ہون تمھاری جوانی
پر ترس آتا ہے گلستان بولی کہ ملک جی تمھاری تعریف مین نے جیسی سنی تھی اُس سے
زیادہ پایا تمھاری ذات بہت غنیمت ہے لیکن اب تو طبل بجتا ہے پھر دیکھا جائیگا یہ
کہکر حکم دیا کہ نقارۂ رزم بجے پھر ایک لرزہ [illegible] حسب الحکم خناس عیار نے

کالی صورتیں مہیب تھے نقشے | آتشیں گرز ہاتھ میں اونکے
گیا مسجد میں ایک ان میں سے | دیکھا اوس کو امیر نے آتے
اسم اعظم کیا جو ورد زبان | سحر کے دیو کا نہ پھر تھا نشان
زور سے اسم پاک کو جو پڑھا | دود سے دیو کے وہ بند کیا
پھر گلستان سے نکلکے وہ چلا | اسی شیشہ میں جلد بند کیا
پھر پکاری وہ تجربہ بے باک | بند کرکے بغل میں اسم پاک
نہ ہوئے اسم اعظم کے | ہوش میں اپنے پھر امیر آتے
لے کے شیشہ کو ساحرہ جلد ہی | لشکر ساحران میں جا پہونچی
ہو لی اس عرصے میں سحر پیدا | ہوا گردوں پہ پھر جلوہ نما
مہر تابان کا حکم جاری تھا | شہ سیارگان فراری تھا
زینت تخت چرخ تھا خورشید | اس طرح نکلا جس طرح امید
آئے مسجد میں صبح کو سردار | کرکے میں چل کے طاعت غفار
غش میں پایا امیر والا کو | رہ گئے اور اپنے آقا کو
بارگہ میں لٹا دیا لاکر | شاہ نے بھی سنی محل میں خبر

امیر کے بے ہوش ہونے سے ایک غلغلہ برپا ہوا لیکن چونکہ روز جنگ تھا کوئی سمجھا لشکر کا کہ بہادری میں فرق آجائیگا آخر در دولت جہان پناہ پر سردار آئے اور لشکر کی پلٹنیں اور رسالے خیل خیل اور ذیل ذیل میدان مصاف کی طرف راہی ہوے اس طرف شہنشاہ خبر بیہوش ہوجانے صاحبقران کی سنکر بہت جلد برآمد ہوے کہ لشکر ہراسان ہوکر پراگندہ و منتشر نہو لہ نظم

نہ کی دیر پھر شاہ نے زینہار | چلے سوئے لشکر وہ ہوکر سوار
جب آپہونچے شاہ گرامی وہان | بہت لطف سے تھی سلامی وہاں
ہوئیں پلٹنیں اور رسالے درست | سلامی کو سب باجے والے وچست
جلوس انکے ہمراہ جو کچھ کہ تھا | بیان اک زبان سے کروں اسکا کیا
زبانیں جو ہوں برگ گل سے کثیر | تو شاید بیان ہووے عشر عشیر
غرض جبکہ تخت آکے باہر ہوا | تو مجرے کو ہر شخص حاضر ہوا

ایک جانب سے عملہ اور اس آفت آسمانی کے لشکر ساحران تر سول و منسول لیکر حملہ آور تھے گولے فولادی لگاتے تھے بجلیان گراتے تھے آتش فشا و شعلہ ور تھی سرداران اسلام سپر سر پر پالی روکتے تھے کو آڑے کیے تھے اور بادشاہ کے سر پر ہزاروں ڈھال سایہ فگن تھیں ہزارہا آدمی پتھر کا ہو گیا تھا طرفہ طلسم تھا کہ لشکر کی صفیں تنجانہ آذری تھیں یا نگارخانہ چینی تھیں پتلے پتھر کے بجیس کھڑے تھے کہ نظم

دل انگار یا غم سے گو سخت تھے — مگر سب غموں سے ہوا غم یہ سخت
بنا سنگ کا جبکہ سارا بدن — ہوا وزن میں جیسے بھارا بدن
فلک سنگدل صرف بیداد تھا — ہر اک نوجوان رشک فرہاد تھا
زبس سختیوں سے رہی آنکو جنگ — وہ نازک بدن ہوگئے آب سنگ

یہ صورت دیکھکر جو پتھر نہوے تھے انھوں نے دل اپنے پتھر کر لیے تلوار کھینچکر جا بجا دھاوے کرتے تھے لاش پر لاش گرادی تھی اور ہر دم یہی تلاش تھی کہ حریف بچکر جانے نپائین ایک سمت سے لشکر لقا اور فرامرز اور سلیمان عنبر مو لوٹ پڑا تھا بھڑ کر تلوار چلتی تھی ہر شمشیر جوش پر تھا ہر ایک مونث کے ہاتھوں سو سکے گھاٹ آتر رہا تھا سر حباب آسا دریاے خون میں تیرتے نظر آتے تھے یا کنول بہر تماشا سے عروس مرگ دریا مین چھوڑے گئے تھے لمؤلفہ

تلوار کی آنچ تیز تر تھی — رفعت ہستی تھی خاک کرتی
دریا سا لہو بہ رنگ احمر — اور اس میں فلک کا عکس اخضر
تھا شیشہ عمر کا نگینا — یاقوت پہ کردیا تھا مینا
میدان آئینہ حال محشر — دکھلاتا تھا بس جمال محشر
تلوار کے ڈورے رگ سے جا کے — ملکر گلے جوڑتے تھے رشتے
لوہا ہے سو برس رہا تھا — منہ زخموں کا پانی مانگتا تھا
تلوار جو چل رہی تھی سن سن — آندھی تھی وہ کاٹنے میں گردن
رن بول رہا تھا غل مچا تھا — گردوں کا بھی دل دہل رہا تھا
غالب ہوا کفر عاجز اسلام — چھائی بہردین پہ ظلمت شام
چشم حیران تھا ہر ستارا — کرکے اس جنگ کا نظارا

جب اژدر شب نے شہسوار سبزۂ فلک کو نگلا اور سپاہی روزگار نے خنجر آفتاب کو نیام سیاہ
مخمل شب میں کیا لشکر ساحران کا اس زور ہجوم ہوا کہ بادشاہ اسلام نے زخم کاری کھائے
اور کل سرداران زخمی ہوگئے اور لشکری تمام پھٹ گئے گروہ لشکر لقا کی طغیانی دیکھ کر عیاران
اسلام نے بارگاہ سلیمانی اکھڑوا کے بار کرائی اور ناموس صاحبقرانی کو بعجلت تمام سوار
کرکے راہ فرار اختیار کی ادھر مشیران سلطنت اور وزیران ابہت امیر کو کہ بیہوش پڑے
تھے ہوادار پر ڈال کر سمت دشت کے بھاگے ادھر بادشاہ کو سرداران زخمی سے میدان
سے ہٹا پادشاہ نے کثرت زخمہائے کاری سے غش فرمایا تھا اور ہر ایک سردار کا یہی حال
تھا کہ سپر دن لہو زخموں سے بہہ گیا تھا سر ہر شے پہ زمین کے لگا تھا غش پہ غش آتے تھے
آخر طبل بازگشت بجوا کر معاودت فرما ہوئے اور سمت کوہستان بادشاہ کو لیکر چلے سر سے
پا تک خون میں نہائے تھے اور بخت برگشتہ کی شکایت ہر ایک کے ورد زبان تھی نظم

ای دل ازین جہان دل آزار در گذر | ور تنگنائے گنبد دوار در گذر
کار جہان نہ لائق اہل بصیرت است | مردانہ وار از سر این کار در گذر
چون می توان بگلشن روحانیان رسید | سعی نما وزین رہ پر خار در گذر
ور بحر غم ز حرص چو غواص شوخ چشم | غوطہ مخور نہ گوہر شہوار در گذر

شکست نصیب ادبار کے دولت قاہرہ شہنشاہ اسلامیان دیکھ کر تختیارک ہاتھی پر
سے کود کر پاس گلستان کے آیا اور کہا اسے ملکہ مرحبا صد مرحبا کیا کہنا اب ان
باغیوں کا تعاقب نہ چھوڑیے آج ہی سب کا خاتمہ کیجیے کیونکہ مثل چلی آتی ہے کہ کار امروز
بفردا مگذار اور بموجب بیت

نخستین نشان خرد آن بود | کہ از بد بہر وقت ترسان بود

یہ لوگ دشمن جان و ایمان ہیں انہیں مہلت دینا نہ چاہیے گلستان نے کہا کہ
ملک جی تم سچ کہتے ہو میں بھی یہی عزم رکھتی ہوں یہ کہکر حکم دیا کہ حریف کا خیمہ و خرگاہ
مال و متاع لوٹ لو فوج ساحران غارت و لوٹ پر گری یہی مہلت اسلامیوں کو بھاگنے
کی ملی جب خوب لوٹ ہو چکی اور بازارین لشکر اسلام کی تباہ و برباد ہوئیں کوئی کسی طرف
اور کوئی کسی جانب اپنی عورتوں اور بچوں کو لیے نکل گیا اور کوہ و دشت میں جا کر چھپا
اور ہزار در ہزار آدمی مارا گیا اس وقت گلستان ساحروں کو لیکر تعاقب فوج اسلام

چلی اور لقا بھی مع لشکر کے روانہ ہوا ہاتھی پر سے پکار پکار کر کہتا جاتا تھا کہ ای بندہ میرے قہر کو میرے دیکھو کہ ہمیشہ جن بندون کے ہاتھ سے خود بھاگتا تھا اور اُنکی نازبرداریان کیا کرتا تھا آج ایک آن واحد مین اون کو برباد و تباہ کر دیا یہ کہتا تھا اور فرط مسرت سے قہقہے مارتا تھا یہ تو اس طرح جو یاے حریفان رواں ہیں اور اہل اسلام بحال پریشان گریزان ایک پہاڑ کے دامن مین آئے اور عیار سب کو لے کر قلۂ کوہ پر چڑھ گئے اور اوس مقام کو ماوا و ملجا اپنا مقرر کیا اور سر کوہ پر امیر کو فرش خاک پر اور بادشاہ کو لٹا دیا اور مو گرد بال کھول کر بیٹھے اور گریہ و زاری کرتے تھے نظم

بہاں سان ز دورش افتاد چشم	کہ پیدا شدند بہر موی شکل خشم
بزد دست و قصب از مہ بفگنند	کمند دل شکن در بر بفگنند

انکو روتا پیٹتا چھوڑ کر عیارون نے بہت جلد گھاٹیان پہاڑ کی روک لین اور ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار حقہ ہاے نفتی اور قارورہ ہاے آتشبازی گھاٹیون مین داب کر کمانون مین خدنگہاے جان ستان پیوستہ کر کے پتھر کلہ فلاخن مین دے کر فلیتہ ہای عیاری روشن کر کے مستعد ہو کر ٹھہرے اور جو سردار کہ کم زخمی ہین وہ بھی سینہ سپر کر کے تیغین کھینچ کر سر دینے پر آمادہ ہوے پہاڑ پر نالہ و شیون کئی ہزار عورتون کا بلند تھا جان شیرین پر بنی تھی گویا پہاڑ پر فرہاد کا عرس تھا چرخ بے ستون صداے گریہ سے ہلتا تھا اس وقت فوج لیے گلستان زیر کوہ آکر پہونچی اور ساحرون نے چاہا کہ پہاڑ پر چڑھ کر سب کو گرفتار کرین عیارون نے حقہ نفتی اور قارورہ آتشبازی جو داغ کر مارے منہ ساحرون کے جھلس گئے اور پیرہن جلنے لگے وہ بچانے مین مصروف ہوے تھے کہ اوپر سے ایک لاکھ چوراسی ہزار پتھر پٹاکہ ہزار ہا ساحر واصل جہنم ہوا آخر ساحر اور ترکے چلے تھے کہ خدنگ ولدوز ایسے پڑے کہ طائر جان اونکے شکار ہوے پھر تو فوج کا رخ پھرا اور گلستان نے کہا کثرت عیاران ہی اسوجہ سے سحر اگر کرون تو بھی اثر نہو گا کیونکہ اگر ایک دو دس بیس ہوتے تیلے سحر کے پھینکا گرفتار کر لیتی یہ سو تو لاکھا ہین انکے لیے آج رات کو بیٹھ کر ایسا سحر تیار کرونگی کہ صبح کو سب پہاڑ سے اُتر آئینگے اور اپنے ہاتھ سے گردنین اپنی کاٹ ڈالینگے چاہیے کہ فوج گرد پہاڑ کے گھیر کر اوترے اور دن بھر سے مین بھی خستہ و شکستہ ہون کوہ سے

ہست کر بارگاہ استادہ ہو کہ دم لون اور آرام کرون مجرد حکم کوہ کو فوج نے محصور کیا اور بارگاہ
جمشیدی برپا ہوئی اور خیمہ زربفتی گلستان نے بھی استادہ ہوا بارگاہ مین لقا تخت پر
بیٹھا اور حکم دیا کہ آج رات عیش و عشرت مین جاگ کر بسر ہو تا کہ صبح عشرت منہ دکھائے
اور دشمن مارا جائے یہ کلام سنکر ساقی و مطرب بصد طرب حاضر ہوئے تھاپ طبلے پر پڑی
بانگ ساغر عشرت بلند ہوئی تمام شب رین صبح کی گذرنے لگیں نوبتین خوشی کی بجتی تھین گلستان
بھی شاد ہو کے بارگاہ مین آئی لقا نے خلعت عنایت کیا اور منظور نظر اپنا فرمایا بولا
کہ اے بندی قدرت ہم اپنا نور قدرت تیرے سینے مین ادبار بیگی گلستان نے سنکر اُسکی
آنکھین بھر آئی جیسے طور الٰہی بختیارک کھڑے ہوکر ناچنے لگا اور کہا کہ بہار آئی ہی مبارک
باشد اب خدائی تم نہیں لاکھون تقدیر تمھارے قبضے مین ہین لیکن آج رات کیا ستے
کو دھر شب زفاف آئے ہی رات بچے تمہاری نظر آئی ہو یہ تو بتلاؤ کہ اسم اعظم حمزہ بند
کر کے کیا کیا اُسنے جواب دیا کہ اُس شیشہ کو صندوق مین بند کر دیا ہی بختیارک نے کہا
میری صلاح اُس شیشے کے رکھنے کی یہان نہین ہی کہین ایسی جگہ اُسکو بھیجو کہ تمام عمر
نہ کھل سکے عیار لاکھ ڈھونڈھین مگر نہ پائین گلستان بولی کہ میرا جی چاہتا ہی کہ پاس
افراسیاب کے یہ شیشہ بھیجدون کہ وہ پردۂ ظلمات طلسم مین چھپا کر رکھے ہر چند
کہ عیار وہان بھی ہین مگر عیار دریاے سحر کے پار نہین جاسکتے اور فرض کیا کہ پار چلے بھی
گئے تو ظلمات کا راستہ کیونکر پائین گے کہ وہ راہ سواے شاہ جادوان کے اور کوئی نہین
جانتا ہی بختیارک نے کہا بہتر ہی تب گلستان نے اُسی وقت عرضی شاہ طلسم کو اس
مضمون کی لکھی کہ اے شہنشاہ والا گہر عالی جناب کنیز نے خدمت خداوندی مین بھیجا کہ اسم اعظم
حمزہ بند کر کے لشکر باغیان کو تہس نہس کیا اب چند کس پا شکستہ ایک پہاڑ پر آکر ٹھہرے
ہین صبح کو انہین بھی قتل کرون گی فی الحال شیشہ کہ جس مین اسم اعظم بند ہی خدمت
ہمایون مین بھیجتی ہون تصدیع کہ پردۂ ظلمات مین اُسکو ایسی جگہ مخفی فرمایئے کہ عمرو
کا دسترس نہ چل سکے زیادہ حد ادب سامری و جمشید کے فضل سے دوست شاد دشمن پامال
رہین یہ عرضی غنچہ دہن نام ایک کنیز کو دی اور صندوق سے شیشہ منگا کر حوالے کیا حکم
دیا کہ خدمت افراسیاب مین لیجا کے دے کر دو الٹا ہولی اور بختیارک نے کہا
اے ملکہ اسم اعظم بند رہنے سے یہ فائدہ ہے کہ شاید دشمن تمھارے زندہ رہین جب بھی حمزہ

بیہوش رہیگا اور اگر بیہوشی کو عرصہ گذریگا تو مر جائیگا اور اسکے مرنے سے عمرو اور سب سردار وغیرہ بھی بیچارے بیدار ہوکر ہلاک ہوجائینگے طلسم کا بھی غدر مٹ جائیگا اور خداوند کو بھی کوئی نہ ستائیگا اچھا اب تم بھی یہاں نہ ٹھیرو کسی غار مین کوہ و دشت کے جاکر آج کی شب بسر کردینا کہ عیار تمھین نپائین کس لیے کہ بہت تیری خفا ظلمت تمھارے بھاییون سے کی ہے مگر نہ بچ سکے ہون آتش دیکھا ہے تمھین بھی یہ راستا کسی نظر نہیں آتی گلستان اسکے کہنے کو بہت صحیح اور درست جانتی ہے اور سمجھتی ہے کہ یہ راز خداوند کی مشیت کے مجھ ہی جانتا ہے کیونکہ آنکی درگاہ کا شیطان ہے کہنا اسکا عین حکم خداوندی کا سمجھکر بیپروا ازبیدار کے ایک سمت چلی گئی اور صحرا مین جاکر بہت دور ایک غار اپنا مسکن مقرر کیا یہ بلا تو غار مین بیٹھی ہے اس طرف لقا بادہ گساری نوش کر رہا ہے عیش مین بیٹھا ہے کہ نظم

سراہ سب آنکے بیٹھے تمام	ہوا مرد کزان کا بڑا اژدحام
جو مستان مدت سے بازار تھا	جو دیکھا تو اک دم مین گلزار تھا
دکانداروں کی طبع خورسند تھی	ہر اک کی دکان آئینہ بند تھی
کیا اسنے پھر طائفون کو طلب	لگے کرنے مجرا وہین آکے سب
ہر اک رقص زن یون بعشرت ہوئی	کہ زہرہ کو گردون پہ حسرت ہوئی
عجب رات پھر اک سمان ہوگیا	کہ سب محو عشرت تھے کچھ غم نتھا

غرضکہ یہان لقا یہ جلسہ مسرت ہے لیکن اب حال ان اسیران رنج و محن یعنی عیاران لشکر اسلام اور سرداران مجروح مبتلائے آلام کا سنیئے کہ جب لورج و ہاشم و داراب و اسفندیار شاہ گیلانی و چوگان بن حمزہ وغیرہ فرزندان امیر کو ہوش آتا تھا اور بادشاہ آنکھ کھولتے تھے تو ناموس کو صدرقت گریہ و بکا بال کھولے پریشان حال دیکھکر جوش شجاعت سے اٹھنے کا ارادہ کرتے تھے کہ جاکر حریف سے مقابلہ کرین لیکن زخمون سے غش ہوجاتے تھے اور لہو جاری ہوتا تھا پھر گر پڑتے تھے اور بیہوش ہوجاتے تھے شہزادیان ہر ایک کی بیبیان اپنے اپنے شوہر سے لپٹ جاتی تھین اور بلبلا کر روتی تھین کہ مثنوی

ہر اک رو کے یون کرتی تھی خطاب	کہ اے جان جان ہے یہ کیسا عذاب
یہ کس طرح کی آفت آئی ہے اب	ہماری تمھاری جدائی ہے اب

چھٹیں گے جو ہم تجھسے اے رشک حور ‏ مریں گے گلا کاٹ کر اب ضرور
خطائیں مری اے سخی بخش دو ‏ مرے جسدم تم با خوشی بخش دو
کیے ہون جو میں نے تمھارے قصور ‏ کرو عفو دل سے وہ سارے قصور
وطن کا بڑا رہ گیا اشتیاق ‏ قضا و قدر کا ہے یہ اتفاق
نہو سر پہ بیٹھا جو صاحب جمال ‏ تو جینا ہمارا ہے امر محال
اٹھیں ناز سے پھر وہ ماہ تمام ‏ کیے زہر کے سب نے تیار جام
لگیں کہنے وہ گل بدن بھر کے آہ ‏ کنیزیں کہاں اب پھرینگی تباہ
جییں گے نہ رنج و بلا کے لیے ‏ پلا دو یہ زہر اب خدا کے لیے
بچھڑنے کا صدمہ جو ہونے لگا ‏ تو ہر ایک ہل ہل کے رونے لگا
بلائیں وہ سر کے رونے لگیں ‏ غم و درد سے جان کھونے لگیں
ادھر تو یہ سامان مرنیکا تھا ‏ ادھر حال عیاران سنیے ذرا

عیار ناموس کے پاس دوڑ کر آئے اور عرض پیرا ہوے کہ اے شہزادیو گریبان صبر
دست رنج والم سے چاک نہ کرو انشاءاللہ آج رات ہم ساحرون پہ کے گذرنے نہ دینگے
فی النار والسقر کر دینگے تم اس جزع و فزع کرنے کے عوض درگاہ کریم کارساز میں دعا
کرو تا کہ شب غم گذر کر سحر کامرانی جلوہ دکھائے لشکر حریف کی صبح ہوجائے غلام جاتے
ہیں اور تدبیر کرتے ہیں انکے سمجھانے سے شور گریہ و ماتم کم ہوا اور ہر ایک نے رخ سلطنت
قبلہ کرکے دعا کرنا شروع کی اور واسطہ نور کرامت ظہور جناب ختمی مآب الف الف تحیۃ
و ثنا کا دلایا کہ الٰہی واسطہ اس نور سعادت گنجور کا کہ جسکے پیدا کرنیکے لیے کون و مکان
تو نے خلق فرمایا اور ہر ایک انبیا کی خطا کو اسی نور کے ذریعے سے معاف کیا وہی نور
شافع ہر مجرم و تقصیروار ٹھہرا کر رباعی

سن جلوہ احمدی کا تاب تجھسے سخن ‏ تھا نور محمدی عیان پیش از کن
تھی ذات خدا کی ساتھ ہی ذات رسول ‏ اس سے یہ کہا تھا کن کہ موجود بکن

ہمپر سے یہ بلا دفع کر دے خداوندا دشمنون کو یہ رات کالی بلا ہو جائے صبح بشاشت خنداں
خنداں ہمکو منہ دکھلائے جب یہ مصروف دعا ہوئیں عیاروں نے فکر کی کہ زیر کوہ فتح
کا مر دیکھے ہوئے اتری ہیں یہاں سے کیونکر جائیں جو اس قلعہ کو [illegible] لگائیں

ایک سحر عیار بحر فکر مین غوطہ زن ہوا آخر گوہر مراد حاصل کرکے سر گریبان سے نکالا فی الفور صورتین اپنی مثل نازنینان حور تمثال زہرہ جمال کے آراستہ کین اور ایسا حسن دلاویز غارتگر جان و ایمان رنگ و روغن لگا کر درست کیا کہ گویا نقاش ازل او رمصور قدرت نے صفحہ رخسار کو اُنکے نقشہا سے گوناگون سے منقوش فرمایا اور چہرہ دلپذیر کو نقاط خال اور لام زلف اور میم دہن سے لوح ابجد دبستان عشق بنایا تھا کہ ابیات

ہر اک آنکھ تھی اُس قدر سحرکار — کہ تھا کم وہ ہیرن سامری سے ہزار
یہ ادنی سا تھا سحر اور آن مین فن — کبھی تھین وہ نرگس کبھی تھین ہرن
نظر آئے ابرو کے ایسے حسام — دل رستم و سام جن کے نیام
جو دیکھے کوئی ابرو سے متصل — ہمیشہ رکھے طاق نسیان پہ دل
یہ اک اور تشبیہ آئی پسند — دھوان دو طرف تھا رخون کا بلند
وہ سمجھے اگر طور تھا نور کا — جبین مین عیان نور تھا طور کا
سمجھی بھی نہ مین طور کی نردبان — تھی بینی اوسی نور کی نردبان
غضب اُن کی پلکون کے تھے نیشتر — چبھے جس سے لاکھون ہی دل نیشتر
تر و تازہ رخسار جوبن بھرے — کہ گل بھی نضارت تصدق کرے
حباب سے وہ آئینے تھے لاجواب — کہ منہ دیکھتے تھے کھڑے شیخ و شاب
فدا غبغب سیب پہ تھی بہی — تصدق تھا قامت پہ سرو سہی
بدن مین وہ تھا زعفرانی لباس — کہ خود زعفران جسکے آگے اداس
یہ تاثیر رنگت کی تھی آشکار — ہنسے دیکھتے تھے لوگ بے اختیار
جو کہتا ہون مین سچ سمجھ اُسکو تو — مہکتی تھی کوسون تلک اُسکی بو
کوئی پہنے کنگن کوئی دست بند — کہ بیہوش جس سے دل ہوشمند
کلائی مین تھین سمرنین جو عیان — ستارے تھے ڈر پہونچے تھے کہکشان
پڑا حسن دست حنائی کا شور — وہ چھلون سے آراستہ پور پور
گرے پاؤن مین تھے سر مہ نگار — جھڑون مین ہزارون ہی دُر آبدار
پڑے جس کی چھب تختی پر اُن نگاہ — ہمیشہ وہ کھینچا کرے دل سے آہ
کہان تک لکھے کوئی اب یہ حال — ہر اک عضو وہ نور سے تھے بمثال

جب باین شکل و شمایل درست ہو چکے اور عیارون کو در باب حفاظت مجمع و جان و
ناموس تاکید اکید کرکے ایک طرف سے نیچے کوہ کے اُترے یہان ساحرون کے بستر
لگے تھے پھر سے کچھ تھے ہوشیار سب بیٹھے تھے کہ صداے خلخال و پازیب کی سنا
اوپر دیکھنے لگے ایک سو لعبتان شوخ و بےباک کو آتے دیکھا جماعت جادوگران بنگاہے
متصل گئی اور ہر ایک نظر اُن کے حسن سوداخیز کو دیکھ کر متاع ہوش و حواس برباد کی کہ

دل رفت و سینہ نیز تہی شد جان کنون	ای صبر باز گرد کہ اینجا نہ جای تست

بے اختیار ہو کر پوچھا کہ اے ماہ تابان فلک حسن و جمال تم سب اس شب تار مین کوہ کے
اندر کیون آئی ہو کس کی تلاش مین گھبرائی ہو اُنھون نے جواب دیا کہ ہم کنیزین ملکہ
گیتی افروز دختر خداوند کی ہین بیشتر خداوند لقا کو ہم پرستش کرتے تھے جب سے
خداوندزادی مسلمانون کے قبضے مین آئین ناچار اُس کے ساتھ رہے اور کسیکو پیا
نہ پاتے تھے کہ اوس کے ساتھ نکل جاتے اور وہ ہمکو نیچ مسلمانان سے مجبور آج ہم لوگون
کی مراد برآئی کہ مسلمان مغلوب ہوئے تم لوگون کے پاس آئے ہین کہ ہمین اپنی خدمت
مین لاؤ اور یہان سے خداوند کی خدمت مین پہنچاؤ اس لیے ہم اور بھی آئے ہین کہ
صبح کو ہمراہ مسلمانون کے قتل و غارت ہونے سے محفوظ رہین اور کیش دین قدیم خداوند
اختیار کرکے تمھین دعاے خیر دین ساحر یہ گفتگو سنکر نہایت خوش ہوے کہ خداوند نے
یہ نعمت بالائی ہمین عنایت فرمائی کنیزون سے کہا ہے کہ تم گھبراؤ نہین صبح کو سب
مسلمان غارت ہو جائین گے تم وہان رہتین تو لٹ جاتین خوب ہوا جو چلی آئین یہ
کہکر اُنکے ہاتھ پکڑکر اپنے اپنے بستر پر لائے اور تنہائی کا شغل غنیمت جان کر شاد خداوند
سامری کرتے تھے آخر سرگرم اختلاط ہوے کنیزون نے کہا ہمکو عادت بادہ خواری کی
بہت ہے اور کئی روز سے بسبب جنگ و جدل کے شراب ہمکو نصیب نہین ہوئی اور بھوکے
پیاسے بھی ہین بھاگتے بھاگتے جان پر بنی ہے اگر دو ایک جام شراب ہمین دو تو حواس
ہمارے درست ہون ساحرون نے گلابیان شراب کی سامنے رکھین اور کھانا پانی موجود
کیا کنیزان نقلی نے ایک ایک جام غشہ دار وسے بیہوشی آنکھ بچاکر کیا اور اپنے اپنے خوشگوار
کر دیا کہ اول تم پی لو تو ہم پئین اُنھون نے شراب پی اور بیہوش ہوے عیارون نے فوراً
خنجر نکالا کر سو ساحرون کے سر کاٹ ڈالے شور اُنکے مرنے کا اٹھا ہوا آندھیان

اور ساحر دوڑے کہ یہ کیا آفت آئی عیار پہاڑ کے نیچے تو اُتر ہی چلے تھے نعرے کر کے جنگل کی
طرف بھاگ گئے ساحر لاشین اون کی اُٹھا کر سامنے لقا کے لے گئے اور عرض پیرا ہوئے
کہ سو ساحر مارے گئے بختیارک پکارا کہ عیار واسطے عیاری کے زیر کوہ اُترے ہونگے اور راہ
پیدا کر کے لشکر مین گلستان کے قتل کے لیے آئے ہونگے اسی دن کے لیے ہمنے ملکہ کو
مخفی کر دیا ہے یہ کہہ کر لقا سے کہا یا خداوند تقدیر فرمائیے کہ ملکہ گلستان معشوقہ قدرت
آج کی رات محفوظ رہے اور ساحرون سے کہا ان لاشون کو لیجا کر جلا دو اور دربابِ
حفاظت تاکید کی کہا اگر کوئی عورت مرد زیر کوہ اُترے فی الفور گرفتار کرنا ہرگز انکے فریب
مین نہ آنا ساحر حسب ارشاد اگر سرگرم حفاظت ہوئے لیکن عیار جو بھاگ کر صحرا مین آئے
صورت اپنی فراش و خدمتگار وغیرہ کی بنا کر بارگاہ لقا مین گئے وہان گلستان کو
نپایا مگر بختیارک سرگرم سخن تھا کہ یا خداوند جو مین جانتا کہ عیار پہاڑ سے اُتر آئینگے
تو ملکہ گلستان سے پتا پوچھ لیتا کہ آپ صحرا مین کس جگہ جا کر مخفی ہوئیے گا اگر مجھکو معلوم
ہوتا تو مین خود ملکہ کے پاس جا کر نگہبانی کرتا آپ از روئے قدرت بتائیے کہ ملکہ کہان ہین
لقا نے کہا کہ قدرت جانتے ہین لیکن بتلاتے نہین یہ گفتگو تمام عیارون نے سنی اور
خیال کیا کہ اُس شیطان نے اُس قحبہ کو کسی جا جنگل مین چھپا دیا ہے چلو صحرا مین چل کر
تلاش کرین یہ سوچکر سب وہان سے پھرے اور باہم مشورہ کیا کہ ہم مین سے ایک عیار
بہ ہیئت اصل کوہ و دشت مین خنجر بکف پھرے اور ہم سب کسی مقام بلند سے پوشیدہ
ہو کر دیکھتے رہین جب گلستان گرفتار کرنے اسکو آئیگی ہم اوسکی جای سکونت کو دیکھ لین
اور عیاری کرین یہ صلاح کر کے عمران خطائی بھانجے نے عمرو کے تیغ کھینچکر پھرنا شروع
کیا اور کہتا جاتا تھا کہ وہ قحبہ بالزادی گلستان اگر ملجائی تو مزا چکھا دیتا اتفاق
سے غار مین گلستان چھپی بیٹھی تھی جب اس طرف سے عمران بکتا ہوا نکلا اُسنے
صدا سنی گھبرا کر غار سے باہر نکلی اور اکیلا ایک عیار کو تیغ بکف دیکھ کر سحر پڑھا کہ عمران
بے حس و حرکت ہو کر گر پڑا اُسنے آکر ایک درخت سے اوسکو باندھ دیا اور کہا ہوئے
صبح کو تیرے رفیقون کے روبرو تجکو ذبح کرونگی نہین معلوم تو پہاڑ پر سے کیونکر اُتر آیا
شاید تو پہاڑ پر ساکن گزین نہ تھا صحرا مین بھاگ آیا تھا یہ کہکر غار مین پھر اُتر گئی اُس
غار کو اور عیار جو چھپے تھے [illegible] دیکھا اور [illegible] فوراً صورت

ایک مرد مہیب شکل کی بنا کہ چار سر تو اسکے اور سات ہاتھ تین پاؤن درست کیے آنکھیں انگار
سرون مین دیئین ایک ہاتھ مین ترسول اور دوسرے مین ششول تیسرے مین تلوار چوتھے
مین خنجر پانچوین مین گرز آتش چھٹے مین مشعل آگ کی ساتوین مین تھالی جو بجلی لیکر روغن لیسا
جسم پر ملا کہ شعلے کی طرح چمکنے لگا جب اس طرح درست ہو چکا وہین غار پر پہونچکر پکارا کہ
ای بندی قدرت باہر آ گلستان صدا اُس کی سنکر باہر آئی اور شکل ہیبت ناک دیکھکر
خائف ہوئی پوچھا آپ کون بزرگوار ہین اُسنے جواب دیا کہ مین فرشتہ خداوند ہون اونھا
نے حکم دیا کہ میری بندی قدرت کا پہرا دے اور اس غار کا پتہ بتلایا مین حاضر ہوا ہون
آپ غار مین کیون بے چین بیٹھے یہان تشریف رکھیے کیا مجال کسی کی جو اس جگہ آسکے
یہ کہکر وہین غار کے قریب اسکو لیکر ٹھہرا تھا کہ وہان چالاک نے صورت اپنی مثل
صورت بختیارک کے بنائی رفیدہ سر پر رکھا ایک سوا کیس کلی کا جامہ پہنا گھٹنا جوتا
پاؤن مین پہنکر چار عیارون کو خدمتگار بنایا ایک آن مین لالٹین لیکر آگے چلا اور
تین خدمتگار دست بستہ پشت پر روانہ ہوئے اور جب قریب غار پہونچا اپنا اشتغال
بڑھانے اور ساحرہ کو دھوکا دینے کے لیے پکارا کہ ای ملکہ گلستان مین ڈھونڈتا ڈھونڈتا کئی
پہر رات خیر سے کہتی نظر نہین آئی آپ ایسی غافل ہو گئین کہ عیار کو پہلو مین لیے بیٹھی ہین
یہ فرشتہ قدرت خداوند نہین ہے عیار ہے جلد اسکو گرفتار کیجیے یہ صدا دینا تھی کہ گلستان ساحرہ
فرشتہ کی جانب پھری سمک اٹھکر بھاگا اُسنے ایسا سحر کیا کہ بے حس ہو کر زمین پر گرا
اُسنے اسکو بھی باندھ دیا اسوقت بختیارک قریب آیا اور کہا ہوا کہ مجھے خداوند نے بتایا
کہ میری بندی صحرا مین بیٹھی ہے جلد اوسکے پاس جا کہ فرشتہ قدرت بنکر عیار اوسکو قتل کیا
چاہتے ہین یہ فرمایا کر ایک ملک قدرت کو حکم دیا کہ وہ مجھکو یہان پہونچا گیا کیدن ملکہ اگر
مین نہ آتا تو عیار کام تمہارا تمام ہی کر چکا تھا دیکھو خداوند کو بھی تمہارا کیسا خیال ہے
گلستان نے خداوند کو سجدہ اس شکریے کے ادا کرنے مین کیا اور بختیارک پاس
آکر بے وسواس باتین کرنے لگی کہ ملک جی ان دونون عیارون کو آپ خدمت خداوند
مین لے جائیے مین یہان سے بھی جاتی ہون اور صحرا ے طلسم مین جاکر رہونگی وہان
سحر بھی تیار کرونگی اور صبح کو آدون گی بختیارک لقلق نے کہا خداوند تمہاری ہی
ہی تکلیف اٹھانے سے بے چین ہین اور مجھکو ایک گلوری دی ہے کہ میری بندی کو کھلا دو

اس گلوری کے کھانے سے خزانے زمین کے اندر جو نہاں ہیں تمہاری نظر میں ظاہر ہو جائینگے
اور عیار جس حال میں تمہارے پاس آئیگا معلوم ہو جائیگا اور کوئی حربہ جسم پر کارگر
نہوگا عمر بڑھ جائیگی اس گلوری میں خداوند کا اگال پڑا ہے ملکہ خداوند نے بڑی
عنایت فرمائی ہیں فرماتے تھے کہ آج ہی نور قدرت اوسکے پیٹ میں اوتارونگا
یہ کہکر ایک خاصدان طلائی اپنے پاس سے نکال کر کھولا اُس میں ایک گلوری گنگا جمنی
ورق سے لپٹی کیوڑے گلاب سے بنی رکھی تھی وہ سامنے کی گلستان نے ہنسکر شرم
سے گردن جھکا کر وہ گلوری کھالی بختیارک نے کہا سر سے پان کا بیڑا ہمین نے آپکو
کھلایا ذرا ہمارا خیال ہمیشہ رکھیے گا یہ کہکر ہاتھ پکڑکے چلا کہ چلو اب خداوند پاس آرام
کرو گلستان کمر لچکاتی سسکی بھرتی قدم میں ٹھوکر کی ساتھ چلی جب پان کی پیک
حلق سے اتری چکر کھا کر گری عیاروں نے گرد اسکے نالی کھود کر بارود بچھالی اور جادو
کا فلیتہ بنا کر آگ لگا کر آپ الگ کھڑے ہوئے ایک لمحے میں صدا دھماکے کی بلند ہوئی
طبقہ زمین کا اُس گلستان کے اڑ گیا پھر تو وہ آندھی زور شور سے آئی کہ دنیا
تاریک ہو گئی صدا ہائے مہیب آنے لگیں عمران و سماک پر سے سحر دفع ہوگیا درخت
سے جو بزور جادو بند تھے کھل گئے شور و غوغا بلند ہوا کہ مارا گلستان جادو
کو ہمین سو سال کی عمر یہ ملکہ رکھتی تھی اور ہنوز باغ جوانی سے کوئی پھول آرزو کا اسنے
نہ چنا تھا اسکے مرنے سے سارا لشکر جو میدان میں پتھر کا ہو گیا تھا وہ بصورت اصلی
ہو گیا اور دیکھا رات کا وقت ہے ہم میدان میں مسلح و مکمل اپنے مرکب پر سوار کھڑے ہیں
نہ ہمارا بادشاہ ہے نہ بارگاہ کا پتا ہے یہ دیکھ کر اپنی بارگاہ اور لشکر کے پڑاؤ کی طرف
آئے یہاں بازار میں لٹی خیمے جلے ہوئے پائے حیران ہو کر سمت صحرا چلے اُس طرف سے
عیار یہ تنبیہ کر کے کہ بیمار پیر لوگ خستہ اور زخمی ہیں اُنسے تو کچھ ہو نہ سکیگا لیکن سارا لشکر جو
پتھر کا ہو گیا تھا وہ تندرست ہوا ہوگا اُسکو لانا چاہیے یہ سوچکر چلے تھے کہ راہ میں پلٹن
اور رسالے ہزار در ہزار ملے اُنسے جا کر سارا ماجرا بیان کیا اور کہا کہ تمہارے بیمار
گھر سے ہیں ہم ساحرہ کو اگر نہ قتل کرتے تو تم بیچارہ نہ ہوتے اب لشکر ساحران اور حیرت
دامن کوہ میں اوترا ہوا مصروف عیش و نشاط ہے اور نہایت غافل ہے اُسپر چلا جملہ کرو
اور مار کر بھگا دو سرداران لشکر کی لاکھ سپاہ یہ کلمات سنکر وہیں سے چپ مشغول ہو

دن میں سلگا تلوار آبدار نیام انتقام سے کھینچکر چار غول ہوئے اور گھوڑے اوڑا کر ایک ایک
غول میں سے ایک ایک سوار ہے ایک رہبر ایسے لشکر ساحران پر آ کر اپشت پر کوہ تھا ایک
غول جو باقی رہا وہ لشکر لقا پر آپڑا وہ سب تو غافل تھے انھوں نے طنابیں خیموں کی
کاٹ دیں اور بارگاہوں میں آگ لگا دی پہرے چوکی والے سواروں کو قتل کیا
طلایہ وار کو زیر تیغ رکھا پھر تو لوگ گھبرا کر خیموں سے باہر نکلے جو منچلے اور صاحب حوصلہ
تھے انسے تلوار چلنے لگی جو نہایت جنگ دیدہ کارآزمودہ تھے ایسی ایسی ہزاروں افتاد
جھیل بیٹھے تھے وہ گھبرا اٹھا کر لشکر حریف کی طرح اپنے لشکر کو دو ایک تلوار لگا کر
لینا لینا کہتے ایک طرف کو نکل گئے کہ میاں انجام لڑائی کا برا ہوتا ہے جان بچانا چاہیے
انکا تو یہ حال ہوا اور جو بودے اور بدحواس ناتجربہ کار تھے وہ گھبرا کر مسلح ہو کر نکلنے
لگے لیکن زیر جامہ اٹھا کر گلے میں پہنتے تھے اور جب میانی میں پیشانی نہ آتی تھی تو
درزی کو الزام دیتے تھے اور کہتے تھے کہ گریبان جرا فراد سے تنگ بنایا ہی نہیں بعض
جامے کو پاؤں میں پہنتے تھے اور جب آستین میں پاؤں نہ آتے تھے تو کہتے تھے کہ
خیاط نے مہربان تنگ کر دیں بعض ترکش میں تلوار رکھتے تھے اور نیام میں تیر
ہو رہتے تھے خلاصہ ایک ہنگامہ گیرودار گرم تھا لشکر ساحران تو کل بارہ ہزار تھا
اس میں سے بہت پہلے مارے جا چکے تھے جو باقی تھے وہ پہلے ہی حملے میں مارے
گئے اس لیے کہ غافل تھے اور جو کچھ بچ بھی گئے وہ بھاگے ادھر لشکر لقا سے جو کچھ
بھاگے تھے وہ انکو ملے یہ انکو حریف سمجھے اور وہ لوگ انھیں دشمن معلوم کرکے حملہ آور
ہوئے باہم تلوار چلنے لگی غرضکہ وہ معرکہ پڑا تھا کہ شور محشر بپا تھا کہیں آپس میں
تلوار چلتی تھی کہیں حریف سے مقابلہ تھا یہ پاسے ہوئے دلیران عجب بلند ہوئی بارگاہ
لقا میں رقاص ساز پھینک کے بھاگے اور لقا باہر نکل آیا حال اپنے لشکر کا ابتر پایا
ساحروں کو آیا وہ سفر سقر دیکھا لشکریان اسلام قتل و غارت کر رہے تھے خیام جسد
آتش شمشیر سے جل رہے تھے تلوار بڑے زور شور سے چلتی تھی نعرہ ہای دلاوران
سے دنیا ہلتی تھی کہ ابیات

دکھائے رنگ تلواروں نے ایسے
بیان کیا کیجیے ان کی شجاعت

چمک ہو برق کی دریا پہ جیسے
کیا اس شب کو فردای قیامت

سر اعدا سے دبیں تھا اور تلوار ۔ ہوا تھا لجۂ خون بحر زخار
حباب آسا تھے اس میں کاسۂ سر ۔ تیان تھے مثل ماہی آہن کے پیکر
چمکتی تھی سنان نیزہ اس طرح ۔ شعاع مہر ہو دریا میں جس طرح
فدا تھی ان کی ہمت پہ شجاعت ۔ ہر اک ان میں تھا خضر بحر جرات
جو نامی فوج اعدا کے تھے سردار ۔ انھیں پہ چلتی تھی بس انکی تلوار
دم شمشیر نے طوفان کیا تھا ۔ سپاہ سحر کو ہیجان کیا تھا
رہی اپنی سلامت لے گئے جان ۔ ہوئے جو آب کی صورت گریزان

بختیارک نے یہ حال دیکھ کر لقا سے کہا کہ وہ مارا پیچھے آپکی معشوقہ فی النار ہوئیں اب تقدیر ہرگز نہ سمجھیے ورنہ حمزہ پہاڑ سے اتر کر قیامت برپا کرے گا بھاگتے راستہ نہ ملیگا لقا اسکے کہنے سے بارگاہ وغیرہ چھوڑ کر روبفرار لایا لقا اندر قلعہ عقیق کوہ کے داخل ہوا در قلعہ بند کرکے فیلبند دروازے سے پل تختہ خندق پر آب کا اٹھوا لیا اور صورت فتح نصیب غازیان دیندار ہوئے عدو کو شکست فاش ہوئی عین غفلت میں ہزاروں لقاپرست مارے گئے اور بقیۃ السیف بھاگے صبح تک خوب لوہا برسا ہر ایک جان بچانے کو تیار آخر وہ زمانہ آیا کہ ترک فلک نے تیغۂ مہر سے زنگ ظلمت دور کرکے ساحت عالم میں چمکایا اور لشکر ساحر شب نے روبفرار لایا صبح ہوتے ہی مطلع صاف تھا ۔ نظم

جو دامن کوہ کا تھا خون سے لال ۔ شفق پھولی تھی یہ ظاہر تھا احوال
گل انجم نہ تھے چرخ کہن کے ۔ سحر کو پھول عدو پر خندہ زن تھے

عیاروں اور فوج کے سرداروں نے بارگاہ سلیمانی اور ناموس صاحبقرانی کو ہمراہ لیکر مع بادشاہ امیر کے پہاڑ سے اتر کے جہاں لشکر اول اترا تھا اسی جگہ کو آباد کیا بارگاہ نصب ہوئی منادی نے ندا دی کہ دشمن بھاگا دست شادا در لشکر میں آکر آباد ہوں پھر تو رعایا برایا جو بھاگ گئی تھی کوہ و دشت سے آکر آباد ہوئی بازار میں آراستہ ہوئیں ناچ جا بجا ہونے لگا بازار مسرت وانبساط گرم تھا کہ ۔ بیت

دولت عہد شباب ست دگر بستان را ۔ میرسد مژدۂ گل بلبل خوش الحان را

بادشاہ اسلامیان کے زخم کو اور سرداروں کے جسم مجروح کو ٹانکے دیکر مرہم لگا کر باندھا اور امیر کو اسی طرح بیہوش پلنگڑی پر لٹا دیا اور ہر ایک بحر حیرت میں غرق تھا

کہ ساحرہ ماری گئی پھر کیا سبب ہے جو امیر کی بیہوشی نہ دفع ہوئی سردار عیار گرد پلنگ
کے کھڑے روتے تھے بعض عیار ہر سو بھیس بدلے ڈھونڈھا کرتے تھے لیکن کسی ساحر کو نہ پاتے
تھے جو قتل کرتے آخر بے نیل مقصود پھر آتے تھے اور امیر اس وجہ سے بیہوش تھے کہ
گلستان نے سحر کا پتلا شیشہ میں بند کر کے ایک ساحر کو دیا تھا کہ طلسم میں لیجا کے
اُس ساحر نے اپنا سحر اُس شیشہ پر کر کے کہ جب تک میں مارا نجاؤں یہ شیشہ نہ کھلے اور
مالک اسم اعظم ہوشیار نہو یہ تدبیر کر کے راستہ طلسم کا لیا تھا غرض وہ یہ لیکے جو اُس
داخل طلسم ہوا لیکن پہلے ظاہر کا طلسم پڑتا ہے اور وہاں لشکر مہرخ کا اترا ہوا ہے اور عیار
بالا دستی کئے ہیں بشکل مبدل صحرا میں پھرا کرتے ہیں اتفاق سے برق فرنگی ساحر کی
صورت بنا ہوا جنگل میں کھڑا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک ساحر سمت دریائے سحر بتعجیل تمام
اُڑا جاتا ہے یہ دیکھکر سوچا کہ اسکو قتل کرنا چاہیے کس لیے کہ جو ساحر کم ہو وہی بہتر ایسا
کچھ سمجھکر پکارا کہ واہ واہ بھائی صاحب اپنی سبکسری اور بے اعتنائی کی تو انتہا لازم
نہیں اُس ساحر نے اسکی آواز سنکر کہا کہ مجھکو کام بہت ضرورت کا ہے اسوقت معاف
فرمائیے برق نے کہا اگر ہماری ایک بات نہ سنوگے تو تمہارے لیے بڑی قباحت کی
شہنشاہ کے دربار میں ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ جاتے ہو کیونکہ دریائے سحر کی سمت تمہارا رخ
ہے اور وہاں اپنا پرایا جو جاتا ہے شہنشاہ اُسکو قتل کرتے ہیں یہ کلام سنتے ہی وہ ساحر
گھبرایا اور سمجھا کہ یہ یہاں کا رہنے والا ہے تو اس جگہ کے حال سے واقف ہے اس
کیفیت پوچھنا چاہیے ایسا کچھ سوچکر زمین پر اُترا اور کہا کہ بھائی میں ملکہ گلستان
کا نوکر ہوں یہ شیشہ جسمیں اسم اعظم حمزہ بند ہے شاہ جادوان پاس لیے جاتا ہوں
اور سب حال بربادی لشکر اسلام بیان کر کے مستفسر ہوا کہ تم اب بتاؤ شہنشاہ کیوں
ہر شخص کو قتل کرتے ہیں برق نے کہا عمرو عیار صورت بدل کر دربار شاہ میں گیا
اور بندگان حضور کو نہایت پریشان کیا اب جو کوئی جاتا ہے شہنشاہ بغیر تجسس اُسکو
قتل کرتے ہیں خیر یہ تو سب کچھ ہے لیکن یار تمنے ایسی خوش خبری مسلمانوں کے ہلاک
ہونے کی سنائی ہے کہ جی چاہتا ہے منہ تمہارا لعل و گوہر سے بھر دیجیے آؤ میرے گلے
سے تو لپٹ جاؤ یہ کہکر ہاتھ پھیلا دیے وہ ساحر گلے سے لگا برق نے سفوف بیہوشی
منہ سے جو پھونکا دماغ میں بھر اُسکے گیا چکر کھاکر وہ گرا اُسنے خنجر سے سر کاٹ ڈالا شور و

غل برپا ہوا لیکن جب تک وہ آفت دور ہوئی اُسنے اسکا سحر کا جھولا تلاش کرکے شیشہ نکالا اور
پتھر سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور پتلا جو اُس مین بند تھا وہ بسبب ہوا لگنے کے گلستان
اور اُس ساحر کے لاش کے آتے ہی ہوگیا تھا اُسکو بھی ٹکڑے ٹکڑے کرکے اور جو پھول عمرو
جھولے سے پایا وہ عمرو کے پیچھے سے کر لشکر کا راستہ لیا یہ تو ادھر چلا اور عیاران اسیر کو
ہوش آگیا آنکھین کھولین مگر بارے ضعف و نقاہت سے طاقت نہ تھی اشارے سے حال
پوچھا بادشاہ نے کل احوال ابتدا سے انتہا تک بیان کرکے عرق فواکہات اور شوربا
مرغ وغیرہ پلایا کہ جسم مین طاقت آئی اور اُٹھ کر بیٹھے کھانا نوش فرمایا آخر غسل صحت
فرما کر محفل شوکت بہ صد حشمت جلوہ آرا ہوئے نذرین فتح کی گذرنے لگین سرو ارسر
زیب وہ کرسی و زنگل ہوئے بادشاہ تخت پر بیٹھے حکم جشن ہونے کا دیا ساقیان سیمین
ساق وہ ماہ رخسار بادہ گلنار لیکر حاضر ہوئے مطربان سحر بیان و دلستان حور کردار
سامنے ناچنا شروع کیا اور ترانہ شادی و مبارکباد گانا لگا نظم

بزم عشرت بھری ہی تھی — صبا تھی کہ شیشہ مین پری تھی
تھے دور کہ گردش زمانہ — یا گردش چشم جادوانہ
مست مے ناب جھومتے تھے — ہنس کر لب جام چومتے تھے
چھیڑے رقاصون نے اودھر ساز — اٹھی وہ دھن مین سُریلی آواز
اس طرح سے توڑ لیتے تھے وہ — دل توڑتے مروڑتے تھے وہ

حاصل مرام یہ تو مصروف انبساط ہین کہ برق جرار کا تھرخ مین پہونچا وہ مال جو سارا
کاٹ لیا تھا عمرو کو نذر دیا عمرو نے خوش ہوکر کہا یہ شاگرد میرا بڑا سعادت مند ہے برق
نے کل ماجرا شیشہ توڑنے اور لشکر امیر کا حال جو کچھ زبان ساحر سے سنا تھا عرض کیا
عمرو نے ابری لشکر سنگ تھرخ سے کہا مجکو جلد باہر طلسم کے پہونچا دو کہ میرا آقا نہین معلوم
کیا ہو یا سیار گلنار جنان ہوا کہ میرے مالک کا ایمان خود ایک موسے کہ جسم بھی کم ہوگیا
ہے تو لو کلیم اور [illegible] اور جملہ اوس کی پرستارون کا سر کاٹ ڈالون کا تھرخ نے
کہا خواجہ بس کہ گھبرائیے کس حال مین حال آپکے مالک کا دریافت کیے دیتی ہون یہ
کہکر کچھ سحر پڑھکر زمین شق ہوگئی اور ایک مینار پیدا ہوا اوس مینار مین ایک طاق
بنا تھا اور اوس طاق پہ کہا [illegible] کی ہوئی رکھی تھی اُسنے وہ کھا

لیکر جزدان سے نکال کر کھولی اور پڑھی سارا حال گلستان کا اور قتل کرنا عیارون کا
اُسکو اور بہوش میں آنا امیر کا لکھا تھا عمرو کو یہ کیفیت سنکر تسکین ہوئی مہرخ نے پھر
جزدان میں کر کے کتاب طاق پر رکھ دی اور سحر پڑھا کہ مینار زمین میں غرق ہو گیا سب
اس کیفیت سے سب مشغول عیش ہوئے لیکن عمرو نے کہا اے ملکہ میں حیران ہون کہ طلسم
کیونکر فتح ہوگا اور اسد اور ہم چہیے وغیرہ کیونکر رہا ہون گے بہت ساحرون کو مین نے
قتل کیا مگر کچھ مطلب برآری نہوئی مہرخ نے یہ کلمات سنکر تسلی دی کہ انشاء اللہ ایک دن
طلسم فتح ہوگا اور شہزادہ چھوٹے گا آپ تشویش نہ فرمایئے عمرو کو ان باتون سے کچھ تسکین
نہوئی اور بارگاہ سے نکل کر صحرا کو چلا راہ میں قران سے ملاقات ہوئی اُسنے پوچھا
کہ استاد کہان جایئے گا عمرو نے کہا میرا دم گھبراتا ہے برائے تفریح یون ہی پھرتا ہون یہ
کہی رہے تھے کہ صدائے زنگ بجنے کی آئی اور ضرغام ساحر بنا ہوا سامنے سے ظاہر ہوا قران
نے اُسکو پکارا اُسنے آکر عمرو کو سلام کیا اُس سے پوچھا کہ کہان سے آتے ہو اُسنے عرض
کیا کہ دریائے سحر کی طرف سے مگر عجیب ماجرا دیکھا ہے کہ دل میرا متردد ہے ایک ساحر
خورشید زرین سحر نام کہ طلسم باطن کے ایک ملک کا شاہزادہ ہے اپنے ملک سے
اس ارادہ سے چلا تھا کہ سنا ہے گنبد نور پر جا کر حملہ کرونگا اور اسد کو چھڑا لونگا کیونکہ
میری بہن ملکہ ہلال سحر افگن شریک عمرو ہے مین بھی وہین جاؤنگا لیکن میرا شریک
ہونا افراسیاب کو ظاہر نہین مملکت میں کشت و غارت کر کے اپنی بہن پاس جاؤنگا
کہ وہان میری پھوپھی ملکہ سمر جمو بھی ہین فی الجملہ اس ارادے پر جب چلا اسکے لشکر یون
مین سے کسی نے اس حال کی خبر حیرت کو پہونچائی اُسنے ملکہ ناگن جادو نام ایک ساحرہ
کو بھیجا کہ وہ استقبال کرنے کے بہانے سے آکر خورشید کے پاس پہونچی اور بخاک قہر
جمشید ڈال کر اُسکو گرفتار کر کے پاس حیرت وغیرہ کے لیے جاتی ہے عمرو نے یہ کیفیت
سنکر پوچھا کہ فوج کیا اُسکے پاس نہ تھی ہوا اسیر ہو گیا ضرغام گویا ہوا کہ بارہ ہزار ساحر اسکے
ساتھ تھے جب وہ قید ہوا تو لشکری اُسکے کوہستان کی جانب جا کر پوشیدہ ہو رہے اور
باہم مشورہ کیا کہ ہم آج یہ قدرت نہین رکھتے ہین جو شہنشاہ طلسم سے مقابلہ کرین
مگر لشکر مہرخ میں جا کر خورشید کی پھوپھی اور بہن سے اس حال کی اطلاع دین اور
اُنکے ساتھ بادہ بند رہون غرضکہ ایک ساحر کو اُنھون نے لشکر میں ہمارے بھیجا ہے عمرو

سارا ماجرا اسکا قران سے کہنے لگا کہ اے فرزند شاہزادہ خورشید کو چھڑانا لازم ہے چلو اس
امر مین کد و کوشش کرین یہ کہکر دونون جدا جدا لشکر مین عیاری کے روانہ ہوے لیکن وہ ساحرہ
ملکہ خورشید کا پاس ملکہ سرخ مو کے پہونچا اور کہا کہ اے ملکہ آپکے بھتیجے قید ہوگئے
اور کل احوال جو اوپر مذکور ہوا بیان کیا سرخ مو یہ حال سنتے ہی جوش خون سے بیتاب
ہوگئی اور چاہا کہ لشکر لیکر جاؤن اور فوج پر حیرت کے حملہ کرون پھر خیال کیا کہ ناگن
ابھی راہ مین ہے چلکر اسکو مارون اور اپنے بھتیجے کو چھڑالون یہ سوچکر مثل آتش [illegible] پیچ و تاب کھاتی
روانہ ہوئی ہر سمت ڈھونڈھنے لگی اور پھر تفحص ایک درخت کے نیچے اوتر کر [illegible] نگاہ
ہر طرف دوڑانے لگی ناگاہ صبا رفتار عیارہ کہ صحرا مین تھی اسکو دور سے دیکھا
اور فی الفور بفن عیاری صورت اپنی مثل صورت برق فرنگی کے بنالی اور [illegible]
اسکے آگے آیا ہوئی کہ اے ملکہ کس فکر مین یہان تنہا کھڑی ہو سرخ مو نے سارا حال اسکو برق
سمجھکر بیان کیا اور کہا میرا ارادہ ہے کہ طبقہ زمین کا توڑکر زندان مین جاکر ٹھہرون جسمین
بھتیجا میرا یہان آکر قید ہوا ہے اسکو رہا کرکے آؤن صبا رفتار جو سب سارے حال پر
اطلاع پاچکی پاس آکھڑی ہی تھی حباب بیہوشی اسکے مارا کہ سرخ مو بیہوش ہوکر گری اسنے
پشتارے مین باندھا اور سرکر روانہ ہوئی ادھر ناگن جاکر بارگاہ حیرت مین پہونچی
اور خورشید کو سامنے پیش کیا حیرت نے مہربان جادو داروغہ محبس کو بلاکر
حکم دیا کہ اسکو لیجاکر قید کرو مین شہنشاہ کو عرضی لکھتی ہون جیسا وہ فرمائینگے عمل مین
آئیگا داروغہ زندان اپنے سحر مین مسحور کرکے خورشید کو زندان مین لایا اور حیرت
نے اس حال کی عرضی افراسیاب کو لکھکر چیلے کے ہاتھ بھیجی جب عرضی باغ سیب مین
پہونچی شاہ جادوان اسی تجمل بیکران سے جیسا اکثر ذکر ہوا ہے سوار ہوکر لشکر حیرت مین
آیا اور جب داخل لشکر ہوا حیرت نے مع تمام سردارون کے استقبال کیا شاہ جادوان
تخت پر آکر بیٹھا اسوقت صبا رفتار پشتارہ لیے آئی اور کہا سرخ مو اپنے بھتیجے کے چھڑانے
کو آئی تھی مین اسکو گرفتار کرلائی ہون شاہ نے فرمایا کہ اسکو بھی لیجاکر قید کرو صبا
رفتار نے حسب ارشاد اسکو بھی زندان مین پہونچا دیا اُس وقت حیرت نے کہا کہ اے
شہنشاہ یہ سب حرامجو گرفتار ہین انکو قتل کیون نہین کرتے افراسیاب نے جواب دیا [illegible]
کہ مارڈالنا سہل ہے جلانا مشکل ہے گردون روحیہ کھلا کر انہین پالا ہے [illegible] [illegible]

کیا جائے یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین لیکن عیار جو فکر عیاری مین چلے تھے اون مین سے عمرو
صورت ساحر کے مثل بنکر لشکر حیرت مین داخل ہوا اور اُسنے وارد نمہ زندان کو قید لیجاتے
ایک خیمے مین دیکھا سمجھا یہی زندان خانہ ہو اور وہان پہرا چوکی بھی زیادہ تھا مرزبان وہ
زندان پر کرسی بچھائے بیٹھا تھا اُسکو دیکھکر عمرو نے ایک گوشے مین ٹھہر کر صورت اپنی
ایک زن خوب صورت کی ایسی بنائی گیسوے مشکفام کو کھول دیکر رخسار پر چھوڑا اور مانگ کو
موتیون سے بھرا جوڑا ترچھا باندھا چشم غزالین مین سرمہ لگا کر کے رخسار تاب ناک کو گلگونہ
کش فرمایا سر سے پاتک زیور مرصع کار پہنا اُسوقت اُسکے حسن دلاویز پر لعبتان دہر
ہزار جان سے نثار تھے بلکہ مہر و ماہ تصدق ہر بار تھے سو سے شرہ و لیوا مژگان حسن کو
تنکے جیو اسطے اور ابرو اوسکے سہام بنکر دل عشاق کو نشانہ بناتے دست و پا مین حنا کی
رچی دل عاشق کو خون کرتی دل مین آگ لگی ہوئی کہ اور زیادہ ٹھہر کا لگی کہ نظم

عجب دست رنگین تھا اُس ماہ کا | کہ مرجان کا پنجہ فدا ہو گیا
ضیا سے بظاہر تھا سینہ بھرا | مگر صاف باطن مین کینہ بھرا
وہ باہین سہ نگار تھین گول گول | کٹیر نور سے جسکے ہیرے کا مول
کلائی کو یہ نازکی تھی حصول | وہ بیکے جو پہونچے وہان ایک کول
غرض ایسی تھی شکل اُس ماہ کی | نظر آتی تھی قدرت اللہ کی

اس خوبی سے درست ہوکر دولائی کا جھرمٹ مارکر جھاؤلیان دیتا کمر اور کوٹے کا عالم
دکھاتا سامنے سے مرزبان کے ہوکر نکلا اور دولائی ہٹاکر آنکھ سے آنکھ لڑائی اور رخ
روشن کی جھلک دکھائی پھر آگے کو چلی مرزبان شیفتہ و فریفتہ ہوکے بیقرار شعر عاشقانہ
پڑھتا اُٹھکر پیچھے چلا اور جب تنہائی مین پہونچا بے اختیار یہ زبان پر لایا کہ بیت

کون سی دل مین نہین تو کل کی تیری حسرت | کون آئینہ ہے جس مین تری تصویر نہین

وہ نازک بدن یہ شعر سنکر پھری اور منہ سے دوپٹا ہٹاکر مسکرائی مرزبان نے دوڑکر ہاتھ
پکڑ لیا اور کہا بیت

دو روز سے کبھی ملنے کے انتظار سے شب | ہم کہین سکے نہو سکے تم جو ہمارے شب و روز

اُس نازنین نے ہاتھ جھٹکا کر چھڑا لیا اور کہا جاؤ جاؤ مین ایسے بے مروت مردون سے
بات نہین کرتی مرزبان قدم پر گر پڑا کہ اے جان جہان مین تابعدار ہون تمام عمر گردنہ

اطاعت سے نہ اٹھاؤنگا اُس محبوبہ نے پاؤن پر سے سر ہٹا دیا اور اپنا ماتھا کوٹ لیا کہ
مجھسے مین نگوڑ ماری اس طرف آ کس غضب مین پڑ گئی ارے لوگو یہ مرد ا کیسا مجھ پر
کیون میرے پیچھے پڑ گیا اچھا کھو کیا کہتے ہو مرزبان نے پھر تو گلے سے لگا لیا اور پیار کرنا
چاہا اُس گلبدن نے کہا ہٹو دیکھو کوئی آجائے گا یہ کہکر چھوٹے کپڑے اپنے سنبھالے
اور خاصدان نکال کر ایک گلوری کھائی اور چاہا کہ خاصدان بند کرے مرزبان نے کلائی
پکڑ کر کہا واہ واہ ہمین نہین اُسنے انگوٹھا دکھایا لیکن اسنے شانا ایک گلوری لیکر کھا لیا
کھاتے ہی بیہوش ہوا عمرو نے اسکو زیادہ بیہوش کرکے اور کپڑے اُسکے اُتار کر اوسی
کی ایسی اپنی صورت بنائی اور اُسکو غار مین ایک مقام پر ڈالکر آپ وہان سے در خیمہ
زندان پر آکر بیٹھا لیکن شاہ طلسم اور حیرت سے جو درباب قتل مجرمان گفتگو ہو رہی
تھی آخر بادشاہ نے اپنی روبرو کو تشدد رکھنے کے لیے صبار فتار سے حکم دیا کہ جا اور
داروغہ زندان سے کہہ کہ قیدی لیکر حاضر ہو صبار فتار یہ حکم پاکر مجلس مین آئی اور
داروغہ کو حکم شاہ سے اطلاع دی عمرو نے قیدیون کے لیجانے مین فوراً تامل کیا
صبار فتار نے کہا مین ساتھ چلون تو کیا قباحت ہے عمرو نے جواب دیا کہ تم عیارہ ہو کے
بیوقوف بن گئین تمھارے ساتھ چلنے سے کیا فائدہ ہے آؤ ادھر سنو اور ایک کونے
مین لا کر چاہا کہ اسکو بھی بیہوش کرون اوس وقت صبار فتار پہچان گئی کہ یہ عمرو
ہے فوراً لوگون کے سنانے کو پکاری کہ خواجہ قیدیون کا چھڑا لیجانا بہت مشکل ہے یہ کہکر
تقیہ کھینچکر حملہ آور ہوئی عمرو نے حلقہ کمند سے اس طرح مارے کہ یہ اُلجھ کر گری جبا
مار کر اُسکو بھی بیہوش کر دیا لوگ کچھ صدا سنکر دوڑ آئے تھے اُنسے کہا یہ عیار عیارہ
صبار فتار کی صورت بنکر آیا تھا مین نے اسکو گرفتار کیا اب تم قیدیون پر سے سحر دفع
کرو مین جبتک کپڑے پہنتا ہون پھر سامنے شاہ طلسم کے لیجاؤنگا یہ تقریر سنکر ساحر
قیدیون کو رہا کرنے مین مصروف ہوے لیکن صبار فتار کو دیر جو ہوئی افراسیاب
نے سحر پڑھکر دستک دی زمین سے ایک پتلی نکلی اُس سے پوچھا داروغہ زندان کیا کرتا
ہے پتلی نے کہا داروغہ زندان غار مین بیہوش پڑا ہے اور عمرو قیدیون کو چھڑائے لیے
جاتا ہے یہ کہکر پتلی تو غائب ہو گئی افراسیاب بغیظ و غضب تمام مانند برق کے زندان
مین آیا اور عمرو کو مع قیدیون اور صبار فتار کے پنجۂ سحر مین داب کر بارگاہ مین لایا

صبا رفتار کو ہوشیار کرکے کہا کہ مرزبان غار مین بیہوش پڑا ہی جا ہوشیار کرکے یہان
لے آ عیارہ تو اودھر گئی اور اسنے قیدیون کو ہوشیار کرکے کہا اے خورشید مین نے جاگیر
ملک و مال وغیرہ تجکو اسی دن کیلیے دیا تھا کہ تو مجھسے نمک حرامی کرے اور عین غفلت
مین طلسم کشا کو چھڑا لیجانے کا قصد کرے خیر جو کچھہ ہوا وہ ہوا اب بھی اپنے ارادۂ فاسد سے
باز آ اور ازراہ صدق ارادت میری اطاعت کر تو جان تیری بچ جائے اور خطا تیری
معاف کردون خورشید نے ان باتون کا جواب دیا کہ مین تیری اطاعت کسی طرح
نہ کرونگا اگر قضا ہی مارا جاؤن ورنہ چھوٹ کر اپنی پھوپھی کا ساتھہ دونگا اسے
یہان اکیلا آیا تھا آت اسکے شریک کتنے ساحر ہین افراسیاب نے کہا پھر وہ شریک ہین
تو کیا ہین عوض کی کیا حقیقت ہی ابھی چاہون سر دربار پکڑکر مار ڈالون خورشید
نے کہا زیادہ گوئی نکر کہین دغا سے کسی کو مارا ہوگا آج تک تو نے کسی کو نہ مارا رفیق
تیرے بہت سے مارے گئے انکا عوض نہ لیا شہنشاہ ساحران یہ کلمات سنکر بہت
برہم ہوا اور ناگن سے کہا یہ آمادۂ مرگ ہی جو منھہ مین اسکے آتا ہے وہ کہتا ہے تم ساتھہ
لشکر مہرخ کے اسکو لیجاکر مع اسکی پھوپھی اور عمرو کے قتل کرو دیکھون تو کون اسے
چھڑاتا ہی جسطرح سب جون کو عمرو کی عیاری پر گھمنڈ ہے تم سب کے سامنے عمرو ہی کو قتل کرنا یہ حکم دے رہا
تھا کہ صبا رفتار روانہ مرزبان کو ہوشیار کرکے لائی شہنشاہ نے حکم دیا کہ اسکے
مرزبان ساٹھہ ہزار ساحر تیار کر اور ناگن کے ساتھہ جا اور ان باغیون کو ساتھہ انکے
رفیقون سے قتل کردو پس بمجرد حکم ساٹھہ ہزار ساحر تیار ہوئے اور قیدیون کو اژدرون کے
پر بٹھلا کر چلے ناگن بھی ہمراہ ہولی اسکے مطیع پچاس ہزار ساحر تھے وہ بھی [illegible]
رخصت ہوکر چلے گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے غلغلۂ عظیم برپا ہوا ناگن کی مان فی الحال
بہت علیل ہے غش کی حالت مین پڑی رہتی ہی اسنے سبب اسکے کہ میری مان کی
خبر کون لیگا لازم ہے کہ اپنے ہمراہ لیتی چلون ہرچند کہ کہین دور جانا نہین ہے پھربھی
مریض کی خبرگیری واجب ہی پس جسوقت پالکی مین اپنی مان افعی جادو نام کو بھی سوار
کرکے ساتھہ لے لیا یہان تک کہ بعد کچھہ عرصہ کے لشکر مہرخ کے سامنے جاکر پہونچے کیونکہ
پانچ یا سات کوس کا بہر جنگ وجدال دونون لشکر کے درمیان مین فاصلہ رکھا ہی غرضکہ
جب وہان پہونچے عیارون نے جو فکر مین عیاری کے پھر رہے تھے عمرو کو بھی قید دیکھا

اور فکر زیادہ کرنے لگے کہ بہت جلد انکو چھڑانا چاہیے ادھر طائران سحر سامنے مہرخ کے گئے
اور بعد بجا لانے دعا و ثنائے شاہی کے عرض پرداز ہوئے کہ فوج شاہ طلسم خواجہ اور مہرخ
کو سمع اُس کے پیچھے کے سامنے لشکر ظفر پیکر کے قتل کرنے لائی ہے یہ کہکر علاحدہ ہوئے
مہرخ نے جب یہ ماجرا سنا فرمایا بغیر عمرو کے زندگی بیکار ہے یہاں بھی لشکر تیار رہے یہ
فرماکر نفیر سحر بجائی کل لشکر کمر باندھ کر مرنے پر تیار ہوا نقارۂ جنگی کڑکڑایا دلاوران بہت جلد
مسلح و مکمل ہو کر مرکب ہائے تازی پر سوار ہوئے ساحر اپنے اپنے حربے لیکر طائران سحر
پہنچے ایک ہنگامہ قیامت برپا ہوا اُس وقت قران غلغلہ سنکر لشکر میں دوڑا آیا اور
مہرخ سے کہا آپ تامل فرمائیے اور لشکر لیے وقت کی منتظر رہیے جب ہم عیار گرفتار
ہو جائیں اُسوقت آپ کو اختیار ہے یا جب نعرہ ساحروں کے ہیروں کا آپ سنیے گا
یہ صدا کہ مارا مجھے نام میرا آتاگن تھا اُس وقت فوج عدو پر آکر گرئیے گا مہرخ اُسکے
کہنے سے کوہ و دشت میں لشکر لیے کر متواری ہوئی اور وقت کی منتظر ٹھہری ادھر آتاگن
نے حکم دیا کہ اس جگہ خیمہ استادہ کیا جائے اور آج شب بھر میدان خونی کی تیاری ہو اور
منادی ندا کرے تا کہ لشکر حریف میں ان لوگوں کے قتل کی خبر پہنچے اور وہ لوگ آکر
اسکا حال خراب دیکھیں کیونکہ حکم شاہی ہے اور اسی لیے اس جگہ اُن کو قتل کرنے
لیے بھیجا ہے خلاصہ کلام اُسی وقت خیمہ و خرگاہ استادہ ہوئے اور لشکر کے بیچ میں
قیدیوں کو رکھا ایک طرف مہ زبان اور دوسری سمت آتاگن خیمہ زن ہوئی اور
اپنی بان کا پلنگ ایک خیمہ میں بچھوا دیا اور رد بدلی کا حکم دیا تاکہ پھر کوئی دقیقہ باقی
نہ رہے صبح ہوتے ہی مجرموں کو قتل کر ڈالوں غرضکہ منادی نے صدا دی کہ جو حاکم
طلسم سے منحرف ہوگا وہ نہایت خراب حالی سے قتل کیا جائے یہ صدا جو چار دانگ طلسم
میں بلند ہوئی دشمن شاد اور دوست عمرو کے غمگین ہوئے وہ دن سارا اسی تردد میں
بسر ہوا آخر شاہ خاور زندان خانۂ مغرب میں جا کر اسیر ہوا اور ظلمت شب نے میدان
عالم میں خیمہ تاریکی برپا کیا کہ ابیات

چھپا نور جس وقت خورشید کا	ہوا خانۂ دہر ظلمت سرا
ستارے فلک پر نمایاں نہ تھے	پرندے بسیرے میں تھے ہو لیے

شام ہوتے ہی بخوف عیاران ناگن اور مہ زبان نے سحر کیا کہ گرد اُنکے لشکر کے ایک آب

اکر محیط ہوا اور اس قدر چھا گیا کہ سر ابر کا زمین سے مل گیا اور یہ عالم ہوا کہ بجائے آسمان
کے بھی ابر تھا اور چار سمت کو لشکر کے دیواریں ابر کی کھنچ گئیں لیکن جس وقت فلک
کی جانب لگاتار سے ابر پیدا ہوے سے عیار جو لشکر میں عیاری کرنے کو بشکل مبدل موجود تھے
سمجھے کوئی آفت آیا چاہتی ہے یہ ابر کا آنا خالی از فساد نہیں ہے یہ سوچ کر جست و خیز کر کے
سرحد لشکر سے نکل گئے اور دور سے جو دیکھا تو ایک قلعہ ابر کا بنا ہوا نظر آتا ہے لشکر ناگن
کا دکھائی نہیں دیتا آسمان ابر کا زمین ابر کی دیواریں ابر کی ہاں اتنا ہے کہ ان دیواروں
میں طاق و ایوان بنے ہیں اور ساحر بیٹھے نظر آتے ہیں اور کچھ لشکر کے چراغوں کی
روشنی ظاہر ہوتی ہے دیکھ کر عیار بہت گھبرائے کہا افسوس ہم لشکر سے ناحق نکل آئے
اب جانا اس قلعہ میں سحاب کے نہایت دشوار ہے کاش اندر رہ جاتے تو ہمراہ عمرو
کے رہتے یا انہیں چھڑاتے یا اپنی جان دیتے اسی طرح افسوس کر رہے تھے کہ قران
نے برق سے کچھ کان میں کہا برق ایک طرف بہت خوب کہکر چلا گیا پھر قران نے
اور عیاروں سے بھی کچھ کہا کہ وہ بھی ایک طرف گئے جب یہ جا چکے قران بھی ایک
جانب روانہ ہوا مگر برق جو ادھر گیا تھا ایک مقام پر بیٹھکر ایک عورت بنا کہ بدن
دوہرا اور گدا بدا اپنا دوائی دھونی دیکر بنایا کہ گویا ہیئت ہی بدل ڈالی چھوٹے
چھوٹے ہاتھ پتلی پتلی انگلیاں کمر پتلی کولے بھاری ہوا فق کی تیاری انگیا کسی کمانی
ٹھسک ٹھاک سر میں زری کا موباف پڑا اونچا سر گندھا چوٹی پیشانی ہموار و بلند جٹی بھویں
ستواں ناک سبزہ رنگ گات ابھری رانیں پر گوشت بھری بھری لباس سر سے
پا تک ہلکا پیازی رنگا ہوا زیب قامت فرمائے زیور الماسی مگر مختصر پہنے کہ بمقتضائے نظم

کلک دو زبان صفت بہم کر
وصف رخ و زلف ساتھ ضم کر

یہ ظلمت کفر ہے وہ اسلام
یہ رات وہ دن یہ صبح وہ شام

یہ دل ہے تو وہ سیاہی دل
یہ گل ہے تو وہ چراغ محفل

یہ چشمۂ خضر ہے وہ ظلمات
یہ ہجر کا دن وہ وصل کی رات

یا تختۂ سحر لوح صفا ہے
پیشانی نسخۂ وفا ہے

گردیدہ مست صید دل ہے
ابرو محراب دار بل ہے

منہ میں ہے زبان کہ گل میں بو ہے
یا حقۂ لعل میں گہر ہے

گر دیکھ لیا کسی نے سینہ	مشکل ہوا زخم دل کا سینا
پستان ہیں جو میوہ بہاری	محرم انگور کی پٹاری
ہیں ناف و کمر جو دونوں باہم	مضمون کے پیچ میں پھنسے ہم
یہ بال و مال کا ہے پھندا	یا تار خیال کا ہے پھندا
اعجاز ہے گردش قدم میں	ٹھوکر میں ہے مسیحا کے دم میں

اس صورت دلفریب پر درست ہوکر ہاتھ میں تھال لیے کچھ پکوان اور مٹھائی اس میں رکھے ہوئے پہنچا ناز و انداز سے ساتھ اُس قلعہ ابر کے آکر ایک جانب کو روانہ ہوا کچھ دور گیا ہوگا کہ ضرغام کو قران نے کہا تھا تو عاشق بنا وہ ایک مقام پر ژولیدہ مو پریشان حال گریبان چاک کیے کھڑا تھا دوڑ کر اس نازنین کے قریب آیا اور پکارا کہ بیت

وہ تمہیں ہو جو جدائی میں ہیں دیکھے آنکھیں	ہے یہ دل بھی تو کسی طرح جو پایا نہ گیا

یہ کہکر پاس پہنچ گئے ہاتھ پکڑ لیا اُس زن ماہ پیکر نے کہا صاحب تم مجھے کیوں بدنام کرتے ہو ان باتوں میں جان جائیگی اب میری محبت سے ہاتھ اٹھاؤ ورنہ پچھتاؤ گے میں کہاں تک جنگل میں تمھارے لیے آیا کروں جس دن میرا خاوند دیکھ لیگا بڑی آفت ہوگی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ قران بشکل مرد قوی ہیکل سینہ تانا ہاتھ میں لٹھ لیے ایک طرف سے آکر پہنچا اور للکارا کہ کیوں حرامزادی تو ہمیشہ کہا کرتی تھی کہ مجھے کسی کے ساتھ پکڑ لو تو میں جانوں آج میں نے تیرے یار کے ساتھ تجھے پکڑا آج تیری ناک کانوں کا یہ بیسوا ہیں تیرا سب ظاہر ہوگیا اس ڈانٹ کے ساتھ ہی وہ عورت لرز کر بیٹھ گئی اور وہ عاشق سمجھا کہ یہ کچھ سطوہ کا بھی خیال نہ کیا کہ اسپر کیا گذریگی شوہر منکوحی نے آکر بال سر کے پکڑے اور براہ غیاوت اُس عورت کو مارنے لگا اور عورت نے شور داد و بیداد و فریاد بلند کیا اور شوہر کو بھی دو ہتڑ مارتی تھی اور کہتی تھی تیرا اجارہ ہے جو میرا جی چاہے گا کروں گی اور تیرے منہ میں لوچھوں گی بھڑوے آج تجھے بڑی غیرت آئی کل اُسنے دس روپیہ کا کپڑا مجکو لا دیا تو وہ جھٹکے سے لے لیا یہ جانا کہ آخر یہ کس علاقے سے دیتا ہے پھر کسی کا مال کھا لینا ٹھٹھے بازی ہے آج آیا ہے اپنا فرق جتانا تھا اپنی بہنیا پر فرق نہیں کرتا جو دن دہاڑے یار بلاتی ہیں غرضکہ عورت تو مرد کو دشنام دیتی ہے کاٹ کھاتی ہے اور مرد سونٹے مار رہا ہے شور و غل بے انتہا مچا

ازبسکہ چاندنی رات تھی اور ابر کا قلعہ نزدیک تھا طاق و ایوان مین وہان کے ساحر تو بیٹھے
ہی تھے اُنھون نے بھی یہ ماجرا دیکھا اور مرزبان سے جا کر کہا ذرا چل کر دیکھیے تو جنگل مین
عجیب دل لگی ہو رہی ہے یہ سنکر اُسنے بھی آکر ان دونون کو لڑتے ہوے دیکھا چاندنی مین
عورت کا بدن کچھ قلعدار ثابت ہوا ایک سحر کا پنجہ بھیجا کہ وہ جا کر عورت کو اُٹھا لایا
اُس وقت ابر ہٹ گیا پنجے نے عورت کو سامنے رکھ دیا اُسنے پاس سے جو اُسکے رخ زیبا
کا نظارا کیا اور ابھرتا پایا اُسکو دیکھا یک نظر دیوانہ و فریفتہ ہوا اور کہا ای گل پیرہن
یہ کون تھا جو تجھ ایسے معشوق کو کہ جس کو گل کا بوجھ بار معلوم ہوتا ہو گا زد و کوب
کر رہا تھا یہ کلمات سنکر اُس سیمین عذار نے کہا آپ آج کی مار کو کیا کہتے ہین جب سے
مین اس قصائی کے پالے پڑی ہڈی ہڈی میری چور ہے اس وقت آپ نے بڑا
غضب کیا جو اُسکے پاس سے مجھے اُٹھوا لیا اب وہ بغیر ناک کاٹے یا مار ڈالے مجھے
نہ چھوڑے گا موذی کاٹا بڑا بدگمان ہے کہے گا کہ بتا کس یار نے تجھے بلوایا تھا
مرزبان نے کہا کیا مجال اُسکی جو تجھے اب ہاتھ لگا سکے عورت نے جواب دیا کہ کیون
مجال کو کیا چاہیے وہ میرا شوہر ہی ہے واسطہ ساحری کا اگر مجکو آپنے بلایا ہے
تو میرے شوہر کو بھی بلا بھیجیے ورنہ بڑی قباحت میرے لیے ہو گی اور ایسا مین یون
جا بھی نہین سکتی وہ یہی کہے گا کہ تو آشنا کے یہان گئی تھی ہاے لوگو مین کس غضب
مین پڑ گئی ارے صاحب جلد اُسے بلائیے مرزبان نے چاہا کہ پنجہ بھیجکر بلوائے عورت
نے کہا پنجہ نہ بھیجیے گا وہ آدمی جلے تن ہے ناحق مجکو آکر مارے گا آبرو کے ساتھ بلوائیے
کہ وہ خوش ہو اور غصہ اُسکا اُتر جائے پھر انصاف کر کے رضامند کر کے اُس سے
فارغخطی مجھے دلوا دیجیے گا مرزبان فارغخطی کا نام سنکر شاد ہو گیا اور ایک ساحر سے
حکم دیا کہ تخت سحر پر بٹھا کر اُسکے شوہر کو لے آ ساحر حسب الحکم تخت لیکر گیا وہان وہ مرد
بک جھک رہا تھا کہ ساحر نے کہا چلیے جہان آپ کی زوجہ ہے اُنھون نے بلایا ہے اور سوار
کر کے اندر قلعہ سحاب کے سامنے مرزبان کے لایا اُسنے بعزت تمام بٹھایا بعد کچھ دیر
کے سمجھانے لگا کہ زوجہ تمھاری آوارہ ہے کچھ روپیہ مجھ سے لو اور اسکو چھوڑ دو
اُس مرد نے کہا اسوقت خستہ و شکستہ بہت ہون صبح کو اس بات کا جواب دونگا
مرزبان نے ایک ساحر سے حکم دیا کہ اسکو لیجا کر خیمے مین رکھو ساحر قران کو خیمے مین لایا

پلنگ پر ہی چاندی کی سونے کو دی اودھر عورت سے مرزبان اختلاط کرنے لگا عورت نے
کہا میں بھی اپنے شوہر کے خیمے میں جاتی ہوں جب فارغ خطی ہو جائیگی اُسوقت دیکھا جائیگا
مرزبان اِس کلمہ سے بیتاب ہو گیا اور کہا تم یہین ٹھہرو عورت نے کہا خوب تم تو پرائی
جورو پر لوٹے ہوئے یہ کہکر اُٹھی کہ جاتی ہوں مرزبان اُٹھکر لپٹ گیا اور قسمین دینے
لگا عورت نے کہا ذرا دم لو مین ابھی تو جاتی ہون جب وہ سو جائیگا تو کسی حیلے
سے آؤنگی یہ کہکر وہان سے خیمے میں آئی قران سے سب حال کہا اور کہا ابکی جاکر
مرزبان کو پکڑے لیتا ہون یہ باتین کر رہا تھا کہ ایک طرف سے صدا کراہنے کی آئی
برق نے در خیمہ پر آکر ایک ساحر سے پوچھا کہ یہ کون آہ آہ کرتا ہے اوس ساحر نے کہا ان
ناگن کی بیہوش اور ماندی رہتی ہے وہی کراہتی ہے یہ حال سنکر برق اُسی آواز کی طرف
گیا دیکھا کہ ایک خیمہ استادہ ہے اندر اُسکے پلنگ پر ایک مریضہ لیٹی ہے ایک جانب
چوکی پر بچانہ بچھی ہے کی لگی ہے وہ ایک کنیزین سرہانے جوان خدمت کو حاضر ہیں
پلنگ کے قریب کچھ نسخے بنے ہوئے رکھے ہیں کچھ سے سکھے پڑے ہیں کچھ عورتین
پٹی پکڑے بیٹھی ہیں پنکھا جھل رہی ہیں برق نے قریب خیمہ پہونچکر ایک عورت کو
اُن میں سے باشارہ انگشت طلب کیا جب وہ اُٹھکر پاس آئی کہا کیون گیان
تمنے ہمین پہچانا اُس کنیز نے کہا مین مطلق واقف نہین اُسنے کہا اب کا ہے کو پہچانوگی
مین نوکر مرزبان کی ہون یہ کہتے کہتے حباب بیہوشی مارا کہ تڑاق سے اسکو چھینک
آئی اور بیہوش ہوگئی برق اسکو اُٹھا خیمے مین اپنے لایا مگر دیر سے نہ آیا پشت پر
سے سراپچہ چاک کرکے اندر آیا اور در خیمہ پر جاکر پکارکر کہدیا کہ اندر خیمے کے ہم زن
و شوہر سوتے ہین کوئی یہان نہ آئے دوسرے جہان کہین میں جاؤن کوئی میرا
مزاحم نہو ساحرون نے جو یہ کلام سنا سمجھے کہ زن بدکار ہے شاید کہ یہ شوہر کو سلا کر میان
پاس ہمارے جائے یا اور کچھ کرے ہمکو اُسکے درمیان مین بولنا اچھا نہین وہ سب تو
یہ سوچکر چپ ہو رہے اِدھر اُسنے اُس کنیز کے کپڑے اُتار کر آپ پہنے اور اپنے کپڑے
وہی زنانے اُسکو پہنائے اور مثل اُس کی صورت کے اپنی شکل بنائی اور جس صورت
پر کہ آپ عورت بنا ہوا تھا اُسی طرح کی عورت اُسکو بنا کر فلیتہ دافع بیہوشی سنگھایا
کہ وہ ہوشیار ہوئی اور دیکھا میری صورت کی ایک عورت سامنے موجود ہے یہ دیکھکر

براہ تعجب اُسنے کیفیت پوچھی برق نے کہا کہ گیاں میں تم کھڑی باتیں کر رہی تھی کہ ایک ہوا
کا جھونکا لگا دونوں بیہوش ہوگئے اُسوقت سامری کو دیکھا کہ تشریف لائے اور میرے تمہارے
منھ پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ بیٹے تم دونوں کو کایا پلٹ کر دیا اس میں تمہارے لیئے بہتری ہے
اور ہماری مشیت ازلی کی مقتضی ہے کہ کنیز بناکر تجھکو مرزبان کی زوجہ بناکر اُسکا رتبہ و درجہ
بڑھایا ہے اور مجھکو اس کنیز کی صورت بنایا ہے تو کیا مشیت خداوندی میں کیا چارہ ہے
اب تم میری حقیقت سنو کہ یہ شخص جو پلنگ پر لیٹا ہے اس کی میں زوجہ تھی مجھپر مرزبان
عاشق ہوا صبح کو فارغخطی میرے شوہر نے مجھکو دی کہ مجھے اپنے پاس رکھتا لہذا جو کوئی
پوچھے اسی مرد کی زوجہ اپنے تئیں بتلانا اور مجھسے مرزبان نے وعدہ لیا تھا کہ جب یہ
شوہر تیرا سو جائے تو میرے پاس آنا اب یہ سوتا ہے تم اُسکے پاس جاؤ اور فرداً وقت خوشی
دو میں تمہارے عوض تمہاری بی بی مریضہ کی خدمت میں جاتی ہوں وہ کنیز یہ سنتا
گذری تھی کہ مرد سے واقف نہ تھی اور تکلیف میں رہاکرتی تھی زر و زیور دیکھکر اور
زوجہ رشتے بڑے امیر کا اپنا ہونا سنکر نہایت خوشنود ہوئی اور کہا بسم اللہ اچھا مجھے
مرزبان پاس پہونچا دو اور اپنا نام بتلا دو برق نے کہا نام میرا محبوبہ ہے یہ کہکر اپنے
ساتھ لیا اور خیمہ مرزبان کا بتلا دیا وہ اندر خیمے کے گئی مرزبان چشم براہ انتظار تھا
اُسکو دیکھکر پکارا کہ بیت

آج آئے ہیں وہ کچھ آنکھوں میں فرمائی ہوئی	سحر و اعجاز وہ اک پردے میں کھلائی ہوئی

یہ کہکر اُٹھکر گود میں لے کر پلنگ پر بٹھایا لب سے لب ملایا شراب کا جام پلایا یہ کنیز
نہایت مسرور ہوکر مصروف عشرت و طرب ہوئی اور ادھر برق کنیز بنا ہوا خیمہ انکی
میں پہونچا اور کار و بار کرنے لگا لیکن شمعوں پر پروانہ ہائے بیہوشی چھڑکتا جاتا تھا بعد
لمحے گزرے شمع سے دود بیہوشی بلند ہوا جو لوگ وہاں خدمتی تھے وہ بیہوش ہوگئے اُس
وقت افعی کے بھی منھ پر لخلخہ بیہوشی کا مل دیا کہ ایک تو وہ بیہوش پڑی ہی تھی اور بھی
مثل مردے کے ہوگئی برق نے اُسکو اٹھاکر ایک گوشہ خیمہ میں لاکے دری اور چاندنی
وغیرہ میں چھپا دیا اور آپ صورت اُسکی ایسی بنکر اُسی کا لباس پہنکر مریضوں کی طرح
پلنگ پر آکر لیٹ رہا کبھی غش ہوجاتا تھا اور کبھی کراہتا تھا اور کبھی آہ آہ کرتا تھا اور
پلنگ کے پاس جو عورت کہ بیہوش تھی اُسکو پانی کا چھینٹا دیکر ہوشیار کیا جب اُسکی آنکھ کھلی

عورت سے کہا کہ مجھے اکیلا ڈال کر سب کنیزیں سو رہیں ذرا انپر پانی چھڑک دے کہ ہوشیار ہوجائیں
اور میرے ہاتھ پاؤں اینٹھے ہیں ذرا دبائیں اُس عورت نے حسب ارشاد سب کو پانی چھڑک کر
ہوشیار کیا اور وہ سب اُسکی خدمت میں مصروف ہوئیں اُس عیاری کرتے ہیں وہ شب ختم
ہوئی اور آفتاب مثل رنگ رخ بیمار بار دو سے زرد و باتپ چھپا وار سکے لرزاں شفاخانہ سپہر
میں آیا اور حکیم علی الاطلاق نے واسطے رفع حرارت و تقویت قلب کے طباشیر سحر کو طلب فرمایا کہ نظم

عمرو کو جو کرتے تھے ساحر ہلاک	گریباں سحر کا ہوا غم سے چاک
ہوا تھا زمانے کو ایسا قلق	کہ تھا صبح کا رنگ بھی جس سے فق

دم صبح ناگن خواب راحت سے بیدار ہوئی اور ہمرازیاں بھی اُس عورت کے جو روشن ہو رہا
تھا صبح اُٹھ کر اُسکے پیش کنیزیں بہر خدمت مقرر کیں فواکہات کی ڈالیاں کھانے کو شکار میں
شتو مصنوعی کو اُسکے بلا کر ہمراہ لیا کہ قتل عمرو سے فراغت ہوسکے تھیں بال و زر دیکر
خوشنود کرو ان غوغا کشکر لشکر کو حکم کمر بندی کا دیا ایک طرف سے ناگن سوار ہو کر آئی سب
فوج درست ہو کر پرا باندھ کر کھڑی ہوئی رات ہی سے جلاد میدان میں پھر رہے تھے
جلوتر سے ریگ کے بچھتے تھے اور بیٹھنے کے تھے اسیر لا کر عمرو کو بٹھایا اور ہمراہ مخمور و خورشید
کی زبانیں چھید کر سوزن و پیا اُنکو بھی زیر تیغ بٹھایا اسوقت سحر پڑھا کہ وہ اسم کا حصار
برطرف ہو گیا اس لیے کہ مہرخ وغیرہ حال خراب اپنے ساتھیوں کا دیکھیں پھر تو عمرو وغیرہ
کو یقین اپنی مرگ کا ہو گیا اور بلبلا کر رجوع قلب سے دعا کرنے لگا کہ اے پروردگار مجھسے
تو نے وعدہ فرمایا ہے کہ جب تک اپنی موت میں بار ہا میں خود نہ طلب کروں اسوقت
تک نہ مروں خداوندا تو سچا ہے اور تیرا قول سچا ہے اور تو عالم اور دانا ہے کہ میں نے
موت کا خیال بھی نہیں کیا الٰہی اپنے برگزیدہ نبی کے نور کا واسطہ مجھے ان کافروں
کافروں کے ہاتھ سے نجات دے کہ نظم

تو ہی معبود یکتا دو جہاں کا	تو ہی خالق زمین و آسماں کا
تو ہی ہے حاکم ارواح و اجسام	تو ہی ہے باعث آغاز و انجام
تجھی سے ہے نشان اوج و پستی	تجھی سے ہے بہار باغ ہستی
ہے تیرے فیض سے ہر چیز موجود	ترے ہی حکم میں ہے بود و نابود
بچا لے اسکو خدایا جان کو میرے	عطا کر تو دوا درماں کو میرے

یہ تو دعا کر رہا ہے وہاں جلادوں نے عمل پوچھا کہ مار ڈالنا ہمارا کام ہے جلانا خدا کا کام ہے ذرا سمجھ
بوجھ کر حکم دیجئے یہ لوگ بڑے زبردست اور گنہگار ہیں قتل کرنا انکا آسان نہیں ہے مرزبان
نے کہا لاؤ کہ تمکو ایک حکم دیا کہ جلد سر کاٹ کر ان گنہگاروں کے حاضر کرو جلاد تو حکم پوچھ
رہے تھے اور جھنڈا ابر کا دفع ہونے سے ضرغام اور جانسوز جو بیرون لشکر تھے صورت
ساحروں کی بدل کر لشکر میں آ کھڑے ہوئے ادھر جلاد نے شمشیر نکالی اور ابلق پوچھ کر نیت کی کہ
واسطے قتل کے چلے تھے کہ عیاروں نے خنجر کو بھونک دیا یعنی کہ مارے اسکے سر پر آکر پڑے
کہ کاسہ اسکا سر تڑخ کر دور گرا ساحر سب ساحروں کے قتل ہونے کا تماشا دیکھ رہے تھے
کسی نے یہ نہ دیکھا کہ تیغ جلادوں کو کس نے لگائے اور انکے مرنے کا ایک شور غل بلند ہوا آہ
کر لی جلادی کا نام نہیں لیتا اس وقت مرزبان نے کہا میں خود قتل کرتا ہوں یہ تیغ
ہی تھا ان جو پاس کھڑا تھا اسنے کہا آپ ٹھہرئیے میں قتل کرنے جاتا ہوں میں سب
جلادوں کا باپ ہوں دم بھر میں سیکڑوں کو مار ڈالتا ہوں یہ سنکر مرزبان نے کہا
جلد ان قیدیوں کو قتل کر میں تجھے بہت خوش کروں گا قران نے کہا اول انعام منگا دیجئے
تو قتل کروں اسمیں سو روپے کا عنایت کیجئے یہاں تو یہ گفتگو تھی کہ ادھر کنیزیں ناگن
کی رہی تھی بیٹھی آمین اسنے پوچھا کیا ہے کہا حاضر چلیے ماں آپ کی دم توڑ رہی ہیں دیدار
آخری دیکھ لیجیئے ناگن بیتابانہ دوڑی وہاں برق پاؤں پھیلائے ہانپ رہا تھا موت کا
پسینہ ماتھے پہ تھا تشنج ہو رہا تھا غشی طاری ہوئی تھی کہ ناگن پہونچی اس بدری کی
ماں کو تپتی ہوئی آئی برق اور زیادہ تڑپنے لگا اور بیچ لے کے ذرا ٹھہر کر آنکھ کھولی اور کہا
میری بیٹی آئی ناگن نے کہا اماں کھڑی تو ہوں برق نے ہاتھ پھیلا کر سر کو چھاتی سے لگایا
اور کہا بیٹا کنیزوں کو یہاں سے ہٹا دو تو میں وصیت کچھ کروں اسنے سب لونڈیوں کو
دور ہٹا دیا جب تنہائی ہوئی برق نے کہا بیٹا لونڈیاں کہتی تھیں کہ بی بی پسینے سے
بو آتی ہے ذرا تو سونگھ کر دیکھو کہ میرے پسینے میں درد سے بو آتی ہے ناگن یہ کلام سنکر
براہ غضب بولی کہ یہ کون سی شیطانی کنیز نے کیسے ہمارے منہ پر یہ کلمات کہے مارے کوڑوں کی
کھال کھینچ گرا دوں گی برق نے کہا بیٹا خدا نخواستہ تمہیں میری جان کی قسم ماتھے پہ سے
پسینہ لیکر ذرا سونگھو تو اگر بو آتی ہو تو کنیزوں کو کچھ نہ کہنا کہ وہ وہی ہیں اور اگر نہ آتی ہو
تو سزا دینا اسکے قسم دلانے سے ناگن نے کچھ پسینہ پونچھ کر سونگھا برق نے بیہوشی منہ پر

پہلے ہی مل رکھی تھی یہ سونگھتے ہی بیہوش ہوگئی برق دوڑ کر اسکی مان کو بھی دری سے نکال کر
قریب اسکے لایا اور دونون کو برابر لٹایا ادہر قران جب سو روپے انعام کے لے چکا بعدہ
کمر سے نکال کر گویا ہوا کہ کہیے تو آپ کو قتل کرون مرزبان نے کہا تجھے سودا کی ہوا ہے قران
نے کہا آپ کے پیچھے کھڑے ایک صاحب اشارے کر رہے ہین کہ مرزبان کو مار ڈالو یہ سنکر
مرزبان نے پھر کر دیکھا اُسنے اِس زور سے بغدہ مارا کہ سر شگافتہ کر دشمن کا دم پر جا کر گرا ایک
شور دار وگیر برپا ہوا زمانے مین تاریکی ہوگئی ساحر لینا لینا کہکر دوڑے اُٹھنے کہ دیان
برق نے ناگن اور راقعی دونون کے سر جدا کر ڈالے آندھیان سیاہ اُٹھین پر غل
مچانے لگے فوج ساحران بدحواس ہوکر اِس طرف دوڑی برق خنجر کھینچے لپکا ادہر تنہا اس
لشکر شقاوت اثر مین در آیا ادہر قران و ضرغام و جانشور بعدہ تیغ کھینچے کھینچکر حملہ آور
ہوئے اُس وقت ساحرون نے نارنج و ترنج آبیز مارے لیکن مرنے سے ناگن وغیرہ افسرون
کے خورشید و سمر خمو و عمرو پر سے سحر کی قید دفع ہو گئی تھی عمرو نے کاٹ کر سوزن
زبان سمر خمو سے نکال لیا ادہر خورشید بھی چھوٹا دونون نے عیارون کو گھیرے
دیکھ کر وہ سحر پڑھا کہ نارنج و ترنج ساحرون کے بیکار ہوگئے اوران دونون نے لڑنا شروع
کیا آگ برسنے لگی پتھر گرنے لگے برف پڑنے لگی جب یہ ہنگامہ بلند ہوا صرخ جو فوج ساحران
لیے منتظر کھڑی ہوئی تھی آکر گرمی العیاذ باللہ پھر تو وہ حشر برپا ہوا کہ لقا مین تیار ذرقیا
جانکر وے قبر سے باہر نکل آئین گے گولے فولادی اور تیر پیکان اور سوئی کے چلنے
لگے رعد شمشین مارنے لگا اور برق محشر چمک کر گرنے لگی حریف کے دو ٹکڑے ہونے
لگے بہار نے عالم بہار پیدا کیا مخمور نے لوگون کو مست و لا یعقل بنایا تلوار سحر کی بے
گمان سے چلنے لگی لاش پر لاش گرنے لگی کہ نظم

کیا دست تہور ادسنے جب باز — ہوا ہوش مخالف کرم پرواز
سپر مین گو نہان تھے وہ ستمگار — مگر رکتی ہے کب بجلی سی تلوار
گری جس سر پہ جا کے برق محشر — کفل تک آکے ٹھہرا فرق شمشیر
سپر حائل ہوئی نہ خود و جوشن — دوپارہ سب ہوئے مردود و دشمن
ہوئے توسن سے جب وہ مائل خاک — اُٹھا یہ شور و غل خس کم جہان پاک
ہوئے مجروح و خستہ سر بسپردہ — عقیق آسا ہوئے خونین جگر دہ

زمین لعل سُمِ توسان سے ہوئی گرد — سمند کہسار مین گویال سے زرد
کمند ریشمی تھی یون گلوگیر — بندھے تھے پیل جنگی گیا وہ بے پیر
فلک تیرہ ہوا یہ گرد چھائی — ہوئی زیر و زبر ساری خدائی
گریزانی ہوئی ان سب کو بہبود — کہ عرصہ راہ مین ہو تشنہ نابود
غنیمت تھا بچانا اپنے سر کا — پدر بھی ہو گیا دشمن پسر کا
کمندون مین ہوئے صدہا گرفتار — اُٹھی ذلت گئے تھے ظالم ہزار

غرض شکست فاش کھا کر بقیۃ السیف سمت لشکر حیرت بھاگے اور جمیع مال و اسباب دشمن لوٹ کر بہ فتح و ظفر خورشید و عمرو وغیرہ کوسے کہ اپنی بارگاہ مین آئی عمرو نے تصدق بہت اتارا خورشید اپنی بہن ملکہ ہلال سحر افگن سے ملا اور بابر ہزار ساحر اُس کی فوج کے حاضر ہوئے بارگاہ اُس کی آراستہ ہوئی جمیع خلعت و عنایت کیا اور حکم جشن ہونے کا دیا ساقی و مطرب جام بادۂ ارغوانی اور ساز خوش آہنگی لیکر حاضر ہوئے جلسۂ عیش آغاز ہوا

نظم

ہر اک معشوق سمرو و متبسم — لبالب خندۂ عشرت تھے مردم
عجب صحبت تھی وہ اور طرفہ ہنگام — مبارک روز تھا فرخندہ ایام
بھلا کیونکر نہ وہ صحبت رہے یاد — عدو پامال تھے اور دوست تھے شاد
بر آئین آرزوئین حسب دلخواہ — ہوئے درویش بھی انعام سے شاہ

اُدھر فوج ہزیمت خوردہ لاشین ناگن وغیرہ کی لیے لشکر حیرت مین پہونچی اور بارگاہ مین سامنے شاہ طلسم کے لاشین رکھ دین حقیقت ظلم عیاران بیان کی افراسیاب نے سب ماجرا سنکر کف افسوس ملے اور منہ پیٹ لیا حیرت نے کہا اے شہنشاہ آپ نشہ مین سرشار کے بدمست رہتے ہین نہ رعایا کی خبر نہ گھر کی سدھ عیارون کا ظلم بڑھتا جاتا ہے اور آپ چلے دیتے ہین یہ تماشہ کیا ہے مین جانتی ہون کہ ایک دن وہ مجھے بھی آکر مار ڈالین گے اب میرا جی چاہتا ہے کہ اپنا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالون افراسیاب نے اوس وقت بی بی کو رنجیدہ دیکھ کر گلے سے لگا لیا اور کہا گھبراؤ نہین دیکھو تو مین ان باغیون کے ساتھ کیا کرتا ہون بند بند بیبیالی کو ترسا ترسا کر نہ مارا تو نام اپنا نہ رکھا مجھے سب چال عیارون کی مکاری کا معلوم ہو گیا ہے مقدمہ طلسم نازک بہت ہے ذرا چوکے اور بلا مین گرفتار

ہوسکے دیکھو طلسم کشا قید ہی کہ آخر میں طلسم ایسا ہی کہ فتح نہیں کرسکتا یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ
یکایک بجلی چمکی اور ٹکڑا ابر کے فلک پر ظاہر ہوے اور بجلیان سنہری سرخ و نیلی چمکنے لگین پھر
وہ ابر شق ہوا اور ایک ساحرہ ہنس پر سوار زیور پہنے جواہر زیب بدن کیے بصد رعنائی جیسے
باران سیاہ و سرخ سر سے لپیٹے زمین پر اوترا اسکو دیکھ کر حیرت اپنی جگہ سے اٹھی اور گویا
ہوئی کہ آؤ میرے بھائی بہن یہ کہہ کر گلے سے لگانے چلی اسنے اول شہنشاہ کو سجدہ کیا پھر
حیرت کے سینے سے سر با ادب تمام لگایا اسنے بلائیں لین اپنے پاس بٹھایا اسوقت فوج
ساحران جو اسکے ساتھ آئی ہے باجے بجاتی بڑے عظم و شان سے آئی ہر ایک کو حکم اترنے کا
ملا ایک لاکھ ساحر نے کمر کھولی عجب کھلم کھلا ہوئی یہ ساحرہ حیرت کا خالہ زاد بھائی تھا جسکا
ستارہ پیشانی نام ہے اور اسی طرح ملکہ بہار کا بھی یہ بھائی ہے ملک سیارہ اس طلسم میں
ایک شہر ہے کہ وہان کا یہ بادشاہ ہے جب اسنے سنا کہ ایک بہن میری باغیون کی شریک
ہو گئی اور دوسری بہن مقابل لشکر عریف پر جنگ خیمہ زن ہے تو مدد کے لیے اسکے لاکھ
ساحر سے آیا ہے خلاصہ کلام جب یہ باآرام تمام بیٹھا ساقی نے لاکر جام شراب بحکم شاہ جادوان
اسکو دیا ناچ سامنے اسکے ہونے لگا لیکن وہ مستفسر ہوا کہ ای شہنشاہ آپنے اس قدر
نمک حرامون کو مہلت کیون دی کہ انکے ساتھ جمعیت کثیر ہو گئی فتنہ و فساد زیادہ بڑھا یہ
کلام سنکر شاہ نے حال عیارون کی مدد کا اور جو کچھ ماجرا طلسم میں گذر چکا تھا بیان
کیا اور عیارون کی جانب سے کمال ہی شکوہ کیا عنقا نے کہا غلام کو رخصت دیجئے کہ
جاکر ان عیارون کو باندھ کر اور سر باغیون کے کاٹ کر حضور میں لاؤن شاہ نے کہا
تم میرے فرزند ہو تمہین میں بھیجون گا اور حیرت نے کہا بھیا میں تمہین لڑنے نہ دونگی
اسنے کہا میں ضرور لڑونگا اور اگر تم مانع ہو گی تو میں اپنے تئین ہلاک کر ڈالون گا شاہ
نے کہا اچھا وہ ایک دن کے بعد مقابلہ کرنا ابھی تو تم آئے ہو اسنے نہ مانا اور حکم نوبت
طبل جنگ دیا شاہ طلسم اسکو نشیب و فراز عیاران کی مکاری کا سمجھا کر سمت باغ سیب یار
دریاے سحر کے گیا اور یہان جسوقت کہ شہنشاہ اریکہ آرای اورنگ سپہر بارگاہ مغرب میں
جاکر مقیم ہوا اور ممالک دہر پر قبضہ ترک ہندوے شب نے کیا کہ بمقتضاے ابیات

ہوا سلطان خاور جب گریزان	ہوئی پھر کہکشان کی تیغ عریان
شہ سیارگان با زینت و فر	سر چرخ پر تھا جلوہ گستر

دا اسکے کرنا اور طبل جنگ سے گوش فلک کر تھا یہ خبر طائران سحر لیکر دربار عدو بار تخت بخت گرد ا
لہ عرش نامدار مین پہونچے اور متمثل بشکل انسان ہوکر بصد ادب آستانہ دولت کو چوم کر
عرض پیرا ہوئی کہ ای سلطانہ دولت و اقبال شنوی

نوا ہی شہ بخوبی اخلاق خویش	سبق بردہ ای از بادشاہان پیش
زہی دین و دانش زہی عدل و داد	زہے ملک و دولت کہ پایندہ باد

لشکر مخالف مین عمقا سے ستارہ پیشانی نام ساحر بد انجام نے کہ طبل رزم بجوایا ہی
بکھیڑا مچایا ہی یہ خبر عرض کرکے کنارے ہوئے عیار اسی وقت بارگاہ سے نکل گئے اور عمرو خ
نے بھی حکم نواختن طبل حرب دیا کوس جدال پر چوب پڑی فلک چکرایا زمین تھرائی
ساحرون نے سحر کرنے اور پڑھنت پڑھنے کی تیاری کی اور بہادرون نے آلات
حرب و ضرب کی درستی شروع کی نظم

کسی نے کی پڑھنت اُس جا پہ آغاز	کہین نا قوس کی ہر جا تھی آواز
کسی نے موم کا گولا بنایا	کسی نے سامنے ڈھولا بٹھایا
کوئی اگیار کرتا تھا کوئی جاپ	کوئی کرتا تھا [illegible]
سپاہی کر رہے تھے صاف تلوار	کہین خنجر کہین گرز گران بار
نقیبون کی صدا تھی ہان خبردار	زرہ سے خود سے جوشن سے ہشیار
نہین ہے یہ مقام ننگ و اکراہ	شکست و فتح کا مالک ہی اللہ
رہا شب بھر یہی ہنگامہ برپا	ہوئی صبح ظفر مشرق سے پیدا
نہیب تیغ بران سے کٹی شب	گریزان سب نظر آتے تھے کوکب

جس وقت کہ پیر چرخ زر اندود علم آفتاب کو نسیم صبح نے اوڑایا اور سپیدۂ سحر ہمرنگ تیغ
صاف نظر آیا ملکہ خ تخت پر عیش گاہ سے نکل کر سوار ہوئی ہر ایک سردار ساحران
ذی وقار نے مجرا و سلام کرکے تخت کو قلب لشکر مین رکھ لیا اور سمت دادگاہ صف
چلے پھر تو طائران سحر سر پر سایہ فگن تھے شعلہ ہاے آتش بلند گروہ گروہ ساحر نیرنگ
بازی اور شعبدہ پردازی سحر کی دکھلاتے شیر کو سحر کے فیل مست سے لڑاتے آگ کا دریا
بناتے سلیمن برف کی برساتے روانہ ہوے اور دشت قتال مین پہونچے اس طرف سے
بھی رایت ہاے رنگا رنگ پیدا ہوے اور بنگلہ خوشنما بردسے ہوا اُڑتا ہوا حیرت کا آیا

ساحرون نے غل مچایا سامری و جمشید کا مچایا اُس جنگل مین مصور و صورت شکار ہوتے تھے اور
حیرت تخت پر بصد حشمت جلوہ فرما تھی گرد جنگل کے ساحر کرگدن اور شیر آتشین پر سوار اژدہے
ماران سیاہ کے ہاتھون مین لیے صف زمین حسب بنانے دار ہوئے اور ایک سمت سے عشقا
ہنس پر سوار برابر آ سکے لاکھ ساحر کی قطار کھڑا ہوا اسکے ساحرون نے اگلا برا جایا اول
میدان سے کنکر پتھر چنکر زمین کو آئینہ سان صاف کیا پھر ابر سحر برسا کر گرد و غبار کو بٹھایا
ترتیب لشکر جانبین مین آغاز ہوئی صفوف کارزار جم گئین پھر نقیب دونون طرف سے
نکل کے پکارے کہ قطعہ

ہر چہ قصد تو گردد از برای رفع ضرر	بجد و جہد بکوشش از العقل شہوری
گر از ہوا بدست آیدت بکام رسی	وگر بہم نرسد آن زمان تو معذوری

ہان دلیر نامی کی جگہ ہے جان پر کھیلو نشان جرأت میدان شجاعت مین نصب کرو کہ بیت

نہ برز و آج باقی ہے نہ ہے سام	شجاعت سے مگر مشہور ہے نام

یہ صدا دیکر جب نقیب ہٹے لشکر عشقا سے گذارہ مار دہان نام ایک سردار میدان مین آیا
اور سحر کی نیرنگیان دکھا کر رجز خوان ہوا کہ قطعہ

منم آنکہ در شیرہ طعن و ضرب	بشیران در آموزم آداب حرب
کیا مین ہنر بر این دلیری کنند	کہ سر پنجہ بر سپہر من شکنند

یہ الفاظ گذرانے سنکر لشکر مہرخ سے ایک سردار خورشید کا شغالہ کوہ سنام اژدر پر آکر
اُس کے مقابل جا کر ہوا اُسنے ایک نارنج مارا کہ ہزارون سانپ اُس مین سے نکلا اور حریف پر
آکر حملہ آور ہوا شغالہ نے اُسوقت ناریل مارا کہ ہزارون عقرب ناریل سے نکل کر سانپون سے
لڑنے لگے گذارہ نے پھر کچھ سحر پڑھکر تالی بجائی کہ زمین شق ہوئی اور ایک شیر غران پیدا ہوا
اور جھپٹ کر شغالہ پر آیا اُسنے ہزار ہا سحر پڑھے مگر جانبری نہوئی شیر کا تمام سحر بیکار گیا یہ اژدر
پر سے گرا شیر نے ہلاک کر ڈالا لشکر حریف مین شور تہنیت بلند ہوا اسوقت مہرخ نے غضب
شاہانہ سے اپنا اژدہا آگے بڑھایا اور جوڑے سے ایک لونگ پھولدار نکال کر سحر پڑھکر پھونک ماری
وہ لونگ مثل تیر چلی ہر چند گذارہ نے سحر رد کیا مگر بچ نہ سکا وہ لونگ مثل تیر سینہ
سے پار ہوگیا پھر شور تلاطم ہوا اور عشقا خود ہنس اُڑا کر میدان مین آیا اور سحر پڑھکر دستک دی
چار ہزار سوار نیزہ دار صحرا کی طرف سے آکر ایک جگہ ٹھہرا اور اپنے اپنے نیزے کو ہرا یا کیے

گردش دی سنانون سے انکی ایک ایک ستارہ نکلا اور چمکتا ہوا بلند ہو کر لشکر صرصر پر گرا
جسکے سر پر پڑا توڑکر زمین پر آیا اب دمبدم چار ہزار ستارہ ٹوٹ کر مثل تیر شہاب کے گرتا تھا
اور ہزارون ساحر مرتے تھے یہ معاملہ دیکھکر مشکین مو کے کاکل کشا بہن ملکہ مہرخ
کی آگے بڑھی اور اپنی کاکل کھولی ستارے بالون سے نکل کر لشکر حیرت پر گرنے لگے عنقا
نے اپنے سوارون کو للکارا کہ لینا اسکو ایک نیزہ دار نے نیزہ اسکی طرف جھکایا کہ سنان
برچھی کی ٹوٹ کر گری مشکین مو پر آئی یہ زور سحر اڑگئی مگر سنان ایڑی پر پڑی کہ توڑ کر
پار نکل گئی اور یہ زخمی ہوئی اسوقت ملکہ یاقوت نے ایک ناریل مارا کہ عنقا نے تار
رد کر کے پھر سوار کو للکارا اسنے برچھی ہلائی ستارہ ٹوٹ کر ان پر یاقوت کی پڑا کہ
توڑ کر زمین پر گرا اس عرصہ مین تاریکی ہو گئی اور ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے ہزارون ساحر
صرصر کے مرنے لگے یہ کیفیت دیکھکر بہار جو تخت پر ہزاران ناز و انداز سوار تھی اور
گلدستے سامنے اسکے رکھے ہوئے تھے صرصر سے اجازت لیکر سمت فلک اڑگئی اور چھلا
گڑگڑاہٹ کی پیدا ہوئی پھر ایک آواز ایسی مہیب آئی کہ دنیا دہل گئی اور کئی ہزار بادو گنیا
زر در گوش مرصع پوش حسن مین لیلی سے بہتر خوبان جہان کی افسر ایک ایک ہاتھ مین
دو دو گلدستے لیے ظاہر ہوئین اور بہار فلک کی طرف سے اتری ہاتھ مین ایک گیندا
لیے تھی اس گیندے کو سامنے عنقا کے اسنے پھینکا عنقا نے دوڑ کر اٹھا لیا اور
ان نازنینون نے گلدستے سامنے نیزہ دارون کے پھینکے کہ انھون نے بھی اٹھا لیے اور
سونگھکر مست ہوکر شعر عاشقانہ پڑھنے لگے اور عنقا بھی دیوانہ وار شعر پڑھتا بہار کی
جانب چلا اسوقت [illegible] تاسحر کے ٹیلے سے کودی اور روسحر پڑھتی آگے بڑھی بہار
نے ایک گلدستہ جنگل کی طرف پھینک کر صدا دی کہ اری بہار آؤ اسی دم نت جھونکے نسیم
عنبر شمیم کے چلنے لگے اور میدان مین خوشبو پھیلی یکایک آنکھین سب کی بند ہو گئین
پھر جو آنکھ کھلی اس میدان کو بہتر از گلزار فردوس پایا کہ درخت گلزار پر بہار چمن چمن
نہال گلشن پر ہزار طرح کا جوبن کہین بنفشہ و کہین یاسمن زلف و رخ سبزہ رنگان دہر
کو شرماتے اور سرو و شمشاد قامت رعنا سے شاہدان چین و چگل پر طعنہ زنی فرماتے نرگس
مست صرف نگاہبازی اور سوسن بانغمہ زبانی مستعد زبان درازی کہ قطعہ

سبزہ زارش را اثرہائے زبرجد برکنار
کوہسارش را کمرہا مرصع پرنیان

باشمال جوئبارش شاخ طوبیٰ متصل	ز نسیم بوستانش باغ جنت بوستان

اور اُس چمنستان پر فزا میں وہ پیرایہ ساز حسن یعنی بالا گہبار سمع گلعذار اسکے لالہ گون بنا کیے مصروف گلگشت تھی اُسوقت اُسکے رخسار زیبا پہ بہار ہزار رنگ گل نثار کرتی اور نرگس پنجہ مژگان سے اُسکے چشم مردم فریب کی بلائین لیتی زلف سنبل اُسکے ایک ایک تار مو پہ تصدق اور نثار تھی اور قد دلجو پہ سہی و صنوبر قد لفتم ہر بار پڑھتے کہ حسب حال یہ غزل

ای رخ دسکت ماہ منظر تو نوبہار حسن — خال و خط تو مرکز لطف و مدار حسن
در چشم پر خمار تو پنہان فسون سحر — در زلف بیقرار تو پیدا قرار حسن
ماہی نتافت چون رخت از برج نیکوی — سروی نخاست چون قدت از جویبار حسن
خرم شد از ملاحت تو عہد دلبری — فرخ شد از لطافت تو روزگار حسن
از دام زلف و دانۂ خال تو در جہان — یک مرغ دل نماند نگشتہ شکار حسن
دائم بلطف دایۂ طبع از میان جان — می پرورد بناز ترا در کنار حسن
حافظ طمع برید کہ بیند نظیر دوست — دیار نیست جز رخت اندر دیار حسن

اس جمال دلربا کو دیکھ کر حیرت و عشق و سکوت و صورت نگار سب سرداران وغیرہ اپنے کے دیوانہ وار بیقرار شعر عاشقانہ پڑھتے تھے اُس عشوہ ساز نگار ایمان کے جلے کہ غزل

ای بردہ گوی حسن ز خوبان روزگار — قدرت براستی چو سہی سرو جویبار
اسم وجود نقش و نشان دہان تو — موہوم نقطہ ایست نہ پنہان نہ آشکار
دادیم دل بدست رخ و زلف و خال تو — از دست ہر سہ تا چہ کشد این دل فگار
با دا ہزار دشمن اگر یار با من ست — دانم مصاف را و نترسم ز کارزار
عشقت چو در سرایچہ دل خانہ گیر شد — زین در اگر بدر نشوم آیم باضطرار
گر سرو پیش قد تو سر بر نہد مسیح — عقل طویل را نبود ہیچ اعتبار
منصوبہ ہوای تو حافظ کنون ببافت — در ششدر شکست دلش افتاد مہرہ وار

سردار تو اس طرح بیتابی کر رہے تھے اور لشکری تبسم گلہائے شگوفہ فشان سے بیہوش ہو گئے تھے اُسوقت صبح سے اُس فوج پر حملہ کیا ہزاروں کو قتل کر ڈالا ہزارہا کو زندہ اسیر کر لیا دریا خون جاری ہوا ایک ہنگامہ بگیر و بہ بند برپا تھا سحر کے غل مچاتے تھے ساحر و نکے مرنے سے اندھیاں آتیں تھیں شور و غوغا ایسا تھا یقین تھا کہ کل لشکر کا آج ہی مرنے سے

خاتمہ ہو جائے کہ یکایک فلک پر ایک صاعقہ چمکا اور نعرہ ہوا کہ مغز افراسیاب جادو اور بہار
کے حسن دلاویز کو دیکھ کر دل شہنشاہ جادوان کے ہاتھ سے کھو گیا کہ بیت

بذلہ گوئی و عشوہ سازی و شوخ چشم و غمزہ زن	خوبروئی کاین چنین باشد بلای جان بود

دل نے کہا کہ چلکر اسوقت اسکے قدم پر گرا اور عذر کر کے اس غزال تاتار خوبی کو کہ تجھ سے
برہم خوردہ ہے رام کر مگر سامنے لشکر کو اپنے برباد دیکھ کر سمجھا کہ محبت اسکی باعث اسکے
سحر کا ہے کہ دل بیزار اور از خود رفتہ و بیقرار ہے یہ سوچ رہا تھا کہ ایک برق ہاتھ ہلا کر گرائی
کہ چمنستان بہار جلنے لگے اور بہار سحر اپنا باطل ہونے سے بیہوش ہو گئی آتش شاہ
طلسم نے بخبر سحر سمجھ کر حیرت اور بصورت ... عنقا کو اٹھا لے گئی باغ
سب جل گئے اور سحر کے باطل ہونے سے لشکری حیرت کے ہوشیار ہو کر فوج پر فوج
بہار کی حملہ آور ہوئے فوج نے شاہ جادوان کو دیکھ کر خیال کیا کہ لڑائی جنگ بلکی اب
سب گرفتار ہو جائیں گے یہ سوچ کر طبل امان بجوا کر پھری ادھر شاہ طلسم بھی اپنے
لشکر میں لوگوں کا تعاقب کرنا مناسب نہ سمجھا اور پھر گیا ادھر لشکر حیرت کا شکستہ فتح
جا کر فروکش ہوا اس طرف فوج داخل بارگاہ ہوئی اور لشکر نے کمر کھولی حکم رقص و سرود
دیا تھا پیا طبلے پر پڑی ناچ ہونے لگا سب عیش و نشاط میں مصروف ہوئے اور بہار
بعد کچھ عرصہ کے ہوشیار ہوئی اسمار وغیرہ ایک نے اسپر بید مشک چھڑکا اوس وقت
حواس ٹھکانے ہوئے غرضکہ یہ سب تو مصروف ناؤ نوش ہیں ادھر افراسیاب باغ
میں پہونچا حیرت وغیرہ کو سست و لاعقل دیکھ کر آب چشمہ سامری انپر چھڑکا وہ سب بھی
ہوشیار ہوئے اور شاہ سے پوچھا کہ ہم یہاں کیونکر آئے افراسیاب نے سب حال
بیان کیا کہ آج بہار نے تم سب کو مار ڈالا ہوتا میں جاکر اٹھا لایا یہ سنکر صبو تخت کا
غصہ سے کانپنے لگا اور بولا کہ اس چھوکری بہار نے میرا ابھی پاس نکیا اور مجھکو بے عزت کر کے
ذلت دی اب میں جاتے ہی کام سب کا تمام کروں گا آج تک اس لیے طرح دیتا تھا کہ
میرے دادا سامری کے سب بندے ہیں کیا انکو غارت کروں یہ کہکر جانا چاہتا تھا کہ اتنے میں
لیکن عنقا نے دست بستہ عرض کیا کہ اب تو غلام سے معرکہ پڑا ہے حضور تامل فرمائیں
ایک بار اور مجھے جانے دیں یہ عرض کر کے اوڑ اڑتا ہوا لشکر حیرت میں آیا اور اپنا
اپنی فوج کو ساتھ لیکر کوچ کر کے دامن کوہ میں ... خیمہ استادہ کرایا سب فوج اتری

یہ بھی داخل خیمہ ہوا مے نوشی میں مشغول رہا جسوقت کہ مینائے زمرد فام سپہر سے آفتاب
مے گلرنگ مغرب میں گیا اور ساغر سیمین ماہتاب انجمن کواکب میں دور پذیر ہوا نظم

ناہید فلک نے کھولے گیسو	چھائی ظلمت جہان میں ہرسو
ساقی فلک نے مہ کا ساغر	مے سے بھرا نور کے سراسر

سرشام سے اُسنے خون خوک سے چوکا دیا زمین کو لیپ کر اُسی خون سے آپ بھی نہا کر چوکے
میں بیٹھ کر موہن بھوگ اپنے ہاتھ سے تیار کیا نذر سامری کی دیکر چھینٹ پڑھی پھر سحر کے
حاضر ہوئے اُنکو موہن بھوگ کھلایا جو باقی رہا وہ آپ کھایا پھر ایک سوا ایک جانور ذبح کر
خون اُنکا کثیف میں دیا شراب آگیا رہین ڈالی ایک موم کا سانپ بنایا اُنگلی چیر کر خون سانپ
پر ڈالا کہ وہ زندہ ہو کر خون چاٹنے لگا اُس سے کہا جا کر میرے دشمنوں کو پکڑلا سانپ اُڑکر
روانہ ہوا یہاں بارگاہ میں جلسۂ عشرت جمع ہے صرصر تخت پر جلوہ فرما ہے کہ سانپ فلک پر
سے اُتر کر آیا اُسے دیکھ کر ساحروں نے ہزاروں سحر کیے کہ کسی طرح اُسکو مار ڈالیں لیکن وہ
کمر میں صرصر کی لپٹ کر اُڑا لیا صندل یا ترنج و نارنج اُسپر ساحروں نے مارے مگر کچھ نہوا صرصر
کو اُڑا کر لے گیا اور سامنے عنقا کے لایا اُسنے کہا کیوں اے صرصر نمک حرامی کا ثمرہ
دیکھا یہ کہکر اندر خیمے کے لے گیا اور ایک صندوق میں بند کر دیا اور اپنے سحر میں ایسا
مبتلا کر دیا کہ صرصر بیہوش ہو گئی بعد ازین پھر اُس سانپ کو بھیجا یہاں تمام دربار میں شاہ
لشکر کے جانے سے درہمی تھی شتر سوار دوڑائے گئے تھے کہ جلد خبر لاؤ یہ سانپ کون تھا
سہارے گرم انتظام تھی کہ لشکر برباد نہو بازار میں لٹ نہ جائیں بعض سرداران میں صرصر
کے گریبان چاک و گریان تھے کہ وہ سانپ پھر پیدا ہوا اور سرمو کی کمر میں لپٹ کر
لے گیا لاکھ لاکھ سب نے سحر کیا کچھ نہوا وہ سامنے عنقا کے لایا اُسنے اسکو بھی بُرا بھلا
کہکر سحر کر کے صندوق میں بند کیا اور سانپ کو پھر روانہ کیا یہاں اول مرتبہ
سے زیادہ تلاطم تھا اور عیار بھی عمرو عنقا لشکر میں آئے تھے کہ سانپ طاؤس کی کمر
میں آکر لپٹا اور اُڑا کر لے گیا عیار پیچھے تعاقب میں چلے از بسکہ عمرو دوندہ ہے بڑا
ہی سانپ کے برابر پہونچا اور عیار رہ گئے یہاں تک کہ عمرو دامن کوہ میں جب پہونچا
دیکھا ایک لشکر ساحروں کا اُترا ہوا ہے اور ایک جانب سامنے خیمے کے عنقا بیٹھا مشغول
سحر خوانی ہے اور وہ سانپ اُسکے روبرو طاؤس کو لایا اُسنے لعنت ملامت کر کے خیمے میں

لیجا کر اُسکو بھی قید کیا جب یہ ماجرا عمرو نے دیکھا دل سے کہا کہ اس حرامزادے کو واصل جہنم کرنا چاہیے
یہ سوچکر اول صحرا میں آکر زنبیل عیاری بجائی اور عیار جو دور سے چلے آتے تھے زنبیل کی صدا پر
دوڑ آئے دیکھا تو اُستاد کھڑے ہیں سامنے باادب آکر کھڑے ہوئے عمرو نے کہا جاؤ اور بہار سے کہو
کہ لشکر کچھ تیار کرا کر اسی جنگل میں آکر ٹھہرے مگر سب سرداروں کو ساتھ لائے بارگاہ میں لوگ
اُسی طرح بیٹھے رہیں تاکہ سانپ خالی نہ پھرے کس لیے کہ یہ سحر عنقا کا ہے اگر مار خالی آئیگا تو
وہ ہوشیار ہو جائیگا میری عیاری میں فرق پڑیگا بلکہ بہار اپنی صورت کی ایک
ساحرہ بناکر وہاں ٹھہرا کر یہاں آئے تو اچھا ہے یہ حکم سنکر برق لشکر میں گیا اور بہار
سے سب کیفیت کہی بہار نے ایک کنیز کو اپنی صورت کا بزور سحر بناکر اسی جگہ چھوڑا اور
کہا میری طرح سے حکم احکام دینا جو کوئی پوچھے اپنے تئیں بہار بتانا یہ کہہ کر اپنے لشکر ذاتی کو
حکم تیاری کا بطور مخفی دیا جب سب کمر باندھ کر مستعد ہوئے یہ بھی طاؤس پہ بیٹھ کر بموجب
نشان دہی برق کے اُسی صحرا کی طرف چلی کسی کو یہ معلوم نہ ہوا کہ بہار لشکر میں نہیں ہے
بلکہ سب جانتے ہیں بہار موجود ہے اور وہ سانپ دمبدم آکر ساحروں کو لیجاتا ہے ایک
ہنگامہ برپا ہے ساحر واسطہ نور جناب حیدر کرار کا دلاتے ہیں کہ خدایا بحق نور وصی مصطفے
علی اژدر در شیر کبریا کا کہا ابیات

علی مشکل کشائے جن و انسان — علی قربان روای ملک ایمان
علی شیر خدا شاہ دو عالم — علی ہیں رونق انبیا و آدم
جو کہتے ہیں نصیری میں کیوں کیا — وہ عین ذات ہے یہ بھی ہے زیبا
بچایا قہر سے خالق کے سب کو — بجھایا آتش غیظ و غضب کو
سکھے راہ خدا ہیں آپ مولا — روا کیں حاجتیں سائل کی کیا کیا
فدا ہے نام اقدس کیوں نہ ہو جان — مرے مولا کے ہیں عالم پہ احسان
طفیل پنجتن اے رب عالم — ہٹا دے اس بلا کا تو ستم
مرے دشمن الٰہی خاک ہو جائیں — جگر دل اُنکے تن میں چاک ہو جائیں

اُنکو مصروف دعا رکھیے اور حال مہر آسمان عیاری کا سنیے کہ انھوں نے کئی بار باغ
سیب کو دیکھا ہے اور وہاں جو کنیزیں خدمتی شاہ طلسم کی ہیں انکی صورتیں بصفحہ خیال اور
لوح دل پر اپنے مرتسم براے ضرورت کر رکھی ہیں چنانچہ آئینہ سامنے رکھ کر ان کنیزوں

ملک زمردنگار مین تھا کہ بعد دعوی سحر و ساحری جادو خدائی کا دعوی کرتا تھا اسکے پاس تخت ایسا تھا کہ اُسپر بیٹھ کر اپنے شہر کو وہ بزور سحر معلق تین سو ساٹھ گز زمین سے بلند تھیرا جایا کرتا تھا اور وہ تخت وابستہ ایک لوح کا تھا کہ جب لوح کو سر پر رکھو تو نہایت بلند ہوتا تھا اور جب برابر کمر کے لوح رکھو تو نیچے نیچے پرواسطے ہوا ر دوان ہوتا تھا اور جب پاؤن کے نیچے لوح کو رکھو تو زمین پر اُتر آتا تھا فی الجملہ جب امیر کے اور اُس بادشاہ سے مقابلہ پڑا اور وہ مارا گیا تو وہ تخت مع لوح کے عمرو کے ہاتھ لگا اور از بسکہ ساختہ حکیم تھا اُس سے اب تک وہی تاثیر اُڑنے کی تخت مین باقی رہی اگر سحر کے زور سے بنا ہوتا تو بعد مرگ اُس بادشاہ کے اثر اُسکا باطل ہو جاتا لہذا اُس تخت کو زنبیل سے نکال کر کنارے گلدستے اُسکے چشمے اور گلدستون پر عطر بیہوشی خوب سا چھڑکا اور ایک بوتل شراب کی مع جام زرین رکھکر عمرو خود شکل بھنور بدل کر اُڑ گیا اور تخت کو اُڑا کر اُسی جگہ آیا کہ جہان اعتقاد چشمے مین بیٹھا تھا اور ابکی بار سامنے عشاقہ کے بوسہ کی پکڑکے لا یا تھا وہ اُس اسیرہ سے عتاب و خطاب کر رہا تھا کہ عمرو نے بازیب اپنی بجائی عشقاد نے خلخال کا چھنا کا سنکر اوپر کو دیکھا ایک تخت جواہر نگین نظر آیا کہ مثل ستارہ ٹوٹنے کے زمین کی طرف اُترتا ہے عشقاد یہ دیکھتے ہی سمجھا کہ شاہ طلسم آتا ہے فی الفور کھڑا ہو گیا کہ یکایک وہ تخت زمین پر اُترا اُسوقت تو اُسنے اُس صدر نشین کو قریب جو رشک پری کردار کو دیکھا کہ کبھی چشم خیال اور دیدۂ وہم و گمان نے بھی اُسکے مثل دیکھا تھا رعب حسن سے کھویا ہو کر رہ گیا کہ بیت

ستارہ بدرخشید و ماہ مجلس شد ۔۔۔ دل رمیدۂ ما را انیس و مونس شد

اور جھک کر قریب تخت گیا اور گرد اُسکے پھرنے لگا وہ راحت جان جھم جھم کرتی تخت سے اُتری اور مسکرا کر ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اُسنے کہا کہ فرد

قدحی درکش و سرخوش بتماشا بخرام ۔۔۔ تا ببینی که نگارت بچه آئین آمد

اے مایۂ زندگی و آرام تو کیسی قاف کی پری ہے کہ سایہ وجود دلبری تیرا جسپر پڑے وہ ہمطالع ہما ہو جاوے اُس حور کردار نے لب لعلین سے یون گہرریزی فرمائی کہ مین کنیز شہنشاہ ہون تمہاری خیریت دریافت کرنے کو بھیجا ہے اور کتاب ساحری [illegible] گرفتار کرنا حریفون کا معلوم کرکے بہت تعریف فرمائی ہے اور ارشاد کیا ہے کہ [illegible]

رکھنا اور میوہ اور گلدستے اور شراب بھی بھیجی ہے تحفہ سے لو اور اپنی خیریت لکھو دو کہیں جاؤں
جانے کا نام سنکر اسکے ہوش پران ہوے ایک آہ سرد بھر کر پکارا کہ بیت

ہاے وہ نزع میں بالیں پہ ترا آکے جانا	دیکھنا پاس سے وہ تیرے تمنائی کا

اے نازک بدن دل بیتاب کو تڑپا کر اب کہاں جاؤگی میرے صدرے پہ بیٹھ کر آرام کرو اس
ادا ناز نے ہنسکر جواب دیا کہ میاں جواس میں آؤ میں بادشاہ طلسم کی منظور نظر ہوں
اگر کسی سے وہ سنتے دیکھ لیں تو نہیں معلوم کس بلا میں مجھے پھنسائیں تا کہ چوٹی میری
کٹوا کے لوہو تمہیں جانے دو اس رکھائی کو دیکھ کر عشقا نے سر قدم پر رکھ دیا اور کہا میں
حیرت کا بھائی ہوں تمکو شاہ طلسم سے مانگ لونگا اور مجھ سے بیٹھے اتنے میں شہنشاہ
ناراض نہونگے غرضکہ اسکے منت کرنے سے اس صنم نے کہا اچھا کہو مطلب کیا ہے اس
وقت تو اسنے گود میں اٹھا لیا اور اندر خیمے کے لایا مسند ناز پہ بٹھایا وہی شراب جو وہ
نازنین لائی تھی سامنے رکھی اس ساقی مست ناز نے جام بھر کر اپنے دست نگارین پہ
رکھ کر کہا کہ مطلع

آن کس کہ بدست جام دارد	سلطانی جم مدام دارد

عشقا نے بیتاب ہو کر جام ہاتھ سے لیا اور شعر پڑھا کہ بیت

بر سینہ ریش دردمندان	لعلت نمکی تمام دارد

اور وہ جام بے اندیشہ انجام پی گیا پیتے ہی سر دیا کی کچھ خبر نہ رہی بیہوش ہو گیا پھر تو
وہ پنجہ نگارین دست جلاد ہو گئے اس بے حیا کو الٹا کر سینے پر بیٹھ خنجر سر کو جدا کیا
شور و غوغا بلند ہوا کہ مارا عشقا کو عمرو نے دوڑ کر سامنے جو صندوق رکھے تھے انکو وا
کیا اس میں مہرخ وغیرہ بند تھیں اور اسکے مرنے سے وہ سامنے بھی باطل ہو گیا اور انکا
قیدیون کو بھی ہوش آگیا تھا صندوق کھلتے ادھر ہنگامہ سنکر لشکری عشقا کے دوڑے
تھے کہ مہرخ اور سرخ مو نے گولے سحر کے اور بہار نے فلفل مارنا شروع کئے آگ پتھر برسنے
لگے اور اکثر ساحروں کے سینے ٹوٹے شعلے اٹھتے تھے عمرو نے تخت زبرجد شاہ کو
زنبیل میں رکھا اور زر و زیور اپنا اتار کر باندھا پھر جال الیاسی لیکر لوٹنا شروع کیا لیکن
لشکر عشقا بہت تھا ساحروں نے گھیرا اور جلد جلد منتروں رسالوں میں گرفتاری ہونے
لگی اس وقت شور و غوغا سنکر بہار جو لشکر کے پیچھے خیمہ گاہ میں تھی آگ کی تیغ و تیر چلنے لگا

لاش پر لاش اور سر دھڑ پر گرنے لگا شمشیر صاعقہ خصال بہادران نے جادہ ملک عدم کا بتا دیا بلکہ ناکا شہر فنا کا دکھا دیا آب تیغ کی طغیانی ہوئی زورق حیات نا بکاران طوفانی ہوئی کہ بمقتضائے نظم

کیا اُس فوج کو اس طرح تاراج — کہ اہل فوج تھے راحت کو محتاج
کیا برباد ایسا اُس مکان کو — جلائے برق جیسے خانمان کو
ڈھنا بھی دیکھنے آئی تماشا — گرا اس طرح سے مردہ پہ مردا
پریشان نظر گئے سب تیر کر — پراگندہ نظر آیا وہ لشکر
ہوئی تھی ہمدگر یہ جنگ و پیکار — صفون کے بدلے تھے لاشون کے انبار
رہی تا صبح خونریزی تماشا تھا — ہوئی حاصل عدو کو پھر ہزیمت
سحر کہ بادشاہ ملک خاور — بصد شوکت چڑھا خنگ فلک پر
گریبان چاک تھے ساحر سحر گاہ — نہ ملتی بھاگنے کی تھی اُنھیں راہ

جب مہر ترک مشرق نیزہ خط شعاع لیکر عرصہ گاہ فلک میں آیا اور ساحر شب شکست کھا کر رو بفرار لایا لشکریان حریف نالان و گریان لاش عقل اُٹھا کر بھاگے اور مہرخ منظفر و منصور مع سرداروں کے داخل بارگاہ ہوئی تہنیت سازندہ جواہر عمرو کو دیا اور رولیا ہی ناچ اور راگ و غیرہ ہونے لگا اُسوقت بہار اور عمرو اپنی جگہ سے اُٹھ کر سامنے تخت شاہی کے آئے اور باوصف تمام دعا و ثنا بادشاہ کی بزبان فصاحت انتما بجا لاکر عرض پرداز ہوئی کہ قطعہ

آیا شہے کہ کفش گا ہش گذار زبرگشت — گنبد وسپہر گردون کامران ابد سرشت
شد از نزول حوادث چو آسمان ایمن — مران دیار کہ چتر تو سایبان انداخت

اگر مزاج عدالت امتزاج صاحب تخت و تاج کے خلاف نہو تو بیرا و از خیر خواہی و نمک حلالی بندگان درگاہ کچھ کلمات بے ادبانہ زبان پر لائیں مہرخ یہ تقریر سنکر تخت پر کھڑی ہو گئی اور عمرو سے کہا خواجہ برائے خدا مجھے ذلیل نفرمائیے آپ کو بادشاہ لشکر کے معزول کر نیکا اختیار ہے مجھ کس لیے فرماتے ہیں جو ارشاد کیجیے کنیز بجا لاسے کہ مثنوی

ای مقصد ہمت بلندان — مقصود دل نیازمندان
او قسمت بندگی و شاہی — دولت تو دہی بہر کہ خواہی
توفیق تو گر نہ رہنماید — این راہ بعقل کے کشاید

سحر و نے یہ کلام سنکر کہا کہ وہ بادشاہی کے کب سزاوار ہی جو ہر کس و ناکس بادشاہ کو گرفتار
کرے جاے اور سلطان لشکر کے دم سے فتح وابستہ ہوتی ہی جب بادشاہ ہر بار قید و بند ہو جاے
تو شکست اُس لشکر کو رکھی ہوئی ہی پس شاہی کے یہ شایستہ اور بایستہ ہی کہ شہنشاہ ایسا زبردست
ہو کہ سواے اپنے ہمسر بادشاہ کے اور کسی سے مغلوب نہو اور زینت افزاے سریر خسروی و عالی جاہ سے نزک
فلک سپہر پشت حمل کی رو بیار کرے اور جسم اسد چرخ میں رعشہ پڑے بخلاف اسکے تم اوسکے
اور سے ساحروں کے ہاتھ سے ذلیل ہوئی ہو اور وہ قید کر لیتے ہیں صرصر یہ سخنان نصیحت آمیز
گویا ہوئی کہ ارشاد ہدایت بنیاد حضور نہایت بجا و درست ہی اے بہار میں نے چند روز کے
واسطے تمکو اپنا قایم مقام کیا ہی لشکر وغیرہ تمہارے حوالے ہی اور تمکو خداے کریم کے سپرد
کیا میں بیشہ سامری میں جا کر چلہ کشی کرکے سحر کو اپنے جگاؤنگی انشاء اللہ پھر جو وہان
سے مراجعت کرونگی تو سواے ساحر زبردست مثل بادشاہ طلسم اور اوسکی زوجہ اور
مہجور وغیرہ کے کسی سے زیر نہونگی صرصر نے پوچھا کہ اپنے ساتھ کسیکو لیجاؤگی اوسنے
جواب دیا کہ وہ مقام ایسا نہیں جہان کسی کا گذر ہو سکے یہ کہکر کچھ سحر پڑھا تھا کہ ایک آندھی
آئی اور بعد اسکے ایک عورت تخت پر سوار آگے سونے کا پاندان رکھے اوس آندھی کی
تاریکی سے پیدا ہوئی اور پاندان سامنے صرصر کے اوسنے رکھدیا اوسنے کھولا اوس میں سے
طاؤس سبز برابر بالشت کے نکلا اور دم بھر میں بڑھکر مثل قامت مرکب پرندگان عظیم الجثہ
ہو گیا صرصر اوسپر سوار ہوئی وہ عورت پاندان لیکر تخت پر بیٹھ کر ہمراہ چلی اور دونون
اُس آندھی کی سیاہی میں غائب ہو گئین بعد اسکے جانے کے بہار نے تخت پر غاشیہ ڈالکر
تاج شاہی رکھکر حکم احکام میں اپنے تئین مصروف کیا ادھر تو یہ معرکہ گذرا اور اُس طرف
ساحر ہزیمت خوردہ لاش عمدتا کی لیکے سامنے شاہ جادوان کے گئے اور سب کیفیت
بیان کی حیرت نے بھائی کی نعش دیکھکر حال اپنا تباہ کیا زار زار روئی اور سر پیٹا اور
بادشاہ طلسم بھی آبدیدہ ہوا آخر بطریق جمشیدی لاش کو اوٹھایا جب فراغت ہوئی شاہ
نے ارادہ کیا کہ کسی زبردست کو بجنگ حریف بھیجون یہ عزم دیکھکر مصور اوٹھا اور کہا میں
تصویرین سب کی بنا چکا ہون اب جا کر ہر ایک باغی کو غارت کیے دیتا ہون شاہ نے
کہا آپ میری زیارت گاہ میں ایسا نہو کہ عیار کچھ بے ادبی کرین اوسنے جواب دیا کہ کیا
مجال جس صورت سے کہ عیار میرے پاس آئیگا اوس کی تصویر میں نے بنالی ہی ویسی ہی صورت

تصویر مین جا لگی یہ کہہ کر مع اپنی بی بی کے سوار ہوکر لشکر مین آیا اور بارگاہ مین بیٹھا سب
آئے سردار وغیرہ مثل اژدر غان جادو و شکوہ زرین قبا سے جادو و قریب
چار سو ساحر نامی کے بارگاہ مین آکر شامل ہوئے اُسنے کہا کہ کل مین نصب فوج عدو کا
خاتمہ کر دونگا سرداران نے عرض کی کہ کل کے دن اور جنگ سے فوت رکھیے کیونکہ ایک
سوداگر راہ دور و دراز طے کرکے آپکے لیے اقمشہ و اجناس گرانمایہ لایا ہے اور ساٹھ ہزار
ملک اس طلسم مین آباد ہین وہ سوداگر جو آخر سرحد طلسم پر ملک واقع ہوا ہے وہان کا رہنے
والا ہے اتنی مسافت قطع کرکے یہان پہونچا ہے ایسا نہو کہ ہنگامہ جدال مین مال اُسکا لُٹ جائے
کل اُسکو رخصت کر دیجیے تو بہتر ہے کہ بیت

بزرگان مسافر بجان پرورند	کہ نام نکوشان بعالم برند

مصور نے کہا تاجر کی آج کل کیا ضرورت تھی مگر خیر اب جو بیچارا اتنا مشکل سے آیا ہے تو آج ہی
بلا لو کہ جنگ مین درنگ نہو یہ حکم سنتے ہی چوبدار سوداگر کو بلانے گئے تاجر کو جب خبر ہوئی
تحفہ ہر دیار و امصار لیکر جانب بارگاہ روانہ ہوا لیکن صورت نگار نے مصور سے کہا
کہ ایسا نہو عمرو بشکل تاجر یہان آئے اور رنج دے تم ذرا تصویر کو دیکھ لو مصور نے تصویر
دیکھی اُس شبیہ نے یہ صورت پیدا کی تھی کہ بارگاہ مین بہار وغیرہ سردار جیسے بیٹھے ہین ویسا ہی
ہر شکل اصل کرسی پر بیٹھا ہے یہ دیکھ کر گویا ہوا کہ تصویر مین جہان عمرو ہے وہان کی بارگاہ
تک کا نقشہ بنگیا ہے کچھ شبہہ نہین ہے سوداگر کو بلا لو غرضکہ تاجر نے آکر تسلیم کی اور نذر دی
زمرہ مین تاجرون کے کرسی بیٹھنے کو اسے عنایت ہوئی پھر حکم ہوا کہ اشیا سے نادر ملاحظہ کرا
وہ اسباب عمدہ و بہتر دکھانے لگا مگر ہوا سیس خبر کو لگے تھے سب کیفیت اس جگہ کی
دریافت کرکے سامنے بہار کے گئے اور جو کچھ یہان دیکھا سنا تھا وہ مشرحاً و مفصلاً
عرض بیان مین لائے عمرو نے جب سنا کہ تاجر مال بہت لیکر آیا ہے منہ مین پانی بھر آیا
دل سے کہا کہ تصویر سے اگر ڈر گئے تو عیاری کیا خاک کروگے یہ مال مفت جاتا ہے اگر اسکو
نہ لیا تو قرضدار رہوگے چلو خدا مالک ہے یہ سوچ کر اٹھا بہار نے کہا خواجہ کہان کا عزم ہے
جواب دیا کہ ذرا ہم بھی سیر کر آئین بہار بولی کہ مصور کی بارگاہ مین پہونچ کر پکڑا جائیگا خدا
بچائے گا اُسکو غافل نجانیے عمرو نے کہا کچھ پروا نہین کہکر روانہ ہوا اور باہر بارگاہ سے
آکر صورت ساحر کی اپنی بنکر لشکر مصور مین پہونچکر ٹھہرا دیکھا کہ ملازم سوداگر کے اسباب

دوڑ دوڑ کر لاتے ہیں اور بارگاہ کے دریچہ پر لوگ کھڑے ہیں کہ وہ لے کر دست بدست اندر
پہونچاتے ہیں تاکہ ملاحظہ کرا دیں عمرو نے یہ کیفیت دیکھ کر علیحدہ گیا اور صورت خدمتگار
کی اپنی بنا سر پر دستار رکھ وار رکھ کر انگرکھا پہنکر پاک گئے لگا کر سامنے اُس خیمے کے آیا
کہ جہاں سے مال ہر کے کر ملازم جاتے ہیں دیکھا کہ ایک زنگی صندوقچہ لے کر خیمے سے نکلا اور
سمت بارگاہ دوڑا عمرو اُسکے قریب گیا اور کہا کہ حضور نے فرمایا ہے کہ تیرے پلنگ کے پاس
جو صندوقچہ رکھا ہے وہ بھی لیتے آنا زنگی نے جواب دیا کہ پلنگ کے پاس تو قلمدان رکھا ہے
صندوقچہ تو نہیں ہے عمرو نے کہا ہاں ہاں وہی زنگی نے کہا تم صندوقچہ لے چلو میں وہ بھی
لاتا ہوں یہ کہکر صندوقچہ دیا اُسنے کہ دو قدم چل کر زنبیل میں رکھ لیا ادھر وہ زنگی قلمدان
لے کر بارگاہ میں گیا اور تاجر کے سامنے رکھا اُسنے کہا یہ کیوں لگا لی زنگی بولا کہ دوبار
آنا جانا پڑا سوداگر نے کہا پھر قلمدان کیوں لایا اُسنے عرض کیا کہ حضور کا خدمتگار صندوقچہ
لے آیا اور قلمدان لانے کو کہہ آیا تھا یہ سنتے ہی سوداگر نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور
دریافت فرمائیں کوئی خدمتگار صندوقچہ لایا ہے مصور نے کہا جلد تحقیق کیا جائے کہ کون
خدمتگار لایا ہے سب خدمتگار بلائے گئے اور تحقیق کیا کسی نے اقرار نہ کیا اب تو سوداگر کی جان
نکل گئی کہ کئی لاکھ روپیہ کا جواہر اُس میں تھا رونے لگا مصور شکار نے کہا صاحب
تم تصویر تو دیکھو مصور نے عمرو کی تصویر دیکھی وہاں عمرو جب صندوقچہ لے گیا تو جلد
دھوتی باندھ کر مرزائی پہن مٹھائی کا تھال ہاتھ پر رکھ کر خوانچہ والا بنکر پھرنے لگا
مصور نے تصویر دیکھ کر کہا کہ عمرو تمہارے لشکر میں حلوائی بنا ہوا پھر رہا ہے خدمتگار کی
صورت تو نہیں ہے یہ کہکر زنگی سے کہا سچ بتا صندوقچہ کیا کیا اُسنے گواہ پیش کیے لوگوں
نے کہا ہمارے سامنے اُسنے صندوقچہ خدمتگار کو دیا غرضکہ جب پتا نہ لگا چاہا عمرو کو
گرفتار کروں سرداروں نے عرض کیا کہ عمرو کے گرفتار کرنے میں بکھیڑا ہے جتھے آئینگے
زیادہ بلوا ہوگا سوداگر اور بھی لٹ جائیگا تامل فرمائیے یہ سنکر حکم دیا کہ یہ زر و پیہ جو تلف
ہوا ہے ہماری سرکار سے دیا جائے سوداگر دعائیں دینے لگا اور پھر اسباب دکھانے میں
مصروف ہوا وہاں عمرو نے پھر صورت اپنی مثل سوداگر کے بنالی اور وہی صندوقچہ جواہر
سے خالی کر کے کنکر پتھر بھر کر دربارگاہ پر آیا اور کہا صندوقچہ جو کھو گیا تھا یہ تو نہیں ہے لوگ
بیٹھے ہی ہاتھوں ہاتھ اندر لے گئے سوداگر نے دیکھتے ہی کہا کہ ہاں یہی صندوقچہ ہے مصور نے

نے کہا یہ تیرے ہاتھ کیونکر آیا عمرو نے کہا میں ہمیشہ سے کوہستان میں رہتا ہوں اس وقت
ایک شخص کو دیکھا کہ صندوق لیے جاتا ہے اسکو گرفتار کیا اور پوچھا یہ کہاں سے لایا ہے اُسنے
یہاں کا پتا بتا دیا اور منتیں کرنے لگا اُسکو تو میں نے چھوڑ دیا صندوقچہ لیکر یہاں حاضر ہوا
اب مجھے نہیں معلوم کہ مال آپ کا اس میں ہے یا نہیں منصور نے کہا تو بڑا ایماندار ہے اچھا
بیٹھ جا کرسی وہی عمرو کو بٹھایا لیکن جب عمرو بارگاہ سے چلا تھا تو بہار اندیشہ مند تھی اتفاق
سے اسوقت قران بارگاہ میں آیا بہار نے اُس سے کہا کہ بھائی استاد تمھارے لشکر
حریف میں گئے ہیں ایسا نہو منصور کچھ گزند پہونچائے قران سب حقیقت سنکر مدد
کرنے کو چلا اور لشکر عدو میں بشکل صیاد آیا اسوقت سوداگر کا بیٹا یعنی شیب صندوقچہ
گم ہونے سے لوگوں پوچھتا کیا پھرتا تھا اور ادھر اُدھر دوا دوش کر رہا تھا کہ قران
اُسکے قریب گیا اور ہاتھ پکڑ لیا کہ چل چور کو ہم بتا دیں وہ یہ سنکر چپکا چلا آیا جب لشکر
سے نکل کر تنہائی میں آئے ایک حباب بیہوشی قران نے مار کر اُسکو بیہوش کرکے پیرہن
اُسکا لے کر آپ بھی اُسی کی صورت بنا اور اُسکو ایک گڑھے میں ڈال کر آپ بارگاہ میں اس
وقت آیا کہ عمرو صندوقچہ لے کر آیا تھا غرضکہ یہ بھی پاس تاجر کے ٹھہرا اور تاجر نے صندوقچہ
جو عمرو سے پایا تھا خوشی خوشی کھولا دیکھا تو کنکر پتھر بھرے ہیں دیکھتے ہی سر پیٹنے لگا منصور
نے کہا بھلا عقل کے خلاف ہے کہ چور مال لے جائے اور پھیر دے اس ساحر نے اپنی
بیوقوفی کی جو اُسکو گرفتار کرکے چھوڑ دیا اچھا اے تاجر اپنے کسی معتبر شخص کو بلا کہ میں رقعہ اپنے
خزانچی کو لکھ دوں کہ روپیہ میرے خزانے سے لے لے تاجر نے کہ شیب پاس کھڑا تھا اُسکو
دیکھ کر عرض کی کہ اس سے بڑھکر کوئی معتبر نہیں ہے منصور نے یہ سنکر رقعہ لکھا کہ سعادت آثار
ہیرا لال بعافیت باشند تین لاکھ روپیہ کا جواہر و اشرفیاں وغیرہ حامل رقعہ کو بغیر دستوری
اور چٹھے وغیرہ کے اسی وقت دیکر دستخطی سے لو تاکید فرید اس باب میں تصور کرو المرقوم
تاریخ فلاں سنہ فلاں ساحری رقعہ حوالے شیب کے کیا عمرو کا رنگ زرد ہو گیا کہ روپیہ
مفت گیا لیکن عمرو نے شیب کی صورت بغور دیکھی پہچانا کہ قران ہے فرط خوشی سے رنگ
رخ سرخ ہو گیا اور اشارے سے کہا خبردار اس روپے میں ایک کوڑی کا فرق نہ پڑے گا لینا
آکر حساب لوں گا غرضکہ قران رقعہ لیکر خزانچی پاس گیا دیکھا کہ روپیہ جا بجا تھیلیوں کا تقسیم ہو رہا
ہے دس پانچ متصدی بھی کھاتہ کھولے بیٹھے ہیں لکھا پڑھا [illegible]

شقہ دیگر جواہر وصول کیا رسید لکھ کر راہی ہوا درہ کوہ میں جا کر جواہر دفن کر دیا اور پھر سمت
لشکر چلا ادھر خزانچی نے روپیہ بہی پر خرچ کی لکھ کر دستخط کرانے سامنے مصور کے لایا اوسنے دستخط
دیکھ کے پوچھا کہ روپیہ اتنی تاجر پایا تاجر نے منیب کو تلاش کیا کہیں پتا نہ لگا ایک غوغا بلند ہوا اتفاقا
کچھ لوگ لشکر کے باہر گئے ایک غار میں منیب کو پایا اُٹھا کر سامنے لائے تاجر نے پانی چھڑک کر
ہوشیار کیا پوچھا ارے تو روپیہ لایا ہے اُسنے کہا خوب نشہ ہے مجھے پوچھا ارے شقہ لے گیا تھا
اُسنے کہا کھانا پیٹ بھر کے کھایا ہے یہ تقریر سنکر لوگوں نے کہا اسکو ابھی سست نشہ ہے ایک
نے کہا اپنے تئیں بناتا ہے تاجر نے کہا لیجا کے قید کرو مار پیٹ کر قبول کراؤ لوگ اسکو تو لیکر
چلے اور عمرو سمجھا کہ اب زیادہ تحقیقات ہوگی اور مصور تصویر دیکھے گا تو حال کھل جائیگا
یہ سوچکر انگڑائی لی مصور بولا کہ شاید آپکا جی گھبرایا عمرو نے کہا جی نہیں رفع احتیاج
کی ضرورت ہے مصور نے حکم دیا کہ میرے بیت الخلا میں لیجاؤ خدمتگار آفتابہ لیکر ساتھ
ہوئے عمرو پائخانے میں جا کر اُس طرف کا سرانچہ چاک کر کے نکل گیا لشکریوں نے خیال
کیا کہ وہی ساحر صندوقچہ جو لیکر آیا تھا اب جاتا ہوگا اور عمرو وہاں سے درہ کوہ میں آیا
کچھ لکڑیاں جمع کر کے آگ سلگائی اور بھبھوت منہ پر ملا جٹائیں بالوں کو بٹ کر سر پر جوڑا
باندھا لنگوٹ کسکر دست پناہ سامنے رکھا ایک چمٹا آگ کے سامنے رکھ لی کان میں
کنڈل پہنے گلے میں کنٹھی ڈالی مہنت بنکر بیٹھا یہاں جب خوب پرسش ہوئی جو خدمتگار
گویا ہوئی کہ تصویر دیکھو ایسا نہو عیار روپیہ خزانے سے لے گئے ہوں پتا نہیں تھیں
کہ خدمتگار آئے اور کہا وہ صاحب جو پائخانے گئے تھے آفتابہ لے کر سرانچہ چاک کر کے
چلے گئے مصور یہ سنکر دنگ ہو گیا اور سمجھا کہ وہ عمرو تھا جو خالی صندوقچہ لایا تھا افسوس
کہ نکل گیا آخر تصویر دیکھی معلوم ہوا کہ درہ کوہ میں صورت مہنت کی بنا بیٹھا ہے اور سوداگر
نے عرض کیا کہ روپیہ پھر آ گیا میں برباد ہو گیا مصور برہم ہوا کہ میں کیا کروں ایکبار
میں دس ہزار رسید تیرے منیب کی موجود ہے تاجر نے پھر منیب کو بلایا اب اسکے ہوش
درست ہو چکے تھے اُسنے آکر کہا کہ اس طرح ایک شخص چور کے بتلانے کو مجھے تنہائی میں
لے گیا اور ایسا کچھ میرے منہ پر مارا کہ میں بیہوش ہو گیا مجھے نہیں معلوم کہ شقہ کب
لکھا گیا اور روپیہ کب ملا یہ رسید میرے ہاتھ کی لکھی نہیں ہے یہ حال سنکر مصور نے کہا
اسے رہا کرو یہ بے خطا ہے اور سوداگر سے کہا اب جا میں تیرے روپے کے ملنے کا بندوبست

کچھ نہیں سکتا تاجر رونے لگا اُسنے حکم دیا کہ نکال دو جرا فرادے کو فیل کرتا ہی لوگون نے تاجر سے
کہا اس وقت چلے جاؤ حضور کا مزاج برہم ہی موقع و محل دیکھ کر پھر عرض کرنا تو مل جائیگا تاجر
نا چار اُٹھا ملازمون سے کہا یہان سے اسباب باحتیاط جو پھیلا ہوا ہی اُٹھا لو لیکن عمرو جب تک
بنا ادر اُسنے دیکھا کہ کوئی ادھر نہ آیا اور کچھ مطلب برآری نہ ہوئی وہ سب اسباب زنبیل مین
رکھ کر پھر ساحر بنکر بارگاہ مین آیا جب تاجر نے کہا اسباب یہان کا اُٹھا لو عمرو نے بڑھ کر
ایک درج جواہر اُٹھا لیا تاجر مال اُٹھوا کر آگے چلا یہ بھی ساتھ ہوا راہ مین اور کچھ دستبرد
کرون لیکن درج اُٹھاتے وقت مصور کو کچھ شبہ گذرا تصویر کو دیکھا ظاہر ہوا کہ عمرو
سوداگر کے ساتھ ہی ہنوز بارگاہ سے نکل کر تاجر کچھ دور گیا تھا کہ مصور ننگے پانون ادھر کو
دوڑا اور در بارگاہ پر پہونچکر ایک نارنج جیب سے نکال کر سحر پڑھنے لگا قران جو جوا
دفن کر کے لشکر مین آیا تھا اُسنے دیکھا کہ اُستاد تاجر کے ساتھ ہین اور مصور نارنج مارا
چاہتا ہی یہ دیکھ کر پتھر فلاخن مین رکھ کر مارا کہ ہاتھ پر لگ کر پڑا نارنج ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گرا اور
ہاتھ پر بہت ضرب مصور کے آئی مگر قران نے پکار کر کہا کہ اُستاد خبردار یہ کہہ کر بھاگا عمرو
نے بھی گلیم اوڑھ لی مصور لینا لینا کہتا ہوا ہاتھ سہلاتا رہ گیا ساحر چار طرف دوڑے کہیں
کسی کو بھی نہ پایا مصور بارگاہ مین گیا بی بی کو اپنی ہاتھ دکھایا اور کہا اب بغیر مارے عمرو
کو نہ چھوڑونگا اُسنے بہت مجھے ذلیل کیا یہ کہہ رہا تھا کہ سوداگر دربارگاہ پر آکر دہائی دینے
لگا کہ ارے میرا درج جواہر بے بہا بھی وہ لے گیا مین برباد ہو گیا فریاد ہی کہ جیتے جی
مار ڈالا مصور نے درج لیجاتے اپنی آنکھ سے دیکھا تھا سرداروں سے کہا سچ تو یہ ہی کہ
تاجر لٹ گیا اُس سے کہدو کہ ابھی روپیہ مجھے اگر دونگا تو عیار لے جائینگے پھر کر تو
نقصان جو کچھ ہوا ہی وہ عنایت ہوگا سرداروں نے یہ حکم سنکر تاجر کو آکر تسلی دیکر رخصت
کیا اور مصور نے چاہا کہ طبل رزم بجنے کا حکم دون لیکن عمرو کا حال سنیے کہ گلیم اوڑھ کر
جو گیا صحرا مین پہونچکر ایک فرشتہ نورانی صورت کا اپنے تئین بنایا پہلے ایسا حسین و
مہ جبین اپنے تئین کیا کہ رخسار پر نگاہ کسی کی نہ ٹھہر سکتی چار ہاتھ مقوے کے بنائے اور پانچ
آنکھیں چہرے مین درست کین دیوجامہ نکال کر پہنا کہ وہ ہر دم رنگ بدلتا ہی کبھی سرخ
کبھی سبز ہوتا ہی گاہے اور رنگ تبدیل کرتا ہی سر پر تاج زنبیل سے نکال کر پہنا کہ ہر کنگرے
پر جسکے لعل رمانی نصب تھے اور بیچ مین ایک گوہر شب چراغ لگا تھا رشک ضیا سے

تشریف فرما تھا بالا ہیر سے اور موتی کے گلے مین ڈالے اسوقت آپکے چہرۂ نورانی وصفا کی نسبت یہ کہنا زیبا تھا کہ **مثنوی**

بر سر ارشین شرع ساختہ تاج	دل او عرش و سجدہ اش معراج
مشرف کار خانۂ ملکوت	کار فرمائے عرصہ جبروت
بود مشتاطان کش و فرشتہ حشم	در روشش بر ہوا نہادہ قدم

پر زمرد کے جواہر کار تھا نون پر لگا ہے صدہا نافہائے مشک سیاہ پرون مین چھپائے اور تخت زبرجد شاہ پر تشریف لیے ہوئے پران پر قریب بارگاہ مصاحب پہونچکر ایک حقہ پر از مشک و عنبر پر سے ہوا اچھالا کہ وہ شق ہوا اور شمیم مشک و عنبر کو سونگھتے ہی پہلی بارگاہ سامری بس گئی سب ساحر گویا ہوئے کہ کیا خوشبو پہلی ہے یہ ذکر تھا کہ صدا آئی ہم فرشتۂ قدرت سامری ہیں سب اٹھ کھڑے ہوکر دیکھنے لگے عجیب صورت نورانی نظر آئی کہ اگر زلیخا یہ صورت دیکھے تو آئینہ یوسف تلا و تماشا کرے وعندہ لذلقی و حسن و آب ہر ایک کا تصدق اور دستار پڑھے دلائل سعادت و شواہد عزت و عظمت صفحات رخسار سے پیدا اور آثار جلال و جبروت ناصیہ نورآگین سے ہویدا کہ **بیت**

ز اسے عزش تتق سر قضا را محرم	دل پاکش لفظ لطف خدا را منظور

پرون کو جب جنبش ہوتی تھی نافہائے مشک اور عنبر سارا برستے ہین مشام جان معنبر و معطر ہوتے ہین چہرۂ تابناک پر نور ہے کہ نگاہ کو خیرگی ہوتی ہے یہ دیکھتے ہی مصور نے ہاتھ باندھ کر التماس کیا کہ **بیت**

کلبۂ ما رہ خرم شد چون مقدم رضوان رسید	دیدہ روشن شد چو بوی یوسف کنعان رسید

آپ تشریف لائیے اس عرض کرنے سے وہ تخت زمین پر اترا جملہ ساحرون نے سجدہ کیا فرشتے نے کہا کہ حکم سامری مجھکو یہ ہے کہ آپکے پوتے کی مع اسکے متعلقین کی عمر بڑھا دون کیونکہ عمرو عیار بلاسے بے درمان ہے جب تم لوگون کی موت نہوگی تو اسکے قتل کسی کو نکر سکیگا اب تمھین چاہیے کہ دو ایک مٹکے قند کا شربت گلاب و کیوڑہ ڈالکر تیار کرو کہ مین سامری کے لگانے کا بھبوت اس مین ڈالکے تمھین پلا دون پھر عمرو کا پنجہ تمپر کسی طرح قابض ہوگا یہ کلام سنتے ہی مصور نے قند منگا کر کوری ٹھلیون مین شربت نہایت طہارت کے ساتھ گھلوایا اور قرابے گلاب و کیوڑے کے اس مین انڈلوائے لشکریون نے فرشتے کی زیارت

صورت پھر پیش آئی اسنے چاہا کہ مصور کو مار ڈالون خنجر لے کر چلا تھا کہ ایکبار ایک پتلا زمین سے
نکلا عمرو اسکو دیکھ کر خائف ہوا اور ٹھہرا پتلے نے ظاہر ہوتے ہی غل مچایا کہ دوڑو مصور کو
عمرو مارے ڈالتا ہے وہ غل مچایا گیا عمرو نے جلد جلد دو ایک ساحرون کے سر جدا کیے مگر
مصور تک نہ پہنچ سکا شور ساحرون کے مرنے کا بلند ہوا لشکر کے ساحر گھبرا کر دوڑے عمرو
تخت زمرد شاہ پہلے ہی زنبیل مین رکھ چکا تھا اسوقت نعرہ مار کر بھاگا کہ مولفہ

عمرو ہون مین وہ اژدہا ہون ہامان	کر ساحر کا باقی نہ رکھون نشان

یہ تو ادھر فرار کر بھاگا اور ساحر بدحواس اس غم مین کہ شاہ مصور وغیرہ مارے گئے اندر بارگاہ
کے آئے سب کو بیہوش دیکھا باران سحر برسایا کہ ہر ایک ہوش مین آیا اور ایک دوسرے کی صورت
دیکھ کر ہنسنے لگا نکتہ یہ کہ وہ اسکو ہنستا ہے یہ اسکو اور صورت نگار اپنے شوہر کو رسوا
دیکھ کر خندہ زن ہوئی مصور نے کہا تو بڑی بے غیرت ہے کہ مردون کے سامنے ننگی بیٹھی
ہنستی ہے یہ سنکر اسنے اپنے تئین دیکھا اوہی کہکر رانون مین بدن چرا کر بھاگی آخر ہر ایک نے غسل
کیا کالک منہ سے چھڑائی کپڑے عمدہ پہنے دربار مین آکر مقیم ہوئے مصور نے کہا عمرو فتنہ
پرداز نگار رہے ذلت پر ذلت دیتا ہے ابھی سوداگر کو لوٹ چکا تھا کہ پھر آکر شاہ صاف کیا گیا اب ہم
گرفتار کرون جو ہاتھ آئے یہ تقریر سنکر صورت نگار از راہ طنز گویا ہوئی کہ اگر خیریت اپنی چاہتے
ہو تو عمرو سے مل جاؤ اسنے بغصہ جواب دیا کہ مین تو ساحری کا ہون ابھی اسکو گرفتار
کرتا ہون یہ کہکر تصویر دیکھی از بسکہ عمرو نے یہان سے جا کر صورت اپنی بشکل ساحر کے بنائی
تھی اور ٹھہرا ہوا تھا تصویر مین وہی کیفیت ظاہر ہوئی اسنے قصد کیا کہ جا کر گرفتار
کرون اوسی وقت ایک ساحر ظلمت جادو نام اسکے ملازم نے عرض کیا کہ آپ ٹھہرین غلام
جا کر اس دزد مکار کو لاتا ہے یہ عرض کر کے اوڑ کر چلا اور اسی جگہ آیا کہ جہان عمرو بشکل ساحر
کھڑا تھا لیکن ساحر کو اڑتا ہوا آتے دیکھ کر عمرو کسی گوشہ مین چلا گیا یہ جا کر ہر طرف ڈھونڈنے
لگا عمرو دوسرے ساحر کی صورت بنا کر اول مرتبہ سے کچھ شکل مین فرق کر کے اسکے پاس آیا
اسنے پوچھا کہ کیون بھائی تمنے عمرو کو تو نہین دیکھا عمرو نے کہا تمہین اس سے کیا کام ہے
اسنے سب حقیقت دینے ذلت مصور وغیرہ کی بیان کر کے کہا مین اسکو گرفتار کرنے آیا ہون
عمرو نے کہا مصور نادان ہے جو عمرو ایسے فطیر سے مقابلہ کرتا اور لڑتا ہے انسان کو چاہیے
کہ اپنے ہمسر سے مقابلہ کرے نہ کہ جو اپنے سے بہتر ہو عمرو وہ شخص ہے جو لقا کی داڑھی مونڈتا ہے

اور جب سے یہان آیا ہے شاہ جادوان کو اسنے پریشان کر رکھا ہے تم دیکھنا کہ ایکدن [illegible]
کتے کی طرح مارا جائیگا یہ گفتگو ظالم سنکر اول تو خوفناک ہوا پھر سوچا کہ یہ مجھکو ڈراتا ہے شاید
یہی عمرو ہو یہ سوچکر افسون پڑھکر پھونکا کہ عمرو کا رنگ در روغن عیاری اڑ گیا اسنے گرفتار
کرکے کہا کہ ای دزد مکار تو تو مجھکو دھمکاتا ہے دیکھ تو کہ کس طرح مین تجھکو ہلاک کرتا ہون یہ کہکر
کھینچتا ہوا لے چلا اور چاہا کہ شکنجے مین داب کر اڑا دون لیکن موت پانون پکڑے تھی اسکے
دل مین خیال آیا کہ اور عیار عمرو کے چھڑانے کو آئینگے انکو بھی گرفتار کرنا اور کر چلنے مین
فائدہ جاتا رہیگا ایسا کچھ سوچکر زمین پر چلا اسکو جاتے برق فرنگی نے دیکھا آگے جا کر
زمین مین خس پوش کی آپ جھاڑی مین چھپ کر بیٹھا جب ظالم کمند کی جگہ پر پہونچا اسنے
جھٹکا دیا کہ پانون کمند مین پھنسا اور اوندھا گرا برق دوڑ کر پاس آیا کہ اسکو ہلاک کرون
اسنے سحر پڑھا کہ برق زمین مین ران تک سما گیا اور آپ سحر سے جانفزا کمند کاٹنے لگا مگر
رشتہ حیات قطع ہو چکا تھا موت کے پھندے مین پھنس چکا تھا ہنوز کمند کھول ہی رہا تھا
کہ قران ساحر بنا اس جگہ پھرتا تھا اس کیفیت کو دیکھکر دوڑتا ہوا آیا اور کہا بھائی ٹھہر مین
کچھ کہونگا یہ کہکر نزدیک پہونچکر اس زور سے بغدا مارا کہ سر کے ٹکڑے اڑ گئے شور اوسکے
مرنے کا بلند ہوا عمرو اور برق چھوٹ گئے قران نے عرض کی کہ استاد آپ کا جواہر میرے
پاس رکھا ہے چلکر لیجیے اور جا کے دفن جواہر پر لا کر دیا و کر حوالے کیا عمرو نے شاباش
دمجھا کہکر نذر زنبیل کیا اور کچھ چھوٹے نگینے نکال کر دینے لگا قران نے عرض کی حضور کا
دیا ہوا میرے پاس سب کچھ ہے آپ کی مہربانی چاہیے عمرو نے نگینے بھی رکھ لیے اور فکر عیاری مین
الگ الگ چلے وہان افراسیاب نے جب مصور کو آتے ہوئے دیر ہوئی گذرا کتاب سامری
دیکھکر حال دریافت کیا اور حیرت سے کہا کہ بیرہ سامری صرف لائق زیارت مین کچھ ہو
نہین سکتا دیکھو عیارون نے بہت دق کیا ہے چلو ان کی تسلی دین یہ کہکر بجاہ و حشم تمام سوار
ہوکر باغ حیرت کے داخل بارگاہ مصور ہوا ہر ایک نے تعظیم دی تخت پر جلوہ آرا ہوا اور
سارا حال عیارون کی مکاری کا سنکر گویا ہوا کہ مرشد زادے آپ مقابلہ نظر بانٹیے مین انگشتری
جمشید کی حیرت کو بھیجکر منگاتا ہون اور چاہ زمرد پر کہ پیشگاہ ساحران جہان ہے میلا
کرتا ہون سب ساحر اور عیار خود بخود آکر حاضر ہونگے ہر ایک کو قتل کرونگا مصور نے کہا
ایک مرتبہ تو مین باغیون سے دل کھول کر لڑلون پھر جو چاہیے گا کیجیے گا یہ ذکر ہو رہا تھا کہ

صداۓ نالہ و زاری کی سنائی دی اور ہرکاروں نے سامنے آکر بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ ظالم
مارا گیا اور مسطلم بن ظالم جادو لاش اٹھا کر لاتا ہے شہنشاہ یہ خبر سنکر گویا ہوا کہ لاش بنا بر
آئین جمشید اٹھا کے اور بعد فراغت یہاں آئے یہی جا کر حکم مسطلم کو سنایا اُسنے ایسا ہی کیا اور
انفراغ حاصل کر کے حاضر دربار ہوا مجرا کیا نذر دی اپنے باپ کی جگہ پر بیٹھ کر عرض پیرا ہوا
کہ میں انتقام خون پدر نمک حراموں سے لینے آیا ہوں شاہ جادوان نے فرمایا کہ لینا
مضایقہ ہے مصدور خواہش جنگ تو رکھتا ہی تھا ادھر اسنے درخواست کی شہنشاہ نے فرمایا
کہ آج شام کو طبل جنگ بجے صبح کو مقابلہ کیا جائے یہ کہکر مصروف بادہ خواری ہوئے جب
کہ منشی قدرت نے وصلی کو دن کی سواد شب سے سیاہ کیا اور نقاط انجم لوح آسمان زبرجدی
پر دیکر دائرہ ماہ تحریر فرمایا کہ نظم

قلم کہکشاں کا عطارد نے لیکر	لکھا جائزہ فوج انجم کا کیسر
جو دفتر میں ہر اک کو وارد کیا	تو خورشید و زہرہ کو نظری کیا

بحکم مصدور طبل رزم پر چوب پڑی طائران سحر خدمت والا نعمت بندگان ملکہ بہار میں
حاضر ہو کر بقاعدہ رستم عرض پیرا ہوے کہ رباعی

ای شاہ زمین بر آسمان داری تخت	سست است عدو تا تو کمان داری سخت
حملہ سبک آری و گران داری لخت	پیری تو بدانش و جوان داری بخت

لشکر حریف میں بنام مسطلم طبل جنگ بجا ہے باقی خیر صلاح ہے بہار نے یہ خبر سنکر تکیہ بنام
کردگار فرما کر حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑے ہر شخص کل کے دن
تیغ و سپر سے بازی کرے کہ ع کانکہ جنگ آرد بخون خویش بازی میکند + غرض حسب فرمان
قضا جریان کوس حربی کی صدا ادھر بھی بلند ہوئی ساحروں میں ڈمرو بجنے لگا کڑھاؤ چڑھے
ہوم میں بھوگ کا بھوگ بیردن کو لگایا گیا منتر جنتر سوہنی جوہنی سوہنی کی جاپ اور پڑھنت
شروع ہوئی کوئی پڑھتا تھا کہ کہتا ساری بنگلہ بان ران بان میرے دشمن کو ران شہپال
جوگی نے کوئی باڑھی ایک پھول جسے ایک میں ہر لیے جو سونگھے میرا پھول اپنا گلا آپ کاٹ
مرے تجکو قسم لونا چاری کی دہائی سامری کی پڑھ منتر ڈالی میں جگا یا الشیر یا چھو چھو
چھو چھو خلاصہ کلام ساحر جا بنین کے تو اپنے حربے درست کرتے تھے اور مبارزان مشرکے
جلاد دیو جسم کشایان لواے نصرت انتماے شجاعت نشین جو ہردار صیقل فرماتے تھے

سرداران ذی رتبہ اور کنیزان عالی مرتبہ کے طاؤس و عقاب وغیرہ مثل ستارہ ہاے سحری کے ابر کے ٹکڑون مین چمکتے نظر آتے تھے اور رسالتے و سیدم گلہاے زنگار رنگ شگوفہ ہاے پہلوان کھل جاتے تھے کہ

مثنوی

ساز عیش و طرب تھا ہر سو | شہنائی کا بج رہا تھا ہر سو
شاخ گل کا ستار لیکر | گت چھیڑ رہی تھی باد صرصر
باجون کی صدا سے شور و غل تھا | ہر شاخ طرب تھی گل بگل تھا
گلشن کو تھی راگ و رنگ کی دھن | دریا کو تھی جلترنگ کی دھن
چھنتے تھے حباب چشمہ تر | چینی کی پیالیان تھین یکسر
تھی ایسی بہار حسن آرا | چمکا ہوا حسن کا ستارا
گیسو آگے کمر سے دھرے | موتی ہر بال مین پرو کے
آراستہ خوب جو وہ تھی مانگ | گج موتیون سے بھری ہوئی مانگ
شبو بسے لباس سے کیا بس | کسنی تھی چولی سے مرقع بس
نکھری تھی غضب نکھار کرکے | ہر شخص بنی سنگار کرکے
تھی ناخن پا سے لیکے تا فرق | دریا سے جواہرات مین غرق

خلاصہ کلام وہ ماہ تمام لشکر لیے میدان قتال مین پہونچی اس طرف افراسیاب جادو زود ہر کو سے گنبد نور کے اس کرسے مین جا بیٹھا کہ جہان سے لشکر کا دکھائی دیتا ہے اور صورت صنعا و شیر آتشین اور اژدر وہان پر سوار با فوج بیشمار روانہ عرصہ نبرد ہوے جب تو آمنے سے دونون لشکرون کے یہ کیفیت ہوئی کہ ہیبت پشت زمین جو روی فلک از سلام گشتہ + روے فلک چو پشت زمین گشت از غبار + جب میدان کو جلدار ہموار کر چکے ابر سیہ سا گرد و غبار فرو ہوا صف کارزار جانبین مین کھچ گئین جلاجل و دف اور نقارہ بجے علمون کے پھریرے کھل گئے علمدار آگے بڑھے کڑکا ہوا نقیبون کی صدا دلیران کے نعرے سے دشت گونجنے لگا دلیر بشاش ہوے نامرد بد حواس ہوے مظلم اژدہا آکر میدان مین آیا اور للکارا کوئی نمک حرام آوے میرے مقابلے کو بہار کا ایک غلام گلزار جادو نام جاکر مقابل ہوا مظلم نے ایک ناریل مارا اسنے ہر چند رد کیا مگر ناریل زانو پر آکر پڑا تو زنگ یار نکل گیا گلزار زخمی ہوا بہار نے ایک پنجہ بھیجا کہ وہ اسکو میدان سے

اُٹھا لایا اور گلشار جادو جاکہ ہمسر و ہوا مسطلم نے ایک نارنج مارا کہ گلشار کے سینے پر پڑا تو ٹوٹ گیا
شور اسکے ٹوٹنے کا بلند ہوا طول کلام تا کجا چالیس سردار بہار کے یکے بعد دیگرے جا کر لڑے
اور کام آئے اوسوقت مسطلم نے ڈانٹا کہ ای بہار تو خود آکہ مجھے فراڑائی کا ٹے کیا لاشی
پاشی کو سولی پر اپنی جان چھپاتی ہے بہار اسکا نعرہ سنکر تخت سے کود دی اور دوپٹے کی کاتی باندھکر
چلی اسکے جاتے ہی افراسیاب نے گنبد نور پر سے دیکھا جب بہار پاس پہنچی تھی اُس سبب سے
ہیبتانی نگر اسکا کلیجہ پکڑ کر رہ گیا اور وہ سمجھا کہ عالم سامنے مسطلم کے پہونچی اُسنے ایک ناریل
مارا بہار نے انگلی سے اشارہ کیا کہ ناریل اُلٹا پھر گیا اور ترنج مسطلم نے کھینچ مارا وہ ترنج قریب بہار
اُسکے جا کر شق ہوا خوشبو اُس میں سے ایسی پیدا ہوئی کہ میدان جنگ تختہ تماشا تاتین گیا
اور مشام ہر دو سپہ کی معطر خوشبو سے بھر گیا ساحر اُس شمیم عطر بیز کو سونگھ کر بیہوش ہو گئے اور
مسطلم دیوانہ وار تالیاں بجانے لگا اور روئے بہار اُس رشک گلزار کا دیکھ کر قہقہہ
ہنستا تھا اور کہتا تھا بیت

از شورش آہ من ہمہ شبہا — یاد آیم تو در ششی ناشنودہ

ای نازک بدن اگر مجھے قتل کرنا منظور ہے تو سر نثار قدم ہے کہ شعر

خیالات تیغت کہ برندہ باد — منازل از ارواح اعدا گرفتہ

یہ کہتے کہتے بیہوش ہو کر گرا بہار نے چاہا کہ سر کاٹ لے اُسوقت تو مصور کو تاب نہ رہی اور
ڈانٹتا ہوا دوڑا سامنے بہار کے آکر جھولے سے سحر کا ایک صندوقچہ نکال کر کھولا سب نے دیکھا
کہ صندوقچے سے ایک پتلی نکلی اور بڑھکر مثل صورت بہار شبیہ پیدا کی وہی لباس وہی زیور
گلدستہ ہاتھ میں لیے سامنے بہار کے آکر بناز و نخرہ گویا ہوئی کہ کیوں بہن بہار کیسے خفا ہو
بہار اُسکو دیکھکر زرد اور خزان رسیدہ ہو گئی مگر جی داری کر کے ایک گلدستہ اُسپر مارا پتلی
نے ایک قہقہہ مارا کہ منہ سے شعلہ پیدا ہوا اور گلدستے کو جلا دیا پھر پتلی آگے بڑھی اور ہاتھ
سے آرسی اتار کر بہار کو دکھائی بہار آرسی دیکھکر مثل برگ بید کے تھرتھر کانپی آخر سنبھلا
نہ گیا بیہوش ہو گئی پتلی نے کمر پیچھے سے تھام کر پرواز کی اُسوقت تو لشکر میں بہار کے غوغا ہوا
اور نافرمان و سرخ مو وغیرہ نے ناریل و ترنج صدہا اُس ہمشبیہ بہار پر مارے لیکن
جب اُسنے قہقہہ مارا نارنج وغیرہ شعلہ دہن سے جل گئے مصور نے جب سارے لشکر کو عدو
کے حملہ کرتے دیکھا صندوقچے سے سب کی تصویریں نکال کر زمین پر پھینکیں کہ وہ صورت

رعد و برق و صلصیل و طاؤس و ہلال و محمود وغیرہ کی ہنکار اٹھنے لگیں اب جو کچھ کہ محمود
کرتی ہے وہی ہمشبیہ محمود کرتی ہے کہ لشکری بہار کے قتل ہوتے ہیں کبھی تو مصور سے ظالم
کو ہوشیار کر دیا اور بہار کو پتلی سے گرفتار کر کے تیر سوال پکڑ کر حملہ کیا لشکریان بہار پر
عجب مصیبت پڑی کہ مر کر گرنے لگے دم محبت کا بھرنے لگے شور نشور تھا قیامت برپا ہوا کوئی
مر کر گرا کوئی نیم جان ہو کر رہتا تھا مصور قتل کرتا ہوا صف لشکر پر گرا اور مردوں پر مردوں
گراتا ہوا ساتوں صفوں کو توڑ کر پشت لشکر پر نکلا اور پھر وہاں سے دوسری صف پر جو گرا
ہلاک و غارت کرتا ہوا دو پہر لشکر کے نکلا لیکن تنہا اور ان نے بھی مرنا گوارا کیا میدان سے
نہ کنارا کیا بارگاہ کی حد چھوڑی دونوں لشکر مل گئے گویا فولادی ہزاروں مصور پیارے
مگر نہ ہیرہ ساحری ہی کوئی ترکیب ایسے نکالی اور ہمشبیہوں کو للکارا کہ ہاں اپنی اپنی صورت
کے سرداروں کو گرفتار کرو پتلیاں یہ نئی شکر سحر کی نیرنگیاں دکھانے لگیں اب تماشا یہ
ہوا کہ رعد جس طرح چیخ مارتا ہے اسی طرح ہمشبیہ بھی اسکا چیختا ہے کہ ساحر لشکر محمود کے بیہوش
ہوتے ہیں گویا وہ پتلیاں ان سرداروں کا عکس ہیں کہ جو فعل یہ کرتے ہیں وہی وہ بھی
کرتی ہیں انکا فعل اثر کرتا ہے اور انکا جادو اسپر تاثیر نہیں کرتا کیونکہ یہ انسان ہیں اور
وہ جادو کی پتلیاں ہیں لشکر کی حالت ابتر ہے ظلم فوج سے گر گرا ہے کشتوں کے ڈھیر لگے
ہیں وہ رن پڑا ہے کہ ترک فلک نے بھی ایسا ہمہ سالی کبھی نہ دیکھا تھا کہ بمقتضائے ابیات

وہ پیٹتے تھے جو اپنوں کو بھی ہیہات — مشابک ہو گئے تیروں سے تا ناف
وہاں سر کاٹتے پیچھے سے بدخواہ — لگی تیر بار جس جیاتی پر کہتا آہ
نیا تاجسان کا سمجھے غنیمت — ہر اک مست کی پھر آئی آنکھ غیرت
کہ ہو سکے ننگ پر کیونکر گوارا — نہیں اپنے لیے جز مرگ چارا
مقتول سمجھے ہر اک جینے کو زحمت — پھری دل میں ہوا سے بہر جنت

یہ کیفیت عیاران اسلامیان نے پہاڑوں پر سے مشاہدہ کی اور اپنے لشکر کے حال پر
نہایت افسوس کیا عمرو نے کہا اب ہمارے لشکر کو شکست فاش ہوا چاہتی ہے غنیمت ہے جو
یہ سردار کا لشکر اس قدر رہا کیوں ہے تم میں سے کوئی ایسا جو اس لڑائی کو روکے اور
عمرو کو بھگا دے عیاروں نے گردن جھکالی اور عمرو کی بات کا جواب نہ دیا قران
نے کہا حقیقی کی جا ہے استاد خالی نیست الامر فوق الادب اگر ارشاد ہو تو میں جاؤں عمرو نے

اسکی پشت پر ہاتھ پھیرا اور کہا تو نظر کردہ شاہ مردان شیر یزدان ہے اور میری زیارت گاہ ہے
یہ لڑائی سخت ہے اگر تو کام آیا تو میری زیارت مٹ جائیگی دوسرے یہ کہ تو میرا جان بخش ہے
جب میں گرفتار ہو جاؤں تو مجھے چھڑانے جانا یہ کہہ کر فی الفور صورت ایک ساحر کی ایسی
بنکر تیار ہوا اور برق سے کہا جلد لشکر میں جاکر ہمارے چیلوں میں سے ایک جادوگر کو بلا لا
برق بموجب حکم دوڑ کر گیا اتفاق سے سمر خمو لڑتی ہوئی کنارے لشکر کے آگئی تھی اُسنے
کہا جلد اسکو خواجہ بلاتے ہیں سمر خمو بہر امتحان کہ اصلی برق ہے یا نہیں انگوٹھی اپنی اتار کر
پھینکی کہ اسکو اٹھائے تو میں آؤں برق نے انگوٹھی اٹھالی سمر خمو طاؤس اوڑا کر اسکے
ساتھ پہاڑ پر آئی عمرو نے کہا تم اپنا تخت سحر مجکو دو اور جیب میں سوار ہوکر چلوں تو تخت کو
روان کرو کہ جہاں میں جاؤں تخت روانہ ہو سمر خمو نے جھولے سے ماش کا آٹا نکال کر چار
پتلیاں بنائیں اور تخت خواجہ کو دیا کچھ افسون پڑھا کہ پتلیوں نے جسم انسان پیدا کرکے
پرشانون پر اٹھا لیے اور تخت کو اٹھا لیا عمرو بشکل ساحر تخت پر بیٹھا منقل آتشین سامنے رکھ لی
تصویرین سامری جمشید کی گلے میں ڈالیں یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک بلائے سیاہ ہے جو تخت پر
دانت نکالے بیٹھی ہے

نظم

ننگ پی کر کوئی ہو جیسے مست — ہست آسا تھی تاب و طاقت پست
آنکھیں پر قہر بھونڈی صورت ہے — سارا انداز پر کدورت ہے
اک قیامت تھی اسکی چتون میں — مار کی طرح زہر گردن میں
سر تھا پارا اسطرح مکاری — تھا سیہ فام اور تھا بھاری
جسم تھا زار کج ادا قد تھا — بدست تھا تو طرز بھی بد تھا
ہار گردن میں اُس کی پیچیدہ — جو کوئی دیکھے ہو وہ رنجیدہ

حاصل مطلب با این ہیئت بد تخت کو پتلیوں سے روانہ کرا کے بیچ لشکر میں جاکر نعرہ زن
ہوا کہ منم ملک الموت جادو دادا مصور خیرہ سر اپنی سب پتلیوں کو اکٹھا کرکے بھیج میرے مقابلہ
کو کہ میں نوکر عمرو نابکار کا ہوں مصور تو ہر سمت زد و گشت کرتا پھرتا تھا اسکا نعرہ سنکر
اپنی پتلیوں کے قریب آکر للکارا کہ لینا اسکو جتنے ہیں شیر کہ لشکر فوج کے لیے اپنے بنائے تھے
سب عمرو پر حملہ آور ہوے عمرو نے جھولے سے شیشہ آب سحر نکالا یا ناظرین کو یاد ہوگا کہ
سابق میں افراسیاب نے ایک ساحر ہوشیار جادو نام کو دو شیشہ آب سحر کے دیئے

لڑنے کو بھیجا تھا اُس ساحر کو قتل کرکے عمرو نے شیشہ ہائے آب حاصل کیے تھے اور اُسی پانی
کا ایک چھینٹا محمود رنگ کے منھ پر سکان برق مخشر چار و دمین بھی لگایا تھا فی الجملہ وہ پانی ساحر
زبردست کو بیہوش کرتا ہے اور سحر کو باطل کر دیتا ہے بس جیسے ہی تصویرین اُسپر حملہ زن ہوئین
اُسنے وہی آب اُٹھا کرکے جو قریب آئی چھینٹا مارا کہ جس سے ایک شعلہ پیدا ہوا اور تصویر جل گئی
لشکریان سلطان و محمود رنگ پھر تو عمرو پر ہجوم کیا اسوقت سرداران لشکر اسلام نے دیکھا
کہ ایک ساحر جو ہمارا طرفدار ہے ساری فوج اُسپر گرا چاہتی ہے یہ دیکھتے ہی جانین اپنی لڑا دین
اور چار طرف سے سینے اپنے سپر کیے کہ کوئی پشت و پہلو پر سے آکر حملہ نہ کرے اور تصویرون
نے ہر سمت سے آکر آرسیان ہاتھ سے اُتار کر عمرو کو دکھائین عمرو نے اسوقت منھ چھپا کر
چھتری کی طرح سر پر سایہ قائم کر لی اور اپنے سردارون سے کہا کہ تم سب میری حفاظت کرو
مین ایسا ویسا ساحر نہین ہون بھلا کہ دو لاکھ سے اکیلا نہ لڑون اور کسی کا حربہ مجھ تک
پہونچ جانے سردار حیرتناک ہوئے اور لڑنے لگے ادھر پتلیان جب آرسی دکھا چکین
مشعل پکڑ کر حملہ آور ہوئین جو قریب منڈھی کے آئی از بسکہ سب سحر کی شبیہین ہین اس
وجہ سے بہ برکت اعجاز جناب دانیال علیہ السلام جل کر راکھ ہوئین اگر تصویرین نہوتین ساحرہ
یعنی انسان ہوتین تو منڈھی مین آگ لگ جاتین مختصر جب تصویرین جل گئین سردار
پرچار ان تصویرون کے پریشان و بدحواس تھے اور انکا سحر حریف پر کارگر نہوتا تھا اب
سب کے حواس درست ہوئے اور ہر طرف سے اینٹین مارنے لگا اور برق مخشر چپک چپک کر
گردن لگی محمود رنگ نے جام زمین پر پھینکا کہ ساحر مست و لایعقل ہونے لگے اور اسی طرح سب
سردار آگے بڑھ کر حملہ کرنے لگے بگڑی ہوئی لڑائی فضل خدا سے بنگئی کہ ع بگڑی بنجاتی ہے
جب فضل خدا ہوتا ہے عمرو نے محمود رنگ کو ڈانٹا کہ اسے بے حیا تو کیا نیرہ ساحری ہے کہ
میرے مقابلے سے ڈرتا ہے محمود رنگ شیر آتشین ادھر آکر سامنے آیا اور کہا ارے تونے بڑا
غضب کیا کہ میری تصویرین جو ایک مدت مین تیار ہوئی تھین جلا دین یہ کہکر سحر کا تار پل
مارا کہ وہ شق ہوا اور چار طرف تار زمین سے نکل کر عمرو پر لپکے عمرو نے ایک چھینٹا پانی کا
مارا کہ تار سب جل کر غائب ہوئے عمرو نے شکست آگے بڑھایا اور کہا اسکو یہ کہکر ایک
چھینٹا پانی کا مارا کہ منہ پر اُسکے پڑا اور بیہوش ہوکر شیر پیٹھ سے گرا تڑپا بزبان کہتا ہوا اسمسار
چلایا ہاے مارا جرا دیکھ گرا اسکی زد جو محمود رنگ ریا نبر برق نبرعت تمام جھپٹ کر گری اور پیچھے

مین داب کر مصور کو لے گئی اور بیہوش دیکھ کر سوچی کہ یہان مین اگر اسکو لیکر ٹھہرون گی
تو حریف فرصت نہ دیگا یہ مارا جائیگا یہ سوچکر سمت صحرا لے گئی اسکے چلے جانے سے پاؤن
اہل لشکر کے اُٹھ گئے اور شیران بیشۂ شجاعت نے شمشیر سحر سے کر قتل و غارت آغاز کیا فوج
عدو مین بھگدر پڑ گئی یہ سب ماجرا برج گنبد نور پر سے شاہ طلسم نے دیکھا اور بیتاب ہوکر اُٹھا
کہ جاکر اس ساحر کو کہ جسنے مصور کا یہ حال کیا قتل کر دون مگر حیرت نے کہا کہ آپ ٹھہریے دیکھیے
تو یہ ساحر کون ہے اور کیسا سحر کرتا ہے جو مصور ایسے ساحر کو اسنے بیہوش کر دیا شاہ نے سحر پڑھکر
دستک دی کچھ پتلے پیدا ہوئے اُنسے حکم کیا کہ کتاب سامری لاؤ پتلے کتاب جاکر لائے اُسنے
اُس مین دیکھا لکھا تھا کہ یہ ساحر نہین عمرو عیار ہے اور شہنشہ یاد رکھے آپ سحر جو تو نے اول
اپنے ملازم ہوشیار کو دیے تھے وہ اسکے پاس ہین یہ دیکھ کر کتاب بند کی اور منہ پیٹ لیا
کہ خود کردہ را درمان نیست اور حیرت سے سب حال کہا اور کہا اسکا توڑ ہر چند کہ مین
جانتا ہون مگر کتاب سے اُٹھنے کو جانے کے لیے ممانعت نکلی ہے اور دوسرے فوج بھی بھاگ
کھڑی ہوئی ہے اور شام بھی ہوگئی ہے تم جاکر طبل امان بجوا کہ یہ کہکر فرط ندامت سے آپ بیٹھے
بیٹھے غائب ہوگیا اور حیرت طاؤس پر سوار ہوکر سمت لشکر چلی اس عرصہ مین یہان لاشہ
کے ڈھیر تھے ساحر ہزارون مارے گئے تھے لیسا ہوکر بڑا اور تلوار چل رہی تھی عمرو جال مارکر
لوٹ رہا تھا ہنگامہ رستخیز برپا تھا یقین تھا کہ بارگاہ وغیرہ حیرت و مصور کی لٹ جائے
اور سہار کو سپہ وار چھڑا لین اُسوقت حیرت آکر پہونچی اور حکم دیا کہ جلد طبل بازگشت
بجے اُسکے لشکر کے جو بہادر ساحر باقی بہت کاٹ سے بچ رہے تھے اُنھون نے فوراً طبل بجایا
صدا اُسکی ہر ایک بہادر کے کان مین پہونچی معلوم ہوا کہ حریف پناہ مانگتا ہے ازبسکہ یہی خستہ
و شکستہ تھے اور سراپردۂ چرخ زنگاری سے لیلائے لیل کی آمد بھی تھی یعنی سیاہی نے غرب سے نکلکر چار
دانگ عالم اور عرصۂ شہر اپر محیط ہو چکی تھی ستارے دیدۂ حیران کیطرح اس فتح کو دیکھ رہے تھے نظم

سوادِ شب مین مہ تھا جلوہ گستر — کہ نکلا چاہ سے یوسف تھا باہم
فلک کو انقلاب اور دن گریزان — عدو پر تھے دہان زخم خندان

آخر لشکر جانبین نے خیمہ گاہ کی جانب پھیرے اور ملک الموت جادو کا سب نے شکر بکمال
درجہ ادا کیا لشکر پڑاؤ پر پہونچکر آرام گیر ہوا سردار داخل بارگاہ ہوئے اُسوقت مہرخ جو بہار
ٹھہری ہوئی تھی بارگاہ مین آئی اور عمرو کے ہاتھون کو بوسہ دیا کہ اے مہر فلک عیاری خواجہ

کار ستہ گردو کہ کیسے و نہ چہ خود نکرده باشد عمرو ہنس پڑا اسوقت سب کو علم ہوا کہ یہ عمرو ہے
سب نے نذرین دی اور تعریفین کی ادھر حیرت جب بارگاہ مین آئی صورت نگار بھی مصور
کو لیکے داخل بارگاہ ہوئی لیکن افراسیاب یہان سے اوڑکر جاده سامری پر گیا انشاء اللہ بر
وقت فتح طلسم ان مقامون کا حال گذارش ہوگا غرض اُس کنوئین سے پانی بھر کر باغ سیب
مین لایا اور ایک پتلا طلسم کا طلب کرکے ایک کوزه آب اسکو دیا کہ بارگاہ حیرت مین لیجاکے
تاکہ مصور پر چھڑک کر ہوشیار کرین پتلا وه پانی لیکر حیرت کے پاس آیا پیام شاہ عرض کیا
مصور بیہوش پڑا تھا وه پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اسنے بھی جاکر غسل کیا لباس بدلا
کیکے بارگاہ مین آیا اتفاق سے صرصر عیاره سامنے حاضر تھی اپنی شکست کی خجالت سے بہر
غصہ کرکے منانی کہ عمرو کیسی کیسی عیاریان کرتا ہے مگر تجھ سے کچھ ہو نہین سکتا صرصر نے عرض
کیا کہ آپ خفا نہون مین عیاری کرنے جاتی ہون یہ کہکر روانہ ہوئی راہ مین اسنے ضرغام کو
دیکھا کہ اپنے لشکر سے نکل کر کسی طرف جاتا ہے بس یہ فی الفور صورت ضرغام کی اپنی بنا کر
بارگاہ اسلامیان مین آئی دیکھا کہ عمرو کرسی پر متمکن ہے سردار جمع ہین اسنے دل مین تصور
کیا کہ عمرو کو یہان سے اُٹھاکر باہر لے چل اور رہین پڑے تو پکڑ لے جاؤ یہ سوچکر قدمبوس ہوئی اور
کہا خواجہ آپ غافل کیا بیٹھے ہین بہار کو مصور مارے ڈالتا ہے عمرو یہ سنتے ہی بیتاب
ہوکر اٹھا اور بولا کہ افسوس اور چلا کہ جاکر عیاری کرون صرصر ساتھ ہولی عمرو نے انداز
رفتار اور طرز تکلم سے پہچانا کہ صرصر ہے پکارا کہ اے یار دلنواز مین تیرے تنہائی مین بلاکر لیجانے
کے شادیان لیجاکر اپنے وصل سے شادکام فرمانا صرصر ان باتون سے جست کرکے [illegible]
صحرا کو بھاگی لیکن اسنے بھی تعاقب اسکا نہ چھوڑا اور صرصر بھی صحرا مین پہونچکر [illegible]
[illegible] جنگ ہوئی آخر دونون گتھ گئے نہیں چلنے لگا عین گرمی جنگ مین صرصر نے کہا
کیون اے عیار بہار کے قید ہونے سے دل کو چوٹ لگی ہوگی عمرو بولا کہ اب تجھے پکڑ کر
اپنا مطلب نکال لون تو بہار کو چھڑاؤن صرصر کہنے لگی کہ تجھ مطلب نکالنے والے کو
گھر ہی کو مین تو اون ہی ہے آئینہ اگر میسر ہو تو چھتی مین شتاب کرکے ذرا اپنی صورت دیکھ
عمرو نے کہا تجھے دینی دیکر رہی جس مین شتاب کر دت صرصر بولی کہ منظور ہوا خواص مین
بیہوده گوئی نہ کر مین تیرے منہ لگنے قابل نہین ہون عمرو نے جواب دیا کہ مین تو قابل ہون
صرصر جھینپ گئی اور فرط حیا سے آنکھین نیچی کرکے بولی کہ کیا کہون اسنے [illegible] تجھے

بات نہین کہی اسمین جا کے بہار کا پہرا دیتی ہون جب جاؤن گی تو اگر عمرو آجائے اور اس سے
مرا د صرصر کی یہ تھی کہ عمرو کو لگا کر وہان لیجاؤن تا کہ مصور بزور سحر گرفتار کرے غرض کہ
عمرو نے جب یہ گفتگو اُس کی سُنی کہا اے صرصر خواہ تو اس امر مین مبالغہ کرے یا نہ کرے مین
بہر رہائی بہار ضرور جاؤن گا اُسنے جواب دیا کہ شرط یاری اور وفاداری بھی یہی ہے کہ
اپنے رفیق اور دوست کو اسیر نہ دیکھ سکے کہ شعر

گر شمری یار کسے را شمار	کو بود اندر غم و شادیت یار
دوست کہ در شادی و غم نیست دوست	رو چہ شوی شاد کہ غم خود ہم از وست

حاصل مرام بعد عہد و پیمان کے صرصر جست کر کے روانہ ہوئی اور عمرو بھی حسب عہد
روانہ ہوا راہ مین برق و قران کہ عقب عمرو بارگاہ سے یہ بھی چلے تھے ملاقات ہوئی
اُسنے سارا ماجرا اضطراب رہائی بہار کا بیان کیا یہ دونون بھی لشکر حریف کی سمت چلے لیکن عمرو
جب قریب لشکر عدو پہونچا پگڑی چکوسے دار سر پر رکھی چپکین پہنکر عصا ہاتھ مین لیکر بصورت
چوبدار دربارگاہ مصور پر آیا وہان مصور نے بہار کو بلا کر عتاب و خطاب آغاز کیا تھا کہہ
رہا تھا کہ دیکھ تو کس عذاب الیم سے تجکو قتل کرتا ہون اور بہار کو یا تھی کہ اپنی خیریت منا وہ
عمرو یہان تشریف لایا چاہتے ہین صورت نگار نے کہا ہم تصویر دیکھا کئے ہیں اور اُس
ناہنجار کو بھی گرفتار کرینگے اس گفت و شنود مین تھے کہ صرصر آئی لیکن عمرو کو شکل چوبدار
دیکھتی آئی اور چپکے سے مصور کو آگاہ کیا کہ دروازے پر عمرو کھڑا ہے چل کر گرفتار کیجیے
مصور اُٹھکر چلا اور دربارگاہ پر آیا لیکن عمرو نے بھی صرصر کو آتے ہوئے دیکھ پایا تھا دیکھا
تھا جب وہ اندر گئی یہ عصا اور چپکین وغیرہ زنبیل مین رکھ کر کہنی سے تا بشانہ باندھکر ڈھولی
باندھے بشکل ساحر ٹھہر رہا مصور نے باہر آکر ایک آدمی سے پوچھا کہ کوئی چوبدار یہان کھڑا تھا
کسی نے اقرار نہ کیا صرصر سے کہا اری کسکو عمرو بتاتی ہے وہ کہان گیا صرصر بھی ہر سمت
نگران ہوئی اسوقت عمرو نے آگے بڑھکر مصور سے کہا حضور اسقدر حیران کیون ہین
تصویر دیکھیے آپ ہی معلوم ہو جائیگا کہ عمرو وہان ہے مصور نے اسکے کہنے سے تصویر دیکھی
اُس مین معلوم ہوا کہ یہی عمرو ہے تصویر دیکھکر ادھر تو سر اونچا کیا اُدھر عمرو نے ایک ڈھول
صرصر کے لگائی اور گلیم اوڑھ لی نعرہ کیا منم عمرو ساحرون کے ہوش اُڑ گئے مصور شفقت
ہو کر بارگاہ مین آیا صرصر نے سب ماجرا بیان کیا کہ اس طرح عہد کر کے مین عمرو کو لائی ہون

تا کہ حضور اسکو پکڑکر قتل کریں لازم ہے کہ آپ ہر وقت تصویر دیکھیں مصور نے کہا کہانتک
تصویر دیکھی جاسکے آخر میں بھی تو احتیاج بشری رکھتا ہوں صرصر نے کہا وہ دعوی کر کے
آیا ہے آپ اُٹھ جائیے علحدہ بیٹھیے کسی کو اپنے پاس نہ آنے دیجیے مصور کو یہ رای پسند آئی
اور ایک خیمہ خالی کراکر جا بیٹھا دو خدمتگار کار و بار کے لیے ساتھ لیے اور صرصر کو پاس
بٹھا لیا لیکن اس جلدی میں کوئی سامان راحت ساتھ نہ لایا تھا خدمتگاروں کو بھیجا کہ
کشتیاں شراب کی لے آئیں وہ بموجب حکم باہر خیمے کے نکلے عمرو گھات میں لگا ہوا تھا اشکل
ساحر قریب آیا اور کہا بھائی میں نے عمرو کو بیرون لشکر دیکھا ہے مگر عیار زبردست ہے میں تنہا
ڈرتا ہوں ساتھ چلو تو گرفتار کر دوں خدمتگاروں کو لالچ آیا کہ عمرو کے گرفتار کرنے سے
انعام وافر پائیں گے اس طرح میں ساتھ چلے جب لشکر سے نکل کر تنہائی میں آئے عمرو نے
بیضہ بیہوشی نکال کر دیا کہ یہ کھا لیے چلو وہ کھا کر بیہوش ہوے دونوں کے کپڑے اتار کر ایک کی
اُن میں سے صورت بنکر انکو کسی غار میں ڈال دیا اور وہاں سے خیمے میں مصور پاس آیا کہ
صرصر موجود تھی اُسنے دیکھتے ہی پہچانا مصور سے کہا خدمتگار سے خبردار مصور حیران ہوکر
ہنوز متوجہ نہوا تھا کہ عمرو نے دوڑ کر ایک دھول اسکے بھی لگائی اور نعرہ کر کے بھاگا
مصور کی ٹوپی سنبھالتا رہ گیا عمرو باہر گوشہ کے جا کر دوسرے خدمتگار کے کپڑے پہن کر
اور اُسی کی ایسی صورت بنکر خیمے میں آیا مصور باتیں صرصر سے کر رہا تھا اسکا کچھ خیال کیا
یہ سمجھ کر بال جھاڑنے لگا اس میں صرصر نے کہا کہ حضور مقرر یہ بار کو عمرو چکمہ دیجائیگا آپ
دیکھتے ہیں کہ کیا کیا سوانگ بنایا کرتا ہے مصور بولا کہ کیا مجال جو اب آسکے عمرو جو سر پکڑا
تھا ایک دھول مار کر بولا کہ کیوں بے بھول گیا جوتیاں کھانا صرصر نے کہا حضور پکڑیے گا وہ تو
سر پکڑا ہے عمرو نے گلیم چاہا اوڑھ لوں لیکن مصور نے اتنا جلد سحر کیا کہ عمرو کے دست و پا
بے حس و حرکت ہو گئے آتشی گرفتار کر لیا صرصر نے کہا مبارک ہو مصور نے اپنا مالا موتیوں
کا اسکو انعام میں دیا مگر حال یہ ہے کہ برق اور قران بھی لشکر میں آئے تھے اُن میں سے
برق خدمتگار بنکر بارگاہ میں مصور کی آیا اور سب خیال گرفتاری عمرو رکھتے تھے
کسی نے اسکی جانب توجہ نکی جس وقت کہ مصور اُٹھ کر الگ خیمے میں گیا صورت نگار کو
بھی خوف ہوا کہ ایسا نہو کہ مجمع میں عیار چلے آئیں اور مجکو ستائیں یہ سوچکر حکم دیا کہ دربار
برخاست سب چلے جائیں کوئی یہاں نہ ٹھہرے اور بہار کو زندان میں بھجوا کر مشاطہ سے کہا کہ

تم حفاظت اسکی کرنا غرضکہ بارگاہ مین کوئی نہ رہا صرف برق ٹھہرا رہا جب مصور نے صورت نگار سے
اسکو دیکھا کہا تو کیون ٹھہرا رہا برق نے کہا مجھے کچھ عرض کرنا ہی اسنے کہا جلد کہہ اور باہر جا برق
دوڑکر قریب آیا اور ہاتھ مین بیہوشی خوب بھر رکھی تھی ایک تھپڑ منھ پر مارا کہ صورت نگار
بیہوش ہوکر گری اسنے وہین بیٹھکر کپڑے اُسکے اُتارے اور صورت اُسکی ایسی بنا اُسکو قنات
مین لپیٹ کر کھڑا کردیا اور آپ چلا کہ مصور کو جاکر پکڑلون جب باہر بارگاہ کے نکلا غلغلہ
سنکر وہ گرفتار ہونے کا سُنا دل سے کہا ایک نشد دو شد بہار تو قید تھی ہی اُستاد بھی پھنسے
خیر چلو تو دیکھو کہ کیا ہوتا ہی اسی طرح در خیمہ پر آیا وہان صرصر موجود تھی یہ سمجھا کہ اگر اُنکو سے
آنکھ مل گئی تو صرصر مجھے پہچان لیگی یہ سوچکر آنکھ پر ہاتھ رکھکر اوی کہہ کر بیٹھ گیا کہ ہوے میری
آنکھ مین کچھ پڑگیا مصور دوڑکر قریب آیا گود مین اُٹھا کر مسند پر لاکر بٹھایا کہا صاحب دیکھون
تو کہ کیا پڑگیا لٹورے مین پانی لبریز بھر کر منگاؤ کہ اُس مین آنکھ دھو لین جو کچھ ہوگا نکل جائیگا
صرصر پانی لینے دوڑی مگر سوچی کہ ایسا نہو کہ صورت نگار مین کچھ فتور ہو گیا اب ایسا
کچھ آنکھ مین پڑا ہی کہ آنکھ کیسی منھ تک نہین کھولتی یہ سوچکر چاہتی تھی کہ بڑھکر مصور سے
کہے کہ آپ سمجھ سنکے دریافت کیجیے یہ آپکی بی بی نہین ہی ہنوز لب ہلنے نہ پائے تھے کہ پشت پر
سے حلقے کمند کے پڑے یہ الجھکر گری قران جو بیدار بخدا اس فکر مین ہمراہ صورت نگار کے
داخل خیمہ ہوا تھا کہ چل کر مصور کے ایک لگاؤن اُسوقت صورت نگار کو کھڑے کرتے
دیکھکر سمجھ گیا کہ برق عیار ہی تامل پذیر ہوا کہ اسکی عیاری دیکھ لو اسی تماشے مین تھا کہ صرصر
جو آگے بڑھی سمجھا کہ یہ پردہ فاش کریگی بس کمند مارکر اُسکو گرا یا صرصر چیخی کہ حضور دوڑیے
قران گود مین اُٹھا کر باہر خیمے کے لیگیا صرصر نے لشکریون سے کہا ارے مجکو چھڑاؤ
جو قریب آیا قران نے پکار کر کہا جو اس مقدمہ مین بولیگا مورد عتاب سلطانی ہوگا
عیار ہی جو عمرو اور بہار کو بصورت صرصر چھڑانے آیا تھا اسکے فقرے پر نگار حضور
نے گرفتار کرکے مجھے دیا ہی کہ سر اسکا کاٹون لشکری سمجھے کہ سچ ہی یہ سمجھکے سب کنارے
ہوے ادھر مصور اُٹھکر چاہتا تھا کہ دوڑے برق نے دامن پکڑ لیا کہا واہ واہ صاحب
تمھین تو عیار بھی بڑی پیاری ہوئی جو مجکو اکیلا چھوڑکر چلے دوسرے یہ کہ مقدمہ عیار کا ہی
ہر بار زک اُٹھاتے ہو اور پھر وہی کرتے ہو کوئی لہذا کسی دن ٹھہر پڑ جائیگا جب راضی
ہوگئے عیار سے عیارہ کو دیکھو بدلہ پکڑ لے گیا آپس مین لہی بدی ہوگی کہ تم مجکو پانی فقط

جو جہرا اسنے پیچھے آئیگا اسکو دوسرا عیار مار ڈالیگا اسوقت کوئی تمھاری فکر مین لگا ہوگا
سے جاکر دیکھ لو جان پر بنجاتی ہی یا نہین مصور یہ تقریر سنکر مارے ڈر کے بیٹھ گیا ادھر قران
نے جنگل مین صرصر کو پیچھے جاکر کہا اے شتالی اب تم ساتھ چل نکلی ہو کیون اکیلے ہین مصور پاس
کیون نہین پہنچی تمھین ہم شہر جاکر ناک کان کاٹ ڈالین صرصر لگی کوسنے کہ تیری شتالی غارت ہو موے
خدا کی مار تجھہ پر کیا فرق جتاتا ہی تیرے استاد کا مردہ نکلے اسکی کھٹیا پہ بچھائی جائے قران
نے کوسنا سنکر ٹھہر پر نکالا بیہوشی کا ملدیا کہ بیہوش ہوگئی ایک غار مین اسکو ڈالکر آپ پھر
لشکر مصور مین آکر ٹھہرا اس طرف برق نے مصور سے کہا یہان عیاریان ہوتی ہین لاؤ
عمرو اور بہار کو میرے حوالے کردو پاس شاہ جادوان کے لیجاؤن مصور اس کے
کہنے سے خوفناک ہوکر ٹھہرا تھا اس تقریر کو سنکر گویا ہوا کہ مین تمھین بلا مین پھنساؤن
عیارون کے ہاتھہ سے قتل کراؤن تو قیدیون کو تمھارے سپرد کردن صورت نگار اس
انکار سے بگڑ گئی اور آنکھون مین آنسو بھر لائی اور مصور نے گلے سے لگایا کہ خفا کیون
ہوتی ہو اسنے کہا چلو ہٹو ہمکو غیر سمجھہ کر قیدیون کے دینے مین کیا کیا حیلے اور بہانے کیے
رہنا تم جانو تمھارا کام جانے مین غیر ہون تمھین کیا مطلب یہ کہکر دامن جھٹک کر اٹھی مصور نے
ہاتھہ پکڑ کر گود مین لیا اور کہا ناراض نہو تم مختار میری جان کی ہو قیدی کیا حقیقت رکھتے ہین
یہ باتین بناکر وزیر نے آواز دی جلاد زمین سے قید کو بہار کے منگایا عمرو تو موجود ہی تھا دونون
پر سے سحر اٹھا دیا مصور نے کہا لو اپنے سحر مین انھین گرفتار کرو صورت نگار اٹھکر قید سے
نکلوا کے آئی اور ہار گلے سے اتار کر دونون کی گردن مین پہنایا تا بظاہر یہ معلوم ہو کہ اپنے
سحر مین مبتلا کیا مگر ہار پہناتے ہین چپکے سے کہا مین ہون برق میرے کہنے پر عمل کرنا کہ معلوم
ہو مصور یہ سحر مین لوگ ہین غرضکہ ہار پہنا کر حکم کیا کہ اے مجرمو میرے ساتھ آؤ بموجب حکم دونون
ساتھ ہوے مصور نے کہا ای ملکہ تخت پر سوار ہو کر جاؤ باغ سیب تک پیدل تمھین پہنچایا جائیگا
برق نے کہا مین باہر جاکر تخت پر سوار ہونگی لیکن قیدی میرے ہمراہ سے آپ دوڑتے چلے
آئینگے یہ کہکر خیمے کے جب باہر گیا بہار نے کہا اے برق میرا جی چاہتا ہی کہ اپنے تئین
ظاہر کر کے ان بدکردارون کو سزا دون برق بولا کہ بسم اللہ بہار نے ایک ناریل سحر کا بارگاہ
مصور پر مارا کہ شعلہ پیدا ہوا اور بارگاہ جلنے لگی بہار نے نعرہ کیا غلغلہ ہوا ساحر دوڑے عمرو
نے بھی جال مارکر لوٹنا شروع کیا برق بھی نعرہ کر کے خنجر کھینچکر لڑنے لگا مصور خیمے سے آ

نکل آیا ایک جانب منظلم وغیرہ بہار نے جب یورش زیادہ دیکھا سہمگر دستک دی اور پکاری کہ ای بہار آ دفعتًا سب کی آنکھیں بند ہوگئیں پھر جو دیکھا عجب عالم نظر آیا کہ ایک میدان ہیں چار دیواری بلور کی سراسر نور کی کھنچی ہی اندر اسکے چمنستان سبز و شاداب گل و بار سے لدے ہیں اپنی تازگی اور نزہت سے رو بہ روضہ کے حسرت و دیدہ روضہ ارم میں ڈالتے ہیں طراوت ار بہار اور انہار بوستان جنت نشان خورنق کے دل پر داغ حیرت دیتے ہیں درخت تمام گلہاے رنگارنگ سے جلوہ طاؤس ہیں اور پھول اپنی زرنگاری سی فروغ بخش تاج کاوس نظم

بلبل شاخ شجر پہ تھی \
آنکھ آتش گل پہ سینکتی تھی

کویل نہیں اس گھڑی تھی کوکی \
آواز تھی قدس سدرہ کی

اودی اودی گھٹائیں آئیں \
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں آئیں

مانند سرشک یا دل امڈے \
جس طرح سے عشاق کو دل امڈے

سبزہ جوبن دکھا رہا تھا \
جو کھیت تھا لہلہا رہا تھا

ہواے سرد کے جھونکے تمام لشکر یوں کو لگے دیوانہ وار اسی بوستان سحر کی سمت چلے جب اندر آئے اس رشک گلزار ہر اک بہار کو ہزاران ناز و انداز کھڑے دیکھا کہ زلف رشک سنبل رخسار پر لہرائی ہی یا مصحف عارض پر نقاش قدرت نے جدول کھینچی ہی دوپٹے کی گاتی بندھی ہی جوبن اُبھرا ہی نیا انداز سر تا پا ہی جو اعضا ہے وہ نزاکت بھرا ہے کہ نظم

جوبن کا اُبھار سینہ پر تھا \
پھل نخل مراد میں لگا تھا

روشن تھے گلاس یا کنول تھے \
پھوٹے دریا میں دو کنول تھے

دو لعل تھے یا کہ وہ انگور درج \
یا قفلہ رنگ و حسن کے برج

اس پر جو پڑی نگاہ اک بار \
بیہوش ہوا ہر ایک ہشیار

رنگ رخ لالہ گون ہوا زرد \
دل بیٹھ گیا مگر اٹھا درد

دل زلف کے پیچ و خم میں اٹکا \
شانے پریشانہ بن کے لٹکا

مصور اور منظلم وغیرہ مثنا بیان کرتے منت کنان ہمت اس غارتگر جان کے چلے گرہنگامہ جو ہوا حیرت بھی سوار ہوکر لشکر مصور میں آئی بہار کو باغ و بہار کے سیر کرنے میں مصروف دیکھکر سیدھی پاس شاہ جادوان کے باغ سیب میں گئی اور پکاری کہ فریاد از دست عیاران فریاد شاہ طلسم نے پاس بٹھا کر سب ماجرا سنا اور پرواز کرکے چلا اسوقت آکر پہونچا کہ مصور کو

وغیرہ قریب بہار پہونچ کر منت کر رہے تھے کہ یکایک بجلی چمکی اور نعرہ ہوا کہ منم افراسیاب بادشاہ
نعرہ سنکر بہار سمجھی کہ اب بڑا فساد ہوگا لازم ہے کہ ٹل جاؤن یہ سوچ کر سحر کر کے زمین مین غرق
ہوگئی اور عیار جو لوٹ رہے تھے بھاگ گئے لیکن مصور وغیرہ بہار کے غائب ہونے سے
گریبان چاک کر کے شعر عاشقانہ پڑھتے جنگل کی جانب چلے تھے کہ افراسیاب آکر گرا اور ز
مین وا کر کے گیا جب بلند ہوا کچھ سحر پڑھا کہ باغ بہار کا لگایا ہوا غائب ہوگیا لیکن بہار
جو زمین مین مثل گنج و زر کے نہان ہوئی تھی قریب اپنے لشکر کے جا کر نکلی اور ازبسکہ گھبرا
اپنا سحر چھوڑ کر جو گئی تھی تو سحر کار دیے پڑھتی گئی تھی کہ جو کوئی اسکو دفع کرے تو مین بیہوش
ہوجاؤن حاصل یہ کہ جب بارگاہ مین پہونچی سرداران نے تعظیم دی خوشی کی کرسی پر
جلوہ گر ہوئی جلسہ عشرت کا سامان مہیا ہوا عیار بھی سب آکر جمع ہوئے مسرت و سرور کے
ساتھ بیٹھے ادھر شاہ طلسم نے سحر دفع کر گیا ہر ایک کو ہوش آیا لشکر نے قرار پکڑا اور مصور
کو شاہ طلسم باغ سیب مین لایا کتاب سامری دیکھ کر کہا کہ اے مرشد زادے بی بی آپکی بارگاہ
مین قنات سے لپٹی کھڑی ہے اور صرصر بیہوش غار مین پڑی ہے یہ کہہ کر ایک پنجہ سحر کا بھیجا
کہ صرصر کو وہ جا کر اٹھا لایا اور ایک ساحر کو بھیجا کہ اسنے جا کر صورت نگار کو قنات سے
نکال کر ہوشیار کر کے کہا آپکے شوہر باغ سیب مین ہین یہ سنکر اسنے بھی تبدیل لباس کر کے
راستہ باغ کا لیا جب یہ انتظام ہوچکا شاہ طلسم نے کہا اے شہنشاہ عمرو کو جیسا سنا تھا ویسا
ہی پایا افراسیاب بولا کہ اب دو چار دن مین پیدا ہوگا سب ہیکڑی نکل جائیگی مصور نے
کہا میرے تن بدن مین آگ لگی ہے شعلے اٹھتے ہین جی چاہتا ہے کہ اپنی جان اور اس نگار رعنا
کی جان ایک کر دون افراسیاب گویا ہوا کہ چند روز اور تامل کیجیے کاہے کو تصدیعہ فرمائیے
طرفین کے ساحر مارے جائینگے کچھ فائدہ نہوگا مصور نے کہا چاہیے جان جائے پر رہنے
مین تو جا کر ایک بار اور لڑتا ہون ہر چند کہ تصویرین جو بنائی تھین وہ گئی گذرین لیکن
میرے سحر کی انتہا نہین ہے نبیرہ سامری ہون یہ جنگ بھی یادگار رہیگی یہ کہکر اٹھا شاہ جادوان
ہر چند مانع ہوا مگر اسنے نہ مانا اور سر طلسم اور اپنی بی بی کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا شاہ طلسم نے
کہا اے حیرت تم نہ جاؤ اس جنگ سے کچھ نتیجہ بہتر نہوگا مرشد زادے تو بزرگ ہین انھین
مین نہین روک سکتا حیرت اسکے کہنے سے ٹھہری اور مصور جب داخل لشکر ہوا صرصر
بھی اسکے ساتھ آئی تھی دفعۃً عیاری مین آسمان سحر اچھلی گئی لیکن مصور دن بھر ترتیب لشکر مین

مصروف رہا جس وقت مصور آفرینش نے تصویر پرتنویر ماہ شب افروز کو سطح چرخ پر کھینچا اور نقاش بدائع طراز قدرت نے نقرے کے نور سے اسطار عقد ثریا و کہکشان مین تحریر کیے نظم

لباس فلک مین ستارے ٹنکے
قبا سبز تھی چرخ کی زرنگار
نظر آئے انجم چمکتے ہوے
جھمک ٹوٹنے سے تھی تارون کی تیز

مصور نے نفیر سحر کو دم دیا طبل جنگ لشکر مین بجا طائر سحر کے خبر لیکر خدمت مہ لقا مین آکر مراسم عجز و انکسار بصد عظمت و حرمت بجا لا کر عرض پیرا ہوے کہ نظم

چو راست شد دہ دان دلگار بستی
چو کار مملکت را نظم دادی
بہانہ تا بسبب صد لشکر شکستی
بہانہ تا بتوب اقلیمی کشادی

مصور نے کہا پھر آمادہ مرگ ہوا ہی طبل جنگ بجوا کر ملازمان حضور سے لڑنا چاہتا ہی بہار نے بھی طبل جنگ بجوایا لشکر مین جانبین کے تیاری شروع ہوئی پھر رہی ہنگامہ شور و شغب برپا ہوا رات بھر ساحر سحر جگایا کیے بہادر ہتھیار سان پر لگایا کیے گلوا ہیرون محمد اپیری تیار رہی اسلحے کی پابند جھنکار رہی جس وقت گریبان سحر مین تکمہ زرنگار شعاع پالہ مہر کا ٹنکا اور گوے خورشید پیشہ نقش نسیم صبح نے بداختیاری سوزن دم سحر سے پایا کہ خوب نظم

تجلی خور جب زر افشان ہوئی
جہان تھے قبا پہنی پھر دھوپ کیان کی
لگے بین فلک کے خط مہر سے
چمکتے ہوے ہار زرتار سے

بہار بکردفر سوار ہو کر مع لشکر نصرت اثر عازم دشت وغا ہوئی وہ نسیم سحر کا فرفر چلنا اور صحرا مین گلہاے خودرو کی بہار بہادرون کا تکنا یا مین جادوگرون پر ہزار طرح کا جوبن طاؤسان سحر کا شور باجون کا غل لاکھون طرح کا تجمل گھٹا کا اُٹھنا بادل کا فوجون کے اُمڈنا نقیبون کا کوئل کی طرح کوکنا رن کے کھیت کا سرسبز ہونا عجیب طرح کا سامان تھا جان کے جانے کا سب کو خوف ہراس تھا غرضکہ جب میدان مصاف مین پہونچے اس طرف سے مصور وغیرہ با فوج بیکران آئے پلٹن اور رسالون مین پرے جمگئے میدان آئینہ سان صاف اور شفاف ہوا بعد ترتیب صفوف لشکر نقیب للکارنے بہادرون کو پکارے کہ جوانو ہمرو گردن دتیغ کی لاگ ہی آتش خشم و غضب بھڑکی ہی جو نہین تھمتی یہ وہی آگ ہی آج سر کہ تمھارے ہاتھ ہی شجاعت اور بہادر کا چولی دامن کا ساتھ ہی یہ کہکر کنارے ہوے مصور سامنے آکر پکارا کہ ای بہار تجھے بھی یہ لیاقت ہوئی کہ ساحری کا لوتا تجھ سے آکر مقابلہ کرے بہار نے

پکار کر جواب دیا کہ اگر سامری خود ہمسے لڑنے آتا تو اُس سے بھی راہ دار البوار دکھاتے جب تک دم مین دم رہتا لڑے جاتے اسے بے حیا تجھے شرم نہین آتی کہ سردار ہمارے لشکر کا نہین ہے اور تو بے سردار کی فوج پر چڑھ کر آیا ہے یہ کلمات سُنکر مصور نے پکارا کہ اے منظلم حملہ کر بہار نے بھی اپنے ساحرون کو للکارا کہ ہان قتل و غارت آغاز کرو پھر تو ایک ساحر ادھر کا نکلا اُدھر سے منظلم آیا دونون مین تاریخ و ترنج چلنے لگا کچھ دیر تک رد و بدل رہی آخر منظلم غالب آیا ساحر بہار کی طرف کا مارا گیا اور اسی طرح چند ساحر بہار کے زخمی ہوئے بعضے جان سے مارے گئے اسوقت نافرمان نے بڑھ کر ایک ناریل مارا کہ منظلم اژدر بنکے اڑ کر علحدہ ہوا ناریل اژدہے پر پڑا کہ وہ جل گیا منظلم تیر سول لیکر نافرمان پر آیا چھینٹین چلنے لگین اُسنے دریا آگ کا پیدا کیا تو اُسنے پانی برسا کر بجھایا اُسنے سانپ ظاہر کیے تو اُسنے طاؤس بلائے کہ وہ سانپون کو کھا گئے یہ کیفیت جو مصور نے دیکھی فوج کے سردارون کو للکارا کہ گھیر کر ان چند باغیون کو قتل کرو اور آپ شیر آتشین اڑا کر فوج بہار کی جا گرا دونون لشکر باہم مل گئے تلوار سحر کی چلنے لگی شتاب غلغلہ ہوا کہ ساعت

ہوئی یہ کشمکش لشکر مین آخر	قیامت سے ہوئے آثار ظاہر

کہین بجلی گر رہی تھی کہین رعد کا شور تھا کسی جا شعلے بلند تھے کہین اژدر کا نزول ہوتا تھا کہین دریا ظاہر ہوکر طوفان خیز تھا کہین ابر سے شرر ریز تھا کہین باد و صرصر باہم گتھے تھے کہین گینڈے و فیل سحر جو بڑے تھے ساحرون کے سر پر غل مچاتے تھے اندھیر کبھی خاک برستی تھی کبھی برف باری تھی مصور از بسکہ نبیرہ سامری کا ہے غضب ایسا دیکھا کہ لشکر حریف غالب آیا چاہتا ہے فوراً شیر پر سے کود کر زمین پر آیا اور زمین پر دو ہتڑ مار کر پکارا کہ اے کوئی نام لیوا سامری کا شاید باقی نہین رہا جو اسکی لوح کی اگر مدد کو تا ہے نعرہ کرتے ہی زمین شگافتہ ہوئی اور بالشت بالشت بھر کے پتلے ہزارہا نکل کر مجسم بقامت انسان ہوئے ہاتھون مین آئینے لیے تھے دوڑ کر ہر ایک لشکری بہار کے سامنے آ گئے اور وہ آئینے سب کو دکھائے آئینون مین تصویرین جڑی تھین وہ بیکار ہے بے جان قہقہہ مار کر ہنسین ہنسنے و شبیہین دیکھین دیوانہ ہوکر اپنے لشکر کو آپ قتل کرنے لگا شور رستخیز برپا ہوا بہار نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ گھٹا گھر آئی مینہ مین بوندیان پڑنے لگین جسکے سر پر پتلون مین سے بوند پڑی جل گیا مگر پتلے ہزارون ہین اور تصویرین دیکھا چکے تھے لشکر بہار کا

مسحور ہوا تھا پاؤں لشکریوں کے اکھڑ گئے اور فوج نے مصور کی سپرین بذور سحر سر پر آڑ کین تاکہ پانی
سحر کا ہیر نہ پڑے اور مصور تیغہ آتشین پکڑ کر آگرا لاشوں کے انبار لگانے لگا لیکن بہار نے
پاے ثبات گاڑ دیے پتلوں کو جلانا شروع کیا اسوقت مشکل سخت یہ تھی کہ اپنی فوج جو دیوانی
ہو لی تھی وہ تو قتل کرتی تھی اور اسکو لشکریان بہار جو مسحور نہوے تھے ہلاک نکرتے تھے
اور وہ پتلے جدا آفت برپا کر رہے تھے صرف بہار کے پانی برسانے سے ساحران نامی کے
ہوے تھے باقی لشکر سراسیمہ و بدحواس تھا آفت برس رہی تھی لاش پر لاش گرتی تھی غضب
تھا کہ شکست فاش ہو سردار پیچھے ہٹے آتے تھے زخموں میں چور تھے قریب بارگاہ پڑاؤ تک
ہٹ آئے تھے وہ مقام بھی چھوٹا چاہتا تھا یہ حال دیکھ کر عیار پہاڑ سے اترے اور دوڑ کر بہار
کے پاس آئے عرض کیا کہ اے ملکہ اب موقع ٹھہرنے کا نہیں ہے آپ بھی نکل چلیے بہار نے
کہا سارا لشکر مسحور ہے پھر کے بھاگنے سے یہ سب قتل ہو جائینگے پس سرداری کے خلاف
ہے جو اپنی جان بچائے اور فوج کو قتل کرائے کہ بیت

نباشد اندر دیار تو کس	کہ آسایش خویش خواہی و بس

عیاروں نے کہا سلامتی بادشاہ کی ہر حال میں چاہیے کہ سلامتی ملک و مال کی اسی کے دم
سے وابستہ ہے بمقتضاے بیت

چاکران کم اگر شوند چہ غم	از سر شہ مباد موے کم

بہار نے کہا میں بادشاہ نہیں ہوں اور تمہارا کہنا بیکار ہے میں نہ بھاگوں گی اسوقت تو عیار
ناچار ہوے اور قران نے کہا میں مصور کو پکڑے لیے جاتا ہوں برق نے کہا میں جاکر [illegible]
کر لیتا ہوں عمرو نے کہا جو میں کروں گا وہ آپ پر ظاہر ہو جائے گا یہ کہکر چاہتے تھے کہ
جائیں بہار نے کہا خواجہ ایک لمحہ بھر تامل فرمائیے میں مطیع اسلام ہوں جیسا مصور نے
سامری کو پکار کر پتلے بلاے میں بھی دعا کر کے اپنے خدا کو پکارتی ہوں وہ میری مدد غیب سے
بھیجیگا عمرو اس کہنے سے ٹھہر گیا اور بہار نے تاج اوتار کر محتاج ہو کر درگاہ بے نیاز لمن الملک
الواحد القہار ہو کر بخضوع و خشوع تمام بارادت و صداقت رجوع قلب سے نالہ واستغاثہ کیا کہ
اے جبار و قہار عزت بخش ذلیل و ذلت دہ جلیل قادر و توانا ہے اس بلا کو دفع کر اور
دشمن کو ہمارے مغلوب فرما خداوندا ہمارے جرم و عصیان سے درگذر کرکے ہم پر رحم کر اور
بمصداق وانصرنا علی القوم الکافرین ہمکو فتح دے کہ نظم

عقوبت مکن عذر خواہ آمدم | بدرگاہ تو روسیاہ آمدم
ہرے را کہ برسر نہادی کلاہ | مینداز در پائے ہر خاک راہ

اب انکو تو مصروف دعا چھوڑیے شمہ حال مہرخ سحر چشم سنیے کہ جب طاؤس پر بیٹھکر ہمراہ زن سحر روانہ ہوئی طاؤس اُسکو لیے ہوے ایک دشت طلسمی مین لایا کہ جو درخت وہان تھا قدرت چمن بند عالم ظاہر کرتا تھا باغبان ازل کی صنعت دکھاتا تھا زمین وہان کی فرط صفا اور رنگ سے رخسار شاہدان کو شرماتی تھی اور نسیم مشکبار مشام جان عالمیان کو معنبر اور معطر فرماتی تھی اشجار ہر رنگ جوان بختان دہر بار اثمار سے پیرون کی طرح جھکے تھے میوے فرط حلاوت اور شیرینی و لطافت سے ٹپکے پڑتے تھے مگر کسی پھول سے چہرہ پریزاد کا نکلا ہوا قہقہے لگا رہا تھا کسی پھل سے مار سیہ کیچلی پہنا دکھیے لہرا رہا تھا درختون کے نیچے جانور اکر لوٹتے تھے اور زنان حسینہ جمیلہ بنکر رقص کرتے اور گاتے تھے پانی برس رہا تھا ہر شاخ شجر مین جھولا پڑا تھا قطرہ کسی کے جسم پر نہ پڑتا تھا نہ جھولنے والا کوئی نظر آتا تھا مگر راگ اور ملار گانے کی صدا آتی تھی دل کو محو اور بیقرار کرتی تھی مثنوی

اب اُس باغ کا وصف لکھون مین کیا | ہر اک گل جہان ہو طلسمات کا
لب چشمہ ایسا ہی سبزہ ہرا | زمرد سے بھی لاکھ درجے کھرا
عیان گرد اوس کے شجر سایہ دار | ہر اک نخل پر تھی چمن کی بہار
تر و تازہ و سرد تھا اس قدر | رکھے پانون اُس پر جو کوئی بشر
اثر یہ برودت کا ہو آشکار | دماغ اُسکا ہو جائے سرد ایکبار
بہت طائر اُس جا پرے کے پرے | پر و بال تھے جنکے ہر رنگ کے
ہر اک جفت تھا سرخ و سبز و زرد | نگہ تھا ہر اک رنگ شوخی مین فرد
ہزارون طرح کے تھے نقش و نگار | طلسمات کا رنگ تھا آشکار
غرض اُتری مہرخ وہان شاد شاد | چلی اک طرف کو خجستہ نہاد
زمین طے ہوئی جب طلسمات کی | زن سحر نے ہنس کے یہ بات کی
طلسمات کی حد ہوئی اب تمام | کہ اب جا خدا حافظ اے نیکنام
لگے مل کے آپس مین باہم گر | وہ غائب ہوئی یہ لگی راہ پر
ہوئی جب یہ آگے کو وان سے روان | تو اک قصر عالی ملا ناگہان

بلندی مین اُسکی کہدون کیا بیان	زمین پر وہ تھا دوسرا آسمان
وہان اک دریچہ دکھائی دیا	دریچہ وہ تھا قصر فردوس کا
دریچے پہ تھی ایک چلمن پڑی	کہ ہر تیلی اُس کی زمرد کی تھی

ہزارہا ساحر نیچے اُس کاخ عالی شان کے جمع تھے کوئی اژدر پیکر تھا تو کسی کے دس سر ایک جا تھے شکلین کالی کالی صورتین نرالی سامری سامری جپتے رہتے تھے چلمن سے شرر نکلتے تھے ستارون کی طرح ٹوٹ ٹوٹ کر گرتے تھے قصر کے اندر سے گھنٹے ہزارہا ایک بار بجتے تھے ساحر دمبدم ایک پانون سے کھڑے ہو کر سجدے مین گرتے تھے مہرخ نے بھی ایک جانب کو جا کر آستین ہلائی اور جتنے سحر کہ یاد رکھتی تھی جو منتر کہ حفظ تھے سب کو پڑھ گئی یکایک صدا آئی کہ جا ہم نکل سحر ہمنے تیرے قبضے مین رہنے دیا اُسنے جب یہ صدا سُنی سات لوٹیان اپنے جسم سے کاٹ کر پکاری کہ یا سامری تمہارا بھوگ دیتی ہون فوراً ایک تڑاقا ہوا لوٹیان ہاتھ سے اُچھل کر زمین پر گرین اور غائب ہو گئین اور جو کچھ لہو تن سے نکل کر بہا وہ بھی زمین نے پی لیا پھر آواز آئی کہ افسوس ہے اگر تو کچھ بھولی اور ساتھ مسلمانون کا نہ دیتی تو ہم تجکو اپنے روبرو بلاتے جلوہ قدرت دکھاتے اچھا ہمارے نام کا چلہ کھینچ اور اسی صحراے طلسم مین جا کر مقیم ہو جو مانگیگی ملے گا ہر چند کہ ہمارا مقام خدائی اور ہے لیکن اس جگہ جو ہمارا نام لیکر پکارتا ہے ہم اُسکو مراد دیتے ہین اسی وجہ سے ہمارے بندون نے یہان آنا آغاز کیا ہے اس صحرا کا نام سامری بن رکھا ہے ہمارے نزدیک سب بندے برابر ہین کیا افراسیاب اور کیا مصور یہان اتنا فرق ہے کہ وہ لوگ سات دریا طلسم کے سات پہاڑ سات جنگل طے کرکے ہماری قبر پر آتے ہین اور ہمارے خاص بندے ہین اور تم لوگ وہان نہین جاتے اسلیے ہم یہان تمکو بلا کر اپنی عنایت ظاہر کرتے ہین مہرخ اسی غرض سے آئی تھی کہ اب تک مسلمان نہین ہوئی تھی کہ سحر کرنے مین کو پرستش کرنا ہوگا اسوقت اس کلمات سے ہر چند کہ دل نہ مانتا تھا اور نہایت درجہ کراہیت آئی مگر مطلب فوت ہوتا تھا بنا بر مصلحت سجدہ کیا ایک پانون سے کھڑے ہو کر پکاری کہ یا خداوند مجھے شاہ جادوان پر غالب کر صدا آئی کہ یہ نہوگا اور کچھ مانگ اسنے کہا اگر غالب نہ آؤن تو مغلوب بھی نہون آواز آئی کہ یہ بھی نہوگا لیکن اگر تو چلہ کھینچ کر یہو جا کرے تو اتنا ہوگا کہ ہر ایک ساحر علاوہ شاہ طلسم کے تجھ پر غالب نہ آسکیگا اور جو بادشاہ طلسم ہاے تجکو برابری رہیگی یہ سنکر مہرخ صحراے طلسم

مین آکر چلہ کش ہوئی پوجا کرتی رہی جب چلہ پورا ہوا صدا آئی کہ جلد جا تیرے لشکر کو میرے پوتے نے برباد کر رکھا ہے کچھ پھول یہان سے چنتی ہوئی لے کر جا تا اور طلسمی پتلون سے لشکر کو اپنے بچا تا مہرخ نے یہ صدا سنکر پھول چن کر سحر کی جھولی مین بھرے اور دستک دی کہ آندھی آئی ابر در رنگ پیدا ہوکر زمین پر آیا اُس ابر پر بیٹھ کر اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوئی اور اُسوقت آکر پہونچی کہ بہار دعا مین مصروف تھی اور ہنوز دعا تمام نہوئی تھی کہ ابر زرد سمت فلک نمایان ہوا اور نعرے کی صدا آئی کہ منم ملکہ مہرخ سحر چشم لشکریون نے اپنی مالکہ کو دیکھکر خوشی کی مہرخ نے پھول باغ سامری کے لشکر مصور پر کھینچ مارے دفعۃً ایسی آندھی آئی کہ جہان سیاہ ہو گیا اور سرخ ابر سرخ و زرد کے لشکر حریف پر آکر چھا گئے ایکطرف کے ابر سے پیکان تیر اور دوسری سمت سے پتھر گران وزن برسنے لگے مہرخ نے ابر اپنا زمین پر اوتار کر نعرہ کیا کہ اسے بے حیا آئینہ وار رجا دیہ تحفہ باغ سامری آکر لے اور پھول پھینک کر ایسا سحر پڑھا کہ زمین شق ہوئی ایک ساحر پیدا ہوا کہ سارا جسم اُسکا آئینے کی طرح چمکتا تھا اور وہ پھول اُسنے اُٹھا کر سونگھے اُسی وقت جسم مین آگ لگی اور جل کر خاک ہو گیا صدا آئی مارا آئینہ وار کو بس اُسکے جلتے ہی وہ پتلے ہی جو آئینے لشکر بہار کو دکھاتے پھرتے تھے سب جل گئے اور لشکری جو دیوانے ہو کر اپنے لشکر سے لڑ رہے تھے ہوش مین آکر حملہ آور فوج عدو پر ہوے ادھر سے تو فوج نے حملہ کیا اور اِس طرف سنگ و پیکان برس رہے تھے لشکر مصور بہت کام آیا ہزارون ساحر مارے گئے عارض شاہد ارض کو گلگونہ خون جوانان صف شکن ملا اور ہاتھ عروس مرگ کو جان دیکر حنا آلود کیا تلوار صاعقہ بار مہرخ نے خرمن جان عدو مین آگ لگا دی خلاصہ یہ کہ ساری فوج بھگا دی نظم

برق آسا جدھر گئی مہرخ
ڈھیر کشتوں کے کر گئی مہرخ
دامن دشت خون سے لال کیا
جب کہ چھیدی سحر سے حلال کیا
خون دشمن کا لے گئے گلگونا
عارض شاہد زمین کو رنگا
تاب آئی نہ فوج دشمن کو
بھاگے ناچار چھوڑ کر رن کو

مصور تیر اور پتھر جو برس رہے تھے ہر چند رد سحر پڑھا مگر یہ سحر دفع نہو سکا آخر سمجھا کہ کوئی تیر یا پتھر مجھپر بھی پڑ جائے گا تو خاتمہ ہو جائے گا یہ جان کر زمین مین سما گیا اور بہت دور جا کر نکلا مگر فوج کو شکست ہو چکی تھی صورت نگار بھی بھاگ گئی تھی مصور نے طبل امان بجوایا

اسوقت فرخ نے کچھ ایسا سحر پڑھا کہ وہ لکہ ہائے ابر غائب ہوگئے بیکان او ر تقصیر بسیا موقوف
ہوئے طبل بازگشت بجا کر معاودت فرما ہوئی لیکن منظلم نے جب فرخ کو فتحیاب دیکھا تو
ایک ساحر ملازم بہار کو عین جنگ میں گرفتار کرکے صحرا میں لیگیا اور وہاں اوسکو قتل
کرکے لباس اوسکا پہنکر بزور سحر اوسی کی ایسی صورت بنا اور جب فرخ لشکر لیکر پھری یہ
بھی ساتھ آیا فرخ نے تخت شاہی پر جلوس کیا سب نے نذریں دیں محفل انبساط آراستہ
ہوئی سردار یا پیادہ جتنے لشکر نے کمر کھولی ادھر مصور بھی پھر کر داخل بارگاہ ہوا سب
سردار آئے مگر منظلم نہ آیا اوسنے تلاش کرایا معلوم ہوا کہ لشکر میں نہیں ہے پس یقین ہوا کہ مارا
گیا رنج وافسوس کرکے خاموش ہورہا لیکن منظلم اس فکر میں یہاں ٹھہر رہا کہ بن پڑے
تو سر فرخ یا بہار کا کاٹ کرلے جاؤں یا عمرو کو آزار پہنچاؤں خلاصہ کلام جب فرخ
مصروف عیش ونشاط ہوئی عیار بھی بارگاہ میں ملاقات کو آئے منظلم دربارگاہ پر کھڑا
تھا اتفاق سے برق عیار جو بارگاہ میں آنے لگا منظلم سوچا کہ عمرو عیار زبردست ہے
شاید ہاتھ نہ آئے تو اسی کو لے چل یہ سوچکر برق کو پیچھے سے داب کر اوڑا برق نے غل مچایا
کہ دوڑو مجھے ساحر لیے جاتا ہے منظلم نے سحر کیا کہ برق کی زبان بند ہوگئی مگر دو ایک نے
غل مچاتے سنا تھا اونھوں نے جاکر عمرو کو اس حال کی اطلاع دی عمرو نے ضرغام سے
کہا ذرا خبر تو لاؤ کہ کیا ماجرا ہے وہ روانہ ہوا لیکن منظلم بارگاہ مصور میں برق کو لایا وہ
اسکے زندہ آنے سے بہت خوش ہوا اور صورت نگار نے کہا یہی ہوا مجکو قنات میں
لپیٹ گیا تھا لاؤ اسکو مجکو دو کہ قتل کروں مصور نے کہا تم عیاروں کے مقدمہ میں دخل
نہ دو میں خود قتل کروں گا منظلم نے کہا آپ توقف فرمائیے میں اسکو لیجا کر قید کرتا ہوں
عمرو چھڑانے آئے گا اسکو بھی گرفتار کروں گا مصور نے کہا اچھا لیجاؤ مگر بہت احتیاط
سے رکھنا یہ برق کو لے کر چلا مگر بصورت مبدل ضرغام جو خبر کو آیا تھا یہاں موجود تھا
اوسنے جاکر عمرو سے سارا ماجرا بیان کیا عمرو اوسی وقت چلا کہ برق کو جاکر چھڑاوں اور
ساحر بنکر لشکر مصور میں آیا دیکھا کہ منظلم اوڑتا ہوا مع برق کے جاتا ہے عمرو بھی لباس
مخفی نیچے نیچے چلا منظلم ایک پہاڑ کے قریب آیا اور بزور سحر ایک خیمہ استادہ کرکے اندر
لے گیا اور برق کو چار میخ گاڑ کر چومیخا باندھ دیا عمرو نے یہ ماجرا پہاڑ پر سے چڑھ کر دیکھا
اور رو کر دعا کرنے لگا کہ پروردگار تو برق کو اس ظالم کے ہاتھ سے نجات دے آخر محبت

کی وجہ سے تاب نہ آئی سہارے سے اُتر کر خیمے کے اندر گیا مظلم نے پوچھا تو کون ہے عمرو نے کہا میں نے
آج ادھر خیمہ کھڑے دیکھا تھی تاب نہ تھی حال دریافت کرنے چلا آیا مظلم اسکو گھورنے لگا عمرو
سمجھا کہ نگاہ سحر ڈال کر مجھکو پہچاننا چاہتا ہے یہ سمجھ کر خیمے سے نکل گیا کہ آپ خفا ہوتے ہیں میں جاتا
ہوں اور بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا وہاں سے دیکھا کہ مظلم کو سے سلگا رہا ہے اور کہتا جاتا ہے
کہ ای عیار میں تیری بوٹیاں کاٹ کر بھونوں گا عمرو اسوقت بہت جلد ایک شکل ہیبت ناک
پر بنکے تیار ہوا کہ [illegible] سر لگائے بہت سے ہاتھ بنا لئے دیو جامہ میں کمر تاج یاقوت
احمر سر پر رکھا اور قریب خیمہ پہونچ کر کودا بیچ خیمے میں آکر ٹھہرا نعرہ کیا منم ملک الموت خداوند
لقا مظلم کھڑا ہوگیا اور کہا کہ بندہ نام تشریف لائے اسنے کہا خداوند لقا نے بہر قبض روح تیری
مجھکو بھیجا ہے اور کہا ہے کہ عیار کی قضا ابھی نہیں ہے جو اُسکو قتل کرتا ہے تو اوس کی روح جاکر
قبض کر مظلم پیام اجل سنکر بدحواس ہوگیا کہا جو آپ فرماتے وہ کروں عمرو نے ڈانٹا
کہ جلد اسکی مشکیں کھول دے جب مجرم کے کھولنے کو فرشتے نے کہا اُسکے دل میں شک
گذرا کہ کہیں یہ عیار نہو یہ سمجھ کر گھورنے لگا عمرو اسلئے دیو جامہ پہنے تھا اور یہ اسکا [illegible] عطیہ
انبیا علیہم السلام میں انپر سحر موثر نہیں ہوتا ہے نگاہ سحر ڈالنے سے خود آنکھیں اُسکی جانے لگیں
یقین تھا کہ حدقے سے باہر نکل پڑیگی اُسوقت دل کو یقین ہوا کہ ملک الموت بیشک یہ ہے
جب تو اسقدر جلال آگیں ہے کہ نگاہ سحر جسم پر اثر نہیں کرتی بلکہ آنکھیں حدقہ چشم سے اسکے
پھوٹ جاتیں تو عجب نہیں گھبرا کر برق کو کھولنے لگا عمرو نے جب یہ خیال کیا کہ کوئی
زیادہ فقرے کرے تو بھی اسکو [illegible] سو جاکر کے خنجر کھینچکر بیاض گردن پر اس زور سے
لگایا کہ دھڑ سے سر کٹ کر دور گرا شور برپا ہوا کہ مارا مظلم کو خیمہ سحر غائب ہوگیا لاش اُسکی
ہمراہ اُٹھا کر مصور پاس لے گئے عمرو نے برق کو رہا کر کے اپنے لشکر کا راستہ لیا مگر لاش مظلم
اُسکا بوند لے اڑا لے گئے ہوئے سامنے مصور کے آئے اور پکارے کہ عمرو نے اسکو قتل کیا
یہ سنتے ہی مصور رونے لگا آخر لاش آئین جمشیدی کے بموجب اُٹھایا جب فراغت ہوئی
اُسکے دادا کو نامہ لکھا کہ ای جلاد جادو بیٹا اور پوتا تمہارا ظالم و مظلم دونوں خدمت شاہی
میں گئے قضا نے [illegible] چارہ ہے ہم کو انکے مرنے کا بڑا رنج ہوا لازم ہے کہ تم بھی جلد
کو آگے [illegible] ساحری [illegible] جلد آئیے قاتلوں کو ہم قتل کرینگے اور تمہارے فرزندوں کا
انتقام [illegible] لیں گے یہ لکھ کر ایک ساحر کو دیا کہ وہ جہاں کہ مصور رہتا ہے اوس شہر میں لے گیا

واضح ہو کہ جلاد جادو ایک ساحر سابق میں قتل ہو چکا ہے مگر وہ ملازم شاہ طلسم تھا اور یہ جلاد
مہر وار صورت ہے خلاصہ یہ کہ جب نامہ جلاد کو پہونچا امر کے فرزندان کا حال پڑھکر آتش رنج سے
سینہ کباب ہو گیا اور شعلہ آہ جگر سے اٹھا اسی ہزار ساحر کا یہ افسر پیشتر ظالم نام کے اپنے صورت
اپنے چھوڑ آیا تھا اس لشکر کو اُسنے نامہ پڑھتے ہی کوچ کرنے کا حکم دیا کوس سفر پر چوب پڑی
لشکر میں کمر بندی ہوئی ساحر طائران سحر پر سوار ہوئے بہادر مرکبوں پر بیٹھکر چلنے پر تیار ہوئے
جھانجھیں بجنے لگیں قرنا کو دم ملا پتیل کی تھالیاں اس قدر بجائی گئیں کہ برجی فلک سر پر
چھایا ہوا تھا ناقوس کی صدا سے کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی غرضکہ ہیبت کے گروہ
جادو چشم سے جلاد اژدہے پر چڑھکر روانہ ہوا اور بعد قطع منازل وطے مراحل لشکر صورت
میں پہونچا لشکر کو حکم اترنے کا دیا کہ سب خیمہ وخرگاہ استادہ کرکے اترے اور یہ بارگاہ میں آکر
مہ صورت کے قدم سے لپٹ کر خوب رویا کہ ہائے میرا سارا گھر تباہ ہو گیا افسوس میرے شیر بادشاہ
ہلاکت میں جا کر مقیم ہوئے واسنے صدہا افسوس میرے جگر کے چاند حضیض مرگ میں گرفتار ہوئے
مہ صورت نے اُسکو بہت تسلی دی اور کہا صبر کرو اُسنے کہا صبر تو کیا ہی ہے لیکن اب اجازت دیجئے
کہ لشکر عمر پر جا کر تہ وبالا کر دوں اور عمر کو اس طرح ماروں کہ دشمنوں کے حواس جاتے رہیں
مہ صورت نے کہا کہ عمر سامری کے باغ میں سنا ہے کہ گیا تھا اور سحر نکالا لایا ہے کچھ پھول وہاں
سے لیکر آیا ہے اُسکا روکنا تم سے نہ ہو سکے گا میں پوتا سامری کا ہوں اُسکے سحر کا رد اپنے پاس
درست کر لوں تو مقابلہ کرنا اچھا اب جا کر خیمے میں آرام کرو اور یہ بتاؤ کہ کھانا میرے ساتھ
کھاؤ گے یا الگ نوش کرو گے جلاد نے عرض کی کہ فرط قلق سے غذا بالکل ترک ہو گئی ہے جو
کچھ نوش کیجئے گا اپنا اولش بھیجدیجئے گا یہ کہکر اپنے خیمے میں آیا اور آرام پذیر ہوا ادھر طائر
سحر نے جا کر بعد دعا وثنا کے شہنشاہی کے عمر سے سب کیفیت یہاں کی عرض کی عمر تو
یہاں آ چکا تھا سارا حال سنکر گویا ہوا کہ چلکر یہاں جلاد کو بھی ذرا دیکھ آئیں یہ کہکر چلا اور
عیار بھی روانہ ہوئے مگر علحدہ علحدہ جب لشکر حریف میں آیا دیکھا کہ ایک بکاول کسی طرف جاتا ہے
اسکے پاس عمر آکر گویا ہوا کہ بھائی ہم بھی تمہاری برادری میں ہیں سب طرح سے کھانا پکانا جانتے
ہیں مگر بیکار ہیں کہیں نوکری نہیں ہے آج ادھر سے آئے ہیں ہمکو لگا دو بکاول نے کہا پھر کسی وقت تم
میرے پاس آنا تو کچھ تدبیر کر دونگا عمر نے کہا اچھا لیکن ایک بات میری الگ سن لو وہ
اسکے کہنے سے کسی گوشے میں آیا عمر ونے چپت ہاتھ مار کر اسکو بیہوش کر کے اسکا بھیس لیا اور

اُسی کی ایسی صورت بنا تھال ہاتھ پر رکھ کر گردن پر دوپٹہ تیل گھی ہلدی مسالے کے لگا کر اور
تھال میں مٹھائی اور سموسے اور پکوان آغشتہ بداروے بیہوشی چنکر سفید رومال سے ڈھانک کر
بارگاہ مصور میں آیا مصور کھانا کھانے کے لیے جلاد سے تو پوچھ ہی چکا تھا جب وہ
چلا گیا تو اُسنے دربار برخاست کر کے دسترخوان بچھوایا تھا اور مع اپنی زوجہ کے مصروف
خورد و نوش تھا کہ بکاول نے جاکر سلام کیا اور تھال سامنے رکھ دیا مصور نے پوچھا کیا ہے
عرض کیا کہ مٹھائی اور پکوان جلاد نے حضور کے لیے بھیجا ہے مصور خوش ہوا اور اپنی بی بی
سے کہا لو یہ پکوان بہت عمدہ ہے کھاؤ صورت نگار نے کہا آپ کھائیے میں حاضر ہوتی ہون
یہ کہکر بارگاہ سے نکل کر دوسرے خیمے میں گئی وہان تازی مٹھائی اُسنے بنوا کر رکھ چھوڑی تھی
اسوقت چاہا کہ جلاد نے جو مٹھائی بھیجی ہے اُس سے اپنی مٹھائی مقابل کرون کہ کون شی عمدہ
اور لذیذ ہے غرضکہ یہ تو ادھر آئی اور اُدھر مصور نے مٹھائی کھائی عمرو نے اپنے پاس سے
جو دو چار خدمتگار وہان تھے اُنکو بھی کچھ مٹھائی دی کہ تم ہمیشہ اپنی سرکار کے آگے کا اُلش
کھاتے ہو تمھین لذت یہان کے کھانے کی بخوبی معلوم ہے ہمارے ہاتھ کی بنی ہوئی چیز بھی کھاؤ
مگر ایمان سے کہنا کہ یہ لذیذ اور تحفہ ہے یا تمھارے یہان کی عمدہ ہوتی ہے اس تقریر کو سنکر مصور
نے بھی ملازمون سے کہا کہ ہان کھاؤ اور انصاف کرو کہ کسکے یہان کی عمدہ ہے خدمتگارون نے
حسب اجازت گوشے میں الگ لیجا کر مٹھائی کھائی جب وہان سے آنے لگے بیہوش ہو کر گرے
مصور اُٹھا کہ دیکھون آدمیون کو کیا ہوا یہ بھی بیہوش ہو کر گرا عمرو نے سمجھا کہ صورت نگار آجائیگی
تو سب کام بگڑ جائے گا جلد کوئی تدبیر کیجیے یہ سوچ کے مصور کو ایک چاندنی میں گٹھری کی طرح
باندھا اور سر پر رکھ کر باہر بارگاہ کے یہ کہتا ہوا نکلا کہ مین ایسی نوکری سے باز آیا مین نے
بکاولون میں نوکری کی ہے کچھ مزدورون میں نہیں کی باہر ایک آدھ ساحر نے پوچھا بھی
کہ میان بکاول کیا کہتے ہو جواب دیا کہ حضور اُدھر سے جلاد نے تھال مٹھائی کا لدوا کر بھیجا
یہان سے انھون نے یہ گٹھری دی کہ لیتا جا بھلا خداوند میں بکاول نہ ٹھہرا مزدور ٹھہرا اس
گفتگو کو سنکر ساحر سمجھے کہ مصور نے یہ گٹھری شاید جلاد کو بھیجی ہے یہ سمجھ کر کوئی اُسکا مزاحم نہوا
اور عمرو اسکو لیے ہوے لشکر سے نکل کر صحرا کی طرف چلا کہ یون یہ ہلاک نہین ہوتا ہے چل کر
زمین میں دفن کر دون یا کسی پہاڑ پر سے پھینک دون غرضکہ یہ تو اُدھر گیا اور اِس طرف
صورت نگار مٹھائی لیکر آئی خدمتگارون کو بیہوش پایا اور شوہر کا اپنے نشان نہ دیکھا

کیا تیرون نے اُنکے ترک ترکش
ملا ترکش اُنھیں پہلو سے سرکش
جو دشمن تھا بسان کوہ البرز
کیا سد رہ لگا کر آسیا کی گرد
ہوئی تیرون کی اُس جا ایسی بوچھار
کہ آئینے مشبک سے تھے در و دار

حاصل کلام جب فوج مین ہزیمت پڑی مصور و حیرت ہر چند کہ قریب اُتری ہوئی تھی مگر
نہ صورت نگار تھی نہ حیرت موجود تھی اُس فوج نے افسرون کے نہونے سے جنگ آغاز
نہ کی اور نہ دو لشکر چلا و کوند دی یہ لشکر سراسیمہ و بدحواس بھاگ کر کوہ و دشت مین پراگندہ
ہو گیا اور ملکہ بفتح و فیروزی قتل و غارت کرکے داخل بارگاہ ہوئی لشکر بھی آرام پذیر
ہوا امیر زادے بھی عیش مین مصروف ہوئے لیکن عمرو کا حال سنئے کہ جب مصور کو لے کر چلا
از بسکہ وہ نبیرہ سامری ہی یا وہ بھول کر صحرا مین پھرنے لگا دل سے کہتا تھا کہ ہمیشہ تو ادھر
سے آیا جایا کرتا تھا آج راستہ نہ ملنے کا کیا سبب ہی اسی سوچ مین متصل ایک کوہ کے ہو گیا
دیکھا درے مین ایک پھاٹک راستہ ہی یہ اندر درے کے آیا اور مصور کو زمین پر کھولا چاہا کہ
تصویر اپنی اوتارلون دیکھا تو تصویر گلے مین نہین ہی پھر جب اچھی طرح تصویر دیکھی گلے
مین نہ تھی سمجھا کہ اسکے سحر کے باعث سے تصویر چھپ جاتی ہی فی الحقیقت گمان اسکا صحیح تھا
یعنی جب سے عیار دھوکے دینے لگے تو مصور نے سحر کیا ہے کہ جب مین قید ہو جاؤن
تو تصویر پوشیدہ ہو جائے غرضکہ جب تصویر نہ اوتار سکا چاہا اسکو کسی طرح مار ڈالون اس
وقت ایک جانب کوہ رونے کی آواز سنی معلوم کیا کہ صورت نگار گریان و نالان شوہر
ڈھونڈھتی پھرتی ہی یہ معلوم کرکے تصور کیا کہ یہ مشکل ہلاک ہوگا اور وہ اسکی تجسس کنان
ادھر بھی آئیگی تو آفت ڈھائیگی پس اس فکر کے کرتے ہی بہت جلد صورت اپنی مثل
ایک ساحر سیاہ فام کریہ منظر کے بنائی مشعل آتش ہاتھ مین لیکر دھوتی تہمد باندھ کر اسکے
گلے مین پہنے سامنے کوہ کے موم کے بنے ہوے لپٹے اور مصور کو خاک پر رکھ سہ پٹی دیکر
ہوشیار کر دیا جب اسکی آنکھ کھلی پوچھا کہ یہان مین کیونکر آیا اُسنے کہا مین رہنے والا طلسم بالکا
کا ہون حسب اتفاق ایک کام کو جاتا تھا ادھر آ نکلا ایک عیار کو دیکھا کہ وہ آپ کو ہلاک
کیا چاہتا ہی مین نے نعرہ کیا کہ بس اسی مکار اور چاہا کہ اسکو گرفتار کرون وہ عیار بھاگ کے
غائب ہو گیا مین نے آکر آپ کو ہوشیار کیا یہ تقریر سنکر مصور نے اسکو گلے سے لگا لیا اور
کہا وہ عیار عمرو تھا کہ جو فوراً غائب ہو گیا گلیم اوڑھ لی ہوگی اور آپ نے کرم کیا میری جان

کو تو ہم ہوشیار کرلین گے لیکن عیار جو انکے ساتھ ہوگا وہ بھاگ نہ سکے گا پس ادھر انھون نے سحر کیا
اور ادھر عمرو نے گلوریان کھلائین دونون وہ بیہوش تھے کہ تیسرا عمرو بھی بیہوش ہوگیا
آفتاب و مہتاب نے آکر دیکھا کہ مصور اور راد س کی زوجہ اور ایک ساحر اور بیہوش پڑا ہے
انھون نے رد سحر اپنا پڑھا کہ عمرو ہوشیار ہوگیا لیکن وہ دونون کسی طرح نہ چونکے کس لیے کہ
بیہوشی کی گلوریان کھاکر بیہوش ہوئے تھے فی الجملہ جب یہ ہوشیار نہوے انھون نے عمرو
سے استفسار کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے عمرو نے کہا مین بھی انکو ہوشیار کررہا تھا کہ تم آئے مجھے بھی
نہین معلوم کہ یہ کیونکر بیہوش ہین تم ٹھہرو مین پانی لاؤن شاید عیار انکو بیہوش کرگیا ہو
یہ کہکر چاہتا تھا کہ یہان سے ٹل جائے مگر ان دونون نے کہا کہ ایسا نہو یہ پانی لینے جائے
اور عیار آکر ہمین ستائین یا کچھ اسی ساحر کا فتور ہو بہر صورت ان تینو نکو ساتھ اڑا لیا
لے جانا چاہیے یہ سوچکر فوراً سحر پڑھا کہ عمرو پھر بیہوش ہوگیا تخت سحر پر تینون کو لٹاکر
پرواز کرکے چلے اور دریاے سحر سے جب پار اترے تو ایک ساحر ان کی زبانی سنا کہ شہنشاہ
گنبد نور پر جو برج کہ مینا نگار ہے اور وہان سے لشکر طلسم ظاہر کے دکھائی دیتے ہین تشریف
لے گئے ہین یہ بھی اوسی سمت چلے آخر برج مینا پر آئے شہنشاہ کو سلام کرکے عرض پیرا ہو
کہ غلامان جانباز نے یہان سے جاکر سحر کیا کہ نیرہ سامری اور راد ون کی زوجہ اور یہ ساحر
جو ادن کے پاس پڑا ہے بیہوش ہوگئے مگر اب جو سحر رد کرتے ہین تو ایک شخص ان مین کا
ہوتا ہے اور مصور وغیرہ نہین ہوشیار ہوتے ہین یہ کہکر رد سحر کیا کہ عمرو کی آنکھ کھلی اوسنے
دیکھا کہ ایک گنبد فلک فرسا لقمیر بصد تزئین ہے معلوم ہوتا ہے کہ قصر ہشت برین ہے زمرد بانسا
فکر رسا ردبرو اسکی رفعت کے کوتاہ ہے سائبان چرخ اسکے دامن مین پوشیدہ ہے جواہر
مرصع کا مینا کیا ہوا سقف دستون مین لگا ہے شیشہ آلات فرش ہیزو کرسی و دنگل سے
آراستہ ہے گھنٹے ہزارون ٹنگے ہین ہزارون ساحر دست بستہ روبرو تخت شاہنشاہی
حاضر ہین حیرت پہلو مین جلوہ گر ہے کہ بمقتضاے نظم

نہالی دران قصر زیبندہ دید	بہشتی سراے فریبندہ دید
پُر از حور آراستہ چون بہشت	بہشتِ زمین گشت عنبر سرشت
ز بس گوہرش گوش گردن کشان	شدہ چشم بینندہ گوہر فشان
ز تابندہ یاقوت درخشندہ لعل	خراشندہ را آتشین گشتہ نعل

مگر کان و دریا بہم تاختند ۔۔۔ ہمہ جوہر این جا برانداختند

عمرو ہوشیار ہوتے ہی سامنے تخت شاہنشاہی کے آیا اور بادب تمام رسم سلام بجا لا کر دعا و ثنائے بادشاہی بنہایت فصاحت سے ادا کرنے لگا کہ نظم

نخستین ثنائے جہاندار گفت ۔۔۔ کہ با او جہاندار با کام جفت
الوش فش باد سالار دہر ۔۔۔ زنوشین جہان باد بسیار بہر
سر سبزش از شادی افراختہ ۔۔۔ سر خصم در پایش انداختہ
سر تخت جمشید جائے تو باد ۔۔۔ سر سرکشان خاک پائے تو باد
نہ پیچد کسے گردن از راہی تو ۔۔۔ سر ما بہ پا مینگہ پائے تو

ای شہریار گردون وقار آپکے ملازم آپ ہی سحر کرتے ہیں اور آپ ہی رد اسکا نہیں کر سکتے یہ کہکر اپنے جھولے سے سحر کا ایک کوزہ آب نکال کر دکھلانے کی راہ سے کچھ پڑھ کر پھونکا اور چھینٹا مصور پر اور آسمان کی بی بی کے منہ پر دیا کہ دونوں کی آنکھ کھلی اور اٹھکر سامنے شہنشاہ ساحران کو دیکھ کر حیرت ناک ہوئے کہ ہم یہاں کیونکر آئے اسوقت عمرو نے واویلا مچائی کہ ابھی آپ دعوت کرنے لے چلے تھے کہ گرفتار ہوکر یہاں میں آیا آپ نبیرہ سامری ہیں شاید بکیفیت میں میری جان لیجئے گا مصور نے شاہ سے بعد رسم سلام و تعظیم وغیرہ پوچھا کہ ہمکو یہاں کون لایا شاہ نے کتاب دیکھ کر بھیجنا آفتاب و مہتاب کا بیان کرکے کہا کہ انھیں دونوں نے سحر سے آپ کو بیہوش کر دیا تھا اور پوشیدہ طور پر سحر کیا تھا ورنہ آپ ایسے معزز بیہوش ہوتے یہ بیان سنکر مصور نے ہاتھ عمرو کا پکڑکر سامنے شاہ جادوان کے کہا یہ شخص ہمارا محسن ہے اور تفصیل عمرو کے ہاتھ سے اپنا گرفتار ہونا اور پھر ہوشیار ہوکر دانائے جادو کو پانا بیان کیا شاہ نے یہ جانبازی سنکر دانائے جادو کو خلعت دیا اور کرسی زرین پر بٹھایا مصور کو مطلق نہ معلوم ہوا کہ اسی کی گلوریوں سے میں بیہوش ہوا تھا بلکہ آفتاب وغیرہ کے سحر سے سمجھا کہ بیہوش ہوا تھا غرضکہ بعد کچھ دیر کے کہا اے شہنشاہ اب میں جاتا ہوں اور جنگ آغاز کرتا ہوں بادشاہ طلسم نے کہا اے مرشدزادے آپ بیکار تکلیف کرتے ہیں مجھے میلا کرنے دیجئے تامل فرمائیے اسنے کہا آپکو اختیار ہے میں لشکر میں جاکر ٹھہرتا ہوں آپ میلا کیجئے جو کچھ مجھ سے تصویریں کھینچ سکیں گی میں بھی کھینچوں گا یہ کہکر تخت سحر پر دانائے جادو کو بٹھلا کر مع اپنی بی بی کے روانہ ہوا اور دریائے سحر کے پار آیا مگر عمرو نے

دل مین غور کیا کہ اسکے ساتھ جاؤنگے ایسا نہو کہ وہان عیاری کرنے مین عرصہ ہو اور شاہ
طلسم میلا شروع کرے اور تمسے بچاؤ کرنیکی تدبیر نہو سکے بہتر یہی ہو کہ تم بھی چلکر کوئی جتن
مقتول کرو یہ سوچکر مصور سے کہا ذرا تخت اتاریے کہ مجھکو پیشاب کی احتیاج ہو اُسنے تخت
اوتارا عمرو نے کہا سامنے لشکر دکھائی دیتا ہو آپ تشریف لے چلیے مین حاضر ہوتا ہون
مصور بھی سمجھا کہ قبل سے مین جاکر سامان دعوت مہیا کرون اس خیال سے وعدہ ہی لیکر
آگے روانہ ہوا اور عمرو وہان سے اصلی صورت بناکر اپنے لشکر مین آیا اور بارگاہ مین پہونچکر
کرسی پر متمکن ہوا ماہرخ نے حال فتحیابی جنگ اور قتل ہونا جلاد کا بیان کیا اس قدر سے
سنکر خوش ہوا اُدھر اپنی سب کیفیت بیان کی کہ مین گنبد مینا پر بھی ہو آیا اُسکی خطرت پر سب
کو حیرت ہوئی آخر شمع راے روشن کرکے تدبیر اپنے بچاؤ کی میلا ہونیسے سب کرنے
لگے اور ادھر مصور نے دانا سے جادو کا بہت راستہ دیکھا جب وہ نہ آیا کچھ سحر پڑھا کہ
ایک تصویر پتھر کی زمین سے نکلی اُس سے کہا دانا سے جادو جہان ہو وہان سے جاکر بلا لا
تصویر نے قہقہہ مارا اور کہا حضور وہ عمرو عیار تھا اور جملہ کیفیت اُسکی بیان کی مصور کے
ہوش اوڑ گئے اُدھر جلاد کا قتل ہونا جنگ کی کیفیت سنکر بولا کہ مقرر یہ طلسم برباد ہوگا عمر
طلسم کی پوری ہوچکی ہو یہ کہہ ہی رہا تھا کہ ایک تیلا نامہ شاہ طلسم کا لایا اسکو پڑھا لکھا تھا
کہ اے مصور زادے دانا سے جادو نہین مرد زیرک معلوم ہوتا ہو بعد دعوت کے اسکو
رخصت نکرنا ہم اُسکو اپنا ملازم کرکے رتبہ و مرتبہ عطا کرینگے جب یہ مضمون پڑھا شرمندہ
ہوکر جواب مین لکھا کہ دانا سے جادو عمرو عیار تھا نامہ جب تیلا شاہ طلسم پاس لیکر گیا
اُسنے بھی کتاب سامری دیکھکر سارا حال دریافت کرکے کہا کہ افسوس کیا کیا فلتین یہ عیار
دیتا ہو اور ہم لوگون کو اندھا بناکر آنکھون مین خاک ڈالتا ہو خیر اب اے حیرت تم جاؤ اور
انگشتری جمشید لاؤ کہ مین میلا کرکے ایک متنفس کو بھی ان مین سے باقی و زندہ نہ رکھون
حیرت یہ حکم شاہ سنکر انگشتری لانیکی فکر مین مصروف ہوئی

داستان خاتمہ جلد اول نامہ آنا لقا کا پاس افراسیاب کے اور چاہنا
مدد کو بیکان جادو کا اور مقابلہ لشکر اسلام سے کرنا اور عیاران لشکر کا
عیاریان کرنا اور لشکر ماہرخ پر ہوشیار بن اژدر سوار جادو کا تاختن

لانا اور قتل کرنا اسکو عمرو کا پھر لانا حیرت کا انگشتری جمشید افراسیاب کی بوٹیان چڑھا کر پنجہ جمشید کو اور میلا ہونا چاہ زمرد پر اور جمع ہونا جملہ ساحران طلسم کا میلے مین اور گرفتار ہو جانا سب لشکر مہرخ کا اور چھڑانا عمرو کا عیاری کر کے اور لوٹنا میلے کو پھر بھاگنا مہرخ کا اور تعاقب کرنا افراسیاب کا پھر دھوکا دے کر شبخون مارنا مہرخ کا اور پھر تعاقب کرنا افراسیاب کا اور بھاگنا مہرخ کا آخر آنے سے عشاق جادو کے پناہ پانا اور جانا عمرو و مخمور کا طلسم نور افشان مین طلسمی عجائبات دیکھتے ہوئے پاس کوکب روشن ضمیر کے لمؤلفه

ساقی ہون مین تیرے در کا بندہ | بار احسان سے سر فگندہ
ساقی غفلت شعاری کب تک | رندون کو امیدواری کب تک
کر آتش مے کو تیز تر جلد | ساقی بڑھا کے کھول پر جلد
بوتل کا اوڑا دے کاگ ساقی | اس دل کی بجھا دے آگ ساقی
کہسار سے ابر گھر آئے | میخانے مین بادہ کش پھر آئے
اس سال ہے مئے کشون کا میلا | رندون کا ہے ہر جگہ پہ جلسا
پھر بادہ کشون کے جمگھٹے ہین | میخانے مین رند پھر ڈٹے ہین
میلا نئے رنگ کا ہے ساقی | جلسا نئے ڈھنگ کا ہو ساقی
وہ دکانین شراب کی لگی ہین | کیا دل کو سرور دے رہی ہین
ہر سمت ہین مہوشون کے جمگھٹے | ہر جا ہین تماش بینون کے ٹھٹھے
ہنگامہ عیش ہر طرف ہے | میخانے مین بجتے ہین دف و نے
شیشے مے سرخ کے چھنے ہین | سیخون پہ کباب بھن رہے ہین
ہے باغ کھلا ہوا ہر اک سو | شمشاد قدون مین گل کی بو ہے
ہین جام برنگ لالہ و گل | بلبل کی صدا ہی شور قلقل
ہین جلوہ نشست انجمن مین | جیسے جلوہ ہین شجر چمن مین

صراف ہیں رنگ گل میں زردار / پھولوں کی طرح چمن میں دینار
یوں دانۂ لعل دُر میں پُرنور / جس طرح چمن میں تاک انگور
اسباب وہ کانوں میں دھرا ہی / گویا کہ چمن ہرا بھرا ہی
ساقی موسم بہار کا ہے / شیشہ فر رنگ گل نشہ پیالہ ہی
ہر سوسن دہ زبان ہی چالاک / بھڑکی ہی چمن میں رشک کی آگ
صد برگ نے سر چڑھا لیا ہے / اس بات پر اپنی جم گیا ہے
سوسن جو اُٹھائے دس تو میں سو / سیٹی نہ ہو بات ہی یہی تو
آٹھ جائیں جو سیر تو ہزارا / توڑا اپنا لٹا دے سارا
تجکو بھی پلا دے بادۂ ساقی / لکھوں وہ فسانہ جو ہے باقی
دکھلاؤں بہار باغ نیرنگ / ہے شاہ طلسم سے تجھے جنگ
ہو لشکر صف شکن جو چالاک / پامال کرے عدو کو اور خاک
دریا سے لہو کی ہو روانی / یا دورۂ جام ارغوانی
بدلی جو ہو آنکھ محتسب کی / پھر بادہ کشی اسکی سمجھے بدلی
پیشانی پہ چین اگر وہ ڈالے / میخوار اُسے موج بحر جانے
بجلی کی طرح چمکے تلوار / سمجھیں کہ ہے موج سبزہ زار
آنکھوں میں ہو ڈھال کی سیاہی / سمجھیں کہ گھٹا ہے گھر کے آئی
گلہائے دہان زخم خندان / پھولوں کے نظر پڑیں خیابان
ہوں لشکر میں ایسے جو سو / سمجھیں لب تیغ عارض حور
اسے جاہ پہ ہوش طبع تاکے / مشتاق فسانہ انجمن ہو
زینت دہ انجمن ہو ہر جاہ / لکھو بصد داستان دلخواہ
از سوید کہنہ این حکایت / آراستہ شد بدین روایت

طلسم سازان نیرنگی بیان و نیرنگ طرازان رنگین داستان جالسان جلسۂ افسانہ طرازی و جمع کنندگان مجمع عہد و پردازی بہزاران زیب و زینت مشتاقان کلام دلچسپ کا یون طلسم جماتے ہیں اور تماشا گاہ سخن میں بدستیاری خامۂ جادو نگار ارباب سیر کو اس طرح سیلا دکھاتے ہیں کہ جب حیرت شاہ کو ریت حسب الحکم افراسیاب [illegible]

کہ واسطے اپنے انگشتری جمشید کے جاڑن ہنوز زردار شہو لی تھی کہ ناگہ سحر نامہ لقا لایا شاہ طلسم
نے سر پر رکھا آنکھوں سے لگایا پھر کھول کر پڑھا لکھا تھا کہ اے بندۂ خاص ہمارے ہم ہیں خدا
پرستوں اور عیاروں سے بہت تنگ کیا ہے اور تو ہماری خبر نہیں لیتا ہے سمجھ اٹھارہ ہزار
عالم با لطف تیرے نام ہونے کے واسطے چھوڑے کہ سب بندے مغضوب تیرے ہی ہاتھ سے
قتل ہوں فی الحال کسی ساحر زبردست کو جلد اس طرف بھیج ورنہ ہم تجھ سے ناراض ہو کر اور
سمت کو چلے جائیں گے اس مضمون کو پڑھ کر افراسیاب نے سحر پڑھا کہ کچھ عرصہ میں آندھی
آئی اور بگولے کے مانند ایک ساحر زرد روشیہ قلب اترتا ہوا سامنے شاہ طلسم کے آیا تسلیم کی
نذر دی ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا شہنشاہ ساحران نے اس سے ارشاد کیا کہ اے پیکان جادو
تم مدد خداوند جاؤ لیکن طلسم میں پیدا ہونے کو ہے اپنا حامی دشمنان خداوند کو ہلاک
کرنا کہ پیچھے میں آکر شریک ہونا پیکان یہ حکم سنتے ہی فوراً پھر کر اپنے مقام پر آیا اور بارہ
ہزار ساحر ہمراہ لیکر چلا یہ تو اس طرف سے روانہ ہوا لشکر امیر کا حال سنئے کہ جمہور
جہان سوز تو سنی شہنشاہ تہمران پسر خواندہ امیر نے اجازت شکار کی امیر کے
لیکر سامان صید افگنی فراہم ہونے کا حکم دیا اسی وقت سے باز تیز پرواز و طائران جانستان
مرغان لوگ لیکر حاضر ہوئے اور صیادان نخچیر شکار جانوران شکاری کو سامنے لائے
قراول اور سپاہی چیتے اور رکتوں کو لیکر روانہ ہوئے یہ سامان اس وقت سے کہ دام دار فلک
نے مرغ زرین بال مہر کو رشتہ ظلمت شب میں گرفتار کیا اور قفس مغرب میں لیجا کر بند
فرمایا ہوا کیا کہ نظم

شب با آہنگ چون پر زواز کوہ و درا	بر آہنگ شب مرغ دستان نمود
بر آویخت ہندو سکے چرخ از کمر	بہار وئی شیشہ جرساے زر

آخر کار وہ وقت آیا کہ بیضۂ خورشید بطن زاغ شب سے نکلا اور دام کہکشاں کو صیاد
روزگار نے لپیٹ کر دانۂ انجم اٹھا لیا کہ نظم

چو صبح از دم گرگ برزد زبان	بجنبش در آمد سگ و پاسبان
خروس شود کفر و کوفت بال	دہل زن بزد بر تبیرہ دوال

صبح کی نماز پڑھ کر شاہزادہ سوار ہوا اسپ صرصر تک کو تو قدمی پر لگائے دشت نزہت
افزا کی سیر کرتا اور صناعی نیرنگ طراز قدرت کی دیکھتا روانہ تھا تا اینکہ ناگاہ خشیان

متصل ہوچکا صید افگن ہوا اور جانوران پرند سے آشیانہ و ہیر اور رہ خوار دنیا کو خالی کیا نظم

وزان دشت از صدای طبل باز	ہمہ مرغان صید افگن بہ پرواز
ز تیہو چیدہ بازان سینہ تیز	بخون صید کردہ جنگ را تیز
وزان جانب و گیشا ہین تاراج	ربودہ نقد جان از کبک دراج

جب طائران دشت سے گردون پر ہوئے اور روئے گردون خالی نظر آیا اوس وقت
عنان توسن خوش خرام کو شکار گور و گوزن کی جانب منعطف فرمایا ناگاہ ایک رنا ہرنا کا ہوا
اسکی زد پر آیا تیر اسپر مارا اگرچہ لگا کر وہ ہرنا گھوڑا تعاقب مین اوٹھایا کچھ دور گیا تھا کہ
ایک شخص ایک سوار مرکب با دررفتار پر سوار ترکش سحری باندھے اور کمان کیانی مین
تیر دل دوز جوڑے پیدا ہوا شہزادے نے کہا اے جوان یہ شکار میرا ہی اسکو صید نہ کرنا
اوس نے سنا کر وارسے گذشتا اور ہرنا دطائر صواب کا نہ سنا اور تیر اوس نے پر مارا گرد کرا شہزادہ
کبھی قریب اوسکے گیا اور دیکھا ہوا کہ را ہی ہا و شیوہ مردانگی کے خلاف تو نے کیا کہا دیکھو صیاد
میرا اپنے صید پر دست انداز ہوا اوس سوار نے کہا اے اجل رسیدہ یہ بیابان اور سرحد میری
ہی تو ہوتا کون ہی جو منع کرتا ہی اور یہان شکار کھیلنے کس ذریعے سے آیا ہے بہتر ہی کہ
سید ھا کان دبا کے اپنی راہ لے ورنہ شکار شہباز اجل ہوگا اور طائر روح دام ہلاک
مین پھنسے گا مین غلام خوشخوار شہسوار اسپ خوارکوہی کا ہون کہ جو اس دشت کا مالک
ہی اور ملازم سلیمان عنبرین مو ہی بڑا جرار ہی مرد میدان کارزار ہی جھوٹے پر کلمات
درشت سنکر حلم کو کام فرمایا اور تیر اپنا اوسکے جسم سے نکال کر پہیرنے کا ارادہ کیا مگر اوس
سوار غلام نے تیر کو دیکھا دل کو اپنے نشانہ تیر قضا بنایا شہزادے نے کہا کہ یہ تیر ہمکو
بہت پسند ہی نہ لاتے وجہ اور تو اپنی راہ لے شہزادے نے فرمایا کہ ہر چند ہم ملک گیر
اور کشورستان ہین مگر تاہم تیرے کہنے سے چلے جانے پر آمادہ ہین کیونکہ اول عجز کرنا طریقہ
بہادران دوران ہی اب تو ہمیشہ طلب کرتا ہے اور ہتھیار چھنوا دینا پیشہ نامردان ہی
حاصل کلام یہ کیا نے اور یہ مجھ کہا کہ تجھے آوارش نکر اپنی راہ لے ورنہ مارا جائیگا کہ

رہا کن رہ کہ ان زبان آوردہ	زہ بد خصلت ورکسان آوردہ

اوس خاطی نے ایک بھی سخن صواب نہ سنا اور تیغ کھینچ کر حملہ آور ہوا شہزادے نے وار اوسکا
رد کرکے نعرہ کیا کہ

بہم جمہور شاہنشاہ تر طوس	کہ لشکر ہم روس و تاج کاؤس

اور تلوار خارا شگاف شہزادے کے کہ علم کی اس بہادر شمشیر جانستان کے جوہر برق خرمن
ہستی سوز و تگرد کر عنان مرکب پھیری اور راہ فرار اختیار کی کہ فرد

شتابم کرد آوش و شکم کرد دم	با اصطبل رو کرد و فکند سم

شہزادے نے للکار کر فرمایا کہ اب میں شکار ہاتھ سے کب جانے دیتا ہوں اور تعاقب اسکے
چار ہزار سوار رسالہ اسکے پیچھے تجسس کنان آتے تھے انکو اسنے حکم دیا کہ اس بے ادب کو
گھیر کر مار دو وہ سوار شہزادے پر حملہ آور ہوئے اس نہنگ بیشہ تہور کو جلا وطن اس عجب
فوج میں شمشیر زنی فرمائی کہ بقتضائے نظم

دو دستا آورید ہ بکوشش بہ دل	بہر دست شمشیر الماس گون
بسے دجلہ بازو سر انداختی	بسے قیصر و رایتش انداختی
دو دستی بنان میگذارید تیغ	گذشت ہم نیان را نیا مد دریغ
بہر فرق پیل آمدی خنجرش	فرو ریختے خون ز پایش سرش
شہی کہ آتش زدم سر زمین	و ہم مادیان را اسیر ہم بزند

فوج جمہور کی تھوڑی رہ گئی تھی اسوقت آتش ہو گئی اور اپنے ماتحت کو ہمراہ لیکر مقابلے
لگی ہنگامہ گیر و دار برپا ہوا اور عین گرمی جدال و قتال میں مقتولوں کو ٹھوکر شہزادہ
تیرہا اپنے سر پہ روکتے پہونچی اسنے بنا جاری تلوار بازی روکی شہزادے نے ہاتھ اٹھا کر تیغ
الماس پیکر کا ہاتھ پر لگایا کہ وہ طالع نہ ہو آنا دگاہ فرنگ قضا ہوا لشکری اسکے سب
نامور سپہ سالار مردان کارزار مردہ لاش اسکی اٹھا کر بھاگے شہزادہ شکار بھی کرتا ہوا دو
دریا ہوا اور لشکر میں پہونچ کر غسل فرما کر لباس نو زیب بر کرکے بارگاہ میں آیا ہمراہیوں نے
کہ کیا اسو وہ ہوئے جمہور کی شکست جہان میں جا کر ہیلے ناچ دیکھنے لگا ادھر بچکر جو بھاگ
جرید و نفر یہ بیان نہ کیا مگر لاش اس غلام کی جب خونخوار کو ہی کے پاس پہونچی اور اسکی
سینہ بے کینہ میں آتش غضب بھڑک اٹھی آگ ہو گیا اور اسی وقت اتنی ہزار کوہی کو حکم دیا کہ جلد تیاری کرو
اور خود مسند اقبال سے چلا جب حکم لشکر درست ہو کر طبل سفر بجا کر چلا اور یہ بھی بکر و فر
تمام مرکب تازی نژاد پر سوار ہو کر راہی ہوا کہ بقتضائے ابیات

بجنبید جنبیدن با شکوہ	چو از زلزلہ کاسہ ہای کوہ

رسیدند لشکر بہ لشکر فراز ‏ ‏ زمانہ در کینہ بکشاد باز
در آمد بغریدن آواز کوس ‏ ‏ فلک بر دہان دہل دادہ بوس

راہ مین عرضی تحریر کرکے اور اس مین سب حقیقت قتل ہونے اپنے غلام کی مندرج فرماکر خدمت لقا مین بھیجی جب وہ عریضہ ملاحظہ مین گذرا لقا نے خوش ہوکر استقبال کیلیے ہوا نان خیمہ گذار کو بھیجا لیکن جو اسپیان لشکر امیر یہان لگے ہوے تھے عرضی کے مضمون پر اطلاع پاکر خدمت شاہ اسلام مین گئے اور سب کیفیت معرض بیان مین لائے امیر نے حال سنکر جمہور سے فرمایا کہ اے فرزند تمنے اس لڑائی کا حال ہمسے مطلق نہ ذکر کیا جمہور نے عرض کی کہ کیا جز مقدمہ آپ سے بیان کرتا آخر جو کچھ مین نے کیا تھا وہ آپ ہی ظاہر ہوگیا یہان تو یہ ذکر تھا اودھر سے سردار استقبال کرکے خونخوار کو لائے لشکر نے اوسکے داخلہ کرکے خیمہ وخرگاہ نصب کیے وہ بارگاہ مین سامنے لقا کے آیا سجدہ کیا نذر دی خلعت پایا بیٹھکر شغل بادہ نوشی مین مصروف ہوا جام بلورین گردش پذیر تھا رقاص ناچ رہے تھے دن بھر کو شغل و طرب رہا جسوقت کہ فرماندوار ماہ منیر تیغہ نور لیکر بہر تاراوش کوہ ظلمت شب بلستون چرخ پر آیا اور خسرو خاور پشت کوہستان کی طرف جاکر روپوش ہوا کہ نظم

چو گوہر برآمود زنگی بتاج ‏ ‏ شہ چین فرود آمد از تخت عاج
مہ روشن از تیرہ شب تافتہ ‏ ‏ چو آئینہ روشنی یافتہ

خونخوار کے حکم سے لشکر مین کوہیون اور لقا کے طبل جنگ بجا ہر کارے دوان دوان خدمت شاہ گیتی ستان مین حاضر ہوکر عرض پرا ہوے کہ نظم

کہ سر سبز باد آن ہمایون درخت ‏ ‏ کہ نامش بلند است و فیروز بخت
بتاراج دہ ہر کش جہان تازہ باد ‏ ‏ سر خصم او تاج دروازہ باد

اس شب کو لشکر بہ دینیان مین طبل جنگ بجا ہر کل ہر ایک عازم دشت و غاہی امیر نے یہ خبر سنکر خسروان قضا جیان شہنشاہ دوران حکم نوبت طبل جنگ پاکر چالاک نے نقارخانہ مین جاکر طبل سکندری پر چوب لگائی کہ جسکی صدا چو نغمہ کوس تک گئی گویا دنیا ہل گئی کہ نظم

بغرید کوس از در شہریار ‏ ‏ جہان شد ز بانگ جرس بیقرار
بشنیدہ بغریدن آمد چو ابر ‏ ‏ بغرید ہر سو چو بانگ ہزبر

بہادرون مین سامان حرب کی درستی ہونے لگی لیکن سرہنگ تیزرفتار عیار

لشکر عدو میں بہروپ بھر و یہ شکل مبدل گیا خوشخوار طبل جنگ بجوا کر اپنی بارگاہ میں آیا
انتظام لشکر و دربار خداوندی سے آنکر آیا عیار اسوقت ایک چوبدار کی صورت بنکر پاس اسکے
گیا اور کہا کہ حضور سرکار میں آپ کی یاد ہو رہی ہے اُسنے کہا میں ابھی وہان سے آتا ہون
عیار بولا کہ کار ضروری ہے تبھی خداوند نے کہلا بھیجا ہے کہ بلا لاؤ خوشخوار اسکے بیان کا رہنے
والا نہیں ہے چوبدار کو سچا سمجھا کہ یہ لازم خداوند ہی یا نہیں لیکن ساتھ ہو لیا جس راہ
میں کوئی مقام تنہائی ملا عیار نے حباب بیہوشی منہ پر مار کر بیہوش کر کے گرفتار مثل گٹھری
کے باندھا اور رات کا آخر وقت تھا ہی اٹھتا بیٹھتا سامنے امیر کے آیا شاہ وشمہ ہنوز دربار
برخاست نہ فرمایا تھا کہ اسنے گٹھری لاکر سامنے رکھ دیا اور سارا ماجرا بیان کیا امیر نے
فرمایا کہ اسکو ہوشیار کرو شاید میرے سمجھانے سے راہ راست پر آئے عیار نے فتیلہ دھونی
دیا کہ اسکی آنکھ کھلی ایکبار چاہا کہ اٹھوں مگر کمند میں مضبوط بندھا تھا اٹھ نہ سکا اسوقت تو آنکھ
کھول کر اچھی طرح دیکھا کہ میں کہاں آیا ہون جب بغور نگاہ کی ایک بارگاہ رفیع کو دیکھا کہ نظم

بپا تخت زر وید چون آفتاب	درو نشستہ درو چو دریائے آب
غلامان گل چہرہ و دلربا	کمر در کمر گرد تختش بپا
ز روم و ز ایران و از چین و زنگ	سلاطین صفہا کشیدہ بتنگ
بہ مے مجلس و چہرہ آراستہ	ز روی جہان گرد برخاستہ
مے و مجلس و شہد و آواز چنگ	بہ رخسار گیتی در آورد رنگ

ہر چند کہ رعب غالب تھا مگر دل کڑا کر کے پکارا کہ یا امیر خوب عیار تیرے بھروسے پر آپ
لڑتے ہیں اور ہر ایک کو ذلیل و زبون گرفتار کرا کے کرتے ہیں صاحبقران نے فرمایا کہ
میں قسم اپنے دین و آئین کی کھاتا ہون کہ میں نے عیار کو تیری گرفتاری کے لیے نہیں بھیجا
اور اب جو تو آگیا ہے تو اوسکا دیا ہی آبرو میں سر مو فرق نہ آئیگا یہ کہا اور کرم کر دی یہ کہکر
ہاتھ کمند کھلوا اسنے کو کہ بان اسنے زور کر کے کمند توڑ ڈالی امیر نے اٹھ کر گلے سے لگایا برابر
اپنے کرسی دی نہایت تعظیم کی وہ خلق و اخلاق امیر اور جاہ و جلال شاہ اسلام دیکھ کر
دنگ ہو گیا دل میں کہتا تھا کہ اطاعت کرنا ایسے شاہ فرخندہ بخت کی ہزار درجہ بہتر
سلطنت گردون دوار ہے لیکن از راہ تجربہ اٹھ کھڑا ہوا کہ یا امیر میں رخصت ہوتا ہون امیر
نے ایک خلعت بیش بہا اسکو عطا کیا اسپ با زین زرین عنایت فرمایا یہ سوار ہو کر بارگاہ طلسم میں گیا

اور امیر کو یہ سخن بہت پسندیدہ آئے اور کیا بڑی تعریف کی یہ ماجرا سنکر تمثال رک نے کہا کہ اب تمھارا رنگ بد رنگ ہوا آدھے مسلمان ختم ہو آئے اب کل اسی بارگاہ میں ختم ہو جائینگے غرضکہ آخر کو خاموش ہو رہا ادھر بادشاہ اسلام نے دربار برخاست فرمایا سردار آرایش سامان جدال کرنے لگے رات بھر دلاوران عرصۂ جلادت میں تیاری رہی اسلحے کی چھپا چاق سے گنبد گردان کو گردش تھی اسی درستی میں جو سے شیر تنویر آفتاب کوہ خاور سے جاری ہوئی اور کرۂ شب کے سامنے شیرین نے نقاب رخ روشن سے الٹی ۔ نظم

چو گیتی دگر روشنی باز کرد ۔ جہان باز سر دیگر آغاز کرد
بآتشکدہ دل گشت مشت شرارہ ۔ کلیچہ شد آن سیم گاورس دانہ

لشکر جانبین سے گروہ گروہ کرتے ہوئے ادگاہ مصاف میں برآمد ہوئے سرداران اسلام اور امیر عالی مقام بعد ادائے فریضۂ نماز سحر در دولت شاہ عالی جاہ پر حاضر ہوئے بادشاہ بھی مشتاق رزم تھے بہت سویرے برآمد ہوئے سرداروں کا مجرا ادب سلام ہوا سواری حضور عالم کی بہت جنگاہ روانہ ہوئی وہ بادبہاری کا جھوم قدم بقدم آگے بڑھنا اور رسالوں کا پلٹنوں کا سامنے سے گذرنا نسیم سحری کا فرفر چلنا باجون کا بجنا ڈنکے کی صدا عجب سامان حیرت افزا تھا کہ ایسے سہانے وقت میں جوانان نوخاستہ سلاح جنگ سے مثل دیو بعروس شجاعت کے مزین تھے اور جلوۂ طاعت آگے سے جلوہ گر ہو کر عہد رزین خانۂ زین کو منور کیے تھے بہار گلزار شجاعت دکھانے لگے تھے ۔ نظم

ورآمد بجنبش دو لشکر چو کوہ ۔ گران جنبش آمد جہانے ستوہ
فریدون نسب شاہ بہمن نژاد ۔ چو برخاست از اول بامداد
ہمہ ساز لشکر بترتیب جنگ ۔ بیاراست از جوشن و تیر و خدنگ
فضا بر زمین بر ہوا راہ بست ۔ عنان سلامت برون شد ز دست
زبس گرد بر تارک و ترک زین ۔ زمین آسمان آسمان شد زمین

میدان نبرد میں یہ جگر صف آرا ہوئے اُدھر سے لقا اور جمشید ارتنگ فوج جرار آئے رن کی زمین دھنکنے لگی صفین جمانے نقیب نقابت کرنے لگے کڑکیت کرنگا کہکرنے خونخوار گینڈے کو کوچک مار کر میدان میں آکر سلح شوری دکھانے لگا آکر للکار کر مبارز خواہ ہوا ادھر سے قدم چپ کے مرکب اوڑا کر سامنے شاہ کے آیا اجازت حرب چاہی خلعت رخصت پایا جا

حریف سے ہٹتا گا اور ہوا گینڈا اُسکا سات قدم تھرتھرا کر ہٹ گیا تین قدم گھوڑا شہزادے کا پیچھے
سرکا دونون برچھے اُٹھا کر مرکب رانون مین سنبھلتے ہوئے مقابل ہوئے اور نیزہ بازی آغاز
ہوئی گوانڈا ہینڈی پڑ گئی سنان پر سنان بجان پر ٹبان پہنچنے لگی جب تین سو ساٹھ طعن رد
بدل ہو چکے تین جہو رنے بند صا جعفری باندھ کر مرکب اوڑایا کہ یہ بند حریف سے کھل سکا اور
نیزہ کسی طرح نہ سنبھلا ہاتھ سے چھوٹ کر دور گرا آخر خونخوار کے نیزہ نہ نکلا گویا سینے کو مار نکل گیا
تیغہ آبدار کھینچ کر کمر کو تبلا کر سر پر مارا شہزادے نے سپر کو چہرہ پر نور پر لیا اور تلوار کو ردّ کر کے
تیغہ اپنا نیام سے لیا اور فرمایا کہ نوبت تو گذشت نوبت بما رسید یہ کہہ کر ہاتھ مارا اُسنے تلوار
باڑھ دار دیکھ کر سپر سامنے کی اور اپنے تئین کفل کر کے گردن پر پہونچایا شہزادے کا تیغہ سپر
کاٹ کر چار انگل کا زخم سر پر دیتا ہوا گینڈے کی گردن پر گرا کہ گردن اُسکی قلم ہوئی خونخوار
پاؤن جما کر کودا اور شمشیر اتول کر چلا کہ ایک ہی کڑک مین پاؤن مرکب شہزادے کے اڑا دون
شہزادہ فی الفور جست کر کے گھوڑے کے آگے آ گیا اُسنے تلوار پھینک کر چاہا کہ لپٹ جاؤن
اس طرف سے شہزادہ بھی چاہا تھا کہ نوبت و نقارے کی صدا فلک کی طرف سے آئی اور بازی
دلیلا قہرے فیلان آتشین پر ساحران غدار سوار نظاہر ہوئے خونخوار پر اسبانہ زخمی بھی
ہو چکا تھا انکے آنے سے ٹھہر گیا سامان سواری دونون بہادر دیکھنے لگے بارہ ہزار سوار
ساحران اُڑاتے سحر کی نیرنگیان دکھاتے اور آگے سب کے پیکان جادو فرستادہ
شاہ جادوان بصورت مہیب اژدر وہان پر سوار آکر پہونچا اور خداوند کو سجدہ کیا حکم جاری
ہوا کہ طبل بازگشت بجوائیے مین کسل سفر سے آسودہ ہو لون تو ان خدا پرستون کا خاتمہ
کر دون لقا نے دیکھا کہ خونخوار زخمی ہو چکا ہے لڑائی مین نہ پڑے گی یہ سوچ کر پکارا کہ تقدیر
گریز خداوند کی فوج میدان سے مراجعت کرے بموجب حکم لشکر مین طبل بازگشت بجا
خونخوار مقابلہ شہزادہ فیروز مند سے پھر آیا امیر بھی ناچار نقارۂ آسایش بجوا کر معاودت
فرما ہوئے لشکر خیمہ گاہ پر آ کر آسودہ ہوئے فوج ساحران نے بھی خیام و بارگاہ نصب کیے
امیر نے شب کا دربار شاہ سے معاف کرا لیا بادشاہ داخل شبستان ہوئے سردار بارگاہون
مین آرام پذیر ہوئے ادھر پیکان دربار لقا مین بیٹھ کر ناچ دیکھنے لگا اور حال لشکر امیر
کا پوچھا تختیارک نے ابتدا سے انتہا تک سب بیان کیا یہ باتین بیان ہو رہی ہین کہ ایک
جملہ افسانہ نگار افراسیاب جب پیکان کو بھیج چکا حیرت عازم ہوئی کہ انگشتری جمشیدی

لینے جاؤن شاہ نے فرمایا کہ ذرا ٹھہر جاؤ اور دبیر کو حکم دیا کہ دو نامے تحریر کر ایک بنام ملکہ
افشان جادو اور دوسرا بنام ہوشیار بن اژدر سوار جادو دونون مین مضمون یہ
ہو کہ بمدد خداوند بسمت عیشق کوہ چلے جاؤ اور وہان نہ جاؤ تو میرے پاس حاضر ہو کہ ملکہ حیرت
چہرہ ہفت بلاے طلسم کی طرف انگوٹھی لینے جاتی ہین تا آنے ملکہ موصوف کے تم لوگ
باغیون سے مقابلہ کرو منشی نے حسب ارشاد توقیع و قیع تحریم کیے شہنشاہ نے دو ساحر
بلا کر نامے دیے کہ ہوشیار ظلمات مین رہتا ہے ایک شخص ادہر جائے اور ایک شخص دہنہ
طلسم پر کہ جہان سے لشکر خداوند بہت قریب ہے جائے کہ ملکہ افشان شہر افشانیہ کی مالک
وہین رہتی ہین خلاصہ کلام دونون ساحر نامے لیکر مقامات مذکورہ پر گئے اور نامے دیکر
جواب لیے ہوشیار نے تو لکھا کہ مین آپکی خدمت مین حاضر ہوتا ہون اور افشان نے
تحریر کیا کہ کنیز خداوند سے بہت قریب ہے اگر خداوند بعزت تمام مجکو طلب فرماتے ہین تو مین
جاؤن اور بغیر کسی ذی عزت کے بلانے آنے سے مین نہ جاؤن گی نامہ دار جب دونون
عرضیان شاہ جادوان پاس لائے اسنے پڑہا افشان کے عذر پر غصہ آیا تھا مگر وہ عزیز دار
ملکہ شرارہ جادو جو اول مین عمرو کے ہاتھ سے بقدمہ گرفتاری بدیع الزمان قتل ہو چکی ہے
تھی اس باعث سے بادشاہ کی بھی عزیزا ور بزرگ ہے شاہ طلسم غصہ کو ضبط کر کے ٹھہرا ادہر کچھ
سوچکر عرضی خداوند کو لکھی کہ یا خداوند قریب وہان طلسم شہر افشانیہ ہے اور وہان کی حاکم
ملکہ افشان جادو ہے آپ شدیان کو بھیج کر بہ آبرو سے تمام بلا لیجیے کیونکہ اسنے یہی عذر آپکے
پاس آنے مین کیا ہے غرضکہ عرضی دیکر انہین دونون ساحرون کو جو نامے لیکر گئے تھے
خداوند پاس بھیجا ساحر وہ پاسے اترکر جب طلسم ظاہر مین آئے باہم مصلحت پذیر ہوئے کہ
ذرا لشکر مخرج کو دیکھتے چلین اور زمین پر آترکے سیر کنان سپل چلے عمرو بارگاہ مین مشورہ
میلے کے شہر سے بچنے کا کر رہا تھا یکایک اٹھکر باہر آیا کہ دیکھون لشکر حریف مین اب کیا
بندوبست ہے اتفاقا باہر جب آیا دو ساحرون کو ایک سمت لشکر سے نکل کر جاتے دیکھا یہ بھی
انکے پیچھے چلا اور ایک جگہ ٹھہر کر صورت ساحر کی ایسی بنا دہ کچھ ہی دور گئے تھے کہ صحرا مین
آنکے پاس پہونچکر باہم صاحب سلامت کر کے گویا ہوا کہ آپکو یا تو دربار شاہ جادوان مین
دیکھا تھا یا آج دیکھا فرمائیے کہان کا عزم کیا ان دونون نے اپنی طرف کا ساحر اسکو سمجھ کر
سارا ماجرا بیان کیا اسنے سب کیفیت عرضی نامے وغیرہ کی سنکر کہا کہ بعد مدت آپسے ملاقات

ہوئی ہو میرے غریب خانے پر تشریف لے چلیے ایک آدھ جام شراب پی کر چلے جائیے گا انھون
نے ہاتھ باندھ کر کہا مہربانی آپ کی ہمین بڑا صدمہ جانے مین ہو گا اسنے کہا اچھا یہین ٹھہر جائیے
میرے پاس ایک گلابی بھری ہی پی لیجیے اسکے اصرار سے وہ ساحر ٹھہر گئے اور دو دو جام
شراب کے پیے بیہوشی آمیز تھی پیتے ہی بیہوش ہو گئے عمرو نے عرضی افراسیاب کی جیب
سے انکے نکال کر پھاڑ ڈالی اور اپنے ہاتھ سے عرضی کا یہ مضمون لکھا کہ یا خداوند یہ دونون
ساحر بڑے حیرت افزا دیتے ہین اور نہایت مفتری ہین لیکن مجکو بسبب مروت کے یہان سزا
دیتے انکو بن نہین پڑتا آپ کی خدمت مین اسلیے بھیجتا ہون کہ جب وہان پہونچین ناک
کان انکے کاٹ کر خوب سی جوتیان لگا کر نکال دیجیے گا اور ایک رقعہ شیطان بختیارک
کو لکھا کہ ابے حرامزادے مجھے اعتبار نہ تھا طلسم مین آئے ہوئے ہوا تو نے خراج ریش ترائی
اور میری جوتیان کھانے سے بال جو تیرے سر پر نہین اگتے وہ حجامت کا حق آج تک نہین بھیجا
لازم ہے کہ سب زر نقد جمع رکھنا انشاء اللہ بعد فتح طلسم بادولت تشریف لاتے ہین اگر
اپنے دام کوڑی کوڑی نہ پائین گے تو تیرا بھی مثل تیرے باپ کے ہر لیہ نکالین گے غرضکہ
جب یہ لکھ چکا عرضی پر مہر شاہ طلسم کی جو اسکے پاس مصنوعی بہر عیاری ہمراہ رکھتے تھے عرضی کے
لکھ دیا کہ ایک رقعہ بنام شیطان مین نے لکھا تھا شاید یہ ساحر براہ حرامزدگی نہ دین لہٰذا
ملاشی لیکر چھنوا لیجیے گا اور شیطان اسکو الگ لیجا کر پڑھین دربار مین نہ پڑھین یہ لکھ کر رقعہ
تو ساحرون کی کمر مین باندھ دیا اور عرضی کو جیب مین رکھ کر اپنا راستہ لیا وہ ساحر بعد
کچھ دیر کے ہوشیار ہوئے اور سوچے کہ شراب بہت تیز تھی جسکو پی کر بیہوش ہو گئے تھے
یا یہ شخص شراب پلانے والا عیار تھا کہ بیہوشی پلا گیا پھر کہا اگر عیار ہوتا تو بیہوش کر کے کیا
تھا مار ڈالتا لوٹ لیتا ہماری سب چیزین موجود ہین یہ کہکر جھولی مین نامہ دیکھا وہ
بھی اسی طرح رکھا پایا کہا ساحری کا شک ہے کہ سب طرح سے خیر ہے چلو اب دیر ہوئی ہے
غرضکہ یہان سے اڑ کر بعد قطع مسافت راہ اسوقت آکر پہونچے کہ لقا جنگل سے پھر کر بارگاہ
مین آیا تھا اور بیگمان وغیرہ سب بیٹھے تھے مگر بختیارک لشکر ساحران ادھر و اُدھر ڈیرہ او
خیمون کے نصب کرانے کے انتظام مین تھا کہ ساحرون نے خداوند کو مجرا اور سجدہ کیا عرضی
شاہ جادوان کی پیش کی لقا نے پڑھ کر پوچھا کہ کوئی اور بھی رقعہ تمہارے پاس ہے انھون
نے کہا نہین لقا نے کہا سچ ہے کہ تم بڑے دغا باز اور بدذات ہو یہ کہکر حکم دیا کہ انھین گرفتار

کروا اور جوتیان مار دا زبسکہ وہ دونون ساحر تھے جب اپنی بے عزتی آنکھون سے دیکھی سحر
کرنے لگے کہ جو گرفتار کرنے چلا ہوشیار ہوا لقا نے بیکان سے کہا اے بندۂ قدرت قید کر انکو
بیکان اور اُسکے مطیع سردار بردستیر بڑھکر آن دونون سے جا لپٹ گئے اور ازروے جلوہ
پکڑکر سامنے لائے لقا نے کہا ناک اور کان کاٹکر جوتیان لگاؤ حسب الحکم جلادون نے ناک اور
کان کاٹ لیے ہر چند وہ کہا کیے کہ ہم نامدار اور بے قصور ہین شاہ طلسم ہمکو عزیز رکھتا ہے
افشان کے باپ کے لیے عرضی آپکو لکھی ہے لقا نے ایک نہ سنی کہا یہ مکار ہین اور بعد
ناک اور کان کاٹنے کے جوتیان اُنپر پڑنے لگین خوب بندھکر وہ چیخے شور و واویلا جو بلند ہوا
بختیارک دوڑا آیا حال پوچھکر عرضی دیکھی پھر ساحرون کو زد و کوب کرنے سے منع کیا اور
اُسنے پوچھا کہ تمکو راہ مین کوئی نہین ملا اُنھون نے شراب پینا راہ مین بیان کیا
شیطان بولا کہ بیشک رقعہ بھی تمھارے پاس ہوگا یہ کہکر مین تلاش کیا رقعہ ملا پڑھکر
آنکھون سے لگایا اور پکارا ابے او گیدی لقا ہمارے مرشد نے ریش تراشی کا خراج مانگا ہے
میرے پاس تو جمع ہے تجھکو بھی موجود رکھنا چاہیے دیکھو آن حضرت نے ان دونون کے ناک و
کان وہان سے کٹوا دیے یہ کہکر رقعہ دیا لقا پڑھکر شرمندہ ہوا اور سمجھا کہ عمرو کا فتور تھا
ساحرون کو رہا تو کر دیا مگر یہ باعث اپنے خداوند ہونے کے کچھ عذر نکیا کیونکہ لوگ کہتے
خداوند آپ ہی بگاڑتے ہین اور آپ ہی بہشت کرتے ہین لہذا جو مشیت خداوند مین
گذرا وہی ٹھیک تھا ساحران بینی و گوش بریدہ نالان و گریان سمت طلسم گئے اور یہان
بیکان نے پوچھا کہ ملک جی یہ کیا معاملہ تھا اُسنے کہا معاملہ کیا میرے مالک اور پیر و مرشد
نے جو کچھ لکھا تھا تعمیل اُسکی ہوگئی اب ریش تراشی کا خراج مانگا ہے وہ مین طلسم مین
بھیجدونگا خداوند نہ بھیجین گے جوتیان کھائینگے بیکان نے کہا خداوند سے بڑھکر
کون ہے اُسنے کہا وہ بھی کوئی ہین مین نام اُنکا نہ لونگا میرے باپ کا پیر سکا چکے ہین
غرض سب کو ثابت ہوا کہ یہ عمرو کو کہتا ہے بس یہ سمجھکر گویا ہوا کہ ملک جی توبہ توبہ کرو ایک عیار
کو خداوند پر ترجیح دیتے ہو دیکھو مین ایک ساعت مین لشکر خدا پرستان غارت کیے دیتا
ہون بختیارک نے کہا بس چپ رہو بہت لاف و گزاف نکرو مرشد زادے ہر وقت یہان
تشریف رکھتے ہین ایسا نہو کہ تمھارا ابھی فیصلہ کردین بیکان کو ان باتون سے غصہ آیا ایک
ایک تیر اپنے ترکش سے نکالکر پھر پڑھکر فولاد جادو نام اپنے سردار کو دیا کہا اسی تیر کو

جاکر پہاڑ پر رکھ کر منہ سمت لشکر امیر اُسکا کرکے کہا کہ اے پیکان بحکم خداوند سامری جلد حصر تیرا
شہر پناہ اُس لشکر پہ تیر برسیں فولاد تیر لیکر چلا مگر لشکر ساحران عین جنگ گاہ میں آیا تھا عیار
سمجھ چکے تھے کہ یہ جو آئے ہیں فتور ضرور کرینگے بدین لحاظ صورت بدل کے بارگاہ عدو میں
کھڑے اِنکے عزم کو دریافت کر رہے تھے اُنھوں نے سب کیفیت ساحروں کے ناک کر کان
کٹنے کی دیکھی اور پیکان کا تیر بھینا بھی دیکھا فولاد کے ساتھ عیار بھی چلے اور باہر بارگاہ کے
آکر سمک عیار تو امیر کے پاس گیا کہ اُنکو اِس حال کی خبر دوں تاکہ اسم اعظم پڑھیں اور سردار
بارگاہ سلیمانی میں سب چلے جائیں کہ سحر کی آفت سے محفوظ رہیں فی الحقیقت یہ تو ادھر گیا اور
چالاک بن عمرو فولاد کے ساتھ ہوا اور برانون شاطری مار کر اسکے پہلے کوہ کے قریب
جاکر ایک کھال شیر کی کسوت عیاری سے نکالی اور اپنے جسم پر پہنکر گھنٹیاں پہنکر پر لگا کر درہ
کوہ میں مخفی منتظر ٹھہرا اس عرصہ میں فولاد قریب کوہ پہونچا اور چاہا کہ گھاٹیاں طے کرکے
پہاڑ پر جاؤں شیر ڈکارا کہ یکایک اسپر آپڑا یہ بدحواس ہو کر ہیبت کر اور سحر سارا بھولا
فرط خوف سے بیہوش ہو گیا چالاک اُسکی چھاتی پر اُسی طرح شیر بنا ہوا چڑھا اور منہ سے
سفوف بیہوشی پھونکا کہ وہ بسبب زندہ ہونے کے سانس لیتا تھا دماغ میں بیہوشی نے
سرایت کی اب بالکل بیخبر ہو گیا اسنے سینے پر سے ہٹ کر کھال اُتاری اور وہ تیر جو سحر کا
تھا جیب سے نکال لیا اور بجائے اسکے ویسا ہی تیر رکھ دیا آپ درہ کوہ میں جاکر
چھپ رہا کچھ دیر کے بعد فولاد کی بیہوشی دفع ہوئی ہر چند کہ ہوشیار ہوا مگر وہی خیال
پیش نظر تھا کہ شیر مجھے دبائے بیٹھا ہے اسوجہ سے گھگی بند ہو گئی تا دیر آنکھ بند کیے پڑا رہا
جب کسی نے اسکو آزار نہ دیا اور طبیعت نے خوف پر غلبہ کیا قوت ورا کیا اور ہمت قوی کی
اسوقت آنکھ کھولی دیکھا شیر نہیں ہے بس جان گرامی کو کمال عزیز ہوئی ہے اُٹھ کر بھاگا
کہ ایسا نہو پھر شیر آجائے جب دور نکل گیا حیدران حواس درست ہوئے گرد اپنے حصار
سحر کا پڑھا اور دوسری جانب بہت دور جاکر پہاڑ پر چڑھا اور تیر نکال کر جانب لشکر امیر
رخ اُسکا کرکے رکھا اور پکارا کہ بحکم سامری تیر لشکر عدو پہ پر برسیں ادھر تو اُسنے تیر رکھا اور
ادھر چالاک درہ سے نکل کر پہاڑ پر چڑھا اور تیر کا منہ دبا جانب لشکر لقا رکھ کر پکارا کہ
بحکم خداوند سامری جلد حصر تیر کا شہر پناہ اُس لشکر پر تیر برسیں فی الفور لشکر لقا پر ایک ابر
محیط ہوا اور زیر تیلے سحر کے آگز ودبر وسے ہوا ٹھہرا تھا جسمیں تیر و کمان لیے تھے تیر بھر کمان

ستم باد پایان پولاد نعل | ز خون دلیران زمین کرد لعل
تبر ناکسان با سکہ بازو شکن | بسینہ خلق را بردہ از خویشتن
درخشیدن تیغ آئینہ تاب ہا | درخشان تر از چشمہ آفتاب ہا

یہ غوغا جب بلند ہوا فولاد پہاڑ پر تیر رکھ کر خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے لشکر عدو میں پہنچا امیر سے ہر بار ہزیمت
جب اپنے لشکر میں آیا جنگ عظیم برپا دیکھی سمجھا کہ فوج دشمن عاجز ہو کر میدان آگئی ہے پھر جا کر
لڑنے لگا شعلہ آتش سے بلند ہوئے شرارے اڑتے تھے ستارے ٹوٹ کر گرتے تھے یہ شور سنکر
لشکر امیر بھی تیار ہوا سرداران نامور سے نکل آئے بادشاہ بھی برآمد ہوئے کہ سماک عیار اور چالاک
نے آکر یہ سارا ماجرا بیان کیا بادشاہ اور سردار بہت ہنسے اور چالاک کو خلعت فاخرہ
عنایت کیا اور فوج کو حکم دیا کہ شب تک یہ ہنگامہ رہے یہاں بھی کوئی کمر نہ کھولے فی الجملہ یہاں
تو یہ انتظام رہا اور اس طرف لاکھوں آدمی مارا گیا جس وقت کہ نسیم سحر بستان جہان کے سینہ
ہندوی شب کے پار گذری اور شفق صبح سے زمین خون آلود نظر آئی کہ نظم

چو روز دگر مرغ بکشاد بال | تہی شد دماغ سپہر از خیال
بغول سپہ تاب بر زد خروس | درآمد بہ عشق بدان آواز کوس

دم بھر دونو طرف باہم نے ایک دوسرے کو پہچانا اور لڑنا موقوف کیا کمر کھولی خجالت سے
سر زانو میں ڈال کر بیٹھے اور پچھتاتے تھے ہر جگہ طور تعریف بیکان کی کرتا ہوا کہتا
کہ آپکا مثل نہیں کہا یا تا ہے آپ نے کیا حضور کی اسی ہاتھی کی مثل ہے کہ جو اپنی فوج کو
مارتا ہے واہ مرشد زادے واہ میاں بیکان تم نے کیا جو تا آپ نے لگایا سارا جادو کرنا
بھلا دیا یہ کہکر خدا داد سے کہا کہ آپ نے یہ تقدیر کیسی کی لگائی نے جھلا کر جواب دیا کہ قلم قدرت
میرا اسوقت اندھا ہو گیا جدھر قلم چل گیا چل گیا تجھے مشیت میں میری کیا دخل ہے غرض بعد
اس کیفیت دشنیدن کے بیکان نے فوج ساحران کا جائزہ لیا سو دو سو زندہ بچے باقی
بارہ ہزار کے بارہ ہزار تارے کے منہ اپنا پیٹ لیا اور احوال اسباب کو سب کیفیت
عرضی میں لکھ کر روانہ کی اور لکھا کہ اور فوج بھیجیے یہ عرضی ایک ساحر لیکر گیا اور پہلے اسکے
وہ دونوں ساحر بھی بریدہ جا کر پہنچے شاہ جادوان انکا حال دیکھ کر آگ ہو گیا اور جب
عرضی بیکان کی پہنچی فرط غضب سے کچھ التفات عرضی پر نہ کیا اور ساحر سے کہا اگر مقدمہ
شہزادہ زندگی کا نہ ہوتا تو میں اپنے ملازموں کا عوض لیتا خیر تو جا اور بیکان سے کہنا کہ تنہا مقابلہ

جب مسلمان مغلوب ہونگے انکا قتل کو توقع ضرور ہونہ کافی ہی ہین لہذا کچھ روز ہمکہ فوج کو تحقیق کرکے بھیجوان گا ساحر یہ سب کیفیت سنکر واپس آیا اور جملہ حال بیان کیا پیچکان تنہا لڑنے پر آمادہ ہوا اسوقت خنجر خونخوار کو بھی سنکر کہا ہے ستا ہم بد طبل جنگ نواختہ غلام منتظر بیٹھے تھے پیار کرنے چپکے سے کہا کہ اے پیچکان تم جسوقت کہ خونخوار لڑنے لگے ہیں لپنے پرچم کرنا کہ خونخوار اپنے کو زیر کرے پیچکان نے کہا ایسا ہی ہوگا غرضکہ دن تمام ہی جملہ سامان و شور رہا اور لشکر پراگندہ کو ترتیب کیا لاشین میدان سے اٹھوائیں میدان تیار ہوئے جب سواد شب سے حرفہا نیاب و بانیر کا سطر از ازل وا بد سے اوراق سپہر پر لکھے اور طالع مسعود اور زبان محمود کی خبر شمار سے لوح فلک پر دیکھنے لگے کہ ابیات

زمہر سپہر زرہی گشت بیتا بشاکسا	زمہر وشدہ لوح طلان نحاکسا
ستارہ بران لوح زنگار ستیم	نبشتہ بسے حرف امید و بیم

علم نواخت طبل جنگ دیا نقارہ زرمی گرد گرایا ہر کارے خبر لیکر پیش ملازمان شہنشاہ دیرہم گردون نقیب حاضر ہوکر شوار لڑا ادب وہ مراسم تعظیم بجالاتے اسطرح عرض پیرا ہوئے کہ ابیات

سخن راند و سے پور سش شہریار	کہ باد آفرین ہر نواز کردگار
زمہر شاہ کا بیہ جہان را یار	بہ سستی تو داد آفرینش کا سید
زمہر کار محضر با چہرہ افتخی	عمل بہر خدا پشترق افراختی

لشکر خسران مآل بد سگال مین طبل جدال بجا بی عصر اُن کی شامت آئی ہو قضا نے گھیرا ہے شاہ نے بھی ارشاد فرمایا کہ ہمان بھی بنام ایزد پاک کچھ باک نہین نقارۂ رزم بجے اور ہمارا بھی بہادر لڑنے کا عزم کرے اس حکم محکم سے کوس اسکندری پر ڈال دیا گیا شور اقبال عالم عالمگیر ہوا ناسک ترکی نے عالم صدائے صور پیدا کیا نظم

زغریدن کوس گردون شگاف	زمین را بر افگند پیچش بناف
ہمان ناخن ترکی برآورد شور	بہا زدست ترکان برآورد زود

بعد برخاست ہونے دربار کے سرداران نامدار ذوی الاحترام مین آگر درستی آلات حرب کرنے لگے غریو دوزن لشکروں مین بلند رہا ہتھیاروں کی جھنکار نغمۂ عندلیب گلستن تھی جوہر شمشیر کی بہار چمن چمن تھی ولاوری کا جوانان باغ جمعیت شاہد قبضۂ تیغ کا منہ چومتے تھے گلستان شجاعت مین سرو آسا قیام پذیر تھے اور قمری وار طوق محبت عروس مرگ اپنے

ملک جی وہ لوگ ایسے ہی ہیں مجھے بھی اُنسے لڑنے کی حسرت ہے آپ نے آج کی جنگ ساحر کو بھیج کر مفت خراب کی بختیارک نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم چند سے یہاں اور رہو اور تم خود امیر میں جانے کی جلدی کرتے ہو اچھا آج اپنے نام پر طبل بجواؤ اور ڈنکے کی چوٹ جا کر مسلمان ہو جاؤ خونخوار ان باتوں کو سنکر ہنسا اور حکم نواختن طبل دیا نقارہ بجتے ہی ہرکارے خدمت شاہ میں جا کر مخبر ہوئے اس طرف بھی دہل اور دمامے بجے تیاری جدال و قتال شروع ہوئی رات بھر درستی ہوئی جس وقت کہ طاق فیروزہ فام آسمان پر صانع قدرت نے یاقوت رخشان مہر سنگ کوہ خاوری سے نکالا اور بساط گوہر آمود و نور پیش شب کو اکب کو لپیٹا کہ بمقتضای ابیات

چنین تا یکے روز این چرخ پیر	بر آورد گوہر ز دریاے قیر
چو خورشید برزد سر از تیغ نیل	فرو شست گردون غبار از نیل
دگر بارہ شیران نمودند شور	ز گوران ہمہ دشت کردند گور
لغالغل درآمد جرس باورا سے	بجوشید خون از دم کرناے

صبح امیر سوار ہو کر آستان شاہ پر آئے ہمراہ خسرو کجکلاہ مع سرداران عالی جاہ کے وارد دشت نبرد ہوئے لقا بھی آیا فوج زیادہ موج سا تھ لایا بترتیب لشکر خونخوار گینڈے پر چڑھا کر میدان میں آیا ہنرہاے شایستہ دکھا کر طالب ستیز ہوا ازبسکہ جمہور رستم پر معرکہ اٹکا ہوا تھا اس ہنگامے سے وہ جو گویا ہی میں اس باعث سے آج بھی انہیں نے مرکب اڑا اور اجازت لیکر میدان میں آکر مقابلہ کیا چونکہ اول روز نیزہ بازی ہو چکی تھی آج خونخوار نے گرز گران چرخ دیکر لگایا شہزادے نے اپنے گرز پر گر کاٹا اور جواب میں اسکی ضرب سے آپ بھی گرز مارا اُسنے بھی گرز پر روکا مگر دونوں گھٹنے جا کر زمین پر لگے اور کمر پر گینڈے کے وہ ٹکان ٹوٹی کہ ٹوٹ گئی خونخوار کود کر گھوڑا پکڑنے حریف کا چلا تھا کہ شہزادہ بھی کود پڑا دو دو ڈکر لپٹ گئے کشتی آغاز ہوئی یہاں مار اور یہاں جھٹکا بڑی تڑپ اور جھپٹ سے خونخوار لڑنے لگا بعد کشتی میں حسب فہمایش بختیارک مخفی طور پر مکان نے سحر کیا کہ جمہور کی قوت جسم جاتی رہی اُسنے چپٹ کر کے باندھ لیا اس کشتی میں دن آخر ہو چکا تھا لشکر لقا میں طبل بازگشت بجا اور سپاہ دونو جانب کی داخل خیام و بارگاہ ہوئے امیر بھی بارگاہ میں آکر لشکر آسودہ ہوئے امیر نے فرمایا کہ مجکو جمہور کے گرفتار ہونے کا بڑا تعجب ہے سردارون نے عرض کیا کہ ہم جانتے ہیں وہ سحر سے قید ہوا ہے یہان تو یہ چرچا ہے مگر اس طرف خونخوار نے

ملک جی وہ لوگ ایسے ہی ہیں مجھے بھی اُنسے لڑنے کی حسرت ہی آپ نے آج کی جنگ ساحر کو
بھیج کر مفت خراب کی بختیارک نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم چند سے یہاں اور رہو اور تم خود
امیر ہیں جانے کی جلدی کرتے ہو اچھا آج اپنے نام پر طبل بجواؤ اور ڈنکے کی چوٹ جاکر
مسلمان ہو جاؤ خوشخواران باتوں کو سنکر ہنسا اور بکام نواخت طبل دیا نقارہ جنگی ہر کارہ
خدمت شاہنشاہ میں جاکر مخبر ہوئے اس طرف بھی دہل اور دمامہ بجے تیاری جدال و قتال
شروع ہوئی رات بھر ورزش ہوئی جس وقت کہ طاق فیروزہ فام آسمان پر صانع قدرت نے یاقوت
رخشان مہر کو کوہ خاور سے نکالا اور بساط گوہر آمود لوز پر شب کو اکب کو لپیٹا کہ بمقتضای ابیات

چنین تا یکی روز این سپہر	بر آورد گردون سر از دریاے قیر
چو خورشید بر زد سر از گنج نیل	فرو شست گردون قبا را ز نیل
دگر بارہ شیران نمودند شور	ز گوران ہمہ دشت کردند گور
بغلغل در آمد جرس با دراے	بخورشید خون از دم کرناے

صبح امیر نامدار بر گرد آستان شاہ برآمد ہمراہ خسرو کجکلاہ مع سرداران عالی جاہ کے وارد
دشت شدہ خبردار ہوئے لقا بھی آیا فوج زر یا موج ساتھ لایا بعد ترتیب لشکر خوشخوار گیدی بلا بڑھا کر
میدان میں آیا ہنر ہاے شایستہ دکھا کر طالب ستیز ہوا از بسکہ جمہور سے یہ معرکہ اٹکا ہوا
اس ہنگامے کے موجود گویا ہی ہیں اس باعث سے آج بھی انھیں نے مرکب اٹھا اور راجات
لیکر میدان میں آکر مقابلہ کیا چونکہ اول روز نیزہ بازی ہو چکی تھی آج خوشخوار نے گرز گران
چرخ دیکر لگایا شہزادے نے اپنے گرز پر کا تھا اور جواب میں اُسکی ضرب سے آپ بھی گرز مارا
اُسنے بھی گرز پر روکا مگر دونوں گھٹنے جا کر زمین پر لگے اور کمر پر کا بیٹا کے وہ نشان پڑی
کہ لوٹ گئی خوشخوار کود کر گھوڑے سے کرنے عریف کا چلا تھا کہ شہزادہ بھی کود اور دو ٹکر
لپٹ گیا کشتی آغاز ہوئی یہاں مار اور یہاں جٹکا بڑی تڑپ اور جھڑپ سے خوشخوار لڑنے
لگا عین کشتی میں حسب فرمایش بختیارک مخفی طور پر سپاہیان نے سحر کیا کہ جمہور کی قوت
جسم جاتی رہی اُسنے چیت کر کے باندھ لیا اس کشتی میں دن آخر ہو چکا تھا لشکر لقا میں
طبل بازگشت بجا اور سپاہ جنگ دست کش ہو کر داخل خیام و بارگاہ ہوئے امیر بھی بارگاہ میں
آکر لشکر آسودہ ہوئے امیر نے فرمایا کہ مجکو جمہور کے گرفتار ہونے کا بڑا تعجب ہے سرداروں
نے عرض کیا کہ ہم جانتے ہیں وہ سحر سے قید ہوا ہے یہاں تو یہ چرچا ہے مگر اُس طرف خوشخوار نے

قید شہزادے کو منگوا کر سامنے اپنے بلایا اور بعتاب تمام خطاب کیا کہ مین نے تجکو بمردانگی میدان مین
زیر کیا پھر میری اطاعت مین کیا تامل ہی خداوند کو سجدہ کیون نہین کرتا جمہور نے کہا مجھے سحر
کیا اور دغا سے قید کرکے تو لایا اب باتین بناتا ہی خونخوار نے کہا مجکو اصلا اسکی خبر نہین اور
پیکان سے کہا مجھے آپ بدنام نکیجیے اسپر سے سحر اتار لیجیے اسنے اپنا جادو دور کردیا کہ جسم
شہزادے کا توانا ہوا خونخوار نے حکم دیا آہنگرون کو بلاؤ کہ قید بھی کاٹ دین شہزادے نے
یہ سنکر نعرہ زور مین چیخ مارکر ہتکڑی بیڑیان وغیرہ توڑ ڈالین خونخوار نے چاہا کہ مثل
اسکے جیسا کہ اسیر نے میری خاطر کی تھی اسکو بھی تعظیم دیکر مہمان بناؤن اور خلعت دیکے
رخصت کرون شہزادے نے فرمایا کہ ہم غیر مذہب کے یہان کا پانی تک نہین پیتے اگر تجکو
ہمسے مقابلہ منظور ہی تو اٹھ کھڑا ہو کار امروز بفردا مگذار اسی وقت نصیب آزمائی کر خونخوار
یہ سنکر دنگل سے کودا اور سامنے بارگاہ کے اکھاڑا ویسے صحن بارگاہ کرسی و دنگل سے خالی
کرایا اور جیٹ لنگوٹ باندھ کر شہزادے سے مقابل ہوا اجنبیا رنگ نے کہا یا خداوند میان
خونخوار اب چلے یہ کسی طرح نہ کھینچیگے غرضکہ دونون مین دستیان کھینچ کر داؤن اور پیچ
شروع ہوے جمہور نے چار گھڑی کی کشتی مین اکھیڑ کر مارا کہ چارون شانے چت کردیا اور چھاتی
پر بیٹھا چاہتا کہ سوال سلام کرکے اسکے انکار پر سر اسکا گردن سے کھینچے لیکن اسنے جھکے
سے کہا کہ اے شہریار مین آپکا غلام ہون یہان سے آپ جاکر میری بارگاہ کے قریب ٹھہریئے
مین بھی آتا ہون جمہور اسکے سینے سے اٹھا اور پکار کر کہا کہ اے فرقہ لقا پرستان مین جاتا ہون
ہی کوئی تم مین ایسا کہ روکے مجکو کسی نے جواب نہ دیا یہ باہر آکر ٹھہرا بعد کچھ دیر کے خونخوار
بھی اٹھ کر آیا اور جمہور کو بارگاہ مین اپنی لایا اس ہنگام مین وہ لقیہ ون تمام ہوا اور
فلک خونخوار نے جمہور کو ایک بارگاہ زرنگاری مین بلایا اور کلیچہ ناہ کو ہمرو عورت رو برو
مہمانون کے پیش کیا کہ بموجب اسکے قطعہ

سپاہی پدید آمد از کنج راہ	جہان خوش نما شد کہ گرد و سیاہ
بر آشفت گردون چو زنجیر ...	بزنگی بدل گشت گشتہ سپید

خونخوار نے اپنی فوج کے افسرون کو بلایا اور فرمایا آگاہ ہو کہ یہ مسخرہ لقا دعوی خدائی کا
کرتا ہی مگر کیسا خداوند ہی کہ جو اسکی مدد کو آتا ہی مارا جاتا ہی اور ذلیل ہوتا ہی بنابر اسکے مین نے
اطاعت خدا پرستون کی اختیار کی اور خدا کو واحد و لاشریک جانا اب تم بھی مسلمان ہو

اور میرے ساتھ چلو افسرون نے کہنا اسکا بدل منظور کیا اور خدا کو یکتا اور سب یہ مانند مانا اُس وقت انکو حکم دیا کہ تم جاکر مخفی طور سے لشکر اپنا تیار کرا رکھو اور ہم بھی سوار ہوتے ہین اس لشکر بے ایمان لقا پر شبخون مارکر خدمت امیر مین چلو افسر یہ حکم پاکر گئے اور کمیدان نے پلٹن کو اور رسالہ دار نے رسالے کو تیار کرایا اس اثنا مین خوجہ شغوارا اور جمہور نے نکل کر فوج لقا پر حملہ کیا لشکر کو بیہوشی کا نام و نعرہ اپنے مالک کا سنکر تلوارین کھینچ کے جا پڑا فوج لقا کی غافل تھی انسی ہزار کو بیہوش کر کے لشکر مین کھلبلی پڑ گئی فوج نے خوجہ شغوارا کی لٹا مین خیمون کی کاٹ دین کہ وہ جھوم کر گرے لوگ اُسکے نیچے سے نکلنے نہ پاتے تھے کہ انہون نے گھوڑے دوڑا دیے پھر تو یہ عالم ہوا کہ جیسے دام مین چڑیان پھنس کر پھڑکتی ہین سب کا طائر روح تڑپ کر قفس تن سے پرواز کر گیا اور وہ غلغلا اُسوقت برپا ہوا کہ صیاد فلک کا کلیجہ شق ہو جاتا تو عجب نہ تھا چار طرف بدحواسی مثل ابر کے چھا گئی کہ لمؤلفہ

گرا کٹ کے خیمہ تو عالم یہ تھا — کوئی اُٹھ کے بھاگا کوئی گر پڑا
کوئی اپنا گھوڑا لگا کھینچنے — تو گھوڑے کو دُم مین لگا کھینچنے
لگام اسپ اُسکا تھی باہمدگر — کہ کھولا جو گھوڑے کو بس کھینچ کر
اگاڑی نہ کھولی پچھاڑی کو کھول — چڑھے آ کے اٹھ جلدی سے تلوار تول
کوئی زیر جامے کو گردن مین ڈال — یہ بولا گریبان تنگ ہے کمال
غرض اضطراب انکو اسدرجہ تھا — کہ جامے کا پیجامہ ہونے لگا
اس اثنا مین مردان جنگ آزما — عدم کا دکھانے لگے راستا
چمکنے لگی برق شمشیر پھر — برسنے لگے ہر طرف تیر پھر
چلی صرصر تیغ سن سن وہان — بجھی شمع ہستی دشمن وہان
یہ اُگلنے تھے تلوار دن نے منہ سے لعل — کہ تھا عارض شاہد ارض لال
ہوئی آتش کینہ شعلہ زن — کہ تھا ہر طرف الحذر الحذر
ہوا جان دینے کی ایسی بڑھی — کہ باغ اجل مین بہار آ گئی
ہوئے قطع اس طرح سے نخل تن — کہ ہو قطع جس طرح سرو چمن
کھلے ہوئے زخمون سے تھے نخل قد — گلستان تھا میدان رزم جدوکد
سرون پر تھی یون ڈھال سایہ فگن — کہ چھایا ہو جیسے سحاب چمن

کشاکش مین وہ اس طرح سے پڑے	کہ تار نفس سے کے جھوٹے پڑے
عدو فوج لشکر کا قد بے خیا	نہ تلوار کی آنچ کو سہہ سکا

اسی اضطراب مین پلٹن ایک طرف سے آئی اُدھر رسالہ کھڑا تھا اسکو فوج عدو سمجھ کر لڑنے لگی
رسالہ ایک جانب سے آیا وہ اپنے ہی یہان کی پلٹن سے بھڑ گیا لقا اور بختیارک وغیرہ بارگاہ
سے باہر دوڑے سارا لشکر باہم لڑتے دیکھ کر حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے ادھر جمہور اور خونخوار
تلوارین مارتے اپنی فوج کو لیکر شکست لشکر اسلام چلے یہان بھی طلایہ قایم تھے اور ساری فوج
کمر باندھے مستعد تھی اس لشکر کو آتے دیکھ کر طلایہ والے آگے بڑھے اور پکارا کہ کون آتا ہے جمہور
سارے لشکر کو ٹھہرا کر اکیلا فوج اسلام مین آیا اور سارا ماجرا بیان کیا اسوقت لشکریان اسلام
بہر استقبال خونخوار گئے اور ساتھ اسکے لشکر کے آنے سے کر آئے جاکر فوج نے کوہ بیدر کی خیمے
برپا کیے اور اقامت پذیر ہوئے اور خونخوار کو جمہور نے اپنی بارگاہ مین لا کر فروکش
کیا اُس طرف لشکریان لقا کو باہم لڑتے دیکھ کر بختیارک نے کہا شاید حمزہ شبخون آیا ہے
مین ابھی سحر کرتا ہون بختیارک نے کہا حمزہ کا یہ دستور نہین جو شبخون آئے اور غفلت مین کسی
کو ہلاک کرے ہان حمزہ اور اُس کی اولاد اُس جگہ شبخون مارتے ہین کہ جہان لاکھون آدمی
ہو رہے ہون اور وہ اکیلے ہون لہذا یہ ہرگز نہی کرنی اور سحر کی تم سحر نہ کرو کہ سبب شبخون
جو ہماری فوج آپس مین لڑتی ہو اچھا نہ ہوگا طبل امان بجاؤ کہ سب کے کان مین صدا اسکی
پہونچے اگر حریف شبخون آیا ہے تو لڑائی موقوف نہوگی اور باہمی جنگ موقوف ہوجائیگی بختیارک
نے اسکے کہنے سے کچھ سحر پڑھا کہ منارہ سا پتلا برج سے ہوا آکر نعرہ زن ہوا کہ اے بندگان خداوند
کیون باہم لڑتے ہو جنگ موقوف کرو یہ ندا ہر ایک کے گوش زد ہوئی اور لڑائی موقوف
کی معلوم کیا کہ باہم آپس مین نبرد آزما تھے آخر سب نے پھر قیام کیا مگر اِس جنگ مین بھی لاکھون
آدمی مارے گئے دشت مین خون کے نالے بہے رات بھر اسی ہنگامے مین ہر شخص رہا جس
وقت کہ میدان عالم شفق خونین رنگ سحر سے گلنار ہوا اور خورشید خونخوار طاعت کی جمہور
انجم پر چھاپا مارا کے قطع ہم

دگر روز کاین نور سجادہ رنگ سا	ز پہلو ... بر پا بشاد ...
زمین فرش سیفور چون در نوشت	برآورد ... با تیغ و طشت
بفرمان ... اند	دوان مین صحرا وطن ساختند

صبح کو لقا پر ظاہر ہوا کہ خونخوار سینکڑون بار کر لشکر اسلام مین چلا گیا کف افسوس ملکر خاموش ہو رہا اور وہان شہنشاہ گیتی ستان تخت سلیمانی پر آکر جلوہ فرما ہوے تھے جو چلکے آکر زمین ادب کو بوسہ دیا اور خونخوار سے نذر دلائی اور ماجرا سکے دوشین عرض کیا بادشاہ دستگیر نے خونخوار کو براہ عنایت تشریف سے خلع فرمایا بارگاہ رہنے کو عنایت فرمائی خراج اسکے ملک کا معاف کیا اور ہمیشہ سرکار سے مقرر فرمایا پھر جلسہ عیش شروع ہوا ناچ ہونے لگا مگر لشکر لقا مین ایک کہرام برپا تھا یعنی رات کو بیٹا باپ کے ہاتھ سے مارا گیا تھا اور باپ بیٹے کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا کوئی سر پیٹتا تھا اور کوئی گریبان چاک کرتا تھا بختیارک نے افسران فوج کو بلا کر بہت کچھ زر و جواہر دیا اور نہایت تسکین و تشفی دلداری کی پھر خدا ذوالجلال سے کہا کہ مین جا کر بہانے سے سحر کرتا ہون کہ لشکر عدو پر ایسی آفت آئیگی کہ جس سے جانبری کسی طرح نہ ہوگی یہ کلمات لقا کو کہنے نہ پایا تھا کہ صدف جادو نام ایک سردار نے عرض کیا کہ آج مین طبل جنگ بجوا کر امیدوار ہون کہ اپنا سحر عدو سوز دکھاؤن بختیارک نے کہا کیا مضائقہ ہے یہ حکم سنکر صدف سحر کرنے اٹھ گیا اور اپنے خیمے مین دو دن تک سحر کھینچا کیا پھر صدف جادو کے گوہر آبدار کو اکسیر ظاہر ہوا اور شعبدہ حقہ بازی یا کہ سحر سے رشتہ سوا ہوا کہ ابیات

ہوا از تیرہ شب روز روشن نہفت	طلایہ برون رفت و جاسوس خفت
شب تیرہ پہلو بہ بستر نہد	لطایف پژوہی ستارہ شمرد

شام ہوتے ہی طبل جنگ کے بجوا یا صدا اسکی مثل موج کے لشکر مین پھیلی ہرکارون نے جاکر بادشاہ سے عرض کیا کہ بیت

ستمہا شہر یا جہان داورا	فلک پائگہ مشتری پیکرا

آج پھر لقا ناہنجار آمادہ کارزار ہے نقارہ رزمی بجا ہے ہر ایک آمادہ حرب و مہیاء قتال ہے شاہ اسلام نے بھی نقارہ بجوایا وہی قہر و غضب کا ہنگامہ لشکر مین شب بھر برپا رہا جب صبح کہ عروس عالم کو مادر دہر نے زیور زرین تار شعاع مہر سے آراستہ کیا اور جہان دود آمیز ظلمت شب سے رہائی پاکر مثل لقا و بخلاف کے روشنی پذیر ہوا کہ نظم

دگر روز کاین ساقی صبح خیز	زمے کرد بر خاک یاقوت ریز
دو لشکر چو دریاے آتش دمان	کشادند بازار کینہ کمان

امیر مسیحا سے درد ولت شاہ پر آئے اور گشت بادشاہی کو قلب لشکر مین رکھ کر بڑے کردفر

گرد خیام اور بستر سب غرق دریای آتش ہوگئے ہین مرکز خاک کرۂ نار ہی ہوا سموم جلتی ہی ہتھیلی بازو
کی آگ اوگلتی ہی اس طرح رؤین رؤین سے بسبب حرارت کے چنگاری نکلتی ہی اُف اُف ہر دہن
سے جاری ہی ظاہر ہے کہ یہ شرارت اُن انسانون کی ہی جو فرقۂ ناری ہی دل سینون مین جلتے ہین
آبلے دانون کی طرح پُھنتے ہین کہ مثنوی

شعلے پیدا تھے پیرہن سے
چنگاریاں اڑتی تھین بدن سے

آتش افشان ہوا تن کوہ
پرستان مین تھا مسکن کوہ

جو سنگ تھا وہ شرر فشان تھا
اوس پہ سماق کا گمان تھا

دل اہل جہان کا جل رہا تھا
آہون سے دھوان نکل رہا تھا

دست مژگان سے دیدۂ تر
پنکھے جھلتے تھے مردمک پر

سرد و تھی سیف کی روانی
قطرہ لب تیغ پر تھا پانی

آخرا دھر تو سب نے سجادے بچھائے اور دعا درگاہ خدا مین کرنے لگے اور اس طرف عیار
بھیس بدل کر لشکر لقا مین گئے اور فکر عیاری مین ٹھہرے اور جواسپیان لشکر عدو کے
یہ خبر لقا کو پہونچائی اُس کمبخت کو موقع اتھا ہاتھ آیا پکارا کہ دیدی قدرت مرا کیسا غضب اپنے
بندگان مغضوب پر نازل کیا سب کافرون نے کہا کہ برحق یا خداوند تجھ مین بڑی قدرت ہے
یہان تو یہ تذکرہ ہی اُدھر عیار جو لشکر مین پھر رہے تھے اُن مین سے برق فرنگی اُس طرف
وا نکلا کہ جہان پیکان کا باورچیخانہ ہی اُسکی شکل ساحر تھا داروغہ مطبخ کو اشارہ سے
بلایا وہ سمجھا کہ یہ ساحر میرے مالک کا نوکر ہے کچھ تو سبب ہی جو بلاتا ہی غرضکہ اُٹھ کر قریب آیا
اُسنے کہا مین ابھی دربار مین تھا حضور فرماتے تھے کہ داروغہ مطبخ کا تغلب و تصرف کرنا
ظاہر ہو چکا ہی سزا دینا واجب ہی داروغہ کا یہ کلام سنکر جی چھوٹ گیا اُسنے کہا کہ تم مجھے
نہین جانتے ہو مگر مجکو تمہارا بہت پاس ہی چلو دیو ابھی سے تمہاری سفارش کردون کہ کھانا
ٹھیک سا کر دین داروغہ اُسی وقت منت کرتا ہوا ساتھ ہوا اُسنے مقام تنہائی پر اُسکو لاکر دیبا
بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہوا فی الفور یہ صورت اُسکی بنا پیرہن اُسی کا پہنکر اور اُسکو زیادہ بیہوش
کرکے گٹھری باندھ کر جنگل مین لاکر ڈال آیا آپ وہان سے مطبخ مین آکر اہتمام کھانا پکانے کا
کرنے لگا آخر سب کھانے مین بیہوشی ملادی اور وہان پیکان کو جب بھوک لگی دربار سے
اُٹھ کر آیا کھانا طلب کیا داروغہ نے خوان کھانے کے بھجوائے اور خدمتگارون کو بھی کچھ کھانا

دیا پھر سامنے مالک کے حاضر ہوا وہ اپنے رفیقون کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا جب کھانا کھا چکا چاہا
دربار مین جاؤن مگر سر پھرنے لگا لیٹ رہا اور یہی کیفیت سب رفیقون اور نوکرون کی ہوئی
آخر سب بیہوش ہوئے برق نے خنجر نکال لیا چاہتا تھا کہ اسکو ذبح کرے اتفاق سے ایک ساحر خونخوار
جادو نام باہر سے آیا اُسنے دیکھا کہ ساری محفل بیہوش پڑی ہے اور ایک شخص بیکان کو قتل
کیا چاہتا ہے یہ دیکھتے ہی سحر سے برق کو گرفتار کیا اور پوچھا تو کون ہے اُسنے کہا عیار ہون
قتل کرنے ساحرون کو آیا تھا خونخوار سارا حال سنکر اسکو باہر لیکر چلا کہ قید کرا آؤن جب بارگاہ
کے باہر آیا مہر ہنگ مصری عیار بھی بہر عیاری آیا تھا اُسنے پشت پر سے حلقہ کمند کا مارا
خونخوار غافل تھا اُلجھ کر گرا جب تک سنبھلے اسنے خنجر مارا کہ سر اُسکا کٹ گیا غل و شور
برپا ہوا برق اور مہر ہنگ دونون بھاگ گئے ساحر شور سنکر دوڑے بارگاہ مین آکر بیکان
وغیرہ کو ہوشیار کیا جب سب ہوشیار ہوئے بیکان کے حواس باختہ ہوگئے اور جلد سوار
ہو کر دربار خداوند مین گیا عیارون نے اسکو جاتے دیکھکر تعاقب کیا صورت بدلکر دربار
مین جا کھڑے ہوئے بیکان نے سب کیفیت بیان کی کہ آج عیار مجکو قتل ہی کر چکے تھے عیار
بولا آج بچ گئے تو کل قتل ہوگئے اب بچنا دشوار ہے مرشد زادے کے در پے ہلاک ہوچکے ابھی گفتگو
مین تھے عیار اور اشتہت بھی پہاڑ پر سے آئے بختیارک نے کہا تمنے لشکر اسلام پر سحر کیا کہ
یہان نہ ٹھہرو نہین ہلاک ہوگے اشتہت نے پیشتر عیار سے کہا کہ کوہ عقیق کے پاس کوہ
سنجر ہے وہان ایک احاطہ سحر بنا ہے اور اُس مین ایک جوگی بیرا دوست اور اُسکے چیلے
رہتے ہین وہان چل کر ہم تم بھی رہین اور حمزہ کا اسم اعظم بند کرین کیونکہ ہمنے یہ سحر ایسا
کیا تھا کہ تمام عالم دریاے آتش مین غرق ہوجاتا مگر حمزہ نے اُنکے حصار کرکے لشکر اپنا بچا لیا
اور محنت گوارا کرکے سارا سحر دن بھر مین باطل کر دیگا یہ کہکر وہ سنجر کی طرف چلے اُس
وقت بختیارک نے کہا تمنے بڑا غضب کیا جو نشان اپنے مسکن کا بتا دیا عیار وہان
پہونچین گے کیونکہ وہ یہان ضرور ہونگے یہ کلام سنکر اشتہت ہنسا اور کہا خود وہان آئیگا
مارا جائیگا ہم اس لیے وہان جاتے ہین کہ تنہائی مین اپنے بیگانے کی تمیز ہوتی ہے اور
کثرت لشکر مین عیار شناخت نہین ہوسکتے اور بچنا بھی دشوار ہے یہ کہکر پرواز کرکے
روانہ ہوئے عیار بھی اُنکے تعاقب مین باہر بارگاہ کے نکلے اثناے راہ مین چالاک
ابوالفتح سے ملاقات ہوئی کل حال اُسنے بیان کیا اُنھون نے کہا تم یہین ٹھہرو ہم کوہ سنجر

کی طرف جاتے ہین یہ کہکر روانہ ہوئے مگر اول وہ دونون ساحر احاطہ سحر کے قریب پہونچے
دیکھا دروازہ بند ہے یہ سحر سے دیوار پھاند کر چلے جوگی کے چیلون نے غل مچایا کہ چور آئے
انھون نے قریب جاکر جوگی سے اپنے تئین ظاہر کیا اُسنے پہچان کر اتیت کو گلے سے لگایا
مرگ چھالا بچھا دیا یہ دونون بیٹھے پھر چیلون سے کہا تمہارے یہان مہمان آئے ہین جلد انکے
لیے بھوجن کو لاؤ چیلے کچھ حلوا اور پوری اور مٹھائی تھالیون مین لائے اتیت نے کہا
پہلے نشے پانی سے فراغت کرلین تو کھائین جوگی نے چیلون سے کہا شراب انکے لیے جلد لاؤ
چیلے گویا ہوئے کہ باباجی دارو تو نہین رہی ٹھنڈائی البتہ بنا سکتے ہین جوگی بولا کہ بازار سے
لے آؤ دو چیلے نکل کر روانہ ہوئے جب کوہ سنگ سے آگے بڑھے ادھر سے دونون عیار جو احاطہ
سحر ساحر بنے ہوئے ڈھونڈتے آتے تھے چیلون کو دیکھکر قریب آئے اور کہا احاطہ سحر مین
ہمارے مالک گئے ہین تمکو وہ مقام معلوم ہو تو بتا دو چیلون نے کہا تم اتیت جی کے نوکر
ہو عیارون نے کہا ہان چیلے بتانے لگے کہ ادھر سے پھر کر یون سامنے کو جاؤ تو ہرے کھیت
ملینگے اُسکے آگے ببول کا جنگل ہے اُس مین ہوکر جہان ندی ملے اُسی کے کنارے احاطہ بنا
ہے عیار جب یہ سن چکے پوچھا تم کہان جاتے ہو انھون نے سارا ماجرا شراب منگانے کا بیان کیا
عیار پاس تو کھڑے ہی تھے سنتے سنتے دونون نے بیضہ بیہوشی مارے کہ چیلے بیہوش ہو
گئے انکی صورت بنکر لباس وہی پہنکر بوتلین شراب کی آغشتہ بیہوشی لیکر اُس پتہ پر روانہ ہوئے
ہین چلے اور آکر احاطہ سحر مین پہونچے دیکھا کہ احاطہ مین مختصر سا باغ لگا ہے گل و ثمر سے
پھلا پھولا ہے بیچ مین چبوترے پر جوگی کان مین کنڈل پہنے ہاتھون مین لوہے کے کڑے
ڈالے بھبوت ملے بیٹھا ساحرون سے باتین کر رہا ہے دونون عیارون نے بوتلین جاکر
سامنے رکھدین ساحر تو انتظار شراب مین کھانا لیے بیٹھے ہی تھے فوراً پیالیان بھر بھر کر پینے
لگے جوگی نے چیلون سے کہا میری ٹھنڈائی بھی لاؤ عیارون نے الگ جاکر چیلون سے
جو دو ایک وہان تھے بھنگ طلب کی انھون نے کہا طاق پر رکھی ہے اور وہین سل بھی ہے
اسوقت گھوٹنے مین عرصہ ہوگا جاکر پیس لاؤ لیکن ذرا زیادہ بنانا کہ ہم تم بھی پئین عیار
گئے اور بھنگ پیس کر بیہوشی ملا کر چیلون کو تھوڑی دیتے آئے باقی لٹیا مین بھر کر
سامنے جوگی کے لائے وہ بھی پی گیا بعد ایک لمحہ کے سب بیہوش ہوئے عیارون نے سب کے
سر کاٹ ڈالے غل و شور برپا ہوا عیار بھاگ کر لشکر کو چلے یہان وہ حصار آتش جو گرد لشکر

تھا غائب ہوگیا اور اہل اسلام نے بلا سے نجات پائی طبل بشارت پر چوب پڑی جو اہل لشکر
لقا خبر لیکے گئے اور بعد ادائے مراسم ادب عرض رسا ہوئے کہ لشکر غارتگر نے سحر کی آفت سے
نجات پائی شیطان سکار اکہ دو بار اگیوں میں نہ کہتا تھا کہ اب جانبری غیر ممکن ہے بیکان کو
اسوقت غصہ آیا اور کہا یا خداوند آپ کیسی الٹی تقدیر کرتے ہیں کہ جو آپ کی مدد کرتا ہو وہی
مارا جاتا ہے لقا نے گڑگڑا کر بختیارک سے کہا کہ اے بے ادب تو بھی اس لائق ہوا جو شہنشاہ خداوندی
میں دخل دینے لگا اب تو بھی مارا جائیگا بیکان خفا ہونے سے خدا ڈانٹنے سے ڈر گیا اور وہ
خاموش ہو رہا ازبسکہ اس ماجرے کے گذرنے میں دن ختم ہو چکا تھا اور شہ شتل جوگی
سکندر ل ہالہ ماہ کا کان میں ڈال کر اٹھا چار دانگ عالم میں آئی تھی اور ستاروں کو
چیلون کی طرح اپنے ساتھ لائی تھی کہ مقتضائے ابیات

چو سلطان شب چتر بر سر گرفت	سواد جہان را ز عنبر گرفت
ستارہ چنان گنج از زر فشاند	کہ صد زمین گاو در گنج راند

بیکان نے طبل جنگ بجوایا جسکی کیفیت سمع ہمایون شاہ اسلام میں ہرکاروں نے پہنچائی
ادھر بھی نقارہ جنگ بجا حسب دستور دربار برخاست ہوا بہادر تیاری جدال و قتال کی
کرنے لگے ادھر بختیارک نے کہا اے بیکان آج تم بے جنگ نہیں معلوم ہوتے اسنے کہا تو
بیشک سچا ہے لیکن میں بہت ہوشیار رہونگا یہ کہکر دربار سے اٹھکر اپنی بارگاہ میں آیا اور
چار شمع سحر پڑھ کے چار سمت بارگاہ کے روشن کرکے ملازمین وغیرہ سب کو باہر بارگاہ کے
بھیجا اور سر آنچہ بارگاہ کے اٹھوا دیئے کہ روشنی دور تک شمعوں کی پھیلی غرض ایسا بندوبست
کرکے باطمینان تمام آرام پذیر ہوا اور لشکروں میں ہتھیار صیقل ہونے لگے بہادر بچھونے داد شجاعت
دینے لگے لیکن عیاران اسلام اس فکر میں چلے کہ بن پڑے تو بیکان کو اس شب خواب میں
میں گرفتار کریں اس ارادے سے سب لشکر عدو میں پہونچے دیکھا کہ بارگاہ کے سامنے آگے
ہیں شمعیں روشن ہیں بیکان آرام کر رہا ہے حاجب دربان کوئی نہیں ہے تاہم یہ دیکھکر برق نے
کہا اس میں کوئی اسرار ہے ہم سب یہاں ٹھہریں ایک شخص جاکر عیاری کرے آخر یہی کیا
ٹھہرے اور مہر سنگ آگے بڑھا جب شمع کی روشنی میں پہونچا سوجھنا موقوف ہوگیا ناچار
پھر آیا علیحدہ جب ہوا پھر دکھائی دینے لگا سمجھا آنکھ میں وہان کچھ پڑ گیا تھا یہ سوچکر آنکھ ملتا
ہوا پھر آگے بڑھا پھر وہی نقشہ ہوا اسوقت خیال کیا کہ یہ شمعیں سحر کی ہیں اسکی [illegible]

ساتھیوں پاس آکر سب حال بیان کیا عیاروں نے کہا نقب لگا کر اندر بارگاہ کے چلو شمعون کو
اوپر جلنے دو یہ کہہ کر چالاک ایک گوشہ میں گیا اور نقب کھودنے لگا جب شمع کی روشنی جس
زمین پر تھی وہاں پہونچا خنجر سے زمین کو کھودا او رفولاد کی طرح زمین سخت تھی مجبور ہو کر نقب
سے باہر نکل کر منھ اُسکا بند کرکے باہم صلاح کی کہ ایک پہاڑ پر چڑھ کر شمعون کو پتھر مار کر گرا دو
گرمین ادھر ایسا ہی کیا مگر جو پتھر مارا وہ الٹا پھر آیا شمعون تک نہ پہونچا خلاصہ یہ کہ کوئی تدبیر پیش
نہ گئی آخر وہ رات تمام ہو گئی اور کماندار مشرق چرخ مقوس پر با پیکان شعاع آیا اور ترکش
انجم بند ہوے شب آیا جنگاہ خطرناک فنا ہوا کہ بمقتضائے نظم

دگر روز کین ترک سلطان شکوه	ز دریائے چین کوہ بر زد چو کوه
گرایندہ شد ہر دو لشکر بخون	علم برکشیدند چون سبز گون
درآمد ز دریا بہ غرّیدن ابر	ز ہر بیشہ بر سر برون زد ہزبر

سپاہ ہر دو سو کینہ خواہ دشت مصاف میں آئی بادشاہ جمجاہ کو تمام سرداران امیر نامدار
کے عیش محل سے لیکر جنگاہ میں آئے ایک طرف سے لقا مع پیکان کر سپاہ کے تا فوج
بیشمار وارد ہوا اٹھ گرد ایسا بلند ہوا کہ خاطر پیر گردون میں غبار ستم آیا نوجوانوں کو خاک
میں ملانے کا موقع ملا فوج میں صف کشی ہوئی دشت نبرد صاف ہوا مگر دلوں میں کدورت
آئی نقیبوں نے مذمت دنیائے فانی سنائی کہ بیت ۔ اسفندیار جہانگیر گرد + کہ از چشم
زخم جہان جان نبرد + کہاں دلیر وہ اسفندیار ہے نہ رستم دستان ہے فقط نام وری کی باقی داستان
ہے تم بھی گوئے شجاعت میدان سے لیجاؤ رستم کی روح کو شرماؤ خلاصہ بعد ترتیب لشکر پیکان
پھولوں کی چھریاں بجائے تیغ و تیر و سنان کے لیے میدان میں آکر مبارز خواہ ہوا لشکر اسلام
سے فرامرز عادو معروفی پسر خواندہ امیر شاہ ملک مغرب بادشاہ سے اجازت لیکر سامنے
اُسکے گیا اور طالب ضرب ہوا اُسنے پکار کر کہا کہ اے نسیم شہزادہ گرمی میں آیا ہے اسکو ٹھنڈا
کر دے یہ کہتے ہی ایک جھونکا ہوا سے سرد کا آیا کہ فرامرز گھوڑے سے بیہوش ہو کر گرا بعد
لمحے کے جب ہوشیار ہوا اُسنے پھول کی چھڑی کندھے پر رکھ کر کہا اے شہزادے خداوند سامنے
کھڑے ہیں جاؤ اور سجدہ کرو اپنے معبود کو پہچانو فرامرز اُسی وقت گھوڑے پر چڑھ کر سامنے
لقا کے گیا اور سجدہ کرکے صف لشکر میں آکے جا کھڑا ہوا اُس گبر نے کہا آخر میرے بندے میں
کہاں تک مجادلہ پہچانیں گے غرضکہ بعد جانے فرامرز کے پیکان نے پھر مبارز طلبی کی

سرداران فراہم زایک کے بعد ایک بارادہ رزم گئے مگر اُسکے سحر سے لقا پرست ہوئے چار سو
سردار شہزادہ مذکور کا جب جا چکا اُسوقت علمشاہ بن حمزہ اجازت لیکر سامنے گئے مگر اُنکو
بھی زمانے نے سرد مہری دکھائی یعنی چہرہ زنگا ہوا اُسکے سر کا کھا کر اول تو بیہوش ہوئے اور
دوبارہ پھول کی چھڑی کھا کر لقا پرستی اختیار کی خلاصہ کلام دن بھر یہی ہنگامہ گرم رہا کئی
ہزار ہمرہی ہزار آزمودہ کار جا کر دشمن کا شریک ہوا اُسوقت کہ بند ہوے شب تعالی بادگی سے کر
پوجا کرنے آیا اور ترک خاوند مثل شہزادہ سفر سب کے سر سجود ہوا کہ ابیات

بدین گونہ تا شب در آمد بسر	شہ از رخ ... کس درمیان کارگر
بہ مولیت وشب عذر خواہ آمدند	زر سیدان کس خوابگاہ آمدند

لشکر دونوں میں طبل آسائش بجا امیر غمناک بقیہ فوج لیکر مراجعت فرما ہوئے لشکر آسودہ ہوا
عیار فکر عیاری میں راہی ہوئے اُس طرف لقا نے سرداران اسلام کے پیچھے بارگاہ پاس کے
گوہر نگار رہنے کو اور کنیزان فاخرہ لباس و ماہ رخسار خدمت کو عنایت فرمائیں اور بارگاہ میں
روبرو اپنے کرسیان مرصع کار بیٹھنے کو دیں اور استفسار کیا کہ لشکر اسلام سے مقابلہ کروگے اُنہوں
نے اقرار کیا کہ جو خداوند کی طاعت نکریگا ہم اُسکے دشمن ہیں لقا ان باتوں سے بہت خوشنود
ہوا اور حکم کیا کہ یہاں جو دریا کہ واقع ہوا ہے کنارے اُسکے بساط شاہانہ اور اسباب ملوکانہ
ساز و سامان خسروانہ مہیا ہو کہ میں ان شہزادوں کی دعوت کرونگا اس حکم کے سنتے ہی چیلیان
اور ملازم اُسکے روانہ ہوئے ایک بیشہ سبز و خرم بر لب آب تجویز کر کے تعمیل حکم کرنے لگے کو سختی از
فروغ مہر و ماہ کر دی فرش قاقم لب ساحل بچھایا کہ جسکی صفائی کو رو برو چہرہ ماہ واقعی نظر آیا کہ قطعہ

چو پیدا نگارے آمد پدید	کہ از خیرگی سر بپوشد خورشید
پے آہو از چشم انگیختہ	چو بر سفیہا نافہا ریختہ
سوادے کہ در وے سیاہی نبود	دگر بود جز پشت ماہی نبود
برآراست بزمے چو روشن بہشت	کہ دندان شیران بران شیر بہشت
نشاطے فتد نزہی ساختند	بساطے ہم از قند مزہ انداختند
نشستہ بر آتش ز ہر کشورے	شراب او ستادے و را شکری
نوا ساز خنیا گران شگرف	تقالون نوازان برآوردہ حرف

جب سامان عشرت مہیا ہو چکا لقا سرداران اسلام کو لیکر انجمن انبساط میں آکر بیٹھا اُسوقت

صحرا کی سرسبزی اور نازنینان شام زلف وصبح رخسار کا مثل سحر خرمی سے خندہ زن ہونا
ایک لطف تازہ اور سرست بے اندازہ دیتا تھا ساقیان مہر دیدار زر لوبر جواہر کار پہنے حاضر
تھے شراب یاقوت رنگ سے دل و دماغ مالا مال کامرانی کرتے تھے فی الجملہ سفینیار زرکس
نے کان میں خداوند کے کہا کہ سرداران اسلام مسرور بیٹھے ہیں اس وقت شراب ہمارے یہاں
کی کہ اُنکے نزدیک کافر ہیں پی لیں گے مگر جب اُنکو ہوش آئیگا اور سنا واشغال ورسا حرد ن
نیزہ پیکان بھی مارا گیا پھر یہ لوگ اس طرح بُرے طور سے پیش آئینگے کہ جان بچنی مشکل ہوجائیگی
کہ ہمکو شراب کافر وغیرہ نہیں دینے چاہیے بالآخر اب کیا لازم ہے کہ ان میں سے ایک شخص سے حکم دیجیے
کہ جیسے سنا ہے کہ اہل اسلام میں شراب عمدہ ہوتی ہے تم جا کر خرید کر لاؤ اور لیتے ہی ہاتھ سے سب
اپنے بھائی بندوں کو پلاؤ لقا نے اس راے کو پسند کیا اور فرامرز سے یہی باتیں آموختہ
شیطان کہیں فرامرز اُٹھ کر لشکر اسلام میں گیا خلاصہ یہ وار ان نے اپنے شہزادے کو کچھ کرنے
نہ کیا کیونکہ اگر پانی ہونگا یہ مجکو مار ڈالینگے اور میں انہیں اٹھا نہ اٹھا سکونگا فی الجملہ شہزادہ ذکر
میخانہ سے پکڑ کر منگا سے شراب لایا اور سب کو پلانے لگا جلسہ ناو نوش شروع ہوا عیاران
اسلام بھی اس دشت میں پھر رہے تھے ان میں سے الیراس قریب انجمن آیا اتفاق سے
ایک ساقی بھی کسی کام کو اُس طرف آیا اُسنے دور کر اُسکے جنا بیہوشی مارا کہ وہ چکر کھا کر
گرا اس سبب ہجوم خلق تھا کسی نے اُسکو نہ دیکھا ساقی کو یہ اُٹھا کر الگ لایا اور پیرہن اُسکا
لیکر صورت اُسی کی ایسی بنکر محفل میں آیا اور جام شراب آغشتہ بیہوشی سامنے مہمان
کے لایا اُسنے اسکی صورت دیکھ کر ایک قہقہہ لگایا اور کہا کہ روشن منھ پر سے عیاری کا
اتر گیا اسنے گرفتار کر لیا اسکے گرفتار ہونے سے پھر اور کوئی عیار جسارت پذیر نہوا اور یہ
جلسہ ایک رات اور دن پھر جمع رہا جسوقت کہ فراش روزگار نے بساط زعفرانی زرد اُٹھایا
اور بند مشک فام حریر سیاہ شب کو عالم میں بچھایا کہ شعر

چو شب قفل شد درہ بزر د رنج	ترازوے کافور شد مشک سنج
ز لشکر گہہ شاہ شد بر سمند	[illegible] برآمد بہ چرخ بلند

طبل جنگی بجے شاہ اسلام سے ہرکاروں نے جاکر بہزاران احترام خبر دی اس طرف بھی طبل
و نقارے نواخت میں آئے اہل اسلام کے دلوں میں خوف و بیم پیدا ہوا کہ کل لڑائی سخت
ہوگی کہا ہے سردار جو مشہور ہیں اُنسے سامنا ہوگا اسطرف خشخش شروع وزاری کی تھی

طرف ناؤ نوش و کامگاری تھی بیکان اور بختیارک فرداً عشرت سے ایک جگہ بیٹھ کر چوسر کھیلنے لگے آج بھی عیار صورت فراش و خدمتگار کی بارگاہ میں بیکان کی گئے اس وقت ایک پہر چھائیں پیدا ہوئی اور کان میں اُسنے کہدیا کہ عیار آئے ہیں بیکان نے ہنسکر کہا مالک بھی عیار آئے وہ سنتے ہی ایسا گھبرایا کہ اپنے خیمہ میں چلا گیا اور بیکان سحر پڑھکر پلنگ پر لیٹا اور حکم کر دیا کہ جو کوئی یہاں آئے اسکو منع نکرنا ملازم سب بلا خبر پھرا اور جو کی گئے جا کر سو رہو عیار بھی پہلے تو چلے آئے تھے دوبارہ ساحر بنکر بارگاہ میں گئے ایک جھونکا ہوا سے سرد کا انکے جسم پر لگا کہ بیہوش ہوگئے وہیں پڑے رہے اسی سحر و ساحری اور ترتیب لشکر میں وہ رات تمام ہوئی اور جھونکوں نے نسیم عنبر شمیم سحر کے سبزہ گلشن دہر کو سلایا خسرو مشرق خواب نوشین سے بیدار ہو کر سر پر سپہر آیا کہ یہ اسے ابیات

سحر گہ کہ پیشگین پرند طراز — بہ پیمانے سعودی بدل گشت راز
تگاپاک پایان جملہ برخاستند — بہ رفتاری شاہ برخاستند

امیر عادل گیر دردولت شاہ گردون پناہ پر سب سرداران خیر خواہ گئے آئے اور شاہ کے ہمراہ علیحدہ آدھر بیکان جب اٹھا عیار جو بیہوش پڑے تھے انکو ہوشیار کرکے کہا کہ جاؤ یہ احسان یاد رکھنا پھر کبھی نہ آنا یہ کہکر آپ فوج لیکر چلا ساحر نیت کلوں میں ڈالے مرکب اڑاتے نشان و شکوہ دکھاتے میدان میں آکے ٹھہرے نیلچہ کاروں نے پستی و بلندی کو ہموار کیا سقوں نے گرد و غبار بٹھایا کہ کیفیت لڑائی کا کہنے لگے صف آرا میمنہ او میسرہ درست کرتے تھے کہ اُدھر

سوئے میمنہ رومی و بربری — چو یاجوج در سد اسکندری
سوئے میسرہ تنگ چشمان چین — شدہ مونس زانوہ ایشان زمین

بعد ترتیب لشکر لقا نے چاہا کہ فرزندان امیر کو بھی حرب بھیجے بختیارک مانع ہوا کہ امیر معظم بڑھکر سحر دفع کردینگے یہ لوگ قابو سے نکل جائینگے اس رائے کو اُس نے پسند کرکے بیکان کو حکم دیا کہ جنگ آغاز کرے اُس بیحیائے شوم جادو نام ایک اپنے مطیع کو میدان میں بھیجا آسنے سحر سازی اپنی دکھا کر مبارز طلبی کی شہزادہ جمہور بادشاہ سے اجازت لیکر مقابلے میں گیا شوم نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک برق چمکی اور چادر سیاہ ظلمت کی چھا گئی شہزادہ نے اسوقت دل قوی کرکے تلوار اُس ردِ سیاہ پر لگائی اُسنے دوبارہ افسون ایسا پڑھا کہ شہزادہ مع مرکب پتھر کا ہو گیا پھر نعرہ ہل من مبارز بلند کیا مطیعان جمہور جا کر مقابل ہوئے

لگے مگر سب پتھر کے ہوگئے اُسوقت شاہزادہ تورج بن بدیع الزمان مرکب اڑا کر سامنے گیا
سیکان نے شوم کو بلا لیا اور خود نکل کر سامنا کیا اور پکارا کہ ای لعین اس شہزادے کو پکڑ لیجا
کر فی الفور ہوا سے سحر کا جھونکا لگا کہ شہزادہ بیہوش ہو گیا بعد لمحے کے ہوشیار ہوا اٹھا کر
اسنے بیچول کی چھڑی کندھے پر رکھکر کہا جاؤ اور خداوند کو سجدہ کرو شہزادہ بھی مثل اوروں
کے جا کر لقا پرست ہوا بعد انکے خورشید بن ہاشم بن حمزہ آیا اسکا بھی یہی حال ہوا
طول تقریر کیا اُن تک آج قریب سو سردار نامی کے پتھر کا ہو گیا اور سو ڈیڑھ سو سطیع لشکر
عدو ہوا دن بھر یہی ہنگامہ رستخیز برپا رہا جسوقت کہ بہار کمین بطرز نو چمن نیلوفری فلک
مین گلہاے انجم کی ظاہر ہوئی اور سقف خانہ گیتی چینی نگاری کی ابیات

چو شب جلوہ کرد از پرند سیاہ | رخ در زلف آراست از مشک و ماہ
صدف بود گفتی مگر ماہ و چرخ | در و غالیہ سود عطار چرخ

لشکر دن مین طبل آسایش بجا جنگاہ سے مراجعت کر کے آسودہ ہوئے امیر نے قصد کیا کہ جو
سردار یہاں نہیں ہیں انکے بارے مین ٹونا جاری ہے اور جو پتھر کے ہوگئے ہیں ان پر جا کر
اسم اعظم دم کریں اور بحال کر لائیں غرض اُس طرف چلے تھے کہ ہرکارون نے خبر دی کہ ای
شہریار لشکر حریف نے اُن لوگون کا محاصرہ کر لیا ہے جو پتھر کے ہوگئے ہیں اس خیال سے
کہ امیر سحر باطل کر کے چھڑا لیجائینگے اس خبر کو سنکر امیر ٹھہر گئے کہ اب جانے میں لڑائی
ہوگی پھر لڑائی تو ہو ہی رہی ہے رات کو جنگ و جدال سے کیا فائدہ جب ساحر قتل ہونگے وہ لوگ
آپ ہی رہا ہو جائینگے فی الجملہ یہ تو بنظر الفضل کریم کارساز کر کے ٹھہر کے اور اسطرف لقا
لب دریا آکر عیش مین مصروف ہوا ویساہی جلسہ دوشینہ جمایا جام بادہ ساقی رخسار سادہ کو بلایا کہ نظم

بیکے مجلس آراست از دو دمی | کہ مینو ز رشکش بہ آورد حی
بہ مے لہو میکرد باعشتران | سر و ساغرش ہر دو از مے گران

عیاران اسلام بھی تدبیر مین پھرنے لگے اتفاق سے سیکان محفل سے اُٹھ کر چوکی پہر رفع
احتیاج گیا چالاک نے اسکو جاتے دیکھا فوراً صورت آسی کی ایسی بنکر کنارے محفل کے
آیا اور اشارے سے شوم جادو کو بلایا وہ اپنا مالک اسکو سمجھ کر آ گیا تھا عیار نے پوچھا کہ
کہاں چلے اُسنے کہا حاضر ہوتا ہوں میرے مالک بلاتے ہیں یہ کہکر قریب چالاک آیا اسنے ہاتھ
پکڑ لیا کہ علیحدہ آؤ کچھ مشورہ کرنا ہے یہ کہکر صحرا کی طرف بڑھا اُس طرف سے چوکی پہر سے سیکان

محفل مین جب آیا بختیارک گویا ہوا کہ آپ شوم کو بلانے گئے تھے وہ کہان ہین آپ نے کہا نہین
نہین بلانے گیا بختیارک بولا کہ ہائے مار ڈالا ارے جلدی خبر لو ورنہ اسکا کام تمام ہو پیکان
اور چند ساحر دشتی لیکر صحرا کی طرف دوڑے یہان چالاک نے بیضہ بیہوشی مار کر اوس کو
بیہوش کیا تھا اور قتل کیا چاہتا تھا غلغلہ گیر گیر یہ سنکر اور ساحر وغیرہ کو آتے دیکھ کر اوسکے
کندھے پر لاد کر بھاگا ساحرون نے کہا دیکھیے وہ جاتا ہے پیکان نے پوچھا کدھر ایک نے
کہا ابھی اوس طرف کوئی گیا ہے یہ سنکر سب اوسی طرف دوڑے چالاک بھاگ کر جنگل
سے سرحد لشکر لقا تک پہونچا تھا کہ پیچھے اپنے لینا لینا کا شور سنکر سمجھا کہ اس طرف سے
طلایہ دار اور لشکری دوڑینگے ادہر سے ساحر آتے ہین تم اپنے لشکر تک سلامت نہ پہونچ سکوگے
یہ سوچ کر ادہر ادہر گھبرا کر دیکھا از بسکہ لقا نے حکم عیش و مسرت جو دیا ہے تو شب کو بھی
دکانین کھلی ہین سودا بک رہا ہے ایک حلوائی کے کڑھاؤ مین روغن کڑکڑاتا اور کھولتا ہوا تھا
اوسنے شوم کو اوس کڑھاؤ مین ڈال دیا اور خنجر کھینچ کر حلوائی پر دوڑا وہ بیچارہ دکان چھوڑ کر
بھاگا اور شوم مثل بیضہ کے تل گیا اور صدا اوسکے مرنے کی بلند ہوئی اور آگ پتھر برسنے
لگے بختیارک نے کہا فی النار والسقر وہ مارا دیکھیے ہمارے مرشد زادہ کو کیا صاف عیاری
کرتے ہین ادہر پیکان سر پٹک کر بیٹھ گیا کہا ارے ظالم غضب کیا مگر لشکری چالاک پر آگری
اوسنے بھی خنجر زنی شروع کی اور گھر گیا اوسوقت بقدرت خداے تعالے سرداران سحر
شوم کے پتھر ہوگئے تھے انسان ہوے اور دیکھا کہ سب ہمارے زیر ران ہین مسلح و مکمل
لشکر لقا مین ہم کھڑے ہین یہ دیکھتے ہی تیغہاے آبدار نیام سے لیکر فوج مخالف پر گرے
چالاک کو لوگ چھوڑ کر انکی سمت متوجہ ہوے یہ تو بصحت و خیر کرکے نکل گیا اور فوج مین
کھچاکھچ تلوار کا بلند ہوا لشکر از بسکہ فرسنگہا فرسنگ تک اوترا ہوا ہے آج بھی وہی ہنگامہ ہوا
کہ پلٹن سے اپنے یہان کی رسالہ بھڑ گیا اور رسالے سے پلٹن شور دار و گیر برپا تھا لقا کا
جلسہ عشرت مبدل بغم ہوا وہان سے بہت جلد سوار ہو کر کنارے لشکر کے آیا سرداران سحر
جو لقا پرست ہین اونھون نے کہا ہم ابھی جا کر لشکر عدو کا خاتمہ کیے دیتے ہین بختیارک
نے کہا تم اونکو روکا کہ تم نہ جاؤ دریافت کیا جاے کہ یہ کیا معاملہ ہے فی الحال جب تک دریافت
کیا جاے انتظام کرین جب تک ہزارہا سر کٹ گیا لاشون سے میدان پٹ گیا گھوڑون
کی ٹاپون سے دشت گونجنے لگا تلوارون کی شپاشپ اور سائین سائین صداے تیر دلفگار

سے رن بولنے لگا ہتھیاروں کے چلنے سے ہوا تند ہوگئی گویا صرصر اجل باغ دہر میں چلنے لگی کہ گلشن ہستی پر خزاں آئی کہ بمقتضائے نظم

لگد کوبہ گرزہ ہفت جوشن — برآورد از گاؤ گردون خروش
یلارک بکا در سر نقرہ گون — ز جمہرہ برآورد کاوس خون
خدنگ سہ پر کردہ زاہن گذار — چو مرغ دو پر بر سر مرغزار
ز نیزہ نیستان شدہ روی خاک — ز گوپال شد کوہ گشتہ مغاک
سنان ہر سر سوئے بادی کنان — بخون روی دشمن نمازی کنان
ز عنبر یدن شیر در چرم گرگ — شدہ فتنہ خرد را سر بزرگ
سنان چشمہ خون کشادہ ز سنگ — برو بستہ صد بار بشیر تیر و خدنگ

سرداران اسلام تلواریں مارتے لشکر سے نکل کر اپنے خیمے و خرگاہ کی جانب چلے طبل بازگشت بجا کر داخل خیام کیا ادھر ساحروں نے بڑی جد و کد سے باہم جنگ کو موقوف کرایا رات بھر اسی دوا دوش میں بسر ہوئی یہاں تک کہ ترک فلک ریحان کرد فرقتہ سپر لیکر ہندی شب کے مقابلہ کو نکلا اور آمد آمد کا شور سنکر لشکر سیارگان نے فرار کیا کہ نظم

برآورد مرغ سحر گہ نشید — چو سر سامی از لشہ وصمعی زرویہ
بسیط کشان حشلی بر خاستند — پرستشگر سر را بپا راستند

صبح کو شاہ اسلام دربار میں تشریف لائے سردار جو سلامت ہوکر آئے تھے انہیں خلعت عنایت کیے اس طرف لاشیں ساحروں سپاہیوں کی اٹھوائی گئیں مختیارک نے کہا اے بیچاں تم شیخ رہنا اور آج کا دن مجکو تمہاری معلوم ہوتا ہے بیکان اسکے کہنے سے خائف ہوکر بولا کہ میں جاکر خیمے میں تنہا بیٹھتا ہوں اور اسم اعظم چہرہ بند کرنے کا سحر کروں گا آج اسم اعظم بند کرکے کل فرزندان امیر کو لشکر اسلام سے لڑوا کر اسکا عوض لوں گا جیسا کہ میری فوج آپس میں لڑی ہے یہ کہکر حکم دیا کہ ایک خیمہ کنارے لشکر کے میرے لیے استادہ ہو فرش مسند پلنگ پیخانہ وغیرہ جملہ اسباب راحت اس جگہ مہیا ہو کہ مجھے باہر آنے کی ضرورت نہ پڑے کوئی شخص اس جگہ نہ ٹھہرے جملہ درستی کرکے خادم و ملازم چلے آئیں اس حکم کو سنکر ملازمان لقا بہ ترتیب سامان راحت چلے لیکن عیاروں کے دل سے لگی ہوئی تھی بصورت مبدل بارگاہ حریفانہ میں کھڑے یہ گفتگو سن رہے تھے جب ملازم خیمہ استادہ کرنے چلے یہ بھی بارگاہ سے

نکل کر علیحدہ گئے اور لنگیان باندھ کر انڈھیان سر پر رکھ کر مزدور بنکر اُس جگہ آئے کہ خیمہ جہان
لد رہا تھا عرض کیا اگر مزدور درکار ہو تو ہم حاضر ہین داروغہ فراش خانہ نے ایک کے سر پر
سائبان کی قنات دوسرے کو پہنچانے کی کشتیان کچھ تو تمین حوالے کین اسی طرح چند عیار اسباب
لیکر گئے جب خیمہ پہونچ گیا مزدورون کو اجرت دیکر رخصت کرنا چاہا چالاک نے داروغہ کو تنہا
باندھ کر بیہوشی پاکر بالک پہرے جہان سے مین اسباب لایا ہون اُس خیمے مین بٹوا میرا رکھا ہی
اور اُس مین تمام عمر کی کمائی ہی آپ میرے ساتھ چلین تو جاکر ڈھونڈھ لون ورنہ مین غریب
مر جاؤن گا یہ کہکے چپکے سے کہا کہ ایک اشرفی آپکو بھی دونگا داروغہ مصداق مصرع
طمع را سہ حرف ست ہر سہ تہی + لالچ مین آگیا سوچا کہ چلکر بٹوا اسکا حاصل کرو آدھا اسکو دینا
باقی آپ لینا مزدور تو ہی کیا کریگا خلاصہ یہ کہ ہمراہ چلا جب کسی گوشے مین پہونچا عیار نے
بیضۂ بیہوشی مار کر بیہوش کیا اور پیرہن اُسکا لیکر مثل اُسکی صورت کے شکل اپنی بناکے
اسکو اور زیادہ بیہوش کرکے کسی گڑھے مین ڈال دیا اور آپ خیمہ استادہ کرنے لگا لیکن بلاؤن
سے حکم دیا کہ تم سب چلے جاؤ صرف مزدور رہ جائین مین تنہا انتظام کرلونگا کیونکہ پیکان کو
خوف عیارون کا بہت ہی بدین لحاظ کسی کا ٹھہرنا اچھا نہین اسلیے داروغہ کی بنا بر ارشاد
اسکے سب ملازم چلے گئے صرف مزدور کہ اصل مین عیار ہین رہگئے اُسنے کہا کہ جلد خیمے کے
چار طرف دس دس گز زمین کھود کر بارود بچھا دو ہر سمت نقب لگا دو عیارون کی ہر ایک
جانب سرنگ لگا کر دس گز کے فاصلے پر خیمے سے رکھا اور چادرین بچھا کر بارود وہین بچھا کر
سر نقب پر فلیتے لگا کر چھپا دیے اور ہر ایک عیار نے جتنی کہ بارود و کسوت عیاری مین بہم
ضرورت رکھتے تھے نکال کر سرنگ مین بچھا دی تکیے لگا دیے کشتیان شراب ناب کی چنکر
گلدستے پھولون کے رکھے حاصل یہ کہ جلسہ طرح کا سامان درست کیا اور اس طرف پیکان
سوچا کہ کل لشکر اسلام کو غارت کرنا ضرور ہی آج محبت ختم کرنا چاہیے یہ تجویز کرکے ایک نامہ
لکھکر خدمت امیر مین بھیجا ہلکارون نے شاہ اسلام سے عرض کیا کہ نامہ دار عدو کا آتا ہے
بادشاہ نے بارگاہ سلیمانی مین باستقبال تمام نامہ دار کو بلاکر کرسی زرین پر بٹھایا اسلیے
کہ نامہ دار لقا پرست ہی ساحر ہوتا تو اس بارگاہ مین نہ آسکتا غرضکہ جب تمام پڑھا لکھا تھا
کہ یا امیر آپ بھی خداوند کو آکر سجدہ کیجیے ورنہ آج اسم اعظم پڑھ کرکے اسلامیون سے ایک تن
کو بھی زندہ نہ رکھونگا امیر نے نامہ پڑھکر نامہ جواب مین لکھا کہ بعد حمد خدا ے متعال و درود

ہو محبوب ذو الجلال و خلیل اللہ تمثال کے اے بدسگال جو کچھ تجھ سے بن پڑے وہ کر ہم کبھی تیرے
خداوند سنگ زرد پیرا در شنگال کو سواے لعنت کرنے کے کلمۂ خیر سے یاد نہ کرینگے راہ ضلالت پر
قدم نہ دھرینگے اسم اعظم پر ہمین بھروسہ نہین تکیہ بفضل کردگار ہے ہر حال مین شکر پروردگار
ہے یہ لکھکر نامہ دار کو دیا کہ وہ پیکان پاس لایا وہ پڑھکر آگ ہوگیا اور کہا قضا ہی فرقۂ عدو
کی دامنگیر ہے یہ کہکر اٹھا کہ خیمے مین جاکر اسم اعظم بند کرون بختیارک نے کہا میری خاطر سے
اتنا دن جو باقی ہے یہان تشریف رکھیے آج کا دن خاتمہ کا ہے ہم آپ کو دیکھین آپ ہمین دیکھیے
پھر ہم کہان آپ کہان پیکان ان باتون سے ہنسکر بیٹھ گیا اور کہا ملا صاحب جی تم میری برائی
ہمیشہ چاہتے ہو بد کلمہ منھ سے نکالتے ہو شیطان نے کہا اہل اسلام سے ایسی ہی بگڑی جیتا کر
کوئی بچا نہین تم شاید بچ جاؤ اور یہ باتین مین اسلیے کہتا ہون کہ واسطے ساحری کا بہت
ہوشیار رہنا آج کسی طرح تم نہ بچوگے فی الجملہ انھین باتون مین وہ دن تمام ہوا اور معمار
روزگار نے قصر فلک سے قبۂ تابان مہر کو منہدم کیا اور خیمۂ ربع مسکون مین سواد شب کی
بارود کو بچھا کر فاختۂ سلک ثریا لگایا نظم

چو شب عقد خورشید برہم شکست | عقیقے در آمد شفق را بدست
ز اندیشہ ہاے چنین ہولناک | دو لشکر غنودند با ترس و باک

شام ہوتے ہی پیکان اٹھکر جانب خیمۂ سحر کرنے چلا مگر کہتا گیا کہ طبل جنگ بر ہو بدمستک کل
مین ہون اور یہ خداپرست ہین بنا بر حکم اسکے طبل جنگ پر ڈال دیا گیا تا ہیان خبری
اور لوسیان وغیرہ نے دربار شاہ اسلام مین آکر بعد دعا ثنا کے خبر عرض کی یہان بھی کوس
حربی بجا صدا اسکی جسنے جسنی کا پہنچنے لگا اہل اسلام سمجھے کہ کل ساحرون کے ہاتھ سے لشکر سارا
برباد ہو جائیگا یہ سمجھکر دلون کو ہراس تھا بہادرون کا چہرہ اوداس تھا نامرد ہر ایک بدحواس تھا
دلاوران نامدار سامان اسلحہ درست کرتے تھے بے غیرت روتے پیٹتے تھے لشکر عدو مین چہل پہل ہو رہی
تھی کہین ہنسی دل لگی تھی کسی جا خندہ زنی تھی دندان طمع مال اسلامیان لوٹنے پر شمشیر آسا تیز
تھے براہ افتخار تیغ زبان سے جوہر ریز تھے کہ کل ہم ہین اور یہ بلارک آبدار ہے ہمارے روبرو
گیدی اسفندیار ہے بیت چو دست از عنان سوے خنجر کشیم + بداندیش را دام در سر کشیم
غرضکہ لشکری تو تیاری لڑائی کی کرنے لگے اور پیکان گرد اپنے حصار سحر کا کرتا ہوا چپ و
راست دیکھتا بھالتا خیمے مین آیا ہمراہ ور تو چلے گئے تھے صرف داروغہ ٹھہرا ہوا تھا اسنے مجرا کیا

اُسکے خیمے مین جملہ سامان راحت موجود دیکھ کر حکم دیا کہ آپ تم بھی چلے جاؤ چالاک وہان سے
چلا گیا جب تنہائی ہوئی اُسنے چند دانے ماش اور سرسون کے لیکر خیمے کے چھینٹا کر سحر پڑھکر دستک
دیدی اور آپ بے کھٹکے ہوکر بیٹھا اسم اعظم بند کرنے کی فکر کرنے لگا لیکن عیار لشکر اسلام مین
بہت ہین چنانچہ جو عیار کہ سر بانگ لگا لینگے راز سے آگاہ نہ تھے وہ صورت بدل کر بہ تبدیل
پیکان خیمے کے قریب آئے جیسے ہی نزدیک پہونچے دل گھبرانے لگا اور حالت دیوانگی
مزاج پر طاری ہوئی جب آپ سے باہر ہونے لگے وہان سے ہٹ آئے پھر ہوشیار ہوگئے
سمجھے کہ یہ باعث سحر کا ہے کہ وہان جانے سے ہم بیخود ہوتے ہین افسوس کہ اس ساحر بیحیا
سے کچھ بس نہین چلتا صبح کو یہ لشکر اسلام کو تباہ و برباد کریگا یہ خیال کرکے رونے لگے اور
صحرا مین آکر دست بدعا ہوے کہ خداوندا ہمین اور ہمارے لشکر کو شر سے اس بے ایمان کے
بچالے کہ فرد تو دادی مرا پادشاہی نگاہ بابند + تو آم دستگیر اندرین پاسہ بند + یہ سب دعا مین
مصروف ہوے اور وہان عیار خیمے سے کچھ فاصلے پر گھات مین لگے رہے جب پیکان
آگ دستور کے کھیل بربنی تھالی مین رکھکر جو کا دیکہ سحر پڑھنے مین مصروف ہوا اور آگیا
بر شراب ڈال کر بیرون کو بلانے لگا اُسوقت چالاک اور سمک وغیرہ نے بسم اللہ کہکر قدم
بڑھایا وہان کچھ پہرا چوکی کا مقرر نہ تھا کیونکہ پیکان نے ایک شب شمعین روشن کردی تھین
دوسری رات کو ہوا کے جھونکے سے عیار بیہوش ہوے تھے آج دانے ماش اور سرسون
کے چھینٹا دیے ہین کہ جو جاتا ہے دیوانہ ہوتا ہے فی الجملہ عیار تو دس گز کے فاصلے پر چھپرکھٹ
کا بنا چکے ہین انھون نے چار طرف سے فلیتون مین آگ لگادی اور فورًا وہان سے ہٹ کر
العیاذ باللہ آگ لگا دیتے ہی ایک صدا ہولناک سر بانگ اوٹھنے کی آئی اور مع خیمہ و مسند
پلنگ اوڑگیا اور پیکان سمت عالم بالا تشریف لے گئے ایسا دھماکا ہوا کہ لقا بارگاہ مین تخت
سے اُچھل کر گر پڑا اور تڑپتا ہوا آپ سے آپ کلیجہ پکڑکر لوٹنے لگا کہ ہاے بڑی چوٹ دل مین
لگی جملہ حاضرین دربار اور لشکریون کے کان دیر تک گنگ رہے سائین سائین کے سوا
اور کچھ سنائی نہ دیتا تھا اور فلک سے خیمے کے پارچے اور ستون کے ٹکڑے مٹی وغیرہ برس
رہی تھی سب کہتے تھے کہ خداوند لقا کو غصہ آیا ہے اسی وجہ سے یہ آفت برپا ہے یہ ہنگامہ تو تھا ہی
مگر اور دل لگی سنیے پیکان کے مرنے سے تاریکی ہو گئی اور شور وغل از خود پیدا ہوا آندھی
بڑے زور سے آئی اور سرداران امیر کہ سحر سے آسکے لقا پرست ہوگئے تھے وہ سب ہوش

خونریزی کر کے رنگ گلہائے باغ عالم دکھا دیا نخلہائے قد کی بے سر تراشی کر کے گلستان شجاعت کو آراستہ بنایا جوہر تیغ نے اُس شب تار میں سے بہار سوسن کا رنگ جمایا کہ بمقتضائے ابیات

سیاہ اندرو سوی جنبش انگیختند	شب و روز باہم در آمیختند
ز سہم چنانچون کہ آمد ز تیر سپہر	کفن گشت در زیر جوشن ہزبر
ز رنگ تنگ درخشندہ تیغ	ز ماہی در قعر بر آوردہ میغ
در آمد بمیدان ابر سیاہ	ز ماہی تپش تیغ بر شد بماہ
جہان آمد اندر دو لشکر غلو	گران ہول دیوانہ شد شیر دلیر
ز گرز گران سنگ چالشگران	زمین زیر آہن ستوہ شد آسمان

ہیبت لشکر عدو باہم لڑنے لگا اہل اسلام مکمل کر اپنے لشکر میں آئے کہاں جملہ سپاہ تیار تھی عیاروں نے پہلے جا کر آدھے سرداران بیابان کی کاٹے سردار داخل ہوئے ادھر جو سپاہ دس ہزار تھی وہ تو کھیت رہے اور باقی سب صحرا کو بھاگے لشکر کے فرار ہوئے ایک خیمہ میں الماس عیار قید تھا اسے چپ کوئی لے گئے والا نہ دیکھا اور ساحروں کے مرنے سے قید سحر کی دفع ہو چکی تھی خدا نے ملکہ اپنے لشکر کا راستہ لیا لشکروں میں رات بھر باہم کشت و خون رہا آخر چمن باغ روزگار نے اسود شگوفوں سے پہلے سیاہی شب کو مٹایا اور لباس عالم کو بھی گل افشاں سے گلنار رنگا کہ بمصداق نظم

سحر کار شب چون شود دشت سوز	برون آتش آید ز گردندہ روز
سمندر گہ آید بہ نیک اختری	گل سرخ بر طاق نیلوفری

صبح ہوتے وہ ہنگامہ برطرف ہوا لقا اور بختیارک غار سے نکلے فوج سے خداوند کہیں نکل گیا کیا اور خداوند نے خیمہ سلیمان کو جا کر دیکھا اُس جگہ ایک غار عظیم الشان نظر آیا بختیارک نے کہا حضرت اس کبر کی یہی تھی بہت لاف و گزاف کیا کرتا تھا میں کہتا تھا کہ مرشد زادہ کی شان میں بے ادبی کر نہ مانا آخر سیدھا جہنم کو روانہ ہو گیا یہ کہہ کر خداوند کو لیکر بارگاہ میں آیا تخت پر بیٹھایا لشکر میں آکر انتظام کیا فراری لشکر کو منادی کر کے بلا کر آباد کیا یہاں تو یہ انتظام رہا اُس طرف سردار صبح کو دربار میں بادشاہ کے ملکہ کے آنے سے ایسے جشن کیا ایک ایک کو خلعت و زر دیا چالاک اور عیاران دیگر کا رتبہ بڑھایا کہ بمقتضائے نظم

نبودی ز شمشیر تا وقت خواب	مغنی و ساقی و رود و شراب
بہ پیرامنش فیلسوفان دہر	جہان راندہ دادہ دہش داد بہر

مغنی سرایندہ بر بانگ و رود	که دولت بپا با جوان بخت باد
بہ نوروز ی شد نوآئین سرود	ہمہ سال با افسر و تخت باد

شہنشاہ اسلام تو بعشرت تمام جلوہ گستر ہین لیکن لقا نے نامہ افراسیاب کو یہ تحریر کیا کہ
ای بندہ قدرت پیکان کو غرور ہو گیا تھا اور سرکشی کا ہمارے پسند نہین بدینوجہ ہمنے اسکو
اپنی بہشت مین بھیجدیا لازم کہ کسی اور کو ہماری مدد کے لیے روانہ کرے یہ لکھکر حسب دستور قدیم
بھار پر رکھدیا پنجہ خدمت شاہ جادوان مین لایا شاہ ہمراہ حیرت کے بارگاہ لشکر مین آیا
تھا اُنہین لیے کہ خیر ت انگشتر جمشید لینے جانے والی ہے لشکر کسی ساحر زبردست کو سپرد کرے
فی الجملہ جب پنجہ نے نامہ لاکر دیا شاہ جادوان نے پڑھکر مرگ ساحران پر افسوس کر کے
فرمایا کہ خداوند کے تشریف لانے سے چاہیے تھا کہ برکت ہوتی امن و امان رہتی بخلاف اسکے
سرا طلسم برباد ہوا جاتا ہے اب مین کسکو بھیجون کیا کرون اگر خاموش ہو رہون تو ایمان مین
فرق آتا ہے یہ کہہ رہا تھا کہ یکایک علمبرداران سحر سامنے آکر ساحر بشکر دعا و ثنا سے شاہی بجا لائے
اور عرض پیرا ہوے کہ ہوشیار بن اژدر سوار جادو اور سوفار جادو بھائی پیکان
کا دونون حاضر ہوے ہین شاہ نے چند ساحر بہر استقبال بھیجکر اُنکو سامنے بلوایا اُنھون نے آکر
شاہ کو نذر دی اور اپنی عزت کے موافق بیٹھے سوفار کو شاہ نے نامہ خداوند دکھایا کہ بھائی
تیرا خداوند کہتے ہین مارا گیا سوفار مرگ برادر سنکر زار زار رویا اور اُٹھا کہ مین جاکر انتقام
خون اُسکا لشکر اسلام سے لیتا ہون شاہ طلسم کو تو بھیجنا ہر بد خداوند کسی کو ضرور تھا اسکے
عازم ہونے سے خوش ہوکر خلعت رخصت عنایت فرمایا وہ بارگاہ سے نکلکر اپنی جای سکونت
پر بہ ترتیب لشکر روانہ ہوا حال اسکا بسبب طول اوراق فسانہ ترک کیا جاتا ہے انشاء اللہ
جلد ثانی مین لشکر امیر سے جاکر مقابلہ کرنا اسکا بیان ہوگا حاصل مرام جب یہ جاچکا ہوشیار
کو شاہ جادوان نے لشکر سپرد کر کے حیرت سے کہا تم انگشتر لینے جاؤ ہوشیار نے کہا مین تامل
کا آدمی نہین ہون آج ہی شب کا سحر امون کا کام تمام کر دونگا افراسیاب نے یہ سخن سنکے
بہت سمجھایا کہ اب مقابلہ کرنا مناسب نہین جس حال مین کہ مصور رمز شہزادے حیران ہو چکے
تو تمھاری کیا چلیگی تم صرف لشکر مین بادشاہ بنے رہو مجھے میلا کرنے دو ہوشیار نے اس
سمجھانے سے بہت کچھ شکریہ شاہ کا ادا کیا لیکن براہ جسارت وار تکاب عرض کی کہ جب اسلام
مارا جائے یا عاجز آجائے اسوقت حضور میلا کرین ورنہ لیکہ تا بعدار زندہ ہے میلا کرنا ضرور نہین کہ بیت

صبا بآن چنان شد کہ آرم شتاب　　کہ آزرم دشمن بود ناصواب

شہنشاہ ساحران نے ارشاد کیا کہ تمہیں اختیار ہے یہ کہکر پوچھا کہ مصور رکھان ہیں تو کون نے
عرض کیا کہ صحرا میں کسی جگہ مخفی ہو کر تصویریں بادشاہوں کی کھینچتے ہیں اور زرد جو آنکی اپنے لشکر
کی اور ان کی خبر گیری کیا کرتی ہیں یہ سنکر حیرت سے کہا کہ اچھا تم باغ سیب میں جا کر تیاری
جانے کی کرو میں ظلمات سے جا کر کسی ساحر کو بہر نگہبانی لشکر بھیجونگا اور راہی ہوشیار نظر بھی
مقابلہ کرکے اپنا حوصلہ نکال لو یہ کہکر سوار ہو کر سمت ظلمات روانہ ہوا اور حیرت جانب باغ
سیب گئی یہاں اسکے ہوشیار کسل سفر سے آسودہ ہوا اپنے لشکر کو ہر طرح فکر و تردد سے آراستہ کیا
پھر ایک دن قریب شام کہ آفتاب سیہ تابان مثل افراسیاب سمت ظلمات گیا اور طلسم عالم
میں ہر بانگ نگین خاتم جمشید اختر حلقہ ہائے افلاک سے تابان ہوئے نظم

نگہبان این بار سپہر دو رش　　ز اندرون سپہ شب کی بخش
رقیبان لشکر بآئین پاس　　نگہبان ترانہ پردہ انجم شناس

اس ہنگام میں نقیر سپہر کو دم دیا ساحروں نے گھنٹے اور ناقوس بجائے پہرہ لیکر طائران حضر
وحشت حلوتی چرخ میں آشیانہ گزار شکل پذیر ہوئے کہ فوج مہروزرد و ذی روشن بانہا جز ابر سیاہ میں تحفہ
نو شہر مدلکہ ہوشیار بنام ساحر نے کہ طبل جنگ سیہ آیا ہی اور ارادہ فاسد اس کے تخت سے ذہن میں
آیا ہوا اس خبر کو سنکر ادھر بھی طبل و نقارے جنگ ساحران نامی آمادہ بیسا و بیتا ان ہوئے
لیکن عیاران لشکر مع عمرو کے بارگاہ سے نکل گئے اور آن میں سے عمرو ایک نوجوان چہار دہ
سالہ کی صورت بنا یعنی گلنار رخوں کا جامہ پہنا ہاتھوں کو حنا سے رنگین کیا گلا دو گرہ الودہ سرمگین اودہ
لشکر جا میں میخانہ تلاش کرکے قریب خیمہ ساقی ملازم ہوشیار آیا وہ کرسی بچھائے دو خیمہ میں
بیٹھا تھا اس سے منت تمام کہا کہ میں اشراف کا لڑکا ہوں لیکن خواہش پیشہ روزگار رکھتا ہوں
اگر آپ عنایت فرمائیں کر شراب پلانے کے لیے مجھکو نوکر رکھا دیجیے تو بڑا احسان ہے ساقی نے
اسکو ماہ رخسار و مہ تمثال دیکھ کر فوراً اپنے پاس بلا لیا اور کہا یہ شیشہ شراب کے لیکر بارگاہ
میں جاؤ آج شراب حضور کو پلاؤ کل معتبر بنا کر حضور سے تمہارے مقرر کیے کو عرض کرونگا
کیونکہ کم سنوں اور خوبصورتوں کی تو ہنگام میکشی ساقی بنانے کی ضرورت ہوتی ہے وہ تمکو
فی الفور ملازم کر لینگے عمرو نے یہ سنکر شیشہ ہائے شراب لیے اور بارگاہ میں گیا دیکھا کہ سردار
گرد ہوشیار کے بیٹھے ہیں دربار لگا ہے وہ بصد تزک سے ڈنگل پہ بیٹھا ہے یہ دیکھ کر عمرو نے

اسکو مجبور کیا اُسنے بنظر غور اُسکی جانب دیکھا اور پہچانا کہ عیار ہے خیال کیا کہ اسکو پاس بلا کر ہاتھ
پکڑ لیں اور حال دریافت کرون یہ اشارہ کیا کہ حاضر ہو عمرو بھی کچھ اپنے عزم پہ مطلع
ہو گیا مگر سیلا عیاری کا کہ وہ ایسا گیند ہوتا ہے اور عیار ہی اسکو پھینکتے ہیں آستین میں یا ہاتھ
میں پوشیدہ کر کے رکھتے ہیں جو کوئی ہاتھ پکڑنا چاہتا ہے وہی گیند سیلا کی ہاتھ میں دیتے ہیں
کیونکہ گرفتار کرنیوالا جانتا ہے میں نے ہاتھ پکڑا اور عیار چلے جاتے ہیں اور وہی گیند پھینکنے کے
وقت اس طرح تاک کر مارتے ہیں کہ منہ لپیٹتے ہی چلے ہیں اگر تھپس لگتا ہے پھر انسان بول
نہیں سکتا القصہ عمرو نے وہی سیلا آستین میں مخفی کر کے جام پیش کیا اُسنے جام تو لیا
لیکن ہاتھ پکڑنا چاہا اسنے ہاتھ کو اس طرح گردش دی کہ سیلا اُسکے ہاتھ میں رہا اور عمرو نے
دونوں ہاتھ ڈھیلی کھا کر زمین پر جا کر دونوں لاتیں اسکی چھاتی پر ماریں کہ دنگل کو پیچھے
چیت گرا ساحر وغیرہ سب تعجب تھے کہ یہ کیا ماجرا ہوا اور وہ جب تک اُٹھے اُٹھے یہ سر اُٹھے فرار
اور نعرہ کر کے بھاگا جب وہ اٹھا سیلا لینا اسکو ساحر دوڑے مگر اب ملتا کہیں یہ جا وہ جا
کہیں دور جا کر کسی گوشے میں غائب ہو گیا ہوشیار نے کہا یہ عیار بلا ہے بدہے صاحب
اپنے اپنے خیموں میں جا کر تیاری جنگ کی کریں میں اکیلا اس شب کو بسر کروں گی یہ کہکر
دربار برخاست کر کے گرد بارگاہ کے حصار سحر کا کر دیا کہ بارگاہ نظر سے پوشیدہ ہوگئی
پھر عیار ہر چند پھرا کئے اور ہزارہا تدبیریں کرتے رہے مگر جانا ممکن نہوا اور رات جب
آئی تھی سے ساحر سحر و افسون خوانی میں مصروف رہے فلسفے اور ڈھرد اور نفیرین و ناقوس
بجا کیے اس شب کو چند دو سے فلک بھی رشتہ خط استوا میں دانہ کواکب پرو کر مصروف سبحہ
خوانی تھا کہ صبح کو نیرنگ تازہ اور نئی بازی جرگے کار لائیگا کسی کا سینہ چاک کر کے دل و
جگر بنیٹ میں لگائیگا اور کسی کو بصورت ناقوس فریادی بنائیگا کوئی پیر بصد تدبیر
قبضہ کریگا اور کوئی صورت تار رخشا بنکیا ہے گا آفت و بلا میں پھنسیگا کوئی بصد خرمی
تخت رواں پر بیٹھکر عروج گیر ہوگا اور کوئی نشیب عدم میں گر کر غلطیت پذیر ہوگا خلاصہ
سخن ایک جانب شب بھر سحر سازی رہی اور دوسری جانب دونوں لشکروں میں اسلحے
سے بازی رہی بہادروں نے جوہر تیغ آبدار دکھا کر خنجر بہرام فلک کی کند کردی ترک
فلک کی تمام کرنا چاہی تیغ کہکشان میں آنکھ کے ڈنڈ لگنے پڑ گئے قوس چرخ سے کمانداران
کے ابرو پر وسمہ کر دی تھی چھوٹے تیروں سے شیران نیستان شجاعت سے خطوط امیض دو جو دہلا

طرح کی بلکہ اپنی سفاکی کے روبرو بیدادگری سپہر بریں کی اسی سانحہ ساماں جنگ باہن فلک وارسے
انقلاب کہا یا نسیاہ سحر دست قطاول دراز کیے آئی اور گنجینہ گوہر آگین افق لٹ گیا نظم

سپیدہ چو سر برزد از باختر — سپاہی کجا ور نشستند بہ دست
دگر بار میدان شد آراستہ — زمغفر کیانی سر برخاستہ

لشکری خیل خیل داخل دشت مصاف ہوئے ہمرخ اور بہار بھی شوکت و شان سے گشت کر
ہمراہ فوج بیشمار سمت جنگاہ چلیں نقارے بجنے لگے ہر سحر کی نیرنگی دکھاتے ساتھ ہوئے کہ نظم

ز غاریدن کوس جنگ آزما — بر افگند سیمرغ در کوہ قاف
زمین پاو شد مہرہ گاؤدم — تعالی اللہ بر آمد ز روئینہ خم
سپاہ از دو سو بانگ بر داوری — کہ دولت کرا بخشد یاوری

جب میدان میں پہونچکر صف آرا ہوئی ایک جانب سے ابر سیہ فلک کی طرف اٹھ کر چھایا اور
ہزار ہا شعلے بجلی کی طرح ابر میں چمکنے لگے بعد اس کے زور و شور سے ابر شق ہوا اور ہر شعلہ سے
اژدر سوار ظاہر ہوا پھر تو ہزار ہا عجائبات گرنے لگے کہ میدان مثل دشت و جنگل بیابان
جل گئے ابر سے پانی موسلا دھار برسا گرد کا نام نہ رہا زمانہ ہر گرد فرش تھا گرد دشت صفا ہوا
نفیر و جھانجھ کی صدا سے رعد کا دم بند کیا تمام عالم اس آواز شور و غوغا سے کیا شیر نیستان بہادر کہ
فرط ہول و ہراس سے بھاگے بیابان و بن دون سے خالی ہوگئے بلیں جنگل کو گرد سے
لیے آب تیغ ہوا و ورنج سے جھک کر تاب نہ تھی خلاصہ یہ کہ ایک جانب نازنینان نیم ساق
سیمیں اندام لیے ہمرخ و بہار گلفام نے پرا جمایا دوسری طرف دیو سوار و اژدر سوار و
بلا ہائے سیاہ نے صفوف لشکر کو آراستہ کیا ہوشیار بعد ترتیب لشکر میدان میں
اکمر آگ ٹھیر سامنے آیا اور مبارز اپنا چاہنے لگا کہ ابیات

کمان لعبتی در آمد بہ جنگ — چو از تیر رفتہ دریا برآید نہنگ
پیادہ بکردار یک پارہ کوہ — نہ پا نصد سوارش فزون تر شکوہ
چو عفریتے از بحر خون آمدہ — ز دریا ہیبت و تیغ بیرون آمدہ
در آمد چنان اژدہا پارہ — سند ستہ کشتی آدمی خوردہ
سیہ بارہ افسون گرگ در رو — سر آماسے از سحر بر یک در رو
دہانے فراخ و سیہ چون الیہ — کز و چشم بیند و گشتی سفید

پڑھتے تالیاں بجاتے سمت آتش عربدہ ساز کے چلے۔ بیت

بہار شعبدہ نسبت باز ہوش ربا	شعبدہ گر دیتے ہیں بنایت ساز ہوش ربا

جب لشکری مع ہوشیار کے قریب چمنستان سحر پہنچے فلک نے نیرنگی دکھائی کہ چمنستان بلبلیں خوش الحان صحرا سے اڑ کر آئیں اور سحر دہ ہوش ہوشیار پر بیٹھ کر نغمہ سنج ہوئیں کہ اسے یادگار ساحری پرستان ملکہ بہار کے سحر میں آپ مبتلا ہوئے ہیں یہ ناگوار گذرتے ہیں بلبلوں کا یہ کہنا تھا کہ ہوشیار ہوشیار ہوگیا اور سحر پڑھنے لگا کہ ابر گھر آیا اُس میں انگارے آتش کے برسنے لگے بہار نے دیکھا کہ چمنستان جلنے لگا اسنے بھی افسون پڑھا کہ ایک بار یکبار اس باغ سحر پر آکر مثل سرپوش کے ڈھک گیا آگ جو برستی تھی اُس ابر پر گرتی تھی باغ میں کوئی چنگاری نہ آتی تھی لشکر ہوشیار کہ شیدائے روئے بہار تھا وہ اُسی طرح بیتاب و دیوانہ رہا ہوشیار سمجھا کہ تا زمانیکہ یہ باغ سحر کا نہ مٹے گا لشکر کو ہوش نہ آئیگا یہ سمجھ کر اسی جگہ زمین صاف کر کے بیٹھا چاہا سحر پڑھ کر بیر دن کو بلا کر باغ کو برباد کرے دن زمین صاف کرتے اسکو دور سے عیاروں نے دیکھا عمرو نے کہا لشکر اسکا باغ بہار کو گھیرے ہوا در رہا بہار ہے وہ آتشبازی کی وجہ سے اندر باغ کے ہے اسوقت بہار حکم دیتی کہ جاؤ اپنے مالک کو پکڑ لاؤ تو لشکری ہوشیار پر جا پڑتے یا وہ اہل لشکر کو مارتا یا فوج اسکی اسکو قتل کرتی میں جاتا ہوں اور مہرخ سے فیصلہ کرا کر اسکو ہلاک کراتا ہوں یہ کہکر چلا مگر راہ میں ایک عیاری خیال میں آئی یعنی فورًا صورت اپنی مثل شبیہ ملکہ بہار بنائی اور گلیم اوڑھے میدان میں آیا وہاں بیٹھے ہو کر اس طرح گلیم اتار کر جست کی کہ آواز جھم جھم کی پازیب کی سب اُس طرف دیکھنے لگے یہ جست کر کے زمین پر اترا ہر ایک کو یہ معلوم ہوا کہ بہار باغ سحر سے اتر کر آئی ہے عاشقان روئے بہار بسبب پوشیدہ ہوجانے اپنی مطلوبہ کے بیقرار تھے اسوقت پیچھے بہار نقلی کے دوڑے اور پکارے کہ اے بہار افزائے باغ خاطر عشاق نظر نرگس چشم باز ذرا ہماری جانب دیکھیے بہار نے انہیں تو کچھ جواب نہ دیا مگر ہوشیار سے پکار کر کہا کہ حضور میری خطا معاف فرمائیے اور اگر انکار ہے مجھپر سے بیان تو میں آپ پاس حاضر ہوں اور ہمراہ جناب خدمت شاہ طلسم میں چلوں اور اگر اس غرض کو نہ بر لاتے کا تو میں آپ ہی کے لشکر کو آپکی گرفتاری کا حکم دیتی ہوں ہوشیار بصم وقت رد تھا اسوقت اسکا عجز کرنا سنکر خوش ہوا کہ ایسی ساحرہ جسکا عاشق شاہ طلسم ہے میری مطیع ہوئی

اور دوسرے فوج بھی میری اسکے قبضہ میں ہے اگر حملہ کریگی تو بڑی مشکل پڑ جائیگی یہ سوچکر پکارا
کہ میں خود آتا ہوں اور قریب ملکہ آیا بہار لشکری نے کہا اپنے ساتھ کیا ہے سحر کے بھی لاسکتے ہو
اُسنے کہا نہیں اسنے کہا وہ کیا بھیجتی تھی اُسنے ہاں کہ سنتے ہی اُسنے تھپکی پھر کر دیکھا بہار نے
سحر و نے پیا طشت گردن پر اُسکی زور سے تیغ مارا کہ سر کٹ گیا پھر تو آگ برسنا موقوف ہوئی
مگر شور وغوغا ذناری کی ہوئی ہوگئی سحر و کا حال دیکھکر صرصر رو رہی تھی کہ افسوس بہار اُس
طرف ملی جاتی ہے الحمد للہ سحر و نے نذر عجب کیا صرصر کی جان میں جان آئی ادھر بہار نے سحر
ہٹا کر باہر نکلی فوج ہوشیار کی اب تک مسحور رہی تھی بہ کو دیکھتے ہی منت کرتے قریب آئے بہار
نے حکم دیا کہ اے عاشقان من حیرت کے لشکر سے جا کر مقابلہ کرو جب فتح پاؤ گے میرے پاس
آنا اور لی ذکر کیا گیا کہ شاہ طلسم لشکر کو منع کرتا تھا مگر ہوشیار نے مصر ہو کر اجازت لی اور
آمادہ کارزار ہوا لازم اسکے بارہ ہزار ساحر تھے انہیں کو ہمراہ لیکر دشت نبرد میں آیا
تھا فوج حیرت کو ساتھ نہ لایا تھا یہ لشکری حسب الحکم بہار اُس لشکر پر جا گرے لیکن
میدان میں ہنگامہ جنگ بپا تھا اس لحاظ سے لشکر حیرت بھی مسلح و مکمل تھا کہ اگر
ہماری جانب کی شکست ہوگی تو حملہ فوج حریف کا ہنگام غفلت میں رکنا محال ہوگا خلاصہ یہ
کہ جب بارہ ہزار ساحر اُس فوج پر گرے باہم نارنج و ترنج چلنے لگے ناریل ہرسمت برستے تھے
مار و عقرب پیدا ہوتے تھے تلوار سحر کی اور تیر سول و نیشول چلتے تھے سلاح و جنگ مرنے
سے پر غل مچاتے تھے از بسکہ لشکر حیرت کثرت سے تھے یہ بارہ ہزار ساحر گھیر گئے اور ایک
ایک کو دس دس نے مل کر ہلاک کیا پھر تھکے موقعے میں سب مارے گئے لشکر صرصر
میں کوس فتح پر چوب پڑی بہار نے باغ سحر بر طرف کیا لشکر پھر کر بستر پر آیا سرداروں کو
لیکر [illegible] داخل بارگاہ ہوئی عیار بھی آکے سب بیٹھکر [illegible]
مگر حال سنیے کہ جاسوسان سحر حیرت پاس باغ سیب [illegible] کا آنا اور ہوشیار کا
اسکی فوج کا بیان کیا حیرت نے [illegible]
روانہ کیا [illegible]
جانب باغ سیب آیا [illegible] استقبال کو [illegible]
میں فیلان فیل سوار [illegible]
اپنی جگہ [illegible]

اور طائران سحر تمام طلسم مین پکار دین کہ آج کے ساتوین دن چاہ زمرد پر میلا ہی اور خداوند
جمشید و سامری کے دربار کا دن ہی یہ حکم سنتے ہی ساحرون نے پرواز کی کیونکہ نقارخانہ طلسمی
ہر دو سے ہوا ہی ساٹھ ہزار نقارہ معلق رکھا ہی ساحر اور پتلے طلسمی چوب لیے اس جگہ حاضر ہین
غلاف نقارون پر سرخ بانات کے چڑھے ہین ساحرون نے جا کر حکم شاہ پتلون کو سنایا انھون
نے قرنا اور نقارون کو بجایا کہ چرخ زرنگار اور گنبد خضرا مین صدا گونجنے لگی تمام ساکنان
طلسم نے آواز سنی مہرخ نے اپنی جگہ پر عمرو سے کہا کہ نقارہ طلسمی بجتے ہین میلہ آغاز ہوا اب
بچاؤ کی صورت کوئی نہین عمرو نے کہا مین ایک کنوئین مین اتر کر بیٹھ رہون گا تم سب
کو زنبیل مین رکھ لون گا مہرخ بولی کہ شاہ طلسم تمہارا حال کتاب سامری مین دیکھے گا
اگر اسکو ثابت ہوا کہ تم کنوئین مین ہو وہ کنوان پٹوا دیگا پھر نکلنا دشوار ہوگا عمرو نے
پوچھا کہ اس بحر زخار آفت سے ساحل مراد پر پہونچنے کی کیا تدبیر سوچی ہی مہرخ جواب دہ
ہوئی کہ راے عالی اس باب مین قرین صواب ہی اور کلید زبان سے باب مصلحت کا افتتاح
ہو مقاصد مشکل فتح الباب کیونکر بحکم المامور معذور براہ استطاعت کا امر خیر ختام کہ لائق بندگان
صداقت التیام ہو عرض کر دیتی ہون ورنہ بموجب بیت ای نطق تو کلید نہانخانہ کمال
تقریر تو تبصرہ تائید ذوالجلال ۔ مین کیا اس بارے مین سخن سرائی کرون اور حکمت لقمان
را آموختن کے مثل چراغ پیش آفتاب جلاؤن عمرو نے کہا اس مشورت کے لیے تخلیہ
چاہیے مہرخ مع چند مشیرون کے علاحدہ خیمے مین آئی صلاح ہونے لگی سب نے متفق اللفظ
ہو کہا کہ عمرو جو کچھ تجویز کرین وہی اولی اور انسب ہی عمرو گویا ہوا کہ ایک دن سر شام مین
سردار با فوج کے شمار تئین شخص میرے ساتھ لیکر چلین اور جہان مین آن سردارون کو
مامور کر دون وہان سے جنبش نکرین پھر آگے مین سمجھ لون گا یہ باتین سنکر مہرخ ہمہ
تن فرمان اور افتخار جادو کہ شریک انجمن مشاورت تھے عرض رسا ہوے کہ خواجہ ہم
آپکے ساتھ ہین عمرو نے کہا اس راز کو کسی سے بیان نکرنا جاؤ اور لشکر جرار لاکر ساحر کا لباس
مخفی تیار کراؤ جب شام ہوگی مین تمہین بتلاؤن گا یہ کہکر خلوت سے باہر آکر ٹھہرے اور
سب مہرو غیرہ نے لشکر کے جنگ کو مسلح و مکمل کرایا جسوقت کہ نہانخانہ مغرب مین شہسوار
فلک جا کر نہان ہوا اور گروہ انجم مشعلہ کر کے شہر زرنگاری سپہر مین آیا کہ بمقتضای آیہ

چو سیارۂ چرخ شد پدیدار ۔ بوسہ برچرخ کا دستارہ رسانند

ہمن زنگ بر طاق نیلوفری		چو زلف شب از حلقۂ عنبری	

شام کو عمرو بارگاہ سے صحرا مین گیا مہر حمو اور رنا فرمان اور اشتعار اُسکے بعد ایک
جنگل مین آئے اور اسی طرح فوج بھی ہزار ہزار دو دو ہزار ہوکر پھیلی کہا کہ مقام وعدہ گاہ پر
آئی کسی کو مطلق ظاہر نہوا کہ چار لاکھ آدمی کدھر گیا کس لیے کہ لشکر قریب پچاس لاکھ کے
ہو پھر پچاس آدمی سے چار آدمی اگر کم ہو جائین تو کیا معلوم ہو خلاصہ جب عمرو پاس سب
جمع ہوے عمرو بھی تخت سحر پر بیٹھکر ایک جانب سردار اور لشکر کو لیے چلا اور دس کوس لشکر
عمرو سے نکل گیا ایک کوہ سیاہ کے قریب پہونچا اور سبکے اُس کوہ کے مثل گور جہودان کے تاریک
و تار تھے اور اُسنے اُسکی گھاٹیون کے مانند جادہ صراط دوزخ کے باریک تھے گرد اُسکے
ایک دریاے محیط موجزن تھا لیکن سیاہی کوہ کے عکس سے دریا بھی ایسا سیاہ تھا کہ کشتی

کہ یکبارہ شد روشنی ناپدید		چنین تا گذر گہ بجاے رسید	
دگر سو گذر بستہ دریاے ژرف		ز رنگش سیاہی برآورد حرف	
ز تاریکی شام تاریک تر		شد آن راہ از موے باریک تر	

عمرو نے ایک خیمہ سیاہ رنگ کا اُس جگہ نصب کرایا اور ملکہ نافرمان کو مع ایک لاکھ سوار کے
یہان فروکش کیا کہدیا کہ بغیر میری اجازت کے یہان سے نہ ہلنا یہ کہکر آگے وہان سے روانہ ہوا
اور اس کوہ سیاہ سے اور دس کوس آگے جاکر قریب کوہستان پہونچا شناخت کے لیے ایک کوہ
سبز رنگ تجویز کر کے خیمہ سبز رنگ استادہ کرایا وہ پہاڑ مثل سبز پوشان جنان کے رخشان خضر پیا
کیے تھا خضر راہ گم گشتگان بادیہ ضلالت تھا اور خضر و الیاس کی طرح مردم روزگار سے روپوش
درختہاے کنجان مریدون کے طور اُس پیر سبز پوش کے گرد تھے کہ نظم

بہم در شدہ شاخ در شاخ تنگ		ہر پیرامنش بیشہ ہاے خدنگ	
ز آب و ہوا یافتہ پرورش		نشستہ درون تہ در نقش زنجیر ارش	
وران جاے فرخ نشست آمدش		چو زینگونہ جاے بدست آیدش	

خیمہ سبز مین ملکہ مہر حمو کو مقیم کرکے لاکھ آدمی گھاٹیون مین پہاڑ کی فروکش کیے اور اُسکو بھی
تاکید یہی کردی کہ بغیر میرے یہان سے نہ ٹلنا اور پھر عمرو وہان سے دس کوس اور آگے بڑھ گیا
اتفاق سے ایک بیابان قالب تاریک کوہستان مین ملا کہ ایسا قلعہ مستحکم خاک کا بھی نہ ہوگا
پہاڑون کے درے ایسی راہین پیچ رکھتے تھے کہ حلقہ ہاے زلف گلرخان دیکھ کو شرماتے

چ

تھے نہ باد کو کاکل عنبرین یا شیرین یاد دلاتے تھے بیابان ہر چند کہ سرسبزی مین رشک گلستان تھا
مگر چشمہ حیوان کی طرح ظلمت مین نہان تھا چشمہای صاف بہشت روان گرد درختہای گنجان نظم

پدید آمد آن چشمہ سیم رنگ — چو سیمی کہ پالاید از ناف سنگ
بفرسنگ ده تا زیر کان سیاه — شتہ چند بر راستہ چو آید ز راه
نپیس کوه خارا شود ناپدید — کس آن بند را می نداند کلید

افتخار جادو کو دلاگیر ساحر سے بیان مقرر کرکے سمجھا دیا کہ بغیر میرے حکم یہان سے نہ ہٹنا
اور بعد اس فہمایش کے تخت سحر پر بیٹھ کر ایک ساحر ہمراہ لیکر مراجعت کی اور کئی جگہ سے دوبارہ
ملتا ہوا پاس نافرمان کے آیا اور بیٹھ کر گزشتہ وقایع سمجھانے لگا نافرمان نے کہا خوب جس
آج سے سنا تو ہمین ورنہ وہ جلسہ ہوگا کہ دیدہ روزگار اسکے دیکھنے کا ندیدہ ہے بلکہ یہ سلسلہ دیدہ ہے نہ
شنیدہ ہوا ایسا بارگاہ مین بادشاہ طلسم کی آمادہ ہونگی حیرت شاہ کی سواری کے ساتھ ساٹھ
ہزار غول ساحرون کے لباس رنگ برنگ کا پہنے چلین گے ساتھ ہزار شاہ اور شہزادیان
طلسم کی آئینگی حیرت پیشہ زر نثار ہوگا اور ایک کنوان کہ مثل تالاب کے ہے اور اسی کو چاہ
کہتے ہین زر و جواہر سے پٹ جائیگا عمرو عیار سب ماجرا سنکر جواب دیا کہ جو کچھ سامنے آنے والا ہے
اسکا بیان کیا ضرور ہے ہمارا خدا مالک ہے کچھ نہ کچھ ہمین بھی مل رہیگا اب تم یہان شہر مین
اور شہر پر کو جانا ہو لیکن یہ کہکر وہان سے شیخ پاس آیا اس تردد کرنے کا کچھ مطلق ذکر نہ کیا
اور مشعل و سنفور قیام حکم دیا کہ جلسہ عشرت کا سامان مہیا ہو پھر دار شاہد ساقیان زرین لباس
پیمانہ دکین اساس توبہ شکن کا لبالب کرکر حاضر ہوئے ناچ ہونے لگا جام کی گردش شروع ہوا نظم

تماشا کہ را بشکرانہ بار گرد — در خشند می بر جہان بار گرد
نیوشندہ شد نالہ چنگ را — بکف بر نہادہ آب گلرنگ را

اور تمام رات اسی تردد مین رات زیادہ آچکی تھی دربار برخاست کیا ہر ایک آرام پذیر ہوا
یہ سب تو بآرام تمام حالت امید و بیم مین تھے ہین لیکن حال میلہ کا سنیئے کہ ایک روز

ہان ساقیا وقت یاوری ہے — دے بادہ کہ دور آخری ہے
للہ جہکا وہ شوب سا آج — پھر رند نہو کسی کا محتاج
وہ ہوش ربا وہ جام ساقی — دنیا مین ہو جس سے نام باقی
ساقی اک اور جام رنگین — در پیش ہے جلسہ نگارین

چونکہ میں گھی کی روشن تھیں جب یہ سامان آچکا دیرت تخت طاؤسی پر سوار ہوئی چار
طاؤس جواہر کے چاروں کونے پر تخت کے کھڑے تھے وہ مرآن کی سر پر ملکہ کے چتر ہو گئیں نقارخانہ
طلسمی میں نوبت بجنے لگی شاہ جادوان نے باندان سے ایک گلوری بنا کر اپنے ہاتھ سے ملکہ کو
کھلائی اکابرین دربار نے نذریں دیں شاہ نے بازو پکڑ کے کچھ شتر سامری و جمشید کے پڑھ کے
اور ملکہ پر دم کیے پھر تو اس سہ چہار دہ سالہ کا حسن جہانتاب و چہرے دو بالا ہو گیا کہ یہ پاس اشارہ
گوشہ چشم نیرنگ سامری اور بادی روزگار کو خاک میں ملاتی تھی اور ہزار مردے جلا کر مسیحا
کو لب جان بخش کا شرمندۂ احسان بناتی تھی کہ تبسم

ندا سے معجزے رفتار روح افزا دکھاتی ہے	صدا خلخال پا کی مژدۂ صحت سناتی ہے
تمنائے حیات نعش مردہ آزماتی ہے	جب مر جاتے ہو پھر گھر سے بھی آ دلاتی ہے

مسیحا ہو تو بیماروں کو دم بھر دیکھتے جاؤ

خلاصہ یہ کہ اس سامان شاہان اور تجمل بیکران سے ملکہ روانہ ہوئی اور بعد کچھ عرصہ کے ایک
دشت پر فضا میں پہونچی کہ ہوا وہاں کی ہواے روضۂ رضوان دل سے سناتی تھی مسیحا نفسی
کر کے دلہائے مردہ کو جلاتی تھی سبزہ برنگ سبزبختان دہر چمن سے پاؤں پھیلائے سوتا تھا
گھاس خود رو سے دشت نگار خانۂ چین معلوم ہوتا تھا برگ گل ہمشکل زبان تھے یہ ظاہر ہوتا تھا
کہ گلرخان دہر اس بہار کے شوق دید میں خواب میں بلکہ زبان بتوصیف بوستان کھولے ہیں
گلستان تھا یا خفتگان خاک آنکھیں کھولے سیر دیکھتے ہیں طائران خوش نوا مثل خضر کے لب
زمزمہ پینے ہر سمت پران قمریان سر و لب جویبار پر مثل واعظ کے بر سر منبر شاخ کرد نور یعنی
میں خطبہ خوان کسی جا شمشاد والا پیرا کرتا کہیں غنچہ درازی قامت شمشاد پر ہنستا تھا کسی جگہ
لالہ پیالہ دکھا کر نرگس مست کو للچاتا تھا کہیں برگ سوسن زبان حال و مقال سے باتیں
بناتا تھا دشت پر روح قدس نثار تھی غرض طرفہ بہار تھی کہ قصیدہ

فیض ترتیب ہوا نے یہ دکھائی تاثیر	زر محلول ہوا اخگر گل ہے مشعل
تخت طاؤسی گلشن پہ ہے سایہ گستر ابر	چتر کھولے ہوئے فرق شہ گل پر سنبل
آہ قمری میں مزا اور صفیرے میں تاثیر	سبزہ میں نیکی سی کیوں آ گئی پھول میں پھل
دیکھتے دیکھتے بڑھ جاتی ہے گلشن کی بہار	دیدۂ نرگس شہلا کو نہ سمجھو احول
خضر فرماتے ہیں سنبل سے تری عمر دراز	پھول سے کہتے ہیں بلبل کہ ہو گلزار اول

گرہ باد پیدا کر خون بنتا ہے پھر کرہ آب پیدا کر بلغم بناتا ہے پھر کرہ خاک پیدا کر بالاک سودا ہوتا ہے پھر دو
با دو ظرف بخارات کے مائل ہوتا ہے اور طاقت کہ اسکو جذب سے پہنچتے ہیں اور ابر باران کی طرف
اور باران سے زمین پر اگر نباتات اور اجناس میں مشترک ہوتا ہے اور وہی نباتات حیوان اور انسان
غذا ہے تو اسلئے اُسکے بدن کی روزی کرتا ہے کہ جسکی کو ہستی سے صلب پدر میں نطفہ ہو کر قائم
ہوتا ہے پھر بمصداق کہ یخرج من بین الصلب والترائب آتا ہے بشکم شہوت زوجہ بطن مادر میں منتقل
ہوتا ہے پھر زمین پر آتا ہے اس معنی کو حضرت شاہ مولی ما مقیمان میں فرماتے ہیں کہ سبب ہر ع
شاخ درخت لاہوتیم + گوہر درج گنج اسراریم + آنے کا اس طلسم میں دنیا کے یہ راستہ ہے اور
جانے کا وہاں اگر پہنچے اور وہاں سے عالم برزخ میں اور وہاں سے قیامت اور قیامت سے
صراط اور صراط سے میزان اور میزان سے بخشش اعمال اور وہاں سے مسکن اصلی روح کا کہ
ہو قریب مصر یعنی وصلت یا دوست رفت و یار و دیار + آمد برسر مطلب حیرت مسکن اصلی
پر طلسم کے جایا چاہتی تھی اُسی خیال کے تھی تو دروازہ کو جیسے داخل ہوئی اور عجائب و غرائب
طلسم کے دیکھتی ہوئی یعنی کہیں اندھیرا کہیں اجالا مرحلہ طلسم کے جو بستے ہیں کہ فاتح طلسم
طلسم توڑتے وقت بیان اسکا کیا جائیگا ہر ایک کو ملاحظہ کرتی جنگل میں قریب ایک احاطہ کے
پہنچی احاطہ پر چار سو مینار یاقوت احمر کا جڑا تھا دروازہ اسکا بند تھا ملکہ نے تحریک کیا
دروازہ کھل گیا اندر آئی خط صدر النہار کی روشنی یہاں بھی پائی اُسی کے سایہ میں کچھ دور
چل کر ایک نقب میں سما گئی پھر جو اس گنج خوبی سے نکلا ایک مکان سونے کا نظر آیا اس
طلسم میں سات حجرے بنائے ہیں ایک سونے کا دوسرا چاندی کا تیسرا زمرد کا چوتھا یاقوت
کا پانچواں نیلم کا چھٹا موتی کا ساتواں الماس کا ہوتا تھا ان سب حجرون میں مال طلسمی اور
کنجیاں ہیں لیکن ساتوین حجرے میں سات کوٹھریاں ہیں کہ ہر کوٹھری میں بلا بند ہے وہ
کوٹھریاں کھلیں گی بلائیں نکل کر لشکر حمزہ کو برباد کرینگی اور یہ بلائیں موت تمام ہیں انکو
ہیں دفع کرنا نہایت مشکل ہوگا انشاء اللہ حال انکا بوقت شکست طلسم بیان ہوگا غرض
ملکہ قریب مکان طلائی کے آئی سبحان اللہ اس عمارت کا کیا کہنا در و دیوار اسکے عجیب نقش و
کندن ہیں از شک سے کھاتے رنگ طلا میں جواہر کو بھی کر کے جواہر کی گلکاری بنائی تھی کہ
قصور جنان چھوڑ کر سپر شیدا تھی رنگ تجلی طور کلیم آسپر نثار ہر پایہ کی سربلندی پہ قیصر ہر اک
تصدق ہو باؤ آسکی محراب سے اگر ہلال کو مشابہ کیا جائے تو کشکول گدا ہے شب بام چرخ زر کار

آستان کو اُسکی اگر فلک کہون تو روے زمین کا احسان فلک پیر پر کردون عالم امکان کی مجال نہین جو دست صحن کو اُسکی پیمایش کرے معمار عقل کی کیا طاقت جو زبان لال سے ستایش کرے مہندس خیال ہرچند کہ خوبی مین طاق ہی بلکہ بہتری سے عفت ہی مگر اُسکے گوشہ ہاے منقشش کی توصیف مین الالیطاق ہی سقف منقش سپہر اُسکی سقف رنگین کے روبرو اژدرن اور آفتاب شرم سے اُسکے شمسہ کے سامنے دینار خزانہ قارون مذاکت طرح عمارت پر انگشت اشارت بار اور صفاے در و دیوار پر نگاہ سرمہ آلود نازنینان دہر سے غبار نظر تماشائی اگر غرفہ تک اُسکے پہونچے تو مینار فرسمجھے اور فکر محاسب اگر اُسکے میناروں پر پہونچے تو کنگرہ عرش عظیم جانے کہ بمقتضاے ابیات

عجب اُسکی رفعت عجب اُسکی شان ۔۔ عجب اُسکے پردے عجب سائبان
عجائب تھے بند ہین عجائب شجر ۔۔ عجب اُس کی سقفین عجب اُسکے در
عجب اُسکا نقشہ عجائب فروش ۔۔ عجائب نگار اور عجائب نقوش
مکان ایسا آراستہ پر شکوہ ۔۔ ہر اک برج الماس مانند کوہ
تماشائی کا دل بھی ہو آئینہ ۔۔ کہ جس پر کدورت کبھی آسکے نہ

سامنے اُس قصر کے گلشن نگارین بنا تھا شاخہاے گل پر بلبل شیوا زبان کا چہچہہ نرگس مست کہ مدام باغ مین رہتی ہی لیکن یہ بہار اُسنے بھی نہ دیکھی تھی سنبل اُسی کی الفت مین پیچ و تاب کھاتی تھی لالہ اُسی کے عشق مین دلخون ہی عشق پیچان باغ کو اُسی کا جنون ہی کہ بمضمون نظم

ز گلہا نو آراستہ باغ را ف ۔۔ دریدہ صبا شعفہ گل تا بناف
زمین چون زر و آب چون لاجورد ۔۔ چو دیباے نیم ازرق و نیم زرد
نواے چکاوک بر از بانگ رود ۔۔ برآوردہ با دستبانان سرود
گرہ بر کمر کردہ ساق جو ۔۔ رسیدہ بدہقان درود و درو

حیرت نے اُس گلشن پر بہار مین ایک مقام پر کھڑے ہوکر کچھ افسون سحر پڑھا اور پکار کر کہا کہ ای کندن آؤ یکایک نسیم بہاری چمن مین وزان ہوئی اور کلیان کھل کر پھول ہو گئین ایک تخت جو ہوا سے ہوا اُترتا ہوا آیا ہزار ہا گھنگرو تخت مین بندھا تھا اُسکی صداسے جو سے ہوا پریان ناچتی معلوم ہوتی تھین جب وہ تخت زمین پر اوترا ایک سونیکی پتلی اُسپر بیٹھی تھی مگر بولتی تھی تھوبہ تھی پایتان آدمی پر لات مارتی تھی اپنی چوٹی پر اپنی وار تی تھی کہ ایسا

صنم بین کہ آن نقش پیدا ز گرد ۔۔ کہ گاہے گرہ بستہ وگہ باز کرد

پر وہ چھپا دریے از رخام سپید	چو برگ سمن بر سر مشک بید

حیرت کو اُس نے سلام کرکے گوہر فشان سے رشتہ نظم مین اس طرح موتی پروئے اور کام و دہان سامع کو بہ از مذاق سخن اس طرح کیا کہ ملکہ عالم نے اس کنیز ناچیز کو کیون یاد فرمایا ہی کمترینہ خاکسارہ فلک پر پہونچا یا ہی حیرت نے صورت حال کا جادو آئینہ بیان مین یون دکھلایا اور باب مقاصد کو کنجی گفتار سے وا کیا کہ ای کندن کنجی حجرہ طلائی کی تمھارے پاس ہی حجرہ کھولکر انگشتری جمشیدی شاہ جادوان نے منگائی ہی نذر لے کر یہ حقیرہ لینے آئی ہی کندن نے نذر کی چیزین دیکھکر ایک قہقہہ مارا اور عرض کیا کلید حاضر ہی لیکن یہ بھینٹ اور نذر اصلی نہین ہی اور اس سے انگشتری دستیاب نہ ہوگی لازم یہ ہی کہ حضور زحمت فرماکر مراجعت فرمائین اور شہنشاہ سے اصلی بھینٹ لائیں کنیز انتظار مین حضور کے ٹھہری رہیگی یہان سے قدم نہ ہٹائیگی حیرت ان باتون کو سنکر آئینہ حیران ہوئی آخر سب سامان نذر کا چھوڑکر پھری اور خدمت شاہ جادوان مین آئی ماجرائے گذشتہ زبان پر لائی افراسیاب نے ساری کیفیت سنکر پڑھا کہ آندھی سیاہ آئی تاریکی عالم مین چھائی بعد ایک لمحے فلک کی جانب سے ایک تخت زمین پر نازل ہوا کہ اُسپر ایک پیر زمین گیر سوار تھا پیر تھا یا پیر فلک کا سگا بڑا بھائی کو سامنے اُسکے شرم آئی جب شیطان جنت سے نکلا تھا تو اسی کے کندھے پر سوار ہو کر نیچے پڑا آیا تھا نہین بلکہ مادر دہر کو اسی نے سبق پڑھایا تھا فرط ضعف و نقاہت سے جھریان جسم پر پڑی تھین ہڈیان پسلیان گنی جاتی تھین کہ بمقتضائے اسی بابت

ظالم و تیرہ رو ضعیف و نحیف	اس ضعیفی پہ انتہا کا کثیف
دم گفتار منہ سے بو آتی	ناک بہتی کو سون تک جاتی
کرتا شیطان مگر اُس سے یاد	زال دنیا کا تھا وہی استاد
تھا غلامی کا اُس کی دم بھرتا	سامنا جسکے جیسے کیا کرتا

ایک کتاب کہ جریدہ افلاک اور دفتر دہر اُسکا دو ورقہ تھا سفیدی و سیاہی اوراق کی وہنا رہین السطور صفحہا تھے ہاتھ مین لیے سامنے شاہ کے آیا بادشاہ ہیراہ تعظیم اُٹھا اور تکریم اُٹھے باعزاز اُسکو بٹھایا پیر نے استفسار کیا کہ مجھے کیون بلایا ہی شہنشاہ نے کہا کہ انگشتری جمشید مین نے منگانا چاہا ہی چنانچہ وہ مجھے منگا دیجیے تمناے دل پوری کیجیے

کیا حال ہے باز آشفتہ شاہ نے کہا بغیر انگشتری کے یہاں خاتم ہو نقش طلسم باطل ہوتا ہے
نام و نشان مٹتا ہے سلطنت جو زیر نگین ہے حلقۂ اطاعت غیر میں جاتی ہے پیر نے کہا تجھے تکلیف
گوارا ہو گی انگوٹھی سے ہاتھ اٹھا شاہ نے کہا مر کٹ جاتے مگر سر رشتۂ انگشتری ہاتھ آئے پیر نے
کچھ پڑھ کر سمت فلک پھونکا ایک پتلا چھری اور جام لیے پیدا ہوا چھری شاہ کو دی اور جام
سامنے رکھا پیر نے کہا سات بوٹیاں اپنے جسم کی کاٹ کر اس جام میں ڈال دے دو دونوں
ہاتھ کی دو دو دونوں پیر کی دو دو دونوں کانوں کی ایک سینے کی شاہ نے فوراً بوٹیاں کاٹ کر
جام میں ڈالیں کہ یاقوت احمر بن گئیں پیر نے ایک آہ کی منہ سے شعلہ نکلا کہ جل کر وہ راکھ
ہو گیا شاہ نے وہی راکھ اپنے زخموں پر لگا لی کہ زخم اچھے ہو گئے اس جگہ دوسرے دفعہ
میں یہ کہ پیر زندہ جدھر سے آیا تھا ادھر ہی چلا گیا اور کہتا گیا کہ پیالے میں جو خون بھرا
ہے وہ چھڑک کر زخموں پر لگا لے کہ اچھے ہو جائیں اور یاقوت کے ٹکڑوں کی شکل بنا کر چھپا
رکھ ہر اسم کہ جا بجا اور انگوٹھی سے آئے افراسیاب نے ایسا ہی کیا اور شکل چھپا
رکھ ہر اسم کی کہ وہ لیکر روانہ ہوئی اور اسی طرح راہ طے کر کے قریب حجرۂ طلائی پہنچی کہ دنیا
چھپی تھی اور کھڑی تھی آنی سے کہا میں اصلی بنت لائی ہوں حجرہ کھول دے اُسنے حجرہ کے
پاس آکر سجدہ کیا اور کنجی ازار بند سے اپنے کھول کر قفل میں لگا لی اوس وقت اُس
… کا اور … ہو کر ایک ہاتھ سے قفل تھامتا اور دوسرے سے کنجی لگاتا ہزار بتاؤ دکھاتا
تھا وہ پتلی پتلی انگلیاں چوڑی ہتھیلی کا رنگ نیرنگ شہاب وہ دونوں پاؤں پیچھے چھوٹ کر
پاؤں پر آ جاتا قفل کھولنے میں منہ بن جاتا پاؤں کا رخ پھر آتا سر ہلا کر پاؤں کو ہٹاتا اخضر
… کھولا کنجی نے … آراستہ کی ہوئی قفل کھل گیا پیچھے اور ہٹا لی
کنجی وہ قفل لیے پیچھے ہٹی اور … سلام کرتی ہوئی داخل حجرہ ہوئی سبحان اللہ سبب
عمارت کی خوبی اور بہتری باہر سے بہی از صفات ہے چہرۂ وصف اندر رونق کرنا چھوٹا منہ اور
بڑی بات ہے در و دیوار منقش رنگین چمن چمن رشک دہ نگار خانۂ چین کمرے جو از قصور
بہشت بریں … کہ جو جگہ تھی وہ دل چسپ و خوش آئین فرش دیبائے چین ہر مقام
پر بچھا تھا فرنیچر آراستہ لگا تھا چار طرف کمرے تھے بیچ میں حجرہ تھا ملکہ کمرے طے کر کے
حجرے میں آئی وہاں ایک تخت بچھا تھا اور اوس پر پردہ پڑا تھا ملکہ نے پردے کے رو برو
سجدہ کیا ایک پاؤں سے کھڑی ہوئی اُس وقت ہزار ہا گھنٹا اور ناقوس از خود بجنے لگا اور

پردہ آپ سے آپ اُٹھ گیا تخت پر تصویر کا پتلا کہ ہمشبیہ جمشید تھا نظر آیا ملکہ نے پھر اُسکو سجدہ کیا پتلے نے صدا دی کہ ای شہزادی طلسم کی کیا چاہتی ہی حیرت نے عرض کیا کہ انگوٹھی یہ کہکر وہ سور بکریان موہن بھوگ وغیرہ پیش کیا پتلا ان سب کا ایک نوالہ کر گیا اور ہاتھ اپنا بڑھایا کہ انگوٹھی اُتار لے حیرت نے جب اُنگلی پر ہاتھ ڈالا کہ انگوٹھی اوتاروں اُنگلی آگ کی طرح جلتی تھی ہاتھ ملکہ کا جل گیا اُف کر کے ہاتھ کھینچ لیا پتلے نے کہا اول وہ یاقوت کی کنٹھی جو اوپٹیون کی جسم شاہ طلسم کی تھی ہر ہاتھ مین پہنا دے پھر انگوٹھی اُتار لے ملکہ نے کنٹھی پہلے پہنا دی پھر انگوٹھی اُتار لی یکایک ہزارہا گھنٹے اور ناقوس بجے پردہ تخت کے سامنے پڑ گیا ملکہ سجدہ کر کے پھری جب حجرے کے باہر آئی کندن نے مبارکباد دی اور دوڑ کر حجرے کو بند کیا قفل دیا اور عرض پیرا ہوئی کہ کنیز کو اب اجازت ہی کہ جائے ملکہ نے رخصت دی پتلی تخت پر بیٹھ کر جدھر سے آئی تھی اسی طرف چلی گئی اور حیرت بھی انگشتری لیکر سوار ہوئی طائران طلسم نے آکر سر پر سایہ کیا اور جتنے کہ دیو اور خبیث طلسم مین ہین سب نظر آنے لگے لیکن ملکہ لیے ہوئے انگوٹھی کو وہ مقامات طی کرتی ہوئی قریب باغ سیب پہونچی مگر باغ موصوف مین نہ گئی بلکہ ایک اور باغ مین جا کر ٹھہری اور کنیزون کو حکم کیا کہ تجمل بیکران اور سامان نمایان حاضر کرو بمجرد حکم سامان حاضر ہوا یعنی ہزارہا نقارے طاؤسون پر لدے ہوئے بروے فلک بجتے ہوئے چلے اور فلک کی طرف سے پھول سنہری اور روپہلی برسنے لگے ہزارہا چوکیں از خود روشن ہو گئیں اور باجے ہزار در ہزار رنگ کے بجنے لگے کئی ہزار مرد ناٹک بجا کر ساجن جمشید کے گانے لگے ستر سو کنیزیں جنتر گلال اچھالتی اور رنگ پاشی کرتی ساتھ ہوئیں ملکہ نے ایک کشتی مین انگوٹھی کو لگا کر تورے پوش جواہر کار ڈال کر اپنے ساتھ لیا اور آپ بھی نہایت آراستہ و پیراستہ ہو کر سوار ہوئی اور سمت باغ سیب چلی کہ ابیات

جہان در جہان لشکر آراستہ ‌ ‌ ‌ ز بوق و دہل با تماشا بر خاستہ
ز دیباے چینی بہ خروارہا ‌ ‌ ‌ ہم از مشک چینی بہ انبارہا
طبق ہاے کافور با بوے مشک ‌ ‌ ‌ ز کافور تر بیشتر عود خشک
غلامان لشکر شکن خیل خیل ‌ ‌ ‌ کنیزان کہ در ہر دہ آرند میل

اس تجمل سے قریب باغ سیب جب پہونچی افراسیاب کو خبر ہوئی کہ ملکہ انگوٹھی بڑی دھوم سے لاتی ہین شاہ جادوان یہ خبر سنتے ہی مع تمام اہل دربار او بعض ساحروں

اُٹھ کھڑا ہوا کہ انگوٹھی کا استقبال کرنا لازم ہے اور در باغ سے کچھ ہی آگے بڑھا تھا کہ ملکہ
ملاقی ہوئی وہ سب تجمل بیرون باغ ملکہ ٹھہرا کر ہمراہ شہنشاہ اندر باغ کے آئی شہنشاہ سب
کی نظر سے غائب ہو گیا یہ کچھ دیر کے سارے درخت باغ کے بادلے سے منڈھ گئے اور پھول
مثل گوہر شب چراغ کے روشن ہو گیا چمنوں میں چمک پیدا ہوئی برگ گل تالیاں بجانے
لگے پتی پتی سے صدا جمشید کے جے کی بلند ہوئی بیچ بارہ دری میں تخت جو بچھا تھا آئینہ
سامنے اُسکے لگ گیا ہزارہا منقلین سونے چاندی کی روبروے تخت روشن ہو گئیں بخور
سُلگا دیا اسوقت شہنشاہ طلسم آئینہ میں ظاہر ہوا آج وہ تاج سر پر دیے تھا کہ دیدۂ روزگار
جسکے دیکھنے کا محتاج تھا اور وہ قباے پُرزور زیب بر فرمائے تھا کہ قباے زنگاری رنگ فلک
قبا جسکے مقابل نیلی اور سیاہ تھی خلاصہ یہ کہ جب شہنشاہ طلسم ظاہر ہوا ہزاروں گھنٹے اور
ناقوس بجنے لگے سب سے اول حیرت نے کشتی انگوٹھی کی نذر دی شہنشاہ نے مسکرا کر نذر قبول
کی اور سرپوش ہٹا کر انگوٹھی کو ہاتھ میں لیا پہلے جمشید کو سجدہ کیا پھر انگوٹھی کو پہنا نگینہ انگوٹھی
کا آفتاب سے زیادہ روشن تھا مگر یہ ثابت نہوتا تھا کہ کسی چیز کا ہے کچھ نقش اسپر جادو کے کندہ
تھے کہ جسکی وجہ سے ساحر اور خبیث مطیع اور سرافگندہ تھے غرضکہ جب انگوٹھی بادشاہ نے
ہاتھ میں پہنی فوراً تالی بجائی ایک طاؤس کہ جسکا چہرہ پریزاد کا تھا اور سارا جسم طاؤس کا
تھا ناک میں نتھ اور کانوں میں جڑاؤ بیش بہا بالیاں پہنے تھا سامنے شاہ طلسم کے آیا شاہ نے
فرمایا کہ اے طاؤس طلسمی میں نے تجکو امتحان کی راہ سے بلایا ہے دیکھوں انگشتری جمشید کام
دیتی ہے یا نہیں طاؤس نے عرض کی جسکے پاس انگوٹھی ہو گی مجھے کیا تمام طلسم اُسکا تابعدار ہو
شہنشاہ نے کہا اچھا جاؤ اور عمرو کو کہ خدا نہ سے باغی ہے پکڑ لاؤ طاؤس اُسی وقت حسب الحکم
شہنشاہ روانہ ہوا اور بارگاہ عمرو میں چکر مار کر اُترا پکارا خواجہ تمکو شہنشاہ افراسیاب
جادو نے یاد کیا ہے یہاں طاؤس کے آنے سے اول تو عمرو عازم ہوا کہ بھاگ جاؤں مگر آواز
مور کی سنکر قلب پھر گیا بولا کہ غلام حاضر ہے یہ کہہ کر قریب گیا طاؤس نے منقار میں داب لیا
اور جھپٹ میں لا کر اُڑا اور سامنے شہنشاہ طلسم کے لا کر زمین پر ڈال دیا عمرو نے اُٹھکر بادشاہ
کو تسلیم کی اور وہ جاہ و جلال آج شاہ جادوان کا دیکھا کہ کبھی نہ دیکھا تھا تھر تھر مثل برگ بید
کے کانپنے لگا اور زبان کو تعریف شہنشاہی میں وا کیا کہ نظم

چراغ جہان گوہر شاہ باد | رخ شاہ روشن تر از ماہ باد

تو آن کہ نیرو سے بنیش بہ بشت ہمہ جا کہ باشی خداوند باش	بر و مندی آفرینش بہ بشت ز شخنے کہ کارے بر و مند باش

افراسیاب نے کرسی بیٹھنے کو دی عمرو تسلیم کرکے بیٹھا شاہ جادوان نے کہا کہ مین نے تجھکو
اس لیے بلایا ہی کہ سمجھا دون یعنی تو اور ہمراہی تیرے اگر آسمان پر بھی جاکر چھپین گے عنقریب
گرفتار ہونے سے نہ بچین گے پس لازم ہی کہ سب کو سمجھاکر لے آ اور سامری و جمشید و لقا کو سجدہ کرے
کہ جان تیری بچ جائے عمرو نے بجواب اس سوال کے عرض کیا کہ مجھے اپنے نفس پر اختیار ہی
مین ابھی سامری پرست ہوتا ہون اور لوگون کو مین سمجھا دونگا ماننا اور نہ ماننا اونکا
کام ہی افراسیاب نے کہا تیرا سامری پرست ہونا لائق اعتبار نہین مین نے صرف اپنا
جاہ و جلال دکھانے کو تجھے بلایا تھا کہ دیکھ مجھ مین یہ طاقت ہی اچھا اب جا اور لوگون کو
سمجھا اگر اسکے خلاف کیا تو سزا پائیگا یہ کہہ کر طاؤس سے حکم دیا کہ اسکو پہونچا آ طاؤس لیکر
بارگاہ ملکہ مین آیا ادھر افراسیاب نے کہا کہ عمرو بیشک باغیون کو سمجھا دیگا
لیکن [illegible] کہا گیا حیرت نے کہا وہ مکار ہی الامر فوق الادب برائے تعظیم مین یہ
عرض کرتی ہون کہ آزمودہ را آزمودن جہل ست کئی بار یہ اتفاق ہو چکا ہی کہ وہ آتا اور [illegible]
کرکے چلا گیا شاہ نے سنکر ایک پتلا کاغذ کا کترا اور انگشتر جمشید اسپر لگا دی کہ لوٹ کر شکل
انسان کے وہ ہو گیا اس سے کہا تو جا در بارگاہ مہر لقا مین جاکر پردے ہوا کے ٹھہر یا قبہ
بارگاہ پر بیٹھ کر سننا کہ عمرو کیا گفتگو کرتا ہی پتلا حسب الحکم اڑکر آیا اور قبہ بارگاہ پر بیٹھکر
گفتگو سننے لگا لیکن جب طاؤس عمرو کو بارگاہ مین لایا سب خوش ہوئے طاؤس نے پکارا
کہ جو وعدہ تو شاہ طلسم سے کر آیا ہی خبردار اسکے خلاف نکرنا ورنہ بہت برا حال ہوگا یہ کہکر
طاؤس تو چلا گیا اور ملکہ وغیرہ اٹھکر عمرو کے گلے سے لپٹ گئین دیکھین تو رنگ عمرو
کے چہرے کا سفید ہی غرضکہ سنبھلا یا دل مین عمرو کے پیچنے لگے ہین کہ رہا ہی کہ خدا تیرا مددگار
ہو جبکہ کچھ دیر مین حواس درست ہوئے سارا حال دربار شاہ جادوان کا بیان کیا
سب نے متفق القول یہی کہا کہ خواجہ ہم آپکے تابعدار ہین جو فرمائیے بجا لائین عمرو نے
کہا کوئی تدبیر بچنے کی نکالو سب نے عرض کیا کہ کوئی صورت بچنے کی نہین اگر تمام عالم
کے ساحر جمع ہوکر شاہ طلسم پر اب سحر کرین تو بھی بسبب انگوٹھی کے اسپر اثر نہو اور کوئی اس
ظالم پر غالب نہ آئے عمرو نے کہا کچھ ہی کیون نہو لیکن مجھسے اطاعت اس گنہگار کی

اور اے ملکہ اسد نبیرۂ امیر طلسم مین آئے اور طلسم فتح نہو مقرر ہے طلسم فتح ہوگا کیونکہ جہان
اولاد حمزہ کا قدم آیا کیسی ہی اُس جگہ آفت ہو ٹل جاتی ہے اور غم سر ہوتی ہے ہان
یہ مین نہین کہتا کہ مقدر میرا یہی کرے اور قضا ہی آچکی ہے تو اسکا ذکر نہین اب میرا تم لوگون
کے لیے جی کڑھتا ہے تمھین چاہیے کہ جاکر شاہ جادوان کی اطاعت کرو اور بدستور اپنے
ملک و مال پر قابض رہو مہرخ اور بہار وغیرہ سب نے جواب دیا کہ خواجہ استغفر اللہ جان
سے جانا قبول جہان سے گذرنا مقبول مرجائین دنیا سے خاک تک برباد ہوجائے مگر
فرمانبرداری شاہ طلسم نہین منظور عمرو نے کہا مرحبا اچھا کوہ سیاہ مین خیمہ استادہ ہے وہان
جاکر رہو مہرخ نے کہا یہان وہان سب برابر ہے میلے مین جانا ضرور پڑیگا عمرو نے کہا انتظار فضل
خدا رکھو کہ ابھی یہین ٹھہرو یہ تمام باتین اُس کاغذی پتلے نے قبہ بارگاہ پر بیٹھے بیٹھے سنین
اور جاکر افراسیاب سے بیان کین اُسنے کہا ان سب باغیون کی قضا دامنگیر ہے اے حیرت
مین ظلمات مین اپنے بزرگون کو بلانے جاتا ہون یہ کہہ کر ایک نارنج سمت فلک اُچھالا اور
بلندی پر جاکر وہ غائب ہوگیا اسوقت باغ سیب مین جو مثل کا آسمان قائم رہتا ہے اور
حال اُسکا اول بیان کیا گیا تھا اُس آسمان کے دو طبق ہوگئے اور اُس مین سے ایک اژدہا
پر نقارے کی جوڑی کھنچی ہوئی آئی شاہ نے ایک نارنج انگوٹھی سے مس کرکے اُس نقارے
کی جوڑی پر لگایا کہ جہان تک سرحد طلسم ہے صدا اُن نقارون کی گونج گئی اور انگشتری کی وجہ
سے ساکنان طلسم کے قلب پر تاثیر ہوئی کہ میلے مین چلین افراسیاب سوار ہوکر زیر گنبد نور
جو بارگاہ طلسمی استادہ ہے وہان آیا اور یہان سے کچھ دور پر ایک باغ ہے کہ اُسکو باغ جمشیدی
کہتے ہین اور اُسکے متصل ایک کنوان مثل تالاب کے ہے کہ اُسکو چاہ زمرد کہتے ہین پس قریب
باغ جمشید شاہ آکر ٹھہرا اور حیرت سے کہا تم آج عبادت خداوند جمشید کرو اور کاربردازون
سے حکم دیا کہ بارگاہ طلسمی سے تا باغ عشرت اور باغ جمشید آراستگی کی جائے یہ کہکر آپ سمت
ظلمات روانہ ہوا یہان ہر مقام پر سڑکین پختہ بن گئین اور سڑک پر پتھر قیمتی رنگ برنگ
کے مثل سنگ سماق و سنگ یشب و شجر از قسم جواہر نصب کیے گئے دو رویہ دکانین پختہ
پتھر کی بنائی گئین کرسی ہر دکان کی کمر کے برابر رکھی گئی جھاڑ نقرئی قد آدم دونون سمت سڑک
کے استادہ ہوئے اور باغات کے درخت آراستہ کیے تھے چاندی اور سونے اور جواہر سے منڈھے
گئے یہی انتظام تا شام رہا جسوقت میدان فلک کی آراستگی جواہر کواکب سے ہوئی اور سلطا

افلاک تماشاگاہ مردمان طلسم عالم ہوئے کہ نظم

چو زلف شب از حلقہ عنبری	سمن رنگ بر طاق نیلوفری
شوند کاینجا حصار بست خوب	کہ در دست از وحشت با ...
یکے سنگ مینا ... شدند	... وحشت ...

صحرائے وحشت میں ایک جگہ مصروف عبادت جمشید ہو کہ حال اسکا صبح کو ظاہر ہوگا لیکن اس
شب ساحروں کا ہونے لگا یعنی ایک آسمان سرخ آکر چھا گیا اور پھول شہر سے ... برسے
سے ہوا آسمان شق ہوا اژدہے اور طاؤس پیدا ہوئے آخر بارگاہ میں ... اور
مخمل کی بارگاہیں دو بارگاہیں کنارے سرک کے ساحروں نے استادہ کیں
بارگاہ قبہ فلک سے ہمسری کرتے تھے کلس یاقوت و زمرد کے ... کلس بر
جواہر کا بنا تھا اور موتی کا مال استقرار میں لپیٹے تھا بارگاہ میں فرش مکلف قائم کیا
گیا تھا چار سمت سائبان زربفتی با سلک مروارید کھینچے ہیں آگے تخت ہائے زر
بچھے سامنے تخت کے کرسیاں جواہر نگار بچھیں اور دوہری ... بارگاہ کی
لگا دیں تحائف اور گلدستے جابجا ہوا کے رخ رکھ دیے جب یہ درستی ہو چکی یکایک فلک کی طرف
روشنی ہوئی اور نوبت و نقارے بجے سواریاں شاہان طلسم کی کہ باج گزار افراسیاب ہیں
آنے لگیں کوئی بادشاہ ملک مشرق کی سرحد کا اور کوئی مغرب کی جانب کا اور کوئی شمالی
سرحد کا حاکم اور کوئی جنوب کا مالک ملک مشرق کے جتنے بادشاہ آئے سب وزرد لباس
پہنے تھے اور ہاں سے دیگر اقسام کا زیور جو کچھ کہ پہنے تھے وہ لعل اور زمرد یاقوت کا تھا یعنی جو
چیز کہ آفتاب سے متعلق ہے اور ملک مغرب کے بادشاہ لباس اودا اور سیاہ اور زعفرانی اور
زیور بھی ویسا پہنے جو کچھ کہ زحل سے منسوب ہے زیب بر کیے تھے اور ملک شمال کے بادشاہ
لباس اور زیور جو کچھ کہ تعلق بہ مریخ ہے پہنے تھے اور جنوب کے بادشاہ جو کچھ کہ منسوب بہ عطارد
زیب قامت کیے تھے فی الجملہ بیان قصے کے رنگ کو کھو دیتا ہے ظاہر ہے کہ افسانہ اور ہے
اور نجوم و حکمت و ہیئت اور ہے چنانچہ صاحب بوستان خیال نے یہی رنگ پسند کرکے سارا
قصہ لکھا ہے یہاں اس طرز کو عام فہم فقیر نے خیال نہ کیا اور باعث طول افسانہ سمجھ کر چھوڑ دیا
دوسرے اصل دفتر میں بھی کچھ ذکر اسکا نہیں ہاں داستان گو اپنی قوت بیانیہ سے اگر بیان
کرے اسکو اختیار ہے پتا اسکا لکھ دیا گیا خلاصہ یہ کہ ان بادشاہوں کی سواریوں کا تماشا طرہ

دھوم دھام بیان کرنے سے زبان قلم عاجز ہے لیکن کوئی ان مین عورت ہے اور کوئی مرد ہے
تخت ہاے سحر پر لباس فرمان روائی پہنے ہر ایک سوار گرد مشیرون اور امیرون کی قطار
ہزارہا غلام زرین کمر اور ہزارون کنیزان قمر پیکر عہدے ہاتھون مین لیے آگے آگے باجے
بجتے ڈھول دمامہ اور ناقوس کی صدا بلند چاہ زمرد پر نقارا اور رنگلینت چتر چھاے کا سامان لیے کشتیان
زر و جواہر کی بکریان اور سور و غیرہ ہمراہ شاہزادیان طلسم کی آرایش اور بناو کیے لب لعلین
کو مسی سے سرخ کر کے پیشانی پر نزاکت سے افشان بال کے آنچل ہاتھ کے ڈوپٹے اوڑھے
سر پر تاج رکھے سوریا نون زیب قدم کیے از سر تا پا بہار رشک گلزار کہ ایک غمزہ کشور جان
جوانان دہر کو برباد کردین اور ایک عشوہ اقلیم دل عشاق کو تسخیر کرین دلبری انکی تابعدار
غمزہ انکا فرمان بردار سواری کے آگے انکی ہمراہ فوج ساحران بیشمار نیرنگی سحر کی دکھاتے کبھی
پھول فلک سے برساتے کبھی زمین پر باغ لگاتے کہ بمقتضاے نظم

پری پیکرے چون گل آراستہ
پری دخت از ہندوان خواستہ

ز ہر بن نہنگ و سمندر و ابر و فراخ
رخ چون گل سرخ بر سبز شاخ

نگیرد کہ زنبیل و مشک ناب
فرو ہشتہ چون ابرے از آفتاب

ازان مشک تر آب گل ریختہ
مہ از سنبلہ سنبل آویختہ

ستکل بگوہر قبا دوختہ
چو پروین بگوہر کشی ارجمند

ز لعل و زمرد یکے تخت نزد
بساطے ز یاقوت و از سرخ و زرد

ز باور تابندہ خواہے فراخ
چو سبزہ بہین بر سر سبز شاخ

شگادور و اسپان مرصع نگار
ہمہ زین و براے گوہر نگار

صد اشتر قوی پشت و بالیدہ ران
عرق کردہ در زیر بار گران

ز ہر جنس ہاے کم و بار بود
جواہر ہمین زر ہمہ خروار بود

قباہاے خاص از بہ ہر کشے
قبا ہا و لباس زرکش بسے

زبس رو شنہ ان ابر دوبار
نشاندہ ز رخسار گیتی غبار

ز برق آمدہ ابر ساران بجوشش
برآورد تندر بہ تندی خروش

زرگ جستہ ور زمین گشتہ سخت
برقص آمدہ برگ ہاے درخت

اسی طرح شہنشاہ ... شاہان طلسم کا رہا بیان تک کہ ملکہ زلفین کاکل دراز اور ملکہ

گل اندام نازک بدن اور ملکہ محبوب لاثانی اور ملکہ مشک بو کاکل کشا
اور ملکہ مست ناز اور ملکہ گل بازہ گہر ریز اور ملکہ حسین زرین لباس اور ملکہ
جمیل زرین کمر اور شعلہ عشق شاہ جادو اور ملک خون خوار عنبر زن جادو
اور ملک ظلمیر دیو پیکر جادو اور قصر آہن کلاہ فولاد بدن جادو وغیرہ تمام
شاہان طلسم اگر جمع ہوے کہ نام انکے فرداً فرداً لکھے جائیں تو نہایت طول ہوا شمار
تسخیر ہونے ممالک طلسم کے وقت نام غودی ذکر ہونگے جب یہ شاہ اور شہزادیان آئین
تو اکابرین طلسم کی آمد ہوئی اور بادشاہوں کا لشکر اور بہیر و بنگاہ کے لوگ کوسوں تک
اترپڑے ابھی بارگاہ طلسم سے تا باغ عشرت کہ منزلوں کا فاصلہ ہے انسان اور انبوہ خلق تھا
سوا اسکے بارگاہوں اور خیموں کے اور کثرت خلق کے اور کچھ نہ نظر آتا تھا جب سرزمین طلسم
بھی آچکے پھر تو منتظمان طلسم آنے لگے کوتوال طلسم اور دربان اور گرد آور کہ یہ جہان خاص
طلسمی مقرر ہین اس جگہ منتظم ہین اور راستے دکھلانے کے وقت طلسم مین ان سب سے
مقابلہ ہوگا اور جب یہ لوح طلسم تدبیر انکے سوختہ کی بتائیگی اسوقت یہ مارے جائینگے خلاصہ کلام
جب منتظم داخل ہوے یکایک ابر سرخ رنگ فلک کی طرف ظاہر ہوا اور پھول گلاب کے رنگ برنگ
جواہر کے شبنم ہوے اس ابر سے برسنے لگے اور ہزارہا تھال سے بخشش نمائی دیئے صدہا مشعل
سونے روپے کی جلتی نظر آئین تمام بادشاہ اور اکابرین طلسم اور منتظم وغیرہ براہ استقبال
سمت فلک سوار ہو کر چلے کہ وہ سحاب زمین پر آترا اسپر فرش بادلہ کا نہ اور تخت شاہی نہایت
آراستہ و پیراستہ بچھا تھا اور تخت پر ایک معشوق سراپا ناز معہ ساز زیور و جواہر پہنے اور
لباس فرمان روائی زیب جسم کیے جلوہ گر تھی کئی ہزار نازنین مصاحب و ہمدم اور کنیزیں لباس
پہنے رتبے کے موافق کھڑی اور بیٹھی تھین اس محبوب زیبا تمثال کے سراپا کا کیا بیان کیا
جائے صفحہ فسانہ وقت تحریر وصف رخ رشک گلزار بہشت بنتا ہے قلم خود نکتہ چینی کرتا ہے
زلف سیہ کے عنبر سارا اور مشک کیا شاہ ختن و تاتار و چین غلام ہر حلقۂ گیسو کے بندہ
حلقہ بگوش دے وام مانگ جادۂ کہکشان فلک کو راہ بھلا دے پیشانی نور آگین سپیدۂ
صبح صادق کو کاذب بنادے خال ہندو رہزن ضمیر عاشقان بھوین وہ محراب جو سجدہ گاہ
حسینان جہان پلکین وہ ناوک دل دوز جو ایک جنبش مین روحانیوں کو صید کرین تار
مژگان ہزارون دل قید کرین آنکھین وہ جام سرشار کے مجبولی جو دل خستہ کو بریان کرین

بلکہ غارت کرین سفیدی چشم روز روشن کو رو برو اپنے تیرہ کرے اور سیاہی سواد شب کو خیرہ
کرے رخسار تابان گل سرخ کو ندامت سے آب آب کرے بلکہ چشمہ خورشید کو بے آب و تاب
کرے دہان تنگ کو تنگ شکر کیا کہون نکہت لعل و گوہر کہون لب یاقوت رنگ لعل بدخشانی
کا جگر خون کرے بلکہ یاقوت رمانی کو پھر اگلوا دے مرجان غیرت سے مر جائے چاہ ذقن کوے
دل کو اپنی چاہ مین گرو مین پھانسے جو دیکھے اسی چاہ مین بائولا ہو جائے کہان تاب و طاقت
اسکا بچا جائے گردن صراحی دار اک تھر ایا دل کی دستار بروی کو سرو دست تیار سینہ
گنجینہ نور چھاتیون کا ابھر ہونا پستان کو دیکھ کر نار پستان کا سینہ شق ہوا سیب وہی کا
رنگ تخمیرے فق ہوا شکم صاف و شتافتہ باو سیلی کی سیاہی لکیر نہ تھی پشت پر بالون
کے آشفتہ عکس کا ظہور نا ف کو گرداب بحر حسن کہنا بڑا لی با تہ ہو چشمہ آب حیات ہو موی
کمر آئینہ حسن مین گویا بال آیا ہو یا رخسار مطلع آفتاب سپہر حسن پر بلا ہو آگہ عجب لذت
کی چیز ہے وہ ہنسی ہو جسمین موتی جھڑتی ہو یا دہ جو سر تا ہو جسکی کلید تمنا کھولتی ہی وہ مضمون
حجاب ہو جسپر مہر خط شباب ہو وہ سورنی ہو جسکے مستی مین سال سورئے کے منہ سے نکلے تو وہ
اپنی منقار مین لیلے وہ دیدہ پرنور ہے جسمین وصل کی سلائی سرمہ لگا سکی وہ غنچہ
رنگ سربستہ ہو جس مین ہوا سے تمنا بڑی مشکل سے جا سکی غرض ساق نورانی شاخ گل کا
جلوہ زانو و یا لطافت و نزاکت مین آفتاب و گوہر سے زیادہ پرنور کف پا آئینہ روے عروس کا
غرضکہ از سر تا پا وہ نازنین یگانہ دہر نادرہ دوران میں بلا کا فتنہ گر تھی نظم

پری پیکرے شوخ و دست آمدہ — پری دار در شب بدست آمدہ
چو سروے بسبزی آراستہ — ز روے رخ گل عاریت خواستہ
بہ ناوک غمزہ کا ندا ختی — شکار زروح جانان ساختی
لب او چہ لب شور بازارہا — در و قند و شکر بہ خروارہا
چمن را تماشا در آغوش او — تماشا گہ گل بناگوش او

اس کا فریفتہ کو تمام شاہ اور سفر زو منتظم ہر شخص نے سجدہ کیا اور نذر دی کیونکہ یہ دختر ہی
خداوند ہوا آور جادو کی جو خاص نبیرہ سامری ہی اور طلسم مین خدائی کرتا ہی اور جس
بادشاہ کی تصویر کو اپنی جگہ پر تلوار سے چاک کرتا ہی پھر اس بادشاہ کا اس ملک مین کہ جہان
کا وہ حاکم ہو کٹ جاتا ہی خداوند جسے چاہتے ہین اسکی بجاے شاہ مقتول کے بادشاہ کرتے

ہین اور علاوہ اسکے اور بہت کچھ طلسم مین اُسکو اختیار ہی آج اپنے عوض نور جامیدہ اپنی بیٹی کو
میلہ مین بھیجا ہی اور داؤد اپنی جگہ سے اُٹھتا بھی نہین اور ملاقات بڑی مشکل سے لوگونکو خداوند
کی میسر ہوتی ہی لوگ زیارت کو جمع ہوتے ہین تو پردہ گنبد قدرت کا اُٹھتا ہی ایک روشنی سی
سب دیکھ لیتے ہین غرض کہ نام اُس لڑکی کا ملکہ لالہ خون قبا ہی حقیر نے جو سراپا وغیرہ
اِس نازنین کا لکھا ہی اِس لیے طول دیا کہ یہ ملکہ بھی معشوقہ شہزادہ اسد فاتح طلسم کی
ہوگی اور شہزادے کے نکاح مین آئے گی بھول وقت آلی شہر داود یہ کا فتح ہونا اور داؤد
کا مسلمان ہونا جلد دوم مین ذکر ہوگا فی الحال جب خداوندزادی داخل ہوئی بارگاہ طلسم
جو زیر گنبد نور ہی اور سوائے شاہ جادوان کے اور کوئی اُس مین جا نہین سکتا اُس
بارگاہ مین یہ جاکر تخت طلسم پر جلوہ گر ہوئی اور مصاحبین اور رقاصین اور جلیسین
کرسیون پر بیٹھین ناچ ہونے لگا جام مے ارغوانی چلنے لگا ملکہ لیکن برہم رہی اور کارپرداز
سے گویا ہوئی کہ اس افراسیاب کو غرور بہت ہو گیا ہی آج ہمارے استقبال کو بھی
حاضر نہوا لوگون نے عرض کی کہ اُنہین حضور کے تشریف لانے کی خبر نہین اب آتے ہین سے تو
مراسم تعظیم بجا لائین گے یہان تو یہ ذکر ہی مگر میلے مین کچھ شور اُٹھا اور بلا ہاے سیاہ و
غولان طلسم اور اژدرہاے دمان اور شیران ژیان میلے مین آئے وہ بلائین اگر کوئی خواب
مین ایک بار دیکھے تو تمام عمر نیند نہ آئے خواب عدم مین بھی چونک پڑے اور بترا سکے سہم
اُنکے اسالون سے اور پانون قعر زمین مین پہنچے کسی کے سر سے اژدہا شعلہ نکالے شعلہ جھونکتا
اور کسی کی آنکھ سے دمبدم قطرۂ اشک گر کر بلا سے تازہ بنتا اور آدمیون کو کھاتا یہ بلائین جو شیشہ
اور بھوت ہین اُنھون نے آکر ایک گوشے مین باغ ہمیشہ کے قرار لیا اب کوئی سوا اسکے گھر
کے مطیعون سے باقی نہین جو داخل نہوا ہو صرف حکیم فیثاغورس الحکمت و شیخ الحکمت
و منصور الحکمت کہ مرد خدا پرست ہین اور سبب یہ کہ بادشاہ طلسم افراسیاب نے قید
کیا ہی ان بزرگون کو بھی بطور نظر بندون کے رکھا ہی یہی لوگ میلے مین نہین آئے اور
بزرگ شاہ طلسم کے مثل ماہی زمرد و سنجاب و آفتاب چہار دست و ملتمس چہار
دست وغیرہ بروقت پرستش جاہ زمرد پہ آئینگی خلاصہ یہ کہ رات بھر مین تمام طلسم کی خلقت
جمع ہوئی ہبوقت کہ شہنشاہ سیارگان کا سراج فلک ہفتم پر ہویدا ہوا اور تماشاگاہ روزگار کا
بادیدۂ حیران وہ بھی میلا دیکھنے آیا نظم

چو روز دگر خور ز مشرق شتافت	سپہدار چین کار رفتن بساخت
دوال دہل زن در آمد بجوش	ز منقار مرغان بر آمد خروش

شہنشاہ افراسیاب بجاہ و حشم میلے میں آیا اور رحال آمد خدا وند خداوندی یعنی ملکہ
لالہ خون قبا سنگ کشتیان زر و جواہر کی ہمراہ لیکر سامنے ملکہ کے گیا تسلیم کی نذر دی عدیم
الفرصتی کیا ملازموں کو تاکید اکید کی کہ خبردار ملکہ عالم کو کوئی تکلیف نہو سب حاضر
خدمت رہیں جملہ سامان راحت موجود رہے پھر وہاں سے رخصت ہو کر پھر اسی باغ جمشید
میں گیا یہاں آتی تھی جب سے ملکہ حیرت یوجا جمشید کی کر رہی تھی ایک پاؤں سے کھڑی آتش
پر ہو رہی تھی افراسیاب نے ملکہ کا پاندان طلائی منگا کر گلوری اپنے ہاتھ سے بنا کر ملکہ کے
منھ میں دی حیرت کو ایسا جوش سحر کا تھا کہ تھر تھر مثل برگ بید کے کانپنے لگی اور گلوری
کھا کر پھر ہلا یا افراسیاب نے اشارہ کیا سب ساحر ہمراہی وہاں سے ہٹ گئے حیرت
نے ایک اُف کی شعلہ منھ سے سبز رنگ نکلا باہر آکر مرغ ہو گیا ملکہ نے دونوں ہاتھ منھ پر رکھ لیے
ایک غبار آتش کی پیدا ہوئی اور سر سے پاؤں تک ملکہ کے لپٹ گئی افراسیاب نے کہا اے ملکہ
سحر جاتا کیا کہنا تمہیں تو پیاری بندی جمشید کی ہو حیرت بولی کہ اب کنیز رخصت ہوتی ہے
جا کر چاہ زمرد کے اندر یوجا کرے گی لیکن باغیوں کو آپ طلب کیجئے سب لوگ آئے مگر وہی
نہیں آئے شاہ نے کہا تم یوجا سے فارغ ہو تو بلا لیں اُس وقت ملکہ نے دونوں ہاتھ بلند
کیے ایک سلاخ آتش کی زمین سے فلک تک استادہ ہو گئی اور اُسی طرح لاٹ آگ کی بھی ہوئی
غائب ہو گئی افراسیاب نے کہا ابھی مجھے بھی بہت کام ہیں یہ کہہ کر بھی غائب ہو گیا
مگر اب میلا قرار واقعی جمع ہو گیا اب حال بارگاہ عمرو سنیے کہ عمرو رات بھر مشغول درا و
خدائی رہا اور دعائیں اور آیتیں صحیفہ ابراہیمی کی پڑھ پڑھ کر ہر ایک ساحر پر دم کرتا رہا
جس کی برکت سے ہر شخص رکا رہا اور میلے میں نہ گیا صبح کو نماز پڑھ کر مع عیاروں کے عمرو
روانہ ہوا کہ میں بھی جا کر میلا دیکھ آؤں چلتے وقت عمرو سے کہتا گیا کہ اے ملکہ ناچ دیکھو
خوشی کرو میں آتا ہوں ہر چند اُسے سمجھایا مگر ہر شخص بصورت تصویر حیب اور بے حس ہے
کیونکہ صدا سے نقارہ آذر سنگر قلب پر وہ تاثیر ہوئی ہے کہ ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ میلے میں
جاؤں خلاصہ عمرو اسی حالت میں انھیں چھوڑ کر روانہ ہوا کچھ دن چڑھے قریب میلے کی
حد کے پہونچا جہاں جہاں کو آراستہ پایا دس دس ہزار بیس بیس ہزار کے غول ایستادہ

سکے آتے ہوئے نظر پڑے دکاندار دکانیں لگاتے تھے سروں پر گلنار شفتالوی قرمزی رنگ
برنگ کی پگڑیاں باندھے تھے دکانیں تمام آئینہ بندی تھیں بازار آراستہ ہو رہا تھا خیابان اور
بارگاہیں کہ جنکے وصف کرنے میں زبان قاصر ہے اور شمہ ذکر اوپر ہو بھی چکا استادہ تھیں
کلس انکے سنہری روپہلی نظر کو خیرگی دیتے تھے کہ باہزاروں آفتاب چمکتے ہوئے تھے لاکھوں
پالیں دکانداروں کی نصب تھیں انبوہ خلائق تھا کہ کوسوں تک تل دھرنے کی جگہ نہ تھی عمرو
صورت ساحر کی ایسی بنکر عازم ہوا کہ میں کسی بازار میں جاؤں دو قدم آگے بڑھا تھا کہ ایک
بڑھیا ظاہر ہوئی سر کالا منہ میں دانت نہ پیٹ میں آنت سر ہلاتا تھراتی ہوئی عصا تھامے
قریب عمرو آئی اور کہا کیوں موئے تو بدذاتی کرنے پھر آیا عمرو نے برا منھ کرکے کہا او
پیرزال تو بھی انڈال ہی پھرتی ہے بڑھیا یہ سنتے ہی لاٹھی لیکر کانپتی ہوئی چلی عمرو بھاگا لیکن
جدھر گیا اور جہاں تک گیا اس بڑھیا کو دیکھا کہ سایہ سا ان ساتھ ہے آخر ایک جگہ ٹھہر رہا
بڑھیا نے آکر لاٹھی اٹھائی کہ ماروں ٹکڑے جو ایک سر کے چار سر ہو جائیں عمرو نے
کہا بڑی بی قصور ہوا معاف کیجیے بڑھیا نے کہا خبردار جو کہیں بدذاتی کی نہیں تو ایسی لاٹھی
ماروں گی کہ ہاتھ پاؤں ٹوٹ جائیں گے یہ کہکر بڑھیا چلی گئی اسی طرح اور عیار جو شہر میں
پھرتے پھر رہے تھے انھیں بھی بڑھیا ملی اور ایک ایک کو بڑھیا نے پکڑ کر دھمکایا کہ خبردار
کوئی بدمعاشی نہ کرنا ورنہ سزا پاؤ گے جب قران کو بڑھیا ملی اسنے چاہا کہ ایک بندا بھی بڑھیا
کے لگاؤں بڑھیا نے کہا موئے میں سمجھائے دیتی ہوں خبردار کہیں دزدی نہ کرنا ورنہ یہ
بندہ وغیرہ کچھ بھی نہ چلے گا یہ کہکر غائب ہو گئی قران اور عیار زنبیل بجا کر ایک جگہ جمع ہوئے
اور سب حال بڑھیا وغیرہ کا بیان کیا برق نے کہا مجھے جو بڑھیا ملی تو اسنے کہا جا میں نے
تیرے استاد کو چھوڑ دیا اسی طرح سب نے حال کہا عمرو نے کہا یہ بڑھیا نہ تھی سحر تھا یہ سنکر
قران نے کہا استاد جس وقت ایک بڑھیا نے ہمکو پکڑ لیا تھا جب افراسیاب ہماری گرفتاری
کا قصد کریگا تو لمحہ بھر نہ ٹھہر سکیں گے اور ہم گرفتار ہونگے میری قضا ہے آقا میرے فرما چکے ہیں
کہ جس روز بازو پر تیر باندھے گا اسی دن تو مرے گا بس مجھکو کہیں پوشیدہ کیجیے اور لشکر مہرخ
کا بغیر جاتے ہیلیے کے نہ رہے گا کیونکہ مہرخ و بہار وغیرہ سب چپ سناٹے میں ہیں یہ
کسی طرح نہ رکیں گی جب شاہ طلسم نے سحر کیا سب ہلی جائینگی عمرو نے یہ تقریر سنکر کہا بیٹا دیکھ
ہوا ابھی تم بیچ کے ساتھ رہو آج دن بھر اور رات بھر خوب میلے کی سیر کر لو اور کل [illegible]

ذرا اور باغ جمشید اور چاہ زمرد و باغ عشرت و بارگاہ طلسمی و دیگر بارگاہیں شاہان طلسم کی سب دیکھ رکھو کل آٹھواں دن میلے کی بھیڑ اور جاؤ کا ہے کل یا تو خدا نخواستہ ہم تم گرفتار ہو گئے اور جان گئی اور یا تو اس میلے کو ہم نے لوٹ لیا اور اس طرح لوٹیں گے کہ جتنے میلے میں آئے ہیں سب ننگے ہو کر جائیں اور بہت سے خواب عدم میں سوئیں لاشیں اُنکی چیل کوے کھائیں اگر یہ افراسیاب شاہ جادوان ہے تو بندہ بھی لشکر کردہ ہفت پیغمبران ہے انشاء اللہ کل میں ہوں اور یہ میلہ ہے اور افراسیاب ہے کہ بیت

کہاں چارہ سازی بدست آوریم	بآن چیرہ دستان شکست آوریم

قران نے سب گفتگو سنکر عرض کی کہ بہتر ہے ہر چہ مرضی مولا از ہمہ اولی غلام آپ کے ساتھ ہے یہ کہکر سب عیار بلکہ بصورت مبدل چلے عمرو سب کو لیے راہ کترا کر قریب باغ جمشید آیا کہ اسی کے متصل چاہ زمرد بھی ہے دیکھا باغ نہایت وسیع اور نزہت افزا ہے فرسنگ در فرسنگ گلہائے رنگارنگ پھولے ہیں جواہر کے درخت ہیں اور جواہر کے پھول ہیں جس جوہر کا پھول جواہر کا بنا ہے اُسی پھول کا عطر اُس جواہر کے پھول کے خوشے میں داخل کیا ہے کہ ہوا چلنے سے شمیم گل نقل و اصل میں فرق نہیں پاتی ہے خیابان خیابان بہار وہاں کی مردہ دلوں کو زندہ جاوید بناتی ہے برگ سمن زبان بنکر سوسن سے ہم کلام تھے غنچے اور گل ہنسکے پریوں کھلے تھے کہ لوح زبرجدین منقش قدرت نے یاقوت احمر کے نقطے دیے تھے گوش شاہد چمن میں پتے بالیاں تھیں خوش رنگ ہزار لیان تھیں گل بوٹے طرح بطرح کے ایسے تھے کہ قبائے پُر ضیا سے گلشن میں پھول زر اندود بنے تھے گل اشرفی کے پھولوں کا توڑا انہیں بیشمار سوسن کی اودا ہٹ پر لبیسی آلود گلعذاران و ہزار شمار باغبان چار چمن گیتی نے بنایا لگایا تھا جو پھول تھا وہ عطر فروش تھا بہار کا جوش تھا باد صبا خریدار بنی بوئے گل ہر سمت لیجاتی تھی مشام گل رخان روزگار معطر فرماتی تھی ایسے میلے میں ہر باغ پر بہار چھوٹے چھوٹے اور گھنے درخت سایہ دار نیچے درختوں کے فرش عمدہ بچھا تھا نسرین بدن سمن رخوں کا مجمع تھا سحاب چمن ہر سمت چھایا تھا زبان حال سے روزگار ثنا گو تھا کہ قطعہ

کالی گھٹائیں آئیں ہوا سے ابھار پر	پریوں کے تخت لوٹتے ہیں سبزہ زار پر
قلقل سے آ رہی ہے ہوا ہو ابھار پر	رندو چلو گھٹائیں گریں سبزہ زار پر
مستی سے باد صبح نے کیا گدگدا دیا	کالی گھٹائیں لوٹ گئیں سبزہ زار پر

صہبا چمن ہی ابر ہی چھلکاؤ جام ہے ۔۔۔ جوبن برس رہا ہی عروس بہار پر

عمرو یہاں سے سیر دیکھتا ہوا آگے بڑھا عیار سب ساتھ ہیں آگے بڑھ کر صحرا میں کلیرے کھڑے تھے اور اینسے ویسے ساحر بیٹھے تھے ناچ ہو رہا تھا وہ وہ فتنہ روزگار معشوقہ طرحدار رقاصہ انجمن تھی جو عاشق کے جان کی دشمن تھی کمر کو سے کی لچک اور گھٹنا آگے بڑھنا اس طرح کا تھا کہ عاشق اُف کرکے رہ جاتے تھے وہ توڑے لینا اور گھوم کر بیٹھ جانا مار ہی ڈالتا تھا کہ ایسا

کوئی مشق ستمگری میں تھی ۔۔۔ کوئی سرگرم دلبری میں تھی
چل رہی تھی کسی سے کوئی چال ۔۔۔ بن چھری ہو رہا تھا کوئی حلال
مثل گل اک نگار خندان تھی ۔۔۔ مثل سنبل کوئی پریشان تھی
کسی عاشق پہ مہر سازی تھی ۔۔۔ کسی بیدل سے جفا سازی تھی

جب یہاں سے بھی آگے بڑھا کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ساز لیے ستار و بین اور سارنگی چکارا وغیرہ بجاتے ہیں بایان ساتھ مل رہا ہے ٹھیکے ہیں اودھا بجتا ہے ننھی ننھی تانیں اور تحریریں لیتے ہیں کوئی کدارا بجاتا ہے کوئی ملار گاتا ہے کسی کو بیلاول ہو گیا پسند ہے تماشائیوں کا ٹھٹ لگا ہی واہ واہ کی صدا بلند ہی کہ بس

بجاتے تھے اس طرح سے مل کے ساز ۔۔۔ نکلتے تھے عشاق کے دل کے راز

جب اور آگے چلا پائیں ساقنوں کی ٹٹی دیکھیں بیچے پال کے بیچ کا تختوں کا بچھا تھا اوپر چاندنی کا فرش و قالین آراستہ تھا سجا ہوا اور صندوقچہ دھرا تھا صندوقچے سے لگا ہوا آئینہ حلبی رکھا تھا ساقنیں ہزاروں بناؤ کیے دولائی سفید اوڑھے گوٹ کی اور سے آنگیہ سے طوق سونے کا دکھاتے گلو کو گلا کھلے پائچے پاجامے کے ٹیکے تخت پر رکھے ہاتھ افشاں لگائے بیٹے چھوڑے بال بنا کے لب تخت ہزاران ناز و انداز بیٹھی تھیں کان کا زیور جھوم جھوم کر چومنے لیتا تھا رخ تابندہ بحر حسن تھا اس میں آویزہ کا عکس پڑنا یہ ظاہر تھا جیسے کنول دریا میں تیرتے ہیں یا مچھلیاں اور جانوران آبی پیرتے ہیں ہاتھوں میں کڑے پڑے دست حنائی میں پور پور چھلے تھے ایک سمت لگن اور پتیلوں میں بیچے بھنگ کے سامنے کچھ حقے تیار زمرد کے رکھے تھے تپائیاں سور اضدار رکھی تھیں چلمیں اُن میں رکھی تھیں خریداروں کا ہجوم کوئی گنڈہ گنڈہ لڑاتا تھا کوئی دوانی چلم اڑاتا تھا کوئی چوا اشرفی اور روپیہ دینے والا وہ آکے تخت پر ساقن کے قریب بیٹھا آنکھ لڑاتا تھا ساقن [illegible]

یہ کیفیت دونا نشہ جمائی تھی ایک طرف سامنے خریدار دعائیں دیتے تھے کشمیراور یسا بکھان یا نگتے تھے یار قند نسیے والی چلم کے بھرنے والے اڑاتے تھے کوئی کہتا تھا ساقن سکہ دم کی خبر آج تو پھر دیر کی ہمکو بھی بلوائیے ساقن کہتی تھی بیٹھا اینٹوا ٹکیاسکے اندر ہے یہ بہت عمدہ ہی دو پہر چلم جما کر دیتی تھی خریداروں میں یہ بحث تھی کہ ایک کہتا تھا تم سر کرو دوسرا کہتا تھا کیا ہمکو پست ہمت پینے والا مقرر کیا ہی اس چلم کو تم سر کر والکی دو آنہ کی بھر واتیں لگے تو ہم سر کرینگے کوئی کہتا تھا ذرا ہمٹنا کر پھر آگ رکھنا کوئی کہتا تھا ہماری چلم پہ گل کی آگ دھرنا دم پر دم سے لویں بھی بھی اٹھتی تھیں سرور ہوتا تھا تو شعر پڑھتے تھے دائرہ اور دف تخت پر بیٹھ کر بجاتے تھے ٹھمری غزل گاتے تھے عجب سماں تھا نیا جلسہ تھا کہ ابیات

پہنچے ہنتے عجب بہار کے تھے ۔ صدمے دل او نیہ سو ہزار کے تھے
طرفہ ہنگامہ انکی دکان پر ۔ جمع تھے سیکڑوں پری پیکر
ایک تو دائرہ بجاتا تھا ۔ اک چکارے پہ ٹھپا گاتا تھا
ساقنوں کا عجیب نقشہ تھا ۔ قابل دید ٹھٹھ مدام اسکا تھا
نام رکھے کوئی حسد کو اگر ۔ دیں وہ اوسکو جواب پہ چل کر
کتنے پہلے پہ دم لگاؤ تو ۔ اشرفی کی چلم پہ پی دیکھو

آگے بڑھکر مدک والوں کی دکان نظر آئی حلقہ کیے لوگ بیٹھے تھے قلمیں سلگتی ہوئیں ہاتھ میں تھیں مہر دہقوں پر جمے تھے گنگا جمنی چھینٹے سامنے رکھے تھے کہ مقتضائے نظم

کچھ مدک والے واں پہ بیٹھے تھے ۔ نوجوانوں کو چھینٹے دیتے تھے
گنگا جمنی بنے ہوے چھرے ۔ رکھے تھے ماہرویوں کے آگے
غیرت مہر و ماہ تھے ہمسر و ۔ نہیں قفلیں پری کے تھے گیسو
شعلے اٹھتے تھے ایسے چھینٹوں کے ۔ سنگ سے جس طرح شرر نکلے

انکے مقابل ایک سمت کو تنبکو فروش سلیجے کی دکان ٹھنڈھائی پینے کا سامان لیے لوگوں کا مجمع کوئی لٹیا چڑھاتا کوئی حلو لگاتا کوئی کہتا میری ٹھنڈھائی میں بادام کی ڈالنا کوئی لونگ الائچی کی فرمایش کرتا کوئی کہتا یاد آتا غفور تنکے پیون کبھی پیے کوئی کہتا گاڑھی بہجگی تو لگاؤ تازی ہو گی کوئی پکارتا کہ شع گاڑھی چھننے گی آج کسی سبزہ رنگ سے کوئی آنرا دیہ صدائیں مستانہ نشے کی حالت میں لگاتا تھا کہ نظم

کو صولت اسکندر اور حشمت دارا
پڑھ فاعتبروا یا اولی الابصار کا آیا
ستانہ جو ہین نئے قدح بنگ چڑھایا
یون خضر لگا کہنے ہنیا و مریا
ہی جی ہین فقیرون کی طرح کھینچ لنگوٹا
چل کنج خرابات ہین اور گھوٹ کی سبزی

ای صاحب فطرت
تا ہو تجھے عبرت
در عالم وحشت
اب دیکھ طلاوت
اور باندھ کے ہمت
یون کیجے عبادت

یہان سے جو آگے بڑھا میخوارون کا جلسہ نظر پڑا دکان کلوار کی سنبتی سجی ہوئی اونچے چبوترے پر گلابیان شراب ارغوانی اور زعفرانی کی چنی تھین کچھ لوگ اندر دکان مین بیٹھے تھے بوتلین اور کجیان سامنے رکھی تھین دور چلتا تھا جب کسی کو زیادہ نشہ تھا وہ دیوار سے لگ کر چپ ہو گیا تھا کچھ اُن مین ہنس رہے تھے آپس مین مذاق کرتے تھے مگر یہ لوگ مہذب تھے اپنی خودی سے باہر نہوے تھے کوئی شعر پڑھتا تھا کوئی کچھ گاتا تھا اور دکان کے سامنے جو میخوار کہ جمع تھے وہ تو منکار رہے تھے کوئی کہتا تھا میان چوکھی دنیا کوئی تھر تھر کانپ رہا تھا کوئی کیچڑ مین لوٹتا تھا کوئی بیہوش پڑا تھا منہ سے رال بہہ رہی تھی کسی کو ڈولی مین ڈال کر لوگ لے گئے کوئی نشے مین تمام عمر کی اپنی کیفیت بیان کر رہا تھا باہم جوتی پیزار لڑتے تھے بعضے جو پڑھے ہوے تھے وہ ساقی سے یہ کہہ رہے تھے کہ اے ساقی

شہرت تری چہار سو ہو ساقی
دے جام کہ بادہ خوار ہین ہم
بال لبط کے پر جما ہے
جیو قسمت اب آشنا ہو ئی دل
اڑ جانے لگے آسمان کی سوجھی

دنیا ہو اور تو ہو ساقی
کب سے امیدوار ہین ہم
جام آئینہ جہان نما ہے
آنکھین ساغر صفت گئین کھل
رندون کو کہان کہان کی سوجھی

میخانے کی سیر دیکھ کر آگے چلے دیکھا کچھ بانکے بگڑ گئے ہین تلوار باہم کھینچی ہے شور بلند ہے لوگ بھاگتے پھرتے ہین کہ سپاہی باپ دھو تو دھو تو تیری ٹھنکی اور کوتوال دوڑ لپک دوڑا کچھ بھاگ گھر کے ہو رہے کچھ کو پکڑ لیا ایک طرف چور گرہ کاٹ گرفتار ہوے ہین کوئی کسی کی جیب کاٹتا تھا کوئی کسی کا رومال شالی کھینچ کر بھاگا تھا اس ہنگامے سے جب آگے بڑھے حلوائیون و نان بائیون کی دکانین بصد صفائی اور زیبائی نظر آئین کہ حلوائی کی دکان پر تھال پہنچی

برابر کھنچے تھے آگے دکان کے زنجیر پر بنی لٹکتی تھی گھنٹی اُس مین بندھی تھی اندر دکان کے نوکرون نے کونڈے پر کڑھاؤ چڑھائے تھے مٹھائی بناتے تھے الماریان مٹھائی سے بھری رکھی تھین تھالون مین مٹھائی کو جال دارا اور محراب دار چنا تھا کہ پھول اور گلدستے بنے معلوم ہوتے تھے مٹھائی پر ورق طلائی اور نقرئی لگے تھے عجب جوبن دیتے تھے کہ نظم

ایسے خوشرنگ تھال رکھے تھے	طشتین مہر فلک سے اچھے تھے
حلوا سوہن مین ایسی لذت تھی	لوٹ لے دیکھے سے وہ لطافت تھی
حلبشی تھا جواب جوزی کا	جس کو کھایا مزا جدا پایا
ایک ترازو کا وصف پورا ہو	رشک خورشید جسکا پلہ ہو

نان بائی بعہد خوش ادائی ظروف مسی صاف و شفاف مین طعام لذیذ چنے ہوئے تھے پلاؤ زردہ قورمہ مرغ کا شوربا شیرمال و کباب و باقرخانی آبی نان ہوائی کلیجے وغیرہ ہر قسم کا کھانا مہیا رکھتے تھے تنور گرم تھا پتیلا چڑھا تھا ایک طرف ماہی توے مین کباب گرما گرم تھے کچھ لوگ بیٹھے دکان مین کھانا کھاتے تھے کچھ خریدار پیالے لیے کھڑے تھے کہ نظم

شیرمالون کو سے جو کھائے	نان نعمت کا وہ مزا پائے
اُن کی سرخی تھی اک ادا کے ساتھ	نانبائیون کے جون حنائی ہاتھ
وہ نہاری جو دیکھے بیمار	دل سے جاتا رہے شکیب و قرار
چٹ پٹے وہ کباب جو کھائے	زیست کا اُسکو لطف ہاتھ آئے

اسکے آگے بڑھ کر کنجڑون اور سنگترون کی بہار دیکھی کہ انکی قسمت کے جھونکے کھنچے سامنے ٹوکرون مین ترکاریان انار امرود شریفے وغیرہ چنے تھے جن مین ایک ایک لاثانی ہر ایک مین بہار جوانی تھی وہ سبزہ رنگ پشتانی اونچی چہرہ تابناک ہاتھون مین مہندی لگائے بانکے بیچے گنڈیریون کے لیے گئے پونڈے چھیلی تھین خریدار نوجوان سامنے ٹہلتے تھے باوام چشم سے اشارے ہوتے تھے نارپستان پر سیکڑون بہار تھے تو لینے مین جب ہاتھ اونچا ہوا یار کی بغل مین منہ ڈالنے کو جی چاہا کہ نظم

دے رہا تھا فریب سیب ذقن	کھو رہا تھا شکیب سیب ذقن
نارپستان پہ شیفتہ تھے ہزار	تھا انار ایک اور سو بیمار
پستئی لب پہ لوگ پستے تھے	شاخ بینی پہ ناک گھستے تھے

نین کو دیکھ ہو من کو خوش آئے — خالی گاہک نہ یہاں سے پھر جائے
جیسا بیٹا تھا ویسی آدھی تھی — باولا ویسا گنگناؤں کی

اگلی دکانوں سے ہٹ کر صرافہ تھا ایک ایک صراف ہیروں کا ڈھیر لگائے ٹاٹ کے پیچھے اٹھنیاں چونیاں روپے چھپائے بیٹھا ساہ جی اور سیٹھ جی لقب اُنکا تھا کہ ابیات

ساہ جی کوئی سیٹھ جی کوئی — دولت آباد ہر دکان اُن کی
کوئی کھوٹا کھرا پرکھتا تھا — کوئی کرتا تھا امن جاں سے جدا

یہاں سے آگے بڑھ کر جوہری بازار میں پہونچے ایک ایک جوہری کی حسین یاقوت لب مرجان دست فرش معقول بچھا ہے ڈبے ہیرے پنے کے کھولے جواہر کی پرکھ جانچ کر رہی تھی کہ نظم

جوہری بیٹھے تھے قرینے سے — تھے جواہر نفیس پاس اُن کے
آگے رکھے تھے پھول سے کانٹے — اُس میں سب بانٹ تھے جواہر کے
خوش نما تھی وہ موتیوں کی لڑی — جس سے شرمائے عقد پروین بھی
جوہری بھی تھے انتہا کے حسین — مثل یاقوت اُنکے لب رنگین

بازار میں برہمن قشقے ماتھے پر دیئے چندن بدن میں لگائے لٹیا کمر میں گھڑے ڈول ہاتھ میں لیے گڑا بجاتے پھر رہے تھے ایک طرف سقے پاؤ سے اور کہاروں کی لنگیاں باندھے کٹورے کھڑکاتے لگا رہے مشک دوش پر اٹھائے پیتل کے کٹورے بجاتے تھے عمرو عیاروں کو لیے سیر کرتا پھرتا تھا کہ برق نے کہا استاد یہاں میلے کا خرچ دو کہ ہم بھی کچھ لیں عمرو نے کہا بیٹا یہ میلا ہمارے قتل کے لیے ساحروں نے کیا ہے ہمکو خوشی کرنا نہیں زیبا ہے اور خیر اگر تم کہتے ہو تو کل تماشا میں خرچ دونگا یہ کہکر آگے بڑھا ایسا طرفے کو سجا دیکھا کہ دکانوں میں زینے بنے ہیں سفید کپڑے سے منڈھے ہیں اُن پر کھلونے اور باجے اور چاقو اور قینچی اور آئینے اور سوت کے گولے اور ہر قسم کا اسباب عمدہ ولایتی رکھا تھا چھتریاں ٹنگی تھیں ایک طرف سرخ سبز رنگین پیالیاں اور لڑکوں کے کھیلنے کے چکی اور لٹو اور سیٹی اور ڈولیاں رکھی تھیں بعض دکان پر مسی اور سرمہ تھا بعض کے یہاں شیشہ اور صوفی نگینے وغیرہ تھے کہیں کنگھی ہاتھی دانت اور سیپ کی تابا بکتی تھیں کہیں انگریزی
چیزیں لاجواب تھیں کہ مشاہدہ سے نظم

تھیں دکانیں لبالبوں کی جہاں — کیا بیان اُن کا کیجے سامان

صاف و شفاف آئینے ایسے — جو نہ چشم فلک نے دیکھے تھے
رخ محبوب سے انھین نسبت — دیکھنے سے ہوا انکے اک حیرت
کوئی صنعت ہی اگر نظر آئے — پھول سورج مکھی کا شرمائے
دانت کی کنگھیان بھی وہ پایا — شانہ مین کو نہ آئے دیکھکے تاب

ان میں کی دکانون کے پیچھے تھے اور متصل انکے بنا بیٹھے تھے عمدہ گہنا گوندھتے تھے پھول ریشمی بناتے تھے فیتا بنتے تھے ششہ بانٹتے تھے عجب طرح کے دستکار تھے فی الحقیقت صنعت میں ہوشیار تھے نظم

پھول وہ رنگ رنگ کے تیار — گل باغ جنان کی جن میں بہار
نور کے وہ بنائے تھے — زرد تھا رنگ شمس خجالت سے
کوئی فیتا دری کا بنتا تھا — ہر تھا سوئی کی کوئی باندھ رہا
کوئی تیار کرتا تھا مخمل — کوئی بیٹھا کتر رہا تھا تکل
سب وہ بنتے تھے نازنین قیطون — کہتے تھے یون جو انکے تھے مفتون
اونگلیان یہ نہین بلائے ہین — تیشہ دستی نہین دکھاتے ہین

اسکے آگے حکاک و نگینہ ساز اپنا کرتب دکھا رہے تھے موتی بیدھتے تھے نگینے کھودتے تھے نظم

ایک جانب کو بیٹھے تھے حکاک — رنگ سب سے جدا غضب چالاک
جھوٹے نگ اس طرح بنائے تھے — دیکھنے مین کبھی نہ آئے تھے
تھی خجل برق ہر نگینے سے — کشتیون مین چنے قرینے سے
تھے غضب کے وہان مرصع ساز — قابل دید جنکا تھا انداز
کہتا تھا یون کسی سے اک پرفن — صرف کیجے یہان سوا کندن
آرسی کو ملاحظہ فرمائین — کلمۂ حق زبان پر لائین

ایک سمت سادہ کار خوش پرکار بیٹھے انگوٹھیان چھلے خوشنما بنا رہے تھے کہ [illegible]

سیمتن کوئی کوئی ماہ جبین — دلبری کا دیار رنگین
چھلے وہ خوش نما بنائے تھے — دیکھنے مین نہ ایسے آئے تھے
دیکھین مشتری بھی گر اک نظر — انکے گل کھائین شوق سے دلبر

کچھ اور آگے بڑھے کوٹے والے جنکا ہر کام دکھاتے تھے نظر ہر ایک کی وجہ کان مین

پیٹیان رکھی تھین کچھ مال سامنے کھلا تھا بکا لوگ لیتے تھے کوئی موتی یا مرکا مانگتا تھا کہ واموں مین سستا ہو گا کوئی جوڑا اچھا چاہتا تھا کسی نے بنت کی خواہش کی کوئی توئی کا خریدار تھا کہ نظم

گوٹے والے تھے وہ قمر طلعت ۔ کہ لکھون آب زر سے انکی صفت
وہ چمک رکھتی تھی دکان انکی ۔ معدن زر کی جس پہ ہو چھاتی
پیٹیان سب بھری تھین گوٹون سے ۔ رکھی تھین سامنے قرینے سے
ان مین گوٹا تھا آبدار ایسا ۔ سامنے جسکے برق شرمندہ
اور چٹکی بھی اس بناوٹ کی ۔ رہے گاہک کے دل مین جو چٹکی
وہ کرن بھی اگر چمک جائے ۔ آنکھ خورشید کی جھپک جائے
اس چمک کا سنہرا ٹھیکا تھا ۔ اک ڈلا سونے کا وہ گویا تھا

پھر جگہ دورویہ پانون کے چپے تختون پر تنبولیون اور تنبولنون کو بیٹھے دیکھا کتھے سامنے رکھے اوسپر پان ہر قسم کے بیٹھ اُلٹے سیدھے کر کے چھانٹتے تھے سامنے برنجی تھالیان جنمی تھین کسی مین لونگ کسی مین الائچیان تھین کتھے چونے کی بنگلے نما کلھیان رکھی تھین کہ بمقتضاے ابیات

تختہ اک ایک روبرو رکھ کر ۔ اچھے اچھے چنے ہین پان اوسپر
ڈبیون بیچ لونگ الائچیان ڈلیان ۔ کتھے چونے کی خوشنما کلھیان
اپنے گاہک کو یون بلاتے تھے ۔ خاص یہ پان ہین صوبے کے
بیگمی پان ہے دساور کا ۔ بلکہ یہ جان ہے دساور کا

ایک سمت خوشبو ساز دماغ جان معطر فرماتے تھے کہین گل فروش اپنی بہار دکھاتے تھے کسی جگہ تمباکو والے کاسہ دھن کی خمیر ملانے والے خمیرا سا وہ کر خوا بیچتے تھے کہین عطار مسیحا دم دوائین نایاب فروخت کرتے کہین کمہار مٹی کے برتن نہایت نازک اور کھلونے بازے بلورون کے عمدہ دکان مین لگائے تھے ایک مقام پر چکن بند اپنی دستکاری دکھاتے تھے کہ بمقتضاے نظم

ایک جانب جو گندھی بیٹھے تھے ۔ اپنی اپنی دکان کو کئے وہ سجے
ہار تھے شیشیون کے وہ رنگین ۔ جیسے تابندہ خوشہ پروین

کنٹوروں میں بھی رنگ رنگ کا تیل
ایک دن بالوں میں ملے جو کوئی
نکہت عطر غم کو کھوتی تھی
فیض جاری تھا ایسا خوشبو کا
گل فروشوں کی دیکھی طرفہ بہار
وہ جہانگیریاں ہیں بیلے کی
طوق ہر سو جوہیوں کی کلیوں کا
کوئی کہتا تھا یوں پکار پکار
ہیں چنبیلی کے ہار خوشبودار
دیکھی تنباکو والے کی دوکان
سرخ مخمل کے لاکھوں بورے تھے
چاندی سونے کی ٹکیاں عمدہ
سادہ گڑوا کسی میں تھا لبریز
وہ خمیرا نفیس خوشبودار
جب نکلتا تھا منھ سے اسکا دھواں
تھے جو عطار سب مسیحا دم
اون کے عناب لب کا تھا یہ اثر
ہو جو مدقوق بھی شفا پائے
دیکھیے کیسا نقشہ تحفہ تر
ایسی ہر شیر خشت بھی نایاب
دیکھیے ہے ترنجبین نئی
تھی دوکان کلال کی جن میں
ظروف مٹی کے وہ بنائے تھے
کاغذی آبخورے ایسے تھے
جنبش آب سے لچکتے تھے

بھاری ہلکا لطیف اور بے میل
رہے خوشبو ہمیشہ سر میں وہی
روح پژمردہ تازہ ہوتی تھی
بس گیا تھا وہ شہر بھی سارا
رشک سے بوستان کو بھی ہو خار
ہے معطر جہاں جو پہنے کوئی
اس کو پہنے تو لوٹتا ہوگا
ہر طرح کے ہمارے پاس ہیں ہار
جن سے آتی ہے بوئے جسم نگار
ہر طرح کا مہیا تھا سامان
سادے کچھ کارچوب کے کھنتے
ان پہ چنا ہر ایک رنگ کا تھا
ولسہ تند خوشہ سے بھر کر تیز
جس سے آتی تھی بوئے مشک تتار
نظر آتی تھی زلف محبوبان
بھرتے تھے سب مریض آنکا دم
لب ہلا نہیں مریض سے وہ اگر
تن بے جان میں جان آجائے
ابھی کشمیر سے یہ آیا ہے
دیکھیں رکھ کر زبان پر احباب
اور دوکان میں نہیں ایسی
کہیے اس کو نگار خانہ چین
دیکھنے میں کبھی نہ آئے تھے
پیاس بجھ جائے جنکے دیکھے سے
جیسے انگارا یوں چمکتے تھے

ہاتھی گھوڑے نئی بناوٹ کے | سارے سب کے نئی سجاوٹ کے
پیچھے دالون میں نیچے زیب دکان | ہر طرف ڈوریون میں آویزان
پیچوان اک بنا تھا مٹھا | ایک گٹا درست کرتا تھا
حقہ پیتا تھا کوئی بنگالی کو | صاف کرتا تھا کوئی قفلی کو
دیکھیے کیا بندھی ہے اُلٹی چین | جس طرح ہو حسین چین بجبین
دیکھ کر خود بھڑک رہا ہے وہم | کیا ہی پایا ہے پیچ نے دم خم
نہیں واقف ہے کوئی اس دم کے | منہ لگا وہ تو باتیں کرنے لگے

عمرو کو سیر کرتے اور پھرتے پھرتے شام ہو گئی اور جواہر تابدار خورشید کو صیرفی قدرت نے درج مغرب میں بند کیا اور جوہری فلک نے گوہرہائے انجم کو لٹا دیا سپہر پر چنانکہ نظم

فلک تا بگہ را ابر اندود نیل | سر پاسبانان تازہ در پاسے پیل
ستانہ پا فلک را آگہ آہستہ شد | خروشان شب را زبان بستہ شد

رات کو بھی عیار پھرنے سے باز نہ رہے دیکھا کہ منزلوں تک جھاڑ روشن ہو گئے اور قندیلیں نور کی جواہر آگین درختوں میں آویزان ہوئیں اور آتشبازی فرسنگہا فرسنگ تک گڑ گئی چرخیاں وہ جو افلاک ستارہ دار کو چرخ میں لائیں نصب ہوئیں اور یکایک انار پڑا سکے اور ہتھ پھول چھوٹنے لگے قلعے میں آگ لگائی عالم روشن ہو گیا دنیا کو چرخیوں نے منور کر دیا زمین و زمان زرافشان ہو گیا ستاروں کا فرش منزلوں تک تھا اور آسمان سے سونا برستا تھا چرخ زبرجد ستارے میلے پہ نثار کرتا تھا اب تو رات کے سناٹے میں اپنی اپنی جگہ ہر شخص جلسہ جمائے بیٹھا تھا اور ہر ملک اور قوم اور مذہب و ملت کا آدمی میلے میں آیا تھا کہیں ہندو تھے کہیں جمشید پرست کہیں آتش پرست تھے مسلمان بھی خال خال اس ملک میں پوشیدہ تھے وہ بھی میلا دیکھنے آئے تھے ہر سمت جلسۂ عشرت مہیا تھا بادۂ خوشگوار کا دور چلتا تھا کہ ابیات

کہیں تو شیشوں کے فانوس کی چمن بندی | اور اُنکے بیچ وہ چھٹنا پٹاخوں کا چٹ پٹ
کہیں شہنائی کی آواز اور کہیں کامود | کہیں دھناسری اور بھیرویں کہیں بھانٹ
کہیں کھماس کہیں پوربی کہیں گوری | کہیں ترانہ کہیں دھرپت اور کہیں تروٹ
کہیں ملار کہیں دیس مالکوس کہیں | کہیں بہاگ کہیں کانہڑا کہیں تھاکٹ

بنے ہوئے کہیں رادھا جی اور کنھیا جی | پتمبر اوڑھے ہوئے سر پہ رنگ کے ہوں مکٹ
وہیں ہیں کتنی کنج گلی اور وہیں جمنا ندی این | سہانی دھن وہیں مرلی کی اور وہ بنسی بٹ
نہاتے دھوتے وہیں اور وہیں کدم کی چھانو | وہ گوکل اور وہ متھرا اور وہ جمنا گھاٹ
کہیں جو دیکھا تو تھا مارواڑ کا عالم | وہی کنارہ وہی ٹکریان وہی پنگھٹ
وہ آدھی رات کے شہر آنکے دلیس کے گانے | بہار روپ نگر و متوا ر ولیس کوا لوٹ

غرض کہ جا و میلے کا کہاں تک بیان کیا جائے مجملاً جیمد فقرے لکھ کر اصل مطلب لکھا جاتا ہے یہ عیار دیکھ رہے ہیں کہ دھاجن نیچے جامے پہنے لڑکوں کو ساتھ لیے سیر کراتے پھرتے ہیں ہندنیاں اپنا بناؤ کیے پھر رہی ہیں ان میں رام جنیاں بھی ہیں کہیں طوائف بناؤ کیے آشناؤں کو ساتھ لیے بیٹھی ہیں کلیجی کے کباب بھن رہے ہیں کہیں ایک رنڈی پہ دو عاشق ہیں آپس میں قضیہ ہوا ہے کہیں لونڈے پہ جھگڑا ہوا ہے تلوار چلی ہے دو دو زخمی ہے لاگیں لگ رہی ہیں نٹ تماشا کر رہے ہیں نٹنیاں ناچ رہی ہیں کچھ لوگ پڑے ہیں ساونوں اور ملاروں کے ہوتے ہیں درختوں کے نیچے دریاں بچھی ہیں شریف لوگ بیٹھے ہیں ایک سمت افیونی بیٹھے ہیں افیون گھلی ہے جگنے جھلتے ہیں حقے لوٹتے ہیں پھر رہے ہیں ایک امرود چھیلا ہے اسکے ٹکڑے کر کے سب کو باہم تقسیم کیا ہے کوئی کہتا ہے کہ پیا گنا ایسا چھیلا ہوں کہ جیسے شمع کسی نے مزعفر کی بوٹی اٹھا لی ہو ایک ایک ریشہ باہم دیا ہے تعریف ہو رہی ہے کہ جلیبی کی کرکراہٹ ہے بعض او تنگ رہے ہیں ہن ہن سنا کر باتیں کرتے ہیں تالاب میں جا بجا لوگ نہاتے ہیں ہندو چندن رگڑ رہے ہیں تلک دیتے ہیں کچھ صندل کے اور قشقے ماتھوں پر کھینچ رہے ہیں کہیں درخت تلے لنگان پہ گھڑا رکھا ہے جس میں نیچے اسکے چھین سوراخ کیا ہے نیچے سری مہادیوجی کی مورت رکھی ہے اسپر بوند بوند پانی ٹپکتا ہے بعض اور راج کا مالا ہاتھ میں لیے رام نام جپ رہے ہیں بعض اگر دیا کر کے دیکھ رہے ہیں بعض کمل کی تھیلی میں ڈالے مالا جپتے ہیں بعض گائے کی مورت ہاتھ میں ہے شیر کو پانی دیتے ہیں پیپل کے درخت پر کھار وے کی جھنڈی بندھی ہے چبوترہ و تلسی کا بندھا ہے اسپر جوگی گیروا لباس پہنے مندر کے کان میں کنڈلی ڈالے شیر کی کھال پہ بیٹھا مالا جپتا ہے آگے ٹیک رکھی ہے آس میں دبلا دیا ہے پٹھے گرد ناریل پی رہے ہیں بعض جوگی چھتری لگائے چھپر کے نیچے بیٹھے ہیں آزاد فقیر لمبی ٹوپی پہنے مانگتے پھرتے ہیں کہیں

سر سے شاہی اڑتے رفاعی گرز ہلا رہے ہین ٹرحیٹے سر چیرتے ہین اشراف مٹھائی لیتے ہینا گنوار دولی اور جوار اور گڑ کھا رہے ہین ہنڈولے گڑے ہین سوانگ کے تخت آتے ہین بہیف بہروپی سانگ نکلتے ہین کوئی منہ سے سوت نکالتا ہے کوئی ہار نگلتا ہے پھول اگلتا ہے یہی کیفیت دیکھتے دیکھتے وہ رات تمام ہوگئی اور بازیگر فلک نے مہرہ مہر صندوق مشرق سے نکالا اور بازی تازہ ہر دست کار لایا کہ نظم

فرو رفت شب پردۂ زر روشن رسید
چو دولت دہد در گشایش کلید

شب آبنات را صبح صادق رسید
ز سنگ سیہ گوہر آید پدید

حیرت جادو زہرہ دست باہر آئی اور افراسیاب بھی سب کامون سے فارغ ہو کر باغ سیب مین گیا وہان تجمل میلے مین جانے کے لیے منگوا کر سوار ہوا عمرو وغیرہ سیر دیکھتے تھے کہ یکایک فلک پر ابر نمود ہوے نقارے بجتے شادیانے بجے پھر ہزار در ہزار تخت جن پر زردوزی جھپر کی تھی اور پھول جواہر کے گہرے تھے ظاہر ہوے کہ وہ مقام گلزار ہو گیا اسکے بعد بارہ ہزار سوار طلسمی جواہر کے گھوڑون پر سوار تلوارین برہنہ لیے نکلے آنکے بعد بارہ ہزار پریزادین طلسمی سراپا غرق دریاے جواہر سرخ لباس پہنے ظاہر ہوئین تھا اسپ طلب پر پڑتی تھی اور لعل لب باوشاہ طلسم گاتی تھین پھر سترہ ہزار نازنین حسن مین لاجواب بلکہ انتخاب گہنا وغیرہ پہنے ہاتھون مین مورچھل اور چنگیرین اور سامان راحت وغیرہ لیے نکلین پھر ایک ابر پیدا ہوا بجلیان اُس مین چمکتی تھین گرجتا ہوا نکل گیا اسکے بعد ایک ابر ایسا ظاہر ہوا جس سے سونا اور جواہر برستا تھا باجے طرح طرح کے اُس پر بجتے تھے بوندیان مینھ مین پڑتی تھین اور نیچے اُس ابر کے بنگلہ زمرد کا بردے ہوا اُڑتا تھا اندر بنگلے کے سامنے کرسی یاقوت احمر کی بچھی تھی اور بیچ مین تخت شاہی تھا اُسپر افراسیاب بیٹھا تھا تاج طلسمی سر پر تھا اور قبا ے زرانداز وہ مین یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہزارون سورج لگے ہین نگاہ نہ ٹھہرتی تھی پھر تو تمام شاہان طلسم اپنے اپنے خیمون سے نکل کر سامنے اُس بنگلے کے آئے اور ہمراہ رکاب چلے ساٹھ ہزار ساحر و شہزادیان تختون پر سوار گرد بنگلے کے ہوکر چلے اور آگے بنگلے کے ناچ ہوتا تھا طرفہ ہنگامہ تھا اس سواری کے بعد سواری حیرت کی نکلی ایسا ہی کچھ جاہ و حشم اُسکا بھی تھا غرضکہ یہ دونون سواریان سمت جادو زہرہ علیین عمرو بھی انکے پیچھے پیچھے روانہ ہوا یہان تک کہ جادو زہرہ پر پہونچے اب جو دیکھا تو کنوئین پر

رہٹ کھڑے ہین اور چار ساحر ایک پانون سے کھڑے پھر رہے ہین اور زر و جواہر اس قدر
چڑھا ہو کہ وہ سارا کنوان کہ مثل تالاب کے ہے پٹ گیا ہے جس وقت شاہ طلسم یہان آیا
ساحرون نے شور یا ساحری وجمشید کا مچایا اکسی بارگاہ مین یہان نصب تھین بادشاہ
داخل بارگاہ ہوا تو یہان پنکھین جھانجھین بجنے لگین جملہ سرداران طلسم نذر لیکر دوڑے
شاہان طلسم ہو دب بیٹھے اسوقت افراسیاب نے کہا اب سمجھا امون کو بلانا چاہیے کیا
شکل عمرو کہ صورت ساحر کی ایسی بنا ہوا تھا گھبرا کر چلا کہ اپنے لشکر کو جا کر دیکھون عیار سب
ساتھ ہین اوس وقت چلا اپنی بارگاہ مین آیا مہرخ سے حال شیلے کا بیان کرنے لگا کہ ادھر
شاہ طلسم نے انگشتری جمشید کو ہاتھ مین لیکر کہا کہ مہرخ مع اپنے مطیعون کے حاضر ہووے
یکایک ایک طاوس اڑتا ہوا آیا او ربارگاہ مہرخ پر ایسی مہیب صدا اسنے دی کہ ای نمک حرامان
حاضر ہو جا بادشاہ طلسم بلاتا ہے یہ صدا سنتے ہی عیار سب بھاگ گئے اور عمرو نے کام اور کی
دیکھا کہ مہرخ و بہار وغیرہ سب گویا ہوئین کہ مونڈی کاٹے عمرو نے ہمکو خراب کیا آگے کہا تے
تو اسکے کٹتے اور اڑاتے یہ کہکر حکم دیا کہ در خزانہ وا ہوا اور بہار نے سب کنیزون کو تودان جواہر
بہار نے آپ ایک سو ستر کشتی جواہر سے لبریز بہر نذر لیکر دریا سے جواہر مین ہمہ تن غوطہ مارکر
لباس ارغوانی پہنکر تخت پر سوار ہوئی اور اسی طرح مہرخ بھی آراستہ ہو کر نذر کا جواہر وغیرہ
وغیرہ لیکر چلی پھر نوبت کا بجا فوج تیار ہوئی ہاتھ رومال سے باندھ کر العفو العفو کہتے جملہ
سرداران تختون پر اور طائران سحر پر بیٹھ کر چلے پلٹنین رسالے ساتھ ہوئے اپنے اپنے ساتھ
رہ گئے کہ انکی طلب بھی نہوئی تھی ادھر سے کوہ سیاہ و سنبر و مہرخ سے فوج کو وہین چھوڑ کر
نافرمان وسرخ مو وافتخار جادو وغیرہ اپنا اپنا سامان کر کے چلے خلاصہ دم
بھر مین میلے مین سب پہونچے عمرو سے قران نے کہا استاد لشکر تو ہمارا اسطرف ہے ہو کے
چلا گیا اب دم بھر مین ہماری بھی طلب ہو گی پھر ہم بھی نہ کہین گے عمرو نے کہا خدا کو یاد کرو
اور ساتھ چلے آو عیار وغیرہ سب دنگ ہین کہ دیکھیے یہ کون سی عیاری کرینگے کچھ عقل نہین
کام کرتی اور دعوی یہ فرماتے ہین کہ سارا میلا لوٹون گا خیر اب دیکھنا چاہیے اسی فکر مین
یہ ساتھ استاد کے چلے اور عمرو صورت بدل کر پھر جا ہر مرد سا آیا دیکھا بہار وغیرہ سب
جا کر قدم بوس افراسیاب کے گری ہین اور خطا کی معافی چاہتی ہین شاہ طلسم نے کہا بلا فو
جلادون کو اور انہین قتل کرو حاضرین دربار نے عرض کیا کہ اب یہ حضور کی اطاعت

کرنے آئے ہیں اُنکے قتل کرنے سے ہم تابعداروں کو کیا امید ہوگی افراسیاب نے کہا تم تماشا
دیکھو گے یہ سب اسباب سحر کے اطاعت کا دم بھرتے ہیں یہ کہکر سحر پڑھکر انگشت سے التماس کیا کہ
یہ سب اپنی حالت اصلی پر آجائیں مسحور بہ سحر رہیں اُسی وقت ہر ایک شخص ہوشیار ہو گیا اور
صرصر وغیرہ نے شاہ طلسم کو دیکھکر بآداب تمام منہ پھیر لیا افراسیاب نے پوچھا کہ کیوں
اے صرصر و بہار میری تابعداری کرو گی انہوں نے جواب دیا کہ بہت جھک مارنا اچھا
نہیں ہم سب نقش پاے حمزہ پر فدا ہیں اور خواجہ تشریف لاتے ہونگے یہ سارا کروفر اور شان و شوکت
بھکر دیتا بھلا دینگے اور ہم آنکے تابعدار ہوکر قید رہیں یہ ممکن نہیں افراسیاب نے
سب سے کہا کیوں صاحبو تمنے سنا انہیں قتل نہ کروں تو کیا کروں سب نے کہا حضور بجا
حق بجانب ہیں پادشاہ یہ واجب القتل ہیں شاہ نے کہا اب انکو قید کر کے انکے حامیوں کو
کہ جنہوں انکو ڈھونڈھ کے گرفتار کر کے سب کو ایک بار قتل کرنا چاہتا ہوں یہ کہکر آہنگر بلا کے اور سب کو
ہتھکڑیاں بیڑیاں زنجیرہاے آہنی میں مطوق و مسلسل کرنے کا حکم دیا کہ باغ جمشید میں انہیں
لیجا کر قید کرو اور پھر سحر کسی پر نہ کیا کہ غافل ہو جائیں یہ اس لیے کہ اپنی گرفتاری پر اور حال
خراب پر افسوس و حسرت کھائیں اور جسقدر فوج کہ انکے ساتھ آئی تھی اُسکو بھی محبوس کر کے
[illegible] ہیں اوترو ایا گرد پھرا کر دیا جب یہ انتظام ہو چکا اُسوقت طاؤس [illegible] سحر بلا کے
اور حکم دیا کہ عمرو و قران وغیرہ اس طلسم میں جہاں کہیں ہیں [illegible]
اور عمرو بصورت مبدل یہاں موجود تھا اس جگہ سے ایک گوشے میں جا کر [illegible] نکالی
سکال کر چھتری کی طرح سر پر سایہ کی اور عیاروں کو بھی پیچھے اُسکے چھپا یا خدا کا نام لیکر آپ
بھی چھپکا بیٹھا ازبسکہ منڈھی اعجاز کی ہے سحر خبر نہیں دیتا جب گلیم پر اور [illegible]
کسی کو [illegible] نہیں معلوم ہوتا کہ عمرو کہاں ہے اُسوقت طاؤس چار دانگ طلسم میں
پھرے آخر شاہ طلسم پاس آکر عرض رسا ہوے کہ ہمکو عیار نہیں ملتے شاہ جادوان سے اُنکے
بلائیں طلسمی بلا کر بہر تجسس بھیجیں وہ بھی ڈھونڈھکر پھر آئیں پھر غول اور پتلے بھیجے جب وہ
بھی پھر آئے بادشاہ طلسم نے انگشت سے عرض کیا کہ عیاروں کو بلا دیجیے تاکہ ایک صدا
آئی کہ عیار اسی میلے میں ہیں مگر ایسی جگہ ہیں کہ دکھائی نہیں دیتے یہ ندا سنکر بادشاہ نے
سواری طلب کی کہ میں خود تلاش کر کے گرفتار کیے لاتا ہوں اور ازبسکہ میلے میں عالم کا
ہجوم ہو اکیلے اُترکر جانا مناسب نہ سمجھا اُسی تخت پر سوار ہو کر ڈھونڈھنے چلا اور

پہلا منزلوں تک ساہی اور سواری کا بسبب تجمل کے غرق کہ جلینا شاہ کا ہر ایک شخص کو شناخت کرنا
کہ یہ عیار ہی یا نہیں ان وجوہات سے اسکو عرصہ مراجعت مین گذریگا مگر یہان عمرو نے ڈاڑھی
لقا کی ہزاروں بار اسنے مونڈی ہی اور وہ داڑھی نہیں گزگی ہی اور ہر بال مین موتی و یاقوت
اور مرجان وغیرہ پروئے ہین اور اسی سبب سے عمرو نے وہ داڑھی مونڈکر جتنا زنبیل
مین رکھی ہی اسوقت عیاروں سے کچھ کان مین کہا عیار کا رنبد ہوسکے اور اسنے پر مقوی سکا
مثل صورت لقا اپنے سر پر لگایا اور دستہ دیا اور ویسا ہی قامت درست کیا یعنی ایک سو
بیس گز کا قد لقا کا جتنا اتنا ہی بڑا قد بنا کر داڑھی چہرے پر لگا کر تخت زبرجد شاہ
جسکا ذکر اوپر تصریح ہو چکی ہی نکال کر سوار ہوا اور عیار شیشہ برق فرنگی ایک سو
الیس گز کا جامہ پہنکر کوتاہ گردن تنگ پیشانی حرمزدگی کی نشانی شیطان درگاہ خداوند
لک پختا رنگ شوم کا قرینہ مین خواجہ اسگرار الدین کی ایسی صورت بنکر سر پر خداوند
کے نگس برابر کرنے لگا اور قران نے شکل صہیب اپنی بنالی کہ ایک ہونٹ سینے تک سوچا
اور دوسرا آنکھوں تک ہاتھ ہیر ایک و دانشمند سے کان سے شعلہ ہائے آتش نکلتے گرز آہنی
ہاتھ مین لیکر دست راست پر خداوند کے کھڑا ہوا اور ضرغام ایک فرشتہ نورانی صورت
کا بنا کہ چہرے پر نور نشانوں پر پروں سے مشک و عنبر کا فور چھڑتا تھا واضح ہو کہ
بغرور پر بنائے ہین ان مین جا بجا جوف رکھے ہین کہ اس مین نافہ ہائے مشک اور
دیگر خوشبویات کو بھر دیا ہی کہ جب پروں کو جنبش ہو مشک و عنبر برسے یہ فرشتہ دست چپ
کو کھڑا ہوا اور برق شعلہ نواز ایک مرد خمیدہ شکیل از سر تا پا بقعہ نور بنکر صراحی و ساغر بنا کر خمار
لے کر سامنے کھڑا ہوا جب یہ درستی ہو چکی عمرو نے منڈھی سے آجانے طلب کیا اور فاتحہ پڑھ
پر فتوح جناب دانیال علیہ السلام پڑھی منڈھی بڑھکر مثل بارگاہ رفیع الشان کے ہوگئی
اور رنگی سونگلس یاقوت احمر و لعل کا اور زمرد کے جڑے تھے اور یہ بارگاہ دم بدم رنگ بدلتی
تھی کبھی گھٹ جاتی تھی اور کبھی بڑھ جاتی تھی کبھی سرخ ہوتی تھی تو کبھی سبز و زرد و سیاہ
زنار بھی اور دی وغیرہ ہو جاتی تھی اور عمرو نے تخت پر بیٹھکر سفید مہرہ کہ جسکی آواز سے
دیو ناچتا ہی نکال کر بجایا کہ اہو بندگان قدرت بدست خداوند مین حاضر ہونے کی
صدا منزلوں پہونچی اور ساحر دوڑتے ہوئے آیا کہا اسم خداوند باختر لقا بعض خداوند کا دیدار
دیکھ چکے تھے پہچانتے تھے فوراً سجدے مین گرے اور سارے میدان مین غلغلہ بلند ہوا کہ خدا ہی

باختر تشریف لاتے ہین چلو زیارت کرو اُسی وقت جادوگرنیان تھالیون مین موہن بھوگ
اور زر و جواہر وغیرہ رکھکر گرد تکیہ جلا کر چھم چھم کرتی چلین ساریان آدھی باندھے آدھی اوڑھے
تھین ایک سمت سے جادوگرو نے مٹھائی اور روپیہ چراغی کا لیے ہار پھول لونگ کافور
ہمراہ سامنے منڈھی کے آئے سجدہ کیا وہ زر و گوہر شیرینی آستانۂ خداوند پر چڑھائی خداوند
نے کہا پھر سجدہ کرو وہ سجدے مین گرے اسنے جال مار کر مال اور مٹھائی نذر زنبیل کی
جب سب سجدے سے اُٹھے ایک چیز کا بھی نشان نہ پایا خداوند نے فرمایا کہ ہمارا دست
قدرت نذر تمھاری لے گیا سب نے کہا یا خداوند تیری بڑی قدرت ہے غرضکہ یہان تو
پوجا پاٹ ہو رہا ہے مگر ہرکارے کوٹ گشتی کے دوڑتے گئے اور ملکہ حیرت کی دعا ثنا
بجا لا کر عرض کیا کہ خداوند باختر لقا میلا دیکھنے آئے ہین حیرت اور کل شاہ و شہزادیان
طلسم کی بلتیا بانو وزیر یہان پہونچ کر سب نے سجدہ کیا اور خداوند کی بارگاہ و فرشتون
کو دیکھکر عقل دنگ ہوگئی عیار بچیان یعنی صرصر وغیرہ ملکہ کے ساتھ ہین انھون نے ملکہ
سے کہا یہ عیار شعون عیار ہ کے لب ہلتے اور بد تیور دیکھکر خداوند نے بغضب کہا کہ عیار بچیان
تیری اے حیرت ہمکو عیار بتاتی ہین اچھا تو سحر چھیڑ کر اور ہم اب جاتے ہین یہ کہتا تھا کہ حیرت
نے عذر کیا اور عیار بچیون سے کہا کہ دیکھو خداوند پر سب کچھ روشن ہے تمھارے خیال
اور دل کی بات کو خداوند نے پہچان لیا اب تم یہان سے جاؤ خداوند خفا ہین یہ کہکر انکو
نکال دیا مگر خداوند نے کہا ہم اسوقت خوش ہونگے کہ جملہ ساحر ہمپر سحر کرین ناچار سب
نے سحر کیا اور شاہان طلسم نے ناریج و ترنج مارے منڈھی پہ تاثیر نہوئی اور جو لوگ منڈھی
مین جانے لگے سر نیچے پاؤن اوپر اُلٹے لٹک گئے خداوند نے کہا اے حیرت ہم تیرے گھر
اب کبھی نہ آئین گے کہ تو نے عیار بچیون سے ہمین ذلیل کرایا حیرت اور جملہ ساحرون نے
یہ تماشا دیکھکر العفو اور توبہ توبہ کا شور مچایا اور حیرت نے کہا یا خداوند بارگاہ مین تشریف
لے چلیے جو کچھ کہنا ہو ولیسی ہو اُسے قبول فرمایئے آخر بڑی منت خوشامد سے خداوند نے
منڈھی کو باعجاز حکم کیا کہ وہ گھٹ کر صرف تخت جواہر نگار بسایہ فگن چارون ستون اُسکے فرشتون
اور شیطانون نے تھامے اور تخت پر سب کھڑے ہوئے تخت اُڑ کر چلا ساحرون نے ہزارہا
ناقوس و گھنٹے بجائے غلغلہ ہوا یہانتک کہ مقام افراسیاب پر حیرت نے تخت خداوند
پہونچایا عرض کیا یہ بارگاہ جو حضور نے سر پہ سہا مناسب ہو تو فرشتون کو حوالے کیجیے خداوند

نے فرمایا یہ در حقیقت قدرت ہی ہم اس میں سے باہر نہ آئیں گے اور پوچھا کہ افراسیاب کہاں
گیا ہے کہا عمرو کو ڈھونڈنے خداوند نے کہا ہم اسکو بھی پکڑ بلاتے ہیں گے اور تم سے کون لوگ
منحرف ہیں ملکہ نے سب کیفیت بیان کر کے کہا وہ سب گرفتار ہیں اسنے جواب دیا کہ میں جا کر
انھیں ابھی تمھارا مطیع کیے دیتا ہوں یہ کہکر اسی طرح تخت اڑا کر چلا اور باغ جمشیدی میں پہونچا
حیرت وغیرہ سب ہمراہ ہیں جب وہاں پہونچا سب کو ڈانٹا کہ سجدہ کرو مہرخ وغیرہ جو
ازبسکہ سحر شاہ طلسم نے اتار لیا تھا یہ سب اول کی طرح سے منحرف تھے اور دعا اپنی رہائی کی
درگاہ خدا میں کر رہے تھے اسوقت لقا اور جمشید وغیرہ پرستش کرنے لگے اور سب کا دل نا
دشنام دیں پھر تخت سے کود کر مہرخ و بہار وغیرہ کے قریب گیا کہا جلد سجدہ کرو لقا جو
کہتا گیا اور بائیں آنکھ کا تل دکھایا اور کنایے اور اشارے سے ظاہر کیا کہ عمرو میں ہوں وہ
کروں میں عمرو ہوں اور تمھاری رہائی کو آیا ہوں پس اس امر کے سمجھتے ہی سب نے سجدہ کیا اور
کہا یا خداوند تو برحق ہے ہماری خطا شاہ طلسم سے معاف کرا دیجیے جب انھوں نے اقرار
اطاعت کیا خداوند آکر تخت پر بیٹھے اور کہا قید سے انکو چھوڑ دو حیرت نے سب کو رہا کر دیا
عمرو نے انکو بھی بلا کر شریک جلسہ انجمن کیا اور ساقی قدرت اور شیطان دو فرشتوں سے
حکم دیا کہ میری جھولی شراب ایک ایک جام شاہان طلسم کو پلاؤ کہ عمر اون کی بڑھ جاوے اور
سارے کارخانے ہماری قدرت کے آئینہ روشن ہو جائیں پھر حکم دو تو سب بیٹھا رہیں
شراب آغشتہ بیہوشی اپنے پاس سے نکال کر سب کو پلانے لگے حیرت کو بھی ایک جام پلایا
جب پلا چکے مہرخ سے کہا تو انکو وہ تو واقف نہیں کہ حیرت اور شاہان طلسم کی
نہیں ہے انکو خواجہ نے صرف اس لیے بیہوشی پلائی ہے کہ انکے سحر کی پناہ نہیں ہے اگر بیہوش نہ
ہونگے تو پھر سارا لشکر گرفتار ہو جائیگا غرضکہ اینکو تو للکارا اور ناریل وغیرہ پھینک کر آیا وہ
حربا ہو میں شاہان طلسم گھبرا کر اٹھے بیہوش ہو گئے حیرت بھی بیہوش ہو گئی پھر تو بہار
و مہرخ و مخمور و ہلال سحر افگن و آفت جادو وغیرہ پرواز کر کے اور چھاتی کو سنگ
فولادی اور مار زلزل سوئی کے مارنا شروع کیے ساحروں نے غلغلہ باہر باغ سحر تماشا
حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے کیونکہ خداوند باخبر آئے ہیں اب کوئی سرکشی نکریگا اس خیال میں
تھے کہ آگ پتھر برسنے لگے اور عمرو نے سفید مہرے میں آواز دی کہ اے اہالیان جاہلی ہوا کہ
خداوند کا غضب آیا اس صدا کے سننے سے پہلے میں ہنگامہ پڑی اور رفع مجمع و مستقیمی ۔۔

رہا ہو گئی اور مہرخ و بہار وغیرہ اپنے اپنے مالک کو دیکھ کر سب پاس آگئے انکو حکم دیا کہ بہا خون
اور ساحر سپاہ کو لوٹو اور دشمنوں کو قتل کرو فی الجملہ فوج لاکھوں آدمی ہیں اور اوردہ شاہان
طلسم ہوشربا کے ہیں کوئی سر رسنے والا نہ تھا اور اتنے عرصے میں وہ دن بھی تمام ہوا اور فوج
انجم نے لشکر زر روشن پر حملہ کیا اور خورشید تاباں بھاگ کر سمت مغرب گیا کہ نظم

چو این سبز طاؤس جلوہ نمائے	سپید استخوانے ربود از ہمائے
شد اندر خمیدہ کاسہ و خم کوس	خدنگ اندر ان بیشہ با آبنوس

رات کو اندھیرے میں اوتنا خوب رن پڑا ادھر تو مہرخ نے تلوار سحر کی کھینچ کر صبح کیتی لاکے
حملہ کیا ساحران سپاہ کے لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا پھر شور مچانے لگے وہ صفیں اور
شعلے آتش نے لگے ایک طرف سے بہار نے گلدستہ مارا کہ ہوا معطر چلی اور جا بجا تاریکی ہوئی
بہار نے افشان پیشانی پر لگائی ستارے اس تاریکی میں نکل آئے اور ٹوٹ کر گرنے لگے
زمین پر سبزہ زار پر بہار تھا خیابان خیابان لالہ و گل مثل گوہر شب چراغ کے فروزان
تھے اور نسرین و نسترن عنبر افشان تھے غرضکہ جو ساحر کہ بھاگ کر گلستان بہار میں آئے
عاشق و شیدا ہو کر دیوانے ہوئے بہار نے کہا جاؤ اور سپہ داران کو قتل کرو وہ بھی جا کر
قتل و تیغ میں مصروف ہوئے کہ ادھر مہرخ نے بانا شروع کیں اور برق محشر آتش بری پیدا
ہو کر گرنے لگی خرمن ہستی دشمنان جلائی ایک جانب سے مخمور نے جام بادہ مینا کھینچ مارا
ٹھنڈی ہوا چلی جسکے جسم میں ہوا لگی وہ ہاتھ میں لیکے گرے وہ گھر ملکہ شرابخواری کرنے
لگے اور پہلیاں گانے لگے کہ ابیات

کوئی کہتا تھا لانا پیالہ	شور قلقل شراب مستانہ
لبہا سا عشرہ کوئی جو تا تھا	کوئی مدہوش وار جھومتا تھا
کوئی بوتل کا کھولتا تھا کاگ	کوئی گاتا تھا وقت رنگ کا بھاگ

ایک طرف سے مہرخ موسنے کا قل کھولی جنبش وہی ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے اور جسم ساحران
میں آگ لگی غرضکہ ایک ہنگامہ اور شور رستخیز برپا ہوا اسی ہنگامہ میں عمرو نے اول تو باغ
جمشید میں جو کچھ مال وغیرہ اور لباس و زیور شاہان طلسم کا پایا اتار کر زنبیل کیا اور
عیاروں کو حکم دیا کہ بارگاہوں پر جو کر کلس اتار و عیار لانے لگے فوج ساحران نے بجلیاں
گرا کر بارگاہوں اور خیموں کو جلا کر گرا دیا عیاروں نے کلس اتار لیے عمرو باغ جمشید لوٹ کر چلا

اور بارگاہ نشست افراسیاب پر آکر گرا اوپر سے برق محشر تڑپ کر گری ستون اور طناب
جل کر بارگاہ گری عمرو نے میز و کرسی و دنگل و فرش و کلس وغیرہ جال مار کر نذر زنبیل کیے
پھر وہاں سے پیادہ تو مرد پر آیا پوجاری اور نذر رکھ جنبیٹ چڑھانے والے بھاگ گئے تھے اہل
محافظ و ملازم شاہ طلسم وہاں تھے عمرو نے گلیم اوڑھ کر یہاں بھی جال مارا کہ جو کچھ زر و گوہر
دھوا ہر کہ چڑھایا گیا تھا جال میں کھنچ آیا ساحر محافظ گھبرا گئے سحر کرنے لگے مگر سحر کرین
کیونکر کوئی نظر نہیں آتا کہ دوسرا جال عمرو نے پھر مارا وہ چاہ کہ مثل تالاب کے تھی جو کچھ
کہ پہنچ سکے اور کنارے کنارے رہ گیا تھا وہ بالائے مٹی تک اسکی کھنچ آئی ایک غار پیدا ہو گیا
واضح ہو کہ یہ مقام بنام خداوند جمشید مشہور ہے اس باعث سے ساحر عظمت کرتے ہیں
کوئی سحر کی جگہ نہیں ہے اور کچھ خبیث وغیرہ یہاں مسکن گزین رہتے ہیں کہ نیرنگی سحر کی
دکھاتے ہیں مگر جال عطیہ جناب الیاس ہے اسپر کسی خبیث اور ساحر کا بس نہیں چلتا اگر
یہ جال افراسیاب پر بھی پڑے تو وہ بھی کھنچ آئے اور نہ گرفتار کرنا شاہ طلسم کا بسبب
ممانعت امیر کے ہے اور ایسے مقام پر جال مارنا باعث یہ ہے کہ جب دشمن نے تدبیر ایسی
کی کہ جس سے مفر اور رہائی ناممکن ہوتی پس اسکا عوض بھی چاہیے تفصیل اسکی زیادہ لکھنے
ضرور نہیں ناظرین خود سمجھ لینگے حاصل مطلب یہ کہ ایک غار اس جگہ پڑ گیا اور خبیث
وہاں کے اور ساحر گھبرا کر نیچے پہاڑ سے جب وہ مقام برباد ہو چکا عمرو اور عیاروں نے
دستہ غارت تمام و خاص پر مخفی پرواز کیا اور ساحروں نے فوج کے گولے اور بان
وغیرہ شرارہ دار کیا بلکہ لاکھوں آدمیوں کو قتل کیا میلے میں تھیلا ڈال دیا بجائے خرید و
فروخت کے نرخ جان ارزان تھا پیر نو سالہ اور کودک دہ سالہ کا ایک بھاؤ تھا رشتہ
ریسمان حیات کے جو ہرے پڑے تھے رہرو عدم ہو لئے زخموں کے پھول پہنچے تھے خون
سے زمین یاقوت پوش تھی لب ہر زخم لب لعلین معشوق کا رنگ دکھاتے وا غشا سے
جسم صورت دینار و درم نظر آتے تھے بازار موت گرم تھا اجل کے خریدار ملک عدم کے
لوگ سیار تھے فرش کشتوں کا بچھا تھا خیمے عناصر کے استادہ تھے تلوار سحر کی چمک چمک کر
مانند بجلی کے گر رہی تھی ہر سمت بھگدر تھی بھاگو بھاگو کی آواز آتی تھی ایک پر دوسرا
گرا پڑتا تھا تو تلے ہیں اوپر ہیں اوپر وہ نیچے بھاگتے رستہ نہ ملتا تھا دکانیں خالی سناٹا
ہو کا عالم اسپر یہ آفت کہ ہر جگہ جال الیاسی دراز ہو گیا تھا کہ لاکھوں من کی چیز آتا اسمیں

کی ہو کر کھنچ آتی تھی عمرو نے چوراسی گٹھڑیاں زنبیل کی کھول دیں دل سے کہا اللہ دے اور بندہ لے یہ غریب کو خدا نے دو چار گٹھڑیاں آج دلا دیں عیار جدا لوٹتے پھرتے تھے صرافہ اور بزازہ اور جوہری بازار ہر جگہ کو صاف کر دیا فوج نے لاشوں کے ڈھیر لگا دیے لاکھوں آدمی تھا ایک ایک دکان دس دس آدمی نے آ کر لوٹی تھی دم بھر میں بازار ویران صاف ہو گئیں لیکن جتنے جو لوٹا وہ عمرو کے لیے بجنسہ اپنے پاس رکھا کہ خواجہ ہمارا محسن دین و جان بچانے والا ہے اپنے پاس سے کچھ نہ دیں تو مال غنیمت اون کے لیے رکھنا مناسب ہے اور خود ہمارے وہ تھا سب ضرور لیں گے پھر جو دینا پڑا تو ملزم بھی ہوتے اور مال بھی گیا غرض کہ وہ شہر کامل لوٹ مار وہ ہنگامہ قیامت برپا رہا لاش پر لاش تھی اور مردہ پر مردہ تھا کہ ابیات

غنیمت کشان بر در شہریار ۔ غنیمت کش بسیار و بیش از شمار
سریر و ستبر ابرده و تاج و تخت ۔ نه چندانکه آن بر توانند سخت
طبقہای بلور و خوانہای لعل ۔ طلا افکن کشان را بسر سیم و نعل
جہان تازی اسپان بازین و زر ۔ خطاہای غلامان زرین کمر
نور به لولوکانہ بیش از شمار ۔ ستوران زر بیش بیش از ہزار
سراسیمگی در منش تافتہ ۔ ز رخت خسرو و خانہ پرداختہ
نه دل دادن جاہ شان و نه پیر ۔ دلاور شده گور بر جنگ شیر
یکی گفت بوسہ و دگر گفت پان ۔ برآورد بر سینہ ہا بوسہ از جہان
زبس غارت آوردن از بہر شاہ ۔ غنیمت نه گنجید در عرصہ گاہ
بگستر گوہرین جام در این گروه ۔ نه جستند و ارنگ پر بار عود
بسم از زر کانے ہم از لعل و زر ۔ نسیج حیم قنطار با کیر و پر
ز کافور چون سیم صحرا سوده ۔ ز سیم چو کافور صد پاره کوه
بسے برده یونانی و بربری ۔ سبق برده بر ماه و بر مشتری

اسی طرح لوٹ مار کر سب اپنے لشکر کی جانب چلے لیکن عیار پچیان جو نکال دی گئی تھیں اس ہنگامے کو دیکھ کر حیران ایک جگہ قتل و غارت کے خوف سے ٹھہری ہیں اور کہا شاہان طلسم اور حیرت کو شاید ان عیاروں نے مار ڈالا چلو ذرا خبر لیں یہ کہکر بصورت مبدل

باغ جمشید مین گئین اور ملکه کو ہوشیار کیا آنکھ کھلتے ہی اُسنے عجیب ہنگامه دیکھا که نه بارگاه ہین نه
میلانه آرایش نه زیبایش قتل عام ہو رہا ہے بھگدڑ پڑی ہے لوٹ ہو رہی ہے یه دیکھ کر بلبلا کر اوٹھی
لیکن اکھون ساحر اپنے پرائے پھرتے تھے کس سے لڑتے اکیلی کسکو روکتے آخر سنسان بارگاه
تھا بیٹھکر رونے لگی یہان عمرو اور عیار وغیره نکل کر اپنے لشکر مین پہونچے عمرو نے کہا اے ملکه
سپه دار اپنی اپنی صورت کا پتلا یہان بٹھائین اور ایسا سحر کرو که ناچ بارگاه مین ہو اور
پیمانه عشرت گردش پذیر رہے بجز دار شاه و خواجه یہی سامان سب نے کیا سب کے ہمشبیه
کرسیون و تختگاہون پر جلوه گر ہوے رقص و سرود کا جلسه ہوا یه تدبیر جب ہو چکی کئی ہزار
ساحر مگر ایسے ویسے نہیر ونگاه سے لوگ اس جگه طلایه داری پر مامور کیے اور کہا کوئی آفت
آئے تو بھاگ جانا اور کل لشکر کو مع سرداران ذی رتبه کے ہمراه نافرمان کر کے حکم دیا که
کوه سیاه مین سے جاکر فرودکش کرو اور عیارون سے کہا تم بھی ساتھ جاو سب طرح ہوشیاری
رکھنا یه لوگ نافرمان کے ساتھ کوه سیاه کی طرف گئے وہان پہونچ کر خیمه سیاه مین سردار
اور صحرا و کوه مین لشکر ٹھہرا عیار گرد لشکر کے خبرگیری کو پھرنے لگے خلاصه یه تو سب آرام
پذیر ہین مگر ہوشیار ہین اور عمرو گلیم اوڑھے وہین ٹھہرا ہے مگر حال افراسیاب سنیے
که باغ عشرت کے قریب جاکر خیال کیا که عیار کوہستان مین کسی غار مین چھپے ہونگے اور عمرو
نے گلیم اوڑھ لی ہوگی پس اور عیارون کو چل کر گرفتار کر عمرو اون کی رہائی کو آئیگا گرفتار
کر لینا یه سوچکر قریب صحرا پہونچ کر ٹھہرا او رخبیث و بلا ہاے طلسم ہمراه آئے ہین اونکو حکم
دیا که عیارون کو جاکر ڈھونڈھو وه سب چلے اور شہنشاه ٹھہر رہا اُس وقت میلے کے لوگ
که چارسمت بھاگے تھے کچھ ادھر بھی جا نکلے اسنے دیکھا که بہت آدمی گروه گروه عورتون
اور بچون کو ساتھ لیے سر برہنه خاک اوڑاتے بھاگے جاتے ہین جادوگرنیان بال منه پر
بکھراے ساریان پھٹی ہوئی ہین بعض ادیره کے جسم سے برہنه اور بعض جسم پائین سے بدحواس
سحر فراموش از خود رفته گویا بیہوش بھاگی جاتی ہین شاه نے انھین بلا کر پوچھا تم کون ہو
کیا ماجرا ہے وه فتاو جادوان کو پہچان کر روئے اور پکارے که ہم لوٹے گئے بچے ہمارے
قتل ہوے اور سب کیفیت غدر بیان کی سُنا تھا که غضب طاری ہوا او ربلاؤن اور
ہمراہیون کو ساتھ لیکر پھرا آکر عجب عالم میلے کا پایا جوہنی نے فیل مست کو پست کیا ایک
سناٹا ہر سمت تھا دوکانین برباد بارگاہین جلی ہوئی ہین ڈھیر غرض چار طرف اندھیر ہے ہیبت

جو گریبان و نالان تھی اُسکو تشکین دیکر اپنے ساتھ لیا کہ مین ابھی سب کو غارت کیے دیتا ہون
شاہان و سرزمین طلسم کو ہوشیار کیا اُنھون نے اپنا لٹنا اور تیلے کا برباد ہونا دیکھکر عرض کیا
کہ آئین طلسم مین فرق آیا ہمکو اجازت ہو کہ اپنے اپنے مرحلے پر جائین افراسیاب نے
فرط ندامت کیسے انھین رخصت کر دیا شاہ و اُکار و کوتوال و دربان اور بلاہاے طلسم
وغیرہ جو کہ آئے تھے لٹے پٹے اپنی جگہ پر گئے اور شاہ جادوان حیرت کو لیکر چلا پانچ ہزار
سوار ساتھ ہین کہ جنپر ساحران نامی سوار ہین اور بادشاہ کو کمال غضب طاری ہو تازیانہ مار
سیاہ ہاتھ مین ہے منھ سے کف جاری ہے یہان تک کہ لشکر مہرخ جہان اترا رہتا تھا وہان
پہونچکر نعرہ مارا اور سامان عشرت دیکھکر نا پیچ و تیغ مارنا شروع کیے پیکان تیر اور شعلے
آتش کے اور سانپ اور بچھو اور پتھر اور برف وغیرہ برسنے لگے اور آندھیان تاریک مین
زمین شق ہو گئی صدا مین عیب آئین بارگاہین اور خیمے مسمار ہو گئے بجلیان گرین کہ بقیہ
سرداران اور رفقاے انجمن سب غارت و تباہ ہو گئے جو ساحر کہ عمرو نے یہان چھوڑے تھے
جہان تک کہ اُنسے بھاگا گیا بھاگے باقی ہلاک ہو گئے شاہ طلسم نے آکر دیکھا سب کو مرا پایا
اور لاشین پڑی دیکھین حکم کیا کہ انھین لاشون پر پانچ بارگاہین ہماری استادہ ہون
بمجرد حکم پانچ بارگاہ جن مین ستون مکلل بجواہر تھے استادہ ہو گئین اور ہر ایک بارگاہ مین
بارہ بارہ سو کرسی جواہر کی بچھ گئین تخت پر شاہ جلوہ گر ہوا سب نے قتل حریفان کی خوشی
کی نذرین دین ناچ ہونے لگا حیرت سے شاہ جادوان نے کہا لو مین نے دم کے دم مین سب
کو غارت کر دیا اب تم اپنی فوج یہین اتارو اور ناچ دیکھو صبح کو مین میلا جو لٹ گیا ہے
اوس کی درستی اور انتظام کرونگا اور عیار اکیلے رہ گئے ہین کہان تک بھاگتے پھرینگے
سب کو گرفتار کرکے بعذاب الیم قتل کرونگا اب مین باغ سیب مین جاکر بقیہ شب آرام
کرتا ہون کس لیے کہ کئی روز سے بیخور و خواب ہون ذرا تم اُس مفتنے عیار سے ہوشیار
رہنا یہ کہکر آپ باغ سیب مین جاکر آرام کرین یہ تو سویا اور فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا لیکن عمرو
جو گلیم اوڑھے یہان موجود تھا اُسکو جاتے دیکھکر از بسکہ دو دنہ بید سا کانپ رہا ہو دوڑتا ہوا آن
واحد مین مہرخ پاس پہونچا اور کہا جلد چلو یہی وقت ہے دشمن کو قتل کرو مہرخ وغیرہ لشکر
جرار تیار کرا کر روانہ ہوئی حیرت یہان ناچ دیکھ رہی تھی کہ فلک نے گردش دکھائی بلاے
آسمانی نازل ہوئی طنابین بارگاہون کی کٹ کر گرین اور ایسی آندھی آئی کہ روشنی تمام لگل

کی گل ہوئی یعنے مخمور نے بال کھول کر سر ہلانا شروع کیا وہ آفت آئی کہ جہان تاریک ہو گیا
پھر تو اُس اندھیرے مین لشکر فوج حیرت پر جا گرا دہی ساہان دو شنبہ پیش تھا آگے جیسا
سے سلیمن برق کی گرتی تھین پہاڑ سے پتھر آ آ کر آتے تھے سنگدلون کو خاک مین ملاتے تھے
قیامت برپا ہوئی ساحر کل کانو ہاتھ تھے زک اُٹھا چکے تھے ذرا بھی نہ اُٹکے بھاگ کھڑے
ہوئے ادھر بارگاہین گرین خیمے جلنے لگے حیرت منہ سمیٹ کر باہر نکلی پکاری ارے مشعل
سحر لاؤ ارے یاقوت ای زمرد کدھر ہے ارے فوج کو روکو کون سنتا ہے خیال البلا کی
پڑ رہا ہے بجلیان گرتی ہین ہوا سرد چلتی ہے باغ سحر لگا ہے کہین مخمور کے سحر سے مینہ برس رہی کا
چھڑ جاتا ہے بھگدر پڑی ہے ساحر قتل ہو رہے ہین بیرون کا غل ہے لشکر مہرخ کے طبل و بوق
بجتے تھے کرنا کا ہوتا تھا علم بلند تھے پھر رہے اُڑتے تھے الحفیظ الامان ہزارون ساحر
ہجان تھے کہ مقتضاے

نظم

گریزندگان را دران رستخیز
ہزار وسے بالہا لی ز راہ گریز
سواران ہمہ تیر پرداختہ
گہے تیر و گہہ ترکش انداختہ
دران سلخ آدمی زادگان
زمین گشتہ کوہ از بس افتادگان
بجان بر دھو دہر کے گشتہ شاد
کس از کشتن کس نیاورد یاد
زبس کشتہ بر کشتہ مردان مرد
شدہ راہ بربستہ بر رہ نورد
بران دجلہ خون بلند آفتاب
چو نیلوفر افگند زرق آب
پراگندگی در سپاہ اوفتاد
پژوہش ور آرزم شاہ اوفتاد

یعنے جسوقت کہ سنان مہرخ عالی شان کی جیسے ہندو سے شب کے کلیجے سے پار گذری اور خشم
آفتاب سے سنت درخشندگی نیزہ و شمشیر نے گہی عمرو اور بڑا رلایا حیرت ہمت ہار گیا
کمر کی تھی صبح کو دیکھا کہ میدان مین پتھر اور لاشون کا ہے بجاے طائر نوا سنجان چمن کے
زاغ و زغن کا ہجوم اُس دشت نا مبارک و شوم مین تھا خزانہ اور اسباب جو کچھ سلیمن کے
لٹنے سے بچا تھا اُسکا پتا نہ تھا نہ فوج تھی نہ لشکر و دست دہولش وغیرہ سب بھاگ گئے
تھے یہ بھی ناچار نالان و گریان باغ سیب کی طرف گئی عمرو لوٹ مار کر کے دم سحر اپنا لشکر
لیکر کوہ سیاہ دین آیا مگر مہرخ سے کہا کہ اب یہان سے بھی مع لشکر سمت کوہ سنہر جانا
بہشتیہ اپنے چھوڑ جاؤ سب نے پیٹلے اپنی حدورتون کو چھوڑ کے اور فوج کے ہاتھی کہ

تیغ وغیرہ چوپاے ہزاروں صحرا میں ہانک دیے اور خیمے استادہ کر کے ہزاروں ساحر
لشکر کے تقریباً ایسی ویسی گھاٹی میں اور جا بجا گرد پہاڑ کے مقرر کیے اور کہا جب کوئی آفت
آئے تو بھاگ جائیں غرضکہ ایسا بند وبست کر کے ہمراہ سپہر خمو کوہ سبز کی طرف گئے
اور عمرو گلیم اوڑھ کر یہاں ٹھہرا اور اس طرف حیرت نے جا کر اپنے شوہر کو بیدار کر کے
رو رو کر تمام حال بیان کیا افراسیاب بغضب تمام اسی وقت چلا اور لشکر جہاں
قتل ہوا تھا وہاں آیا برباد و تباہ اُسے دیکھ کر اس قدر غصہ آیا کہ طلسم باطن کی سمت
چھوڑ کر ہر جانب تلاش کناں دس دس کوس گیا آخر کوہ سیاہ میں دیکھا کہ ناچ
ہو رہے ہیں بارگاہ میں سردار بیٹھے ہیں لشکر اترا ہوا ہے یہ دیکھتے ہی انگشت شہادت
پہاڑ کے سامنے کر کے ایسا نعرہ مارا کہ سینہ کوہ شق ہو گیا اور پہاڑ کے پتھر اڑ کر برسنے لگے
اور دریا سے امواج پیدا ہو کر بارگاہ ڈگمگائی اور ساحر ڈوبنے لگے ہلچل پڑی جنکی
قضا نہ تھی وہ تو بھاگ کر بچے اور باقی مارے گئے دم بھر میں میدان صاف کر دیا کہا
سب ہنگام یہاں چھپے تھے اور وہاں پتلے اپنی صورت کے چھوڑ آئے تھے یہ کہہ کر خیمہ
استادہ کرا کر وہاں بیٹھا سحر کیا کہ نقارہ طلسمی بجا اہل لشکر اور شہر کے لوگ بھاگے ہو
خدمت شاہ میں آ گئے انہیں تسکین دی دکانداران اہل حرفہ و پیشہ کو عوض لٹنے
کے مال زر بہت سا دیکر رخصت کیا منتظموں سے حکم دیا کہ باغ جمشید اور چاہ زہرہ وغیرہ
جو مقام خراب ہیں وہ درست کیے جائیں اہل کاروں نے تعمیل حکم کی شاہ نے کہا
اے حیرت میں اب چار دانگ طلسم میں جہاں کہیں عیار ہونگے انکو قید و بند کر کے
لاتا ہوں اور اپنا کام آپ ہی خوب ہوتا ہے میں جاتا ہوں یہ کہکر لشکر اور حیرت کو
چھوڑ کر روانہ ہوا اور اس لشکر اس انتظام میں شاہ طلسم سپہر چہارم سمت کوہ سیاہ مغرب
سے گیا اور خود کو اب خیمہ گاہ افلاک میں قیام پذیر ہوا نظم

چو شب زلف عنبرین سازکرد — سر نافہ مشک را باز کرد
چو شب خواست کز شکم سیاہ آورد — منش سپہر سوے خوابگاہ آورد

عمرو نے صبح کو جا کر مطلع کیا وہ لشکر کہ گرد کی لشکریان حیرت بڑی برباد دی اور
تباہی اُٹھا چکے تھے خیمے گرتے ہیں اور بجلیاں چمکتی ہیں مال و اسباب چھوڑ کر بھاگ گئے
کہ میاں جان ہے تو جہان ہے انکے بھاگنے سے حیرت تنہا رہی خیال کیا کہ اتنے بڑے لشکر سے

اکیلے لڑنا ناممکن ہے یہ تصور کرکے رو بفرار لائی پھر تو بموجب مثل خانہ خالی دیو میگیرد عمرو نے بہت
جلد وہاں کا اسباب جو کچھ تھا بار کرا کر اپنا راستہ لیا اور بدستور اول کوہ سنہری میں انتظام کرکے
ہمراہ افتخار جادو سمت کوہ سرخ سارا لشکر گیا اور عمرو بھی انکی ساتھ لشکر کے گیا ادھر افراسیاب
عیاروں کو ڈھونڈھ رہا تھا کہ لشکری اسکو فراری ملے انسے حال سنکر پھرا لیکن سب ملازم
عرض پیرا ہوے کہ موافق قاعدہ اول کے حیرت لشکر لیکر اتریں حریف بھی مقابلے میں
آئیگا اسوقت شہنشاہ سب کو غارت کریں اور اس طرح عیار بڑی زک دینگے شاہ نے
اس راے کو پسند کیا اور پھر باغ سیب میں گیا حیرت بھی آئی حکم لشکر کشی از سر نو دیا ساحر
نامی ہمراہی ملکہ کے لیے تجویز ہونے لگے یہ اس فکر میں ہیں لیکن عمرو کوہ سرخ پہونچ کر ٹھہرا
اُس وقت شکیل نے کہا ہم تو مفارقت مطلوب میں اس ہنگامے میں جان دیتے تو اچھا
تھا اب میرے استاد شہنشاہ کو اگر کب کو میرے حال کی خبر ہوئی تو وہ مدد ضرور کرینگے عمرو
نے کہا ہم وہاں جائیں گے پتا پھر بتا وداسنے پھر بتایا کہ سمت مشرق کوہ ہفت رنگ اور
دریاے ہفت رنگ ہے اتنا کہنے پایا تھا کہ یکایک بجلی چمکی اور ہاتھی پر سوار ایک علم آیا آفتاب
نکلا ہوا دیکھا کہ وہ علم کا نیچہ تھا عمرو سمجھا کہ افراسیاب آیا اور وہ بھاگنے کا ارادہ کیا تھا کہ
شکیل نے پہچان کر کہا گھبراؤ نہیں یہ میرے چچا عشاق جادو ہیں یہ سنکر سب ٹھہرے
اسوقت ساحر ہزار در ہزار کرگدن سوار اور شیر سوار اور اژدر سوار و فیل سوار و طاؤس سوار
قریب پانچ ہزار کے اور بہت اور اثیت بے شمار ہیں ظاہر ہوے اور عشاق فیل پر سوار
نمودار ہوا شکیل دوڑ کر اس کی خدمت میں گیا اسنے پہچان کر گلے سے لگایا اور سب حال
سنکر فیل سے اترا اور لشکر ٹھہرا کر عمرو کی طرف چلا عمرو نے اسکو آتے دیکھ کر تاج سر پہ
مکلل بجواہر اور لباس پر تکلف پہنا ایسا لباس تھا کہ شاہان دہر کو ناممکن تھا گوہر شب چراغ
ہر جگہ اس میں روشن تھا لہذا خوب آراستہ ہوکر تخت پر جلوس کیا کہ وہ عشاق پاس آیا کہ
رعب خواجہ کا دیکھ کر سلام کیا دنگل پر بیٹھا بھاوج سے اپنی کہا کہ تم شاہ طلسم سے ناحق بگڑیں
عشاق نے کہا اب تو ہم مطیع عمرو ہیں اسنے کہا وہ کہاں ہیں کہا یہ کیا ہیں اسنے پہچان کر عمرو
سے ملاقات کی اور کہا خواجہ میرے پاس ایک انگوٹھی اور ایک کڑا ہے تمام عمر میں یہ تحفے
میں نے پیدا کیا ہے وہ میں تمکو دونگا کہ تمھارے بہت کام آئیگا اور افراسیاب
بادشاہ طلسم ہے اس سے میں مقابلہ نہیں کرسکتا یہ باتیں کرتا ہوا وہاں سے کوچ کرکے مع فوج

وغیرہ کے چلا اور اُس جگہ کہ جہان لشکر مقابلہ حیرت ہمیشہ کیا کرتا اور اُترا رہتا تھا پہونچا یہان
کئی ہزار ساحر شاہ جادوان کی طرف سے مقیم تھا عشاق نے ایک نارنج مارا کہ وہ بیچ لشکر مین
جاکر پھٹا اور دھوان پیدا ہوا کہ تمام دنیا سیاہ ہوگئی اُس دھوئین کے جسم مین لگتے ہی ملازمان
افراسیاب نے اپنے گلے اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالے لاشین اون کی پھنکوا کر پھکوا دین اور
خیمے اور سراپردے اور بارگاہ شاہی اور عیش محل وغیرہ درست کیے گئے بازارین آراستہ
ہوئین دوکانین کھل گئین بدستور قدیم لشکر مین چہل پہل گھماگھمی شروع ہوئی اور یہ خبر
طائران سحر نے شاہ طلسم کو پہونچائی اُسنے ساحران نامی کو مع لاکھون ساحرون کے ہمراہ
حیرت کے روانہ کیا لشکر حیرت دریا کے اس پار آکر جائے قدیم پر خیمہ زن ہوا اسکے ساتھ
صرصر عیارہ بھی آئی اور لشکر کو چھوڑ کر چلی کہ جاکر عیاری کرون غرضکہ صورت بدل کر
شہنشاہ کے لشکر مین آئی دیکھا کہ عمرو لشکر کے اُتروانے مین اور انتظام مین مصروف ہے
صرصر فی الفور صورت عمرو کی بنی اور بارگاہ مین عشاق کے آئی عشاق براے
آسایش اور کسل سفر سے آسودہ ہونے کے لیے بارگاہ مین آکر لیٹا تھا عمرو کو دیکھ کر اُٹھ بیٹھا
صرصر نے کہا میرے ساتھ چلو کچھ کام ہے وہ ہمراہ ہوا یہ تنہائی مین جب آئی بیضہ بیہوشی مارکر
بیہوش کر کے پشتارہ باندھ کر بارگاہ حیرت مین گئی اُسنے قید سحر مین مبتلا کر کے ہوشیار
کیا اور کہا اقرار کر کہ عمرو کا ساتھ نہ دونگا اُسنے کہا اب تو مین بیٹا سا شہر یا عمرو کا ہون
حیرت نے جلاد کو بلایا اور حکم قتل دیا لیکن بعد کچھ دیر کے یہان عمرو بارگاہ مین عشاق
کی گیا اُسے نہ پایا صورت بدل کر بارگاہ حیرت مین گیا لیکن صرصر نے پہچان کر کہا کھڑا تو رہ
سو سے اور نیمچہ پکڑ کر دوڑی عمرو باہر بارگاہ کے نکل گیا اتفاق سے برق بھی یہان آیا تھا
صرصر کو دیکھ کر چھپ رہا جب یہ قریب آئی برق نے کمند ماری کہ وہ اوبچھ کر گری اوسنے
بیہوش کر کے درخت پر چڑھ کر باندھ دیا عمرو سے کہا بیٹا بڑا کام کیا یہ سب کھیل بگاڑتی تھی حال
یہ کہ برق صورت مثل صرصر کے بنا کر بارگاہ مین گیا مگر ابریق وزیر نے حیرت سے کہا
کہ یہ صرصر نہین ہے حیرت نے سحر کر کے برق کو بھی پکڑ لیا اور ایسا سحر کیا کہ رنگ عیاری
چھوٹ گیا اصل صورت نکل آئی اسکو بھی برابر عشاق کے زیر تیغ بٹھایا یہ دونون برجوع
قلب سے درگاہ خدا مین کرنے لگے کہ اے دافع البلیات ہمین رہائی دے کہ بیت

ہمہ زیر دستیم و فرمان پذیر	تو ئی یاوری دہ تو ئی دستگیر

تیر دعا ہدف اجابت پر لگا یعنے دو ہنت کانون مین کنڈل ہاتھون مین لوہے کے کڑے
پہنے شکلین کالی کالی ہیئت نرالی بارگاہ مین آئے حیرت کو سلام کرکے ایک رقعہ دیا
اُسنے خط پڑھا کہ افراسیاب کے ہاتھ کا لکھا ہے مضمون یہ تھا کہ کتاب سامری دیکھکر معلوم
ہوا کہ تمنے عشاق و برق کو مقید کیا ہے ان ہنتون کے ہمراہ ہمارے پاس انکو بھیجدو حیرت
خط پڑھکر شوہر پہچان چکی تھی سے تال سحر اپنا دفع کرکے انکو حوالے کیا عمرو و قران ہنت بنکر
آئے تھے جب باہر آئے نعرہ کرکے بھاگے اور عشاق اڑکے بارگاہ مین آیا حیرت نعرہ سنکر
غمگین ہوئی اور بزور سحر دریافت کیا کہ صرصر درخت سے بندھی بیہوش ہے اُسکو کھلوایا اور
عشاق نے عمرو سے کہا کہ خواجہ تمنے مجھپر احسان کیا یہ کہکے بہت سے زر و جواہر توڑے کے توڑے
روپے اشرفی کے پیش کیے عمرو نے کہا وہ انگوٹھی اور کڑا جو آپنے دینے کہا تھا عنایت
فرمائیے اُسنے ساحرون سے حکم دیا کہ صندوقچہ لاؤ وہ ایک صندوقچہ لائے اُسنے اُسکو
کھولکر انگوٹھی اور کڑا نکالا نگینہ انگشتری کا آفتاب کی طرح چمکتا تھا غرضکہ وہ حوالے عمرو کے
کرکے کہا کہ تم ہر ساحر پر فتحیاب ہوگے اور کسی کا سحر تمپر تاثیر نہ کریگا اور یہ انگوٹھی مثل انگشتر
جمشید ہے اور صفت اسکی بہت ہے تمکو خود حال ظاہر ہوگا اب مین بھی جاتا ہون اور تمھین بھی
چاہیے کہ سمت کوکب جاؤ اور اسکو اپنا شریک کرو عمرو اسی وقت اُٹھ کھڑا ہوا کہ مین
جاتا ہون یہ خبر مخمور نے سُنی جس طرح بیٹھی تھی اُٹھ کھڑی ہوئی کہ خواجہ مین تمھارے ساتھ
ہون ان تمام ہنگامون مین وہ رات تمام ہوئی یعنے درج سیاہ شب سے لعل آبدار خورشید
جوہری روزگار نے نکالا اور بازار انجم برخاست ہوا کہ بمقتضای نظم

بر آسودہ تا صبحدم بر دمید
ملک بارگہ سوے صحرا کشید
سپیدی سفید اندر سیاہی بپاید
عنان برہ داد و منزل برید

یعنے صبح کو ہر ایک سے ملکر مخمور کو ہمراہ لیکے عمرو سمت کوکب روانہ ہوا اب یہ دیکھنا
تو چاہیے ہین اور لشکر دونون جانب کے آمادہ جدال و قتال ہین لیکن خاکسار اس جلد
کو ختم کرتا ہے انشاء اللہ بقید حیات مستعار اور فرط شوق ناظرین فسانہ عالی تا جلد
ثانی بھی لکھیگا سراسری مین اس جلد کو عجلت مین حقیر نے لکھا ہے منشی گری کا دعوی
نہین کیا ہے بس میری غلطیون پر نظر نہ فرمائین اور مجکو دعای خیر دین فقط

قطعات تاریخ مطبوعہ سابق

از نتائج سخن بنیاد مؤلف طلسم ہذا یعنے حضرت جاہ

لکھی جو اے جاہ داستان یہ عجب مزے کی حکایتیں ہین
کہین ہے جنگ و جدل کا سامان کہین ہے عیاریوں کا چرچا
کسی جگہ ہے صفت مکان کی کہین یہ تعریف شہر کی ہے
کہین یہ آمد ہے لشکروں کی کہین لڑائی کا ہے سراپا
کہین ہے نیرنگی طلسمی کہین ہے اس مین بیان جادو
کہین ہے وصف بہار گلشن کہین بیان صفات صحرا
کہین ہے جھگڑا جو عاشقو نسے تو نازنینون کی پیاری باتین
کہین سراپائے حسن دلبر کہین ہے میلے کا اہین جلسا
نرالی صورت سے ہر جگہ پر بیان کیا ہے جو دن کا ہونا
تو رات ہونے کے وصف مین بھی نیا ہی انداز ہے نکالا
کہین کسی پر کوئی ہے عاشق تو لطف الفت لکھا گیا ہے
بیان ہجرت جو کوئی دیکھے تو غم کا سامان ہے مہیا
جو فکر تاریخ سال مین کی تو بولا ہاتف کہ جاہ لکھدے
طلسم عالم مین روح افزا طلسم نادر رواج پایا
۱۳۰۱ھ

از جناب منشی دھنپت رای صاحب محقق لکھنوی خلف منشی جبیکھ رای صاحب خیرآبادی فرمان نویس سلطانی مختار نواب حیدالدولہ عضدالملک میرزا مہدی حسین صاحب بہادر اسد جنگ

نوشت جاہ در اردو چو داستان لطیف
پے وضاحت سالش بہ بینات و زبر
عروس طبع متینش ز رمضا بین سفت
طلسم ہوش ربا و لفزا۔ محقق گفت
سمت ۱۹۴۰ راجہ بکرماجیت

ایضا در صنعت از حروف منقوطہ

داستان امیر حمزہ دلپسند
جاہ بے اشکال و بے عایق نوشت
سال تاریخش تحقق بی زا لبدیہہ
داستان خوشتر و فائق نوشت

از شاعر نکتہ آرا جناب منشی رام سہای صاحب تمنا مالک مطبع تمنائی لکھنوی

نہ کیون ہو میر محمد حسین جاہ کا نام
کہ لکھی شرح ہند جہان بصد اعزاز
جو داستان ہی وہ دلکش جو ذکر ہی وہ نفیس
اگر ہے طرز نرالا تو ہے نیا انداز
ہوا جب ختم کتاب بسیط کا انجام
کہ تھا سعید جہان اس فسانہ کا آغاز
یہ سال طبع تمنا بصد تمنا لکھ
طلسم ہوش ربا داستان ناز و نیاز

از ہنر پرور جناب منشی مرزا جعفر حسین صاحب قمر لکھنوی شاگرد حضرت صبا

لکھا جو جاہ نے افسانہ فصیح و بلیغ
کہ جس میں خوبی حسن بیان ہوئی ہی تمام
ہر ایک لفظ ہی شیرین ہر ایک حرف ملیح
بیان سب ہی مسلسل نہ ہے وقفہ نظام
قمر کو فکر جو تاریخ سال ہجری تھی
گر اسے ایک کہا ہی - بہار باغ کلام

تقریظ مع تاریخ از جناب منشی آغا محمد صاحب حجت لکھنوی

لئیمہ سنجی ہزار داستان زبان گلشن حمد نخلبند حدیقہ کون و مکان میں جسقدر ہو کم ہے کیونکہ وہ بفحوائے اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون صانع طلسم عالم ہے کہ بہ بیت صانعی کنہ کمال عز و جلال + ورشنائے زبان ناطقہ لال + و نعت آفتاب سپہر رسالت فخر عالم و آدم اکلیل سر عرش معظم فروغ بخش لوح خاطر روشن ضمیران ہے کہ وہ پیشوائے رسولان سلف دُر یتیم پاکیزہ صدف بحر بے پایان شرف مفتاح کنز عرفان ہو صلے اللہ علیہ و علی آلہ الطاہرین واصحابہ وازواجہ اجمعین صریر طوطی خامہ معانی نگار شکر ریز توصیف شکرستان خوش مقالی حضرت جاہ میں ہی کہ جنھون نے طلسم نادر و لاجواب انتخاب مطبوع طبع ہر شیخ و شاب تحریر فرمایا یا لحق اعجاز بیان اور نیرنگ قلم دکھایا یہ طلسم ہفت دفتر داستان امیر حمزہ کی جان ہے اس گوہر بے بہا کی کسے پہچان ہو لاریب اسم با مسمے ہے بیشک ہوش ربا ہے ہر دفتر میں ایک ایک لفظ فارسی لکھا تھا وہ بھی کسی کو نہ ملتا تھا منشی جاہ نے اسکو عبارت رنگین مضمون، نشا

تصریح وار لکھا واللہ کمال کیا تکلف یہ کہ جو زبان اردو روزمرہ عام و خاص کی ہے اوسی میں
بیان کیا ہے قافیہ پیمائی اور تکسابندی کو چھوڑا ہے پھر اسی طرز میں استعارات مرغوب
بیان حسن و عشق سبحان اللہ کیا خوب کسی بات کو ترک نہ کیا اور دفتر کی شرح میں نہ ایک
حرف کم ہوا کچھ نہ گھٹا نہ بڑھا امیر کا کوہ عقیق میں داخل ہونا اور بدیع کا شکار کو جانا
غزال جادو کی وجہ سے قید ہو گرفتہ سحر ہونا پھر عمرو کا جا کر شرارہ کو مارنا عشق بلکہ تصویر
جادو بدیع سے اور مارنا دیو طلسم کو پھر قید ہو جانا دہن اژدر میں پھر اسد کا اور عیاروں
کا طلسم میں جانا اور عشق ملکہ مہ جبین پھر ذکر شکست مہرخ اور لشکر کشی فوجوں کا مبارز
بہار کا لڑنا عمرو کی عیاریاں ساحروں کو مارنا محمور کا عشق نور الدہر سے پھر سرسٹا اور
مصور کا مقابلہ صرصر سے رعد کا عشق الماس پری چہرہ و خضر مصور سے غرض جو بیان
کیا للہ اسکا سارا کھینچ دیا کہیں وحشت کی رنگینی وہ گلہائے الفاظ کی گلشن کتاب میں خوشبو
پھیلی کہیں وہ معشوقوں کے ناز و عاشقوں کے شوق آمیز انداز ہر جگہ لٹا دیا ان سحر آزمایان
سبحان اللہ مولانا موصوف نے قلم توڑ دیا ہے فی الحقیقت یہ شاعر شیوا زبان بلبل ہندوستان
ہے الفاظ غرائب فصاحت حافظ مراتب بلاغت وزن شناس میزان تقطیع موجد کلام بدیع مخلد بنا
حدیقہ معانی بہار ملمع بیانی نشاط مرصع زبانی صیرفی دارالعیار سخندانی ہے واہ واہ کیا کیا حضرت
نے شماری فرمائی ہے طبیعت داری دکھائی ہے ہر فقرے سے دل آویزی پیدا ہے ہر لفظ سے
دقیقہ سنجی ہویدا ہے کہیں عورتوں کی زبان ہے بعینہ وہی محاورہ اور ویسا ہی بیان ہے جہاں ہجر
کی شکایت ہے کیا فراقیہ دلسوز حکایت ہے ہر حرف نقش ارژنگ مانی و بہزاد ہے ہر فقرہ کا شانہ کتاب
میں شاد و آباد ہے سحر کے عجائبات اور غرائبات صنع ندرت طرازی مؤلف دکھائی ہے روح
سامری کو شرمائی ہے معرکہ آرائی جنگ و جدال بیرنال کو سام و نریمان و رستم دستان بنائی ہے
فقروں کی چلبلاہٹ شاہد رعنا ہے الفاظ کی اچپلاہٹ حسینان جہان کو اپنے حسن دل آویز
پر لجاتی ہے ایسے جانان دلفریب و رہزن صبر و شکیب غارتگر متاع خرد و ہوش ہر صغیر و کبیر
ہزار ہا پیر کو یاروں نے بہت ڈھونڈھا لیکن مثل گوہر شب چراغ نایاب پایا سچ ہے کیوں نہو
النادر کالمعدوم مشہور ہے ایسی چیز کا مشتاق ہر ذی شعور ہے فی الحال جناب ممدوح نے زمین طلسم
اطوار عالم کو مطبع فیض منبع مرجع خاص و عام عالی مقام نامی و گرامی اودھ اخبار خوش
…الک مطبع قدردان ہر فن خصوصاً فن خلق و مروت مہربان ہنر پرور

علی الخصوص ہنر جو و سخاوت عالی ہمت والا نہمت دقیقہ سنج مرنجان مرنج زبان وہ زبان دانان جوہر شناس شاعران و سخندان صاحب زر و زور جناب منشی زبان نول کشور رضاعت اللہ اجلالہ واقبالہ بالتوالی والتواتر کی سعی نہایت سعید کی سے اس معشوقہ لطف فریب کو حلیِ گرانمایہ و زیور جوہر جلیے بہا سے طبع سے آراستہ فرمایا ہے خریدار مشتاق یقین ہے کہ خرید کر کے حظ وافی اور لطف وافی اٹھائینگے جب اسے پڑھینگے دنیا کے قصے بھول جائینگے اس افسانۂ عجیب و نادر کی کہاں تاب توصیف کی جائے یہ خوبی میں آپ ہی اپنی نظیر ہے لہذا ایک قطعۂ تاریخ سال اتمام تحریر کیا

قطعۂ تاریخ

لکھا یہ جاہ نے افسانہ فصیح و بلیغ — جو فقرے اسکے ہیں رنگین تو ہیں بیان سلیس
نثار کیوں نہو رنگین بیانیوں پہ دل — کہ یہ فسانہ دل زار کا ہوا انیس
عجیب شوخی مضمون ہے ماشاء اللہ واہ — عجیب قصہ ہے ہر اہل انجمن کا جلیس
کہ اسکے سحر سے افسانہ لکھو تاریخ — ہے حکایت عمدہ و داستان نفیس

[illegible]

از شاعر ذیشان جناب منشی سلطان خان صاحب سلطان لکھنوی شاگرد عبدالغنی خان غنی

عجیب خامۂ سحر نگار جاہ ہے واہ — دکھایا جسنے یہ اعجاز حسن اپنا تمام
دکھائے جادو طرازی کو خوب ہی نیرنگ — زبان کلک سے گویا لیا طلسم کا کام
تمام قصہ ہے اس طرح کا فصاحت بیز — نثار جسپہ فصیحوں کے دل رہینگے مدام
جو فکر کی ہے تاریخ سال اے سلطان — کہا یہ دل نے کہ ہے گلشن خرد یہ کلام

[illegible]

از نکتہ پرور جناب نواب مرزا محمد اکبر صاحب اکبر لکھنوی شاگرد حضرت زیبا

جناب جاہ کی جادو طرازیاں ہیں یہ — زبان کلک کے اعجاز کو دیا ہے رواج
طلسم ہوش ربا واقعی ہے ہوش ربا — کہ اس فسانے کو کہیے سرور بخش مزاج
پئے فصاحت تاریخ سال اے اکبر — سروش غیب یہ بولا کہ کیوں ہے تو محتاج
نظر جو پڑتی ہیں خیر نگاہان بلایا ہے — ایاغ بادۂ سحر طلسمی آج

[illegible]

از سخن پناہ جناب مرزا محمد جان صاحب آہ لکھنوی شاگرد نجم بھانوی

مہر سپہر نثر ہی ہے یہ فسانہ واہ واہ — کیون نہ ہو سحر فصاحت کا یہ دُرِ بے بہا
کہتے ہین جادو بیانی اسکو پڑتی ہی نظر — ایک دم مین کشور دل کو مسخر کر لیا
سر کو جادو کے جدا کر کے لکھو تاریخ آہ — کیون نہ ہو یہ داستان دلستان دلربا

سنہ ۱۳۰۱ھ

از سخن پناہ جناب میر محمد حسین جاہ مؤلف فسانہ ہذا بحروف منقوطہ

بسا ہوا ہی زمانے کا بوی گل سے دماغ — فروغ گل سے چمن مین بھی جل رہی ہین سراج
کھلے ہین باغ مضامین کے تازہ تازہ گل — ہے سکۂ زر گل کا چمن مین خوب رواج
طلسم ہوش ربا ہے فسانۂ رنگین — معانی اسکے ہین سب دلبرونکے سر کے تاج
اسی کی جلد ہے پہلی دوبارہ معرض طبع — دیار حسن کے شاہون سے کیون نہ لے یہ باج
لکھو بصنعت منقوطہ جاہ یہ تاریخ — بہار باغ سخن کی ہی دونی رونق آج

قطعۂ تاریخ ثانی از جناب منشی رام سہاے صاحب تمنا مالک مطبع تمنائی

یہ وہ قصہ ہے جسے سحر کا دفتر کہیے — غنچۂ جادو نیرنگ کا جوہر کہیے
نثر مین سبقت زبانی کا جو پیدا ہی اثر — اسکو بیشک رگ جان سخن کے لیے نشتر کہیے
خوبی بندش مسلسل کا بیان ہو کیونکر — زلف سنبل اسے یا گیسوے دلبر کہیے
لفظ اسکا تو فصاحت کی دکھاتا ہی بہار — کیون نہ اس نثر کو ہر نثر سے بہتر کہیے
کام ہی ایسا کیا جاہ نے سبحان اللہ — ایسے ناثر کو نہ کیون شاہ سخنور کہیے
اب دوبارہ جو چھپا نسخۂ راحت انگیز — ہے بجا اسکو اگر قند مکرر کہیے
اے تمنا یہ تاریخ بصد لطف و خوشی — قصۂ ہوش ربا دلکش و دلبر کہیے

سنہ ۱۳۰۱ھ

تاریخ طبع ثانی از طبع وقاد جناب منشی دوارکا پرشاد صاحب افق برادر خورد تمنا

یہ داستان ہوش ربا مخزن طلسم — قصون کی آبرو ہے فسانون کی جان ہے
نثر اسکی بے نظیر عبارت ہے بے مثال — عمدہ ہے بول چال دل آرا بیان ہے

انشا کے قاعدے سے ہی الفاظ کی نشست / کل روزمرہ صاف ہے شستہ زبان ہے
باغ طلسم و جادو و نیرنگ ہیں سطور / جو صفحہ ہے وہ سحر و فسون کا سکان ہے
ہر جملہ اسکا ہے صدف گوہر کمال / فقرہ ہر اک جواہر خوبی کی کان ہے
ہر حرف سے ہیں جوہر انشا گری عیاں / ایک ایک لفظ جسم فصاحت کی جان ہے
یہ قصۂ نفیس جو بار دوم چھپا / گلچین بوستان معانی جہان ہے
آئی لب افق سے ندا بہر سال طبع / نایاب قصہ ہوش ربا داستان ہے

تاریخ طبع ثانی از جناب میر وارث علی صاحب صبیح شاگرد جناب میر عشق مرحوم

ہوئی وہ طبع کتاب طلسم ہوش ربا / ہر ایک جسکا ورق طبقہ بوستان ہے
نہیں ہے نثر ظہوری ہی کچھ نثار اسپر / کہ سن کے طائر گردون بھی دل سے قربان ہے
جہان ہے نظم جہان بوستان کا ہے عالم / ہر اک شعر ہے یا گلبن گلستان ہے
جہان پہ آگیا ہے ذکر رزم صل علے / ظہور رستم دستان کی جنگ کا وان ہے
کیا ہے ساحرون نے سحر کا بیان جس جا / تو جنگ حضرت موسی وہان نمایان ہے
پری وشون کا کہین تذکرہ اگر آیا / تو وان پہ صاف عیان صورت پرستان ہے
کہین ہے بزم کا رنگ اور کہین ہے رزم کا ڈھنگ / کسی مقام پہ عیارین کا سامان ہے
مؤلف اسکے محمد حسین جاہ جو ہین / کہ داستان گوئی مین ہر اک ثنا خوان ہے
کہی صبیح نے تاریخ انکی ایسا سے / کہ جسکے ہر اک اہل ہوش شادان ہے
یہ وہ کتاب چھپی ہے کہ نثر تو اک طرف / پکارتے ہین پریرو بھی اپنا ایمان ہے

از نتیجۂ طبع رسا و فکر آسمان پیما مورخ کامل جناب منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع ہذا

چو طبع گشت بآئین خوب و طرز حسین / نوشت مصرع تاریخ سال او عاقل
ز جاہ قصہ زیبا و داستان حسین / طلسم ہوش ربا دلکش طراز آگین

تاریخات طبع جدید

از نتیجۂ فکر ابو ناظم مولانا محمد حامد علی خان حامد شاہ آبادی مصحح مطبع ہذا

لکھی یہ داستان ہے اوسنے حامد — کہ جواب طوطیِ شکر فشان ہے
ہے رنگین جس طرح اس کی عبارت — بتاؤ دوسری ایسی کہان ہے
لکھی یہ داستان اسنے ہے ایسی — کہ عاشق جسپہ ہر پیر و جوان ہے
طبیعت اوس کی ہے اک بحرِ زخار — سمندر کی طرح ہر دم روان ہے
زبان مین اُس کی سحرِ سامری ہے — حقیقت مین بڑا جادو بیان ہے
مراد حاصل ہوئی ہر قصہ خوان کی — جسے دیکھو وہ ازبس شادمان ہے
غرض چھپکر ہوئی تیار جب یہ — کہ جو خوبی مین ممدوحِ جہان ہے
پئے تاریخ کی تب فکر مین نے — کہ یہ معمول طبعِ شاعران ہے
سیدی فکر رسا نے مجھسے حامد — جو خضر جادۂ گم گشتگان ہے
یہ فرمایا نہ کر کچھ فکر تاریخ — یہ لکھدے۔ فرحت افزا داستان ہے

سنہ ۱۳۰۸ھ

تاریخ طبع از فکر شیرین تقریر منشی عدیم النظیر ہمہ دان جناب منشی وزیر محمد خانصاحب رئیس ہمیرپور حال سررشتہ دار سپرنٹنڈنٹی پولیس کانپور

وزیر ایسا قصہ لکھا جاوے نے — عیان جس سے ہے منشی کا کمال
اگر ہے انصاف سے پوچھیے — تو ثانی ہے اسکا جہان مین محال
جہان دیکھیے اک نیا لطف ہے — غرض ہے عجب کچھ مضامین کا حال
ہوا چھپ کے تیار جس وقت یہ — ہوا ہمکو تاریخ کا تب خیال

کہا دل نے ہے عیسوی کی جو فکر — تو لکھدو۔ بضاعات دل بے مثال

سنہ ۱۳۰۸ھ — سنہ ۱۸۹۱ع

قطعۂ تاریخ طبع از منشی محمد منیر خان صاحب منیر رئیس نبالہ حال وارد کانپور

داستان یہ بتاؤ تم ہو منیر — ایسی دیکھی کہین عدیم المثل
مصرعۂ فارسی مین لکھدو سال — داستان ہست این عدیم المثل

سنہ ۱۳۰۸ھ